# جو بکھروں میں سہارا تو

## میرب حیات

گھٹاٹوپ اندھیرااور اس پر مستزاد تیز برستی بارش۔۔۔رات کی تاریکیاں اپنے عروج پر تھیں۔وہ کمبل میں سکڑی سمٹی لیٹی ہوئی تھی۔ آنکھیں گہری نیند کے زیراثر خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھیں۔کمرے میں جلا واحد نائیٹ بلب اچانک بجھ گیا پھر یک دم پورے گھر کی بتیاں گل کر دی گئیں تھیں۔ مگر وہ بے خبر وجود اپنے ساتھ بیتنے والی قیامت سے انجان بے سدھ پڑا تھا،اس کی بند پلکوں پر اترے سہانے خواب کسی عجیب سے احساس کے زیراثر ٹوٹے تھے۔اسے لگا جیسے کوئی بھاری شے اس پر آبیٹھی ہے۔اس لڑکی کو نیند میں ہی سانس لینے میں دشواری ہونے

لگی۔ اس نے کروٹ بدلنا چاہی لیکن یوں محسوس ہوا کہ جیسے جسم مفلوج ہو گیا ہو۔۔۔ لڑکی نے گھبرا کر پلکیں وا کرنے کی کوشش کی مگر پلکوں پر بھی کچھ بوجھ سا تھا۔ کسی کی گرم سانسوں کی تپش اسے اپنے چہرے اور گردن پر شدت سے محسوس ہوئی تھی۔ لمحے کے ہزارویں حصے میں اس کی حواس بیدار ہوئے تھے۔ آنکھیں پوری کھولے وہ کمرے میں چھائے اندھیرے کی پرواہ کیے بناء خود پر جھکے اس شخص کا مقصد سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اگلے ہی پل اس توانا مرد کے مضبوط ہاتھوں کی گرفت سے اسے مقصد کا ادراک ہوا تھا۔ اس کا نازک دل ڈوب کر ابھرا تھا۔ بنا وقت ضائع کیے اس نے اپنی پوری جان لگا کر اس شخص کو دھکا دیا تھا اور بیڈ سے نیچے اُتر کر اندھا دھند دروازے کی طرف بھاگی تھی۔ بیڈ پر گرا وہ شخص اس سے بھی زیادہ پھُرتی سے اُٹھا تھا اور اس کی پیچھے لپکا، جو دروازے تک پہنچنے سے پہلے ہی کمرے میں پڑے میز سے ٹکرا کر زمین پر گر چکی تھی۔

ایک بھرپور قہقہ لگاتے ہوئے اس مرد نے زمین سے اُٹھتی ہوئی لڑکی کو جالیا۔

"ارے ارے۔۔۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے میری جان۔۔۔ یوں بھاگو گی تو میری پیاس مزید بڑھاؤ گی اور نتیجہ ؟؟؟ نتیجہ تم جانتی ہو کہ میں تمہارا کیا حشر کروں گا۔" اس کی کمر میں بازو حمائل کرکے وہ لائیٹر کی روشنی میں اُسے واپس بیڈ پر لے آیا جبکہ وہ اس کی گرفت سے نکلنے کے لیے بری طرح سے مچل رہی تھی۔

"مم۔۔۔ مجھے چھوڑ دیں۔۔۔ خدا کی لیے مجھے جانے دیں۔" اس کی سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرنے کی بھرپور کوشش کرتی وہ گڑگڑا رہی تھی۔

"ایسے کیسے جانے دوں۔۔۔ کمرا تو تمہارا ہے۔۔۔ جانا تو مجھے چاہئے یہاں سے۔۔۔ اینڈ ڈونٹ یو وری سوئیٹ ہارٹ

۔۔۔میں ہی جاؤں گا یہاں سے مگر۔۔۔تمہارے چہرے پر سیاہی ملنے کی بعد۔۔"

اس کے حرکت کرتے دونوں ہاتھوں کو سختی سے اپنی مضبوط مٹھیوں میں مقید کرتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ بیڈ کی سطح سے لگا دیے۔اس لڑکی کا دل ڈوبنے لگا۔

"نن۔۔۔نہیں۔۔۔مجھ پر رحم کریں چھوڑ دیں مجھے۔۔۔"وہ بُری طرح بلکنے لگی مگر مقابل انسان نہیں شیطان تھا۔

"رحم ہی کر رہا ہوں، تم مجھ سے اتنی محبت کرتی ہو تو کم از کم مجھے اتنا تو کرنا چاہیے تمہارے لیئے کہ ایک رات کا ساتھ بخش دوں۔۔۔!"اس کی بھاری آواز میں سفاکیت تھی۔گرفت میں شدت تھی۔وہ بُری طرح چلانے لگی۔

"نن۔۔۔نہیں کرتی میں تم سے محبت۔۔۔چھوڑو مجھے ذلیل انسان۔۔۔۔چھوڑ دو مجھے۔۔"

چیختی ہوئی وہ ہاتھ پاؤں چلانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی مگر کامیابی ناممکن تھی۔

"ماما۔۔ماما۔۔مجھے بچا لیں۔۔۔ماما مجھے بچا لیں۔۔"وہ بری طرح تڑپ رہی تھی مگر اس پورے گھر میں اس کی پکار سننے والا کوئی نہیں تھا۔اور جو تھا وہ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اس کے وجود کے پرخچے اُڑا رہا تھا۔

"تمہاری بدکردار ماں خود کو نہیں بچا سکی تو تمہیں مجھ سے کیا بچائے گی۔۔۔"اس کے کان میں سرگوشی کرتا وہ درندگی کی انتہاؤں کو چھو رہا تھا جبکہ چیختی چلاتی، ہاتھ پاؤں مارتی وہ نڈھال ہو رہی تھی۔

"ماما۔۔۔!"وہ پورا زور لگا کر چیخ رہی تھی مگر اس کی ماں وہاں کہیں ہوتی تو اس کو بچانے آتی۔جبکہ وہ مرد اب پُرسکون سا اس کے بیڈ پر ٹیک لگائے سگریٹ سلگا رہا تھا۔وہ اس کی چیخوں کو خوب انجوائے کر رہا تھا۔۔۔دل میں کہیں سکون سا اُتر رہا تھا اسے تڑپتے، بلکتے دیکھ کر۔۔۔

"سوئیٹ ہارٹ! کیوں نہ لائیٹس آن کر لی جائیں۔۔۔؟ مجھے یقین ہے مجھے اپنے قریب دیکھ کر تمہیں بہت اچھا محسوس ہو گا۔۔۔" اندھیرے میں سگریٹ کے کش لگا تا وہ لائیٹر کی روشنی میں اس کا رویا رویا نڈھال چہرہ دیکھ رہا تھا۔ اس کی بات پر اس نے زمین پر پڑا کمبل لینے کی کوشش کی۔

"آہاں۔۔۔ ابھی رات باقی ہے جان من۔۔۔" سلگتی ہوئی سگریٹ اس کے کان کی لو پر مسل کر وہ دوبارہ اس کے قریب آیا۔ درد سے اس کی چیخیں نکل گئیں۔۔ رو رو کر اس کا گلا بیٹھ گیا تھا۔ سسکتے ہوئے نڈھال وجود نے ایک بار پھر مزاحمت کی کوشش کی تھی۔ مگر اس کی ساری کوشش بیکار گئی تھیں۔ گذرتی رات اس کے مقدر میں سیاہی لکھ چکی تھی۔ وہ ہزار کوششوں کے باوجود بھی خود کو برباد ہونے سے نہیں بچا پائی تھی۔ فتح کے نشے میں چور شیطان ساری رات اس کے وجود کو بکھیر تا رہا اور وہ بد نصیب لٹتی چلی گئی۔ جسم زخم زخم ہو چکا تھا، رُح لہولہان تھی۔ صبح کی روشنی پھیلنے سے پہلے وہ اس کا جسم اور رُوح داغدار کر کے جا چکا تھا۔ وہ جا چکا تھا۔۔۔ ہاں وہ شخص جا چکا تھا مگر اس کی چہرے پر سیاہی ملنے کے بعد۔۔۔ وہ اپنا کہا پورا کر کے گیا تھا۔ اس کے بائیں رخسار پر سگریٹ سے اپنے نام کا پہلا حرف کندہ کر گیا تھا۔ کوئی گنجائش چھوڑنا ہی نہیں چاہتا تھا وہ۔۔۔۔ وہ چاہتا تھا کہ جب اس کی ماں اپنی بیٹی کا حشر دیکھے تو پہلی نظر میں ہی پہچان جائے کہ یہ کام اسی نے کیا ہے۔ بیڈ پر پڑے ساکت وجود میں زندگی کی کوئی رمق نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"اللہ کی پناہ۔۔۔ بس کر دو نشال بی بی۔ کیا آنکھوں ہی آنکھوں سے سالم ہی نگلو گی میرے بھائی کو۔۔۔؟؟" وہ

دروازے کی اوٹ سے لاؤنج میں کھڑے ضیغم اجلال کو دیکھ رہی تھی جب اچانک ملیحہ نے آکر اس ٹھوکا مارا۔ وہ پوری کی پوری اچھل گئی پھر اگلے ہی پل ڈھٹائی سے مسکرائی۔

"یہی سمجھ لو۔۔۔ میرا بس چلے تو تمہارے بھائی کو سب سے چھپالوں۔۔"

ضیغم کو پھر سے دیکھتے ہوئے وہ آرام سے بولی جواب ممانی جان (ضیغم کی والدہ) سے سر پر ہاتھ پھروا کر باہر کی طرف جارہا تھا۔ نشال کی آنکھوں میں جلتی جوت بجھنے لگی۔ دل اُداس ہونے لگا۔

"ایک تو تمہارے بھائی کی یہ جاب مجھے زہر لگتی ہے قسم سے، دو دن سے زیادہ گھر میں ٹکتے ہی نہیں محترم۔۔" اس کو لمحہ بہ لمحہ نگاہوں سے دور ہوتا دیکھ کر وہ بھیگے لہجے میں بولی۔ ہمیشہ کی طرح آج پھر اس کو جاتا دیکھ کر نشال کی آنکھوں میں پانی بھر آیا تھا۔ ملیحہ بھی اس کو اداس ہوتے دیکھ کر افسردہ سی ہو گئی۔

"جسٹ ریلیکس یار۔۔۔ شادی کے بعد چھڑوا دینا یہ جاب، تمہاری خاطر چھوڑ دیں گے ڈونٹ یو وری"

اسے ہنسانے کو ملیحہ نے اسے چھیڑا۔ نشال کے لبوں پر ایک پھیکی سی مسکان در آئی

"مجھ سے شادی کریں گے یہ جناب تب ہی ناں۔۔۔ مجھے دیکھتے ہی تو محترم کی پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں۔۔۔ شادی کیا خاک کریں گے۔۔۔!" ہنستے ہوئے کہتی وہ اپنا ہی مزاق اُڑا رہی تھی۔ اسے خود اذیتی میں مبتلا دیکھ کر ملیحہ کو بھی تکلیف محسوس ہونے لگی۔

"کیوں نہیں کریں گے۔ تم ہی سے تو کریں گے، تم ٹینشن مت لو۔۔۔ ابو اور آغا جان کا فیصلہ تمہارے ہی حق میں ہو گا، اور جب وہ دونوں تمہارا ساتھ دیں گے تو ضیغم بھائی تمہی سے شادی کریں گے، دیکھ لینا تم۔۔۔" ملیحہ نے

جوش سے کہتے ہوئے اسے حوصلہ دیا۔

"ہاں اور اگر بھائی نہیں کریں گے تو میں ہوں ناں، میں کرلوں گا تم سے شادی۔۔۔ آخر کو بچپن کا ساتھ ہے ہمارا، تمہارے لیے اتنا تو کر ہی سکتا ہوں میں۔۔!" ایک آنکھ دبا کر بولتا ہوا وہ ضرغام اکرام تھا۔ جانے کب وہ ان دونوں کی باتیں سنتا ہوا وہاں چلا آیا تھا۔ نشال نے اس کی بکواس پر اس کو گھورا جبکہ ملیحہ کھکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

"ناٹ آ بیڈ آئیڈیا۔" ملیحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ جبکہ نشال ان دونوں بہن بھائی کے مذاق پر تپ گئی۔

"میری ہیلپ کرنے کی بجائے تم الٹا خود ہی مجھے لائن کروا رہے ہو بے شرم انسان۔ حد میں رہ کر بات کیا کرو مجھ سے، میں تمہاری ہونے والی بھابھی ہوتی ہوں۔۔ اور تم مجھ سے ایسی باتیں کر رہے ہو۔۔۔" وہ خفگی سے بولتی چلی گئی۔

ضرغام کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔۔

"ہم کیسے تمہاری ہیلپ کر سکتے ہیں جب تم خود ہی اپنی کوئی ہیلپ نہیں کر رہیں۔۔ چھپ چھپ کر انہیں دیکھتی رہتی ہو۔۔ بھلا ایسے تھوڑی کام چلے گا۔۔۔ شیرنی بنو شیرنی۔۔۔ کسی دن ان کے سامنے جاؤ اور کہہ دو۔۔۔" آئی لو یو ضیغم۔۔۔ مجھ سے شادی کریں گے آپ۔۔؟" بس اتنا پوچھنا پھر مجھے یقین ہے کہ بھائی جھٹ تمہیں ہاں کہہ دیں گے۔۔۔" ضرغام نے اپنے پورے دماغ کا استعمال کرتے ہوئے اسے مشورہ دیا۔۔

ملیحہ نے اس کی بات سن کر اسے یوں دیکھا جیسے کہہ رہی ہو "مرواؤ گے کیا" جبکہ نشال نے اس کے بوگس مشورے پر منہ پھلا لیا۔۔

"مجھے بھی ہنڈرڈ پرسنٹ یقین ہے کہ وہ میری پوری بات سنتے ہی ایک زوردار تھپڑ میرے منہ پر ماریں گے اور ہاتھ سے پکڑ کر مجھے اس گھر سے نکال باہر کریں گے۔۔۔اور تب آغا جان کی سپورٹ بھی میرے کچھ کام نہیں آئے گی۔۔۔"نشال نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا۔۔۔

ملیحہ نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

"تو پھر میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ اگر بھائی تمہیں گھر سے نکالیں گے تو تم مجھ سے شادی کر لینا نا یار۔۔۔بھائی سے زیادہ ہینڈسم ہوں ویسے میں، اگر تم اپنی یہ حسین آنکھیں پوری کھول کر دیکھو تو۔۔۔"ضرغام نے آخر میں شرمانے کی بھونڈی ایکٹنگ کی۔۔۔

"شٹ اپ ضرغام۔۔۔پلیز سٹاپ کڈنگ۔۔۔۔"کہتے ہوئے وہ بھی ہنس پڑی۔۔۔

کیونکہ اس کا لال ہوتا چہرہ دیکھ کر ملیحہ اور ضرغام دونوں کی آنکھوں میں شرارت چمکنے لگی تھی۔۔۔

"اوکے۔۔آئی ایم گوئنگ ٹو بی سیریس۔۔۔!"ضرغام فوراً سنجیدہ ہوا نشال نے سکھ کی سانس لی۔۔۔

"ابھی جو ہو رہا ہے جیسے ہو رہا ہے تم اسے ہونے دو۔۔۔نشی تم صرف ابھی اپنی اسٹڈی پر توجہ دو۔۔۔وقت آنے پر ہم دونوں تمہارا ساتھ دیں گے۔۔۔مگر پلیز یہ تم جو بھائی کو چھپ چھپ کر دیکھتی ہو نا۔۔۔یہ کام چھوڑ دو بیٹا۔۔۔کسی دن امی نے دیکھ لیا نا تو بس پھر۔۔۔۔۔تمہاری کشتی چلنے سے پہلے ہی ڈوب جائے گی۔۔۔"ضرغام نے اسے سنجیدگی سے سمجھایا۔۔۔

"دو دو مہینے بعد تو ان کی شکل دیکھنے کو نصیب ہوتی ہے اس پر بھی تم کہہ رہے ہو کہ دیکھا نہ کروں۔۔۔میرے

سائے سے تو دور بھاگتے ہیں محترم، ورنہ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے چھپ کر دیکھنے کی۔۔۔" نشال نے دلگرفتگی سے کہا۔۔۔ جبکہ ملیحہ نے اس کی بے شرمی پر اسے ٹھوکہ مارا۔۔۔ ضرغام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔۔۔ نشال کو بھی احساس ہوا تو خفت سے چہرہ جھکا گئی۔۔۔ پھر ہنستے ہوئے وہاں سے بھاگ گئی۔۔۔ ملیحہ نے صدقِ دل سے اس کی خوشیوں کی دعا مانگی۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

"بابا۔۔۔ آپ پلیز مشال کو سمجھائیں۔۔۔ یہ ایسی حرکتیں کیوں کرتی ہے۔۔۔" تاسف سے کہتا وہ بھرپور شریفانہ انداز اپنائے ہوئے تھا۔۔

ناشتہ کرتی مشال کا ہاتھ ایک پل کو ساکت ہوا تھا، اس کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجی۔۔ اس نے ہراساں نگاہوں سے زاویار کی طرف دیکھا جو کہہ کر اب سکون سے جوس کا گلاس لبوں سے لگا چکا تھا۔۔۔

"کیوں برخوردار۔۔۔ اب کیا کیا ہے اس نے۔۔۔؟" ارشد صاحب نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔ جبکہ ان کے لئے کپ میں چائے انڈیلتی فریحہ بیگم کا دل بھی کانپا تھا۔۔

"میری الماری میں سے سو پاؤنڈز چوری کیے ہیں اس نے.. کل میں نے خود اسے اپنے کمرے کی صفائی کرتے دیکھا تھا اور اسکے میرے روم میں آنے سے پہلے الماری میں پاؤنڈز موجود تھے.. بلیو می..!" زاویار نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا.. مشال کو محسوس ہوا جیسے یورپ کی کھلی فضائیں یک دم تنگ پڑ گئی ہوں.. پرسکون ماحوم میں ارتعاش برپا ہونے کو تھا. مشال کی گردن فوراً نفی میں ہلی تھی.. اب جو ذلت اسکو ملنے والی تھی سوچ کر ہی اسکا حلق خشک

پڑنے لگا.. ارشد صاحب نے ایک قہر آلود نگاہ مشال کے ہوائیاں اڑتے چہرے پر ڈالی۔۔۔

"یہ تربیت کی ہے تم نے اپنی بیٹی کی۔۔۔؟؟؟" وہ فریحہ بیگم پر چلائے تھے جو خود اس نئی صورتحال پر پریشان ہو چکی تھیں۔۔۔

"نن۔۔۔نہیں بابا۔۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔زاوی بھائی کو۔۔۔غل۔۔۔غلط فہمی ہوئی ہے شاید۔۔۔"

مشال نے فوراً ہوش میں آتے ہوئے صفائی دی، وہ بھی اس انداز میں کہ زاویار ارشد کو "جھوٹا" نہیں کہا تھا، بلکہ غلط فہمی کا شکار کہا تھا کیونکہ اس گھر میں اسے یا اس کی ماں کو، زاویار ارشد کے خلاف بولنے کی اجازت نہیں تھی۔۔

"ہونہہ غلط فہمی۔۔۔دیکھیں تو ذرا بابا۔۔۔ایک تو غلطی کی ہے اس نے، اس پر مزید مجھے، آپ کے بیٹے کو غلط کہہ رہی ہے،، میں کیا جھوٹ بول رہا ہوں۔۔۔؟؟؟ میں نے خود کل اسے شاپنگ مال میں دیکھا تھا۔۔۔اپنی آوارہ دوستوں کے ساتھ بے دریغ شاپنگ کرتی پھر رہی تھی۔۔۔کہاں سے آئے تھے وہ پیسے بتاؤ۔۔۔؟؟؟ اپنی پاکٹ منی تو تم مہینے کے شروع میں ہی خرچ کر لیتی ہو۔۔۔!!" وہ اونچی آواز میں جاہلوں کی طرح بول رہا تھا۔۔مشال کا رنگ زاویار کے الزام سے پھیکا پڑ چکا تھا۔۔

"کیا زاوی سچ کہہ رہا ہے مشال۔۔۔؟؟؟ تم کل شاپنگ کرنے گئی تھیں۔۔۔؟؟" فریحہ بیگم نے مشال کا رخ اپنی طرف موڑا اور قدرے سختی سے پوچھا۔۔ارشد صاحب نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔

"اس سے کیا پوچھ رہی ہو؟ جب زاویار کہہ رہا ہے کہ یہ شاپنگ کر رہی تھی تو مطلب کر رہی تھی۔۔۔اور پیسے بھی یقیناً اسی نے چرائے ہیں۔۔۔" ارشد صاحب کے یقین سے کہنے پر مشال کی آنکھوں میں پانی بھر آیا۔۔۔

"بابا۔۔۔!!"اس کے لب پھڑ پھڑائے تھے۔۔۔

"کیوں چرائے تم نے پیسے مشال۔۔۔؟؟؟کیوں اپنے ہی گھر میں ایسی گری ہوئی حرکت کی تم نے۔۔۔؟؟؟"

فریحہ بیگم اس پر چلائی تھیں۔۔۔ان کی آنکھیں نم ہو رہی تھیں،چہرے پر بے بسی تھی مگر لہجے میں سختی تھی۔۔وہ جانتی تھیں کہ ان کی بیٹی بے قصور ہے،زاویار ارشد جھوٹ بول رہا ہے مگر جب ارشد بیگ کہہ چکے تھے کہ زاویار سچا ہے تو مطلب زاویار ہی سچا ہے۔۔

مشال نے دھندلی ہوتی آنکھوں سے ماں کا چہر دیکھا جہاں بے بسی عیاں تھی۔۔

"سوری ماما۔۔۔پیسے میں نے ہی۔۔۔چرائے ہیں۔۔۔"اس نے بھیگی آواز میں اس جرم کا اعتراف کیا تھا جو اس سے سرزد ہوا ہی نہیں تھا۔۔۔

زاویار کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔

"چٹاخ۔۔۔!"ایک زوردار تھپڑ تھا جو اس اعتراف پر فریحہ بیگم نے اس کے گال پر مارا تھا۔۔یہ بھی ضروری تھا۔۔ارشد بیگ کو یک گونہ سکون سا مل گیا۔۔۔یورپ میں رہنے کے باوجود ارشد بیگ کے گھر کا ماحول ایک جاہل مرد کے گھر جیسا تھا. ورنہ اگر فریحہ یا مشال ایک بار بھی پولیس کی مدد لے لیتے تو ارشد بیگ کی آدھی زندگی سلاخوں کے پیچھے ہی گزر جاتی.. مگر وہ دونوں ماں بیٹی کیونکر اتنا بڑا اقدم اُٹھا سکتی تھیں کہ ایسا کرنے کے بعد ان دونوں کا ٹھکانہ ہی کہاں تھا..جب مشال چھوٹی تھی تو اس کی ناکردہ غلطیوں کی سزا وہ خود اسے دیا کرتے تھے مگر جب سے وہ بڑی ہوئی تھی یہی کام وہ فریحہ بیگم سے کروایا کرتے تھے۔۔۔

مشال نے گال پر ہاتھ رکھے ساکت نگاہوں سے اپنی ماں کا چہرہ دیکھ رہی تھی جن کی آنکھوں سے نکلتے آنسو ان کے گال بھگو رہے تھے۔۔ جبکہ زاویار ارشد ساری آگ لگا کر سکون سے ناشتہ کر رہا تھا۔۔۔

"اگلے دو ماہ تک تمہاری پاکٹ منی زاویار کو ملے گی۔۔۔" فریحہ بیگم نے اس کے لئے سزا بھی تجویز کر دی تھی۔۔۔ ورنہ ارشد بیگ سے کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ اس کی پاکٹ منی ہی بند کر دیتے۔۔۔زاویار کمینگی سے مسکرایا۔۔۔

"جس دن سے تم اور تمہاری یہ منحوس بیٹی میرے گھر آئے ہو، اس دن سے ایک دن بھی سکون سے سانس نہیں لیا میں نے، آئے دن کوئی نہ کوئی تماشہ کرتی رہتی ہے یہ لڑکی اور تم یونہی اسے ایک دو تھپڑ مار کر مزید شیری دے دیتی ہو۔۔۔ اس کے لئے کوئی لڑکا ڈھونڈ اور نکالو اسے میرے گھر سے۔۔۔ زندگی عذاب بنا کر رکھ دی ہے۔۔۔!"

وہ جو منہ میں آرہا تھا بول رہے تھے پھر یونہی تن فن کرتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔۔۔ فریحہ بیگم ان کا غصہ ٹھنڈا کرنے کو ان کے پیچھے لپکی تھیں جبکہ مشال نے نفرت سے مسکراتے ہوئے زاویار کو دیکھا۔۔۔ مگر اس نفرت کا اظہار وہ صرف آنکھوں سے ہی کر سکتی تھی۔۔۔ زبان سے اظہار کرنے کی اجازت جو نہیں تھی۔۔۔

"مجھے امید ہے کہ آئندہ تم مجھے کسی بھی بات کے لئے انکار کرنے سے پہلے ایک بار ضرور سوچو گی۔۔۔" نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے وہ بڑے سکون سے کہہ رہا تھا۔ مشال روتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی آئی۔۔ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ کر سسکتے ہوئے اسے کل شام کا منظر یاد آیا جب وہ اپنی یونیورسٹی فرینڈز کے ساتھ بک شاپ پر بکس خرید رہی تھی۔۔۔

"اے اے مشال بات سنو۔۔۔" وہ ایک طرف کھڑی بکس ریک میں رکھی بکس دیکھ رہی تھی جب اچانک کسی

نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے ایک طرف کو کھینچا تھا۔زاویار کو اپنے سامنے دیکھ کر اس کی چیخ نکلتے نکلتے بچی تھی۔۔

"یہ کیا حرکت ہے زاوی بھائی۔۔۔؟؟"وہ قدرے سختی سے گویا ہوئی۔۔

"بکواس بند کرو اور میری بات غور سے سنو،یہ جو لڑکی تمہارے ساتھ ابھی وہاں کاؤنٹر کے پاس کھڑی تھی،وہ ریڈ سکارف والی،اس کو ساتھ والے ریسٹورنٹ میں لے کر آؤ جلدی۔۔۔"اس کا ہاتھ سختی سے دبوچے وہ سرد لہجے میں اسے حکم دے رہا تھا۔۔۔

"یہ۔۔۔یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں،وہ میری دوست ہے میں اس کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی،آپ پلیز یہاں سے چلے جائیں۔۔۔"اپنا ہاتھ اس کی جارحانہ گرفت سے چھڑواتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بولی۔۔

"مجھے مت سمجھاؤ کہ وہ تمہاری کیا لگتی ہے،اسے بہلاؤ پھسلاؤ اور کچھ کھانے پینے کے بہانے سے ساتھ والے ریسٹورنٹ میں لے کر آؤ جلدی۔۔۔"زاویار اپنی ہی کہے جا رہا تھا۔

"میں ایسا کچھ نہیں کروں گی،اور اگر اب آپ یہاں سے نہ گئے تو میں گھر جا کر بابا سے آپ کی شکایت کر دوں گی۔۔۔"مشال نے ہمت کر کے دھمکی بھی دے ڈالی۔۔

"تم چیونٹی ہو مشال ڈارلنگ۔۔۔پر نکالنے کی کوشش کرو گی تو مسل کر رکھ دوں گا تمہیں، سمجھی تم۔۔۔؟اب وقت ضائع مت کرو اور دس منٹ کے اندر اندر اسے لے کر آؤ،ورنہ اپنے انجام کے لئے تیار رہنا۔۔۔"درشتگی سے کہتا وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

مشال کی جان پر بن آئی۔۔چہرے کا رنگ پل بھر کو متغیر ہوا تھا پھر اگلے ہی پل وہ سامعہ کی طرف بڑھی تھی۔۔

"سامعہ بات سنو یار۔۔۔!"مشال نے اس کا کندھا ہلایا۔۔۔ریڈ سکارف میں اس کی سنہری رنگت گندم کے خوشوں کی طرح کِھل رہی تھی۔۔۔

"اوہ۔۔۔تم کہاں غائب ہو گئی تھیں میڈم۔۔۔"وہ خفگی سے بولی۔۔۔

مشال زبردستی مسکرائی۔۔۔

"یار گھر سے کال آئی تھی وہ ہی سن رہی تھی،میری امی پریشان ہو رہی ہیں میرے لئے،میں اکیڈمی سے ڈائریکٹ یہیں آ گئی ہوں تمہارے ساتھ،انہیں انفارم بھی نہیں کیا،میرے بابا ڈیوٹی سے آنے والے ہیں سو مجھے گھر جانا ہے پلیز،اب تم بھی چلو،بس بہت ہو گیا باقی پھر کبھی خرید لیں گے،ابھی نکلو یہاں سے پلیز۔۔۔"مشال کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا بہانہ بنائے،اس لئے بوکھلاہٹ میں جو منہ میں آیا بولتی چلی گئی۔۔۔

"مگر ابھی تو ہم آئے ہیں مشی۔۔۔؟؟"سامعہ نے حیرت سے اس کی اڑی ہوئی رنگت دیکھی۔۔۔

"تم چل رہی ہو یا میں جاؤں۔۔۔؟"بے بسی کے شدید احساس سے اس کی آنکھیں نم ہو رہی تھیں،اس کو یہی فکر کھائے جا رہی تھی کہ اگر زاویار نے سامعہ کے ساتھ کوئی غیر اخلاقی حرکت کر دی تو مشال کی عزت کا جنازہ نکل جائے گا کیونکہ اس کی سبھی دوستیں جانتی تھیں کہ زاویار ارشد اس کا بھائی ہے۔۔۔سامعہ نے خفگی بھری ایک نگاہ اس پر ڈالی اور پھر اس کے ہمراہ بک شاپ سے باہر نکل آئی۔۔پھر اگلے پانچ منٹوں میں وہ دونوں کیب میں بیٹھیں زاویار ارشد سے کافی دور ہو چکی تھیں۔۔اس نے سامعہ کو تو زاویار ارشد سے بچا لیا تھا مگر خود کہاں چھپتی۔۔۔؟؟وہ رات تک کسی طوفان کی منتظر رہی تھی مگر جانے وہ رات کے کس پہر گھر لوٹا تھا۔۔رات تو سکون سے گزر چکی تھی

مگر صبح ہوتے ہی زاویار نے اس سے بدلہ لے لیا تھا۔۔وہ تو بناء اس کی کسی غلطی کے اسے سزا دینے کا عادی تھا۔۔ اب تو پھر اس سے گناہ سرزد ہوا تھا۔۔جانے اس کی زندگی میں اور کتنے الزام باقی تھے۔۔۔سسکتے ہوئے وہ اپنے نصیبوں کو رو رہی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کچھ اندازہ ہے کہ آپ کے پوتے کو گھر سے گئے کتنے دن ہو چکے ہیں؟؟" چائے بنا کر ان کی طرف بڑھاتے ہوئے وہ خفگی سے پوچھ رہی تھی۔۔آغا جان کے لب اس کے شکوے پر مسکرائے۔۔

"تم ہی بتا دو۔۔۔!" وہ انجان بنے۔۔۔جانتے تھے کہ اس نے دن گن رکھے ہوں گے۔۔۔

"پورے دو مہینے اور تیرہ دن۔۔۔!" کہتے ہوئے اس کی غلافی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔۔۔

"بھئی گھنٹے اور منٹس نہیں گنے اس بار۔۔۔؟" انہوں نے مصنوعی حیرت جتائی۔۔۔

نشال نے انہیں گھوری سے نوازہ۔۔

"منٹس کو چھوڑیں اس نے تو سیکنڈز بھی گن رکھے ہیں داجان۔۔۔" ضرغام نے ہمیشہ کی طرح عین موقع پر انٹری ماری۔۔

"آپ دونوں میری حالت سے لطف اٹھانے کی بجائے انہیں گھر بلانے کا سوچیں پلیز۔۔۔" نشال نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔اس کی شکل پر حقیقتاً بارہ بج رہے تھے۔۔

آغا جان نے آرام سے چائے کا گھونٹ بھرا۔۔

"ہمم۔۔۔سوچتے ہیں کچھ اس بارے میں، تم فکر مت کرو۔"وہ ہنوز غیر سنجیدہ تھے۔ضرغام نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔

"یار تم ایک کام کرونا۔۔۔تم خود بھائی کو کال کرلو اور کہو کہ انہیں گھر آئے کافی ٹائم ہو گیا ہے سو وہ بس کریں اور کچھ دن کے لئے گھر آجائیں۔۔"ضرغام نے بھرپور سنجیدگی سے اسے مشورہ دیا۔۔۔

"یہ دیکھ لیں آپ اس کو آغاجان! یہ یونہی مجھے پٹوانے والے مشورے دیتا رہتا ہے۔"نشال نے آغاجان کی طرف رخ موڑتے ہوئے دہائی دی۔۔

"آغاجان آپ بھائی کو کال کر رہے ہیں یا میں اور نشی خود سے کچھ سوچ لیں۔"جب سے خاموش بیٹھی ملیحہ نے سنجیدگی سے انہیں مخاطب کیا۔

"ارے بھئی کرلوں گا کال، ابھی تو دو دن رہتے ہیں اس کی سالگرہ میں۔۔۔!"انہوں نے ہنستے ہوئے نشال کو چھیڑا۔

"یعنی عین ٹائم پر بلائیں گے ہے ناں۔۔؟؟"نشال اب تپنے لگی تھی،اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے کو تھا۔

"داجان اب سیریس ہو ہی جائیں یار۔۔۔!"ضرغام کو اس پر ترس آگیا۔۔

نشال نے فوراً دانتوں کی نمائش کروائی۔۔آغاجان نے چائے کا خالی کپ ٹرے میں رکھا اور اس کی طرف متوجہ ہوئے۔۔

"ہاں تو میری پھول سی بیٹی کیا چاہتی ہے۔۔؟"آغاجان نے اس کی چھوٹی سی ناک کھینچی۔۔

"آپ بخوبی جانتے ہیں۔" نشال نے نگاہ جھکا کر کہا۔۔

"دیکھو بیٹا۔۔۔اگر ابھی میں اسے کال کر بھی لوں اور ایک مثال ہے کہ وہ کل صبح تک آ بھی جاتا ہے تو وہ کبھی بھی پرسوں تک یہاں نہیں رکے گا، چلا جائے گا ایک رات رک کر۔۔۔۔ پھر کیا کرو گی۔۔۔؟ کاٹتی رہنا اکیلے ہی کیک اور پھر خود ہی کھانا۔۔۔" آخر میں وہ پھر سے غیر سنجیدہ ہو گئے۔۔

"تو کس نے کہا تھا کہ محترم کو پولیس میں بھرتی کروائیں۔۔۔؟؟؟ ایک تو پہلے ہی جناب عزت مآب پورے ہلاکو خان ہیں اس پہ مزید پولیس افسر۔۔۔!" وہ ناک چڑھا کر بولی۔۔

ملیحہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔

"شٹ اپ ملیحہ۔۔" ضرغام نے اسے ڈپٹا۔۔

"یو شٹ اپ۔۔۔ کیا اب ہنسنا بھی منع ہے یہاں پر۔۔۔۔؟ اور آپ دیکھ لیں آغا جان پورے چار سال چھوٹا ہے یہ مجھ سے اور مجھے شٹ اپ کہہ رہا ہے۔۔۔" چوبیس سالہ ملیحہ نے فوراً اپنا بڑا پن جھاڑا۔۔۔

"اوہو۔۔۔ میں اپنا سر دیوار میں مار لوں گی۔۔۔! تم دونوں کیا پاگلوں کی طرح لڑنے بیٹھ گئے ہو۔۔۔!" نشال نے غصے سے اپنا ماتھا پیٹ لیا۔۔۔

"جاؤ میری جان فوراً جاؤ اور اپنا سر دیوار میں مار لو، کم از کم ایک ٹینشن تو کم ہو گی۔۔۔" آغا جان نے بڑی سنجیدگی سے مشورہ دیا۔۔۔

نشال حقیقتاً رونے والی ہو گئی۔۔ آنکھیں فوراً پانیوں سے بھر گئیں۔۔۔

"جا رہی ہوں، مر رہی ہوں میں یہاں سے، ہو جائیں آپ سب خوش۔۔۔!" وہ غصے سے بیڈ سے نیچے اتری اور دروازے کی طرف بڑھی۔۔

"اور اب کسی کو ضرورت نہیں ضیغم کو کال کرنے کی یا گھر بلانے کی، رہیں وہ اپنی جاب میں ہی مگن، اور تم دونوں میرے دشمنوں، خوب لڑو آپس میں مگر آئندہ مجھ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اور آغا جان آپ بھی بس یہاں بیٹھے بیٹھے چائے پیتے رہیں۔۔۔ مجھ سے اب کوئی بات نہ کرے بس۔۔۔!" وہ جاتے جاتے پلٹی تھی اور شدید طیش میں چلائی تھی۔۔ اس کا لال بھبھو کا چہرہ دیکھ کر ضرغام اور ملیحہ سمیت آغا جان کے لئے اپنی ہنسی روکنا محال ہو گیا۔۔۔ وہ تینوں بیڈ پر لوٹ پوٹ ہو گئے۔۔۔ جبکہ ان تینوں کو ہنستے دیکھ کر وہ غصے سے پاگل ہوتی، تن فن کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔۔

"آپ دونوں نے اسے ناراض کر دیا ہے۔۔۔ اب منانا تو مجھے پڑے گا ناں۔۔۔" اپنی ہنسی روکتے ہوئے ملیحہ نے تفکر سے کہا۔۔

"لو مجھے کیوں بیچ میں گھسیٹ رہی ہو بھئی، تم دونوں کے لڑنے سے غصہ آیا ہے اسے۔۔۔" آغا جان نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے صفائی دی۔۔۔

"اور آپ نے جو اسے دیوار میں سر مارنے کو کہا۔۔۔؟ اس کا کیا۔۔۔؟" ضرغام نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ تینوں ایک دوسرے کو الزام دینے لگے آخر میں ملیحہ نشال کو منانے کے لئے باہر بھاگی۔۔ پیچھے وہ دونوں پھر سے ہنسنے لگے۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کل کیوں نہیں آئیں تم۔۔؟ پرسوں زیادہ ڈانٹ پڑگئی تھی کیا۔۔؟" وہ ایک دن بعد یونیورسٹی آئی تو سب سے پہلے اس کا سامنا سامعہ سے ہی ہوا۔اس کا ستا ہوا چہرہ دیکھ کر ہی سامعہ نے پوچھا تھا۔

"پرسوں ڈانٹ نہیں پڑی۔۔۔۔کل پڑی تھی۔۔" مشال نے بے حسی سے کہا۔

"ہیں کل کیوں۔۔؟ لیٹ تو تم پرسوں ہوئی تھی نا۔۔؟" سامعہ نے حیرت سے کہا۔

"میں نے کب کہا کہ مجھے لیٹ گھر جانے پر ڈانٹ پڑی تھی۔۔؟ مشال پھیکی ہنسی ہنس دی۔ فریحہ بیگم کے تھپڑ کی گونج اُسے اپنے آس پاس محسوس ہوئی۔ دل میں نئے سرے سے درد جاگنے لگا۔

"تو پھر کیوں پڑی تھی۔۔؟؟؟ کیا گھمارہی ہو یار۔۔۔سیدھے سے بتاؤنا کہ کل کیوں نہیں آئی تم۔۔۔" سامعہ زچ ہونے لگی۔مشال نے فوراً خود کو سنبھالا اور خوش دلی سے مسکرائی۔

"کچھ بھی نہیں، بس میرے سر میں درد ہو رہا تھا تو سوچا چھٹی کر لی جائے۔۔" خود پر جبر کرنا اور جبر کر کے مسکرانا، اپنی ریزہ ریزہ ذات کے ٹوٹے، بکھرے ٹکڑوں کو چھپانا اور چھپا کر خود کو مضبوط ظاہر کرنا کس قدر مشکل امر ہے یہ کوئی اس لمحے مشال سے پوچھتا۔

" کبھی کبھار بہت اُلٹی سیدھی باتیں کرتی ہو تم۔۔ سچی۔۔ ابھی تم نے کہا کہ کل ڈانٹ پڑی، اور اب تم کہہ رہی ہو کہ تمہارے سر میں درد تھا۔۔ تمہارا چکر کیا ہے میڈم۔۔؟ کبھی کبھی تم مجھے بہت مشکوک لگتی ہو، قسم سے۔۔" سامعہ نے سنجیدگی سے کہا۔مشال ہنس پڑی۔

"تم بھی تو ہاتھ دھو کر میرے ہی پیچھے پڑی ہو، ہر وقت میرا ہی پوسٹ مارٹم کرتی رہتی ہو، ارے بھئی ابھی میں زندہ ہوں، اور زندگی میں تھوڑے بہت مسائل تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اب اگر میں ماتھے پر ان مسائل کا ٹیکا لگا کر گھومنے لگوں تو کیا اس سے میرے مسئلے حل ہو جائیں گے۔۔۔؟ نہیں ناں۔۔۔؟ تو پھر فائدہ۔۔؟" وہ غیر سنجیدگی سے بولتی اُسے حقیقت سے آگاہ کر گئی تھی۔ سامعہ نے ترحم آمیز نگاہوں سے اس کے مسکراتے چہرے کی طرف دیکھا، جس کی خوبصورت آنکھوں میں محرومیاں ہی محرومیاں تھیں۔

"تمہارے سٹیپ فادر محبت کرتے ہیں تم سے۔۔؟ اور بلکل سچ بتانا اچھا۔۔۔ میں تمہاری دوست ہوں یار، مانتی ہوں کہ مسئلے شئیر کرنے سے حل نہیں ہوتے، مگر کم از کم دل تو ہلکا ہو جاتا ہے ناں۔۔" اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے سامعہ نے کہا. سامعہ پورے لندن میں اسکی واحد پاکستانی دوست تھی. شاید وہ پاکستان سے تھی اسی لیے مشال نے اسکا دوستی کے لیے بڑھا ہاتھ تھام لیا تھا. وہ دونوں اس وقت لائبریری میں بیٹھی ہوئی تھیں۔

"کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے سامعہ۔۔۔" مشال نے نگاہ چراتے ہوئے کہا۔ سامعہ نے اس کی بات پر اس کو گھور کر دیکھا۔

"یعنی نہیں بتاؤ گی کچھ بھی۔۔۔؟ سب کچھ اپنی ان طلسمی آنکھوں میں ہی چھپا کر رکھو گی۔ رائیٹ۔۔؟" سامعہ نے خفگی سے کہا۔ مشال بے دردی سے مسکرائی "جس دن میری آنکھیں چھلکنے کو بے تاب ہوئیں ناں سامعہ، اس دن انہیں تمہارے کندھے پر سر رکھ کر رونے دوں گی۔۔۔ کسی اور کے پاس نہیں جاؤں گی۔۔۔ تمہارے پاس ہی آؤں گی۔۔!" مشال نے سنجیدگی سے کہا، پھر بیگ اُٹھا کر اُسے چلنے کا اشارہ کیا۔ سامعہ بھی اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"اگر ایسی بات ہے نا مشی تو میری اللہ سے دُعا ہے کہ کبھی تم پر وہ وقت نہ آئے کہ تمہاری ان پیاری پیاری آنکھوں کو رونا پڑے۔۔"اس کے بازو میں اپنا بازو ڈالتے ہوئے وہ محبت سے بولی۔اس کے خلوص پہ مشال دل سے مسکرائی ۔وہ دونوں اب سٹی یونیورسٹی آف لندن کے وسیع احاطے میں چل رہی تھیں..

"ویسے گریجوئیشن کے بعد کیا کرنے کا ارادہ ہے۔۔۔؟"مشال نے چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے اس کی طرف رُخ موڑ کر پوچھا۔

"شادی۔۔"کہہ کر سامعہ ہولے سے مسکرائی جبکہ ایک لفظی جواب پر مشال نے آنکھیں پھیلا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"شادی۔۔۔؟یعنی ابھی سے مائینڈ بنا چکی ہو۔۔۔؟؟"مشال نے ہنستے ہوئے اُسے چھیڑا۔

سامعہ جھینپ گئی"ابھی سے کیا۔۔۔؟دو ماہ تو رہ گئے ہیں پیپرز میں۔۔۔اس کے بعد ایک منگنی شدہ لڑکی کی پاس شادی کے علاوہ اور کیا آپشن ہو سکتا ہے۔۔؟تم ہی بتاؤ۔۔۔"سامعہ کے لبوں پر بہت خوبصورت مسکراہٹ تھی۔مشال نے ہنستے ہوئے کندھے اچکا دیے۔

"میں کیسے بتا سکتی ہوں۔۔۔کیونکہ میں تو منگنی شدہ ہوں ہی نہیں۔۔"مشال نے غیر سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تو کروا ناں یار۔۔یہی ایج ہوتی ہے منگنی کی۔۔میرا تو ایک ہی مائینڈ ہے بھئی کہ بیس سال کی عمر میں منگنی،اور چھ ماہ بعد شادی اور پھر سکون سے شوہر کے ساتھ باقی کی زندگی گزارو۔۔۔!"سامعہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"وہ کیانام ہے تمہارے سٹیپ فادر کے بیٹے کا۔۔؟زاویَ۔۔۔؟زاویار ہے شاید۔۔۔؟اُسی سے کرلو شادی ۔۔۔بیسٹ ہے یار۔۔۔لڑکا ہینڈسم بھی ہے۔۔ناٹ بیڈ۔۔"سامعہ نے گردن ہلاتے ہوئے اُسے مفت کا مشورہ دیا ۔مشال کا حلق کڑوا ہو گیا۔اُسے لگا جیسے برفی کھاتے کھاتے منہ میں کڑوا بادام آگیا ہو۔"چلو میری کلاس آگئ ہے سامعہ،بریک ٹائم میں ملتے ہیں۔"نرمی سے کہہ کر وہ کلاس میں گھس گئ۔سامعہ نے حیرت سے اندر جاتی ہوئی مشال کو دیکھا۔وہ ایک بار پھر اپنی ذاتیات چھپا گئ تھی۔۔سامعہ کی بات نظر انداز کر گئ تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"سُنو۔۔۔!"ملیحہ نے پیٹ کے بل لیٹی نشال کے قریب دھپ سے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے کچھ نہیں سُننا۔۔۔"نشال نے خفگی سے جواب دیا۔

"نشی،سُنو ناں۔۔۔!"ملیحہ نے اُسے کندھے سے پکڑ کر سیدھا کرنا چاہا۔

"میں نے کہا نا مجھے کچھ نہیں سُننا۔۔۔چلی جاؤ یہاں سے۔۔"نشال نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"میں آخری بار کہہ رہی ہوں،سیدھی ہو کر بیٹھو اور میری بات سُنو،ورنہ میں خود ہی بھائی کی برتھ ڈے کا کیک بنالو ں گی،پھر بیٹھ کر روتی رہنا کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے ضیغم کا برتھ ڈے کیک بنانا تھا۔میں نے یہ والی کریم ڈالنی تھی،میں نے فلاں چاکلیٹ فلیور یوز کرنا تھا۔میں نے گرین نہیں ریڈ جیلی بنانی تھی۔۔۔!"ملیحہ کی زبان فر فر چل رہی تھی۔

نشال فوراً اُٹھ کر بیٹھ گئ تھی۔

"ضیغم آرہے ہیں کیا۔۔؟"اس کی روشن آنکھیں چمک اُٹھیں تھیں۔ملیحہ کو اس کی بے خودی پر بے ساختہ ترس آیا اور اپنے بھائی کی قسمت پر رشک بھی آیا جسے وہ پاگل لڑکی اتنا چاہتی تھی۔

"ہاں بھائی آرہے ہیں۔۔۔آغا جان نے کال کردی ہے بھائی کو اور ضروری کام کا کہہ کر بلایا ہے۔۔۔بارہ بجے سے پہلے پہلے آجائیں گے وہ۔۔۔اسی لیے تو آئی ہوں تمہارے پاس چلو اُٹھو۔۔۔کچن میں ڈھیر سارا کام ہمارا منتظر ہے۔۔۔!"ملیحہ نے خوش دلی سے کہا۔نشال کے چہرے پر گلاب کھلنے لگے۔آنکھوں میں روشن ہوتے دیئے اتنے دلکش لگ رہے تھے کہ ملیحہ نے بے ساختہ نگاہ چرائی۔

"پہلے نہیں بتاسکتی تھی۔۔؟دو دن سے میری جان سُولی پر لٹکائی ہوئی تھی تم لوگوں نے۔۔۔!"بیڈ سے اُترتے ہوئے وہ زرا ناراضگی سے گویا ہوئی۔

"مجھے تو خود آغا جان نے ابھی بتایا ہے،ورنہ ضرغام اور آغا جان ہی پلان کر رہے تھے سب کچھ۔۔۔"ملیحہ نے فورا اپنی صفائی دی۔

"یہ ضرغام کا بچہ کسی دن ضائع ہو جائے کا میرے ہاتھوں،جان بوجھ کر چڑاتا ہے مجھے۔۔۔"چپل اپنے سفید کبوتر جیسے پیروں میں پھنساتے ہوئے اپنے کمرے سے باہر نکلی۔چیونگم چباتے ہوئے ملیحہ بھی اس کے پیچھے ہی چلی آئی۔

"اُسے ضائع کرنے کا سوچنا بھی مت میری چندا۔۔۔مستقبل میں کئی جانیں ضائع ہونے سے بچانے والا ہے وہ،آخر کو ڈاکٹر بننے والا ہے میرا بھائی۔۔۔!ملیحہ نے شان تفاخر سے کہا۔

"ہاں ہاں۔۔بن گیا بس وہ ڈاکٹر۔۔۔ابھی زرا اس سمسٹر کا رزلٹ آلینے دو اس کا۔۔۔ساری ڈاکٹری نکل جائے

گی۔۔۔" نشال نے ناک پر سے مکھی اُڑائی۔ ملیحہ نے اُسے گھور کے دیکھا۔

"لو گھور کیوں رہی ہو۔۔۔؟ سچ کہہ رہی ہوں۔ اچھے مارکس لینا تو بہت دور کی بات ہے اس بار وہ پاس بھی نہیں ہو نے والا۔۔" سیڑھیاں اُترتے ہوئے وہ دونوں بڑے سے لیونگ روم کو کراس کرتے ہوئے اب لاؤنج میں چل رہی تھیں۔

"یہ تو خیر وقت ہی بتائے گا کہ وہ صرف پاس ہی ہو گا یا ڈاکٹر بن کر ابو جی کا ہاسپٹل سنبھالے گا۔ فی الوقت تو تم یہ فکر کرو کہ کونسا کیک بنانا ہے۔ بیکاز ٹائم از ٹو شارٹ۔۔" ملیحہ نے کلائی پر بندھی رسٹ واچ پر اُنگلی رکھتے اُسے باور کروایا کہ ٹائم زیادہ نہیں ہے۔ نشال کے قدموں میں تیزی آ گئی۔ لاؤنج کے آخر میں دائیں طرف بنے وسیع کچن میں داخل ہوتے ہوئے اس نے بی اماں کی تلاش میں نظریں گھمائیں۔

"چاکلیٹ فلیور کیک بنانے کا سوچ رہی ہوں۔ مگر یہ اماں بی کہاں ہیں۔۔۔؟ انکے بغیر تو کچھ بھی ممکن نہیں۔۔!" آئی لینڈ پر چڑھ کر بیٹھتے ہوئے اس نے ملیحہ سے پوچھا۔

"اماں بی کے گھٹنوں میں درد ہو رہا ہے۔ ہم دونوں خود ہی کچھ کر لیتے ہیں ناں۔۔۔ ایسے بھی تھوڑی دیر میں امو جان کچن میں تشریف لے آئیں گی، بھائی کے لیے ان کی فیورٹ ڈشز تو وہ خود ہی بنائیں گی۔

اور اگر انہوں نے تمہیں یہاں دیکھ لیا تو۔۔۔ تم۔۔۔ تم اس سے آگے خود ہی سمجھ جاؤ جانو، کیونکہ امو جانی کے معاملے میں تم خود کافی سمجھدار ہو۔۔۔!" ملیحہ نے قدرے سنجیدگی سے اُسے معاملے کی سنگینی کا احساس دلایا۔ نشال فوراً آئی لینڈ سے اُتری اور کچن کے دروازے کے دائیں جانب اپنے پورے قد سے کھڑے فریج کی طرف بڑھی۔

فریج سے انڈے، مکھن اور دودھ نکال کر آئی لینڈ پر رکھتے ہوئے اس نے سوالیہ نگاہوں سے ہاتھ باندھے کھڑی ملیحہ کی جانب دیکھا۔

"کیا ہے۔۔؟ اب ایسے کیا کھڑی ہو۔۔؟ ہل جاؤ اور اپنے ان ہاتھوں کو زحمت بھی دے لو۔۔۔ یہ میدہ اور انڈے مکس کرو۔۔۔۔ پکڑو جلدی۔۔۔" میدہ کا ڈبہ اس کی سامنے آئی لینڈ پر رکھتے ہوئے خود وہ کیبنٹس کھنگالنے لگی۔

ملیحہ نے سر جھٹکتے ہوئے باؤل میں میدہ نکالا اور اس میں انڈے اور کوکنگ آئل مکس کرنے لگی۔ پھر ڈھائی گھنٹے کی محنت کے بعد وہ دونوں ایک چاکلیٹ کیک بنانے میں کامیاب ہو چکی تھیں۔

"اب اس سے پہلے کہ امی کچن کا رُخ کریں تم نکلو یہاں سے۔۔۔" تیار شدہ کیک فریج میں رکھتے ہوئے ملیحہ نے اُسے کہا تھا جو کیک بنانے کے چکر میں خود کو جوکر بنا چکی تھی۔ نشال نے اس کی کلائی کھینچ کر گھڑی میں ٹائم دیکھا۔ شام کے سات بجنے کو تھے۔

"اوکے۔۔ میں چلی اپنے روم میں۔ لیونگ روم کی ڈیکوریشن چیک کر لینا۔۔ تمہارا ڈاکٹر بھائی غباروں کی بجائے ڈرپس اور انجکشن ہی ناں لٹکا دے پورے ہال میں۔۔۔" ملیحہ کی کلائی چھوڑتے ہوئے نشال نے آنکھ مارتے ہوئے کہا اور جانے کے لیے پلٹی۔

"ڈرپس اور انجکشن والا آئیڈیا بُرا نہیں ہے ویسے، تمہاری برتھ ڈے پر سوچا جا سکتا ہے اس بارے میں۔۔۔!" سامنے سے آتے ہوئے ضرغام نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔ انداز میں غیر سنجیدگی تھی۔

نشال نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے اور اُسے زبان چڑاتے ہوئے باہر بھاگ گئی۔ ملیحہ نے ہنستے ہوئے ضرغام کو

دیکھا۔

"تم اُسے بہت زیادہ تنگ کرنے لگے ہو ضرغام۔۔"ملیحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کی فکر چھوڑو، تم اپنی فکر کرو۔ میں نے سُنا ہے کہ اگلے ماہ حمزہ صاحب آرہے ہیں۔۔!"ضرغام نے اس کے منگیتر کا نام لیا۔ ملیحہ جھینپ گئی۔

"بہت بدتمیز ہو تم۔۔۔مجھے کیا پتہ۔۔۔میری طرف سے آئیں یا جائیں مجھے کیا۔۔۔!"رُخ موڑ کر ملیحہ نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

"واہ جی۔۔۔وہاں آغاجان محترمہ کی شادی کی ڈیٹ فکس کرنے کے چکروں میں ہیں، اور ملیحہ صاحبہ کہہ رہی ہیں مجھے کیا۔۔"ضرغام نے مضحکہ خیز انداز میں آنکھیں پھیلائیں۔ شادی کا سُن کر ملیحہ کا دل بے ہنگم انداز میں دھڑک اُٹھا۔ وہ پلٹی تھی اور ضرغام کا مسکراتا ہوا چہرہ دیکھا۔ جس کی ذہین روشن آنکھوں میں شرارت چمک رہی تھی۔

"بیٹا! ایک بار تمہارا نمبر آجانے دو۔۔۔ پھر تم سے ایسے بدلے لوں گی کہ ساری زندگی یاد رکھو گے۔"اس کے کندھے پر دھموکا جڑتے ہوئے ملیحہ نے کہا۔ ضرغام نے سکون سے اپنا کندھا سہلایا۔ اور پھر مطمئن سا بولا۔

"میرا نمبر کبھی نہیں آنے والا۔۔۔ کیونکہ یہ محبت جیسی فضول بیماری صرف تم جیسی بے وقوف لڑکیوں کو ہی لاحق ہوتی ہے۔۔۔ میں تو صدا کے لیے اس بیماری سے دور رہنے والا ہوں۔۔۔ سو اگر تمہیں یا نشال بی بی کو مجھ سے کبھی بدلہ لینے کا خبط ہو بھی جائے تو کوئی اور طریقہ سوچ لینا۔ کیونکہ یہ محبت والی سائیڈ سے تو میری پکی چھُٹی ہے۔۔۔"

دل جلانے والی مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ اُسے زچ کر رہا تھا۔ ملیحہ نے اُسے خوفناک نظروں سے گھورا۔ وہ دانت نکالتا وہاں سے چلا گیا۔ ملیحہ کچن کا پھیلاوا سمیٹنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"واٹس رانگ ود یو۔۔۔؟ یہاں لیٹی بیڈ کیوں توڑ رہی ہو۔۔۔؟ کچن میں دفع ہو جاؤ اور میرے دوستوں کی تواضع کے لئے کچھ لے کر آؤ۔۔۔" وہ بیڈ پر لیٹی چہرے کے سامنے ناول کئے، پوری توجہ سے سٹوری پڑھ رہی تھی جب وہ دروازہ کھول کر اندر آیا تھا اور آتے ہی اس پر چلایا تھا۔ مشال اچھل کر سیدھی ہوئی۔۔۔

"مم۔۔۔ مگر مجھے کیا پتہ کہ آپ کے دوست آئے ہوئے ہیں، آپ مجھے بتا دیتے تو میں آپ کے کہے بناء ہی آپ کے فرینڈز کے لئے کچھ لے آتی۔۔۔!" بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے اس نے اپنی صفائی دی۔۔۔

"بکواس بند کرو اپنی، اتنی معصوم نہیں ہو تم۔۔۔ آتے جاتے ہر مرد پر تو تمہاری نظر ہوتی ہے اور بات کر رہی ہو تم بے خبر ہونے کی۔۔۔؟ گیٹ سے انٹر ہوتے ہوئے میں نے خود دیکھا تھا تمہیں یہاں گلاس ونڈو کے پاس کھڑی تم ہم سب کو آتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔۔۔" زاویار نے صفائی سے جھوٹ بولتے ہوئے اسے الزام دیا۔۔

مشال اپنی جگہ ہکا بکا رہ گئی۔۔۔

"ایسا نہیں ہے۔۔۔!" کہتے ہوئے مشال کی آواز بھرا گئی۔۔

زاویار نے نفرت سے سر جھٹکا۔۔۔

"یہ ٹسوے بہانا بند کرو اور جو کہا ہے وہ کرو جا کر۔۔۔ گو فاسٹ۔۔۔" اپنی پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ پھنساتے ہوئے

وہ پلٹا تھا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

"وہ کیا نام ہے اس کا۔۔۔ زاوی۔۔۔ اسی سے کرلو شادی۔۔۔ بیسٹ ہے یار۔۔۔ ناٹ بیڈ۔۔۔!" سامعہ کے کہے گئے چند جملے اس کی سماعتوں میں گونجے تھے۔۔۔ آنسوؤں کا ایک سیلاب تھا جو اس کی آنکھوں سے امڈنے کو بے تاب تھا۔۔۔ اتنا کٹھور، اتنا پتھر تھا وہ شخص کہ جسمانی اذیت کے ساتھ ساتھ اسے روحانی اذیت سے بھی دوچار کر دیتا تھا۔۔

زاویار بیگ نے کبھی ڈائریکٹ اس کے رخسار پر اپنے ہاتھ کا نشان چھوڑ کر اپنے ہاتھ کو تکلیف نہیں دی تھی بلکہ وہ اسے اس انداز میں چوٹ پہنچاتا تھا کہ فریحہ بیگم اس پر الزام نہ لگا سکیں۔۔۔ اس پر فردِ جرم نہ عائد کر سکیں۔۔ وہ بچپن سے ہی شاطر تھا، باپ کے سامنے بھی اسے اور فریحہ بیگم کو ذلیل کر دیا کرتا تھا مگر اس انداز میں کہ وہ خود معصوم بن جاتا اور آخر میں فریحہ بیگم مشال کو ہی جھڑک دیتیں۔۔۔

سکارف سر پر اوڑھتے ہوئے وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔ کمرے سے نکلتے ہی لیونگ روم تھا جسے پار کر کے وہ کچن میں چلی آئی۔۔ زاویار کے عیاش دوستوں سے سامنے کا سوچ کر ہی اس کے پسینے چھوٹ رہے تھے مگر بچاؤ کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا کیونکہ فریحہ بیگم بھی اس وقت گھر پر موجود نہیں تھیں۔۔۔

مشال نے ڈرنکس ٹرے میں رکھ کر گلاس سیٹ کئے اور اندازے سے ہی چند اپیٹائزرز پلیٹ میں سجا کر پلیٹ ٹرے میں رکھی اور ہاتھوں کی لرزش پر قابو پانے کی ناکام کوشش کی۔ ایک بار پھر اسے کم مائیگی کا احساس ہوا تھا ۔۔۔ اپنے وطن کی شدت سے یاد آئی تھی کتنا کچھ بتاتی تھیں فریحہ بیگم کہ پاکستان میں ایسے ہوتا ہے، بہنوں کو

عزت دی جاتی ہے، پردہ، حیا، عزت، تحفظ، ان تمام لفظوں سے صرف الفاظ کی حد تک ہی آشنا تھی وہ۔۔۔لندن کی ویران سڑکوں پر پیدل مارچ کرتے ہوئے کتنی بار اس کے دل میں پاکستان جانے کی خواہش جاگی تھی مگر خواہشیں تو پھر خواہشیں ہوتی ہیں۔۔پاکستان جانا اس کے لئے ایک ایسے خواب جیسا تھا جو کھلی آنکھوں سے دیکھا جائے اور جس کی تعبیر ممکن ہی نہیں تھی۔۔

وہ فل سائز ٹرے اپنے ہاتھوں میں لئے کچن سے نکل آئی، لیونگ روم سے ہوتی ہوئی وہ اپنے کمرے کے ساتھ مڑتی دیوار کے ساتھ چلتی ہوئی راہداری سے ہو کر کمروں کے پیچھے بنے اس بڑے سے لاؤنج میں چلی آئی جہاں چوکور سوئمنگ پول کے پاس پڑے صوفوں پر اس کے چار پانچ انگریز دوست بیٹھے ہوئے تھے۔۔ہاتھوں میں ٹرے تھامے وہ خود کو مضبوط کرتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس طرف آئی تھی۔۔وہ سب غلیظ نظروں سے اس کے ڈھکے چھپے سراپے کو دیکھ رہے تھے۔

"یہ تمہاری سرونٹ ہے کیا۔۔۔؟" انجلین نے استہزائیہ ہنستے ہوئے شستہ انگریزی میں پوچھا۔

اس کے سوال پر زاویار کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"ہاں فری کی نوکرانی ہے، میری سوتیلی ماں اپنے ساتھ لائی تھی۔۔۔" زاویار نے بھی انگریزی میں ہی جواب دیا۔

"اوہ یو مین، تمہاری سٹیپ سسٹر ہے۔۔۔؟" جانسن نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

"اوہ کم آن۔۔۔ڈونٹ کال ہر مائے سسٹر۔۔۔ شی از جسٹ لائک اے سرونٹ فار می۔۔۔ نتھنگ مور۔۔۔!" زاویار نے نخوت سے جواب دیا۔۔

ان سب نے معنی خیزی سے مشال کی طرف دیکھا جس کا چہرہ ان سب کی باتیں سن کر اہانت کے شدید احساس سے سرخ پڑ گیا۔۔وہ کل ملا کر تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔۔

"اب کھڑے کھڑے ہمارا منہ کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔؟رکھو اسے یہاں اور دفع ہو جاؤ۔۔۔"اسے اپنی جگہ مجسمہ بنا دیکھ کر زاویار چلایا تھا۔۔

مشال فوراً آگے بڑھی تھی اور صوفوں کے درمیان پڑی میز پر ٹرے رکھنی چاہی۔۔۔پیٹر جس کی نیلی آنکھیں کافی دیر سے مشال کے سفید و گلابی پیروں پر تھیں،مشال کے قریب آتے ہی جھکا تھا اور اس کے پاؤں پر اپنے ہاتھ کی پشت پھیر تھی۔۔وہ اسے چھونا چاہتا تھا اور زاویار جیسے شخص کی موجودگی میں اسے کوئی ڈر و خوف نہیں تھا۔۔سو جیسے ہی مشال ٹرے ٹیبل پر رکھنے کو جھکی پیٹر نے اس کے نرم پاؤں کو چھو لیا۔۔۔

مشال اس کے لمس پر تڑپ کر پیچھے ہٹی تھی،ہاتھ جو پہلے ہی ان سب کی موجودگی میں کپکپا رہے تھے،پیٹر کی حرکت سے بالکل ہی بے جان ہو گئے،ٹرے ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین بوس ہوئی تھی اور نتیجتاً سارے گلاس اور ڈرنکس زمین بوس ہو گئے۔۔۔

ڈرنکس کی چند چھینٹیں انجلین اور ربیکا کی سکرٹس کو داغدار کر گئی تھیں۔۔انجلین جو کہ پیٹر کی گرل فرینڈ تھی اور اس کی نازیبا حرکت دیکھ چکی تھی،طیش میں آکر اپنی جگہ سے اٹھی اور بوکھلائی ہوئی مشال کی طرف بڑھی۔۔۔

"یو بچ۔۔۔"کہتے ہوئے انجلین نے سکارف سمیت اسے بالوں سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا اور ایک زوردار تھپڑ اس کے گال پر مارا۔۔۔چٹاخ۔۔۔پورے لاؤنج میں آواز گونجی تھی۔۔مشال جو پہلے ہی اس ساری

افتاد پر لرز رہی تھی مزید انجلین کے تھپڑ نے اسے لڑکھڑانے پر مجبور کر دیا۔۔۔وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ پائی اور اپنے پیچھے صوفے پر بیٹھے زاویار بیگ پر جا گری۔۔۔سکارف نما دوپٹہ سر سے اتر چکا تھا۔۔لمبے سیاہ بال جوڑے سے آزاد ہو کر زاویار کے سینے پر بکھر سے گئے۔۔اس کے بالوں سے اٹھتی شیمپو کی خوشبو زاویار کے نتھنوں سے ٹکراتی ہوئی سانسوں کے ساتھ رگوں میں اتری تھی۔۔۔ایک پل کو تو اس کے حواس مختل ہو گئے مگر اگلے ہی پل وہ ہوش میں آیا تھا اور خود پر گری مشال کو پوری قوت سے خود سے دور دھکیلا۔۔۔مشال کا سر میز کے کونے سے ٹکرایا تھا اور اس کی پیشانی پل میں خون آلود ہوئی تھی۔ایک ہاتھ زمین پر بکھرے کانچ سے زخمی ہو چکا تھا مگر وہاں موجود تمام افراد میں سے کسی کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا البتہ پیٹر کی نگاہیں اس کی پشت پر بکھرے سیاہ بالوں پر جم سی گئی تھیں۔۔۔

"وائے آر یو سٹیرنگ(STARING)ایٹ ہر پیٹر۔۔۔۔"انجلین پوری قوت سے چلائی تھی۔۔اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے جو مشال کو جلا کر بھسم کر دینا چاہتے تھے۔۔۔

"نہیں میں گھور نہیں رہا،وہ زخمی ہو چکی ہے۔۔۔"پیٹر نے بوکھلاتے ہوئے شستہ انگریزی میں صفائی دی۔۔

"مائے فٹ۔۔۔تم چلو یہاں سے۔۔۔!"انجلین نے اس کا ہاتھ تھاما۔۔۔

ربیکا نے ایک ترحم آمیز نگاہ روتی ہوئی مشال پر ڈالی اور باقیوں کو وہاں سے چلنے کا اشارہ کیا۔۔زاویار نے ایک سرد نگاہ اس کے بلکتے وجود پر ڈالی اور خود بھی اپنے دوستوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔۔۔

مشال کے لئے حلق سے امڈتی چیخوں کا گلا گھونٹنا محال ہو گیا۔۔وہ بری طرح رو رہی تھی۔۔سسک رہی تھی مگر اس

پورے گھر میں اس کے ساتھ صرف اس کی بے بسی تھی۔۔ایسی بے بسی جس کا احساس اس کے دل کو چیر رہا تھا۔۔ اسے اپنے جسم سے بہتے خون کی پرواہ نہیں تھی،اسے اپنی بے حجابی کا دکھ تھا۔۔۔مشال کو اپنے پیروں سے نفرت محسوس ہوئی جن میں سے ایک کو زاویار کے دوست نے چھو لیا تھا۔۔۔اپنے خوبصورت بالوں سے سانپ لٹکتے محسوس ہوئے جن پر ابھی کچھ دیر پہلے غلیظ نگاہیں جمی ہوئی تھیں۔۔۔اس نے ہمیشہ خود کو زاویار کی نظروں سے بھی چھپا کر رکھا تھا اور آج وہ یوں بے حجاب ہو گئی تھی۔۔مشال وہیں گھٹنوں میں منہ چھپائے تڑپنے لگی۔۔۔کاش کہ مرنا آسان ہوتا۔۔۔کاش کہ زندگی یوں ایک آزمائش نہ ہوتی اس کے لئے تو وہ بھی دل میں جینے کی امنگ رکھتی۔۔۔آنسو متواتر اس کے رخساروں کو بھگو رہے تھے۔۔۔

خودکشی حرام نہ ہوتی صاحب

تو آج یوں جینا نہ پڑتا۔۔۔!

***************

کٹاؤ دار، بھرے بھرے ہونٹوں پر لپ اسٹک برش پھیرتے ہوئے اس نے آخری بار آئینے میں اپنا جائزہ لیا۔ میرون لانگ شرٹ اور میرون ہی دوپٹہ شانوں پر پھیلائے،ہمیشہ کی طرح بلیو ہی جینز پہنے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔شولڈر کٹ بالوں کو ایک کان کے پیچھے کرتے ہوئے دوسری طرف کندھے پر پھیلا کر اس نے کانوں میں چمکتے گولڈ کے چھوٹے سے ٹاپس دیکھے جن کے بیچوں بیچ میرون کلر کا ایک ایک نگ جڑا ہوا تھا۔غلافی آنکھوں میں سجا کاجل انہیں مزید قاتل بنا رہا تھا۔اُس نے پلٹ کر دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھا جو رات کے ساڑھے گیارہ بجا رہی

تھی۔ تبھی اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر ملیحہ اندر داخل ہوئی تھی۔

"اب آ بھی چکو۔۔ بھائی آ گئے ہیں۔۔"ملیحہ نے اندر آتے ہی اُسے بتایا۔نشال کا دل ایک پل کو دھڑکا تھا پھر اگلے ہی پل وہ کھل کر مسکرائی تھی۔

"اچھا۔ دیکھو میں کیسی لگ رہی ہوں۔۔۔؟لپ سٹک زیادہ ڈارک تو نہیں لگ رہی۔۔؟"ملیحہ کو کندھوں سے تھامتے ہوئے نشال پُرجوش سی پوچھ بیٹھی۔

"نہیں۔۔ بلکل پرفیکٹ لگ رہی ہو، ہمیشہ کی طرح بہت پیاری اور معصوم۔۔"ملیحہ نے مسکراتے ہوئے اس کی کھل کر تعریف کی۔نشال کی آنکھوں میں دیپ جلنے لگے۔

"اب چلو بھی۔۔ورنہ نیچے کیک کٹ جائے گا، آغا جی سے کیک کٹنے کا ویٹ نہیں ہو رہا"ملیحہ نے ہنستے ہوئے اُسے بتایا۔ آغا جی میٹھے کے شیدائی تھے۔اور وجہ شاید شوگر جیسی بیماری تھی۔ جس کی وجہ سے میٹھے سے پرہیز کر کر کے وہ میٹھے کے لیے ترستے رہتے تھے۔نشال اس کی بات پر کھلکھلا کر ہنسی تھی۔ پھر وہ دونوں اس کے کمرے سے نکل کر سٹنگ ایریا سے ہوتی ہوئی سیڑھیاں اُترنے لگیں۔نشال کی نگاہیں بے ساختہ ضیغم اجلال کو تلاشنے کے لیے پُورے لیونگ روم میں گھومتی ہوئی ضیغم پر جا ٹھہریں تھیں اور پھر ایک پل کو ساکت رہ گئی تھیں۔ وہ وردی چینج کر چکا تھا۔ بلیو جینز پر ہاف بازو کی وائیٹ ٹی شرٹ پہنے وہ آغا جی کے پاس بیٹھا، خفا خفا سا لگ رہا تھا۔سیاہ گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ کچھ بے چین سا تھا شاید۔۔۔

"اسلام علیکم!"لیونگ روم میں داخل ہوتے ہی نشال نے سلام کیا تھا۔ تبھی وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ پھر ہو

لے سے سر ہلا کر اس کے سلام کا جواب دیا تھا۔ ضرغام ہولے سے کھنکھارا۔ نشال نے اُسے گھورا جس کی آنکھوں میں شرارت چمک رہی تھی۔ نشال نے اپنے لبوں پر اُمڈتی مسکراہٹ دبانے کی کوشش کی اور ایک بار پھر چور نگاہوں سے ضیغم کی طرف دیکھا جو اس کے سلام کا جواب دے کر پھر سے آغا جان کے ساتھ مصروف ہو چکا تھا۔ جانے کونسی باتیں تھیں جو وہ دونوں چھیڑ کر بیٹھے ہوئے تھے۔

اکرام ماموں بھی دوسرے صوفے پر براجمان اُن دونوں کی طرف متوجہ تھے۔ جبکہ ضرغام، ضیغم والے صوفے کی پشت پر ہاتھ ٹکائے ضیغم اور آغا جان کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔ وہ یک ٹک ضیغم کے مغرور چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

جب ملیحہ نے اُسے ٹھوکا مارا۔ نشال ایک دم چونکی اور گردن موڑ کر ملیحہ کو دیکھا۔

"شرم کر لو۔۔۔ جانے کہاں رکھ کر بھول آئی ہو۔" ملیحہ نے اُسے چھیڑا۔

"جب پیار کیا تو ڈرنا کیا۔۔۔" نشال نے سکون سے کہا۔

"بھائی نے نوٹ کر لی نا تمہاری یہ حرکت، تو یہیں سب کے سامنے ڈانٹ دیں گے تمہیں، پھر تمہارے آنسو نہیں رکیں گے۔۔۔" ملیحہ نے اُسے سنجیدگی سے باور کروایا۔ نشال نے منہ بسورا۔

"ایک تو تمہارا یہ جلاد صفت بھائی، پتہ نہیں کب مجھ معصوم کے جذبات سمجھے گا۔۔۔" نشال نے دھیمی آواز میں آہ بھری۔ ملیحہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔ نشال نے اُسے تپ کر دیکھا۔

"بھئی اب کیک لے بھی آؤ۔۔ بارہ بجنے ہی والے ہیں۔۔" یہ دہائی دینے والے آغا جان تھے۔ سب کے لبوں پر ان کی بے تابی کے باعث مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اتنے فضول سے دن کیے لیے مجھے بُلا کر آپ نے اچھا نہیں کیا آغا جان، اگر مجھے ذرہ سا بھی اندازہ ہوتا کہ آپ کا اہم کام یہ برتھ ڈے کیک ہے تو میں کبھی نہ آتا۔۔" ضیغم نے قدرے خفگی سے کہا۔ نشال کے دل پر اس کے لفظوں سے آریاں چل گئیں۔

"بیٹا ہمارے لیے یہ برتھ ڈے کیک نہیں، تم اور تمہاری پیدائش کا یہ دن اہم ہے، سو یہ پیشانی کے بل ذرہ سیدھے کر لو۔۔۔ ورنہ ہمارا کیک کھانا محال ہو جائے گا۔۔" ملیحہ کو کیک لاتے دیکھ کر وہ شرارت سے بولے۔ ضیغم نرمی سے مسکرایا۔ اس کی دل موہ لینے والی مسکراہٹ دیکھ کر نشال کے دل میں حسرتیں بڑھنے لگیں۔ کاش کبھی اُسے دیکھ کر بھی وہ ظالم یوں نرمی سے مسکراتا۔

آہ۔۔ کاش۔۔! نشال نے دل میں سوچا تھا۔ شازمہ بیگم (ممانی جان) بھی اماں بی کے ساتھ وہاں آچکی تھیں۔ بارہ بجتے ہی خوشگوار ماحول میں کیک کاٹا گیا۔ ضیغم نے صرف آغا جان اور اماں بی (عمر رسیدہ ملازمہ) کو ہی کیک کھلایا تھا۔ باقیوں کو کیک کھلانے کا کام ضرغام نے سرانجام دیا تھا۔ وہ شروع سے ہی اپنا برتھ ڈے منانے کے خلاف تھا۔۔ بچپن سے لے کر اب تک ہر سال ملیحہ، نشال اور ضرغام ہی اس سلسلے میں پیش پیش رہتے تھے۔ برتھ ڈے گفٹ بھی وہ تینوں چپکے سے اس کے کمرے میں رکھ آتے تھے، یہ بھی اس کی مہربانی تھی کہ ان کے گفٹس کو پھینکتا نہیں تھا۔ بلکہ سنبھال کر اپنی الماری کے آخری خانے میں رکھ دیا کرتا تھا۔ آج بھی وہ تینوں اس کا گفٹ اس کے کمرے میں رکھ چکے تھے۔ اب کیک کھا لینے کی بعد، چہروں پر کیک لگانے کا کام چل رہا تھا اور یقینی طور پر اس کی شروعات ضرغام نے ہی کی تھی۔ نشال اپنے دھیان میں اماں بی کی پاس بیٹھی ان کے گھٹنوں کے درد کے بابت دریا

فت کر رہی تھی۔ جب ضرغام پیچھے سے اس کی طرف آیا تھا۔ اور ہاتھ میں دھری کیک کی ڈھیر ساری کریم اور چاکلیٹ اس کی منہ پر مل دی۔ نشال اچھل کر پلٹی، جبکہ اس کا کریم سے ڈھکا آدھا چہرہ دیکھ کر ضرغام قہقہ لگا کر ہنسا ۔۔۔ ضیغم کے پاس کھڑی ملیحہ بھی نشال کا چہرہ دیکھ چکی تھی۔ اس کا قہقہ بھی بے ساختہ تھا۔ نشال نے فوراً اپنا چہرہ صاف کیا۔ اور ٹیبل پر رکھے کیک سے دونوں ہاتھوں پر کریم لے لی۔ اور اس کی پیچھے لپکی۔ ضرغام نے فوراً وہاں سے دوڑ لگائی۔ شازمہ بیگم نے قدرے ناگواری سے ضرغام کے پیچھے بھاگتی نشال کو دیکھا۔ جبکہ اکرام صاحب اور آغا جان ان دونوں کی حرکتوں سے خوب لطف اندوز ہو رہے تھے۔ وہ صوفوں کو پھلانگتا ہوا کسی صورت اس کے ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔ معاً ضرغام کی نظر ملیحہ کے ساتھ کھڑے ضیغم اجلال پر پڑی۔ اُس نے اپنے بھاگنے کی سپیڈ قدرے ہلکی کر دی۔ ایسے جیسے خود کو تھکا ہوا ظاہر کرنا چاہ رہا ہو۔ اور بڑی ہوشیاری سے ضیغم والی طرف آ کھڑا ہوا۔ نشال اُسے کھڑا ہوا دیکھ کر سرعت سے اس کی جانب بڑھی تھی اور ہاتھ بڑھا کر کیک اس کے چہرے پر لگانا چاہا، اُسی وقت ضرغام نے اپنی طرف دیکھتے آغا جان کو آنکھ ماری تھی اور پھرتی سے ضیغم کو گھما کر نشال کے سامنے کر دیا ۔ آغا جان کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔ اپنی دھن میں ضرغام کو کیک لگانے کا ارادہ رکھتی نشال نے تیزی اور کچھ جلدی میں ضیغم کا توانا بازو تھاما تھا اور اگلے ہی پل اس کے دائیں گال پر اپنا ہاتھ پھیر دیا۔ دونوں ہاتھوں پر لگی کریم ضیغم کا چہرہ اور بازو خراب کر چکی تھی۔

ضرغام کی بجائے ضیغم کو سامنے دیکھ کر نشال کی دھڑکنیں منتشر ہونے لگی۔ جبکہ ضیغم کو نشال کے نرم ہاتھوں کا لمس کسی آگ کی طرح محسوس ہوا تھا۔ اُسے اپنا رُوم رُوم جلتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ ضیغم نے سختی سے اپنا بازو جھٹکا،

نتیجتاً نشال لڑکھڑا سی گئی تھی۔

"کیا بے ہودگی ہے یہ۔۔؟" وہ سخت لہجے میں غرایا تھا۔ نشال کا رنگ فق ہو گیا۔

"وہ۔۔۔ میں تو ضرغام کو۔۔" نشال منمنائی۔

"شٹ اپ۔۔۔" ضیغم کے انداز میں ناگواری تھی۔ ذلت کے احساس سے نشال کی آنکھیں بھر آئیں۔ آغا جان فوراً آگے بڑھے۔

"یہ بات کرنے کا کونسا طریقہ ہے ضیغم۔۔۔؟ ذرا سا مذاق ہی تو کیا ہے بچی نے، اس میں بے ہودگی والی کونسی بات ہے۔۔؟" آغا جان کی آواز میں سختی تھی۔ آنکھوں میں واضح تاسف تھا۔ آغا جان کے یوں نشال کی حمایت میں بولنے پر شازمہ بیگم نے ناگواری سے پہلو بدلا۔ جبکہ باقی سب کے تاثرات بھی آغا جان جیسے ہی تھے۔

"مجھے اس قسم کے مذاق پسند نہیں ہیں آغا جان۔۔" نگاہ جھکاتے ہوئے ضیغم نے قدرے دھیمی آواز میں کہا تھا۔

"اگر پسند نہیں ہیں تب بھی رشتوں کی خاطر ایسی چھوٹی موٹی باتوں کو اگنور کرنا سیکھو بیٹا۔۔۔" اکرام صاحب نے کہتے ہوئے اس کا کندھا تھپکا۔ ضیغم نے سختی سے لب بھینچ لیے۔ اور ایک سُلگتی ہوئی نگاہ نشال علوی پر ڈالی جو آغا جان کے حصار میں کھڑی نم ہوتی پلکیں جھپک رہی تھی۔

"بھائی غلطی تو میری تھی۔۔۔ میں نے ہی آپ کو نشی کے سامنے کیا تھا۔" ضرغام نے بھی اپنے جڑے لب کھولے تھے۔ ضیغم نے زچ ہوتے ہوئے اپنی جینز کی پاکٹ میں ہاتھ گھسا لیے۔

"چلیں اب بس بھی کریں۔۔۔ کوئی جرم نہیں کر دیا میرے بیٹے نے۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ کوئی بات نہیں۔۔ معاملے

کو رفع دفع کریں۔۔۔"شازمہ بیگم نے زبردستی کی مسکراہٹ لبوں پر سجاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ ممانی ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔اِٹس ناٹ اے بگ ایشو۔۔۔"نشال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پھر آگے بڑھ کر ٹیبل پر رکھے ٹشوز میں سے چند ٹشو لے کر ضیغم کی طرف بڑھائے۔

"سوری۔۔آئندہ خیال رکھوں گی۔۔۔آپ یہ صاف کر لیں پلیز۔۔"نم آنکھوں سمیت لبوں پر مسکراہٹ سجائے وہ ضیغم سے مخاطب تھی۔سب گھر والوں کی موجودگی میں ضیغم کے پاس وہ ٹشو لینے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ہولے سے "اِٹس اوکے" کہہ کر اُس نے نشال سے وہ ٹشوز لے لیے۔آغا جان خوش دلی سی مسکرائے۔ملیحہ اور ضرغام کی بھی جان میں جان آئی۔جبکہ نشال دل کے درد پر ضبط کرتی خوب کھکھلا رہی تھی۔ماحول پھر سے پہلے جیسا ہو چکا تھا۔مگر نشال کی آنکھیں بار بار بھر آرہی تھیں۔

اور بڑھ جاتا ہے نادان محبت پر یقین
جب کسی بات پر وہ شخص خفا ہوتا ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆

میرے احساس کی بستی میں
کب سے زرد موسم کا بسیرا ہے
درختِ جاں نے،
جانے کب سے پت جھڑ کے

وہ پھیکے رنگ سارے اوڑھ رکھے ہیں

کہ دشتِ آرزو میں اب

خیالِ یار کی رعنائیاں لے کر

کوئی کونپل نہیں کھلتی

یہ ماہ و سال کی شاخیں

ہوئی بنجر ہیں کچھ ایسے

کہ ان کی کوکھ سے امید کے پتے

بڑی مشکل سے اگ پائیں!۔

جو اگ آئیں!۔۔

تو جلتی زیست کا تپتا ہوا سورج

انہیں اس شاخ پر ٹکنے نہیں دیتا!۔

ہرا رہنے نہیں دیتا

یہ سوکھے زرد پتے

اب میرے ان سوختہ خوابوں کا مرقد ہیں!۔

جنہیں مایوسیوں کی آنچ نے

تعبیر سے پہلے۔۔

جلا کر راکھ کر ڈالا

میرے مولا!۔

میرے احساس کے ویراں چمن میں کیوں

بہاریں لوٹ آنا بھول بیٹھی ہیں؟

وہ اپنے آپ میں مگن وائٹ کراس سٹریٹ میں چل رہی تھی جب اچانک اپنے پیچھے، بیحد قریب کسی کی موجودگی کے احساس سے وہ رکی تھی۔ اس نے پلٹ کر اپنے پیچھے آتے شخص کو دیکھا۔ ایک پل کو مشال کی نظریں ساکت ہوئی تھیں۔ اسے مقابل کھڑے شخص کو پہچاننے میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا۔ اپنی چمکتی نیلی آنکھوں سے مشال کی طرف گہری نظروں سے دیکھتا وہ زاویار کا بہترین دوست پیٹر تھا۔ یہ وہی گھٹیا شخص تھا جس کی گھٹیا حرکت کے باعث دو ہفتے پہلے اسے شدید ذلت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ مشال کے زخم پھر سے ہرے ہونے لگے۔ اس نے سخت نظروں سے اپنی جانب دیکھتے پیٹر کو گھورا۔

"ہائے بے بی....!" مشال کو اپنی طرف تکتا پاکر وہ دانت نکوستے ہوئے بولا۔ مشال کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"اینی پرابلم...؟" مشال نے سختی سے پوچھا۔

"میں اپنا کچھ وقت تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں.....وڈیو لائک ٹو سپینڈ؟" وہ اپنے مخصوص انگریزی لب و لہجے میں بول رہا تھا۔ مشال نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں۔

"سوری بٹ ابھی میری بیکنگ کلاس ہے، آئی کانٹ....!" مشال نے سہولت سے انکار کیا۔ پیٹر کی مسکراہٹ ایک پل کو سکڑی پھر اگلے ہی پل وہ دوبارہ مسکرایا تھا۔

"نو پرابلم بے بی..... میں تمہارا ویٹ کر لیتا ہوں.... تم پہلے اپنی کلاس اٹینڈ کر لو اس کے بعد ہم فرصت سے ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزاریں گے....." وہ تو جیسے فارغ ہو کر اس کے پاس آیا تھا۔

مشال نے ایک پل کو اپنے لب بھینچ لئے۔ پھر سر پر لپٹے سکارف کو درست کرتے ہوئے ایک سنجیدہ نگاہ پیٹر کے چہرے پہ ڈالی۔

"سوری اگین مسٹر۔۔۔ بٹ میری کلاس چار گھنٹے کی ہے، اور میں آپ کو اتنا لمبا انتظار کرنے کی زحمت نہیں دینا چاہتی، بہت شکریہ۔۔۔ اب میں چلتی ہوں۔۔۔ بی کاز ایم گیٹنگ لیٹ۔۔!" بنا اس کی مزید کوئی بات سنے وہ اپنی بات پوری کر کے چند قدموں کے فاصلے پر بنے ریسٹورنٹ میں گھس گئی۔ ریسٹورنٹ میں آتے ہی اس نے سیدھا کچن کا رخ کیا تھا۔

پیٹر کی نیلی آنکھوں سے چھلکتی ہوس و گندگی نے اسے اندر تک ہلا کے رکھ دیا تھا۔ اسے زاویار پر غصہ آنے لگا جس کی وجہ سے وہ اس منحوس شخص کی نظروں میں آ چکی تھی۔ بیکنگ کلاس کا تو فقط بہانہ تھا، حقیقت میں اسے کوئی بہانہ نہیں سوجھ رہا تھا۔ اس ریسٹورنٹ کی ایک کک اس کی کافی اچھی دوست تھی، سو بروقت بہانہ لگا کر وہ اندر چلی آئی تھی۔ کافی دیر جیری (کک جو مشال کی دوست تھی) کے پاس بیٹھ کر، اس سے خوب باتیں کر کے جب وہ باہر آئی تو وہ وہاں کہیں نہیں تھا۔ مشال کو ایک گونہ سکون ہوا۔ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی وہ سٹریٹ سے باہر آئی تھی اور

پھر کیب پکڑ کر سیدھا گھر آگئی۔ اگر وہ آج اس کے پیچھے آیا تھا تو وہ دوبارہ بھی کبھی اس کا راستہ کاٹ سکتا تھا۔ مشال کو نئی فکر لاحق ہو چکی تھی۔ وہ دن بہ دن زندگی کو خود پر تنگ ہوتا محسوس کر رہی تھی۔ سامعہ کو دیکھ دیکھ کر اس کا دل شدت سے یہ چاہنے لگا تھا کہ وہ بھی پاکستان ہی چلی جائے۔ اور پھر وہاں اس کے اپنے بھی تو تھے۔۔ وہ اپنے جن سے اس کی ماں چھپ چھپ کر باتیں کیا کرتی تھی۔ وہ ہاتھوں میں سر تھامے اپنے روم میں بیٹھی تھی تبھی فریحہ بیگم وہاں آئی تھیں۔ مشال نے دکھتی پلکیں اٹھا کر ان کی طرف دیکھا۔

"کیا بات ہے مشی۔۔۔ پریشان لگ رہی ہو؟"

کہتے ہوئے وہ اس کے پاس ہی بیٹھ گئیں۔ مشال کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔

"ماما۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے یہاں رہنا اچھا نہیں لگتا۔۔۔ ہم پاکستان کب جائیں گے۔۔۔؟" وہ آٹھ سال کی عمر سے یہی سوال کرتی آ رہی تھی اور آج پھر اس نے وہی سوال دہرایا تھا جس کا جواب فریحہ بیگم کے پاس نہیں تھا۔ وہ آنکھوں میں بچوں کی سی معصومیت لئے بہت آس سے پوچھ رہی تھی۔

"تمہیں یہاں کیا پریشانی ہے مشال۔۔۔" انہوں نے جواب دینے کی بجائے الٹا اسی سے سوال پوچھ لیا۔ مشال نے بھیگی آنکھوں سے ان کا بے تاثر چہرہ دیکھا۔

"یہاں آسانی کیا ہے ماما۔۔۔؟" مشال نے تلخی سے پوچھا۔ فریحہ بیگم نے نگاہ چرا لی۔

"پاکستان میں اس سے بھی زیادہ مشکلات ہیں، تم وہاں کے ماحول میں ایڈجسٹ نہیں کر پاؤ گی مشی۔۔۔ بس کچھ مہینوں کی بات ہے، پھر میں کوئی اچھا سا لڑکا دیکھ کر تمہاری شادی کر دوں گی۔ پھر زاویار کی بد تمیزیوں سے جان

چھوٹ جائے گی تمہاری۔" انہوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔مشال نے شکوہ کناں نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"شادی۔۔؟شادی کر دیں گی آپ میری۔۔۔مجھے شادی نہیں کرنی ماما مجھے ہز بینڈ نہیں چاہیئے، تحفظ چاہیئے اور مجھے لگتا ہے یہاں کے مرد اپنی عورت کو تحفظ نہیں دے سکتے" مشال کی آنکھیں چھلک پڑی تھیں۔ فریحہ بیگم نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا۔

"کوئی بات ہوئی ہے۔۔؟کسی نے کوئی غلط حرکت کی ہے تمھارے ساتھ۔۔؟بتاؤ مجھے مشی۔کیا تم محفوظ نہیں ہو یہاں۔پر۔۔؟" انہیں حقیقتاً تشویش لاحق ہو چکی تھی۔ان کی حساس بیٹی اگر آج تحفظ کی بات کر رہی تھی تو یقیناً اس نے خود کو غیر محفوظ محسوس کیا تھا۔ان کے یوں ایک دم پریشان ہو جانے پر مشال نے خود کو سنبھالا۔

"نہیں کوئی بات نہیں ہوئی تھی ماما۔۔ مگر بس مجھے یہاں کا ماحول پسند نہیں ہے۔یہاں غلط کو غلط سمجھتا ہی کون ہے۔۔۔؟ پتہ نہیں کیوں مگر میرا دل اکثر پریشان رہتا ہے۔ایسا لگتا ہے جیسے۔۔۔ جیسے یہ فضائیں مجھے لوٹ لیں گی، مجھے برباد کر دیں گی۔۔۔مجھے یہاں بہت ڈر لگتا ہے ماما۔۔۔مجھے یہاں اپنا آپ ان سیکیور (غیر محفوظ) محسوس ہوتا ہے۔۔۔" انکے ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامتے ہوئے وہ اپنے سارے ڈر سارے خوف انہیں بتا رہی تھی۔دل میں چھپے سارے خدشے سارے واہمے ان کے گوش گزار کر رہی تھی۔فریحہ بیگم کا دل دھڑک اٹھا۔

"باپ اور بھائی کی موجودگی میں بھی خود کو غیر محفوظ محسوس کرنے والی عورت سے بڑھ کر بیوقوف کون ہو گا۔۔؟" فریحہ بیگم نے نرمی سے اسے ڈپٹا۔

"کس کو میرا باپ کہہ رہی ہیں آپ ماما۔۔۔؟" وہ تلخی سے گویا ہوئی۔ "جس شخص نے کبھی میرے سر پر ہاتھ نہیں رکھا۔۔۔۔؟ اور کس کو میرا بھائی کہہ رہی ہیں آپ ماما۔۔۔؟ وہ شخص جو اپنے دوستوں کے سامنے مجھے اپنی نوکرانی بتاتا ہے۔۔۔؟ نہیں ماما۔۔۔ یہاں کہیں دور دور تک نہ کوئی مرد میرا باپ ہے اور نہ بھائی۔۔۔ مجھے میرے حقیقی باپ کے پاس بھیج دیں ماما۔۔۔ پلیز مجھے یہاں سے کہیں دور بھیج دیں۔۔۔"

وہ آج سارے کڑوے سچ اگلنے پر تلی ہوئی تھی۔ فریحہ بیگم کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔

"اگر تمہارا باپ ایک اچھا مرد ہوتا، تمہیں قبول کرلیتا، میرا ساتھ نبھالیتا۔۔۔ تو آج تم اور میں یہاں اتنی دور میرے اپنوں کی جدائی نہ کاٹ رہے ہوتے۔۔ تمہارا باپ ایک عیاش مرد تھا۔۔۔ جب تم محض دو ماہ کی تھیں وہ تب تمہاری حفاظت نہیں کر سکا تو آج جب تم اکیس برس کی جوان لڑکی ہو، آج وہ کیسے تمہاری حفاظت کرے گا۔۔۔؟ اس جیسے کمزور مرد اپنی بیویوں اور بیٹیوں کی حفاظت نہیں کرتے مشال۔۔۔۔ کبھی نہیں کرتے، مرد یہاں کا ہو یا پاکستان کا۔ جو غیرت مند ہوتا ہے، وہ اپنی عورت کی حفاظت کرنا بخوبی جانتا ہے۔ یہاں بھی ایسے مرد موجود ہیں جو اپنی بیویوں اور بیٹیوں کی عزت کے محافظ ہیں۔ اور پاکستان میں بھی ایسے مرد موجود ہیں جو اولاد پیدا کر کے اس اولاد کو در در کی ٹھوکریں کھانے کیلئے چھوڑ دیتے ہیں۔۔"

وہ کبھی یوں اس کے سامنے اس کے باپ کا ذکر کر کے روئی نہیں تھیں مگر آج رو پڑی تھیں۔ لہجے میں دکھ بول رہا تھا۔ ماضی کے کچھ پنّے تھے جو آج وہ پلٹ بیٹھی تھیں۔ مشال بے دم سی ہو کر بیڈ پر ڈھے گئی۔

"زندگی بہت مشکل ہے ماما۔۔۔ میرے لئے تو بہت زیادہ۔۔۔" وہ دھیمی آواز میں بڑبڑائی تھی۔

"کچھ مشکل نہیں ہے، اپنے دل سے سارے خدشے نکل دو مشی، اللہ سے اچھے کی امید رکھو تمہارے ساتھ بہت اچھا ہو گا ان شاءاللہ۔۔۔" فریحہ بیگم۔نے نرمی سے کہا۔

"اور اگر کچھ برا ہو گیا تو۔۔۔؟" وہ کھوئی کھوئی سی بڑبڑائی تھی۔شاید وہ مایوسیوں کی انتہا پر تھی۔

"تم کیوں اتنا نیگیٹو سوچ رہی ہو میری جان۔۔۔؟ کچھ نہیں ہو گا۔۔۔کچھ بھی نہیں ہو گا۔"یقین سے کہتے انہوں نے اس کے بھیگے گال صاف کئے۔مشال سیدھی ہو کر بیٹھی اور ان کے پر یقین چہرے کیطرف دیکھا۔

"جن لڑکیوں کی مائیں بد کردار اور باپ عیاش ہوں ان کے ساتھ اچھا کیسے ہو سکتا ہے ماما؟" وہ آنکھوں میں اجنبیت لئے بڑی سنگدلی سے کہہ رہی تھی فریحہ بیگم کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔"تم سے کس نے کہا یہ سب۔۔۔؟ان کے حلق سے گھٹی گھٹی سی آواز نکلی۔

"میرے بابا کو عیاش تو ابھی کچھ دیر پہلے آپ نے کہا ہے، اور آپ کو بد کردار، زاوی بھائی اور ارشد بابا کہتے ہیں۔۔۔بتائیں نا ماما کیا آپ بد کردار ہیں۔۔۔؟"فریحہ بیگم کی طرف دیکھتی، سرد مہری سے بولتی وہ ان کے دل پر چھریاں چلا رہی تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے۔۔۔؟"فریحہ بیگم کے لب پھڑ پھڑائے تھے۔مشال نے ایک نظر ان کے زرد پڑتے چہرے کو دیکھا اور اگلے ہی پل جواب دیئے بنا بیڈ سے اتر گئی۔اور واش روم کی طرف بڑھی۔

"آپ چلی جائیں ماما۔۔۔آپ کے سوال کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔۔۔"وہ پلٹے بغیر بولی تھی اور واش روم میں گھس گئی۔فریحہ بیگم نے ایک بے بس سی نگاہ واش روم کے بند دروازے پر ڈالی۔ایک تھکا ہوا آنسو ان کے

رخسار پر لڑھکا تھا۔

* * * * * * * * * * *

"فرام نشال"۔۔۔کارڈ پر لکھے اس نام کو پڑھتے ہوئے ہر سال کی طرح آج بھی اس کی آنکھوں میں سرد مہری ہی تھی۔اس نے ریڈ گفٹ پیپر میں لپٹے گفٹ کو الٹ پلٹ کر ایک نظر دیکھا، پھر گفٹ پیپر کھولے بغیر، وہ گفٹ اپنی الماری کے آخری خانے میں رکھ دیا۔ہر سال کی طرح اس بار بھی اُس نے نشال کا دیا گفٹ کھول کر نہیں دیکھا۔ واپس بیڈ پر آکر ضیغم اجلال نے باقی دو گفٹس کھولنے شروع کیئے، ضرغام نے ہمیشہ کی طرح پرفیوم دیا تھا، جبکہ ملیحہ کی طرف سے بلیک کلر کی شرٹ تھی۔ ضیغم کے لب ہولے سے مسکرائے تھے۔اس نے شرٹ الماری میں رکھی اور پرفیوم کی شیشی ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دی۔نشال کا دیا گفٹ، اس کے باقی دیئے گئے گفٹس کے

ساتھ۔۔۔الماری کے سب سے آخری خانے میں پڑا اپنی بے حرمتی پر رو رہا تھا۔کھڑکی کا پردہ کھسکا کر چاند کو دیکھتے ہوئے ضیغم نے ہونٹوں میں دبی سگریٹ کو لائٹر کا شعلہ دکھایا۔اگلے ہی پل وہ سگریٹ کے گہرے کش لے رہا تھا۔ہاف سلیوٹی شرٹ میں پھنسے کسرتی بازو، اور چوڑا سینہ اسکی مضبوطی کو ظاہر کر رہے تھے۔کشادہ پیشانی پر پر سوچ لکیریں واضح تھیں۔پوری آنکھیں کھولے وہ یک ٹک پورے چاند کو دیکھ رہا تھا۔

آنکھوں میں ہنوز سرد مہری تھی۔دفعتاً چاند کو دیکھتے دیکھتے چاند کی جگہ ایک چمکتا چہرہ روشن ہوا تھا۔کسرتی بازو پر ایک نرم لمس زندہ ہوا تھا۔دایاں گال بھی اسی لمس سے جلنے لگا۔ ضیغم نے فوراً پردے برابر کیئے تھے۔اور بیڈ پر آ بیٹھا۔دوسری سگریٹ سلگاتے ہوئے اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔چہرے پر چٹانوں کی سی سختی در

آئی۔دل کسی مضبوط پتھر کی طرح ساکت تھا۔

************

"بھائی ابھی رات ہی تو آئے ہیں آپ۔۔۔کم از کم ایک دن تو رکیں ناں۔۔۔یہ کیا کہ ابھی رات کو آئے ہیں اب صبح ہوتے ہی جا رہے ہیں۔۔۔"وہ سب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔جب ملیحہ بول پڑی۔اسے ابھی کچن میں ہی امو جان نے ضیغم کی واپسی کا بتایا تھا۔نشال کا دل بھی اداس ہو چکا تھا۔ضیغم نے ہاتھ روک کر ایک سنجیدہ نظر ملیحہ کے ناراض چہرے پر ڈالی۔

"میرا آنا اتنا ضروری نہیں تھا۔۔۔مگر پھر بھی آغا جان کے بلانے پر میں آگیا۔۔۔اب جانا ضروری ہے،اس لیئے جا رہا ہوں۔تم یوں اداس اور مسکین سی شکل بنا لو گی تو میرا جانا مشکل ہو جائے گا،اس لیئے اچھے بچوں کی طرح خوشی خوشی مجھے جانے دو۔۔۔"ضیغم نے قدرے نرمی سے کہا نشال نے نم آنکھیں جھکائی تھیں۔ملیحہ نے منہ بسوتے ہوئے پہلو بدلا۔

"میں بچی نہیں رہی بھائی۔۔۔اور خوشی خوشی نہیں جانے دوں گی آپ کو،آپ آج نہیں جائیں گے بس۔۔۔آج آپ میری گفٹ کی ہوئی شرٹ پہنیں گے اور ہمارے ساتھ آؤٹنگ کے لئے جائیں گے اور۔۔۔اور واپسی پر ہمیں اچھا سا ڈنر کروائیں گے،اور پھر کل صبح آپ واپس جا سکتے ہیں۔۔۔"ملیحہ نے آرام سے ساری پلاننگ اس کے گوش گزار کی۔

ضیغم نے بھنویں اچکا کر اس کی طرف دیکھا۔ملیحہ نے فوراًدانتوں کی نمائش کروائی۔آغا جان نے ایک مسکراتی نگاہ

نشال پر ڈالی جو داد دیتی نظروں سے ملیحہ کو دیکھ رہی تھی۔

"میرا خیال ہے ملیحہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ تمہیں ان تینوں کو ڈنر کروانا چاہیئے ضیغم، آج مت جاؤ۔۔۔کل چلے جانا۔۔" آغا جان نے بھی اپنا کردار نبھایا۔

"ہاں بھائی میری بھی آج یونی سے چھٹی ہے، چلتے ہیں ناں کہیں۔۔۔بہت دن ہو گئے آپ کے ساتھ ٹائم سپینڈ نہیں کیا۔۔"ضرغام بھی فوراً بول پڑا انشال نگاہیں جھکائے ناشتہ کرنے میں مصروف تھی۔ ضیغم نے ایک پل کو اپنے لب بھینچ لئے۔

"مجھے پہلے ہی لگ رہا تھا کہ اتنی آسانی سے میری جان نہیں بخشے گا کوئی بھی۔۔"چائے کا سپ لیتے ہوئے وہ خفگی سے بولا۔

"بھائی پلیز ناں۔۔آپ بہت نخرے کرتے ہیں سچی۔۔فیملی کو تو ٹائم دے دیا کریں۔۔"ملیحہ اسے ہر صورت روک لینا چاہتی تھی۔اکرام صاحب اور شازمہ بیگم سکون سے تینوں بہن بھائیوں کی نوک جھونک سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

"آج نہیں رک سکتا گڑیا۔۔۔اممم پندرہ دن بعد آ جاؤں گا، پھر چلیں گے۔۔"ضیغم نے ہمیشہ اپنی ہی کی تھی، آج کیسے ان کی سن لیتا۔ملیحہ کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔

"امو۔جانی آپ دیکھ رہی ہیں۔۔؟بھائی کو کہیں ناں کہ رک جائیں۔۔۔ایک دن کی تو بات ہے۔۔۔"ملیحہ نے خاموش بیٹھی شازما بیگم کو مخاطب کیا۔ ضیغم اسکی پانی بھری آنکھیں دیکھ کر گڑبڑا گیا۔

"یار ایک تو تم خواتین ایسے جو دو منٹ میں آنکھیں گیلی کر لیتی ہو ناں۔۔۔۔اس سے میں بہت پریشان ہوں۔۔۔نہیں جارہا میں کہیں بھی۔۔۔امو جان سے سفارش مت کرواؤ۔۔" ضیغم نے نرمی سے کہتے ہوئے شازمہ بیگم کی طرف دیکھا۔جن کے چہرے پر ضیغم کی بات سن کر اطمینان نظر آرہا تھا۔

ملیحہ کھل کر مسکرائی،جبکہ ضرغام نے "یاہو" کا نعرہ لگایا۔نشال کے دل میں گلاب کھلنے لگے۔لبوں پر اُمڈتی مسکراہٹ دبانے کے لئے اس نے اپنا سر جھکا لیا۔

"بھائی یہ حلوہ بھی لیں ناں پوری کے ساتھ۔۔۔نشال بہت مزے کا بناتی ہے۔۔۔" اسے چنے پوری سے ناشتہ کرتے دیکھ ملیحہ نے حلوے کی پلیٹ اس کے پاس کھسکائی تھی۔نشال کا نام سن کر اس کے حرکت کرتے ہاتھ رک گئے۔اس نے پوری کی پلیٹ آگے کو کھسکائی اور کھڑا ہو گیا۔

"میں ناشتہ کر چکا ہوں۔۔۔دو گھنٹے تک واپس آتا ہوں۔۔۔تب تک تم لوگ تیار رہنا۔۔۔"

گاڑی کی کیز مٹھی میں لیتے ہوئے وہ اپنے ازلی سرد لہجے میں بولا،اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔نشال نے بے دلی سے چائے کا آخری گھونٹ اپنے حلق سے اتارا۔۔۔اور ضیغم کی چھوڑی گئی پلیٹ کی طرف دیکھا۔وہ اپنے ہاتھ میں پکڑا نوالہ بھی پلیٹ میں رکھ گیا تھا۔نشال کا نام سنتے ہی اس نے ہاتھ کا نوالہ بھی چھوڑ دیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

موسم شام سے ہی ابر آلود تھا۔کالی گھٹائیں اور سیاہ بادل آسمان پر منڈلا رہے تھے۔مشال نے رات ہونے سے پہلے ہی گھر کے تمام دروازے اور کھڑکیاں بند کر دی تھیں کیونکہ تیز ہوا سے بجتی کھڑکیاں عجیب سا شور برپا کر

رہی تھیں۔ آتش دان میں آگ جلا کر وہ پاس ہی چیئر پر بیٹھ گئی اور ہاتھ میں پکڑا ناول پڑھنے لگی۔ وہ فراغت میں ناول پڑھنے کی عادی تھی۔ سر پر ہمیشہ کی طرح سکارف لپیٹا ہوا تھا۔ لانگ سکرٹ جو ٹخنوں تک آرہی تھی، وہ بڑے طریقے سے سمیٹ کر بیٹھی ہوئی تھی۔ اُسے کچھ بوریت کا احساس ہوا تو وہ گرم شال لپیٹ کر کمرے سے باہر نکل آئی۔ اپنے کمرے کے ساتھ مڑتی دیوار کے ساتھ چلتے ہوئے وہ پول والی سائیڈ پر آگئی۔ پول کی ایک طرف بنی گلاس وال سے لان کا منظر بڑا دلفریب لگ رہا تھا۔ سیاہ رات میں برستی تیز بارش اور جڑوں کو ہلا کر رکھ دینے والی ہوا سے درختوں کے پتے لہلہا رہے تھے۔ جانے کیوں اُسے رات کی بارش اچھی لگتی تھی۔ گلاس وال کے قریب آتے ہوئے اس نے وال پر ہاتھ رکھا جو ٹھنڈی برف ہو رہی تھی۔ وہ کھوئی کھوئی سی بارش کی رفتار دیکھ رہی تھی جب اچانک کھٹکے کا احساس ہوا، وہ پلٹی تھی، اور پورے لاونج میں نگاہ دوڑائی تھی، وہاں کوئی نہیں تھا۔ مشال چلتے ہوئے واپس اپنے کمرے کی طرف آئی تھی، دفعتاً ایک بار پھر شور سا ہوا تھا جیسے کوئی گلدان ٹوٹا ہو۔

غور کرنے پر اُسے اندازہ ہوا کہ یہ آواز زاویار بیگ کے کمرے سے آئی ہے۔ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ اس طرف بڑھی تھی۔ اس کا ارادہ زاویار کے کمرے میں جانے کا نہیں تھا سو دبے پاؤں قدم رکھتی وہ دروازے کے پاس آئی جو پہلے سے ہی تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ مشال نے زرا سی گردن اندر کی اور پورے کمرے میں نگاہ دوڑائی ۔۔۔ وہ صوفے کے ساتھ ٹیک لگائے زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ بیڈ کے پاس گلدان ٹوٹا پڑا تھا۔ مشال فوراً پلٹ جانا چاہتی تھی دفعتاً اس کی نگاہ زاویار کے سامنے ٹیبل پر پڑی ایش ٹرے پر پڑی۔ جلے بجھے سگریٹ کے ٹوٹے ٹکڑے۔۔۔ مشال کی آنکھیں پوری کھُل گئیں۔ وہ نڈھال سا صوفے سے ٹیک لگائے ہتھیلی کو ناک کے قریب کیے، جیسے کچھ

سونگھ رہا تھا۔مشال کا دل ایک پل کو دھڑک اُٹھا۔

ادھ کھُلی سُرخ آنکھیں چھت پر ٹکائے وہ اپنے کام میں مصروف تھا۔مشال کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔وہ ڈر گز لے رہا تھا،سوچ کر ہی مشال کی حالت خراب ہونے لگی۔ تبھی زاویار کی نگاہ اندر جھانکتی مشال پر پڑی۔ نظروں کا تصادم ہونے پر نشال کا دل خوف کے مارے رُک سا گیا۔وہ فوراً پلٹی تھی اور اپنے کمرے کی طرف دوڑی تھی۔

اپنے کمرے کا دروازہ لاکڈ کر کے وہ بیڈ پر آ بیٹھی تھی۔ہاتھ پاؤں باقاعدہ کانپ رہے تھے۔زاویار بیگ اُسے دیکھ چکا تھا،اب اس کا کیا حشر کرے گا،سوچ کر ہی اس کی حالت خراب ہو رہی تھی۔وہ اس پل کو کوس رہی تھی جب اس نے اپنے کمرے سے باہر جانے کا سوچا تھا۔کافی دیر تک وہ اپنے دروازے پر دستک کی منتظر رہی مگر جب ایسا کچھ نہ ہوا تو وہ کچھ پُر سکون ہو گئی۔رات کے آخری پہر نیند کی دیوی اس پر مہربان ہو ہی گئی تھی۔۔۔رات دیر سے سونے کے باعث وہ صبح اپنے وقت پر نہیں اُٹھ پائی تھی۔کمبل میں گھسی آرام سے سو رہی تھی۔جب اُسے کمرے میں سورج کی شعاعوں کی موجودگی کے ساتھ ساتھ اپنے کمرے میں غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔

مشال نے بوجھل ہوتی آنکھیں کھول کر کمرے میں موجود مزید افراد کو پہچاننے کی کوشش کی۔اُسے اپنے بیڈ کے پاس کھڑے زاویار بیگ کو پہچاننے میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا جو چہرے پر خباثت لیے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔جبکہ زاویار سے ذرا فاصلے پر ارشد بیگ اُونچی آواز میں اس کی ماں پر گرج رہے تھے جو ان کے سامنے نگاہ جھکائے رو رہی تھیں۔مشال نے اُٹھ کر بیٹھتے ہوئے صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کی تھی۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ اس کا کوئی رشتہ ڈھونڈو اور اسے چلتا کرو ہمارے گھر سے مگر تم دونوں ماں بیٹی

مجھے برباد کیئے بغیر میری جان نہیں چھوڑو گی۔۔۔" وہ اُونچی آواز میں دھاڑ رہے تھے۔مشال فورا بیڈ سے اُتری اور فریحہ بیگم کے پاس آئی۔

"کیا ہوا ماما۔۔؟ بب۔۔۔بابا غصہ کیوں کر رہے ہیں۔۔؟" اُن کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مشال نے گھبراہٹ میں پوچھا۔فریحہ بیگم نے زخمی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔مشال نے تڑپ کر ارشد بیگ کی طرف دیکھا جن کی آنکھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔دفعتاََ مشال کی نگاہ اپنے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر پڑی۔اس میں سگریٹ کے وہی ٹکڑے تھے جو اس نے رات زاویار کے کمرے میں دیکھے تھے۔۔بلکہ نہیں،وہ وہی ایش ٹرے تھی جو اس نے زاویار کے بیڈروم میں دیکھی تھی۔اس میں مزید ایک چیز کا اضافہ ہو چکا تھا۔اور وہ چیز کچھ اور نہیں سفید پاؤڈر تھا جو کچھ پیکٹس میں بند تھا اور کچھ ٹرے میں بکھرا ہوا تھا۔

"یہ ٹرے تمہارے بیڈروم میں کیا کر رہی ہے مشال۔۔" مشال جو آنکھیں پھاڑے صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی،فریحہ بیگم کے سرد لہجے میں پوچھے گئے سوال پر ہکا بکا رہ گئی۔اُس نے فریحہ بیگم کی جانب دیکھتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی۔دل بُری طرح دھڑک رہا تھا۔

"ماما۔۔۔یہ۔۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا،میں نہیں جانتی یہ یہاں کیسے آئی۔یہ ٹرے توکل زاوی بھائی۔۔۔" اس کی بات زاویار نے کاٹ دی تھی۔

"ہاں زاویار بھائی۔۔۔یہ ٹرے کل زاویار بھائی نے خود تمہیں اس بیڈ کے نیچے چھپاتے ہوئے دیکھا ہے۔میں توکل رات ہی تمہیں یہ غلط حرکت کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا،مگر اُس وقت بابا کو اس لیے نہیں بتایا کہ میرے بابا کی نیند خرا

ب ہو جاتی۔۔۔سچ سچ بتاؤ کب سے لے رہی ہو ڈرگز۔۔؟" آنکھوں میں چمک لیئے وہ اس پر الزام لگا کر اب بڑی سنجیدگی سے پُوچھ رہا تھا۔

"بابا یہ جھوٹ ہے۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں کیا بلکہ میں نے خود کل رات زادی بھائی کو ڈرگز لیتے دیکھا ہے۔۔۔۔ نشے میں یہ اپنا روم لاک کرنا بھول گئے تھے شاید۔۔۔میں نے خود انہیں اپنی آنکھوں سے ڈرگز لیتے دیکھا ہے میرا یقین کریں۔۔"مشال نے ارشد بیگ کی طرف دیکھتے ہوئے صفائی دی۔اس کا ننھا سا دل زاویار کا پول کھولتے ہوئے کانپ رہا تھا مگر سچ بولنا ضروری تھا ورنہ وہ تو اُلٹا اُسی پر الزام لگا رہا تھا۔

"بکواس بند کرو اپنی۔۔۔اپنا کیا میرے بیٹے پر تھوپ رہی ہو۔۔۔" وہ غصے سے اُسی پر چلائے تھے۔

مشال کا دل خون کے آنسو رونے لگا۔وہ کیوں بھول گئی تھی کہ وہ زاویار کے بابا ہیں۔۔۔وہ اُسی کا یقین کریں گے۔

مشال نے بھیگی آنکھوں سے زاویار کی طرف دیکھا جس کے ہونٹوں پر مکروہ مسکراہٹ تھی۔

"زاوی بھائی آپ کیوں مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔۔۔؟آپ جانتے ہیں ناں کہ سچ کیا ہے۔۔۔پلیز ماما، بابا کو سچ بتا دیں۔۔"وہ روتے ہوئے زاویار سے درخواست کر رہی تھی۔

"سچ یہی ہے جو ماما، بابا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے مشال، اور کل رات نشے میں، میں نہیں تم تھی، تبھی تو تم اپنا روم لاک کرنا بھول گئیں اور نتیجتاً ہم تینوں یہاں تمہارے کمرے میں موجود ہیں، تمہارے کمرے کا دروازہ صبح کھُلا ہوا تھا۔۔۔"اس کی پانی بھری آنکھوں میں جھانکتا وہ سفاکیت سے کہہ رہا تھا۔

آنکھوں میں شیطانی چمک تھی۔جیسے کہہ رہا ہو "بتاؤ کیسا لگا سرپرائز۔۔"مشال بے بس سی ہونے لگی۔۔۔وہ پلٹتے

ہوئے ساکت کھڑی فریحہ بیگم کے پاس آئی۔

"ماما پلیز۔۔۔ آپ تو میرا یقین کریں۔۔۔ زاوی بھائی جھوٹ بول رہے ہیں، یہ ڈرگز میرے نہیں ہیں۔" فریحہ بیگم کا ہاتھ تھامتے ہوئے گڑگڑائی تھی، انہوں نے سختی سے اس کے ہاتھ جھٹکے تھے۔

"مت کہو مجھے اپنی ماں۔۔۔ ذلیل وخوار کرکے رکھ دیا ہے تم نے مجھے۔۔ جانے وہ کونسا منحوس دن تھا جب تم پیدا ہوئی تھی۔۔۔ اس سے تو اچھا تھا مشال۔۔۔ کہ تم پیدا ہوتے ہی مر گئی ہوتیں۔۔" تھکا، ٹوٹا لہجہ، بھیگی آواز میں بولتی وہ مشال کو بے جان کر گئیں تھیں۔ ارشد بیگ نخوت سے سر جھٹکتے وہاں سے نکلتے چلے گئے تھے۔ زاویار نے ایک پُر سکون، طمانیت بھری نگاہ دونوں ماں بیٹی کے روتے چہروں پر ڈالی اور خود بھی وہاں سے چلا گیا۔

"مشال کیوں کیا تم نے ایسا؟۔۔۔ کیوں کیا۔۔۔؟" وہ اُسے بُری طرح جھنجھوڑ رہی تھیں جبکہ وہ لبوں پر قفل ڈالے چپ چاپ آنسو بہا رہی تھی۔

چوٹ جن کی نظر نہیں آتی

کتنے گہرے وہ وار ہوتے ہیں

☆☆☆☆☆☆

فل بلیک سُوٹ پہنے وہ آج ضیغم اجلال کے ساتھ میچنگ کرنے کا پورا ارادہ کر چکی تھی۔ بلیک نیٹ کا دوپٹہ شانوں پر پھیلا کر اب وہ کانوں میں بلیک ٹاپس پہن رہی تھی۔ اس کی سرخ وسفید شہابی رنگت پر وہ سوٹ خوب کھل رہا تھا۔

بیڈ پر پڑا پاؤچ ہاتھ میں پکڑ کر اس نے باہر کی طرف دوڑ لگائی۔ کیونکہ اسے پہلے ہی ملیحہ دوبار بُلانے آچکی تھی۔ اور ضیغم سے کوئی بعید نہیں تھا کہ اُسے گھر ہی چھوڑ جاتا۔ وہ اپنی ہی دھن میں سیڑھیاں اُتر رہی تھی جب اس کے پیچھے دبے قدموں آتے ضرغام نے ااس کے بالوں سے کیچر کھینچ لیا اور اس کی سائیڈ سے ہوتا ہوا باہر کی طرف بھاگا۔

اس اچانک افتاد پر نشال کے لبوں سے ہلکی سی، سی کی آواز نکلی تھی، پھر اگلے ہی پل وہ اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

لیونگ روم سے ہوتا ہوا وہ لاؤنج میں بھاگتا اُسے منہ چڑا رہا تھا۔ نشال اپنی پوری سپیڈ سے اس کی پیچھے دوڑی۔

"ضرغام کے بچے۔۔۔ رُکو ذرا تم۔۔۔" وہ چلائی تھی۔

"ہائے۔۔۔ بھائی سے پہلے میرے نہیں ہونے والے۔۔۔" بھاگتے ہوئے ضرغام نے دہائی دی۔ ضیغم کی بات نے اس کی پیچھے دوڑتی ہوئی مشال کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیری تھی۔ ضرغام نے گلاس ڈور کھولا اور باہر نکل گیا۔ نشال سرعت سے اس کے پیچھے لپکی۔ تیزی میں دروازہ کھولتی وہ اندر آتے ضیغم اجلال سے ٹکرا گئی۔ شانوں پر بکھرے اس کے شولڈر کٹ بال ضیغم کے سینے سے مس ہوئے تھے جبکہ ضیغم کے وجود سے اُٹھتی دلفریب پرفیوم کی مہک اور سگریٹ کی بو، ایک پل کو نشال کے حواس مختل کر گئی۔ اُس نے نگاہ اُٹھا کر ضیغم کی جانب دیکھا۔ جس کی چہرے پر اس تصادم کے کوئی اثرات نہیں تھے۔ بھوری آنکھوں میں ہمیشہ کی طرح ایک سرد تاثر تھا۔ لب آپس میں سختی سے پیوست تھے جبکہ ماتھے پر لاتعداد شکنوں کا جال اس کی اندرونی ناگواری کی ترجمانی کر رہا تھا۔

"سوری۔۔ وہ میں ضرغام کے۔۔۔" نشال نے صفائی دینی چاہی جسے ہاتھ اُٹھا کر اس نے روک دیا۔

"ڈیئر از نو نیڈ آف یور سوری، چلو ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔" سنجیدگی سے کہتا وہ پلٹ گیا۔

نشال نے اپنی رُکی ہوئی سانسیں بحال کیں اور اس کے پیچھے چلنے لگی۔وہ ملیحہ کی گفٹ کی ہوئی بلیک شرٹ پہنے ہوئے تھا۔نشال کے لب مسکرا اُٹھے۔گاڑی کے پاس کھڑا ضرغام مسکراتے ہوئے ان دونوں کو ساتھ آتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ملیحہ بھی گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولے کھڑی تھی۔نشال نے مسکراتے ہوئے ملیحہ کو آنکھ ماری، بالکل اُسی وقت ضیغم پلٹا تھا۔نشال کا رنگ متغیر ہونے لگا۔۔۔وہ اُسے آنکھ دباتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔

نشال کو شرمندگی نے گھیر لیا۔جبکہ ضرغام اور ملیحہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کنٹرول کی۔جانے کیوں جب بھی وہ کوئی اُلٹا کام کرتی، ضیغم اجلال عین ٹائم پر انٹری مار دیتا تھا۔وہ منہ بسورتے ہوئے گاڑی میں آبیٹھی۔ضیغم نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی، جبکہ ضرغام اس کے ساتھ ہی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔

چوکیدار کے گیٹ کھولتے ہی اس نے گاڑی آگے بڑھادی تھی۔

"آج تو بڑی میچنگ کی ہوئی ہے۔۔۔"ملیحہ نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔نشال نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرائی۔

"کیسی لگ رہی ہوں۔۔۔؟"نشال نے قدرے اُونچی آواز میں پوچھا۔ہمیشہ کی طرح اس نے ملیحہ سے داد سمیٹنا چاہی۔اس کے یوں پوچھنے پر ضرغام نے قہقہ لگایا جبکہ ضیغم کی نگاہ بھی فرنٹ مرر میں نظر آتے اس کے عکس پر پڑی۔غلافی آنکھوں میں سجا کاجل اُنہیں دو آتشہ بنا رہا تھا۔ضیغم نے فوراً نگاہ ہٹائی۔سینے پر ریشمی بالوں کا لمس جاگ اُٹھا تھا۔اس کی آنکھوں میں ناگواری اُترنے لگی۔

"مجھے تو تم بالکل سیاہ بلا جیسی لگ رہی ہو، کیا یہ ضروری تھا کہ تم یہ کالا سیاہ سوٹ پہن کر آتی۔؟گاڑی سے باہر نکلو گی تو تمہیں دیکھ کر جانے کون کون اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے گا۔بندہ اپنی شکل دیکھ کر کلر کا انتخاب کرتا ہے، اب

بھلا ہر کسی پر تو بلیک سوٹ نہیں کرتا ناں... میرے بھائی کو ہی دیکھ لو.... شہزادے لگ رہے ہیں، اور ایک تم ہو.... نظر کا ٹیکا لگ رہی ہو قسم سے...." ضرغام نے کھلے دل سے اس کی تعریف کم اور توصیف زیادہ کی تھی۔ ملیحہ بے اختیار کھکھلائی جبکہ نشال کے گال سرخ ہو گئے۔

"بدتمیز.... تم تو ہمیشہ جلتے ہی رہنا میری خوبصورتی سے، تم بتاؤ ملیحہ کیسی لگ رہی ہوں میں...؟" ضرغام کو چڑاتے ہوئے اس نے ملیحہ کو مخاطب کیا۔

"چاند سورج کی جوڑی....!" ملیحہ کے لبوں نے بے آواز حرکت کی۔ ضیغم کی زیرک نگاہوں نے فرنٹ مرر میں اسکے لبوں کی حرکت دیکھ لی تھی۔ اس کے لب سختی سے بھینچ گئے۔

"میں نے اپنا پوچھا ہے۔؟" نشال نے مسکراہٹ دباتے ہوئے سرگوشی کی۔

"تم بہت پیاری لگ رہی ہو، اتنی کہ اگر کوئی سخت مزاج بھی تمہیں آنکھ بھر کر دیکھ لے تو مسکرانے پر مجبور ہو جائے..." ملیحہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ گویا ضیغم اجلال کو بات لگائی تھی۔ ضرغام نے کن اکھیوں سے ضیغم کی طرف دیکھا جو ان تینوں کی گفتگو سے لاتعلق نظر آنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔

"آہم..." ضرغام کھنکارا مگر وہ بہرہ بنا بیٹھا رہا۔

"جانا کہاں ہے...؟" مین روڈ پر گاڑی بھگاتے ہوئے ضیغم نے ضرغام سے پوچھا۔

"بھائی اب ہم بچے تو ہیں نہیں کہ پارکوں میں گھومتے پھریں... یہ محترم تو سفاری پارک گھومنے کے چکروں میں ہیں، وہاں جا کر اونٹ کی سواری کریں گے یہ جناب.... مگر میرا اور نشی کا ایسا کوئی موڈ نہیں ہے....!" ضرغام کے

بجائے ملیحہ نے جواب دیا۔ اس کے یوں ضرغام کا مذاق اڑانے پر نشال کھکھلا کر ہنسی۔ موتیوں جیسے سفید دانت لبوں کی تراش سے چمکے تھے۔ ضیغم نے نگاہ روڈ پر جمائی۔

ہاں ہاں تم دونوں تو جیسے شیر کی سواری کرو گی ناں۔۔!"ضرغام نے چڑ کر جواب دیا۔

"جی نہیں، ہم ہیڈ بلو کی جائیں گے۔۔۔وہاں جو صاف پانی کا نظارہ ہے ناں..اف...کمال ہے بھائی سچی....سفاری پارک سے تھوڑا ہی پیچھے ہے بس وہیں لے چلیں.... تھوڑی دیر پانی کی ٹھنڈک محسوس کر کے پھر سفاری پارک چلیں گے، ضرغام کو اونٹ کی سواری بھی کروادیں گے ناورنہ اس کا موڈ شام تک خراب ہی رہے گا...!"ملیحہ نے اپنا پروگرام بتاتے ہوئے آخر میں پھر ضرغام کو چھیڑا۔ نشال مسکراتی ہوئی گاڑی سے باہر چلتی سڑک دیکھ رہی تھی۔

"ہونہہ....پانی کی ٹھنڈک.... جل پریاں پانی میں ڈبکیاں لگائیں گی ناں....!"ضرغام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ملیحہ اور نشال بے ساختہ قہقہہ لگا کر ہنسیں جبکہ اس پورے دورانیہ میں پہلی بار ضیغم کے لبوں پر بھی ایک بھولی بسری مسکراہٹ اپنی چھب دکھلا کر غائب ہوگئی۔

اسکی مسکراہٹ دیکھ کر ان تینوں کو سکون ہوا تھا۔ پھر ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ لوگ ہیڈ بلو کی پہنچ گئے تھے۔ اس ڈیڑھ گھنٹے میں ان تینوں نے آپس میں بحث کر کر کے کئی بار ضیغم اجلال کو مسکرانے پر مجبور کیا تھا۔ ضیغم کے گاڑی روکتے ہی وہ تینوں فورا گاڑی سے باہر نکلے تھے۔ پانی کے شور کے ساتھ ٹھنڈی ہوا نے ان کا استقبال کیا تھا۔ لہراتے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے نشال نے پر شوق نظروں سے دور دور تک پھیلے صاف پانی کو دیکھا۔

ضیغم ہنوز ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان ان تینوں کو دیکھ رہا تھا۔ نومبر کے خنک مہینے میں وہاں تیس منٹ سے زیادہ نہیں رکا جاسکتا تھا۔ ضیغم کو سگریٹ کی طلب ہو رہی تھی۔ مگر ان تینوں کے سامنے اپنی یہ طلب مٹانا اس کے لیے ممکن نہیں تھا۔ گاڑی کا دروازہ کھول کر وہ بھی باہر نکل آیا۔ ملیحہ اور نشال ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے دائیں طرف پانی کی سطح کے پاس، نیچے کو جاتی سیڑھیاں اترنے لگیں۔ ضیغم چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا ضرغام کے قریب ہی آگیا جو پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے مسکراتے ہوئے جھاگ زدہ پانی کو دیکھ رہا تھا۔

"ان دونوں کے پیچھے جاؤ ضرغام.... وہاں سے پانی قریب ہے..... وہ دونوں ہی بے وقوف ہیں.... کچھ غلط نہ کر لیں اپنے ساتھ....!" سیڑھیوں سے اتر کر دائیں طرف پھیلی زمین کی سطح پر وہ دونوں چلتی ہوئیں آخری کونے کی طرف جا رہی تھیں، جب ضیغم بولا تھا۔ اس کی بھاری سنجیدہ آواز میں ان دونوں کے لیے فکر تھی۔

"آپ بھی چلیں ناں.....!" ضرغام نے اسے بھی آفر کروائی۔ "ہوں...... تم چلو نا..... میں بھی آتا ہوں....!" نچلا لب دانتوں میں دبا کر وہ گاڑی کی طرف پلٹا تھا۔ ضرغام اثبات میں سر ہلاتے ہوئے نشال اور ملیحہ کی طرف بڑھا تھا۔

"میں پتہ کیا سوچ رہی ہوں ملیحہ....؟" چلتے پانی کو دیکھتی وہ سنجیدگی سے بولی۔

"کیا...؟" ملیحہ نے حیرت سے اس کے چہرے پر چھائی سنجیدگی کو دیکھا۔

"میں سوچ رہی ہوں اگر تمہارے بھائی نے مجھ سے شادی نہ کی تو میں کود کر اپنی جان دے دوں گی....." سنجیدگی سے کہتے ہوئے نشال نے ملیحہ کی طرف دیکھا۔

"ایم ناٹ گڈ ان گیسنگ بٹ آئی تھنک اگر یہاں سے کوئی اس پانی میں کود جائے تو بچنے کے امکان کم ہوں گے....."نشال ہنوز سنجیدہ تھی۔

"اور خود کشی کرنے کے لیے تمہیں یہاں، اتنی دور کون لے کر آئے گا....؟"ملیحہ نے ہنستے ہوئے پوچھا

"ہاں تو اور کیا، خوامخواہ اتنی دور ضرور آنا ہے....یہ کام تو گھر میں بھی ہو سکتا ہے.....کچن میں جانا.... چھری پکڑنا اور کلائی پر پھیر لینا.... لیکن شرط یہ ہے کہ ذرا گہرا کاٹنا.....ورنہ بچنے کے چانسز ہوں گے...."پیچھے سے آتے ضرغام نے دل سے مشورہ دیا۔نشال نے تپ کر اس کی طرف دیکھا۔

"اوففف....ایک تو یہ لڑکا ہمیشہ سیریس بات میں اپنی مضحکہ خیز ٹانگ اڑاتا ہے....."نشال نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔ملیحہ نے ضرغام کے چٹکلے پر اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"تم چھوڑو اسے، اس کا تو کام ہی یہی ہے....الٹی سیدھی ہانکتا رہتا ہے.....تم یہاں آؤ، پانی میں ٹانگیں لٹکا کر بیٹھتے ہیں....!"ملیحہ نے نشال سے کہتے ہوئے اسے ہاتھ پکڑ کر ایک طرف کو کھینچا۔

ضرغام نے فوراً گردن آگے کر کے نیچے جھانکا۔"ہاہ....ٹانگیں ہیں یا لمبے بانس....؟پانی کی سطح تک بھی نہیں جائیں گے تم دونوں کے پاؤں، کجا کہ پانی میں ٹانگیں لٹکانا....!"ضرغام نے ہنستے ہوئے ان دونوں کا مذاق اڑایا۔

"تم دفع ہو جاؤ یہاں سے....!"نشال چلائی تھی۔

"میں یہاں سے کہیں نہیں جانے والا، بھائی نے تم دونوں کی رکھوالی کے لیے بھیجا ہے مجھے...ایسے کیسے چلا جاؤں.....!"وہ ڈھیٹوں کی طرح وہیں کھڑا رہا۔

"تمہارے بھائی سے تو میں خود نبٹ لوں گی تم نکلو یہاں سے، ورنہ یہیں سے نیچے پانی میں دھکا دے دوں گی تمہیں....!" نشال نے اپنی ہنسی روکتے ہوئے اسے ڈپٹا۔ مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک ہی تھا۔ پھیل کر ان دونوں کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"چلو چلو.....کنارے سے دور....اور لو وہ بھائی بھی آ گئے.....!" ان دونوں سے کہتے ہوئے آخر میں ضرغام کی نظر قریب آتے ضیغم پر پڑی تو وہ نشال کو معنی خیزی سے دیکھتے ہوئے مسکرایا....

معاًنشال کو اپنے پاؤں پر شدید درد کا احساس ہوا تھا۔ اسے اپنے پاؤں پر گرم سوئیاں سی چبھتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔ وہ تڑپ کر چیختے ہوئے پیچھے کو ہوئی۔ پاؤں جھٹکتے ہوئے وہ اس لمبے سے کیڑے کو اپنے پاؤں سے جھاڑنے کی کوشش کر رہی تھی جو اس کے پاؤں کی جلد سے چپکا ہوا تھا۔ جب تک ملیحہ اور ضرغام صورتحال کو سمجھتے وہ لڑکھڑاتی درد سے بے حال ہوتی مزید دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔ اور نتیجتاً اپنے پیچھے بہتے، تیز رفتار پانی میں گرنے کو ہی تھی کہ ضیغم نے سرعت سے آگے بڑھ کر بروقت اسے کلائی سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچ لیا۔ وہ سیدھا اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔ درد کی شدت کو محسوس کرتی وہ تکلیف سے دوہری ہوتی کچھ اور محسوس کرنے کی پوزیشن میں نہیں لگ رہی تھی۔ دفعتاً ضرغام کی نگاہ نشال کے سرخ و سفید پاؤں پر پڑی تھی اس کی نگاہ کے تعاقب میں ملیحہ نے بھی نشال کے پاؤں کی جانب دیکھا....

"اوہ مائی گاڈ....!" ملیحہ نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ وہ ایک انگلی کے سائز کا کن کھجورا تھا جو اس کے پاؤں پر پنجے گاڑے، اسکے پاؤں پر چپکا ہوا تھا۔ نشال کی آنکھوں سے گرتے آنسو رخساروں پر پھسل رہے تھے۔ ضیغم کے شرٹ کا کالر

سختی سے دبوچے وہ اپنے لبوں سے نکلتی سسکاریوں پر قابو پانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"پاگل ہو گئی ہو....؟" ضیغم نے قدرے سختی سے اسے کندھوں سے تھام کر اپنے سامنے کیا۔ لیکن اس کے چہرے پر پھسلتے آنسو دیکھ کر وہ چونک گیا۔ نشال سختی سے لب بھینچے، کانپتے ہاتھوں سے اسکی شرٹ دبوچے کھڑی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا....؟" ضیغم ایک پل کو متفکر ہوا تھا۔

"بھائی وہ اس کے پاؤں پر.....!" ضرغام فوراً آگے بڑھا تھا۔ ضیغم نے نگاہ جھکا کر دیکھا وہ بلیک کلر کی نازک سی سینڈل پہنے ہوئی تھی جسکا ایک سٹیپ پاؤں کی پانچوں انگلیوں کو درمیان میں سے ڈھانپے ہوئے تھا جبکہ ایک سٹیپ ایڑھی کے پیچھے سے پاؤں کو سہارا دے رہا تھا۔ وہ کافی لمبا کن کھجورا تھا جو اس کے پاؤں پر بیچوں بیچ چپکا ہوا تھا۔ ضیغم نے فوراً سے پہلے اسکی نازک کمر میں اپنا مضبوط بازو حمائل کیا تھا اور اسے سہارا دیتا ایک طرف پڑے پتھر کے پاس لے آیا۔ اسے اس بڑے سے پتھر پر بٹھا کر وہ پنجوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔ نشال ہونٹوں پر ہاتھ رکھے لبوں سے نکلتی آہوں کی آواز ضیغم سے چھپانا چاہ رہی تھی۔ نشال کی تکلیف پر ملیحہ کی آنکھیں بھی نم ہونے لگیں کیونکہ وہ مسلسل رو رہی تھی۔ ملیحہ نے نرمی سے نشال کے کندھوں پر ہاتھ رکھے۔ ضیغم نے بنا سوچے سمجھے ہاتھ بڑھا کر اس کیڑے کو پکڑ کر، پاؤں سے ہٹانے کی کوشش کی۔

"ضیغم نہیں پلیز......!" روتی ہوئی نشال نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ اپنی تکلیف کی وجہ سے ہوش میں نہیں تھی مگر ضیغم اجلال اپنے پورے حواس میں تھا۔ اس نے سخت نظروں سے نشال کی جانب دیکھا جسکی غلافی آنکھوں میں

آنسو تھے۔

"بولنا مت.... بلکل چپ...." ضیغم نے سختی سے اسے ڈپٹا۔ نشال نے بے بسی سے لب دانتوں میں دبا لیے۔ ضیغم نے اپنی کوشش دوبارہ دوہرائی۔ نشال کے درد میں اضافہ ہوا تھا۔

"آہ...." اسکے لبوں سے سسکی نکلی تھی۔

"بھائی یہ ایسے نہیں اترے گا، اس کے بہت زیادہ پاؤں ہوتے ہیں، سارے پاؤں سکن میں گاڑ لیتا ہے یہ۔!"

ضرغام کچھ یاد آنے پر جلدی سے بولا تھا۔

"تو پھر....؟" ضیغم حقیقتاً پریشان ہو چکا تھا۔ پاؤں کے اس حصے پر خون کی ننھی ننھی بوندیں نمودار ہونے لگی تھیں۔

آ۔۔۔ آپ کے پاس لائٹر تو ہو گا نا۔۔۔ وہ دیں مجھے۔۔۔۔!" ضیغم کے قریب بیٹھتے ہوئے وہ بولا تھا۔۔ ضیغم شش و پنج میں پڑ گیا۔۔

"یار بھائی سوچیں مت، ہم تینوں کو پتہ ہے کہ آپ سموکنگ کرتے ہیں۔۔۔ جلدی سے لائٹر۔۔۔!" ضرغام نے بناء سوچے سمجھے ضیغم کا پول کھول دیا۔۔

ملیحہ نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔۔

"ایک تو یہ لڑکا غلط وقت پر ہی منہ کھولتا ہے۔۔۔" ضیغم کو تیکھی نظروں سے ضرغام کی طرف دیکھتا پا کر ملیحہ نے دل میں سوچا۔۔۔

"ضیغم پلیز۔۔۔۔!"نشال نے اس کے بازو پر اپنی گرفت سخت کی تھی۔۔ ضیغم نے فوراً لائٹر نکال کر ضرغام کے حوالے کیا تھا۔۔ ضرغام نے لائٹر جلایا تھا اور آگ کی لو کو نشال کے پاؤں پر چپکے کن کھجورے کی پشت پر لگایا۔۔ تھوڑی دیر تک اسے جلانے سے وہ کیڑا مچل کر دور ہوا۔۔وہ تڑپتا ہوا زمین پر ایک طرف کو چلنے لگا۔۔ ضیغم نے فوراً اسے اپنے بھاری بوٹ تلے مسل دیا۔۔اور اطمینان بھری نظروں سے نشال کی طرف دیکھا جو روتے ہوئے اپنے تیزی سے سوجتے پاؤں کو دیکھ رہی تھی۔۔

"مل گیا سکون ہیڈ بلو کی آکر۔۔۔؟"ضرغام کی بجائے ضیغم نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔

نشال نے زخمی نظروں سے اس کی طرف دیکھا مگر اس کے چہرے کی سنجیدگی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔۔۔

"چلو اب۔۔۔ڈنر کینسل۔۔۔!"ضیغم نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔

"بہت درد ہو رہا ہے مجھے۔۔۔یہاں آس پاس کوئی ڈاکٹر نہیں ہو گا کیا۔۔۔؟؟"نشال نے اپنے آنسو حلق میں اتارتے ہوئے بھیگے لہجے میں پوچھا۔۔۔ کٹاؤ دار لب دانتوں کے تشدد سے سرخ ہو رہے تھے۔۔۔ ضیغم نے نظروں کا زاویہ بدل لیا۔۔۔

"یہاں سے تو چلو نا۔۔۔راستے میں دیکھ لیتے ہیں شاید مل ہی جائے۔۔۔"ضیغم کی بجائے ضرغام نے نشال کو جواب دیا۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔چلو اٹھو نشی۔۔۔"ملیحہ نے اسے اپنے ہاتھ کا سہارا دے کر کھڑا کرنے کی کوشش کی۔۔۔اسے کھڑا ہوتا دیکھ ضیغم اجلال لاپرواہ بنا وہاں سے جانے کے لئے پلٹا۔۔۔نشال سے ایک قدم چلنا دو بھر ہو گیا تو اس نے نم

آنکھوں سے دور جاتے ضیغم کی پشت کو دیکھا۔۔۔

"انہیں مت دیکھو۔۔۔بے حس ہیں وہ۔۔۔یہاں آؤ تم۔۔۔!" کہتے ہوئے ضرغام نے اسے خود سے قریب کیا پھر آہستگی سے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھالیا۔۔۔

نشال کے آنسوؤں میں اضافہ ہونے لگا۔۔۔ ضیغم اب اوپر روڈ کو جاتی سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔نشال نے ضرغام کو دیکھا جو بڑی سنجیدگی سے ضیغم کو دیکھتے ہوئے سیدھا چل رہا تھا۔۔۔

"ضرغام مجھے چھوڑ دو پلیز۔۔۔!" نشال نے روتے ہوئے بمشکل کہا مگر وہ بہرہ بنا چلتا رہا۔۔دفعتاً ضیغم پلٹا تھا اور مڑ کر ان تینوں کی جانب دیکھا تھا اور یہی وہ وقت تھا جب ضرغام نے نشال کو چھوڑ دیا۔۔وہ دھم سے زمین پر گری۔۔۔

"ہائے اللہ جی میں مر گئی۔۔۔" نشال کے لبوں سے بے ساختہ نکلا تھا جبکہ اس کی حالت سے لاپرواہی ظاہر کرتا وہ ہاتھ جھاڑ رہا تھا۔۔۔

نشال کو زمین پر گرتے دیکھ کر ضیغم تیزی سے ان کی طرف آیا تھا۔۔۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے ضرغام۔۔۔؟ تمہیں نظر نہیں آرہا،اس کے پاؤں میں درد ہے۔۔۔" وہ سختی سے ضرغام کو ڈانٹ رہا تھا۔روتی ہوئی نشال کو خوشگوار حیرت ہوئی۔۔۔

"یار بھائی قسم سے بہت بھاری ہے یہ۔۔۔پوری بھینس ہے سچی۔۔۔!" ضرغام نے چہرے پر مسکینیت طاری کرتے ہوئے لاپرواہی ظاہر کی۔۔۔

ضیغم نے اسے گھوری سے نوازا۔۔جبکہ اس کے بھینس کہنے پر نشال بھی تپ اٹھی۔۔۔

"یقین نہیں آرہا تو خود اٹھا کر دیکھ لیں۔۔۔اتنی بھاری ہے، مجھ سے تو اس کا وزن برداشت نہیں ہو رہا، آپ ٹرائی کر لیں۔۔۔اور اگر آپ کو بھی وزنی لگے تو دونوں بھائی مل کر اٹھا لیتے ہیں اسے۔۔۔"ضرغام نے آخر میں اپنی خدمات پیش کیں۔۔۔ ضیغم نے اسے "شٹ اپ" کہتے ہوئے جھک کر نشال کو اپنے کسرتی بازوؤں میں اٹھالیا۔۔

نشال کا دل اس کی قربت پر پاگل سا ہونے لگا۔۔۔جبکہ وہ اپنا جذبات سے عاری سپاٹ چہرہ اونچا کئے، ناک کی سیدھ میں چل رہا تھا۔۔ جیسے اس کے بازوؤں میں بھرا نرم وجود اس کے لئے کوئی اہمیت ہی نہ رکھتا ہو۔۔۔اسے بازوؤں میں اٹھائے وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا تو نشال نے اپنی باہیں اس کے گلے میں ڈال دیں۔۔۔ ضیغم کا دل ایک پل کو دھڑک کر پھر سے پتھر سا ہو گیا۔۔ سختی سے دانت بھینچے وہ اس کی طرف دیکھنے سے مکمل احتراز برت رہا تھا جو اس حسین حادثے کے اثرات میں کھوئی پاؤں کی تکلیف بھول بیٹھی تھی۔۔۔ ضیغم کے بازوؤں کی اوٹ سے اس نے پیچھے آتے ضرغام اور ملیحہ کو دیکھا۔۔۔ملیحہ کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ تھی جبکہ ضرغام باقاعدہ اچھلتا ہوا آرہا تھا ۔۔۔تکلیف کے باوجود نشال کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔ ضیغم نے گردن موڑ کر اپنے بہن بھائی کی طرف دیکھا تو ضرغام کے پیروں کو فوراً بریک لگ گئے۔۔۔

روڈ پر چلتے ہوئے وہ گاڑی کے قریب آکر رکا تھا۔۔ ضرغام نے فوراً آگے بڑھ کر پچھلا دروازہ کھولا اور جتنے وقت میں ضیغم نے نشال کو پچھلی سیٹ پر بٹھایا، وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔۔ملیحہ نے بھی بناء وقت ضائع کئے ضرغام کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر قبضہ جمالیا تھا۔۔۔

"بھائی گاڑی میں ڈرائیو کرتا ہوں۔۔۔ آپ پیچھے آرام سے بیٹھیں، ویسے بھی اس موٹی کو اٹھا کر آپ کافی تھکے

ہوئے لگ رہے ہیں۔۔۔" اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی ضرغام بول پڑا تھا۔۔۔

"میں تو خیر نہیں تھکا۔۔۔ مگر تمہارے حواس آج ضرور تھکے ہوئے لگ رہے ہیں۔۔۔" ضیغم نے سنجیدگی سے کہا اور نشال کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔۔

"میں سمجھا نہیں بھائی۔۔۔" گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے اس نے معصوم بننے کی بھرپور اداکاری کی۔۔۔ ملیحہ نے چہرے کا رخ موڑ کر اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔۔

"مطلب یہ کہ تم دونوں کی حرکتیں مجھے مشکوک لگ رہی ہیں۔۔۔" ضیغم نے ان دونوں پر چوٹ کی۔۔۔

"بھائی میں نے تو کوئی حرکت نہیں کی قسم سے۔۔۔!" ملیحہ نے بڑی سادگی سے کہا۔۔۔

"مجرموں کے ساتھ رہ رہ کر آج یہ دن آگیا ہے کہ آپ اپنے ہی معصوم بہن بھائی پر شک کر رہے ہیں بھائی۔۔۔؟" وہ صدمے سے چور آواز میں بولتا نشال کو مسکرانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔

"میں تو مستقبل قریب کا ایک ہونہار اور قابل ڈاکٹر ہوں جبکہ ملیحہ بیچاری تو شاید مشکل سے ٹیچر بن ہی جائے، تو ہم دونوں تو بہت ہی معزز پیشے سے تعلق رکھتے ہیں، البتہ یہ جو محترمہ آپ کے ساتھ براجمان ہیں ان پر تو اکثر مجھے بھی شک ہوتا ہی رہتا ہے۔۔۔!" آخر میں ضرغام نے نشال کو بھی بیچ میں گھسیٹ لیا۔۔۔

نشال کی آنکھیں اس الزام پر پوری کھل گئیں۔۔۔

"بکواس مت کرو۔۔!" نشال نے تپ کر کہا۔۔۔

ضیغم نے لبوں پر امڈتی بے اختیار مسکراہٹ دبانے کو نچلا لب دانتوں میں دبا لیا۔۔۔

"اور ذرا گاڑی کی سپیڈ تیز کر لو، یہاں درد سے میری جان نکل رہی ہے۔۔۔" کہتے ہوئے اس کی آواز بھیگ گئی۔۔۔

"یا اللہ آج نکل ہی جائے۔۔۔" ضرغام نے زور و شور سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسے دعا دی۔۔ ملیحہ اور ضیغم کے لئے اپنی ہنسی روکنا محال ہو گیا جبکہ نشال نے غصے سے آگے بڑھ کر ضرغام کے بال نوچ لئے۔۔۔ ایسا کرنے سے اس کے اپنے ہی پاؤں پر زور پڑا تھا وہ کراہ کر واپس سیٹ پر بیٹھ گئی بادل نخواستہ ضیغم نے اس کے پاؤں پر نظر ڈالی جس کی سوجن بڑھ رہی تھی۔۔ پاؤں کا وہ حصہ نیلا ہو رہا تھا جہاں کنکھجورا چپکا ہوا تھا۔۔

ضیغم کو تشویش ہونے لگی وہ اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ "درد تو نہیں ہو رہا۔۔۔" مگر پھر جب اس کی نگاہ نشال کے چہرے پر پڑی تو ساری ہمدردی ہوا ہو گئی۔۔ نفرت کی ایک لہر تھی جو اس کے رگ و پے میں سرایت کر گئی۔۔ ہاں اسے اس چہرے سے شدید نفرت ہی تو تھی۔۔ ہمیشہ کی طرح آج پھر اس نے خود کو باور کروایا تھا۔۔۔ بے حس بنتے ہوئے وہ اپنے موبائل میں مصروف ہو گیا۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تمہارا پاس ہونے کا ارادہ ہے کہ نہیں میڈم۔۔۔؟ لاسٹ سمسٹر ہے اور تمہاری چھٹیاں ہی ختم ہونے میں نہیں آ رہیں۔۔" فری پیریڈ ملتے ہی سامعہ نے اُسے گھیر لیا۔ مشال بے دلی سے مسکرائی۔

"ارادہ تو پورا ہے۔۔ مگر بس۔۔ مما اکیلی ہوتی ہیں ناں گھر پر تو ان کی ہیلپ کرنے کے چکر میں یہاں سے چھُٹی ہو جاتی ہے۔۔" مشال نے آج پھر اس سے جھوٹ ہی بولا تھا۔ اور ہمیشہ کی طرح سامعہ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ مشال

نے بہانہ بنایا ہے۔

"اوکے فائن۔۔یہ بتاؤ ایگزیمز کی تیاری کر رہی ہو کہ لاسٹ ڈیز میں ہی کتابی کیڑا بننے کا ارادہ ہے" سامعہ نے مزید کریدے بناء موضوع بدل ڈالا۔

"لاسٹ ڈیز میں ہی۔۔"بات ادھوری چھوڑتے ہوئے مشال نے ایک آنکھ دبائی تھی۔سامعہ نے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"کوئی حال نہیں، رہتی لندن میں ہو، اور عادات پاکستانی سٹوڈنٹ والی ہیں تمہاری۔۔"قہقہ لگاتے ہوئے سامعہ نے اُسے چھیڑا۔

پاکستان کے ذکر پر اس کی آنکھوں میں ویرانی اُتر آئی۔

"کیا۔۔۔پاکستانی سٹوڈنٹس مجھ جیسے ہوتے ہیں۔۔؟"وہ لہجے میں اشتیاق لیئے سامعہ سے پوچھ رہی تھی۔

"ارے نہیں پاگل۔۔۔میں نے تو جسٹ مذاق کیا ہے۔۔مگر ہاں یہ سچ ہے کہ ہم پاکستانی لاسٹ ڈیز میں بھی تیاری کر کے ٹاپ کر لیتے ہیں۔۔۔"سامعہ نے ہنستے ہوئے اس کے سر پر چیپت لگائی۔مشال زبردستی مسکرا دی۔

"تم میری شادی میں آنا ناں۔۔میں تمہیں اپنے گاؤں کی سیر کرواؤں گی۔۔۔۔اور۔۔۔۔اور۔۔۔چاچو سے بھی کہوں گی کہ ہمیں ناردن ایریاز کی بھی سیر کروانے لے کر جائیں، میرے چاچو بہت اچھے ہیں، انہی کی سپورٹ سے تو میں یہاں پڑھنے آئی ہوں۔۔۔ورنہ میرے بابا جانی مجھے شہر بھی نہ جانے دیں۔"

سامعہ بتاتے بتاتے پُر جوش سی ہو گئی۔

"اگر ماما نے آنے دیا تو میں ضرور آؤں گی پاک۔۔۔مجھے بھی پاک جانے کا بہت شوق ہے۔۔۔"مشال نے مسکراتے ہوئے اُس پر اپنی دلی خواہش آشکار کر دی۔

"تم فکر مت کرو، تمہاری ماما سے میں خود بات کر لوں گی۔۔"سامعہ نے اُسے یقین دلایا۔مشال جانتی تھی کہ فریحہ بیگم اُسے کبھی پاکستان جانے نہیں دیں گی مگر وہ سامعہ کا دل نہیں توڑنا چاہتی تھی۔اس لیے چپ چاپ اثبات میں گردن ہلا دی۔

"موسم کتنا حسین ہو رہا ہے ناں۔۔"آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے سامعہ نے کہا۔مشال ہولے سے مسکرا دی۔صبح سے ہی تیز ہوائیں چل ہی تھیں اور اب تو آسمان پر کالے بادل بھی منڈلانے لگے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ مجھے باقی پیریڈز سکپ کر دینے چاہئیں،بارش کسی بھی وقت شروع ہو سکتی ہے،میں بس چلتی ہوں۔۔"اپنی فائلز سنبھالتے ہوئے وہ کھڑی ہو گئی۔

"یار۔۔رکو ناں۔۔اس وقت تو کوئی پبلک ٹرانسپورٹ بھی نہیں ملے گی۔۔ہو جانے دو ناں بارش۔۔انجوائے کریں گے۔۔۔"سامعہ نے پرجوش ہوتے ہوئے کہا۔۔

"میں دن کی بارش انجوائے نہیں کرتی سامعہ۔۔مجھے رات کی بارش اچھی لگتی ہے۔۔"مشال نے نرمی سے کہا۔

"یعنی تمہارا رکنے کا موڈ نہیں ہے۔۔؟"سامعہ نے کچھ خفگی سے پوچھا۔

"بالکل۔۔میں چلتی ہوں بس،بارش کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔مسکراتے ہوئے وہ کہتی،ہاتھ ہلاتے ہوئے وہاں سے گیٹ کی طرف بھاگی۔مشال کی پیشن گوئی سچ ثابت ہوئی تھی۔ابھی وہ یونیورسٹی کے احاطے میں ہی تھی کہ با

رش کی تیز بوچھاڑ نے اُسے بھگو دیا۔ سامعہ نے بارش میں بھیگتی، گیٹ کی طرف بڑھتی مشال کو تفکر سے دیکھا۔ پانچ منٹ کی مشقت کے بعد وہ ایک کیب روکنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔ مگر ان پانچ منٹ میں ہی وہ بری طرح بھیگ چکی تھی۔ کیب میں بیٹھتے ہوئے اُسے کسی کی نظروں کی تپش کا احساس ہوا تھا، مشال نے نگاہ اطراف میں دوڑائی تھی مگر تیز برستی بارش میں وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہو پائی تھی۔ اپنا وہم سمجھ کر وہ سر جھٹکتے ہوئے کیب میں بیٹھ گئی۔ جبکہ اسی روڈ میں ذرہ پیچھے زاویار کے ساتھ گاڑی میں بیٹھے پیٹر کی نیلی آنکھوں میں چمک اتری تھی۔

"آئی وانٹ ہر فار آ نائیٹ۔۔"زاویار کی طرف دیکھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے اپنے انگریزی لب ولہجے میں بولا تھا۔

زاویار جو آج خود بھیگی ہوئی مشال کو دیکھ کر چونک گیا تھا، پیٹر کی آواز پر مسکراتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"واٹ اباؤٹ انجلین۔۔؟"زاویار نے اپنے مطلب کی بات کی۔ چہرے پر خباثت تھی۔

"پہلے اُس کی بات کرو۔۔۔ مجھے تمہاری یہ سرونٹ چاہیے۔۔ آئی وانٹ ہر۔۔"اس کا انداز ضدی تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔ تمہارا کام ہو جائے گا۔۔ مگر اب مجھے یہ بتاؤ کہ انجلین کو کب میرے حوالے کر رہے ہو۔۔؟"زاویار پر اس وقت انجلین کا نشہ سوار تھا۔

"آج رات کے لیے میں نے رُوم بک کروایا ہے۔۔۔ میری جگہ تم چلے جانا۔۔ ویسے بھی انجلی کافی کمپرومائیزنگ ہے ۔۔ اینڈ یو آر ناٹ اے بیڈ آپشن۔۔۔ ایم شیور وہ تمہارے ساتھ کمپرومائیز کر لے گی۔۔"وہ قہقہ لگاتے ہوئے جیسے انجلین کا مزاق اُڑا رہا تھا۔ زاویار کے لبوں پر ایک کمینی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اُوکے ڈن۔۔پر مشال کا ارینج کرنے میں مجھے کچھ دن لگ جائیں گے۔اس کے لیے تمہیں تھوڑا ویٹ کرنا پڑے گا ۔۔۔"زاویار نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔پیٹر کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

"اس کے لیے۔۔۔اس کے لیے انتظار بھی قبول ہے۔۔۔"آنکھیں بند کرتے ہوئے وہ مشال کو سوچتے ہوئے کہہ رہا تھا۔لبوں پر گہری مسکراہٹ تھی۔اپنی نیلی آنکھیں کھولتے ہوئے اس نے روڈ پر برستی بارش کو دیکھا۔پھر گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھالی۔زاویار کا شاطر دماغ بہت تیزی سے پلاننگ کر رہا تھا۔لبوں پر پُرسرار مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ مالی سے پودوں کی کانٹ چھانٹ کروا رہی تھیں جب ضیغم کی گاڑی گیٹ سے داخل ہوتی ہوئی پورچ میں آکر رکی تھی۔شازمہ بیگم نے کچھ حیرت سے گاڑی سے نکلتے ضیغم کو دیکھا۔انہیں لان میں کھڑا دیکھ کر وہ سیدھا انہی کے پاس آگیا تھا۔

"تم لوگوں کا ڈنر کا پلان تھا ناں۔۔۔؟"ذہن میں گردش کرتا سوال لبوں پر آگیا تھا۔

ضیغم نے پلٹ کر گاڑی سے اترتی نشال کو دیکھا جو ملیحہ اور ضرغام کے سہارے چل رہی تھی۔اس کی نظروں کے تعاقب میں شازمہ بیگم بھی اس طرف متوجہ ہوئیں۔۔ان کی نگاہ سیدھے نشال کے بینڈیج ہوئے پاؤں پر پڑی۔ان کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔

"ایک تو یہ لڑکی۔۔۔میرے گھر کی خوشیاں برباد کرنے پر تلی رہتی ہے۔۔۔"وہ ناگواری سے گویا ہوئیں۔۔لہجے

میں نفرت ہی نفرت تھی۔ ضیغم نے سختی سے دانت پر دانت جما لئے۔

"ہیڈ بلو کی پر کنکھجورے نے کاٹ لیا تھا اسے۔۔۔پاؤں کافی سوج گیا ہے۔۔" ضیغم نے انجانے میں اس کی صفائی پیش کی تھی۔

"کاش کہ بچھو ہی کاٹ لیتا۔۔جان تو چھوٹتی۔۔" وہ غصے سے بڑبڑائی تھیں۔۔ ضیغم کو ان کی بات ناگوار گزری تھی مگر وہ خاموش رہا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ بس آدھے گھنٹے تک نکل جاؤں۔۔۔رات ہونے سے پہلے میں پہنچ جاؤں گا۔۔۔!" وہ اپنے جانے کی بابت ان کو آگاہ کر رہا تھا۔۔

شازمہ بیگم پل بھر کو بے چین ہو گئیں۔۔

" تمہیں کیوں گھر سے جانے کی جلدی رہتی ہے ضیغم۔۔۔؟ ایک تو تم نے اپنی پوسٹنگ آبادی سے بالکل دور کروالی ہے اس پر مزید اگر گھر آتے بھی ہو تو تمہارا ٹکنے کو دل نہیں کرتا۔!" وہ ناراضگی سے بولتیں ضیغم کو مسکرانے پر مجبور کر گئیں۔۔۔

"میں ایک امپورٹنٹ کیس چھوڑ کر آیا ہوں امی۔۔۔ورنہ ہر بار دو چار دن رکتا تو ہوں۔۔" انہیں کندھوں سے تھامتے ہوئے وہ نرمی سے بولا۔۔۔

"کل صبح جانا بس۔۔۔ابھی تمہارے ابو بھی ہاسپٹل میں ہیں اور آغا جان بھی اپنے دوستوں کے ساتھ باہر گئے ہیں۔۔۔ابھی مت جاؤ صبح سب سے مل کر پھر جانا۔۔۔!" شازمہ بیگم نے اٹل لہجے میں کہا۔۔

ضیغم نے بے بسی سے ان کی جانب دیکھا۔۔ مگر وہ اسے نظر انداز کرتیں دوبارہ مالی کی طرف متوجہ ہو گئیں۔۔

ضیغم دھیمی چال چلتا ہوا اندر کی جانب چل پڑا۔اس کے جسم و جاں میں ایک تلاطم برپا تھا۔۔ جسے دبائے وہ زینہ چڑھتا اپنے کمرے میں آگیا۔۔۔

دروازے کو پاؤں کی ٹھوکر سے بند کر کے وہ بیڈ پر آبیٹھا۔سائیڈ ٹیبل کی ڈرا سے سگریٹ کی ڈبی نکالتے ہوئے اس کے کانوں میں شازمہ بیگم کا کچھ دیر پہلے کہا گیا جملہ گونج اٹھا۔۔

"کاش کہ بچھو ہی کاٹ لیتا،جان تو چھوٹتی۔۔۔"

ضیغم نے ہاتھ میں پکڑی سگریٹ کی ڈبی دیوار پر دے ماری۔اسے اپنی گردن پر لچکیلی ڈال جیسی بانہوں کا لمس محسوس ہونے گا۔۔وہ بے چینی سے کھڑا ہوا اور واش روم میں جا گھسا۔اندر باہر ہر طرف وہ لمس آگ لگا رہا تھا۔۔ شعلے سے بھڑک رہے تھے جن سے بچاؤ کی کوئی تدبیر نظر نہ آتے ہوئے ضیغم شاور کے نیچے جا کھڑا ہوا۔۔گیزر والے نل کی بجائے اس نے ٹھنڈے پانی تلے بھیگنا مناسب سمجھا تھا۔وہ پور پور بھیگ رہا تھا مگر جلن ہنوز برقرار تھی۔۔لہو ٹپکاتی آنکھوں سے وہ جلن واضح ہو رہی تھی۔۔اپنی شرٹ سے اٹھتی اس کے وجود کی خوشبو،وہ پانی کے ساتھ بہا دینا چاہتا تھا۔۔

دیوار پر سختی سے ہاتھ جمائے وہ خود کو کمپوز کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔۔اس کی مزاحمتوں میں اس کا ساتھ دیتا نفرت کا پودا بلند آواز میں چلا رہا تھا۔۔۔

"آئی ہیٹ ہر۔۔۔آئی ہیٹ ہر۔۔۔۔!"

اور وہ سختی سے لب بھینچے دل ہی دل میں اس کی ہاں میں ہاں ملا رہا تھا۔۔ایک انجانا سا، معصوم جذبہ، اپنی کمزوری پر اندر ہی کہیں سسک رہا تھا مگر ضیغم اجلال پر اس کی سسکیاں کبھی اثر پزیر نہیں ہو سکتی تھیں۔۔۔

جہاں ضیغم کے لئے وہ حادثہ ناگواری اور بے چینی سمیٹ کر لایا تھا وہیں دوسری طرف نشال علوی کے لئے وہ ہی حادثہ خوشگواری اور طمانیت کا باعث بنا تھا۔وہ سرشار سی اپنے بیڈروم میں لیٹی آنکھیں بند کئے ان لمحات کو سوچ رہی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

انجلین کے ساتھ وقت گزار کر زاویار کا سارا نشہ ہرن ہو چکا تھا۔۔وہ رات بھر گھر سے باہر رہ کر جب صبح کے گیارہ بجے کے قریب گھر واپس آیا تو حسبِ معمول ارشد بیگ اور فریحہ بیگم گھر پر نہیں تھیں۔۔۔لیونگ روم سے گزر کر وہ سیدھا اپنے روم کی طرف جا رہا تھا جب اس کی نگاہ لاؤنج میں پول کے پاس کھڑی مشال پر پڑی۔۔تو یعنی آج وہ یونیورسٹی نہیں گئی تھی۔۔زاویار نے سر جھٹک کر اپنے کمرے میں جانا چاہا، دفعتاً اسے کل کا منظر یاد آیا تھا۔۔سڑک پر بارش میں بھیگتی کیب کی منتظر مشال۔۔۔

"آئی وانٹ ہر فار اے نائٹ۔۔۔!" پیٹر کا جملہ اس کی یادداشت میں تازہ ہو گیا۔۔زاویار نے اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبایا۔۔آنکھوں میں شیطانی چمک اتری تھی۔۔۔

"اس کے لئے تو انتظار بھی قبول ہے۔۔۔!" ٹھنڈی سانسیں لیتا پیٹر اور اس کی طلب۔۔۔!زاویار نے مشال کی طرف بڑھتے ہوئے اسے سر سے لے کر پاؤں تک دیکھا۔۔۔

سر پر ہمیشہ کی طرح سکارف لئے، لانگ سکرٹ پر شال لئے وہ معمول کی طرح خود کو چھپائے ہوئے تھی۔۔زاویار کو چند ہفتے پہلے کا منظر یاد آیا جب وہ اپنی سیاہ آبشار اس کے سینے پر پھیلائے گر گئی تھی۔۔اس کے تجسس میں اضافہ ہوا تھا۔۔وہ دبے قدموں چلتا ہوا اس کے بالکل پیچھے جا کھڑا ہوا۔۔مشال کی اس کی طرف پیٹھ تھی۔۔

"ہم بھی تو دیکھیں، آخر کیا چیز ہو تم مشال ڈارلنگ۔۔۔!" دل میں سوچتے ہوئے زاویار نے ایک جھٹکے سے اس کے سر سے سکارف کھینچا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی زاویار نے اگلے ہی پل اسے پول میں دھکا دے دیا تھا۔۔

اس کے لمبے سیاہ بال کھل کر پانی میں بھیگ چکے تھے۔۔ہاتھ میں اس کا سکارف پکڑے وہ بڑے سکون سے بچاؤ کے لئے ہاتھ پاؤں مارتی مشال کو دیکھ رہا تھا۔۔لبوں پر کمینی سی مسکراہٹ تھی۔۔۔

وہ گہری نظروں سے پانی میں ڈوبتے ابھرتے مشال کے نازک وجود کو دیکھ رہا تھا۔۔مشال کو لگا جیسے اس کی سانسیں رکنے لگی ہیں۔۔وہ ہاتھ پاؤں چلاتی، بھرپور کوشش کرتی پانی کی سطح سے کنارے پر آنے کی کوشش کر رہی تھی۔اپنی سانسیں بچانے کے لئے ہلکان ہوتی مشال کو دیکھتے ہوئے زاویار بیگ پنجوں کے بل پول کے پاس ہی بیٹھ گیا اور مشال کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔اس نے بنا وقت ضائع کئے زاویار کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔اپنے چوڑے ہاتھ پر اس کے نرم و نازک ہاتھ کی سخت گرفت محسوس کر کے زاویار کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی۔وجود میں ایک نیا نشہ سرایت کرنے لگا تھا۔اس نے ایک جھٹکے سے مشال کو اپنی جانب کھینچا مگر اس سے پہلے کہ مشال اس کے سینے سے لگ کر باہر نکلنے کی کوشش کرتی، زاویار بیگ نے اسے نفرت سے دیکھتے ہوئے، اس کے دونوں کندھوں پر دباؤ ڈال کر اسے سر سمیت پانی میں ڈبو دیا۔۔ٹھنڈا پانی مشال کی ناک اور منہ میں گھستا ہوا آکسیجن روک

گیا تھا۔۔اسے اپنے سر پر موت ناچتی نظر آنے لگی۔۔۔مشال نے اپنی باہر کو اُگلتی آنکھوں کو جھپکتے ہوئے، اپنے ہاتھوں کے ناخن اپنے کندھوں پر جمے زاویار کے ہاتھوں پر گاڑھنے چاہے تھے۔زاویار بیگ مسکراتی نظروں سے اس کا تڑپنا، مچلنا دیکھ رہا تھا۔مشال کو اپنے حواس گم ہوتے محسوس ہونے لگے، تبھی زاویار نے اسے پانی سے باہر نکالا تھا۔مشال نے سرعت سے اپنے بازو زاویار کی گردن کے گرد حمائل کر دیئے مبادا وہ پھر سے اسے پانی میں نہ پھینک دے۔مشال کی اس حرکت پر زاویار کی آنکھوں میں شیطانیت چمک اٹھی۔اس نے فوراً مشال کی کمر کے گرد اپنی گرفت جمائی تھی۔نڈھال ہوتی مشال کو اس گرفت میں کچھ غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔۔۔کچھ تھا، جس نے اس کے گم ہوتے حواس جگا دیئے تھے۔۔مشال نے اس سے دور ہونے کی کوشش کی مگر اس کی گرفت فولادی تھی۔زاویار بیگ اس کا چونک جانا محسوس کر چکا تھا مگر اسے مشال کے چونک اٹھنے، یا مزاحمت کرنے کی پرواہ نہیں تھی۔اگلے ہی پل اس نے مشال کو بازوؤں میں بھر لیا اور وہاں سے مڑا۔۔پھر سرعت سے بڑے بڑے قدم اٹھاتا اسے اپنے کمرے میں لے آیا تھا۔

"چھوڑیں مجھے زاوی بھائی۔۔۔۔میں چل سکتی ہوں۔۔۔!" اسے اپنے کمرے میں جاتے دیکھ کر مشال بول پڑی۔۔ مگر وہ کان بند کئے اسے اپنے کمرے میں لا کر بیڈ پر پٹخ چکا تھا۔

مشال تیزی سے بیڈ سے اتری تھی، اگلے ہی پل زاویار نے اس کی کلائی سختی سے مروڑ کر اسے واپس بیڈ پر گرایا تھا۔۔پھر جھکا تھا اور اس کے دائیں بائیں اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر اسے جیسے قید کر لیا تھا۔۔

وہ یک ٹک مشال کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔غلافی آنکھوں میں لال ڈورے ابھر آئے تھے، تیکھی

ناک اور سرخ پڑتے بھرے بھرے کٹاؤ دار لب،زاویار پر نشہ ساطاری ہونے لگا۔۔اپنے نفس کی خواہش پوری کرنے کو وہ اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔مشال نے فوراً سے پہلے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پرے دھکیلنے کی ناکام کوشش کی۔۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔پاگل ہو گئے ہیں آپ۔۔۔؟"غصے کی شدت سے مشال کی آواز کانپ اٹھی

زاویار نے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبایا تھا اور سرخ آنکھوں سے مشال کے قندھاری چہرے کو دیکھا۔۔۔

"ابھی تو میں کچھ نہیں کر رہا۔۔۔مگر جو کرنا چاہتا ہوں۔۔۔وہ کرنے سے تم مجھے روک نہیں پاؤ گی ڈارلنگ۔۔۔!"

خباثت سے کہتے ہوئے اس نے مشال کی گردن سے لپٹی بالوں کی کچھ لٹوں کو ہٹایا تھا۔۔۔گردن پر چمکتا سیاہ تل، زاویار کی نگاہوں کی زد میں آ گیا۔۔۔مشال کو اس کا لمس کسی گرم انگارے کی طرح محسوس ہوا تھا۔اس نے اپنی پوری جان لگا کر زاویار بیگ کو دھکا دیا۔وہ پلٹ کر اس کے ساتھ ہی بیڈ پر لیٹ گیا۔۔مشال سرعت سے اٹھی تھی اور دروازے کی طرف بھاگی تھی۔

زاویار بیگ نے گہری نگاہوں سے اس کی پشت پر بکھرے گیلے سیاہ بالوں کو دیکھا۔۔ایک نئی طلب تھی جس سے آج وہ آشنا ہوا تھا۔۔

"مشال سویٹ۔۔۔میرا اگلا شکار تم ہو۔۔۔آسان ترین شکار۔۔۔!"کہتے ہوئے وہ قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔۔جبکہ دوسری جانب روتی ہوئی مشال اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گئی تھی۔۔اس نے اچھی طرح دروازہ لاک کر لیا تھا مگر اسے پھر بھی ڈر لگ رہا تھا۔اس رات بھی تو وہ دروازہ لاک کر کے ہی سوئی تھی مگر زاویار بیگ نے جانے کیسے وہ

منشیات اس کے کمرے میں رکھ دی تھیں۔ تیزی سے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھے وہ بری طرح رو رہی تھی۔ آج زاویار بیگ کی نگاہوں میں بھی وہ ہی گندگی تھی جو مشال نے پیٹر کی نگاہوں میں دیکھی تھی۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھے اپنے حلق سے اُمڈتی چیخوں کا گلا گھونٹنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کا محافظ ہی اس کا لٹیرا بن بیٹھا تھا۔۔ جسے وہ اپنی تمام تر نفرت و ناپسندیدگی کے باوجود اپنا بھائی مانتی تھی، آج اس شخص نے اسے احساس دلا دیا تھا کہ وہ اس کا بھائی نہیں ہے۔ جس طرح ارشد بیگ اس کے بابا نہیں تھے، اسی طرح زاویار بیگ بھی اس کا بھائی نہیں تھا۔۔۔ ہاں وہ اس کا بھائی نہیں تھا۔۔

*********************

اب ہم نے دامن جھاڑ دیا

سپنوں کو سلائے دیتے ہیں

جن خوابوں کی تعبیر نہ ہو

وہ آج بھلائے دیتے ہیں

ہر لحظہ جلتی سانسوں میں

اک درد کا ساگر بہتا ہے

دن رات سلگتے جیون کو

اب آگ لگائے دیتے ہیں

ہم کم نظروں سے دیدہ ور

کیا سود وزیاں کا پوچھتے ہو

اس جیون میں کیا کھویا پایا

وہ سب بتلائے دیتے ہیں

بن چاہے جو بھی زخم ملے

وہ سب دکھلائے دیتے ہیں

ہاں عمر کے سونے رستوں میں

اکثر ایسا بھی ہوتا ہے

جب جب اپنوں سے زخم ملیں

تسکین پرائے دیتے ہیں

وہ ٹریڈمل پر اپنی مخصوص تیز رفتار سے بھاگ رہا تھا۔ڈارک گرے بنیان میں اس کا مضبوط سینہ پسینے سے شرابور ہو چکا تھا۔نومبر کے خنک مہینے میں بھی اس کے بال پسینے کے باعث پیشانی پر آچپکے تھے۔پچھلے چالیس منٹ سے بھاگتا وہ کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔اس کے سینے میں دھڑکتا دل ہمیشہ کی طرح خاموش تھا۔بھاگتے بھاگتے جب وہ تھکنے لگا تو اس نے سپیڈ قدرے کم کر دی تھی۔دفعتاً اس کی نگاہ اپنے بالکل سامنے گلاس ونڈو سے نظر آتے لان پر پڑی تھی۔سورج کی پھیلتی کرنوں کے ساتھ روشن ہوتے سبزے پر دو پاؤں بڑی سست روی سے چل رہے تھے۔

ایک پاؤں پر سفید پٹی لپٹی ہوئی تھی، چال میں ہلکی سی لڑکھڑاہٹ تھی۔ وہ اس کی نگاہوں کے ارتکاز سے بے خبر اپنا لہراتا آنچل سنبھالتی ہوئی گھاس پر چل رہی تھی۔ ضیغم اجلال کی نگاہیں اس کے سفید کبوتر جیسے پیروں پر جم سی گئیں۔۔ چہرے پر آتی لٹوں کو

کان کے پیچھے اڑستے ہوئے وہ ہولے سے مسکرا رہی تھی۔ ایسے جیسے تصور میں کسی سے مخاطب ہو۔۔

ضیغم نے ٹریڈمل کی سپیڈ مزید کم کر دی تھی۔

کچھ دیر وہ یونہی سبزے پر چلتی گھاس کی ٹھنڈک اپنے پیروں پر محسوس کرتی رہی، پھر جانے کس خیال کے تحت وہ ایک طرف دیوار کے ساتھ سرخ گلابوں کی جھاڑ کی طرف بڑھی۔۔ نشال بغور سرخ گلابوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی غلافی آنکھوں میں چمک سی اتر آئی۔ نشال مزید آگے بڑھی تھی اور سرخ گلابوں کے کنج سے اپنی پسند کی ٹہنیاں نکالنے لگی۔۔ اس کی کاروائی نوٹ کرتا ضیغم ٹریڈمل سے نیچے اتر آیا۔۔ یہ لان کے آخر میں بنا جم خانہ تھا۔ جہاں سے پورے لان کا منظر نظر آتا تھا۔ وہ دھیمی چال چلتا ہوا گلاس ونڈو کے پاس آ کھڑا ہوا۔ دانتوں پر دانت جمائے وہ بغور نشال کی جانب دیکھ رہا تھا جو پھول چنتے ہوئے اپنی کلائیاں زخمی کر رہی تھی۔ ضیغم کی نگاہ اس کی نازک کلائیوں پر تھی جن سے اب خون رِسنے لگا تھا مگر وہ پھول حاصل کرنے کی تگ ودو میں، اپنی زخمی کلائیوں اور ضیغم کی پر شوق نگاہوں سے انجان تھی۔

کتنے لاتعداد پھول فقط ایک گلدستے کے لئے۔۔۔ جب تمام ٹہنیوں کا گلدستہ بنا کر پلٹی تو گلاس ونڈو سے اپنی جانب

دیکھتے ضیغم پر نگاہ پڑی۔۔یوں اچانک نظروں کے تصادم پر نشال کا دل رک سا گیا۔۔ سختی سے لب بھینچتے ہوئے ضیغم نے نگاہ کا زاویہ بدل لیا۔۔ پھر اگلے ہی پل وہ پلٹ کر جم خانے کے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔نشال اپنی جگہ ساکت سی کھڑی تھی۔ جم خانے سے نکلتا وہ اسی کی جانب آ رہا تھا۔۔نشال کو اپنے دل کی دھڑکنیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں۔۔ مضبوط چال چلتا وہ اس کے سامنے آ کر رک گیا۔نشال نے لرزتی پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا جو سنجیدگی سے اس کے ہاتھوں میں موجود گلدستے کو دیکھ رہا تھا۔۔ معاً نشال کی نگاہ اپنی کلائیوں سے رِستے خون پر پڑی تھی۔۔۔مارے شرمندگی کے اس نے ایک پل کو اپنی آنکھیں میچ لیں۔۔ ضیغم نے ہاتھ بڑھا کر سرخ گلابوں کا گلدستہ چھیننے کے سے انداز میں اس کے ہاتھوں سے لے لیا۔۔نشال نے آنکھین کھول کر اس کی جانب دیکھا جو اب بغور مہکتے سرخ گلابوں کو دیکھ رہا تھا۔۔

"وہ میں یہ۔۔۔۔!"بلیو دوپٹے کے پلو سے رگڑ کر ان خون رِستے زخموں کو صاف کرتے ہوئے وہ بولی تھی۔

"کیا تم۔۔۔؟"ایک ابرو اچکا کر وہ سرد مہری سے پوچھ رہا تھا۔۔جانے کس کے لئے اس نے خود کو اذیت سے دوچار کیا تھا۔ ضیغم کے اندر کچھ جل رہا تھا۔۔کچھ سلگ رہا تھا۔۔

"آغا جان۔۔۔ آغا جان کے لئے بنا رہی تھی، انہیں سرخ گلاب پسند ہیں ناں۔۔۔!"نشال نے جھوٹ بولا تھا۔۔ورنہ حقیقتاً اس نے یہ گلاب ضیغم کے لئے چنے تھے۔۔اس کا ارادہ چپکے سے یہ گلاب ضیغم کے کمرے میں رکھ دینے کا تھا۔ مگر یہاں تو اس نے نشال کو رنگے ہاتھوں پکڑ لیا تھا۔

"جہاں تک میں جانتا ہوں آغا جان کو تو سرخ گلاب سے الرجی ہے، گلاب کی مہک سے انہیں چھینکیں آنا شروع ہو

جاتی ہیں۔۔۔پھر یہ اچانک پسندیدگی۔۔۔۔؟" وہ بات ادھوری چھوڑ کر بڑی سنجیدگی سے اسکی متغیر ہوتی رنگت دیکھ رہا تھا۔نشال نگاہ چرا گئی۔ عجیب مجرمانہ سا انداز تھا۔اب بھلا وہ اسے کیا جواب دیتی۔اسے اپنے پیروں پر نگاہیں جمائے کھڑے دیکھ کر ضیغم نے بنا سوچے سمجھے اس کی زخمی کلائی اپنے مضبوط ہاتھ میں لے لی۔نشال ایک پل کو دم بخود رہ گئی۔وہ بے تاثر نگاہوں سے اس کی کلائی کا جائزہ لے رہا تھا۔نشال کا دل ضیغم کے ہاتھ میں مقید اپنی کلائی میں دھڑکنے لگا۔

"یہ پھول میرے کمرے میں رکھ دینا۔۔"اسکی کلائی جھٹکنے کے سے انداز میں چھوڑتے ہوئے ضیغم نے وہ پھول اسکے دوسرے ہاتھ میں تھمائے تھے۔

"لیکن۔۔۔۔"نشال کے لب اس کے حکم پر پھڑ پھڑائے تھے۔

" آغا جان کا تو پتہ نہیں مگر اموجان اپنے ان سرخ گلابوں کے لیئے بہت پوزیسو ہیں، تم نے ان کے باغیچے سے یہ پھول چرا کر جو گناہ کیا ہے اسکا کفارہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ تم یہ گلاب میرے کمرے میں پہنچادو۔۔"! ٹھہر ٹھہر کر بولتا وہ انجانے میں نشال کی دلی مراد پوری کر گیا تھا۔نشال نے شرافت سے اثبات میں سر ہلا دیا۔اس کے گلاب چہرے سے نگاہ ہٹاتے ہوئے وہ اس کے پاس سے گزر کر جانے لگا جب وہ کچھ یاد آنے پر اسے پکار بیٹھی۔

"ضیغم۔۔۔۔"اپنے لبوں کی اس غیر ارادی حرکت پر وہ خود بھی ایک پل کو حیران ہوئی تھی۔ماتھے پر تیوریاں چڑھائے وہ پلٹا۔۔۔آنکھوں میں اپنے نام لے کر پکارے جانے پر ناگواری در آئی تھی.

اسے اپنی جانب متوجہ پا کر نشال نے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری۔

"وہ۔۔۔۔ آپ کہہ رہے تھے ناں کہ پندرہ دن بعد آئیں گے آپ۔۔۔" وہ جیسے اسے یاد دہانی کروا رہی تھی۔

ضیغم نے اپنی گھنی بھنویں اچکائیں۔ وہ اسکی ہمت پر حیران تھا جسے اس نے کبھی اتنی اہمیت ہی نہ دی تھی کہ وہ اس کا حال بھی پوچھتی کجا وہ اس سے اس کی واپسی کی بابت پوچھ رہی تھی۔ وہ اسے جواب دینا نہیں چاہتا تھا مگر اس کی غلافی آنکھوں میں جلتی جوت اسے چونکا گئی تھی۔

"وہ اس صورت میں آتا اگر میں کل واپس چلا جاتا۔۔۔۔۔ اب نہیں آپاؤں گا۔۔۔!" سنجیدگی سے کہتا وہ بادل نخواستہ اسے جواب دے گیا تھا۔ نشال کی آنکھوں میں ویرانی اتر آئی۔

ضیغم کی زیرک نگاہیں اسکے چہرے کے بدلتے رنگوں کو خوب جانچ رہی تھیں۔

"مم۔۔۔ مگر میرے پاؤں کی چوٹ کی وجہ سے۔۔ کل کا سارا پروگرام تو خراب ہو گیا تھا۔ تو اب۔۔۔۔۔!" نشال نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ وہ اس پہ حق نہیں رکھتی تھی نہ ہی ملیحہ اور ضرغام کی طرح ضد کر سکتی تھی۔۔۔ بس نہ جتانے والے انداز میں کچھ جتانا چاہ رہی تھی۔ "وہ پروگرام ملیحہ اور ضرغام نے بنایا تھا۔۔۔ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

ضیغم نے ایک منٹ میں اسے اسکی اوقات دکھا دی تھی۔ یعنی اسے صاف جتا دیا تھا کہ کل کے پروگرام میں بھی اسکی شمولیت ضیغم کیلئے کوئی معنی نہیں رکھتی تھی۔۔ نشال کی پلکیں نم ہونے لگیں۔ ہاتھوں میں پکڑے گلدستے پر گرفت اس قدر سخت ہو گئی تھی کہ ٹہنیوں پر لگے کانٹے اسکی نرم و گلابی ہتھیلیوں میں چبھ کر انھیں زخمی کر گئے تھے۔ اپنی بات کہہ کر وہ رکا نہیں تھا۔ وہ پلٹا تھا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ نشال نے دھندلی ہوتی آنکھوں سے

لمحہ بہ لمحہ دور ہوتے ضیغم اجلال کو دیکھا۔جانے اُس شخص کو اسے تکلیف دے کر کیا ملتا تھا۔جانے اپنے کونسے جذبے کی تسکین درکار ہوتی تھی اسے جو یوں بارہا اسے احساس دلاتا رہتا تھا کہ وہ،نشال علوی،اس کی فیملی میں مس فٹ ہے.....ہاں شاید....وہ واقعی وہاں مس فٹ تھی....خود ہی ان سب میں زبردستی فٹ ہونے کی کوشش کرتی تھی....منفی سوچیں اس کے ذہن میں سر ابھارنے لگیں۔

جب وہ دھتکار گیا مجھے،

تب دیکھا اپنی آنکھوں کا رنگ

حیران الگ...

پریشان الگ...

سنسان الگ....

بیابان الگ!...

یکطرفہ محبت کتنی اذیت ناک ہے اس کا اندازہ اسے آج شدت سے ہو رہا تھا۔ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتے ہوئے نشال نے اندر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔چال میں لڑکھڑاہٹ بڑی واضح تھی۔ایک بار پھر سے اسے یہ احساس ہو رہا تھا کہ اسے جینے کا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ وہ،ایک بدکردار عورت کی بیٹی تھی....ہاں وہ آغا جان کی نافرمان بیٹی کی اولاد تھی۔اس کے لیے اس بھری دنیا میں کہیں جائے پناہ نہ تھی۔اپنی بدقسمتی پر آنسو بہاتی، ہاتھوں سے رستے خون سے بے پرواہ،وہ گلاس ڈور دھکیل کر فاروقی ہاؤس کی اندرونی عمارت میں داخل ہو رہی

تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس دن کے بعد سے اس نے یونیورسٹی سے چھٹیاں کرنا بند کر دی تھیں۔ مشال حقیقتاً اتنی خوفزدہ ہو چکی تھی کہ ہر وقت فریحہ بیگم کے ساتھ چپکی رہتی اور زاویار کی موجودگی میں تو اپنے کمرے میں چھپ کر بیٹھ جاتی۔ کئی بار زاویار سے سامنا ہونے کے باوجود بھی مشال نے اسکی آنکھوں میں وہ ہوس و گندگی بھرا تاثر نہیں دیکھا تھا مگر جسطرح وہ اس دن اسکے قریب آیا تھا، اس کے بعد مشال اسکی طرف سے چوکنا ہو چکی تھی۔ اس نے فریحہ بیگم کو کچھ نہیں بتایا تھا، وہ انہیں اس بابت کچھ بھی بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ بھلا وہ اس معاملے میں اس کے لیے کر ہی کیا سکتی تھیں سوائے اسکے کہ وہ ارشد بیگ سے بات کرتیں اور ارشد بیگ الٹا مشال کو ہی غلط قرار دے دیتے۔ اور ان دونوں ماں بیٹی پر زندگی مزید تنگ ہو جاتی۔

"ماما...!" وہ انہیں پکارتی ہوئی کچن میں چلی آئی۔ ڈائننگ ٹیبل کے پاس بیٹھیں وہ جانے کن سوچوں میں گم تھیں۔ اسکے یوں پکارنے پر وہ چونک اٹھیں۔

"ہوں....!" وہ اسکی طرف متوجہ ہوئیں۔ مشال چیئر گھسیٹ کر انکے پاس ہی بیٹھ گئی۔

"وہ....میں نے آپ سے ایک بات کہنی تھی، مانیں گی.....؟" اسکے لہجے میں التجا سی تھی۔

"اگر ماننے والی ہوئی تو ضرور مانوں گی....!" کہتے ہوئے وہ ہولے سے مسکرائی تھیں۔

"ماما وہ میری دوست ہے ناں سامعہ....لاسٹ ویک گھر بھی آئی تھی، آپ سے ملی بھی تھی...یاد ہے نا آپ کو...؟

"مشال نے انہیں یاد دلانا چاہا۔ فریحہ کے لبوں کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ انہیں اندازہ ہو رہا تھا کہ اب وہ ان سے یقیناً پاکستان کے متعلق کوئی بات کرے گی۔

"ہاں مجھے یاد ہے....!" انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔

"وہ سامعہ، پیپرز کے بعد پاکستان واپس جا رہی ہے....!" مشال نے تمہید باندھنا چاہی۔

"مشال....!" فریحہ بیگم نے اسے ٹوک دیا۔

"ماما پوری بات تو سن لیں....!" مشال نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔ فریحہ بیگم نے لب بھینچتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"سامعہ کی شادی ہے، وہ جیسے ہی پاک جائے گی، ایک ہفتے کے بعد اس کی شادی ہو جائے گی.....وہ میں اس کی شادی میں جانا چاہتی ہوں، صرف ایک ہفتے کے لیے جانے دیں ماما....پلیز....!" مشال نے کہتے ہوئے ان کے ہاتھ تھام لیے۔ فریحہ بیگم نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"مشال تم کیوں بار بار ایک ہی بات کی ضد کرتی ہو....؟" وہ قدرے سختی سے بولی تھیں۔

"ماما میں کون سا ہمیشہ جانے کا کہہ رہی ہوں.....ایک ڈیڑھ ہفتے کی تو بات ہے......اس کی شادی اٹینڈ کر کے واپس آ جاؤں گی، پلیز ماما.....مان جائیں نا.....؟!" مشال باقاعدہ ترلوں پر اتر آئی تھی۔

"مشال تم کیوں مجھے مجبور کر رہی ہو.....؟ اگر تم پاکستان جاؤ گی تو بابا جانی تم سے ملنے کی کوشش ضرور کریں گے، اور میں نہیں چاہتی کہ تم وہاں میرے کسی بھی اپنے سے ملو"

فریحہ بیگم نے زچ ہو کر کہا۔

"مگر کیوں ماما.....؟ آپ کیوں مجھے نانا جان سے دور رکھنا چاہتی ہیں.....؟ خود تو آپ کو جب بھی موقع ملتا ہے ان سے فون پر بات کر لیتی ہیں، میری تو آج تک آپ نے ان سے بات تک نہیں کروائی....ماما ایسا کونسا راز ہے....؟ ایسی کونسی بات ہے جس کو چھپانے کے لئے آپ نے ہم دونوں کو اذیت سے دوچار کر رکھا ہے.....؟" وہ پھٹ پڑی۔ بچپن سے ان کی ادھوری باتیں سن سن کر وہ تنگ آچکی تھی۔ اس کے مزاج میں نرمی تھی، اسی لیئے ہمیشہ جب بھی فریحہ بیگم اسے چپ رہنے کا کہتی، وہ چپ ہو جایا کرتی تھی، بدلے میں سوالات کم ہی کیا کرتی تھی مگر اب اس گھر اور اس گھر کے ماحول میں رہنا مشال کے لئے مشکل ہوتا جارہا تھا، اس پر مزید فریحہ بیگم کی وہی پہیلیاں.....!

"اگر میں تمہیں کسی بھی اقدام سے روک رہی ہوں، تو تمہیں اتنا سمجھ جانا چاہیے کہ اسی میں تمہاری کچھ بہتری ہو گی.....!" فریحہ بیگم نے درشتگی سے کہا۔

"پتہ نہیں آپ میری کونسی بہتری دیکھ رہی ہیں ماما.....یہاں جو تباہی میرے سر پر منڈلا رہی ہے، وہ آپ کیوں نہیں دیکھ پارہی ہیں....؟" وہ آج دوسری بار ان کے ساتھ اس قدر تلخ ہو رہی تھی۔

"یہ ساری تباہیاں تمہاری اپنی ہی منتخب کردہ ہیں مشال، میری پرورش میں کونسی کمی رہ گئی تھی جو تم نے منشیات کا استعمال شروع کر دیا ہے....؟ کیا ایسا کرنے کو تمہیں ارشد صاحب نے کہا ہے یا میں نے مجبور کیا ہے.....؟" فریحہ بیگم کے لہجے میں سختی تھی۔ مشال کی آنکھیں بھر آئیں۔

"آپ کو بھی لگتا ہے کہ میں ڈر گز لیتی ہوں....؟" اس نے بھرائی آواز میں ان سے پوچھا۔ فریحہ بیگم خاموش رہیں۔

"ماما....ڈرگز میں نہیں، زاوی بھائی لیتے ہیں، میرا یقین کریں وہ سب کچھ زاوی بھائی نے مجھے نیچا دکھانے کے لیے کیا تھا....میں ایسی نہیں ہوں....!" وہ کہتے کہتے رو پڑی۔ اسے روتا دیکھ کر فریحہ بیگم نرم پڑ گئیں۔

"مشال....!" انہوں نے اسے نرمی سے پکارا

"ماما میرا یقین کریں پلیز....!" وہ مسلسل رو رہی تھی۔ فریحہ بیگم نے اسے نرمی سے گلے لگا لیا۔ وہ سنجیدگی سے اسے کچھ دنوں کے لئے پاکستان بھیجنے کا سوچنے لگی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈائننگ ٹیبل کے گرد بیٹھے تمام افراد خاموشی سے ناشتہ کر رہے تھے۔ اپنی مخصوص نشست سنبھالے بیٹھے آغا جان آج کچھ پریشان سے لگ رہے تھے۔ ضیغم اجلال نگاہ جھکائے، چپ چاپ توس حلق سے اتار رہا تھا۔

"نشال کہاں ہے.....؟" اس کی غیر موجودگی ضیغم سمیت سبھی نے محسوس کی تھی مگر یہ پوچھنے والے آغا جان تھے۔

"اپنے روم میں ہی ہوگی.....!" ملیحہ نے آہستگی سے کہا۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے اس کی.....؟ ناشتہ کرنے نہیں آئی وہ....؟" اکرام صاحب نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

شازمہ بیگم نے سخت بیزار ہو کر پہلو بدلا۔

"جی طبیعت تو ٹھیک ہے اس کی مگر میرا خیال ہے مزاج خراب ہیں محترمہ کے....!" ضرغام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مزاج خرابی کی کوئی خاص وجہ.....؟" آغا جان نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

"یقیناً تم نے ہی کوئی شرارت کی ہو گی.....!" کہتے ہوئے آغا جان نے ضرغام کو سخت چتونوں سے گھورا۔ وہ گڑبڑا گیا۔

"ارے قسم لے لیں دادا جان.... مجھ معصوم نے آج کچھ نہیں کیا....!" ضرغام نے فوراً اپنی صفائی دی۔ "وہ تو صبح ہی صبح آج اس سے ٹکراؤ ہو گیا تھا، تب اسکی سوجی سوجی آنکھیں دیکھ کر اندازہ ہوا کہ یقیناً موسم آج ابر آلود ہے... میرا قسم سے کوئی قصور نہیں ہے.....!" وہ آغا جان کی آنکھوں سے چھلکتی تشویش دیکھ کر قدرے سنجیدگی سے بولا۔

"ملیحہ، بیٹے جاؤ اسے بلا کر لاؤ... کھانے سے کیا ناراضگی....!" آغا جان نے ملیحہ کو مخاطب کیا۔ نشال کے بغیر ان کے حلق سے نوالہ نہیں اتر رہا تھا۔ انہوں نے ایک تیکھی نگاہ سر جھکائے بیٹھے ضیغم پر ڈالی۔ تبھی ضیغم کی نگاہ ان سے ملی تھی۔ وہ اپنی جگہ چور سا ہو گیا۔ اس نے فوراً نظر چرا لی۔

"آپکو پتا تو ہے اس کی ضد کیسی ہے.... وہ نہیں آئے گی، چھوڑ دیں اسے اس کے حال پر.... جب موڈ ہو گا تو خود ہی کر لے گی ناشتہ، آپ پلیز ناشتہ کریں...." ملیحہ نے سنجیدگی سے کہا۔

شازمہ بیگم نشال نامے سے کوفت زدہ سی ہو رہی تھیں مگر لب سیئے ناشتہ کرتی رہیں۔

"فری کی کال آئی تھی کیا....؟" اکرام صاحب نے آہستگی سے آغا جان سے پوچھا۔ اکرام صاحب کے ساتھ بیٹھے ضیغم کی سماعتیں انکا کہا جملہ سن چکی تھیں۔ اسکے اعصاب تن گئے۔ پلیٹ کھسکاتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا...؟ ناشتہ تو ٹھیک سے کرو....!" اسے کھڑا ہوتے دیکھ کر اکرام صاحب نے کہا تھا۔ "میرا پیٹ بھر چکا....!" ضیغم نے اس انداز میں کہا جیسے کہہ رہا ہو "نشال نامہ سن سن کر ہی میرا پیٹ بھر چکا ہے...." اکرام صاحب نے اپنے لب بھینچ لئے۔ ضیغم کے سرد رویے سے وہ اکثر پریشان ہو جایا کرتے تھے۔ اب وہ بھی جان چکے تھے کہ نشال اور اس کی ماں کے ذکر سے ضیغم کا موڈ خراب ہو چکا ہے۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"اور بلائیں نشال کو.... میرا بیٹا تو ناشتہ چھوڑ کر ہی چلا گیا ہے.....!" ناگواری سے بولتی شازمہ بیگم بھی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ضرغام اور ملیحہ کا موڈ بھی آف ہو چکا تھا۔ اکرام صاحب تاسف سے سر جھٹکتے ہوئے ناشتہ کرنے لگے۔ آغا جان کے چہرے پر پژمردگی سی چھا گئی۔

"یہ دونوں کب نشال کو قبول کریں گے اکرام....؟" وہ دکھ سے کہہ رہے تھے۔ شازمہ بیگم وہاں سے جا چکی تھیں۔ ناشتے کے برتن سمیٹتی اماں بی بھی اداس نظروں سے اکرام صاحب کی جانب دیکھ رہی تھیں۔

"یہ سب شازمہ کا کیا دھرا ہے بابا جان.... انہوں نے ہی کبھی ضیغم کو اسکے خول سے باہر نہیں نکلنے دیا.... جانے کونسے خدشات لاحق ہیں انہیں.... بس اللہ سے بہتری کی دعا ہی کی جاسکتی ہے..." اکرام صاحب نے تاسف سے کہا۔

"لیکن بہتری کی کوشش، ہم خود بھی تو کرسکتے ہیں ناں ابو....!" ضرغام نے سنجیدگی سے کہا۔ اکرام صاحب نے

سوالیہ نظروں سے ضرغام کی جانب دیکھا۔

"صاف کہو، کہنا کیا چاہتے ہو...؟" اکرام صاحب نے نرمی سے کہا۔ ضرغام کو کچھ حوصلہ ہوا۔ ملیحہ کا حلق خشک ہونے لگا۔

"ابو اگر، ہم نشال اور ضیغم بھائی کی شادی کر دیں تو.....؟" ضرغام نے آہستگی سے کہا۔ ضرغام کی بات پر آغا جان اور ملیحہ سمیت اماں بی نے بھی اسے داد دیتی نظروں سے دیکھا۔ اکرام صاحب ہولے سے مسکرائے تھے۔

"تم سے پہلے کیا میں ایسا نہیں سوچ سکتا تھا....؟ میں نے کئی بار سوچا ہے مگر ضیغم....؟ اس کی رضامندی کے بغیر ایسا کیسے ہو سکتا ہے...؟" اکرام صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔

"ابو اس بارے میں بھی آرام سے بیٹھ کر سوچ لیں گے مگر ابھی فی الحال اس ٹاپک کو کلوز کر دیں پلیز، امی یا بھائی کے کان میں بھنک بھی پڑ گئی تو بس پھر ٹرین چلنے سے پہلے ہی پٹڑی اکھاڑ پھینکیں گے وہ دونوں....!" سنجیدگی سے کہتی ہوئی ملیحہ آخر میں ہنس پڑی۔

آغا جان نے محبت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔ "ملیحہ بیٹی ٹھیک کہہ رہی ہے اکرام... ہم اس بارے میں آرام سے سوچیں گے" آغا جان نے نرمی سے کہا۔ اکرام نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ درحقیقت وہ پریشان ہو چکے تھے مگر بظاہر خود کو پر سکون ظاہر کر رہے تھے۔ آغا جان انکے اس دکھاوے کے اطمینان کو بخوبی سمجھتے تھے۔ بہو کی ناپسندیدگی وہ چاہ کر بھی ختم نہیں کر سکتے تھے۔ نشال بچپن سے ہی شازمہ کے قریب ہونے کی کوشش کرتی تھی مگر انکی نفرت کے آگے اسکی معصومیت رائیگاں گئی تھی۔

اپنے کمرے میں آکر وہ بیڈ پر گر سا گیا۔ "اسکی سوجی سوجی آنکھیں دیکھ کر اندازہ ہوا کہ یقیناً آج موسم ابر آلود ہے..." ضرغام کی آواز کسی ہتھوڑے کی طرح اس کے دماغ میں ضربیں لگا رہی تھی۔ اسے نشال پر شدید غصہ آرہا تھا جسے اس نے آج صبح کچھ بھی تو نہیں کہا تھا مگر پھر بھی اس نے ناشتے کی ٹیبل پر نہ آکر اپنے موڈ خرابی کا پتہ دے دیا تھا۔ بیڈ سے اٹھ کر وہ بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔ جینز کی جیب سے لائٹر نکال کر اسنے سگریٹ سلگائی تھی۔ سگریٹ کا دھواں فضا میں تحلیل کرتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ کاش وہ نشال علوی کو بھی یونہی آسانی سے اپنے گھر سے نکال باہر کر سکتا۔ سگریٹ کے گہرے کش لگاتے ہوئے وہ مسلسل ٹہل رہا تھا دفعتاً اسکی نگاہ سائیڈ ٹیبل پر ایک طرف، کونے میں رکھے گلابوں کے گلدستے پر پڑی۔ سرخ گلاب دیکھتے ہوئے اسکی آنکھوں میں سرخی اتر آئی۔ چند قدم آگے بڑھ کر اسنے وہ گلدستہ اٹھالیا۔ ہاتھ میں پکڑے گلدستے کو دیکھتے ہوئے، وہ رگوں میں لاوا سا بہتا محسوس کر رہا تھا۔ درحقیقت ضیغم اجلال کو نشال کا یہ پھول چننا گوارا گزرا تھا۔ جانے کیوں اسے یہ احساس ہی شدید جلن سے دوچار کر گیا تھا کہ وہ نازک جان، جانے کس کے لئے خود کو نقصان پہنچا رہی تھی.... اتنی بے خود تھی کہ اپنی کلائیاں زخمی کر بیٹھی تھی.... اسی لیئے ضیغم نے وہ پھول اسکے ہاتھوں سے جھپٹ لئے تھے.... پورے حق سے، استحقاق سے... جیسے اگر نشال علوی نے اس گلدستے کے لیئے اتنی مشقت اٹھائی ہے تو پھر یقینی طور پر ان پھولوں کی خوشبو پر ضیغم اجلال کا ہی حق ہے... اور اب اسے خود پر غصہ آرہا تھا.... بھلا ضرورت ہی کیا تھی اتنا اوورری ایکٹ کرنے کی... ممکن ہے کہ اسنے یہ پھول واقعی آغا جان کے لیئے چنے ہوں.. اور وہ خوامخواہ ہی اسکو آرڈر دے آیا تھا کہ گلدستہ اسکے کمرے میں رکھ آئے۔۔۔ منفی سوچیں سوچتے ضیغم کو اپنی سبکی محسوس ہونے

لگی۔۔۔۔ تبھی تو وہ ناشتہ کرنے ڈائننگ ٹیبل تک نہیں آئی تھی۔۔۔۔ایک اور منفی سوچ...!!ضیغم کے دماغ کی رگیں تننے لگیں، ضیغم کو اپنے ہاتھوں میں موجود سرخ گلابوں سے نفرت ہونے لگی...معاًاس کی نگاہ سبز ٹہنیوں پر پڑی تھی۔اس نے آنکھیں سکیڑ کر ان سبز ٹہنیوں کو دیکھا۔خون کی چند بوندیں تھیں جو ٹہنیوں پر بہتی ہوئی جم سی چکی تھیں۔ ضیغم کو لگا اسکی مٹھی میں نشال کی زخمی کلائی مقید ہے۔نرم کلائی کا لمس بڑا سکون آور تھا۔ اس سکون سے گبھرا کر ضیغم نے فوراََسے پہلے وہ گلاب ڈسٹ بن میں پھینک دیئے۔ جیسے کوئی عفریت تھا جو ان پھولوں کی خوشبو کے ساتھ اسکے حواسوں پر سوار ہو رہا تھا.....اسکی جان سے چمٹ رہا تھا۔ ضیغم نے سختی سے لب بھینچتے ہوئے دوسری سگریٹ سلگائی۔اسکا روم روم سلگ رہا تھا۔آنکھوں میں گلال اتر رہا تھا۔صبح ہی صبح اس کا موڈ غارت ہو گیا تھا۔اسکا بس چلتا تو ابھی کے ابھی اس لڑکی کو سمندر میں پھینک آتا جس کی نفرت میں جلتے جلتے وہ خود راکھ ہونے لگا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"مزید کتنا انتظار باقی ہے زاویار بیگ.....؟"وہ کلب میں بیٹھا ایک نیا نشہ ٹرائی کر رہا تھا جب پیٹر اس کے سامنے آ کر بولا تھا۔زاویار نے تیکھی نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

"کس بات کا انتظار.....؟"زاویار انجان بنا۔پیٹر کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہونے لگیں۔

"لگتا ہے نشہ تمہارے سر کو چڑھ گیا ہے زاویار بیگ.....تم بھول رہے ہو کہ پندرہ دن پہلے ہماری کیا بات ہوئی تھی....؟"سٹول پر بیٹھتے ہوئے پیٹر نے سنجیدگی سے کہا۔زاویار استہزائیہ ہنس دیا۔

"کوئی بھی نشہ زاویار بیگ کو فارغ الدماغ نہیں کر سکتا مائے ڈیئر پیٹر..... میں نشہ پورا کرتا ہوں اور پھر اسے اتار پھینکتا ہوں..... مجھے ہماری بات بہت اچھے سے یاد ہے یہ بات تو تم بھی بخوبی جانتے ہو کہ زاویار بیگ خود بھی برانڈڈ نشے کا عادی ہے.... اور میرے گھر جو دیسی وہسکی تمہیں اپنی جانب متوجہ کر چکی ہے، مجھ معصوم نے تو اسے چکھا تک نہیں۔۔۔!" سرخ آنکھیں پیٹر کی آنکھوں میں ڈالتے ہوئے وہ معنی خیزی سے کہہ رہا تھا۔ پیٹر کے لب اس کی بات سن کر مسکرائے تھے۔۔

"یعنی مجھ سے پہلے تم خود اسے ٹرائی کرنا چاہتے ہو۔۔۔؟" پیٹر نے صاف بات کی۔۔ زاویار کے ہونٹوں پر ایک کمینی سی مسکراہٹ رینگ گئی۔۔۔

"اب سمجھے ہوناں بات۔۔۔ بالکل ایسا ہی ہے۔۔۔ اب تم خود سوچو۔۔۔ وہ میرے گھر میں، میرے سامنے میرے بالکل قریب ہے مگر اب تک میں اسے چھو نہیں پایا تو تمہارے لئے ارینج کرنا کس قدر مشکل ہو گا۔۔۔؟ ایک بار اسے میرے ہاتھ لگ جانے دو ذرا۔۔۔ پھر تمہارا راستہ بھی صاف ہو جائے گا۔۔۔" خباثت سے ہنستے ہوئے وہ پیٹر کو رام کر رہا تھا۔۔ پیٹر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔۔ انتظار کٹھن ضرور تھا مگر انتظار کا نتیجہ اگر مشال تھی تو پیٹر کو وہ انتظار قبول تھا۔۔ جبکہ پیٹر کی دلی حالت سے بے خبر زاویار بیگ سنجیدگی سے کچھ سوچ رہا تھا۔ اس کا شیطانی دماغ بہت تیزی سے منصوبے بنا رہا تھا۔۔

******************

کتنا کٹھن تھا اس شخص کو جاتے دیکھنا۔ ہمیشہ کی طرح آج پھر وہ دروازے کی اوٹ میں چھپی وہ بھیگی آنکھوں سے

شازمہ بیگم سے پیار لیتے ضیغم اجلال کو دیکھ رہی تھی۔وہ جارہا تھا۔۔۔ پچھلے چار سالوں سے وہ یونہی مہینوں بعد آتا تھااور دو سے تین دن کے اندر اندر واپس چلا جایا کرتا تھا۔۔اب تک تو نشال علوی کو عادت ہو جانی چاہیے تھی مگر دل تھا ناں۔۔۔دل بڑا معصوم تھا،ہر بار کرلاتا تھا۔۔

اسے ضیغم کی پولیس جاب سے شدید نفرت تھی،اسی جاب کی وجہ سے تو وہ اس کی نگاہوں سے دور رہتا تھا تو بھلا کیونکر وہ اس کی جاب کے حق میں ہو سکتی تھی۔اب وہ بی اماں سے اپنے سر پر ہاتھ پھروا کر باہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔نشال کی آنکھوں سے نکلتے ہوئے آنسو سرخ و سپید عارضوں پر بکھر رہے تھے۔نشال کے پاس کھڑی ملیحہ نے ایک نظر نشال کے ملول چہرے کی جانب دیکھا پھر سرعت سے بھاگتی ہوئی ضیغم کے پیچھے لپکی۔۔۔نشال نے گیلی آنکھیں سکیڑ کر ضیغم کے پیچھے لپکتی ملیحہ کو دیکھا۔۔"کیا وہ اسے روکنے جارہی تھی۔۔۔؟"نشال کے ذہن میں بے وقوفانہ سوچ آئی۔۔

"بھائی!بھائی بات سنیں پلیز۔۔۔!"ملیحہ کی پکار پر گلاس ڈور کھولتے ضیغم کے ہاتھ رکے تھے۔۔وہ ملیحہ کی طرف پلٹا۔۔

"ملیحہ تمہیں کب عقل آئے گی۔۔۔؟جاتے ہوئے کو پیچھے سے آواز نہیں دیا کرتے۔۔۔!"شازمہ بیگم نے ملیحہ کو ڈپٹا۔۔

"امی بس صرف ایک منٹ ناں۔۔۔۔!"ملیحہ نے لجاجت سے کہا۔۔ضیغم اس کے انداز پر نرمی سے مسکرا دیا۔۔

شازمہ بیگم سر جھٹکتی ہوئی کچن کی جانب بڑھ گئیں۔۔۔

"سنائیں جی۔۔۔؟" ضیغم نے خلافِ معمول غیر سنجیدگی سے کہا۔۔ ملیحہ کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"بھائی آپ نے کل کہا تھا ناں کہ آپ پندرہ دن بعد دوبارہ آئیں گے۔۔۔؟" ملیحہ کے سوال سے اسے نشال کا سوال یاد آگیا۔۔وہ بھی تو صبح یہ ہی سوال کر رہی تھی۔ ضیغم کے چہرے پر سنجیدگی در آئی۔

"بھائی میں اور ضرغام آپ کا ویٹ کریں گے۔۔۔ آپ ضرور آیئے گا، اگر آپ نہ آئے ناں، تو میں تو پکا اس بار آپ سے ناراض ہو جاؤں گی۔۔۔!" ملیحہ نے محبت سے کہتے ہوئے ضیغم پر مان جتایا۔۔ ضیغم کے ارد گرد سناٹا چھا گیا۔۔ "نشال نے کیوں نہیں کہا تھا کہ وہ اس کا انتظار کرے گی۔۔۔؟" ضیغم کے ذہن میں سوال ابھر آیا۔۔

"بھائی بولیں ناں۔۔۔ آئیں گے ناں آپ۔۔۔؟" ملیحہ اس کا ہاتھ تھام کر بولی۔۔ وہ چونک اٹھا۔۔

"ہوں۔۔۔ہاں کوشش کروں گا۔۔۔!" اس کا گال تھپکتے ہوئے وہ نرمی سے بولا۔۔

"صرف کوشش۔۔۔۔؟؟" ملیحہ نے خفگی سے کہا۔۔ ضیغم عجیب سی الجھن کا شکار ہو رہا تھا۔

"پوری کوشش کروں گا۔۔۔ بس تم دعا کرنا کہ جو کیس ہینڈل کر رہا ہوں، وہ حل ہو جائے بس۔۔۔!" ضیغم ہولے سے مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔

"ہائے اللہ۔۔۔!!! میری تو ساری دعائیں آپ کے لئے ہی ہیں بھائی۔۔۔ انشاءاللہ کامیابی آپ کو ہی ملے گی۔۔۔!" ملیحہ نے پورے یقین سے کہا۔۔

ضیغم نے اس کی محبت پر آگے بڑھ کر ہولے سے اسے گلے لگایا۔۔۔

"پھر تو میں ضرور آؤں گا۔۔۔" اس کا سر تھپکتے ہوئے وہ نرمی سے بولا۔۔ تبھی اس کی نگاہ دروازے کی اوٹ سے

جھانکتی نشال پر پڑی۔۔ایک پل کو ضیغم کی نگاہ ساکت ہوئی تھی۔۔وہ پانی بھری آنکھوں سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ ضیغم سے نگاہ ملنے پر فورا پیچھے ہوئی تھی۔۔ ضیغم نے دھیرے سے ملیحہ کو خود سے الگ کیا اور پھر گلاس ڈور کھولتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

نشال کا دل یوں اپنی چوری پکڑے جانے پر تیزی سے دھڑکنے لگا۔۔۔وہ دل پر ہاتھ رکھے اپنی سانسیں ہموار کر رہی تھی جب ملیحہ نے آکر اس کا کندھا ہلایا۔۔۔

"بس بس مراقبے سے نکل آؤ باہر۔۔۔بھائی سے ڈن ہو گئی ہے میری بات۔۔۔پندرہ دن بعد آجائیں گے وہ۔۔۔!"ملیحہ پرجوش سی بتا رہی تھی۔۔

نشال کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی۔۔ مگر آنکھیں ہنوز ویران ویران سی تھیں۔۔۔

"ایک تو تمہاری اداسی کے اس طویل پیریڈ سے میں بڑی پریشان ہوں۔۔۔جب بھی شروع ہوتا ہے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا۔۔۔!"ملیحہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔۔۔

نشال نے اس کی بات پر ہنستے ہوئے سر جھٹکا۔۔۔

"یہ اداسی تو جاتے جاتے ہی جائے گی، ابھی تو فی الحال میں تمہارے بھائی کے روم میں جارہی ہوں۔۔۔!"نشال نے آنکھ دباتے ہوئے کہا۔۔

ملیحہ نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔۔

"اوہ ایک تو مجھے تمہاری ان بے وقوفانہ حرکتوں کی بالکل سمجھ نہیں آتی سچی۔۔۔ہر بار بھائی کے جانے کے

بعد ان کے روم میں گھس کر کون سی مہک محسوس کرتی ہو تم محترمہ۔۔۔؟ مجھے تو بس سگریٹ کی ہی سمیل آتی ہے۔۔۔!"ملیحہ نے ناک چڑھاتے ہوئے غیر سنجیدگی سے کہا۔۔

"محسوس کرنے والا دل ہونا چاہیے ملیحہ بی بی۔۔۔ سگریٹ کی اس سمیل میں ان کی سانسوں کی مہک بھی شامل ہوتی ہے۔۔۔ تم نہیں سمجھو گی۔۔۔!"نشال نے ہولے سے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

ملیحہ نے آئی برو چڑھا کر کندھے اچکائے۔۔ جیسے کہہ رہی ہو۔۔۔"جائیں جی۔۔۔!"

نشال چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ضیغم کے بیڈ روم تک آئی۔۔۔ آہستگی سے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولتی وہ اندر داخل ہوگئی تھی۔۔۔ کمرے کا حال ہمیشہ سے مختلف نہیں تھا۔۔ وہ ہمیشہ صاف ستھرا کمرہ چھوڑ کر جایا کرتا تھا، یوں جیسے جان بوجھ کر اپنی وہاں قیام پزیری کے تمام اثرات مٹا دیا کرتا تھا، جیسے اسے معلوم تھا کہ مشال اس کی غیر موجودگی میں وہاں اسے محسوس کرنے آتی ہے۔۔۔ دھیمی چال چلتی وہ کمرے کے وسط میں آرکی۔۔ بیڈ کی بے شکن چادریوں تھی جیسے وہ رات بھر سویا ہی نہ ہو۔۔۔ ہر چیز ترتیب سے اپنی جگہ پر موجود تھی۔۔۔ آہستگی سے چلتی ہوئی وہ الماری کے پاس آرکی۔۔ الماری کا پٹ کھول کر اس نے ضیغم کی ہینگ ہوئی شرٹس کو چھولیا۔۔ ان شرٹس سے ضیغم کے مخصوص پرفیوم کی خوشبو آرہی تھی۔۔ کچھ دیر وہ یونہی کھڑی رہی، پھر پلٹی تھی اور چلتی ہوئی ڈریسنگ مرر کے سامنے آکھڑی ہوئی۔۔ شفاف آئینے میں نشال کا عکس مسکرا رہا تھا۔۔۔"کیا کبھی ہم دونوں (ضیغم اور اسکا) کا عکس ایک ساتھ

اس آئینے میں مسکرائے گا۔۔۔؟"وہ اپنے عکس کو دیکھتی ہوئی دھیمی آواز میں پوچھ رہی تھی۔۔۔ آئینے

سمیت کمرے کی ہر شے نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔نشال کی آنکھیں چمکنے لگیں۔۔۔معاًاس کی نگاہ سرخ گلابوں کی تلاش میں سائیڈ ٹیبل کی طرف اٹھی تھی۔۔۔پھول وہاں نہیں تھے۔۔۔نشال کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔

"تو یعنی ضیغم نے وہ بکے دیکھ لیا ہو گا۔۔۔"نشال نے سوچا تھا۔۔"کیا وہ گلاب ضیغم اپنے ساتھ لے گیا تھا۔۔؟" بڑا ہی خوش فہم سا سوال جو دل نے معصومیت سے پوچھا تھا۔۔۔نشال کی گردن غیر ارادی طور پر نفی میں ہلی تھی

۔۔۔

"نہیں وہ ایسی عنایات کرنے کا عادی تو نہیں تھا۔۔۔"نشال نے اطراف میں نگاہ دوڑائی۔۔دروازے کے پاس رکھی ڈسٹ بن سے کچھ نظر آیا تھا۔۔۔نشال کے قدم میکانکی انداز میں اس طرف بڑھے۔۔۔شاید وہ جانتی تھی کہ وہ کیا ہو سکتا تھا۔۔۔ قریب جاتے ہوئے نشال نے جھک کر وہ گلدستہ ڈسٹ بن سے باہر نکال لیا۔۔۔پھول مرجھائے ہوئے لگ رہے تھے۔۔۔ سگریٹ کے ادھ جلے ٹکڑے،ایک سگریٹ کی ڈبی اور خالی لائٹر۔۔۔ڈسٹ بن میں پڑا اس کا منہ چڑھا رہا تھا۔۔۔نشال کے لبوں پر ایک درد بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔

"تو یہ اوقات تھی ان گلابوں کی۔۔۔۔!"اس نے دھیرے سے دل سے سرگوشی کی۔۔۔نشال کا دل اپنے جذبات کی بے حرمتی پر کرلایا۔۔۔نشال نے بے دردی سے ٹہنیوں پر لگے پھول نوچ ڈالے۔۔ آنکھوں سے سیل رواں جاری ہو گیا۔۔۔پتی پتی وہیں بکھیرے ہوئے وہ خود کو تکلیف سے دوچار کر رہی تھی۔۔۔

"کیوں۔۔۔۔کیوں۔۔۔۔کیوں تھی اسے اس بے حس انسان سے محبت۔۔۔!"اس کا بلکتا ہوا دل اس سوال پر

منہ چھپا کر سسکنے لگا۔۔۔

"تم محبت کے نہیں، نفرت کے قابل ہو ضیغم اجلال۔۔۔!" وہ روتے ہوئے دھیمی آواز میں بڑبڑائی تھی۔۔ دل درد سے پھٹ رہا تھا۔۔۔ اسے خود پر ترس آ رہا تھا۔۔ نشال نے اپنی زخمی کلائیاں اپنی آنکھوں کے سامنے کیں۔۔۔۔ کیا ملا تھا زخم کھا کر۔۔۔؟ کیا ملا تھا اس شخص کی آرزو کر کے۔۔۔۔؟ وہ خود سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

کیا ملا محبت سے۔۔۔؟؟

خواب کی مسافت سے

وصل کی تمازت سے

روز و شب کی ریاضت سے

کیا ملا محبت سے؟؟

ایک ہجر کا صحرا

ایک شام یادوں کی

ایک تھکا ہوا آنسو۔۔۔!

زمین پر بکھری پتیوں کو بھیگی آنکھوں سے دیکھتی وہ تکلیف زدہ سی اپنی یکطرفہ محبت کا انجام دیکھ رہی تھی۔۔۔

"تمہارے یہ ٹسوے بہانا فضول ہے لڑکی۔۔۔۔ جو تم چاہتی ہو وہ میرے جیتے جی کبھی نہیں ہو گا۔۔۔!" شازمہ بیگم کی سرد آواز پر اس نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا۔ وہ دروازے میں کھڑی، اسے روتا دیکھ چکی تھیں۔۔۔ نشال نے فوراً

اپنے آنسو صاف کئے۔۔۔

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں ممانی۔۔۔!"اس نے مضبوط لہجے میں جواب دیا۔۔

"ہو نہ ہو غلط۔۔۔ تمہارے سارے لچھن میری آنکھوں کے سامنے ہی ہیں۔۔۔ میں تمہیں واضح لفظوں میں سمجھا رہی ہوں کہ میرے بیٹے سے دور رہو، ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔! آغا جی اور اکرام صاحب کی پشت پناہی حاصل کرکے اگر تم یہ سمجھ رہی ہو کہ اس گھر کی بہو بن جاؤ گی تو یہ تمہاری سب سے بڑی بھول ہے۔۔۔!"کٹھور پن سے بولتی وہ اس کی آنکھیں نم کر گئی تھیں۔۔۔

"مجھے ایسی کوئی بھول نہیں ہے ممانی، میں بہت اچھے سے جانتی ہوں کہ آپ اور ضیغم مجھ سے شدید نفرت کرتے ہیں۔۔۔!"نشال بھرائی ہوئی آواز میں بولی تھی۔۔۔

"جب سب جانتی ہو تو پھر کیوں ڈورے ڈالتی ہو میرے بیٹے پر، خود تو تمہاری ماں عیش کی زندگی گزار رہی ہے تمہیں یہاں ہمارے سروں پر چھوڑ کر ہماری زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔۔۔!" نفرت سے کہتیں وہ اس پر اپنی بھڑاس نکال رہی تھیں۔۔۔ نشال کو لگا وہ اس کے جسم پر کوڑے برسا رہی ہیں۔۔۔

"اگر آپ کو مجھ سے اتنا ہی مسئلہ ہے تو آپ جا کر آغا جان سے بات کریں کہ وہ مجھے گھر سے نکال دیں، یا پھر مجھے میری ماما کے پاس بھیج دیں۔۔۔ مجھے یہ سب کہنے کا کچھ فائدہ نہیں ہو گا آپ کو۔۔۔ کیونکہ آپ کے یہ الفاظ صرف میری روح چھلنی کر سکتے ہیں۔۔۔ مجھے اس گھر سے جانے پر مجبور نہیں کر سکتے۔۔۔!"اپنے آنسو حلق میں اتارتے ہوئے وہ بے تاثر لہجے میں بولی۔۔۔

شازمہ بیگم کو اس کے الفاظ آگ لگا گئے۔۔۔

"بدزات۔۔۔بدزبان لڑکی۔۔۔ تمہیں تو میں ایک نہ ایک دن اس گھر سے نکلوا کر ہی دم لوں گی۔۔۔۔ میرے گھر میں رہو گی تو اپنے اثرات میری معصوم بیٹی پر بھی ڈالو گی۔۔۔ جیسی ماں، ویسی بیٹی۔۔۔ بدکردار۔۔۔!" وہ اپنی زبان سے زہر اگل رہی تھیں۔۔۔ نشال کی آنکھوں سے سیلاب امڈنے کو بے تاب تھا۔۔۔

"نکلو میرے بیٹے کے کمرے سے۔۔۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔ اور اگر تم سے تمہاری جوانی نہیں سنبھل رہی ناں تو بھاگ جاؤ اپنی ماں کی طرح یہاں سے۔۔۔ مگر میرے گھر رہ کر میرے ہی بیٹے کے ساتھ منہ کالا کرنے کا سوچنا بھی مت۔۔۔۔!" ان کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اسے ہاتھ سے پکڑ کر دھکے مار کر گھر سے نکال باہر کرتیں۔۔۔

"آپ کو جو کہنا ہے مجھے کہیں۔۔۔ میری ماما کو کچھ مت کہیں پلیز۔۔۔۔!" نشال نے بھیگی آواز میں کہا۔۔۔ پلکوں کی باڑ توڑتے ہوئے آنسو بہت تیزی سے رخساروں پر پھسل رہے تھے۔۔۔

"ہونہہ تمہای ماما۔۔۔ جانے کتنی فحش عورتیں مری ہوں گی جس دن وہ پیدا ہوئی تھی۔۔۔ ہمارے گھر کی خوشیوں کو کھا گئی ڈائن۔۔۔ اور اب تمہیں ہمارے سینے پر مونگ دلنے کو چھوڑ رکھا ہے۔۔۔۔!" وہ تو جیسے موقع کی تلاش میں ہی تھیں کہ نشال انہیں تنہا ملے اور وہ اس پر سنگ باری کریں۔۔۔ نشال کا دل خون کے آنسو رونے لگا۔۔۔

"اب کھڑی کھڑی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو، نکلو یہاں سے۔۔۔۔!" غصے سے کہتے ہوئے انہوں نے باقاعدہ ہاتھ سے پکڑ کر باہر کو دھکا دیا۔۔۔ وہ لڑکھڑا کر دہلیز سے دو قدم دور کھڑے ضیغم اجلال کے سینے سے لگی تھی۔۔۔۔ وہ جو اپنا والٹ لینے واپس آیا تھا، ماں کے الفاظ سن کر اپنی جگہ بت بن گیا تھا۔۔۔ نشال نے نگاہ اٹھا کر دھندلی آنکھوں

سے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔وہ سرخ آنکھوں سے لب بھینچے شازمہ بیگم کی طرف دیکھ رہا تھا جو اسے وہاں دیکھ کر ایک پل کو بوکھلا گئی تھیں۔۔۔

"ضیغم تم۔۔۔۔تم گئے نہیں بیٹا۔۔۔؟"ان کے لہجے میں فوراً چاشنی بھر آئی تھی۔۔۔

ضیغم نے ان پر سے نگاہ ہٹا کر روتی ہوئی نشال کو دیکھا،جانے کتنے شکوے،گلے،نارسائیوں کے عذاب تھے جو اس کی غلافی آنکھیں چیخ چیخ کر ضیغم اجلال کو سنانے کے لئے بے تاب تھیں۔۔۔

گہرا سانس خارج کرتے ہوئے ضیغم نے اپنی نگاہ کا زاویہ بدل لیا۔۔۔نشال وہاں سے بھاگتی چلی گئی۔۔۔

"اپنا والٹ بھول گیا تھا میں،وہی لینے آیا ہوں۔۔۔!"ضیغم نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

شازمہ بیگم اثبات میں سر ہلاتی ضیغم کی سرخ پڑتی آنکھوں سے نگاہ چراتی وہاں سے نکلتی چلی گئیں۔۔۔

ضیغم کو لگا کمرے کی دیواروں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں

پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ بند کرتے ہوئے وہ بیڈ کی طرف بڑھا تھا۔۔تکیے سے اپنا والٹ لیتے ہوئے اس کی نگاہ ڈسٹ بن کے پاس بکھری گلاب کی پتیوں پر پڑی تھی۔۔۔اسے یاد آیا،صبح اس نے وہ گلدستہ غصے میں آ کر ڈسٹ بن میں پھینک دیا تھا۔۔ضیغم کو اپنی آنکھیں جلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

ماں کے جملے کانوں میں گونج رہے تھے جو انہوں نے بڑے تنفر سے نشال سے کہے تھے۔۔جانے کیوں اسے غصہ آیا تھا۔۔۔اندر کہیں آگ سی پھیل رہی تھی،مگر کیوں۔۔۔؟اچانک اس کے ذہن میں سوال آیا تھا۔۔۔وہ کیوں اتنا برا محسوس کر رہا تھا۔۔۔؟صحیح تو کہا تھا اس کی ماں نے۔۔۔۔بدکردار ہی تو تھی نشال کی ماں۔۔۔وہ بھی تو اس

عورت کو بد کردار ہی کہتا تھاناں جو بد قسمتی سے اس کی پھپھو تھی۔۔ آج اگر اس کی سوچوں کو شازمہ بیگم نے لفظوں کا پیراہن دے دیا تھا تو برا کیوں لگ رہا تھا ضیغم اجلال کو۔۔۔؟ وہ الجھن آمیز نظروں سے مسلسل زمین پر بکھری پتیوں کو گھور رہا تھا۔۔ نہیں اسے اپنی ماں کے الفاظ برے نہیں لگ رہے تھے، وہ الفاظ اسے کیونکر برے لگ سکتے تھے، وہ تمام الفاظ اس کی سوچوں سے مختلف تھوڑی ہی تھے۔۔۔۔؟ تو پھر کیا۔۔۔؟ کیا ناگوار گزرا تھا۔۔۔ کیا چیز تھی جو اسے بے چین کر رہی تھی۔۔۔ وہ الجھتا ہوا کمرے میں ٹہلنے لگا۔۔ کیوں وجود میں گردش کرتا خون ابل رہا تھا، کیوں وہ اپنی آنکھوں میں چبھن محسوس کر رہا تھا۔۔۔؟ آخر کیوں۔۔۔؟ دفعتاً اس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا۔۔ دو روئی روئی غلافی آنکھیں تصور میں نظر آئی تھیں۔۔ ان غلافی آنکھوں کا گلال بڑا کرب آمیز تھا۔۔ ضیغم کی الجھن سلجھ گئی تھی۔۔ وہ جان چکا تھا کہ اس کی بے چینی کی وجہ کیا ہے۔۔ اور وجہ جان لینے کے بعد وہ مزید بے سکون ہو گیا تھا۔۔۔

سالوں سے خاموش دل پہلی بار شور مچانے لگا تھا۔۔ ضیغم نے سختی سے دل کو ڈپٹا تھا۔۔ لب بھینچتے ہوئے وہ دروازے کی جانب بڑھا تھا۔۔ دہلیز کے قریب بکھری پتیاں اس کے بھاری بوٹوں تلے آئی تھیں۔۔۔ ہینڈل پر جما اس کا ہاتھ ساکت ہوا تھا۔۔۔ زمین پر دیکھتے ہوئے وہ پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔۔۔ بے شمار پتیاں اور کچھ ٹوٹے ادھورے گلاب کے پھول اپنی بے حرمتی پر ماتم کناں تھے۔۔۔ ہاتھ بڑھا کر چند پتیاں اس نے اپنی مٹھی میں لے لی تھیں۔۔۔ مٹھی میں مقید پتیوں کو مسلتے ہوئے وہ جانے کیا محسوس کرنا چاہ رہا تھا۔۔ اگلے ہی پل ہاتھ جھاڑتے ہوئے اس نے ان پتیوں کے درمیان زمین پر پڑا ایک گلاب کا پھول اٹھایا تھا اور اپنے والٹ میں رکھ لیا۔۔۔ پھر کھڑا ہوا

اور اور والٹ جیب میں رکھ کر کمرے سے نکل گیا۔۔۔وہ جس خاموشی سے والٹ لینے آیا تھا اسی خاموشی سے واپس چلا گیا تھا۔۔۔بی اماں کے کمرے کی کھڑکی سے دو آنکھوں نے اس کی گاڑی کو فاروقی ہاؤس کا گیٹ کراس کرتے دیکھا تھا۔۔۔نشال کی آنکھوں سے دو بے مول موتی اس کے رخساروں پر لڑھک گئے۔۔۔

یہ میرا سفر

نہیں مختصر

میرے اجنبی، میرے آشنا

میرے بے خبر

یہاں ہر قدم پہ ہیں وحشتیں

یہاں سانس سانس میں خار ہیں

تیری سرد مہری و بے رخی کے

ہزاروں تیر۔۔۔زہر بجھے

جو جگر سے روح کے پار ہیں

میرا بس نہیں کہ پلٹ سکوں

کسی موڑ پر۔۔۔

کچھ پل! کو رک کے بھی سوچ لوں

تجھے جذبِ دل سے پکار لوں

تجھے دور جانے سے روک لوں

تجھے اپنے دل کے تمام رنگ

حسین جذبے، خلوص پل

جو امانتاً میرے پاس ہیں

سب ایک بار ہی سونپ دوں

پر کیا کروں۔۔۔؟؟

تیری ذات سے میری ذات تک

یہ میرا سفر۔۔۔

نہیں مختصر۔۔۔۔!

"یہ میرا سفر۔۔۔ نہیں مختصر۔۔۔!"نشال کے لب دھیرے سے پھڑ پھڑائے تھے۔۔۔

"نشال بیٹی تم کب تک یونہی برداشت کرتی رہو گی۔۔۔؟فاروقی صاحب (آغاجان) کو بتا کیوں نہیں دیتیں کہ شازمہ بہو تمہیں یوں بارہا بے عزت کرتی رہی ہیں۔۔۔!"بی اماں نے نرمی سے اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا۔۔

وہ ان کے بیڈ پر ان کے پاس آکر لیٹ چکی تھی۔۔وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھیں اس کے بالوں میں اپنی نرم و نحیف انگلیاں چلا رہی تھیں۔۔۔

"ان کو بتانے سے کیا ہو گا اماں بی۔۔۔؟ان کی شوگر بڑھ جائے گی، سانس پھولنے لگے گا۔۔۔تو نقصان کس کا ہو گا۔۔۔؟میرے آغا جان مزید بوڑھے ہو جائیں گے اماں بی۔۔۔وہ مزید بیمار ہو جائیں گے تو نقصان تو میرا ہی ہو گا ناں۔۔۔ممانی کو تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔!"نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے نشال نے پژمردگی سے کہا۔۔

اماں بی افسردہ ہو گئیں۔۔۔

"ضیغم بابا نے بہو کو کچھ نہیں کہا۔۔۔؟"اماں بی نے آس سے پوچھا۔۔نشال روتی ہوئی سیدھا انہی کے پاس آئی تھی۔جب بھی شازمہ بیگم یا ضیغم اسے اپنی نفرت کی مار مارتے تھے وہ اماں بی کے نرم آنچل تلے ہی پناہ لیا کرتی تھی۔۔۔آج بھی وہ انہی کے پاس آئی تھی اور ساری بات حرف با حرف انہیں بتادی۔۔اماں بی کے سوال پر نشال کے لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ در آئی۔۔۔

"وہ کیوں کچھ کہیں گے، میں ان کی ہوں ہی کون۔۔۔؟اور پھر بوا ان کو بھی تو یہی لگتا ہے کہ میری ماما گنہگار ہیں، اماں بی۔۔۔؟کیا محبت اتنا ہی بڑا گناہ ہے کہ محبت کے پیچھے بھاگنے والا شخص گنہگار ٹھہر تا ہے۔۔۔؟"وہ نم آنکھوں سے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی جن کے لبوں پر اس کا سوال سن کر ایک گہری مسکراہٹ کھیلنے لگی۔۔۔

"محبت گناہ نہیں ہے میری بچی، محبت تو بڑا خوبصورت، نرم و ملائم جذبہ ہے جو پتھر سے پتھر شخص کو بھی پگھلا کر رکھ دیتا ہے، محبت کرنا۔۔۔کسی کو چاہنا گناہ نہیں ہے، مگر اس چاہت میں غلط اقدام اٹھانا گناہ ہے۔۔۔۔محبت پاک ہو تو آبِ حیات ہوتی ہے، ناپاک ہو جائے تو گناہ کی دھوپ میں مرجھا جاتی ہے۔۔۔!"اماں بی نے ٹھہر ٹھہر کر

کہتے ہوئے اس کی حیران آنکھوں میں جھانکا۔۔۔

"محبت ناپاک کیسے ہو جاتی ہے۔۔۔؟" وہ ناسمجھی سے پوچھ بیٹھی۔۔

اماں بی کی آنکھیں اس کے سوال پر ویران ہونے لگیں۔۔۔

"جب دو نا محرم محبت کے نام پر ایک دوسرے سے رات کی تاریکیوں میں ملتے ہیں، جب ایک بیٹی اپنے باپ کی عزت کا جنازہ نکال کر رات کے سناٹوں میں گھر سے باہر قدم نکال لیتی ہے تو اس کی محبت ناپاک ہو جاتی ہے۔۔۔ پھر محبت نہیں بچتی، صرف بدنامی بچتی ہے۔۔۔ بے عزتی بچتی ہے،، پھر اس کا مقدر ذلت بنتی ہے۔۔۔ محبت تو چپکے سے اپنے پر سمیٹ کر نو دو گیارہ ہو جاتی ہے۔۔۔ ایسی بیٹی اپنے خاندان کو خون کے آنسو رلا دیتی ہے اور پھر ساری زندگی خود بھی روتی ہے تڑپتی ہے۔۔۔ پھر اس کے پاس کچھ نہیں بچتا بیٹی۔۔۔ محبت کو پانے کے لئے جب غلط طریقہ کار اپنایا جائے تو محبت گناہ بن جاتی ہے، ایسا گناہ جو خاص طور پر عورت سے زندگی بھر حساب لیتا ہے۔۔ وہ محبت پانے کے لئے نکلتی ہے مگر اپنی عزت بھی کھو بیٹھتی ہے۔۔۔!" بولتے بولتے ان کا گلا رندھ گیا تھا۔۔ وہ درپردہ اسے اس کی ماں کی کہانی سنا رہی تھیں۔۔ ایسی کہانی جو وہ بچپن سے سنتی آ رہی تھی، وہ کہانی جو سناتے سناتے اماں بی ہمیشہ رو پڑتی تھیں۔۔۔ نشال کی آنکھیں بھی اماں بی کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ بھیگ رہی تھیں۔۔۔

"تو کیا محبت کے نام پر گھر سے بھاگ جانے والی لڑکی بدکردار ہوتی ہے اماں بی۔۔۔؟" وہ بھرائی ہوئی آواز میں پوچھ رہی تھی۔۔۔ اپنی ماں کے لئے لفظ "بدکردار" سننا اس کے لئے ہمیشہ سے ہی اذیت ناک رہا تھا۔۔ وہ چاہ کر بھی کبھی اپنی ماں سے نفرت نہیں کر پائی تھی۔۔۔۔

"گھر سے بھاگنے والی لڑکی بد کردار نہیں، بے وقوف ہوتی ہے بیٹی۔۔۔ حیا، کردار، شرم۔۔۔ یہ چیزیں تو اس میں کوٹ کوٹ کر بھری تھیں، وہ بد کردار نہیں تھی، بہت معصوم تھی وہ۔۔۔ اور اسی معصومیت کا فائدہ اٹھایا تمہارے باپ نے۔۔۔۔!" وہ کھوئی کھوئی سی بول رہی تھیں۔۔۔

"جب آپ کو پتہ ہے کہ میری ماما بے قصور ہیں، وہ بد کردار نہیں ہیں تو آپ شازمہ ممانی کو کیوں نہیں بتاتیں اماں بی۔۔۔ انہیں کہیں ناں جا کر کہ میری ماما معصوم تھیں، بے وقوف تھیں، آپ سمجھائیں نا جا کر ضیغم کو۔۔۔ بتائیں انہیں بھی کہ میری ماما بد کردار نہیں ہیں۔۔۔ اماں بی مجھ سے ضیغم کی نفرت برداشت نہیں ہوتی۔۔۔ میرا دل پھٹتا ہے جب وہ میری ماما کے نام پر اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔۔۔ مجھے بہت درد ہوتا ہے اماں بی۔۔۔!" کہتے ہوئے وہ ان کی گود میں منہ چھپائے سسک رہی تھی۔۔ دل کا درد بڑھ رہا تھا۔۔ اماں بی نے اپنی بھیگی آنکھیں صاف کرتے ہوئے اس کا سر تھپکا۔۔

"میں مر جاؤں گی اماں بی۔۔۔ یہ درد ناقابلِ برداشت ہے۔۔۔ میری روح پر آبلے پڑ چکے ہیں۔۔۔ زخم، ناسور بنتے جا رہے ہیں، مجھے بتائیں میں کیا کروں۔۔۔؟ کہاں جاؤں۔۔۔؟ میرے لئے تو کہیں جائے پناہ نہیں ہے اماں بی۔۔۔ میں سانسوں کا بوجھ اٹھاتے تھکنے لگی ہوں۔۔۔ میں مر کیوں نہیں جاتی اماں بی۔۔۔؟ میں مر کیوں نہیں جاتی۔۔۔؟" تڑپ کر بولتی وہ ان کا دل چیر رہی تھی۔۔ اس کی سسکیاں ان کو اذیت سے دوچار کر رہی تھیں۔۔۔

"بس میری بچی بس کرو۔۔۔ اللہ بڑا رحیم و کریم ہے۔۔۔ وہ تمہارے سب درد چن لے گا۔۔۔ ساری آزمائشیں ختم کر دے گا۔۔۔ مت روؤ۔۔۔ اللہ پر یقین رکھو، اس کے گھر دیر ضرور ہے پر اندھیر نہیں۔۔۔!" اسے اپنے

سینے سے لگاتے ہوئے وہ خود بھی روتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔۔۔نشال کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔ آج پھر شازمہ بیگم نے اس کی روح پر لگے گھاؤ ادھیڑ ڈالے تھے۔۔۔

******************

کافی کا بھاپ اُڑاتا کپ ہاتھ میں لیے وہ ہاتھ سے پردہ ہٹا کر، باہر لان کا منظر دیکھ رہی تھی۔لان کیا تھا، وال باؤنڈری کے ساتھ تھوڑا سا گراسی ایریا تھا، جہاں پڑی چیئرز پر اکثر شام میں بیٹھ کر وہ اور فریحہ بیگم چائے پیا کرتے تھے۔دیوار سے لپٹے سر سبز پتے، لچکیلی بیلوں کی صورت میں حسین لگ رہے تھے۔ مشال نے کافی کا سپ لیتے ہوئے اُفق کی جانب دیکھا، سورج اپنی چھب دکھلا کر چھپ چکا تھا۔صبح کے گیارہ بجے ہی شام کے پانچ بجے کا منظر تھا۔فریحہ بیگم نے اُسے پاکستان جانے کی اجازت دے دی تھی، وہ اس بات کو لے کر بہت خوش تھی۔چاہنے کے باوجود بھی وہ سامعہ کو یہ خوشخبری نہیں دے پائی تھی۔ مشال کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وقت کو پنکھ لگا دیتی اور خود اُڑ کر اس گھر سے، زاویار بیگ سے دور ہو جاتی۔ وہ دل میں مصمم ارادہ کر چکی تھی کہ وہ پاکستان جائے گی تو اپنے نانا اور ماموں سے ضرور مل کر آئے گی، حالانکہ فریحہ بیگم نے اُس سے ایسا نہ کرنے کا وعدہ لے چکی تھیں۔۔۔وہ وعدہ توڑنے کے بابت سوچتے ہوئے ہولے سے تھوڑا سا مسکرائی تھی۔ تبھی اس کے موبائل پر رنگ ہوئی تھی۔موبائل کی چیخ و پکار سُن کر مشال پلٹی تھی اور بیڈ پر پڑا موبائل اُٹھا کر نظروں کے سامنے کیا، سامعہ کی کال تھی۔مشال نے کال ریسیو کر کے فون کان سے لگا لیا اور چلتی ہوئی واپس ونڈو کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"آج پھر نہیں آئی ناں تم۔۔؟ لڑکی پکا اس بار تم فیل ہونے والی ہو۔۔!" اس کی کال ریسیو کرتے ہی سامعہ دوسری جانب سے بول پڑی۔ اس کی بات سُن کر مشال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"تم میرے فیل ہونے کی فکر مت کرو کیونکہ مجھے پاس ہونے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔۔" کہتے ہوئے مشال ہولے سے ہنسی تھی۔

"کیوں۔۔؟ تم بھی میری طرح شادی کروا رہی ہو کیا۔۔؟" سامعہ نے اسے چھیڑا۔ مشال خلاف معمول کھلکھلا کر ہنسی۔ اس کی شفاف ہنسی کی آواز سُن کر اس کے کمرے سے باہر گزرتا زاویار اپنی جگہ رک گیا۔

اس نے گردن گھما کر اطراف میں فریحہ بیگم کی غیر موجودگی کا یقین کیا پھر دبے پاؤں اس کے کمرے میں چلا آیا ۔ جبکہ اس کی موجودگی سے بے خبر مشال اب سامعہ سے کہہ رہی تھی۔

"نہیں میں شادی نہیں کروا رہی، البتہ تمہاری شادی میں پاکستان ضرور آ رہی ہوں۔۔ اگیزیمز کے فورا بعد، تمہارے ساتھ۔۔۔" بولتے ہوئے اس کی آواز میں کھنک تھی۔ زاویار کی لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ بکھر گئی ۔

"کیا واقعی۔۔؟ تمہاری مدر مان گئیں۔۔؟" مشال کی بات سُن کر سامعہ پرجوش سی پوچھ رہی تھی۔

"ظاہر سی بات ہے انہوں نے مجھے اجازت دے دی ہے، ورنہ ان کی رضامندی کے بغیر میں کیسے جا سکتی ہوں۔۔" مشال نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہو۔۔۔ میں بھی کہوں محترمہ آج اتنی چہک کیوں رہی ہیں، وہ تو اب پتہ چلا کہ دلی مراد بر آئی ہے میڈم

کی۔۔"سامعہ کھلکھلاتے ہوئے بولی۔مشال کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔

"تمہیں کال پر ہی پتہ چل گیا کہ میں چہک رہی ہوں۔۔؟کافی دور شناس ہو تم!"مشال نے مزاقاً کہا۔اس کی الماری سے ٹیک لگائے زاویار بیگ بڑے سکون سے اس کی سامعہ سے گفتگو سُن رہا تھا۔

"دور شناس نہیں قریب شناس میڈم۔۔۔گزرے سالوں میں تمہیں اتنا تو جان ہی چکی ہوں کہ تمہارے تو مسکرانے پر بھی ٹیکس لگتا ہے اور آج تو باقاعدہ دانت نکل رہے ہیں،ہائے کاش تمہیں ہنستے ہوئے میں دیکھ پاتی۔۔!"سامعہ نے آہ بھری،مشال ایک بار پھر ہنس دی۔

"ہاں میں سچی بہت خوش ہوں شاید آج تک اتنی دلی خوشی کبھی محسوس نہیں کی میں نے،اور رہی بات مجھے ہنستا دیکھنے کی تو بے فکر رہو،جب تمہارے ساتھ پاکستان جاؤں گی ناں تو فلائیٹ میں قہقے لگاتی ہوئی جاؤں گی پھر جی بھر کر دیکھ لینا۔۔"وہ خوش دلی سے کہہ رہی تھی۔زاویار کی برداشت کی حد ختم ہوئی، لبوں کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔وہ سرعت سے اس کی جانب بڑھا تھا۔آہٹ پاکر مشال فوراً پلٹی تھی،اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی زاویار نے اس کے ہاتھ سے موبائل جھپٹ کر کال ڈسکنکٹ کی اور موبائل بیڈ کی طرف اُچھال دیا۔مشال کی آنکھوں میں پل میں خوف اُترا تھا۔اس نے ہراساں ہو کر زاویار بیگ کی طرف دیکھا پھر تیزی سے کمرے کے کھلے دروازے کی طرف بڑھی،زاویار نے اس کی کلائی پکڑ کر ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچا۔مشال کے ہاتھ میں موجود کافی کا کپ زمین بوس ہوا تھا اور چھناکے کی آواز پیدا کر گیا۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔ماما۔۔۔ماما۔۔"کانپتی ہوئی مشال نے فریحہ بیگم کو پکارا تھا۔

زاویار نے سرعت سے اُسے دیوار سے لگا کر اس کے ہونٹوں پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ دیا۔

"شش۔۔شور نہیں۔۔ تمہاری ماں گھر پر نہیں ہے، اس لیے اپنی انرجی ویسٹ مت کرو۔۔!"اس کی ہرنی جیسی خوفزدہ آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈالتے ہوئے وہ درشتگی سے بولا۔

مشال پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔

"ہاں تو کیا کہہ رہی تھیں تم۔۔۔؟بہت خوش ہو آج۔۔پاکستان جاؤ گی۔۔۔؟ مجھ سے بھاگنا چاہتی ہو۔۔"

وہ خباثت سے ہنستے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا۔مشال کی آنکھوں میں نمی اُترنے لگی۔

"مجھ سے بچنا اتنا آسان نہیں ہے ڈارلنگ۔۔وہ وقت دور نہیں جب میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہارے ہونٹوں سے ہنسی چھین لوں گا، زندگی بھر کے لیے آنسوؤں کو تمہارا مقدر بنا دوں گا۔۔"اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ نفرت سے کہہ رہا تھا۔

اس کی لہجے کی سختی اور آنکھوں کی شیطانیت نے مشال کے رونگٹے کھڑے کر دیئے تھے۔وہ بے یقینی سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں چمکتا خوف دیکھ کر وہ کمینگی سے مسکرایا تھا۔

"ہاں ڈارلنگ ہاں۔۔۔بہت جلد۔۔بہت جلد۔۔"اس نے دھیمی آواز میں صور پھونکا تھا۔

مشال نے نفی میں سر ہلایا۔اس کی منہ سے سختی سے جما ہاتھ ہٹا کر زاویار نے ایک اطمینان بھری نگاہ اس کے روتے ہوئے چہرے پر ڈالی تھی پھر گنگناتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔مشال وہیں بیٹھتی چلی گئی۔دل خوف کے مارے بُری طرح دھڑک رہا تھا۔آنسو تیزی سے اس کے گال بھگو رہے تھے۔اُسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کہاں، کب اور

کیسے زاویار بیگ کی نگاہ بدل گئی تھی۔ کہاں اس سے خطا ہوئی تھی جو یوں وہ اس کے پیچھے پڑ گیا تھا مشال کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ اب کیسے بچائے گی وہ خود کو اس شیطان سے۔۔ سوچ سوچ کر اس کا دماغ درد کر رہا تھا۔ زاویار کے لفظوں میں کوئی ابہام نہیں تھا۔ کچھ الٹ پھیر نہیں تھا۔

"بہت جلد۔۔" کا مطلب کیا تھا۔ سوچ کر ہی مشال کی روح کانپ اُٹھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ کہیں دور، بہت دور، زمین کی ساتویں تہہ میں جا کر کہیں چھپ جائے۔۔۔ آنسو صاف کر کے وہ کھڑی ہوئی تھی اور سرعت سے آگے بڑھ کر اپنے کمرے کا دروازہ بند کر لیا۔ اگر زاویار بیگ نے اسے دھمکی دی تھی تو وہ اسے پوری کرنے کی ہمت بھی رکھتا تھا۔ مشال کے لیے اس کے شکنجے سے بچنا بہت مشکل تھا۔ بیڈ پر سمٹ کر بیٹھتے ہوئے جو سوچ تیزی سے اس کی ذہین میں آئی تھی وہ یہی تھی کہ وہ فریحہ بیگم کو سب کچھ بتا دے۔ کم از کم پاکستان جانے تک تو شاید وہ محفوظ رہ جاتی۔ ہاں وہ فریحہ بیگم کو سب بتا دے گی۔ مشال نے دل ہی دل میں مصمم ارادہ کر لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

اپنے فل فرنشڈ فلیٹ کے بیڈ روم میں صوفے پر لیٹنے کے سے انداز میں بیٹھا وہ سگریٹ کے کش لگا رہا تھا۔۔ پانچ سال پہلے اس نے سی۔ ایس۔ ایس کر کے اے۔ ایس۔ پی کا چارج سنبھالا تھا۔۔ پھر محض تین سالوں میں اپنی بہترین کارکردگی کے باعث وہ ایس۔ پی کے عہدے پر فائز ہو چکا تھا۔۔ دو سال پہلے تک وہ فاروقی ہاؤس میں ہی رہائش پزیر تھا مگر بڑے عہدے کے ساتھ ہی اس کی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہوا تھا اور مصروفیات میں بھی۔۔ پچھلے دو سال سے اس کی پوسٹنگ شہر سے دور یہاں کے قریبی علاقے میں ہوئی تھی۔۔ رات کی تاریکی میں اس

پورے فلیٹ میں وہ تھا اور اس کی تنہائی۔۔۔اسے اپنے سر میں شدید درد محسوس ہو رہا تھا مگر کوئی پین کلر لینے کی بجائے وہ سگریٹ پہ سگریٹ پھونک رہا تھا۔۔

"آغا جان اور اکرام صاحب کی پشت پناہی حاصل کر کے اگر تم یہ سمجھ رہی ہو کہ اس گھر کی بہو بن جاؤ گی تو یہ تمہاری سب سے بڑی بھول ہے۔۔۔!"امو جان کی تلخ، تنفر سے بھرپور دل کو چیرتی ہوئی آواز۔۔۔ ضیغم نے ایک پل کو اپنی سلگتی ہوئی آنکھیں موند لیں۔ دل کی حالت عجیب سی ہو رہی تھی۔۔۔ کہیں درد سا جاگ رہا تھا، وہ ہی درد جو ہمیشہ گھر سے آنے کے بعد وہ پچھلے دو سال سے اس بند کمرے میں محسوس کیا کرتا تھا۔۔۔

"میں بہت اچھے سے جانتی ہوں کہ آپ اور ضیغم مجھ سے شدید نفرت کرتے ہیں۔۔۔!"بھیگی مترنم آواز۔۔۔ درد بھری آواز۔۔۔! ضیغم نے بے چین ہو کر آنکھیں کھول لیں۔۔۔ سلگتی ہوئی سگریٹ اس کی انگلیاں جلا گئی تھی۔۔

ایش ٹرے میں وہ راکھ ہوتی سگریٹ مسل کر اس نے ایک اور سگریٹ جلا لی۔۔

اندر کی آگ مزید پھیل رہی تھی۔۔۔ کیوں سوچ رہا تھا وہ اس قدر۔۔۔ ضرورت ہی کیا ہے سوچنے کی، اس نے خود کو ڈپٹا۔۔ مگر ڈانٹنا، ڈپٹنا کچھ کام نہیں آ رہا تھا۔۔۔ دل جانے کیوں آج ضدیں لگا رہا تھا۔۔۔ وہ اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔۔۔

"اب کھڑی کھڑی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو، نکلو یہاں سے۔۔۔!"امو جان نے اسے دھکا دیا تھا۔۔۔

ضیغم نے بے بس ہوتے ہوئے اپنا سینہ مسلا۔۔ اس کا نرم وجود اس کے سینے کا سہارا لئے کانپ رہا تھا۔۔۔

"نشال" ضیغم کے لبوں سے اس کا نام ادا ہوا تھا۔۔ بے تابی میں اضافہ ہوا تھا۔۔ اگلے ہی پل اس کے ہاتھ

میکانکی انداز میں موبائل کی سکرین پر حرکت کر رہے تھے۔۔۔ نمبر ڈائل کر کے اس نے فون کان سے لگالیا اور بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔ بیل ہو رہی تھی مگر کال ریسیو نہیں کی گئی تھی۔۔۔ وہ فون کان سے لگائے بیڈ پر سیدھا لیٹ گیا۔۔ کثرت سے سگریٹ نوشی کرنے کے باعث اس کے حواس جھنجھنا رہے تھے، چہرے کی رنگت حد سے زیادہ سرخ ہو رہی تھی۔۔ کھوئے کھوئے اعصاب سنبھالتے ہوئے وہ فون کے اسپیکر سے ابھرتی آواز پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کال ریسیو کرلی گئی تھی۔ نیند میں ڈوبی بھاری ہوتی آواز۔۔اس کا گلا بیٹھا ہوا لگ رہا تھا۔۔شاید وہ بہت زیادہ روتی رہی تھی۔۔

"ہیلو۔۔۔ہیلو۔۔۔!" وہ بول رہی تھی مگر ضیغم خاموش تھا۔۔

ضیغم کی کوئی جواب نہ پا کر کچھ دیر کو دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔۔۔ ضیغم سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔

تبھی نشال دھیمی آواز میں بڑبڑائی تھی۔۔

"ضیغم۔۔۔ آپ ہیں۔۔۔؟" اس کے یوں پہچان لینے پر وہ ہوش میں آیا تھا۔۔۔ فون کان سے ہٹا کر اس نے حیرت سے سکرین پر ڈائل ہوا نمبر دیکھا۔۔

نمبر اس کے موبائل میں سیو نہیں تھا۔ اس نے خود ڈائل کیا تھا۔ ضیغم نے لہو رنگ ہوتی آنکھوں سے

موبائل کی سکرین کو گھورا۔ سپیکر سے آواز اُبھر رہی تھی۔

"ہیلو۔۔۔ہیلو ضیغم۔۔؟" اشتعال کی ایک شدید لہر اس کے رگ و پے میں سرایت کر گئی۔ کب۔۔۔؟ کب۔۔؟ یاد ہوا تھا اسے وہ نمبر۔۔؟ کیسے اس کی ذہن میں محفوظ ہو گیا تھا۔۔؟ اور کیوں ملایا تھا اس نے نشال علوی کا نمبر۔۔؟ اپنے آپ سے پوچھتے ہوئے اس نے غصہ میں آکر ہاتھ میں پکڑا موبائل سامنے دیوار پر پوری قوت سے دے مارا۔ ہاتھوں میں سر گرا کر وہ زمین کو گھورنے لگا۔ کیا سوچ رہی ہو گی وہ۔۔۔؟ ضیغم اجلال نے اسے اس وقت کال کیوں کی۔۔؟ کیا وہ اسے یاد کر رہا تھا۔۔۔؟ یا وہ اسے سوچ کر بے چین ہو رہا تھا۔۔۔؟ کیا اب سکون مل گیا تھا۔۔۔؟ یا اب قرار آگیا تھا۔۔۔؟ سوالات کی بوچھاڑ تھی جن سے ضیغم کا دم گھٹنے لگا۔ ضیغم نے ایک نظر زمین پر ٹوٹے ہوئے موبائل کو دیکھا جس میں سے نشال کی آواز آنا بند ہو چکی تھی مگر اسے یوں لگ رہا تھا کہ وہ آواز پورے کمرے میں گونج رہی ہو۔۔۔

ایک بار پھر وہ سلگ رہا تھا۔۔ اذیت سے دوچار ہو رہا تھا۔ اسی لیے تو وہ گھر نہیں جاتا تھا کہ واپس آکر وہ اپنے حواس کھونے لگتا تھا۔ نئے سرے سے تکلیفوں سے آشنا ہونے لگتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ نشال علوی اس کے لیے کیا ہے۔ مگر وہ سب جاننے کے باوجود صرف ایک حقیقت مانتا تھا۔ صرف ایک سچ جانتا تھا اور ہر بار خود کو اسی حقیقت سے روشناس کروایا کرتا تھا کہ اسے نشال علوی سے نفرت ہے صرف نفرت۔ شدید نفرت۔۔۔ وہ آج پھر خود کو یاد دہانی کروا رہا تھا۔ ہمیشہ کی طرح آج پھر اس کا دل اس سب کے درمیان خاموش رہا تھا۔۔ شاید یہ بھی دل کی ناراضگی کا ایک انداز تھا کہ جب اس کی دہائیاں سُنی نہ جائیں

وہ منہ بسور کر بس دھڑ کتا رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

اسے یقین تھا کہ وہ ضیغم اجلال ہی تھا۔ وہ کچھ بولا نہیں تھا آواز نہیں سُنی تھی اس نے مگر پھر بھی نشال علوی کو یقین تھا کہ رات کے آخری پہر اسے کال کرنے والا کوئی اور نہیں ضیغم اجلال ہی تھا۔ وہ رات سے کتنی بار موبائل دیکھ چکی تھی مگر دوبارہ اس نمبر سے کال نہیں آئی تھی اور خود سے کال کرنے کی غلطی نشال نے ہرگز نہیں کی تھی۔ مبادا وہ سچ میں ضیغم اجلال ہی ہوتا اور اس کی کال کرنے پر اس کو ڈپٹ ہی دیتا۔ موبائل کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے گھماتی ہوئی وہ اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔ انداز میں بے چینی تھی۔

"لو میں نے تمہیں کہا تھا ناں کہ محترمہ جلے پیر کی بلی طرح کمرے میں چکر کاٹ رہی ہو گی۔۔ وہی ہوا ناں۔۔۔؟ بھائی کو گئے ابھی دو دن بھی نہیں ہوئے اور نشال بی بی کی بے چینیاں بیدار ہو چکی ہیں۔۔!"

ملیحہ سے کہتے ہوئے ضرغام اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ ملیحہ مسکراتے ہوئے اس کی پیچھے ہی وہاں آئی تھی۔ نشال نے لب بھینچتے ہوئے غصے سے ضرغام کی جانب دیکھا۔

"تم یونیورسٹی سے اتنی جلدی واپس کیوں آجاتے ہو۔۔۔؟ اور اگر آ ہی جاتے ہو تو اپنے کمرے میں بیٹھ کر تھوڑا پڑھ لیا کرو۔۔۔ ڈاکٹر نہ سہی کمپاؤڈر تو بن ہی جاؤ گے شاید۔۔" ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتی ہوئی وہ ضرغام کو قہقہ لگانے پر مجبور کر گئی۔

"تم ہر وقت جلتے توے پر کیوں بیٹھی رہتی ہو۔۔؟" کہتے ہوئے وہ اس کے بیڈ پر دھپ سے بیٹھ گیا۔ انداز

چڑانے والا تھا۔نشال نے منہ بسورتے ہوئے رائیٹنگ کی پاس پڑی چئیر گھسیٹ کر ملیحہ کے سامنے کی۔وہ سر کو خم دیتی مسکراتے ہوئے چئیر پر بیٹھ گئی۔

"میں توے پر نہیں بیٹھی ہوئی تم ہر وقت جلے پر نمک چھڑکتے رہتے ہو۔۔۔!"اس کے قریب ہی بیڈ پر بیٹھتے ہوئے نشال نے بیزاری سے کہا۔

"اب کیا ہوا ہے۔۔؟یہ جو سڑے ہوئے ٹماٹر جیسا منہ بنایا ہوا ہے۔اس کی وجہ بتاؤ تم۔۔"ضرغام نے سنجیدگی سے کہا۔نشال نے اس کی "سڑے ہوئے ٹماٹر "کہنے پر اسے گھور کر دیکھا۔

"ویسے قسم سے حقیقت بتانے جا رہی ہوں تمہارا تمیز نام کی چیز سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہے پورے دو سال بڑی ہوں میں تم سے مگر مجال ہے جو تم کبھی تمیز اور ادب کے دائرے میں رہ کر بات کر لو مجھ سے ۔۔۔"نشال نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔بدلے میں ضرغام نے اپنے سفید دانتوں کی نمائش کروائی۔

"لو۔۔تم کیا شکوہ کر رہی ہو یار۔۔اس نے کبھی میری عزت نہیں کی تمہاری کیا خاک کرے گا۔"ہنستے ہوئے ملیحہ نے جیسے ناک پر سے مکھی اُڑائی۔ضرغام نے ابرو اچکاتے ہوئے مصنوعی کالر اکڑائے

"اگر میری تعریفیں کر کے سکون مل گیا ہے تو اب اپنا مسئلہ بتا دیں مادام۔۔۔"ضرغام نے مسکراتے ہوئے نشال سے کہا۔نشال نے باری باری ان دونوں بہن بھائی کی جانب دیکھا۔پھر اپنے موبائل میں سے کال لسٹ اوپن کر کے ضرغام کے سامنے کی۔

"رات کے ڈھائی بجے اس نمبر سے کال آئی تھی آئی گیس تمہارے بھائی نے کال کی تھی۔۔"

نشال کے آہستگی سے کہنے پر ملیحہ جھٹ چیئر سے اُٹھی تھی۔اور ان دونوں کے درمیان گھُس کر بیٹھتے ہوئے اس نے موبائل نشال کے ہاتھ سے جھپٹ لیا اور آنکھیں سکیڑ کر موبائل کی سکرین پر نظر آتے نمبر کو دیکھا۔

"یہ بھائی کا نمبر نہیں ہے۔"ملیحہ نے جیسے کوئی انوکھی انفارمیشن دی۔

"یہ تو مجھے بھی پتہ ہے کہ یہ ضیغم کا نمبر نہیں ہے بٹ میں نے کہاناں کہ آئی گیس اس نمبر سے ضیغم نے کال کی تھی۔۔"نشال نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"یو آر ناٹ گڈ اِن گیسنگ۔۔۔یہ تم نے ہی کہا تھاناں۔۔۔؟"ملیحہ نے اپنی مسکراہٹ روکتے ہوئے کہا۔

نشال ان کی بات پر بے بسی سے اپنے لب کچلنے لگی۔

"محبت میں یہ مقام بھی آنا تھا۔۔۔رانگ نمبر بھی رائیٹ نمبر لگنے لگا۔۔"ضرغام نے مصنوعی آہ بھرتے ہوئے اُسے چھیڑا۔نشال نے خونخوار نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں کہہ رہی ہوں ناں۔۔۔مجھے ڈیپلی فیل ہوا کہ کال پر ضیغم ہی تھے۔۔۔!"نشال نے زچ ہوتے ہوتے ہوئے کہا۔اُسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اُسے غلط فہمی ہوئی ہے۔

"اچھا کیا کہہ رہے تھے وہ جناب جنہیں تم میرا بھائی سمجھ رہی ہو۔۔۔!"ملیحہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں۔۔۔!"نشال نے نگاہ جھکا کر جواب دیا۔

"کیا مطلب کچھ بھی نہیں۔۔۔؟"ضرغام نے سیدھے ہوتے ہوئے پوچھا۔

"مطلب وہ کچھ بولے ہی نہیں بس سانسوں کی آواز آ رہی تھی۔۔۔"نشال کو یہ کہتے ہوئے اپنا آپ بے حد بے وقوف لگا۔اپنے پاگل پن پر اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔

"ماشاءاللہ۔۔۔ہائے ری محبت یہ تیرے رنگ۔۔۔اب فون کال پر سانسوں کی آواز بھی آنے لگی اور ہماری شیرنی نے اندازہ بھی لگا لیا کہ وہ سانسیں ضیغم بھائی کی ہیں۔۔"ضرغام نے اس کی عقل پر ماتم کیا ملیحہ نے بھی تاسف سے نشال کی طرف دیکھا جو اپنے آنسو پینے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"تم۔۔ضرغام۔۔بہت ہی ڈیش انسان ہو۔۔پتہ کرنے کی بجائے کہ یہ کس کا نمبر ہے اُلٹا میرے زخموں پر نمک چھڑک رہے ہو۔۔۔"نشال نے بھرائی آواز میں کہا۔

اس کی بھیگی پلکیں دیکھ کر ضرغام نے اپنی ٹون بدل لی۔

"اوففف لڑکی۔۔ تمہیں سو بار کہا ہے کہ اتنی ٹینشن مت لیا کرو۔۔۔یار پکا پرامس۔۔۔بھائی نہیں کریں گے ناں تو میں کرلوں گا تم سے شادی سچی اور لو ہر بار کی کہی ہوئی بات آج پھر دہرانی پڑ رہی ہے۔۔۔ میں بھائی سے زیادہ ہینڈسم ہوں یار۔۔بھائی تو ایویں سیاہ فام لگتے ہیں۔۔"وہ غیر سنجیدگی سے نان سٹاپ بولے چلے جا رہا تھا۔ملیحہ اس کی ان باتوں کو خوب سمجھتی تھی اس لیے مسکراتی ہوئی چپ چاپ ان دونوں کو دیکھتی رہی جبکہ نشال ہمیشہ کی طرح اس کی پوری بات سُن کر تپ گئی۔آنکھوں میں آنسوں کی جگہ جلال اُتر آیا تھا

"سیاہ فام ہوگے تم۔۔۔تمہاری بچے تمہارے پوتے۔۔سمجھے تم۔۔ ضیغم تو بہت پیارے ہیں اور جو ہیں

جیسے ہیں مجھے وہی اچھے لگتے ہیں تمہاری سفید چمڑی ویسے بھی مجھے تو بلکل بھی اچھی نہیں لگتی لڑکی ہی لگتے ہو قسم سے۔۔"وہ چڑانے والی انداز میں بولی تھی۔ ضیغم کی گندمی رنگت کو ضرغام نے بلکل ہی سیاہ فام سے تشبیہہ دے دی تھی۔نشال کی یوں ضیغم کی سائیڈ لینے پر ضرغام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ مگر وہ باز نہیں آیا تھا۔

"تمہارے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔جانے کتنی ہی لڑکیاں مجھے دیکھ دیکھ کر آہیں بھرتی ہیں تمہارا تو ٹیسٹ ہی خراب ہے۔۔۔"ضرغام نے کہتے ہوئے اُسے منہ چڑایا۔نشال غصے سے لال پیلی ہونے لگی۔

"آنکھوں کی اندھی ہوں گی وہ سب لڑکیاں۔۔"نشال نے ٹکڑا توڑ جواب دیا۔

"نہیں خیر وہ تو تم ہی ہوناں۔۔۔جسے یہ ہینڈسم نوجوان لڑکی لگتا ہے۔۔۔"وہ بھی اپنے نام کا ایک ہی تھا کہاں چپ رہنے والا تھا۔ملیحہ ان دونوں کی بحث سے زچ ہونے لگی۔

"خدارا بس کرو تم دونوں۔۔"نشال کو کچھ کہنے کے لیے منہ کھولتا دیکھ کر ملیحہ چلائی۔

"اور ضرغام تم کبھی سنجیدہ نہیں ہو سکتے۔۔؟"ملیحہ نے ضرغام کو ڈپٹنے کے سے انداز میں کہا۔

"سنجیدگی۔۔بہت مشکل کام ہے یار۔۔"اس نے مسخروں کی طرح آنکھیں پٹپٹاتے اتنی معصومیت سے جواب دیا کہ ناچاہتے ہوئے بھی ملیحہ اور نشال کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"بندر ہو تم پورے۔۔۔!"نشال نے ہنستے ہوئے اس کی پیٹھ پر دھموکا جڑا۔وہ کھل کر مسکرایا۔

"شکر ہے چڑیل بھی مسکرائی۔۔"وہ خوشدلی سے کہہ گیا۔لفظ "چڑیل" پر نشال نے اُسے گھورا پھر ہنس دی۔اس کی

ہنسی میں ضرغام اور ملیحہ کی ہنسی بھی شامل تھی۔

"ابھی تو میں چڑیل لگ رہی ہوں ناں بیٹا۔۔ تم تھوڑا صبر کر و ذرا۔۔ لڑکی تو تمہارے لیے ہم نے ہی ڈھونڈنی ہے ۔۔۔ سارے بدلے ایک ہی دفعہ میں پورے کروں گی۔۔ چڑیل ڈھونڈوں گی تمہارے لیے چڑیل۔۔۔" نشال نے منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کو دھمکی دے ڈالی۔

"ہاہاہا۔۔ تمہیں اس مشقت سے بچالوں گا میں۔ اپنے لیے تو میں خود ہی کوئی چاند سی دلہن ڈھونڈوں گا۔۔" ضرغام نے اطمینان سے کہا۔ ملیحہ اس کی انداز پر مسکرائی۔

"چاند۔۔ ہاہاہا۔۔ چاند جیسی۔۔؟ یعنی داغدار۔۔؟ کیونکہ چاند میں تو داغ ہوتا ہے۔۔۔" وہ روانگی میں جو منہ میں آیا بول گئی۔ ملیحہ نے اس کی بات پر اُسے سخت نظروں سے گھورا۔

"اللہ نہ کرے نشال۔۔ کیا الٹا سیدھا بول رہی ہو۔۔۔" ملیحہ کو مذاق میں بھی اس کی بات اچھی نہیں لگی۔

مگر نشال فی الحال شرمندہ ہونے والی نہیں تھی۔

"اس نے خود ہی تو کہا ہے کہ چاند جیسی ڈھونڈے گا۔۔۔" نشال نے مسکراتے ہوئے ضرغام کی طرف دیکھا۔

"ہاں بلکل۔۔۔ چاند جیسی ہی ڈھونڈوں گا۔۔۔ اور داغوں کی کوئی فکر نہیں مجھے۔۔ چاند کے داغ ہی تو اُسے خوبصورت بناتے ہیں۔۔۔ خود ہی سوچو بھلا داغوں کے بغیر چاند کتنا پھیکا پھیکا سا لگے گا۔۔۔۔

بلکل تم جیسا۔۔" سنجیدگی سے کہتے ہوئے آخر میں وہ پھر شریر ہوا۔ ملیحہ اس کی زندہ دلی پر دھیرے سے مسکرائی۔

"اوکے! پھر میں گیس کرتی ہوں کہ تمہاری بیوی کے چہرے پر کہاں کہاں داغ۔۔" اس کی بات پوری نہیں ہو پائی

تھی کہ ملیحہ نے اسے ٹوک دیا۔

"نشال۔۔اٹس اننفف۔۔۔مت بھولو دیٹ یو آر ناٹ گڈ ان گیسنگ۔۔"ملیحہ نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے جیسے اسے بس کر دینے کا اشارہ کیا۔ ضرغام مسلسل مسکرا رہا تھا۔

"مجھے چپ کروادو تم۔۔جب یہ مجھے تنگ کرتا ہے تب تو چپ کر کے بیٹھی رہتی ہو تم۔۔۔"نشال فورا خفا ہوئی۔ ضرغام نے بے ساختہ قہقہ لگایا۔

"اوہ۔۔اسے جو گیس کرنا ہے کر لینے دو ملیحہ۔۔۔اس کے گیس کرنے سے کیا ہوتا ہے۔۔"ایک چکنی مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ پھر سے نشال کو چڑا رہا تھا۔ ملیحہ نے بے بسی سے اپنا سر تھام لیا۔۔

☆☆☆☆

"ماما۔۔ماما۔۔"وہ انہیں پکارتی ہوئی ان کے کمرے میں آئی تھی جب انہیں پیکنگ کرتے دیکھ کر ایک پل کو چونکی تھی۔

"یہ۔۔یہ کیا ہے۔۔آپ کہیں جا رہی ہیں۔۔؟"مشال نے حیرت سے پوچھا۔ وہ چھوٹے سے بیگ میں اپنے چند جوڑے رکھ رہی تھیں۔ مشال کو آتا دیکھ اسکی طرف متوجہ ہوئیں۔"تین چار دنوں کے لئے تمہارے بابا کے ساتھ مانچسٹر جا رہی ہوں میں....!"انہوں نے دھیمی آواز میں اسے بتایا۔ مشال کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ وہ جا رہی تھیں تو مشال.....؟ کیا مشال تنہا زاویار کے ساتھ گھر پر رہے گی....؟ اس سوچ نے ہی اسکا دل دھڑکا دیا تھا۔

"مگر ماما... میں.....؟ میں آپکے بغیر کیسے رہوں گی.....؟ اور آپ... آپ کیوں جا رہی ہیں....؟" وہ حقیقتا پریشان ہو چکی تھی۔ "کیا مطلب میرے بغیر کیسے رہو گی.....؟ تم کوئی دودھ پیتی بچی نہیں ہو میری جان....! بڑی ہو چکی ہو ماشاء اللہ یہی گھر میں رہنا..... اپنی فرینڈز کو بلا لینا.... ویسے بھی دو دن بعد تمہارے فائنل ایگزیمز شروع ہو رہے ہیں...... انکی تیاری کرنا ناں....!" نرمی سے کہتی وہ اب ارشد صاحب کے چند جوڑے بیگ میں رکھ رہی تھیں۔ مشال کی آنکھیں ان کی پوری بات سن کر ڈبڈبا گئیں۔

مگر آپ جا کیوں رہی ہیں....؟" وہ پوچھتے ہوئے رو پڑی۔ فریحہ بیگم اس کے یوں رو پڑنے پر بیگ چھوڑ کر اس کے پاس آئیں۔ "مشال کیا بات ہے میری جان.....؟ چند دنوں کی تو بات ہے اور میں جانا نہیں چاہتی تھی مگر تمہارے بابا کے کلوز فرینڈ کے بیٹے کی شادی ہے اس لئے جانا ضروری ہے میں کوشش کروں گی کہ تین دن میں واپس آ جاؤں....." اسکے رخساروں پر بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ نرمی سے کہہ رہی تھیں۔ مشال نے روتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی۔ "ماما نہیں پلیز..... آ..... آپ مت جائیں یہاں کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے مت جائیں پلیز.....!" اپنے کپکپاتے ہاتھوں سے ان کے ہاتھ تھامتے ہوئے وہ التجائیہ انداز میں بولی۔ فریحہ بیگم کو اس کے ڈر و جھجک کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ انہوں نے اسے بیڈ پر بیٹھایا اور خود بھی اس کے پاس ہی بیٹھ گئیں۔

"ادھر دیکھو میری طرف..... کیا بات ہے کیوں ڈر رہی ہو اتنا.... مجھے بتاؤ کیا پرابلم کیا ہے...؟" اسکی ٹھوڑی چھوتے ہوئے وہ محبت سے پوچھ رہی تھیں۔ مشال نے ہراساں ہو کر کمرے کے کھلے دروازے کی طرف دیکھا کہ کہیں زاویار تو آس پاس موجود نہیں.... مگر ان کے کمرے کے باہر کوئی نہیں تھا زاویار بھی شاید گھر سے باہر ہی تھا۔

"ماماوہ.....وہ زاوی بھائی.....اور ان کے دوست.....وہ ٹھیک لڑکے نہیں ہیں مجھے ان سے بہت ڈر لگنے لگا ہے ان کے ارادے ٹھیک نہیں ہیں....." بار بار دروازے کی طرف دیکھتی وہ روتے ہوئے بولتی ان کے سر پر بم پھوڑ چکی تھی۔ "مشال....!" ان کے لب پھڑ پھڑائے تھے۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں ماما.....زاوی بھائی بلکہ انھیں تو بھائی کہنا بھی لفظ بھائی کی توہینہو گی....انکی نگاہ بدل چکی ہے ماما.....آپ پلیز مت جائیں یا پھر مجھے اپنے ساتھ ہی لے جائیں پلیز ماما.....!" مشال نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ گنگ بیٹھی فریحہ بیگم یک ٹک اس کی جانب دیکھ رہی تھیں جیسے انہیں اس کی بات پر یقین نہ آرہا ہو۔ "ماما آپ سن رہی ہیں....؟" مشال نے انکا کندھا ہلایا۔ وہ ہوش میں آئی تھیں۔ فوراہاتھ بڑھا کر اسکی کلائیاں دیکھنے لگیں۔ "کب....؟ کب سے محسوس ہو رہا ہے تمہیں ایسا.....؟ مجھے بتاؤ مشال کچھ کیا تو نہیں اسنے تمہارے ساتھ....؟ کچھ کہا تو نہیں....؟" وہ اسکے رخساروں کو چھوتے ہوئے بے تابی سے پوچھ رہی تھیں۔ وہ اسے یوں چھو رہی تھیں جیسے انہیں شک ہو کہ زاویار نے مشال کو چھو لیا ہے۔

"نن نہیں ماما....ابھی تک تو وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہو پائے مگر آپ اگر چلی گئیں تو....تو وہ مجھے نہیں چھوڑیں گے ماما.....وہ مجھے داغدار کر دیں گے.....!" وہ سسکتے ہوئے ان کے سینے سے لگی تھی۔ فریحہ بیگم کے دل پر ہاتھ پڑا تھا۔ "میں ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گی کبھی نہیں ہونے دوں گی" اس کی پیٹھ سہلاتے ہوئے وہ کھوئے کھوئے حواس سنبھالتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"اپنے باپ کا کیا....تم نہیں بھگتو گی میری جان کبھی نہیں....!" وہ دھیمی آواز میں بڑبڑائی تھیں۔ آنسو بہت

تیزی سے ان کی آنکھوں کو بھگو رہے تھے۔ مشال ان کا سہارا پا کر قدرے پر سکون ہو گئی تھی۔ مگر وہ بے وقوف یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ جس سہارے کو پا کر مطمئن ہو رہی ہے وہ سہارا کس قدر کمزور و نحیف ہے....

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کتنی بار کہا ہے کہ خود پر کنٹرول کر لیا کریں مگر نا جی جہاں کوئی میٹھی چیز نظر آ جائے فوراً ٹوٹ پڑتے ہیں جیسے پہلے کبھی ملی نہ ہو....!" ان کے پاس بیٹھی وہ انھیں ڈپٹ رہی تھی۔ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو چمک رہے تھے۔

آغا جان (عبدالرحمن فاروقی) اسکالال بھبھو کا چہرہ دیکھ کر مسکرا دیئے۔

آج شام میں وہ اپنے دوستوں سے مل کر واپس آئے تو کچن میں پانی پینے چلے گئے تھے.... بس پھر پانی پینے کی بجائے فریج میں رکھی رس گلوں سے بھری پوری پلیٹ پر ہاتھ صاف کیا تھا انہوں نے اور نتیجتاً ان کی شوگر اتنی بڑھ گئی تھی کہ اکرام صاحب کو ہاسپٹل سے جلدی واپس آنا پڑا۔ اور اب گہری ہوتی رات کے ساتھ سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے مگر وہ اور ضرغام ان کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

"یہ دانتوں کی نمائش کروانے سے کچھ نہیں ہو گا سمجھے آپ.....؟ اگر ابھی آپ کی طبیعت سنبھلتی نہ ناں ہوتی تو پھر دیکھتے آپ کہ میں کیا کرتی....!" وہ ہنوز غصے میں تھی۔

"اگر طبیعت سنبھلی ہی نہ ہوتی تو بھلا میں کچھ بھی کیسے دیکھتا پاگل.....!" انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ مزید تپ گئی۔ ضرغام آج خلاف معمول سنجیدہ تھا اور حیرت انگیز بات یہ تھی کہ وہ خاموش بھی تھا ورنہ صورتحال جو بھی ہو اس کی لمبی زبان کبھی نہیں رکتی تھی۔

"میں بتا رہی ہوں آغا جان اگر آپ کو کچھ ہوا ناتو.... تو ایک قبر میری بھی بنے گی قبرستان میں.... اکیلے نہیں جانے دوں گی آپ کو....!" غصے سے کہہ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ آغا جان سیدھے ہو کر بیٹھے۔ ضرغام نے اپنی سرخ پڑتی آنکھیں جھکا لیں۔

"اوہو کچھ بھی نہیں ہوا مجھے نہ ہی ابھی چند سالوں تک ہونے والا ہے لاڈلی ابھی تو میں نے ضیغم اور ضرغام کی تمہاری اور ملیحہ کی شادیاں بھی کرنی ہیں...... اتنی جلدی نہیں مرنے والا میں....!" اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے وہ ہنستے ہوئے کہہ رہے تھے۔ نشال اور شدت سے رو دی۔ ضرغام چپ چاپ بیٹھا زمین کو گھور رہا تھا۔ "آپ ہی تو میرا حوصلہ ہیں آغا جان.... آپ ہی تو میری ہمت ہیں اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو آپکی نشال ٹوٹ کر بکھر جائے گی آغا جانی بکھر جائے گی....!" انکے سینے سے لگی وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی۔ ضرغام نے اپنے لب بھینچ لئے۔ وہ بھی آج عبدالرحمن فاروقی صاحب کی بگڑتی حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔

"ارے کہہ رہا ہوں ناں کچھ نہیں ہونے والا مجھے اور تمہارا ماموں تو ڈاکٹری بھولتا جا رہا ہے اب... یہ میرا پوتا بنے گا ناں ڈاکٹر تو بس پھر.... میری شوگر کو مار بھگائے گا.... پھر میں اپنے پرپوتے بھی کھلاؤں گا....!" نرمی سے مسکراتے ہوئے انہوں نے خاموش بیٹھے ضرغام کو چھیڑا۔ ضرغام نے خفگی سے ان کی جانب دیکھا جبکہ ان کی بات پر نشال روتے روتے ہنس پڑی۔

"بس بن گیا یہ ڈاکٹر....!" ہمیشہ کی طرح اس بار بھی وہ کہنے سے باز نہیں آئی تھی۔ نشال کے کہنے پر ضرغام کے لبوں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی۔ "تم تو ہمیشہ مجھ سے اور میری ذہانت سے جلتی ہی رہنا بس....!" اپنے مزاج کے

خلاف جا کر وہ آخر کب تک چپ رہ سکتا تھا سو فوراً جواب دیا۔

"ہونہہ.... تم سے تو میری جوتی بھی نہیں جلتی آئے بڑے ڈاکٹر...!" اسے منہ چڑھاتے ہوئے نشال نے جوابی کارروائی کی۔

"ہا.... تمہاری جوتی نہیں جلتی کیونکہ تم جو جلتی ہو وہ بھی پوری کی پوری...!" آغاجی کو آنکھ مارتے ہوئے وہ پرسکون سا بولا جبکہ آغاجان اب اطمینان سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھے ان کی نوک جھونک سے لطف اندوز ہو رہے تھے یہی تو وہ چاہتے تھے۔

"فضول کی خوش فہمیاں.....!" نشال نے سر جھٹکتے ہوئے جیسے اس کا مذاق اڑایا تھا۔ آغاجان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"تم دونوں ابھی کچھ دیر پہلے مجھے لے کر پریشان تھے شاید....؟" اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے آغاجان نے سنجیدگی کا لبادہ اوڑھتے ہوئے پوچھا۔ ضرغام جو نشال کی بات کا جواب دینے کے لئے منہ کھول رہا تھا آغاجان کی بات سن کر ایک پل کو چپ کر گیا۔ اس کو یوں چپ ہوتا دیکھ نشال کھکھلا کر ہنسی تھی اگلے ہی پل اس کی ہنسی میں آغاجان اور ضرغام کی ہنسی بھی شامل ہو چکی تھی۔ تبھی آغاجان کے موبائل پر رنگ ہوئی تھی۔ ضرغام نے سائیڈ ٹیبل سے ان کا موبائل اٹھا کر دیکھا۔ ضرغام کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی آنکھوں میں شرارت چمک اٹھی۔

"آپ کے بڑے پوتے کو ہوائی سگنلز مل گئے ہیں شاید کہ آپکی طبیعت ناساز ہے کال آرہی ہے جناب کی...."

مسکاتے لہجے میں آغاجان کو بتاتے ہوئے اسنے فون انکی طرف بڑھایا تھا اور شریر نگاہوں سے نشال کی طرف دیکھا

تھا جس کے چہرے پر ضیغم کا نام سن کر ایک رنگ آ کر گزر گیا۔ آغا جان نے فون ضرغام کے ہاتھ سے لے کر کال ریسیو کی اور فون کان سے لگا لیا۔ پھر کچھ سوچ کر لاؤڈ سپیکر آن کر لیا۔ ضرغام اور نشال کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"السلام علیکم آغا جان۔۔۔!" اسکی بھاری دلکش آواز فون کے سپیکر سے ابھری تھی۔ نشال نظریں جھکا کر اپنے ہاتھوں کو گھورنے لگی۔

"وعلیکم اسلام کیسے ہو۔۔؟" آغا جان نے بولتے ہوئے اپنی آواز کو حتی الامکان ہشاش رکھنے کی کوشش کی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں الحمداللہ۔۔۔بس آپ کی طرف سے دل پریشان ہو رہا تھا۔ بہت یاد آ رہی تھی آپ کی تو سوچا آپ سے بات ہی کر لوں۔۔۔ ڈسٹرب تو نہیں کیا میں نے۔۔؟" ٹھہر ٹھہر کر بولتا وہ اپنی دلی پریشانی انہیں بتا گیا تھا۔ لہجے میں ان کے لئے فکر تھی۔ عبدالرحمٰن صاحب کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔ وہ ان سے دور تھا مگر اس کا دل ان کی طبیعت خرابی کی خبر پا گیا تھا۔ "ایس۔پی صاحب اپنی اولاد سے بات کرتے ہوئے کون ڈسٹرب ہوتا ہے۔۔؟" انہوں نے اسکی آخری بات کا برا مناتے ہوئے اس پر چوٹ کی تھی۔ دوسری طرف وہ ان کی خفگی بھری آواز سن کر ہولے سے ہنسا تھا۔ دل موہ لینے والی ہنسی جس نے نشال کا دل دھڑکا دیا تھا۔

"جس ٹائم میں نے آپ کو کال کر لی ہے اس ٹائم تو سب ہی ڈسٹرب ہو جاتے ہیں۔ آپ یقیناً آج ابھی تک سوئے نہیں ورنہ اگر آپ نیند میں ہوتے تو ضرور ڈسٹرب ہو جاتے۔۔۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولتا انہیں مسکرانے پر مجبور کر گیا تھا۔ ضرغام نے ایک نظر نشال کو دیکھا جس کے لبوں پر دھیمی

مسکراہٹ تھی۔ ضرغام بھی مسکرادیا۔

"میری ایک بات یادرکھنا میرے شیر جن کو آپ سے محبت ہوتی ہے ناں ان کو آپ کبھی بھی یاد کریں وہ ڈسٹرب نہیں ہوں گے۔۔۔اور جن کو آپ سے محبت نہیں ہو گی ناں آپ انہیں بر وقت بھی یاد کریں گے ناں تو تب بھی وہ ڈسٹرب ہوں گے اور میرا جو معاملہ ہے وہ پہلے والا ہے مجھے اپنے بچوں سے محبت ہے تو مجھے تم اب کی چھوڑو اگر اب سے دو گھنٹے بعد بھی کال کرو گے اور اگرچہ میں گہری نیند میں بھی ہوا تو بھی ڈسٹرب نہیں ہوں گا.... کبھی نہیں.... سمجھے...؟" سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ آخر میں مسکرائے تھے۔ ضرغام نے ان کی بات پر ایک ابرو اچکا کر انہیں داد دیتی نظروں سے دیکھا۔ جبکہ دوسری جانب انکی بات سن کر ضیغم اجلال ایک پل کو خاموش ہو گیا تھا۔"

سوری.....ایم سوری آغا جان....!" تھوڑی دیر بعد اسکی شرمندہ سی آواز ابھری تھی۔ آغا جان ہولے سے ہنس دیے۔" ایک صورت میں تمہاری سوری قبول کروں گا....!" نشال کی طرف دیکھتے ہوئے انہوں نے کہا۔

آنکھوں میں شرارت تھی۔ نشال کے لئے اپنی مسکراہٹ دبانا مشکل ہونے لگا.... کیسی صورت....؟" دوسری جانب وہ بھی شاید مسکرایا تھا۔ لہجہ مسکاتا ہوا تھا۔

" ملنے آجاؤ....!" بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے انہوں نے سکون سے کہا۔ دوسری جانب ضیغم قہقہہ لگا کر ہنسا۔" مجھے امید تھی کہ معافی کی ایک یہی صورت ہو گی مگر میرے پیارے آغا جان...ابھی تو مجھے یہاں آئے ہفتہ بھی نہیں ہوا اور آپ پھر سے واپسی کی فرمائش کر رہے ہیں....؟" وہ یقیناً آج موڈ میں تھا تبھی اتنے نرم انداز میں بات کر رہا تھا۔

"بیٹا جی آپ حساب کے بہت کچے ہیں شاید آپ کو فاروقی ہاؤس سے گئے....!" انہوں نے بات ادھوری چھوڑ کر نشال کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ ہاتھوں کی انگلیوں اور لبوں کی بے آواز حرکت سے انہیں بتانے لگی۔ "ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ آپ کو فاروقی ہاؤس سے گئے پورے دس دن ڈیڑھ گھنٹہ اٹھائیس منٹ اور....اور....شاید سترہ سکینڈ ہو چکے ہیں.....!" نشال کے اشاروں کو سمجھتے ہوئے انہوں نے دنوں کے ساتھ ساتھ سکینڈ تک کا حساب دے دیا..... دوسری جانب ضیغم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ جبکہ آج اسکے قہقہے سن کر نشال اور ضرغام کو حیرت کے جھٹکے لگ رہے تھے۔ "سچ سچ بتائیں آپ کے پاس کون بیٹھا ہوا ہے....؟ کس سے پوچھ کر بتایا ہے آپ نے.....؟" اپنی ہنسی روکتے ہوئے وہ اب قدرے سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

آغا جان نے یوں منہ بسورا جیسے وہ سامنے ہی بیٹھا ہو جبکہ ضرغام نے ضیغم کی اس قدر عقلمندی پر کندھے اچکاتے ہوئے نشال کی جانب دیکھا جو اب آغا جان کا جواب سننے کی بے تابی سے منتظر تھی۔ "کر دی ناں پولیس والوں جیسی بات یعنی کہ حد ہو گئی تم اپنے دادا پر شک کر رہے ہو.....؟ اب تو پکی والی ناراضگی ہو گئی بیٹا..... آؤ گے تو مانوں گا....!" آغا جان نے آواز میں خفگی سموتے ہوئے کہا۔ "ارے لیکن....!" ضیغم کی آواز ابھری تھی اس کی بات پوری نہیں ہو پائی تھی عبدالرحمن فاروقی صاحب نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔ انکے لبوں پر گہری مسکراہٹ تھی۔ "ارے یہ کیا... کیا آپ نے آغا جان....؟ وہ پریشان رہیں گے ساری رات....اور....اور یہ موبائل بھی آف کر رہے ہیں آپ.....یا اللہ کیسے دادا ہیں آپ آغا جان.....؟" وہ کال کریں گے آپ کو تو.....!" انکی ساری کارروائی دیکھتی نشال بولتی رہ گئی مگر وہ موبائل آف کر چکے تھے۔

نشال نے خفگی سے ان کی جانب دیکھا جبکہ ضرغام پر سکون سا مسکراتے ہوئے آغا جان کا مسکراتا چہرہ دیکھ رہا تھا کیونکہ وہ انکی تدبیر سمجھ چکا تھا۔

"اب دیکھنا کیسے بھاگتا ہوا آئے گا.....!" موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے وہ سکون سے بولے

ضیغم ملیحہ سے کہہ کر گئے تھے کہ پندرہ دن بعد آجائیں گے وہ.... مگر آپ نے.... آپ نے دیکھیں کیا کیا رات کے دو بجے انہیں پریشان کر دیا.... نشال کے انداز میں ضیغم کے لئے فکر تھی۔

"ہو جانے دو پریشان ابھی پندرہ دنوں میں پانچ دن باقی ہیں اور پانچ دن بہت ہوتے ہیں اچھا ہے پریشان ہو گا تو جلدی آجائے گا نالائق.... بڑا آفسر لگا ہے ناوہ گھر والوں کو اپنی شکل دیکھنے سے بھی ترسا رکھا ہے اس نے..... آ لینے دو ذرا اس بار علاج کر کے بھیجوں گا...!" انہوں نے اطمینان سے نشال کی بات کا جواب دیا۔ آغا جان کے لہجے میں ضیغم کے لئے کوئی رعایت نہیں تھی۔ نشال انکی شکل دیکھتی رہ گئی جبکہ ضرغام گنگناتا ہوا آغا جان کو آنکھ سے اشارہ کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ "جاؤ بھئی تم بھی اپنے کمرے میں جاؤ.... نیند آرہی ہے مجھے.....!" ٹانگیں پھیلاتے ہوئے انہوں نے بے نیازی سے کہا۔ نشال خفا ہو کر ان کے پاس سے اٹھی تھی اور تن فن کرتی اپنے کمرے میں چلی آئی۔ اسکے آنے کی خوشی میں دل بلیوں اچھل رہا تھا مگر دوسری جانب وہ اسکی بے چینی کا سوچ کر پریشان بھی ہو رہی تھی۔

---

لوگ دھرتے ہیں کان چیخوں پر

ہم سی گونگی کتاب کون پڑھے

وہ پول کے پانی میں ٹانگیں لٹکائے بیٹھی پر سکون سی اپنے موبائل پر گیم کھیل رہی تھی۔وہ پورے گھر میں اکیلی تھی مگر پھر بھی مطمئن تھی اسکے چہرے پر ڈر و خوف کا شائبہ تک نہ تھا۔

فریحہ بیگم آج صبح ہی ارشد بیگ کے ساتھ بر منگھم کے لئے روانہ ہو چکی تھیں۔اور جس چیز نے مشال کو پر سکون کر رکھا تھا وہ تھی زاویار بیگ کی غیر موجودگی۔مشال مطمئن تھی کیونکہ فریحہ بیگم زاویار کو بھی اپنے ساتھ ہی لے گئی تھیں۔وہ نہیں جانتی تھی کہ فریحہ بیگم نے ارشد بیگ سے کیا کہا ہے اور انھوں نے زاویار کو کیسے رضامند کیا بس وہ اتنا جانتی تھی کہ زاویار بیگ ان کے ساتھ ہی بر منگھم جا چکا ہے۔دوسری بات جس کی وجہ سے اس کے دل میں کوئی ڈر خوف نہیں تھا وہ کل صبح فریحہ بیگم کی واپسی تھی۔تین دن کا پروگرام کینسل کر کے وہ ایک دن میں ہی واپسی کا وعدہ کر کے گئی تھیں سو مشال مزے میں تھی۔

کچھ دیر تک موبائل پر گیم کھیلنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔شام کے سائے اپنے پر پھیلا چکے تھے۔وہ موبائل کو چارجنگ پر لگا کر کچن میں چلی آئی۔تیس منٹ کی مشقت کے بعد وہ اپنے لئے ڈنر تیار کر چکی تھی۔شام ڈھلنے کا خوبصورت منظر اس نے گلاس وال سے اپنے کمرے میں آ کر دیکھا۔کچھ دیر تک آسمان پر پھیلی رات کی سیاہی دیکھتی رہی پھر کچن میں آ کر تیار شدہ ڈنر کیا۔

برتن دھو کر سٹینڈ میں رکھ کر وہ واپس اپنے روم میں آ گئی۔کل اس کا پہلا پیپر تھا جس کی تیاری وہ کر چکی تھی۔ پرسوں جب اس نے فریحہ بیگم سے بات کی تھی تب اسے لگ رہا تھا کہ اگر فریحہ بیگم چلی گئی تو وہ شائد پیپر کی تیاری

نہیں کر پائے گی کیونکہ فریحہ بیگم اور ارشد بیگ نے پرسوں شام میں ہی برمنگھم کے لئے نکلنا تھا۔ مگر مشال کی باتیں سن کر فریحہ بیگم نے جانے ارشد بیگ سے کیا بہانہ بنایا تھا کہ وہ صرف ولیمہ اٹینڈ کرنے پر رضامند ہو گئے تھے۔ اسی لئے آج صبح میں وہ تینوں اپنی گاڑی میں برمنگھم روانہ ہو چکے تھے۔ کچھ دیر نوٹس پر نگاہیں دوڑا کر وہ سونے کے لئے لیٹ گئی تھی۔ موسم نے جانے کب انگڑائی لی تھی کہ تیز ہوا کے ساتھ بہت تیز بارش بھی شروع ہو چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گھٹاٹوپ اندھیرا اُس پہ مستزاد برستی تیز بارش.. رات کی تاریکیاں اپنے عروج پر تھیں.. مگر بارش کی گرج چمک سے بے خبر وہ کمبل میں سکڑی سمٹی لیٹی ہوئی تھی.. ورنہ اگر وہ جاگ رہی ہوتی تو یقیناً گہری رات کی اس حسین بارش کا منظر ضرور دیکھتی.. مشال کی آنکھیں گہری نیند کے زیر اثر خواب خرگوش کے مزے لُوٹ رہی تھیں.. یک دم پورے گھر میں روشن بتیاں گُل کر دی گئی تھیں، شاید مین سوئچ آف کر دیا گیا تھا نتیجتاً اسکے کمرے میں جلا واحد نائٹ بلب بھی بجھ گیا.. مشال کا نازک وجود اپنے ساتھ بیتنے والی قیامت سے انجان بے سدھ پڑا تھا... اسکی بند پلکوں پر اترتے سہانے خواب ایک عجیب سے احساس کے زیر اثر ٹوٹے تھے.. اُسے محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی بھاری شے اُس پر آ بیٹھی ہے.. مشال کو نیند میں ہی سانس لینے میں دُشواری ہونے لگی، اُسنے گھبرا کر کروٹ بدلنا چاہی مگر اُسے یُوں محسوس ہوا جیسے اُسکا جسم مفلوج ہو گیا ہو.. اسکی چھٹی حس بیدار ہو رہی تھی مگر اسنے گمان کیا کہ شاید وہ یہ سب خواب میں ہی محسوس کر رہی ہے.. مگر اگر یہ خواب تھا تو بہت جان لیوا تھا.. خواب توڑنے کو اُسنے

گھبرا کر پلکیں وا کرنے کی کوشش کی مگر پلکوں پر بھی کچھ بوجھ سا تھا.. کسی کی گرم سانسوں کی تپش اُسے اپنے چہرے اور گردن پر شدت سے محسوس ہوئی تھی.. لمحے کے ہزارویں حصے میں اُسکے حواس بیدار ہوئے تھے.. کچی نیند کے خمار سے بھاری ہوتی آنکھیں پوری کھولتے ہوئے وہ کمرے میں پھیلے اندھیرے کی پرواہ کیے بنا خود پر جھکے اُس مرد کو پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی جسکے مقصد کا ادراک مثال کو اُس کے مضبوط ہاتھوں کی گرفت سے ہوا تھا.. اُسکا نازک دل ڈوب کر اُبھرا تھا.. "زا... وی.. بھا.. ئی..." اسکے لب پھڑ پھڑائے تھے.. آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں.. بنا وقت ضائع کیے اُس نے اپنی پوری جان لگا کر زاویار بیگ کو دھکا دیا تھا اور بیڈ سے نیچے اُتر کر اندھا دھند دروازے کی طرف بھاگی..

بیڈ پر گرا زاویار اس سے بھی زیادہ پھرتی سے سے اُٹھا تھا اور اسکے پیچھے لپکا جو دروازے تک پہنچنے سے پہلے ہی کمرے میں پڑے میز سے ٹکرا کر زمین پر گر چکی تھی.. ایک بھرپور قہقہ لگاتے ہوئے زاویار نے زمین سے اُٹھتی مثال کو جالیا.. مثال کی سانسیں رُکنے لگیں.. مارے خوف کے اسکا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تیار تھا..

"ارے ارے.. اتنی جلدی بھی کیا ہے میری جان.. یوں بھاگو گی تو میری پیاس مزید بڑھاؤ گی اور نتیجہ..؟؟ نتیجہ تم جانتی ہی ہع کہ میں تمہارا کیا حشر کروں گا..!" اسکی کمر میں سختی سے بازو حمائل کر کے وہ لائٹر کی روشنی میں اُسے واپس بیڈ پر لے آیا جبکہ وہ اسکی گرفت سے نکلنے کے لیے بُری طرح مچل رہی تھی..

"مم.. مجھے چھوڑ دیں... خدا کے لیے مجھے جانے دیں..!" وہ بے بس تھی، اُسے طنطنہ نہیں دکھا سکتی تھی اسی لیے روتے ہوئے گڑگڑائی تھی... زاویار بیگ اسکی سسکیاں نظر انداز کرتا دوبارہ اُس پر جھکا تھا..

"نن.. نہیں..پپ..پلیز مجھے جانے دیں.. "اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر مشال نے اُسے خود سے دور کرنے کی بھرپور کوشش کی.

"ایسے کیسے جانے دوں کمرہ تو تمہارا ہے.. جانا تو مجھے چاہیئے یہاں سے، اینڈ ڈونٹ یو وری سویٹ ہارٹ...میں ہی جاؤں گا تمہارے کمرے سے مگر... تمہارے اس خوبصورت چہرے پر سیاہی ملنے کے بعد..!"اسکے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ نفرت سے گویا ہوا.مشال نے اسکا چہرہ نوچنے کی کوشش کی جسے ناکام بناتے ہوئے زاویار نے اسکے حرکت کرتے دونوں ہاتھوں کو سختی سے اپنی مضبوط مٹھیوں میں قید کرتے ہوئے اسکے بازو بیڈ کی سطح سے لگا دیے..

مشال کا دل ڈوبنے لگا.. ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی.

"ایس...ایسا مم..مت کریں..مجھ پر رحم کک...کریں زا...وی..بھائی...پلیز مجھے..!"آنسوؤں کی آمیزش کے باعث مشال سے بولا نہیں جا رہا تھا.وہ بُری طرح بلک رہی تھی مگر مقابل انسان نہیں شیطان تھا..

"رحم ہی تو کر رہا ہوں، تم مجھ سے اتنی محبت کرتی ہو تو کم از کم مجھے اتنا تو کرنا چاہیئے تمہارے لیے کہ تمہیں ایک رات کا ساتھ ہی بخش دوں..!"زاویار کی بھاری آواز میں سفاکیت تھی.. گرفت میں شدت تھی..مشال بُری طرح چلائی تھی.

"نن..نہیں کرتی میں تم سے محبت.. چھوڑو مجھے ذلیل انسان.. چھوڑ دو مجھے..!"وہ چیختی ہوئی ہاتھ پاؤں مارنے کی پوری کوشش کر رہی تھی مگر کامیابی ناممکن ہی تو تھی..

زاویار پر اثر نہ ہوتے دیکھ وہ چلانے لگی..

"ماما.. ماما.. کہاں ہیں آپ.. مجھے بچالیں پلیز... ماما...!" وہ بچوں کی طرح بلک رہی تھی، تڑپ رہی تھی مگر اس گھر میں مشال کی پکار سننے والا کوئی نہیں تھا.. اور جو تھا وہ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اسکے وجود کے پرخچے اُڑا رہا تھا.

"تمہاری بدکردار ماں خود کو نہیں بچا سکی تو تمہیں مجھ سے کیا خاک بچائے گی..!" اسکے کان میں سرگوشی کرتا وہ درندگی کی انتہاؤں کو چھو رہا تھا. جب کہ بری طرح روتی تڑپتی مشال اب نڈھال ہو رہی تھی.

"ماما...!" وہ پورا زور لگا کر چیخی تھی، گلے میں خراشیں پڑ گئیں مگر وہ فریحہ بیگم کو پکارتی رہی.. اتنی اذیت تو اُسے اس روز بھی محسوس نہیں ہوئی تھی جب زاویار بیگ نے اُسے ٹھنڈے پانی میں ڈبویا تھا.. اس دن وہ موت سے بچنے کے لیے زاویار کے سینے سے لگی تھی اور آج وہ زاویار سے بچنے کے لیے موت کو گلے لگانا چاہتی تھی.. اُسے برباد کر کے وہ اب پرسکون سا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سگریٹ سلگا رہا تھا. وہ اسکی سسکیوں، کراہوں کو خوب انجوائے کر رہا تھا.. دل میں کہیں سکون سا اتر رہا تھا اسے تڑپتے، بلکتے، ہوئے دیکھ کر..

"سویٹ ہارٹ.. کیوں ناں لائٹس آن کروالی جائیں..؟؟ مجھے یقین ہے کہ مجھے اپنے اس قدر قریب دیکھ کر تمہیں بہت اچھا محسوس ہوگا..!" اندھیرے میں سگریٹ کے کش لگاتا وہ لائٹر کی روشنی میں مشال کا رویا رویا نڈھال چہرہ دیکھ رہا تھا. زاویار کی بات پر اسنے سرعت سے زمین پر پڑا کمبل لینے کی کوشش کی. آنکھوں میں خوف اترا تھا.. اس میں خود کو تباہ و برباد دیکھنے کی ہمت نہیں تھی..

"آہاں.. ابھی رات باقی ہے جانِ من..!" سلگتی ہوئی سگریٹ اسکے کان کی لو پر مسلتے ہوئے وہ دوبارہ اسکے قریب آیا تھا.. کان پر جلن محسوس کرتے ہوئے اسکی چیخیں نکل گئیں.. رو رو کر اسکا گلا بیٹھ چکا تھا.. اپنے حواس کھوتی مشال

نے ایک بار پھر مزاحمت کی کوشش کی تھی مگر باقی کوششوں کی طرح اسکی یہ کوشش بھی بے کار گئی تھی.. وہ ہزار کوششوں کے بعد بھی خود کو برباد ہونے سے نہیں بچا پائی تھی.

فتح کے نشے میں چُور وہ شیطان ساری رات اسکے وجود کو بکھیر تا رہا اور وہ بدنصیب ٹوٹتی چلی گئی. اُسے برباد کر کے بھی زاویار بیگ کو سکون نہیں ملا تب تھا.. سلگتی سگریٹ سے پہلے اُسکے بائیں رخسار پر اپنے نام کا پہلا حرف "Z" کنندہ کر ڈالا پھر صراحی دار شفاف گردن پر چمکتا تل مٹانے کو بڑی بے دردی سے گردن پر بھی "Z" لکھ ڈالا.. ادھ موئی ہوتی مشال اس بار کوئی مزاحمت نہیں کر پائی تھی.. بس، بند ہوتی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے رہے.. تکلیف شدید تھی مگر اسے احساس نہیں ہو رہا تھا..

جسم زخم زخم ہو رہا تھا، روح لہولہان ہو چکی تھی.. صبح کی روشنی پھیلنے سے پہلے وہ اسکا جسم اور روح داغدار کر کے جا چکا تھا.. زاویار بیگ ایک اور نشہ ٹرائی کر چکا تھا مگر مشال جیتے جی مر چکی تھی.. وہ جا چکا تھا.. ہاں وہ جا چکا تھا مگر اپنا کہا پورا کر کے گیا تھا.. وہ چلا گیا تھا مگر اسکے شفاف چہرے پر سیاہی ملنے کے بعد.. بڑی دلیری کا مظاہرہ کر کے گیا تھا کہ اسکے رخسار اور گردن پر اپنا نشان چھوڑ گیا تھا.. اسے کسی کا خوف نہیں تھا، فریحہ بیگم کا تو بالکل بھی نہیں.. شک و شبہہ کی کوئی گنجائش چھوڑی ہی نہیں تھی اُس نے.. وہ چاہتا تھا کہ جب فریحہ بیگم مشال کا حشر دیکھیں تو انہیں زاویار بیگ سے خوف محسوس ہو.. ہاں وہ انہیں بے بس دیکھنا چاہتا تھا.. ہمیشہ کی طرح مشال کو اپنی نفرت کا نشانہ بنا کر اسنے فریحہ بیگم کو چیلنج کیا تھا کہ جو کر سکتی ہو کر لو.. اور وہ کہاں کچھ کر سکتی تھیں.. کچھ بھی تو نہیں کر سکتی تھیں وہ... بیڈ پر پڑے مشال کے ساکت وجود میں زندگی کی کوئی رمق باقی نہیں تھی..

*****

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ آغا جان۔۔۔؟" ضیغم نے ان کی بات سُن کر قدرے ناگواری سے کہا۔ اس نے پوری کوشش کی تھی کہ اس کی آواز دھیمی رہے۔ کمرے میں موجود تینوں نفوس اس کی ناگواری کو بخوبی سمجھ رہے تھے۔

"اتنی کوئی انہونی بات تو نہیں کہہ دی میں نے۔۔۔" آغا جان نے نرمی سے کہا۔ اس معاملے میں نرمی برتنا لازمی تھا۔ شازمہ بیگم بڑے ضبط سے بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ ضیغم خود ہی آغا جان کو انکار کر دے گا اسی لیے وہ خود خاموش تھیں۔

"میرے لیے۔۔ آپ کی اس خواہش کی تکمیل ناممکنات میں سے ہے آغا جان۔۔۔" ضیغم نے نگاہ جھکا کر آہستگی سے کہا۔ عبدالرحمٰن فاروقی صاحب کی بوڑھی آنکھوں میں ویرانی اُتر آئی۔ اکرم صاحب کو ضیغم کی خودسری پر افسوس ہوا تھا مگر وہ خاموش رہے۔

"تمہارا مسلہ کیا ہے ضیغم۔۔؟ شادی۔۔۔؟ یا پھر۔۔۔ نشال۔۔۔؟" آغا جان نے سنجیدگی سے پوچھا۔ نشال کا ٹھکرایا جانا انہیں تکلیف سے دوچار کر رہا تھا۔

کیا آپ نہیں جانتے۔۔" ضبط سے لال پڑتی آنکھیں ایک پل کو بند کر کے وہ بولا تھا۔ کہہ کر اس نے آغا جان کو دیکھا۔

"اس بلاوجہ کی نفرت کو دل میں سموئے کب تک اس معصوم کو اذیت سے دوچار کرتے رہو گے۔؟"

عبدالرحمٰن نے قدرے غصے سے کہا۔

"بلاوجہ۔۔۔بلاوجی کی نفرت ہے یہ۔۔؟" ضیغم کی آواز میں اشتعال تھا۔

"جو بھی ہوا اس میں نشال کا کوئی قصور نہیں ہے بیٹا۔۔" اکرم صاحب آہستگی سے بولے۔ ضیغم کی پیشانی کے بلوں میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔

"اس کے ماں باپ کا تو ہے ناں۔۔ میں اسے ساری زندگی کے لیے اپنے ساتھ اپنے سامنے برداشت نہیں کر سکتا چاچو۔۔" ضیغم نے درشتگی سے کہا۔ اکرم صاحب سے زندگی بھر باپ کا پیار سمیٹنے کا باوجود اس نے انہیں ہمیشہ "چاچو" ہی کہا تھا۔ ضیغم کے الفاظ شازمہ بیگم کو پُر سکون کر رہے تھے۔

"تو یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے۔۔؟ نشال سے شادی نہیں کرو گے تم۔۔۔؟ یہ جانتے ہوئے بھی کہ۔۔۔ یہ میری دلی خواہش ہے۔۔" آغا جان نے بغور اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

ضیغم نے ایک پل کو اپنے لب بھینچ لیے۔

"معذرت کے ساتھ مگر آغا جان یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔" نگاہ چراتے ہوئے اس نے آہستگی سے کہا ۔شازمہ بیگم کے لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے کو مچلنے لگی۔ اکرام صاحب بے افسردگی سے گردن جھکالی۔

"ٹھیک ہے اپنی پسند بتادو پھر۔۔ اگلے ہفتے حمزہ (شازمہ کا بھانجا اور ملیحہ کا منگیتر) جرمنی سے واپس آرہا ہے۔ ملیحہ کی شادی کے لیے میں ایک مہینے بعد کی ڈیٹ دے رہا ہوں تمہاری خالہ کو۔۔ میں چاہتا ہوں کہ ملیحہ کے ساتھ تمہاری بھی شادی کر دی جائے۔۔" آغا جان نے سنجیدگی سے کہا۔ ضیغم کا دل آغا جان کے مان

جانے پر اداس ہوا تھا مگر اگلے ہی پل ضیغم نے دل کو ڈپٹ دیا۔

"میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ آپ نشال کے لیے کوئی لڑکا ڈھونڈ لیں۔۔ ملیحہ اور نشال کی شادی ایک ساتھ ہی کر دیں۔۔۔ میرا ابھی کوئی ارادہ نہیں ہے۔" دل کو اپنے ہی قدموں سے کچل کر اس نے سپاٹ انداز میں کہا۔ چہرہ بے تاثر تھا۔

"میں تمہاری ہر بات نہیں مانوں گا ضیغم تیس برس کے ہو چکے ہو تم تمہاری عمر میں دو بچوں کا باپ تھا میں۔۔ اور تم ہو کہ۔۔" بات کرتے کرتے وہ شدید اشتعال میں آ گئے۔ چہرہ سُرخ ہو رہا تھا۔ شازمہ کو درمیان میں بولنا پڑا۔

"اگر وہ ابھی نہیں چاہتا تو زور زبردستی مت کریں ناں بابا جان۔۔ ابھی آپ نشال کے لیے کوئی اچھا سا۔۔" اکرام صاحب نے ان کی بات کاٹ دی تھی۔

"آپ خاموش رہیں شازمہ۔۔" آغا جان کی غصے کے پیش نظر وہ ان کی بات کاٹنے پر مجبور ہو گئے۔

"اسے مت روکو اکرام۔۔۔ ضیغم اس کا بیٹا ہے بولنے کا حق رکھتی ہے یہ۔۔" آغا جان نے طنزیہ کہا۔

ضیغم نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"لیکن بہو۔۔ تمہیں جو کہنا ہے۔۔ جو بولنا ہے اپنے بیٹے کے بارے میں بولو۔۔۔ نشال کی فکر کرنے کے لیے ابھی میں زندہ ہوں۔۔" آغا جان نے دھیمی مگر سنجیدہ آواز میں انہیں بار آور کروایا تھا کہ نشال سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ عبدالرحمٰن صاحب کی بات پر وہ منہ بسور کر رہ گئی۔

"اگر میں نے انکار کر دیا ہے تو آپ یوں ناراض ہو جائیں گے مجھ سے۔۔؟" انہیں رُخ موڑتے بیٹھا دیکھ کر ضیغم نے قدرے نرمی سے پوچھا۔ آغا جان نے ایک سلگتی نگاہ اس پر ڈالی۔

"میں تم سے نہیں خود سے ناراض ہوں میرے شیر۔۔ خود پر افسوس ہے مجھے کہ میں نے اپنی نواسی کے لیے تم پر مان جتایا۔۔۔ تم پر حق جتایا۔۔ تم نے وہ مان توڑ کر میری چھوٹی سی گڑیا کو ارزاں کر دیا ہے۔ اس لیے خود سے خفا ہوں میں۔۔۔" وہ افسردگی سے بولتے ہوئے ضیغم کو شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں اُتار گئے۔

"آغا جان پلیز۔۔" وہ تڑپ کر گویا ہوا۔ مگر وہ ان سُنی کرتے وہاں سے اُٹھے تھے اور سٹڈی روم میں جا کر بند ہو گئے۔ ضیغم نے مدد طلب نظروں سے اکرام صاحب کی طرف دیکھا۔ شازمہ جانتی تھیں کہ ان کا بیٹا انکار کر چکا ہے تو اب اقرار نہیں کرے گا اس لیے مطمئن سی ہو کر اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

"چاچو آپ سمجھائیں آغا جان کو۔۔۔ جب میں اُسے پسند کرتا ہی نہیں تو میں شادی کیسے کر لوں؟" شازمہ بیگم کے جانے کے بعد وہ اکرام صاحب سے مخاطب ہوا۔

اکرام صاحب نے ایک سنجیدہ نظر اس کے الجھن زدہ چہرے پر ڈالی۔

"تمہیں یقین ہے کہ تم نشال کو پسند نہیں کرتے۔۔۔؟" اکرام صاحب نے سنجیدگی سے پوچھا۔ ضیغم کا چہرہ بے تاثر رہا۔

"مجھے یقین ہے کہ میں اسے سخت ناپسند کرتا ہوں۔۔۔!" اس نے لفظ "نفرت" استعمال کرنے سے خود کو روک لیا

تھا۔

کچھ دیر وہ اس کے چہرے پر چھائے کرخت تاثرات دیکھتے رہے پھر انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے، تم بے فکر رہو۔۔۔میں بابا جان کو سمجھا دوں گا۔۔۔اور رہی بات نشال کی تو۔۔۔نشال کے لئے میرے دوست نے مجھ سے اپنے بیٹے کے لیے بات کی تھی، میں نے بابا جان سے اسی بارے میں بات کی تھی مگر انہیں تم۔۔تم سے بڑھ کر کوئی غیر کیونکر نشال کے لئے عزیز ہو سکتا ہے۔۔۔لیکن خیر۔۔۔تم بے فکر ہو جاؤ۔۔۔ میں سب دیکھ لوں گا۔۔۔"اکرام صاحب نے دھیمی آواز میں، غیر دانستہ طور پر اسے نشال کے متعلق باخبر کر دیا تھا۔۔۔

ضیغم نے ان کی بات پر اپنے دانت بھینچ لئے۔خاموش دھڑکتے دل نے ایک قہقہہ لگایا تھا۔۔رگوں کو کاٹتا ہوا، بے درد قہقہہ۔۔۔۔۔

"ہوں۔۔۔یہی بہتر ہے۔۔۔"آہستگی سے کہہ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اکرام صاحب نے پرسوچ نظروں سے جاتے ہوئے ضیغم اجلال کو دیکھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرد عورت کو فقط جسم سمجھ لیتے ہیں

روح بھی ہوتی ہے اس میں، یہ کہاں سوچتے ہیں۔۔۔؟

روح کیا ہوتی ہے اس سے انہیں مطلب ہی نہیں

وہ تو بس تن کے تقاضوں کا کہا مانتے ہیں

روح مر جائے تو ہر جسم ہے چلتی ہوئی لاش

اس حقیقت کو سمجھتے ہیں نہ پہچانتے ہیں

زاویار بیگ انہیں گیٹ پر ہی ڈراپ کر کے اپنے فرینڈز سے ملنے چلا گیا تھا کیونکہ بقول اس کے، "میرے دوست میری ایک دن کی جدائی سے ہی پاگل ہو گئے ہوں گے میں ان سے مل کر آتا ہوں۔۔۔" جبکہ ارشد بیگ ابھی دو دن مزید کسی بزنس ڈیلنگ کے سلسلے میں بر منگھم رکنے والے تھے سو وہ مشال کی خاطر، ایک دن میں ہی واپس آگئی تھیں۔۔ ڈپلیکیٹ چابی سے گھر کا دروازہ کھول کر وہ اندر چلی آئیں۔۔ ہینڈ بیگ لیونگ روم میں پڑے صوفے پر رکھتے ہوئے وہ خود بھی صوفے پر ڈھے سی گئیں۔۔

"مشال۔۔۔ مشی بیٹا۔۔۔؟" صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے انہوں نے مشال کو پکارا۔ جواب ندارد۔۔۔ انہوں نے گردن پیچھے کر کے گھمائی اور مشال کے کمرے کے ادھ کھلے دروازے کی جانب دیکھا۔۔

"اوہ۔۔۔ آج تو اس کا پہلا پیپر تھا۔۔۔!" دفعتاً انہیں خیال آیا۔۔

فریحہ بیگم نے سامنے دیوار پر لگی گھڑی میں ٹائم دیکھا۔ صبح کے نو بج رہے تھے۔۔ وہ بر منگھم سے سات بجے کے بعد ہی نکل پڑی تھیں۔۔۔ مشال کی یونیورسٹی دس بجے کے بعد ہی سٹارٹ ہوتی تھی۔۔۔ انہیں تھوڑی تشویش ہوئی۔۔ شاید وہ ابھی تک سو رہی تھی۔۔۔ اپنی کنپٹیاں دباتے ہوئے انہوں نے مشال کے کمرے کا رخ کیا۔۔۔ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی وہ اس کے بیڈ روم کے دروازے کے پاس آکر رکیں۔۔۔ پھر ادھ کھلا دروازہ دھکیل

کر اندر داخل ہو گئیں۔۔واش روم کے دروازے کے پاس سے گزر کر وہ اندر کی طرف آگئیں۔۔۔سامنے ہی وہ بیڈ پر آڑھی ترچھی جس حالت میں پڑی ہوئی تھی، دیکھ کر فریحہ بیگم کی چیخیں نکل گئیں۔۔۔وہ تڑپ کر اس کی طرف لپکیں جو کسی زندہ لاش سے کم نہ لگ رہی تھی۔۔

"مشال۔۔۔مشی آنکھیں کھولو۔۔۔!"بے تابانہ اس کا چہرہ تھپکتے ہوئے وہ چلا رہی تھیں۔۔۔زمین پر پڑا کمبل اٹھا کر انہوں نے کس ضبط سے اپنی بیٹی کے وجود کو ڈھانپا تھا کوئی ان کے دل سے پوچھتا جو پھٹنے کو تیار تھا۔۔۔

"مشال۔۔۔مشال۔۔۔آنکھیں کھولو میری جان۔۔۔!"اسے پکارتے ہوئے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔دفعتاً ان کی نگاہ اس کے بائیں رخسار پر پڑی۔۔سیاہ بالوں کی لٹیں رخسار سے چپکی ہوئی تھیں۔۔فریحہ بیگم نے کپکپاتے ہاتھوں سے وہ لٹیں اس کے چہرے سے ہٹانے کی کوشش کی۔۔ان کے دل پر ہاتھ پڑا تھا۔۔گال بری طرح جلا ہوا تھا۔۔انگریزی کا حرف۔۔۔"Z"بڑا واضح تھا۔۔

"زاویار۔۔۔"ان کے لب پھڑپھڑائے تھے۔۔۔فریحہ بیگم نے روتے ہوئے اپنے ماتھے کو پیٹ ڈالا۔۔۔

"یااللہ۔۔۔میری معصوم بچی۔۔۔میری مشال۔۔۔بے قصور تھی اللہ جی۔۔۔!"وہ بڑبڑاتے ہوئے سسک رہی تھیں۔۔۔مشال ان کی آہوں، سسکیوں سے بے بہرہ ہوش و خرد سے بے گانہ تھی۔۔۔

فریحہ بیگم نے سائیڈ ٹیبل پر پانی کے جگ کے لئے نگاہ دوڑائی جو ذرا فاصلے پر ٹوٹا پڑا تھا۔۔۔کتنا تڑپی ہو گی ان کی بیٹی۔۔۔کس کس طرح نہ اس نے اپنے بچاؤ کی کوششیں کی ہوں گی۔۔۔سوچ کر ہی فریحہ بیگم کا دل خون ہونے لگا۔۔۔وہ گرتی پڑتی، بھاگتی ہوئی کچن تک گئی تھیں اور جگ میں پانی لے کر آئی تھیں۔۔

جگ سے پانی لے کر اس کے چہرے پر چھینٹیں مارتے ہوئے ان کے ہاتھ بے جان ہو رہے تھے۔۔۔

"مشال۔۔۔ آنکھیں کھولو میری جان۔۔۔ دیکھو میں آگئی ہوں۔۔۔!" اس کی پلکوں میں جنبش ہوتی دیکھ، وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔۔ پانی کا جگ ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین بوس ہوا تھا۔۔ چھناکے کی آواز پیدا ہوئی تھی جس سے وہ ہوش میں آئی تھی۔۔۔

"چھوڑو۔۔۔ چھوڑ دو مجھے۔۔۔ جانے دو مجھے۔۔۔!" بری طرح چیختے ہوئے مشال نے ان کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹائے تھے۔۔ وہ آنکھیں بند کئے چلا رہی تھی۔۔

"مشی۔۔۔ مشی آنکھیں کھولو بیٹا۔۔۔ میں ہوں تمہاری ماما۔۔۔!" وہ اس کے حرکت کرتے ہاتھوں کو نرمی سے پکڑتے ہوئے محبت سے کہہ رہی تھیں۔۔ مگر وہ سن کہاں رہی تھی۔۔

"نہیں۔۔۔ خد۔۔۔ خدا کے لئے۔۔۔ رحم کرو۔۔۔ بب۔۔۔ بخش دو۔۔ مم۔۔۔۔ مجھے۔۔۔ چھوڑ دو۔۔۔۔" وہ روتے ہوئے آنکھیں میچے چلا رہی تھی۔۔ فریحہ بیگم کا دل خون ہونے لگا۔۔ آنکھیں مسلسل لہو برسا رہی تھیں۔۔۔

"خدا کرے تمہارے پاس کچھ نہ رہے زاویار۔۔۔ کسی کی موت تمہیں آجائے۔۔۔ مر جاؤ تم۔۔۔!" وہ سسکتے ہوئے زاویار کو کوس رہی تھیں۔۔۔۔

"مشی میری جان۔۔۔ ایسے مت کرو، اپنی ماما کی طرف دیکھو میری چندا۔۔۔" انہوں نے بلکتی ہوئی مشال کے گال سہلائے۔۔۔ وہ نفی میں گردن ہلاتی مسلسل فریاد کر رہی تھی۔۔۔

"چھوڑ دو۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں پلیز۔۔۔ ماما۔۔۔ ماما۔۔۔ کہاں۔۔۔ ہیں۔۔۔ آپ۔۔۔؟" وہ تڑپ رہی تھی۔۔

فریحہ بیگم نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا۔۔

"مشال۔۔۔ ہوش میں آؤ۔۔۔" وہ چلائی تھیں۔۔ اپنی ماں کی آواز سن کر اس نے جڑی ہوئی پلکیں وا کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مشال نے آنکھیں کھول کر خود پر جھکی، روتی ہوئی فریحہ بیگم کو پہچاننے کی کوشش کی۔۔ انکی آنسو لٹاتی آنکھیں دیکھ کر اسکی چھٹی حس نے اسے باور کروا دیا تھا کہ جو کچھ اس پر بیت چکا ہے وہ کوئی خواب نہیں حقیقت ہے.. پھوڑے کی طرح دکھتے بدن سے بے پرواہ اس نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی تو اسکی چیخیں نکل گئیں.. فریحہ بیگم نے اُسے سینے سے لگانا چاہا تو وہ بدک کر پیچھے ہٹی اور بیڈ کراؤن سے جا لگی.

"مم... میرے پاس مت آؤ.. چلے جاؤ یہاں سے..!" وہ حلق کے بل چیخی تھی.. بائیں گال پر کندہ "Z" میں ٹیسیں سے اٹھنے لگیں.. گردن پر شدید جلن کا احساس ہوا تھا مگر اپنے زخموں کی پرواہ کیے بنا وہ اپنا چہرہ کمبل میں چھپانے کی کوشش کر رہی تھی.

"مشال.. میری جان.. میں.. میں ہوں، تمہاری ماں.. ادھر دیکھو میری طرف دیکھو..!!" اسکے بکھرے بال اسکے چہرے سے ہٹاتے ہوئے وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولیں.. مشال نے آنکھیں ذرا سی کھول کر انکی جانب دیکھا..

"م... ماما..." اسکے لب پھڑ پھڑائے تھے.. اگلے ہی پل وہ تڑپ کر انکے سینے سے لگی تھی..

"ماما آپ کہاں تھیں.. کک.. کیوں نہیں... آئیں آ.. آپ.. مم.. میں.. نے آپکو.. ساری.. رات.. پکارا ماما.. مم.. مگر آپ نہیں.. آئیں.. کیوں نہیں آئیں ماما.. کیوں نہیں آئیں..!!" انکے سینے سے لگی وہ تڑپ تڑپ کر کہتی

انکا دل چیر رہی تھی..وہ روتے ہوئے اسکی پیٹھ سہلاتی رہیں.. دل غم سے پھٹ رہا تھا.

"مم..میں نے آپکو کہا تھاناں مت جائیں.. آپ نے میری بات کیوں نہیں مانی ماما..؟؟ کیوں چلی گئی تھیں آپ...؟؟ دیکھیں اس نے مجھے لوٹ لیا ماما... مجھے نوچ لیا.. میرا دم گھٹ رہا تھا.. مجھے سانس نن.. نہیں آرہی تھی.. لگ رہا تھا..جج.. جیسے مم..میں مر جاؤں گی،..مم.. مگر... مجھے موت بھی نہیں آئی ماما...وہ..درندہ...اس نے مجھ پر..ر...رحم نہیں کیا.. نہیں کیا ماما...وہ درندہ...."بولتے بولتے اسکی ہچکیاں بندھ گئی تھیں.. فریحہ بیگم کو لگ رہا تھا وہ اپنے حواس کھو دیں گی.

"مشال...مشی کچھ نہیں ہوا میری جان..کچھ بھی نہیں ہوا.."اسکے آنسو نرمی سے صاف کرتے ہوئے وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے سمجھا رہی تھیں..اسے اس فیز سے باہر نکالنے کا وقتی طور پر انکے پاس جیسے کوئی حل نہیں تھا.

"آپ کو کیا پتا ماما.. آپکے پیچھے کیا کیا ہو گیا.. آپکی مم..مشی.. آپکی مشال...ماما وہ مر گئی..اسے مار دیا گیا..بابا کے بیٹے نے...اس نے میرا قتل کر دیا ماما..مجھے مار دیا..مر گئی میں..اللہ..کاش مجھے موت ہی آجاتی..!"وہ کہتے ہوئے ہذیانی ہو رہی تھی..اپنے بال نوچتے ہوئے وہ بین کر رہی تھی..اپنا چہرہ پیٹتے ہوئے وہ بایاں گال ادھیڑ چکی تھی..

"مشی..رک جاؤ..مت کرو میری جان..!"فریحہ بیگم نے ہوش میں آتے ہوئے اسکے حرکت کرتے ہاتھ تھامنے چاہے جسکا گلا بہت زیادہ رو چکنے کے باعث بیٹھ چکا تھا.

"ماما مجھے زہر لا دیں..میرا گلا گھونٹ دیں..مجھے مار دیں ماما..میرے حواس چھین لیں مجھ سے..پلیز مجھے پاگل ہو جانے دیں..یہ ہوش...یہ حواس میری روح کو کاٹ رہے ہیں..مجھے لگ رہا ہے..جج..جیسے..میرا پورا جسم..

آگ میں جل رہا۔۔ ہے۔۔بہت درد ہو رہا ہے ماما۔۔۔مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔۔مجھے اس تکلیف سے آزاد کر دیں۔۔۔مجھے ہوش میں نہیں رہنا ماما۔۔ نہیں رہنا۔۔!" سر نفی میں ہلاتے ہوئے وہ ان سے التجا کر رہی تھی۔۔

"تم۔۔میرے ساتھ ہاسپٹل چلو۔۔!" اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے انہوں نے اسے نرمی سے کہا۔

"میں کہیں نہیں جاؤں گی۔۔!" وہ دکھتے گلے سے چلائی تھی۔۔

"لوگوں کو اپنا تماشا نہیں دکھاؤں گی۔۔سنا آپ نے۔۔؟؟مم۔۔مجھے یہیں۔۔اسی کمرے میں کہیں دفن کر دیں آپ۔۔ ہاں ماما ہاں۔۔یہی بیسٹ ہے۔۔چھپا دیں مجھے۔۔چھپا دیں پلیز۔۔!" وہ پاگلوں کی طرح آنکھیں پورے کمرے میں گھماتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ فریحہ بیگم کا دل ڈوبنے لگا۔۔انکی جوان بیٹی اپنے حواس گنوا رہی تھی۔۔

"مشال۔۔" انہوں نے اسکا رخسار سہلایا۔۔۔وہ بند ہوتی آنکھوں سے انہیں پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی۔۔بھاری ہوتی آنکھوں کو کھولنے کی ناکام کوشش کرتی مشال ہوش و خرد سے بے گانہ ہو گئی۔

*****

"خود پر افسوس ہو رہا ہے مجھے کہ میں نے اپنی نواسی کے لیے تم پر مان بتایا۔" آغا جان کی تاسف زدہ آواز اسکے کانوں میں گونج رہی تھی جانے کیوں اس لڑکی سے منسلک ہر واقعہ، ہر بات اسکی یادداشت میں محفوظ رہ جاتی تھی اور پھر تنہائی میں وہ آوازیں، وہ احساسات، وہ لمحات اسے ستایا کرتے تھے وہ آغا جان کو انکار تو کر آیا تھا مگر اکرام صاحب کی نشال کے پرپوزل سے متعلق کی گئی بات بار بار اسکے کانوں میں سنائی دے رہی تھی وہ سر جھٹک دینا چاہتا تھا مگر کم بخت یادداشت۔۔۔!دلی غبار نکالنے کو اس نے ہمیشہ کی طرح آج بھی پھر سگریٹ سلگالی وہ اس وقت

کو پچھتا رہا تھا جب وہ آغا جان کی ناراضگی دور کرنے فاروقی ہاؤس آیا تھا۔۔۔

دو، دن پہلے رات کے دوسرے پہر جب اس کا دل بے حد بے چین ہو رہا تھا اس نے آغا جان کو کال ملائی تھی اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے آغا جان کے کمرے میں کوئی اور بھی موجود ہے مگر دوسری جانب سے صرف آغا جان کی آواز پا کر وہ بھی ان سے باتیں کرنے لگا تھا ان سے بات کرنے کے دوران جانے کیوں بار بار اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے نشال علوی آغا جان کے پاس ان کے کمرے میں موجود ہے اور پھر آغا جان کا ایک دم اٹک کر پھر روانی سے اسکے گئے دنوں کا حساب دینا۔۔ کسی کی دھیمی سانسوں کی آواز۔۔۔ اور پھر جب اس نے اپنے وہم کا اظہار کیا تو آغا جان کا ناراض ہو جانا اور کال ڈسکنیکٹ کر دینا سب کچھ الجھا ہوا تھا۔۔ ضیغم تبھی شش و پنج میں پڑ گیا تھا اور آج صبح جب وہ وقت نکال کر ان سے ملنے آ ہی گیا تھا تو شام تک اسکا نشال سے سامنا ہی نہیں ہوا تھا جانے انجانے میں اسکے سامنے کا منتظر رہا تھا مگر اب جو آغا جان نے اسے سامنے نشال سے شادی کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا تو وہ انتظار بھی گیا تھا وہ جو غیر دانستہ طور پر اس کی دید کا منتظر تھا اب جیسے کچھ باقی نہیں رہا تھا سگریٹ کا دھواں منہ سے نکالتے ہوئے وہ اندرونی اشتعال پر قابو پانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا عجیب سی حالت ہو رہی تھی وہ سوچ چکا تھا کہ صبح ہوتے ہی وہ واپس چلا جائے گا۔ دل عجیب سے انداز میں دھڑک رہا تھا جیسے اسے ضیغم اجلال پر شدید غصہ ہو مگر دل کے غصے کی پرواہ کب کی تھی اس نے۔۔۔۔۔ سگریٹ پر سگریٹ پھونکتے ہوئے وہ شدید اذیت سے دوچار ہو رہا تھا آنکھوں میں لہو اتر رہا تھا دل بے چینی کی حکاتیں وہ سننا نہیں چاہتا تھا مگر آج وہ چیخ چیخ کر بول رہا تھا۔۔

کبھی جب یاد آتے ہو

تو بس تنہائی کے عالم میں

سمجھائی کچھ نہیں دیتا

دکھائی کچھ نہیں دیتا

تمھاری آنکھوں کا جو عکس

ہر پل میرے ساتھ رہتا ہے

تمھاری بانہوں کا وہ لمس

مجھے محسوس ہوتا ہے

کہ جب جب سوچا ہوں میں

تمھیں مجھ سے دور جانا ہے

مجھے سب کچھ

ادھورا سا لگتا

نہ موسم دل کو بھاتا ہے

خاموشی کا پیراہن

اوڑھ کر یہ دل

بے حسی سے دھڑکتا ہے

نہ دھڑکن تیز ہوتی ہے

تمھیں کیسے بتاؤں جاناں

دکھائی کچھ نہیں دیتا

سمجھائی کچھ نہیں دیتا

ضیغم نے غصے سے ڈریسنگ ٹیبل پر ہاتھ مار کر پرفیوم زمین پر گرا دیا سگریٹ سے اپنا جگر جلاتے ہوئے بھی اسے چین نہیں آرہا تھا دفعتاً اسکا روم ڈور ناک ہوا تھا ضیغم نے پلٹ کر بند دروازے کی طرف دیکھا ڈور لاک نہیں تھا اس سے پہلے کہ وہ "ہوں" یا "ہاں" کرتا کوئی دروازہ کھول کر دھڑلے سے اندر آگیا تھا ضیغم نے سلگتی نظروں سے اندر آنے والی ہستی کو دیکھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

رفوگر!

رفوگر!

دھیان سے

یہ زخم خنجر کے نہیں

اجڑے ہوئے خوابوں کی رسوائی کے ہیں

اِنھیں چھُونا نہیں

اِن کی تہوں میں جھانک کر

دردِ مسلسل کے دھڑکنے کو پرکھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے...

ہاں اسکے خواب اجڑ چکے تھے.. کچی آنکھوں کے خواب اب جو ٹوٹے تھے تو بہت چبھ رہے تھے.. اسے اپنی جلتی آنکھوں سے لہو بہتا محسوس ہو رہا تھا.. ہائے یہ یکطرفہ محبت...

نارسائیوں کے عذاب..

بے اعتنائیوں کی ماریں جو وہ شخص بچپن سے اسے مارتا آرہا تھا..

جانے کیوں ہو گئی تھی اس سنگدل سے محبت..!!!

کیا وہ واقعی اس سے اتنی نفرت کرتا تھا..؟؟

کیا وہ واقعی اتنی ناقابل برداشت تھی ضیغم اجلال کے لیے کہ اس نے ناصرف اسے اپنانے سے انکار کر دیا تھا بلکہ کسی بوجھ کیطرح اپنے سر سے اتارنے کو اپنے دوست کا رشتہ بھی پیش کر دیا تھا اسکے لیے.. نشال کے لیے اپنی سسکیاں روکنا مشکل ہو رہا تھا.. وہ بیڈ سے اتر کر کھڑکی کے پاس آکھڑی ہوئی.. سرعت سے کھڑکی کے پردے ہٹا کر اس نے آسمان پر چمکتے چاند کو دیکھا.. بچپن سے ہی اس کا دل اس چمکتے چاند سے سرگوشیاں کیا کرتا تھا.. پھر آہستہ آہستہ چاند میں اسکا چہرہ بھی دِکھنے لگا تھا مگر آج.. آج وہاں.. چاند کی چمک میں وہ چہرہ نہیں تھا.. آج چاندنی تنہا تھی جیسے نشال تنہا ہو گئی تھی.. اپنی کم مائیگی کے شدید احساس سے مغلوب ہو کر نشال بلکنے لگی..

"کیوں کی میں نے محبت... کیوں..؟؟" وہ خود سے ہی شکوہ کر رہی تھی.. اسکا دل شدت سے چاہ رہا تھا کہ اپنی ماں

کے گلے لگ کر اپنے ٹوٹے دل پر ان سے مرہم رکھوا لے.. مگر دل کی کچھ خواہشات ناممکنات میں سے ہی تو ہوتی ہیں..!!

شفاف پانی موتیوں کی صورت اسکی آنکھوں سے نکلتا ہوا رخساروں پر بکھر رہا تھا.. دل کا درد حد سے سوا تھا.. ملیحہ کی آواز کہیں آس پاس سنائی دے رہی تھی..

"بھائی نے شادی سے انکار کر دیا ہے.. اور آغا جان نے ان کا فیصلہ قبول کر لیا ہے..!"

نشال نے بے بسی کے شدید احساس تلے اپنی غلافی آنکھیں میچ لیں..

"ایک اور بیڈ نیوز ہے.. کل تمہیں دیکھنے کے لیے بھائی کے فرینڈ کے گھر والے آرہے ہیں.. بھائی نے ہی، تمہارے لیے یہ پروپوزل پیش کیا ہے..!" ملیحہ کو جہاں تک معلومات تھیں وہ اسے بتا رہی تھی.

نشال نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ملیحہ کا چہرہ دیکھا تھا جسکی آنکھوں میں نشال کے لیے نمی تھی.. نشال نے آنکھیں کھول کر کمرے کی چھت کو گھورا.. وہ ہی نمی اب اسکی آنکھوں سے آنسو بن کر بہہ رہی تھی..

"آغا جان میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے..!!" نشال کو اپنے کہے گئے الفاظ یاد آرہے تھے.. بدلے میں ملیحہ نے اسے گلے لگا لیا تھا مگر تب اسکی آنکھوں میں آنسو نہیں آئے تھے.. کیونکہ تب اسے یقین ہی نہیں آیا تھا مگر اب جب جیسے جیسے رات گہری ہو رہی تھی، مشال کی دھڑکنیں سست پڑ رہی تھیں.. سانسوں کی رفتار دھیمی ہوتی جا رہی تھی.. وہ گھبرا کر اُٹھ بیٹھی.. نشال کو لگا اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی ہے.. عجیب سی گھٹن کا احساس ہو رہا تھا.

بہت زیادہ رو چکنے کے باعث اسکا سر بھاری ہو رہا تھا مگر نیند دکھتی آنکھوں سے کوسوں دور تھی.. معاً اسکے دماغ میں بجلی کا ایک کوندا لپکا تھا.. بے دردی سے آنسو صاف کرتی وہ سرعت سے اپنے کمرے سے باہر آئی تھی. بنا سوچ سمجھے، رات کے دوسرے پہر اسکے قدم ضیغم اجلال کے کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے.. وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس وقت جاگ رہا ہو گا یا نہیں.. مگر آج وہ اپنی یہ اذیت ختم کر دینا چاہتی تھی.. پورے گھر میں نائٹ بلبز روشن تھے.. چہار سُو خاموشی کا راج تھا. اسکے کمرے کے دروازے کے باہر رکتے ہوئے اس نے ڈور ناک کیا تھا. نشال کو احساس ہوا کہ دروازہ کھلا ہوا ہے.. اسکی اجازت کا انتظار کیے بنا وہ اندر داخل ہو گئی. سامنے ہی وہ ڈریسنگ ٹیبل کے پاس کھڑا زمین پر ٹوٹی پرفیوم کی شیشیوں کو گھور رہا تھا. اسکے اندر جانے پر نگاہ اُٹھا کر اسکی جانب متوجہ ہوا تھا.. نشال کو اس وقت اپنے روم میں دیکھ کر اسکی آنکھوں میں اشتعال اتر آیا تھا.. اس نے سلگتی نظروں سے نشال کے سرخ چہرے کی طرف دیکھا جو اسکے بہت زیادہ رو چکنے کی غمازی کر رہا تھا..

اسکی سوجی ہوئی آنکھیں دیکھ کر دل نے کروٹ لی تھی. ضیغم کے غصے میں اضافہ ہونے لگا. وہ چند قدموں کا فاصلہ طے کر کے اسکے سامنے آ رُکا.

"کیا لینے آئی ہو یہاں..؟؟" اپنی لہو رنگ آنکھیں اسکی گلابی آنکھوں میں ڈال کر وہ درشتگی سے پوچھ رہا تھا. نشال نے بے تاثر نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا.

"جواب لینے آئی ہوں..!" وہ سنجیدگی سے بولی، چہرہ سپاٹ تھا.

"میں تمہیں کسی قسم کا جواب دینے کے لیے پابند نہیں ہوں..!" ضیغم نے سرد مہری سے کہا.

"پابند ہیں آپ.. ہیں آپ پابند.. جب پچھلے بیس سالوں سے میری جھولی میں، میرے بناء مانگے اپنی نفرت کے چبھتے ہوئے سکے ڈال سکتے ہیں تو مجھے جواب بھی دے سکتے ہیں.. جواب چاہئیے مجھے.. کیا قصور ہے میرا، کیوں کرتے ہیں مجھ سے نفرت.. کیوں..؟؟" ضیغم کی سرد مہری پر وہ پھٹ پڑی..

"اپنی آواز نیچی رکھو.. اور میری بجائے اپنی ماں سے جا کر جواب لو.. وہ تمہیں تمہارے سوال کا بہتر جواب دے سکتی ہیں.." ضیغم نے تنفر سے کہا.

"نفرت آپ کرتے ہیں تو جواب بھی آپکو ہی دینا پڑے گا..!" نشال نے اپنی نم ہوتی پلکیں جھپک کر کہا. اسکی سوجی ہوئی غلافی آنکھیں ضیغم کی آنکھوں کی سرخی میں اضافہ کر رہی تھیں.

"یہاں سے چلی جاؤ..!" اپنا رخ موڑتے ہوئے اس نے سختی سے کہا.

"نہیں جاؤں گی میں..!" نشال کے رُکے ہوئے آنسو پھر سے بہنے لگے.

"میں آپکے دوست سے شادی نہیں کروں گی ضیغم.. میں.. میں آپ سے محبت کرتی ہوں.!!" اسکے سامنے آتے ہوئے وہ روتے ہوئے بولی. ضیغم کا دل شدت سے دھڑک اُٹھا. اپنے لب بھینچتے ہوئے اس نے حیرت سے نشال کی جانب دیکھا تھا.. پھر اگلے ہی پل اسکے چہرے پر چٹانی سختی در آئی..

"مجھے تم سے اسی قسم کی گھٹیا گفتگو کی توقع تھی.." ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولتا وہ اسکا دل دہلا گیا تھا مگر اس نے خود کو بظاہر پر سکون ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی.

"بہت سہہ لی آپکی نفرت اور بہت برداشت کر لی آپکی بے رخی.. اب اور نہیں ضیغم.. میں جو کہہ رہی ہوں.. ہر

صورت وہ ہی کروں گی.. میں کسی اور سے شادی نہیں کروں گی..!"مضبوط لہجے میں بولتی وہ اسکے غیض وغضب کو آواز دے گئی تھی.

"بکواس بند کرو اپنی اور نکلو میرے کمرے سے.. دفع ہو جاؤ یہاں سے..!"اسکی دیدہ دلیری پر وہ شدید طیش میں آگیا اور اسکا ہاتھ تھام کر اسے دروازے کیطرف دھکیلا..

"ضیغم پلیز.. سٹاپ ڈوئنگ دس.. محبت کرتی ہوں آپ سے.. اس محبت کو میری سزا مت بنائیں.. میں منافق نہیں ہوں، جب محبت آپ سے ہے تو شادی کسی اور سے کیسے کر لوں..؟؟"بولتے بولتے اسکا گلا رندھ گیا.

"یہ میرا سر درد نہیں ہے کہ تم کس سے محبت کرتی ہو..میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں تم سے، تمہاری شکل شکل سے، تمہارے نام سے بھی نفرت کرتا ہوں.. سن لیا تم نے.. اب نکلو یہاں سے..!"اسکا ہاتھ مروڑتے ہوئے درشتگی سے کہتا وہ سفاکیت کی انتہا کر گیا تھا. نشال کی آنکھوں میں تیزی سے آنسو آئے تھے. تکلیف بازو میں اُٹھتے درد کی نہیں تھی، تکلیف ضیغم اجلال کے الفاظ کی تھی جو اسکی روح تک کو گھائل کر گئے تھے.. نشال کے اعترافِ محبت کے جواب میں آج اسنے اعترافِ نفرت کیا تھا..

"آپکی نفرت میری محبت نہیں مٹا سکتی ضیغم.. آپ اگر نفرت کرتے ہیں تو میری بھی سن لیں، میں آپ سے، آپکی خوشبو سے.. آپکے نام سے.. آپ کے پیروں کی دھول سے بھی محبت کرتی ہوں.. سنا آپ نے.. محبت کرتی ہوں میں..!"محبت سے چُور لہجے میں کہتی ہوئی وہ اسکے قدموں میں بیٹھتی چلی گئی.. وہ سرعت سے اُس سے دور ہوا.. ضیغم کا ضبط ختم ہو رہا تھا کیونکہ آج اسکا دل اپنا ضبط ہار رہا تھا.. جبکہ سسکتی ہوئی نشال جیسے آج اپنا سب کچھ ہار بیٹھی

تھی.

"یہاں سے اُٹھو اور اپنے کمرے میں جا کر یہ آنسو بہاؤ.. چلی جاؤ میرے کمرے سے اس سے پہلے کہ میں سب کو یہاں بلا کر تمہارا یہ بدصورت چہرہ دکھاؤں..!" اپنے دل پر کڑے پہرے بٹھاتے ہوئے وہ سرد مہری سے بولتا خود کو ہی تکلیف پہنچا رہا تھا. مگر نشال کو بھی جیسے ضد ہو چلی تھی. کھڑے ہوتے ہوئے وہ دوبارہ میدان میں اتری.

"میں بدصورت ہوں..؟؟ مجھے بدنام کریں گے آپ..؟؟" اسکے قریب آتے ہوئے وہ رندھی ہوئی آواز میں پوچھ رہی تھی.

"آپ مجھے ذلیل و رسوا کریں گے..؟؟" وہ جیسے اسے چیلنج کر رہی تھی. ضیغم تو اسکی دیدہ دلیری پر حیران ہو رہا تھا جو اسکے قریب آ کر اب اسکے شانے پر ہاتھ رکھ چکی تھی..

"بلا لیں سب کو.. دکھا دیں میرا بدصورت چہرہ.. آج نفرت کی انتہا کر دیں ضیغم.. آپ کے توسط سے ملی ذلت بھی قبول ہے..!" ٹھہر ٹھہر کر بولتی وہ ضیغم اجلال کو ساکت کر گئی تھی. ضیغم نے اپنی نم ہوتی پلکوں کو جھپکتے ہوئے نشال کی پلکوں پر اترتی نمی کو دیکھا. وہ بہت زیادہ ضبط کر رہا تھا شاید اسی لیے اسکے ہونٹ سرخ ہو رہے تھے.. پلکیں بھیگی بھیگی سی لگ رہی تھیں.. آنکھوں کے سرخ ڈورے گہرے ہو گئے تھے.. نشال کو امید تھی کہ وہ اسکا ہاتھ جھٹک کر اسے خود سے دور کر دے گا.. اور یہی وہ چاہتی بھی تھی کیونکہ دل اسکی قربت پر بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا. مگر اگلے ہی پل اسکے ہوش اُڑ گئے جب ضیغم نے اسکی نازک کمر میں بازو حمائل کر کے اسے خود سے قریب ترین کر لیا. نشال کا دل ڈوب کر ابھرا..

"رات کے دوسرے پہر، کسی غیر مرد کے کمرے میں آنے کا مطلب سمجھتی ہو تم..؟؟"اسکی وحشت زدہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولتا وہ نشال علوی کے دل کی دھڑکنیں تیز کر گیا تھا.. ضیغم کا سرخ چہرہ نشال کے بے حد قریب تھا..اسکی گرم سانسوں کی تپش اسے اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی..نشال کی جان جانے لگی، پل میں ہی چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگی تھیں.

"آ... آپ ایسے نہیں ہیں..!"نشال نے پوری کوشش کی کہ اسکا لہجہ نہ ڈگمگائے..

"لیکن تم تو ایسی ہی ہوناں..؟؟اتنی ہی حسین کہ کوئی بھی دن دیہاڑے تمہیں دیکھ کر اپنے حواس کھو سکتا ہے.. اب تو پھر رات ہے..سہانی، ٹھنڈی...چاندنی میں بھیگی میٹھی رات..!!"سرد لہجے میں بولتا وہ نشال علوی کو حیران کر گیا..اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہونے لگی..نشال نے اس سے دور ہونے کے لیے اپنی پوری طاقت کا استعمال کیا مگر گرفت مضبوط تھی.

"مجھے جانے دیں..!"منت کرنے کی بجائے وہ سختی سے بولی.

"لیکن ابھی تو تم نے کہا کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو..؟؟اور اب جانے کی بات کر رہی ہو..؟؟اِٹس ناٹ فیئر ڈارلنگ..!"ضیغم کا لہجہ، انداز، آواز..سب کچھ بدل چکا تھا..وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسکے لبوں پر رینگتی استہزائیہ مسکراہٹ دیکھ رہی تھی..

************************

زاویار بیگ پچھلے دو دن سے غائب تھا۔اس نے فریحہ بیگم کو کال کرنے کی یا واپس گھر آنے کی زحمت نہیں کی تھی

بلکہ ارشد بیگ کو کال کر کے ایک فرینڈ کے ساتھ مانچسٹر جانے کی بات بتادی تھی۔

تین دن پہلے ہی مشال کی بے ہوشی کے دوران ہی انہوں نے ایمبولینس بلوائی تھی اور اب وہ پچھلے تین روز سے ہاسپٹل میں ایڈمٹ تھی۔

زاویار کے مانچسٹر جانے کی خبر انہیں ارشد سے ملی تھی جو آج صبح ہی برمنگھم سے واپس آئے تھے۔

ارشد صاحب کے لیے تو مشال کی غیر موجودگی جیسے کوئی معنی ہی نہیں رکھتی تھی مگر فریحہ بیگم نے انہیں اسکے ہاسپٹلائز ہونے کے بارے میں بتادیا تھا۔بدلے میں انہوں نے کیوں۔۔کب۔۔۔کیسے۔۔ جیسے سوالات پوچھنے کی بجائے صرف اتنا کہا تھا۔

"ڈرگز ایڈکٹ ایٹ دی اینڈ ہاسپٹل کے بیڈ پر ہی جاتے ہیں۔۔۔!" تنفر سے کہہ کر وہ سونے کے لئے اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔

فریحہ بیگم بس چپ چاپ انہیں جاتا ہوا دیکھتی رہ گئیں وہ چیخنا چاہتی تھیں چلا کر کہنا چاہتی تھیں کہ ان کی بیٹی ڈرگز ایڈکٹ نہیں۔۔۔ان کی بیٹی زاویار کی بدولت آج زندگی ہار رہی ہے۔

ان کا گریبان پکڑ کر انہیں جھنجھوڑ ڈالنے کی شدید خواہش فریحہ بیگم کے اندر بیدار ہو رہی تھی مگر ایسا کر کے کیا مل جاتا انہیں۔۔۔؟

مزید ذلت۔۔۔؟

مزید رسوائی۔۔۔؟

یا پھر طلاق۔۔۔؟

ارشد بیگ تو یقیناً کبھی مشال کی بربادی کے لئے اپنے بیٹے کو قصوروار نہ سمجھتے۔۔۔ان کے لیے تو ان کا بیٹا پارسا، اور مشال دنیا کی سب سے بدترین لڑکی تھی اور پھر مشال خود بھی توزاویار کے خلاف کیس نہیں کرنا چاہتی تھی، وہ خود بھی تو اپنی ماں جیسی ہی بزدل تھی۔

گھر سے باہر نکلتے ہوئے فریحہ بیگم کی آنکھوں میں ویرانی اور چال میں لڑکھڑاہٹ تھی، گاڑی روک کر اس میں بیٹھتے ہوئے وہ مشال کے بارے میں سوچ رہی تھیں۔ آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے۔۔

یورپ میں کسی عورت کا غیر مرد سے تعلق بنالینا کوئی ایشو نہیں تھا مگر ایک مسلمان عورت کے لئے کسی غیر مرد کے سامنے ہو جانا، حقیقتاً جیتے جی موت کو اپنے سامنے دیکھنے جیسا ہی تو تھا اور وہ بھی مشال جیسی لڑکی کے لئے جس نے ہمیشہ خود کو چھپا چھپا کر رکھا تھا کس قدر کٹھن مرحلہ تھا۔۔ کس قدر اذیت ناک تھا سانسوں کا چلنا۔۔۔۔

ہاسپٹل کے بیڈ پر لیٹی وہ ساکت نظروں سے چھت کو گھور رہی تھی۔

پچھلے تین دنوں میں آج پہلی بار ایسا ہو رہا تھا کہ وہ ہوش میں تھی اور اپنا چہرہ نہیں نوچ رہی تھی اور نوچ کر وہ کرتی بھی کیا، چہرے اور گردن کے زخم تو پہلے ہی ناسور بن چکے تھے۔

تین دن پہلے جب فریحہ بیگم اسے یہاں لائی تھیں تو ہوش میں آتے ہی جو بات اس نے سنی تھی اس نے اسے زمین کی بستیوں میں گرادیا تھا زخم بھرنے کی بجائے مزید ادھڑ گئے تھے۔ اسکی ڈرپوک ماں بڑے مضبوط لہجے میں ڈاکٹروں کو اسکی اس حالت کی وجہ بتارہی تھی۔

سب جانتے بوجھتے ہوئے بھی انہوں نے زاویار بیگ کا نام نہیں لیا تھا، شاید انہیں اپنا گھر اپنا شوہر بہت پیارا تھا۔

"یہ میری بیٹی ہے، اسکا بوائے فرینڈ اس کو دھوکا دے کر بھاگ گیا اور صدمے سے پاگل ہو کر اس نے اپنا یہ حال کر لیا ڈاکٹر۔۔" وہ انگریزی میں ڈاکٹر کو بتا رہی تھی جو ان سے مشال اور انکا ریلیشن پوچھ رہا تھا۔ اسکی ساکت آنکھوں سے نمکین پانی نکلتا ہوا بالوں میں جذب ہو رہا تھا۔

اسکی نگاہ کمرے میں داخل ہوتی فریحہ بیگم پڑی، مشال نے اپنی نگاہ کا زاویہ بدل لیا۔

پچھلے تین دنوں میں وہ پاگلوں کی طرح تڑپی تھی روئی تھی مگر درد میں کمی نہیں آئی تھی مزید اضافہ ہی ہوا تھا۔ اب جیسے آنکھوں نے ہار مان لی تھی۔

اسے ہوش میں دیکھ کر وہ سرعت سے اسکی جانب بڑھی تھیں۔

"کیسی ہو میری جان۔۔۔؟" اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے وہ محبت سے چور لہجے میں پوچھ رہی تھیں۔

مشال نے ایک تلخ نگاہ ان پر ڈالی، چہرہ بے تاثر تھا۔

"زندہ ہوں، سلامت ہوں۔۔" مشال نے کاٹ دار آواز میں جواب دیا، فریحہ بیگم کا دل خون ہونے لگا۔

"زاویار مانچسٹر چلا گیا۔۔ اگر تم کہو تو، میں۔۔۔ میں چاہتی ہوں کہ اس کے آنے سے پہلے تمھیں پاکستان بھیج دوں۔۔۔" فریحہ بیگم نے اس سے نظر ملائے بغیر کہا۔

زاویار کے نام پر مشال کی آنکھوں میں ایک پل کو خوف لہرایا تھا چہرے اور گردن پر جلتے زخم میں جیسے مرچیں سی بھرنے لگیں وہ ذرا سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"اب کیوں بھیجنا چاہتی ہیں پاکستان۔۔۔؟اب کس لیے جاؤں وہاں۔۔۔؟جس بربادی سے بچنا چاہتی تھی وہ تو میرا مقدر بن گئی۔اب کیوں جاؤں ماما....؟نہیں جاؤں گی پاکستان۔۔۔۔کبھی نہیں جاؤں گی۔۔۔"آخر میں وہ چلائی تھی آنسو پھر سے بہنے لگے تھے پاکستان کے نام پر دل کا درد حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا.

"پاکستان نہیں جاؤ گی تو یہاں رہو گی۔۔۔؟زاویار کے ساتھ۔۔۔ایک ہی گھر میں۔۔۔؟ایک ہی چھت کے نیچے۔۔۔؟"فریحہ بیگم نے اسے حقیقت کا آئینہ دکھایا مشال کی آنکھوں میں خوف کا رنگ گہرا ہو گیا۔

"کاش ماما۔۔۔کاش کہ آپ اتنی کمزور نہ ہوتیں تو ہم اس زاویار کو پولیس کے حوالے کر دیتے مگر آپ نے تو میری بربادی کو بوائے فرینڈ نام کے پیوند سے ڈھک کر زاویار بیگ کو ہر الزام سے بری الزمہ کر دیا ہے۔۔۔"مشال نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا،

فریحہ بیگم اسکی بات پر رو پڑیں۔۔ہاں وہ کمزور ہی تو تھیں بے بس نہیں تھیں مگر بے بس ہو گئیں تھیں

"مشال مجھے معاف کر دو میری چندا!میں مجبور ہوں۔۔"فریحہ بیگم نے روتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنی آنکھوں سے لگا لیا مشال کی آنکھوں میں ان کے لیے کوئی رعایت نہیں تھی وہ سرد بے تاثر نگاہوں سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"آپ تو شروع سے ہی بے بس ہیں۔۔۔مجبور ہیں۔۔

میرا کیا قصور تھا۔۔۔؟

آپکی مجبوریوں کی بھینٹ چڑھ چکی ہوں میں اور آپ مجبور ہیں۔۔۔؟

کیوں ماما کیوں۔۔۔؟

میں پاکستان نہیں جاؤں گی ماما۔۔۔ان ڈاکٹروں سے کہہ دیں کہ مجھے زہر کا انجکشن لگا دیں، مرنا چاہتی ہوں میں ۔مر جانا چاہیئے مجھے۔کیونکہ میں آپ کی بیٹی ہوں ماما۔۔۔۔۔مجھے جینے کا حق نہیں ہے۔۔

میرے لئے اس پوری دنیا میں کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔۔۔مجھے زمین میں دفن دیں پلیز ماما۔۔۔پلیز مجھ پر رحم کریں مجھے مار دیں خدارا مجھے مار دیں۔۔" بولتے بولتے وہ آخر میں جزباتی ہو گئی بات کرتے کرتے اسے پھر سے دورا سا پڑ گیا تھا۔وہ روتے ہوئے اپنے گال پر "Z" نوچنے لگی جیسے اسے مٹا دینا چاہتی ہو۔

فریحہ بیگم نے روتی مشال کے ہاتھ روکنے کی کوشش کی تھی۔

"مشال مت کرو میری جان۔۔پہلے ہی زخم خراب ہو چکا ہے۔" فریحہ بیگم نے مچلتی ہوئی مشال کو جھنجھوڑ ڈالا۔

"میری زندگی خراب ہو چکی ہے اور آپ زخموں کی بات کر رہی ہیں ماما؟ اچھا ہے ناں۔۔خدا کرے یہ زخم کینسر بن کر میری موت کا باعث بن جائیں۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہتی انہیں اذیت سے دوچار کر گئی تھی۔

"مشال تم کیوں ایسی باتیں کر کے مجھے تکلیف دے رہی ہو چندا۔۔۔" وہ بے بسی سے گویا ہوئیں۔

"میں آپ کو تکلیف نہیں دینا چاہتی ماما۔۔میں تو خود تکلیف میں ہوں، بس آپ اتنا جان لیں کہ میں پاکستان ایک ہی صورت میں جاؤں گی، اگر آپ مجھے میرے باپ کے حوالے کر دیں تو، میں اپنے بابا کے پاس رہوں گی ماما۔ورنہ پاکستان نہیں جاؤں گی۔۔۔"

مضبوط لہجے میں بولتی مشال نے ان کے سر پر بم پھوڑا تھا انہوں نے پتھراتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا جس

شخص کی بے وفائی کی بدولت آج وہ یہاں،، اپنے ماں باپ سے سات سمندر دور تکلیفیں جھیل رہی تھیں، آج مشال اسی کے پاس جانے کی بات کر رہی تھی۔

"تمھارا دماغ تو ٹھیک ہے۔۔۔؟پاگل ہو گئی ہو۔۔۔۔؟" فریحہ بیگم کی گھٹی گھٹی سی آواز نکلی

مشال ان کی بات پر استہزائیہ ہنس دی۔

"آپ کو میں نارمل لگ رہی ہوں۔۔۔۔؟" اس نے اس انداز میں پوچھا کہ ایک پل کے لیے فریحہ بیگم خاموش ہی ہو گئیں۔

"تمھیں کیا لگتا ہے تم جا کے اپنے باپ سے ملو گی اور وہ تمھیں قبول کر لے گا تمہیں اپنے سینے سے لگا کر دنیا کو بتا دے گا کہ تم اس کی اولاد ہو۔۔؟بولو۔۔۔؟" فریحہ بیگم نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

مشال بھیگی آنکھوں انھیں دیکھتی رہ گئی۔

"تم کیوں نہیں سمجھتیں مشال کتنی بار سمجھاؤں تمھیں۔۔؟وہ شخص تمھیں کبھی قبول نہیں کرے گا، کبھی اپنا نام نہیں دے گا، ارشد صاحب نے کم از کم تمھیں اپنا نام تو دیا ہوا ہے۔" فریحہ بیگم نے بے بسی سے کہا مشال کے لب سختی سے آپس میں پیوست ہو گئے، ارشد صاحب کے نام پر آنکھوں میں درد پھیل گیا۔

"کیا فائدہ ہوا اس نام کا ماما۔۔۔۔ان کا اپنا بیٹا مجھے نوچ کھسوٹ کر بھاگ گیا۔باپ تو سایہ ہوتا ہے ماما۔۔۔ایسا سایہ جو تیز دھوپ میں اپنی اولاد کو ٹھنڈی چھاؤں فراہم کرتا ہے، آپ کہتی ہیں وہ جو میرا حقیقی باپ ہے وہ مجھے قبول نہیں کرے گا اور جسے دنیا میرے باپ کے طور پر جانتی ہے کیا اس نے مجھے قبول کیا ماما۔۔۔؟کیا اس نے مجھے تیز

دھوپ سے بچالیا۔۔۔؟ نہیں ماما نہیں۔۔ ارشد بیگ کو میں اب اس قابل بھی نہیں سمجھتی کہ انھیں بابا کہوں ۔۔۔میں آپ کے شوہر کے گھر میں نہیں رہوں گی ماما۔۔۔مجھے کسی دارلامان بھیج دیں کسی اولڈ ہوم۔۔۔جہاں نہ آپ ہوں اور نہ آپ کی مجبوریاں۔۔۔" اپنے آنسو پیتے ہوئے اس نے سرد مہری سے کہا۔

فریحہ بیگم کی آنکھیں بہنے لگیں۔

"روئیں مت ماما۔۔۔پلیز مت روئیں۔۔ میں ہوں ہی بد نصیب، میرے نصیب میں سیاہی لکھی تھی جو مجھے مل گئی، اب بس آپ مجھ پر ایک احسان کریں مجھے یہیں ہاسپٹل سے ہی کہیں غائب کر دیں، میں اب کبھی بھی ارشد بیگ یا ان کے بیٹے کی شکل نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔پلیز کچھ کریں۔" انکے ہاتھ تھام کر وہ التجائیہ بولی تھی فریحہ بیگم نے نم ہوتی آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ضیغم پلیز۔۔۔!" اسکی موٹی موٹی غلافی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر رخساروں پر بکھرے تھے اسکے مضبوط بازوؤں کی فولادی گرفت سے خود کو آزاد کروانے کی کوشش کرتی وہ ہلکان ہو رہی تھی۔

"محبت کا دعویٰ کرنے کے بعد یہ مزامت کس لیے۔۔۔؟" اپنے سینے پر دھرا اسکا ہاتھ پکڑ کر مروڑتے ہوئے ضیغم نے کہا تھا۔

مشال کے لبوں سے ہلکی سی چیخ نکلی تھی۔

"محبت کرتی ہوں۔۔۔اظہار کرنے نہیں آئی تھی مگر کر بیٹھی۔۔۔ آپ تو مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔۔۔ آپ اس

نفرت میں کیوں خود کو اتنا گرا رہے ہیں۔۔۔؟ گناہ کریں گے۔۔۔؟ میرے قریب آئیں گے۔۔۔؟ بلکہ آپ تو آ چکے ہیں۔۔۔؟"اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیدہ دلیری سے بولتی وہ ضیغم کو طیش دلا گئی تھی اس نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا۔

وہ لڑکھڑا کر بیڈ کے پاس زمین پر گری تھی، پاس ہی زمین پر پرفیوم کی ٹوٹی ہوئی شیشیاں پڑی ہوئی تھیں۔اسکی ہتھیلیاں بال بال بچی تھیں وہ ذرا سا مزید آگے کو گرتی تو کانچ کے ٹکڑے اسکی ہتھیلیاں زخمی کر دیتیں۔

"نکلو میرے کمرے سے، دفع ہو جاؤ۔۔۔۔!"وہ دھاڑا تھا۔

مشال کی آنکھیں ذلت کے شدید احساس سے ایک بار پھر بھر آئیں، لب بھینچتے ہوئے وہ کھڑی ہو گئی۔

دفعتاً دروازے کے قریب کھڑے ضیغم کو کمرے سے باہر قدموں کی چاپ محسوس ہوئی کوئی اس کے کمرے کی جانب ہی آ رہا تھا، وہ سرعت سے مشال کی جانب بڑھا تھا جو اپنے آنسو پیتی اب دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی، اسے بازو سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے ضیغم کمرے کے دروازے کے دائیں طرف موجود واش روم میں گھس گیا اور سرعت سے واش روم کا دروازا بند کر دیا۔

نشال کا دل اسکی اس حرکت پر اُچھل کر حلق میں آ گیا۔

"کیا کرنے والا تھا وہ شخص۔۔؟"

نشال نے خوف کے مارے چیخنے کی کوشش کی تھی ضیغم نے پھرتی سے اس کے منہ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ دیا۔

مشال نے اپنے دونوں ہاتھوں کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ سے ہٹانے کی کوشش کی۔

کمرے کے باہر جو کوئی بھی تھا اب کمرے میں آ چکا تھا معاً مشال کو بھی کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہو گیا تھا اسے اپنی نجات کا راستہ نظر آنے لگا تھا۔ مشال نے ہاتھ مار کر اپنی دائیں طرف دیوار پر بنے ریک پر رکھی شیمپو کی بوتل گرا دی۔

ضیغم نے اس کے احتجاج پر اسکا بازو مروڑ کر اس کی کمر پر لگا دیا، ایک ہاتھ ابھی بھی سختی سے اس کے ہونٹوں پر رکھا ہوا تھا جس پر مشال اپنے آزاد ہاتھ کے ناخن چبھو کر یقیناً آزادی چاہ رہی تھی۔

واش روم میں کھٹ پھٹ کی آواز سن کر شازمہ بیگم واش روم کے دروازے کے قریب آئی تھی۔

"ضیغم۔۔۔!تم ٹھیک ہو۔۔۔؟"

شازمہ بیگم کی آواز سن کر مشال کا رک رک کر آتا سانس بالکل رک گیا، دل دھڑکتا ہوا باہر آنے کو تیار ہونے لگا، خوف کے مارے اسکی آنکھوں سے آنسو آنے لگے۔

"باہر ماں کھڑی تھی اور اندر بیٹا۔۔۔"

اسکی جان ہوا ہونے لگی جبکہ شازمہ بیگم کی آواز پر ضیغم نے اسکے ہاتھ چھوڑ کر شاور آن کر لیا تھا۔

پانی گرنے کی آواز سن کر شازمہ بیگم کچھ پر سکون ہو گئی تھیں جبکہ اس چند سیکنڈ کے وقفے میں مشال نے باہر جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اپنے دونوں آزار ہاتھوں سے اس نے ضیغم کو دھکا دیا تھا اور تیزی سے واش روم کے دروازے کی طرف بڑھی۔

ضیغم اس بے وقوف لڑکی کو روکنے کے لیے سرعت سے اسکی طرف بڑھا تھا اور واش روم کا دروازہ کھولتی مشال کو

کمر سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تھا۔

"مم۔۔۔" وہ شازمہ بیگم کو پکارنا چاہتی تھی مگر ضیغم نے جلدی سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"شش۔۔۔۔بالکل چپ،،ورنہ ابھی تمھارا گلا دبا دوں گا۔" اس نے دھمی آواز میں اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

مشال اب باقاعدہ کانپنے لگی اس کھینچا تانی میں اس کا جسم دکھنے لگا تھا اس نے آخری مزامت کے طور پر اپنے دانت اسکی منہ پر رکھی ہتھیلی میں گاڑ دیئے۔

ضیغم کا دل کیا سچ مچ اس کا گلا گھونٹ دے جو جانے کیا سمجھ رہی تھی اور اپنی غلط سوچ کے باعث اسے اور خود کو ذلیل کروانے پر تلی ہوئی تھی۔

"ضیغم بیٹا میں نے کافی کا کپ تمھاری رائیٹنگ ٹیبل پر رکھ دیا ہے۔ٹھنڈی ہونے سے پہلے پی لینا۔۔۔!" واش روم کا دروازہ ہولے سے ناک کر کے انہوں نے کہا تھا۔۔

شاور سے نکلتا پانی مسلسل زمین پر گر رہا تھا۔۔

کہہ کر وہ کمرے سے چلی گئی تھیں شاید کیونکہ ضیغم کو کمرے کا دروازہ بند ہونے کی آواز آچکی تھی۔۔

ضیغم نے ایک جھٹکے سے اسے آزاد کیا تھا جو اس کے ہاتھ پہ دانت گاڑھے جانے کون سی محبت کا عملی ثبوت دے رہی تھی۔۔

"تم پاگل ہو یا جان بوجھ کر رہی تھیں یہ سب۔۔۔؟" وہ غصے سے دھیمی آواز میں اس پر گرجا تھا جواب لمبے لمبے

سانس لے رہی تھی۔۔

اس کی جانب غصے سے دیکھتے ضیغم کی نگاہ ایک پل کو ٹھہر سی گئی۔۔

پونی میں مقید بال بکھر گئے تھے۔۔۔ ضیغم کے بھاری ہاتھ کے تشدد سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اس کی گلابی ہوتی آنکھوں سے نکلتا ہوا پانی سرخ و سپید عارضوں پر پھسل رہا تھا۔۔ لمبے لمبے سانس لیتا اس کا وجود دوپٹے سے عاری تھا۔۔۔

ضیغم نے فوراً نگاہ جھکالی۔۔۔

چھینا چھپٹی میں اس کا دوپٹہ زمین پر گر چکا تھا۔۔۔

ضیغم اس کا دوپٹہ اٹھانے کو جھکا تھا مگر اس سے پہلے نشال نے وہ دوپٹہ جھپٹنے کے سے انداز میں زمین سے اٹھایا اور اسے اپنے شانوں پر پھیلا لیا۔۔۔

"کیا کرنا چاہتے تھے آپ ہاں۔۔۔؟ بدکردار تو میری ماں ہے۔۔۔؟ آپ تو باکردار ماں کے باکردار بیٹے ہیں۔۔؟ پھر کیوں فائدہ اٹھانا چاہ رہے تھے میرا۔۔۔؟" روتے ہوئے بولتی نشال نے اسے مارنے کے سے انداز میں اس کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھوں سے زور ڈالتے ہوئے اسے پیچھے کو دھکا دیا۔۔۔

"شٹ اپ۔۔۔ میں تمہارا فائدہ نہیں اٹھا رہا تھا۔۔ اگر امی ہم دونوں کو اس وقت ساتھ دیکھ لیتیں تو۔۔۔!"

درشتگی سے کہتے ضیغم نے بات ادھوری چھوڑ دی۔۔۔

ضیغم کی بات پر وہ ایک پل کے لیے چپ سی رہ گئی پھر جب گویا ہوئی تو اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی...

"توکیوں بچایا مجھے۔۔۔۔۔دیکھ لینے دیتے انہیں۔۔۔آپ کو سکون مل جاتا ناں جب وہ مجھے ذلیل کرتیں۔۔کیوں ۔۔۔۔؟کس لیے کی یہ عنایت۔۔۔۔؟"اسکی سرخ آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے وہ تکلیف زدہ سی کہہ رہی تھی۔۔

ضیغم نے اپنے دانتوں پر دانت جما کر سختی سے لب بھینچ لیے چہرے پر کرختگی چھا گئی۔۔۔

"بولتے کیوں نہیں اب۔۔۔۔؟مجھ سے تو نفرت ہے نا آپ کو۔۔۔۔۔؟تو پھر کیوں کی یہ مہربانی۔۔۔۔۔؟"اسے خاموش دیکھ کر مشال نے اپنا سوال دھرایا تھا۔۔

"تمھیں نہیں، میں نے خود کو بچایا ہے۔۔اس وقت تمھاری موجودگی میرے کمرے میں میرا امیج بھی خراب کر سکتی تھی، صرف اس لیے کیا یہ سب ورنہ تمھاری عزت اور ذلت کی مجھے کوئی پرواہ نہیں۔۔۔۔"سرد مہری سے کہہ کر وہ ایک بار پھر مشال علوی کو درد کا ذائقہ محسوس کروا رہا تھا۔۔!

"ٹھیک۔۔۔بالکل صحیح۔۔۔۔!"اثبات میں سر ہلاتے ہوئے وہ پھیکی سی ہنسی ہنس دی۔

ضیغم کے لیے اس وقت اپنی اندرونی حالت چھپانا محال ہو رہا تھا اس کی آنسو بھری آنکھیں اندر کہیں آگ لگا رہی تھیں۔۔

"آپ کی تمام بے رخی کے باوجود میرے دل سے آپ کی محبت کبھی ختم نہیں ہو پائے گی ضیغم اجلال۔۔۔۔

اس بات کا مجھے دکھ بھی ہے اور افسوس بھی کہ میں نے آپ جیسے شخص کو چاہا۔۔۔

مگر اس سے بھی زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ میں آپ کو اپنے دل سے نکال نہیں سکتی۔ہاں مگر اب فیصلہ کرنا

آسان ہو گیا ہے،، اور یقیناً میرے اس فیصلے سے سب سے زیادہ خوشی آپ کو ہی ہو گی، کیونکہ آپ نفرت جو کرتے ہیں مجھ سے۔۔۔۔۔۔!" بے بسی سے کہتی وہ رو رہی تھی۔۔

ضیغم اپنی مٹھیاں بھینچے چپ چاپ کھڑا خاموش نظروں سے اسکی جانب دیکھ رہا تھا جو کہہ کر رکی نہیں تھی بلکہ واش روم کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی تھی۔ کمرے کا دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ ہوش میں آیا تھا، اس کے اندر چار سو سناٹا پھیل گیا تھا۔۔ کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔

آہستگی سے چلتے ہوئے وہ شاور کے نیچے جا کر کھڑا ہو گیا۔۔

آج پھر وہ کپڑوں سمیت بھیگ رہا تھا۔۔

دسمبر کے سرد مہینے میں رات کے دوسرے پہر، ٹھنڈے پانی تلے بھیگنا وہ سردی محسوس نہیں کر پا رہا تھا۔ وہ آج پھر ہمیشہ کی طرح بے حس بن جانا چاہتا تھا مگر آج جیسے سب بے اثر تھا۔۔۔

اب کون کہے تم سے

ہر بار محبت کی،

تقصیر نہیں ہوتی۔۔۔۔!

اب کوں کیسے تم سے

لمحوں کے اُجڑنے میں،

تاخیر نہیں ہوتی۔۔۔!

اب کون کہے تم سے

مرشد ہے اداسی کا

بے پیر نہیں ہوتی

اب کون کہے تم سے

ہر زلف محبت میں

زنجیر نہیں ہوتی،

اب کون کہے تم سے،

جوگی کی محبت میں

جاگیر نہیں ہوتی،

اب کون کہے تم سے

سب رنگ میسر ہیں

تصویر نہیں ہوتی،

اب کون کہے تم سے

ہر خواب محبت کی،

تعبیر نہیں ہوتی۔۔۔!

وہ جلتی آنکھوں کو جھپکتے ہوئے آگ ہوتی آنکھوں کی جلن کم کرنا چاہتا تھا ضیغم نے اپنی ہتھیلی نگاہوں کے سامنے کی

--

مشال کے دانتوں کے نشان بہت واضح تھے، ہاتھ کی پشت پر اسکے ناخنوں نے کھال کھرچ ڈالی تھی۔۔پانی پڑنے سے ہلکی سی جلن کا احساس ہو رہا تھا مگر بھلا پورے وجود کی جلن کے سامنے یہ ذرا سی جلن کیا معنی رکھتی تھی۔۔وہ گہرے سانس لیتا خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔مشال علوی نامی بلا کے سحر سے آزاد ہو جانا چاہتا تھا۔۔دل کی خاموشی آج حد سے سوا تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"یہ مرد ایسے کیوں ہوتے ہیں ماما۔۔۔؟یہ اپنا گھر بسانے کے لیے کسی بیوہ یا طلاق یافتہ سے شادی تو کر لیتے ہیں مگر اس کی اولاد کو کوڑے کے ڈھیر پر گند کیوں سمجھ لیتے ہیں کیوں ماما۔۔۔۔۔؟؟اپنی اولاد ہوتے ہوئے بھی ان مردوں کے دل اتنے پتھر کیوں ہوتے ہیں۔۔۔۔؟"بھرائی ہوئی آواز میں ان سے شکوہ کر رہی تھی۔۔

فریحہ بیگم خاموش بیٹھی اسکی چہرہ دیکھ رہی تھیں۔

"سب مرد ایک جیسے نہیں ہوتے۔۔میرے بابا جان اور اپنے ماموں سے ملو گی تو جان جاؤ گی۔۔"فریحہ بیگم نے نرمی سے کہا۔

"میں پاکستان جاؤں گی تو ان سے ملوں گی نا ماما۔۔۔۔۔۔میں آپ کو کہہ چکی ہوں کہ پاکستان نہیں جاؤں گی، آپ ضد مت کریں پلیز۔۔۔!"مشال نے سنجیدگی سے کہا۔۔

"اگلے ہفتے زاویار واپس آرہا ہے مشی۔۔ تم کیوں ضد کر رہی ہو میری جان۔۔ تم ہی تو کہتی تھی کہ تم پاکستان جانا چاہتی ہو۔۔۔ تم زاویار کے آنے سے پہلے پہلے یہاں سے چلی جاؤ.... چلی جاؤ مشی۔۔۔۔!" فریحہ بیگم نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔۔

مشال کی آنکھوں میں سرد مہری تھی۔

"آپ کیا چاہتی ہیں ماما۔۔۔؟ آپ کیا سمجھتی ہیں مجھے۔۔۔؟ آپ کو کیا لگتا ہے۔۔۔؟ میں پاکستان جاؤں گی اور سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔؟ کچھ ٹھیک نہیں ہو گا ماما۔۔ سب بگڑ جائے گا۔۔ کیسا لگے گا آپ کو ماما۔۔؟ کیسا لگے گا اگر آپ کے بوڑھے بابا جان میں بھی مجھے زاویار بیگ کا چہرہ نظر آئے۔۔؟ کیسا لگے گا آپ کو اگر آپ کے بھائی میں بھی مجھے زاویار بیگ کی جھلک نظر آئے۔۔۔؟؟" وہ کھوئی کھوئی سی بولتی انہیں ساکت کر گئی تھی۔۔ اس کی بات نے اس کا دل چیر دیا تھا۔۔ فریحہ بیگم نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا جو نفسیاتی مریضہ لگ رہی تھی۔۔۔

"مشال تم۔۔۔" ان کی بات منہ میں ہی رہ گئی تھی جب وہ چلائی تھی۔۔۔

"ہاں میں پاگل ہو گئی ہوں۔۔ ہو گئی ہوں میں پاگل۔۔۔ یہی کہنا چاہتی ہیں ناں آپ۔۔۔؟" وہ پوری قوت سے چلاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ گال پر کندہ "Z" میں دراڑیں سی پڑ گئی تھیں۔۔

"جانتی ہیں ماما۔۔۔؟؟ وہ جب وہاں۔۔

۔۔وہاں ہاسپٹل میں ڈاکٹر تھا ناں۔۔۔؟ وہ بھی زاویار بیگ تھا۔۔ وہ جو وارڈ بوائے تھا ناں۔۔۔؟ وہ بھی زاویار

بیگ تھا۔۔۔بھوکی، گندی، ہوس زدہ نظروں سے دیکھتا ہوا۔۔۔ہر مرد زاویار بیگ ہے ماما۔۔۔مجھے زاویار بیگ سے نفرت ہے، مجھے دنیا کے ہر مرد سے نفرت ہے۔۔۔شدید نفرت۔۔۔۔!" وہ ہذیانی انداز میں چلائی تھی۔۔۔اسے یونہی بیٹھے بیٹھے دورہ سا پڑ جایا کرتا تھا۔۔۔نارملی بات کرتے کرتے، ابنارمل ہو جایا کرتی تھی۔۔۔اسے ہاسپٹل سے گھر آئے چار پانچ دن ہو چکے تھے۔۔۔کبھی دل کرتا تو خود ہی آئینے کے سامنے ہو کر اپنے گال اور گردن پر کنندہ "Z" پر ڈاکٹرز کی تجویز کردہ ٹیوب لگاتی اور پھر کچھ ہی دیر بعد جیسے کچھ سوچتے سوچتے پاگل ہو جاتی اور اپنے ناخنوں سے اپنا گال اور گردن نوچنے لگتی۔۔۔فریحہ بیگم اسے بہتیرا روکتیں اسے سمجھاتیں مگر اس پر تو جنوں ساطاری ہو جاتا۔۔۔وہ اپنے زخموں کو حقیقتاً ناسور بنا چکی تھی جن کا ٹھیک ہونا اب اتنا آسان نہیں رہا تھا۔۔۔اگر جو زخم بھر بھی جاتے تب بھی ان کے نشان شاید مرتے دم تک اس کے چہرے اور گردن سے نہ جاتے۔۔۔لیکن مشال کو اس بات کی رتی بھر پرواہ نہیں تھی۔۔۔

"مشال میری چندہ۔۔۔!" انہوں نے محبت سے اس کے ہاتھ تھام لئے کیونکہ فریحہ بیگم کو لگ رہا تھا کہ وہ پھر اپنا چہرہ نوچے گی۔۔۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں ماما۔۔۔مجھے ہر مرد میں زاویار بیگ ہی نظر آتا ہے، مجھے مت بھیجیں پاکستان، میں اپنا آپ نہیں چھپا پاؤں گی، سب پر عیاں ہو جائے گا کہ مشال۔۔۔۔مشال ایک۔۔۔ایک۔۔۔۔!" وہ بات پوری نہیں کر پائی تھی، ان کی گود میں منہ چھپا کر تڑپ تڑپ کر رو دی۔۔۔کتنا اذیت ناک تھا یہ اعتراف کہ وہ اپنی آبرو کھو چکی ہے۔۔۔اس کی تکلیف حد سے سوا تھی۔۔۔فریحہ بیگم محبت سے اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں چلانے لگیں۔۔۔

ماں کے نرم لمس پر اس کی آنکھیں بند ہوتی جارہی تھیں۔۔۔ فریحہ بیگم اسے دوا کھلانے ہی آئی تھیں۔۔ڈاکٹرز نے اس کے لئے کچھ سکون آور ادویات تجویز کی تھیں تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ سو سکے اور اس کا دماغ پر سکون رہے۔۔وہ کم سوچے اور سٹریس فری رہے۔۔۔وہ ان کی گود میں سر رکھے روتے روتے ہی سو گئی تھی۔۔۔ فریحہ بیگم نے اسے سیدھا کر کے لٹایا تھا۔۔۔

پھر سائیڈ ٹیبل کی فرسٹ ڈرار سے ٹیوب نکال کر اس کے زخمی گال پر نرمی سے لگانے لگیں۔۔۔

Z کی شیپ بگڑ چکی تھی بلکہ وہ پھیل کر اس کے چہرے کی خوبصورتی میں واضح داغ لگ رہا تھا۔۔ فریحہ بیگم کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔۔کان کی جلی ہوئی لو پر، پھر گردن پر بھی ٹیوب لگا کر وہ اس کے کمرے سے نکل آئی تھیں۔۔۔اپنے روم میں آکر انہوں نے اپنا موبائل ہاتھ میں پکڑا تھا۔۔ان کے ہاتھ بہت تیزی سے پاکستان کا نمبر ڈائل کر رہے تھے۔۔۔پہلی ہی بیل پر کال ریسیو کر لی گئی تھی۔۔۔وہ روتے ہوئے دوسری جانب اپنے باپ کو مشال کی غلط روش کی بابت بتا رہی تھیں۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اپنے کمرے میں آکر وہ بیڈ پر اوندھے منہ گرتے ہوئے سسکنے لگی۔۔۔ایک الاؤ تھا جو اس کے اندر دہک رہا تھا۔۔ احساسِ توہین سے اس کا روم روم سلگ رہا تھا۔۔۔ ضیغم نے صرف اس کی ذات کی نفی نہیں کی تھی بلکہ تذلیل بھی کی تھی۔۔کتنی ہی دیر وہ یونہی بیڈ پر لیٹے لیٹے آنسو بہاتی رہی۔۔۔

اے زندگی تجھے کیا کہوں

میرے ساتھ تونے کیا کیا

جہاں آس کا کوئی دیا نہیں

مجھے اس نگر پہنچا دیا

نہ میں بڑھ سکوں

نہ میں رک سکوں

نہ ہی دل کی بات سمجھ سکوں

تجھے کیا کہوں تونے کیا کیا

مجھے منزلوں کی خبر تو دی

پر راستوں کو الجھا دیا

اے زندگی تجھے کیا پتا

یہاں کس نے کس کو گنوا دیا

کتنا ظالم۔۔۔سنگدل وبے رحم تھا وہ شخص جس کے ساتھ کے خواب وہ بچپن سے اپنی آنکھوں میں سجاتی آ رہی تھی۔۔۔فیصلہ تو ہو چکا تھا۔۔۔ہاں فیصلہ تو وہ کر چکی تھی۔۔۔پھر رونا کس بات کا تھا۔۔۔نجات کی جو صورت اس نے چنی تھی وہ خوبصورت تھی،وہ ہی بہترین تھی،پھر کیوں رو رہی تھی وہ۔۔۔نشال نے بے دردی سے اپنے آنسو صاف کئے اور سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔۔ایک نظر سائیڈ ٹیبل پر رکھے پانی سے بھرے جگ کو دیکھا پھر جگ کے ساتھ

رکھے خالی گلاس میں جگ سے پانی انڈیلا تھا۔۔ نشال نے کانپتے ہاتھوں سے سائیڈ ٹیبل کی سیکنڈ ڈرار کھولی تھی اور سلیپنگ پلز کی شیشی باہر نکال لی۔۔۔ دھندلی ہوتی آنکھوں سے ایک نظر پانی کے بھرے ہوئے گلاس کو دیکھا تھا اور پھر اگلے ہی پل شیشی میں موجود ساری سلیپنگ پلز اپنی ہتھیلی پر رکھ کر منہ میں ڈال لیں۔۔۔ پانی سے بھرا ہوا گلاس لبوں سے لگا کر اس نے حلق میں اٹکتی گولیاں نگل لی تھیں۔۔۔ آنکھوں سے نکلتا پانی بہت تیزی سے اس کے گال بھگو رہا تھا۔۔ نشال علوی نے اپنے لئے موت کو چنا تھا۔۔۔ ہاں اس نے کسی اور مرد کی زندگی میں شامل ہونے کی بجائے اپنی سانسوں کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔ وہ جانتی تھی کہ رات کے دو بجے کوئی بھی اس کے کمرے میں نہیں آئے گا۔۔ اسی لئے اس نے مکمل طور پر مطمئن ہو کر یہ قدم اٹھایا تھا۔۔۔ وہ اپنی مرنے کی اس کوشش میں کامیابی چاہتی تھی۔۔ گولیاں نگل کر وہ مطمئن سی ہو کر لیٹ گئی، لبوں پر دھیمی سی مسکان تھی۔۔۔ آنکھوں میں ایک سیلاب تھا جو بہے چلے جا رہا تھا۔۔ چھت کو گھورتی وہ اپنی گزری زندگی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔ آنکھوں سے نکلتا پانی کنپٹیوں میں جذب ہو رہا تھا۔۔۔

ضرغام کی شرارتیں۔۔۔۔ اس کی مستیاں۔۔۔ سوچتے ہوئے وہ ہنسی تھی۔۔۔ وہ پچھلے دو دن سے اپنے کالج ٹیچرز کے ساتھ ڈاکٹرز کا ایک سیمینار اٹینڈ کرنے آؤٹ آف سٹی گیا ہوا تھا۔۔۔ دوسرا خیال اسے ملیحہ کا آیا تھا۔۔۔ اسے ضیغم کا نام سے چھیڑتی، کبھی شازمہ بیگم کی ڈانٹ سے بچاتی مسیحا سی۔۔۔۔ آنسوؤں کی رفتار میں تیزی آئی تھی۔۔۔ محض پانچ منٹ میں اس کا دل گھبرانے لگا تھا۔۔۔ نشال کو شدت سے اپنی ماں کی یاد آئی تھی۔۔۔ ان کے گلے لگنے کی ادھوری خواہش ایک بار پھر پورے وجود کو اذیت سے دوچار کر گئی تھی۔۔۔ اس نے اپنے موبائل کی

تلاش میں بیڈ پر نگاہ دوڑائی تھی۔۔۔کانپتے ہاتھوں سے ایک طرف پڑا موبائل اٹھا کر اس نے فریحہ بیگم کا نمبر لسٹ میں سے نکالا تھا۔۔پانچ منٹ پہلا کا لاسٹ سین شو ہو رہا تھا۔۔۔نشال کی سانسیں ناہموار ہونے لگیں۔۔۔اس نے جلدی سے کال کے آپشن پر کلک کیا تھا۔۔رنگ ہو رہی تھی۔۔وہ آن لائن ہی تھیں۔۔۔نشال کا دل سست روی سے دھڑکنے لگا۔۔۔حالت غیر ہو رہی تھی۔۔کال بیل پوری ہونے سے پہلے ہی انہوں نے کال ریسیو کر لی تھی۔۔۔

"ہیل....ہیلو....!"انکے کال ریسیو کرتے ہی نشال نے اپنی سسکی کا گلا گھونٹتے ہوئے کہا۔دوسری جانب فریحہ بیگم نشال کے کال کرنے کی خوشی میں اسکی آواز کی لڑکھڑاہٹ پر غور نہیں کر پائی تھیں۔

"ہیلو نشال....کیسی ہو چندا.....؟"وہ نرمی سے پوچھ رہی تھیں۔ان کے لہجے کی نرمی محسوس کر کے اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔

"ماما.....ماما آئی.....ایم مسنگ یو......!"نشال نے روتے ہوئے کہا۔اسکی بھرائی ہوئی آواز سن کر فریحہ بیگم کا دل ڈوب کر ابھرا۔وہ کبھی بھی ان سے بات کرتے ہوئے روتی نہیں تھی۔انہیں لگتا تھا کہ ان کی یہ بیٹی ان سے دور رہ کر بھی مضبوط ہے مگر آج اسکی سسکیاں سن کر وہ حیران رہ گئ تھیں۔

"نشال.....سب ٹھیک تو ہے ناں.....؟تم رو کیوں رہی ہو....؟"فریحہ بیگم کی پریشان زدہ سی آواز سپیکر سے ابھری تھی،نشال کا دم گھٹنے لگا۔

"کچھ ٹھیک نہیں ہے ماما......میں آپ کو بہت یاد کرتی ہوں،آپ پلیز آجائیں ناں....آئی وانٹ ٹو ہگ یو......!"

روتی ہوئی نشال نے جیسے التجا کی تھی۔

فریحہ بیگم کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"نشی میری جان......پہلے تم رونا بند کرو شاباش....!" فریحہ بیگم نے محبت سے کہا۔ مگر اس کے آنسو کسی صورت نہیں تھم رہے تھے۔

"ماما.......ماما اگر میں.....مم......میں مر جاؤں......؟ تو کیا آپ تب بھی نہیں آئیں گی....؟" وہ جیسے ہر صورت ان سے ملنا چاہتی تھی۔

اس کی بات پر فریحہ بیگم سکتے کی حالت میں چلی گئیں۔ دل کو دھچکا لگا تھا۔

"نشال.....تم.....!" فریحہ بیگم کی اپنی آواز بھر اگئی۔ "نشی تم یہ کیسی باتیں کر رہی ہو چندا......!" وہ اسے ڈپٹنے والے انداز میں کہہ رہی تھیں۔

نشال کے لبوں پر ایک مجروح مسکراہٹ بکھر گئی۔

"بتائیں ناں ماما.....آئیں گی ناں آپ......؟" وہ سینے میں اٹکتی سانسوں کو بحال کرنے کی ناکام کوشش کرتی ہوئی بولی تھی۔ دھڑکنیں الجھ رہی تھیں۔ آنکھ پر بوجھ سا اترنے لگا تھا۔

فریحہ بیگم کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔

"نشی.... نشی تم ہوش میں تو ہو.....؟ تم ٹھیک ہو ناں.....؟" اسکی لمبی لمبی سانسوں کی آواز فون کے سپیکر سے محسوس کرتیں وہ بے تابی سے پوچھ رہی تھیں۔

نشال کے ہاتھ بے جان سے ہونے لگے۔

"ما.....ما، میں..... آپ سے.....بب.....بہت پیار کرتی ہوں، آئی.....لو.....یو ماما.....لو یو سو مچ...!" وہ سرگوشی نما آواز میں بولی تھی۔ پلکوں پر اترتا بوجھ انہیں بند کر رہا تھا۔ نشال کے لیے اپنی بھیگی آنکھیں کھلی رکھنا محال ہو رہا تھا۔ یقیناً ڈوز ہیوی تھی۔ اس نے دو دن پہلے ہی صفائی کے دوران نیند کی گولیوں سے بھری یہ شیشی ضیغم کی بیڈ سائیڈ ٹیبل کی ڈرار سے لے لی تھی۔ تب اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اس طرح سے وہ ساری گولیاں نگل لے گی۔ وہ تو بس ضیغم کو ان گولیوں کے استعمال سے منع رکھنا چاہتی تھی۔

"میری جان میں بھی تم سے پیار کرتی ہوں...... تم.....رونا بند کر دو پلیز چندا......!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھیں۔ فون نشال کے ہاتھ کی گرفت سے نکلنے کو تھا۔

"ہوں.....مم.....مجھے.....نیند.....آ.......آ رہی ہے.....گڈ نائٹ......ٹیک کیئر ماما.....!" نشال نے آہستگی سے کہا۔ موبائل اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر تکیے سے پھسلتا ہوا بیڈ پر گر گیا۔

"نشال مجھ سے بات کرو بیٹا.....نشال میری بات سنو.....!" فریحہ بیگم کو اس کی بوجھل، بھاری آواز تشویش میں مبتلا کر گئی تھی۔ انکی بے چین آواز موبائل سے ابھر رہی تھی مگر نشال جو اپنے حواس کھو رہی تھی، انکی آواز صرف سن پا رہی تھی، بولنے کے لیے اس نے لب کھولنے چاہے تھے مگر وہ بڑبڑا بھی نا سکی۔

"نشال.....نشی تم مجھے سن رہی ہو......نشال.....!" فریحہ بیگم کی آواز اس کی سماعتوں کو سکون بخش رہی تھی۔ نشال کا دل جیسے تھمنے کو تھا۔ دھڑکنیں مدھم پڑتی محسوس ہو رہی تھیں۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا رہا تھا۔

حواس کھونے سے پہلے اس کی سماعتوں نے ہنوز فریحہ بیگم کی آواز سنی تھی۔ بند آنکھوں میں ضیغم اجلال کی شبیہہ اتری تھی۔ وہ ہوش و خرد سے بے گانہ ہو چکی تھی۔

---

اسے چینج کر کے لیٹے بیس منٹ ہو چکے تھے مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ تھوڑی دیر تو وہ چھت کو گھورتا رہا پھر زچ ہو کر سیدھا ہو بیٹھا اور سائیڈ ٹیبل کی فرسٹ ڈرار کھولی تھی.... پھر دوسری اور پھر تیسری...... سلیپنگ پلز کی شیشی وہاں نہیں تھی۔ ضیغم کو تشویش ہوئی۔ اب بھلا باقی رات کیسے کاٹے گا وہ...... بدمزہ ہوتے ہوئے اسنے تکیہ بازوؤں میں دبوچا تھا اور لیٹ کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔ بند آنکھوں میں وہی چاند چہرہ اترنے لگا تھا۔ وہی روتی ہوئی غلافی آنکھیں..... دوپٹے سے عاری وہ لرزتا، کانپتا وجود..... افففف...... ضیغم نے گھبرا کر آنکھیں کھول لیں۔ دل کی حالت عجیب سی ہو رہی تھی۔ اس کے بھاری ہاتھ پر نشال کی مخروطی انگلیوں کا لمس زندہ ہو رہا تھا۔ سینے پر اسکے بکھرے بالوں کی مہک نے تباہی مچا رکھی تھی۔ بے چین ہو کر اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی پانی کی بوتل اٹھا کر لبوں سے لگائی تھی۔

شدید سردی میں بھی اسکا گلا خشک ہو رہا تھا۔ پانی پیتے پیتے اسکا دل یکا یک زور سے دھڑک اٹھا تھا۔ عجیب سی بے چینی تھی جو ایک پل میں رگ و پے میں سرایت کر گئی تھی۔ بوتل واپس رکھتے ہوئے وہ کھڑا ہوا تھا اور سرعت سے اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا۔ زینہ اتر کر وہ آغا جان کے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ نشال کے لیے کیے گئے انکار کے باعث وہ اس سے کچھ خفا تھے۔ جانے کیوں اسکا دھڑکتا دل کچھ غلط ہونے کی گواہی دے رہا تھا۔ پہلا خیال

اسے آغا جان کا ہی آیا تھا۔اسی لئے وہ رات کے اس پہر بناء کچھ سوچے سمجھے اب ان کے کمرے کے دروازے کے باہر کھڑا تھا۔دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر اس نے بہت آہستگی سے ہینڈل گھمایا تھا اور اندر جھانکا.....وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیئے بیٹھے تھے۔ضیغم کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"کیا وہ جاگ رہے تھے....؟اور اگر سو رہے تھے تو....؟ایسے.....؟؟"وہ تشوش زدہ سا اندر داخل ہو گیا۔

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہ ان کے قریب جا کھڑا ہوا۔ہاتھ میں پکڑی تسبیح پر ان کی انگلیاں حرکت کر رہی تھیں۔وہ آہستگی سے زمین پر ان کے قدموں کے پاس بیٹھ گیا۔آنکھوں کی سرخی بڑھ رہی تھی۔ضیغم نے بہت نرمی سے ان کے پیروں کو چھوا تھا۔انہوں نے چونک کر آنکھیں کھول لیں۔انکی ضعیف آنکھوں میں نمی تھی۔

ضیغم تڑپ اٹھا.....وہ خود بھی تو اذیت میں ہی تھا۔

"میں آپ کو تکلیف نہیں پہنچانا چاہتا تھا آغا جان......میرا یقین کریں میں بے بس ہوں......!"ان کے پاؤں تھامے وہ تکلیف زدہ سا کہہ رہا تھا۔عبدالرحمن فاروقی صاحب کے لبوں پر ایک پھیکی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اٹھو وہاں سے....یہاں آؤ میرے پاس.......!"انہوں نے نرمی سے کہا۔

ضیغم نے بچوں کی طرح نفی میں سر ہلایا۔

"پہلے آپ کہیں کہ آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں....!"ضیغم نے کہتے ہوئے التجائیہ نظروں سے انکی جانب دیکھا۔

انہیں اپنے پوتے پر ٹوٹ کر پیار آیا جو خود بھی اپنے جذبات سے ناواقف تھا۔

"اچھا ادھر آؤ ناں.... تمہاری مدد کی ضرورت ہے مجھے....!" آغا جان کی آواز میں تھکاوٹ سی تھی۔

ضیغم کو کسی گڑبڑ کا احساس ہوا۔ وہ سیدھا ہوا تھا اور انکے پاس جا بیٹھا۔

"میری بات غور سے سنو..... اب تم آ چکے ہو تو تمہی کو بتانا پڑے گا.... ضرغام ہوتا تو اسے بتاتا..... دو دن بعد لندن سے...... مشال آ رہی ہے، ابھی فریحہ کی کال آئی ہوئی تھی، اسی سے بات کر کے فارغ ہوا ہوں ابھی......!" آغا جان دھیمے لہجے میں بول رہے تھے۔

ضیغم خلاف توقع قدرے اطمینان سے ان کی بات سن رہا تھا۔

"وہ بتا رہی تھی کہ، یورپ کی آزاد فضاؤں میں وہ...... مشال بگڑ گئی ہے..... ڈرگز یوز کرنے لگی ہے...... خود کو نقصان بھی پہنچاتی رہتی ہے، اسی لئے فریحہ چاہ رہی ہے کہ مشال کو یہاں بھیج دے..... میں چاہتا ہوں کہ تم اسے جا کر ائرپورٹ سے لے آنا... گھر میں صرف اکرام کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں میں، اگر شازمہ کو کچھ پتا چلا تو وہ ایک ہنگامہ کھڑا کر دے گی... مجھے امید ہے کہ تم.... مشال سے وہ سلوک نہیں کرو گے جو نشال کے ساتھ کرتے آئے ہو!"

انکی پوری بات سن کر ضیغم نے اپنے لب بھینچ لیے تھے۔ یعنی وہ جانتے تھے کہ اسے صرف نشال سے ہی مسئلہ ہے۔

"امی سے چھپانے کا کیا فائدہ آغا جان..... وہ فاروقی ہاؤس ہی آئے گی ناں....... تب تو امی کو پتا چلے گا ناں....!" ضیغم نے سنجیدگی سے کہا۔ جانے کیوں وہ مشال کے لئے دل میں کوئی سخت گوشہ محسوس نہیں کر رہا تھا۔

"جب وہ مشال کو تمہارے ساتھ آتا دیکھے گی تو یقیناً خاموش رہے گی، تمہارے سامنے واویلا نہیں کرے گی وہ، اور یہ بات تم بھی جانتے ہو.....!" آغا جان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "اور نشال کی طرف سے تمہیں شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے، کل اسکو دیکھنے کے لیئے اکرام کے دوست کی فیملی آ رہی ہے.... تصویر دیکھی ہے انہوں نے نشال کی، پسند کر چکے ہیں، باقی فارملیٹیز کل پوری ہو جائیں گی.....!" اسکے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہوں نے نرمی سے کہا۔

ضیغم کے اندر اترا سناٹا بولنے لگا تھا۔ آنکھوں میں پھیلتی ویرانی اس نے نگاہ جھکا کر چھپالی تھی۔ آغا جان اسکے نگاہ چرانے پر ہولے سے مسکرا دیئے۔ تبھی ان کے موبائل پر بیل ہوئی تھی۔ سکرین پر فریحہ کالنگ لکھا دیکھ کر ضیغم لب بھینچتا کھڑا ہو گیا۔ جینز کے پاکٹ میں ہاتھ پھنساتے ہوئے اس نے ایک نظر آغا جان پر ڈالی جو فون کان سے لگاتے ہوئے اب فریحہ بیگم کے سلام کا جواب دے رہے تھے۔ ضیغم نے آنکھ کے اشارے سے اپنے جانے کی اجازت مانگی مگر وہ اسکے اشارے کا جواب نہیں دے پائے تھے۔ جانے فریحہ ان سے کیا کہہ رہی تھیں کہ آغا جان کے چہرے پر تشویش کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔

"اچھا تم روؤ مت.... میں دیکھتا ہوں جا کر..... ہاں میں جا رہا ہوں بس.....!" وہ فون کان سے لگائے بیڈ سے نیچے اتر رہے تھے۔ "ارے نہیں تم کیوں فکر کر رہی ہو... نیند میں ہو گی وہ...... میں دیکھتا ہوں اسے پھر کال کرتا ہوں تمہیں....!" عجلت میں کہتے ہوئے انہوں نے کال ڈسکنیکٹ کر دی تھی۔

"آغا جان سب ٹھیک تو ہے......؟" انکی عجلت دیکھ کر وہ پوچھنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

"وہ فریحہ کہہ رہی ہے کہ ابھی کچھ دیر پہلے نشال سے بات ہوئی ہے اس کی۔۔ کہہ رہی ہے کہ کچھ بہکی بہکی باتیں کر رہی تھی وہ۔۔۔میں ذرا اس کو دیکھ کر آتا ہوں۔۔۔تم سو جاؤ جا کر۔۔" آغا جان نے سنجیدگی سے کہا تھا ان کی آخری بات ضیغم کو چابک کی طرح لگی تھی۔یعنی انہوں نے صاف کہہ دیا تھا کہ اسے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ جا کر آرام کرے۔وہ اپنی جگہ پتھر سا ہو گیا۔اسے وہیں بت بنا چھوڑ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئے۔لیونگ روم سے گزرتے ہوئے وہ سیڑھیاں چڑھ رہے تھے جب وہ ان کے پیچھے لپکا تھا۔دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجی تھی ۔وہ کسی فیصلے کی بات بھی تو کر رہی تھی۔تو کیا فیصلہ کیا تھا اس نے۔۔۔کہیں اس نے اپنے ساتھ کچھ۔۔اس سے آگے وہ سوچ نہیں سکا تھا۔تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا وہ ان کے پیچھے پیچھے ہی نشال کے کمرے تک پہنچا تھا۔

"رُکیے آغا جان۔۔۔میں دیکھتا ہوں۔۔۔" اس نے دروازے کا ہینڈل گھمایا تھا مگر حسب توقع دروازہ اندر سے لاکڈ تھا۔آغا جان نے دروازہ بجایا۔ضیغم کا اپنا دل ڈوب رہا تھا پانچ منٹ تک دروازہ بجاتے رہنے کے بعد بھی جب اس نے دروازہ نہیں کھولا تو آغا جان کے چہرے پر پریشانی نظر آنے لگی۔

"ضیغم۔۔بیٹے یہ دروازہ کیوں نہیں کھول رہی۔۔" وہ گھبراہٹ میں اسی سے پوچھ بیٹھے۔ساتھ والے کمرے سے ملیحہ بھی باہر آچکی تھی۔

"کیا ہوا۔۔آپ لوگ اس وقت۔۔یہاں۔۔؟کیا ہوا کیا ہے۔۔؟" آنکھیں مسلتے ہوئے ملیحہ نے پوچھا۔

"آغا جان آپ پیچھے ہو جائیں میں۔۔میں کھولتا ہوں دوروازہ۔۔" ملیحہ کی بات کا جواب دیئے بغیر اس نے جلدی سے کہا تھا۔پھر آغا جان کے سائیڈ پر ہوتے ہی اس نے دروازے کا لاک کھولنے کی کوشش کی تھی۔اپنی قوت سے

کِک لگانے کے بعد بھی وہ دروازہ کھولنے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہو پایا تھا۔ کیونکہ یقیناً اس نے اندر سے لاک کے ساتھ ساتھ دروازے کی چٹخنی بھی چڑھا رکھی تھی ضیغم نے تشویش سے اپنا ماتھا مسل ڈالا۔ ملیحہ بھی اپنی جگہ پریشان سی ہو گئی تھی-اتنے شور شرابے کے بعد بھی مشال نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔۔ تشویش ہونا تو ظاہر سی بات تھی۔ اگلے ہی پل ضیغم سرعت سے ملیحہ کے کمرے میں گھسا تھا اور تیزی سے کھڑکی کی طرف بڑھا۔ کھڑکی کا پردہ ہٹا کر اسنے دائیں جانب گردن گھما کر نشال کے کمرے کی کھڑکی کی جانب دیکھا۔ فاصلہ زیادہ نہیں تھا مگر شاید اسکے کمرے کی کھڑکی بند تھی۔ ملیحہ اور آغا جان بے چینی سے اسکی کاروائی دیکھ رہے تھے۔ جواب ملیحہ کی کھڑکی سے باہر نکل رہا تھا۔

"بھائی یہ کیا کر رہے ہیں آپ..؟ آپ گر جائیں گے رک جائیے پلیز...!" ملیحہ دھیمی آواز میں چیخی تھی مگر ضیغم نے اسکی بات ان سنی کر دی تھی۔ کھڑکی کی دیوار کو تھامے وہ باہر دیوار کے ساتھ چپکا کھڑا تھا۔ یہ غنیمت تھا کہ کھڑکی والی دیوار کے ساتھ تھوڑا نیچے کو دوا ینٹوں جتنی دیوار باہر نکلی ہوئی تھی جس پر پاؤں رکھے وہ کھڑا تھا۔ احتیاط سے نشال کے کمرے کی کھڑکی کی طرف بڑھتے ہوئے اس کا دماغ مسلسل نشال کی طرف اٹکا ہوا تھا۔

ملیحہ روتے ہوئے آغا جان کے سینے سے لگ گئی جو خود بھی اس صورتحال پر نشال کی سلامتی کی دعا مانگ رہے تھے۔ جانے وہ ٹھیک تھی بھی یا نہیں۔ ضیغم نے کھڑکی کے شیشے اندر کمرے کی جانب دھکیلے تھے... وائے نصیب کہ کھڑکی کے پٹ لاک نہیں تھے۔ وہ سرعت سے اس کے کمرے کے اندر کودا تھا۔ نشال کی تلاش میں اس نے بے قراری سے نگاہ دوڑائی تھی۔ وہ پہلی ہی نگاہ میں اسے بیڈ پر لیٹی نظر آ گئی تھی۔ ضیغم پھرتی اس اس کی جانب

بڑھا تھا۔

"نشال۔۔"اس کی قریب بیٹھتے ہوئے ضیغم نے اس کا گال تھپتھپایا تھا۔وہ بے سدھ پڑی تھی۔ ضیغم نے اس کی ناک کے پاس اپنی انگلیاں لے جا کر اس کی سانسیں محسوس کرنے کی کوشش کی۔ ضیغم کا دل بری طرح کرلایا تھا،وہ سانس نہیں لے رہی تھی۔ ضیغم نے بے تابی سے اس کی نبض ٹٹولی تھی۔اسکا دل ڈوب رہا تھا۔باہر آغا جان اسکو دروازہ کھولنے کا کہہ رہے تھے جبکہ وہ آس پاس سے بے خبر بیڈ پر پڑی سلیپنگ پلز کی خالی شیشی کو دیکھ رہا تھا۔یہی تو پلز یوز کرتا تھا وہ۔۔۔ ضیغم نے ساکت نظروں سے اسکی بند آنکھوں کو دیکھا تھا۔

"نشال۔۔ آنکھیں کھولو۔۔"اس نے بے یقینی سے کہتے ہوئے اس کو جھنجھوڑ ڈالا جس میں زندگی کی کوئی رمق نظر نہیں آ رہی تھی۔ ضیغم ایک آخری اُمید لیے کر اس پر جھکا تھا۔اسکے دل کی دھڑکنیں محسوس کرنے کی کوشش کی تھی۔مدھم۔۔۔بہت مدھم دھڑکنیں، ضیغم کو لگا یہ دھڑکنیں اسے ہی پکار رہی ہیں۔وہ بناء وقت ضائع کیے دروازے کیطرف بڑھا تھا دروازہ کھول کر وہ واپس نشال کے پاس آیا تھا اور اس کے بے جان ہوتے وجود کو اپنی باہوں میں بھر لیا۔

"آغا جان اس نے نیند کی گولیاں کھالی ہیں۔۔۔اس کو ہاسپٹل لیکر جا رہا ہوں میں۔۔!"اپنی سرخ پڑتی آنکھیں جھپکتے ہوئے وہ بڑے ضبط سے کہہ رہا تھا اب جبکہ وہ موت کو جاتی راہ پر قدم رکھ چکی تھی تب بھی ضیغم اجلال کے لیے ضبط کا مظاہرہ لازم تھا جیسے اپنے خود سر ہوتے جذبات کا گلا گھونٹنا، انکو چھپانا کس قدر مشکل امر ہے یہ کوئی ضیغم اجلال سے پوچھتا...!نشال کو بازوؤں میں بھرے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلا تھا۔ آغا جان بھی اس کے پیچھے

ہی لپکے تھے ملیحہ نے جلدی سے باپ کو کال ملائی تھی...وہ آج ہاسپٹل میں ہی تھے۔ پچھلے تین دنوں سے وہ نائٹ ڈیوٹی کر رہے تھے۔

کچھ سیریس کیسز کی وجہ سے انہیں ہاسپٹل میں ہی رکنا پڑ رہا تھا۔ باپ کو صورتحال بتا کر وہ ماں کو اطلاع دینے کے لیئے ان کے کمرے کی جانب بڑھی تھی انہیں انفارم کر کے وہ تیزی سے نیچے کی جانب بڑھی تھی۔ ضیغم گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔ ملیحہ نے اسے آواز دی تھی اور بھاگتی ہوئی جا کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ آغا جان نشال کا سر اسکی گود میں رکھ کر فرنٹ سیٹ پر جا بیٹھے۔ ضیغم نے تیزی سے گاڑی گیٹ سے باہر باہر نکالی تھی۔ ٹیرس پر کھڑی شازیہ بیگم نے سلگتی نظروں سے اپنے دونوں کی بچوں بے تابی اور آغا جان کی پریشانی دیکھی انکے اندر بھانبھڑ جل اٹھے تھے۔

****************

بند آنکھیں آہستگی سے کھولتے ہوئے اسنے اطراف میں نگاہ دوڑائی تھی.. نشال کو اندازہ ہوا تھا کہ وہ ایک ہاسپٹل کا کمرہ ہے.. اسکے ہوش میں آتے ہی ملیحہ بے تابانہ اسکی جانب بڑھی تھی..

"تھینک گاڈ تمہیں ہوش آ گیا نشی..!" محبت سے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے وہ پر جوش سی بولی.. نشال کے کھوئے کھوئے حواس واپس آنے لگے تھے.. ملیحہ کا رویا رویا چہرہ دیکھتے ہوئے اسے شدت سے احساس ہوا تھا کہ وہ اپنی کوشش میں ناکام ہو چکی ہے.. وہ تکلیف زدہ سی آنکھیں میچ گئی.. اسکے یوں آنکھیں میچ لینے پر ملیحہ کو تشویش ہوئی تھی..

"نشی.. کیا ہوا تم ٹھیک تو ہو.. کہیں درد ہو رہا ہے کیا..؟؟" ملیحہ نے پوچھتے ہوئے اسکے رخسار کو سہلایا. بند آنکھوں

سمیت نشال نے نفی میں سر ہلایا تھا.. دو موتی اسکی آنکھوں سے نکلتے ہوئے بالوں میں جذب ہو گئے..

"میں آغا جان کو بلا کر لاتی ہوں..!" اسے روتا دیکھ ملیحہ نے نرمی سے کہا تھا اور باہر کی جانب بڑھی.. نشال کی تکلیفوں میں اضافہ ہو گیا تھا.. وہ زندگی کا بوجھ کندھوں سے اتار دینا چاہتی تھی مگر گھر والوں نے اسکی یہ کوشش بھی ناکام بنادی تھی.. مگر کیسے...؟؟ سوچتے ہوئے اسکے ذہن میں سوال ابھرا تھا. اس نے تو دروازہ اچھی طرح لاک کیا تھا تو پھر کس نے..؟؟ کب..؟؟ کیسے اسے بچا لیا تھا.. آغا جان کو اندر آتا دیکھ اس نے اُٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی..

"لیٹی رہو نشال..!!" انہوں نے قدرے سختی سے کہا.. مگر وہ پھر بھی لیٹنے کے سے انداز میں بیٹھ گئی تھی.. وہ اسکے بیڈ کے پاس ہی اپنے لیے لائی گئی چیئر پر بیٹھ گئے جبکہ ملیحہ نشال کے سرہانے کھڑی ہو گئی..

"کیوں بچایا مجھے...؟؟" نگاہ جھکا کر اسنے قدرے خفگی سے پوچھا.. کمرے کے باہر کھڑا ضیغم غیر ارادی طور پر دروازے کے قریب ہو گیا.. جبکہ اندر موجود آغا جان نے اسکے سوال پر ناراضگی سے اسکی جانب دیکھا.

"میں نے نہیں بچایا تمہیں... سات سمندر پار بیٹھی تمہاری ماں کو الہام ہو گیا تھا کہ تم ایسا کچھ کر چکی ہو.. اسکا فون نہ آتا تو مجھ بڈھے کو کیا پتا چلتا کہ تم اپنے ساتھ کیا کر چکی ہو... صبح تک مر جاتیں تم اور یقیناً اس وقت قبر میں فرشتوں کو حساب دے رہی ہوتیں..!!" وہ خفا خفا سے بول رہے تھے.. انکی پوری بات سن کر نشال نے جھکا سر اٹھایا تھا اور پانی بھری آنکھوں سے انکی جانب دیکھا..

"تو مر جانے دیا ہوتا مجھے.. کیوں بچا لیا مجھے..؟؟" وہ دھیمے لہجے میں چیخی تھی..

"میں نے نہیں بچایا.. اُس ایس-پی نے بچایا ہے اس سے جا کر پوچھو.. دونوں باپ بیٹوں نے بروقت تمہاری جان بچائی ہے وگرنہ کسی اور ہاسپٹل میں لے کر جاتا تو پہلے پولیس کیس بنتا پھر تمہارا ٹریٹمنٹ شروع ہوتا.. یہ تو شکر ادا کرو کہ تمہارا ماموں ڈاکٹر ہے..!!" وہ ہنوز اس سے خفا تھا.. انہوں نے دانستہ طور پر ضیغم کا ذکر کر دیا تھا.. ملیحہ کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی جبکہ باہر کھڑے ضیغم نے اپنے ذکر پر لب بھینچ لیے.. البتہ نشال کے چہرے کے تاثرات میں کوئی بدلاؤ نہیں آیا تھا..

"تو آپ نے ایس-پی صاحب کو یاد کیوں نہیں دلوایا کہ میں فریحہ بیگ کی بیٹی ہوں.. اگر آپ انہیں یہ بات یاد دلا دیتے تو کم از کم اس زندگی سے جان تو چھوٹ چکی ہوتی میری..!!" نشال نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا. اسکی بات سنتے ضیغم نے ضبط کے مارے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں.

"نشال اب بس کر دو پلیز.... بہت ہو چکا..!" ملیحہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا..

"کیوں بس کر دوں... کس کے لیے بس کر دوں.. اچھی خاصی جان چھوٹنے والی تھی تم سب کی مجھ سے مگر...!" ملیحہ کو جواب دیتے ہوئے اس نے بات ادھوری چھوڑ دی.

"تمہیں لگتا ہے کہ تمہارے مرنے پر تمہارا یہ بوڑھا نانا سلامت رہتا..؟؟" آغا جان نے خفگی سے پوچھا.

"آپ کیوں نہیں سمجھ رہے آغا جان... میں اپنی رگوں سے اپنی ماں کا خون الگ نہیں کر سکتی اور نہ ہی ولدیت کے خانے سے ایک عیاش، مکار اور دھوکے باز انسان کا نام الگ کر سکتی ہوں... اور جب میرے ماں باپ ہی میرے

لیے میری سزا بن چکے ہیں تو پھر جی کر کیا کروں...؟؟میں جو کر سکتی تھی میں نے وہی کیا....اور آپکے پوتے سے وہ بھی برداشت نہیں ہوا...اب جانے کون سی اذیتیں دینے کے لیے بچا لیا مجھے...کیوں..؟؟کس لیے..؟؟مر کیوں نہیں جانے دیا...؟؟"کہتے ہوئے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی.. آغا جان اسکی تکلیف کو سمجھتے تھے.. مگر انہیں امید نہیں تھی کہ وہ کبھی اتنا بڑا اقدم اٹھا لے گی..

"بس میری بچی..بس کر دو..میں اب تمہارے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں ہونے دوں گا..!"چئیر سے اٹھتے ہوئے انہوں نے روتی ہوئی نشال کے سر پر ہاتھ رکھ دیا..

"ناکردہ گناہوں کی سزا کاٹتے کاٹتے تھک چکی ہوں میں..اس سب میں میرا کیا قصور ہے..؟؟مجھے کیوں ان گناہوں کی سزا مل رہی ہے جو میں نے کبھی کئے ہی نہیں آغا جان...؟؟"انکی جانب دیکھتی وہ روتے ہوئے پوچھ رہی تھی..

ملیحہ کی آنکھوں میں بھی نمی چمکنے لگی.

"میں نے تمہارے لیے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا تھی بیٹا...مگر تمہاری اس حرکت کی وجہ سے میں..."تاسف سے بولتے آغا جان ایک پل کو خاموش ہو گئے تھے..

"اگر آپکو لگ رہا ہے کہ میری شادی کروا کر آپ میرے ساتھ ہوئی تمام زیادتیوں کا مداوا کر دیں گے تو آپ غلط سوچ رہے ہیں آغا جان..یہ طعنے تشنے تمام عمر میرا پیچھا کریں کرتے رہیں گے,جب اپنے ہی اتنی نفرت کرتے ہیں تو غیر لوگ کیونکر مجھے قبول کریں گے...؟؟"نشال کے سوال نے عبدالرحمٰن فاروقی صاحب کو حقیقت کا آئینہ دکھا

دیا تھا.. "مجھ میں مزید ہمت نہیں ہے آغا جان... میرا مزید امتحان مت لیں... میں شادی نہیں کروں گی۔ پلیز آغا جان مجھے خود سے دور مت کریں.... ایک آپ ہی تو ہیں جن سے مجھے میری ماما کی خوشبو آتی ہے.. مجھے آپ سے دور نہیں جانا آغا جان.. پلیز مجھے اپنے پاس ہی رکھ لیں.. مجھے شادی نہیں کرنی..!!" انکے ہاتھوں پر سر رکھتے ہوئے وہ تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی.. آغا جان نے نرمی سے اسکا سر تھپکا..

ضیغم بہت آہستگی سے پیچھے ہٹا تھا.. اپنے دکھتے سر کو مسلتے ہوئے وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا.

زندگی نے کیسے دوراہے پر لا کھڑا کیا تھا اسے کہ وہ فیصلہ کر کے بھی مطمئن نہیں تھا... ایسا فیصلہ جسکے نتیجے میں نشال علوی موت کے منہ میں پہنچ گئی تھی.. فل سپیڈ سے گاڑی چلاتے ہوئے وہ آنکھوں میں اترتی نمی کو حلق میں اتارنے کی کوشش کر رہا تھا.. اسکی پتھر آنکھوں سے ایک عرصے بعد چشمہ پھوٹنے کو بے تاب تھا.. مگر اپنے آپ پر ضبط کیے وہ بڑی ہمت کا مظاہرہ کر رہا تھا.

"اس بات کا مجھے دکھ بھی ہے اور افسوس بھی کہ میں نے آپ جیسے شخص کو چاہا.. مگر اس سے بھی زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ میں آپکو اپنے دل سے نکال نہیں سکتی...ہاں مگر اب فیصلہ کرنا آسان ہو گیا ہے, اور یقیناً میرے اس فیصلے سے سب سے زیادہ خوشی آپکو ہی ہو گی کیونکہ آپ نفرت جو کرتے ہیں مجھ سے...!" نشال کی بھیگی آواز اسکی سماعتوں میں گونجی تھی.. اسکی لہو رنگ ہوتی آنکھوں سے نکلتا ہوا پانی بڑی ہوئی شیو میں جذب ہوا تھا.. ضیغم نے اپنا نچلا لب سختی سے دانتوں میں دبا لیا..

کیا وہ اسے تکلیف میں دیکھ کر خوشی محسوس کر رہا تھا...؟؟ جواب میں اسکا دل حلق کے بل چلایا تھا..

"نہیں.." ضیغم کو اپنے حلق میں خون کا نمکین ذائقہ محسوس ہونے لگا تو اُسنے اپنا نچلا لب دانتوں کی گرفت سے آزاد کر دیا..

دل درد سے بھر رہا تھا.. کس کو بتاتا وہ اپنی تکلیف...؟؟ کس کے سامنے اقرار کرتا اُس اذیت کا جو اس نے پچھلے پانچ گھنٹوں میں جھیلی تھی.. جب وہ ڈاکٹرز کے ہاتھوں میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی.. کس کس طرح تڑپا تھا,وہ کسے بتاتا.. اسے تو یہ تڑپ..

یہ جلن.. یہ کرب.. یہ محبت... ہاں محبت.. خود سے بھی چھپائی تھی.. اسے تو خود کے سامنے بھی یہ اعتراف نہیں کرنا تھا کہ نشال علوی اسکے لیے اہم ہے.. بہت اہم ہے.. اتنی کہ اگر آج اسے کچھ ہو جاتا تو یقیناً وہ خود کو ختم کر لیتا.. وہ اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا.. اسے اپنانا نہیں چاہتا تھا.. مگر اس سے جدا رہنا بھی تو اک عذاب ہی تھا.. وہ جو عمر میں اس سے کئی سال چھوٹی تھی مگر اسکے دل میں کتنا بڑا مقام رکھتی تھی یہ حقیقت جانتے بوجھتے بھی وہ مانتا نہیں تھا.. ضیغم کے لیے گاڑی چلانا مشکل ہو رہا تھا.. سٹیئرنگ پر رکھے اسکے ہاتھ پہلی بار کانپ رہے تھے.. جب وہ اسے بچانے کے لیے ہاسپٹل لے جا رہا تھا تو ایک بار بھی اسکے ہاتھ نہیں لرزے تھے کیونکہ اپنے ہاتھوں کی لرزش کی بدولت وہ اسکی جان خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا مگر اب جو ہاتھ لرز رہے تھے تو اس کی وجہ وہ احساس تھا جو اس پر شدت سے حاوی ہو رہا تھا.. نشال علوی کو کھو دینے کا احساس.. وہ خود کو اس احساس سے آزاد کر لینا چاہتا تھا.. وہ بے حسی کی چادر اوڑھ کر لاپرواہ بن جانا چاہتا تھا مگر جانے کیوں وہ کل رات سے ہی نشال کے معاملے میں انجان نہیں بن پا رہا تھا.. حقیقت سے نگاہیں چرانا مشکل ہو رہا تھا.. ضیغم نے گاڑی کی سپیڈ ہلکی کر دی پھر سڑک کے کنارے

گاڑی روک کر باہر... چلتی سڑک کو دیکھنے لگا... دوپہر ڈھلنے کو تھی.. اپنے لب سختی سے آپس میں بھینچے وہ کسی نتیجے پر پہنچنا چاہ رہا تھا.. بلاشبہ وہ اپنا فیصلہ بدلنے جا رہا تھا.. فیصلہ بدلنا آسان تو نہیں تھا مگر حالات کے پیش نظر ضروری تھا.. وہ بہت سنجیدگی سے نشال کے بارے میں سوچ رہا تھا.. اسلیے نہیں, کہ وہ اپنے دل کے سامنے گھٹنے ٹیک چکا تھا.. بلکہ اس لیے کہ وہ آغا جان کو مزید پریشان نہیں دیکھ سکتا تھا..

ہاں وہ سوچ چکا تھا... ایک پختہ فیصلہ کر لینے کے بعد ضیغم اجلال اب گاڑی ریورس کر رہا تھا.. اسے واپس ہاسپٹل جانا تھا اور ملیحہ اور آغا جان سمیت نشال کو بھی واپس گھر لے کر جانا تھا.. اکرام صاحب کی کالز آ رہی تھیں جسکا ایک ہی مطلب تھا کہ نشال کی ڈسچارج سلپ بن چکی ہے.. اگلے ایک گھنٹے میں ان تینوں کو گھر ڈراپ کر کے وہ باہر لان میں چلا آیا تھا.. ڈوبتے سورج کے دلکش منظر کو شاید وہ آج پہلی بار اتنی توجہ سے دیکھ رہا تھا.. صبح سے ڈی-ایس-پی کی جانے کتنی کالز آ چکی تھیں مگر اسے ریسیو کرنے کا ہوش ہی کہاں ملا تھا.. جینز کی پاکٹ سے فون نکال کر اسنے ڈی-ایس-پی زمان احمد کو کال بیک کی تھی..

"کیا رپورٹ ہے..؟؟" زمان احمد کے کال ریسیو کرتے ہی وہ جونیئرز کے لیے مخصوص, اپنے کرخت لب و لہجے میں بولا تھا..

"سر اڑتی اڑتی ایک خبر ملی ہے.. ہنجرائی سے قریب ہی پتوکی میں ایک وڈیرے نے لڑکی کا ریپ کیا ہے... لڑکی انصاف چاہتی ہے مگر پتوکی کے ایماندار انسپکٹر نے معاملہ مجھ تک پہنچنے سے پہلے ہی رفع دفع کر دیا ہے..!!" ڈی-ایس-پی نے اپنے انداز میں اسے خبر دی تھی.. اسکی بات سن کر ضیغم کی پیشانی پر بل نمودار ہو گئے..

"ہوں.. تم معاملے کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کروزمان.... پتہ کرو کہ یہ صرف انسپکٹر کا ہی کارنامہ ہے یا,ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے معزز عہدے دار بھی اس سب میں انوالو ہیں.. تمہارے پاس آج رات کا وقت ہے صبح ہوتے ہی مجھے اس بارے میں مکمل رپورٹ چاہیئے.. کلئیر...؟؟" ضیغم نے بھرپور سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس سے ہامی بھروانی چاہی...

"یس سر..!" دوسری جانب وہ فوراً بولا تھا.

"گُڈ..!!" آہستگی سے کہہ کر ضیغم نے کال ڈراپ کردی.. سردیوں کا چھوٹا دن اپنے اختتام کو پہنچتا گہری,لمبی سیاہ رات کو خوش آمدید کہہ رہا تھا..

اسنے آہستگی سے اندر کی جانب قدم بڑھا دیے تھے.. اسکے مضبوطی سے چلتے قدموں کا رُخ آغا جان کے کمرے کی طرف تھا.. ان کے کمرے کا ادھ کھلا دروازہ,پورا کھول کر وہ اندر آگیا تھا.. نشال ہاسپٹل سے آنے کے بعد اماں بی کے کمرے میں تھی اور یقیناً ملیحہ بھی اسکے ساتھ ہی تھی. اندر آتے ہی ضیغم کی نگاہ اکرام صاحب پر پڑی جو تھکے تھکے سے صوفے پر لیٹنے کے سے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے.. وہ کل رات کے ہاسپٹل گئے ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی واپس آئے تھے.. نشال کی وجہ سے انکا آج کا سارا دن ہاسپٹل میں ہی گزر گیا تھا ورنہ وہ نائٹ ڈیوٹی کر کے صبح آٹھ بجے سے پہلے ہی گھر واپس آجایا کرتے تھے.. واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی,غالباً آغا جان واش روم میں ہی تھے.. وہ چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتے ہوئے اکرام صاحب کے پاس صوفے پر ہی آبیٹھا.. انہوں نے اپنی بند آنکھیں کھول کر ضیغم کی طرف دیکھا جو آج انہیں زندگی میں پہلی بار کشمکش و پیچ میں مبتلا نظر آرہا تھا..

"تم...واپس کب جارہے ہو..؟؟"اسے سر جھکائے بیٹھا دیکھ,انہوں نے نرمی سے پوچھا. ضیغم جو اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے آپس میں جوڑے بیٹھا بولنے کے لیے پر تول رہا تھا,اُن کے سوال پر چونک کر انکی طرف متوجہ ہوا..

"کل...شاید کل صبح..!"اسنے دھیمی آواز میں انہیں جواب دیا.اکرام صاحب سیدھے ہو بیٹھے..وہ صبح سے ہی اسکی بے چینی و پریشانی نوٹ کر رہے تھے..

"شاید..؟؟"انہوں نے اسکے شاید کہنے پر سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا..آغا جان واش روم سے باہر آ چکے تھے اور اب ٹاول سے ہاتھ پونچھ رہے تھے.

"چاچو وہ میں..کچھ کہنا چاہتا تھا..آئی مین کل شام..آپ نے جو بات کی تھی مجھ سے..."ضیغم کی بات اکرام صاحب نے کاٹ دی تھی.

"تم کل ہی وہ بات ختم کر چکے ہو..!!"انہوں نے سنجیدگی سے کہا تھا.ان دونوں کی گفتگو سنتے آغا جان بھی وہیں سنگل صوفے پر آ بیٹھے..

"لیکن میں وہ بات دوبارہ شروع کرنا چاہ رہا ہوں..اگر,آغا جان..آپکی اجازت ہو تو..؟؟"سنجیدگی سے کہہ کر اسنے اپنا نچلا لب ایک پل کو دبایا تھا.

"ہوں بولو برخوردار..."آغا جان نے نرمی سے کہا.

"میں...نشال سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں آغا جان...!!"سنجیدگی سے کہتے ضیغم نے آغا جان کو زندگی کی

نوید سنائی تھی جبکہ ہاتھ میں چائے کی ٹرے پکڑے اندر آتی شازمہ بیگم اپنی جگہ ساکت رہ گئی تھیں..

"میرا خیال ہے کہ تم, جذباتی پن کا مظاہرہ کررہے ہو ضیغم..! کل تم نشال سے نفرت کا اظہار کرچکے ہو.. تو پھر آج..؟؟ اتنے بڑے فیصلے کی وجہ..؟؟ ترس کھا رہے ہو اس پر..؟؟ لیکن جس سے نفرت ہو بیٹا جی اس پر تو ترس بھی نہیں آتا... تو پھر..؟؟ کیا وجہ ہے...؟؟" اکرام صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تھا, جانے وہ اس سے کون سا اقرار چاہتے تھے.. جبکہ شازمہ بیگم انکے سوالات پر بل کھا کر رہ گئیں.. البتہ ضیغم کا چہرہ بے تاثر تھا.

" صحیح کہا آپ نے.. جن سے نفرت ہو, ان پر ترس نہیں آتا.. اور میں نشال پر ترس نہیں کھا رہا.. لیکن جن سے محبت ہو, انکی خاطر تو اپنی محبت بھی مارنی پڑتی ہے.. یہ تو پھر نفرت ہے چاچو.!! میں آغا جان کو مزید پریشان نہیں دیکھ سکتا.. اسی لیے میں, نشال سے شادی کرنے کو تیار ہوں..!!" اسکا انداز حتمی تھا.. آنکھیں پتھر ہو رہی تھیں.. چہرہ ہمیشہ کیطرح بے تاثر تھا.

"صرف آغا جان کی خاطر..؟؟" اکرام صاحب نے گہرا سوال کیا تھا. شازمہ بیگم نے پٹخنے کے سے انداز میں ٹرے صوفوں کے درمیان پڑی میز پر رکھی.

" آپ کیوں میرے بیٹے سے اسطرح کے سوالات کر رہے ہیں.. بچہ نہیں ہے یہ کہ آپ اسے جسطرح چاہیں گے اُسی طرح بہلا لیں گے..!" شازمہ بیگم درشتگی سے بول پڑیں.

"اور ضیغم.. تمہیں کسی قسم کے دباؤ میں آکر یہ فیصلہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے بیٹا.. اس لڑکی نے اپنی مرضی سے خودکشی جیسا حرام فعل کرنے کی کوشش کی ہے.. اس میں تمہارا یا میرے گھر کے کسی فرد کا کوئی قصور نہیں

ہے.. تمہیں شرمندہ ہو کر اس سے شادی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے..!!" اسکے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ قدرے اونچی آواز میں بول رہی تھیں. اکرام صاحب خود پر ضبط کیے نگاہیں میز پر جمائے بیٹھے تھے جبکہ آغا جان کسی قدر تاسف سے شازمہ بیگم کی چلتی زبان دیکھ رہے تھے.

"ابھی آپ نے کہا کہ میں بچہ نہیں ہوں اموجان.. تو پھر میں کیونکر کسی بھی قسم کے دباؤ میں آسکتا ہوں..؟؟ یہ میرا اپنا فیصلہ ہے.. آپ اس بارے میں چاچو کو بلیم مت کریں پلیز..!" جینز کی پاکٹس میں ہاتھ پھنساتے ہوئے وہ اُٹھ کھڑا ہوا.. اسکے جواب نے آغا جان اور اکرام صاحب کو پرسکون کر دیا تھا جبکہ شازمہ بیگم اپنے لب سختی سے بھینچ کر رہ گئیں.. ضیغم نے تو بات ہی ختم کر دی تھی.. وہ واویلا کرنا چاہتی تھیں.. سختی سے اس فیصلے کے خلاف کھڑے ہو جانا چاہتی تھیں مگر وہ جیسے بے بس سی ہو گئی تھیں.. فیصلہ اگر آغا جان یا اکرام صاحب کا ہوتا تو وہ کبھی ایسا نہ ہونے دیتیں مگر فیصلہ ضیغم اجلال نے کیا تھا, ضیغم کے خلاف جا کر... یا اسکی کسی بات سے انحراف کر کے وہ اپنے بیٹے کو گنوا نہیں سکتی تھیں.. اسی لیے چپ چاپ آنسو پیتی صوفے پر بیٹھتی چلی گئیں.. وہ ضیغم کی فطرت جانتی تھیں, وہ ایک بار کسی بات کے لیے انکار کر دیا کرتا تھا تو پھر کبھی اپنوں کی خاطر اپنا فیصلہ بدل بھی لیا کرتا تھا.. مگر اگر ایک بار کسی بات کے لیے ہاں کر دیتا تو پھر جیسے اس بات کو زندگی اور موت کا مسئلہ بنا لیا کرتا تھا.. ہر صورت اپنا کہا پورا کر کے دکھاتا تھا.. اگر اسنے نشال سے شادی کرنے کی ہامی بھری تھی تو وہ اپنا کہا پورا کر کے دکھائے گا یہ بات وہ اچھے سے جانتی تھیں.. جبکہ ضیغم اب آغا جان سے کہہ رہا تھا.

"آپ مجھے کل میرے جانے سے پہلے نشال کا جواب بتا دیجئے گا.. امید کرتا ہوں کہ جواب ہاں میں ہی ہو گا..!"

سنجیدگی سے کہتا وہ حقیقتاً آغا جان کو باور کروا رہا تھا کہ نشال کا جواب ہاں میں ہی ہونا چاہئیے..

آغا جان نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ میز کی سائیڈ سے نکلتے ہوئے کمرے سے باہر چلا آیا..

وہ ایسا ہی تھا..ماں سے بے پناہ محبت کے باوجود وہ اپنے اس فیصلے میں ماں کی غیر رضامندی کو اہمیت نہیں دینا چاہتا تھا..وہ جانتا تھا کہ اگر وہ اموجان کے سامنے ذرا سا بھی نرم پڑا تو وہ اسکے پاؤں میں اپنے آنسوؤں کی بیڑیاں ڈال دیں گی..اسی لیے وہ غصے سے سرخ ہوتی ماں کو نظر انداز کرتا وہاں سے چلا آیا تھا..

جبکہ شازمہ بیگم روتے ہوئے اب اکرام صاحب سے کہہ رہی تھیں.

"میں اس لڑکی کو کبھی اپنی بہو قبول نہیں کروں گی..جانے میرے بیٹے پر کیا جادو کیا ہے آپ نے کہ وہ..."بات ادھوری چھوڑ کر وہ پھپھک پھپھک کر رو دیں..ان کا مخاطب اکرام صاحب تھے وگرنہ آغا جان کے سامنے وہ زیادہ تر خاموش ہی رہتی تھیں..

"آپکا بیٹا اپنی مرضی کا مالک ہے..اس نے یہ فیصلہ خود کیا ہے..میری اس سب میں کوئی انوالومنٹ نہیں ہے..!"وہ فوراً معصوم بنے تھے جبکہ آغا جان نے انکی بات پر اپنی مسکراہٹ دبائی تھی..شازمہ بیگم دونوں باپ بیٹے کی ملی بھگت پر دانت پیستے ہوئے اُٹھی تھیں اور وہاں سے نکلتی چلی گئیں..اب انہیں ہی کچھ کرنا تھا..

*************************

"جب تمہارے ساتھ پاکستان جاؤں گی ناں تو فلائیٹ میں قہقہے لگاتی ہوئی جاؤں گی، پھر جی بھر کے دیکھ لینا۔۔۔!"

اپنی چہکتی ہوئی آواز مشال کے کانوں میں گونج رہی تھی۔اس کی بند آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر کنپٹیوں میں

جزب ہوئے تھے۔وہ جس کے ساتھ پاکستان جانے کی پلاننگ کر چکی تھی وہ تو لندن میں ہی فائینل سمیسٹر کے اگیزیم دے رہی تھی اور وہ خود آج پاکستان کے لیے فلائیٹ میں بیٹھی ہوئی تھی۔ کتنی آرزو، کتنی خواہش تھی اسے پاکستان جانے کی۔ آج اس کی خواہش پوری ہو رہی تھی، مگر وہ خوش نہیں تھی، قہقہے تو بہت دور کی بات آج تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ بھی نہیں تھی۔

اس کے چہرے اور گردن کے زخم ہنوز جلتے ہوئے اسے تکلیف دے رہے تھے۔اس کے پاس سے گزرتے ائیر ہوسٹس بھی پلٹ پلٹ کر اس کے چاند چہرے پر سجے اس داغ کو دیکھ رہی تھیں، جبکہ وہ خود آس پاس سے بے بہرہ آنکھیں موندے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے بے حس بنی بیٹھی ہوئی تھی۔اس کے اندر ایک گہری خاموشی پھیلی ہوئی تھی جسے محسوس کرتی وہ اپنے ارد گرد سے انجان تھی۔فقط فریحہ بیگم کی دھیمی آواز تھی ،جو اس خاموشی میں اس کے کانوں میں سیسہ انڈیل رہی تھی۔وہ ہماری یونیورسٹی کا سب سے ہینڈسم لڑکا تھا۔۔یونیورسٹی کی حسین سے حسین لڑکی اس پر مرتی تھی، لڑکا ہو یا لڑکی جو بھی اس کو دیکھتا تو پھر سے اس کو دیکھنے کی خواہش ضرور کرتا۔میرے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔۔ اس دن میں یونیورسٹی پہنچنے میں لیٹ ہو گئی تھی۔میں جلد از جلد کلاس میں پہنچنے کے چکر میں بھاگتی ہوئی کوریڈور کراس کر رہی تھی جب وہ اچانک مجھ سے آ ٹکرایا۔۔یا شاید میں ہی اس سے ٹکرا گئی تھی۔۔میں نے جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو ایک پل کو میری نگاہ ساکت رہ گئی۔میں بے ساختگی میں اسے دیکھتی چلی گئی اور شائد یہی میری سب سے بڑی غلطی تھی۔۔وہ ایک ہی نظر میں آنکھوں کی رستے دل میں اتر گیا۔۔۔"وہ دھیمے لہجے میں

بول رہی تھیں اور مشال کی سماعتیں انہیں سن رہی تھی۔

"آہم۔۔۔"فریحہ کی محویت محسوس کرکے وہ کھنکھارا تھا۔فریحہ نے چونک کر نگاہ چرائی۔

"ایم سوری۔۔۔۔وہ میں جلدی میں تھی تو۔۔۔دیکھ نہیں پائی آپکو اور۔۔۔"فریحہ نے بات ادھوری چھوڑدی۔

"اٹس اوکے۔۔ہو جاتا ہے کبھی کبھی۔۔۔"وہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولا تھا۔فریحہ نے دوبارہ نگاہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔اثبات میں سر ہلاتے ہوئے وہ اس کے پاس سے گزر گئی۔ارباز علوی نے پلٹ کر دور جاتی اس لڑکی کو دیکھا جس کی گلابی لبوں کا کٹاؤ اسے اپنی جانب متوجہ کرچکا تھا۔وہ دھیرے سے ہنستے ہوئے واپس کلاس روم میں گھس گیا۔اس ایک حادثاتی ٹکراؤ کے بعد فریحہ کے دل نے اسے دیکھنے کی خواہش کی تھی اور وہ اس کے سامنے آیا بھی تھا مگر فریحہ نے نظر اٹھانے کی گستاخی نہیں کی تھی۔وہ کسی ایسی راہ کی مسافر نہیں بننا چاہتی تھی جسکی کوئی منزل ہی نا ہو،اور پھر اتنے دنوں میں وہ اس کے بارے میں اتنا تو جان ہی چکی تھی کی وہ شخص دن بھر میں پانچ لڑکیاں بدلتا تھا۔۔۔

پتوکی کا وڈیرا۔۔۔لاہور کی لڑکیوں کی جان ہی تو تھا۔دوماہ یوں ہی کشمکش میں گزر گئے تھے۔۔فریحہ خود کو سنبھالے مکمل طور پر سیکنڈ سمیسٹر کے ایگزیمز کی تیاریاں کررہی تھی۔ارباز علوی نام کی خواہش کا گلا گھونٹ کر وہ قدرے مطمئن تھی کیونکہ وہ شخص کلی کلی منڈلانے والا بھنورا تھا۔اس دن اس کا لاسٹ پیپر تھا جب وہ یونیورسٹی کے احاطے میں چلتی فریحہ کے سامنے آکر رکا تھا۔فریحہ نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا جو بغور اس کے شہابی چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا چاہیے۔۔؟" اسے اپنی جانب دیکھتا پا کر فریحہ نے کچھ کر ختگی سے پوچھا۔

"تمہارا ساتھ۔۔۔!" ارباز نے جھٹ جواب دیا تھا۔ فریحہ کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی تھی۔ ایک پل کو آنکھوں میں سایہ سا لہرا کر گزر گیا۔

"کتنے منٹس۔۔۔؟ کتنے گھنٹوں کے لیے۔۔۔؟" وہ اس کی فطرت جانتی تھی اسی لیے خود کو کمپوز کرتی استہزائیہ انداز میں پوچھ رہی تھی۔ اس کے سوال پر ارباز کی گھنی مونچھوں تلے دبے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ رینگ گئی، فریحہ پھر سے نگاہ چرانے پر مجبور ہو گئی۔

"میری زندگی کے آخری منٹ آخری سیکنڈ تک۔۔۔" ارباز نے محبت بھرے لہجے میں کہا تھا۔

فریحہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اس نے بے یقینی سے ارباز کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں شوق کا ایک جہاں آباد تھا۔

"کیا مطلب۔۔؟" فریحہ نے لہجے کو حتی الامکان مضبوط رکھنے کی کوشش کی تھی۔

"اتنی مشکل بات تو نہیں کی میں نے۔۔۔ زندگی بھر کے لیے تمہارا ساتھ چاہتا ہوں۔۔۔ شادی کرو گی مجھ سے۔۔۔؟" وہ ہنوز مسکرا رہا تھا۔ فریحہ کے دل کی حالت غیر ہونے لگی۔

"کافی بے ہودہ مذاق ہے۔۔۔" درشتگی سے کہہ کر فریحہ اس کی سائیڈ سے نکل کر کنٹین کی طرف جاتی روش پر چلنے لگی۔

"یہ مذاق نہیں ہے فریحہ۔۔ میں سچ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔" وہ بھی اس کے ساتھ ہوا تھا۔

فریحہ نے قدم روک کر سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے ناں۔۔؟" فریحہ نے طنزاً کہا۔

"جی پہلے تو بالکل ٹھیک تھا مادام۔۔۔ مگر جب سے تمہیں دیکھا ہے تب سے خراب ہو گیا ہے۔" ارباز پوری تیاری کر کے آیا تھا۔ فریحہ زچ ہونے لگی۔

"تو جائیں اور جا کر کسی ڈاکٹر سے رُجوع کریں۔۔۔ میرے راستے میں آ کر اس قسم کے بے ہودہ مذاق کر کے میرا دماغ خراب کرنے کی کوشش مت کریں پلیز۔۔" اس کی بولتی نگاہوں سے نظریں چرا کر فریحہ نے قدرے درشتگی سے کہا۔

"میں کوئی مذاق نہیں کر رہا۔۔ تم سوچ سمجھ کر پھر جواب دینا۔۔ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے، مگر تمہارا جواب ہاں میں ہی ہونا چاہیئے۔۔" ارباز علوی نے سنجیدگی سے کہا۔

"مجھے سوچنے سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مسٹر ارباز۔۔ آپ کے سارے کرتوت میرے سامنے ہیں۔۔۔ اور میں کسی ایسے مرد سے شادی نہیں کر سکتی جو ہر گھنٹے بعد گرل فرینڈ بدلتا ہو۔۔" فریحہ نے بھی سنجیدگی سے کہا اور دوبارہ چلنے لگی۔

"گرل فرینڈ اور بیوی میں بہت فرق ہوتا ہے فریحہ۔۔۔" ارباز اس کے پیچھے آتے ہوئے بولا تھا۔

"اچھا۔۔۔ اور یوں اچانک آپ کو مجھے بیوی بنانے کا خیال کیوں آ گیا۔۔۔؟ فریحہ کا لہجہ استہزائیہ تھا۔ ارباز نے بغور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"محبت۔۔۔ محبت ہو گئی ہے تم سے۔۔۔" وہ کہتے ہوئے مسکرایا تھا۔ فریحہ کا دل پھر سے شور مچانے لگا۔ مگر بظاہر وہ خود کو لاپرواہ ظاہر کرنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

"اٹس ناٹ مائے ہیڈک۔۔۔" فریحہ نے اسے کورا جواب دیا تھا۔ ارباز کے لبوں کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔

"میں انکار سننے کا عادی نہیں ہوں مس فریحہ۔۔۔" اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کو وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

"زندگی میں بعض اوقات عادات کے خلاف بھی بہت کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے مسٹر۔۔" فریحہ نے نرمی سے کہا اور ہولے سے مسکرائی۔ اس کی گلابی ہونٹوں کی پھیلاؤ پر ارباز علوی کی نگاہ جم سی گئی۔

"میں برداشت کرنے کا عادی بھی نہیں ہوں۔۔۔ تم اپنے فیصلے پر غور کرو۔۔۔ میں تمہارے ان ہونٹوں کو چھونے کا حق چاہتا ہوں۔۔۔۔ مجھے تم سے ہی شادی کرنی ہے۔۔۔ خود کو سمجھاؤ، مجھ سے شادی کرنے کے لیے مناؤ خود کو۔۔۔ میرا ساتھ پا کر فائدے میں رہو گی تم۔۔!" وہ ٹھہر ٹھہر کر سنجیدگی سے بولتا فریحہ کو چونکا گیا تھا۔ اس کی بات پر فریحہ نے نگاہ جھکا لی۔۔۔ شرم سے گال گلابی ہونے لگے تھے۔ ارباز کے لبوں پر گہری مسکراہٹ در آئی۔

"بہت جلد تمہارا جواب لینے میں پھر سے آؤں گا۔۔" اس کی طرف قدرے جھک کر کہتا وہ فریحہ کے دل کی دھڑکنیں تیز کر گیا تھا۔ پھر وہ پلٹا تھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔ فریحہ نے مڑ کر اُسے تب تک دیکھا جب تک وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔ آج اس کا دل انوکھی لے پر دھڑک رہا تھا، فریحہ نے نظر اُٹھا کر ارد گرد دیکھا۔۔۔ پاس ہی دس بارہ لڑکوں کا گروپ اسے گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی

فائل سینے سے لگائی اور نگاہ جھکا کر چلتی ہوئی کنٹین میں چلی گئی۔ ارباز نے اظہار محبت کیا کیا۔۔۔ پھر تو یہ معمول ہی بن گیا۔۔ وہ اکثر اسے اپنے آس پاس ہی موجود پاتی تھی۔۔۔ ارباز کی سحر انگیز آنکھیں اس کے حسین چہرے کا طواف کر کے اس کی شہابیت کو نکھار دیتی۔ وہ اب بھی گرل فرینڈ کے جمگھٹے میں رہتا تھا مگر فریحہ کے گرد منڈلانا بھی اس کی روش میں شامل ہو چکا تھا۔ اب تو فریحہ کو بھی اس کی نظروں کی تپش کی عادت سی ہو گئی تھی۔ اسے ہر وقت ارباز کی نگاہوں کے حصار میں رہنا اچھا لگنے لگا تھا۔ آہستہ آہستہ وہ اس کی روح میں روحانیت کی طرح سرائیت کرتا چلا گیا۔ دونوں موبائل فون پر باتیں بھی کرنے لگے تھے۔ کسی دن اگر وہ یونیورسٹی سے لیٹ ہو جاتی تو ارباز یونیورسٹی کے گیٹ پر ہی کھڑا اس کا منتظر رہتا تھا۔ ارباز کے زور دینے پر فریحہ نے اماں بی سے اس کے بارے میں بات کی تھی مگر اماں بی نے اسے یہ کہہ کر چپ کروا دیا تھا کہ عبدالرحمٰن فاروقی صاحب اس کی شادی برادری سے باہر نہیں کریں گے۔ فریحہ نے رو رو کر آنکھیں سُجا لیں مگر بھلا اماں بی اس کے لئے کر ہی کیا سکتی تھیں۔ وہ تو خود محض اس گھر کی ملازمہ تھیں، فریحہ کی والدہ، فریحہ کے بچپن میں ہی انتقال کر گئی تھیں، تب سے اماں بی (جو کہ فریحہ کی والدہ کے ساتھ جہیز میں آئی تھیں) ہی اسے سنبھالے ہوئے تھیں۔

"اماں بی میں۔۔۔ میں اکرام بھائی سے بات کروں۔۔۔؟ ہو سکتا ہے وہ مجھے سپورٹ کریں۔۔"

فریحہ نے اپنے دل کی بات اماں بی کے سامنے رکھی۔ اماں بی نے تاسف سے اس کی روئی روئی سُرخ آنکھوں کو دیکھا۔ وہ پچھلے تین دن سے یونیورسٹی بھی نہیں گئی تھی۔

"فری بی بی۔۔۔اکرام صاحب تو چھوٹے ہیں، ان کی بھلا فاروقی صاحب کے سامنے کیا چلے گی؟ اور سچ کہوں تو فاروقی صاحب مان بھی جائیں، مگر اجلال صاحب اور بہو بیگم کبھی نہیں مانیں گے۔۔۔بہو بیگم تو پہلے ہی آپ کے یونیورسٹی جا کر پڑھنے پر معترض ہیں۔۔" اماں بی نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے نرمی سے سمجھایا۔ فریحہ کا دل کڑھنے لگا۔

"میں کیا کروں اماں بی۔۔۔؟ ارباز تو مجھے کبھی نہیں چھوڑیں گے۔۔ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں وہ، اور۔۔۔ا اور ۔۔ا اور میں بھی ان سے بہت پیار کرتی ہوں۔۔" فریحہ نے ان کی گود میں منہ چھپاتے ہوئے اعتراف کیا۔

"ایک بات بتاؤں فری بی بی۔۔۔اگر جو کسی نا محرم سے محبت ہو جائے ناں۔۔۔تو اسے اپنا محرم بنانے کے لیے اللہ سے دعا کی جاتی ہے۔۔۔اس نا محرم سے رابطے نہیں بڑھائے جاتے۔۔۔تم نے اس نا محرم سے رابطے بڑھا لیے ہیں۔۔۔اسی لیے اتنی پریشان ہو۔۔۔محبت اگر اللہ سے مانگی جائے۔۔اور وہ ہمارے حق میں بہتر ہو تو ہمیں ضرور مل جاتی ہے۔۔ایسا کیسے ممکن ہے کہ ہم اللہ سے کوئی خواہش کریں، اور وہ پوری نا کرے۔۔وہ تو ستر ماؤں سے زیادہ چاہنے والا ہے۔۔۔وہ بھلا ہماری دعائیں کیسے رد کر سکتا ہے۔۔۔تم اس لڑکے سے اپنا ہر رابطہ ختم کر دو۔۔۔اور صرف اللہ سے مانگو۔۔۔اگر وہ تمہارے حق میں بہتر ہوا۔۔۔تو اسے تمہارا نصیب بننے سے کوئی نہیں روک پائے گا۔۔۔!" اس کے بال نرمی سے سہلاتے ہوئے وہ دھیمے لہجے میں کہہ رہی تھیں۔ فریحہ نے بھیگی آنکھوں سے ان کا مشفق چہرہ دیکھا۔

"محبت بہتری کب مانگتی ہے اماں بی۔۔۔؟ محبت تو بس وہ ہی مانگتی ہے جو اس کا محبوب ہو۔۔ مجھے یہ باتیں مت

سمجھائیں اماں بی۔۔۔مجھے یہ باتیں سمجھ نہیں آتیں۔۔میں کیا کروں، میں بے بس ہوں" فریحہ نے ان کے ہاتھ اپنی آنکھوں سے لگاتے ہوئے بے بسی سے کہا۔اماں بی کو اس کی حالت پر افسوس ہونے لگا۔

"رات بہت ہو چکی ہے۔۔سو جاؤ تھوڑی دیر۔۔"اس کا سر اپنی گود سے تکیے پر منتقل کرتے ہوئے انہوں نے نرمی سے کہا۔اندر ہی اندر وہ اس کے رویئے سے پریشان ہو چکی تھیں۔فریحہ اکثر رات کو ان کے کمرے میں ہی سو جایا کرتی تھی، آج بھی وہ پریشان تھی اس لیے انہی کے کمرے میں موجود تھی۔اسے سونے کا کہہ کر اماں بی خود بھی تھوڑی دیر میں سو گئیں تھیں مگر فریحہ کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور ہو چکی تھی۔وہ بیڈ پر چت لیٹی چھت کو گھور رہی تھی جب اس کے موبائل پر ہلکی سی بیپ

ہوئی تھی۔فریحہ نے فوراً موبائل تکیے کے نیچے سے باہر نکالا۔ارباز کا میسج تھا۔

"میں تمہارے گھر کے گیٹ پر کھڑا ہوں باہر آؤ۔۔۔"میسج پڑھ کر فریحہ کا دل دھک سے رہ گیا۔رات کے اڑھائی بجے وہ اس سے ملنے آ گیا تھا۔

"میں نہیں آ سکتی آپ واپس چلے جائیں پلیز۔۔"فریحہ نے جلدی سے اسے رپلائی کیا۔

"اگر تم باہر نہیں آؤ گی تو میں اندر آ جاؤں گا۔۔"دوسرا میسج اس کی پوری آنکھیں کھول گیا تھا۔

"ارباز کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔؟پلیز واپس چلے جائیں، میرے کسی بھائی نے دیکھ لیا تو غضب ہو جائے گا۔۔۔"فریحہ نے کانپتی انگلیوں سے میسج ٹائپ کیا تھا۔

"میں نے تمہیں دیکھنا ہے فری۔۔تم ابھی باہر آؤ۔۔"تیسرا میسج۔فریحہ کی حالت خراب ہونے لگی۔اس

نے اپنے ساتھ لیٹی اماں بی پر نگاہ ڈالی جو بے خبر سو رہی تھیں۔

"لیکن ارباز میرے بھائی۔۔"فریحہ نے بے چارگی سے میسج ٹائپ کیا۔

"میں کسی سے نہیں ڈرتا تم جلدی سے باہر آؤ۔۔"سکرین پر چمکتے الفاظ پڑھ کر فریحہ کی جان جانے لگی۔اس نے موبائل جلدی سے تکیے کے نیچے چھپا دیا اور خود سختی سے آنکھیں میچ لیں۔وہ اس وقت اس کی بات نہیں مان سکتی تھیں۔پھر سے بیپ ہوئی تھی۔

"اوکے مت آؤ تم۔۔میں آرہا ہوں۔۔"موبائل نکال کر میسج پڑھنے پر فریحہ کا رنگ فق ہوا تھا۔وہ سرعت سے بیڈ سے نیچے اتری اور اماں بی کی کمرے کی کھڑکی سے لان میں جھانکا۔رات کی سیاہی سبزے کو ڈھانپے ہوئے تھی۔کھڑکی سے باہر لان میں کودنا مشکل نہ تھا کیونکہ اماں بی کے کمرے کی زمین کی سطح لان کی زمین سے ایک یا ڈیڑھ فٹ ہی اونچی تھی۔فریحہ نے پلٹ کر سوتی ہوئی اماں بی کی طرف دیکھا اور احتیاط سے کھڑکی سے باہر لان میں کودی۔اس سے پہلے کہ وہ کسی سمت میں بڑھتی وہ اچانک آیا تھا اور اسے بازوؤں سے تھام کر کھڑکی کے ساتھ دیوار سے لگا دیا۔فریحہ کی سانسیں رک سی گئیں۔جانے وہ کہاں سے اور کیسے اس تک پہنچ گیا تھا

"ارباز۔۔"فریحہ کے لب پھڑ پھڑائے تھے۔

"ارباز کی جان۔۔ارباز پچھلے تین دن سے تمہیں دیکھنے کے لیے تڑپ رہا ہے اور تمہیں کوئی پرواہ ہی نہیں ۔۔"ارباز علوی نے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔فریحہ کی دل کی دھڑکنیں منتشر ہو رہی تھیں۔

"آپ کیوں آئے ہیں اس ٹائم۔۔؟کسی نے دیکھ لیا تو۔۔؟" فریحہ نے گھبراتے ہوئے کہا۔

"ارباز علوی کسی سے نہیں ڈرتا جان من۔۔اور تم میری محبت ہو، میری پسند ہو تم بھی یوں بزدلوں کی طرح ڈرنا چھوڑ دو۔۔" تفاخر سے کہتے ہوئے ارباز علوی نے اس کے گلابی لبوں کو اپنی شہادت کی انگلی سے چھونا چاہا تھا۔فریحہ نے سرعت سے رخ پھیر لیا۔اس کی مزاحمت پر وہ ہولے سے مسکرایا تھا۔

"چلو ایک ہگ ہو جائے۔۔۔" اسے خود سے لگاتے ہوئے وہ آہستگی سے بولا تھا فریحہ نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کیا۔

"نہیں پلیز چلے جائیں یہاں سے۔۔" فریحہ نے کپکپاتی آواز میں کہا۔ارباز کی آنکھوں میں اس کی مزاحمت سے ناگواری در آئی جسے وہ اندھیرے کے باعث دیکھ نہیں پائی تھی۔

"ایک ہگ تو بنتا ہے یار۔۔" لہجے کو نرم رکھتے ہوئے ارباز نے اُسے اپنی جانب کھینچا تھا۔

"نن۔۔نہیں پلیز۔۔یہ غلط ہے۔" فریحہ نے اس سے دور ہونے کی کوشش کی۔

"اوہ کم آن سلی گرل۔۔اِٹس جسٹ آ ہگ۔۔" اسے اپنی مضبوط بانہوں میں بھینچتے ہوئے وہ خمار آلود لہجے میں بولا۔فریحہ تڑپ کر رہ گئی۔

"فری بی بی۔۔؟" اماں بی کی حیرت بھری آواز پر فریحہ سرعت سے اس سے دور ہوئی تھی جو اس کی گردن پر جھک چکا تھا۔فریحہ نے پلٹ کر ڈبڈبائی آنکھوں سے اماں بی کی طرف دیکھا جو اپنے کمرے کی کھڑکی سے ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر دنگ رہ گئی تھیں۔ارباز کا موڈ غارت ہو چکا تھا۔اس کا دل چاہا سامنے نظر آتی اس بڑھیا کو جان

سے مار دے۔ فریحہ نے خفگی بھری نگاہوں سے ارباز کی جانب دیکھا جو شعلہ بار نظروں سے اماں بی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ندامت جیسا کوئی تاثر نہیں تھا بلکہ وہ ہٹ دھرمی سے اپنی جگہ کھڑا اماں بی کو گھور رہا تھا۔

"ارباز آپ چلے جائیں پلیز۔۔" فریحہ نے دھیمی آواز میں اس سے التجا کی۔ ارباز نے ایک سلگتی نگاہ فریحہ کے خوفزدہ چہرے پر ڈالی۔

"ابھی تو جا رہا ہوں۔۔ مگر بہت جلد تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنا بنانے آؤں گا۔۔ تیار رہنا۔۔" درشتگی سے کہتا وہ پلٹ گیا، فریحہ کھڑکی کی طرف بڑھی اور شرمندگی سے اماں بی کی طرف دیکھا جو اپنی جگہ کھڑی نم آنکھوں سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھیں۔ فریحہ جیسے باہر کودی تھی ویسے ہی واپس کمرے میں کودی تھی۔ اماں بی بیڈ کے پاس جا کھڑی ہوئی تھیں۔

"اماں بی میری بات سنیں پلیز۔۔ وہ۔۔ وہ خود آیا تھا۔۔۔!" شرمندہ شرمندہ سی فریحہ انہیں اپنی صفائی دے رہی تھی۔ اماں بی نے سخت نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔

"یہ۔۔۔ یہ لڑکا تمہاری پسند ہے فریحہ بی بی۔۔؟ یہ لڑکا جو رات کے اندھیرے میں تمہیں گناہ پر اکسا رہا تھا۔۔؟ یہ لڑکا جس کی آنکھوں میں صرف بے غیرتی دیکھی ہے میں نے۔۔ افسوس کہ یہ لڑکا تمہاری پسند، تمہاری محبت ہے جسکی خاطر تم رو رہی تھیں......!" اماں بی نے بھرائی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کیا جو اپنی جگہ چور ہو رہی تھی۔

"میں کہہ تو رہی ہوں کہ میں نے اسے نہیں بلایا تھا۔" فریحہ نے دھیمی آواز میں کہا۔

"میری ایک بات سن لو فری....... یہ لڑکا تمہارے قابل نہیں ہے، تم ابھی کم عمر ہو.... میں نے تو دنیا دیکھ رکھی ہے چندا..... یہ لڑکا ٹھیک نہیں ہے، اس سے رابطہ ختم کر دو اور اپنی پڑھائی پر توجہ دو..... میری مان لو ورنہ...... ورنہ نقصان اٹھاؤ گی......!" اماں بی نے لہجے میں نرمی پیدا کرتے ہوئے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

"اماں بی وہ صرف مجھے دیکھنے آیا تھا.... میں پچھلے تین دن سے یونیورسٹی نہیں گئی اسی لئے وہ میری محبت میں مجھ سے ملنے چلا آیا...... اور آپ کو اسکی اس حرکت کی وجہ سے لگ رہا ہے کہ وہ میرے قابل نہیں ہے.......؟ آپ.... آپ ایسے مت کہیں پلیز..... مم...... میں ارباز کے بغیر نہیں رہ سکتی......!" فریحہ انکی کوئی بات سمجھنے کو تیار نہیں تھی۔

اماں بی نے اس کے اپنے موقف پر ڈٹے رہنے سے ایک غصیلی نگاہ اس پر ڈالی۔

"ٹھیک ہے........ اگر ایسا ہے تو ایسے ہی سہی..... میں صبح ہوتے ہی فاروقی صاحب سے تمہارے لیے بات کروں گی..... اگر نتیجے میں تمہاری یونیورسٹی بھی چھوٹ گئی تو پھر مجھے الزام مت دینا.....!" اماں بی نے خفگی سے کہا اور بیڈ پر جا بیٹھیں۔ فریحہ نے تفکر سے ان کی جانب دیکھا جو اسکی طرف دیکھنے سے احتراز برت رہی تھیں۔

"اماں بی..... آپ کو صرف بابا جان سے بات ہی نہیں کرنی، انہیں منانا بھی ہے.... انہیں راضی بھی کرنا ہے..... اماں بی پلیز.....!" انکے قدموں میں بیٹھتے ہوئے وہ ملتجیانہ گویا ہوئی۔ اماں بی نے تاسف سے اسکا رو یا رو یا سرخ چہرہ دیکھا۔ ان کے ہاتھوں میں پل بڑھ کر جوان ہوئی فریحہ ایک دن ان سے ایسی فرمائش کرے گی، یہ انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ انہوں نے اس وقت تو اثبات میں سر ہلا دیا تھا مگر اگلی صبح جب فریحہ کا مقدمہ

انہوں نے عبد الرحمٰن فاروقی اور اجلال فاروقی کی عدالت میں پیش کیا تھا تو پہلی ہی شنوائی میں وہ مقدمہ ہار گئی تھیں۔اور یہ بات تو وہ بہت اچھے سے جانتی تھیں کہ انہیں یہ مقدمہ ہارنا ہی ہے۔فریحہ کو جب اس بات کا پتا چلا تو اس نے خود کو کمرے میں بند کر لیا۔اجلال فاروقی نے اسکے یونیورسٹی جانے پر بھی پابندی لگانی چاہی تھی مگر عبد الرحمٰن فاروقی نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔سات سالہ ضیغم جو سکول سے آکر اپنا زیادہ تر وقت فریحہ کے ساتھ ہی گزارتا تھا، آج کل پھپھو کے کمرے کے بند دروازے کے باہر ہی بیٹھ کر روتا پیٹتا رہتا، ایسے میں شازمہ اسے زبردستی واپس کمرے میں لے جاتیں مگر اسکا رونا دھونا بند نا ہوتا۔چڑ کر شازمہ فریحہ کو برا بھلا کہنے لگتیں۔ایک تو وہ خود اس حال سے تھیں اس پر مزید گھر میں پھیلی ٹینشن......وہ عجیب چڑچڑی سی ہو گئی تھیں۔ فریحہ نے خود ہی یونیورسٹی جانا چھوڑ دیا تھا۔وہ اس شخص کا سامنا کر کے خود کو مزید تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی۔ ارباز اس سے ملنے کے لیے تڑپ رہا تھا۔اس نے کالز اینڈ مسیجز کر کر کے فریحہ کو مزید بے چین کر رکھا تھا۔اُنہی دنوں شازمہ کی طبعیت بہت زیادہ خراب ہو گئی۔

اجلال فاروقی اسے اماں بی اور عبد الرحمٰن فاروقی کے ساتھ ہاسپٹل لے گئے تھے۔سات سالہ ضیغم فریحہ کے پاس ہی تھا۔اکرام فاروقی بھی اپنی ہاؤس جاب چھوڑ کر ان سب کے پاس ہاسپٹل پہنچ چکا تھا۔(اکرام فاروقی ڈاکٹر بن چکا تھا اور اپنی ہاؤس جاب کمپلیٹ کر رہا تھا)

فریحہ تنہا گھر پر ضیغم کو سنبھالے ہوئی تھی۔وہ سب شام کے سات بجے گھر سے ہاسپٹل گئے تھے۔اور اب رات کے نو بجنے کو آرہے تھے مگر ہاسپٹل سے کوئی فون نہیں آیا تھا۔وہ ابھی

اسی بارے میں سوچ رہی تھی کہ موبائل پر بیل ہوئی تھی۔ فریحہ نے سرعت سے موبائل پکڑا تھا۔

"ارباز کالنگ" چمک رہا تھا۔ فریحہ نے پریشانی سے ایک نظر ضیغم کی جانب دیکھا۔ جو اسکی گود میں سر رکھے سو رہا تھا۔ فریحہ نے کال ریسیو کر کر فون کان سے لگا لیا۔

"باہر آؤ۔۔۔" ارباز کی سرد آواز فون کے سپیکر سے ابھری تھی۔ فریحہ کی جان ہوا ہو گئی۔

"آپ کیوں آئے ہیں ارباز۔۔؟ واپس چلے جائیں۔۔۔ میں نہیں آؤں گی۔۔۔۔۔۔" فریحہ نے سختی سے کہا۔ اسکی آنکھوں میں آنسو آ رہے تھے۔

"تم آ رہی ہو یا میں آ جاؤں۔۔۔۔۔" دوسری جانب وہ اس سے بھی زیادہ سختی سے بولا تھا۔

فریحہ کا دل خوف سے دھڑکنے لگا تھا۔ آج اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ شخص جنونی ہے۔

"مم میں آتی ہوں۔۔۔۔" فریحہ نے بے بسی سے کہا۔ دوسری طرف ارباز نے کال ڈسکنیکٹ کر دی تھی۔ فریحہ نے نرمی سے ضیغم کا سر اپنی گود سے تکیے پر منتقل کیا پھر اسکے پھولے پھولے گالوں پر پیار کر کے کمرے سے باہر نکل آئی۔ لاؤنج پار کر کے وہ گلاس ڈور کھولتی باہر لان میں چلی آئی۔ بیرونی گیٹ کو جاتی سفید روش پر چلتے ہوئے اسکے پاؤں بھاری ہو رہے تھے۔ ابھی وہ چند قدم ہی آگے بڑھی تھی کہ اسے پیچھے سے ضیغم کی آواز سنائی دی تھی۔

"پھپھو...... آپ کہاں جا رہی ہیں....؟" وہ پریشان ذدہ سا پوچھ رہا تھا۔ تو کیا وہ سویا نہیں تھا....؟ فریحہ بوکھلا گئی۔

"آپ کی پھپھو میرے ساتھ جا رہی ہیں.....!" اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی، ارباز اسکا بازو دبوچتے ہوئے کر ختگی سے بولا تھا۔ وہ پچھلی بار کی طرح اس بار بھی اچانک بوتل کے جن کی طرح وہاں نمودار ہو گیا تھا۔ فریحہ نے حواس

باختہ ہو کر اسکی جانب دیکھا جس کے چہرے پر سنجیدگی اور آنکھوں میں سختی تھی۔"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ.....؟ اور میرا بازو چھوڑیں پلیز....."فریحہ نے خوفزدہ آواز میں کہتے ہوئے اسکی گرفت سے اپنا بازو چھڑوانے کی بھرپور کوشش کی۔

ضیغم نے غصے سے ارباز کی جانب دیکھا۔"میری پھپھو کو چھوڑدو گندے انکل......!"غصے سے کہتے ہوئے ضیغم نے ارباز کو دھکا دینے کی ناکام کوشش کی۔بدلے میں ارباز نے اسے سختی سے پرے دھکیلا تھا۔وہ دور جا کر روش پر گھٹنوں کے بل گرا۔"ضیغم.....!"فریحہ نے تڑپ کر اسے پکارا تھا۔"ارباز چھوڑیے مجھے.....پاگل ہو گئے ہیں آپ....؟"ارباز کی طرف رخ کرتے ہوئے فریحہ نے درشتگی سے کہا۔"پاگل تو تم نے مجھے کیا ہے جانِ من.....بہت ہو چکا انتظار.....چلو اب ملن کی گھڑی آئی ہے.....!"سکون سے کہتے ہوئے ارباز نے اس کے منہ کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔فریحہ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسکا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی۔

بدبو کا ایک بھبھوکا تھا جو اسکی ناک سے ٹکرایا تھا۔ارباز نے فریحہ کو حواس گنواتے دیکھ اسکی ناک پر سے رومال ہٹایا تھا اور اسے اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔ضیغم پھرتی سے اسکی جانب بڑھا تھا مگر ارباز کے کارندے جو ابھی وہاں آئے تھے،انہوں نے مچلتے ہوئے ضیغم کو دبوچ

لیا۔

"چھوڑ مجھے..... پھپھو، پھپھو.....!"وہ روتے ہوئے فریحہ کو پکارنے لگا جو ارباز علوی کے بازوؤں میں بے ہوش پڑی تھی۔ان دونوں دیو ہیکل آدمیوں میں سے ایک نے ضیغم کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے خاموش

کروایا تھا اور اپنی فولادی گرفت میں لے کر گھر کے اندر پھینکنے کے سے انداز میں دھکیلا تھا اور دروازہ بند کر کے بھاگتے ہوئے ارباز تک آئے جو اسے اپنی جیپ میں ڈال چکا تھا۔ بیرونی گیٹ پر چوکیدار بے ہوش پڑا تھا۔ ارباز کی جیپ تیزی سے لاہور کی سڑکیں ناپ رہی تھیں۔ اسے جلد از جلد اپنے علاقے میں پہنچنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"نشی آر یو میڈ.....؟ کیوں انکار کر رہی ہو....؟ اب تو بھائی بھی مان گئے ہیں....اب کیا مسئلہ ہے..؟" وہ آغا جان کو صاف لفظوں میں ضیغم اجلال سے شادی کرنے کے لئے منع کر آئی تھی۔

ملیحہ کو جیسے خبر ملی تھی وہ فوراً اسکے کمرے میں آ کر اس پر چڑھ دوڑی۔

"پاگل تو میں پہلے تھی.....اب تو ہوش میں آئی ہوں ملیحہ...... نہیں کرنی مجھے تمہارے بھائی سے شادی.....میری بھی کوئی عزتِ نفس ہے، ذلیل و خوار کر کے رکھ دیا ہے انہوں نے مجھے، سمجھتے کیا ہیں وہ.....؟ جب چاہیں گے، جو چاہیں گے وہ ہی ہو جائے گا....؟ ہر گز نہیں۔۔۔"نشال نے اسے سنجیدگی سے جواب دیا۔ اس کا انداز اٹل تھا۔

"جذباتی پن کا مظاہرہ مت کرو نشال، محبت میں اگر انا کی بات سنو گی تو خالی ہاتھ رہ جاؤ گی۔۔۔ پلیز مان جاؤ۔۔ تمہارا انکار سن کر بھائی بہت غصے میں ہیں۔ کہہ رہے ہیں اب تو ہر صورت تمہی سے شادی کریں گے۔۔"!

ملیحہ نے اسے سمجھانے کی بھرپور کوشش کی۔ اسکی آخری بات سن کر نشال چونک گئی۔

"تمہارے بھائی کے غصے کی بچپن سے پرواہ کرتی آرہی ہوں ملیحہ۔۔۔۔ مگر اس معاملے میں مجھے رتی برابر پرواہ نہیں ہی ان کی۔۔۔۔وہ جو کر سکتے ہیں کرلیں، آئی ڈیم کیئر۔۔۔" نشال نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے سکون سے کہا۔ ملیحہ نے اپنا سر ہاتھوں میں تھام لیا۔

"نشی واٹس رانگ۔۔۔۔؟" ملیحہ زچ ہوتے ہوئے چلائی تھی۔

"یور برادر۔۔۔۔۔ہی از رونگ۔۔۔۔ آئی سمجھ؟ اب جاؤ یہاں سے۔۔۔!"

تکیہ اپنے چہرے کے نیچے رکھتے ہوئے وہ پیٹ کے بل بیڈ پر لیٹ گئی۔ جیسے ملیحہ سے بھی خفا ہو گئی تھی۔

"تمہیں تو ضرغام ہی سمجھائے گا آکر۔۔۔۔۔ مگر اس کے واپس آنے تک بھائی کا مائنڈ چینج نہ ہو جائے ناں۔۔۔۔"

وہ تپتے ہوئے بولی۔ اس کے انداز میں ضیغم اور نشال کو لے کر تفکر تھا۔

"ہو جائے تو ہی اچھا ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ میرا فیصلہ بدلنے والا نہیں ہے۔۔۔!" یونہی لیٹے لیٹے وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔ وہ بڑے ضبط سے خود کو لاپرواہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"میرے سامنے بڑوں بڑوں کے فیصلے بدل جاتے ہیں محترمہ۔۔۔۔۔ تم کیا چیز ہو۔۔۔۔"

ضیغم کی بھاری، کرخت آواز پر وہ فوراً سے پہلے سیدھی ہوئی تھی۔ گردن سے لپٹا دوپٹہ تیزی سے شانوں پر پھیلا لیا تھا۔ ملیحہ تو ضیغم کو وہاں آتا دیکھ پہلے ہی بیڈ سے نیچے اتر کر کھڑی ہو چکی تھی۔ نشال ایک پل کو اپنے لب بھینچ گئی۔ ملیحہ شش و پنج میں مبتلا کھڑی تھی۔

"تمہیں امی بلا رہی ہیں ملیحہ۔۔۔۔!" ضیغم نے دھیمے لہجے میں کہا۔ ملیحہ نے ایک مسکراتی نگاہ نشال کے لال پڑتے

چہرے پر ڈالی اور باہر کی جانب بڑھی۔ نشال نے بے چینی سے جاتی ہوئی ملیحہ کو پکارا۔

"ملیحہ رکو پلیز۔۔۔" بیڈ سے اترتے ہوئے وہ اسکی طرف بڑھی تھی۔

"ابھی تو تم نے مجھے کہا تھا میں جاؤں یہاں سے، تو اب میں کیوں رکوں۔۔۔" پلٹ کر ملیحہ نے اسے کورا جواب دیا تھا۔ اور کمرے کا دروازہ بند کرتی باہر نکل گئی۔ نشال کا دل ایک پل کو گھبرا سا گیا۔ کمرے کے بیچوں بیچ کھڑے ضیغم کو نظر انداز کرتی وہ دروازے کی طرف بڑھی جب ضیغم نے اسے بازو سے دبوچتے ہوئے اپنے سامنے کیا۔ نشال نے ایک سلگتی نگاہ ضیغم کے خوبرو چہرے پر ڈالی۔ اسکی آنکھوں میں سرد، برف سا تاثر تھا۔ چہرے پر کرختگی سی تھی۔

"انکار کیوں کیا۔۔۔؟ اس کا بازو سختی سے دبوچے وہ درشتگی سے پوچھ رہا تھا۔ نشال کو اسکی لوہے جیسی مضبوط انگلیاں اپنی بازو میں دھنستی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ تکلیف سے اسکی غلافی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"اقرار کیوں کرتی۔۔۔؟" نشال نے اسکے سوال کے بدلے دوبدو سوال کیا۔ اسکی آواز بھرائی ہوئی تھی۔ نشال کا سوال جیسے بہت سے تیروں کی طرح ضیغم کے دل پر جا کر لگا تھا۔ ایک تھپڑ تھا جو نشال نے اس کے منہ پر دے مارا تھا۔ ضیغم کی آنکھوں۔ میں گلال اتر آیا۔

"کیا سننا چاہتی ہو۔۔۔۔۔؟ کیا سمجھ کیا رہی ہو تم۔۔۔؟ ضیغم اجلال تمہاری محبت میں مرا مٹا جا رہا ہے۔۔۔۔ اسی لئے تم سے شادی کرنا چاہ رہا ہے۔۔۔؟ ہوں۔۔۔؟ بولو۔۔۔۔؟" اسکی بازو پر اپنی گرفت سخت کرتے ہوئے وہ غصے سے بولا۔ نشال کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میں ایسی خوش فہمیاں نہیں پالتی ضیغم صاحب، بہت اچھے سے جانتی ہوں کہ مجھ پر ترس کھا رہے ہیں آپ۔۔۔میں نے مرنے کی کوشش اس لئے نہیں کی تھی کہ مجھے آپ یا آپ کی محبت نہیں مل رہی تھی۔۔۔میں تو زندگی کے بوجھ سے آزاد ہونا چاہتی تھی جسے ڈھوتے ڈھوتے میرے کندھے ناتواں ہو چکے ہیں۔اس ذلت سے چھٹکارا چاہتی تھی جو پچھلے بیس سالوں سے مجھے مفت میں مل رہی ہے۔۔۔!" ٹھہر ٹھہر کر بھیگے لہجے میں بولتی وہ ضیغم اجلال کو بہت تھکی ہوئی لگی۔اسکی غلافی آنکھوں میں چمکتے آنسو ضیغم کے اندر آگ لگانے لگے تھے۔

"میں تم سے شادی کر رہا ہوں کیونکہ میں آغا جان کو مزید تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔مجھے ان کی مسکراہٹ، ان کی آنکھوں کا سکون چاہیئے جو اسی صورت میں ممکن ہے کہ میں تم سے شادی کر لوں۔۔۔۔اور رہی بات ترس کھانے کی تو میں تم پر بالکل بھی ترس نہیں کھا رہا۔۔۔کیونکہ تم ترس کھانے کے قابل بھی نہیں ہو۔۔۔" درشتگی سے کہتا وہ اس کا بازو اپنی گرفت سے آزاد کر گیا تھا۔نشال سے پانی بھری آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا جسکا چہرہ ہمیشہ کی طرح بے تاثر تھا۔

"نہیں کروں گی آپ سے شادی، کبھی نہیں۔۔۔" نشال نے اپنی بھیگی آنکھیں صاف کرتے ہوئے سختی سے کہا۔ ضیغم ایک قدم آگے بڑھا اور اسکی آنکھوں میں جھانکا۔

"میں اپنی بات دہرانا پسند نہیں کرتا نشال علوی، مگر پھر بھی آج دہرا رہا ہوں کیونکہ بات آغا جان کی خوشی کی ہے۔جسطرح میں یہ شادی آغا جان کی خاطر کر رہا ہوں۔بالکل اسی طرح تمہیں بھی یہ شادی آغا جان کی خاطر کرنی پڑے گی۔۔۔مزید بحث میں۔کرنا نہیں چاہتا۔اب اگر آغا جان اس بارے میں تم سے تمہاری رائے مانگیں

گے، تو تمہیں "ہاں" کرنی ہے۔ازاٹ کلئیر۔۔۔۔؟" وہ بڑی سنجیدگی سے بولتا آخر میں کرختگی سے پوچھ رہا تھا۔

نشال کی آنکھیں بہنے لگیں۔اس نے آہستگی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہمم گڈ۔۔۔!" سرد مہری سے کہتا وہ پلٹ گیا۔نشال نے روتے ہوئے کمرے سے باہر جاتے ضیغم اجلال کو دیکھا۔

تیرے عشق کا ہے حاصل

میرا ٹوٹ کر بکھرنا

میری خواہش اکارت

میرے خواب ریزہ ریزہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فریحہ کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو ایک نرم گرم بستر پر پایا تھا۔مندی مندی آنکھیں کھول کر اسنے اپنے اردگرد نگاہ ڈورائی تھی۔وہ ایک عالیشان کمرہ تھا۔جس کے وسط میں بیڈ پر وہ اس وقت لیٹی ہوئی تھی۔بھاری ہوتے سر کو مسلتے ہوئے فریحہ سیدھی ہو کے بیٹھی اور اطراف میں نگاہ دوڑائی تھی فریحہ کی نگاہ سامنے ہی کاؤچ پر بیٹھے ارباز علوی پر پڑی جو ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے سگریٹ سلگا رہا تھا

"یہ آپ مجھے کہاں لے آئے ہیں آپ نے ایسا کیوں کیا ارباز۔۔۔۔؟" بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے غصے میں بولی۔ارباز علوی اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا

"میں آپ سے پوچھ رہی ہوں ارباز۔۔۔؟" اسکے ہاتھ سے سگریت چھینتے ہوئے وہ چلائی تھی ارباز علوی نے اس کی اس حرکت پر سخت نظروں سے اسے گھورا۔ ان انکھوں میں اس کے لیے وہ پہلے والی محبت اور نرمی نہیں تھی فریحہ کا دل اس کی سرد نگاہوں سے کانپ کر رہ گیا

"ار۔۔۔ارباز" فریحہ کے لب آہستگی سے پھڑ پھڑ ائے تھے وہ آستگی سے کاؤچ سے اٹھ گیا۔

"تھوری ہی دیر میں نکاح خواں آرہا ہے تم سے نکاح کر رہا ہوں میں۔۔۔۔ چپ چاپ ہاں کر دینا۔۔۔۔" سرد لہجے میں کہہ کر وہ بنا اس کا جواب سنے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ فریحہ نے اس کی پشت کو دیکھتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی تھی

"آپ کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ ایسا۔۔۔؟" وہ صدمے سے چور آواز میں اسکی پشت پر چلائی تھی۔ ارباز نے پلٹ کر اطمینان سے اس کی جانب دیکھا

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا جس کے لیے تم مجھ سے شکوہ کر رہی ہو۔ میں ایسا بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں اور نکاح کے بغیر بھی کر سکتا ہوں پر کیا کروں دل آگیا ہے تم پر اس لیے میں نے سوچا ہے زندگی بھر کے لیے تمھیں اپنے پاس رکھ لوں۔۔۔ اور اسکا ایک ہی راستہ ہے جان من وہ تم سے نکاح۔۔۔ سو بس تھوڑ ساویٹ کرو۔۔۔ بہت جلد ہم ایک ہونے والے ہیں۔" اسکے گلابی بھیگے چہرے کو اپنی نگاہوں کی گرفت میں لیتے ہوئے وہ اطمینان سے کہہ رہا تھا

۔

فریحہ اسکی باتیں سن کر دنگ رہ گئی۔ وہ سرعت سے اسکی جانب بڑھی

"وہ محبت۔۔۔؟وہ تڑپ۔۔۔؟وہ سب کیا تھا۔۔۔؟کیا تھا ارباز۔۔۔؟"اس کا گریبان پکڑ کر وہ اونچی آواز میں چلائی تھی۔ارباز نے سختی سے اسکی کمر میں اپنا بازو حمائل کیا تھا فریحہ کی سانس اٹکنے لگی۔۔

"وہ سب۔۔۔؟وہ محبت۔۔۔؟اوہ مائی سویٹ فری،محبت جیسی چیز میرے لیے نہیں ہے میں تو محبت کے مطلب سے بھی واقف نہیں ہوں،وہ تو مجھے بس تمھاری یہ گلابی رنگت،تمھاری یہ نشیلی آنکھیں،ہائے یہ خوبصورت ہونٹ۔۔یہ قیامت سراپا۔۔۔اُففف۔۔۔۔۔اسنے پاگل کر دیا ہے جان من۔اور سچ تو یہ ہے کہ ایک دوبار تو میں ارباز علوی سیر اب نہیں ہوں گا اسی لیے زندگی بھر کے لیے اپنا رہا ہوں،،بس تھوڑا سا انتظار۔۔۔۔"!

اسے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے وہ بے ہودگی سے کہہ رہا تھا،فریحہ کی آنکھیں ایک پل کو مدھم پڑنے لگیں

"اور اگر میں اس سب میں آپ کا ساتھ نہ دوں تو۔۔نکاح کے لیے ہاں نہ کروں تو۔۔۔"فریحہ نے اپنے آنسو حلق میں اتارتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ارباز لبوں پر اس کے بچگانہ سوال پر مسکراہٹ رینگ گئی۔۔۔

"تو مجھے حرام کھانا پڑے گا۔۔۔۔اور میں تو پہلے بھی کئی بار حرام کھا چکا ہوں مگر یقیناً تمھیں حرام کھانا نا گوار گزرے گا۔۔۔میں تمھاری آسانی کے لیے نکاح کر رہا ہوں جان من۔۔۔۔ورنہ تم کہو تو۔۔۔یونہی سہی۔۔۔۔"اطمینان سے کہتے ہوئے ارباز نے اسے خود سے مزید قریب کیا فریحہ تڑپ کر اس کے حصار سے نکلی تھی اسکا دل پھٹنے کو تھا جسے اتنا چاہ بیٹھی تھی وہ ایک زانی تھا پہلے سے ہی ایک عیبی تھا۔۔۔فریحہ کا دل خراب ہونے لگا اسے ارباز سے گھن آنے لگی تبھی دروازے پر دستک ہوئی تھی

"انتظار ختم۔۔۔!مولوی صاحب آ گئے ہیں۔۔۔۔"ارباز نے کمینگی سے کہا فریحہ کی آنکھوں سے متواتر آنسو گر

رہے تھے وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پائی تھی چند لمحوں میں ہی وہ فریحہ فاروقی سے فریحہ علوی بن گئی تھی وہ رات فریحہ کی زندگی کی بدترین رات تھی جب وہ شیطان اس کے قریب آیا تھا وہ جو پہلے خود کو دنیا کی خوش قسمت لڑکی سمجھتی تھی جسے ارباز علوی کی چاہت مل رہی تھی آج۔۔۔ آج وہ خود کو دنیا کی بد قسمت ترین لڑکی محسوس کر رہی تھی جس کا شوہر ارباز علوی تھا اسنے اللہ سے اپنے لیے بہتری نہیں مانگی تھی ارباز علوی کو مانگا تھا۔ خدا نے اس کی دعا نہ صرف پوری کی تھی بلکہ اس پر واضح کر دیا تھا کہ بے شک انسان اپنے لئے خود سے کبھی بھی بہتری منتخب نہیں کر سکتا۔ وہ اللہ کی ہی پاک ذات ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور انسان کو وہ ہی عطا کرتی ہے جس کے وہ قابل ہوتا ہے۔۔۔۔ صبح کا سویرا اسے بہت سی حقیقتوں سے روشناس کروا گیا تھا وہ جو اب تک نا سمجھی میں زندگی گزارتی آئی تھی ایک رات اپنے گھر سے باہر گزاری تھی تو اسے پتا چل گیا تھا زندگی اور اس کی تلخیاں کسطرح عورت کو بے بس کر دیتی ہیں صبح کے نو بجے کے قریب بیوٹیشن کمرے میں آئی تھی اور اسے تیار کر کے چلی گئی۔ اس کے جانے کے ٹھیک پانچ سے سات منٹ بعد ارباز علوی کمرے میں آیا تھا بلیک شلوار سوٹ پر کریم کلر کی شال لپیٹے وہ بلاشبہ کسی بھی عورت کا دل تسخیر کرنے کی اہلیت رکھتا تھا۔

"چلو ڈارلنگ باہر تمھارا بھائی آیا ہے کہہ رہا ہے میں نے تمھیں کڈنیپ کیا ہے۔۔۔ پولیس لے کر آیا ہے اپنے ساتھ۔۔۔ چلو اور اسے بتادو کہ تم اپنی مرضی سے میرے ساتھ آئی ہو۔۔۔۔" اسکی کمر میں بازو حمائل کرتے ہوئے وہ بے تاثر لہجے میں بولا۔ اپنے بھائی کا سن کر فریحہ کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی۔

"میں اپنی مرضی سے آپ کے ساتھ نہیں آئی۔ زبردستی لے کر آئے ہیں آپ مجھے۔۔۔ اور یہ بات میں صاف

لفظوں میں سب کے سامنے بتادوں گی۔۔۔!" فریحہ نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا اور سرعت سے اس سے دور ہو گئی اس کے الفاظ پر ارباز کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی در آئی۔

"ٹھیک ہے بتادو سچ سب کو۔۔ پھر اپنے بھائی کی میت دیکھنے کے لیے بھی ترسو گی تم۔۔ کیونکہ یہاں سے تمھارے بھائی کی لاش واپس جائے گی پھر چاہے بدلے میں، میں جیل ہی کیوں نہ چلا جاؤں۔۔۔ مگر تمھیں اس حویلی کی دیواروں سے باہر نہیں جانے دوں گا۔۔ سمجھی تم۔۔۔" اس کا بازو دبوچتے ہوئے وہ سرد مہری سے بولا۔۔ فریحہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی

"سوچ لو۔۔۔ کیا کرنا ہے۔۔۔؟" اسکے بدحواس چہرے کو مسکرائی نظروں سے دیکھتا وہ اطمینان سے کہہ رہا تھا۔ فریحہ لڑکھڑاتے قدموں سے اس کے قریب آئی تھی اور اسکا ہاتھ اپنی کمر کے گرد لپیٹ لیا۔ ارباز فتح مندی سے مسکرایا۔

"چلیں" فریحہ نے بھیگی ہوئی آواز میں کہا۔ وہ اسے اپنے ساتھ لیے کمرے سے باہر آیا۔ کمرے کے باہر ایک بڑی سی راہداری نما جگہ تھی۔ جہاں سے چلتے ہوئے وہ دونوں ایک بہت بڑے صحن نما احاطہ میں آئے۔ سامنے ہی اجلال فاروقی چہرے پر ضبط کی لالی لیے کھڑے ہوئے تھے ان کے ساتھ ہی ایک باوردی پولیس آفیسر تھا جبکہ ان دونوں کی پشت پر چار پولیس والے تھے اسکے علاوہ اس پورے احاطہ میں جگہ جگہ ارباز علوی کے کارندے کھڑے تھے فریحہ کا دل تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اسکے کپکپاتے وجود کے گرد ارباز کی گرفت مضبوط ہو گئی تھی جیسے اسے اشارہ کیا گیا تھا فریحہ نے اپنے آنسو پیتے ہوئے اپنے لب کھولے

"بھائی آپ کیوں آئے ہیں۔۔۔؟" فریحہ نے اپنی آواز میں لاپرواہی وبے رخی کا عنصر پیدا کرنے کی کوشش کی تھی اجلال فاروقی اس کی بات سن کر چونک اُٹھے

"میں تمھیں لینے آیا ہوں گڑیا۔۔ تم ڈرومت۔۔۔میرے ساتھ پولیس آئی ہے تم فکر مت کرو۔۔۔یہاں آؤ میرے پاس۔۔۔" اجلال فاروقی نے لہجے کو نرم رکھتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

"بھائی میں۔۔۔میں اب آپ کے ساتھ نہیں جاسکتی، میں۔۔۔۔ارباز سے نکاح کرچکی ہوں اپنی مرضی سے آئی ہوں ان کے ساتھ۔۔۔۔ "!

دھڑام۔۔۔۔آسمان اجلال فاروقی کے سر پر آگرا تھا اسکے الفاظ کسی چابک کی طرح ان کی روح کو گھائل کرگئے تھے انہوں نے بے یقین نظروں سے اس کی جانب دیکھا جو ان کا سرخ چہرا دیکھتی رو پڑی تھی۔

"یہ جھوٹ بول رہی ہے ایس پی۔۔۔۔اس لڑکے نے یقیناً میری بہن کو ڈرایا ہے۔اپنی مرضی سے نہیں آئی اس کے ساتھ۔یہ لڑکا زبردستی اُٹھالایا ہے اسے اور نکاح بھی زبردستی کیا ہوگا۔۔۔" اجلال فاروقی اپنے ساتھ کھڑے ایس پی سے مخاطب ہوئے جو اس نئ صورتحال پر خاموش کھڑا تھا

"آپ کے پاس کیا ثبوت ہے فاروقی صاحب۔۔۔؟ کیا ثبوت ہے کہ میں نے یہ سب آپکی بہن کی مرضی کے خلاف کیا ہے۔۔۔؟ ہم تو ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اسی لیے یہ قدم اُٹھانے پر مجبور ہوئے ہیں، ورنہ اگر آپ اور آپکے والد صاحب سیدھی طرح سے ہم دونوں کا نکاح کروادیتے تو ہمیں یہ سب کرنا ہی نا پڑتا۔۔۔کیوں فریحہ۔۔۔۔؟" ارباز علوی اپنی مخصوص بارعب آواز میں اجلال فاروقی کو جواب دیتا آخر میں

فریحہ سے تائید چاہ رہا تھا بت بنی کھڑی فریحہ چونک گئی

"جج۔۔۔۔۔جی۔۔۔۔ارباز ٹھیک کہہ رہے ہیں ایس پی صاحب۔۔۔میں ارباز سے محبت کرتی ہوں اور اپنی مرضی سے ان سے نکاح کیا ہے۔۔۔۔"فریحہ نے ہمت کر کے ایک اور جھوٹ بولا اجلال فاروقی کا دل کیا سامنے کھڑی جھوٹی بہن کا منہ تھپڑوں سے لال کر دیں۔

"بکواس بند کرو فری جھوٹ کیوں بول رہی ہو۔۔۔؟؟ ضیغم نے خود دیکھا ہے اس کو تمھیں اپنے ساتھ زبردستی لے جاتے ہوئے۔۔۔"اپنا ضبط کھوتے اجلال فاروقی چلائے تھے۔ فریحہ کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔۔ایس پی نے اجلال کو تھامتے ہوئے اُنہیں ارباز اور فریحہ کی طرف بڑھنے سے روک رکھا تھا

"آپ خوامخواہ بات کو بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں بھلا ایک چھوٹے بچے کی بات کا کیا بھروسہ۔۔۔۔؟"

اجلال فاروقی کی جانب مسکراتی نظروں سے دیکھتے ہوئے ارباز علوی نے استہزائیہ کہا تھا

"تمھیں تو میں۔۔۔۔"ایس پی سے اپنا آپ چھڑواتے ہوئے وہ غصے سے اسکی جانب بڑھے۔ایس پی نے سرعت سے انہیں روکا تھا فریحہ نے خوفزدہ ہو کر ارباز کا بازو دبوچ لیا

اجلال فاروقی کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے

"وہ ٹھیک کہہ رہا ہے اجلال صاحب آپ کا بیٹا ابھی بہت چھوٹا ہے اسکی بات کا یقین نہیں کیا جا سکتا۔۔۔اور پھر آپ کی بہن خود کہہ رہی ہیں کہ۔۔۔۔"ایس پی نے دھیمی آواز میں اُنہیں کہا تھا جو بس بے یقینی سے فریحہ کی جانب دیکھ رہے تھے جو ان سے منہ پھیرے ارباز کے پہلو میں کھڑی ہوئی تھی۔

اجلال فاروقی نے ایک آخری نظر فریحہ پر ڈالی تھی اور اثبات میں سر ہلاتے ہوئے واپس پلٹے تھے آج وہ اپنی عزت، اپنا مان، سب کچھ کھو چکے تھے ارباز علوی نامی اس شاندار شخص نے اُن سے ان کی بہن نہیں... ان کی زندگی بھر کی جمع پونجی ہی تو چھین لی تھی اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے انہوں نے عبدالرحمٰن فاروقی کی کال ریسیو کی تھی ایک ہاتھ سے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے فون کان سے لگائے وہ بابا جان کو فریحہ کی ایس پی کے سامنے دی گئی ہوئی گواہی کی بابت بتا رہے تھے اجلال فاروقی کی سرخ آنکھوں کے کنارے گیلے ہو رہے تھے بابا جان سے بات کر کے انہوں نے فون ڈیش بورڈ پر رکھا اور دھندلی ہوتی آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے سامنے سڑک پر نگاہ جمائی۔ مگر آنکھوں کی دھند تھی کہ بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ سارا منظر دھندلا رہا تا گاڑی کا سٹیرنگ ہاتھوں سے چھوٹ رہا تھا۔

سینے میں بائیں جانب درد کی ایک شدید لہر اُٹھی تھی ڈولتی ہوئی گاڑی سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا

اجلال فاروقی نے بھیگی آنکھیں کھول کر سامنے دیکھنے کی کوشش کی۔ سامنے سے آتا ٹرالر ان کی گاڑی سے پوری سپیڈ سے ٹکرایا تھا یا شاہد ان کی ڈولتی گاڑی خود اس ٹرالے سے ٹکرائی تھی وہ کچھ سمجھ نہیں پائے تھے آنکھیں بند ہونے سے پہلے ان کی نومولود بیٹی کا چہرہ نظروں کے سامنے لہرایا تھا جسے بانہوں میں بھرے بغیر، جسے جی بھر کے دیکھے بغیر وہ فریحہ کو لینے چلے آئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آغا جان کی خوشی اور خواہش تمھیں عزیز ہے اور ماں کی کوئی فکر نہیں جس نے تمھیں پال پوس کر جوان کیا ہے ۔۔۔؟" گھر میں نکاح کی تیاریاں ہوتی دیکھ شازمہ بیگم ایک آخری امید لے کر اس کے پاس آئی تھیں۔ ضیغم نے سنجیدگی سے انکی جانب دیکھا۔

"آپ کیا چاہتی ہیں۔۔۔؟" جانتے بوجھتے بھی وہ انجان بنا تھا۔

"میں اس لڑکی کو تمھاری زندگی میں نہیں چاہتی۔۔۔ اور یہ بات تم اچھے سے جانتے ہو ضیغم۔۔۔" شازمہ بیگم نے کہا۔ ضیغم نے ان کی بھیگی آنکھوں سے نگاہ چرائی۔

"اور اگر میں اس لڑکی کو، اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہوں تو۔۔۔۔؟ اگر وہ لڑکی میری چاہت ہو تو۔۔۔؟" ضیغم نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے بے تاثر لہجے میں پوچھا۔۔۔

شازمہ بیگم اس کی بات سن کر دنگ رہ گئیں۔ کیا کہہ رہا تھا وہ۔۔۔؟ کیا اتنی نفرت کے بعد بھی ایسا کوئی امکان باقی تھا۔۔۔؟ وہ بے یقینی سے اسکی جانب دیکھ رہی تھیں۔ ضیغم کی آنکھوں میں گہری سنجیدگی تھی۔

"تو اسکے حسن کا جادو چل گیا ہے تم پر۔۔۔۔؟" ان کی آواز بھرائی ہوئی تھی مگر انداز میں تنفر تھا۔ ضیغم نے بے زاری سے پہلو بدلا۔

"آپ کو لگتا ہے کہ ایسا کبھی ممکن ہو سکتا ہے۔۔۔۔؟" ضیغم نے سرد مہری سے پوچھا، لہجہ ٹھنڈا ٹھار برف جیسا ہو رہا تھا شازمہ بیگم کے دل کو کچھ سکون ملا تھا

"تو پھر کیوں کر رہے ہو اس سے شادی۔۔۔۔؟" شازمہ بیگم نے دھیمی آواز میں دریافت کیا۔۔

"شادی نہیں صرف نکاح کر رہا ہوں۔۔۔" ضیغم نے لاپرواہی سے کہا۔ شازمہ بیگم سمجھ نہیں پا رہی تھیں کی ان کے بیٹے کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔

"امی پلیز، آپ پریشان مت ہوں۔ میں جو بھی کر رہا ہو بہت سوچ سمجھ کر کر رہا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔۔۔" پُر سوچ نظروں سے فرش کو گھورتا ہوا وہ چیئر سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"اب کہاں جا رہے ہو۔۔۔؟" اسے ٹیبل سے گاڑی کی چابیاں اُٹھاتے دیکھ کر وہ بولی تھیں۔ ضیغم نے ان کی طرف دیکھا اور نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی تھی۔

"آپ کے لیے ایک اور سرپرائز لینے جا رہا ہوں۔۔۔" ضیغم نے آہستگی سے کہا اور کمرے سے نکل کر وہ سیدھا آغاجان کے کمرے میں چلا آیا تھا ان سے مشال کی فلائیٹ کی ٹائمنگ کا پوچھا تھا ابھی دو گھنٹے باقی تھے آغاجان کے کہنے پر وہ ملیحہ اور نشال کو اپنے ساتھ ہی لے آیا تھا۔ وہ دونوں پچھلی سیٹ پر براجمان۔ مشال سے ملنے کے بے تاب ہو رہی تھیں جب کہ وہ چپ چاپ گاڑی چلا رہا تھا۔ اپنے ساتھ فرنٹ سیٹ پر ضرغام کی کمی محسوس کرتے ہوئے ضیغم کے لب خود بخود مسکرائے تھے۔ تبھی نشال اور ضیغم کی نگاہیں ایک دوسرے سے ملی تھیں ضیغم نے فوراً فرنٹ میرر سے نگاہ ہٹا کر سامنے سڑک پر جمالی۔ آج پھر وہ اس کے اندر کے سناٹے بڑھا گئی تھی۔ نشال کے لب بھی خاموش ہو گئے تھے ملیحہ مسلسل بول رہی تھی مگر وہ خاموش تھی

خاموشی شکوہ کہاں ہے جناب

یہ تو بے بسی کی انتہا ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"میرا بھائی.. جسکی زندگی بچانے کے لیے میں نے اتنے مردوں کے سامنے بڑی دلیری سے اپنے اس جرم کا اعتراف کیا تھا جو مجھ سے سرزد ہوا ہی نہیں تھا, میرا وہ بھائی میری بدولت ملنے والی شرمندگی و سبکی برداشت نہیں کر پایا.. ان کی موت کار ایکسیڈنٹ کی وجہ سے نہیں ہوئی تھی مشی, انکی موت ہارٹ اٹیک کی وجہ سے ہوئی تھی.. انکی کار کا ایکسیڈنٹ نہ بھی ہوتا تب بھی انکو مرنا ہی تھا.. ضرب دل پر جو لگائی تھی میرے الفاظ نے.. میرے ایک جھوٹ کی وجہ سے چند گھنٹوں کی ملیحہ یتیم ہو گئی.. شازمہ بھابھی بیوہ ہو گئیں اور ضیغم... ضیغم تو میری جان تھا اور میں اسکی بہت اچھی پھپھو..." بتاتے ہوئے انکی آواز بھرا گئی تھی..

"اپنے باپ کی لاش دیکھ کر... ضیغم کو مجھ سے نفرت ہو گئی.. وہ جو میرے جگر کا ٹکڑا تھا.. اسنے سات سال کی عمر میں ہی میری شکل, زندگی بھر نہ دیکھنے کا اعلان کر دیا تھا.. ایک اماں بی اور بابا جان ہی تھے جن کو مجھ پر یقین تھا کہ میں گھر سے نہیں بھاگی, مجھے ارباز نے ہی کڈنیپ کیا ہو گا.. اجلال بھائی نے مرنے سے پہلے بابا جان کو بتا دیا تھا کہ میں نے انکے سامنے ارباز سے محبت اور اپنی مرضی سے نکاح کرنے کا اعتراف کیا ہے.. مگر یہ میرے بابا جان کی مجھ سے محبت کی انتہا تھی کہ انہیں مجھ سے نفرت نہیں ہوئی تھی البتہٰ وہ میرے معاملے میں بے حس ضرور بن گئے تھے.. ارباز کے ساتھ گزرتا ایک ایک لمحہ میرے لیے کسی عذاب سے کم نہ تھا.. وہ شکل و صورت میں جتنا خوبصورت تھا... کردار اور اخلاق میں وہ اتنا ہی بدصورت تھا." انکی بھاری آواز مشال کو رُلا رہی تھی.. اپنی ماں اور

باپ کی داستان سنتی وہ دم سادھے بیٹھی تھی.

"وہ اپنے چار بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا اسے لیے اتنا بگڑا ہوا تھا.. ہر روز یونیورسٹی سے کسی نئی لڑکی کو گھر لے آتا.. میرا وجود تو جیسے کوئی ناکارہ کھلونا تھا اسکے لیے.. جس سے جب دل چاہتا وہ کھیل لیتا اور جب دل چاہتا کونے کھدرے میں پھینک دیتا.. اسی آگ میں جھلستے جھلستے ڈیڑھ سال بیت گیا.. اور پھر.. پھر وہ سیاہ رات آئی جس کی صبح میری آنے والی اولاد کے لیے بد دعائیں سمیٹ کر لائی تھی..!" انکی آواز اپنی سماعتوں میں یاد کرتی مشال نے تڑپ کر اپنی آنکھیں کھولیں.. غلافی آنکھوں کی جلن بڑھ گئی تھی.. مزید وہ کچھ بھی یاد کرنا ہی نہیں چاہتی تھی ورنہ شاید اپنے باپ سے سامنے کی صورت میں وہ اپنے باپ کو شوٹ کر دیتی.. جہاز لینڈ کر رہا تھا.. تو یعنی سارا سفر یونہی گزر گیا تھا.. یونہی کہ آنکھیں بند ہونے کے باوجود بھی نیند اسکی آنکھوں میں نہیں اتری تھی. مشال کو اپنے گالوں پر نمی کا احساس ہوا تھا.. اسنے سرعت سے اپنے گال رگڑے تھے..

"سسسی..!" زخم پر ہلکا سا ہاتھ لگتے ہی بے اختیار اسکے لبوں سے آواز نکلی تھی.

گال پر محسوس ہوتی جلن برداشت کرتے ہوئے اسنے دوبارہ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا لی.. جہاز پاکستان کی سرحد پر لینڈ کر چکا تھا. مشال کے دل کی دھڑکن ایک پل کو رک سی گئی. کتنی خواہش کی تھی اسنے اس سرزمین پر قدم رکھنے کی.. یہاں کی فضا میں سانس لینے کی.. اور آج... آج کتنی بے حس ہو رہی تھی وہ.. کس قدر پتھر ہو رہا تھا دل.. جذبات مر ہی تو گئے تھے جیسے.. ساری فارمیلیٹیز پوری کر کے وہ اپنا ہینڈ کیری گھسیٹتے ہوئے لاہور ائرپورٹ کے چیکنگ ایریا سے باہر نکل آئی تھی.. دھیمی چال چلتے ہوئے وہ بے تاثر نگاہوں سے اپنے نام کا بورڈ تلاش کر رہی تھی.

وہ نہیں جانتی تھی کہ اسے کون لینے آئے گا.. صرف اتنا جانتی تھی کہ اسے فاروقی ہاؤس جانا تھا اور اپنی بہن سے ملنا تھا. وہ بہن جسکے وجود سے وہ کل ہی واقف ہوئی تھی.. یہاں وہاں نگاہ دوڑاتی مشال کی نگاہ بالکل سامنے بائیں طرف کھڑے ایک لڑکے پر پڑی جو حیران نظروں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا اسی لڑکے کے ساتھ کھڑی دو لڑکیوں کے چہرے کے تاثرات بھی اس لڑکے کے تاثرات سے کچھ الگ نہ تھے..مشال کی نگاہ اُن میں سے ایک لڑکی پر ساکت رہ گئی تھی. دل ایک پل کو رُک سا گیا پھر تیزی سے دھڑک اُٹھا. وہ لڑکی... اسکے خدوخال.. غلامی آنکھیں, کٹاؤ دار لب... بے اختیار مشال کے ہاتھوں نے اپنے چہرے کو چھوا تھا....

میکانکی انداز میں اسکے قدم اس لڑکی کی طرف بڑھے تھے. وہ لڑکی اپنی نم ہوتی آنکھوں سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی.. مشال کو لگا سامنے ایک آئینہ ہے, جس میں اسے اپنا عکس بڑا صاف شفاف اور بے داغ نظر آرہا تھا.. مشال اسے پہچان چکی تھی.. اسے اپنے نام کا بورڈ پڑھنے کی ضرورت نہیں رہی تھی.. سامنے موجود لڑکی کوئی اور نہیں اسکی جڑواں بہن نشال تھی.. ہاں وہ اسکی بہن تھی جس کی آس پر وہ پاکستان چلی آئی تھی.. نشال نے آگے بڑھ کے مشال کو گلے لگایا.. اسے سینے سے لگائے وہ رو رہی تھی جبکہ مشال چپ چاپ اسکی نرم گرفت میں اسکا لمس محسوس کر رہی تھی. مامتا جیسا میٹھا لمس... اگر وہ کچھ محسوس کر رہی تھی تو بس وہ لمس.. باقی سب ماند پڑ رہا تھا.. اپنی ماں کے الفاظ ایک بار پھر سے اسکی سماعتوں میں گونجنے لگے تھے..

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"وہ رات واقعی بہت سیاہ تھی جس میں, میں نے ارباز کو ایک کم سن لڑکی کے ساتھ... نازیبا حالت میں دیکھا تھا.. وہ

گاؤں کے کسی غریب چوکیدار کی چودہ یا پندرہ سالہ بیٹی تھی جسے رات کی تاریکی میں حویلی واپس آتے ہوئے, ارباز زبردستی اپنے ساتھ لے آیا تھا.. مجھے آج بھی اس لڑکی کی ماں کا رونا پیٹنا اور بین کرنا یاد ہے...!" فریحہ کی دھیمی آواز اسکا دل چیر رہی تھی..

"ارباز کو اپنے کیے پر کوئی افسوس نہیں تھا, اسکے لیے تو زنا جیسا حرام فعل کوئی معنی نہیں رکھتا تھا.. اس لڑکی کی ماں نے پہلے پولیس کی مدد سے انصاف حاصل کرنے کی کوشش کی مگر... ارباز علوی کی طاقت کے سامنے آخر بے بس ہو گئی.. اسکی معصوم بیٹی... بیمار پڑ گئی.. الٹیوں اور بخار نے اسکی جان لے ڈالی..!" فریحہ بتاتے ہوئے رو رہی تھیں.

"اس عورت کے الفاظ.. اسکی بددعائیں...!" فریحہ بتاتے بتاتے کھو سی گئیں..

"تیرے گھر وی بیٹی ہووے حکماں.. تیری بیٹی وی برباد ہووے.. تُو وی اینج ای روویں گا.. وے تیرا ککھ ناں رووے.. اللہ سوہنیا.. وے میرے سوہنے ربا تُو انصاف کریں..!" (تیرے گھر بھی بیٹی ہو.. تیری بیٹی بھی برباد ہو.. تیرے پاس خاک بھی نہ بچے.. پیارے اللہ.. میرے پیارے اللہ تُو انصاف کرنا) جب وہ کچھ نہ کر سکی تو آنسو بہاتی آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھتی, جھولی پھیلا کر ارباز کو بددعائیں دینے لگی تھی..

"میرا دل کانپ اٹھا مگر ارباز نے قہقے لگاتے ہوئے اسکی بے بسی کا مذاق اڑایا تھا... وہ روتی بلکتی ارباز کے کارندوں سے دھکے کھاتی وہاں سے نکال دی گئی.. اس دن کے بعد مجھے دن رات دھڑ کا لگا.. میں صبح شام اللہ سے بیٹے کے دعا مانگنے لگی مگر... یہاں بھی اللہ نے مجھے میری محبت کا انعام دیا تھا جیسے.. ایک نہیں دو بیٹیاں دے دیں.. ارباز بیٹیوں کی پیدائش پر آگ بگولہ ہو گیا.. اسے مجھ سے وارث چاہیئے تھا مگر میں نے تو اسے... بیٹیاں دی تھیں, وہ کیسے

برداشت کرتا.. تمہاری اور نشال کی شکل دیکھے بنا ہی اسنے مجھے... مجھے طلاق دے دی, یہ کہہ کر کہ... وہ میرا منحوس وجود اپنے گھر میں مزید برداشت نہیں کر سکتا.. شاید وہ بھی اس بوڑھی عورت کی بد دعاؤں سے ڈر گیا تھا.. شاید اسے ڈر تھا کہ اسکی بیٹیاں بھی وہ ہی سب سہیں گی جو آج تک دوسروں کی بیٹیاں اس کے ہاتھوں سہتی آرہی تھیں.. اسی لیے اسنے ہم تینوں کو اپنی زندگی سے نکال باہر کیا... لیکن دیکھوناں... اللہ نے تو پھر بھی انصاف کر دیا..!" اپنی زبان سے اللہ کا نام لیتے ہوئے انکی آنکھوں میں درد پھیل گیا.. لبوں پر مجروح مسکراہٹ تھی..

" کتنی دعائیں مانگی تھیں میں نے.. کتنی التجائیں کی تھیں اللہ سے... لیکن میری سب دعائیں... اس عورت کی ایک بد دعا کا اثر زائل نہیں کر سکیں... جانے کتنی تکلیف ہوئی تھی اسے.. جانے کتنا تڑپی تھی وہ.. جانے کس دل سے بد دعا دی تھی اسنے کہ اللہ نے اسکی سن لی.. اور میری رد کر دی...!!" انکے لہجے میں جیسے ہلکا سا شکوہ تھا..

" میں اللہ سے گلہ یا شکوہ کرنے کا حق نہیں رکھتی مشال... میں, تم.. ہم سب... اسکے غلام, اسکے محتاج ہیں چندا.. وہ جب ہم سے کچھ لے لیتا ہے.. تو بدلے میں اس سے بڑھ کر عطا کرتا ہے..!! وہ بڑا رحیم.. بڑا کریم, اور بڑی حکمت والا ہے.. تم تو بالکل بے قصور تھیں, تم نے تو اپنے باپ کے کیے کا قرض چکایا ہے میری جان... تم بس.. مجھے معاف کر دو.. ایک عورت جب غلط انسان کا انتخاب کرتی ہے تو اسکی اولاد اسکا بھگتان بھگتتی ہے.. مجھے معاف کر دو چندا...!" اسکے ہاتھ تھامے وہ رو رہی تھیں.. مشال کی ویران آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں.. آنسو رخساروں پر پھسلتے ہوئے اسکے چہرے کے گرد لپیٹے سکارف میں جذب ہو رہے تھے..

" اللہ جی دونوں بہنیں ہی رونا شروع ہو گئیں... سٹاپ ویپنگ یار.. ایک تو تم دونوں ٹوئینز ہو اس پر یہ رونا دھونا

سٹارٹ کر دیا ہے، سب آتے جاتے اسی جانب دیکھ رہے ہیں..!"مشال کو روتے دیکھ ملیحہ نے نشال کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا. ضیغم ہنوز سنجیدگی سے کھڑا آتے جاتے پیسنجرز کو دیکھ رہا تھا. ملیحہ کی بات سن کر نشال مسکراتے ہوئے مشال سے الگ ہوئی جس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کا شائبہ تک نہیں تھا بلکہ وہ کچھ حیرت سے اپنی بھیگی آنکھوں کو چھو رہی تھی جیسے اسے اپنے بہتے آنسوؤں پر یقین نہ ہو.. ملیحہ کو وہ پراسرار سی لگی..

"ہائے... میں ملیحہ ہوں.. تمہارے ماموں کی بیٹی اور یہ میرے بڑے بھائی اور نشال کے ہونے والے ہزبینڈ ضیغم اجلال فاروقی ہیں..!"مشال کا پہلو میں گرا ہاتھ خود ہی اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے وہ اپنا اور ضیغم کا تعارف کروا رہی تھی.. مشال نے سرد نگاہوں سے ضیغم کی جانب دیکھا جو اسکی طرف متوجہ نہیں تھا. پھر ملیحہ کیطرف دیکھ کر ہولے سے اثبات میں سر ہلا گئی. نشال تو بار بار محبت سے اسکا چہرہ دیکھ رہی تھی جیسے اسکے سامنے مشال نہیں فریحہ خود آ کھڑی ہوئی ہو..

"ماما کیسی ہیں مشی..؟؟ میں ان کو بہت بہت مس کرتی ہوں.. کیا انہوں نے کبھی تمہیں بھی نہیں بتایا کہ وہ یہاں کب آئیں گی..؟؟" گاڑی میں بیٹھتے ہوئے نشال پرجوش سی اُس سے پوچھ رہی تھی جس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا. ملیحہ فرنٹ سیٹ پر ضیغم کے ساتھ ہی براجمان تھی مگر اسنے گردن پیچھے ہی موڑ رکھی تھی. اسکے سوال پر مشال گاڑی سے باہر یوں دیکھتی رہی جیسے اسنے کچھ سنا ہی نہ ہو.. ملیحہ کو اسکی اس درجہ بد اخلاقی پر حیرت کا جھٹکا لگا تھا..

نشال شاید اسکی کھردرے پن کی وجہ جانتی تھی اسی لیے بُرا مانے بغیر مسکرائی تھی اور اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے اپنی جانب متوجہ کیا. مشال نے گردن موڑ کر اسکی جانب دیکھا جسکی غلافی آنکھوں میں نمی چمک رہی

تھی.

"تمہیں میں اچھی نہیں لگی..؟؟"نشال لبوں پر مسکراہٹ سجائے بڑی آس سے پوچھ رہی تھی. آنکھوں کی نمی مشال کی بے رخی کے باعث تھی. ایک پل کو مشال کا دل بے چین ہوا تھا.

"میں نے ایسا کب کہا..؟؟"نگاہیں چراتے ہوئے مشال نے آہستگی سے کہا. دھیمی سہمی سے مترنم آواز.. ملیحہ کو اسکی دلنشین آواز بہت اچھی لگی تھی. وہ چہرہ سیدھا کر کے بیٹھ گئی مگر کان ان دونوں بہنوں کی طرف ہی لگے ہوئے تھے..نشال اسکے نگاہیں چرانے پر مسکرائی.. ضیغم اجلال نے فرنٹ مرر سے اسکی بھیگی مسکراہٹ دیکھی تھی. دل کی حالت عجیب سی ہو گئی..

"تو پھر تم مجھ سے منہ پھیر کر کیوں بیٹھی ہو..؟؟"نشال نے اسے دوبارہ مخاطب کیا.مشال ایک پل کو لب بھینچ گئی.

"سفر کی تھکاوٹ ہے شاید..!"سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے مشال نے آہستگی سے کہا.

"اوہ... دیٹس فائن.. میں خوامخواہ ہی پریشان ہو گئی تھی..!"کہتے ہوئے نشال خفت زدہ سی ہنس پڑی.. بدلے میں مشال نے مسکرانے کی زحمت نہیں کی تھی بلکہ آہستگی سے آنکھیں موند گئی تھی.نشال نے اسکے آنکھیں موند لینے پر بغور اسکے جلے ہوئے بائیں گال کو دیکھا. فریحہ نے اسے بتایا تھا کہ مشال ڈرگز یوز کرنے لگی ہے اور کئی بار خود کو بھی نقصان پہنچا چکی ہے مگر اسطرح کا نقصان.. پہلی نظر میں اسکے چاند چہرے پر یہ زخم دیکھ کر نشال کے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی. ملیحہ اور ضیغم بھی چیکنگ ایریا سے باہر نکلتی مشال کو دیکھ کر چونک گئے تھے... وجہ اسکے اور نشال کے چہرے کی مشابہت نہیں تھی,وجہ اسکے چہرے کا وہ زخم تھا جسکی جلن ملیحہ اور نشال دونوں کو ہی محسوس

ہوئی تھی. مگر چونکہ ضیغم بھی مشال کے بارے میں جانتا تھا اسلیے اسنے اُن دونوں کو اشارے سے منع کر دیا تھا کہ مشال سے اس بارے میں کوئی بات نہ کی جائے.. اسی لیے نشال نے اسے فیل ہی نہیں کروایا تھا کہ اسے مشال کے چہرے پر وہ زخم دیکھ کر کوئی حیرت ہوئی ہے..

نشال کی نظروں کا ارتکاز محسوس کر کے مشال نے آنکھیں کھولی تھیں. نشال نے فوراً اسکے چہرے سے نگاہ ہٹائی..

گاڑی فاروقی ہاؤس کا گیٹ پار کر رہی تھی.. مشال سیدھی ہو بیٹھی.. گاڑی پورچ میں روک کر ضیغم گاڑی سے باہر نکل گیا مگر ہمیشہ کیطرح اسنے اندر کا رخ نہیں کیا تھا بلکہ وہیں پورچ میں کھڑے ہو کر اُن کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگا.. مشال اور نشال اپنی اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئیں.. ملیحہ بھی انکے ساتھ ہی تھی.. ضیغم اُن تینوں کے ساتھ اندر کی جانب بڑھنے لگا جہاں آغا جان بے صبری سے مشال کے منتظر تھے.. مشال نے چپ چاپ آہستگی سے نشال کا ہاتھ پکڑ لیا.. جیسے کوئی خوف تھا جسکے زیر اثر وہ نشال کے ساتھ خود کو محفوظ تصور کر رہی تھی..

ضیغم کی گاڑی کا ہارن سن کر آغا جان اپنے کمرے سے باہر نکل آئے تھے. سہمی سہمی مشال کو نشال کے پیچھے چھپے دیکھ انکے لبوں پر مسکراہٹ در آئی تھی..

"مشال... یہ.. یہ آغا جان ہیں, ماما کے بابا جان اور ہمارے نانا..!" نشال نے اُسے آہستگی سے سامنے کرتے ہوئے کہا. مشال نے نگاہ اُٹھا کر سامنے کھڑے عبدالرحمٰن فاروقی صاحب کیطرف دیکھا.. سفید بال, سفید داڑھی.. مشفق, مہربان سا چہرہ.. مشال نے انہیں غور کر دیکھا مگر انکے چہرے میں زاویار کہیں نہیں تھا.. مشال نے آنکھیں سکیڑ سی لیں پھر وہ تقریباً بھاگ کر دو قدم دور کھڑے آغا جان کے سینے سے لگی تھی.. کتنی تمنا تھی اسے ان سے ملنے

کی.. آغا جان نے نرمی سے اسکا سر تھپکا.. نشال پر سکون سی مسکرا دی.. ملیحہ کو اس بار وہ ابنارمل لگی تھی مگر وہ چپ ہی رہی تھی.. اسے اپنے سارے نادر خیالات ضرغام سے ہی شئیر کرنے تھے کیونکہ نشال کے چہرے پر پھیلے خوشگوار تاثرات بتا رہے تھے کہ ملیحہ کے خیالات اسے ناگوار گزرنے والے ہیں.. جبکہ نشال کو مسکراتے دیکھ ضیغم سوچ رہا تھا کہ ابھی اسے شازمہ بیگم کی شدید ناراضگی بھی برداشت کرنی ہو گی..

♦♦♦♦

مشال کو ائیر پورٹ سے لے آنے کے بعد کچھ دیر تو اسنے شازمہ بیگم کا واویلا برداشت کیا تھا پھر انہیں سخت لفظوں میں مشال کو قبول کرنے کا کہہ کر وہ اپنے کمرے میں آ گیا تھا.. اس سر درد ہونے لگا تھا.. انکی بار بار کی ایک ہی تکرار سے وہ زچ ہو گیا تھا..

"اس لڑکی کے حسن کا جادو تمہارے سر چڑھ کر بولنے لگا ہے ضیغم.. تبھی تم اسکی آدھی پاگل بہن کو بھی گھر اٹھا لائے ہو..!!" تنفر سے کہتیں وہ اسکا پارہ ہائی کر گئی تھیں.

"فار گاڈ سیک امی... بس کر دیں.. آپ جانتی ہیں کہ مجھے اس قسم کے ٹیپیکل طعنے تشنے زہر لگتے ہیں پھر بھی آپ بار بار مجھے اپنے الفاظ سے ٹیز کر رہی ہیں..؟؟" اسنے سرد لہجے میں انہیں جواب دیا.

"ضیغم اب تم تمیز بھی بھولتے جا رہے ہو..؟؟" اسکے ٹھنڈے ٹھار لہجے پر شازمہ دکھ سے گویا ہوئیں. ضیغم ایک پل کو اپنے لب بھینچ گیا.

"ایک بات بتائیں امو جان..؟؟ جب میں آپ سے ایک بار کہہ چکا ہوں کہ مجھے نشال میں کوئی دلچسپی نہیں ہے.. تو پھر بار بار آپ ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں...؟؟ کیا میرا کہہ دینا آپکے لیے کافی نہیں ہے..؟؟" انہیں نرمی سے

تھامتے ہوئے وہ دھیمی آواز میں پوچھ رہا تھا. شازمہ بیگم اسکی بات پر گڑبڑا گئیں.

"تم.. تم بہت بھولے ہو میرے بچے.. یہ لڑکی.. یہ بہت تیز ہے. میں تو اسکے لچھن دیکھ کر..!" انہوں نے فوراً پینترا بدلا تھا مگر وہ انکی بات کاٹ گیا تھا.

"وہ لڑکی جو ہے، جیسی بھی ہے، اب آپکی ہونے والی بہو ہے.. میں اسے قبول کرتا ہوں یا نہیں.. یہ میرا اور اسکا معاملہ ہے.. آپکو اسے قبول کرنا پڑے گا امی... میری خاطر.. کیونکہ میں اپنی بیوی کی بے عزتی کبھی برداشت نہیں کرونگا.. رہی بات مشال کی تو وہ نشال کی بہن ہے.. اسے نشال کے حوالے سے ہی ٹریٹ کریں آپ... اور بس... اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہوں گا..!!" اپنی بات نرمی سے کہہ کر اسنے ایک نظر انکی جانب دیکھا تھا پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے اپنے کمرے میں چلا آیا.. دل و دماغ سکون میں نہیں تھے.. وہ جانتا تھا کہ مستقبل قریب میں وہ ماں اور بیوی کے درمیان پسنے والا ہے.. ماں کی فطرت سے بخوبی واقف تھا.. جانتا تھا کہ وہ کبھی بھی نشال کو اپنی بہو کا مقام نہیں دیں گی.. آج جمعہ تھا اور آغا جان نے اگلے بدھ والے دن ان دونوں کا نکاح کروانے کا فیصلہ کر لیا تھا.. سلگتی سگریٹ لبوں میں دباتے ہوئے اسکے ذہن میں جھماکا ہوا تھا.. ضیغم نے سرعت سے اپنا موبائل پکڑا تھا.. موبائل آف تھا. اففف.. اتنا لاپرواہ تو کبھی نہیں رہا تھا وہ... موبائل چارجنگ پر لگا کر اسنے فوراً آن کیا.. موبائل آن کرتے ہی بے شمار کالز, میسجز, نوٹیفکیشنز اسکے منتظر تھے.. اسنے پہلی فرصت میں ڈی-ایس-پی زمان کو کال بیک کی تھی.. دوسری جانب وہ شاید اسی کی فون کال کا منتظر تھا..

"اے-ایس-پی زمان سپیکنگ سر.!" وہ کال پک کرتے ہی اپنے مخصوص مودب لہجے میں بولا تھا.

"زمان میں نے تمہیں ساری معلومات لینے کا کہا تھا.. کیا خبر ہے..؟؟" ضیغم نے سنجیدگی سے دریافت کیا.

"سر میں نے کل رات میں ہی ساری انفارمیشن کولیکٹ کرلی تھی مگر صبح سے ہی آپکا نمبر آف جارہا تھا.. از ایوری تھنگ فائن سر..؟؟" دوسری جانب وہ پریشانی سے پوچھ رہا تھا. ضیغم کا نمبر کبھی آف نہیں ہوتا تھا ورنہ اسکا ایک دوسرا پرائیویٹ نمبر بھی تھا جو آف ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا مگر اس بار دونوں نمبرز آف تھے.

"یس ایوری تھنگ از فائن..! تم رپورٹ دو..!" سگریٹ کا دھواں منہ سے نکالتے ہوئے وہ بولا تھا.

"سر..رپورٹ یہ ہے کہ ایگزیکٹلی دس دن پہلے بروز منگل, تین جنوری کی رات..پتوکی میں ایک بگڑے ہوئے وڈیرے نے اپنے ہی علاقے کے حکیم کی بیٹی کا ریپ کیا ہے.. لڑکی اور اسکے گھر والے انصاف کے لیے اسی علاقے کے انسپکٹر کے پاس گئے بھی تھے مگر اسنے معاملہ مجھ تک آنے ہی نہیں دیا اور معاملہ ختم بھی کردیا.. اس وڈیرے کے باپ نے ناصرف انسپکٹر کی جیب بھر دی ہے بلکہ ہمارے ڈی-آئی-جی صاحب کی ایماء پر ہی اسکو اتنی جرأت ہوئی ہے کہ انسپکٹر نے مجھے اس سارے معاملے کی ہوا بھی نہیں لگنے دی..!!" سپیکر سے ڈی-ایس-پی زمان کی آواز ابھر رہی تھی..

"اُس وڈیرے کا نام..؟؟ عمر..؟؟ میرڈ ہے یا ان میرڈ؟؟" ضیغم نے پوچھا.

"نام ہے آصف علوی.. عمر بیس سال.. چھ دن بعد بارات ہے اسکی.. تایا کی بیٹی سے شادی ہو رہی ہے جو لندن سے گریجوایشن کررہی ہے.. تین دن بعد وہ بھی پاکستان واپس آرہی ہے..!" زمان نے سرعت سے جواب دیا.

"ہوں..اور وہ لڑکی..؟؟ جسکا ریپ ہوا ہے..؟؟" ضیغم نے دوسری سگریٹ سلگائی.

"اسکی عمر ابھی فقط تیرہ سال ہے سر..!"زمان نے تاسف سے کہا. ضیغم کے وجود میں اشتعال کی شدید لہر اٹھی تھی.

"اب کیا کہتے ہیں اس لڑکی کے ماں باپ..؟؟"ضیغم نے خود پر بمشکل ضبط کرنے کی کوشش کی تھی.

"سر انکی وہ ہی ڈیمانڈ ہے..انصاف..لیکن انکو تھانے تک کوئی پہنچنے ہی نہیں دے رہا..!"

زمان نے افسردگی سے کہا.

"اگر انہیں کوئی تم تک نہیں پہنچنے دے رہا تو تم اس لڑکی کے گھر تک پہنچو زمان..!!"ضیغم نے سخت لہجے میں کہا.

"مگر سر وہ ڈی-آئی-جی صاحب..؟؟"زمان کی پریشان زدہ سی آواز سپیکر سے ابھری.

"ڈی-آئی-جی کا کیا تعلق ہے اس وڈیرے سے..؟؟"ضیغم نے درشتگی سے پوچھا.

"سر وہ آصف علوی کے باپ کا دوست ہے..ڈیوٹی چھوڑ کر دوستی نبھا رہا ہے..!"زمان نے زہر خند لہجے میں کہا.

"ہوں..نبھانے دو اسے دوستی..ہم ڈیوٹی نبھائیں گے..دو کام کرو تم..اس لڑکی کے گھر والوں سے ملو اور انہیں تحفظ فراہم کرو..دوسرا یہ کہ آج رات ہی اس وڈیرے کے گھر پولیس لے کر جاؤ..میں کل صبح تک ہنجرائی پہنچتا ہوں..کل صبح وہ رئیس زادہ مجھے تمہارے تھانے میں چاہیئے..اور اسکے باپ کو بھی میں دیکھ لوں گا..نام..؟؟نام نہیں بتایا تم نے اسکے

باپ کا..؟؟"ضیغم نے اپنی پیشانی مسلتے ہوئے پوچھا.

"ارباز علوی...!!"سپیکر سے ابھرتی زمان کی آواز اسکی سماعتوں میں دھماکہ کر گئی تھی..

"واٹ..؟؟کیا..؟؟کیانام لیاہے تم نے...؟؟" ضیغم کی آواز میں حیرت تھی. آنکھوں میں خون اتر آیا تھا.

"سر ارباز علوی.. آصف علوی کا باپ ہے.. ارباز کے خلاف بھی کافی کیسز ہیں..!" زمان نے نام ریپیٹ کیا تھا..

ضیغم نے سختی سے اپنے لب بھینچ لیے...پیشانی پر رگیں ابھر آئی تھیں..تو یعنی اگر آصف علوی ارباز علوی کا بیٹا تھا تو یقیناً وہ نشال علوی کا سوتیلا بھائی تھا. نشال علوی کا سوتیلا بھائی ہی وہ ریپسٹ تھا جسکے ہاتھوں میں ضیغم اجلال کو ہتھکڑیاں پہنانی تھیں..

☆☆☆☆☆☆☆☆

فون کان سے لگائے بیٹھا ضیغم شدید طیش کے عالم میں اٹھ کھڑا ہو گیا تھا۔ایک بار پھر نشال کے ساتھ جڑے نام "علوی" سے اسے نفرت محسوس ہوئی تھی۔

"ہیلو......سر....آر یو دیئر....!" ضیغم کی خاموشی محسوس کرتے ہوئے دوسری جانب ڈی۔ایس۔پی۔زمان بولا تھا۔ سپیکر سے ابھرتی اسکی آواز ضیغم کو چونکا گئی تھی۔

"ہوں.....تمہیں جو کہا ہے تم فوری طور پر کرو......میں صبح ہنجرائی پہنچ رہا ہوں انشاءاللہ" بھاری ہوتی آواز کی درشتگی پر قابو پا کر اس نے سنجیدگی سے کہا تھا اور زمان کے "اوکے سر" کہہ دینے پر کال ڈسکنیکٹ کر دی۔اسکا شدت سے دل چاہ رہا تھا کہ لمحے کے ہزارویں حصے میں آصف علوی کی جان لے لے.....مگر خود پر قابو کیے وہ اگلی سگریٹ سلگانے لگا۔جب جب وہ اس لڑکی کی طرف سے بے حس بننے کی کوشش کرتا، پھر سے کوئی نا کوئی ایسی بات سامنے آجاتی تھی کہ وہ اس کے حواس بیدار کر دیا کرتی تھی۔وہ نشال علوی کے نام کے آگے سے اس کے

باپ کا نام ہٹا دینا چاہتا تھا، ہاں یہ سچ تھا کہ وہ نشال کی رگوں میں سے اسکے باپ کا خون الگ نہیں کر سکتا تھا مگر اسکے نام کے ساتھ اپنا نام تو لگا ہی سکتا تھا۔ کمرے میں بے چینی سے ٹہلتا ضیغم بڑی سنجیدگی سے ارباز علوی اور اسکے بیٹے کو تڑپانے کا سوچ رہا تھا۔ اگر ڈی۔ آئی۔ جی۔ ارباز علوی کا دوست تھا تو یہ سوچ پوری کرنا اتنا آسان بھی نہیں تھا مگر ضیغم مطمئن تھا، کیونکہ اسے مشکل کام ہی پسند تھے۔

*********************

"یہ تمہارا روم ہے.....؟ کیا میں تمہارے ساتھ تمہارے روم میں رہوں گی.....؟" اسکے کمرے میں سرسری نگاہ دوڑاتے ہوئے مشال نے آہستگی سے پوچھا، اسکی آواز میں بےزاری و گھبراہٹ کا عنصر محسوس کر کے نشال ہولے سے مسکرائی اور پھر اسکے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"ہاں یہ میرا روم ہے، اور نہیں تم یہاں میرے ساتھ نہیں رہو گی، بس آج کی رات یہاں گزار لو کل صبح میں تمہارے لئے دوسرا روم صاف کروا دوں گی، ویسے اگر تم چاہو تو میرے ساتھ میرے روم میں رہ سکتی ہو، مجھے بہت اچھا لگے گا...." نشال نے خوشدلی سے کہا۔ مشال نے اسکے چہرے پر پھوٹتی خوشی سے نگاہ چرائی۔ "نہیں مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا، مجھے اکیلے رہنے کی عادت ہے... اور ویسے بھی میں اپنے ساتھ کسی اور کی موجودگی برداشت نہیں کر سکتی...." مشال نے قطعیت سے جواب دیا۔ اس نے کسی بھی قسم کی مروت نبھانے کی زحمت نہیں کی تھی۔ اسکی سرد مہری پر نشال کا چہرہ بجھ گیا۔

"لیکن اب تم اکیلی نہیں رہیں مشال، اب تو ہم دو ہو چکے ہیں، اور دو لوگ، اکیلے نہیں ہوتے...." نشال نے

مسکراتے ہوئے کہا۔ مشال نے بے تاثر نگاہوں سے اسکا گلابی چہرہ دیکھا۔ بے شک وہ چہرہ مشال کے چہرے جیسا ہی تھا مگر مشال جیسا حسین اور شہابی نہیں تھا۔ مشال کے خدوخال نشال کی نسبت زیادہ تیکھے تھے۔ مگر وہ داغ...... ایک بار پھر مشال نے اپنے چہرے پر جلتے زخم کو چھوا تھا۔

"ارے..... یہ تم کیا کر رہی ہو، دکھ جائے گا.... اسے ہاتھ مت لگاؤ....!" تفکر سے کہتی نشال نے اسکا چہرے پر ٹکا ہاتھ تھامنا چاہا۔ تبھی مشال نے ہذیاتی انداز میں اسکا ہاتھ جھٹکا تھا۔ "دور رہو مجھ سے، ہاتھ مت لگاؤ مجھے.....!" وہ چلائی تھی۔ نشال ایک پل کو دنگ رہ گئی۔ مشال کی آنکھوں میں عجیب سی وحشت ناچنے لگی تھی۔ نشال کو اسکی ذہنی حالت پر شبہ ہوا تھا۔

"مشال.... مشی تم.... تم ٹھیک تو ہو.....؟" محبت سے کہتے ہوئے نشال نے اسکے دونوں ہاتھ تھام لیے۔ مشال نے بھیگتی آنکھوں سے اس لڑکی کا پریشان ذدہ چہرہ دیکھا جو اسکی بہن تھی۔ وہ دونوں ایک ساتھ دنیا میں آئی تھیں مگر بیس سالوں سے ایک دوسرے سے دور، ایک دوسرے کے لمس سے ناواقف تھیں۔ آنسو اسکی آنکھوں سے نکلتے ہوئے رخساروں پر بہنے لگے تھے۔ نشال کی آنکھیں بھی خود بخود نم ہو گئی تھیں۔

"مشال کیا ہوا ہے.....؟ رو کیوں رہی ہو.....؟" اسکے ہاتھ تھامے بیٹھی نشال نے فکرمندی سے پوچھا۔ مشال فوراً اسکے گلے لگی۔ پہلے اس نے نشال کو دھتکارا تھا اور اب خود ہی اسکے گلے لگی رو رہی تھی۔ نشال اسکے رویے پر ہنوز حیران تھی۔ اس نے اپنے گلے لگی، روتی ہوئی مشال کی پشت سہلائی۔

"تم مجھے پہلے کیوں نہیں ملی نشال.... کیوں مجھ سے دور رہیں......؟ کیوں مجھے اکیلا کیا.....؟" آنسو بہاتی مشال

اس سے شکوے کر رہی تھی۔نشال خود بھی بے بسی سے رو پڑی۔

"اب تو ہم مل گئے ہیں ناں.....؟اب تم اکیلی نہیں رہو گی اور نہ ہی اب کبھی میں تمہیں خود سے دور جانے دوں گی.....!"اسے خود سے الگ کرتے ہوئے نشال نے نرمی سے کہا۔مشال نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"سوری.....!"اس نے سر جھکا کر آہستگی سے کہا۔نشال اسکے سوری کرنے پر ہنس پڑی۔

"وہ کس لئے....؟"وہ جانتے بوجھتے بھی انجان بنی تھی۔

"وہ.....میں نے ابھی تمہارا ہاتھ جھٹکا تھا ناں.....اس کے لئے سوری.....!"مشال نے دھیمی آواز میں کہا۔اسکے بولنے کا انداز سامنے والے کو متاثر کرتا تھا۔

"سوری تب کہا جاتا ہے جب نیکسٹ پرسن کو برا لگے یا وہ آپ سے ناراض ہو جائے،مجھے نہ تو کچھ بھی برا لگا اور نہ ہی میں تم سے ناراض ہوئی ہوں......تو پھر سوری کس بات کی....؟"نشال نے اسکی شرمندگی دور کرنے کو لاپرواہی سے کہا۔

"تم اچھی ہو....."مشال نے آہستہ آواز میں اعتراف کیا تھا۔اس نے "اچھی" سے پہلے "بہت" کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا۔

"تم بھی اچھی ہو،مگر تم مجھے بہت زیادہ اچھی لگ سکتی ہو اگر تم میرے ساتھ،میرا روم شئیر کر لو تو....!"کہتے ہوئے نشال پھر سے مسکرائی تھی۔مشال نے ایک نظر اسکے خوش باش چہرے کی جانب دیکھا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تھینکس......تھینک یو سو مچ.....!"نشال خوشی سے گویا ہوئی۔وہ ایسے خوش ہو رہی تھی جیسے مشال نے اس پر کوئی احسان عظیم کر دیا ہو۔جبکہ مشال اپنے لب آپس میں پیوست کیے چپ چاپ اسے دیکھ رہی تھی۔اس کے گلابی لبوں پر مسکراہٹ کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔

**********

وہ لیٹ نائٹ واپس آیا تھا تو سیدھے اپنے کمرے میں جا گھسا۔بنا جوگرز اتارے وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ گیا۔اسے ضیغم اور نشال کے نکاح کی بابت پتا چل چکا تھا۔اسکا دل چاہ رہا تھا کہ پہلے نشال کو جا کر مبارک باد دے اور پھر ضیغم کا منہ چومے جس نے آغا جان کے فیصلے پر سر جھکا کر شازمہ بیگم کے علاوہ ان سب کو خوشی دی تھی۔وہ نشال کے خودکشی کر لینے اور مشال کی فاروقی ہاؤس میں آمد سے بالکل بے خبر تھا۔نشال اور ضیغم کے بارے سوچتا سوچتا وہ یونہی سو گیا تھا۔صبح سات بجے کے قریب اس نے کروٹ لی تو جسم میں کچھ اکڑاہٹ سی تھی۔ضرغام سیدھا ہو کر لیٹ گیا۔مگر اس بار آنکھیں بند کر لینے پر آنکھوں میں نیند نہیں اتری تھی۔اس نے آنکھیں کھول کر چھت کو گھورا۔بھلا نیند کیوں غائب ہو گئی تھی۔اس نے ایک پل کو حیرت سے سوچا،پھر ہنستے ہوئے بیڈ سے اتر گیا۔جوگرز اتارے اور شاور لینے کے لئے واش روم میں گھس گیا۔وہ فریش ہو کر باہر آیا تو گھڑی صبح کر سات بیس بجا رہی تھی۔ضرغام نے اپنے گیلے بالوں میں ہاتھ چلایا۔اور آئینے میں مسکراتے اپنے عکس کو دیکھنے لگا۔سرخ و سفید رنگت پر اگتی ہوئی نئی نئی شیو۔۔۔۔۔۔وہ ہولے سے مسکرایا۔اسکی ڈارک براؤن آنکھیں ضیغم سے مشابہت رکھتی تھیں۔کھڑی مغرور ناک اکرام صاحب جیسی تھی جبکہ شفاف عنابی ہونٹ اس نے شازمہ بیگم سے چرائے

تھے۔بلاشبہ وہ ضیغم اجلال سے زیادہ ہینڈسم تھا لیکن کم عمری کے باعث وہ کافی کھلنڈرا تھا۔ایک بار پھر ضرغام کو نشال کا خیال آیا تھا۔اسے چھیڑنے کا سوچ کر ہی اسے ہنسی آرہی تھی۔جب وہ ضیغم کا نام لے کر اسے چھیڑے گا،خود کو ضیغم سے زیادہ ہینڈسم کہے گا تو اسکا چہرہ کیسے لال ٹماٹر جیسا ہو جائے گا،سوچ کر ہی ضرغام نے چٹخارا لیا۔اپنے کمرے سے نکل کر اس نے نشال کے کمرے کا رخ کیا۔شازمہ بیگم جو کچن میں جانے کے لئے سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہی تھیں ضرغام کو دیکھ کر اپنی جگہ رک گئیں۔ان کے لب نکھرے نکھرے ضرغام کو دیکھ کر مسکرائے۔

"آگیا بگڑا ہوا شہزادہ۔۔۔!"اس کے پاس آنے پر وہ اس کا کان کھینچتے ہوئے بولی تھیں۔ضرغام نے اپنے چمکتے دانتوں کی نمائش کروائی۔

"السلام و علیکم اموجان۔۔۔۔"انھیں اپنے بازو کے حلقے میں لیتے ہوئے وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔یہ صبح صبح کدھر دھاوا بولنے کا ارادہ ہے۔۔۔۔؟"شازمہ بیگم نے اپنی ہنسی دباتے ہوئے پوچھا۔ضرغام گڑبڑا گیا۔نشال کا نام لینے کا مطلب تھا ان کا موڈ غارت کرنا۔سو وہ ان کے سوال کے جواب میں مسکرایا تھا۔پھر نرمی سے گویا ہوا۔

"بس یہیں،باہر لان میں ہی جارہا ہوں۔۔۔اور کچھ بھی نہیں قسم سے۔۔۔۔!"ضرغام نے انہیں یقین دلایا۔شازمہ بیگم نے مشکوک نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

"آؤ پہلے ناشتہ کرلو۔۔۔۔رات کو بھی پتہ نہیں کچھ کھایا ہوگا نہیں،آجاؤ۔۔۔!"اسکے کندھے پر ہلکا سا

تھپڑ جھڑتے وہ محبت سے کہہ رہی تھیں۔لہجے میں اسکے لئے فکر تھی۔ضرغام نے دل ہی دل میں خود کو کوسا۔

"ارے امی، آپ تو یوں میری فکر کر رہی ہیں جیسے میں کوئی دودھ پیتا بچہ ہوں۔۔۔۔میری پیاری اموجان میں اب بڑا ہو چکا ہوں اینڈ بلیو می، میں نے رات کا کھانا کھا لیا تھا۔ابھی تو کچھ بھی کھانے کا دل نہیں کر رہا۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔"!

وہ ایک پل کو خاموش ہوا۔شازمہ بیگم خفگی سے اسکی جانب دیکھ رہی تھیں۔اچھا یوں کریں کہ، میرے لئے فریش جوس بنا دیں آپ۔۔۔میں ملیحہ سے مل کر پانچ منٹ میں آتا ہوں۔اب ٹھیک ہے۔۔۔؟"انہیں کندھوں سے تھامتے ہوئے کہتا، آخر میں وہ ہنس پڑا۔

شازمہ بیگم نے اثبات میں سر ہلایا اور پلٹ کر سیڑھیاں اترنے لگیں۔ضرغام چند پل وہیں کھڑا رہا۔ پھر تیزی سی چلتا ہوا نشال کے کمرے کی طرف آ گیا۔نشال کے ساتھ ہی ملیحہ کا کمرہ تھا۔ملیحہ کا روم ڈور لاکڈ تھا۔یقیناً وہ سو رہی تھی۔ضرغام نے نشال کا ڈور روم آہستہ سی ناک کیا تھا۔دروازہ کھلتا چلا گیا۔ضرغام نے سر اندر کر کے کمرے میں جھانکا، وہ سامنے ہی بیڈ پر کمبل میں لپٹی سو ہوئی تھی۔ضرغام کو حیرت ہوئی۔اگر وہ سوئی ہوئی تھی تو دروازہ کیوں کھلا ہوا تھا۔وہ دبے پاؤں چلتا ہوا بیڈ کے قریب آیا۔اسکی ذہین آنکھیں میں شرارت اور لبوں پر مسکراہٹ تھی۔اسکا ارادہ سوئی ہوئی نشال کو ڈرانے کا تھا۔ضرغام نے آہستگی سی کمبل ہٹانے کو ہاتھ بڑھایا۔جو اس کے چہرے کو آنکھوں تک ڈھانپے ہوئے تھا۔صرف دمکتی پیشانی نظر آ رہی تھی۔سیاہ بال بھی چھپے ہوئے تھے۔ضرغام نے آہستگی سے کمبل اس کے چہرے سے ہٹایا۔اگلے ہی پل اسکا ہاتھ کمبل پکڑے ہوا میں ہی بلند رہ گیا تھا۔نگاہ اس

چہرے پر ساکت رہ گئی تھی۔ وہ بائیں کروٹ سے لیٹی ہوئی تھی۔ بائیں رخسار پر کوئی زخم تھا۔ وہ گھنی پلکیں بند کئے گہری نیند میں تھی۔ اس کے سیاہ بال اس کے کان اور اس زخمی گال کو ڈھانپے ہوئے تھے.. ضرغام ایک پل کو مبہوت سا ہو گیا. کسی فسوں کے زیر اثر اسنے ہاتھ بڑھایا تھا اور بڑی نرمی سے اسکے چہرے سے اُن سیاہ بالوں کی لٹیں پیچھے کی تھیں. چاند چہرے پر کندہ وہ جلا ہوا حصہ دیکھ کر ضرغام کی نگاہ راستہ بھول گئی تھی. اسکا دل.. دل کی دھڑکنیں ایک دم ہی بے ہنگم ہو گئی تھیں. اسکی نظر گال سے پھسلتی ہوئی گردن پر موجود زخم پر جا ٹھہری..

ضرغام کی آنکھیں پل میں سرخ ہوئی تھیں.. کس نے دیے تھے اسے یہ بے رحمانہ زخم..!! کان کی لُو کا زخم بھی بڑا واضح تھا. خود پر ضبط کرتے ضرغام نے اسکے چہرے پر کندہ "Z" کو بے یقینی سے چھوا.. پھر کان کی لُو کو.. اور پھر بڑی آہستگی سے اکی گردن پر تازہ اس زخم کو چھو لیا.. سوئی ہوئی مشال کو اسکی مضبوط انگلیوں کا ٹھنڈا لمس محسوس ہوا تو لمحے کے ہزارویں حصے میں اسکی نیند ٹوٹی تھی. نشال نے اپنی غلافی آنکھیں کھولیں اور اپنے قریب بیٹھے ضرغام کو گھورتے ہوئے بنا وقت ضائع کیے اسے زور دار دھکا دیا تھا... وہ جو اسکی گلابی ڈوروں سے سجی آنکھیں دیکھ کر اپنی جگہ ساکت سا رہ گیا تھا، اسکے زور دار حملے پر زمین پر جا گرا.. اس دوران وہ پھرتی سے بیڈ سے اتر کر دوسری سائیڈ پر جا کھڑی ہوئی تھی..

"کون ہو تم... یہاں کیا کر رہے ہو..؟؟" وہ اسے دیکھتی ناگواری سے چلائی تھی.. پٹھانوں کی سی سرخ و سفید رنگت اور، اونچا لمبا قد کاٹھ لیے سامنے کھڑا لڑکا.. کوئی اور ہی تھا.. ورنہ جس لڑکے سے وہ کل ملی تھی اسکی رنگت اتنی سرخ و سفید نہ تھی.. زمین سے اٹھتے ہوئے ضرغام نے فکر مندی سے اسکی جانب دیکھا..

"تم مجھے نہیں پہچانتیں..؟؟اور یہ..یہ تمہارے چہرے پر..؟؟کس نے کیا ہے یہ..؟؟"خلاف معمول وہ حد سے زیادہ سنجیدگی سے کہتا اسکی جانب بڑھا تھا..اسکے چہرے پر ضبط کی لالی اور آنکھوں میں غصہ تھا.اسے اپنی جانب آتا دیکھ مشال سرعت سے پیچھے ہوئی تھی.

"دور رہو مجھ سے ورنہ شور مچا کر سب کو بلا لوں گی..!!"پیچھے ہٹتے ہوئے مشال ایک بار پھر چلائی تھی..اسکی غصے سے کانپتی دلنشین آواز پر ضرغام کو اپنی جگہ رکنا پڑا..

"تم پاگل ہوگئی ہو نشال..؟؟ایسے بی ہیو کیوں کر رہی ہو یار..ناراض ہو مجھ سے..؟؟ڈر کیوں رہی ہو..مجھے بتاؤ کس نے کیا ہے یہ..؟؟"مضطربانہ کہتا ضرغام اپنے اور مشال کے درمیان قائم فاصلہ پاٹتے ہوئے اسکے سامنے جا کھڑا ہوا..ضرغام نے اسکا ہاتھ تھامنا چاہا تو مشال خوفزدہ ہو کر فوراً پیچھے ہٹی..وہ پیچھے دیوار سے جا لگی تھی...ایک دم دیوار سے لگنے کے باعث بالوں میں لگا کیچر ٹوٹ گیا اور نتیجتاً جوڑے میں مقید سیاہ لمبے بال پھسل کر اسکے شانوں پر آگرے تھے..وہ وحشت زدہ سی ضرغام کو گھور رہی تھی جبکہ وہ جو جب سے اسے نشال سمجھ رہا تھا،اسکے کمر سے نیچے تک آتے بال دیکھ کر ٹھٹھک گیا..

"نکلو یہاں سے..دفع ہو جاؤ ورنہ مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا..!!"ضرغام کو اپنی طرف دیکھتے پا کر مشال کو اس سے شدید نفرت محسوس ہوئی جو حقیقتاً اپنی جگہ مبہوت رہ گیا تھا..تین دن میں اسکے بال اتنے لمبے کیسے..؟؟ضرغام نے بغور اسکا چہرہ دیکھا..بڑی بڑی وحشت زدہ آنکھیں جن میں ناگواری پھیلی ہوئی تھی..چھوٹی سی ناک میں چمکتی لونگ...ہاں وہ نشال..اسکی ناک میں کبھی لونگ بھی تو نہیں تھی..ضرغام نے بے یقینی سے اپنی پلکیں جھپکیں..

اسکے بھرے بھرے کٹاؤ دار لب.. بالائی لب کا کٹاؤ بڑا دلفریب تھا.. ضرغام کا دل اسکے پہلو سے نکل کر آنکھوں میں دھڑکنے لگا تھا.. وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا.

"کون..؟؟ کون ہیں آپ..؟؟" اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ضرغام نے سنجیدگی سے پوچھا. آواز بھاری ہو رہی تھی. مشال نے شدید غصے سے اسے گھورا جواب ہاتھ باندھے قدرے اطمینان سے اپنی جگہ کھڑا تھا. تاہم اسکی آنکھوں میں غضب کی بے چینیاں ہلکورے لے رہی تھیں.

"میں تمہیں کیوں بتاؤں کہ میں کون ہوں.. تم میرے کمرے میں آئے ہو.. تم.. تم نکلو یہاں سے..!" دیوار سے چپکی کھڑی وہ سرد مہری سے کہہ رہی تھی. اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ مقابل کو ہاتھ سے پکڑ کر وہاں سے نکال باہر کرے..

"ایکسکیوز می.. یہ آپکا نہیں میری کزن نشال کا روم ہے.. آپ بتانا پسند کریں گی کہ آپ کون ہیں یا میں پولیس کو بلاؤں.. کون ہیں کون آپ..؟؟ کہیں؟؟ کوئی چورنی یا پھر..ڈکیت تو نہیں ہیں آپ..؟؟ یا پھر نشال کی کوئی ہم شکل جو ہم سب کو بے وقوف بنا کر ہماری قیمتی چیزیں لوٹنے آئی ہے..؟؟" اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہتا ضرغام ایک قدم مزید اسکی طرف بڑھا تھا.. اشارہ صاف تھا، وہ اپنے دل کی بات کر رہا تھا جو اس چاند کو دیکھ کر اسکے ہاتھوں سے نکل چکا تھا. وہ لمحے کے ہزارویں حصے میں اندازہ لگا چکا تھا کہ سامنے کھڑی حسینہ یقیناً نشال کی جڑواں بہن مشال ہے.. اسکے الزام پر غصے سے اسکی جانب دیکھتی مشال کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی...

"دیکھو مم...!" مشال کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ بول پڑا تھا.

"ہاں.. دیکھ ہی تو رہا ہوں..!" اسکی غلافی آنکھوں میں جھانکتا وہ دلچسپی سے کہہ رہا تھا.. مشال کا چہرہ غصہ برداشت کرنے کے چکر میں لال سرخ ہونے لگا. آنکھوں سے ٹوٹتے آنسو گالوں پر بکھرے تھے..

"تمہیں تو میں...!" درشتگی سے کہتی مشال نے کمرے میں آتی نشال کو دیکھ کر اپنے لب بھینچ لیے..

"مجھے کیا..؟؟ آپ بھی مجھے دیکھتے رہنا چاہتی ہیں..؟؟ تو دیکھئے دیکھئے.. میں ہوں ہی دیکھنے کے لائق.. ویسے بھی جو ایک بار مجھے دیکھ لے، وہ مجھے بار بار دیکھنے کی تمنا کرتا ہے..!" مشال کو دیکھتے ہوئے بولتا وہ زیرِ لب مسکرا رہا تھا..

"لڑکا ہو یا لڑکی، جو کوئی بھی ایک بار اسے دیکھ لیتا تو پھر سے دیکھنے کی خواہش ضرور کرتا..!" مشال کو فریحہ بیگم کی آواز اپنے آس پاس سنائی دی تھی.. مشال کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگیں..

"تم جیسوں کو دیکھنے کی خواہش...؟؟ ایسی خواہش کرنے سے پہلے تو لڑکی کو چلّو بھر پانی میں ڈوب مرنا چاہئیے..!!" اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ نفرت سے پھنکاری تھی.. مقابل جو کوئی بھی تھا مگر مشال کا مخاطب اسکا باپ ارباز علوی تھا. اسکا ناگوار انداز ضرغام کو چونکا گیا تھا.. وہ تو اسکے ساتھ صرف مذاق کر رہا تھا.. اور وہ یوں بات کر رہی تھی جیسے برسوں سے ان دونوں کی آپس میں دشمنی ہو..

"مشال.. سٹاپ اٹ..!!" ان دونوں کے قریب آتی نشال نے قدرے ناراضگی سے کہا. اسکی آواز پر ضرغام نے پلٹ کر اسکی جانب دیکھا جبکہ مشال سرعت سے ضرغام کی سائیڈ سے نکل کر نشال کے پاس آئی تھی.. اس دوران مشال کے ریشمی بالوں نے ضرغام کے بازو کو چھوا تھا.. اسے پھر سے کچھ ہوا تھا.. ہلکی سی ہلچل..

"نشال یہ لڑکا.. یہ مجھے ٹیز کر رہا ہے.. میں سو رہی تھی اور.. اور یہ مجھے ٹچ کرنے کی کوشش کر رہا تھا..!!" اپنی پانی

بھری آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے وہ نشال کو اس انداز میں بتا رہی تھی جیسے نشال ضرغام کو اس گناہِ عظیم پر سزا دے دے گی.. نشال نے سوالیہ نظروں سے ضرغام کی طرف دیکھا.

"یہ محترمہ غلط بیانی سے کام لے رہی ہیں نشی، میں انہیں ٹچ کرنے کی کوشش نہیں کر رہا تھا.. میں انہیں "چیک" کر رہا تھا جبھی انکی آنکھ کھل گئی..!" وہ اطمینان سے کہتا ہنوز ہاتھ لپیٹے کھڑا مشال کو ہی دیکھ کر جواب دے رہا تھا.

"سنا تم نے نشال.. یہ.. یہ لڑکا کس قدر گھٹیا..!" مشال نے نشال کا بازو ہلاتے ہوئے کہنا چاہا جب نشال نے اسے ٹوک دیا..

"سٹاپ.. جسٹ سٹاپ اٹ پلیز.. یہ کوئی غیر نہیں ہے.. اکرام ماموں کا بیٹا ضرغام ہے.. اور یہ ہم دونوں سے ہی ایج میں دو سال چھوٹا ہے مشی... ایسی باتیں مت کرو پلیز..!" اسے اپنے گلے لگاتے ہوئے نشال نے نرمی سے سمجھانے کے سے انداز میں کہا. وہ مشال کی سائیکو سمجھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی کیونکہ اب تک نشال کو پکا یقین ہو چکا تھا کہ مشال کے ساتھ کوئی نفسیاتی مسئلہ ہے..

"اور ضرغام تم..؟؟ کیوں تنگ کر رہے تھے مشال کو..؟؟" نشال نے ضرغام کو ڈپٹا.

"میں تنگ نہیں کر رہا تھا نشی.. میں سمجھا کہ تم ہو یار.. یہ.. ان کے چہرے پر، زخم دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا میں.. بس، انہی زخموں کا معائنہ کر رہا تھا اور کچھ نہیں..!" جینز کی پاکٹس میں ہاتھ گھساتے ہوئے وہ کافی سنجیدگی سے گویا ہوا.

مشال نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔

"جھوٹ بول رہا ہے یہ نشال۔۔۔۔۔۔یہ۔۔۔میں نے خود محسوس کیا تھا۔کوئی معائنہ نہیں تھا وہ۔۔ یہ مجھے تنگ کر رہا تھا میرا یقین کرو۔۔۔۔مم۔۔۔۔میں یہاں نہیں رہوں گی۔اگر یہ لڑکا دوبارہ اس کمرے میں آیا تو۔۔۔۔"

وہ روتے ہوئے مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔اب کی بار ضرغام کی آنکھوں میں شرارت چمکی تھی

ہاں میں نہیں آؤں گا۔یہاں۔۔۔اگر آپ اس کمرے سے باہر آتی رہیں گی تو میں یقیناً اس کمرے میں دوبارہ نہیں آؤں گا۔۔۔۔۔،،اپنے لبوں کی مسکراہٹ دباتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بولا۔نشال جو پہلے ہی مشال کے رویے سے پریشان ہو رہی تھی ضرغام کے مزاق پر مزید بدمزہ ہوئی۔اس نے تنبیہی نظروں سے ضرغام کو گھورا جو کسی صورت خاموشی اختیار کرنے کو تیار نہیں تھا نشال کی نظر کا اشارہ نظر انداز کر تا وہ دوبارہ مشال سے مخاطب ہوا۔

ویسے آپ کا نام مشال ہے ناں۔۔۔؟ آغا جان اکثر آپ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔"کاؤچ پر بیٹھے ہوئے ضرغام نے مسکراتے ہوئے کہا۔اس پر تو مشال کے کسی الزام کا اثر ہو ہی نہیں رہا تھا نشال روتی ہوئی مشال کو لیے بیڈ پر بیٹھ گئی تھی ضرغام کی بات پر مشال نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا جبکہ نشال کا دل کیا اسکے جھوٹ پر اپنا ماتھا پیٹ لے.

"میں نے تو کبھی نانا جان سے فون پر بات نہیں کی، پھر سے جھوٹ بول رہا ہے یہ "ضرغام کو نظر انداز کرتے ہوئے مشال نے نشال سے شکوہ کیا تھا.

"مشی میری جان تم فریش ہو جاؤ جا کر،، تمھارے واپس آنے سے پہلے پہلے میں اسے کمرے سے باہر نکالتی ہوں

۔ڈونٹ وری۔۔۔"اسکا بے داغ گال تھپکتے ہوئے نشال نے نرمی سے کہا۔مشال نے ایک کھانے والی نظر ضرغام کے مسکراتے چہرے پر ڈالی اور سرعت سے واش روم میں گھس گئی۔

"واٹس رانگ ودیو ضرغام۔۔۔۔۔۔ تمھیں نظر بھی آرہا ہے،اس کا چہرہ زخمی ہے اور تمھارے مزاق اسے اچھے نہیں لگ رہے تو پھر کیوں تنگ کر رہے ہو اسے۔۔۔۔۔؟"مشال کے جاتے ہی نشال اس پر دھمی آواز میں چلائی.

"ناٹ ودمی،اٹس ودہر۔یس اٹس رانگ ودہر نشال۔۔۔۔۔"ضرغام نے سنجیدگی سے کہا۔اس کی آنکھوں میں مشال کے لیے تشویش تھی.

"جانتی ہوں میں۔۔۔۔۔؟"نشال نے نگاہ جھکاتے ہوئے فکرمندی سے کہا۔ضرغام نے اپنی بھنویں اچکائیں.

"کیا۔۔۔۔؟کیا جانتی ہو تم۔۔۔۔؟"ضرغام نے پوچھا۔

"زیادہ تو نہیں جانتی مگر جتنا بھی جانتی ہوں تمھیں کیوں بتاؤں۔۔۔۔۔۔؟"نشال نے چڑتے ہوئے کہا ضرغام جی بھر کر بدمزہ ہوا۔

"ساری دشمنی ابھی ہی نکالو گی تم میرے ساتھ۔۔۔۔۔؟"ضرغام نے خفگی سے کہا۔مشال نے اسکی بے چینی پر اسے مشکوک نظروں سے گھورا۔

"سب ٹھیک تو ہے۔اتنی دلچسپی کس خوشی میں لے رہے ہو تم۔۔۔۔۔۔؟"نشال نے کھوجنے والے انداز میں پوچھا۔

"اُففف۔۔۔۔ مستقبل قریب کا ڈاکٹر ہوں میں محترمہ۔۔۔۔!اسکا زخمی چہرہ۔زخم آلریڈی بگڑ چکا ہے اور پھر وہ کوئی غیر نہیں ہے تمھاری بہن اور میری کزن ہے۔مجھے اس کے بارے میں جاننے کا پورا حق ہے" ضرغام آج خلاف معمول سنجیدہ تھا۔

"دراصل تمھاری یہ حد سے زیادہ سنجیدگی مجھ سے ہضم نہیں ہو رہی ناں۔۔۔۔!"نشال نے بھی سنجیدگی سے کہا۔

"تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔۔؟اگر تمھارا ہاضمہ خراب ہے تو اس میں،، میں کیا کروں۔۔۔؟مجھے تم تفصیل سے بتاؤ پلیز کہ مشال کے چہرے پر یہ زخم کیسے آئے ہیں۔۔۔؟"ضرغام نے ہولے سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں پچھلے دو سال سے ڈرگز ایڈکٹ ہوں۔اور یہ بات ماما کو نہیں پتا تھی ایک منتھ پہلے ماما کو پتہ چلی تو اُنہوں نے میرا علاج شروع کروادیا۔مجھے غصہ آیا تو میں نے سگریٹ پینے کے ساتھ ساتھ سگریٹ اپنے چہرے پر بھی داغ ڈالی اور بس۔۔۔۔!سن لیا۔۔۔۔؟چل گیا پتہ۔۔۔؟"نشال کی بجائے واش روم کے دروازے میں کھڑی مشال نے ضرغام کو جواب دیا۔اسکا دھلا ہوا چہرہ اس کے بہت سے روچکنے کی غمازی کر رہا تھا اسکے گال کی جلن نشال اور ضرغام دونوں کو محسوس ہوئی تھی مگر وہ خود یوں کھڑی تھی جیسے وہ زخم درد یا جلن جیسے احساس سے خالی ہو۔اسکی روئی روئی گلابی آنکھوں میں سرد سا تاثر تھا. ضرغام نے بغور اسکی غصے سے سرخ پڑتی ناک دیکھی.

"میں.. میں اسے بھیج ہی رہی تھی مشی.. اس میں بہت بچپنا ہے، تم پلیز اسکی باتوں کو سیریس مت لو...!"نشال نے مشال کا سرد انداز دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا.

"تم نے مجھے کہا تھا کہ صبح ہوتے ہی تم میرے لیے کوئی دوسرا روم صاف کروادو گی.. پلیز یہ کام ذرا جلدی

کروادو..!"بے تاثر لہجے میں کہہ کر وہ وہاں رکی نہیں تھی.. کمرے سے باہر نکل گئی تھی.

"لیکن مشا...ل..!"نشال کی آواز حلق میں ہی کہیں پھنس گئی تھی. نشال نے اپنی آنکھوں میں اترتی نمی صاف کرتے ہوئے ضرغام کو گھورا.

"مل گیا سکون.. پڑ گئی کلیجے میں ٹھنڈک..؟؟ آیا بڑا مستقبل قریب کا ڈاکٹر.. کر دیا ناں میری معصوم بہن کو ناراض..؟؟"نشال غصے سے اس پر چڑھ دوڑی. ضرغام دوڑ لگا کر بیڈ پر چڑھ گیا..

"معصوم نہیں، سائیکو ہے تمہاری بہن...!!"نشال کو بیڈ پر چڑھتے دیکھ وہ دوسری طرف سے زمین پر چھلانگ لگا کر دروازے کی طرف بھاگتے ہوئے بولا.

"رکو ذرا تم.. چھوڑوں گی نہیں میں تمہیں.. ڈاکٹرز کے کلینک پر جھاڑو لگاؤ گے تم کمینے انسان..!!"اسکے پیچھے بھاگتی نشال غصے سے چلائی.

"نہیں فی الوقت تو میرا ارادہ تمہاری بہن کا علاج کرنے کا ہے بس..!"راہداری میں بھاگتا وہ ہنستے ہوئے بولا. نشال اسکے پیچھے پیچھے ہی تھی.

"اوئے مجھے یاد آیا... امی میرے لیے جوس بنانے والی تھیں.. اب تک تو وہ فریش جوس باسی بھی ہو گیا ہو گا..!" سیڑھیوں کے دہانے پر رکتے ہوئے وہ افسردگی سے بولا.

"بہت اچھا ہوا.. اب پینا وہ ہی جوس.. ہونہہ..!"نشال نے جل کر کہا. اسے قریب آتے دیکھ کر ضرغام تیزی سے جست لگا تا سیڑھیاں اتر گیا.. وہ وہیں کھڑی اپنے اکھڑے سانس برابر کرنے لگی.. بھاگنے کے باعث سانس پھول

گیا تھا.. وہ لیونگ روم سے نکل کر لاؤنج میں ہی کہیں غائب ہو چکا تھا.. نشال نے زچ ہو کر اپنا سر جھٹکا... پھر مشال کا خیال آنے پر اس نے ذرا سا آگے جا کر ٹیرس کا دروازہ کھولا اور پھر چلتی ہوئی آگے بڑھی.. نشال نے نیچے لان میں جھانکا وہ وہیں تھی ..

ایک طرف بنی تین گول سیڑھیوں میں سے ایک پر بیٹھی وہ جانے کن سوچوں میں گم تھی.. نشال آہستگی سے پلٹ آئی ..

****

کبھی یاد آؤ تو اس طرح
کہ لہو کی ساری تمازتیں
تمہیں دھوپ دھوپ سمیٹ لیں
تمہیں رنگ رنگ نکھار دیں
تمہیں حرف حرف میں سوچ لیں
تمہیں دیکھنے کا جو شوق ہو
تو دیارِ ہجر کی تیرگی کو
مژہ کی نوک سے نوچ لیں
کبھی یاد آؤ تو اس طرح

کہ دل و نظر میں اُتر سکو

کبھی حد سے حبسِ جنوں بڑھے

تو حواس بن کے بکھر سکو

کبھی کِھل سکو شبِ وصل میں

کبھی خونِ جگر میں سنور سکو

سرِ رہگزر جو ملو کبھی

نہ ٹھہر سکو نہ گزر سکو

مرا درد پھر سے غزل بنے

کبھی گنگناؤ تو اس طرح

مرے زخم پھر سے گلاب ہوں

کبھی مسکراؤ تو اس طرح

مری دھڑکنیں بھی لرز اٹھیں

کبھی چوٹ کھاؤ تو اس طرح

جو نہیں تو پھر بڑے شوق سے

سبھی رابطے سبھی ضابطے

کسی دھوپ چھاؤں میں توڑ دو

نہ شکستِ دل کا ستم سہو

نہ سنو کسی کا عذابِ جاں

نہ کسی سے اپنی خلش کہو

یونہی خوش پھرو، یونہی خوش رہو

نہ اُجڑ سکیں، نہ سنور سکیں

کبھی دل دُکھاؤ تو اس طرح

نہ سمٹ سکیں، نہ بکھر سکیں

کبھی بھول جاؤ تو اس طرح

کسی طور جاں سے گزر سکیں

کبھی یاد آؤ تو اس طرح!!!!!!

کبھی یاد آؤ تو اس طرح!!!!!!

"نشال علوی.." اسکے دل نے اسکے کان میں سرگوشی کی تھی.. ضیغم کے سامنے کا منظر ایک پل کو دھندلا گیا تو اس نے سرعت سے گاڑی کو بریکس لگائے... گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی. پوری آنکھیں کھولتے ہوئے اس نے سیاہ تارکول کی سڑک پر نگاہ دوڑائی.. سڑک دور دور تک سنسان پڑی تھی.. گاڑی کا سٹئیرنگ گھماتے ہوئے وہ سڑک پر

نگاہ جمائے پھر سے گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا.. سیاہ تارکول کی سڑک پر سورج کی کرنیں پھیلتی جارہی تھیں.. اسے آٹھ بجے سے پہلے ہنجرائی کے پولیس سٹیشن پہنچنا تھا، فل سپیڈ سے لینڈ کروزی بھگاتے ہوئے وہ جلد از جلد اپنی منزل پر پہنچ جانا چاہتا تھا.. وہ تو صبح چار بجے کے قریب ہی گھر سے نکلنے والا تھا مگر برا ہوا جو اس نے گھر سے نکلنے سے پہلے آغا جان کے کمرے کا رخ کر لیا. اسکے ذہن و گمان میں بھی نہیں تھا کہ صبح کے چار بجے وہ انکے کمرے میں تشریف فرما ہو گی. موڑ کاٹتے ہوئے اسکے ذہن میں دو گھنٹے پہلے کا منظر واضح ہو رہا تھا..

آغا جان کے کمرے کا دروازہ کھول کر اس نے اندر جھانکا تھا.. وہ اپنی رائٹنگ چیئر پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ پاس پڑے کاؤچ پر وہ براجمان تھی..

"آہم..." ضیغم کھنکھارا تھا.. آغا جان نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا.

"السلام علیکم!" سلام کرتے ہوئے وہ کمرے کے اندر داخل ہو گیا. نشال اسے اندر آتا دیکھ کر اپنا رخ موڑ گئی. اسکی یہ لاپرواہی ضیغم کو ناگوار گزری تھی مگر وہ نظر انداز کرتے ہوئے پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ گھساتا اسکے سر پر جا کھڑا ہوا. توجہ کا مرکز آغا جان ہی تھے.

"میں بس.. نکل رہا تھا، سوچا آپ سے ملتا چلوں..!" ضیغم نے اپنے مخصوص سنجیدہ لہجے میں انہیں مخاطب کیا. نشال کا دل ایک پل کو زور سے دھڑکا تھا پھر نشال کے ڈپٹنے پر ایک طرف کو دبک کر اپنی رفتار پر دھڑکنے لگا..

"پو پھوٹ جانے دو.. پھر چلے جانا..!" اسے بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے انہوں نے نرمی سے کہا تھا. ضیغم ایک پل کو تذبذب کا شکار ہوا.

"مجھے آٹھ بجے سے پہلے پولیس سٹیشن پہنچنا ہے آغا جان... اگر سورج نکلنے کا انتظار کیا تو دیر ہو جائے گی..!" ضیغم نے آہستگی سے کہا. وہ رونا نہیں چاہتی تھی مگر آج پھر آنکھ بھر آئی تھی.. آنکھوں کو تو جیسے اسکے جانے پر نم ہو جانے کی عادت سی تھی .

"ہوں.. ناشتہ تو نہیں کیا ہو گا یقیناً..؟" آغا جان نے فکر مندی سے پوچھا. ضیغم کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اپنی چھب دکھلا کر غائب ہو گئی.

"ابھی دل نہیں کر رہا آغا جان... اموجان سے اسی لیے نہیں ملا کہ وہ ناشتہ کروانے کے چکر میں جانے کیا کیا ٹھنسوا دیتیں مجھے.. ہنجرائی پہنچ کر کر لوں گا..ڈونٹ وری..!" ضیغم نے نرمی سے جواب دیا .

"ٹھیک ہے.. تمہاری اموجان سے نہیں.. میں اپنی بیٹی سے ناشتہ بنواتا ہوں تمہارے لیے..زیادہ ہیوی ناشتہ نہیں بناتی یہ.. آسانی سے ہضم ہو جائے گا تمہیں..!" وہ کہتے ہوئے نرمی سے مسکرائے تھے..انکی بات پر نشال نے سر اٹھا کر کچھ خفگی سے انکی جانب دیکھا .

"جاؤ نشال، ضیغم کے لیے جلدی سے ناشتہ بنا کر لاؤ..!" اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے آغا جان نے مسکراتے ہوئے کہا.

نشال نے ایک نظر ضیغم کی طرف دیکھا جو اسکی طرف متوجہ نہیں تھا.

"مجھے دیر ہو جائے گی آغا جان.. مجھے بلکل بھی بھوک محسوس نہیں ہو رہی، بیلیو می.." نشال کو کاؤچ سے اٹھتے دیکھ وہ سنجیدگی سے گویا ہوا. مگر وہ رکی نہیں تھی بلکہ چلتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی.

ضیغم نے پلٹ کر غصے سے دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے وہ گئی تھی.

"روکا کیوں نہیں آپ نے اسے..؟؟ مجھے نہیں کرنا ناشتہ آغا جان.. پلیز.. جا رہا ہوں میں، خود ہی کیجئے گا اسکے ہاتھ کا بنا ناشتہ..!" ناراضگی سے کہتا وہ پلٹا تھا اور دروازے کیطرف بڑھا.

"ضیغم... ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے بیٹا.. اتنی جلد بازی مت کرو.. وہ ناشتہ بنا رہی ہے ناں، کر کے جانا..!!" آغا جان کی پکار پر اسکے قدم رک گئے تھے. انکی بات سن کر وہ انکی طرف پلٹا.

"تو کیوں بنا رہی ہے... جب میں نے منع کیا بھی ہے تو کیوں گئی وہ ناشتہ بنانے..؟؟" ضیغم کے لہجے میں نشال کا ذکر کرتے ہوئے ناگواری در آئی تھی. اسے نشال کا خود کو نظر انداز کرنا بے حد برا لگا تھا.

"کیونکہ میں نے اسے ناشتہ بنانے کو کہا ہے.." آغا جان نے اپنی مسکراہٹ روکتے ہوئے کہا.

"اور میں نے بھی آپ کے سامنے ہی منع کیا ہے شاید...!" وہ چڑتے ہوئے بولا.

"تم نے مجھے منع کیا ہے.. اسے تو تم نے مخاطب ہی نہیں کیا تو وہ کیوں رکتی..؟" آغا جان اسے مزید چڑانے لگے. وہ حقیقتاً زچ ہو گیا.

"اچھا...!" لفظ اچھا پر زور دیتے ہوئے وہ اسی کاؤچ پر آ کر بیٹھ گیا جس پر سے اٹھ کر نشال گئی تھی.

"شادی کے بعد بھی یونہی نظر انداز کرو گے اسے..؟؟" آغا جان نے اسے خفگی سے مخاطب کیا تھا. ضیغم نے ایک شکوہ کناں نگاہ ان پر ڈالی.

"شادی کے بعد اُسے خود کو یوں نظر انداز نہیں کرنے دوں گا، جیسے وہ ابھی مجھے کر کے گئی ہے..!!" ٹھہر ٹھہر کر

بولتاوہ آغا جان کو چونکا گیا تھا. یعنی اسے نشال کی لاپرواہی چبھی تھی.

"ہوں.. یعنی شوہروں والا رعب جتایا کرو گے اس پر..؟" آغا جان نے سنجیدگی سے پوچھا مگر انکی آنکھوں میں چمکتی شرارت ضیغم کو چھیڑ رہی تھی.

"نہیں، شوہروں والا حق جتاؤں گا اس پر..!!" ضیغم نے سکون سے کہا. انداز بھرپور سنجیدگی لیے ہوئے تھا. آغا جان نے اپنے لبوں پر امڈتی مسکراہٹ دبانے کی کوشش کی.

"جاؤ یار اسے دیکھ کر آؤ.. میرے پاس بیٹھی نیند میں جھوم رہی تھی، جانے ناشتہ بنا بھی رہی ہو گی یا..!" انہوں نے بات ادھوری چھوڑ کر کن اکھیوں سے ضیغم کی طرف دیکھا. ضیغم نے شدید ناراضی سے انکی جانب دیکھا.

"اب مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ آپ نے مجھے ناشتہ کرنے کے لیے نہیں میرا ضبط آزمانے کے لیے مجھے یہاں بٹھایا ہے..!!" چڑ کر کہتا وہ کھڑا ہو گیا. آغا جان کا قہقہہ بے ساختہ تھا.

آغا جان کی باتوں پر کلستا وہ ان کے کمرے سے باہر نکل آیا.. لیونگ روم سنسان پڑا تھا.. وہ سیدھا کچن میں چلا آیا تھا. آئی لینڈ پر ایک ٹرے میں سینکے ہوئے توس پلیٹ میں رکھے ہوئے تھے.. دوسری پلیٹ میں دو ہاف فرائی انڈے رکھے ہوئے تھے.. ایک چولہے پر ہلکی آنچ پر چائے پک رہی تھی جبکہ دوسرے چولہے پر فرائینگ پین میں شاید وہ تیسرا انڈا فرائی کرنے والی تھی.. ضیغم کی موجودگی سے بے خبر وہ انڈا توڑ کر آئل میں ڈال چکی تھی..

"کچن میں آ کر سو گئی تھیں کیا..؟؟" سب دیکھ لینے کے باوجود بھی ضیغم نے اس پر طنز کیا. وہ جو چولہے کی آنچ دیکھنے کے لیے اپنے ہی دھیان میں ذرا سا جھکی تھی، اسکی آواز پر اچھل پڑی.. نتیجتاً اسکے دوسرے ہاتھ میں موجود

چمٹی فرائینگ پین کو لگی تھی.. تیل کی چند چھینٹیں اُچھٹ کر اسکے چہرے پر پڑی تھیں..

"سس.. سسی.." بے اختیار اسکے لبوں سے نکلا تھا. ضیغم جو اسکی نازک کمر سے اوپر پونی کی قید سے نکلنے کو بے تاب بکھرے بال دیکھ رہا تھا اس کے "سسی" پر سرعت سے اسکی جانب بڑھا اور اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا.. اسکا دایاں گال ہلکا ہلکا سرخ ہو گیا تھا.. بے اختیار اس نے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے اسکے سرخ پڑتے رخسار کو چھوا تھا.. بڑی نرمی اور توجہ سے.. نشال کا دل اسکی عنایت پر رک سا گیا.. وہ ساکت نظروں سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی جسکی نگاہیں نشال کے گال پر ہی تھیں.. تبھی ضیغم کی نگاہیں اسکی بے یقین نگاہوں سے ملی تھیں.. اور بس.. حشر ہو گیا تھا.. تباہی مچ گئی تھی.. نشال کی آنکھیں اس سے نگاہ ملتے ہی بھیگنے لگیں..

"ششش...!" ضیغم نے اسکے سسکنے کو بے تاب لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھی.. نشال کی دھڑکنیں منتشر ہو رہی تھیں.

"انتہائی بے وقوف لڑکی ہو تم... اگر نیند آ رہی تھی تو منع کیوں نہیں کیا آغا جان کو..؟؟ اگر ابھی میں نہ آتا تو اپنا پورا چہرہ جلا چکی ہوتیں تم..!" درشتگی سے بولتا وہ نشال کو ہمیشہ کی طرح بے حد سنگدل لگا تھا..

"آپکو کیا فرق پڑتا ہے..؟؟" اسکی انگلی اپنے لبوں سے ہٹاتے ہوئے وہ بھرائی ہوئی آواز میں پوچھ رہی تھی. جس ہاتھ سے اس نے ضیغم کی انگلی ہٹانے کی کوشش کی تھی، ضیغم نے اسکا وہ ہی ہاتھ اپنے ہاتھ کی مضبوط گرفت میں لے لیا. نشال اسکی قربت پر ہولے ہولے لرزنے لگی تھی.

"فرق پڑتا ہے مجھے.. بہت فرق پڑتا ہے.. بہت جلد تم پر میرے نام کا ٹیگ لگ جائے گا نشال علوی.. اور مجھے اپنی

چیزوں میں نقص پسند نہیں ہے.. اسلیے اپنا خیال رکھو.. بہت زیادہ خیال..!!" اسکی پانی بھری آنکھوں میں جھانکتا وہ بڑی سفاکی سے کہہ رہا تھا.

انداز میں کوئی نرمی، توجہ یا محبت نہیں تھی.. تو پھر جو ابھی چند پل پہلے وہ آنکھوں میں توجہ تھی وہ کیا تھا. نشال کی آنکھ سے نکلتا آنسو اسکے گال پر بکھرا تھا. ضیغم کا انگوٹھا ہنوز اسکے رخسار پر تھا. اسی انگوٹھے پر اسکی آنکھ سے نکلتا موتی آکر گرا تھا..

"میں کوئی چیز نہیں ہوں، جیتی جاگتی انسان ہوں، اور آپ کیوں بھول رہے ہیں کہ آپ مجھ سے آغا جان کی خاطر شادی کر رہے ہیں، تو پھر میرا چہرہ جل جائے یا پھر پورا وجود..؟؟ آپکو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیئے.. بالکل بھی نہیں پڑنا چاہیئے..!!" سرد مہری سے کہتی ہوئی وہ سرعت سے اس سے دور ہوئی تھی.. نتیجتاً اس سے پہلے کہ وہ پیچھے جلتے چولہے پر پکتی چائے یا گرم فرائینگ پین سے پھر سے خود کو نقصان پہنچا لیتی، ضیغم
نے پھرتی سے ایک بار پھر اسے اپنی جانب کھینچا تھا..

"اگر مرنے کا زیادہ ہی شوق چڑھ رہا ہے تو مجھے جا لینے دو پہلے.. پھر کر لینا آرام سے خودکشی.. میری بھی جان چھوٹ جائے گی..!!" اسے بازوؤں سے دبوچے ضیغم نے درشتگی سے کہا. پھر ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور کرتے ہوئے چولہے کی طرف بڑھا تھا. دونوں چولہے بند کر کے اس نے خود فرائینگ پین چولہے سے اتار کر سنک میں رکھا تھا جس میں انڈا جل کر اسکے پیندے سے چپک چکا تھا.. چائے بھی پک پک کر آدھی رہ چکی تھی.

"اب کرو یہ ناشتہ خود ہی.. یا پھر انہیں ہی کرواؤ جنہیں تم سے ناشتہ بنوانے کا شوق چڑھ رہا تھا..!!" سرد مہری سے

کہہ کر اسنے ایک سرد نگاہ نشال پر ڈالی تھی، پھر پلٹا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا.

نشال نے بھیگی آنکھیں جھپکتے ہوئے جاتے ہوئے ضیغم کی پشت کو دیکھا. ہونٹوں پر جلن سی ہو رہی تھی. نشال نے بے اختیار اپنے لبوں پر اپنی ہتھیلی کی پشت رگڑی تھی، جیسے ضیغم کا لمس مٹانے کی کوشش کی ہو.. دوسری جانب وہ سیدھا باہر آیا تھا اور گاڑی نکال کر مین روڈ پر ڈال دی.. گاڑی چلاتے ہوئے وہ پچھلے دو گھنٹوں سے اسکی یاد سے چھٹکارا پانے کی ناکام کوششیں کر رہا تھا.. سورج کی روشنی پھیلنے سے پہلے ہی وہ لاہور کی حدود بہت پیچھے چھوڑ آیا تھا.. سڑکیں سنسان پڑی تھیں.. ٹریفک نہ ہونے کے باعث وہ آدھے گھنٹے میں ہی لاہور سے باہر ہنجرائی کو جاتی موٹروے پر گاڑی ڈال چکا تھا.. موٹروے پر گاڑی بھگاتے ہوئے اسے ایک گھنٹہ ہونے کو آیا تھا.. اسکی منزل قریب ہی تھی. جیسے جیسے ہنجرائی سے فاصلہ کم ہو رہا تھا، نشال کی یادوں سے چھٹکارا پاتا اب وہ ارباز علوی کی کھال ادھیڑنے کی سوچ رہا تھا.. وہ آصف علوی کو بخشنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا.

*****

"السلام علیکم..!!" گاڑی سے نکل کر وہ سیدھا اسکی طرف آئے تھے. اپنے دھیان میں گھاس پر چلتی مشال انکی بھاری آواز پر پوری اچھل گئی.. پھر کچھ حیرت سے انکی جانب دیکھا. وہ کل شام آغا جان سے ملنے کے تھوڑی دیر بعد ہی اُن سے بھی ملی تھی.. وہ اکرام فاروقی تھے. انکا چہرہ بارعب تھا مگر لہجے میں نرمی کا تاثر تھا..

"وعلیکم السلام..!" جواب دیتے ہوئے وہ قدرے شرمندہ سی ہو گئی. سلام تو اسے کرنا چاہیئے تھا مگر سلام انہوں نے کیا تھا. وہ نائٹ ڈیوٹی کر کے واپس آئے تھے.

"نیند ٹھیک سے آئی میری بیٹی کو..؟" اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ بڑی توجہ سے پوچھ رہے تھے.. اپنے سر پر انکے بھاری ہاتھ کا ہلکا سا بوجھ محسوس کرتی وہ کپکپا گئی. آنکھوں میں ایک پل کو وحشت ناچی تھی.. پھر اس نے نگاہ اٹھا کر انکی جانب دیکھا.

"جج..جی... آگئی تھی..!" خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے وہ بڑی مشکل سے بول رہی تھی. مقابل کھڑا مشفق مرد اسکی ماں کا بھائی تھا، مگر وہ انکے لیے کوئی جذبہ محسوس نہیں کر رہی تھی.. صرف ایک خوف تھا جو اسکے دل میں کنڈلی مار کر بیٹھا ہوا تھا.. مقابل کھڑا شخص ایک مرد تھا.. ویسا ہی مرد جس نے اسے بری طرح نوچ کھسوٹ لیا تھا. مشال نے ایک دم جھر جھری سی لی.. وہ نا محسوس انداز میں ان سے دو قدم دور ہوئی.

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ آپکا چہرہ.. کیسے..؟؟" نرمی سے کہتے ہوئے انہوں نے بات ادھوری چھوڑ دی. جانتے بوجھتے بھی وہ اسے کرید رہے تھے.. نشال نے قدرے ناگواری سے نگاہ کا رخ پھیر لیا.

"ماما نے بتایا نہیں آپکو..؟؟" مشال کی آواز میں بے زاری سی تھی. بدلے میں اکرام صاحب نرمی سے مسکرائے تھے.

"نہیں، کچھ خاص نہیں... میری زیادہ بات نہیں ہوتی ناں اس سے.. اور وجہ پتہ کیا ہے..؟؟" ٹھہر ٹھہر کر کہتے آخر میں انہوں نے سوالیہ انداز اپنایا تھا. وہ مشال کے اندر اشتیاق پیدا کرنا چاہتے تھے.

"کیا..؟؟" مشال نے انکی طرف دیکھتے ہوئے کہا. انداز میں اشتیاق نہیں، تجسس تھا. یعنی کچھ دلچسپی ظاہر کی تو تھی.

"وجہ تمہاری ممانی صاحبہ ہیں..!" انہوں نے مصنوعی آہ بھرتے ہوئے کہا..

"وہ کیسے..؟؟"مشال نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے پوچھا..انکے دوستانہ انداز پر وہ اب دلچسپی لے رہی تھی .

"شازمہ، فریحہ کو ناپسند کرتی ہیں ناں...بتایا نہیں تمہیں فری نے کبھی...؟؟"اکرام صاحب پوچھتے ہوئے آہستگی سے چلنے لگے. جیسے اسے اشارہ کیا تھا کہ وہ بھی انکے ساتھ چلے. انکا انداز دوستانہ تھا.

"جی، بتایا تو تھا..ماما کے بڑے بھائی کی ڈیتھ ماما سے ملنے والے دکھ کی وجہ سے ہوئی تھی، اسی لیے ناراض ہیں ناں ممانی جان..؟؟"انکے ساتھ چلتے ہوئے مشال نے نگاہ جھکا کر انگلیاں مروڑتے ہوئے کہا.

"ہمم...یعنی آپکو کچھ کچھ انفو ہے..؟؟"پوچھتے ہوئے اکرام صاحب نے مشال کو اپنے حیران ہونے کا تاثر دیا.

"کچھ نہیں، تقریباً سب کچھ..!!"مشال نے آہستگی سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا.

"ہوں..کیا کچھ..؟؟کیا میں جان سکتا ہوں..؟؟"وہ بڑے رازدارنہ انداز میں پوچھ رہے تھے. انکے انداز پر ناچاہتے ہوئے بھی مشال کے لبوں پر ایک بھولی بھٹکی مسکراہٹ اپنی چھب دکھلا کر غائب ہوگئی..اگر اس وقت نشال اسکے لبوں پر وہ مسکراہٹ دیکھ لیتی تو یقیناً خوشی سے جھوم اٹھتی.کیونکہ وہ کل شام سے ہی مشال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھنے میں ناکام رہی تھی.

"بس یہی کہ، ماما کے بڑے بھائی کی ڈیتھ کے بعد شازمہ ممانی کی شادی آپ سے ہوگئی تھی..اور یہ کہ..جب ارباز علوی نے میری ماما کو ڈائیورس دے دی تھی تو میری ماما کو ہم دونوں بہنوں سمیت یہاں، فاروقی ہاؤس میں لانے والے آپ ہی تھے..آپ نے ہی ناناجان سے میری ماما کو معافی دلوائی تھی مگر آج تک..شازمہ ممانی کا دل میری ماما کی طرف سے صاف نہیں کرپائے..!!"شاید یہ خون کی کشش تھی یا ان دونوں کے درمیان رشتہ ہی ایسا تھا کہ وہ

ان کے سامنے بولتی چلی گئی. اسکی بات کے آخر میں ایک پھیکی سی مسکراہٹ ان کے لبوں پر پھیل گئی.

"شازمہ کو دل دیا ہے میں نے.. تو انکے معاملے میں ذرا بے بس ہوں، وہ بہت ظالم ہیں، مجھ مظلوم پر بڑے ستم ڈھائے ہیں انہوں نے... ویسے آپس کی بات ہے.. انہوں نے آج تک مجھے اپنا دل نہیں دیا..!!" وہ بھی بڑے آرام سے اس سے اپنے پرسنل شئیرز کر رہے تھے. مشال نے انکی بات پر چونک کر انکی جانب دیکھا.

"کیا سچ میں..؟؟" مشال نے حیرت سے پوچھا.

"ہاں مُچ میں.. انہیں مجھ سے محبت نہیں ہوئی..!!" اکرام صاحب نے مزاقاً کہا مگر انکی آنکھوں میں دکھ ہلکورے لے رہا تھا.

"میں نے انکی محبت کا نہیں پوچھا..!!" مشال نے سنجیدگی سے کہا.

"تو پھر..؟؟" اب کی بار اکرام صاحب حقیقتاً حیران ہوئے.

"میں نے آپکا پوچھا ہے.. کیا سچ میں آپکو ان سے محبت ہے..؟؟" مشال ہنوز سنجیدہ تھی.

"تمہیں یقین نہیں ہے میری بات پر..؟؟" پوچھتے ہوئے اکرام صاحب ہنس پڑے.

"ہاں مجھے یقین نہیں آرہا.. مرد بھلا کہاں عورت سے محبت کرتے ہیں، سپیشلی ایسی عورت سے جو پہلے ہی کسی اور مرد کی اولاد پیدا کر چکی ہو..!!" بنا کسی شرم و جھجھک کے مشال نے تلخی سے کہا.. اکرام صاحب کو اسکی آنکھوں میں واضح کمپلیکس نظر آیا تھا..

"ہر مرد ایک جیسا بھی نہیں ہوتا بیٹے..!" اسکے سر پر ہلکی سی چپت لگاتے ہوئے وہ نرمی سے بولے ..

"بہت پرانا ڈائیلاگ ہے..!!" مشال نے بے زاری سے کہا.

"یعنی کچھ نیا سننا چاہتی ہے میری بیٹی..؟" اکرام صاحب نے اسے چھیڑا. مسکراہٹ نے ایک بار پھر اسکے لبوں کو چھوا تھا.

"نہیں... میں اس وقت صرف تنہائی چاہتی ہوں ماموں..!!" مشال نے بھی دوستانہ انداز اپناتے ہوئے انہیں معتبر کیا تھا. اسکے منہ سے اپنے لیے لفظ "ماموں" سن کر انہیں اطمینان ہوا تھا.

"ایک شرط پر جان چھوڑوں گا تمہاری.. کہو منظور ہے تو ابھی چلا جائے گا تمہارا یہ ماموں.. ویسے بھی سچ بتاؤں تو مجھے شازمہ کی یاد آرہی ہے..!!" آخر میں وہ شریر ہوئے تھے.. مشال نے بے تاثر نگاہوں سے انکی جانب دیکھا، انکے چہرے پر مشال کے لیے شفقت ہی شفقت تھی.

"منظور ہے..!" وہ چاہ کر بھی انہیں انکار نہیں کر پائی تھی..

"تمہارے لیے سکن سپیشلسٹ سے اپائنمنٹ لی ہے میں نے.. آج تمہیں اسکے پاس جانا پڑے گا.. میں چاہتا ہوں کہ میری بیٹی کو اس تکلیف سے نجات مل جائے.. تاکہ پھر وہ کھل کر مسکرائے..!" اسکے کم مسکرانے کو وہ اسکے گال کے زخم سے ماخوذ کر رہے تھے.. مشال کی ویران آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی.

"کیا میں آپکی بیٹی ہوں..؟؟ مجھ سے تو میرے حقیقی باپ نے اپنا نام چھین لیا ماموں.. مجھے تو آج تک کبھی کسی...

اکرام صاحب اسکی بات پر ایک پل کو اداس سے ہو گئے.. تو کیا ارشد بیگ نے اسے قبول نہیں کیا تھا..؟؟

اسکے ڈر گزیوز کرنے کی کچھ کچھ وجہ انہیں سمجھ آرہی تھی.. حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ وہ سچائی سے ناواقف تھے..

"اب سے میں کہا کروں گا..بنو گی میری بیٹی..؟؟"اسکی نم آنکھوں کے کونے صاف کرتے ہوئے وہ بڑی محبت سے پوچھ رہے تھے.مشال نے ایک پل کو انکا شفیق چہرہ دیکھا پھر بہت آہستگی سے اثبات میں سر ہلا دیا.وہ جو پچھلے چند دنوں سے خود کو پتھر محسوس کر رہی تھی،آج اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ کبھی بھی اپنی ماں سے جڑے رشتوں کی طرف سے بے حس نہیں ہو سکتی..

"یعنی پھر آج کا چیک اپ ڈن ہے..؟؟"اکرام صاحب نے مسکراتے ہوئے پوچھا.

"جی..ڈن ہے..!!"مشال نے آہستگی سے کہا.اسکے جواب پر وہ کھل کر مسکرائے تھے پھر نرمی سے اسکا سر تھپتھپا کر اندر کی جانب بڑھ گئے..مشال وہیں کھڑی گھاس کو گھورتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ یہ اسے کیا ہوا تھا...خون کی کونسی کشش تھی جسکے باعث وہ انکی ہر بات مانتی چلی گئی تھی..اسے خود پر حیرت ہو رہی تھی..مگر اب تو وہ ہاں کر چکی تھی..

❊❊❊❊

"واٹس رانگ.....میں نے تمہیں کہا تھا کہ آج صبح وہ مجھے تمہاری حراست میں چاہیئے..اور تم...تم اتنا نہیں کر سکے کہ...!!"بات ادھوری چھوڑ کر اس نے ایک پل کو اپنے پیشانی پر بکھرے بال مٹھی میں جکڑے..

"سر آپ میری پوری بات تو سنیں پلیز..!!"نگاہ جھکائے کھڑا ڈی-ایس-پی زمان گھگھیایا..

"یو نیڈ ٹو شٹ اپ...جسٹ شٹ اپ...تم کچھ نہیں کر سکتے..تم سے کچھ نہیں ہو گا یہ مجھے پہلے ہی سمجھ جانا چاہیئے تھا..!!"اسے غصے سے گھورتے ہوئے ضیغم نے درشتگی سے کہا.

"سر وہ لڑکی بہت ڈری ہوئی ہے..وہ کوئی بیان دینے کو تیار ہی نہیں تو ہم کیسے آصف علوی کے خلاف کوئی ایکشن لے سکتے ہیں..؟؟"زمان نے اسے حقیقت سے آگاہ کیا.

"تم سے کس نے کہا تھا کہ اس لڑکی سے بیان لو..؟؟ صرف اسکو تحفظ فراہم کرو..وہ جب خود کو محفوظ تصور کرے گی تو خود بیان دے گی.. تم پرانی فائل اوپن کرو..اور اسکی بیس پر علویز کے گھر ہتھکڑیاں لے کر جاؤ.... گھسیٹتے ہوئے لے کر آؤ اس بگڑے رئیس زادے کو...مجھے وہ...وہ یہاں چاہئیے زمان..لوہے کی سلاخوں کے پیچھے..آج... آج ہی چاہئیے...لاسٹ چانس دے رہا ہوں تمہیں..ورنہ یہ تم بھی جانتے ہو کہ اگر مجھے اس لڑکے کو لینے جانا پڑا تو کس قدر برا ہو گا...،اس رئیس زادے کے ساتھ بھی،اور تمہارے ساتھ بھی..!!" ٹھہر ٹھہر کر بولتا وہ جانے خود پر کتنا ضبط کر رہا تھا.

ڈی-ایس-پی زمان کو اسکے چہرے پر پھیلی سرخی بتا رہی تھی کہ وہ کس حد تک سنجیدہ ہے..اسکی آنکھوں کی سرخی اور بھنچے ہوئے لب...زمان کو اس سے خوف محسوس ہوا تھا..

"میں...میں کچھ کرتا ہوں سر..!!" تیزی سے کہنے کے چکر میں وہ ہکلا گیا تھا.شاید یہ ضیغم اجلال کے جلال کا خوف تھا..اُس سے تو حقیقتاً ماتحت انسپکٹرز خوف کھاتے تھے کجا کہ مجرم...انکی روح ضیغم کے تشدد سے کانپ جایا کرتی تھی..

"بہتر ہے کہ تم کچھ کر ہی لو..ورنہ انجام کچھ اچھا نہیں ہو گا.."سگریٹ کو لائٹر کا شعلہ دکھاتے ہوئے وہ اطمینان سے بولا.زمان احمد اس کے اطمینان کو خوب سمجھتا تھا..وہ سامنے والے کا اطمینان رخصت کر کے خود یونہی

پُر سکون ہو جایا کرتا تھا.. وہ یہ ذمہ داری اسکو سونپ چکا تھا.. زمان کو اب ہر حال میں یہ معاملہ نپٹانا ہی تھا.

"جی سر..!" اسے سیلیوٹ کر کے وہ اسکے سامنے سے ہٹ گیا..

زمان کے چلے جانے کے بعد ضیغم اپنی چیئر پر بیٹھ گیا اور ٹیبل پر پڑا اپنا موبائل فون اُٹھا کر آغا جان کا نمبر ڈائل کرنے لگا.. ایک ہاتھ سے فون کان سے لگائے، دوسرے سے وہ سگریٹ کے کش لگا رہا تھا..

"السلام علیکم...!" انکے کال ریسیو کرتے ہی اس نے انہیں سلام کیا تھا..

"جی آغا جان، پہنچ گیا ہوں.. جی بس ابھی بیس منٹ پہلے ہی پہنچا ہوں..!!" انہوں نے سلام کا جواب دیا تو ضیغم نے انہیں فوراً اطلاع دی تھی.. اب وہ اسکے بنا ناشتہ کیے جانے کی بات کر رہے تھے.

"اپنی پوتی سے پوچھیے گا ناں..!" انکے ناشتے کی بابت پوچھنے پر ضیغم نے سنجیدگی سے جواب دیا..

"اپنی پوتی سے کیوں، تمہارے ہونے والی بیوی سے کیوں نہ پوچھوں..؟؟" آغا جان کی مسکاتی آواز سپیکر سے ابھری تھی. ضیغم کی جلتی آنکھوں میں ایک پل کو چمک در آئی تھی.. ٹھنڈ سی پڑ گئی تھی. چیئر کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے اس نے اپنی آنکھیں موند لیں.

"ہونے والی ہے.. ابھی ہوئی نہیں ہے..!!" آنکھیں کھولتے ہوئے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا.

"تین سے چار دن کی بات ہے.. پھر ہو جائے گی انشاءاللہ..!!" آغا جان کی مطمئن سی آواز سپیکر سے ابھری تھی..

"انشاءاللہ.." وہ خود خاموش تھا مگر اسکے دل نے چپکے سے اسکے کان میں سرگوشی کی تھی.

"اچھا میں.. رکھتا ہوں پھر.. رات تک فون کروں گا آپکو.. مجھے زیادہ یاد مت کیجئے گا..!" کہتے ہوئے وہ زیر لب

مسکرایا تھا..

"یہ کام میرا نہیں ہے یار..!!" دوسری جانب کہتے ہوئے انہوں نے بے اختیار قہقہ لگایا تھا.. انکا مذاق سمجھتے ہوئے ضیغم نے سرعت سے کال ڈسکنیکٹ کر دی.. وہ آنکھوں میں سنجیدگی لیے ٹیبل پر رکھی فائلز کو گھور رہا تھا.. لبوں پر رینگتی مسکراہٹ سے وہ خود بھی انجان تھا..

****

وہ ابھی فریحہ بیگم سے بات کر کے فارغ ہی ہوئی تھی کہ کمرے کا دروازہ ناک ہوا تھا.. موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اس نے کمرے کے دروازے کو گھورا. دروازہ دوبارہ ناک ہوا تھا. مشال نے سکارف ٹھیک کیا اور آہستہ سے "یس" کہا تھا.. اگلے ہی پل وہ دروازہ کھول کر اندر آ گیا تھا..

"تم...؟؟" اسے دیکھ کر مشال کی آنکھوں میں ایک پل کو خوف اترا تھا... مگر انداز میں واضح ناگواری تھی.

"جی میں ہی... جناب کو ضرغام اکرام کہتے ہیں..!!" مسکراتے ہوئے وہ دلکشی سے گویا ہوا تھا. مشال نے ناپسندیدگی سے اسکی جانب دیکھا..

"یہاں کیوں آئے ہو تم..؟؟" بیڈ کراؤن سے چپکتے ہوئے وہ سختی سے پوچھ رہی تھی. غلافی آنکھوں میں ناچتی وحشت ضرغام کی نگاہوں سے مخفی نہ رہی تھی.

"آپ کو لینے آیا ہوں..!" جینز کی پاکٹس میں ہاتھ گھساتے ہوئے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا. مشال کے چہرے پر سایہ سا لہرا گیا.

"کک.. کہاں.. کہاں لے جانا چاہتے ہو..؟؟ میں تمہارے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی، سمجھے تم... تم جاؤ یہاں سے..!!" مشال نے تھوگ نگلتے ہوئے بڑی مشکل سے کہا. اسے لگ رہا تھا کہ اگر سامنے کھڑا لڑکا اسکے پاس بھی آیا تو وہ اپنے دفاع کے لیے چیخ بھی نہیں پائے گی.. ضرغام نے دلچسپی سے اسکے ہوائیاں اڑتے چہرے کو دیکھا.

"آپکو لیے بغیر تو میں نہیں جاؤں گا...!!" سکون سے کہتا ہوا وہ ایک قدم آگے بڑھا. مشال کی سانس سینے میں ہی اٹک گئی.. اسے شدت سے نشال کی کمی کا احساس ہوا. اب وہ پچھتا رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ نشال کا کمرہ کیوں چھوڑا.

"دیکھو میرے پاس مت آؤ تم...!!" مشال نے شہادت کی انگلی اٹھا کر اسے وارننگ دینے والے انداز میں کہا تھا.. ضرغام کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی.

"دیکھنے کے لیے بھی کہہ رہی ہیں اور پاس بھی نہیں آنے دے رہیں آپ.. یہ تو ظلم ہے ناں..!!" اپنی جگہ رکتے ہوئے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا. اسکی ذہین آنکھوں میں چمکتی شرارت بڑی واضح تھی. مشال کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی.

"انتہائی درجے کے بدتمیز انسان ہو تم..!!" مشال غصے سے بولی. ضرغام نے اس عزت افزائی پر گردن کو زرا سا خم دیا.

"نوازش آپکی... مگر چلیں آپ نے مانا تو سہی کہ میں انسان ہوں.. ورنہ صبح تو آپکے بی ہیویر سے مجھے فیل ہو رہا تھا کہ میں کوئی جن یا بھوت ہوں..!!" ضرغام نے مصنوعی آہ بھرتے ہوئے کہا.

مشال نے بے چینی سے پہلو بدلا.

"تم جا کیوں نہیں رہے یہاں سے... جاؤ...!!"وہ چلائی تھی.

"مجھے بابا جان نے بھیجا ہے.. آپکو سکن سپیشلسٹ کے پاس لے جانا ہے..!!"وہ کندھے اچکاتے ہوئے اطمینان سے بولا. جیسے مشال کا چیخنا چلانا اسکے لیے کوئی معنی ہی نہیں رکھتا تھا.

مشال کو اکرام صاحب سے ہوئی گفتگو یاد آگئی ..

"تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی..!!"مشال نے سختی سے کہا.

"میرے ساتھ تو جاؤ گی ناں..؟؟"اسکی بات سنتی نشال اندر آتے ہوئے نرمی سے بولی تھی. نشال کو وہاں آتے دیکھ مشال کو یک گونہ سکون ہوا تھا.

"پہلے اسے یہاں سے غائب کرو..!"وہ ضرغام کی طرف سے چہرے کا رخ پھیر کر خفگی سے بولی.

"آپکی بہن کوئی جادوگرنی تھوڑی ہے جو مجھے چٹکی بجا کر غائب کر دے گی... اور اگر میں غائب ہو گیا ناں تو پھر آپکا آج کا چیک اپ تو گیا سمجھیں..!!"ضرغام نے شریر انداز میں کہتے ہوئے نشال کو آنکھ سے اشارہ کیا.

"یہ صحیح کہہ رہا ہے مشی.. اسی کے ساتھ تو جانا ہے چیک اپ کروانے.. ماموں نے ہی کہا ہے کہ ضرغام کے ساتھ مشال کو سپیشلسٹ کے پاس لے جاؤ..!!"نشال نے ضرغام کو گھورتے ہوئے مشال کو مخاطب کیا. مشال نے ایک نظر اپنی طرف آتی نشال کی طرف دیکھا ..

"چلو جلدی کرو ناں.. اٹھ جاؤ بس اب..!!"نرمی سے کہتے ہوئے نشال اسکے سر پر آ کھڑی ہوئی.

نشال کا ہاتھ پکڑ کر مشال نے اسے ذرا سا اپنی جانب کھینچا، پھر اسکے کان میں سرگوشیانہ انداز میں بولی..

"ایک شرط پر جاؤں گی..!!" اسکی سرگوشی اتنی بلند ضرور تھی کہ ضرغام کے کانوں نے سن لی تھی.

"وہ کیا..؟" نشال نے اسکی ٹھوڑی چھو کر مسکراتے ہوئے پوچھا.

"اس لڑکے کو کہو کہ یہ اپنی چونچ بند رکھے.. اگر اس نے مجھے تنگ کیا تو پھر.. آدھے راستے سے ہی واپس آجاؤں گی..!!" مشال دھیمی آواز میں سختی سے کہہ رہی تھی. نشال نے اسکی بات پر اپنے حلق سے امڈتی ہنسی کا گلا گھونٹا جبکہ ضرغام نے بھی رخ موڑ کر اپنی مسکراہٹ دبائی تھی..

"اوکے فائن.. اسکے منہ پر ٹیپ لگا دوں گی میں.. تم چلو تو سہی..!!" اس سے لاڈ جتاتے ہوئے نشال نے اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے اٹھایا.. مشال نے... مسکراتے ضرغام کو ایک نظر گھورا اور منہ بسورتی ہوئی اپنے گرد شال لپیٹ کر پیروں میں سینڈلز پہننے لگی.. نشال کو مسکراتی نظروں سے دیکھتے ضرغام کی نگاہ اچانک اسکے پیروں پر پڑی تھی..ڈارک بلیو کلر کی سٹریپس والی سینڈلز میں اسکے سپید و گلابی پیروں پر اسکی نگاہ ایک پل کو ٹک سی گئی تھی. سینڈل پہن کر وہ سیدھی ہوئی تو ضرغام نے فوراً اپنی نگاہ چرا لی. دل میں عجیب سی کھلبلی مچ گئی تھی.

"چلو..!" نشال کا ہاتھ تھامتے ہوئے وہ بولی تھی. چہرے سپاٹ تھا.. ضرغام کو اسکے چہرے کے بدلتے رنگ چونکا رہے تھے. اس کے انداز اسے نارمل نہیں لگ رہے تھے..

******

"ہاں تو سالے صاحب... سسرال آکر کیسا لگ رہا ہے..؟؟" اسکے سر کے بال اپنے ہاتھ کی مٹھی میں دبوچتے ہوئے

وہ درشتگی سے پوچھ رہا تھا.. چئیر پر رسیوں میں جکڑے آصف علوی کو لگا اسکے بال سر کی جلد سے الگ ہو جائیں گے.. ضیغم نے اسے سالا کہہ کر حقیقی رشتے سے مخاطب کیا تھا جبکہ سلاخوں کے پیچھے تڑپتے ہر مجرم کے لیے وہ جیل کو سسرال ہی کہا کرتا تھا..

"سالہ ہو گا تیرا باپ...!!" آصف علوی چلایا تھا..

"تو نے بھی سچ کہا ویسے... میرا باپ تیرے باپ کا سالہ ہی تھا..!!" اسکے بال سختی سے نوچتے ہوئے وہ بے حسی سے گویا ہوا..

درد کی شدت سے آصف علوی کی حالت پتلی ہو رہی تھی، ضیغم کی بات اسکے پلّے نہیں پڑی تھی..

"بہت پچھتاؤ گے ایس-پی.. تمہارا تو وہ حشر...!" اسکا منہ ضیغم کے ہاتھ کے زوردار تھپڑ نے بند کروا دیا تھا... اسکا ہونٹ پھٹ گیا تھا.. آصف علوی کو حلق میں تیزی سے نمکین خون کا ذائقہ محسوس ہوا تھا..

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آصف علوی کو اپنے حلق میں تیزی سے نمکین خون کا ذائقہ محسوس ہوا تھا.. ضیغم کے بھاری ہاتھ کے تھپڑ نے اسکے چودہ طبق روشن کر دیے تھے. اسکے سر کے بال ایک جھٹکے سے چھوڑتے ہوئے ضیغم نے پلٹ کر ایک پل کو اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا. رگوں میں ابلتے خون پر کنٹرول کرنے کی کوشش کی تھی..

"یہ تھپڑ تجھے بہت مہنگا پڑے گا ایس-پی..!!" آصف علوی ضیغم کی پشت کو گھورتے ہوئے بڑی دیدہ دلیری سے چلایا تھا.. ضیغم نے پلٹ کر استہزائیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا جو عمر میں یقیناً نشال سے بھی چھوٹا تھا مگر اسکی

بے خوفی قابلِ دید تھی..

"شش.. منہ بند رکھ.. مجھے اپنے سامنے زبان چلانے والے مجرم پسند نہیں ہیں, اور جب میں کسی کو ناپسند کرنے لگتا ہوں تو میری ناپسندیدگی مقابل کو بہت مہنگی پڑتی ہے.. اتنی کہ تجھ جیسا بگڑا نواب بھی افورڈ نہیں کر سکتا..!!"

ضیغم نے ایک بار پھر اسکے بال اپنی مٹھی میں دبوچ لیے اور اب کی بار جب اسنے آصف علوی کے بال چھوڑے تو بالوں کا ایک گچھا اسکی مٹھی میں آگیا تھا. آصف علوی کے لبوں سے دبی دبی سے چیخ نکلی تھی.. ضیغم نے مسکراتے ہوئے وہ بال اسکے منہ پر مارے جسکی آنکھیں تکلیف برداشت کرنے کے چکر میں سرخ ہو رہی تھیں. آصف علوی چاہ کر بھی مغلظات بکنے کی ہمت نہیں کر پایا تھا. ضیغم حوالات کا دروازہ کھول کر باہر نکلنے لگا...

"پچھتائے گا تو..!!" پیچھے سے آصف علوی چلایا تھا.. اسنے دھمکی دینا ضروری سمجھا تھا شاید..

"فی الوقت تو تیرے تڑپنے کا ٹائم آگیا ہے.. میرا پچھتانا میں خود دیکھ لوں گا..!" پلٹ کر زہریلے لہجے میں کہتا وہ باہر نکل آیا تھا.

زرا سے فاصلے پر دو انسپکٹر نگاہ جھکائے کھڑے تھے..

"اندر جاؤ... اور اسکے ہاتھوں کی انگلیاں توڑ دو... نکاح نامے پر سائن کرنا تو دور, انگوٹھا لگانے کے قابل بھی نہیں رہنا چاہیئے وہ.. گو فاسٹ..!!" اسکے حکم پر ان دونوں انسپکٹرز نے ایک دوسرے کو کچھ پریشانی سے دیکھا.

"سر.. تھوڑی دیر میں ڈی-آئی-جی صاحب آنے والے ہیں, ایسا کچھ بھی کرنے کی صورت میں وہ آپ پر.. پر غصہ کریں گے..!!" ان میں سے ایک نے ہمت کر کے بامشکل گزارش کرنے والے انداز میں کہا تھا.

"انکا تو پتہ نہیں مگر, اگر تم دونوں نے مزید کوئی صفائی پیش کی تو پھر.. میرا غصہ تو جانتے ہوناں..؟؟ اسلیے میری فکر کرنے کی بجائے تم دونوں صرف اپنی فکر کرو.. گو فاسٹ..!!" وہ دھیمی آواز میں غرایا تھا.. دوسرا انسپکٹر فوراً گھگھیایا تھا.

"سر ابھی تو کیس ٹھیک سے بنا بھی نہیں ہے.. اور پھر قانون... ملزم پر تشدد الاؤ نہیں ہے..!!" وہ زرا دھیمی آواز میں ملتجی ہوا تھا. وہ دونوں حقیقتاً آصف علوی پر ہاتھ اٹھانے سے ڈر رہے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ پھر بعد میں ڈی-آئی-جی انکا کیا حال کرے گا.. اس انسپکٹر کی بات سن کر ضیغم نے ایک پل کو اپنے لب بھینچ لیے.. پھر اگلے ہی پل اسنے شدید اشتعال کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے الٹے ہاتھ کے دو تین بھرپور تھپڑ اسکے گال پر مارے تھے... چٹاخ, چٹاخ, چٹاخ... پاس کھڑے دوسرے انسپکٹر کی رگوں میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی.. وہ سرعت سے ضیغم سے چار قدم دور ہوا تھا.. جبکہ ضیغم کو قانون پڑھانے والے انسپکٹر کو اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا..

"اندر بیٹھا نواب زادہ ملزم نہیں, مجرم ہے.. اور پھر مجرم ہو یا ملزم.. اس پر تشدد کی وجوہات دینا ہمارے لیے کچھ مشکل نہیں ہے انسپکٹر.. ویسے بھی یہ بات تم سے بہتر اور کون جا سکتا ہے..!! اور ہاں.. تمہارا منہ لال کیا ہے کیونکہ تم نے اس مجرم کو ملزم کہا ہے... آئندہ خیال رکھنا"!!..

پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ پھنساتے ہوئے اسنے سکون سے کہا تھا.. جتنی شدت سے اسنے اسکے منہ پر تھپڑ مارے تھے, وہ شدت اسکے شدید اشتعال کا پتہ دے رہی تھی مگر اسکے انداز کے برعکس اسکا لہجہ اتنا ہی ٹھنڈا ٹھار تھا..

"تم کیا کہتے ہو انسپکٹر..؟؟ اسکی ناک سے نکلتا خون آصف علوی پر تشدد کرنے کے لیے سولِڈ ریزن ہے ناں؟؟"

ضیغم نے قدرے دور کھڑے انسپکٹر کو مخاطب کیا جس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں. جس انسپکٹر کو تھپڑ پڑے تھے اسنے ضیغم کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے سرعت سے اثبات میں سر ہلایا تھا.. ناک پر ہاتھ رکھے وہ خون روکنے کی کوشش کر رہا تھا.. جبکہ جس انسپکٹر سے ضیغم نے سوال پوچھا تھا اسنے بھی تھوک نگلتے ہوئے اپنے جڑے لب کھولے تھے..

"جج..جی سر.. آصف علوی نے ہمارے اس انسپکٹر پر ہاتھ اٹھایا ہے.. اسی لیے ہم نے اسے زود کوب کیا ہے.. مم.. میں ڈی آئی جی صاحب کو بھی بتادوں گا.. آپ.. آپ فکر نہ کریں..!!" وہ دور کھڑے ہی تندہی سے گویا ہوا.. ضیغم اسکی بات سن کر سفاکیت سے مسکرایا...

"گڈ...یو آر اے شارپ آفیسر.. جلد ترقی کرو گے..!!" سرد مہری سے کہتا وہ اسکے پاس سے گزر کر ڈی-ایس-پی زمان کے پاس آ گیا تھا. جبکہ وہ دونوں انسپکٹر زاب آصف علوی کا حشر نشر کر رہے تھے ..

"ہوں... بلیک مون گینگ کی کیا انفارمیشن ہے..؟؟" وہ ڈی-ایس-پی زمان سے لڑکیاں سپلائی کرنے والے ایک خفیہ گروپ کی بابت دریافت کر رہا تھا.

"سر کوئی خاص خبر نہیں ہے.. ہمارا آدمی ان کے گروپ کے لیے کام کر رہا ہے, اُن پر پوری نظر رکھے ہوئے ہے... جیسے ہی وہ کوئی خبر مجھ تک پہنچائے گا میں آپکو انفارم کر دونگا..!!" زمان نے تندہی سے جواب دیا.

"ہممم.. ٹھیک ہے.. تم..!" اسکی بات ادھوری رہ گئی تھی. کانسٹیبل نواز حسین اندر ناک کر کے اندر آیا تھا.

"سر...ڈی-آئی-جی صاحب آ چکے ہیں.. آپکے منتظر ہیں..!!" وہ دونوں اس وقت پرائیویٹ روم میں موجود تھے

اور ڈی-آئی-جی یقیناً باہر تھانے میں ہی انکا منتظر تھا.

"ہوں تم جاؤ..!!"اس کانسٹیبل کو جانے کا کہہ کر وہ ڈی-ایس-پی زمان کیطرف دوبارہ متوجہ ہوا.

"ڈی-آئی-جی کے سامنے تم خاموش رہو گے زمان.. اس سے میں خود نپٹ لوں گا.. چلو آؤ..!"

سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ چئیر سے اٹھا تھا اور کمرے سے باہر نکل آیا. ڈی-ایس-پی زمان نے اسکی تقلید کی تھی.

وہ شاہانہ چال چلتا اگلے دو منٹوں میں ڈی-آئی-جی فرحان چوہدری کے سامنے جا کھڑا ہوا.. وہ وہیں انسپکٹر کی میز کے پاس پڑی چئیرز میں سے ایک پر براجمان تھے..

"سر..!" ضیغم اور زمان نے ڈی-آئی-جی کو سیلیوٹ کیا تھا.

فرحان چوہدری نے ایک ابرو اچکا کر ضیغم کی جانب دیکھا جس کے چہرے پر چٹانی سختی اور براؤن آنکھوں میں غرور تھا..

"آؤ جوان.. بیٹھو..!!"ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھے فرحان چوہدری نے مسکراتے ہوئے کہا.

"میں اپنی سیٹ کے علاوہ کہیں اور بیٹھنا پسند نہیں کرتا سر.. اٹس آل اوکے.. آپ بتائیں پلیز کس سلسلے میں یہاں آنا ہوا..؟؟"اپنے لبوں پر ایک استہزائیہ مسکراہٹ سجاتے ہوئے وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں پوچھ رہا تھا. جانتے بوجھتے بھی وہ انجان بن رہا تھا. ڈی آئی جی نے بغور اسکے لبوں پر پھیلی منہ چڑھاتی مسکراہٹ دیکھی جواب میز کے گرد سے گھوم کر انسپکٹر کی چئیر کے پاس جا کھڑا ہوا.

"اپنا آفس چھوڑ کر, ہنجرائی سے دور.. تم یہاں ایک چھوٹے سے تھانے میں جس سلسلے میں آئے ہو, افسوس سے

کہنا پڑ رہا ہے کہ تمہاری ضد کی وجہ سے مجھے بھی اسی سلسلے میں یہاں آنا پڑ گیا ہے..!!" فرحان چوہدری نے لہجے میں مصنوعی تاسف پیدا کرتے ہوئے کہا. ضیغم اسکی بات پر طنزیہ مسکرایا تھا.

"میری یہاں موجودگی..؟؟ کچھ حیرت انگیز نہیں ہے سر.. میں تو یہاں اپنی ڈیوٹی نبھانے آیا ہوں..

مگر آپ..؟؟ آپ کس لیے یہاں آئے ہیں.. آئی مین, ایسا تکلف کیوں کیا آپ نے..؟؟" لہجے میں مصنوعی فکر سموتے ہوئے ضیغم سنجیدگی سے گویا ہوا. اسکے انجان بننے پر فرحان چوہدری کی پیشانی پر بل نمودار ہو رہے تھے.

"باتوں کو گھماؤ مت ایس-پی.. تم بخوبی جانتے ہو کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں..!!" ڈی-آئی-جی نے ہاتھ اٹھا کر قدرے کرختگی سے کہا.

"آپ تو پورے کا پورا کیس ہی گھما دیتے ہیں سر... میں نے بات گھمائی تو آپکو برا لگ گیا..!!" استہزائیہ ہنستے ہوئے بولتے ضیغم نے اپنے دونوں ہاتھ میز کی سطح پر ٹکا لیے.. فرحان چوہدری نے ایک پل کو بے چینی سے پہلو بدلا. ڈی-ایس-پی زمان داد دیتی نظروں سے ضیغم کو دیکھ رہا تھا.

"وہ اپنا ہی بچہ ہے ایس-پی.. بلکہ یوں سمجھو کہ میرا ہی بچہ ہے..!!" اپنی ایک ٹانگ ہلاتے ہوئے ڈی-آئی-جی فرحان نے بے حد دھیمے لہجے میں کہا. ضیغم کی آنکھوں میں سرد سا تاثر پھیل گیا.

"ہاں مگر... علاقہ تو میرا ہے ناں سر... اور میرے علاقے میں اگر کوئی بچہ کسی دوسری بچی کی عزت سے کھیل جائے تو... سزا دینا میں بخوبی جانتا ہوں..!!" فرحان چوہدری کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا وہ درشتگی سے بولا.

"تم اس معاملے میں ٹانگ مت اڑاؤ ایس-پی..!!" ڈی-آئی-جی اسکے اٹل انداز پر ناگواری سے بولا تھا. ضیغم کے

لبوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی.

"صرف میری ٹانگ ہی نہیں, میں تو خود پورے کا پورا اس معاملے میں اَڑ چکا ہوں سر... آپ نے آنے میں دیر کر دی ہے..!!" ٹھہر ٹھہر کر بولتے ضیغم کا انداز حتمی تھا.

"تم بات کو سمجھ نہیں رہے ایس پی.. بچہ ہے وہ ابھی, اس عمر میں چھوٹی موٹی غلطیاں تو ہو ہی جاتی ہیں.. تم.. معاملہ رفع دفع کر دو بس..!!" فرحان چوہدری نے ضیغم کی جانب دیکھتے ہوئے پھر سے لہجے کو نرم بناتے ہوئے سکون سے کہا تھا. وہ ضیغم کی بات کو سیریس نہیں لے رہا تھا.. مگر ضیغم کی اگلی بات نے اسکا سارا سکون غارت کر دیا تھا.

"وہ تو خیر واقعی بچہ ہے, مگر آپ سے تو اس عمر میں بھی.. ایسی ویسی کئی بڑی بڑی غلطیاں ہوتی رہتی ہیں سر.. وہ الگ بات ہے کہ ایسی غلطیاں... آپ طوائفوں کے اڈوں پر جا کر کرتے ہیں..!!" ضیغم زہر خند لہجے میں بولا.. اسکی جرأت پر ڈی-ایس-پی زمان کی پوری آنکھیں کھل گئی تھیں جبکہ فرحان چوہدری شدید غصے میں اس پر چلائے تھے.

"شٹ اپ... جسٹ شٹ اپ...!!" شدید طیش میں بولتے وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھے ہو بیٹھے تھے.. جبکہ ضیغم ہنوز میز پر ہاتھ رکھے, حظ اٹھاتی نظروں سے فرحان چوہدری کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھ رہا تھا.

"آواز نیچی..!!" ضیغم سرد مہری سے غرایا تھا. فرحان چوہدری کی آنکھوں سے ٹپکتی نخوت ضیغم کو اشتعال دلا گئی تھی.

"تم شاید بھول رہے ہو ایس-پی کہ تم میں, اور مجھ میں, کس قدر فرق ہے.. اس فرق کو بھولو گے تو مسل دیے جاؤ

گے..!!" وہ اپنے اور ضیغم کے عہدے کے فرق کی بابت جتاتے ہوئے, ضیغم کو اسکی لمٹس بتا رہے تھے. ضیغم نے ان کی بات کے جواب میں میز کی ڈرار کھولی تھی اور اس میں سے چند تصویریں نکال کر ڈی-آئی-جی فرحان چوہدری کے سامنے ٹیبل پر پٹخ دیں..

"یہ آپ میں, اور مجھ میں فرق ہی ہے جسکا پاس رکھتے ہوئے میں نے یہ تصویریں اس ٹیبل پر رکھی ہیں, آپکے منہ پر نہیں ماریں سر..!!" پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ پھنساتے ہوئے وہ تنفر سے گویا ہوا جبکہ فرحان چوہدری پھٹی پھٹی آنکھوں سے وہ تصویریں دیکھ رہا تھا.. جن میں وہ ایک طوائف کے ساتھ اس قدر نازیبا حالت میں تھا کہ اس جانب دیکھتے ڈی-ایس-پی زمان نے بے اختیار اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل لیا..

"زیادہ سوچیں مت سر.. یہ کل رات کی ہی تصویریں ہیں.. ہوپ سو کہ آپ ان تصاویر میں خود کو پہچان چکے ہیں..!" وہ بڑے نارمل انداز میں بول رہا تھا.

"بکواس.. جھوٹ ہے یہ.. ہمت کیسے ہوئی تمہاری.. یہ.. یہ.. تم.. چھوڑوں گا نہیں میں.. تمہیں..!" شدید اشتعال میں غراتے ہوئے فرحان چوہدری نے وہ تصویریں پھاڑتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں.. ان کی حالت سے لطف اٹھاتے ہوئے ضیغم نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا تھا.

"کم آن چوہدری صاحب... اتنے بڑے پولیس آفیسر ہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ میرے پاس ان تصویروں کی دس دس کاپیز اور بھی ہیں.. کیا یار آپ بھی ناں..!" قہقہہ لگاتے ہوئے وہ بڑے آرام سے بول رہا تھا. زمان اسکی ذہانت پر حیران کھڑا تھا. وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ضیغم نے ڈی-آئی-جی سے نپٹنے کے لیے یہ ترپ کا پتا چھپا

رکھا ہے. فرحان چوہدری کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور دوسرا جا رہا تھا..

"اب آپ سوچ لیں سر.. آپ اس معاملے میں ٹانگ اڑانا چاہتے ہیں یا... میں آپکی ساری تصاویر میڈیا کے حوالے کر دوں...؟" ضیغم نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا.

"یہ تم اچھا نہیں کر رہے ایس-پی ضیغم... بہت پچھتاؤ گے..!!" چیئر سے کھڑے ہوتے ہوئے فرحان چوہدری نے اسے کمزور آواز میں دھمکی دی تھی. ضیغم کے لبوں پر ایک سرد, مگر مقابل کو آگ لگا دینے والی مسکراہٹ بکھر گئی..

"ہاں میں جانتا ہوں کہ میں اچھا نہیں کر رہا.. مگر یہ بھی سچ ہے کہ میں نے ابھی تک آپ کے ساتھ کچھ برا بھی نہیں کیا.. فرسٹ وارننگ دے رہا ہوں آپکو.. اس کیس سے دور رہیں.. جتنی دور رہ سکتے ہیں, اتنی دور رہیں.. ورنہ میرا تو مجھے پتہ نہیں, آپ بہت پچھتائیں گے.. کیونکہ ایس-پی ضیغم اجلال صرف فرسٹ وارننگ دینے کا عادی ہے... لاسٹ کی نوبت تو میں آنے ہی نہیں دیتا..!!" آنکھوں میں سرد سا تاثر لیے وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بول رہا تھا.. اور اسکا یہی انداز تو مقابل کو آگ لگا دیا کرتا تھا.. ڈی-آئی-جی فرحان چوہدری تن فن کرتے وہاں سے نکلتے چلے گئے..

"آئی ڈونٹ بلیو دِز... اس بڈھے کو آپ اسطرح سے ہینڈل کریں گے, میں نے سوچا بھی نہیں تھا سر... ایم ٹوٹلی امپریسڈ..!!" اسے سلیوٹ کرتے ہوئے ڈی-ایس-پی زمان نے مسکراتے ہوئے کہا. بدلے میں ضیغم ہولے سے ہنس دیا.

"ان جیسے بھیڑیوں سے نپٹنا کچھ خاص مشکل نہیں ہے زمان.. بس انکی کمزوری ڈھونڈو اور انکی گردن پر پاؤں رکھ دو.. اب تم بے فکر ہو کر عدالت سے ریمانڈ حاصل کرو.. مجھے یقین ہے کہ اب کم از کم یہ ڈی-آئی-جی محترم تو اس معاملے میں سے دور ہی رہیں گے... ارباز علوی یقیناً فرحان چوہدری کے آسرے پر ہی سکون سے گھر بیٹھا ہوا ہے.. بٹ ایم شیور کہ وہ اب خود ہی کچھ کرے گا, اور اس سے پہلے کہ ارباز علوی کوئی چارہ جوئی کرے.. ہمیں پکا کام کرنا پڑے گا..!!" پرسوچ نظروں سے میز پر پڑی فائلز کو گھورتے ہوئے ضیغم نے سنجیدگی سے کہا تھا.

"آپ بے فکر رہیں سر.. میں بس کورٹ کے لیے ہی نکل رہا ہوں.. ایک بار ریمانڈ مل جائے.. پھر آصف علوی کو سزا ضرور ملے گی..!" ڈی-ایس-پی زمان پرجوش سا گویا ہوا تھا ورنہ اس کیس کو لے کر وہ بالکل بھی پرامید نہیں تھا.

"ہوں.. میں بھی اپنے آفس جا رہا ہوں زمان.. کچھ امپورٹنٹ کیسز وہاں بھی میرے منتظر ہیں..!!" ضیغم نے دھیمی آواز میں کہا اور میز کی سائیڈ سے نکل کر باہر کی طرف بڑھنے لگا.. ڈی-ایس-پی زمان اسے باہر تک چھوڑنے کو اسکے پیچھے پیچھے چلنے لگا. وہ حقیقتاً ضیغم اجلال کی ذہانت کا قائل ہو چکا تھا.

♦♦♦♦

"ویسے... ایک بات تو بتائیں..؟؟" گاڑی ڈرائیو کرتے ضرغام نے فرنٹ مرر میں نظر آتی مشال کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسے مخاطب کیا تھا. مشال کے ساتھ بیٹھی نشال نے اسے گھورا.

"چپ کر کے گاڑی ڈرائیو کرو تم..!!" مشال کے خاموش رہنے پر نشال نے ذرا آگے ہو کر اسکے کان میں سرگوشی کرنے والے انداز میں کہا تھا.

"کوئی آسان کام بتاؤ یار.. یہ چپ رہنا تو بہت مشکل مرحلہ ہے.!!" سٹیئرنگ پر ہاتھ رکھے وہ مسکراتے ہوئے قدرے اونچی آواز میں بولتا مشال کی پیشانی پر سلوٹوں میں اضافہ کر گیا تھا..

نشال نے منہ بسورتے ہوئے دوبارہ پچھلی سیٹ کی پشت سے یوں ٹیک لگالی جیسے کہہ رہی ہوں "دیوار سے سر ٹکرانا فضول ہے"..

"اسکی باتوں کو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دینا مشی.. یہ ایسا ہی ہے.. جب تک یہ مقابل کے ایک کلو خون کا پانی نہ بنا دے, اسکو سکون نہیں ملتا.. اوکے..؟؟" نشال نے مشال کے کان میں قدرے بلند سرگوشی کی تھی.. یقیناً ضرغام کو چڑایا گیا تھا مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک ہی تھا.. اسکی مشال کو کی گئی تنبیہہ نظرانداز کرتا پھر سے گویا ہوا تھا.

"ہاں تو میں پوچھ رہا تھا, کہ کیا آپ..؟؟ نشے کے انجکشنز بھی یوز کرتی رہی ہیں..؟؟" اسکے سوال نے حقیقتاً مشال کو ہلا کر رکھ دیا تھا. وہ جو اسکی بکواس نظرانداز کرنے کا سوچ رہی تھی اسکے سوال پر سخت وحشت زدہ ہو کر فرنٹ مرر میں نظر آتی اسکی ذہین آنکھوں کو دیکھنے پر مجبور ہوئی تھی. وہ اسی کی جانب متوجہ تھا. نشال کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لے..

"تمہیں چپ نہیں رہنا تو مت رہو.. مگر یہ فضول قسم کے سوالات کر کے میرا دماغ خراب مت کرو پلیز..!!" نشال نے اسے گھورتے ہوئے کہا تھا. جبکہ مشال نے گھبرا کر نگاہوں کا زاویہ بدل لیا تھا. وہ شیشے سے باہر سڑک پر چلتی گاڑیاں دیکھنے لگی.

"سوال میں نے مشال سے پوچھا ہے اور دماغ تمہارا خراب ہو رہا ہے..؟؟ کم آن.. جسٹ فار انفارمیشن پوچھ رہا ہوں یار..!!"ضرغام نے لہجے میں لاپرواہی کا عنصر پیدا کرتے ہوئے نشال کو جواب دیا تھا.

"کیا..؟؟ کیا جاننا کیا چاہتے ہو تم..؟؟"اسکی طرف متوجہ ہوتے ہوئے مشال اپنی دھیمی کانپتی آواز میں گویا ہوئی تھی. ضرغام ایک پل کو اسکی مترنم آواز کے جلترنگ میں کھو سا گیا پھر خود کو کمپوز کرتے ہوئے دوبارہ گویا ہوا.

"یہی کہ کیا آپ انجکشنز بھی یوز کرتی رہی ہیں..؟؟"اپنی براؤن آنکھوں میں معصومیت سموتے ہوئے وہ بڑے بھولے پن سے ہو چھ رہا تھا. نشال اسکی بھونڈی ایکٹنگ پر کلس کر رہ گئی.

"ہاں کرتی تھی میں یوز.. پھر..؟؟"لہجے کو مضبوط بناتے ہوئے مشال نے سرد مہری سے پوچھا.

"پھر یہ کہ کون سے والے...؟؟ڈکلوران یا ورین..؟؟"اسنے بڑے کانفیڈنس سے درد دور کرنے والے انجکشنز کے نام لیے تھے.. مشال ایک پل کو گڑبڑا گئی. اسے سمجھ نہ آئی کہ کس انجکشن کے لیے حامی بھرے کیونکہ وہ تو حقیقتاً اس بارے میں بالکل ناواقف تھی..

"ڈک...ڈکلوران...!!"خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے وہ بامشکل گویا ہوئی. خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتی نشال کو حقیقتاً دھچکا لگا تھا. اسنے بی-اے کے ایگزیمز دیے تھے مگر کیونکہ گھر میں ایک ڈاکٹر (اکرام فاروقی) آلریڈی موجود تھا اور دوسرا (ضرغام) بننے والا تھا, اسی لیے چند انجکشنز اور ادویات کے نام تو اسے بھی یاد ہی تھے.. مشال کے ڈکلورن کے لیے حامی بھر لینے پر نشال کی حیرت دیدنی تھی. اسنے فوراً ضرغام کی جانب دیکھا جسکی آنکھیں فرنٹ مرر میں مسکرا رہی تھیں.

اسکی آنکھوں میں کچھ ایسا تاثر تھا جیسے پوچھ رہا ہو کہ

"اب سمجھی..؟؟ کہ کیوں پوچھ رہا تھا میں...؟" نشال نے بے ساختہ ضرغام کی آنکھوں سے نگاہ چرا کر مشال کی جانب دیکھا جو جواب دے کر پھر سے چلتی سڑک کی طرف متوجہ ہو چکی تھی..

"بس..؟؟ اور کچھ نہیں پوچھو گے تم..؟؟" اپنے آنسوؤں کو حلق میں اتارتے ہوئے نشال نے بھرائی ہوئی آواز میں ضرغام کو مخاطب کیا جو اب بڑی خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا. اسکی بہن ڈرگز ایڈکٹ نہیں تھی مگر خود کو ڈرگز ایڈکٹ کہہ رہی تھی.. اگر وہ ڈرگز ایڈکٹ نہیں تھی تو پھر اسکا چہرہ..؟؟ کس نے جلایا تھا..؟؟ کیسے جلا تھا..؟؟ سوچ کر ہی نشال کے رونگھٹے کھڑے ہو رہے تھے.

"ہاں بس.. آج کے لیے اتنا ہی کافی ہے..!!" زبردستی مسکراتے ہوئے ضرغام نے آہستگی سے کہا تھا. جیسے اسے آنکھ سے اشارہ کیا تھا کہ وہ بھی اب خاموش ہی رہے.. نشال نے اپنا رخ دوسری طرف موڑ کر بھیگتی آنکھوں کے کونے صاف کیے تھے.. جبکہ ان دونوں کی کیفیت سے انجان اپنا آپ چھپانے کی تگ و دو کرتی مشال ہنوز گاڑی سے باہر دیکھ رہی تھی.. انکی منزل آچکی تھی.. ضرغام نے سامنے نظر آتی بلند عمارت کی جانب دیکھا جسکے آٹھویں فلور پر انہیں جانا تھا.

گاڑی پارک کر کے وہ اُن دونوں کو لیے اس بلڈنگ میں داخل ہو گیا تھا. مشال سختی سے نشال کا ہاتھ دبوچے اسکے ساتھ ساتھ چل رہی تھی. لفٹ کے ذریعے وہ تینوں اگلے دو منٹ میں آٹھویں فلور پر سکن سپیشلسٹ کے کلینک

کے ویٹنگ ایریا میں پہنچ چکے تھے..دس منٹ کے انتظار کے بعد ریسپشنسٹ نے مشال کا نام لیا تو ضرغام نے نشال کو مشال کے ساتھ جانے کا اشارہ کیا.

"تم بھی چلو ناں..!"نشال نے ضرغام کو دھیمی آواز میں مخاطب کیا..

"نہیں میں یہیں ویٹ کر رہا ہوں..بس تم دونوں جاؤ..!"وہ سنجیدگی سے گویا ہوا.

"کیوں تمہیں کیا تکلیف ہے..؟؟"نشال کی بجائے مشال اس پر خفا ہوئی تھی.شاید وہ ضرغام کے بغیر اندر جانے سے ڈر رہی تھی.

"میری موجودگی سے آپکو ہی مسئلہ ہوتا ہے..میں تو آپکی تکلیف کے پیش نظر ہی نہیں جا رہا..!"ضرغام نے کہتے ہوئے آہستگی سے کندھے اچکائے.مشال نے ایک سخت نظر اسکے مسکراتے لبوں پر ڈالی پھر نگاہ پھیر کر نشال کا ہاتھ تھامتے ہوئے اسکی معیت میں ڈاکٹر کے روم میں آگئی..وہ ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا..نشال نے آہستگی سے سلام کیا تھا جسکے جواب میں اس ڈاکٹر نے اثبات میں سر ہلایا تھا جبکہ مشال لب سیے چپ چاپ چلتی ہوئی ڈاکٹر کے بائیں طرف رکھی پیشنٹ چیئر پر جا کر بیٹھ گئی..نشال اسکے ساتھ ہی تھی.

"یور گڈ نیم..؟؟"ڈاکٹر ارشاد قریشی نے بڑی نرمی سے پوچھا تھا..اس ڈاکٹر کے لباس سے اٹھتی مہک مشال کے حواس مختل کر رہی تھی.نشال اسکے ساتھ ہی تھی مگر اس پر عجیب سی گھبراہٹ طاری ہو رہی تھی.

"مم..مشال..!"اسنے بہت آہستگی سے جواب دیا تھا.

"ہوں..یور ایج..؟؟"صفحے پر پین گھسیٹتے ہوئے ڈاکٹر نے دوسرا سوال پوچھا تھا.

"ٹوینٹی ٹو ائیرز اولڈ..(بائیس سال).."خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے مشال نے اسکے دوسرے سوال کا بھی جواب دے دیا تھا.

"لُک ایٹ می (میری طرف دیکھو).."وہ سیدھے رخ بیٹھی تھی اسی لیے ارشاد قریشی نے سنجیدگی سے کہا تھا.

مشال نے اپنے لب بھینچتے ہوئے ڈاکٹر کی طرف رخ کیا. اسکا گلابی چہرہ اور بائیں گال پر نظر آتا وہ آدھا ادھورا زخم...ڈاکٹر ایک پل کو ٹھٹھک گیا..اسکی نگاہیں مشال کے چاند چہرے پر جم سی گئیں..

"آپ اپنا سکارف لُوز کر لیں پلیز...!"اسکی ٹھوڑی مکمل طور پر اپنی طرف گھماتے ہوئے وہ بڑی نرمی سے کہہ رہا تھا. اسکے ہاتھ کے عجیب لمس نے مشال کی آنکھوں میں وحشت سی بھر دی تھی..نشال کے ہاتھ پر اسکی گرفت سخت ترین ہو چکی تھی. مشال کی حالت کے پیش نظر نشال نے خود اسکا سکارف لُوز کیا تھا..بلیو سکارف پھسل کر شانوں پر آ گرا تھا..ڈاکٹر ارشاد قریشی نے بغور اسکے چہرے پر آتی سیاہ لٹوں کو دیکھا تھا..گال اور گردن کا زخم کافی خراب ہو چکا تھا..

"اوہ مائے گاڈ..ان زخموں کا بالکل بھی ٹریٹمنٹ نہیں کروایا آپ نے..؟؟اس پر مزید آپ چہرے پر سکارف لپیٹ کر گھوم رہی ہیں..؟؟"وہ تاسف زدہ سا بول رہا تھا..اسکی آنکھوں میں مشال کا چہرہ دیکھتے ہوئے عجیب سی سرخی اتر آئی تھی. مشال ان آنکھوں سے نگاہ چراتے ہوئے وحشت زدہ سی ہو رہی تھی..البتہ نشال ڈاکٹر کو جواب دینے لگی.

"سر یہ کل ہی لندن سے پاکستان آئی ہے..تقریباً پندرہ دن پہلے اسکے ساتھ یہ حادثہ ہوا ہے..اینڈ شی ڈزنٹ وانٹ ٹو گیٹ رِڈ آف دز واؤنڈ...!"نشال نے دھیمی آواز میں کہا تھا.ڈاکٹر کو مشال کی

حالت پر افسوس ہوا تھا..

"اوکے دکھائیں پلیز.. فیس تو ادھر کریں آپ..!" نرمی سے کہتے ہوئے ڈاکٹر نے پھر سے اسکی ٹھوڑی اپنی جانب گھمائی تھی.. مشال جو پہلے ہی اس ڈاکٹر کے بے حد قریب بیٹھی تھی, اسکے دوبارہ چھو لینے پر اسکا ہاتھ درشتگی سے جھٹکتے ہوئے سرعت سے اس سے دور ہوئی تھی. نشال اسکی اس حرکت پر ہکا بکا رہ گئی جبکہ مشال اب نفرت سے اس ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے غرا رہی تھی.

"تم گھٹیا ذلیل انسان.. کیوں چھو رہے ہو مجھے بار بار..؟؟" ڈاکٹر ارشاد قریشی کو شعلہ بار نگاہوں سے گھورتی ہوئی وہ چلائی تھی.

"واٹ.. از شی میڈ..؟؟" وہ حیران کم پریشان زیادہ ہوتے ہوئے نشال سے پوچھ رہا تھا جو پھرتی سے اٹھ کر مشال کے پاس آئی تھی..

"مشال کیا ہو گیا ہے چندا.. وہ صرف تمہارا فیس چیک کر رہے ہیں..!" اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے نشال نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی. ڈاکٹر خود بھی بوکھلا سا گیا تھا.

"تمہیں کچھ نہیں پتہ نشال.. یہ ڈاکٹر نہیں بھیڑیا ہے بھیڑیا.. بھوکا نفس کا غلام بھیڑیا.. یہ مجھے گندے طریقے سے چھو رہا تھا.. یقین کرو میرا.. مجھے یہاں سے لے چلو.. مجھے کوئی ٹریٹمنٹ نہیں کروانا پلیز..!!" اسکے دونوں ہاتھ دبوچتے ہوئے مشال خوفزدہ سی کہہ رہی تھی. ڈاکٹر ارشاد قریشی اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پاتے ہوئے چہرے پر غصے کے تاثرات لانے میں کافی حد تک کامیاب ہو چکا تھا.

"یہ کیا بدتمیزی ہے..؟؟ دماغ تو ٹھیک ہے آپکا..؟؟" اپنی چیئر سے اٹھتے ہوئے وہ درشتگی سے چلایا تھا.

"میرا دماغ بالکل ٹھیک ہے.. تم مردوں کی نیت خراب ہے نیت.. جہنم میں جل کے راکھ ہوں گے تم سب کے سب..!!" نشال کے پیچھے چھپتی ہوئی مشال اونچی آواز میں چلائی تھی..

نشال,اسکی باتوں پر سخت پریشان ہو چکی تھی..

"اسکی طرف سے میں آپ سے سوری کرتی ہوں سر.. ایکچوئلی یہ بہت ڈسٹرب ہے.. شاید اسی لیے ایسی باتیں کر رہی ہے.. ہم پھر آجائیں گے.. ایم رئیلی سوری سر..!!" کانپتی ہوئی مشال کو اپنے بازو کے حلقے میں لیتے ہوئے نشال نے ڈاکٹر سے معذرت خواہانہ انداز میں گزارش کی تھی.

"میں پھر کبھی یہاں نہیں آوں گی.. سمجھی تم..!!" نشال کی بات پر مشال اس سے دور ہوتے ہوئے غصے سے بولی تھی.

"جی بالکل,آپکو انہیں یہاں لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے.. انہیں ایک سکن سپیشلسٹ سے زیادہ کسی بہترین سائیکائٹرسٹ کی ضرورت ہے مس. سو بہتر ہے کہ آپ جا کر انکا چیک اپ کسی دماغی ڈاکٹر سے کروائیں..!" اپنی پوزیشن کلئیر کرنے کو قدرے رعونت سے گویا ہوا تھا.

"میں پاگل نہیں ہوں.. یہ تمہیں پاگل بنا رہا ہے نشال.. میں سچ کہہ رہی ہوں یہ ڈاکٹر ٹھیک نہیں ہے..!!" بولتے بولتے اسکی آواز بھرا گئی تھی..

"جسٹ سٹاپ.. سٹاپ اٹ مشال..!!" روتی ہوئی مشال کو جھنجھوڑتے ہوئے نشال تاسف زدہ سی چلائی تھی.

"ایم رئیلی سوری سر..!" نشال نے ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے ایک بار پھر معذرت کی اور اسے ہاتھ سے پکڑ کر کمرے کے دروازے کی طرف گھسیٹا تھا.

"چلو تم یہاں سے..!" خفگی سے کہتی وہ اسے باہر لے آئی.. اسے اپنی بات کا یقین کرتا نہ دیکھ مشال نے غصے میں آکر اس سے اپنا ہاتھ چھڑوایا تھا.

"تمہیں میری بات کا یقین نہیں ہے.. تمہیں بھی لگتا ہے کہ میں پاگل ہوں..؟؟" روتی ہوئی مشال اس سے درشتگی سے پوچھ رہی تھی. آس پاس موجود پیشنٹس اسکی اونچی آواز پر اسکی جانب متوجہ ہونے لگے. وٹینگ ایریا کی گلاس وال سے, ضرغام کی نگاہ بھی ان دونوں پر پڑ چکی تھی. وہ سرعت سے انکی جانب آیا تھا.

"مشال پلیز چپ ہو جاؤ.. ہم دونوں کا تماشا مت بناؤ..!!" اسکا ہاتھ دباتے ہوئے نشال نے دھیمی آواز میں اس سے التجا کی تھی.

"یعنی میں پاگل ہوں..؟؟ میں غلط ہوں..؟؟" پوچھتے ہوئے مشال نے بھیگی آنکھوں سے نشال کی جانب دیکھا.. کیا نہیں تھا ان غلافی آنکھوں میں..!!

شکوے...

ناراضگی..

خوف...

وحشت...

بے بسی...

وہ بولتی آنکھیں قریب آتے ضرغام اکرام کو گھائل کر گئی تھیں.. نشال کی جانب دیکھتی مشال کی گردن بے ساختہ نفی میں ہلی تھی.. قریب آتے ضرغام کو دیکھے بناوہ ایگزِٹ کی طرف بھاگی تھی.

"کیا ہوا..؟؟"ضرغام نے نشال کا بازو ہلاتے ہوئے پریشانی سے پوچھا.

"یو وَر رائٹ... اِٹس رانگ وِدھر.. وہ کہہ رہی تھی کہ.. ڈاکٹر اسے.. کسی غلط نیت سے ٹچ کرنے کی کوشش کر رہا تھا..!!"نشال نے اپنی پانی بھری آنکھیں جھپکتے ہوئے, کچھ ہارے ہوئے انداز میں کہا تھا. ضرغام کی نگاہوں نے فوراً خود سے دس بارہ قدم دور, کلینک کا درواہ کھول کر باہر نکلتی مشال کی جانب دیکھا.

"تمہیں اُن کی بات کا یقین کر لینا چاہیئے تھا نشی..!!"سارا معاملہ سمجھتے ہوئے وہ خفگی سے کہہ کر... مضطربانہ مشال کے پیچھے بھاگا تھا. نشال کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا.. وہ بھی سرعت سے ضرغام کے پیچھے بڑھی تھی. کلینک سے باہر نکل کر ضرغام نے سامنے ہی لفٹ کی جانب دیکھا.. کھلی لفٹ سے کچھ لڑکے باہر نکل رہے تھے.. وہ تیزی سے نیچے کو جاتی سیڑھیوں پر جھکا تھا.. ڈھیروں لوگوں میں وہ کہیں نہیں تھی.. ضرغام نے پلٹ کر پورے کوریڈور میں نگاہ دوڑائی تھی. کوریڈور کے آخر میں اسے ایک بھاگتی ہوئی لڑکی پر مشال کا گمان ہوا تھا.. ضرغام تیزی سے بڑے بڑے قدم اٹھاتا تقریباً اسکے پیچھے بھاگا تھا. نشال بھی اسکے پیچھے ہی تھی.. کوریڈور کے آخر میں اوپر ٹیرس پر جاتی سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے ضرغام نے مشال کو پکارا تھا.. ٹیرس پر جاتی مشال نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا. دو دو

سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے ضرغام نے سیڑھیوں میں پڑی مشال کی چادر کا پلا مٹھی میں دبوچتے ہوئے اسکا گچھا بنا کر ہاتھ میں لیا تھا اور سیڑھیاں پھلانگتا ٹیرس پر آ گیا.. سفید سیمنٹ کی چھت پر قدم رکھتے ہوئے اسنے دور تک پھیلے اس ٹیرس پر نگاہ دوڑائی تھی.. وہ اسے ایک طرف کو بھاگتی نظر آئی تھی.. اور وہ جس طرف بھاگ رہی تھی, دیکھ کر ضرغام کے ہوش اڑ گئے تھے جبکہ ضرغام کے پیچھے آتی نشال کے تو حقیقتاً پیروں تلے زمین نکل گئی تھی..

"مشال رکیں پلیز..!!" اسے اونچی آواز میں پکارتے ہوئے ضرغام اسکے پیچھے بھاگا تھا.. اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتی نشال نے بھی بھرائی ہوئی آواز میں مشال کو پکارا تھا.. مگر ان دونوں کی پکار سے بے پرواہ وہ بھاگتی ہوئی بالکل دیوار کے قریب پہنچ چکی تھی.. اور اس طرف سے دیوار بھی کیا... تین یا چار اینٹوں کی چھوٹی سی باؤنڈری بنائی گئی تھی.. جس پر چڑھ کر نیچے کودنا کچھ مشکل نہیں تھا.

"مشال پلیز لسن...!!" اسکی جانب بڑھتا ضرغام چلایا تھا..

"پاس مت آنا..!!" ضرغام کی جانب پلٹتے ہوئے مشال اپنی بھیگی آواز میں چلائی تھی.. وہ کنارے سے بالکل دو یا تین قدم کے فاصلے پر ہی تھی.. اسکی تنبیہہ پر وہ اپنی جگہ رک گیا..

"اوکے میں رک گیا.. نہیں آ رہا آپکے پاس..!" اپنے دونوں ہاتھ سرینڈر کرنے والے انداز میں ہوا میں بلند کرتے ہوئے وہ جلدی سے بولا تھا..

"ہ..ہاں.. پاس مت آنا..!!" کہتے ہوئے وہ بری طرح ہانپ رہی تھی.. ضرغام کو اسکے اور اپنے درمیان دس بارہ قدموں کا فاصلہ پل صراط جیسا لگ رہا تھا.. نشال بھی ضرغام کے قریب آ کر رک گئی..

"مشی.. یہ تم کیا کر رہی ہوں جان.. ادھر آجاؤ پلیز... وہاں سے ہٹ جاؤ پلیز...!!" روتی ہوئی نشال کہتے ہوئے اسکی طرف بڑھی تھی. نیتجتاً مشال نفی میں گردن ہلاتی ایک قدم مزید پیچھے ہوئی تھی.. ضرغام نے سرعت سے نشال کو کلائی سے پکڑ کر پیچھے کیا..

"کوئی نہیں آرہا آپکے پاس.. یہ دیکھیں,نشال کو بھی روک لیا ہے میں نے.. اب پلیز آپ ادھر آجائیں..!!" ایک لمبا سانس لیتے ہوئے ضرغام نے اس سے درخواست کی تھی.. مشال نے فوراً نفی میں گردن ہلائی..

مشال رکیں پلیز..!!" اسے اونچی آواز میں پکارتے ہوئے ضرغام اسکے پیچھے بھاگا تھا.. اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتی نشال نے بھی بھرائی ہوئی آواز میں مشال کو پکارا تھا.. مگر ان دونوں کی پکار سے بے پرواہ وہ بھاگتی ہوئی بالکل دیوار کے قریب پہنچ چکی تھی.. اور اس طرف سے دیوار بھی کیا... تین یا چار اینٹوں کی چھوٹی سی باؤنڈری بنائی گئی تھی.. جس پر چڑھ کر نیچے کودنا کچھ مشکل نہیں تھا.

"مشال پلیز لسن...!!" اسکی جانب بڑھتا ضرغام چلایا تھا..

"پاس مت آنا..!!" ضرغام کی جانب پلٹتے ہوئے مشال اپنی بھیگی آواز میں چلائی تھی.. وہ کنارے سے بالکل دو یا تین قدم کے فاصلے پر ہی تھی.. اسکی تنبیہہ پر وہ اپنی جگہ رک گیا..

"اوکے میں رک گیا.. نہیں آرہا آپکے پاس..!" اپنے دونوں ہاتھ سرینڈر کرنے والے انداز میں ہوا میں بلند کرتے ہوئے وہ جلدی سے بولا تھا..

"ہ..ہاں..پاس مت آنا..!!" کہتے ہوئے وہ بری طرح ہانپ رہی تھی..ضرغام کو اسکے اور اپنے درمیان دس بارہ قدموں کا فاصلہ پل صراط جیسا لگ رہا تھا..نشال بھی ضرغام کے قریب آکر رک گئی..

"مشی..یہ تم کیا کر رہی ہوں جان..ادھر آجاؤ پلیز...وہاں سے ہٹ جاؤ پلیز...!!" روتی ہوئی نشال کہتے ہوئے اسکی طرف بڑھی تھی. نیتجتاً مشال نفی میں گردن ہلاتی ایک قدم مزید پیچھے ہوئی تھی..ضرغام نے سرعت سے نشال کو کلائی سے پکڑ کر پیچھے کیا..

"کوئی نہیں آرہا آپکے پاس..یہ دیکھیں,نشال کو بھی روک لیا ہے میں نے..اب پلیز آپ ادھر آجائیں..!!" ایک لمبا سانس لیتے ہوئے ضرغام نے اس سے درخواست کی تھی..مشال نے فوراً نفی میں گردن ہلائی..

"نہیں آؤں گی..میں تو پاگل ہوں ناں...تماشا لگا رہی تھی میں تو...,اور وہ..وہ گھٹیا ڈاکٹر..؟ وہ سچا ہے تمہاری نظر میں..؟؟ میں غلط ہوں..تو پھر کیوں آئی ہو میرے پیچھے..چلی جاؤ یہاں سے..!!" وہ بری طرح روتے ہوئے چلائی تھی.اسکا مخاطب نشال تھی.

"مشی پلیز..تم..تم غلط سمجھ رہی ہو..تم یہاں آؤ ناں میں تمہیں سمجھاتی ہوں..!!" اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے نشال نے التجائیہ انداز میں کہا تھا..

"یہ مشال کو سمجھانے کا نہیں,مشال کو سمجھنے کا وقت ہے..ورنہ ہم اسے کھو دیں گے نشی..تم یہاں سے ہلنا مت..میں کوشش کرتا ہوں..!" وہ بہت دھیمی آواز میں بڑبڑایا تھا.ضرغام کی نگاہیں مشال کے پیروں کی حرکت پر ہی تھیں..جو اپنی جگہ جمے ہوئے تھے..اسکا سکارف تو شاید وہیں کلینک میں ہی کہیں گر چکا تھا جبکہ شال ضرغام کے

ہاتھ میں تھی. گھٹنوں تک آتی ٹی-شرٹ اور بلیو جینز میں ملبوس وہ ضرغام کو اپنے دل کے بے حد قریب محسوس ہو رہی تھی..یوں جیسے وہ اسے صدیوں سے جانتا تھا..لمبے سیاہ بال پشت پر بکھرے ہوئے ہوا کے سنگ اڑ رہے تھے..ایک ہی دن میں وہ لڑکی اسکا سب کچھ لوٹ چکی تھی.

"مشال..لُک ایٹ می..!!" اسکی بھیگی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے وہ نرمی سے بولا تھا.مشال نے اپنی وحشت زدہ آنکھوں سے ضرغام کی جانب دیکھا..

"مجھے آپ پر یقین ہے..پورا یقین ہے..یو آر رائٹ..وہ ڈاکٹر غلط ہے.. غلطی اسی کی ہے..آئی ٹرسٹ یو..!!" پورے اعتماد سے کہتے ہوئے وہ نا محسوس طریقے سے ایک قدم اسکی طرف بڑھا.

"تم تو خود ایک مرد ہو..بالکل اسی جیسے برے اور بدتر..!!" مشال اسکی آنکھوں میں دیکھتی سرد مہری سے غرائی تھی.

"او کے مے بی یو آر رائٹ. مگر میں آپکے ساتھ کبھی کچھ برا نہیں کر سکتا. کبھی بھی نہیں..!!" وہ ہنوز اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بول رہا تھا.ایک قدم مزید اسکی طرف بڑھایا تھا.

"کیوں..؟؟میرے ساتھ کیوں نہیں..؟؟ہو تو تم بھی ایک مرد ہی ناں..!!" وہ اپنی ساری بھڑاس اسی پر نکال رہی تھی.غلافی آنکھیں ہنوز آنسو بہا رہی تھیں.

"ہاں میں بھی ایک مرد ہی ہوں.. مگر آپ سے تو چھوٹا ہوں ناں..اور پھر آپ آغا جان کو بے حد عزیز ہیں..آپکے ساتھ برا کر کے میں آغا جان کو ناراض تو نہیں کر سکتا ناں..!!" وہ اس سے بالکل

نارمل انداز میں بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا. دو قدم مزید آگے بڑھائے تھے.

"جھوٹ.. بکواس کر رہے ہو تم...!!" مشال ایک قدم مزید پیچھے ہٹتے ہوئے چلائی تھی. اب بس مزید ایک قدم باقی تھا اور مشال... مشال علوی ان دونوں سے بہت دور چلی جاتی.. نشال کی ٹانگیں اس صورتحال پر بے جان ہو رہی تھیں.. وہ ضرغام سے کئی قدم پیچھے ہی زمین گرنے کے سے انداز میں بیٹھتی چلی گئی..

"باخدا بالکل سچ... آپکے ساتھ نہ تو کبھی کچھ برا کروں گا, اور نہ ہی کبھی کچھ برا ہونے دوں گا..!!" اسکی غلافی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ بڑے مضبوط لہجے میں بول رہا تھا.

"کیا گارنٹی ہے..؟؟" مشال کو اس پر یقین نہیں آ رہا تھا.

"میری جان گروی رکھ لیں.. اپنی بات پوری نہ کر پایا تو میری جان لے لیجئے گا آپ..!!" وہ بے حد سنجیدگی سے کہہ رہا تھا.

"آئندہ کسی ڈاکٹر کے پاس تو نہیں لے جاؤ گے..؟" ایک قدم ضرغام کی طرف بڑھتے ہوئے وہ بے یقینی سے پوچھ رہی تھی..

"آئی پرامس.. کسی بھی ڈاکٹر کے پاس نہیں لے جاؤں گا..!" ضرغام نے اسے یقین دلایا تھا.

"میں پاگل نہیں ہوں, مجھے کسی سائیکاٹرسٹ کے پاس نہیں جانا.. سن رہے ہو ناں..؟؟" روتے ہوئے نفی میں سر ہلاتی وہ بچوں کے سے انداز میں بولی تھی.

"اوکے.. کسی سائیکاٹرسٹ کے پاس نہیں جائیں گی آپ...بیلیو می..!"ایک قدم مزید آگے بڑھاتے ہوئے ضرغام نے اسکی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تھا تاکہ وہ اسکا ہاتھ تھام لے... مشال نے ایک نظر اسکے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا پھر پلٹ کر بہت نیچے.. چلتی سڑک کی جانب دیکھا..

"مشال وہاں مت دیکھیں پلیز..!"چار قدموں کا فاصلہ پاٹتے ہوئے وہ تیزی سے اسکی طرف بڑھا تھا.نیچے دیکھتی مشال کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا.. ضرغام نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر مشال کو اپنی جانب کھینچ لیا.. اپنی جگہ بیٹھ کر روتی ہوئی نشال کی جان میں جان آئی تھی.. جبکہ ضرغام نے اپنے دوسرے ہاتھ میں موجود مشال کی چادر اسکے گرد لپیٹی تھی جو اسکے کندھے پر سر رکھے اپنے گم ہوتے حواس بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھی.مشال کے سیاہ بال ہوا کے دوش پہ اڑتے ضرغام کے چہرے پر آرہے تھے.ہاں وہ ہار چکا تھا.. اپنے قریب کھڑی اس لڑکی سے ہار چکا تھا.. وہ کسی خوشبو کی مانند اسکی سانسوں میں منتقل ہوگئی تھی.دل کی دنیا بدل چکی تھی.. اسطرح سے بدلے گی اسنے کبھی سوچا بھی نہیں تھا.. وہ جو لَوان فرسٹ سائٹ پر یقین رکھنے والوں کا مذاق اڑایا کرتا تھا.. آج خود پہلی نظر کا پیار کر بیٹھا تھا.. ضرغام نے مشال کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار بنانے کی کوشش نہیں کی تھی.وہ اس پر یقین کر کے اسکے قریب آئی تھی.وہ اسکا یقین نہیں توڑنا چاہتا تھا.. نشال نے قریب آکر مشال کو اس سے الگ کیا تھا اور اسے سہارا دیا تھا.. مشال روتے ہوئے چپ چاپ اسکے ساتھ چلنے لگی.. ان دونوں کے پیچھے چلتے ضرغام کی نگاہ مشال کے پیروں پر ہی تھی.

♦♦♦♦

ارباز علوی کی نگاہ اسکے ہلتے پاؤں پر تھی.وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا اپنا پاؤں ہلا رہا تھا.براؤن

آنکھوں سے رعونت ٹپک رہی تھی جبکہ چہرے پر بے نیازی کے آثار تھے.

"یہ بیل کے پیپرز ہیں سر..!!" اسکے سامنے ٹیبل پر بیل کے پیپرز رکھتے ہوئے ارباز علوی کے وکیل نے کہا تھا.

ضیغم نے ایک نظر اُن پیپرز پر اور دوسری ارباز علوی پر ڈالی تھی جسکی نگاہوں کا ارتکاز وہ خود پر پچھلے دس منٹ سے محسوس کر رہا تھا..

"کیا لگتے ہیں آپ مجرم کے..؟؟" جانتے بوجھتے بھی وہ انجان ہونے کا مظاہرہ کر رہا تھا.. ارباز علوی نے اپنی سحر انگیز آنکھوں سے ضیغم کے وجیہہ چہرے کو گھورا تھا. وہ آنکھیں نشال کی آنکھوں سے بے حد مشابہہ تھیں. ضیغم نے ایک پل کو اس سے نگاہ چرائی تھی.

"ملزم کا باپ ہوں میں..!!" ارباز علوی نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا تھا. ضیغم ہولے سے مسکرا دیا.. مقابل کو ٹھٹھرا دینے والی مسکراہٹ..

"میرے پاس تو اس وقت کوئی ملزم قید نہیں ہے جناب.. ہاں ایک وحشی مجرم ضرور ہے.. جہاں تک میں جانتا ہوں آپ اسی کے والد ہیں..!" ضیغم نے استہزائیہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھتے ہوئے بڑی لاپرواہی سے جواب دیا تھا.

ارباز علوی کی کشادہ پیشانی پر سلوٹوں میں اضافہ ہونے لگا.

"زرا تھم کر رہو نوجوان.. وردی کا جوش تمہارے سر چڑھ کر بولنے لگا ہے.. اور یہ جو ایمانداری کا شوق چڑھا ہے ناں تمہیں, تو اتنا بتا دوں کہ نیا نیا خمار بہت تیزی سے اترا کرتا ہے...!!" سگار سلگاتے ہوئے ارباز علوی نے مسکراتے ہوئے کہا تھا. اسکا مقصد ضیغم کو اشتعال دلانا تھا مگر وہ جانتا نہیں تھا کہ مقابل موجود شخص سراپا ایک لاوا

ہے.. ایسا ٹھنڈا لاوا جو مقابل کو جلا کر خاکستر کر دینے کی صلاحیت رکھتا ہے.. ارباز علوی کے وار پر وہ بڑی خوبصورتی سے مسکرایا تھا.

"جی بہتر.. بہت بہتر کہا آپ نے.. اور پھر... نئے خمار اترنے کی بابت آپ س بہتر کون جان سکتا ہے ارباز صاحب.. جو مرد اپنی بیویاں لباس کی طرح بدلتا ہو, وہ یقیناً ایسی ہی بات کر سکتا ہے..!!" ضیغم نے تاک کر وار کیا تھا. ارباز علوی پل میں سرخ ہوا تھا. وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہو بیٹھا.

"اپنی حد میں رہو ایس-پی... مجھے فرحان چوہدری سمجھ کر بلیک میل کرنے کی بھول مت کرنا... میری ذاتیات کو مجھ تک ہی رہنے دو.. ان میں گھسنے کی کوشش کرو گے, تو تمہیں پیس کر رکھ دوں گا..!!" ارباز علوی دھیمے لہجے میں غرایا تھا. بدلے میں ضیغم کے لبوں پر ایک دل جلاتی مسکراہٹ رینگ گئی..

"ہاتھی کا پاؤں ہے میرا.. چیونٹیاں مسلنے کا شوق رکھتا ہوں.. اور تمہیں جو پر لگ رہے ہیں تو انہیں کاٹنا بھی کچھ مشکل نہیں ہے میرے لیے...!!" کرسی کی پشت سے دوبارہ ٹیک لگاتے ہوئے ارباز علوی پر غرور انداز میں کہہ رہا تھا.

" صحیح کہا آپ نے.. چیونٹی کے پروں کو کاٹ ڈالنا مشکل تھوڑی ہے.. مگر مقابل چیونٹی ہی ہونی چاہیئے ناں.. اب اگر آپ شیر کو پر کاٹنے کی دھمکی دیں گے تو وہ تو آپکی بات پر قہقہے ہی لگائے گا ناں..!!" ضیغم نے اسکی بات کا حظ اٹھاتے ہوئے کہا تھا.. اسکے لبوں پر کھیلتی مسکراہٹ کو گھورتے ہوئے ارباز علوی نے اپنا غصہ کنٹرول کرنے کی ناکام کوشش کی تھی..

"ویسے آپس کی بات ہے ارباز صاحب.. میرے دادا مجھے شیر کہتے ہیں, مگر میرا ماننا ہے کہ ضیغم اجلال کا راج شیر جیسا, اور رفتار چیتے جیسی ہے... آپ اگر مقابلہ کرنا چاہیں تو میں تیار ہوں.. لیکن بھولیے گا مت, کہ چیتا تو بنا پروں کے ہی.. اپنے قدم زمین پر جما کر بلندیوں کو چھونا جانتا ہے... دشمنی کی صورت میں نقصان آپکا ہی ہو گا..!!" ارباز علوی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ نہایت سکون سے بول رہا تھا. انداز نڈر تھا..

"ہوں... یہ تو وقت ہی بتائے گا ایس-پی کہ نقصان کس کا ہو گا.. سنا ہے شادی کر رہے ہو... ہوشیار رہنا.. کہیں دلہن...!!" خباثت سے کہتے ہوئے ارباز علوی نے بات ادھوری چھوڑ کر اپنی ایک آنکھ دبائی تھی.. مگر یہ کیا..؟ ضیغم اجلال اسکی بات پر طیش میں آنے کی بجائے قہقہ لگا کر ہنسا تھا..

"اُس صورت میں بھی نقصان آپکا ہی ہے ارباز صاحب... بس نظر نظر کی بات ہے..!!" ضیغم نے بڑی سنجیدگی سے کہا تھا. ارباز علوی نے ناسمجھی سے اسکی جانب دیکھا تھا. وہ نہیں جانتا تھا کہ ضیغم اسی کی بیٹی کی بات کر رہا ہے.. تبھی دو کانسٹیبل آصف علوی کو لے کر وہاں آئے تھے.. ارباز علوی, ضیغم کو نظر انداز کرتے ہوئے چیئر سے کھڑا ہوا تھا اور اپنے بیٹے کی طرف پلٹا. اسکا سُوجا ہوا منہ اور ہاتھوں پر بندھی پٹیاں دیکھ کر اسکی آنکھیں ایک پل کو پوری سے زیادہ کھل گئیں پھر اگلے ہی پل اسکی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا.. وہ شدید طیش کے عالم میں ضیغم کی طرف پلٹا اور اپنی پشت سے ریوالور نکال لی.

"اوئے ایس-پی... تیری اتنی جرأت تُونے میرے بیٹے پر ہاتھ اٹھایا... ہمت کیسے ہوئی تیری..؟؟" اس پر ریوالور تانتے ہوئے وہ غصے سے دھاڑا تھا. ضیغم نے اس سے بھی زیادہ پھرتی دکھائی تھی اور اپنی گن باہر نکالتے ہی, ارباز

علوی کے پلک جھپکنے سے بھی پہلے اسکے بازو پر فائر کر دیا.. گولی لگتے ہی ریوالور ارباز علوی کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گئی تھی. جبکہ اس اچانک ہونے والی کاروائی کو دیکھتا آصف علوی ضیغم کی جرأت پر حق دق رہ گیا تھا.

"بالکل ایسے... ایسے ہی ارباز صاحب... بنا کسی ڈر.. بنا کسی جھجھک کے.. امید ہے کہ آج کے لیے اتنی ہی ہمت کا مظاہرہ کافی ہے.. باقی پھر کبھی دکھاؤں گا.. آپ یہ بتائیے کہ کوئی شک یا شبہ تو باقی نہیں رہاناں..؟؟" گن واپس اپنی پشت پر لگاتے ہوئے وہ سکون سے پوچھ رہا تھا.. ارباز کے ساتھ آئے اسکے کارندوں میں سے ایک نے اپنے کندھے پر لٹکا صافہ بڑی پھرتی سے اسکے بازو سے نکلتے خون پر رکھا تھا.

"یہ کون سا طریقہ ہے ایس-پی صاحب..؟؟ ایک تو آپ نے میرے کلائنٹ پر تشدد کیا ہے دوسرا اس کے والد پر بھی گولی چلا دی..؟؟ قانون کے رکھوالے ہو کر آپ نے قانون توڑا ہے.. ہم آپ پر کیس کریں گے..!!" ارباز علوی کے ساتھ آیا وکیل ضیغم پر برہم ہوا تھا..

"شوق سے کریں.. مگر یہاں.. اس روم میں لگے کیمرہ کی آنکھ نے سب کچھ ریکارڈ کر لیا ہے.. شروعات آپکے کلائنٹ کے باپ نے ہی کی ہے.. ایس-پی ضیغم اجلال پر گن تاننے کا مطلب سمجھتے ہیں آپ..؟؟ اگر نہیں سمجھتے تو یقیناً اب بہت اچھے سے سمجھ چکے ہوں گے.., باقی مجھے قانون پڑھانے سے پہلے آپ ان (ارباز علوی) کو کچھ سمجھائیں.. میں نے تو صرف اپنی جان بچانے کی کوشش کی ہے وکیل صاحب.. اور رہی بات ملزم پر تشدد کرنے کی.. تو اسکی بھی ہمارے پاس ایک وجہ ہے..!!" ضیغم نے شعلہ بار نگاہوں سے آصف علوی کو گھورتے ہوئے وکیل کو جواب دیا تھا.

"بابا جان جھوٹ بول رہا ہے یہ ایس-پی... اسنے بنا کسی وجہ کے میرے ساتھ جانے کو نسی دشمنی نکالی ہے..!!" ضیغم کی بات کے جواب میں آصف علوی نے بھرائے ہوئے لہجے میں ارباز علوی سے کہا تھا.. پچھلے چوبیس گھنٹوں میں تکلیف برداشت کر کر کے اسکے سارے کس بل نکل چکے تھے.. اسکے کمزور احتجاج پر ضیغم نے مسکراتی نگاہوں سے ارباز علوی کی طرف دیکھا جو گولی لگ جانے کے باوجود بھی اپنی جگہ پر ڈٹ کر کھڑا اتھا.

"انسپکٹر حسن کو بلاؤ.. اور زرا جلدی بلانا.. ارباز صاحب کا خون بہت تیزی سے بہہ رہا ہے..!!" اپنی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے ضیغم نے آصف علوی کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے نہایت اطمینان سے پاس کھڑے کانسٹیبل کو مخاب کیا تھا. ارباز علوی کے کارندے بھی دل ہی دل میں ضیغم اجلال کی بے خوفی پر اسے سراہ رہے تھے. تبھی وہ انسپکٹر سامنے آیا تھا جس کے منہ پر ضیغم نے اپنے بھاری ہاتھ کے تھپڑ مارے تھے.. اسکا ایک گال سوج کر نیلا ہو رہا تھا.

"دیکھیئے زرا.. ہمارے ایماندار انسپکٹر پر ہاتھ اٹھایا ہے آپکے کلائنٹ نے... اور ایک پولیس آفیسر پر ہاتھ اٹھانے والے کی سزا تو آپ بخوبی جانتے ہوں گے وکیل صاحب..؟؟" ضیغم کے کہنے پر وکیل نے ایک نظر انسپکٹر حسن کی طرف دیکھا. یہ وہ ہی ایمان فروش انسپکٹر تھا جسکے حلق میں ہزاروں روپے ٹھونس کر ارباز علوی نے یہ کیس چلنے سے پہلے ہی بند کروادیا تھا.. ارباز علوی سمجھ چکا تھا کہ انسپکٹر کا یہ حشر کس نے کیا ہے...

"مجھے امید ہے کہ اب آپ مزید کوئی سوال نہیں کریں گے.. بہتر ہے کہ آپ یہاں سے جائیں اور جا کر ان دونوں باپ بیٹے کا بروقت ٹریٹمنٹ کروائیں... آخر کو دو دن بعد ملزم کی شادی ہے... بصورت دیگر یہ سلاخوں کے پیچھے نہ ہو تو..!!" ضیغم نے تنفر سے کہا تھا اور چہرے کا رخ موڑ کر اپنے موبائل میں گیم کھیلنے لگا.

"جھوٹ.. بکواس کر رہا...!" آصف علوی کو بولتے دیکھ ارباز علوی اپنا ہاتھ اٹھا کر اسے چپ ہونے کا اشارہ کیا تھا.

پھر اپنی انگارہ ہوتی آنکھوں سے ایک گہری نظر ضیغم پر ڈالی.

"بہت شاطر ہو ایس-پی... گھیر اؤ ہر طرف سے مضبوط ہے, مگر ارباز علوی بڑا مکار ہے.. تمہارا سارا شاطر پن دھرا کا دھرا نہ رہ گیا تو میرا نام بدل کر رکھ دینا..!!" ارباز علوی نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا تھا.. ضیغم ہنوز موبائل میں گیم کھیل رہا تھا. ارباز نے ایک قہر آلود نگاہ اس پر ڈالی تھی, اور پھر اپنے آدمیوں کو اشارہ کرتا باہر کی طرف بڑھا.

"انگلیاں تو ٹوٹ ہی چکی ہیں آپکے صاحب زادے کی.. اگر ہاتھ کا انگوٹھا بھی کام نہ آیا تو پاؤں کا انگوٹھا چھاپ کر نکاح کروالینا اپنے سپوت کا.. میں نکاح کی مبارک باد دینے ضرور آؤں گا..!!" اسنے جاتے ہوئے ارباز علوی کے پیچھے ہانک لگائی تھی.. بھاری آواز میں اطمینان تھا. ارباز علوی بل کھا کر رہ گیا جبکہ آصف علوی, ضیغم کی قید سے رہائی ملنے پر دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کر رہا تھا...

◆◆◆◆

"کیا میں اندر آجاؤں..؟؟" دروازہ تھوڑا سا کھول کر اندر جھانکتے ہوئے وہ بڑی شرافت سے پوچھ رہا تھا. مشال نے شانوں پر پڑی شال اچھے سے اپنے گرد لپیٹتے ہوئے ایک نظر اسکی جانب دیکھا جو نگاہ جھکائے ہنوز اسکی اجازت کا منتظر تھا.

"کیوں..؟؟" اجازت دینے کی بجائے مشال نے اس سے اندر آنے کی وجہ پوچھی تھی.

"کیونکہ مجھے آپکی بہت زیادہ یاد آ رہی تھی.. آپکو دیکھنے کے لیے مرا جا رہا تھا اسلیے آپ سے ملنے چلا آیا..!!" ضرغام نے چڑ کر الٹا جواب دیا. لبوں پر شریر مسکراہٹ رینگ رہی تھی. اسکی بات پر تپنے کی بجائے مشال نے منہ بسورا.. جیسے اظہار کیا تھا کہ تمہیں خوب جانتی ہوں..

"صاف کہوناں کہ میرا دماغ کھانے آئے ہو...!!" ٹانگیں بیڈ پر پھیلاتے ہوئے مشال نے اپنی مخصوص دھیمی آواز میں کہا تھا. وہ پچھلے تین دن سے روزانہ اسی ٹائم اسکے کمرے میں آ ٹپکتا اور اسے باتوں میں لگا کر اسکی بینڈ یج کر دیا کرتا تھا. مشال جان چکی تھی کہ وہ آج پھر یہی کام کرنے آیا ہے.

"نہیں باخدا آج میرا پیٹ فُل ہے.. اموجان نے فروٹ ٹرائفل بنایا تھا وہی کھا کر آ رہا ہوں.. آپ کا دماغ.. نہیں نہیں... آج آپکا دماغ کھانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے میرا... پلیو می.. کیا اب میں اندر آ جاؤں.. آئی سوئیر آپکو بالکل تنگ نہیں کروں گا..!!" وہ لبوں پر مسکراہٹ سجائے اپنے دلکش لب و لہجے میں بولتا مشال کو کچھ مختلف لگا تھا..

"ہوں.. آ جاؤ..!" نگاہ جھکاتے ہوئے مشال نے سنجیدگی سے کہا تھا. شاید احسانِ عظیم کیا گیا تھا. وہ سر کو خم دیتا ہوا پورا دروازہ کھول کر اندر آ گیا..

"آج میں آپکا زیادہ ٹائم ویسٹ نہیں کروں گا... بس جلدی جلدی بینڈ یج کروں گا اور چلا جاؤں گا..!!" اپنی دھن میں بولتا وہ مناسب فاصلہ رکھ کر آہستگی سے اسکے پاس بیٹھ گیا. مشال نے فوراً اپنی ٹانگیں سمیٹ لیں. چہرے پر وہ ہی جھجک در آئی تھی جو پچھلے تین دن سے ضرغام کے قریب بیٹھتے نامحسوس طریقے اسکے پورے وجود پر طاری ہو

جایا کرتی تھی. جسے وہ خود تو محسوس نہیں کرپاتی تھی مگر لاپرواہی کا مظاہرہ کرتا ضرغام اسکے چہرے پر آتے جاتے ہر رنگ سے واقف ہو چکا تھا.. ضرغام نے بہت آہستگی سے اسکا سکارف لُوز کیا تھا..

"آئندہ آپ یہ سکارف نہیں اوڑھیں گی.. اوکے..؟؟" اسنے نرم لہجے میں میں حکم دینے والے انداز میں کہہ رہا تھا.

"کیوں..؟؟" مشال نے ناگواری سے پوچھا.. ضرغام بنا اسکے گال کو ہاتھ لگائے بڑی آہستگی سے اسکی بینڈ یج اتار رہا تھا. مشال کے چہرے پر تکلیف کے آثار ابھرنے لگے..

"کیونکہ سکارف میں آپ بہت بہت پیاری لگتی ہیں.. میرا خیال ہے اسی لیے اس چیپ ڈاکٹر کی نیت آپ پر خراب ہوگئی تھی.. ویسے تو مجھے خود پر پورا اعتبار ہے کہ میں آپکے بارے میں کچھ غلط نہیں سوچ سکتا مگر کچھ احتیاط آپکو بھی تو کرنی چاہئیے ناں.. آپ یہ شال ہی اوڑھ لیا کریں سر پر.. اس سے آپکے بال بھی چھپے رہیں گے اور زخموں پر بھی کوئی افیکٹ نہیں ہو گا...!" بینڈ یج اتارتے ہوئے وہ بڑی شرافت سے کہہ رہا تھا. نگاہ مشال کے چہرے پر نہیں تھی کیونکہ وہ جان چکا تھا کہ مشال نگاہوں کے ارتکاز سے گھبرا جاتی ہے.. وہ بڑے سبھاؤ سے اسے سمجھا رہا تھا ورگرنہ وہ کبھی اس سکارف کی جان نہ چھوڑتی جسے وہ اتنی سختی سے لپیٹتی تھی کہ ضرغام کو اسکے زخموں پر رحم آنے لگتا. ضرغام نے بینڈ یج اتار کر بیڈ کی سائیڈ پر رکھی ڈسٹ بن میں پھینکی اور روئی سے اسکا زخم صاف کرنے لگا..

"اچھا ٹھیک ہے...!!" مشال نے ایک ٹٹولتی نگاہ اس پر ڈالتے ہوئے کہا, مگر ضرغام کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا. وہ پر سکون سی ہو کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گئی..

وہ بڑی نرمی سے اسکے چہرے پر بینڈیج کر رہا تھا..

"تم نے جلدی کیوں جانا ہے ویسے..؟؟"اسکی پہلی بات یاد آنے پر مشال نے سنجیدگی سے پوچھا.

"آپ کو برا الگ رہا ہے..؟؟ ارے آپ دکھی مت ہوں..اگر آپ نہیں چاہتیں تو میں جلدی کیا دیر سے بھی نہیں جاؤں گا..بس یہیں بیٹھا آپ سے باتیں کرتا رہوں گا..!!"عادتاً اسنے ہمیشہ کی طرح الٹا جواب دیا تھا.اسکی مسکراتی آنکھوں سے نگاہ چراتی مشال سیدھی ہو کر بیٹھ گئی.

"میں کب دکھی ہو رہی ہوں..میں نے تو ویسے ہی پوچھا تھا..تم ابھی چلے جاؤ..نکلو میرے کمرے سے..!!"وہ ایک دم ہی غصے میں آگئی تھی اور اسکا اپنے چہرے کی طرف بڑھا ہاتھ جھٹکتے ہوئے درشتگی سے چلائی..ضرغام اسکے بدلتے تاثرات سے ایک پل کو گڑبڑا گیا.پھر اپنے ہاتھ کو دیکھا جسے مشال نے سختی سے جھٹکا تھا.

"چلا جاؤں گا تو آپکی بینڈیج کون کرے گا..؟"اسکی بات ان سنی کرتے ہوئے ضرغام نے دوبارہ اپنا ہاتھ اسکی جانب بڑھایا تھا.

"نہیں کروانی مجھے کوئی بینڈیج..تم نکلو یہاں سے..!!"اس بار اسکا ہاتھ جھٹکنے کی بجائے وہ چہرے کا رخ پھیر گئی تھی.

"مگر مجھے تو کرنی ہے ناں..اب کیا ایسے کھلے زخموں کے ساتھ ہی نشی کا نکاح اٹینڈ کریں گی آپ...؟؟"ضرغام نے مسکراتے ہوئے اسے مخاطب کیا تھا مگر وہ بنا کوئی جواب دیے رخ موڑے بیٹھی رہی.

"مشال... ضدمت کریں پلیز.. ورنہ میں بابا جان کو بتادوں گا کہ اس دن آپ وہاں کیا کرنے والی تھیں..!" اپنا ہاتھ پہلو میں گراتے ہوئے ضرغام نے اسے دھمکی دی تھی. وہ اسے چیک اپ والے دن کی بابت بلیک میل کر رہا تھا. مشال نے اسکی طرف رخ کرتے ہوئے اسے گھورا..

"میں ڈرتی نہیں ہوں ان سے... سمجھے تم..!" سیدھی ہو کر بیٹھتی وہ کمزور سی آواز میں بولی تھی. اشارہ صاف تھا کہ وہ بینڈ تیج کر سکتا ہے. ضرغام نے اپنے لبوں پر امڈتی مسکراہٹ چھپانے کی بھرپور کوشش کی.

"ہاں مگر انکا لحاظ تو کرتی ہیں ناں..!!" چہرے پر ہوئی ادھوری بینڈ تیج پر اسنے ٹیپ لگا کر ہاتھ سے ٹیپ دبائی اور ہاتھ نیچے گرا لیا..

"ہاں تو.. کرتی ہوں لحاظ تو کیا اب تم مجھے بلیک میل کیا کرو گے..؟؟" اپنی گردن پر سے شال زرا سی ہٹاتے ہوئے مشال نے خفگی سے پوچھا.

"نہیں صرف آج ہی کیا ہے.. کیونکہ مجھے پتا ہے کہ نیکسٹ ٹائم آپ خود ہی شرافت سے بینڈ تیج کروالیا کریں گی.. ایک دفع کی بلیک میلنگ ہی کافی ہے..!!" اسکی گردن پر سے بینڈ تیج اتارتا وہ مسکراتے ہوئے بولا..

"اوففف...!!" مشال کے لبوں سے سسکاری نکلی تھی. آنکھوں میں پانی بھر آیا تھا. ضرغام نے فوراً ہاتھ پیچھے کیا.

"کیا ہوا.. زیادہ زور سے.. آئی مین زیادہ درد ہوا کیا..؟؟" اسکی غلافی آنکھوں میں دیکھتا وہ متفکر سا پوچھ رہا تھا..

"تو اور کیا.. آہستہ سے نہیں کر سکتے تم..؟؟" مشال اس پر برہم ہوئی.

"ایسے کیسے آہستہ سے کروں.. زرا سی انگلی بھی ٹچ ہو جائے اگر تو آپ میرا منہ نوچ ڈالیں گی.. پرسوں کیسے ناخن مارے تھے منہ پر..؟؟ دیکھیں زرا ابھی تک نشان ہیں.. منہ دھوتا ہوں تو جلن ہوتی ہے..!!" اپنا چہرہ اسکے قریب کرتے ہوئے وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے گویا ہوا. آنکھوں میں چمکتی شرارت مشال سے مخفی نہ رہی تھی. وہ فوراً پیچھے ہوئی تھی. پرسوں جب وہ فرسٹ ٹائم اسکی بینڈیج کرنے آیا تھا اور ضرغام نے اسکی گردن پر ہاتھ رکھا تھا تو مشال نے نشال کی موجودگی کی پرواہ کیے بناہی اسکا منہ نوچ لیا تھا..

پھر بڑی ہی مشکلوں اور منتوں سے ضرغام اور نشال نے اسے منایا تھا.. تب کہیں جا کر اسنے ضرغام سے بینڈیج کروائی تھی.

"اب کیا کرنا ہے پھر..؟؟ میں جاؤں کیا..؟؟ باباجان (اکرام فاروقی) پوچھیں گے تو میں کہہ دونگا کہ آپکو مجھ سے بینڈیج کرواتے درد ہو رہا تھا.. پھر یہ ہے کہ وہ کسی اچھے اور صاف نیت کے سکن سپیشلسٹ سے آپکا ٹریٹمنٹ کروائیں گے... یہ تو میں نے ہی انہیں یقین دلایا تھا کہ میں بہت اچھے سے بینڈیج کر دیا کروں گا مگر آپ کو تو... خیر.. میں چلتا ہوں پھر..!!" بات ادھوری چھوڑتے ہوئے وہ ایک بار پھر بڑی چالاکی سے اسے بلیک میل کر گیا تھا مگر اس بار وہ سمجھ نہیں پائی تھی. وہ بیڈ سے اترنے لگا تو مشال جلدی سے بول پڑی.

"رکو تو سہی.. تم... زرا آرام سے.. آہستہ سے کرو ناں.. اگر نرمی سے کرو گے تو بھلا کیوں درد ہو گا مجھے..!!" مشال نے نگاہ جھکاتے ہوئے الجھن آمیز انداز میں کہا. ضرغام نے ایک بھرپور نگاہ اسکے گلابی چہرے پر ڈالی تھی.. نچلا لب دانتوں میں دبائے وہ ہچکچاہٹ کا شکار لگ رہی تھی...

"میں معصوم ہاتھ لگاؤں گا تو آپکو نرمی یا سختی محسوس ہو گی ناں..؟ خیر اب میں دوبارہ کوشش کرنے لگے ہوں.. چیخئے گا مت..اور پلیز مجھے مارنے کی کوشش تو بالکل مت کیجئے گا..!!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے ضرغام نے اسکی گردن کی طرف ہاتھ بڑھایا..اپنا انگوٹھا بہت آہستگی سے بینڈیج ہوئی گردن پر رکھا تھا اور ٹیپ اتارنے کی کوشش کی..اگلے دو منٹوں میں وہ اسکی گردن پر سے بینڈیج اتارنے میں کامیاب ہو چکا تھا.ان دو منٹوں میں اسکی مضبوط انگلیوں نے بارہا بڑی نرمی سے اسکی گردن کو چھوا تھا مگر وہ آنکھیں میچے,لب سیے خاموشی سے بیٹھی رہی .

"ہو گیا..؟؟ایک آنکھ کھولتے ہوئے مشال نے کانپتی آواز میں پوچھا.

"ہاں..اب آپ آنکھیں کھول سکتی ہیں..!" اسکی تکلیف برداشت کرنے کے چکر میں گلابی پڑتی آنکھوں سے نگاہ چراتے ہوئے وہ بامشکل بول پایا تھا.مشال نے اپنی آنکھیں کھول لیں.

"اب یہ جو دوائی ہے ناں..یہ کم کم لگانا..گردن پر بہت جلن ہوتی ہے اس سے..!!" پائیوڈین کی بوتل کو گھورتے ہوئے وہ التجائیہ گویا ہوئی.انداز بچگانہ تھا.ضرغام ہولے سے مسکرا دیا.

"زخم صاف بھی تو کرنا ہے ناں..یہ کم لگاؤں گا تو ٹھیک کیسے ہو گا زخم..!" روئی پر پائیوڈین لگا کر اسنے آہستگی سے روئی اسکی گردن پر کنندہ "Z" پر لگائی تھی.مشال کو چیخنے کے لیے منہ کھولتا دیکھ ضرغام نے سرعت سے اسکی گردن پر دائیں طرف سے اپنا بایاں ہاتھ رکھ لیا,کچھ یوں کہ اسکی مضبوط انگلیاں مشال کی گردن کو پیچھے تک چھونے لگیں..وہ اسکی انگلیوں کے ٹھنڈے لمس سے اپنی جگہ ساکت سی رہ گئی.جبکہ اسکی گردن کا زخم صاف کرتا ضرغام اپنے معصوم دل کی پاگل ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا..

"بس.. ایک منٹ کی بات ہے.. پھر جلن ختم ہو جائے گی..!" مشال کی شہہ رگ اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے سہلاتا ضرغام بڑی نرمی سے کہہ رہا تھا. انگلیاں ہنوز گردن کو پیچھے سے چھو رہی تھیں. مشال حق دق سی اپنی پلکیں جھپکتی, وجود میں پھیلتی وحشت سے بھاگنے کی کوشش کر رہی تھی. ایک طرف پائیوڈین کی جلن گردن کو جلا رہی تھی تو دوسری جانب ضرغام کا لمس ٹھنڈی سرد آگ لگا رہا تھا. مشال کی حالت عجیب سی ہو رہی تھی. اسے اپنا دماغ سن ہوتا محسوس ہو رہا تھا.

"دور... دور ہو جاؤ پلیز..!!" مشال کے حلق سے پھنسی پھنسی سی آواز نکلی تھی. ضرغام نے بہت آہستگی سے اپنا ہاتھ اسکی گردن سے ہٹا لیا. اسکا اپنا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا. مشال فوراً بیڈ کراؤن سے چپک گئی..

"ہو.... ہو گئی.. بینڈ ایج.. بس.. دیکھا... صرف دو منٹ کی تو بات تھی...!" اسکے بدحواس چہرے سے نگاہ چراتے ہوئے ضرغام نے بامشکل لفظ ادا کیے تھے.. مشال نے اپنا ہاتھ گردن پر لے جا کر بینڈ ایج والی سائیڈ کو چھونے کی بجائے دوسری طرف سے گردن کو چھو لیا. جہاں سے ضرغام نے ابھی ہاتھ ہٹایا تھا.

"جلن تو نہیں ہوئی..؟؟" اسکا دھیان بٹانے کو ضرغام مسکراتے ہوئے پوچھنے لگا. مشال نے چونک کر اسکی طرف دیکھا.

"نن.. نہیں...!" نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسنے اپنے آنسو حلق میں اتارتے ہوئے جواب دیا. ضرغام کو بے ساختہ اس پر ترس آیا تھا..

وہ ان آنسوؤں کو چننے کا حق نہیں رکھتا تھا ورنہ پلکوں پر اترتے اسکے وہ موتی رخسار پر پھسلنے سے پہلے ہی چُن لیتا.

"تم یہاں بیٹھے ہو..؟؟میں کب سے تمہاراانتظار کر رہی ہوں ضرغام... چلو بازار نہیں جانا کیا..؟؟"ملیحہ کی آواز پر وہ چونک اٹھا. فرسٹ ایڈ باکس بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا اور اسکی طرف متوجہ ہوا جسکے چہرے پر برہمی کے آثار تھے.

"گیارہ بج رہے ہیں..ابھی تو مارکیٹس بھی نہیں کھلی ہوں گی..!"بیڈ سے اتر کر کھڑے ہوتے ہوئے ضرغام نے لاپرواہی سے کہا. ملیحہ نے ایک نظر مثال کی جانب دیکھا. پھر مشکوک نظروں سے ضرغام کو گھورا.

"تم مجھے لے جارہے ہو یا ابو جی کو بتاؤں..؟؟"ملیحہ نے اسے دھمکی دی..ضرغام نے اسکی بلیک میلنگ پر اپنے دانت پیسے..

"چلو میری ماں..جب دوکانوں کے شٹر بند پڑے ملیں گے ناں تب رونا وہیں روڈ پر بیٹھ کر..!!"ضرغام نے منہ بسورتے ہوئے

کہا. ان دونوں کی نوک جھونک سے مثال کی بدحواسی کافی حد تک کم ہو چکی تھی..

"روڈ پر کیوں... گاڑی ہے ناں..میں گاڑی میں بیٹھ کر تمہارے کندھے پر سر رکھ کر روؤں گی..!!"ملیحہ نے چہکتے ہوئے کہا.

"ہاں یعنی سوں سوں کر کے میری شرٹ خراب کرو گی..؟؟نکاح ضیغم بھائی کا ہے تو شرٹ بھی انہی کی خراب ہونی چاہیئے ناں..مجھے تو معاف رکھو بھئی...شام تک بھائی آجائیں گے تو انہی کے ساتھ جانا..!!"چڑانے والے انداز میں کہتا ضرغام اسکے کمرے سے نکلنے کو دروازے کی طرف بڑھا. مثال نے ایک نظر اسکی چوڑی پشت پر ڈالی تھی.

"ضرغام.. کیا مسئلہ ہے... میں سچ میں ابو جی سے تمہاری شکایت کر دوں گی..!!" ملیحہ اس پر خفا ہوئی تھی. ضرغام ان سنی کرتا کمرے سے باہر نکل چکا تھا. ملیحہ بھی اسکے پیچھے لپکی پھر جاتے جاتے پلٹی تھی.

"کیا تم ہمارے ساتھ..؟ جانا چاہو گی..؟؟" ملیحہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا. مشال نے آہستگی سے نفی میں گردن ہلائی تھی. گردن ہلاتے ہوئے مروتاً بھی اسکے لبوں پر مسکراہٹ نہیں آئی تھی. ملیحہ دل مسوس کر وہاں سے ہٹ گئی.. جبکہ مشال نے تھکے ہارے انداز میں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگالی. آنکھیں موندنے پر ایک مہربان لمس گردن پر محسوس ہوا تھا. ساتھ ہی ایک جلاتا, جھلساتا, نوچتا ہوا سرد لمس بھی زندہ ہو گیا تھا. مشال نے گھبرا کر آنکھیں کھول لیں.. نگاہ دوڑانے پر بھی وہ جلاد صفت وحشی اسے کہیں نظر نہیں آیا تھا. زاویار کو وہاں نہ پا کر مشال نے اپنا سر گھٹنوں میں چھپا لیا..

♦♦♦♦

انا کہتی ہے چھوڑ دوں اس کو

عشق کہتا ہے سب قربان اس پر

"نشال کہاں ہے..؟؟" وہ آغا جان کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا. کل شام سے ہی وہ اسکی نظروں سے اوجھل تھی. جانے کہاں چھپ کر بیٹھی تھی اس بار نظر ہی نہیں آئی تھی.

"اپنے کمرے میں ہی ہو گی.. کیوں..؟؟ خیریت..؟؟ تم کیوں ہوچھ رہے ہو..؟؟" اسکے چہرے پر چھائی سنجیدگی نوٹ کرتے ہوئے وہ متفکر سے پوچھ رہے تھے.

"گھر سے باہر تو نہیں جائے گی وہ..؟؟ آئی مین بیوٹیشن کے پاس یا پھر شاپنگ وغیرہ..؟؟" ضیغم کی آنکھوں میں سرد مہری تھی.

"ارے اب..شام میں تو نکاح کی تقریب ہے,شاپنگ کرنے تو نہیں جائے گی مگر بچیوں کے ساتھ بیوٹی پارلر تو جائے گی ہی..!!" آغا جان نے بڑے تحمل سے جواب دیا تھا. ضیغم نے ایک پل کو فرش پر بچھے قالین کو گھورا پھر آغا جان کی طرف دیکھا.

"بیوٹیشن گھر ہی آ جائے گی..اُسے گھر سے باہر قدم نکالنے کی ضرورت نہیں ہے...!!" ضیغم نے بے تاثر انداز میں کہا. عبدالرحمٰن فاروقی کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمودار ہونے لگے.

"سب ٹھیک تو ہے ضیغم...؟؟" اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہوں نے نرمی سے پوچھا تھا.

"جی سب کچھ ٹھیک ہے...بس میں نہیں چاہتا کہ وہ گھر سے باہر جائے... آپ..ہینڈل کر لیجئے گا سب کچھ..,اور اگر وہ زیادہ بولے گی تو مجھے بتا دیجئے گا,پھر میں خود ہی ہینڈل کر لوں گا محترمہ کو"!!..

نشال کا ذکر کرتے ضیغم کا انداز تحکم آمیز تھا. عبدالرحمٰن فاروقی صاحب نے کھوجتی نظروں سے اسکی جانب دیکھا مگر اسکا چہرہ ہمیشہ کی طرح بے تاثر تھا. آنکھوں میں مخصوص سرد پن واضح تھا ..

"ٹھیک ہے..تم..بے فکر رہو..!!" آغا جان نے اسکی پیٹھ تھپکتے ہوئے نرمی سے کہا تھا. ضیغم ان سے مزید چند باتیں کر کے انکے کمرے سے باہر نکل آیا.

"بھائی دیکھیں ناں یہ ضرغام مجھے ٹیلر کے پاس نہیں لے جا رہا..!!" سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ضرغام کا بازو گھسیٹتے ہوئے ملیحہ نے ضیغم کو مخاطب کیا تھا.

"ابھی تک ٹیلر کے چکر لگ رہے ہیں تمہارے..؟؟" اپنے ہاتھ پشت پر باندھتے ہوئے ضیغم نے سنجیدگی سے پوچھا. ملیحہ نے زبان دانتوں میں دبالی جبکہ ضرغام نے ضیغم کے جواب پر خوش ہوتے ہوئے اپنے چمکتے دانتوں کی نمائش کروائی تھی.

"ہاں تو اور کیا.. شادی آپکی ہے اور ان سب نے مجھے گدھا گاڑی بنا رکھا ہے.. کبھی کچھ منگوایا جا رہا ہے تو کبھی کچھ, کبھی ان محترمہ کو شاپنگ کرنے جانا ہے تو کبھی ٹیلر کے پاس... اور بھابھی بیگم (نشال) نے الگ ناک میں دم کر رکھا ہے, ابھی انہیں بیوٹیشن کے پاس بھی لے جانا ہے.. بھلا کوئی ان سے پوچھے کہ ڈرائیور اور باقی ملازم کیا نکاح کے چھوہارے کھانے کے لیے رکھے ہوئے ہیں..؟؟ مجھ غریب کی شامت بلا رکھی ہے..!!" ضرغام نے فوراً دہائیاں دے ڈالیں. ضیغم نے اپنے لبوں پر امڈتی مسکراہٹ بڑی خوبصورتی سے روکی تھی..

"ہاں تو..؟؟ اس میں برائی ہی کیا ہے..! پریکٹس ہونی چاہئیے تمہیں.. ابھی سے سارے کام کرو گے تو اپنی شادی میں بھی یہ سب کر پاؤ گے ناں....!!" ضیغم نے بڑی سنجیدگی سے کہا تھا. ضرغام جو اس سے بھرپور ہمدردی کی توقع رکھتا تھا, اسکے الفاظ سن کر رونے والا ہو گیا. جبکہ اسکی درگت بنتے دیکھ ملیحہ کے لیے اپنا قہقہہ روکنا محال ہو گیا. وہ کھکھلا کر ہنسی تھی.

"واہ بھائی..واہ... آپکی شادی میں بھی میں کولہو کے بیل کی طرح جُتا رہوں اور اپنی شادی میں بھی سارے کام میں نے ہی کرنے ہیں..؟؟ مجھے کن نفلوں کا ثواب ملنا ہے..!! یہ تو ظلم کی انتہا ہے.."ضرغام نے منہ بسورتے ہوئے مصنوعی پن سے کہا. ضیغم ناچاہتے ہوئے بھی ہولے سے مسکرا دیا..

"تمہیں سب کام کرنے ہیں کیونکہ تم چھوٹے ہو..اور یہی تمہارا قصور ہے بیٹا..اسی قصور کا ثواب تمہیں مل رہا ہے اور آگے بھی ملتا رہے گا..اب یہ رونا دھونا بند کرو اور جہاں یہ کہہ رہی ہے اسے وہاں لے کر جاؤ شاباش..!"اسکا کندھا تھپک کر کہتا ضیغم سیڑھیاں چڑھنے لگا..ملیحہ نے ضرغام کی روتی شکل دیکھ کر ہنستے ہوئے مصنوعی کالر اکڑائے تھے جبکہ ضرغام اسے منہ چڑھاتے ہوئے باہر کی جانب بڑھا. دفعتاً ضیغم کی آواز پر ضرغام کے قدم رکے تھے. اسکے پیچھے آتی ملیحہ نے بھی پلٹ کر ضیغم کی طرف دیکھا جو سیڑھیوں کے دہانے پر کھڑا ہوا تھا.

"بیوٹیشن کے پاس کسی کو مت لے جانا..بیوٹیشن یہیں, گھر ہی بلوالو...وہ جتنا کہے گی میں پے کر دوں گا..!!"اپنی بات کہہ کر وہ رکا نہیں تھا بلکہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے میں جا گھسا....ملیحہ نے حیران ہو کر ضرغام کی جانب دیکھا. اسنے کندھے اچکا کر اپنی لاعلمی کا اظہار کر دیا..

♦♦♦♦

"بہت بہت مبارک ہو..ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہے میری بیٹی..!"اسکا سجا سنورا روپ محبت بھری نظروں سے دیکھتی وہ بڑے پیار سے بول رہی تھیں. وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے بیٹھی موبائل ہاتھ میں پکڑے ان سے ویڈیو کال پر بات کر رہی تھی.

"کس بات کی مبارک ماما..؟؟ جب آپ ہی میرے پاس نہیں ہیں تو کیا فائدہ اس خوشی کا.. میری زندگی کے سب سے اہم دن بھی آپ میرے پاس نہیں ہیں.. کیوں ماما..؟؟ کیوں نہیں ہیں...؟؟ آپکو پتہ ہے میں کتنا اکیلا محسوس کر رہی ہوں خود کو..؟؟" موبائل کی سکرین پر نظر آتی فریحہ بیگم سے شکوہ کرتی وہ رو رہی تھی. اسکے یوں ایک دم رو دینے پر انکے مسکراتے لب سمٹے تھے.

"میں بھلے ہی تمہارے پاس نہیں ہوں مگر میری دعائیں ہمیشہ سے تمہارے ساتھ ہیں چندا.. اور مشال کے ہوتے ہوئے بھی اکیلا فیل کر رہی ہو..؟؟ کہاں ہے وہ..؟؟ بلاؤ اسے میں خبر لیتی ہوں اسکی..!!" فریحہ بیگم نے نرمی سے کہتے ہوئے آخر میں مشال کے لیے ڈپٹنے والا انداز اپنایا تھا.

"ماماوہ... عجیب سی ہے, بہت عجیب بی ہیوئیر ہے اس کا.. آپ نے تو کہا تھا کہ وہ ڈرگز یوز کرتی ہے مگر.. آئی تھنک ایسا نہیں ہے.. اسے تو نشہ آور ادویات کی الف ب کا بھی نہیں پتہ.. آپ پلیز مجھے سچ سچ بتائیں اسکے ساتھ پرابلم کیا ہے..؟؟ کیا وہ کسی کو پسند کرتی ہے..؟؟" مشال کے ذکر پر نشال نے فوراً ان سے دل میں دبے سوالات پوچھ ڈالے. فریحہ بیگم کے چہرے پر ایک پل کو تاریک سا سایہ لہرا گیا.

"آج تمہارا نکاح ہوا ہے نشال... ابھی مشی کے بارے میں مت سوچو... میں تمہیں سب بتا دوں گی.. تم بس اسکا خیال رکھنا, وہ محبتوں کو ترسی ہوئی ہے.. ایک بار تمہارے ساتھ گھل مل جائے گی پھر تمہیں اپنا آپ اکیلا محسوس نہیں ہوگا.., مزید میں اس سے بات کروں گی تو اسے سمجھا دوں گی.. ٹھیک ہو جائے گی وہ, ڈونٹ وری..!" وہ نرم لہجے میں بولتی اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھیں.

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ آپ بات کو ٹال رہی ہیں..؟؟"نشال نے شکوہ کناں نظروں سے سکرین پر نظر آتی فریحہ بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا.

"ایسا کچھ نہیں ہے نشی.. تم اپنے دل سے اس قسم کے وہم نکال دو... یہ بتاؤ کہ, ضیغم... وہ خوش ہے..؟؟ تمہیں, پسند تو کرتا ہے ناں..؟؟" انکی وہ ہی ماؤں والی فکر.. نشال کے لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی.

"پتہ نہیں...!!"وہ بڑبڑائی تھی.

"کیا مطلب..؟؟" فریحہ بیگم نے فکر مندی سے پوچھا. نشال نے جواب دینے کو اپنے لب کھولے تھے تبھی دروازے پر دستک ہوئی تھی. نشال نے پلٹ کر کمرے کے بند دروازے کی جانب دیکھا.

"میں آپ سے پھر بات کروں گی امی.. اللہ حافظ..!!" جلدی سے کہہ کر اسنے ویڈیو کال ڈسکنیکٹ کر دی.

"آجائیں..!"دوپٹہ صحیح کرتے ہوئے نشال نے آہستگی سے کہا.. دروازہ کھول کر اندر آنے والی ہستی کو دیکھ کر نشال کی آنکھیں ایک پل کو حیرت سے پھیل گئیں. دھیمی, پر وقار چال چلتی وہ اسکے سامنے آکر رکی تھیں. چہرہ سپاٹ تھا جبکہ آنکھوں میں آج ضیغم جیسا ہی سرد سا تاثر تھا.

"مبارک ہو.. آخر آج تم میرے گھر میں قبضہ کرنے کے مشن میں کامیاب ہو ہی گئیں.."سرد نظروں سے اسکا خوبصورت چہرہ دیکھتی وہ زہر خند لہجے میں گویا ہوئی تھیں. نشال کی آنکھوں میں نمی اتر آئی.

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں ممانی..!!"نشال نے اپنی صفائی دینے کی کوشش کی تھی.

"میں تمہیں شروع سے ہی بالکل صحیح سمجھتی آئی ہوں لڑکی.. مزید اب میری بہو بن کر تم ثابت کر چکی ہو کہ میں نے تمہیں کبھی غلط سمجھا ہی نہیں تھا..!!" تلخ لہجے میں پھنکارتی وہ اسکا دل زخمی کر گئی تھیں. نشال نے سہارے کے لیے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کو تھام لیا..

"آپ مجھے ہرٹ کرنے آئی ہیں..؟؟" نشال نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا. شازمہ بیگم نے اسکے سوال پر نخوت سے اپنا سر جھٹکا.

"اسکے لیے تو باقی کی ساری زندگی پڑی ہے.. فی الوقت تو تمہیں لینے کے لیے آئی ہوں.. چلو.. باہر سب تمہارے منتظر ہیں..!!" خود پر ضبط کرتے ہوئے وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں گویا ہوئیں. انکی سنگدلی پر نشال نے بڑی مشکل سے اپنے آنسو پیے تھے.. پھر سر اثبات ہلاتی وہ اپنا لہنگا سنبھالتی انکے ساتھ چلنے لگی.. آنسو بہت آہستگی سے ٹوٹ کر اسکے رخساروں پر بکھر رہے تھے..

♦♦♦♦

ایجاب و قبول کے مرحلے بہت تیزی سے طے ہوئے تھے.. وہ لڑکی اسکی ملکیت بن چکی تھی.. قدرت نے اسکے نام کے ساتھ ضیغم اجلال کا نام جوڑ دیا تھا. نشال سے اسکے باپ کا نام الگ کر کے وہ آج بے حد مسرور تھا. گھنی مونچھوں تلے دبے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ تھی. براؤن آنکھوں کی چمک میں ایک غرور سا تھا. سٹیج پر رکھے صوفوں میں سے ایک پر ٹیک لگا کر بیٹھا وہ کسی سلطنت کا بادشاہ لگ رہا تھا.. نکاح کی مبارک باد وصول کرتا وہ قدرے مطمئن سا تھا.. جیت کی خوشی میں سرشار وہ بھول رہا تھا کہ اسے نشال علوی سے نفرت ہے.. اسے یاد تھا تو صرف اتنا کہ وہ ارباز علوی کی بیٹی کو اپنی ملکیت میں لے چکا تھا. اسکا پتھر دل آج جھومتا ناچتا اسکے کان میں بہکی بہکی سرگوشیاں کر رہا

تھا مگر دل کی شوخیاں نظر انداز کرتا وہ آنکھوں میں غرور لیے اینٹرینس کی طرف دیکھ رہا تھا.. آخر اسکا انتظار تمام ہوا تھا.. وہ شازمہ بیگم کی معیت میں دھیمی چال چلتی اسی طرف آرہی تھی.. ٹیک چھوڑ کر سیدھے ہوتے ہوئے ضیغم اجلال نے ایک گہری نگاہ اسکے نازک سراپے پر ڈالی تھی جو ریڈ بلڈ رنگ کے شرارہ سوٹ میں شعلہ جوالہ لگ رہی تھی..

وہ سر جھکا کر چلتی ہوئی ضیغم کی نگاہوں کا ارتکاز محسوس نہیں کر پائی تھی. نشال کو آتا دیکھ ملیحہ اور اسکی خالہ زاد بہن زاریہ اسے تھامنے کو فوراً آگے بڑھی تھیں. ملیحہ نے اسکا لہنگا پکڑ کر اسے چلنے میں مدد دی تھی. شازمہ بیگم آہستگی سے پیچھے ہٹ گئیں.. وہ دونوں اسے لیے سٹیج کی طرف لے آئیں.. ضیغم نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکی مدد کرنے کا تکلف نہیں کیا تھا. ضیغم کی پشت پر, صوفے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ضرغام نے جھک کر ضیغم کے کان میں سرگوشی کی تھی.

"ہل جائیں بھائی.. جائیں اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے سٹیج پر چڑھنے میں مدد کریں..!!" اسکی آواز سرگوشی نما کم, اسے ہوش دلانے والی زیادہ تھی جیسے وہ ضیغم کی کم عقلی پر ماتم کر رہا تھا.

"اسکی ٹانگیں بالکل سلامت ہیں.. دیکھو وہ بالکل صحیح چل رہی ہے.. آجائے گی خود ہی..!!" دوبارہ ٹیک لگاتے ہوئے اسنے سکون سے کہا.. ضرغام کو اسکے لہجے کی لاپرواہی بہت چبھی تھی..

"بیوی ہے وہ آپکی..!!" ضرغام نے اپنے دانت پیستے ہوئے کہا.

"ہوں جانتا ہوں.. لیکن میں بھی اسکا شوہر ہوں.., غلام نہیں جو ملکہ عالیہ کو سہارے کے لیے اپنا ہاتھ پیش کروں..!!" ضیغم کے انداز میں نخوت تھی. ضرغام کو اس پر کسی پتھر کا گمان ہوا تھا.. جانے وہ واقعی پتھر تھا یا خود کو پتھر ثابت کرنا چاہ رہا تھا.

"یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ غلام ہیں یا...!" نشال پر ضیغم کی نگاہوں کا ارتکاز محسوس کرتے ہوئے اسنے معنی خیزی سے کہتے ہوئے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی.. ضیغم نے رخ اسکی طرف موڑ کر ایک گھورتی نگاہ اس پر ڈالی.. مگر وہ ڈھیٹوں کی طرح دانت نکوستا دوسری طرف سے سٹیج سے اتر گیا.. ضیغم نے چہرے کا رخ سیدھا کرتے ہوئے سامنے دیکھا. وہ چہرہ بالکل قریب آ چکا تھا. کسی روبوٹ کی طرح چلتی وہ اسکے پہلو میں آ کر بیٹھ گئی.. ضیغم کا دل... ایک پل کو پتھر میں دراڑ سی پڑی تھی.. وہ موم کی گڑیا اسکے پہلو میں تھی... کتنے وعدے, کتنے دعوے کیے تھے اسنے خود سے کہ کبھی اس لڑکی کو یہ مقام نہیں دے گا مگر قدرت نے اسے ایسا مجبور کیا تھا کہ وہ اسے اپنے آپ سے نواز چکا تھا.. ملیحہ نے مسکراتی نظروں سے ان دونوں کی طرف دیکھا.

"ماشاءاللہ.. آپ دونوں کا کپل بہت پیارا ہے ضیغم بھائی.. دعا ہے کہ آپ دونوں ہمیشہ ساتھ رہیں.. نکاح بہت بہت مبارک ہو..!!" زاریہ نے قدرے جھک کر خوشدلی سے کہا تھا. ضیغم نے ہولے سے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا جبکہ نشال یوں ہو گئی جیسے اسنے کچھ سنا ہی نہیں.. احساسات عجیب منجمد سے ہو رہے تھے.. وہ بہری بنی بیٹھی رہی..

"مانا کہ قیامت لگ رہی ہو, لیکن اگر تھوڑا سا مسکرا دو گی تو مزید حسین لگو گی.. سو.. سمائل پلیز.. مجھے اب پکس بنانی

ہیں..!!"ملیحہ نے نشال کے کان میں سرگوشی کی تھی جو ساتھ بیٹھے ضیغم کی سماعتوں سے مخفی نہ رہی تھی..اسکے دل نے ملیحہ کی بات کی تائید کی تھی..نشال نے اپنی بھیگی پلکیں اٹھا کر کاٹتی نگاہوں سے ملیحہ کی جانب دیکھا جیسے کہہ رہی ہو" تمہیں مسکرانے والے حالات نظر آرہے ہیں کمینی..؟؟"اسکی آنکھوں میں چمکتی نمی دیکھ کر ملیحہ کے لبوں کی مسکراہٹ غائب ہوگئی..

"کیا ہوا..؟؟"ملیحہ نے نرمی سے اسکی ٹھوڑی چھوتے ہوئے پوچھا.نشال کی ناک میں پہنی نتھ ہونٹوں تک آرہی تھی.بولنا مشکل ہی تھا.

"میرا خیال ہے کہ باقی باتیں بعد میں کر لینا..اب باقیوں کو بھی تعریف کرنے کا موقع دے دو..چلو ہٹو یہاں سے..!!"ضرغام نے پیچھے سے آتے ہوئے ملیحہ کو چھیڑا تھا.

"تم کبھی باز نہ آنا..ہر موقع پر کوئی نہ کوئی پھلجڑی چھوڑتے ہی رہتے ہو..!!"ملیحہ نے منہ بسورتے ہوئے اسے کرارا سا جواب دیا.زاریہ نے ملیحہ کی بات پر قہقہہ لگایا..

"میرے بھائی کو کچھ مت کہو اچھا..یہی تو محفل میں رونق لگاتا ہے..!"زاریہ کے محبت سے کہنے پر ضرغام نے بتیسی باہر نکالی..

"اُفف...جو کرنہ ہو تو...!!"ملیحہ تپ کر کہتی سٹیج سے نیچے اتر گئی..

"تمہارا ہی بھائی ہوں..!"ضرغام نے پیچھے سے ہانک لگائی.

"ویسے تم بھی پورے لطیفہ ہو..بڑے ہو جاؤ بس اب..!" اسکے کندھے پر ہاتھ جڑتے ہوئے ہوئے زاریہ نے مسکراتے ہوئے کہا.

"اپنی خالہ سے (شازمہ بیگم) کہیں کہ میری بھی شادی کر دیں..چند دنوں میں ہی بڑا ہو جاؤں گا قسمے..!!" دل پر ہاتھ رکھ کر وہ مظلومانہ شکل بناتے ہوئے بولا تھا. ضیغم کے لب اسکی باتوں پر مسکرانے لگے.

"ہوں...یعنی کوئی چکر ہے..؟؟" اسکا کان مروڑتے ہوئے زاریہ نے ہنستے ہوئے پوچھا.

"یار سٹیج ہے کچھ تو خیال کریں..بھلے ہی کھانا کھل چکا ہے مگر سب حسیناؤں کا فوکس کھانے سے زیادہ مجھ معصوم پر ہی ہے,اب میں ہوں بھی تو اتنا ہینڈسم ناں...!!" ضرغام نے اپنا کان چھڑواتے ہوئے بڑے وثوق سے کہا..

"توبہ ہے..ڈرامے باز لڑکا..!!" کانوں کو ہاتھ لگا کر کہتی زاریہ کھلاتی ہوئی سٹیج سے اتر گئی..

ضرغام نے پلٹ کر ایک نظر ضیغم اور نشال کی جانب دیکھا پھر کندھے اچکاتے ہوئے سٹیج سے اتر گیا. تھوڑے فاصلے پر کھڑی ملیحہ کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ بس اسی کو سٹیج سے اتارنے وہاں آیا تھا. وہ اپنے دانت پیس کر رہ گئی..

♦♦♦♦

"بہت اچھی لگ رہی ہیں..!" اسکا میک اپ سے مبرا گلابی چہرہ نرم نگاہوں سے دیکھتا وہ خوشدلی سے کہہ رہا تھا.

مشال نے اثبات میں سر ہلایا تھا, جیسے اسکی بات کا یقین کر لیا تھا.

"آغا جان آپکو کافی دیر سے تلاش کر رہے ہیں مگر آپ یہاں چھپ کر بیٹھی ہیں..وہ آپکو سب سے ملوانا چاہتے ہیں مشال..آئیں میں آپ کو انکے پاس لے جاتا ہوں.!" ضرغام نے آہستگی سے کہا.

"مم... میں کیسے ملوں گی سب سے... مجھے.. نہیں ملنا کسی سے بھی.. میں تمہارے کہنے پر یہاں آتو گئی ہوں مگر مجھے کچھ اچھا نہیں لگ رہا..!" دھیمی آواز میں بولتی مشال کی آواز آخر میں بھرا گئی تھی.. ضرغام کو اسکی کم اعتمادی پر افسوس ہوا تھا.. وہ اسے زبردستی یا کسی بہانے سے آغا جان کے پاس لے جانا نہیں چاہتا تھا کیونکہ اس سے کچھ بعید نہیں تھا کہ کب اسکا دماغ گھوم جاتا اور وہ وہیں پر اپنا تماشا بنا دیتی.. وہ نہیں جانتا تھا کہ اسکے ساتھ کیا سائیکو پرابلم ہے مگر وہ کم از کم اس موقع پر اسکی ذات کا مذاق بنتا نہیں دیکھ سکتا تھا..

"مشال.. میری بات سنیں.. کچھ بھی نہیں ہو گا.. آپ آغا جان کے ساتھ ہی ہوں گی.. کوئی آپکو کچھ نہیں کہے گا...بیلیو می..!!" اسکی خوفزدہ آنکھوں میں دیکھتا وہ بڑے یقین سے کہہ رہا تھا. اسے یقین دلانا چاہ رہا تھا مگر وہ بے اعتباری کی انتہاؤں پر تھی.. ضرغام کو چند گھنٹے پہلے کا منظر یاد آیا جب ایسے ہی دلاسے دے کر اسنے مشال کو نکاح کی یہ تقریب اٹینڈ کرنے کے لیے منایا تھا.

"آپ فنکشن اٹینڈ نہیں کریں گی..؟؟" وہ اسکے سامنے کھڑا بے یقنی سے پوچھ رہا تھا.

"تمہیں کس نے کہا..؟؟" مشال نے سنجیدگی سے پوچھا.

"ظاہر سی بات ہے نشال نے بتایا... آپ کیوں کر رہی ہیں ایسے.. نشال آپکی بہن ہے اسکی زندگی کی نئی شروعات ہونے جا رہی ہے آج.. اسے آپکی ضرورت ہے مشال.. آپکو اسکے ساتھ ہونا چاہیئے..!!" ضرغام نے ٹھہر ٹھہر کر اسے سمجھانے والے انداز میں کہا تھا..

"مجھے پتہ ہے..!!" مشال نے بے بسی سے کہا.

"جب پتہ ہے تو پھر کیوں..؟؟ کوئی پرابلم ہے تو مجھے بتائیں.. آئی ول ٹرائے مائے بیسٹ ٹو سولو دیٹ پرابلم..!!"

ضرغام فوراًبولا تھا. مشال نے ایک نظر اسکا بے ریا چہرہ دیکھا. کہیں کوئی مفاد کی جھلک نظر نہیں آئی تھی.. اسے آج پھر وہ مختلف لگا تھا. مخلص اور معصوم...

"میری پرابلمز سے تمہیں کیا ہے..؟؟ تم کون ہوتے ہو میری پرابلمز سلجھانے والے..؟؟ تم پلیز اپنے کام سے کام رکھو.. جاؤ یہاں سے..!" وہ اسکی ہمدردی پر ایک دم ہی چڑ گئی تھی. ضرغام اب تک اسکے پل میں تولہ پل میں ماشہ ہوتے مزاج کو سمجھ نہیں پایا تھا مگر کوشش بھرپور کر رہا تھا.

"دو منٹ میں آپ مجھے اپنے کمرے سے جانے کا بول دیتی ہیں, میں کوئی بھکاری ہوں کیا جسے آپ دھتکار دیتی ہیں..؟؟" ضرغام نے مصنوعی خفگی جتائی تھی.

"میں نے کبھی کسی بھکاری کو نہیں دھتکارا.. میں بھکاریوں کو بھیک دیتی ہوں سمجھے تم..!!" مشال نے فوراًاپنی صفائی دی تھی.. ضرغام مسکرانے پر مجبور ہوا تھا.

"میں اس وقت اپنی بات کر رہا ہوں مشال..!!" اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے ضرغام نے قدرے سنجیدگی سے کہا.

"اور تم کیا چاہتے ہو..؟؟" مشال نے پوچھا تھا. لہجہ جانے کیوں بے تاثر ہو گیا تھا..

"بتایا تو ہے.. میں چاہتا ہوں, بلکہ سبھی چاہتے ہیں کہ آپ آج شام کی تقریب میں شامل ہوں..!!" ضرغام نے نرمی سے کہا. مشال کی آنکھیں بھر آئیں.

"اس چہرے کے ساتھ..؟؟ان زخموں کے ساتھ..؟؟تاکہ سب مجھ سے سوالات کریں..؟؟مجھ پر انگلیاں اٹھائیں..؟؟"وہ تلخی سے گویا ہوئی..ضرغام ایک پل کو خاموش ہو گیا.

"کیا پرابلم ہے اس چہرے میں..؟؟کیا کمی ہے..؟؟"ایک قدم اسکی طرف بڑھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا.

"کیا برائی ہے ان زخموں میں..؟؟بینڈیج ہوئی ہے,کسی کو کیا پتہ کہ آپکو یہ زخم کیسے آئے ہیں...؟؟"ضرغام نے پھر سے اس سے سوال کیے تھے.مشال نے دھندلی آنکھوں سے اسکا چہرہ دیکھا.اسکی ذہین آنکھوں میں مشال کے لیے کوئی کھوٹ نہیں تھا.

"کون بتائے گا لوگوں کو کہ آپ ڈر گزیوز کرتی ہیں..کون بتائے گا..؟؟"وہ اسکی طرف بڑھتا خطرناک حد تک سنجیدہ تھا.مشال پیچھے بیڈ پر بیٹھتی چلی گئی..

"صرف آپکا یہ بی ہیوئیر سب کو بتائے گا کہ آپکو یہ زخم کیوں آئے..اور کیسے آئے..!"کہتے ہوئے ضرغام نے آواز میں نرمی کا عنصر پیدا کیا تھا.مشال نے بے ساختہ نفی میں گردن ہلائی تھی..آنکھوں سے نکلتے آنسو گالوں پر لڑھک آئے تھے..

"اب کیا کروں پھر..؟؟"پانی بھری آنکھوں سے اسکی جانب دیکھتی وہ معصومیت سے پوچھ رہی تھی.آواز میں تھکاوٹ سی تھی.

"اب یوں کریں کہ بس جلدی سے تیار ہو جائیں.. نکاح ہونے ہی والا ہے.. نشال بھی تیار ہو چکی ہے, آپ ہی کو بلا رہی ہے بار بار..!" ضرغان نے نرمی سے کہا.

"لیکن... یہ چہرہ کیسے چھپاؤں..؟؟ تم نے سکارف لینے سے بھی منع کیا ہے..!!" وہ آنسو صاف کرتی پریشان زدہ سی پوچھ رہی تھی. ضرغام نے ایک نگاہ اطراف میں دوڑائی. بیڈ کی دوسری سائیڈ پر اسکا پریس شدہ فراک رکھا ہوا تھا جو اماں بی نے اسے پہننے کے لیے لا کر دیا تھا.

"اس فراک کے ساتھ.. کوئی میچنگ شال ہے آپکے پاس..؟؟" ضرغام نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا.

"نہیں..!" مشال نے انکار میں سر ہلایا.

"اوکے آپ یہ ڈریس چینج کریں.. میں تھوڑی دیر میں آرہا ہوں, آپ روم سے باہر مت آیئے گا.. ٹھیک ہے..؟؟" ضرغام نے اسکے پریشان چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے آہستگی سے پوچھا. مشال نے اثبات میں سر ہلا دیا. اسکے ہامی بھرتے ہی ضرغام سرعت سے اسکے کمرے سے نکل گیا. گاڑی لے کر وہ سیدھا قریبی شاپنگ مال آیا تھا. دس منٹ میں پانچ دوکانیں چھان لینے کے بعد چھٹی دوکان پر اسے ایک شال پسند آگئی تھی. پیمنٹ کر کے وہ شال لے کر فل سپیڈ پر گاڑی بھگا تا گھر واپس آیا تھا. پھر سب سے نظر بچا کر اسکے کمرے کے دروازے تک آگیا. اندر داخل ہونے سے پہلے وہ روم ڈور ناک کرنا نہیں بھولا تھا.. اندر سے یس کی آواز آنے پر وہ آہستگی سے دروازہ کھولتا اندر داخل ہو گیا.. وہ سامنے ہی آئینے کے سامنے کھڑی اپنے شانوں پر دوپٹہ پھیلا رہی تھی. میرون کلر کے پیروں تک آتے, نیٹ کے لانگ فراک میں وہ کوئی مومی مجسمہ لگ رہی تھی.. اسکی سپید و گلابی رنگت میرون کلر

میں خوب کِھل رہی تھی.. اس پر مزید سیاہ گھنے بالوں کا موٹا سا جُوڑا بنا رکھا تھا, ضرغام کا دل ڈگمگا سا گیا.. مشال کی نگاہ آئینے میں نظر آتے ضرغام کے عکس پر پڑ چکی تھی. وہ فوراً اسکی جانب پلٹی. اسکی ویران آنکھوں میں اپنا عکس دیکھ کر کوئی رنگ نہیں تھے.. ضرغام کو اسکی حالت پر عجیب سی تکلیف ہوئی تھی. جانے کونسا روگ تھا جو اسکی غلافی آنکھوں سے چیخ چیخ کر اسکے وجود میں اپنی موجودگی کا اعلان کیا کرتا تھا.. ضرغام نے بڑی آہستگی سے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل لیا. چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہ اس سے چار قدموں کے فاصلے پر رک گیا...

"یہ شال..!"ضرغام نے اسکی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا.

"آپ یوں کریں کہ.. بال کھول لیں.. اور.. اب میں کیسے بتاؤں.. آپ خود ہی کچھ کر لیں.. صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ آپ اپنے بالوں سے چہرے کا زخم کسی حد تک چھپا سکتی ہیں..!!" نگاہ جھکائے وہ بڑی آہستگی سے بول رہا تھا. وہ نہیں چاہتا تھا کہ مشال یوں بالوں کا جُوڑا بنائے باہر جائے... جانے یہ حساسیت کی کونسی انتہا تھی.. مشال کی پلکیں ایک پل کو لرز سی گئیں. پھر اسنے ہاتھ بڑھا کر ضرغام کے ہاتھ سے وہ شال والا پیکٹ پکڑ لیا..

"ٹھیک ہے.. میں مینیج کر لوں گی..!!" مشال نے دھیمی آواز میں کہا. یقیناً اسے جانے کا اشارہ کیا تھا. ضرغام اثبات میں سر ہلاتا پلٹ گیا تھا.. پھر وہ اسے یہاں ایک کونے میں کھڑی نظر آئی تھی.. اور اب وہ اسکے سامنے کھڑی پھر سے ہچکچاہٹ کا شکار لگ رہی تھی. نیٹ کا دوپٹہ بالکل گلے سے لگا کر اسنے گردن پر ہوئی بینڈ ایج کافی حد تک چھپالی تھی جبکہ لمبے سیاہ بال پشت پر کھلے چھوڑ کر, بالوں کی کچھ موٹی لٹیں بائیں گال کی سائیڈ پر گرا لی تھیں. ضرغام کی لائی گئی سکن کلر کی شال جس پر میرون موٹے دھاگوں سے لکیر نما پھول کڑھے ہوئے تھے. پلّوں پر

جڑے چھوٹے چھوٹے نگ اس شال کو مزید نفیس بنا رہے تھے, شال کو بڑے سلیقے سے کندھوں کے گرد لپیٹ کر وہ پشت پر بکھرے بال چھپائے ہوئے تھی.. ضرغام دل ہی دل میں اسکی حیا پر فدا سا ہو گیا, جو میک اپ کے بغیر بھی گلاب کا پھول لگ رہی تھی ..

"نشال اور ضیغم بھائی کو مبارک باد بھی نہیں دیں گی..؟؟"ضرغام نے نرمی سے پوچھا.

"نشال کو مبارک باد دے چکی ہوں.. بہت پیاری لگ رہی ہے آج..!!" سٹیج پر بیٹھی نشال کو محبت بھری نظروں سے دیکھتی وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی .

"اور ضیغم بھائی..؟؟ان کو کون دے گا..؟؟"وہ خفگی سے بولا .

"وہاں... بہت لڑکے ہیں..!" سٹیج کے ارد گرد لڑکے اور لڑکیوں کے ہجوم کو دیکھ کر کہتی مشال نے ایک لمبی سانس لی. ضرغام کی وارفتہ نگاہوں نے بے ساختہ اسکے لبوں کی جنبش دیکھی تھی.

"اور میں بھی یہیں پر ہوں.. دیکھ لوں گا سب کو..!"اسنے سنجیدگی سے کہا تھا.

"لیجیئے بابا جان کی ہم پر نظر پڑ چکی ہے,وہ یہیں آ رہے ہیں.. آپ جائیں شاباش..!"اکرام فاروقی کو قریب آتے دیکھ وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوا تھا. مشال نے اسکے مسکراتے چہرے سے نگاہ ہٹا کر اسکی نگاہوں کے تعاقب میں قریب آتے اکرام صاحب کو دیکھا تھا..

"میں ہر طرف اپنی بیٹی کو تلاش کر رہا ہوں اور تم نے اسے یہاں چھپا رکھا ہے..؟؟"مسکرا کر شکوہ کرتے وہ دیکھ مشال کو رہے تھے مگر انکا مخاطب ضرغام ہی تھا.

"میں نے کب چھپایا ہے.. یہ خود ہی یہاں کمفرٹیبل فیل کر رہی ہیں.. بلکہ میں تو انہیں لینے آیا ہوں کیونکہ آغا جان بھی اسی گوہر نایاب کی تلاش میں ہیں..!!"معصوم بنتے ہوئے اسنے اکرام صاحب کو جواب دیا تھا. مشال کچھ تذبذب کا شکار ہوئی تھی.

"ہاں اس میں تو کوئی شک نہیں ہے... میری تینوں بیٹیاں ہی گوہر نایاب ہیں..!!"خوشدلی سے مسکراتے ہوئے انہوں نے ضرغام کی بات کی تائید کی تھی.

"لے جائیں انہیں.. میری طرف سے تو اجازت ہے..!"اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے ضرغام نے فراخدلی کا مظاہرہ کیا تھا.

"تمہاری اجازت کون مانگ رہا ہے..؟؟"مشال پہلی بار اسکی بات پر تپی تھی..

"شکر اللہ... آپ نے میری بات پر غصہ کر کے نارملی ری ایکٹ تو کیا..!!"ضرغام نے دانت نکوستے ہوئے خوشی سے کہا. اکرام صاحب بے اختیار ہنس پڑے.

"کیوں..؟؟ تمہیں کیا میں ابنارمل لگتی ہوں..؟؟"وہ پل میں غصے سے لال ہوئی تھی.

"ارے ارے.. لڑو مت.. یہ میرا بیٹا دراصل خود ہی ابنارمل ہے.. اسکی باتوں کو سیریس مت لیا کرو مشی بیٹا...!" اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ نرمی سے بولتے ضرغام کو چڑانے میں کامیاب ہو چکے تھے..

"ناٹ فیئر بابا جان..!"ضرغام نے مصنوعی خفگی جتائی. مشال کے گلابی لبوں پر ایک بھولی بھٹکی مسکراہٹ پھیل کر سمٹ گئی.. ضرغام نے بے یقینی سے اسکی جانب دیکھا.

"یہ محترمہ...؟؟ آپ ان کو جانتی ہیں.. آئی مین اِن سے واقف ہیں..؟؟" ضرغام نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا تھا. مشال نے حیران ہوتے ہوئے اسکی جانب دیکھا, جبکہ اکرام صاحب نے ضرغام کو تنبیہی نگاہوں سے گھورتے ہوئے بامشکل اپنی ہنسی دبائی تھی..

"کیا مطلب..؟ کون محترمہ..؟؟ مشال نے ناسمجھی سے پوچھا.

"ارے یہی محترمہ جو ابھی آپکے ہونٹوں پر آئی تھی.. کیا کہتے ہیں اسے بھلا... ہاں مسکراہٹ.. میں پوچھ رہا تھا کہ مسکراہٹ سے واقف ہیں آپ..؟؟" وہ بھرپور ایکٹنگ کرتے ہوئے پوچھ رہا تھا. اکرام صاحب جو پہلے ہی اسکا مذاق سمجھ چکے تھے, اسکی بات کے اختتام پر مشال کے چہرے پر پھیلتی سرخی دیکھ کر بے ساختہ قہقہ لگا کر ہنسے تھے..

" چلو بھئی ورنہ یہ لڑکا تو اپنی باتوں میں لگا کر پوری تقریب یہیں کھڑے کھڑے ہی نکال دے گا.... آجاؤ شاباش.. "ہنستے ہوئے کہتے اکرام فاروقی نے مشال کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تھا. مشال نے ایک گھورتی نظر ضرغام کے مسکراتے چہرے پر ڈالی پھر کچھ گھبراتے ہوئے انکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا. وہ اسے اپنے بازو کے حلقے میں لیے سرخ قالین کی روش پر چلنے لگے.. مشال کا دل... دھڑکنیں بے ہنگم سی ہو رہی تھیں. عجیب سا خوف تھا جو رگ و پے میں سرایت کرتا جارہا تھا. اسے خود پر حیرت ہو رہی تھی, بھلا وہ کیوں اتنی خوفزدہ ہو رہی تھی.. کیوں ڈر رہی تھی اس قدر.. اس کیوں کا جواب یقیناً وہ کالی سیاہ رات تھی جسکا تصور بھی مشال کے لیے محال تھا..

" میڈیسن وقت پر لے رہی ہو..؟؟" اسے وحشت بھری نگاہوں سے یہاں وہاں دیکھتا پاکر اکرام صاحب نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا.

"جج..جی لے رہی ہوں..!!" اسنے چونکتے ہوئے انہیں جواب دیا..

"ہوں..اور یہ ضرغام..یہ نالائق زیادہ تنگ تو نہیں کرتا..؟؟" انہوں نے ضرغام کی بابت اس سے دریافت کیا تو ایک پل کو اسکا دل کیا کہ انہیں بتادے کہ وہ کس قدر ڈھیٹ اور منہ پھٹ انسان ہے مگر پھر اسکا وہ شال لا کر دینا یاد آیا تو پھر چپ ہی رہی..

"اسکا مطلب ہے کہ تنگ کرتا ہے..؟؟" اسکی خاموشی محسوس کرتے ہوئے وہ دوبارہ بولے تھے... سرخ قالین کی روش کے دائیں بائیں صوفوں پر براجمان کئی مہمان اس لڑکی کی طرف متوجہ تھے جو شانِ بے نیازی سے اکرام فاروقی کے بازو کے حلقے میں انکے ساتھ ساتھ چل رہی تھی. اپنی بہن کے پاس کھڑی شازمہ بیگم نے جلتی نگاہوں سے اکرام صاحب کو دیکھا جن کے لبوں پر بڑی دھیمی مسکراہٹ تھی..

"ایسا نہیں ہے.,میں کچھ اور سوچ رہی تھی,اور آپ دیکھ تو چکے ہیں,بس ایسے ہی الٹی سیدھی باتیں کرتا رہتا ہے...!" مشال نے آہستگی سے کہا تھا.

"اسکی باتوں کو فیل مت کیا کرو..ابھی بچہ ہے..سدھر جائے گا..!" وہ کہتے ہوئے ہولے سے ہنسے تھے. مشال کی نگاہ انکے لفظ "بچہ" پر بے ساختہ ضرغام کی طرف اٹھی جو زرا فاصلے پر کھڑا ملیحہ سے باتیں کر رہا تھا. چھ فٹ سے نکلتی ہائٹ اور چوڑے شانوں کے ساتھ وہ کہیں سے بھی کم از کم بچہ نہیں لگ رہا تھا..

"میں فِیل نہیں کرتی..!" مشال نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے انہیں کم,خود کو زیادہ یقین دلایا تھا..وہ اسکی بات سمجھتے ہوئے نرمی سے مسکرادیے..پھر انکے ساتھ چلتی وہ آغاجان کے پاس جا کھڑی ہوئی. ان سے سر پر پیار لیتے ہوئے

اسے فریحہ بیگم کی یاد آئی تھی.. شدت سے ماں کی غیر موجودگی کا احساس ہوا تھا. پھر عبدالرحمٰن فاروقی صاحب نے ہی اسے اپنے سب عزیز و اقارب سے نشال کی جڑواں بہن اور اپنی نواسی کے طور پر ملوایا تھا. اور بلاشبہ وہ نشال سے اسی قدر مشابہہ تھی کہ اس تعارف کی محتاج نہیں تھی. آغا جان کے نرم, شفیق حصار میں سب سے ملتے ہوئے بھی جانے کیوں وہ خود کو بے حد کمزور اور غیر محفوظ محسوس کر رہی تھی. اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہاں موجود ہر بڑے چھوٹے مرد کی نگاہ اسی پر ہے, اور شاید وہ کچھ غلط محسوس کر بھی نہیں رہی تھی, ایک تو اسکے وجود سے پھوٹتی سوگواری اور دوسرے اسکے حسین چہرے پر سجی غلافی آنکھوں کا مخصوص سرد سا تاثر اسے عام لڑکیوں سے بے حد مختلف ظاہر کر رہا تھا.. آخر میں اکرام صاحب نے اسکا سرسری سا تعارف اپنے دوست کی فیملی سے بھی کروایا تھا. ان کا بیٹا چند روز پہلے ہی امریکہ سے پی-ایچ-ڈی کی ڈگری لے کر واپس لوٹا تھا اور آجکل اکرام صاحب کے ساتھ ہی انکے ہاسپٹل میں ہوتا تھا..

"ماشاءاللہ بہت ہی پیاری ہیں آپکی بیٹیاں.. اللہ انکے نصیب اچھے کرے..!" انکے دوست کی بیوی نے اسے خود میں بھینچتے ہوئے اکرام صاحب سے کہا تھا. مشال انکی تعریف پر تو کیا ہی جھینپتی الٹا انکے بیٹے کی نگاہوں سے کوفت زدہ ہوتی پلکیں جھپکنے لگی.. چہرے پر شدید ناگواری کے تاثرات پھیل چکے تھے.

"ایکسکیوز می...!" سرد مہری سے کہتی وہ ان کے پاس سے ہٹ گئی.. ڈاکٹر شاہ میر کی نگاہوں نے اسکا پیچھا کیا تھا..

♦♦♦♦

"واٹ...؟؟ یہ.. یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ..؟ آپکے کہنے پر, آپکی خوشی کی خاطر میں نے یہ نکاح کیا ہے اور اب آپ رخصتی کا کہہ رہے ہیں.. اس بارے میں سوچیے گا بھی مت.. میں ابھی رخصتی نہیں چاہتا آغا جان..!!" آغا جان کی بات سن کر وہ ہتھے سے ہی اکھڑ گیا تھا.

"اس میں ایسی برائی بھی کیا ہے ضیغم..؟؟ بیوی ہے تمہاری اور پھر نکاح بھی ہو چکا ہے.. مہمانوں کے سامنے تماشا مت بناؤ بیٹے.. رخصتی دو ماہ بعد بھی تو ہونی ہی ہے تو ابھی کیا مسئلہ ہے..؟؟" پاس کھڑے اکرام صاحب اسکی رخصتی نہ کروانے والی رٹ کی بانت سن کر بول پڑے..

ضیغم انکی بات پر ایک پل کو خاموش ہو گیا..

"زیادہ سوچو مت.. میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ رخصتی آج ہی ہو گی..!!" اسے قالین کو گھورتا دیکھ آغا جان سنجیدگی سے گویا ہوئے.. ضیغم کی پیشانی پر بلوں میں اضافہ ہوا تھا.

"اور اگر میں کہوں کہ مجھے آپکے فیصلے سے اختلاف ہے تو..؟؟" ضیغم نے کا لہجہ تلخ ہو رہا تھا.

"تب بھی میرا فیصلہ ہرگز نہیں بدلے گا..!!" آغا جان نے فوراً جواب دیا تھا. ضیغم نے ایک ناراض نگاہ انکے چہرے پر ڈالی جس پر چٹانوں جیسی سختی تھی.

"آئی ڈونٹ بلیو دِز... آپ مجھے ٹریپ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں..؟؟" انکے فیصلے پر بے بس ہوتے ہوئے اسنے خفگی سے پوچھا تھا.

"تم شاید بھول رہے ہو.. نشال سے شادی کے لیے تمہی نے ہامی بھری تھی میرے شیر...!" آغا جان کہتے ہوئے خوبصورتی سے مسکرائے تھے. ضیغم ایک پل کو لاجواب ہوا تھا..

"لیکن...!" نگاہ جھکاتے ہوئے وہ بولتے بولتے چپ ہو گیا..

"لیکن ویکن کچھ نہیں ضیغم.. وقت کم ہے بیٹے.. سب مہمان انتظار کر رہے ہیں.. ہاں کر دو..!" اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اکرام صاحب نے نرمی سے کہا تھا. ضیغم نے ایک سلگتی ہوئی نگاہ سٹیج پر لڑکیوں کے جھرمٹ میں گھری نشال پر ڈالی تھی. پھر نگاہ کا زاویہ بدلتے ہوئے آہستگی سے گویا ہوا.

"ٹھیک ہے, جیسے آپکو مناسب لگے..!" بڑی مشکلوں سے یہ الفاظ اسکے لبوں سے ادا ہوئے تھے.. اکرام صاحب نے اسے محبت سے گلے لگالیا. ضیغم کی آنکھوں میں نشال کا سجا سنورا روپ دیکھتے ہوئے سرخی پھیل رہی تھی. دل الگ آج اسکے حکم اور مرضی کے خلاف انوکھے راگ الاپ رہا تھا.. مگر وجود میں برسوں سے پلتی نشال کے لیے نفرت ٹھاٹھیں مارتی اپنا آپ منوانے کو بے تاب ہو رہی تھی.. اسنے ایک پل میں دھڑکتے دل کی دھڑکنوں کو انکی اوقات دکھائی تھی.. اس قدر سختی سے اپنے دانت بھینچ لیے تھے کہ چہرہ سرخ پڑنے لگا تھا. اسکے غصے سے گھبرا کر دل نے چپ کی بکل ماری تھی اور ہمیشہ کی طرح ایک کونے میں دبک گیا. شاہانہ, پر غرور چال چلتا وہ آغا جان اور اکرام صاحب کے پاس سے ہٹ کر دوسری طرف ایک کونے میں جا کھڑا ہوا. پھر جیب سے موبائل نکال کر سکرین کو چیک کیا تھا. حسبِ توقع سب سے اوپر ہی ڈی-ایس-پی زمان کی مسڈ کالز تھیں.. ضیغم نے اسے کال بیک کی تھی.. دوسری جانب پہلی ہی بیل پر اسنے کال ریسیو کر لی تھی.

"کیا خبر ہے..؟؟" ضیغم نے اپنا مخصوص سوال پوچھا تھا.

"سر... آپ نے جو اُس لڑکی سے کل شام بیان ریکارڈ کروایا تھا, اسکی بیس پر آج صبح کورٹ نے اریسٹ وارنٹ جاری کر دیا تھا.. میں صرف آپکے آرڈر کا ویٹ کر رہا ہوں.. آپ جیسے ہی کہیں گے میں پولیس فورس لے کر آصف علوی کو گرفتار کرنے اسکے گھر دھاوا بول دوں گا.!!" ڈی-ایس-پی زمان کی آواز آخر میں مسکرانے کی وجہ سے دھیمی ہو گئی تھی.

"آج تو وہ گھوڑی چڑھنے والا ہے ناں..؟؟" ضیغم نے سنجیدگی سے پوچھا.

"گھوڑی چڑھنے والا تھا.. سننے میں آیا ہے کہ, اسکی لندن پلٹ منگیتر نے اسکے زانی ہونے کو بنیاد بنا کر اسے ریجیکٹ کر دیا ہے.. گھر والے خوب ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مگر.. وہ لڑکی ہاں کرنے کو تیار نہیں ہے..!!" ڈی-ایس-پی زمان نے اسے مزید معلومات دی تھیں.

"تو ٹھیک ہے پھر.. آج ہم بارات لے کر دولہے میاں کے گھر چلتے ہیں.. اور اسے ڈولی میں بٹھا کر.. اسکے حقیقی سسرال لے کر آتے ہیں..!" سرد لہجے میں بولتے ضیغم کے لبوں پر ایک زہر خند مسکراہٹ پھیل گئی..

"میں لاہور کی حدود سے نکل کر تمہیں کال کرتا ہوں زمان.. تم تب تک پولیس فورس ریڈی کرو.. آصف علوی کل صبح کا اجالا نہیں دیکھ پائے گا.. کیونکہ کل صبح سے پہلے ہی وہ کوٹھری کی تاریکیوں میں پھینک دیا جائے گا..!!" ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولتا وہ دوسری جانب ڈی-ایس-پی زمان کو چونکا گیا تھا.

"مگر سر.. آج تو آپکا بھی نکاح ہوا ہے ناں..؟؟" سپیکر سے زمان کی پریشان زدہ سی آواز ابھری تھی. اسکے سوال پر ضیغم بدمزہ ہوا..

"صرف نکاح ہی نہیں, رخصتی بھی ہو رہی ہے...!!" ضیغم نے بے زاری سے جواب دیا.

"اوہ رئیلی..؟؟" دوسری جانب زمان کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی.

آپکو ڈبل مبارک ہو سر.. اللہ آپ کو اور بھابھی کو ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ خوش وخرم رکھے.. لیکن.. اگر رخصتی بھی آج ہی ہو رہی ہے... پھر تو آپکو وہیں رکنا چاہیئے سر..!" خوشدلی سے مبارک باد دیتا وہ آخر میں اسے چھیڑنے کی جرأت کر رہا تھا.

"رخصتی ہو رہی ہے, اسی لیے تو آرہا ہوں بے وقوف..!" وہ صرف سوچ ہی سکا تھا. کہنے سے اسنے پرہیز کیا تھا.

"خیر مبارک.. مگر ابھی تمہیں جتنا کہا ہے تم بس وہ کرو.. میں جلد از جلد پہنچ رہا ہوں..!!" ضیغم نے سنجیدگی سے اسے حکم دیا تھا.

"اوکے سر..!" ڈی-ایس-پی زمان کی مستعد آواز فون کے سپیکر سے ابھری تو ضیغم نے فی امان اللہ کہہ کر کال ڈسکنیکٹ کر دی.. پھر موبائل ہاتھ میں پکڑے وہ اکرام صاحب کی جانب بڑھا جو شازمہ بیگم کے پاس کھڑے انکا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہے تھے جو یقیناً انہیں رخصتی والی بات سن کر ہی آیا تھا.

"چاچو..!!" انکے قریب جاتے ہوئے ضیغم نے انہیں آہستگی سے پکارا تھا. اکرام فاروقی نے پلٹ کر اسکی جانب دیکھا.

"ہوں.. کیاہوا..؟"اکرام صاحب نے نرمی سے پوچھا.

"مجھے ایک امپورٹنٹ کیس کے سلسلے میں پتوکی جاناپڑرہاہے.. آپ یہاں سب مینیج کرلیجیئے گا پلیز..!" ضیغم نے ٹھہر ٹھہر کر کہا تھا. اسکی بات سن کر اکرام صاحب کی پیشانی پر تفکر کی لکیریں نمودار ہو گئیں جبکہ شازمہ بیگم کا غصہ اسکے جانے کا سن کر ایک دم ہی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا.. دلی مراد جو بر آئی تھی. بھلانشال کے لیے اس سے زیادہ تکلیف کا اور کیا مقام ہو سکتا تھا کہ شادی کی پہلی ہی رات ضیغم اسے چھوڑ کر جارہا تھا. وہ قدرے پر سکون سی ہو چکی تھیں.. مگر کاش کہ وہ اس وقت اپنے بیٹے کی آنکھوں میں پھیلی سرخی اور وجود میں انگڑائیاں لیتی بد سکونی کی وجہ سمجھنے کی اہلیت رکھتیں..

"اس وقت..؟؟اگر ابھی جاؤ گے تو واپسی کس ٹائم تک ہو گی..؟؟"اکرام صاحب پریشان زدہ سے پوچھ رہے تھے..

"واپسی کا تو کچھ کنفرم نہیں ہے چاچو.. جلدی واپس آنے کی کوشش کروں گا..ابھی میں جلدی میں ہوں.. آپ پلیز مجھے اجازت دیں..!"وہ نگاہ جھکائے بڑی سنجیدگی سے بات کر رہا تھا.

"میں تمہیں کیسے اجازت دوں ضیغم..باباجان تم سے سخت خفا ہو جائیں گے اور...اور شاید مجھ سے بھی..!!"اکرام صاحب نے اسے معاملے کی نوعیت سمجھانے کی کوشش کی تھی.

" میری جاب ایسی ہی ہے چاچو... میں مجبور ہوں, کوشش کروں گا کہ صبح سے پہلے واپسی ہو جائے...!!"وہ جس قدر ٹھنڈے لہجے میں بول رہا تھا,اکرام صاحب بخوبی سمجھ رہے تھے کہ وہ نشال سے فرار چاہ رہاہے.. انہوں نے ایک

خفا خفا سی نگاہ اس پر ڈالی مگر وہ نظر انداز کرتا شازمہ بیگم سے پیار لینے لگا.. پھر ایک اجازت طلب نگاہ اکرام صاحب پر ڈال کر وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا. نشال کی نگاہوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا تھا مگر اسنے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا.. دیکھتا بھی کیسے... پلٹ کر دیکھنے کی صورت میں پتھر ہو جانے کا خدشہ جو لاحق ہو گیا تھا اسے.. دو آنسو بہت چپکے سے ٹوٹ کر نشال کے رخساروں پر بکھر گئے تھے جنہیں چہرہ جھکا کر اسنے چھپانے کی بھرپور کوشش کی تھی.. یقیناً وہ اب واپس نہیں آنے والا تھا..

♦♦♦♦

رخصتی ہو چکی تھی.. اکا دکا رسموں کے بعد نشال کو ضیغم کے بیڈروم میں پہنچا دیا گیا تھا.. مہمان جانا شروع ہو چکے تھے ایسے میں مشال سب سے نظر بچا کر لان کے قدرے سنسان گوشے میں چلی آئی.. فاروقی ہاؤس کے اندر ابھی بھی چند مہمانوں کا جمگھٹا لگا ہوا تھا جن کی موجودگی سے گھبرا کر وہ یہاں لان کے الگ تھلگ حصے میں آ گئی تھی. مگر نہیں جانتی تھی کہ کوئی اسکی ایک ایک حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے ہے.. "ہیلو لسن پلیز...؟؟" اپنے قریب بھاری مردانہ آواز پر وہ اچھل کر رہ گئی. مشال نے سخت ہراساں ہو کر اس شخص کی جانب دیکھا.. بہت زیادہ گھور لینے پر بھی وہ اسے پہچان نہیں پائی تھی جو اسکی آنکھوں میں پھیلتا خوف دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا.

"کیا آپ سے پانچ منٹ بات ہو سکتی ہے..؟؟" وہ بڑی شائستگی سے پوچھ رہا تھا. مشال نے گھبرا کر اطراف میں دیکھا.. آس پاس کوئی بھی نہیں تھا. مشال کا حلق خشک ہونے لگا.

"نن.. نہیں مجھے کسی سے کوئی بات نہیں کرنی...!!" خوفزدہ سی کہتی وہ وہاں سے جانے کو پلٹی تھی. ڈاکٹر شاہ میر جلدی سے گھوم کر اسکے سامنے آیا. مشال کا سانس سینے میں ہی کہیں اٹکنے لگا. خوف سے اسکے ہاتھ پاؤں باقاعدہ

کانپنے لگے تھے.. اسے سامنے کھڑے مرد سے شدید ترین نفرت کا احساس ہوا تھا مگر اندرونی خوف کے باعث وہ اس نفرت کا اظہار کرنے سے قاصر تھی..

"مجھے جانے دو پلیز..!!" آنکھوں میں امڈتے آنسو حلق میں اتارتے ہوئے مشال نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا.

"صرف دو منٹ کی تو بات ہے.. اتنی جلدی بھی کیا ہے..!!" وہ شاید اسے رعایت دینے کے موڈ میں نہیں تھا. مشال کی جان ہوا ہونے لگی. اسے لگا آج پھر ایک اور زاویار بیگ اسکے سامنے آ کھڑا ہوا ہے.. اسکی ہرنی جیسی خوفزدہ آنکھوں میں وحشت بھرنے لگی. سامنے کھڑے مرد کو سراسیما نگاہوں سے دیکھتی مشال نے اپنے دونوں ہاتھوں سے دھکا دیا تھا اور لان میں روشنیوں والی سائیڈ کی طرف بھاگی. ڈاکٹر شاہ میر جو اسکے پر زور دھکے سے لڑکھڑا گیا تھا, شدید غصے میں آتے ہوئے اسکے پیچھے لپکا تھا اور اسے کلائی سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا..

"ہاؤ ڈیئر یو... آپ میں مینرز نام کی کوئی چیز نہیں ہے کیا..؟؟ ایسے کون ہِٹ کرتا ہے گھر آئے مہمان کو..؟؟" اسکی کلائی اپنی مٹھی میں دبوچے وہ سختی سے پوچھ رہا تھا.. اسکے ہلتے لبوں کو سن ہوتے دماغ کے باعث وہ صرف دیکھ پا رہی تھی.. سماعت سے تو جیسے محروم ہی ہو چکی تھی..

"چھوڑ دو مجھے گھٹیا نیچ انسان.. چھوڑو مجھے..!!" اپنی کلائی چھڑانے کی کوشش کرتی وہ چلائی تھی. ڈاکٹر شاہ میر اسکے لہجے کی نفرت اور درشتگی پر حیران رہ گیا..

"میں نے ایسا کِیا ہی کیا ہے جو آپ مجھے یوں برا بھلا کہہ رہی ہیں..؟؟" اسے اس حسینہ کا خود کو یوں الزام دینا ناگوار گزرا تھا.. مشال کا ذہن اسکی کوئی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھا..

"چھوڑو مجھے.. کوئی ہے.. بچاؤ.. مجھے بچاؤ...!!" وہ اسکی گرفت سے اپنی کلائی آزاد کروانے کو بری طرح چلائی تھی.

تبھی ڈاکٹر شاہ میر کی نگاہ اسکے چہرے پر ہوئی بینڈ تیج پر پڑی تھی..

"اوہ پلیز میڈم چلانا بند کریں.. گال کا زخم آپکے دماغ پر اثر کر گیا ہے شاید..!!" اسکے چلانے پر وہ ایک پل کو بوکھلا گیا.. وہ جسطرح اس سے خوفزدہ ہو رہی تھی, اگر کوئی بھی وہاں آجاتا یا وہ اندر جاکر کسی کو بتا دیتی تو اسکے لیے یقیناً شرمندگی کا مقام تھا. وہ تو محض اسے پروپوز کرنے آیا تھا.

"دیکھئے میری بات سنیں پلیز.. آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں..!!" سچویشن کو سمجھتے ہوئے شاہ میر نے بات سنبھالنے کی کوشش کی مگر مشال مسلسل نفی میں گردن ہلاتے ہوئے چلا رہی تھی..

"ماما...ماما.. مجھے بچالیں.. چھوڑو مجھے..!!" وہ روتے ہوئے آج پھر اپنی ماں کو پکار رہی تھی. شاہ میر کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کرے تو کرے کیا.. اسے چپ کروانے کو شاہ میر نے جلدی میں اسے ایک طرف کو لے جاتے ہوئے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا.. مشال کی رگ رگ میں تکلیف سرایت کرنے لگی.. تیئیس دن پہلے کا منظر پوری آب و تاب سے اسکے ذہن کے پردے پر لہرایا تھا.. آنسو بہت تیزی سے اسکے گالوں کو بھگونے لگے تھے.. دل بس ڈوبنے کو ہی تھا.. اسکی گرفت سے مچلنے کو بے تاب ہوتی مشال چلانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی.. شاہ میر کا ارادہ اسے ایک طرف لے جاکر آرام سے سمجھانے کا تھا مگر تبھی مشال کی آواز کے تعاقب میں ضرغام اور اکرام صاحب وہاں آئے تھے.. مشال کو شاہ میر کی گرفت میں مچلتا دیکھ ضرغام بے تابانہ اسکی طرف لپکا تھا.

"ہاؤ ڈیئر یو..؟؟"شاہ میر کا گریبان پکڑتے ہوئے وہ دہاڑا تھا. ضرغام نے بنا لحاظ کیے شدید اشتعال میں اسکے منہ پر دو تین پنچ مارے تھے.. جبکہ خوف سے تھر تھر کانپتی مشال وہیں بیٹھتی چلی گئی تھی. اکرام صاحب سرعت سے اسکی جانب بڑھے تھے..

"تم غلط سمجھ رہے ہو ضرغام.. لسن پلیز جسٹ اے منٹ..!!"اپنا بچاؤ کرنے کی ناکام کوشش کرتا ڈاکٹر شاہ میر بمشکل بول پایا تھا..

"سمجھنے کو رہ ہی کیا گیا ہے گھٹیا انسان.. سب کچھ تو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں میں..!"اسے زوردار دھکا دیتے ہوئے وہ چلایا تھا. مار پیٹ اور چیخ و پکار کی آواز سن کر ویٹرز بھی وہاں آ گئے تھے. ایک سلگتی نگاہ زمین پر گرے شاہ میر پر ڈالتے ہوئے وہ مشال کی طرف بڑھا تھا جو اکرام صاحب کو پہچاننے سے انکار کر رہی تھی..

"میرے پاس مت آؤ.. کوئی مت آؤ پلیز... میری ماما کو بلادو پلیز...ماما...ماما... میری ماما...!!"وہ اونچی آواز میں چلاتی, اپنا سر نفی میں ہلاتی, بالوں کو نوچتی حقیقتاً کوئی نفسیاتی مریضہ لگ رہی تھی.. کندھوں پر لپٹی شال کو مٹھیوں میں دبوچے وہ اپنا آپ ڈھانپنے کی کوشش کر رہی تھی. اسے اپنا وجود نیم برہنہ محسوس ہو رہا تھا اور یوں لگ رہا تھا جیسے وہاں موجود تمام مرد اسے تمسخر اڑاتی نظروں سے دیکھ رہے ہیں..

"مشال...کچھ نہیں ہوا.. ادھر دیکھیں میری طرف... سب ٹھیک ہے, یو آر سیو.."اس سے ذرا سے فاصلے پر پنجوں کے بل بیٹھتے ہوئے وہ نرمی سے کہہ رہا تھا.. مگر وہ روتے ہوئے نفی میں گردن ہلاتی مسلسل فریحہ بیگم کو پکار رہی تھی.. اکرام صاحب اسکے پاس سے ہٹتے ہوئے شدید غصے میں زمین سے اٹھتے شاہ میر کی طرف بڑھے تھے..

"انکل...بیلیو میں آپکو مس انڈرسٹینڈنگ ہوئی ہے... آپکی بھانجی... شی از آلموسٹ میڈ...بیلیو می..!!"وہ انہیں اپنی صفائی دینے کی کوشش کر رہا تھا.

"ہاں یہ پاگل ہیں... لیکن ہم پاگل نہیں مسٹر شاہ میر..یو کین گو پلیز.. گو فاسٹ..!!"اکرام صاحب کی بجائے مشال کے پاس بیٹھے ضرغام نے اسے سرد لہجے میں جواب دیا تھا.اتنے میں شاہ میر کے والد (اکرام فاروقی کے دوست) بھی وہاں آچکے تھے..اکرام صاحب بڑے سبھاؤ سے ان دونوں باپ بیٹے کو ڈیل کر کے وہاں سے چلتا کرنے گیٹ کی طرف گئے تھے جبکہ یہاں ضرغام,مشال کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا..

"مشال پلیز..ایک دفعہ میری طرف تو دیکھیں..!"ایک قدم مزید اسکے قریب ہوتے ہوئے وہ بڑی نرمی سے کہہ رہا تھا.مشال نے اپنی پانی بھری سوجی سوجی,خوفزدہ آنکھیں کھولتے ہوئے اسکی جانب دیکھا تھا..ایک لمحہ.. محض ایک پل لگا تھا..,ضرغام کی آنکھوں نے ان غلافی آنکھوں کو حفظ کر لیا تھا.

"دیکھیں مجھے,کیا آپ مجھے نہیں پہچانتیں..؟؟"اسکی آنکھوں میں جھانکتا وہ بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا.مشال نے ایک لمبا سانس خارج کرتے ہوئے اسکا وجیہہ چہرہ دیکھا تھا..ذہین آنکھوں کی چمک کچھ بجھی بجھی سی تھی..چہرہ غصے کی شدت سے کچھ کچھ سرخ ہو رہا تھا..مشال نے ایک بار پھر اسکی آنکھوں کا رنگ پہچاننے کی کوشش کی تھی.. کبھی شرارت کرتی,مسکراتی,چمکتی,اپنی طرف متوجہ کرتی آنکھیں..

"تم...!"مشال کے کپکپاتے لب آہستگی سے وا ہوئے تھے..

"ہاں میں..؟؟ پہچانتی ہیں ناں مجھے..؟؟"ضرغام نے اپنا سوال دہرایا تھا..

"ہاں تم.. ضرغام ہوناں..!!" اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولتی.. وہ اسے پہچانتے ہوئے جیسے خود بھی بے یقین سی تھی..

"ہاں میں ضرغام.. آپکے ماموں کا بیٹا..!" کہتے ہوئے ضرغام ہولے سے مسکرایا.

"تم بھی سب جیسے ہی ہوناں.. گھٹیا اور بیچ..؟؟" وہ اسے گھورتے ہوئے بولی تھی.. ضرغام کا دل کیا اپنے سر کے بال نوچ ڈالے.

"نہیں.. میں وہ ہوں جو ڈیلی آپکی بینڈ تیج کرنے آتا ہوں.. یاد آیا..؟؟" بولتے ہوئے ضرغام نے لہجے کو نرم رکھا.

حقیقتاً اسے باور کروایا تھا کہ جو لڑکا اسکی بینڈ تیج کرتا ہے وہ سب سے مختلف ہے..

"بینڈ تیج..؟؟" پوچھتے ہوئے مشال نے بے اختیار اپنے گال پر ہاتھ رکھا..

"جی.. اور آج میں نے..." ضرغام کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ بول پڑی.

"آج تم.. نے.. یہ شال.. شال لا کر دی تھی ناں مجھے..؟" شال پر ہاتھ پھیرتی وہ آہستگی سے گویا ہوئی..

"جی بالکل..!" ضرغام نے سکھ کا سانس لیا تھا.

"تت.. تم نے دیکھا ضرغام.. وہ لڑکا... کتنا برا تھا وہ.. وہ مجھے... ہی واز چیپ... بہت گندا تھا وہ...!!" ضرغام کو پہچانتے ہوئے وہ پھر سے رونے لگی. ضرغام کو بے اختیار اس پر پیار آیا تھا.

"کون سالڑکا مشال.. کیا آپ نے کوئی برا خواب دیکھا ہے..؟؟" ضرغام نے انجان بنتے ہوئے پوچھا تھا. مشال کی آنکھیں اسکے سوال پر حیرت سے پھیل گئیں. اسکی آنکھوں کے اس حسین وار پر ضرغام نے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبا لیا.

"ابھی یہاں پر تھا ناں وہ..!" مشال نے اپنے ہاتھ کی انگلی سے اس طرف اشارہ کیا جہاں تھوڑی دیر پہلے شاہ میر, ضرغام سے مار کھا کر گرا تھا..

"اور تم..ہاں تم ہی.. تم نے ہی مارا تھا اسے..!" مشال نے جلدی سے کہا مبادا وہ کہیں بھول ہی نہ جائے..

"نہیں.. میں تو ابھی آیا ہوں.. آپ یہیں لیٹی لیٹی سو گئی تھیں.. میں جب آیا تو آپ روتے ہوئے بچاؤ بچاؤ پکار رہی تھیں.. آپ نے شاید کوئی برا خواب دیکھا ہے.. تھینک گاڈ کہ آپکی آنکھ کھل گئی.. کافی ڈری ہوئی تھیں آپ.. شکر اللہ کہ آپ نے مجھے پہچان لیا..!!" نارملی کہتے ہوئے وہ آخر میں دھیرے سے ہنسا تھا. مشال نے بے یقینی سے اطراف میں دیکھا جیسے شاہ میر کو تلاش رہی ہو مگر لان خالی پڑا تھا.. تو کیا وہ سب واقعی ایک خواب تھا. مشال حیرت زدہ سی کھڑی ہو گئی.. جبکہ ضرغام نے نرم نگاہوں سے اسکا پریشان چہرہ دیکھا تھا.. وہ جان چکا تھا کہ مشال کے ساتھ کوئی نفسیاتی مسئلہ ہے.. اس لیے اسنے اس واقعہ کو بھیانک خواب کا نام دے دیا تھا.. کہ شاید خواب کے اثر سے نکلنا مشال کے لیے زیادہ آسان رہتا... اور ضرغام کی سوچ بالکل درست تھی.. وہ اپنے آنسو صاف کرتی ہوئی قدرے ہلکی پھلکی لگ رہی تھی.. جبکہ اسکے ساتھ ساتھ فاروقی ہاؤس کی عمارت کی طرف بڑھتا ضرغام, اکرام صاحب کو اپنے اس خواب والے کارنامے کی بابت بتانے کا سوچ کر مسکرا رہا تھا.

♦♦♦♦

"سر مجھے لگتا ہے کہ ارباز علوی ہماری آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے.. اتنے شارٹ ٹائم میں, آصف علوی آؤٹ آف کنٹری نہیں جا سکتا.. جبکہ آج اسکی شادی بھی تھی..!"پولیس جیپ میں اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر براجمان ڈی-ایس-پی زمان احمد سنجیدگی سے گویا ہوا. ضیغم کی سرخ آنکھوں میں ضبط کے طوفان ہلکورے لے رہے تھے..

"تمہیں صرف لگ رہا ہے زمان.. مجھے پورا یقین ہے کہ وہ ہماری آنکھوں میں دھول ہی جھونک رہا ہے.. مگر ارباز علوی جانتا نہیں ہے کہ ایس-پی ضیغم کی ناک کے نیچے سے اسکا شکار چھیننے والوں کی سزا کیا ہوتی ہے.. دونوں باپ بیٹے کا وہ حشر کروں گا کہ پوری دنیا یاد رکھے گی..!!"جیپ کا سٹئیرنگ گھماتے ہوئے وہ سلگتے لہجے میں کہہ رہا تھا.. اور زمان بخوبی جانتا تھا کہ وہ صرف کہہ ہی نہیں رہا تھا,وہ یقیناً اپنا کہا پورا کرنے والا تھا.. رات کے بارہ بجے کے قریب جب ضیغم نے پولیس فورس کے ساتھ ارباز علوی کی حویلی کو گھیرا تھا...,تب وہ (ارباز علوی) بڑے کروفر سے چلتا ہوا ضیغم کے سامنے آ کر رکا تھا. اسکی دی گئی خبر نے ضیغم کو دانت بھینچنے پر مجبور کر دیا تھا. اسنے وہیں کھڑے کھڑے انفارمیشن نکلوائی تھی اور لاہور ائیرپورٹ کے سٹاف نے ارباز علوی کی بات کی تصدیق کر دی تھی..

آصف علوی کورٹ کے وارنٹ ایشو کرنے سے پہلے ہی ملک چھوڑ کر جا چکا تھا.. ضیغم نے اپنے اُمڈتے غصے کو دبانے کے لیے نچلا لب دانتوں میں دبا لیا. ورنہ ارباز علوی کا گریبان پکڑنے کی شدید خواہش سر ابھار رہی تھی. مگر وہ ضیغم ہی کیا جو دشمن کے سامنے اپنی ہار پر, اپنے اشتعال کا اظہار کر دیتا.. اسکی بات پر اپنا آپ کنٹرول کرتے ہوئے پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ گھسائے تھے اور سفاکی سے مسکرایا..

"انجام کے لیے تیار رہنا.. تمہارے فرار بیٹے کو اگلے چوبیس گھنٹوں میں تمہاری آنکھوں کے سامنے کال کوٹھری میں لا کر نہ پھینکا تو ضیغم اجلال اپنی وردی اتار پھینکے گا..!!" اسکی آواز میں پانی کی طرح ٹھہراؤ مگر لہجے میں بھڑکتی ہوئی آگ تھی. ارباز علوی کو پہلی بار کسی سے خوف محسوس ہوا تھا.. وہ ضیغم کو گھور کر رہ گیا تھا.. جبکہ اپنی بات پر ارباز علوی کے چہرے کا بدلتا رنگ دیکھ کر ضیغم کو اندرونی تسکین ملی تھی.. اور پھر وہ وہاں سے نکل آیا تھا..

"اب آگے کیا آرڈرز ہیں سر..؟؟" زمان کی آواز پر وہ چونکتے ہوئے اسکی جانب متوجہ ہوا.

"یہ بات تو کلئیر ہے کہ, آصف علوی ملک سے باہر نہیں گیا... فرحان چوہدری (ڈی-آئی-جی) صاحب سے کچھ اور نہ ہو سکا تو انہوں نے ائیر پورٹ کے سٹاف سے ہیلپ لے لی.. لیکن خیر... دنیا میں ایسا کوئی کام نہیں جو ضیغم اجلال کے بس سے باہر ہو... تم پتو کی کا ایک ایک گھر چھان مارو...زمین کھودو... لیکن اسے ڈھونڈ نکالو... ارباز علوی کو یوں محسوس ہونا چاہئیے کہ ہم اسکے بیٹے کو ڈھونڈنے کے لیے خوار ہو رہے ہیں.. تم صبح ہوتے ہی یہ کام ضرور کرو زمان..!!" پرسوچ نظروں سے سڑک پر پھیلی رات کی سیاہی کو گھورتے ہوئے وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا.

"مطلب..؟؟یعنی کے..!" زمان نے اسکی طرف رخ کرتے ہوئے اپنی بات ادھوری چھوڑی..

"یعنی کے جسطرح اسنے ہماری آنکھوں میں دھول جھونکی ہے, بالکل اسی طرح اپنی خواری کا اظہار کر کے ہم اسکی آنکھوں میں دھول جھونکیں گے..!" کہتے ہوئے ضیغم کے لبوں پر زہر خند مسکراہٹ بکھر گئی..

"تو کیا آپ جانتے ہیں کہ..؟؟ آصف علوی کہاں ہے..؟؟" زمان حیرت زدہ سا پوچھ رہا تھا..

"یقیناً نہیں جانتا.. مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ وہ میری پہنچ سے دور نہیں ہے.. بہت جلد میرے شکنجے میں ہو گا..!!" ضیغم نے اطمینان سے کہا. زمان نے الجھتے ہوئے سامنے سڑک پر نگاہ جمالی. بلاشبہ ضیغم اجلال کی سوچ تک رسائی حاصل کرنا اسکے لیے ناممکنات میں سے ہی تھا.. پولیس موبائل تھانے پہنچ چکی تھی جبکہ ضیغم اب زمان کو اسکے فلیٹ تک ڈراپ کرنے جارہا تھا.

"میرا خیال ہے کہ لاہور پہنچنے میں آپکو فجر کا وقت ہو جائے گا سر.. مجھے بے حد افسوس ہو رہا ہے کہ اپنی زندگی کی اہم ترین رات آپ نے اپنی ڈیوٹی کی خاطر وقف کر دی..!!" ڈی-ایس-پی زمان افسردگی سے گویا ہوا مگر ضیغم اسکے تاسف جتانے پر بہرا بن گیا.. زمان کا فلیٹ کچھ ہی دور تھا جب سڑک پر موڑ کاٹتے ہوئے سامنے سے کوئی آیا تھا.. ضیغم نے اس لڑکی کو بچانے کے لیے سرعت سے جیپ کو بریکس لگائے تھے مگر وہ لڑکی گاڑی کے بونٹ سے ٹکرا کر سڑک پر گر چکی تھی.. ضیغم اور زمان نے اپنے ریوالورز ہاتھ کی گرفت میں لیے تھے اور جیپ سے نیچے اتر کر اس لڑکی کی جانب بڑھے جو اب سڑک سے اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی. رات کے دوسرے پہر اس سنسان سڑک پر ایک اکیلی لڑکی کی موجودگی یقینی طور پر مشکوک تھی.

"کون ہو تم..؟؟ اور یہاں کیا کر رہی ہو..؟؟" گن اس پر تانتے ہوئے زمان نے سختی سے پوچھا تھا. سامعہ جو اپنی پیشانی سے نکلتے خون پر ہاتھ رکھے ہوئے تھی, اپنے سامنے دو پولیس والوں کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گئی..

"یہ... گن تو نیچے کریں.. میں کوئی چور تھوڑی ہوں جو آپ یوں مجھ سے تفتیش کر رہے ہیں.." وہ دھیمے لہجے میں اپنے دفاع کے لیے بولی تھی.

"اس وقت تو سڑکوں پر چورنیاں ہی گھومتی ہیں بی بی.. شریف گھروں کی لڑکیاں نہیں..!!" ضیغم اپنے مخصوص کرخت لہجے میں گویا ہوا اور اپنی گن پشت پر لگاتے ہوئے زمان کو بھی گن نیچے کرنے کا اشارہ کیا. جیپ کی فرنٹ لائیٹس میں سامعہ کا حلیہ ان دونوں کے سامنے ہی تھا..

"دیکھیئے.. میں ایک شریف گھر کی ہی لڑکی ہوں مگر... مگر بس. میں آپ کو کیوں صفائی دوں.. آپ لوگ اپنے کام سے کام رکھیں پلیز..!" اپنے خوف پر قابو پاتے ہوئے وہ درشتگی سے گویا ہوئی. پھر دوسری سمت کو پلٹی.

"ہم اپنا کام ہی کر رہے ہیں میڈم... اور اس وقت ہماری ڈیوٹی یہی ہے کہ آپکو تھانے لے جایا جائے..!!" سخت لہجے میں بولتا ڈی-ایس-پی زمان اسکے سامنے آیا تھا. اسکی بات پر سامعہ کے ہوش اڑ گئے..

"میں کیوں جاؤں تھانے.. دیکھیئے, میں کہہ رہی ہوں ناں کہ.. میں ایک شریف گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں.. تو پھر آپ کیوں مجھ سے اسطرح بات کر رہے ہیں. مجھے جانے دیجئے پلیز..!!" زمان کے چہرے پر پھیلی کرختگی دیکھ وہ گھگھیائی تھی..

"میڈم شریف زادیوں کی بخوبی پہچان ہے ہمیں.. آپ تھانے چلیئے, ابھی آپکے شریف گھرانے کو بلا لیتے ہیں, پھر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا..!" اسکی کلائی اپنی مٹھی میں جکڑتے ہوئے ڈی-ایس-پی زمان درشتگی سے گویا ہوا تھا. جبکہ ضیغم اپنی جگہ کھڑا بغور سامعہ کی پیشانی سے نکلتا خون اور چہرے پر پھیلی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا..

اسکی آنکھیں بہت زیادہ سوجی ہوئی تھیں, شاید وہ بہت زیادہ رو چکی تھی. زمان کے سختی سے پکڑنے پر سامعہ کی جان ہوا ہونے لگی.

"پلیز رک جائیے.. میں ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں..!!"سامعہ نے زمان کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے مگر وہ اسکی سنے بنا اسے جیپ کی طرف گھسیٹ رہا تھا. کچھ ان دونوں پولیس والوں کا خوف تھا یا شاید کمزوری... وہ صبح سے بھوکی تھی.. سامعہ کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں.. اسے بے جان ہوتا دیکھ زمان کو شدید کوفت ہوئی تھی. اپنے بازوؤں میں اسکا نازک وجود بھرتے ہوئے زمان نے اسے پچھلی سیٹس پر پٹخنے کے سے انداز میں ڈالا تھا.

"پتہ نہیں کیا مصیبت ہے..!!"زمان بے زار سا بڑبڑایا تھا. اس ساری کاروائی کے دوران خاموش کھڑے ضیغم نے اپنے جڑے لب کھولے تھے.

"میرا نہیں خیال کہ یہ لڑکی کوئی مصیبت ہے.. اور جہاں تک میں اندازہ لگا پایا ہوں یہ لڑکی ٹھیک کہہ رہی ہے.. شریف گھر کی ہی لگ رہی ہے.. ابھی میں زرا جلدی میں ہوں تو تھانے جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا.. تم یوں کرو کہ اسے آج رات اپنے فلیٹ پر ہی رکھو.. صبح تھانے لے جا کر تفتیش کر لینا... میرا خیال ہے گھر والوں سے ناراض ہو کر گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی ہے.. سو جسٹ ریلیکس..!!" ٹھہر ٹھہر کر بولتے ضیغم نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی. زمان کے پاس اثبات میں گردن ہلانے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا..

پھر زمان کو سامعہ سمیت اسکے فلیٹ کے باہر ڈراپ کر کے اسنے جیپ لاہور کو جاتے راستے پر موڑلی تھی.. تنہائی ملتے ہی اسکے دماغ میں سب گھر والوں کا خیال بہت تیزی سے آیا تھا.. اور سبھی گھر والوں میں وہ بھی تو شامل تھی جو حقیقی معنوں میں اب اسکی گھر والی بن چکی تھی..

ہم تو بس,

خواہش کا..

مر جانا مانگتے ہیں!!..

ذہن میں پنپتے خیالات کو جھٹکتے ہوئے وہ بڑی فاسٹ ڈرائیونگ کر رہا تھا. ڈھائی گھنٹے کے طویل سفر کے بعد اسکی پولیس جیپ فاروقی ہاؤس کا گیٹ پار کرتی پورچ میں آ کر رکی تھی. اپنی گاڑی وہ زمان کے تھانے کے احاطے میں ہی چھوڑ آیا تھا.. وہ پولیس یونیفارم میں ہی ملبوس تھا جو وہ جاتے وقت تبدیل کر کے گیا تھا.. زمان کا اندازہ بالکل ٹھیک ثابت ہوا تھا, دور کہیں فجر کی اذانوں کی آواز آ رہی تھی.. شاید اذان کا وقت قریب ہی تھا. پورے گھر میں دبیز خاموشی کا راج تھا. یقیناً سب اپنے اپنے کمروں میں محوِ خواب تھے.. وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا سیدھا اپنے کمرے کی طرف آیا تھا. ہنیڈل گھما کر آہستگی سے دروازہ کھولتے ہوئے وہ بلا جھجک اندر چلا آیا تھا.. دفعتاً ایک لمحے کو وہ چونکا.. ضیغم نے دروازہ بند کر کے سامنے بیڈ کی جانب دیکھا. وہ بیڈ کے بیچوں بیچ کراؤن سے ٹیک لگائے, لیٹنے کے سے انداز میں بیٹھی ہوئی تھی, غلافی آنکھیں بند تھیں.. دل میں عجیب سی کھدبد ہوئی تھی جسے نظر انداز کرتے ہوئے وہ صوفے پر جا بیٹھا اور اپنے پیروں کو بوٹوں کی قید سے آزاد کرنے لگا.. اسے شدید تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی مگر وہ سدا کا پتھر ہی تو تھا.. اپنی تھکاوٹ نظر انداز کرتے ہوئے اسنے سگریٹ جلا لی.. سگریٹ کا ایک گہرا کش لیتے ہوئے اسکی نگاہ پھر سے اپنی ملکیت پر پڑی تھی.. لیکن اس بار نگاہ نے پلٹنے سے انکار کر دیا تھا.. اسکے دلکش و دلنشین نازک پیکر کو آنکھوں میں سموئے وہ یک ٹک دیکھ رہا تھا.. اسکی بھٹکتی نگاہوں کا والہانہ ارتکاز محسوس کرتے ہوئے اسکے سینے میں دھڑکتے دل نے ہمت کر کے بڑی آس سے اسکی جانب دیکھا تھا.. ضیغم چاہ کر بھی اس بار اپنے

دل کی فریاد نظر انداز نہیں کر پایا تھا. سگریٹ وہیں ٹیبل پر پڑی ایش ٹرے میں مسل کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہ بیڈ کی جانب بڑھا تھا. وہ ہنوز سرخ جوڑے میں سجی سنوری بیٹھی, اسکے انتظار میں یقیناً سو چکی تھی.. بڑی آہستگی سے اسکے قریب بیٹھتے ہوئے ضیغم نے بغور اسکی بند پلکوں کو دیکھا تھا.. تراشیدہ بھنوؤں کا خم اسکے معصوم چہرے کو مغرور سا تاثر دے رہا تھا. اسکی چھوٹی سی ناک میں پہنی نتھ ضیغم کی سرخ, جلتی آنکھوں میں ٹھنڈک سی بھر گئی تھی. بے اختیار اسنے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اسکے لپ سٹک سے سجے سرخ لبوں کو اپنی شہادت کی انگلی سے چھو لیا.. اُن لبوں پر انگلی پھیرتے ہوئے ضیغم نے اسکے لبوں تک آتی نتھ کو اسکے لبوں سے اوپر اٹھایا تھا. پھر بڑی نرمی سے اسکی ناک کو نتھ کے بوجھ سے آزاد کر دیا.. اسکی نگاہوں کی تپش اور ہاتھ کے لمس سے انجان وہ آنکھیں موندے گہری نیند میں تھی. وہ جو دنیا کو اپنے قدموں تلے روندنے کا عزم رکھتا تھا, وہ جو بولتا تو اسکی چنگھاڑ سے مقابل کی جان نکل جایا کرتی تھی.. وہ جسکی صرف ایک نگاہ ہی مقابل کو خوفزدہ کر دیا کرتی تھی, وہ شخص آج اگر اس وقت اپنی آنکھوں میں امڈتے جذبوں کے طوفان دیکھ لیتا تو یقیناً خود سے خوفزدہ ہو جاتا.. ضیغم نے اسکے کانوں سے بھاری جھمکے اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھے تھے اور بڑی نرمی سے اسکے کانوں کی سرخ ہوتی لوؤں کو سہلایا.. اسکے دل کی دھڑکنیں سست ہو رہی تھیں.. عجیب خواہشیں تھیں جو سر ابھار رہی تھیں. اندر بڑھتے شور سے عاجز آکر اسنے بامشکل اپنی بے قرار نگاہوں کا زاویہ بدلا تھا.. پھر سائیڈ ٹیبل کی سیکنڈ ڈرار کھول کر اس میں سے ایک مخملی کیس نکالا تھا. کیس کھول کر اسنے وائٹ گولڈ کی نازک سی چین باہر نکالی جس میں لٹکتا بلیک ڈائمنڈ آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا.. یہ وہ تحفہ تھا جو پانچ سال پہلے اسنے لندن کے شہر میں, بڑی بے خودی کے عالم میں نشال علوی کے لیے خرید لیا تھا.. پھر جو پاکستان آکر

الماری کے آخری خانے میں رکھا تو اسے نکال کر دیکھنا تو دور وہ اس بارے میں سوچنا بھی بھول گیا تھا.. اور آج جب وہ اسکے نکاح میں آچکی تھی, اور آغا جان نے رخصتی کا فیصلہ بھی سنا دیا تھا تو پتو کی کے لیے نکلنے سے پہلے بے اختیار اسنے یہ تحفہ اپنے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کی ڈرار میں رکھ دیا تھا.. چین کو اپنی انگلیوں میں لیتے ہوئے ضیغم نے اسکی گردن پر نگاہ ڈالی جس میں جڑاؤ ہار اور خوبصورت مالائیں پہنے وہ کسی سلطنت کی رانی ہی تو لگ رہی تھی.. اپنے لب سختی سے آپس میں پیوست کرتے ہوئے ضیغم نے وہ چین اپنی مٹھی میں دبوچ کی اور اسکے پاس سے اٹھ گیا.. مخملی کیس یونہی سائیڈ ٹیبل پر کھلا پڑا تھا جبکہ وہ خود چینج کرنے کے لیے واش روم میں جا گھسا.. مٹھی میں دبی چین ٹراوزر کی پاکٹ میں ڈال کر وہ صوفے پر جا لیٹا.. آنکھوں پر بازو رکھتے ہوئے وہ اپنی پلکیں موند گیا تھا. دل کے بین اور دہائیاں عروج پر تھیں.. فجر کی اذانوں کی آواز کہیں قریب سے ہی آ رہی تھی.. نیند تو جیسے کوسوں دور تھی.. وہ سونے کا ارادہ ملتوی کرتا اٹھا تھا اور وضو کرنے کو دوبارہ واش روم کا رخ کیا...

◆◆◆◆

سدا یہ سنتے آئے ہیں

کبھی بوجھل اگر دل ہو

تو تھوڑا رو لیا جائے

بہا کر اشک تھوڑے سے

سکوں سے سو لیا جائے

مگر ایسا بھی ہوتا ہے

کہ دل بوجھل ہو کچھ ایسے

یوں جیسے بند مٹھی میں

تو پھر شب بھر کے رونے سے

نہیں تکیے بھگونے سے

نا آنچل ریشمی خود اپنے اشکوں میں ڈبونے سے

یہ دل ہلکا نہیں ہوتا!!

کمر پر بکھرے اپنے سیاہ بال سمیٹتے ہوئے اسنے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولتے ہوئے دیوار پر لگی گھڑی میں ٹائم دیکھا.. وہ صبح کے آٹھ بجا رہی تھی.. مشال نے اپنی بوجھل ہوتی آنکھوں کو مسلا تھا, پھر بیڈ سے اترنے کو پائینتی کی طرف رکھی چپل پیروں میں اڑستے ہوئے کھڑی ہو گئی.. واش روم کی طرف جاتی وہ ایک پل کو رکی تھی.. ڈریسنگ مرر میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھا.. پلکیں جھپکے بنا وہ خود کو گھورنے لگی.. کل رات کا منظر ذہن کے پردے پر لہرایا تو اسے شدت سے احساس ہوا تھا کہ وہ جو کچھ بھی ہوا تھا وہ ایک بھیانک حقیقت تھی.. اس لڑکے کا اس سے زور زبردستی کرنے کی کوشش کرنا, اسکا چلانا, ضرغام کا وہاں آجانا اور پھر ضرغام کے ہاتھوں اس لڑکے کی دھلائی.. سب کچھ یاد آتا چلا گیا تھا.. مشال کی آنکھوں میں نمی اتر آئی.. وہ جسے اکرام صاحب بچہ کہہ رہے تھے وہ بچہ, بالکل بھی بچہ نہیں تھا. اسنے بڑی سمجھداری سے کل رات بکھرتی ہوئی مشال کو سمیٹ لیا تھا.. اسے احساس دلایا تھا کہ وہ محض خواب میں ڈری تھی.. وہ وقتی طور پر اسے اس فیز سے نکالنے میں کامیاب ہو چکا تھا.., اور

حقیقتاً وہ ہی تو نازک وقت تھا جب مشال کو اس فیز سے نکالنا ضروری تھا.. ضرغام کے بارے میں سوچتے ہوئے وہ بھیگی آنکھوں سمیت مسکرائی تھی.. انجانے میں ہی سہی.. اسکے دل میں ضرغام کے لیے تھوڑی بہت جگہ بننے لگی تھی.. دفعتاً اپنے مسکراتے عکس کو دیکھتے ہوئے اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا.. تو یعنی وہ آج اس لڑکے کی وجہ سے مسکرا بھی رہی تھی. مشال نے فوراً اپنے لب بھینچ لیے.. ضرغام اکرام واقعی باقیوں سے مختلف تھا.. بے حد مختلف.. دل ہی دل میں اعتراف کرتی وہ واش روم میں گھس گئی..

وہ فریش ہو کر باہر آئی تو ملیحہ اسکے کمرے میں موجود تھی. مشال نے دھیمی آواز میں اسے سلام کیا.. ملیحہ خوشدلی سے جواب دیتی اسکے قریب آئی تھی.

"جلدی سے تیار ہو جاؤ.. نشال کے کمرے میں دھاوا بولنے والے ہیں ہم لوگ..!!" ملیحہ پرجوش سی گویا ہوئی.

"کیوں..؟؟ مشال نے پوچھا.. اسکے لہجے میں واضح حیرت تھی.

"ارے کیوں والی کیا بات ہے بھئی.. نئی نویلی دلہن نہیں دیکھنی کیا..؟؟" ملیحہ نے شرارت سے ایک آنکھ دباتے ہوئے کہا.. اسکی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے مشال کا رنگ پل میں فق ہوا تھا.. جسم پر چیونٹیاں سی رینگنے لگی تھیں.. زخم پھر سے ادھڑ گئے تھے...

"مجھے کہیں نہیں جانا.. کسی کو نہیں دیکھنا.. چلی جائیں یہاں سے..!!" وہ درشتگی سے چلائی تھی.. ملیحہ اسکے ایک دم بدلتے تیور دیکھ کر گھبرا گئی.. وہ بے ساختہ اس سے دو قدم دور ہوئی جس کے چہرے پر غصے کے تاثرات تھے..

"تمہاری طبعیت تو ٹھیک ہے..؟؟"اس کے کندھے پر ہاتھ رکھنے کی کوشش کرتی ملیحہ نے فکر مندی سے پوچھا..

مشال نے سختی سے اسکا ہاتھ جھٹک دیا..

"نہیں ہوں میں ٹھیک.. کوئی نہیں رہنے دیتا مجھے ٹھیک.. سب مجھے یاد دلاتے رہتے ہیں.. کوئی بھولنے ہی نہیں دیتا...!!"اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بڑبڑا رہی تھی.. ملیحہ نے ڈرتے ڈرتے اسکو پکارا تھا.

"مشال... ایم.. سس.. سوری...!!"ملیحہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اسے کیا کہے. مشال نے سختی سے میچی اپنی آنکھیں کھولتے ہوئے اسے گھورا تھا.

"کھڑی کیوں ہو..؟؟ گئی کیوں نہیں ابھی تک..؟؟"مشال حلق کے بل چلائی تھی.. ملیحہ اچھل کر مزید پیچھے ہٹی تھی..

"میرا تماشا دیکھ رہی ہو..؟؟ میری بدنصیبی کا مذاق اڑانے آئی ہو..؟؟"اپنی سرخ پڑتی آنکھوں سے اسے گھورتے ہوئے وہ سخت لہجے میں پوچھ رہی تھی.

"میں تو صرف تمہیں لینے آئی تھی.. اگر تمہیں میری کسی بات کا برا لگا تو ایم سوری..!!"ملیحہ نے جلدی سے کہا اور کمرے کے دروازے کی طرف دوڑی.. مبادا وہ اسے کوئی چیز اٹھا کر ہی نہ دے مارے. اور واقعی مشال نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا ڈیکوریشن پیس دروازے کی طرف اچھالا تھا جو بند دروازے سے ٹکرا کر زمین بوس ہو کر کرچی کرچی ہو گیا تھا.. وہ پلٹی تھی اور شدید اشتعال میں بیڈ کور کھینچ ڈالا.. کشنز,پلوز کمرے میں اچھال دیے.. آئینے میں بنتے اپنے عکس پر نگاہ پڑی تو بے اختیار اسنے اپنے بینڈیج ہوئے گال پر ہاتھ پھیرا تھا.. آنکھوں میں اپنے وجود کے لیے

نفرت پھیل گئی.. اسے بے اختیار خود سے گھن آئی تھی.. اگلے ہی پل اسنے بڑی بے دردی سے چہرے پر ہوئی بینڈ تیج کھینچ ڈالی تھی.. تکلیف کے مارے گال پر جیسے آگ سی جلنے لگی تھی مگر اسے پرواہ ہی کب تھی... روتے ہوئے وہ وہیں زمین پر بیٹھتی چلی گئی.. وہ حلق پھاڑ کر رونا چاہتی تھی, بین کرنا چاہتی تھی مگر آواز جیسے اندر ہی کہیں دب سی گئی تھی.. اپنی کم مائیگی پر بلک بلک کر روتی وہ آج پھر ماتم کناں تھی. وہ زخم جو ابھی ٹھیک سے بھرے بھی نہ تھے, ملیحہ نے انجانے میں آج پھر سے ادھیڑ ڈالے تھے.. بری طرح سسکتی ہوئی مشال نے تڑپ تڑپ کر اللہ سے اپنے مرنے کی دعا مانگی تھی.. مگر کچھ دعائیں کہاں قبول ہوتی ہیں.. وہ جانتی تھی کہ اسکی یہ دعا کبھی قبول نہیں ہوگی.. آنسو بہت تیزی سے آنکھوں سے بہتے ہوئے اسکے گال بھگو رہے تھے.

♦♦♦♦

اپنے گیلے بالوں میں ہئیر برش چلاتے ہوئے وہ الجھن زدہ سی آئینے کے سامنے بیٹھی اپنا سوگوار روپ دیکھ رہی تھی.. نشال نے ایک نظر بیڈ پر سوئے ہوئے ضیغم پر ڈالی... بلیو ٹراوزر اور بلیک بنیان میں وہ کندھوں تک کمبل اوڑھے گہری نیند میں سویا ہوا تھا.. نشال کو صبح سویرے کا منظر یاد آیا تھا جب کھٹکے کی آواز پر اسکی آنکھ کھل گئی تھی. یوں لگا تھا جیسے دروازہ بند کیا گیا ہو..

بوجھل پلکیں جھپکتے ہوئے وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی.. نشال نے اطراف میں نگاہ دوڑائی, مگر خالی کمرہ اسکا مذاق اُڑا رہا تھا.. تو کیا وہ کھٹکے کی آواز اسکا وہم تھی..؟؟ کیا وہ واپس نہیں آیا تھا..؟؟ ایک بار پھر سے کمرے میں نگاہ دوڑا کر اسکی نظر تھک کر, ہار کر, خالی لوٹ آئی تھی. اپنی بے وقعتی پر نشال کا دل بھر آیا.. آنسو حلق میں اتارتے ہوئے وہ بیڈ سے نیچے اتری تھی.. بھاری لباس کے بوجھ نے جسم میں تھکاوٹ سی بھر دی تھی.. لہنگا سنبھالتے ہوئے

وہ آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی.. آئینے میں بنتا اسکا عکس بلاشبہ قابل ستائش تھا. معاًوہ چونک اٹھی.. کچھ ادھورے پن کا احساس ہوا تھا. اسکی ناک میں نتھ نہیں تھی.. نشال نے بے یقینی سے اپنی سُونی ناک کو چھوا.. نتھ کی تلاش میں اسنے فوراً بیڈ کی طرف نگاہ دوڑائی تھی.. دوسری نظر میں ہی وہ اسے سائیڈ ٹیبل پر رکھی نظر آگئی تھی. ساتھ ہی اسکے کانوں کے جھمکے بھی پڑے ہوئے تھے. نشال نے اپنے خالی کانوں کو ہاتھ لگایا.. دل شدت سے دھڑک اٹھا.. شرم سے گال پل میں گلابی ہوئے تھے, تو یعنی وہ واپس آچکا تھا. کس قدر کایاں تھا وہ شخص کہ غیر موجود ہوتے ہوئے بھی اسے اپنی موجودگی کا احساس دلا گیا تھا.. چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کے پاس آئی تھی اور آنکھیں سکیڑ کر اس پر پڑا خالی مخملی کیس دیکھا تھا.. کچھ دیر سوچ بچار کر لینے کے بعد وہ ڈریسنگ روم میں گھس گئی تھی اور پھر جب چینج کر کے باہر نکلی تو وہ بیڈ پر لیٹا محوِ خواب تھا.. نشال کی بے قرار نگاہوں نے چند پل اسکے وجیہہ چہرے کو والہانہ پن سے دیکھا تھا پھر خود جا کر صوفے پر لیٹ گئی.. اور اب کچھ دیر پہلے اسکی آنکھ کھلی تھی تو وہ فریش ہو کر ڈریس بھی چینج کر چکی تھی مگر وہ ہنوز سو رہا تھا..

لائٹ سا میک اپ کر کے آخر میں اسنے آنکھوں میں کاجل کی سیاہ لکیر کھینچی تھی.. پلکوں کو مسکارے سے مزید لمبا کرتے ہوئے اسنے پنا تنقیدی جائزہ لیا. رائل بلیو سوٹ میں وہ ہمیشہ سے بڑھ کر حسین لگ رہی تھی.. خود پر سے نگاہ ہٹا کر وہ سوئے ہوئے ضیغم کو دیکھنے لگی.. اسکے سوئے ہوئے تیکھے نقوش دیکھتی وہ پاگل ہو رہی تھی کہ تبھی دروازے پر ہوتی دستک سے چونک اٹھی.. نشال نے پلٹ کر بند دروازے کی جانب دیکھا, دوسری دستک اور پھر تیسری..

جانے کون اتنی عجلت میں تھا. ضیغم سے نگاہ ہٹاتے ہوئے وہ دروازے کی جانب بڑھی.. نشال نے سرعت سے دروازہ کھولا,سامنے بدحواس سی ملیحہ کھڑی تھی..

"کیاہوا..؟؟"اسکے چہرے پر اڑتی ہوائیاں دیکھ کر نشال نے فکرمندی سے پوچھا..

"یار نشی وہ میں مشال کے روم میں گئی تھی.. میں نے کوئی الٹی سیدھی بات کی بھی نہیں مگر وہ...!"وہ بول ہی رہی تھی کہ نشال کو ضیغم کی پکار پر پلٹنا پڑا..

"نشال...؟؟"وہ لیٹے لیٹے ہی اسے پکار رہا تھا,شاید دروازے پر ہونے والی دستک کے باعث اسکی آنکھ کھل گئی تھی.. اسکی پکار پر وہ حیران ضرور ہوئی تھی مگر اسکی جانب متوجہ نہیں ہوئی... ملیحہ نے بھی ضیغم کی آواز سنی تھی.

"ہاں بتاؤناں.. کیاہوا..؟؟وہ ٹھیک تو ہے..؟؟"نشال کے چہرے پر اسکی ادھوری بات سن کر ہی فکرمندی کے آثار پھیل گئے تھے..

"آئی ڈونٹ نو.. اسنے مجھے کمرے سے نکال دیا.. میں باہر آئی تو مجھے اندر سے کچھ توڑ پھوڑ کی آواز بھی آئی تھی.. میں نے اسکے غصے کے ڈر سے دوبارہ کمرے میں جھانکنے کی کوشش نہیں کی..!!"ملیحہ نے اسے بڑی عجلت میں بتایا تھا.

"تمہیں سنائی نہیں دے رہا..؟؟"وہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے دھیمی آواز میں غرایا تھا.نشال نے پلٹ کر اسکی جانب دیکھا..پیشانی پر بکھرے بکھرے سے بال..وہ اسے سرخ آنکھوں سے گھور رہا تھا.

"کیاہوا..بھائی اٹھ گئے کیا..؟؟"ملیحہ نے فکرمندی سے پوچھا.

"اپنے بھائی کی بات چھوڑو تم.. نیند میں ہیں شاید اسی لیے مجھے پکار رہے ہیں.. یہ بتاؤ کہ ضرغام کہاں ہے..؟؟وہ, بہت اچھے سے ڈیل کر لیتا ہے مشی کو..!!" ضیغم کی طرف پشت کیے وہ ادھ کھلے دروازے سے ہی ملیحہ سے بات کر رہی تھی..اسکی نازک کمر تک آتے گیلے بالوں کو گھورتے ہوئے وہ بیڈ سے اترا اور اسکی طرف بڑھا.. جبکہ ملیحہ اب کہہ رہی تھی.

"اسکا کوئی امپورٹنٹ ٹیسٹ تھا شاید..اسی کیے کالج گیا ہوا ہے..میں کال کر تو رہی ہوں اُسے مگر وہ ریسیو نہیں کر رہا..!!"ملیحہ بھی مشال کے لیے فکر مند تھی.

"چلو میں چلتی ہوں..شاید وہ (مشال) میری بات سن لے..!!" کہہ کر نشال نے کمرے سے باہر نکلنا چاہا تھا تبھی قریب پہنچتے ضیغم نے اسے بازو سے دبوچ کر اندر گھسیٹا تھا اور دھڑام سے دروازہ بند کر دیا..ملیحہ یوں اپنے منہ پر دروازہ بند ہوتا دیکھ اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹی تھی..اسے شدت سے ضیغم کے غصے کا اندازہ ہوا تھا,نشال کی سلامتی کی دعا مانگتی وہ پلٹ گئی جبکہ دوسری جانب وہ اسے دروازے سے لگائے درشتگی سے پوچھ رہا تھا.

"بہری ہو گئی تھیں کیا..؟؟"اسکی سرد آواز پر وہ پلکیں جھپکانے پر مجبور ہوئی تھی.

"یہ آپ کسطرح بات کر رہے ہیں مجھ سے...؟بیوی ہوں آپکی,رعایا یا غلام نہیں ہوں جو آپ مجھ پر یوں چیخ چلا رہے ہیں..!"بلاخوف وخطر نشال نے اسے دوبدو جواب دیا تھا.اسکی بے خوفی پر ضیغم کی پیشانی کی تیوریاں چڑھنے لگیں..

"یہ اکڑ کسے دکھا رہی ہو تم..؟؟ ہوں..؟؟" اسکے بازو کو مزید سختی سے دبوچتے ہوئے وہ غصے سے پوچھ رہا تھا. نشال کو اسکی انگلیاں لوہے کی سلاخوں کی طرح گوشت میں دھنستی محسوس ہوئیں..

"آہ... چھوڑیں مجھے...!!" درد سے بے حال ہوتی وہ اسکی گرفت سے نکلنے کے لیے مچلی تھی..

"بس.. نکل گئی ساری اکڑ..؟؟" اسکی آنکھوں میں اترتی نمی دیکھ کر وہ استہزائیہ گویا ہوا.

"میں کوئی اکڑ نہیں دکھا رہی آپکو سمجھے آپ... اکڑ دکھانے کا حق تو صرف آپکو ہے.. بارہا میری عزت نفس کو اپنے پیروں تلے روند ڈالنے کا حق بھی صرف آپ ہی کو ہے... میرے تو سارے حقوق آپ نے غصب کر لیے ہیں..!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولتی ضیغم کو مزید اشتعال دلا گئی تھی.. ہونٹوں پر سجی گلابی لپ سٹک ضیغم کو اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی .

"میرے سامنے یہ اموشنل ڈرامہ کرنا فضول ہے مسز ضیغم اجلال.. سو آئندہ ایسی بے وقوفانہ کوشش بالکل مت کرنا..!!" کہتے ہوئے ضیغم نے اپنے دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے سے اسکے ہونٹوں پر سجی لپ سٹک مسل کر خراب کر دی تھی.. نشال کی دھڑکنیں اسکی اس حرکت پر ایک پل کو بے ہنگم سی ہو گئیں.. ضیغم نے بغور اسکی پانی بھری غلافی آنکھوں میں جھانکا تھا..

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے کہ اموشنل سین کری ایٹ کر کے آپکی ہمدردیاں سمیٹتی پھروں.. ہمدردی کی توقع بھی انہی سے کی جاتی ہے جو دل میں خدا کا خوف اور انسانیت کا درد رکھتے ہیں.. آپ تو خدا کی مخلوق کو خوفزدہ کرنے اور

اپنے سے جڑے رشتوں کو صرف درد دینے کے لیے ہی پیدا ہوئے ہیں.. ہمدردی کبھی نہیں کر سکتے..!!" یہ یقیناً ساری رات اسکے انتظار میں تڑپنے کی تکلیف ہی تھی جو وہ اپنے لفظوں کے ذریعے ضیغم میں منتقل کر رہی تھی.. اپنی ذات کی نفی برداشت کرنا آسان کہاں تھا. جبکہ اسکے الفاظ سن کر ضیغم کی آنکھوں میں سرد سا تاثر پھیل گیا..

"لگتا ہے میری دوری بہت ناگوار گزری ہے تمہیں..!" اسکا بازو اپنی گرفت سے آزاد کرتے ہوئے ضیغم نے اسے گھما کر اسکی پشت اپنے سینے سے لگائی تھی اور اسکی گردن اپنی کہنی کے شکنجے میں لے لی تھی.. اس قدر سختی سے کہ نشال کو اپنا سانس گھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا.. نشال کے گیلے بالوں کی ٹھنڈک وہ اپنے پورے وجود میں اترتی محسوس کر رہا تھا, اور یہ اسکا نکھرا نکھرا روپ ہی تو تھا جو اسے پاگل کر رہا تھا ...

"بولو اب..؟؟ یا اب زبان تالو سے چپک گئی ہے..؟؟" بے رحمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے, وہ اسکی گردن کے گرد اپنی گرفت سخت ترین کرتے ہوئے بڑی سفاکی سے پوچھ رہا تھا. جبکہ سانس لینے کی کوشش میں بے حال ہوتی نشال کی پھٹی پھٹی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گالوں پر بکھر رہے تھے.. اسکی کلائی پر اپنے ہاتھوں کے ناخن چبھوتی ہوئی وہ اسکے شکنجے سے آزاد ہونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی..

"کیا ہوا..؟؟ محبت کرتی ہو ناں مجھ سے..؟؟ اتنی سی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتیں..؟؟" سرد مہری سے پوچھتا وہ جیسے اسکی بے بسی کا مذاق اڑا رہا تھا.. تڑپتی ہوئی نشال نے اپنے ہاتھ نیچے گرا لیے.. جیسے اسکا چیلنج قبول کر لیا تھا.. ضیغم اسکے سرینڈر کرنے پر سفاکیت سے مسکرایا تھا اور ایک جھٹکے سے اسکی گردن آزاد کرتے ہوئے اسے دروازے کے ساتھ لگا دیا.. نشال اپنی لانبی پلکیں جھپکتے ہوئے لمبے لمبے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی.. غلافی

آنکھوں میں درد کے باعث سرخ ڈورے ابھر آئے تھے.. آنکھوں کا کاجل پھیل کر انہیں مزید دو آتشہ بنا رہا تھا.

ضیغم نے ٹراوزر کی پاکٹ سے وہ چین نکالی تھی اور اس پر جھکتے ہوئے اسکی سرخ ہوتی گردن میں وہ چین پہنانے لگا.. نشال سن سی اسکی انگلیوں کا لمس اپنی جلتی ہوئی گردن پر برداشت کر رہی تھی.

"شادی مبارک مسز.. تمہاری منہ دکھائی کا تحفہ ہے یہ.. تمہیں پہلی بار تحفہ دے رہا ہوں سو اسے سنبھال کر رکھنا تم پر فرض ہے... اگر مجھے تمہاری یہ خوبصورت گردن اس چین کے بنا نظر آئی تو یہ گردن دبوچ کر جان نکال لوں گا تمہاری.. سمجھی...؟" چین میں لٹکتے ڈائمنڈ کو اپنی شہادت کی انگلی سے چھوتا وہ مسکراتے ہوئے بولتا آخر میں بڑی درشتگی سے پوچھ رہا تھا.. نشال نے بھیگی آنکھوں سے اسکا سپاٹ چہرہ دیکھا اور فوراً اثبات میں گردن ہلائی کہ اسکی قربت بڑی جان لیوا تھی..

"ہوں.. گڈ...!!" اسکا گال تھپکتے ہوئے وہ سرد مہری سے بولا تھا.. پھر پلٹا تھا اور چلتا ہوا واش روم میں جا گھسا.. نشال سرعت سے بیڈ کے پاس آئی تھی اور سائیڈ ٹیبل پر رکھی پانی کی بوتل کا ڈھکن کھول کر بوتل منہ سے لگالی.. وہ ایک ہی سانس میں آدھی بوتل خالی کر گئی تھی. پہلی بار اسے ضیغم اجلال سے خوف محسوس ہوا تھا.. بوتل واپس رکھتے ہوئے وہ آئینے کے سامنے آکھڑی ہوئی اور اپنی سرخ گردن کا جائزہ لیا.. وہ نازک سی چین بالکل گردن کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی.. جس میں لٹکتا ڈائمنڈ گلے سے زرا نیچے ہڈی کو چھو رہا تھا.. بلاشبہ وہ تحفہ بے حد قیمتی تھا مگر جس نایاب طریقے سے ضیغم نے اسے وہ تحفہ دیا تھا, وہ مرتے دم تک نہیں بھولنے والی تھی.. دو آنسو ٹوٹ کر رخساروں پر

بکھرے تھے.. لرزتے کپکپاتے ہاتھوں سے اسنے ٹشو باکس سے ٹشوز لیے تھے اور لبوں کے گرد پھیلی لپ سٹک صاف کرنے لگی.. آنسو متواتر آنکھوں سے گرتے چہرہ بھگو رہے تھے..

♦♦♦♦

"کہاں سوئے ہوئے تھے تم..؟؟ کب سے کالز کر رہی ہوں تمہیں..؟؟" اسکے گھر آتے ہی ملیحہ اُس پر چڑھ دوڑی..

"او ہیلو محترمہ.. کالج کوئی سونے کی جگہ نہیں ہے.. بتایا تو تھا کہ ٹیسٹ تھا آج میرا, بزی تھا بہت اور موبائل سائلنٹ پر تھا..!!" صوفے پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھتے ہوئے اسنے ملیحہ کو جواب دیا تھا. وہ کافی تھکا ہوا لگ رہا تھا..

"یہ آرام کرنے کا ٹائم نہیں ہے.. اُٹھو اور جا کر اس امتحان سے نپٹو جس نے صبح سے ہمیں پریشان کر رکھا ہے..!!" سنگل صوفے پر بیٹھتے ہوئے ملیحہ نے پریشانی سے کہا. ضرغام ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہو بیٹھا.

"کس کی بات کر رہی ہو تم..؟؟" اسکا اشارہ کچھ کچھ سمجھتے ہوئے وہ متفکر سا پوچھ رہا.

"مشال اور کون...!!" اپنی پیشانی مسلتے ہوئے ملیحہ نے دھیمی آواز میں کہا. ضرغام اپنی تھکاوٹ بھول بھال کر فوراً کھڑا ہو گیا.

"کیا ہوا ہے اُنہیں..؟؟ رات والی بات ڈسکس کی ہے کسی نے اُن سے..؟؟" وہ پلکیں جھپکتے ہوئے ناراضگی سے پوچھ رہا تھا. لہجے سے چھلکتی فکرمندی قابل غور تھی. ملیحہ کا ماتھا ٹھنکا..

"نہیں, کسی نے بھی کچھ نہیں کہا.. میں نے تو بس سیدھے سبھاؤ اسے یہ کہا تھا کہ نئی نویلی دلہن, یعنی نشال کو دیکھنے چلتے ہیں, لیکن وہ تو جواب میں یوں چلائی جیسے میں نے اسے جہنم لے جانے کی بات کر دی ہو.. اتنا اونچا چیخی کہ میں تو سرپٹ دوڑی اسکے کمرے سے.. اور اب دوپہر کے تین بجنے کو ہیں مگر وہ ابھی تک کمرے سے باہر نہیں نکلی..

نشال صبح سے ایک دوبار اسکے پاس گئی ہے مگر وہ اس سے بھی ٹھیک سے بات نہیں کر رہی.. اب تم...!" وہ نان سٹاپ بولے چلی جارہی تھی, دفعتاً اسے احساس ہوا کہ وہ اکیلی ہی کھڑی بول رہی ہے.. ملیحہ نے نگاہ اطراف میں دوڑائی تو وہ اسے تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا نظر آگیا.. ملیحہ نے مشکوک نظروں سے اسکی پشت کو گھورا جس کے قدموں کا رخ یقیناً مشال کے کمرے کی جانب ہی تھا..

تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا وہ مشال کے بیڈروم کے دروازے پر رکا تھا. پھر بہت آہستگی سے ڈور ناک کیا تھا. مگر جواب ندارد.. ضرغام نے دوبارہ ڈور ناک کیا.. کوئی جواب نہیں ملا تھا. ضرغام نے تیسری بار دروازہ ناک کیا تھا. اندر موجود مشال سمجھ چکی تھی کہ دروازہ ناک کرنے والے ہاتھ کس کے ہیں.. کیونکہ اس پورے گھر میں واحد وہ ہی ایک شخص تھا جو اسکی اجازت ملنے سے پہلے اسکے کمرے میں داخل نہیں ہوتا تھا. پھر چاہے اسے مشال کا "یس" سننے کے لیے جتنا مرضی انتظار کرنا پڑتا, وہ کیا کرتا تھا. دستک چوتھی بار ہوئی تھی.. یہ بھی تو بڑا مسئلہ تھا نا کہ جب تک وہ یس نہیں کہتی تھی, ضرغام اکرام ڈور ناک کرتا ہی رہتا تھا.. مشال نے اپنی آنکھوں کے سُوجے پپوٹے بامشکل کھولتے ہوئے کمرے کے بند دروازے کی طرف دیکھا. پلکیں جھپکاتے ہوئے وہ اٹھی تھی فرش پر گری پڑی کمرے کی اشیاء سے اپنے پاؤں بچاتی دروازے تک آئی تھی..

"مشال...؟؟"شاید وہ اسکے قدموں کی آہٹ سن چکا تھا تبھی دروازے کے ساتھ لگتے ہوئے دھیمی آواز میں اسے پکارا تھا.مشال نے اپنا دکھتا سر دروازے سے ٹکالیا..

"کیوں آئے ہو..؟؟"رونے کے باعث بھاری, بیٹھی ہوئی دھیمی آواز..دروازے کے بیرونی طرف دروازے سے کان لگائے کھڑا وہ اسکی آواز کے بوجھل پن سے اسکی حالت کا اندازہ لگا چکا تھا..

"آپکی بینڈ یج چینج کرنے آیا ہوں... آجاؤں کیا..؟؟"دروازہ ان لاک ہے اس بات کا یقین کرتے ہوئے وہ بڑے دوستانہ مگر مؤدب لہجے میں پوچھ رہا تھا.

وہ اسے اسکے صبح والے رویے کی بابت اپنی باخبری جتانا نہیں چاہتا تھا اسی لیے بڑے نرم انداز میں بول رہا تھا.

"مجھے نہیں کروانی کوئی بینڈ یج...چلے جاؤ تم..!!"بھرائی ہوئی آواز میں کہتی وہ دروازے کے ساتھ ہی زمین پر بیٹھتی چلی گئی..آواز میں خفگی سی تھی,شاید وہ انجانے میں ہی سہی مگر صبح سے اسکی منتظر رہی تھی .

"آپ ہمیشہ جانے کا ہی کہتی ہیں.. کبھی اتنے حق سے آنے کا کہیں تو سچی میں یہیں اسی دروازے کے پاس ہی اپنا بوریا بستر ڈال کر بیٹھ جاؤں..!!"پنجوں کے بل وہیں زمین پر دروازے کے ساتھ ہی بیٹھتے ہوئے وہ مسکاتے لہجے میں گویا ہوا.اسکی بات پر ایک بار پھر کمال ہو گیا تھا,کیونکہ دوسری جانب مشال کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی تھی جس سے وہ خود بھی انجان تھی اور درمیان میں دروازہ ہونے کے باعث ضرغام بھی وہ کمال دیکھنے سے محروم رہا تھا.

"میرے ساتھ ایسے مذاق مت کرو پلیز...مجھے نہیں کروانی بینڈ یج تم جاؤ..!"مشال نے بھیگی آنکھیں صاف کرتے ہوئے کہا تھا.

"آپکو پتہ تو ہے کہ میں ایسے نہیں جاؤں گا.. پھر کیوں ضد کر رہی ہیں..؟؟" وہ سنجیدگی سے گویا ہوا..

"تو پھر کیسے جاؤ گے..؟؟" وہ اسکی واپسی کے ضوابط پوچھ رہی تھی شاید..

"کیا آپ چاہتی ہیں کہ میں چلا جاؤں..؟؟" وہ الٹا اسی سے سوال کر رہا تھا حالانکہ وہ اسے دوبار جانے کا کہہ چکی تھی.

"اگر میں کہہ دوں کہ ہاں چاہتی ہوں تو..؟؟" مشال نے بھی سوال کی صورت جواب دیا تھا..

"تو... تو آپ خود بتائیں.. آپکو کیا لگتا ہے, میں جاؤں گا یا نہیں..؟؟" ضرغام کی بھاری آواز میں مسکراہٹ گھلی ہوئی تھی. دروازے کے اس پار وہ اسکی بات پر سرعت سے کھڑی ہوئی تھی..

"تم نہیں جاؤ گے مجھے پتہ ہے..!!" دروازہ کھولتے ہوئے

ناراضگی سے کہتی وہ پلٹ گئی.. ضرغام گھٹنوں پر زور ڈال کر سیدھا کھڑا ہو گیا. اور بغور اسکی پشت کو دیکھا پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکے کمرے میں داخل ہو گیا.

"اور میں کیوں نہیں جاؤں گا..؟؟" وہ دھیرے سے ہنستے ہوئے پوچھ رہا تھا. دلکش بھاری ہنسی.. مشال نے پلٹ کر اسکی جانب دیکھا.. وہ زمین پر جھکا کشنز اٹھا رہا تھا.

"کیونکہ تم ڈھیٹ ہو..!!" مشال نے سنجیدگی سے کہا. جبکہ ضرغام جس کے لبوں پر بڑی خوبصورت مسکراہٹ تھی, اسکا چِھلا ہوا چہرہ دیکھ کر پل میں وہ مسکراہٹ سمٹی تھی. لب بھینچتے ہوئے ہاتھ میں پکڑے کشنز اسنے بیڈ پر اچھالے تھے.

"یہ کیسے ہوا..؟؟ کس نے کیا..؟؟" اسکی آواز میں سنجیدگی کا عنصر نمایاں تھا. وہ بڑی مشکل سے خود پر ضبط کیے کھڑا ہوا تھا ورنہ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی کو جھنجھوڑ کر رکھ دے..

"میں نے خود کیا ہے..!!" وہ نگاہ جھکا کر آہستگی سے گویا ہوئی..

"آپکو یہ حق کس نے دیا ہے کہ آپ اپنے ساتھ یہ ظلم کریں..؟؟" ایک قدم اسکی طرف بڑھتے ہوئے وہ شدید برہمی سے پوچھ رہا تھا. وہ غصہ نہیں کرتا تھا, بہت کم, شاذونادر ہی اسے کسی بات پر غصہ آیا کرتا تھا مگر جب آتا تھا تب بھی وہ مقابل پر غصہ اتارنے کی بجائے خود خاموش ہو جایا کرتا تھا.. بالکل چپ اور سب سے خفا.. اس وقت بھی اسنے یہی کیا تھا.. ایک شدید ناراض نگاہ اس پر ڈالی تھی اور وہاں سے پلٹ گیا.

"بینڈیج نہیں کر رہے اب..؟؟" اسے جاتے دیکھ وہ الجھن زدہ سی پوچھ رہی تھی. ضرغام کے چلتے قدم رکے تھے, وہ پلٹا اور اپنی سرخ آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا جس کے چہرے پر پھیلی الجھن بتا رہی تھی کہ وہ اسکی ناراضگی کو نہ تو سمجھی ہے, اور نہ ہی سمجھے گی.. ضرغام نے بڑی مشکلوں سے خود کو کمپوز کیا تھا..

"کیوں کر رہی ہیں یہ سب..؟؟" اسکی طرف بڑھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا..

"کیا سب...؟" مشال انجان بنی.. "یہی سب...!!" اپنی انگلی سے اسکے گال کے زخم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ خفگی سے بولا.. مشال نے نگاہ جھکا لی..

"کیا ملے گا آپکو..؟؟ کیوں خود سے جڑے رشتوں کو تکلیف پہنچا رہی ہیں آپ..؟؟ آغا جان آپ کے لیے پریشان رہتے ہیں... نشال آپکو ہنسانے کی کوششیں کرتی رہتی ہے, ملیحہ آپکی ڈائیٹ کا خیال رکھ رہی ہے, بابا جان آپکے

زخموں کی ریکوری کو لے کر بے حد خوش ہیں, مگر آپ..؟؟ آپ نے کیا کِیا مشال..؟؟ پھر سے خود کو اسی مقام پر پہنچا دیا جہاں سے چلی تھیں آپ..؟؟ زخم کا حشر نشر کر دیا ہے.. دیکھیں زرا کیا حال کیا ہے آپ نے اپنا..!!" شدید خفگی اور غصے کے ملے جلے تاثرات سمیت بولتے ہوئے اسنے اسے ہاتھ سے پکڑ کر آئینے کے سامنے کھڑا کر دیا.. یہ سب اتنی عجلت میں ہوا تھا کہ وہ اسکا اپنے بازو کو پکڑنا نوٹ ہی نہیں کر پائی تھی.. مشال نے جھجکتے ہوئے جھکی نگاہ اٹھا کر آئینے میں دیکھنا چاہا تھا جب ضرغام نے سرعت سے اسکا رخ اپنی جانب موڑ لیا..

"اب دیکھنے دو مجھے..!!" وہ بے حسی سے گویا ہوئی..

"نہیں دیکھنے دوں گا...!" اسکے زخمی گال کو دیکھتے ہوئے وہ عجیب انداز میں کہہ رہا تھا. براؤن آنکھوں میں اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے ٹوٹے کانچ کی سی چبھن اور تکلیف تھی..

"تو پھر پہلے کہا کیوں تھا..؟؟" مشال نے معصومیت سے پوچھا. ضرغام بے بس ہونے لگا.

"کیونکہ مجھے غصہ آگیا تھا..!" اس نے صاف گوئی سے کہا.

"اب چلا گیا..؟؟" پلکیں جھپکاتے ہوئے مشال نے سرعت سے پوچھا مگر وہ اسکے زخم کی طرف متوجہ تھا..

"کون..؟؟ کون چلا گیا..؟؟" اسے بازو سے پکڑ کر بیڈ کی طرف لاتے ہوئے وہ غائب دماغی سے پوچھ رہا تھا.

"تمہارا غصہ اور کون..!!" مشال نے منہ بسورتے ہوئے کہا. ضرغام اسکی اس ادا پر ہولے سے مسکرایا. دل اسکا غلام تھا, بھلا وہ اس سے کیسے خفا رہ سکتا تھا.

"ہاں وہ.. آپ نے بھگا دیا اسکو..!!" کہتے ہوئے ضرغام نے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے فرسٹ ایڈ باکس اٹھا لیا.

"وہ کیسے..؟؟" اسکے چہرے کی جانب دیکھتی وہ دھیمی آواز میں پوچھ رہی تھی.. ضرغام نے روئی پائیوڈین میں بھگوئی..

"وہ ابھی آپکو نہیں بتا سکتا.. سیکریٹ ہے..!" کہتے ہوئے ضرغام نے نرمی سے اسکے گال پر روئی لگائی.. مشال نے بے ساختہ نچلا لب دانتوں میں دبالیا. ضرغام کے دل کی دھڑکنیں ایک پل کو منتشر ہوئی تھیں..

"اور وہ سیکریٹ تم مجھے کیوں نہیں بتا سکتے..؟؟" تکلیف برداشت کرتی وہ حیرت زدہ سی پوچھ رہی تھی..

"کیونکہ سیکریٹس صرف فرینڈز کے ساتھ شئیر کیے جاتے ہیں.. اور ہم فرینڈز تھوڑی ہیں..!!" کہتے ہوئے وہ بڑی نرمی سے اسکا زخم صاف کر رہا تھا. مشال نے اسکی بات پر منہ بسورا.

"تم مجھے ٹریپ کرنے کی کوشش کر رہے ہو..؟؟" مشال نے برہمی سے پوچھا.. گال پر اٹھتی جلن حد سے سوا تھا. غلافی آنکھوں میں پانی بھر آیا تھا.

"نہیں, صرف آپ سے دوستی کرنے کی کوشش کر رہا ہوں..!" روئی کوبن میں پھینکتے ہوئے اسنے نرمی سے کہا. لبوں پر بڑی میٹھی مسکراہٹ تھی.

"ایک لڑکا اور لڑکی میں کبھی دوستی نہیں ہو سکتی..!!" مشال نے سنجیدگی سے کہا.

"ہاں مگر کزنز میں تو ہو سکتی ہے ناں.. وہ بھی تب جب آپکا کزن انتہائی شریف اور معصوم بھی ہو تو..!!" ضرغام نے دوبدو جواب دیا تھا. مشال اسکے یوں خود کی تعریف کرنے پر آہستگی سے چہرے کا رخ موڑ گئی.. شاید لبوں پر امڈتی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کی تھی.. پھر اسکی طرف رخ کرتے ہوئے مشال آہستگی سے گویا ہوئی.

"تمہاری دوستی سے...!" ضرغام نے سرعت سے اسکی بات کاٹ دی..

"بہت فائدہ ہوگا آپکو بیلیو می.. آپ کو سب برے لوگوں سے بچا کر رکھوں گا.. آپ کو جو اچھا لگے گا آپکے لیے وہ ہی کروں گا.. جو کام آپکو برا لگے گا اس سے آپکے لیے اوائیڈ کروں گا.. لیکن, اگر کبھی میں آپکو برا لگا تو.... آپکو خود سے اوائیڈ نہیں کرنے دوں گا مشال.. اور یہ بھی کہ اگر آپ مجھے دھکے بھی دیں گی ناں, تو تب بھی آپکو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا..!!" وہ نرم لہجے میں بولتا مشال علوی کو بے حد اچھا لگا. کوئی چھوٹا معصوم بچہ... اسے وہ بے ریا, مخلص شخص سب سے مختلف لگنے لگا تھا.

"ٹھیک ہے.. میں سوچوں گی اس بارے میں..!" مشال نے آہستگی سے کہا. ضرغام کے لبوں پر ایک پر سکون سی مسکراہٹ پھیل گئی کہ وہ جانتا تھا کہ مشال کا جواب ہاں میں ہی ہو گا... وہ مطمئن ہو کر اب اسکی گردن کی بینڈیج چینج کر رہا تھا. تکلیف محسوس کرنے کے باوجود بھی مشال اپنے لبوں کو بھینچے ہوئے تھی.. شاید وہ اسکی آنکھوں میں اپنے لیے تفکر نہیں دیکھنا چاہتی تھی.

♦♦♦♦

بھاری ہوتے سر کو مسلتے ہوئے اسنے بامشکل نیند کے خمار سے بوجھل آنکھیں کھولیں تھیں.. پوری آنکھیں کھولتے ہوئے اسنے اطراف میں نگاہ دوڑائی.. ویل فرنشڈ روم جس میں نصب جہازی سائیڈ بیڈ پر وہ یقیناً ساری رات سوتی رہی تھی. بیڈ سے پاؤں اتارتے ہوئے وہ کمرے کے فرش پر کھڑی ہو گئی.. ایک بار پھر سے گھوم کر کمرے کا جائزہ لیا تھا.. کل رات کا منظر پوری طرح سے یاد آیا تو اسکے سوئے ہوئے حواس فوراً بیدار ہو گئے.. آنکھوں میں تشویش اتر آئی تھی.. وہ دونوں پولیس آفیسرز تو اسے پولیس سٹیشن لے جانے کی بات کر رہے تھے.. تو پھر یہ عیش و آرام..

"کہیں میں غلط لوگوں کے ہاتھ تو نہیں لگ گئی..!" فکر مندی سے سوچتے ہوئے اسنے بے اختیار اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا. آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی.. لیکن اسے کچھ تو کرنا ہی تھا.. سامعہ نے ہمت کر کے کمرے کے بند دروازے کیطرف قدم بڑھائے.. دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر اسنے بہت آہستگی سے اسے گھمایا تھا.. دروازہ لاک نہیں تھا. دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کرتی سامعہ نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا.. چھوٹا سا لاؤنج نما روم خالی پڑا تھا.. سامنے ہی اس فلیٹ کا بیرونی دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا.. سامعہ کی نم آنکھوں میں چمک اتر آئی.. اسنے گردن باہر نکال کر پورے لاؤنج کا جائزہ لیا.. بیرونی دروازے کے ساتھ ہی بائیں طرف ایک اور بند دروازہ تھا جو شاید دوسرا کمرہ تھا. بنا آواز پیدا کیے بلی کی چال چلتی وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھی تاکہ وہاں سے نکل سکے..

دروازے کے قریب پہنچ کر اسنے بنا آواز پیدا کیے اس ادھ کھلے دروازے کو باہر کی جانب دھکیلا تھا.. تین سیڑھیوں کی مسافت پر زمین تھی.. پہلی سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے اسکا دل اپنی جان چھوٹ جانے پر خوشی سے بلیوں اچھل رہا تھا. مگر ہائے رے افسوس کہ وہ ابھی پہلی سیڑھی پر قدم رکھ بھی نہ پائی تھی کہ کسی نے اسے کلائی سے پکڑ کر سرعت سے اندر کھینچ لیا.. سامعہ کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں جن کا گلا گھونٹنے کے لیے ڈی-ایس-پی زمان نے سرعت سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا.. سامعہ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے مقابل کے سانولے سلونے کرخت چہرے کی جانب دیکھا تھا. دل خوف کی شدت سے دھڑک اٹھا..

"کہاں بھاگ رہی تھیں محترمہ... ایک پولیس آفیسر کی قید سے نکلنا کیا اتنا ہی آسان ہے..؟؟ بے وقوف سمجھ رکھا ہے مجھے....؟؟" وہ دھیمی آواز میں دہاڑا تھا. اسکے سخت لہجے پر سامعہ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے..

"رونا دھونا بند.. بہت دیکھے ہیں ایسے ڈرامے, اب سچ سچ بتاؤ کہ کون ہو تم اور کیا مقصد ہے تمہارا.. ورنہ تھانے لے جا کر وہ حشر کرواؤں گا کہ تمہاری کھوئی ہوئی یادداشت واپس آ جائے گی اور موجودہ چلی جائے گی.. اسلیے بہتر یہی ہے کہ اب تم اپنا منہ کھول دو.!" اسکے ہونٹوں سے اپنا بھاری ہاتھ ہٹاتے ہوئے وہ سرد مہری سے پوچھ رہا تھا.

"میرا کوئی غلط مقصد نہیں ہے.. آپ خوامخواہ مجھ پر شک کر رہے ہیں جبکہ میں بالکل بے قصور ہوں.. میرا تعلق ایک شریف گھرانے سے ہے اور رات کے اس پہر میں اُس روڈ پر کیوں تھی اور کس لیے تھی, اسکے لیے میں اپنے آپ کو, آپکے سامنے جوابدہ نہیں سمجھتی..!!" بھیگی آنکھیں مسلتے ہوئے سامعہ مضبوط لہجے میں بولی.. اسکی بھیگی آنکھیں, اور بھرائی ہوئی آواز اسکے لہجے کا ساتھ دے رہی تھی. ڈی-ایس-پی زمان نے جانچتی نگاہوں سے اسکا رویا رویا چہرہ دیکھا.

"میڈم جی شریف گھرانوں کی لڑکیاں گھر سے باہر راتیں نہیں گزارا کرتیں.. نہ ہی نامحرموں کے بستروں پر سکون کی نیندیں سویا کرتی ہیں.. آپ چپ چاپ تھانے چلیے..." زمان کی بات سامعہ نے چیختے ہوئے کاٹ دی..

"شٹ اپ.. جسٹ شٹ اپ.. آپ کیوں بار بار مجھے رات روڈ پر گزارنے کا طعنہ دے رہے ہیں.. میں وہاں (روڈ پر) ضرور تھی مگر یہاں اپنے گھر آپ مجھے لے کر آئے ہیں, آپکی شرافت کہاں تھی جب آپ ایک لڑکی کو آدھی رات اپنے گھر اٹھا لائے جہاں نا آپکی ماں ہے نا کوئی بہن.. تو پھر غلط کون ہوا..؟؟ اور رہی بات نیند کی تو میں سوئی نہیں تھی, خوف سے بے ہوش ہو گئی تھی.. جس کا آپ بہت زیادہ غلب مطلب نکال رہے ہیں..!!" آنسو صاف کر کے درشتگی سے بولتی وہ ایک پل کو ڈی-ایس-پی زمان احمد کو چونکا گئی.

"یقیناً ڈیبیٹر رہی ہو تم تبھی اتنی اچھی تقریر کی ہے مگر یہاں تمہاری تقریر سن تو لی گئی ہے مگر اسکا کچھ اثر نہیں ہو گا.. بہت ہو چکی نرمی.. چپ چاپ تھانے چلو.. وہاں تو گونگوں کے منہ میں بھی زبان آ جاتی ہے.. تمہاری تو ویسے بھی کافی لمبی زبان ہے.. لیٹس گو..!" اسکی کلائی اپنی آہنی گرفت میں لیتے ہوئے زمان نے دروازہ کھولنا چاہا تھا جب وہ ملتجیانہ گویا ہوئی ..

"پلیز مجھے جانے دیجئے.. میرے پاس نا تو کوئی اسلحہ ہے اور نہ ہی کوئی مشکوک سازو سامان... آپ خوا مخواہ ہی مسئلہ بڑھا رہے ہیں.. میں کہہ رہی ہوں ناں کہ میں ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں.. مجھ پر رحم کریں پلیز, آپ کیوں میرا تماشا بنانے پر تلے ہوئے ہیں..!!" سامعہ کی آنکھیں پھر سے بھیگ گئی تھیں. زمان نے اپنے لب بھینچتے ہوئے ایک سخت نگاہ اسکے روتے ہوئے چہرے پر ڈالی.

"لاسٹ ٹائم کہہ رہا ہوں, سچ بتا دو.. گھر سے بھاگی ہو ناں..؟؟" زمان کے سختی سے پوچھے گئے سوال نے سامعہ کی آنکھوں سے نکلتے آنسوؤں کی رفتار میں اضافہ کر دیا تھا.

"بولو...؟؟" اسے مسلسل روتے دیکھ وہ دہاڑا تھا. اسکی دہاڑ پر وہ کانپتی ہوئی وہیں دروازے کے ساتھ بیٹھتی چلی گئی.. اسنے سرعت سے اثبات میں گردن ہلائی تھی.. زمان احمد کا خون کھول اٹھا. اسے ایسی بے وقوف لڑکیوں سے شدید نفرت تھی..

"اور یقیناً جس کے لیے تم گھر سے بھاگی ہو وہ وقت پر تم سے ملنے نہیں آیا اور نتیجتاً تم ہمارے ہتھے چڑھ گئیں.. رائٹ..؟؟" اسکے قریب بیٹھتے ہوئے وہ سرد لہجے میں پوچھ رہا تھا.. سامعہ نے جھٹ نفی میں گردن ہلائی.. ڈی-

ایس-پی زمان نے الجھن آمیز نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا مگر جیسے جیسے وہ بولتی رہی ویسے ویسے ہی اسکی آنکھوں سے الجھن کے تاثرات جاتے رہے اور پریشانی کے تاثرات نمودار ہوتے چلے گئے..

"پلیز مجھے پولیس سٹیشن مت لے جائیں,وہاں تو میرے چاچو اور بابا نے میری گمشدگی کی رپورٹ درج کروادی ہو گی..مجھے گھر واپس نہیں جانا.. آپ پلیز بس مجھے یہاں سے جانے دیں,میں اپنے لیے کوئی محفوظ پناہ ڈھونڈ لوں گی..!!"اسکے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے وہ آخر میں منت سماجت پر اتر آئی..زمان نے اپنی پیشانی ایک پل کو مسلی تھی پھر اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے کچن میں لے آیا..

"یہاں سے ہلنا مت..!"اسے چیئر پر بٹھا کر سختی سے کہتا وہ فریج میں گھسا ناشتے کا سامان نکال رہا تھا.سامعہ کچھ حیران,کچھ پریشان نگاہوں سے اسکی کاروائی دیکھتی رہی جو اسکے سامنے ٹیبل پر ڈبل روٹی اور جیم کی بوتل رکھ چکا تھا.فلاسک میں سے گرم چائے دو کپوں میں انڈیلی اور ایک کپ اسکی طرف کھسکا دیا.

"ناشتہ کرو جلدی..!"سکون سے کہتے ہوئے اسنے اپنا کپ ہونٹوں سے لگالیا.سامعہ ہنوز پریشان بیٹھی تھی.

"میری بات تمہیں سمجھ نہیں آئی..؟؟"اسے پہلو میں ہاتھ گرائے بیٹھا دیکھ وہ سختی سے گویا ہوا.مجبوراً سامعہ نے چائے کا کپ لبوں سے لگالیا..گھونٹ گھونٹ چائے پیتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی کہ جانے وہ سیاہ فام اسکا کیا حشر کرے گا,کیونکہ اسکی پوری رواداد سن لینے کے بعد بھی زمان کے چہرے پر نرمی کے کوئی آثار نہیں آئے تھے.

وہ چائے پی چکی تو زمان نے اسے کلائی سے پکڑا اور اسی کمرے میں لے آیا جہاں سے وہ نکلی تھی. اسے چئیر پر بٹھاتے ہوئے زمان نے بیڈ کے نیچے سے رسی نکالی تھی, جس سے اگلے دو منٹوں میں وہ اسے چئیر سے باندھ چکا تھا. سامعہ اسکے ترلے منتیں کرتی رہ گئی مگر وہ بہرہ بنا اپنا کام پورا کر چکا تھا..

"تمہیں میں نے کہا تھا کہ ناشتہ کر لو مگر تم نے صرف چائے ہی پی ہے, اب بھگتنا کیونکہ میری واپسی اب لیٹ نائٹ ہی ہو گی.. تب تک اس بند کمرے میں جو سانس لینے کے لیے ہوا موجود ہو گی, بس وہ ہی کھا کر گزارا کرنا پڑے گا تمہیں... میں چلتا ہوں.. ے یو ہیو آ گڈ ڈے..!!" سنجیدگی سے کہتا آخر میں وہ ہولے سے مسکرایا تھا. سامعہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ مقابل کا منہ نوچ لے.. جبکہ اسکے دل کی خونی حسرتوں سے انجان وہ پلٹا تھا اور کمرے کا دروازہ بند کرتا وہاں سے چلا گیا.. کیونکہ اسے اب پتہ چلانا تھا کہ آیا وہ لڑکی سچی ہے بھی یا نہیں..

♦♦♦♦

"صبح کیا ہو گیا تھا تمہیں..؟؟ جانتی ہو میں کتنا پریشان ہو گئی تھی.. اور ملیحہ.. وہ کیا سوچتی ہو گی تمہارے بارے میں مشی..؟؟ ایسے کون بی ہیو کرتا ہے..!!" اسکے ساتھ ننگے پاؤں گھاس پر چلتی ہوئی وہ دھیمے لہجے میں اس ڈپٹنے کے سے انداز میں پوچھ رہی تھی.. مشال نے اپنی پیروں تلے رندتی گھاس کو گھورا.

"میں.. میں کرتی ہوں ایسے بی ہیو.. اور اگر اب تم پوچھو گی کہ کیوں...؟ تو اس کیوں کا ایک ہی جواب ہے.., وہ یہ کہ میں پاگل ہوں اور اس پاگل پن کا میرے پاس کوئی علاج نہیں ہے نشال... اگر میری ذات سے سب کو یہاں تکلیف مل رہی ہے یا سب ڈسٹرب ہو رہے ہیں تو میں یہ گھر چھوڑ دوں گی.. چلی جاؤں گی میں یہاں سے..!" اسکی

طرف دیکھے بنامشال نے بے تاثر لہجے میں کہا. نشال نے شکایتی نظروں سے اسکی جانب دیکھا مگر مشال اسکی طرف متوجہ نہیں تھی, اسکی نگاہیں ہنوز گھاس پر جمی ہوئی تھیں.

"ہر مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل ضرور ہوتا ہے مشی.. تم مجھ سے شئیر کرو.. ہو سکتا ہے میں تمہاری کوئی مدد کر پاؤں..!!" اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دباتے ہوئے نشال نے نرمی سے کہا.

"نہیں.. اب کوئی بھی میری مدد نہیں کر سکتا.. کچھ مرض لادوا ہوتے ہیں, انکا کوئی علاج نہیں ہوتا نشال.. یہ روح پر لگے ایسے گھاؤ ہیں کہ جنہیں نہ میں کسی کو دکھا سکتی ہوں, اور نہ ہی بتا سکتی ہوں..!" دھیرے سے کہتی ہوئی وہ بے حسی سے مسکرائی تھی.. نشال نے بے ساختہ اسکے لبوں پر پھیلی وہ مسکراہٹ دیکھی جو آج سے پہلے اسنے مشال کے لبوں پر دیکھنے کی بارہا خواہش کی تھی..

"میری طرف دیکھو مشال, مجھے دیکھو.. میں "کسی" نہیں ہوں جسے تم کچھ بتا نہ سکو.. میں تمہاری بہن ہوں, پلیز مجھے بتاؤ.. وہ کون سا خلا ہے جسنے تمہیں اس قدر کھوکھلا کر دیا ہے..؟؟ وہ کون سا غم ہے جسے سینے سے لگائے تم سب سے, حتیٰ کہ مجھ سے بھی دور بھاگتی ہو..؟؟ بولو مشال..؟؟ کچھ تو بولو..!!" اسے شانوں سے تھامتے ہوئے نشال نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا. مشال کی اجڑی حالت اسکے لیے ناقابل برداشت تھی.

"تمہیں بتا کر کیا ہو جائے گا نشال..؟؟ مجھے کیا مل جائے گا..؟؟ کیا مرنے کے بعد سانسیں واپس مل سکتی ہیں..؟؟ کیا قبر کا اندھیرا دیکھ لینے کے بعد سورج کی روشنی دِکھ سکتی ہے..؟؟ کیا ناممکن کو ممکن کیا جا سکتا ہے..؟؟ نہیں ناں..؟؟ اسی طرح مشال علوی کے تار تار ہوئے وجود کو سینا کسی کے بس کی بات نہیں, میرے کرچی کرچی, ریزہ

ریزہ ہوئے جذبات کو سمیٹنا بھی کسی کے لیے ممکن نہیں ہے.. اسلیے مجھے مت کرید و پلیز.. میں جانتی ہوں کہ میں آدھی پاگل ہو چکی ہوں, لیکن اگر تم سب یونہی میرے زخموں کو ادھیڑتے رہو گے تو بہت جلد اپنے پورے حواس کھو بیٹھوں گی... قریب المرگ شخص کے لیے دعا کی جاتی ہے.. دوا نہیں دی جاتی نشال.. میرے لیے دعا کیا کرو.. زندگی مختصر ہو جائے بس..!" دھیمے لہجے میں بولتے بولتے اسکی آواز بھرا گئی تھی.. اور رو تو نشال بھی رہی تھی.. کہ مقابل کھڑی لڑکی جو اپنے لیے, اسے موت کی دعا مانگنے کی فریاد کر رہی تھی, وہ کوئی غیر نہیں اسکی سگی بہن تھی.

مشال نے ایک بے تاثر, دھندلی نگاہ نشال کے آنسوؤں سے بھیگے چہرے پر ڈالی پھر ہاتھ بڑھا کر بہت نرمی سے اسکے گال صاف کیے.. نشال کو اسکی پرواہ پر مزید رونا آیا تھا.

"پلیز روؤ مت نشال..!" نشال کا ہاتھ نرمی سے دباتے ہوئے مشال نے کہا.

"اچھا صرف ایک سوال.. جواب سچ سچ دینا..؟" مشال کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑتے ہوئے نشال نے روتے ہوئے پوچھا. مشال نے اپنے لرزتے لبوں پر زبان پھیری. جانے وہ کیا پوچھنے والی تھی.

"پوچھو..؟" مشال نے نگاہ چراتے ہوئے کہا.

"کسی سے محبت کرتی تھیں تم..؟؟" نشال کے سوال پر مشال کی آنکھوں میں درد پھیلنے لگا..

"نہیں..!" کہتے ہوئے اسنے نفی میں گردن ہلائی..

"کوئی مجھ سے نفرت کرتا تھا..!!" وہ دھیمی آواز میں بڑبڑائی تھی. پھر نشال کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑاتی اندر کی جانب بھاگ گئی. نشال نے پلٹ کر نظروں سے دور ہوتی مشال کو دیکھا..

وہ حقیقتاً مشال کے لیے پریشان ہو چکی تھی.

"یہاں کیوں کھڑی ہو..؟؟" اپنے دھیان میں کھڑی وہ ضیغم کی بھاری آواز پر اچھل کر اسکی جانب مڑی.. دھک دھک کرتے دل پر باقاعدہ ہاتھ رکھتے ہوئے نشال نے سخت ناگواری سے نگاہ کا زاویہ بدلا تھا.

"اب اٹھنے بیٹھنے پر بھی پابندی ہے کیا..؟؟" دائیں جانب دیوار سے لپٹی عشق پیچاں کی بیل کو دیکھتے ہوئے نشال نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا. اسکے لہجے کے تیکھے پن کو محسوس کرتا ضیغم ایک قدم اسکے قریب ہوا تھا. نشال نے بے قابو ہوتے دل کو بامشکل سنبھالا تھا.

"ابھی تم پر پابندیاں لگائی ہی کب ہیں..؟؟" سرد مہری سے کہتا وہ نشال کو اپنی جانب دیکھنے پر مجبور کر گیا تھا. اسنے اپنی بھیگی پلکوں کی جھالر اٹھاتے ہوئے اس ہرجائی کی جانب دیکھا جسکا وجیہہ چہرہ ہمیشہ کی طرح رعب دار اور براؤن آنکھیں مغرور تھیں..

"تو یعنی ارادہ رکھتے ہیں آپ..؟" اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے نشال نے بے تاثر انداز میں پوچھا. ضیغم نے ایک آنکھ سکیڑتے ہوئے اسکی آنکھوں کی گستاخی کو چیلنج کیا تھا..

"ایسے مت دیکھیں.. نشال آپکو پلک جھپکے بغیر پورے کا پورا اپنی آنکھوں میں اتار سکتی ہے..!" سنجیدگی سے بولتی وہ کافی بااعتماد لگ رہی تھی. ضیغم اسکی بات پر استہزائیہ انداز میں مسکرایا.

"تم یہ بات کہہ سکتی ہو... کیونکہ تم اب مسز ضیغم اجلال جو ہو..!!" سرد مہری سے بولتا وہ ایک بار پھر اسکے دل پر اپنا بھاری پاؤں رکھ چکا تھا.. یعنی اسکی اپنی تو کوئی وقعت تھی ہی نہیں.. تکلیف کی شدت سے نشال کی آنکھوں میں آنسو آ گئے..

"کتنے ظالم ہیں ناں آپ.. انتہائی بے رحم اور سفاک.. اس قدر پتھر دل کہ بارہا میری تذلیل کرتے ہیں, میرے جذبات کا مذاق اڑاتے ہیں مگر ہر بار مجھے رلا کر بھی آپکو سکون نہیں ملتا.. اگلی دفعہ میں پہلے سے بڑھ کر وار کرتے ہیں..!!" آنسو حلق میں اتارنے کی کوشش کرتی وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولتی چلی گئی. ضیغم کے لبوں پر پھیلی مسکراہٹ فوراً سمٹی تھی. آنکھوں میں سرد سا تاثر پھیل گیا تھا. نشال نے بے دردی سے اپنے گالوں پر پھسلتے آنسو صاف کیے تھے..

"ہاں ملتا ہے مجھے سکون.. کیونکہ میری تکلیف کا مداوا تمہاری تکلیف ہے.. تمہاری بدسکونی میں ہی میرا سکون ہے.. سمجھی تم..؟؟" اسکا بازو دبوچتے ہوئے وہ شدید برہمی سے کہہ رہا تھا. اسکی برف آنکھوں میں دیکھتی نشال کے گلابی لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی. نم آنکھوں سمیت مسکراتی وہ ضیغم کے پتھر دل کے نہاں خانوں میں اترتی چلی گئی.

"نہیں سمجھی میں.. کبھی نہیں سمجھ سکی میں..نہ آپکو..نہ آپکی نفرت کو.. اور نہ ہی آپکے اس سکون کو جو بقول آپکے, آپکو تب ملتا ہے جب مجھے تکلیف ہوتی ہے.. کیونکہ مجھے آج تک آپکی آنکھوں میں, میری تکلیف پر وہ سکون نظر نہیں آیا.. کبھی نہیں آیا.. ابھی بھی سکون کہیں نہیں ہے..نہ آپکی آنکھوں میں, نہ آپکے لفظوں میں, نہ آپکی اس جنونی گرفت میں اور نہ ہی آپکی ان بوجھل سانسوں میں..!!" دھیمے لہجے میں کہتی وہ اسے سطر سطر پڑھ رہی

تھی. اپنی پوشیدہ ذات کو اس پر یوں کھلتا دیکھ وہ بے چین ہو کر فوراً اس سے دور ہوا تھا. نشال نے آہستگی سے اپنے بازو کو سہلایا جو ضیغم کی سخت گرفت پر دکھنے لگا تھا.

"انتہائی فضول لڑکی ہو تم.. جیسی خود ہو, ویسی ہی باتیں کرتی ہو..!!" بے زاری سے کہتا وہ رخ موڑ گیا.

نشال کے لب بے ساختگی سے مسکرائے تھے. وہ فوراً گھوم کر اسکے سامنے آئی.

"اب اسی فضول لڑکی کو زندگی بھر برداشت کرنا ہے آپ نے, اور اسی کی باتیں بھی سننی ہیں..!" اپنی تراشیدہ بھنویں اچکاتے ہوئے اسنے مصنوعی سنجیدگی سے کہا. شاید وہ اسے چڑا رہی تھی. ضیغم نے اسکی بات پر اپنے لب سختی سے بھینچ لیے.

"ایک ہی دن میں, کافی ہمت آچکی ہے تم میں.. مگر ضیغم اجلال کو اس قسم کی ہمت کے مظاہرے زہر لگتے ہیں..!" وہ اسکے دوبدو جواب دینے کی بابت اسے ٹوک رہا تھا. نشال برا ماننے کی بجائے دلکشی سے مسکرائی.

"اب ایس-پی ضیغم اجلال کی بیوی ہوں, ہمت تو آئے گی ہی ناں..!" وہ دل جلانے والے انداز میں گویا ہوئی.

ضیغم اپنی مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا کیونکہ سامنے ہی مالی پودوں کو پانی دے رہا تھا.

"تمہاری ہمت کو بخوبی جانتا ہوں نشال بیگم... سارے کس بل نکال کر نہ رکھ دیے تو پھر کہنا.. مگر ابھی میرے سامنے سے ہٹو, ایم گیٹنگ لیٹ..!!" کہتے ہوئے ضیغم نے اسے اپنے سامنے سے ہٹایا تھا اور آنکھوں پر گاگلز پہنتے ہوئے پورچ کی طرف بڑھنے لگا. نشال نے آنکھیں سکیڑ کر سنجیدگی سے اسکی پشت کو دیکھا. تو کیا وہ واپس جا رہا تھا.

نشال کا دل ایک پل کو ڈوبا تھا. وہ لاکھ ظالم, سنگدل, بے مہر سہی.. مگر اسکے دل کا بلاشرکت غیرے مالک تھا.. اس

سے جدائی سوہانِ روح ہی تو تھی.. نشال نے آہستگی سے پلکوں پر اٹکا موتی صاف کیا تھا تبھی اپنی پولیس جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکے ضیغم نے گردن موڑ کر نشال کی جانب دیکھا تھا. اسکی اداس آنکھوں میں چمکتی نمی نے ضیغم کے دل میں دراڑ سی ڈالی تھی.. وہ لب بھینچ کر رخ پھیر گیا.. نشال نے دھندلی آنکھوں سے گیٹ کراس کرتی وہ جیپ دیکھی تھی. یقیناً وہ واپس جارہا تھا. دل ہی دل میں اسکی سلامتی کی دعائیں مانگتی وہ اندرونی عمارت کی طرف پلٹ گئی.. اسکے چلتے قدموں کی رفتار بے حد سست تھی..

تم نے چکھی ہی نہیں ہجر کی
سوغات کبھی..
تم پہ گزرے ہی نہیں موسم
وہ سزاؤں کے...

♦♦♦♦

"کیا رپورٹ ہے زمان..؟؟" ایک ہاتھ سے گاڑی ڈرائیو کرتا, دوسرے سے کان فون سے لگائے وہ بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا.

"آپکے کہنے کے مطابق میں نے پتوکی کی گلیوں, سڑکوں میں ہماری پولیس فورس بھیج دی ہے سر... لیکن سرچ آپریشن ابھی تک کامیاب نہیں ہوا..!!" زمان کی کچھ الجھی ہوئی آواز فون کے سپیکر سے ابھرتی اسکی سماعتوں میں اتر رہی تھی.

"کامیاب ہو گا بھی کیسے.. کیونکہ آصف علوی توپتوکی میں ہے ہی نہیں..!!" ضیغم سنجیدگی سے بولا. اسکی بات پر دوسری جانب ڈی-ایس-پی زمان چونک گیا.

"کیا مطلب..؟؟" آ... آپ جانتے ہیں کہ وہ کہاں ہیں..؟؟" زمان کی تحیر آمیز آواز ضیغم لے لبوں پر مسکراہٹ دوڑا گئی تھی.

"یس.. بس تم وہاں پتوکی میں پولیس فورس پھیلائے رکھو.. ایم ہنڈرڈ پرسنٹ شیور کہ آصف علوی لاہور میں ہے اور... ڈی-جی-فرحان چوہدری کے گھر قیام پذیر ہے.. میں لاہور کی پولیس فورس سے ہیلپ لے رہا ہوں.. ان شاء اللہ میں بہت جلد آصف علوی کو اپنی کسٹڈی میں لے کر ہنجرائی پہنچ جاوں گا.. تم وہاں ہمارا آپریشن ناکام ہوتا ہی شو کرواؤ.. کلئیر..؟؟" ضیغم نے اسے تفصیل سے پوری بات بتا کر آخر میں ہمیشہ کیطرح تائید چاہی تھی.

"اِٹس کلئیر سر.. بٹ.. آر یو شیور کہ آصف علوی فرحان چوہدری کی کسٹڈی میں ہی ہے..؟؟" زمان کی آواز میں تشویش تھی.

"آئی سیڈ... ایم ہنڈرڈ پرسنٹ شیور.. شام ڈھل رہی ہے اور میں یہ بات بخوبی جانتا ہوں کہ چوبیس گھنٹے پورے ہونے میں ابھی کافی ٹائم ہے., تم فکر مت کرو..!" اسنے اطمینان سے کہا تھا.. وہ جانتا تھا کہ زمان اسکے ارباز علوی کے سامنے کیے گئے دعوے کی وجہ سے پریشان ہو رہا ہے.. ضیغم کے یقین سے کہنے پر ڈی-ایس-پی زمان نے دل ہی دل میں اسکے یقین کے پورا ہونے کی دعا کی تھی.. پھر "اوکے سر" کہہ کر کال ڈسکنیکٹ کر گیا.. ضیغم نے کال ڈسکنیکٹ ہوتے ہی موبائل ساتھ والی سیٹ پر رکھا تھا اور جیپ کی سپیڈ تیز کر دی.. اگلے دس منٹوں میں چار پولیس

موبائلز اسکی جیپ کو فالو کر رہی تھیں.. شام کے چھ بجے کے قریب پولیس فورس نے ڈی-آئی-جی فرحان کے بنگلے کو گھیر لیا تھا. ضیغم کا یقین غلط نہیں تھا.. آصف علوی فرحان چوہدری کے بنگلے میں گیسٹ روم میں ایک بوڑھے فوجی کے بھیس میں قیام پذیر تھا.. میڈیا کو وہ پہلے ہی خبر کر چکا تھا کیونکہ محض میڈیا ہی ایک ایسا قوی ذریعہ تھا جسکی مدد سے وہ ڈی-آئی-جی فرحان کو دھول چٹا سکتا تھا. ایک مجرم کو پناہ دینے کے جرم میں میڈیا نے فرحان چوہدری پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی تھی. ضیغم نے آصف علوی کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنائیں تو وہ باقاعدہ ہاتھ جوڑنے پر آ گیا تھا مگر مقابل بھی ضیغم اجلال تھا.. ڈی-آئی-جی فرحان چوہدری اس صورتحال پر بوکھلا چکا تھا.. گھبراہٹ میں وہ الٹا سیدھا بولتا اپنے ہی پول کھول رہا تھا..

فرحان چوہدری کی درگت بنتی دیکھ ضیغم کے لبوں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ پھیل گئی.. آصف علوی کو پولیس موبائل میں دھکا دے کر وہ شاہانہ چال چلتا صحافیوں کے جھرمٹ میں گھرے ڈی-آئی-جی فرحان چوہدری کی طرف بڑھا... اسکے لیے خود بخود راستہ بنتا چلا گیا تھا..

"یہ ہیں ہمارے ایماندار اور انتہائی شارپ آفیسر, ایس-پی ضیغم اجلال.. جنہوں نے کورٹ کے آرڈرز ملتے ہی چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر فرار مجرم آصف علوی کو کھوج نکالا مگر افسوسناک بات یہ ہے کہ مجرم کو پناہ دینے میں ہمارے قانون کے معتبر رکھوالے کا ہی ہاتھ ہے..جی ہاں.. مجرم آصف علوی پچھلے بائیس گھنٹوں سے ڈی-آئی-جی فرحان چوہدری کے بینگلو میں بھیس بدل کر پناہ لیے ہوئے تھا.. آیئے اس بارے میں جانتے ہیں اس نڈر اور بے باک آفیسر ضیغم اجلال کی رائے... جنہوں نے بلا خوف و خطر ڈی-آئی-جی فرحان سے ٹکر لے کر مجرم کو

گرفتار کرلیا...!!" کیمرے کے سامنے فرفر بولتی وہ صحافی لڑکی فرحان چوہدری کی ساکھ کی دھجیاں اڑا رہی تھی.

ضیغم اپنے لب بھینچتے ہوئے اس لڑکی کی طرف متوجہ ہوا.. جو مائیک اسکے سامنے کرتے ہوئے اسکی رائے مانگ رہی تھی.

"زیادہ تو نہیں مگر صرف اتنا کہوں گا کہ چوہدری صاحب کی قانون سے غداری پر مجھے بے حد افسوس ہے... یہ بات میرے علم میں تھی کہ چوہدری صاحب مجرم کے والد ارباز علوی کے کلوز فرینڈ ہیں.. مگر مجھے ان سے اس بات کی توقع نہیں تھی کہ دوستی نبھانے کے لیے یہ اس حد تک چلے جائیں گے کہ ایک مجرم کی پشت پناہی کریں گے.. آخر میں یہی کہوں گا کہ میں امید کرتا ہوں کہ... کورٹ چوہدری صاحب کے خلاف سخت ایکشن لے گی.. تھینکس...!!" سنجیدگی سے بولتا وہ وہاں موجود ہر شخص کا دل جیت رہا تھا..

"وی ہوپ ٹُو سر.. لیکن آصف علوی کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہیں گے..؟؟ کیا آپ شیور ہیں کہ آپ مجرم کو سخت سے سخت سزا دلوا پائیں گے..؟" اگلا سوال پوچھا گیا تھا.

"میرا فرض تو مجرم کو اریسٹ کرنا تھا.. سزا تو کورٹ ہی سنائے گی.. آپ سب کی طرح میں بھی صرف امید ہی کر سکتا ہوں کہ کورٹ اس معاملے میں بہت بہتر فیصلہ سنائے گی.. باقی کوشش تو لازم ہے,وہ ہم ضرور کریں گے..!!" اطمینان سے کہتے ہوئے ضیغم کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ تھی..

"تھینک یو سر.. نائس ٹو ٹاک وِدیو..!!" لبوں پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے اس صحافی لڑکی نے اسکا شکریہ ادا کیا تھا.

ضیغم نے اثبات میں سر ہلا کر جیسے اس پر احسان عظیم کیا تھا. فرحان چوہدری سے سوالات کرنے کے منتظر چند

صحافی اسکی طرف بڑھے تھے مگر ضیغم نے ہاتھ اٹھا کر مزید جوابات دینے سے انکار کر دیا تھا.. پھر وہ فرحان چوہدری کی طرف مڑا تھا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکے قریب جا کر رکا.

"میں نے سمجھایا تھا.. فرسٹ وارننگ بھی دی تھی., مگر آپ نے میرے الفاظ کو بہت ہلکا لیا تھا.. اب برداشت کیجئے ان لفظوں کی تکمیل کا بوجھ.. جانتا ہوں کہ آپکے لیے یہ بوجھ برداشت کرنا بے حد مشکل ہے مگر یہ مشکل آپ نے خود اپنے لیے منتخب کی ہے.. مے یو ہیو آ گڈ ڈے سر..!!" لفظ "سر" پر زور دیتے ہوئے وہ مسکرایا تھا. فرحان چوہدری نے خونخوار نظروں سے ضیغم کو گھورا جس کی قطعاً پرواہ نہ کرتے ہوئے وہ صحافیوں کے رش کو چیرتا اپنی جیپ کی طرف آ گیا. کئی صحافی اسکے پیچھے آئے تھے مگر انکی درخواست "سر پلیز.. جسٹ آ منٹ..." کو نظر انداز کرتا وہ اپنی پولیس جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا. جیپ کو آگے بڑھاتے ہوئے اسنے جیپ کی سپیڈ تیز کر دی تھی.. اسکے ساتھ آئی چاروں پولیس موبائلز نے اسکی جیپ کا پیچھا کیا تھا. ان پانچوں گاڑیوں کا رخ ہنجرائی کی طرف تھا..

♦♦♦♦

ہماری خاطر بھی

فاتحہ ہو برائے بخشش

ہم آپ اپنے پہ

خاک ڈالے پڑے ہوئے ہیں...

وہ سر جھکائے چپ چاپ انکے شکوے سن رہی تھی.. گلابی لبوں پر خود بخود مسکراہٹ بکھر رہی تھی. جانے کون سا جادو تھا اس گھر کے مکینوں کے انداز گفتگو میں کہ بھولی بسری مسکراہٹ چند پلوں کے لیے ہی سہی, مگر اب کبھی کبھار اسکے لبوں کا احاطہ کر لیا کرتی تھی..

"جب سے آئی ہو, بس ہر وقت اپنے کمرے میں ہی چھپی بیٹھی رہتی ہو, مجال ہے جو کبھی بوڑھے نانا کا خیال آ جائے تمہیں.. مانتا ہوں کہ بوڑھا ہو گیا ہوں مگر میں باقی بوڑھوں جتنا بورنگ نہیں ہوں.. اچھی کمپنی دے سکتا ہوں تمہیں مگر تم تو شاید...!!" مصنوعی خفگی سے کہتے ہوئے آغا جان نے بات ادھوری چھوڑ دی. مشال نے نگاہ اٹھا کر نرمی سے انکی جانب دیکھا..

" صحیح کہا آپ نے.. آپ بالکل بھی بورنگ نہیں ہیں نانا جان.. مگر میں تو ہوں ناں.. میں اپنے بڑھاپے کا کیا کروں..؟؟" نا محسوس انداز میں مسکراتی وہ بڑی دھیمی آواز میں بول رہی تھی. عبدالرحمن فاروقی صاحب نے اسکی بات پر آنکھیں سکیڑ کی پر سوچ نظروں سے اسکی جانب دیکھا.

"کیا دیکھ رہے ہیں..؟؟" مشال نے آہستگی سے پوچھا.

" دیکھ رہا ہوں کہ کیا تم واقعی بوڑھی ہو چکی ہو یا پھر, میری نظر ابھی تک جوان ہے جس میں تمہارا عکس ایک جوان, مغرور حسینہ جیسا ہے..!!" سنجیدگی سے بولتے وہ آخر میں شریر ہوئے تھے. مشال انکے پر مزاح انداز پر آہستگی سے اپنا رخ موڑ گئی.. مسکراہٹ لبوں پر آنے کو مچلی تھی جسکا گلا اسنے لب دانتوں میں دبا کر گھونٹ دیا تھا.

"ضروری نہیں کہ انسان کی عمر بڑھ جائے تو وہ تب ہی بوڑھا ہو, بعض اوقات بھری جوانی میں بھی انسان بوسیدہ.. پر انا اور ضعیف ہو جاتا ہے.. بس دیکھنے والی آنکھ ہونی چاہئیے.."انہیں بڑی سنجیدگی سے جواب دیتی آخر میں وہ خود بھی شریر ہو گئی تھی. آغا جان اسکی بات پر قہقہ لگا کر ہنسے تھے..

"یعنی تم کہنا چاہتی ہو کہ میرے ساتھ ساتھ میری نظر بھی بوڑھی ہو چکی ہے..؟؟"انہوں نے مسکراتے ہوئے پوچھا.

"نہیں.. آپکی نظر بالکل ٹھیک ہے, میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ جن باتوں میں الجھا کر آپ مجھے ہنسانا چاہ رہے ہیں یہ طریقہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے نانا جان... مگر میرے لیے حیرت والی بات یہ ہے کہ مجھے پھر بھی ہنسی آرہی ہے..!!"نرمی سے کہتی وہ مسکرائی تھی.

اسکے لبوں پر کھلتی وہ بھرپور مسکراہٹ انہیں مطمئن کر گئی تھی.

"یہ... نشال کہاں ہے, ناشتے کے بعد سے نظر ہی نہیں آئی..؟"وہ اندر آتی ملیحہ سے مخاطب ہوئے تھے..

"وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے باہر لان میں ضیغم بھائی کو سی-آف کرنے گئی تھی, میرا خیال ہے انکے واپس جانے کے غم میں وہیں کی ہو کر رہ گئی ہے..!!"کہتے ہوئے ملیحہ نے بے ساختہ قہقہ لگایا تھا. اسکی بات پر آغا جان کے لبوں پر بھی مسکراہٹ دوڑ گئی.

مشال نے پلٹ کر ایک نظر ملیحہ کی جانب دیکھا. اسکے ساتھ اپنے صبح والے سلوک کی بابت سوچ کر مشال کے چہرے پر کچھ شرمندگی بھرے تاثرات پھیل گئے. ملیحہ بھی اسکا نگاہ جھکانا نوٹ کر چکی تھی. تبھی اسکے قریب آتے ہوئے خوشدلی سے گویا ہوئی.

"کیسی ہو مشال..؟؟" اسکے خود کو مخاطب کرنے پر مشال نے نگاہ اٹھا کر اس سے نگاہ ملائی.

"ٹھیک.. ٹھیک ہوں..!!" وہ بامشکل جواب دے پائی تھی.

"چائے پیو گی..؟؟ میں اپنے لیے بنانے جارہی ہوں..؟؟" ملیحہ نے نرمی سے پوچھا.

"یہ چائے کا کونسا ٹائم ہے..؟؟ رات ہوچکی ہے بس اب رات کا کھانا, کھانا.. اس ٹائم چائے نہیں پیتے...!!" رات کی پھیلتی سیاہی کی بابت سوچتے ہوئے آغا جان نے اسے چائے پینے سے باز رکھنا چاہا تھا.

"لیکن چائے کا تو کوئی ٹائم نہیں ہوتا نانا جان.. بس موڈ پر ڈیپینڈ کرتا ہے.. جب دل کرے, چائے بناؤ اور پی لو..!" ملیحہ کی بجائے مشال نے کندھے اچکاتے ہوئے انہیں نرمی سے جواب دیا تھا. ملیحہ کو اسکا یوں اپنی حمایت میں بولنا اچھا لگا تھا. وہ مسکراتے ہوئے اسکے ساتھ ہی بیٹھ گئی.

"بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے مشال, آپ تو ناں بس.. بوڑھے ہوگئے ہیں آغا جان.. اسلیے آپکی چوائس بھی.." شریر لہجے میں بولتی ملیحہ نے آخر میں بات ادھوری چھوڑ دی. بدلے میں عبدالرحمن فاروقی صاحب قہقہہ لگا کر ہنسے تھے.

"مان لیا میں نے کہ اپنے بچوں سے میں نہیں جیت سکتا..!" ہنستے ہوئے انہوں نے ہار مانی تھی.

"بڑی ہار جیت کی باتیں ہو رہی ہیں,.. یہاں کوئی کمپیٹیشن چل رہا ہے کیا.. ؟؟" ہاتھ میں نوٹس پکڑے وہ وہاں آیا تھا اور آتے ہی الٹا سوال پوچھا تھا.. ملیحہ نے مسکراتی نگاہوں سے ضرغام کی جانب دیکھا.

"تم کبھی باز مت آتا.. !!" ملیحہ نے اپنا ہمیشہ کا کہا فقرہ دہرایا تھا. وہ کندھے اچکاتا آغا جان کے ساتھ صوفے پر ٹِک گیا.. تبھی آغا جان کے موبائل پر بیل ہوئی تھی. کال ریسیو کرتے ہوئے انہوں نے فون کان سے لگالیا..

دوسری جانب اکرام صاحب تھے.. جیسے جیسے انکی پریشان زدہ سی آواز فون کے سپیکر سے ابھر رہی تھی, ویسے ہی آغا جان سیدھے ہو بیٹھے تھے.. ایک پل کو تو عبد الرحمن فاروقی صاحب انکی بات سمجھ ہی نہ سکے, سمجھے تو تب جب لیونگ روم میں سے شازمہ بیگم کے اونچا اونچا بولنے کی آوازیں اندر آنے لگیں.

"اچھا میں دیکھتا ہوں.. ہاں تم فکر مت کرو.. میں دیکھتا ہوں.. اچھا کرتا ہوں اسے (ضیغم کو) بھی کال پہلے تمہاری بیوی کو تو دیکھ لوں, کافی بھڑک رہی ہے مجھے لگ رہا ہے کہ اسے پتہ چل گیا ہے.." اکرام صاحب کو مطمئن کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے آخر انہوں نے کال ڈسکنیکٹ کردی تھی.. ضرغام سمیت وہاں موجود مشال اور ملیحہ بھی شازمہ بیگم کی بلند آواز پر کچھ حیران پریشان ہوتے ہوئے باہر کی طرف بھاگے تھے. اپنی پیشانی فکر سے مسلتے ہوئے آغا جان بھی ان تینوں کے پیچھے پیچھے لیونگ روم میں ہی چلے آئے تھے جہاں سامنے ہی دیوار میں نصب ایل-ای-ڈی پر اونچی آواز میں بریکنگ نیوز چل رہی تھی.. نشال, شازمہ بیگم کے طعنوں تشنوں سے بے بہرہ انکے سامنے کھڑی پھٹی پھٹی آنکھوں سے ایل-ای-ڈی کی سکرین پر نظر آتا مجرم کا چہرہ دیکھ رہی تھی جسکا گریبان

ضیغم اجلال کے ہاتھ میں تھا.. مشال اور ملیحہ نے لاعلمی سے ضرغام کی جانب دیکھا جو سکرین کے لاسٹ پر ریڈ لائن میں ابھرتے الفاظ پڑھ کر اپنے لب بھینچ گیا تھا.

"فرار مجرم آصف علوی کو, ہمارے ہونہار ایس-پی ضیغم اجلال نے کر لیا ہے, ڈی-آئی-جی فرحان چوہدری کے گھر سے بر آمد....!!" نیوز کاسٹر کی زبان بڑی تیزی سے چل رہی تھی..

"ایس-پی ضیغم کا کہنا ہے کہ ڈی-آئی-جی صاحب کے ارباز علوی سے ہیں بہت ہی قریبی تعلقات..!! جبکہ ہمارے لیے قابل حیرت بات ہے چوہدری صاحب کا, ارباز علوی سے لاتعلقی کا اظہار...!" آخری بات کہتے ہوئے اسنے جیسے فرحان چوہدری کا مذاق اڑایا تھا جس سے کچھ نہ بن پڑا تو اسنے ارباز علوی سے لاتعلقی کا اظہار کر دیا تھا.

"جی ہاں آپ کو پھر سے بتاتے چلیں کہ مجرم آصف علوی نے رات کی تاریکی میں اپنے ہی گاؤں کی ایک معصوم لڑکی کی عزت کو کر دیا تھا تار تار... یقیناً ایس-پی ضیغم اجلال کے تعاون کے بغیر......." وہ اینکر اور بھی بہت کچھ بول رہی تھی مگر شازمہ بیگم کی کاٹتی آواز نے اس اینکر کی آواز کو دبا دیا تھا.

"دیکھ لیجئے بابا جان.. کس قدر گھٹیا شخص کے گندے خون کو آپ نے میرے گھر میں جگہ دے رکھی ہے.. اور سونے پہ سہاگہ یہ کہ ایک بدترین مرد کی بیٹی کو میری بہو بھی بنا دیا ہے.. باپ آوارہ, بھائی زناکار اور بیٹیاں.. ایک جانے اپنا کونسا عیب چھپانے کو سات سمندر پار کر کے یہاں آگئی ہے جبکہ دوسری نے اپنا آپ دکھا دکھا کر میرے بیٹے کو پھانس لیا اور اب بڑی شان سے میری بہو رانی بنی بیٹھی ہے...!!" وہ زہر خند لہجے میں بولتیں ان سب کے کانوں میں سیسہ انڈیل رہی تھی. مشال جو جب سے معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی, انکی بات سن کر پورا معاملہ

سمجھ گئی تھی۔ اسنے فوراً ایل-ای-ڈی کی سکرین کی طرف دیکھا.. سکرین کے آدھے حصے پر ایک طرف اینکر بول رہی تھی جبکہ دوسری طرف آصف علوی کو ضیغم اجلال کی کے ساتھ دکھایا جارہا تھا۔ وہ بغور آصف علوی کی شکل دیکھنے لگی.. ضیغم کے سامنے ہکلاتا, گڑبڑاتا وہ نوعمر لڑکا اسکا بھائی تھا.. اسکے باپ کا خون تھا.. مشال کی آنکھیں دھندلا رہی تھیں جبکہ نشال کی حالت بھی اس سے کچھ مختلف نہ تھی.

"میں آپکو بتا رہی ہوں بابا صاحب.. اس لڑکی کو یہاں سے چلتا کریں.. میرے گھر میں ان دونوں بہنوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے.. اس پاگل لڑکی کو اسکے عیبی باپ کے حوالے کریں اور یہ نشال... اسکو تو... آ لینے دیں زرا ضیغم کو اس بار.. کہوں گی اسے کہ اس گندگی کی پوٹلی کو اپنے ساتھ لے کر جائے.. جسکی بیوی ہے وہ ہی سنبھالے.. میری بھی جوان بیٹی ہے, یہ دونوں یہاں رہیں تو بس....!" وہ کڑوے کسیلے لہجے میں بولتیں عبدالرحمن فاروقی صاحب کا دل چیر گئی تھیں.

انکی باتیں سنتی مشال کی ٹانگیں باقاعدہ کانپنے لگی تھیں.. وہ صحیح تو کہہ رہی تھیں, مشال علوی اپنا عیب.. اپنی بے لباس روح کے زخموں ہی کو تو چھپانے یہاں آئی تھی.. جبکہ نشال کی آنکھیں اس قدر ذلت پر اشک بہا رہی تھیں..

"تمہارے یہ ٹسوے مجھ پر اثر نہیں کریں گے لڑکی... ضرغام, تم ابھی ضیغم کو کال کرو.. اس سے کہو کہ آکر اپنی بیوی کو لے کر جائے.. میں اسکی شکل بھی نہیں دیکھنا..." انکی آگے کی بات آغا جان کی سخت آواز نے کاٹ دی تھی.

"بس کر دو بہو.. خدا کے لیے بس کر دو.. اگر ان دونوں کا باپ اور بھائی ایسا ہے تو اس میں انکا کیا قصور ہے...؟؟جو ہوا ہے اس سب میں نشال اور مشال کا کوئی عمل دخل نہیں ہے.. تم نے جو کہنا تھا, تم نے کہہ لیا.. خود پر بڑا ضبط کر کے ہم نے سن بھی لیا.. مگر اب میں مزید کوئی بات برداشت نہیں کروں گا...!!"انہوں نے حتمی انداز اپنایا تھا.

"معذرت خواہ ہوں بابا صاحب.. لیکن میری برداشت کی حد بھی ختم ہو چکی ہے...میری مرضی کے خلاف یہ لڑکیاں میرے گھر پر قبضہ کرتی جا رہی ہیں اور آپ چاہتے ہیں کہ میں لب سیے ایک طرف پڑی رہوں..؟؟ ہرگز نہیں.. ان دونوں کو یہاں سے چلتا کریں ورنہ میں اپنے بھائیوں کے پاس چلی جاؤں گی...!!"خاموش ہونے کی بجائے شازمہ بیگم نے انہیں دوبدو جواب دیا تھا.. ملیحہ نے بے بسی سے ضرغام کی جانب دیکھا جو کافی دیر سے خود پر ضبط کیے کھڑا تھا.

"امو جان پلیز... آپ کیوں ایسی باتیں کر رہی ہیں..؟؟ کچھ تو خیال کریں.. خالہ اور سب ماموں کیا سوچیں گے..؟؟ملیحہ, حمزہ بھائی کی منگیتر ہے, اگر آپ اس قدر اشتعال کا مظاہرہ کریں گی تو خالہ اور حمزہ بھائی ملیحہ کے بارے میں کیا سوچیں گے.. اس عمر میں کیوں اپنا اور ہمارا تماشا بنانے پر تُلی ہوئی ہیں آپ..؟؟"وہ خفگی سے انکی جانب دیکھتا بڑی سنجیدگی سے بول رہا تھا.. اسکی بات پر شازمہ بیگم کی آنکھوں میں غصے کے باعث نمی چمکنے لگی..

"سب کی پرواہ ہے تمہیں..ماں کی کوئی پرواہ نہیں..؟؟نہ تمہیں اور نہ ہی تمہارے بھائی کو... جب میری اولاد کو ہی میرے سکھ یا دکھ کی پرواہ نہیں ہے تو پھر سب کیا سوچتے ہیں, مجھے بھی اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا... میری بات کان کھول کر سن لو ضرغام.. اگر یہ لڑکیاں یہاں رہیں تو میں یہ گھر چھوڑ کر چلی جاؤں گی بس...!!"

شازمہ بیگم پر اسکی کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا.. اپنی بات مکمل کر کے وہ ایک سلگتی تلخ نگاہ مشال اور نشال پر ڈال کر تن فن کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئیں.. ملیحہ انکا غصہ ٹھنڈا کرنے کو انکے پیچھے بھاگی تھی جبکہ ضرغام نے رخ موڑ کر پریشانی سے آغا جان کی طرف دیکھا جن کے چہرے پر واضح پریشانی تھی.. نشال اپنے آنسو صاف کرتی مشال کی طرف بڑھی جسکی حالت سے یوں لگ رہا تھا کہ وہ بس گر ہی جائے گی.. نشال نے اسکے قریب جا کر اسے شانوں سے تھاما تھا.. مشال کے لیے شازمہ بیگم کی نفرت نئی تھی, مگر وہ تو بچپن سے ہی انکے اس لہجے کی عادی تھی.. وہ الگ بات تھی کہ آج انہوں نے نشال سے اپنی نفرت کا اظہار یوں سب کے سامنے کر دیا تھا. مشال کو بازو کے گھیرے میں لیے نشال اسے اسکے کمرے میں لے آئی تھی.. مشال کچھ حیران پریشان سی اسکے ساتھ ساتھ چل رہی تھی... جبکہ دوسری طرف آغا جان ضرغام سے کہہ رہے تھے.

"ضیغم کو فون کرو ضرغام..!!" بھرائے ہوئی آواز میں بولتے وہ ضرغام کو شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک رہے تھے. آج سے پہلے اسے اپنی ماں کی نشال سے نفرت بجا نہیں لگی تھی تو کبھی غلط بھی نہیں لگی تھی, مگر آج حقیقتاً ماں کی کم ظرفی اور چرب زبانی نے اسے تکلیف سے دوچار کیا تھا...

"بھائی کو کچھ بھی بتانے کی ضرورت نہیں ہے آغا جان.. امی نے یہ سب غصے میں کہا ہے.. میں انہیں منا لوں گا, آپ ریلیکس ہو جائیں پلیز..!!" انہیں صوفے پر بٹھاتے ہوئے ضرغام نے انہیں نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی تھی.. آغا جان نے اپنی سرخ پڑتی آنکھوں سے ضرغام کا پریشان چہرہ دیکھا.

"وہ مانے یا نہ مانے.. اب میں نہیں مانوں گا بیٹا.. بہت ہو چکا,میں اپنی بچیوں کی مزید بے عزتی برداشت نہیں کروں گا.. تم ضیغم کو کال کرو.. اگر وہ نشال کو اپنے ساتھ لے جاسکتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں اپنی بچیوں کو لے کر کہیں بھی چلا جاوٴں گا..!!" سنجیدگی سے بولتے آغا جان کی آخری بات پر ضرغام نے تڑپ کر انکی جانب دیکھا مگر انکے چہرے پر چٹانی سختی تھی..

"آغا جان پلیز... میں سب ہینڈل کرلوں گا..!" ضرغام ملتجی ہوا تھا.

" ضیغم کو کال کروووو...!!" وہ تقریباً دہاڑے تھے.. ضرغام مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق ضیغم کو کال ملانے لگا..

♦♦♦♦

"کانگریچولیشنز سر... یو ہیو اچیوڈ آر ٹارگیٹ وِداِن ٹوئنٹی فور آرز"!..

(congratulations sir.. You have achieved our target within 24 hours)

ہنجرائی کے پولیس سٹیشن میں اسے سیلیوٹ کرتے ہوئے ڈی-ایس-پی زمان نے خوشدلی سے اسے مبارک باد دی تھی. ضیغم کے لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ پھیل گئی.. وہ اپنی چئیر پر پر سکون سا,ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا..

"اٹس فائن زمان.. میڈیا اس کیس میں انوالو ہو گیا ہے تو یہ کیس تو تقریباً سولو ہو ہی چکا سمجھو.. دوسری طرف آتے ہیں.. بلیک مون گینگ کی کچھ انفو...؟؟ تمہیں کہا تھا کہ مجھے اس بارے میں جلد از جلد خبر چاہیئے..!!" بلیک مون گینگ کے بارے میں پوچھتا وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہو بیٹھا تھا..

"زیادہ تو نہیں مگر اتنا پتہ چلا ہے کہ اگلے پندرہ دنوں میں کل سات افراد مختلف ممالک سے اس گینگ میں شامل ہونے آرہے ہیں.. کافی ٹرینڈ ہیں اور ایکٹو بھی.. دو لڑکے لندن سے ہیں, دو لڑکیاں اور ایک لڑکا نیپال سے ہے جبکہ دو عمر رسیدہ آدمی دبئی سے ہیں..!!" زمان نے بڑی تندہی سے اسے جواب دیا۔

"ہوں...!" پر سوچ نگاہیں میز پر ٹکائے اسنے ہنکارا بھرا تھا۔

"یعنی پندرہ دنوں میں کسی بھی دن..؟؟ ساتوں افراد ایک ہی دن میں مختلف اوقات میں آرہے ہیں یا پھر آمد کے دن بھی مختلف ہیں..؟؟" ضیغم نے پوچھتے ہوئے میز سے نگاہ ہٹا کر زمان کے چہرے پر ٹکائی..

"سر تینوں ممالک سے آنے والے افراد کی آمد کے دن مختلف ہیں.. پوری کوشش کروں گا کہ دن, تاریخ اور وقت کا پتہ چلا سکوں..!!" زمان نے فوراً جواب دیا تھا.

"چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر تم صرف تاریخ کا پتہ لگواؤ.. باقی ہم ایزیلی مینیج کر لیں گے.. اگر ان ساتوں افراد میں سے تین بھی ہمارے ہاتھ لگ جاتے ہیں تو یہ ہمارے لیے بہت بڑی کامیابی ہو گی زمان..!" ضیغم نے دھیمی آواز میں کہا.

"اوکے سر..!" ڈی-ایس-پی زمان سرعت سے بولا.

"ہمم.. اور وہ.. وہ جو کل رات لڑکی ملی تھی.. اسکا کیا بنا..؟؟ چھوڑ دیا اسے..؟؟" سامعہ کی بابت یاد آنے پر ضیغم نے اس سے پوچھا. زمان جو صبح سے سرچ آپریشن میں بزی ہو کر اسے بھولے بیٹھا تھا, ضیغم کے پوچھ لینے پر اسے بھی سامعہ کا خیال آگیا.. اسنے فوراً کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی جو رات کے سوا آٹھ بجا رہی تھی.

"سر وہ..ابھی تک میرے فلیٹ میں ہی ہے..!"زمان نے نگاہ جھکا کر آہستگی سے کہا .

"واٹ..؟؟ابھی تک..؟؟مگر کیوں..؟؟تمہارا کام تھا اس لڑکی سے سچ اگلواتے اور اسکے ماں باپ کو بلا کر اسے انکے حوالے کر دیتے..!"سخت حیران ہوتے ہوئے ضیغم نے اسے سختی سے مخاطب کیا تھا.اسے حقیقتاً زمان سے اس قدر بے وقوفی کی توقع نہیں تھی.

"سر وہ اپنے گھر والوں کے پاس نہیں جانا چاہتی..!"سامعہ کا ذکر کرتے ہوئے اسکا لہجہ کوفت زدہ ہو گیا تھا.

"وہ نہیں جانا چاہتی اور تم اسکی بات پر لبیک کہہ کر اسے اپنے فلیٹ پہ چھوڑ آئے..واؤ..ڈیٹس گریٹ..!"درشتگی سے بولتا وہ اس پر طنز کر رہا تھا..

"سر جسٹ آمنٹ..میری پوری بات سن لیں پہلے آپ..وہ لڑکی..سامعہ نواز علوی ہے..ارباز علوی کی بھتیجی اور آصف علوی کی سابقہ منگیتر جو شادی والی شام آصف علوی سے بچنے کے لیے بیوٹی پارلر سے ہی فرار ہو گئی تھی..!"زمان نے ایک سانس میں ہی اسے حقیقت بتائی تھی.اب کے شدید حیران ہونے کی باری ضیغم کی تھی مگر اپنے تاثرات چھپا کر وہ کچھ سوچتے ہوئے مسکرایا تھا.

"تم نے کنفرم کیا ہے کہ وہ لڑکی آصف علوی کی منگیتر ہی ہے..؟؟"وہ بڑے پر سکون انداز میں پوچھ رہا تھا.

"یس سر..میں کنفرم کر چکا ہوں..!!"زمان نے کہا.

"ڈیٹس گڈ.. لیکن.. وہ لڑکی اس وقت ہمارے کسی کام کی نہیں ہے,اور جہاں تک میں جانتا ہوں.. اگر ہم اس لڑکی کو علویز کے حوالے کر بھی دیں تو... آئی گیس کہ گھر سے ایک رات باہر گزارنے کی پاداش میں وہ لوگ اسے جان سے مار ڈالیں گے..!!" اپنی مونچھوں کو ہلکا سا بل دیتے ہوئے وہ گویا ہوا تھا.

"اٹس سیڈ تھنگ.. لیکن یہ بات تو اس لڑکی کو گھر سے بھاگتے وقت سوچنی چاہئیے تھی سر... میں تو آپکے آرڈر کا ویٹ کر رہا تھا.. آپ کہیں تو میں آج,ابھی فوراً ہی اسے اپنے فلیٹ سے نکال باہر کروں گا..؟؟" زمان سنجیدگی سے گویا ہوا.

"نہیں.. ابھی یہ غلطی مت کرنا,وہ لوگ بہت شاطر ہیں.. اگر انہیں پتہ چل گیا کہ انکی بیٹی پچھلے سولہ گھنٹوں سے تمہاری قید میں ہے,تو وہ اس لڑکی کو مہرہ بنا کر ہمارے خلاف چال چل سکتے ہیں,اور اس پر مزید اگر وہ لڑکی تمہارے خلاف بیان دے دیتی ہے تو الٹا ہم پھنس جائیں گے...,اسلیے ابھی جیسا چل رہا ہے اسے چلنے دو زمان.. ابھی تم جاؤ.. اور جا کر اسے دیکھو.. زندہ بھی ہے یا...!" سنجیدگی سے کہتے ضیغم نے آخر میں بات ادھوری چھوڑ دی. زمان ایک بار پھر اسکی ذہانت اور دور اندیشی کا قائل ہوا تھا.

"اوکے سر..!" مستعدی سے کہتے ہوئے وہ آخر میں مسکرایا تھا پھر ضیغم کے آفس سے نکلتا چلا گیا. ضیغم نے واپس چئیر کی پشت سے ٹیک لگالی.. کچھ دیر وہ یونہی بیٹھا سوچتا رہا.. معاً اسکی سوچوں کا ارتکاز موبائل کے شور مچانے سے ٹوٹ گیا..

سکرین پر "ضرغام کالنگ" لکھا آرہا تھا. ضیغم نے کال ریسیو کرکے فون کان سے لگالیا.. دوسری جانب ضرغام شاید بہت جلدی اور پریشانی میں تھا..بنا تفصیل بتائے اسنے ضیغم تک آغاجان کا پیغام پہنچادیا تھا. انہوں نے اسے اگلے تین گھنٹوں میں فاروقی ہاؤس میں طلب کیا تھا.. اتنے شارٹ نوٹس پر وہ حقیقتاً بوکھلا گیا تھا مگر ضرغام نے اسے کچھ بھی بتائے بغیر فون بند کردیا تھا.. ضیغم موبائل کی سکرین کو گھور کر رہ گیا..

♦♦♦♦

کی ہول میں چابی گھماتے ہوئے اسنے فلیٹ کا دروازہ کھولا تھا اور اندر قدم رکھا. حسب معمول فلیٹ میں چھائے اندھیرے نے اسکا استقبال کیا تھا. فقط کچن کی لائٹ جل رہی تھی. زمان نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر لائٹس آن کی تھیں. چھوٹا سا لاؤنج روشن ہوگیا تھا. وہ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب پولیس سٹین سے نکلا تھا اور اب گھڑی رات کے سوا دس بجا رہی تھی.. ہاتھ میں پکڑے کھانے کے شاپر زمیز پر رکھ کر اسنے کیپ صوفے پر اچھالی تھی اور سامعہ والے کمرے کی طرف آگیا.. دروازہ کھول کر اسنے اندر قدم رکھا تھا. وہ سامنے ہی کرسی سمیت زمین پر گری ہوئی تھی. ہاتھ پاؤں ہنوز کرسی کے ساتھ رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے. زمان سرعت سے اسکی جانب بڑھا جو یقیناً ہوش و خرد سے بے گانہ تھی... منٹوں میں اسکے ہاتھوں اور پیروں کی رسیاں کھول کر زمان نے اسے سیدھا کیا تھا. نازک کلائیوں پر سخت رسیوں کے سرخ نشان پڑ چکے تھے.. ایک پل کو اسے ملال نے گھیر لیا, پھر اگلے ہی پل اسنے سامعہ کو اپنی بانہوں میں اٹھا کر بیڈ پر لیٹا یا تھا اور خود پانی لانے کے لیے باہر کو بھاگا.. اسکے جاتے ہی سامعہ نے ایک آنکھ کھول کر اسکی پشت کی جانب دیکھا پھر سرعت سے بیڈ سے اتری.. پورے جسم میں نکاہت دوڑ رہی تھی مگر اپنی ساری ہمتیں مجتمع کرتی وہ بڑی تیزی سے بنا آہٹ کیے کمرے سے باہر آئی تھی. وہ کچن کا دروازہ کھول

رہا تھا.. سامعہ نے ایک نظر فلیٹ کے بند دروازے کی جانب دیکھا پھر بڑی پھرتی سے کچن کے دروازے کی طرف آئی تھی اور زمان کو اندر کی جانب زوردار دھکا دیا تھا.. وہ لڑکھڑا کر شیلف کی طرف ہوا تھا جب سامعہ نے بنا وقت ضائع کیے بڑی پھرتی سے باہر کی طرف کھلتا کچن کا دروازہ باہر سے ہی بند کرنا چاہا تھا. سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں زمان نے ساری صورتحال سمجھی تھی اور اسکی کوشش کو ناکام بنانے کے لیے کچن کا دروازہ باہر کی جانب دھکیلا, مگر تب تک وہ دروازے کی چھوٹی سی چٹخنی چڑھا چکی تھی. سامعہ نے خوفزدہ نگاہوں سے اس چٹخنی کو دیکھا جو شاید دو منٹ بھی اس دیو ہیکل شخص کو اس سے دور نہیں رکھ سکتی تھی. چٹخنی چڑھاتے ہی سامعہ فلیٹ کے بیرونی دروازے کی جانب دوڑی تھی .

"اے لڑکی رک جاؤ...!!" غصے سے کہتے ہوئے زمان نے سرعت سے کچن کے دروازے کو اپنے کندھے سے ہِٹ کیا تھا.. دو تین بار ایسا کرنے سے دروازہ کھل گیا تھا. زمان تیزی سے باہر آیا تھا اور صوفے پھلانگتے ہوئے فلیٹ کے کھلے دروازے کی طرف آیا.. پہلی سیڑھی سے ڈائریکٹ زمین پر جمپ کرتا وہ اسکی طرف بھاگا تھا جو اس سنسان سڑک پر بھاگ رہی تھی.. اپنے لب بھینچتے ہوئے زمان تیزی سے بھاگتا ہوا اس تک گیا تھا اور اگلے دو منٹوں کے اندر اندر اسے جا لیا.. سامعہ نے اسکی گرفت سے نکلنے کو اسکی کلائی پر اپنے دانت گاڑھ دیے تبھی زمان کی برداشت کی حد ختم ہوئی تھی اور اسنے ایک زناٹے دار تھپڑ اسکے گال پر دے مارا.. ایک پل کے لیے سامعہ کو حقیقتاً آنکھوں کے سامنے تارے ناچتے دکھائی دیے.. حواس جھنجھنا اٹھے تھے.. دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھامتی وہ وہیں سڑک پر بیٹھتی چلی گئی. زمان نے بنا وقت ضائع کیے اسے اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور بڑے بڑے قدم اٹھاتا اپنے فلیٹ کی

طرف بڑھنے لگا.. اندر آکر اسنے دروازہ لاک کیا تھا اور اسے سیدھا کمرے میں لا کر پٹخا تھا جو واقعی اپنے ہوش گنوا چکی تھی..

کچن سے پانی کا بھرا ہوا گلاس لا کر زمان نے گلاس میں موجود پانی اسکے منہ پر اچھال دیا. سامعہ نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھولی تھیں.. بھیگے بھیگے چہرے پر سجی شربتی آنکھیں.. ایک پل کو زمان کی نگاہ بھٹک گئی.. جبکہ سامعہ نے ہڑبڑا کر سامنے دیکھا تو اسے خود کو گھورتا پایا... اگلے ہی پل اسکی آنکھوں میں چند منٹ پہلے کا منظر گھوما تو شدید طیش کے عالم میں وہ اس پر جھپٹ پڑی.. اسکے سینے پر مکے مارتے ہوئے وہ رو رہی تھی.

"وحشی درندے انسان.. شرم نہیں آتی لڑکی پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے.., کیا بگاڑا ہے میں نے آپکا, کیوں قید کر کے رکھا ہوا ہے مجھے..؟؟ کونسی دشمنی نکال رہے ہیں آپ مجھ سے..؟؟" مسلسل بولتے ہوئے وہ اسکا منہ نوچنے کی کوشش میں کامیابی حاصل کرتی کافی حد تک اپنے ناخنوں سے اسکا چہرہ زخمی کر چکی تھی. جبکہ زمان نے اسکے چہرے پر نگاہ ٹکاتے ہوئے اسکے چلتے ہاتھ روکنے کے لیے اسکی کلائیاں اپنی مٹھیوں میں دبوچ لیں.

"بکواس بند کرو اپنی.. مجھے وحشی بننے پر تم نے مجبور کیا ہے.. کیوں بھاگی تھیں یہاں سے..؟؟" اسے ایک جھٹکے سے بیڈ پر دھکا دیتے ہوئے وہ غصے سے بولا تھا.

"کیوں نہ بھاگتی میں یہاں سے..؟؟ یہاں کون ہے میرا..؟ میں کیوں رہوں یہاں..؟؟ اور ٹھیک ہے اگر میں نے کوئی جرم کیا ہے تو مجھے حوالات میں ڈال آئیں مگر یہاں, اپنے گھر میں کیوں رکھا ہوا ہے آپ نے مجھے..؟؟ نہیں

رہنا مجھے یہاں.. مجھے جانے دیں پلیز..!!" بھرائی ہوئی آواز میں اس پر چلاتی وہ ایک بار پھر بیڈ سے اتری تھی اور دروازے کی طرف بڑھی. زمان نے اپنے لب بھینچتے ہوئے اسے کلائی سے پکڑ کر واپس بیڈ پر دھکیلا..

"جب تک میں نہ چاہوں تم یہاں سے کہیں نہیں جا سکتیں.. سمجھیں تم..؟؟" اس نے درشتگی سے کہا.

سامعہ نے اپنی پانی بھری آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا جسکے چہرے پر چٹانی سختی تھی.

"میں آپکی چاہت کی پابند نہیں ہوں سمجھے آپ..؟؟ مجھے یہاں سے جانے دیجئے ورنہ...!!" سختی سے کہتے ہوئے وہ ہنوز رو رہی تھی. زمان نے بغور اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں سرکشی تھی..

"ورنہ کیا..؟؟" زمان نے بڑے سکون سے پوچھا.

"ورنہ خدا کی قسم آپکے لیے بہت برا ہوگا..!!" خود کو مضبوط کرتے ہوئے سامعہ نے کافی دلیری سے جواب دیا تھا.

"میرے ساتھ جتنا تم کر چکی ہو, اس سے بڑھ کر اور کچھ برا نہیں ہو سکتا..!!" اسکی طرف گہری نگاہوں سے دیکھتا وہ آہستگی سے بولتا نرمی سے مسکرایا تھا. سامعہ نے آنکھیں پھاڑ کر اسکے لبوں پر کھیلتی وہ مسکراہٹ دیکھی جو اسکے چہرے پر بے حد بھلی لگ رہی تھی.

"جھوٹ مت بولیں.. میں نے کب آپکے ساتھ کچھ بھی برا کیا ہے..؟؟" اسکے الزام پر وہ تڑپ کر بولی.

"برا تو کیا ہے.. اور اسکی سزا بھی تمہیں ضرور ملے گی..!!" اسکی طرف دیکھتے ہوئے وہ عجیب سے انداز میں گویا ہوا.

اسکی بدلی بدلی نگاہیں سامعہ کے اندر خطرے کی گھنٹی بجانے لگیں. اسنے فوراً گلے سے لپٹا دوپٹہ شانوں پر پھیلا لیا. وہ اس کے حفظ ما تقدم پر خوب محظوظ ہوا..

"ویسے.. کیا سمجھ کیا رہی ہو تم..؟؟" اسکے قریب ہی بیڈ پر ٹکتے ہوئے وہ اپنی ہنسی ضبط کرتا گویا ہوا. سامعہ بے ساختہ پیچھے کو کھسکی..

"وہ ہی جو آپ جیسے پولیس والے ہوتے ہیں.. گھٹیا اور بے ایمان.. رات کے اندھیروں میں اپنے کالے کرتوت...!" سامعہ کی بات پوری سنے بغیر ہی وہ چلا اٹھا. اسکی بات نے زمان کو شدید غصے سے ہمکنار کر دیا تھا.

"بکواس بند کرو اپنی ورنہ جان لے لوں گا تمہاری.. تم عورتیں, کم عقل کم دماغ... ہمیشہ کیطرح وہ ہی گھسی پٹی سوچ.. اگر میرے کرتوت اتنے ہی کالے ہوتے تو کل کی رات ایسے کرتوتوں کے لیے بالکل سوٹ ایبل تھی.. اور رات تو اب بھی گہری ہو رہی ہے مگر یہ جو دوپٹہ تم نے اپنے گرد لپیٹ رکھا ہے ناں.. اسکی بہت عزت کرتا ہوں میں, اسے پامال کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا.. اسلیے اپنی یہ دماغی خرافات اپنے تک ہی محدود رکھو..!!" کہتا ہوا وہ اسکے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا جبکہ سامعہ تو اسکے الفاظ پر دنگ سی ساکت نگاہوں سے اسکا چہرہ دیکھتی رہ گئی جہاں سانولی رنگت میں بھی غصے کے باعث سرخائی گھل گئی تھی.

"لیکن ابھی آپ نے ہی تو پوچھا تھا کہ میں کیا سوچ رہی ہوں تو جو میں سوچ رہی تھی میں نے بتا دیا..!!" سامعہ نے صاف گوئی سے جواب دیا.. زمین پر گری چیئر کو گھورتے زمان نے پلٹ کر اسکی جانب دیکھا. بکھرے بال اجڑا حلیہ.. رونے کے باعث سرخ چہرہ.. وہ لڑکی پلوں میں ہی اسکی سوچ, اسکے جذبات کا دھارا اپنی جانب موڑ چکی تھی.

"تم صبح سے بھوکی پیاسی ہو ناں..؟؟" زمان نے اسے ٹوکنے والے انداز میں پوچھا. جیسے کہہ رہا ہو کہ بھوکی پیاسی ہو کر بھی اتنی بحث کیوں کر رہی ہو..

"جی ہاں آپکی ہی عنایت سے اب تک بھوکی پیاسی ہوں..!!"سامعہ کو یک دم ہی حلق میں اگتے کانٹوں کا احساس ہوا تھا. آنکھیں پھر سے بھر آئی تھیں..

"اوکے پھر یہاں سے اٹھو اور وہ رہا وہاں واش روم.."زمان نے کمرے میں ایک طرف موجود بند دروازے کی طرف اشارہ کیا.

"جاؤ اور منہ ہاتھ دھوکر آؤ...مجھے بھی بہت بھوک لگ رہی ہے..جلدی آنا پھر ڈنر کرتے ہیں..!!"اسکے چہرے سے نگاہ ہٹاتے ہوئے اسنے سکون سے کہا.سامعہ نے حیرت سے اسکے چہرے پر پھیلے سکون کو دیکھا..

"آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں..مجھے جانے دیں ناں پلیز..!!"بیڈ سے اتر کر اسکے سامنے کھڑی ہوتی ہوئی وہ بچوں کی طرح التجائیہ انداز میں گویا ہوئی.زمان کے دل کو کچھ ہوا..

"کہاں جاؤگی..؟؟"زمان نے سنجیدگی سے پوچھا.

"کہیں بھی چلی جاؤں گی..!!"سامعہ کا انداز ضدی تھا.

"کہیں بھی کہاں..؟؟محترمہ یہ لندن نہیں ہے...یہاں رات کے اس پہر سنسان سڑکوں پر انسانوں کے روپ میں بھیڑیے گھومتے ہیں جو تمہیں پھاڑ کھائیں گے..یہاں عزت سے بیٹھی ہو تو بیٹھی رہو...اب مزید کوئی سوال کیے بغیر چپ چاپ جاؤ,اور فریش ہو کر آؤ..میں کھانا گرم کر رہا ہوں..پہلے کچھ کھالو پھر باقی کے سوالات کر لینا..گو فاسٹ..!!"سختی سے کہہ کر وہ اسکی سائیڈ سے ہو کر کمرے سے باہر نکل گیا.سامعہ نے پانی بھری آنکھوں سے اسے گھورا پھر پاؤں پٹختی واش روم میں جا گھسی..

♦♦♦♦

یہ اداس اداس اداسیاں
اور دور دور کی دوریاں
مجھے اشک بکھیر کے
پھر ہنس ہنس کر سمیٹنا....
یہ آگ آگ کا کھیل ہے
اسے روز روز نہیں کھیلنا
مجھے ورق ورق کھولنا
پھر حرف حرف پہ سوچنا
یہ جفا جفا کے راستے
اور وفا وفا کی منزلیں
مجھے ڈھونڈ ڈھونڈ کے ڈھونڈنا
پھر چھوڑ چھوڑ کے چھوڑنا....

نشال نے گردن موڑ کر ایک نگاہ گاڑی ڈرائیو کرتے ضیغم پر ڈالی جس کے پتھر چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی. اسکے وجود سے بے نیاز وہ بڑی سنجیدگی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا. نشال نے نگاہ موڑ کر واپس سامنے سڑک پر جمالی.. رات گہری کالی ہو رہی تھی. رات کی سیاہی سے گھبرا کر اسنے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں. بند آنکھوں میں ایک بار پھر سے نمی اترنے لگی تھی.. کچھ دیر پہلے کا منظر یاد آیا تو ضیغم کے شدید غصے کی بابت سوچ کر ہی اسکے جسم میں کپکپی سی دوڑ گئی.

"آپ لوگ کیوں اسے میرے سر پر مسلط کرنے پر تلے ہوئے ہیں.. کر لیا ہے ناں نکاح..؟؟رخصتی بھی ہو چکی ہے..اب کیا اسے اپنے گلے کا تعویز بنا کر ہر جگہ اپنے ساتھ ساتھ لیے پھروں...؟؟" ضیغم کی سرد آواز اور اس میں گھلی ناگواری نشال کے دل کے ہزار ٹکڑے کر گئی تھی.

"کیونکہ یہ اب تمہاری ذمہ داری ہے,اور ایک مرد کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ اپنی بیوی کے معاملے میں غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرے...!!" آغا جان کی آواز میں ٹھہراؤ تھا.. مگر انداز بھرپور رنجیدگی لیے ہوئے تھا. ضیغم نے شعلہ بار نگاہوں سے سر جھکائے کھڑی نشال کی جانب دیکھا.

"زرا یہ بھی بتا دیں کہ ایک ہی دن میں کون سی غیر ذمہ دارانہ حرکت کر دی ہے میں نے..؟؟" وہ شدید برہمی سے نشال کی طرف دیکھتا گویا ہوا مگر اسکا مخاطب آغا جان ہی تھے.

"میں تم سے کسی قسم کی بحث نہیں چاہتا ضیغم,نشال تمہاری ذمہ داری ہے اور اسکی عزت کرنا اور کروانا تمہارا فرض ہے..مجھے اس گھر میں اپنی نواسی کی عزت ہوتی نظر نہیں آ رہی,اسلیے بہتر ہے کہ تم اسے اپنے ساتھ لے جاؤ...!!" وہ خود پر جانے کتنا ضبط کیے دھیمے لہجے میں بول رہے تھے. ضیغم انکی بات پر چونک گیا. اسنے ایک نظر شازمہ بیگم کی جانب دیکھا جو صوفے پر بیٹھیں ان سب سے یوں انجان بن رہی تھیں,جیسے وہ ان سب سے لاتعلق ہوں.. جبکہ نشال کا بس نہیں چل رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے..اتنی ذلت..اس قدر دھتکار... آنسو لڑی کی صورت اسکے رخساروں پر پھسل رہے تھے..

"اب کیا ہوا ہے..؟؟ کوئی صاف بات بتائے گا مجھے..؟؟" پوچھتے ہوئے اسکے انداز میں واضح سرد مہری تھی.

خاموش کھڑی اماں بی نے ایک نظر نشال پر ڈالی جو سر جھکائے آنسو بہا رہی تھی.

"بیٹے آپ نے جو عظیم کارنامہ آج سر انجام دیا ہے وہ ہر نیوز چینل کی اہم ترین خبر بنا ہوا ہے.. اور یہ سب اسی خبر کے اثرات ہیں کہ شازمہ بہو, نشال اور مشال بیٹی کو اس گھر میں نہیں دیکھنا چاہتیں..,جب سے انہوں نے آصف علوی کی گرفتاری کی خبر سنی ہے انکا ایک ہی تقاضا ہے کہ آپ آئیں اور نشال کو اپنے ساتھ لے جائیں..!!" اماں بی نے کچھ طنزیہ انداز میں ضیغم کو اسکے سوال کا جواب دیا تھا. انہیں حقیقتاً شازمہ بیگم کا کوئی ڈر و خوف نہیں تھا کیونکہ کافی عرصے سے اپنی فاروقی ہاؤس میں موجودگی کے باعث انہیں اپنی اہمیت کا بخوبی اندازہ تھا.. ضیغم انکی بات پر ایک پل کو اپنے لب بھینچ گیا اور ایک شدید ناراض نگاہ شازمہ بیگم پر ڈالی..

"اگر یہ آپکا فیصلہ ہے تو مجھے منظور ہے امو جان.. مگر مشال اس گھر سے کہیں نہیں جائے گی, ارباز علوی کے پاس تو بالکل بھی نہیں... ہم اسکے لیے کوئی اچھا سا رشتہ ڈھونڈ کر بہت جلد اسکی شادی کر دیں گے.. پھر آپ سکون سے رہئیے گا..!!" اپنے لہجے کی سختی پر قابو پاتے ہوئے اسنے بولتے ہوئے بڑی مشکلوں سے لہجے کو نرم رکھا تھا. شازمہ بیگم نے بھرائی ہوئی آنکھوں سے بیٹے کو دیکھا جسکے چہرے پر پھیلی سرد مہری اسکی ناراضگی کا پتہ دے رہی تھی.. وہ جان چکی تھیں کہ اسکی آنکھوں سے چھلکتی خفگی نشال کی بے عزتی کے باعث نہیں ہے بلکہ اپنی بات کے رد کیے جانے کی ہے.. وہ انہیں نکاح سے پہلے ہی باور کروا چکا تھا کہ وہ ان سے نشال کو انکی بہو کے طور پر ہی وقعت و عزت

ملتے دیکھنا چاہتا ہے مگر اپنی نفرت سے مجبور ہو کر انہوں نے اسکی تنبیہہ بھلا دی تھی.. اور اب نتیجتاً وہ ان سے خفا نظر آ رہا تھا.

"جو دل میں آئے کرتے پھرو, میری اس گھر میں سنتا ہی کون ہے.. زرا جو غصے میں کچھ کہہ دیا تمہاری بیوی کو تو فوراً آ ٹپکے اسے لینے کو.. ویسے چاہے ماں دن رات تمہاری شکل دیکھنے کو ترستی رہے, تب کوئی خیال نہیں ہوتا.. اب آ گیا ہے لاڈلا..!" وہ منہ بسورتی بڑبڑائی تھیں. یہ اسکی ناراضگی کی فکر ہی تھی جو مجبور ہو کر انہوں نے اپنا لہجہ بدل لیا تھا.

انکی بات پر عبدالرحمن فاروقی صاحب نے سخت نظروں سے انکی جانب دیکھا. پھر اپنے اشتعال پر قابو پاتے ہوئے وہ ضیغم سے مخاطب ہوئے.

"میں نشال کو بار بار تمہاری ماں کے غصے کی بھینٹ نہیں چڑھا سکتا ضیغم.. اسکا "زرا سا" غصہ اب میں مزید برداشت نہیں کر سکتا.. تم نشال کو اپنے ساتھ لے جا رہے ہو, اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے بس..!!" آغا جان کی بوڑھی آواز غصے کے باعث کانپ رہی تھی.

"ہاں تو میں کون سا اپنی بات سے پیچھے ہٹ رہی ہوں.. لے کر جائے ضیغم اس کو اپنے ساتھ.. یہاں رہ کر کونسا یہ دن رات میری خدمتیں کر رہی ہے..!!" شازمہ بیگم نے نخوت سے کہا. نشال نے ایک خفا خفا سی, بھیگی نظر آغا جان پر ڈالی اور وہاں سے جانے کو سیڑھیوں کی طرف بڑھی.

"اپنی پیکنگ کر لو میں نے تھوڑی دیر تک واپسی کے لیے نکلنا ہے..!!" ضیغم کی سنجیدہ آواز کا مخاطب نشال تھی. آغا جان کے پاس خاموش کھڑی ملیحہ کی آنکھوں میں نمی اتر آئی, اسنے تو سوچا تھا کہ ضیغم آ کر سب ٹھیک کر دے گا مگر

یہاں تو معاملہ مزید بگڑ گیا تھا.. نشال جا رہی تھی.. ملیحہ نے ملتجی نگاہوں سے آغا جان کی طرف دیکھا پھر آہستگی سے انکا بازو ہلایا مگر وہ نرمی سے اپنا بازو چھڑا کر پلٹے اور اپنے کمرے میں جا گھسے.. وہ اپنی عزیز ترین.. جانِ جگر کو فاروقی ہاؤس سے دور جاتا دیکھنے کی ہمت نہیں رکھتے تھے.. انکی بوڑھی آنکھیں تیزی سے بھیگ رہی تھیں. ضیغم کے حکم پر اثبات میں سر ہلاتی نشال سرعت سے سیڑھیاں چڑھ گئی اماں بی بھی اسکی مدد کروانے کو اسکے پیچھے پیچھے ہی اسکے کمرے میں چلی گئی تھیں.. جبکہ ملیحہ ماں کے منت ترلے کرنے کو انکی جانب بڑھی .

"میری بیوی اور اس گھر کی بہو ہونے کی حیثیت سے نشال اب اس گھر پر اتنا ہی حق رکھتی ہے امو جان کہ جتنا حق آپ رکھتی ہیں.."نشال کی غیر موجودگی میں وہ بڑی سنجیدگی سے شازمہ بیگم کے سامنے اسکے حق کی بات کر رہا تھا.

انہوں نے اسکی بات پر تڑپ کر اس کی جانب دیکھا جو آج اس لڑکی کے لیے بول رہا تھا جس سے وہ پچھلے بائیس سالوں سے نفرت کرتی آ رہی تھیں..

"لیکن پھر بھی میں اسے یہاں سے لے جا رہا ہوں... اسلیے نہیں کہ اس گھر میں اسے عزت نہیں مل رہی, بلکہ اسلیے کہ اسکی موجودگی آپکے لیے تکلیف کا باعث ہے.. اور یہ بات آپ بخوبی جانتی ہیں کہ میں آپکو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا..!!" ٹھہر ٹھہر کر بولتا وہ انکا دل تڑپا گیا تھا. انکی بھیگی آنکھوں سے بہت تیزی سے آنسو نکل رہے تھے.. شازمہ بیگم کے پہلو میں کھڑی ملیحہ بھی رونے لگی.. ضیغم نے آگے بڑھ کر انہیں اپنے حصار میں لے لیا..

" میں آپ سے ناراض نہیں ہوں امی.. آپکی ہر تکلیف کو جانتا ہوں اور سمجھتا بھی ہوں.. میں بالکل پہلے کیطرح آپ سب سے ملنے آتا رہوں گا..ہاں مگر... جب تک آپ نہیں چاہیں گی, نشال یہاں نہیں آئے گی..!!" انکے

بھیگے گال عقیدت سے صاف کرتے ہوئے وہ بڑی نرمی سے بول رہا تھا. شازمہ بیگم آہستگی سے اس سے الگ ہوئیں اور اسکی پیشانی چوم لی..

"ہمیشہ خوش رہو.. سلامت رہو.. مزید کامیابیاں سمیٹو.. اللہ تمہاری عمر دراز کرے میرے چاند..!!" اسکا خوبرو چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے وہ بڑی محبت سے کہہ رہی تھیں.. بدلے میں ضیغم ہولے سے مسکرا دیا..

اور پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ مشال سے مل کر اپنا چھوٹا سا بیگ تیار کیے نیچے آگئی تھی.. آنکھوں میں آنسو لیے وہ ضیغم کی معیت میں آغا جان سے ملنے آئی تھی مگر آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر لیٹے وہ سوتے بن گئے تھے.. نشال بھاری دل لیے, بوجھل قدم اٹھاتی ضیغم کے ساتھ گاڑی میں آبیٹھی تھی. جانتی تھی کہ آغا جان کے دل پر کیا قیامت ٹوٹی ہے.. اکرام صاحب آج پھر ہاسپٹل میں اپنی نائٹ ڈیوٹی پوری کر رہے تھے جبکہ ضرغام کے قریبی دوست کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا. وہ ضیغم کے آنے سے پہلے ہی اپنے دوست پاس ہاسپٹل چلا گیا تھا. ملیحہ اسکے گلے لگ کر خوب روئی تھی مگر نشال کی آنکھیں اس پل جیسے پتھر ہو رہی تھیں.. اور اب بھی ضیغم کی خود سے لاتعلقی دیکھتے ہوئے اسکا دل شدت سے چاہ رہا تھا کہ چلتی ہوئی گاڑی سے باہر کود پڑے.. مگر خود پر ضبط کیے وہ ڈھیٹ بنی بیٹھی تھی.. البتہ آنسو ہنوز گالوں پر گر رہے تھے جبکہ رونے کے باعث دھیمی سی سوں سوں کی آواز گاڑی میں چھائی خاموشی میں وقفے وقفے سے ارتعاش پیدا کر رہی تھی.. ضیغم ڈسٹرب ہو رہا تھا مگر نظر انداز کیے گاڑی ڈرائیو کرتا رہا. جس وقت گاڑی نے ہنجرائی کی سڑکوں پر فراٹے بھرے تھے, ٹھیک اسی وقت دور کہیں مرغے نے اذان دی تھی.

ضیغم نے فوراً کلائی پر بندھی رسٹ واچ نگاہ کے سامنے کی.. گھڑی رات کے ساڑھے تین بجا رہی تھی. وہ تقریباً سوا ایک بجے کے قریب فاروقی ہاؤس سے روانہ ہوا تھا.. کالونی اب زیادہ دور نہیں رہی تھی.. وہ بڑی مہارت سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا. اس دو گھنٹے کے سفر کے دوران یقیناً وہ پانچ منٹ کے لیے بھی چپ نہیں ہوئی تھی اور بلاشبہ یہ ضیغم اجلال کا خود پر ضبط ہی تھا کہ اسنے اسکی آنکھوں کو بہنے سے نہیں روکا تھا.. وہ اسکی طرف دیکھنے سے مکمل احتراز برت رہا تھا کیونکہ جانتا تھا کہ اسکا سرخ چہرہ دیکھ کر اپنا ضبط کھو بیٹھے گا, وہ پہلے ہی تکلیف میں تھی.. اور جانے کیوں.. وہ اسے آج مزید تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا.. مزید دس منٹ کی مسافت کے بعد گاڑی اپنی منزل مقصود پر آ کر رکی تھی. اسنے ہارن دیا تھا, گیٹ پر موجود چوکیدار نے گیٹ کھولا تو وہ گاڑی اندر پارکنگ ایریا میں لے آیا.. گاڑی سے نکل کر نشال کا بیگ پچھلی سیٹ سے اٹھا کر وہ بنا اسے مخاطب کیے اسکی سائیڈ کا دروازہ کھول چکا تھا. نگاہ کا مرکز نشال نہیں تھی.. وہ چپ چاپ باہر نکل آئی. اگلے ہی پل ضیغم نے اسکا ہاتھ تھاما اور چند قدموں کا فاصلہ طے کرتے ہوئے سیڑھیاں چڑھنے لگا.. اسکی سخت گرفت میں اپنا ہاتھ دیکھتی نشال کسی پلاسٹک کی گڑیا کی طرح اسکے ساتھ چلتی چلی گئی.

سیڑھیوں کی اختتام پر ہی ڈارک براؤن کلر کا دروازہ نصب تھا. دروازے کے دائیں جانب تختی پر بڑے واضح الفاظ میں لکھا ہوا تھا..

"ایس-پی ضیغم اجلال فاروقی.." آگے بھی مزید کچھ لکھا تھا مگر اتنے میں وہ دروازہ ان لاک کر چکا تھا. نشال کی کلائی ہنوز اسکی مٹھی میں مقید تھی.. فلیٹ کے اندر آ کر اسنے مڑ کر دروازہ بند کیا اور اسے لیے اپنے کمرے میں آ گیا.

صاف ستھرا افرنشڈ کمرہ اسکی نفاست پسندی کا ثبوت دے رہا تھا. اسے کمرے کے وسط میں کھڑا کرتے ہوئے پہلے ضیغم نے

بہت آہستگی سے اسکی کلائی چھوڑی پھر دوسرے ہاتھ میں موجود اسکا بیگ بھی زمین پر رکھ دیا .

"وہ رہی الماری.. میں پانچ منٹ میں فریش ہو کر آ رہا ہوں تب تک اپنا سامان اسکے (الماری کے) تیسرے خانے میں سیٹ کرلو.. مجھے اپنے کمرے میں ادھر اُدھر رکھی فالتو چیزوں سے بے حد الجھن ہوتی ہے اسلیے میرے آنے سے پہلے پہلے اپنا یہ سامان یہاں سے غائب کر دو..!!" اسکی طرف دیکھے بغیر وہ قدرے نرم لہجے میں کہہ کر, اٹیچڈ باتھ روم کی طرف بڑھا .

"کیا مطلب..؟ میں یہاں آپکے ساتھ رہوں گی..؟" بھاری ہوتی آواز سمیت وہ بامشکل بول پائی تھی. رونے کے باعث گلا بیٹھ چکا تھا. ضیغم کے قدم اسکے سوال پر رکے تھے. وہ پلٹا اور نا چاہتے ہوئے بھی اسکی جانب دیکھا. چہرے پر سجی غلافی آنکھوں کی سوجن حد سے سوا تھی, ان محبوب آنکھوں کی تکلیف پر دل میں کہیں ٹیس سی اٹھی تھی مگر ضیغم نے اپنی آنکھوں اور چہرے پر اس احساس کا شائبہ تک نہ آنے دیا.

"تو پھر کہاں رہو گی..؟؟" ایک قدم اسکی طرف بڑھتے ہوئے ضیغم نے سنجیدگی سے پوچھا. نشال نے اپنی دکھتی پلکیں جھپکنے کی کوشش کی.

"میرا مطلب ہے.. میں دوسرے کمرے میں رہ لیتی ہوں..!" نشال نے آہستگی سے جواب دیا.

"یہاں کیا ہے..؟؟" ایک ابرو اچکاتے ہوئے ضیغم نے فوراً پوچھا. اسکی نگاہوں کا ارتکاز خود پر محسوس کرتے ہوئے نشال کو پھر سے رونا آرہا تھا.

"یہاں آپ ہیں, اور آپ نے ابھی کہاناں کہ آپکو اپنے کمرے میں فالتو چیزوں سے الجھن ہوتی ہے, تو میں بھی تو فالتو ہی ہوں.. بس اسی لیے..!" نشال نے نگاہ پھیرتے ہوئے بے حسی سے کہا. ضیغم نے ایک سرد نگاہ اسکے روئے روئے سرخ چہرے پر ڈالی.. سرخ آنکھیں, سرخ ناک, سرخ ہونٹ.. اس پر مزید اسکے سرد سے انداز.. آج وہ اسے قتل کرنے کے درپہ ہی تو تھی..

"ہاں ہوتی ہے الجھن..!!" درشتگی سے کہتے ہوئے ضیغم اس کے بالکل سامنے آ کھڑا ہوا. اسکی بات پر نشال نے پانی بھری آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا.. جیسے پوچھ رہی ہو کہ "ہاں تو پھر..؟؟"

"فالتو چیزوں سے ہوتی ہے الجھن.. اور تم کوئی چیز نہیں ہو.. بیوی ہو میری..!!" اسکے دونوں بازو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے وہ اپنے پورے استحقاق سے بولا تھا.. لفظ "بیوی" پر نشال کا دل شدت سے دھڑک اٹھا.. ایک آنسو بہت آہستگی سے اسکے سرخ گال پر بکھرا تھا.

"سامان سیٹ کرو جلدی.. اور, یہ رونا دھونا بند کر دو اب... بیوی سے تو نہیں.. البتہ رونے والی عورتوں سے شدید الجھن ہوتی ہے مجھے..!!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے ضیغم نے اسکے بازو اپنی گرفت سے آزاد کر دیے.

"یہ آنسو آپ ہی کے دیے ہوئے ہیں, سو انکار کرنا ناممکن ہے.. میں یہاں سے چلی جاتی ہوں, ویسے بھی آج نہیں تو کل آپ اپنی مردانگی کے زعم میں مجھے اس کمرے سے نکال باہر کریں گے.. سو میں ابھی چلی جاتی ہوں..!!" تلخی

سے کہتی وہ اپنا بیگ اٹھانے کے لیے زرا سا جھکی تھی. ضیغم کو اسکا تیکھا انداز ناگوار گزرا تھا. اسنے ایک جھٹکے سے اسے کلائی سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تھا..

"میں کہہ چکا ہوں کہ تم اسی کمرے میں رہو گی تو مطلب اسی کمرے میں رہو گی.. میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں مگر تم مجھے بار بار بات دوہرانے پر مجبور کرتی ہو.. اچھی بیویاں اپنے شوہروں کی عادات کے منافی کچھ نہیں کرتیں نشال بیگم.. تم کیوں میرے خلاف جا کر مجھے خود سے سختی برتنے پر مجبور کر رہی ہو..؟؟" اسکی کلائی مروڑ کر اسکی پشت سے لگاتے ہوئے وہ اسے اپنے قریب کر چکا تھا.. اسکے سلگتے الفاظ اور گرم سانسیں نشال کا چہرہ جھلسا رہی تھیں.

"اور اچھے شوہر کیا کرتے ہیں..؟؟ اپنی بیویوں کو ان سے سختی برتنے کی دھمکی دیتے ہیں..؟؟" کہتے ہوئے وہ استہزائیہ مسکرائی..

"اور آپ..؟؟ نرمی بھی کب برتتے ہیں آپ..؟؟" اپنی سُوج کر نشیلی ہوتی آنکھیں اسکی براؤن آنکھوں میں ڈالتی ہوئی وہ بے خوفی سے پوچھ رہی تھی. جبکہ ضیغم... وہ تو اسکی آنکھوں کی تیر آزمائی پر اپنے دل کو لہولہان ہوتا دیکھ رہا تھا.

اسکی آنکھوں میں دیکھتا وہ اپنا آپ ان آنکھوں میں ہی گنوا رہا تھا.. صحیح کہا تھا اسنے.. وہ حقیقتاً اس پورے مرد کو اپنی آنکھوں سے ہی مار دینے کی صلاحیت رکھتی تھی.. ان آنکھوں کے سحر سے نکلنے کو ضیغم نے با مشکل اپنی پلکیں جھپکی تھیں..

"نرمی چاہتی ہو تو پھر چلاؤ کوئی جادو.. پڑھو کوئی منتر اور پھونک دو میری آنکھوں پر... بنالو مجھے اپنا مریض.. کر دو مجھے گھائل.. ضیغم اجلال اب تمہارا ہے... چاہو تو مجھے موم کر دو... ہے اتنی صلاحیت تو بنالو اپنا غلام... باندھ لو اپنے پلو سے.. مگر... " کہتے ہوئے وہ آخر میں بے حسی سے مسکرایا تھا. نشال جو یک ٹک اسکے ہلتے لبوں کو دیکھ رہی تھی اسکے یوں مسکرانے پر ہوش میں آگئی..

"مگر...؟؟"نشال کے لبوں نے آہستگی سے جنبش کی.

" مگر صلاحیت ہو تب ناں...!"سرد مہری سے کہتا ہوئے اسنے نشال کی کلائی ایک جھٹکے سے آزاد کر دی.. وہ لڑ کھڑا کر دو قدم دور ہوئی. اسکی سخت گرفت کے باعث نشال کو پورے بازو میں اکڑاہٹ کا احساس ہو رہا تھا. جبکہ اسکے درد سے انجان بنا,وہ کہہ کر اب حظ اٹھاتی نگاہوں سے اسکی جانب دیکھ رہا تھا. نشال کو لگا جیسے وہ اسکا,اسکی محبت,اسکے جذبات کا مذاق اڑا رہا ہو.. ایک شدید اشتعال کی لہر اسکے پورے وجود میں اٹھی تھی.

" کبھی افسوس نہیں ہوا تھا. مگر آج ہو رہا ہے کہ آپ جیسے سنگدل اور بے حس انسان سے محبت کی ہے میں نے... آپ جیسے خود پرست اور مغرور شخص کو چاہ کر میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے.. ایسا شخص جسے کسی کے ساتھ غلط کر کے نہ تو اپنے کیے پر پیشانی ہوتی ہے اور نہ ہی کسی کے درد پر افسوس ہوتا ہے... ایک پتھر, بے حس.. روبوٹ.. آج اندازہ ہو رہا ہے کہ آپ تو میری نفرت کے قابل بھی نہیں ہیں..!!"اس پتھر میں دراڑ ڈالنے کو وہ غصے سے اس پر چلائی تھی. اور یہ وار خالی نہیں گیا تھا,اس کا اندازہ نشال کو ضیغم کی پل میں سرخ ہوتی آنکھیں

دیکھ کر ہی ہو گیا تھا.. نشال کی بات نے ضیغم اجلال کے اندر آگ لگا گئی تھی.. نشال کے لبوں سے اپنی ذات کی نفی, اپنے لیے محبت سے انکار.. سب ناقابل برداشت ہی تو تھا..

"تو اب تم پچھتا رہی ہو..؟؟ اب افسوس ہو رہا ہے..؟؟ میں تمہاری نفرت کے بھی قابل نہیں ہوں..؟؟ اتنا ہی برا ہوں ہے ناں..؟؟ بے حس..؟؟ سنگدل.. پتھر ہوں میں, یہی کہا ہے ناں تم نے..؟؟" اسکی نازک گردن اپنے ہاتھ کے شکنجے میں دبوچتے ہوئے وہ غرایا.. گرفت اتنی سخت تھی کہ ایک پل کو نشال کی سانس رک گئی.

"تم... کیا سمجھتی کیا ہو تم.. تمہاری نفرت کے غم میں مرا جا رہا ہوں میں..؟؟ تمہاری محبت کے بغیر سانسیں رک رہی ہیں میری...؟؟" سرد مہری سے پوچھتے ہوئے ضیغم نے اسکی گردن اپنے شکنجے سے آزاد کر دی کہ اسکی برداشت سے زیادہ تکلیف وہ اسے دے نہیں سکتا تھا.. اپنی گردن آزاد ہو جانے پر وہ کھانستے کھانستے ہنسی تھی..

"سانس لینے میں دشواری تو مجھے ہو رہی تھی, لیکن واقعی.. مر تو آپ ہی رہے تھے..!" اس پر ہنستی وہ اسکے منہ پر سچ کے تھپڑ مار رہی تھی, وہ سچ جو آج ضیغم اجلال کی آنکھوں سے عیاں ہو گیا تھا.. وہ سچ جو وہ خود سے بھی چھپا کر جی رہا تھا وہ لڑکی ایک کمزور لمحے میں جان گئی تھی..

"کیوں بخش دی میری جان.. مار ڈالیں ناں مجھے.. نفرت کرتے ہیں ناں مجھ سے..؟؟ گندگی کا ڈھیر ہوں ناں میں.. تو مار ڈالیں مجھے.. لے لیں میری جان... اور پھینک آئیں یہیں کہیں کسی گندے نالے میں, میری رگوں میں دوڑتے گندے خون کے باعث میں اس قابل بھی نہیں ہوں کہ مجھے قبر نصیب ہو.. گندگی کا ٹھکانہ کوڑے کا ڈھیر

ہی ہوتا ہے ضیغم اجلال... چھینک آئیں مجھے...!!" اسکا گریبان پکڑ کر چلاتی ہوئی وہ اپنے آپ کو کوسنے دیتی سسکنے لگی تھی.. اسکے لفظوں پر وہ جیسے پتھر ہو رہا تھا..

"تھک چکی ہوں.. ہار چکی ہوں, اپنے نصیب سے, آپ سب کی نفرتوں سے... کوئی نہیں ہے میرا.. اپنوں کے ہوتے ہوئے بھی اکیلی ہی ہوں میں.. آپ مار دیں مجھے.. میرے مرنے سے کسی کو کوئی فرق نہیں پڑے گا.. سب کو سکون مل جائے گا, قرار آجائے گا کہ ارباز علوی کی بیٹی مر گئی.. نہیں جینا چاہتی میں.. مر جانا چاہتی ہوں.. مار دیجیۓ مجھے.. مار دیجیۓ..!!" بولتے بولتے اسکا گلا خشک ہو گیا تھا.. روتی ہوئی نشال کو دیکھتے ضیغم نے اپنے لب سختی سے بھینچ لیے.. وہ لمبے لمبے سانس لیتی اسکی یونیفارم شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچے سسک رہی تھی.. اور پھر جادو چل گیا تھا.. وہ شیر گھائل ہو گیا تھا, پتھر موم کیطرح پگھل گیا تھا.. اسکی حالت کے پیش نظر ضیغم نے بہت آہستگی سے اسے خود سے لگا لیا.. ایک ہاتھ سے اسکے گرد حصار بنائے دوسرے سے وہ اسکی پیٹھ سہلانے لگا.. نشال اسکے سینے میں منہ چھپائے ہنوز رو رہی تھی.

"بہت... بُرے ہیں آپ... بہت بُرے...!!" اسکے سینے پر سر رکھے وہ روتے ہوئے بڑبڑا رہی تھی.. اسے اپنے حصار میں لیے کھڑے ضیغم اجلال کی سرخ آنکھوں کی لالی گہری ہو رہی تھی. اسنے بڑی آہستگی سے, نامحسوس انداز میں اپنے لب اسکے بالوں پر رکھ دیے.. اس انداز میں کہ بلکتی ہوئی نشال ان لبوں کی نرمی محسوس نہیں کر پائی تھی.. اور وہ خود بھی اپنے ہونٹوں پر اسکی ریشمی زلفوں کا لمس محسوس کرنے سے قاصر تھا..

♦♦♦♦

"بہت خوب... سارا میٹر سورٹ آؤٹ کرنے کی بجائے اسکو اپنے ساتھ ہی لے گئے بھائی صاحب..!!" کمرے میں بے چینی سے ٹہلتا ہوا وہ ملیحہ سے مخاطب تھا.

"ہاں تو... اور تم بھائی کو کچھ مت کہو اچھا.. اگر ہمت ہے تو جا کر امی سے بات کرو.. ایک بار بھی انہوں نے نشال کو روکنے کی کوشش نہیں کی.. بلکہ یہ کہنا درست ہو گا کہ امی کی وجہ سے ہی بھائی نشی کو اپنے ساتھ لے کر گئے ہیں.. اور مجھے تو مشی کی بھی ٹینشن ہو رہی ہے, کل شام سے ہی وہ اپنے کمرے میں بند ہے, بھائی آئے اور نشال کو لے بھی گئے مگر وہ باہر نہیں نکلی.. امی کی باتوں سے بہت ہرٹ ہوئی ہے شاید..!!" کاؤچ پر بیٹھی ملیحہ فکر مندی سے کہہ رہی تھی. ضرغام کے حرکت کرتے قدم ایک پل کو رکے تھے..

"مشال نے ناشتہ بھی نہیں کیا..؟؟" ملیحہ کی طرف دیکھتے ہوئے ضرغام نے آہستگی سے پوچھا.

"جی ہاں.. آغا جان کو تو زبردستی ابو جی نے کروا بھی دیا تھا مگر مشال نے... بتا تو رہی ہوں کہ وہ دروازہ ہی نہیں کھول رہی..!!" ملیحہ نے اسے جواب دیا..

"سب کچھ اتنا کومپلیکیٹڈ ہو چکا ہے کہ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی ضرغام.. اس قدر شرمندگی ہو رہی ہے کہ مشال کے سامنے جانے کی ہمت ہی نہیں ہوئی میری.. آغا جان نے بھی کل رات سے کچھ نہیں کھایا تھا.. ابو جی صبح ہاسپٹل سے آئے تب کہیں جا کر بڑی مشکلوں سے ایک سلائس لیا ہے انہوں نے.. امی بھی ان سے معافی مانگ چکی ہیں مگر آغا جان بہت اداس ہیں.. یہ سب کیسے ٹھیک ہو گا ضرغام.. میں بہت پریشان ہوں.. کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ کیا کروں..!!" پریشانی سے بولتی ملیحہ نے اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا.

"تم کیوں فکر کر رہی ہو یار.. سب ٹھیک ہو جائے گا جسٹ ریلیکس.. ویسے مجھے بھائی سے یہ امید نہیں تھی.. مجھے تو لگا تھا کہ وہ امی کو سمجھا کر سب ٹھیک کر دیں گے مگر..!" بولتا بولتا وہ ایک پل کو رکا. ملیحہ نے اپنی نم پلکیں جھپکتے ہوئے ضرغام کا متفکر چہرہ دیکھا.

"خیر.. اب جو کرنا ہے.. میں ہی کروں گا.. تم یہ رونا تو بند کروناں.. میں بابا جان سے بات کرتا ہوں.. ایوری تھنگ ول بی فائن.. ڈونٹ وری..!!" اسکا سر تھپکتے ہوئے ضرغام نے دھیمی آواز میں کہا. بدلے میں ملیحہ نے مایوسی سے اثبات میں سر ہلا دیا.. پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ پھنساتے ہوئے وہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا.

"ایک اور بات...!!" کاؤچ سے اترتے ہوئے ملیحہ جیسے کچھ یاد آنے پر بولی تھی. ضرغام نے پلٹ کر سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا .

"بھائی نے کہا ہے کہ مشال اپنے فادر کے پاس نہیں جائے گی بلکہ بھائی اس کے لیے کوئی اچھا سا لڑکا ڈھونڈ کر اسکی شادی کر دیں گے..!!" کہہ کر ملیحہ نے کھوجتی نظروں سے اسکا چہرہ دیکھا جو ملیحہ کی بات سن کر حقیقتاً پریشان ہو گیا تھا.

اسکی براؤن آنکھوں میں بے چینیاں پھیل گئی تھیں جو ملیحہ کی نگاہوں سے مخفی نہ رہی تھیں..

"اور یہ بات مجھے بتانا ضروری تھی کیا..؟؟" ملیحہ کو اپنی جانب کھوجتی نگاہوں سے دیکھتا پا کر ضرغام نے تیوریاں چڑھا کر کہا. ایک شریر مسکراہٹ نے ملیحہ کے لبوں کو چھو لیا..

"ہوں.. تو یعنی میرا اشک ٹھیک تھا..!!" اپنی آنکھیں سکیڑتے ہوئے ملیحہ نے آہستگی سے کہا.

"کونساشک..؟؟"پوچھتے ہوئے ضرغام نے اسے سخت چتونوں سے گھورا.

"وقت آنے پر سب پتہ چل جائے گا بیٹا کہ میں کس شک کی بات کر رہی ہوں..ابھی تو تم وہیں جاؤ,جہاں جارہے تھے..کل رات سے بھوکی ہے وہ..تم پہنچو,اسے مناؤ..میں ناشتہ لے کر آتی ہوں..!!"مسکراکر کہتی ملیحہ نے اسکے کندھے پر ہلکاسا ہاتھ مارااور کمرے سے باہر نکل گئی..ضرغام نے مڑکر اسکی جانب دیکھا..وہ اسے کچھ کہنا چاہتا تھا مگر کہہ نہیں پایا..اپنے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے وہ اپنی چوری پکڑی جانے پر مسکرایا..پھر مضبوط چال چلتا وہ ملیحہ کے کمرے سے نکل آیا.اسکارخ مشال کے کمرے کی طرف تھا..دوسری دستک پر ہی دروازہ کھل گیا تھا.ستاہوا چہرہ لیے وہ اسکے سامنے کھڑی تھی..مشال نے ایک بے تاثر نگاہ اس پر ڈالی..

"مجھے پتہ تھا..!!"کہتے ہوئے وہ پلٹ گئی.صاف ستھرا کمرہ دیکھ کر ضرغام نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا کہ اس بار کمرے کی چیزیں اسکے زیر عتاب نہیں آئی تھیں.

"کیا پتہ تھا..؟؟اسکے پیچھے اندر داخل ہوتے ضرغام نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا.

"یہی کہ...ڈور تم نے ناک کیا ہے..!!"بیڈ پر پاؤں لٹکا کر بیٹھتی وہ نگاہ جھکا کر دھیمی آواز میں گویاہوئی.ضرغام نے رائٹنگ ٹیبل کے پاس پڑی چیئر گھسیٹ کر بیڈ کے قریب کی اور اس پر بیٹھ گیا..

"ناشتہ کیوں نہیں کیا..؟؟"اسکی جھکی پلکوں کو دیکھتے ہوئے وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا.مشال نے نگاہ اٹھا کر کچھ خفگی سے اسکی جانب دیکھا.

"کیا تم یہاں.. اسی شہر میں, میرے لیے کسی دارلامان میں رہائش کا ارینج کر سکتے ہو..؟؟" بنا اٹکے وہ بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی. ایک بالکل غیر متوقع سوال.. ضرغام کے لبوں کی مسکراہٹ فوراً سمٹی تھی.

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے مشال.. میں کچھ اور پوچھ رہا ہوں آپ سے.. ناشتہ کیوں نہیں کیا آپ نے..؟؟" مشال کی بات اسے ناگوار گزری تھی مگر اسکے موڈ کے پیش نظر وہ ہنوز نرمی سے بات کر رہا تھا.

"کیونکہ یہ میرا گھر نہیں ہے, اس گھر پر میرا کوئی حق نہیں ہے..!!" انگلیاں مروڑتے ہوئے مشال نے تلخی سے جواب دیا.

"تو یعنی آپ حق چاہتی ہیں..؟؟" اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ضرغام نے سنجیدگی سے پوچھا.

"نہیں... میں کچھ نہیں چاہتی.. میں جو چاہتی ہوں وہ اللہ کے ہاتھ میں ہے.. اور میں جانتی ہوں کہ اللہ میری کبھی نہیں سنے گا..!" کہتے ہوئے جانے کیوں اسکی آواز بھر اگئی.. آنکھوں میں ویرانیاں بسیرا کیے ہوئے تھیں.

"ایسے نہیں کہتے مشال... اللہ کبھی بھی اپنے بندے کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا.. ہاں ہماری بعض دعائیں پوری نہیں ہوتیں کیونکہ انکا پورا ہو جانا ہمارے حق میں بہتر نہیں ہوتا.. اسلیے آئندہ یہ شکوہ مت کیجئے گا کہ اللہ آپکی نہیں سنتا...!!" ضرغام نے اسے بڑی نرمی سے سمجھایا تھا. مشال کی پلکوں پر چمکتی نمی ٹوٹ کر رخساروں پر بکھرنے لگی..

"اور اگر جو اللہ ہمیں نوازی ہوئی شے ہم سے واپس لے لے تو..؟؟" بے بسی سے پوچھتی وہ اس پل ضرغام کو بالکل بچی لگی.. ذہنی طور پر خود سے بہت چھوٹی..

"تو اسکے بدلے میں وہ ہمیں اس سے بڑھ کر نواز دیتا ہے..!!" ضرغام نے فوراً جواب دیا تھا. مشال ایک بار پھر سوچنے پر مجبور ہوئی تھی. فریحہ بیگم نے بھی تو یہی کہا تھا کہ مشال اگر اللہ نے تم سے کچھ چھینا ہے تو وہ تمہیں اس سے بڑھ کر عطا کرے گا.. مشال کو اور شدت سے رونا آیا. جبکہ اسکا تکلیف زدہ چہرہ دیکھتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ کاش وہ لڑکی اپنی ساری تکلیفیں اسے سونپ دے.. کاش وہ اپنے سارے غم ضرغام اکرام کے حوالے کر دے تو بدلے میں وہ اسے اپنی زندگی کی ایک ایک راحت.. ایک ایک خوشی اسکے نام لکھ دے..

"ویسے.. آپ ایسا کیا مانگتی ہیں اللہ سے.. کہ آپکو یقین ہے کہ اللہ آپکو وہ نہیں دے گا..؟؟" ضرغام نے رازدارنہ انداز میں پوچھا. آنکھوں میں شرارت چمک رہی تھی. مشال اسکے مصنوعی تجسس کے مظاہرے پر پھیکی ہنسی ہنس دی.. مگر جب بولی تو لہجہ برف جیسا سرد ہو رہا تھا. چہرہ بالکل سپاٹ ہو گیا.

"موت... موت مانگتی ہوں..!" اسنے بڑی بے دردی سے کہا. جبکہ ضرغام کو لگا جیسے کسی نے اسکا دل نوچ لیا ہو... اسنے تڑپ کر مشال کی جانب دیکھا جو اسکی دلی حالت سے بے بہرہ اب کہہ رہی تھی..

"میرا دل چاہتا ہے میں کہیں چھپ جاؤں.. کہیں دور, بہت دور چلی جاؤں.. جہاں کوئی نہ ہو.. جہاں نہ کوئی مجھے دیکھے, نہ میں کسی کو دیکھوں...!!" زمین کو گھورتی وہ یاسیت زدہ سی کہہ رہی تھی.. ضرغام نے بامشکل خود کو سنبھالا تھا.

"آپ ایسا کیوں سوچتی ہیں مشال..؟؟ یہ کیوں نہیں سوچتیں کہ جو ہر پل آپکے قریب رہنا چاہتے ہیں وہ آپکے دور جانے پر کتنا تڑپیں گے, یہ کیوں نہیں سوچتیں کہ جن کی آنکھیں صرف آپکو دیکھتے رہنا چاہتی ہیں, وہ آپکو دیکھے بنا

کیسے زندہ رہیں گے..؟؟اگر آپ اپنے لیے,اپنے سکون کے لیے مرنا چاہتی ہیں تو کیا اس سے بہتر یہ نہیں کہ آپ اپنے چاہنے والوں کے دلی قرار کی خاطر جینے کی کوشش کرلیں.. صرف ایک کوشش..؟؟ایک بھرپور کوشش..!!"ضرغام نے بڑی نرمی سے اسکی ہر مایوس ترین خواہش کا پرامید جواب دے کر اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی.

"کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ تم ڈاکٹری نہیں,فلسفہ پڑھ رہے ہو..!!"مشال نے آہستگی سے کہا.

انداز قائل ہونے والا تھا.

"پڑھ تو ڈاکٹری ہی رہا ہوں مگر بس, کبھی کبھی آپکو فلسفہ پڑھانے کی کوشش کرلیتا ہوں..!!"ضرغام نے ہنستے ہوئے کہا.بدلے میں مشال ناچاہتے ہوئے بھی مسکرائی تھی.

"اور مجھے لگ رہا ہے کہ آج تم اپنی کوشش میں کامیاب ٹھہرے ہو..!"ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے پکڑے اندر آتی ملیحہ نے خوشدلی سے کہا.خلاف توقع مشال نے بدلے میں بڑی معصومیت سے کندھے اچکائے تھے.وہ دونوں بہن بھائی اسکی اس ادا پر قہقہ لگا کر ہنسے.

"اوکے فائن..وہ آپکی رہائش,اور حق والی ڈیمانڈ کا بھی کچھ کرتا ہوں مگر فی الوقت تو آپ یہ ناشتہ کریں ناں..بے چاری ملیحہ نے کبھی اپنے لیے بھی ناشتہ نہیں بنایا ہوگا,بٹ آئی گیس آج یہ خود اپنے ہاتھوں سے آپکے لیے بنا کر لائی ہے..سو اسکی محنت ضائع نہیں ہونی چاہیئے..!!"ملیحہ کو چھیڑتے ہوئے ضرغام نے مشال کو مخاطب کیا تھا.

"شٹ اپ ضرغام..!!"ملیحہ چلائی تھی..

"اوکے اوکے..میں تو ویسے بھی کالج جارہا ہوں..پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے..تم مشال کو ناشتہ کرواؤ اور خود بھی کرلینا..آئی نو کہ تم بھی کل رات سے ہی بھوکی ہو..!!"ملیحہ کے سر پر چپت لگاتے ہوئے ضرغام نے پیار سے کہا.

ملیحہ نے ہنستے ہوئے فوراً اثبات میں سر ہلایا تو ضرغام نے ایک الوداعی نظر مشال پر ڈالی.

"ناشتہ کرلیں پلیز..اینڈ آپکی بینڈ یج کالج سے آکر چینج کردونگا..اسے ٹچ مت کیجئے گا اوکے...؟؟"مشال کو نرمی سے مخاطب کرتے ہوئے اسنے ملیحہ کو گھورا جو اسے آنکھ سے اشارے کررہی تھی.مشال نے آہستگی سے اثبات میں سر ہلادیا..وہ مطمئن سا ہو کر وہاں سے نکلتا چلا گیا..

"ہمیں تو کہہ گیا ہے مگر اسنے خود بھی کیا ہے ناشتہ یا نہیں..؟؟"اس کے جاتے ہی مشال نے کچھ جھجکتے ہوئے ملیحہ سے پوچھا .

"اوہ..یہ کھائے پیے بنا نہیں رہ سکتا یار..ڈاکٹر صاحب کو اپنی صحت کی بہت پرواہ ہے..رات میں اپنے فرینڈ کے پاس ہی ٹھہر گیا تھا ناں یہ..تو وہیں سے کچھ کھا کر آیا ہوگا.."چائے کا سپ لیتے ہوئے ملیحہ نے اسے بتایا.

"کونسا دوست..؟؟"مشال نے ناسمجھی سے پوچھا.

"اوہ تمہیں تو پتہ ہی نہیں,میں بھی ناں..!"کہتے ہوئے ملیحہ نے اپنے سر پر ہاتھ مارا.

"کل شام ناں اسکے ایک بیسٹ فرینڈ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا تو..."اور پھر وہ نان سٹاپ بولتی چلی گئی جبکہ ناشتہ کرتی مشال اس سے پوچھ کر پچھتا رہی تھی ..

♦♦♦♦

میں تم سے صرف تم تک...

خود سے دور صرف تمہارے پاس...

تمہارے ساتھ...

ہر دکھ میں ہر سکھ میں...

تمہاری عنایتوں کی طلبگار...

تمہاری انا سے تنگ...

اور اگر...

محبت ہے تو,

پھر انا کیسی؟؟

نشال نے بوجھل پلکیں کھول کر کروٹ بدلی.. ایک بھرپور انگڑائی لے کر وہ سیدھی ہو بیٹھی.. چہرے پر آتی لٹوں کو کانوں کے پیچھے اڑستے ہوئے اسنے اطراف میں نگاہ دوڑائی تھی.. کمرہ خالی پڑا تھا. نشال نے اپنے دائیں طرف دیکھا جہاں پر بیڈ کی چادر بے شکن پڑی تھی. گزری رات کا دھندلا سا منظر ذہن کے پردے پر لہرایا تھا.. اپنا ضیغم سے لڑنا اور اسکی شرٹ کا کالر دبوچنا.. یاداشت پر بہت زیادہ زور ڈالنے پر اسے بامشکل ضیغم کا خود کو سہارا دے کر بیڈ تک لانا یاد آرہا تھا. نشال نے فوراً اپنے دوپٹے کے لیے خود کی طرف دیکھا, دوپٹہ گلے میں موجود تھا.. یک گونہ اسے سکون ہوا. شاید وہ رات اپنے ہوش کھو بیٹھی تھی.. خود کو تسلیاں دیتی وہ بیڈ سے اتری اور پیروں میں سلیپرز پہن کر

کمرے سے باہر نکل آئی.. باہر نکلتے ہی دائیں طرف ایک اور دروازہ تھا. نشال نے دروازے کا ہینڈل گھما کر اندر جھانکا.. وہ ایک کشادہ کمرہ تھا,یا یوں کہنا درست ہو گا کہ ڈرائنگ روم ہی تھا. دروازہ واپس بند کر کے نشال نے ایک طرف بنے اوپن کچن کی طرف قدم بڑھائے جبکہ کچن کے دائیں طرف چھوٹا سا لاؤنج نما لیونگ روم تھا.. لیونگ روم کے آخر میں دو چار قدموں کی لمبائی جتنی,ڈیوڑھی نما جگہ تھی جسکے آخر میں فلیٹ کا بیرونی دروازہ تھا.. جہاں سے گزر کر وہ دونوں کل رات اندر آئے تھے.. نشال نے گھوم کر ایک بار خالی پڑے لیونگ روم کا جائزہ لیا.. پھر گھڑی کے لیے دیوار پر نظر دوڑائی.. بائیں طرف بالکل سامنے دیوار پر نصب گھڑی صبح کے نو بجا رہی تھی.. جانے وہ صبح کس وقت ڈیوٹی پر چلا گیا تھا..!سوچ کر ہی نشال کی آنکھ بھر آئی. کیا نصیب پایا تھا.. نئ نویلی دلہن کو وہ بد دماغ شخص تن تنہا اس بند فلیٹ میں چھوڑ کر اپنا فرض نبھانے چلا گیا تھا.. آنسو صاف کرتی نشال کو شدید بھوک کا احساس ہو رہا تھا.. اپنی قسمت پر اشک بہاتی وہ کچن کیطرف آئی جہاں کمرے کے برعکس کافی گندگی تھی.. سنک میں پڑے گندے برتن دیکھتے ہوئے اسنے منہ بسورا.. دیوار کے ساتھ رکھی فریج کی طرف پلٹ کر نشال نے فریج کا دروازہ کھولا اور اندر جھانکا.. دودھ,انڈے,مکھن,بریڈ.. ناشتے کے لیے تقریباً ہر ضروری چیز موجود تھی. دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کرتی وہ اپنے لیے ناشتہ بنانے لگی.. تھوڑی بہت مشقت کے بعد اسے چائے پتی اور چینی بھی مل ہی گئی تھی.. اگلے بیس منٹ میں وہ ناشتہ کر کے لیونگ روم میں چلی آئی. اب جانے یہ پہاڑ جیسا دن کیسے کٹنے والا تھا.

لیونگ روم میں پڑے صوفوں میں سے ایک پر بیٹھتے ہوئے اسنے ایک بار پھر تنقیدی نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیا.. لیونگ روم کی حالت بھی کچھ کچھ ابتر ہی تھی. دیوار پر نصب ایل-ای-ڈی پر چمکتی گرد اسے خود کو پکارتی لگ

رہی تھی.. معاًنشال کو سنک میں پڑے گندے بھی برتن دہائیاں دیتے محسوس ہوئے تو وہ جیسے ہوش میں آگئی.. دل ایک دم ہی جھوم اٹھا تھا.

کیونکہ اسے سارے دن کے لیے کچھ مصروفیت مل ہی گئی تھی. کمر کس کر وہ میدان میں اتری اور پہلے جا کر کچن کو صاف کیا.. مصالحوں کے ڈبے ڈھونڈ ڈھونڈ کر سٹینڈ میں سیٹ کیے. برتنوں کا سٹینڈ اچھے سے دھو کر چمکایا پھر گندے برتنوں کے ساتھ ساتھ دھلے ہوئے برتن بھی دوبارہ دھو ڈالے.. سلیب کو رگڑ رگڑ کر چمکا دیا. آخر میں سنک دھو کر کچن کا فرش دھو کر صاف کیا.. تقریباً دو سے ڈھائی گھنٹے میں وہ کچن صاف کر چکی تھی جسکی صفائی کرنے پر نشال کو ہر شے گندی ہی نظر آئی تھی.. کچن سے فارغ ہو کر اسنے لیونگ روم کا رخ کیا تھا.. وہ باری باری گرد میں اٹی ہر چیز صاف کرتی ضیغم اجلال کی بے رخی کو بھول گئی تھی.. اب اس بند فلیٹ میں وہ تھی اور اسکا صفائی کا خبط جو اسکے سر پر چڑھ کر اس سے پورے فلیٹ کی صفائی کروا رہا تھا..

♦♦♦♦

"وہ لڑکی کیسی ہے اب..؟؟ کوئی شور.. واویلا..؟؟ زیادہ مسئلہ تو کری ایٹ نہیں کر رہی..؟؟" اپنے سامنے ہمیشہ کی طرف مؤدب انداز میں کھڑے زمان سے وہ بڑی سنجیدگی سے دریافت کر رہا تھا.

"سر وہ مسئلہ تو نہیں مگر واویلا بہت کر رہی ہے... مسئلہ تو بس علویز کری ایٹ کر رہے ہیں..!!" زمان کے کہنے پر ضیغم نے کچھ چونک کر اسکی طرف دیکھا.

"کیا مطلب..؟؟ آصف علوی کی طرف سے یا پھر..؟؟" پر سوچ نگاہوں سے زمان کی جانب دیکھتے ضیغم نے بات ادھوری چھوڑ دی.

"سر آصف والا معاملہ توکل کورٹ میں نپٹ ہی جائے گا.. میں سامعہ نواز علوی کی طرف سے بات کر رہا ہوں.. علویز اپنی بیٹی کی گمشدگی کو لے کر بہت زیادہ متحرک ہو چکے ہیں.. ایف آئی آر بھی درج ہو چکی ہے, اور..!" نگاہ جھکا کر فکر مندی سے بولتے زمان نے بات ادھوری چھوڑ دی.. زمان کے چہرے پر پھیلی پریشانی کی وجہ کچھ الگ, کچھ اور ہی تھی.. وہ اپنے لیے فکر مند نظر نہیں آ رہا تھا. اسے اپنے پھنس جانے کی فکر نہیں تھی.. ضیغم بغور اسکے چہرے پر آتے جاتے رنگوں کو جانچ رہا تھا.

"اور کیا زمان..؟؟" چیئر کی پشت سے ٹیک چھوڑتے ہوئے ضیغم نے قدرے نرمی سے پوچھا..

"اور یہ کہ.. میں اسے, اسکے گھر والوں کے حوالے نہیں کرنا چاہتا..!!" زمان نے دھیمی مگر مضبوط آواز میں کہا.

"اسکی وجہ..؟؟" ضیغم معاملے کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا.

"وہ لوگ اسے مار ڈالیں گے سر..!!" زمان نے نگاہ اٹھا کر قدرے بے چینی سے کہا. اور اسکے وجہ بتا دینے پر ضیغم بات کی تہہ تک پہنچ گیا تھا. اسکے لبوں پر ایک دھیمی مسکراہٹ پھیل گئی.

"وہ وجہ بتاؤ جو تمہاری آنکھوں سے واضح ہو رہی ہے.. یہ بات تو میں جانتا ہوں..!!" واپس کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے ضیغم نے ہنستے ہوئے کہا. اسکے خوشگوار موڈ پر زمان کے دل کو کچھ ڈھارس ملی تھی.

"وہ... میں اس سے, نکاح کرنا چاہتا ہوں سر.. اسے ہمیشہ کے لیے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں..!!" سنجیدگی سے بولتا زمان آخر میں مسکرایا تھا.. ضیغم نے اسکی بات پر ہولے سے اثبات میں سر ہلا دیا جیسے کہہ رہا ہو کہ میں جانتا تھا برخوردار کہ یہی وجہ ہو سکتی ہے.. پھر سنجیدگی سے زمان کی طرف دیکھا.

"ابھی پرسوں تو وہ ملی ہے تمہیں.. اور دو دن میں اتنا بڑا فیصلہ..؟؟ بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنا چاہ رہے ہو تم.. اسکی فیملی کو اگر بھنک بھی پڑ گئی تو.. اور بات پھر وہی ہے کہ اگر وہ لڑکی اپنی فیملی کا ساتھ دیتی ہے تو پھر تمہیں میں بھی نہیں بچا پاؤں گا.. میرا خیال ہے تمہیں اس بارے میں ایک بار سوچ لینا چاہیئے..!!" ضیغم نے اسے مستقبل میں درپیش آنے والی مشکلات سے آگاہ کرنے کی کوشش کی.

"سر... جب دل ہاتھوں سے نکل جائے ناں تو عقل اور سوچ کا ساتھ ہمیں خود ہی چھوڑنا پڑتا ہے.. میں اپنے دل سے مجبور ہو چکا ہوں.. مزید سوچوں گا تو بھی اسی کے بارے میں سوچوں گا.. مجھے دلی خوشی ہوگی اگر آپ میرے اس فیصلے میں میرا ساتھ دیں گے تو...!!" وہ اٹل انداز میں کہتا آخر میں اسکے تعاون کا خواہاں تھا.. اسکے بے لچک انداز نے ضیغم کو باور کروا دیا تھا کہ وہ بہت کم وقت میں اس لڑکی پر اپنی زندگی کا ہر پل دان کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے..

"اور وہ لڑکی..؟؟ کیا وہ تمہارے ساتھ تعاون کرے گی..؟؟" ضیغم نے مسکراتے ہوئے پوچھا. اسکے سوال پر زمان کے لبوں پر ایک شاہانہ مسکراہٹ رینگنے لگی.

"ہم پولیس والے اپنی مرضی میں سامنے والے کا تعاون کب دیکھتے ہیں سر..؟؟ جسے قید کرنا ہو اسکی رضامندی کب پوچھی جاتی ہے..؟؟ وہ میری مجرم ہے.. اور اسکا قید خانہ اب میرا دل اور میرا گھر ہے...!!" زمان نے بڑے سکون سے کہا. ضیغم نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا.

"گڈ تھنگ.. لیکن, میں تمہارا ساتھ اسلیے نہیں دوں گا زمان کہ تم اسے زندگی بھر کے لیے اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہو.. بلکہ میں تمہارا ساتھ اسلیے دوں گا کیونکہ انسانیت کے ناطے میں اس لڑکی کی زندگی چاہتا ہوں.. جو تمہارے ساتھ نکاح کی صورت میں ہی ممکن ہے..!!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے ضیغم اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا..

" چلیں پھر.. نیک کام میں دیر کیسی..؟؟"زمان نے مسکراتے ہوئے کہا. آنکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی .

"ہوں ضرور.. تم نکاح خواں کا بندوبست کرو.. میں گواہ لے کر تمہارے فلیٹ پر پہنچتا ہوں..!!" اسکا شانہ تھپکتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے کہا .

" اوکے سر..!"خوشدلی سے کہتا زمان اسکے آفس سے نکل گیا. ضیغم نے ٹیبل پر رکھا موبائل ہاتھ میں لیا اور کچھ سوچتے ہوئے اپنے فلیٹ کا لینڈ لائن نمبر ملایا..

♦♦♦♦

" آپکا دماغ تو ٹھیک ہے.. میں آپ سے نکاح کیوں کروں گی بھلا..؟؟ مجھے کسی پاگل کتے نے کاٹا ہے کیا جو آپ جیسے دو نمبر انسان سے نکاح کر کے بیٹھ جاؤں..؟؟"وہ زمان کی بات سنتے ہی شدید برہمی سے اس پر چلائی تھی. زمان اسکے تلخ جواب پر صبر کے گھونٹ پی کر رہ گیا.

"میں نے تمہیں زبان چلانے کو نہیں کہا محترمہ.. صرف اتنا کہا ہے کہ جب مولوی صاحب آئیں تو تین بار "قبول ہے" کہہ دینا.. اور بس.. مزید میں کوئی سوال جواب نہیں چاہتا..!!"زمان نے سرد مہری سے کہا. سامعہ نے شدید غصے سے اسکی جانب دیکھا.

"آپ میرے ساتھ یوں زبردستی نہیں کرسکتے... شرم آنی چاہئیے آپکو یوں میری بے بسی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے.. میں یہ نکاح نہیں کرونگی بس, جو کرنا ہے کرلیجئے...!!" سامعہ نے درشتگی سے اسے جواب دیا.. زمان نے بغور اسکا بکھرا بکھرا سراپا دیکھا.

"کرنے کو تو بہت کچھ کرسکتا ہوں مگر... اپنے وقار سے نیچے گرنا میری سرشت میں شامل نہیں ہے محترمہ.. بہتر ہے کہ تم مجھے کچھ غلط کرنے پر مجبور مت کرو..!!" زمان کی سختی سے کہی گئی بات پر سامعہ کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئیں.

"آپ کیوں میرے دشمن بن رہے ہیں.. مجھے نہیں کرنا آپ سے نکاح... پلیز مجھے یہاں سے جانے دیں..!" اسکے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے وہ فوراً ترلوں پر اتر آئی..

"دشمنی کہاں, بھلائی کررہا ہوں.. اگر تمہیں جانے دیا تو تمہارے باپ بھائی تمہاری جان لے لیں گے سامعہ.. اس وقت بہتر یہی ہے کہ تمہارا مجھ سے نکاح ہوجائے.. رونا بند کرواور.. خود کو مینٹلی پریپئر کرلو.. تمہیں میری بیوی بننا ہے اور بس..!!" اسکی پانی بھری آنکھوں میں جھانکتا وہ قدرے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا.. سامعہ کا دل اسکی نرم آواز پر دھڑک اٹھا.. اسنے بے ساختہ نفی میں گردن ہلائی..

"نہیں پلیز...!!" سامعہ نے روتے ہوئے کہا. زمان نے دل سے مجبور ہوکر اسکے بھیگے رخسار اپنے ہاتھوں سے صاف کیے تھے.. سامعہ اسکی جرأت پر حق دق رہ گئی.

"میں دو نمبر آدمی ہوں.. میرے کرتوت بھی کالے ہیں, مگر میں آصف علوی نہیں ہوں, میں زانی نہیں ہوں سامعہ... اور یہ بات تم بھی جان چکی ہو.. کیونکہ پچھلی دوراتوں سے تم میرے ساتھ, میرے گھر میں, میرے رحم و کرم پر ہو.. اگر میرے کرتوت اتنے ہی کالے ہوتے تو میں تمہارا فائدہ اٹھا سکتا تھا.. سمجھ رہی ہو میری بات..؟؟"

وہ بڑی نرمی سے بولتا سامعہ کو اس دیو ہیکل شخص سے بہت مختلف لگ رہا تھا مگر دل کا کیا کرتی جو اس نئے رشتے پر بری طرح دھڑک رہا تھا. وہ یک ٹک اسکی جانب دیکھ رہی تھی.

"اب ایسے مت دیکھو.. زانی نہیں ہوں مگر دل کا بہت کمزور ہوں.. اگر یہ دل تم پر آ گیا تو تمہارے لیے ہی مشکل ہو جائے گی..!!" شرارت سے کہتا وہ نرمی سے مسکرایا تھا. سامعہ نے گھبرا کر فوراً نگاہوں کا زاویہ بدلا..

"جب تک تم جذباتی طور پر ایک میرے قریب نہیں آ جاتیں تب تک میں تم پر اپنا کوئی حق استعمال نہیں کروں گا.. تم بے فکر ہو کر نکاح نامے پر سائن کر دو پلیز...!!" اپنی فطرت کے خلاف وہ اس سے التجا کر رہا تھا.

روتی ہوئی سامعہ نے بے بسی اور غصے کے شدید احساس تلے اپنا رخ پھیر لیا.. لب بھینچ کر دائیں طرف دیوار کو گھورتی جیسے وہ سرینڈر کر چکی تھی. زمان نے ایک سنجیدہ نگاہ روتی ہوئی سامعہ پر ڈالی, پھر پلٹا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکلتا چلا گیا.. پھر تھوڑی ہی دیر بعد مولوی صاحب وہاں آئے تھے.. نکاح کے لیے ہاں کرتے ہوئے اسکے لیے اپنی سسکیاں روکنا محال ہو رہا تھا مگر دل کے درد کو سنبھالے وہ مجبوری کی ڈور سے بندھی نکاح نامے پر پین گھسیٹتی چلی گئی.. نکاح ہو جانے کے کافی دیر بعد تک باہر لاؤنج سے مردوں کے بات چیت کرنے کی آوازیں آتی رہیں جن میں سب سے زیادہ قہقہے لگانے والی آواز یقیناً زمان احمد کی ہی تھی. سامعہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ باہر جا کر

اس لمبے دیو کا منہ نوچ لیتی.. بس چپ چاپ بیڈ پر بیٹھی اپنی قسمت پھوٹ جانے پر آنسو بہاتی رہی. وہ یونہی سر جھکائے آنسو بہا رہی تھی جب اسے قدموں کی چاپ محسوس ہوئی.. اسنے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر سامنے دیکھا.. چہرے پر سنجیدگی بھرے تاثرات لیے وہ بڑی توجہ سے اسے ہی دیکھ رہا تھا.

"اب کیا کرنے آئے ہیں یہاں..؟؟" اسے گھورتے ہوئے وہ اس پر چلائی تھی.

"یہ... کھانا لے کر آیا ہوں تمہارے لیے..!!" کہتے ہوئے زمان نے ہاتھوں میں پکڑی ڈش زرا بلند کی. سامعہ کی نگاہ اس ڈش پر اب پڑی تھی. ڈش میں موجود بھاپ اڑاتی بریانی کی پلیٹ دیکھ کر اسنے شدید ناگواری سے اپنے چہرے کا رخ موڑ لیا.

" چلے جایئے یہاں سے, مجھے کچھ نہیں کھانا..!!" رخ موڑے ہی سامعہ نے درشتگی سے کہا. مگر وہ پلٹنے کی بجائے بیڈ کی طرف آیا تھا اور اس سے زرا سے فاصلے پر بیٹھ گیا. سامعہ کھسک کر دور ہوئی..

"میں.. تمہاری حالت سمجھتا ہوں.. تمہارا دل نہیں چاہ رہا ہو گا کچھ بھی کھانے کو مگر.. دوڑنے کے لیے نہ سہی, کم از کم کھڑے ہونے یا چلنے پھرنے کے لیے ہی تھوڑا بہت کھا لو.. گزرے دو دنوں میں تم نے ٹھیک سے کچھ کھایا ہی کب ہے.. ایسے بھوکی رہو گی تو".....

"نہیں مروں گی.. زندہ ہوں اور زندہ ہی رہوں گی.. میری فکر میں گھلنے کی ضرورت نہیں ہے آپکو... پلیز آپ جائیں یہاں سے.. خدارا مجھے اکیلا چھوڑ دیں..!!" غصے سے اسکی بات کاٹتے ہوئے آخر میں سامعہ نے اسکے سامنے با قاعدہ ہاتھ جوڑ لیے..

"تمہیں اکیلا چھوڑنے کے لیے نکاح نہیں کیا..!!"اسکی کلائی اپنی مٹھی میں لیتے ہوئے زمان نے قدرے سختی سے کہا. سامعہ نے سخت ناپسندیدہ نگاہوں سے اسکا چہرہ دیکھا.. سانولی رنگت مگر تیکھے نقوش سمیت وہ اتنا برا بھی نہیں تھا.. بلکہ یوں کہنا ٹھیک تھا کہ وہ ایک خوش شکل انسان تھا..

"لیکن ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ جب تک میں جذباتی طور پر آپکے قریب نہیں آجاتی تب تک آپ مجھ پر اپنا کوئی حق استعمال نہیں کریں گے..؟؟"اپنی کلائی چھڑوانے کی کوشش کرتی سامعہ نے اس پر طنز کے تیر اچھالے تھے.. اسکے طنز نے زمان کی طبعیت پر خوشگوار تاثر چھوڑا تھا. اسے سامعہ کا انداز بھایا تھا.

"بالکل.. میں اپنی بات پر قائم ہوں..!"اسکی کلائی چھوڑتے ہوئے زمان نے مسکراتے ہوئے کہا. سامعہ کو اسکی مسکراہٹ زہر لگی تھی.

"لیکن یہ کھانا کھالو... ورنہ مجبوراً مجھے اپنے حق کا استعمال کر کے خود ہی تمہیں کھانا کھلانا پڑے گا..!"ٹرے میں سے پلیٹ اٹھا کر اسکے سامنے کرتے ہوئے زمان نے آہستگی سے کہا.

"زہر کھلا دیں مجھے.. وہ کھالوں گی آپ کے ہاتھ سے..!!"سامعہ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا .

"فی الوقت یہ تو کھاؤ.. وقت آنے پر زہر کے بارے میں بھی سوچ لیں گے..!!"کہتے ہوئے زمان نے چمچ میں چاول بھرے اور چمچ اسکے منہ کے قریب کیا.. سامعہ نے چمچ اسکے ہاتھ سے جھپٹ لیا.

"ہاتھ سلامت ہیں میرے.. میں خود سے کھا سکتی ہوں..!!"غصے سے کہتی سامعہ نے چمچ واپس پلیٹ میں پٹخا.. زمان نا چاہتے ہوئے بھی اسکا غصہ برداشت کر رہا تھا.

"تو کھاؤ پھر..!" کہتے ہوئے وہ یونہی ٹانگیں لٹکائے بیڈ پر لیٹ گیا.. سامعہ کا دل اسکی حرکت پر شور مچانے لگا.. وہ جو بے حد قریب تھا, جو بڑی نرم نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا.. وہ شخص ابھی کچھ دیر پہلے ہی اسکا مجازی خدا بن چکا تھا.. اسکو مسلسل اپنی جانب دیکھتا پا کر وہ تذبذب کا شکار ہونے لگی.

"آئی تھنک تم میری موجودگی سے ڈسٹرب ہو رہی ہو.. میں چلا جاتا ہوں مگر اس شرط پر کہ تم یہ پلیٹ خالی کرو گی.. میں پندرہ منٹ بعد واپس آؤں گا.. اگر تم نے کھانا نہ کھایا تو پھر خود تمہیں کھلاؤں گا..!" اٹھ کر بیٹھتے ہوئے زمان نے سنجیدگی سے کہا اور پھر اسکے اثبات میں سر ہلانے پر وہاں سے نکلتا چلا گیا. سامعہ نے اسکی چوڑی پشت کو گھورا پھر, چاولوں کے ساتھ ساتھ اپنے آنسو بھی حلق سے نیچے اتارنے لگی..

♦♦♦♦

کون سیکھا ہے صرف باتوں سے

سب کو ایک حادثہ ضروری ہے

وہ آنکھوں پر بازو رکھے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی.. ابھی کچھ دیر پہلے ہی ضرغام اسکی بینڈیج چینج کر کے گیا تھا. وہ یونہی لیٹی آنکھیں بند کیے نشال کو یاد کر رہی تھی. آج صبح سے ہی اسنے نشال کو نہیں دیکھا تھا, اور دیکھتی بھی کیسے..؟؟ وہ تو کل رات ہی سوتی ہوئی مشال کے گال پر بوسہ دے کر ضیغم کے ساتھ ہنجرائی چلی گئی تھی.. اسے آج صبح ہی یہ بات پتہ چلی تھی.. ایک پل کو اسکا دل اس بھرے گھر میں تنہارہ جانے کا سوچ کر ڈوب سا گیا تھا مگر پھر ضرغام کے آجانے پر دل کو کچھ ڈھارس سی ملی تھی.. ابھی بھی وہ بینڈیج چینج کرتے وقت اسے اور ملیحہ کو آئسکریم پارلر لے جانا

کا پلان بنا کر گیا تھا.. اسکی سوچوں کا تسلسل موبائل کے شور مچانے سے ٹوٹ گیا.. مشال نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل پر پڑا موبائل اٹھایا اور زرا سا اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر فریحہ بیگم کی کال ریسیو کر لی..

"السلام علیکم ماما..!" اسنے دھیمی آواز میں انہیں سلام کیا..

"وعلیکم السلام.. کیسی ہے میری جان..؟؟" انکی شیریں آواز فون کے سپیکر سے ابھری تھی.

"میں.. بالکل ٹھیک ہوں.. آپ بتائیں.. آپکا بی پی تو ہائی نہیں ہوتا اب..؟؟" وہ بڑی آہستگی سے بول رہی تھی..

"بس, یہ بیماریاں تو زندگی کے ساتھ ساتھ ہی ہیں, تم دونوں مجھ سے دور ہو تو میں کیسے تندرست رہ سکتی ہوں مشال.. نشال کی طرف سے تو پھر بھی مطمئن ہوں.. اپنے گھر کی ہو گئی ہے خیر سے.. اب تو دن رات بس تمہاری ہی فکر رہتی ہے.. تمہاری بھی شادی ہو جائے تو میں بھی سکون کی نیند.." وہ اپنی روانی میں پریشان زدہ سی بول رہی تھیں جب مشال نے انکی بات کاٹ دی.

"سوچیے گا بھی مت... میں شادی نہیں کروں گی ماما, کبھی نہیں کروں گی...!!" مشال نے درشتگی سے کہا.

"لیکن کیوں مشال... ابھی تمہارے سامنے پہاڑ جیسی زندگی کھڑی ہے.. ایسے تن تنہا کیسے گزارو گی میری جان..!!" فون کے سپیکر سے ابھرتی فریحہ بیگم کی نرم آواز مشال کے اندر تلخیاں بھر گئی تھی.

"یہ آپ مجھ سے کہہ رہی ہیں ماما..؟؟ جبکہ آپ خود حقیقت سے واقف ہیں.. آپ بہت اچھے سے جانتی ہیں کہ میں ایک شادی شدہ زندگی گزارنے کے قابل نہیں ہوں... میں کسی بھی مرد کو یہ حق نہیں دے سکتی کہ وہ مجھ پر

قابض ہو جائے.. پلیز ماما.. میرے زخم ابھی بھرے نہیں ہیں,انہیں ہرا مت کیجئے..!!"سیدھی ہو کر بیٹھتے ہوئے وہ سختی سے بولتی آخر میں رو پڑی.. دوسری جانب فریحہ بیگم اسکی تکلیف پر تڑپ اٹھی تھیں.

"لیکن میری جان.. عورت کی زندگی یوں تنہا نہیں کٹتی..!!فریحہ بیگم نے اسے سمجھانے کی کوشش کی..

" آپکو کیا پتہ ماما کہ میری زندگی کتنی ہے..؟؟ہو سکتا ہے میں چند دنوں بعد مر جاؤں.. یہ بھی تو ہو سکتا ہے ناں کہ مجھے پہاڑ جیسی یہ کڑوی زندگی گزارنی ہی نہ پڑے..!!"وہ بڑی بے حسی سے بولتی انکا دل چیر رہی تھی.

"ایسی باتیں مت کرو مشال... خدا نہ کرے کہ تمہیں کبھی کچھ ہو میری چندا...!"اس سے التجائیہ انداز میں بات کرتی وہ خود بھی رو پڑی تھیں.

"جو میری حالت ہے ناں ماما.. آپکو تو دن رات دعا کرنی چاہئیے کہ اللہ مجھے سانسوں کے بوجھ سے آزاد کر دے.. کم از کم اس تکلیف سے تو نجات ملے گی جو دن رات میری روح کو کاٹتی رہتی ہے..!"فون کان سے لگائے وہ تکلیف زدہ سی کہہ رہی تھی.

"بس کر دو مشال.. خدا کے لیے بس کر دو... میں نے تو تمہیں یہ بتانے کے لیے کال کی تھی کہ بابا جان تمہارے لیے لڑکا دیکھ چکے ہیں مگر تم نے تو... تم نے قسم کھا رکھی ہے کہ اپنے رویے سے مجھے قبر میں اتار کر ہی دم لو گی... بھول کیوں نہیں جاتیں سب کچھ...؟؟جو ہو چکا ہے اسے اب کوئی بھی بدل نہیں سکتا مگر اس وجہ سے اپنا مستقبل کیوں تباہ کر رہی ہو تم..؟؟کیوں خود کو روگ لگا کر مجھے بھی اذیت دے رہی ہو..؟؟؟"دوسری جانب فریحہ بیگم تکلیف زدہ سی اس پر خفا ہو گئی تھیں.. مشال کے آنسوؤں میں روانی آ گئی..

"میرا مستقبل تباہ ہو چکا ہے ماما..!!"مشال کا لہجہ ٹوٹے کانچ کی سی چبھن لیے ہوئے تھا. فریحہ بیگم کا دل خون ہو گیا مگر انہیں اس وقت ہار نہیں ماننا تھی اسی لیے دوبارہ گویا ہوئیں تو انکے لہجے میں سختی تھی.

"تباہ ہوا نہیں ہے لیکن اگر تم روگ کی عملی تصویر بنی یونہی اپنی تباہی سب پر عیاں کرتی رہو گی تو یقیناً تمہارے مستقبل کے ساتھ ساتھ میں اور تمہارے لیے کی گئی میری تمام دعائیں بھی تباہ و برباد ہو جائیں گی مشال...!!"فریحہ بیگم کی تنبیہہ کرتی آواز پر مشال نے روتے ہوئے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا لی.

"جو آپ کہہ رہی ہیں وہ میرے لیے ممکن نہیں ہے ماما.. آپ نانا جان کو منع کر دیں پلیز..!!"اپنی بھیگی آنکھیں مسلتے ہوئے وہ حتمی انداز میں گویا ہوئی.

"میں انہیں انکار نہیں کروں گی مشال.. کل وہ لڑکے والے تمہیں دیکھنے آ رہے ہیں.. خدارا میری عزت کو تار تار مت کرنا..!!"فریحہ بیگم نے اس سے التجا کی تھی.

"ماما...!!"مشال انکے فیصلے پر تڑپ اٹھی.

"مجھ پر...یوں... ظلم مم.. مت کریں.. مم..میں مم... مر جاؤں گی...!!"روتی ہوئی مشال سے بولنا مشکل ہو رہا تھا مگر دوسری جانب وہ اسکی بھلائی کے لیے پتھر بن گئی تھیں.

"تم سے پہلے میں مروں گی مشال.. اگر تم نے بابا جان کو انکار کیا تو... تو میرا مرا ہوا منہ دیکھو گی تم...!"فریحہ بیگم نے آخری حربہ آزمایا تھا.. مشال کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی..

"آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتیں..ما...ما.... ہیلو.. آپ سن رہی ہیں...ماما...؟؟"وہ بول رہی تھی مگر دوسری طرف سے رابطہ منطقع ہو چکا تھا. مشال نے ہاتھ میں پکڑا موبائل وہیں بیڈ پر پٹخا اور گھٹنوں میں سر دے کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی..روح پھر سے زخمی ہو گئی تھی..دل میں عجیب خوف اپنے سائے پھیلا رہا تھا..اسکا دل ایک بار پھر مر جانے کو چاہ رہا تھا...کیوں ہو گئی تھی زندگی اس قدر مشکل ...

کیوں ہوا تھا اسکے ساتھ ایسا..

وہ ہی کیوں..

نشال بھی تو ارباز علوی کی ہی بیٹی تھی..پھر برباد کرنے کے لیے اللہ نے اسی کو کیوں چنا...سوچتے ہوئے وہ بھول رہی تھی کہ نشال اسکی بہن بھی ہے..پہلی بار وہ زندگی میں خود غرض بن کر سوچ رہی تھی..اسے نشال پر رشک آ رہا تھا جسکی عزت محفوظ رہی تھی. وہ اپنی ذات کے مان سمیت اپنے مجازی خدا تک پہنچ گئی تھی..سوچ سوچ کر ہی وہ پاگل ہو رہی تھی. آنسو متواتر اسکے گالوں پر بکھر رہے تھے..

وحشتیں اسکے اندر ڈیرہ ڈال رہی تھیں جب ادھ کھلا دروازہ ناک ہوا تھا..مشال اس دستک پر تقریباً اچھل گئی.

ہراساں نظروں سے سامنے دیکھا جہاں وہ سر اندر کیے جھانک رہا تھا..مشال کے سرخ,روتے ہوئے چہرے پر اسکی نگاہ پڑی تو وہ بنا اسکی اجازت کا انتظار کیے اندر آ گیا تھا.

"کیا ہوا مشال.. آپ.. رو کیوں رہی ہیں..؟؟" اسکی طرف بڑھتے ہوئے وہ بے تابی سے پوچھ رہا تھا. وہ جانتا تھا کہ اسے مشال سے اسکے رونے کی وجہ اگلوانے میں کچھ ٹائم لگے گا مگر اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا جب وہ بیڈ سے اتر کر خود اسکی طرف بڑھی تھی.

"ضرغام وہ.. ماما کہہ رہی ہیں کہ نانا جان نے میرے لیے... کوئی لل.. لڑکا پسند کر لیا ہے... شادی.. شادی کرنا چاہتے ہیں یہ لوگ.. میری...!!" کہتے ہوئے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی. اسکی بات سن کر ضرغام پلکیں جھپکنے پر مجبور ہوا تھا. دل بے چین ہو گیا تھا.

"کب کہا پھپھو نے..؟ ابھی بات ہوئی آپکی..؟؟" اس سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑا وہ پریشان زدہ سا پوچھ رہا تھا.

مشال نے روتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا.. ضرغام نے اپنی پیشانی مسلی.

"تو.. اس میں اتنا رونے والی کونسی بات ہے مشال.. کبھی نہ کبھی تو شادی ہونی ہی ہے ناں..!!" ضرغام نے نرمی سے کہا. ضرغام کے یوں کہہ دینے پر مشال کو اور رونا آنے لگا.

"تم بھی مجھے ہی سمجھا رہے ہو... تم نے تو کہا تھا کہ تم میرے دوست بننا چاہتے ہو.. ہمیشہ میری مدد کرو گے.. تو میری مدد کرو اب.. مجھے شادی نہیں کرنی ضرغام.. نہ ابھی نہ کبھی بھی.. سن رہے ہو تم..؟؟" اسکا بازو ہلاتی وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی. ضرغام نے اپنے کسرتی بازو کی جانب دیکھا جسے وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی مخروطی انگلیوں سے تھام چکی تھی. ضرغام کی حالت عجیب سی ہونے لگی. اسکے نرم ہاتھوں کا لمس اسکے جسم میں دوڑتے خون کو گرما رہا تھا.

"مشال آپ.. پلیز پہلے ریلیکس ہو جائیں..!" اسکے ہاتھ بڑی آہستگی سے اپنے بازو سے ہٹاتے ہوئے وہ نرمی سے گویا ہوا. دل کی دنیا میں شور برپا ہو گیا تھا.

"میں کیسے ریلیکس ہو جاؤں.. ماما کہہ رہی ہیں کہ اگر میں نے یہ شادی نہ کی تو... تو میں انکا.... مرا ہوا منہ دیکھوں گی..!!" اسے بتاتے ہوئے وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رو پڑی.. ضرغام کو حقیقتاً تشویش ہوئی..

"مشال یہاں دیکھیں میری طرف..!!" اسے چھوئے بغیر اسنے آہستگی سے کہا. مشال نے اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹا لیے.. ضرغام نے ایک نظر اسکے روتے ہوئے چاند چہرے پر ڈالی.. دل اس پر فدا ہو چکا تھا.. اور وہ دل کی اس بے ایمانی کو آج تک سمجھ نہیں سکا تھا.

" آپ شادی کیوں نہیں کرنا چاہتیں..؟؟ کیا آپ کسی اور کو پسند کرتی ہیں؟؟" دل سے مجبور ہو کر اسنے بڑا تلخ سوال پوچھا تھا.. مشال کا دل اسکے سوال پر خون ہو گیا..

"پسند نہیں کرتی..., نفرت کرتی ہوں میں ہر مرد سے.. بہت بہت نفرت کرتی ہوں, نہیں چاہیئے مجھے کوئی بھی مرد اپنی زندگی میں.. بالکل نہیں چاہیئے..!!" وہ درشتگی سے چلائی تھی. اسکے جواب پر ضرغام نے حسرت بھری نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا. تو کیا وہ بھی انہی مردوں میں شامل تھا..؟؟ دل نے دہائی دی تھی.. جانے کونسا نفسیاتی مسئلہ تھا اسکے ساتھ جو وہ ایسا کہہ رہی تھی.

"اوکے آپ پلیز رونا تو بند کریں ناں... پھر سوچتے ہیں اس بارے میں بھی..!!" اسکے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھے ٹشو باکس میں سے ٹشو نکال کر اسنے مشال کی طرف بڑھائے تھے.

"سوچو مت.. کچھ کرو...!!" اسکے سامنے آتے ہوئے مشال نے بے تابی سے کہا تھا. ضرغام نے اسکی سوچ کر حسین ہوتی آنکھوں میں جھانکا.

"کچھ کرنے کا مت کہیں.. ورنہ بہت کچھ کر جاؤں گا..!!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے ضرغام نے ہاتھ میں موجود ٹشوز سے اسکے بھیگے گال صاف کیے تھے. مشال نے ناسمجھی سے اسکی جانب دیکھا.

"کیا کچھ..؟؟" انداز معصومانہ تھا.. ضرغام کا دل اسکی غلافی آنکھوں میں ڈوب سا گیا..

"بہت کچھ..!!" اسکی آنکھوں میں جھانکتا وہ بے بس سا بول رہا تھا. آواز سرگوشی نما تھی. انداز چاروں شانے چت ہو جانے والا تھا..

"میں سمجھی نہیں..!!" وہ ہنوز اسکے قریب کھڑی تھی.

"مجھ سے شادی کریں گی..؟؟" بڑی صاف بات کہی گئی تھی. کوئی ابہام, کوئہ الجھن نہ تھی. مشال کی آنکھیں اسکے سوال پر حیرت کی زیادتی سے پھیل گئیں جبکہ یہاں ضرغام کا دل اسکی آنکھوں کی اس ادا پر سکڑ سا گیا..

وہ فوراً اس سے دور ہوئی تھی.. چہرے پر سخت ناگواری نظر آنے لگی تھی..

"تم... کس قدر گھٹیا.. میں تمہیں خود سے چھوٹا سمجھ کر.... اور تم...!" شدید غصے کے باعث اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا.

"مشال جسٹ اے منٹ پلیز.. پلیز میری پوری بات تو سن لیں..!!" اسکی آنکھوں میں پھر سے بھرتا پانی دیکھ کر وہ ملتجی ہوا تھا.

"کیا سنوں میں ہاں..؟؟ سننے کو تم نے چھوڑا ہی کیا ہے..؟؟ تم نے پروو کر دیا ہے کہ مرد اعتبار کے قابل نہیں ہوتا.. بالکل نہیں ہوتا..!!" صوفے پر سے کشنز اٹھا اٹھا کر اسے مارتے ہوئے وہ چلا رہی تھی.. آنسو گالوں پر لڑھک آئے تھے.. ضرغام نے کشنز کیچ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی.. کوئی اسکے سینے پر لگ رہا تھا تو کوئی سر پر لگ کر اسکے بال بگاڑ چکا تھا.

"آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں.. میں تو صرف آپکی مدد کرنا چاہ رہا ہوں..!!" اسکی طرف بڑھتے ہوئے ضرغام نے سرعت سے کہا.

"کیسی مدد..؟؟ یہ مدد کر رہے ہو تم...؟؟ ایک مرد سے بچا کر مجھے اپنے لیے, اپنی ملکیت میں لے لینا چاہتے ہو..؟؟ تم سب مرد ایک جیسے ہو... سب کے سب بدنیت... مگر تم.. بے وقوف ہو تم.. میرے بارے میں کچھ نہیں جانتے تم... کچھ بھی نہیں جانتے.. گھاٹے کا سودا کرنا چاہ رہے ہو تم.. بے عقل.. بے وقوف.. کچھ نہیں ملے گا تمہیں..!!" وہ اس پر چلاتے ہوئے ہذیاتی ہو رہی تھی.. خود کا ہی مذاق اڑا رہی تھی. اس پر پاگل پن کا دورہ پڑتے دیکھ ضرغام پریشان ہوتے ہوئے فوراً اسکے قریب آیا تھا.

"میں کوئی سودا نہیں کر رہا مشال... صرف آپکی مدد کر رہا ہوں.. اور میں آپکے بارے میں سب جانتا ہوں... مجھے کچھ اور جاننے کی نہ تو کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی خواہش..!!" اسے پہلی بار بازوؤں سے تھامتے ہوئے وہ قدرے سختی سے بولا تھا. مشال نے ہراساں نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا.

"کک کیا.. کیا جانتے ہو تم..؟؟"خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے مشال نے پوچھا.ضرغام نے ایک پل کو آنکھیں بند کر کے کھولیں..شاید خود کو کمپوز کیا تھا..

"بولو کیا جانتے ہو..؟؟"اسکی ٹی شرٹ اپنی مٹھوں میں دبوچتے ہوئے وہ چلائی تھی.

"یہی کہ آپ ڈر گزیوز نہیں کرتیں.. آپ نے کبھی ڈر گزیوز کیے ہی نہیں.. آپکے یہ زخم... کسی ظالم کی آپ سے نفرت کا ثبوت ہیں.. آپکی مردوں سے نفرت کی وجہ.. کسی اور مرد کی آپ سے کی جانے والی نفرت ہے.. آپ پاگل نہیں ہیں,صرف کوئی گہرا دکھ,گہرا صدمہ ہے جس نے آپکا یہ حال کر دیا ہے..مجھے آپ سے کچھ نہیں چاہئیے مشال..کچھ بھی نہیں چاہئیے...میں تو صرف آپکو دوسرے مردوں سے بچانا چاہتا ہوں جن سے آپ نفرت کرتی ہیں..میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں,اسلیے نہیں کہ میں بدنیت ہوں,بلکہ اسلیے کہ آئی تھنک میں دنیا کا وہ واحد مرد ہوں جس سے آپ نفرت نہیں کرتیں..اور جس پر آپ اعتبار کرتی ہیں..!!"ٹھہر ٹھہر کر بولتا وہ اسکی سانسیں ہموار کر رہا تھا..پلکیں جھپکتے ہوئے مشال نے ایک ٹرانس کی سی کیفیت اثبات میں سر ہلایا.. جیسے اسے بتایا تھا کہ تمہارا کہا ایک ایک لفظ سچ ہے..

"ہاں..میں تم پر..اعتبار کرتی ہوں..!!"بولتے ہوئے اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر اسکے گلابی رخسار پر بکھرا تھا.ضرغام کو اسکے یوں اعتراف کر لینے پر اس پر پیار آیا..

"تو پھر اتنا جان لیجئے کہ میں آپکا یہ اعتبار کبھی نہیں توڑوں گا..ہم شادی کے بعد بھی بالکل ایسے ہی کزنز کی طرح رہیں گے...میں کبھی بھی آپ کی مرضی کے خلاف آپ پر شوہروں والا حق نہیں جتاؤں گا...بیلیو می,آپ جیسے

چاہیں گی,جو چاہیں گی,میں وہ ہی کروں گا.. آپکی مجھ سے شادی کی صورت میں فریحہ پھپھو کی فکر بھی ختم ہو جائے گی اور اس گھر میں آپکو آپکا مقام بھی مل جائے گا.. اور سب سے اہم بات آپکے قریب کوئی قابل نفرت مرد نہیں ہو گا..!!" دھیمی آواز میں بولتا وہ آخر میں مسکرایا تھا.مشال نے ایک بے تاثر نگاہ اسکے مسکراتے چہرے پر ڈالی.

"اور تم..؟؟تمہاری خوشی..؟؟تمہاری خواہشات..؟؟"مشال کے سوال پر ضرغام کے لبوں کی مسکراہٹ سمٹ گئی.

"میرا کیا ہے..ابھی تو میری سٹڈی بھی کمپلیٹ نہیں ہوئی..سٹڈی کمپلیٹ ہو گی تو پھر اپنا بھی کچھ سوچ لوں گا..!!" ضرغام نے لاپرواہی سے کہا.

"کیا تم...تمہاری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے..؟؟"مشال نے آہستگی سے پوچھا.

"ابھی تک تو آپ ہی ہیں..!!!"کہہ کر ضرغام نے اپنے لبوں پر اُمڈتی مسکراہٹ روکنے کو نچلا لب دانتوں میں دبا لیا..

"میرا مطلب ہے وہ والی..وہ,جس سے تم شادی کر سکو..!!"رخ بدل کر مشال نے اپنی انگلیاں مروڑتے ہوئے پوچھا.

"ابھی تک تو نہیں ہے..جب ہو گی تو سب سے پہلے آپ ہی کو بتاؤں گا..!!"بیڈ پر بیٹھتے ہوئے ضرغام نے ہنستے ہوئے کہا.

"ہاں..پھر تم اس سے شادی کر لینا ناں..!"مشال نے کچھ سوچتے ہوئے کہا.وہ اب اسکے لیے فکر مند ہو رہی تھی.

"اور آپ..؟؟"ضرغام نے فوراًپوچھا .

"تب مجھے چھوڑ دینا..!!"مشال نے اطمینان سے کہا.یعنی وہ اسکی مدد لینے پر تیار ہو چکی تھی. ضرغام کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی ..

"ٹھیک ہے.. جیسا آپ کہیں,بندہ حکم کا غلام ہے..!!"کہتے ہوئے اسنے اپنے سر کو زرا سا خم دیا.

"مجھے یاد آیا.. میں آپکو لینے آیا تھا..ملیحہ بھی تب ریڈی ہو رہی تھی,اب تک تو وہ نیچے گاڑی میں جا کر بیٹھ بھی چکی ہو گی..!!"کھڑے ہوتے ہوئے ضرغام نے کہا.

"کیوں.. کہاں جانا ہے..؟؟"مشال قطعاً بھول چکی تھی کہ انہوں نے آئسکریم پارلر جانا تھا.

"آئسکریم کھانے اور کہاں..!!"ضرغام نے فوراًجواب دیا.

"میرا موڈ نہیں ہو رہا.."بیڈ پر پاؤں لٹکا کر بیٹھتے ہوئے مشال نے آہستگی سے کہا.

"ساتھ چلیں گی تو موڈ بھی بن ہی جائے گا.. فیس واش کر کے جلدی سے نیچے آجایئے..میں باہر آپکا ویٹ کر رہا ہوں..!!"مان جتانے والے انداز میں کہتا وہ اسکی سنے بنا وہاں سے نکلتا چلا گیا.مشال سست روی سے واش روم کی طرف چل دی.. جانے اسنے ضرغام کی مدد لے کر ٹھیک کیا بھی تھا یا خود کو مزید مصیبت میں ڈال لیا تھا.. بہر حال وہ اندازہ لگانے سے قاصر تھی.

♦♦♦♦

پھیکا پڑ جائے گا جہاں سارا

گرچہ کردار کم نہیں ہوں گے

خاک دم ہو گا پھر کہانی میں

جب کہانی میں ہم نہیں ہوں گے

وہ آنکھیں موندے, صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے, ٹانگیں میز پر پھیلا کر بیٹھی ہوئی تھی, جب وہ چابی سے دروازہ کھول کر اندر آیا تھا.. ضیغم کی پہلی نگاہ اسی پر پڑی تھی جو صبح والا سوٹ چینج کر چکی تھی. بلیک اور سی گرین کنٹراسٹ کے سوٹ میں ملبوس وہ کوئی اداس مورت لگ رہی تھی.. گلاب چہرے پر اداسیاں گھلی ہوئی تھیں.. بند آنکھوں میں جیسے کچھ چبھن سی تھی جسکی تکلیف اسکے چہرے سے عیاں ہو رہی تھی. دونوں ہاتھ پہلو میں گرے صوفے پر پڑے تھے جیسے اس مورت میں کوئی جان نہ تھی. وہ بنا آہٹ کیے بہت آہستگی سے اسکی طرف آیا تھا.. ضیغم یک ٹک اسے دیکھتا چلا گیا.. سفید گردن میں لپٹی چین میں لٹکتا وہ بلیک ڈائمنڈ اسکا ایمان خراب کر رہا تھا.. اسکے قریب آتے ہوئے وہ زرا سا جھکا تھا اور ہاتھ بڑھا کر اپنی شہادت کی انگلی سے اس ڈائمنڈ کو چھو لیا.. بہت آہستگی سے.. پھر بے ساختہ اپنی انگلیوں کی پشت سے اسکی شہہ رگ کو چھونے لگا.. یہ سب اتنا اچانک اور بے اختیاری عمل تھا کہ وہ خود بھی اپنی اس بے ساختگی سے انجان رہا تھا.. ہوش میں تو تب آیا جب نشال نے اسکے لمس پر تڑپ کر آنکھیں کھولی تھیں.. اسکا نازک دل یوں اچانک ضیغم کو اپنے سامنے, اپنے قریب دیکھ کر شدت سے دھڑکنے لگا تھا.. جبکہ ضیغم اسکے آنکھیں کھول لینے پر ایک پل کو چونک گیا مگر اس سے دور نہیں ہوا تھا. وہ اس سے فوراً دور

ہو کر اپنی کمزوری اس پر واضح نہیں کرنا چاہتا تھا..پاؤں سمیٹ کو سیدھی ہو کر بیٹھتی وہ حق دق اسکی جانب دیکھ رہی تھی جواب سکون سے میز پر بیٹھ چکا تھا..انگلیاں ہنوز اسکے گلے میں لپٹی چین کو پکڑے ہوئے تھیں,کچھ اس مضبوطی سے کہ اگر وہ اپنا سر مزید پیچھے کرتی تو وہ چین ٹوٹ جاتی..اسلیے دم سادھے وہ اپنی جگہ بت سی بن گئی تھی.

"دوپہر کال کی تھی میں نے..تم نے پِک کیوں نہیں کی..؟؟"لہجہ ہمیشہ کی طرح بے تاثر تھا.اسکے چہرے پر جھولتی ایک آوارہ لٹ کو نرمی سے اپنی شہادت کی انگلی پر لپیٹتا وہ پوچھ رہا تھا.نشال خود کو کافی حد تک کمپوز کر چکی تھی مگر دھڑکنیں ہنوز منتشر ہو رہی تھیں.

"مجھے پتہ نہیں چلا..!"نگاہ چراتے ہوئے مشال نے سنجیدگی سے کہا.

"کیوں..؟؟کان بند کر کے بیٹھی ہوئی تھیں..؟؟"انگلی پر لپٹی اسکے بالوں کی لٹ ایک جھٹکے سے کھینچتے ہوئے وہ سختی سے پوچھ رہا تھا.ضیغم کی انگلی کی حرکت پر نشال کے لبوں سے بے ساختہ "سسی" کی آواز نکلی تھی.ضیغم نے بڑی گہری نگاہوں سے اسکے لبوں کی جنبش دیکھی.

"کیونکہ میں سوئی ہوئی تھی..!!"اسکی بے اعتنائی پر اپنے آنسو حلق میں اتارتے ہوئے وہ آہستگی سے بولی.ضیغم کی قربت اور گہری نگاہیں اسکی دھڑکنوں کی رفتار کو چھیڑ رہی تھیں.

"فاروقی ہاؤس میں تو تم راتوں کو بھی جاگا کرتی تھیں,میرے ساتھ آتے ہی دن میں بھی...؟؟نیندیں آرہی ہیں..؟؟امیزنگ..!!"اپنی انگلی پر لپٹی اسکے بالوں کی لٹ اسکے کان کے پیچھے کرتے ہوئے اسنے ایک تیر پھینکا تھا.

"خوش فہمیاں پالنے کی ضرورت نہیں ہے, فلیٹ کی صفائی کر کے تھک گئی تھی.. اسی لیے آنکھ لگ گئی تھی میری..!!" تلخی سے کہتی ہوئی وہ صوفے سے اتر کر کھڑی ہو گئی.. ضیغم بھی اپنی بھنویں اچکاتے ہوئے کھڑا ہو گیا.

"کھانا کھالیا تھا تم نے..؟؟" اب کہ وہ قدرے نرمی سے پوچھ رہا تھا.

"کچھ سامان دے کر گئے تھے آپ مجھے جو میں پکا کر کھالیتی..؟؟" نشال نے سرد مہری سے الٹا اسی سے سوال پوچھا تھا.

"محترمہ کیا کچن کی صفائی تم نے آنکھیں بند کر کے کی ہے..؟؟ کچن میں سب کچھ موجود ہے, آٹا, دالیں, چاول, آئل, مصالحے.. اور فریزر میں چکن اور بیف دونوں کے پیکٹس فریز کیے ہوئے ہیں.. اگر آنکھوں کا استعمال کر لیتیں تو یقیناً تمہیں بھوکا نہ رہنا پڑتا..!!" سرد مہری سے بولتا وہ اسے نگاہ جھکانے پر مجبور کر گیا تھا.. ضیغم کو اسکا بھوکا رہنا سخت ناگوار گزرا تھا.. جبکہ ضیغم کے ایک ایک چیز گنوانے پر نشال کو یاد آگیا تھا کہ واقعی یہ سب ہی چیزیں کچن میں موجود تھیں مگر دوپہر کے بعد اسکا دماغ اس قدر منتشر ہو گیا تھا کہ وہ سب کچھ بھول گئی تھی..

"وہ.. میں نے دیکھا نہیں..!!" وہ اپنے آپ سے الجھتی ہوئی اسے الجھا ہوا جواب دے رہی تھی. ضیغم نے جانچتی نگاہوں سے اسکا پریشان زدہ چہرہ دیکھا.

"کچھ ہوا ہے..؟؟ کوئی آیا تھا..؟؟" پوچھتے ہوئے ضیغم نے پلٹ کر اطراف میں دیکھا. نشال اسکے یوں اطراف کا جائزہ لینے پر گڑبڑا گئی.

"نن.. نہیں.. نہیں تو.. کوئی بھی نہیں آیا..!" ڈگمگاتے لہجے پر قابو پاتے ہوئے نشال نے سرعت سے کہا.

"ہوں.. ٹھیک ہے..!!" کچھ سوچتی نگاہوں سے کارپٹ پر نگاہ جماتے ہوئے ضیغم نے سنجیدگی سے کہا. پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا بیڈروم میں گھس گیا.. نشال منہ بسورتی دوبارہ صوفے پر ڈھے گئی.. اسے ضیغم کی لاپرواہی پر رونا آنے لگا جو کھانے کا پوچھ کر کمرے میں گھس گیا تھا. یعنی اب اسے ہی کچھ بنا کر کھانا تھا کیونکہ ضیغم کا اطمینان بتا رہا تھا کہ وہ باہر سے کھانا کھا کر آیا ہے. نشال نے سامنے دیوار پر لگی گھڑی کی طرف دیکھا. رات کے سوا دس بج رہے تھے.. وہ منہ بناتی آنکھیں موند گئی. انتڑیاں قل ھو اللہ پڑھ رہی تھیں مگر وہ اپنے بے جان ہاتھوں میں اس وقت کھانا بنانے کی ہمت محسوس نہیں کر پا رہی تھی.. بند آنکھوں میں آج دوپہر کا منظر لہرا گیا تھا جب وہ صفائی سے فارغ ہونے کے بعد فریش ہو کر بیٹھی تھی.

ابھی وہ ٹھیک سے ٹیک بھی نہ لگا پائی تھی کی ڈور بیل بجی تھی. دوپٹہ شانوں پر پھیلاتے ہوئے وہ دروازے کی طرف بڑھی.. اسنے پیپ ہول سے باہر موجود شخصیت کو دیکھنے کی کوشش کی تھی.. وہ باہر موجود شخص کی سرخ و سفید رنگت پر بڑی بڑی مونچھیں ہی دیکھ پائی تھی.. نشال نے خوفزدہ ہو کر دروازے سے اپنی پشت لگا لی کیونکہ باہر موجود شخص نشال کو خود کا دیکھ لینا دیکھ چکا تھا.. بیل پھر سے بجائی گئی تھی.

"کون..؟؟" نشال نے دھیمی آواز میں پوچھا.

"مجھے ارباز علوی کہتے ہیں..!!" مقابل کی بھاری آواز سن کر نشال کو لگا اسکی ٹانگیں بے جان ہو گئی ہیں. اپنے باپ کو بچپن سے دیکھنے کا خواب پالے بیٹھی نشال نے بنا سوچے سمجھے اگلے ہی پل دروازہ کھول دیا تھا. وہ آنکھیں پھاڑے اپنے سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو بدقسمتی سے اسکا باپ تھا..

"کون ہیں آپ..؟؟اور یہاں کیوں آئے ہیں..؟؟"نم ہوتی پلکوں کو جھپکتے ہوئے وہ انجان بنتی پوچھ رہی تھی. اسکے سوال پر ارباز علوی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ در آئی. بلاشبہ وہ اس عمر میں بھی وجاہت کا شاہکار تھا..

"کیا میں تمہاری زندگی میں, کسی تعارف کا محتاج ہوں..؟؟"لبوں پر میٹھی مسکراہٹ سجائے وہ بڑی نرمی سے پوچھ رہا تھا.

"نہیں.. آپ میری زندگی میں واقعی تعارف کے محتاج نہیں ہیں, مگر اس قابل بھی نہیں ہیں کہ آپ میرے سامنے کھڑے ہو کر اپنا تعارف کروائیں..!!" تلخی سے کہتے ہوئے نشال نے دروازہ بند کرنا چاہا جب ارباز علوی نے دروازے پر ہاتھ رکھ کر اسے ایسا کرنے سے روک لیا.

"بیٹیوں کا دل اپنے باپ کے لیے ہمیشہ بہت وسیع اور کشادہ ہوتا ہے نشال..!!"ارباز علوی نے شگفتگی سے کہا..

نشال اسکی بات پر طنزیہ مسکرائی.

"ہاں بہت وسیع ہوتا ہے.. مگر وہ دل ہوتا ہے.. میرے سینے میں تو پتھر دھڑک رہا ہے.. جس میں آپکے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے..!!"اسکا سرد انداز ارباز علوی کو اپنی پشت پر کھڑے کارندوں کے سامنے شرمندہ کر رہا تھا..

"جب رشتے خون کے ہوں تو گنجائش نکالنی پڑتی ہے بیٹا..!!"لہجے میں شیرینی گھولتے ہوئے وہ بھرپور ایکٹنگ کر رہا تھا. نشال کی برف آنکھوں میں دھند سی اترنے لگی..

"نکالنی پڑتی ہوگی.. مگر میں نکالنا نہیں چاہتی.. بہتر ہے آپ یہاں سے چلے جائیں..!!"درشتگی سے کہتی نشال نے ایک بار پھر دروازہ بند کرنے کی کوشش کی تھی.

"بیٹا میری بات سنو پلیز..!" ارباز نے التجائیہ لہجہ اختیار کیا تھا.

"مت کہیں مجھے بیٹا.. نہیں ہوں میں آپکی کچھ بھی, اگر اس دنیا میں آپکی کوئی اولاد ہے تو وہ ہے آپکا وارث, آپکا بیٹا آصف علوی... آپ ہی جیسا ایک زانی مرد, جو کل اپنے کیے کی سزا پانے والا ہے..!!" درشتگی سے کہتی نشال نے ارباز علوی کے چہرے پر اپنے الفاظ کے تھپڑ مارے تھے..

"اسنے کچھ نہیں کیا.. الزام لگایا گیا ہے اس پر..!!" ارباز علوی نے بڑی صفائی سے جھوٹ بولتے ہوئے آصف کا دفاع کیا تھا..

"اللہ جانے الزام ہے یا سچ.. میرا اس معاملے سے کوئی لینا دینا نہیں ہے.. آپ یہاں سے جاسکتے ہیں..!!" نشال نے سرد مہری سے کہا.

"تمہارا ہی تو لینا دینا ہے.. تمہارا شوہر ایس-پی ہے.. اور اسی نے آصف کو اس کیس میں پھنسایا ہے کیونکہ اسے شروع سے ہی مجھ سے مسئلہ ہے.. اگر تم چاہو تو اپنے شوہر سے بات کرکے"...

اوہ.. تو یہ بات ہے, اپنے بیٹے کی رہائی کے لیے آئے ہیں آپ یہاں.. مجھے پہلے ہی سمجھ جانا چاہیئے تھا کہ آپ جیسا خود غرض اور خود پرست انسان اسی سلسلے میں مجھ سے ملنے آسکتا ہے.. ورنہ یوں اچانک بیٹی کی یاد.. چچ.. چچ... آپ پر تو افسوس کرنا بھی قابل افسوس ہے ارباز علوی صاحب... لیکن معذرت خواہ ہوں کہ اس سلسلے میں آپکی کوئی مدد نہیں کرسکتی کیونکہ آپکے بدترین اعمال میری زندگی میں ایسے کانٹے بو چکے ہیں کہ میرے شوہر کی نظر میں میری اوقات اس سے بھی بدتر ہے جو آپکی نظر میں میری ماں کی تھی.. اسلیے اب چپ چاپ یہاں سے نکل جایئے.. آپکا

مزید یہاں رکنا فضول ہے..!!" بھرائی ہوئی آواز میں بولتی نشال نے اپنی بھیگتی آنکھیں صاف کیں اور پھر ارباز علوی کی اگلی بات سنے بغیر دروازہ اسکے منہ پر بند کر دیا.. اور اس بار وہ دوبارہ ڈور بیل پر انگلی نہیں رکھ پایا تھا.. جبکہ نشال کے رکے ہوئے آنسو تیزی سے گالوں پر لڑھک آئے تھے.

وہ صوفے پر آ بیٹھی تھی.. آنسو متواتر آنکھوں سے نکلتے گالوں کو بھگو رہے تھے. جبکہ ایک بار پھر ڈور بیل بجی تھی.. نشال نے فوراً خوفزدہ ہو کر آنکھیں کھول کر دروازے کی طرف دیکھا. ضیغم دروازہ کھولے کسی سے بات کر رہا تھا. نشال نے چونک کر اطراف میں دیکھا. تو یعنی منظر بدل چکا تھا.. دوپہر سے رات ہو چکی تھی. نشال نے سرعت سے اپنی بھیگی آنکھیں صاف کیں.. جبکہ ضیغم اب اپنے ہاتھ میں پیزے کا باکس پکڑے اسکی طرف آ رہا تھا.. باکس میز پر رکھ کر وہ کچن سے کولڈ ڈرنک کے لیے گلاس لے کر آیا تھا. خود وہ باکس کھولا تھا حیرت سے ساری کروائی دیکھتی نشال کے سامنے کیا..

" کھاؤ اسے..!" اسکے پاس ہی صوفے پر زرا سے فاصلے پر ٹکتا وہ سنجیدگی سے گویا ہوا.

" مجھے بھوک نہیں ہے..!" نشال نے خفگی سے کہا. ضیغم نے سنجیدہ نگاہوں سے اسکے روئے روئے گلابی چہرے کی جانب دیکھا..

" پورے فلیٹ کی صفائی کر کے, تھک کر بھوکے پیٹ سو سکتی ہو. یعنی دوپہر سے بھوکی ہو مگر پھر بھی بھوک نہیں ہے تمہیں..؟؟" وہ ایک ابرو اچکا کر پوچھتا یقیناً اسکا جھوٹ پکڑ چکا تھا..

" ہاں نہیں ہے..!!" اسے خوامخواہ ہی رونا آنے لگا.. جانے کیوں آنکھیں ہر وقت چھلکنے کو بے تاب رہا کرتی تھیں.

"یہ نخرے مجھے مت دکھاؤ.. تمہارے اور میرے درمیان ایسا کوئی تعلق نہیں ہے کہ میں تمہیں کھانا کھانے کے لیے مناتا رہوں گا..!!صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے ضیغم نے سرد مہری سے کہا. نشال نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا. وہ اسی کی طرف متوجہ تھا.

"تعلق نہ سہی, رشتہ تو ہے..!!" جانے کیسے نشال کے منہ سے یہ شکوہ پھسل گیا تھا. ضیغم اسکے شکوہ کناں انداز پر بے حسی سے مسکرایا.

"رشتے کی بات مت کرو سویٹ ہارٹ.. جو رشتہ تمہارے اور میرے درمیان بن چکا ہے, یہ اپنے آپ میں بہت سے تقاضے کرتا ہے.. حق مانگتا ہے.. اور ضیغم اجلال تمام تقاضے, تمام حقوق پورے تو کر سکتا ہے مگر... کبھی کرے گا نہیں..!!" سرد لہجے میں بولتا وہ نشال کو ایک بار پھر اسکی اوقات دکھا گیا تھا.

"ہاں.. کیونکہ بات تو ساری چاہت اور الفت کی ہے.. مجھے اپنی الفت میں مبتلا کر کے آپ خود کوفت میں مبتلا ہیں..!!" نشال نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا. ضیغم کے دل میں کچھ ٹوٹا تھا.. شاید محبت نے دہائی دی تھی... دل نے اس پل شدت سے اسکی پلکوں پر اٹکے موتی چننے کی خواہش کی تھی. خود پر ضبط کرتے ضیغم نے اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچ لیں.. جبکہ اسکے دل کی بدلتی کیفیت سے انجان نشال وہاں سے جانے کو اٹھی تھی. ضیغم نے فوراًہاتھ بڑھا کر اسکی کلائی اپنی مٹھی میں دبوچی اور اسے واپس اپنے قریب بٹھالیا..

"بہت ہو چکا.. یہ کھاؤ..!!" ضیغم نے سختی سے کہا.

"آپ ہر معاملے میں میرے ساتھ یوں زبردستی نہیں کرسکتے..!!"نشال نے شدید برہمی سے کہا. آواز ہنوز بھیگی ہوئی تھی.

"کرسکتا"ہوں تو کر رہا ہوں ناں..!!" معنی خیزی سے کہتے ہوئے ضیغم نے پیزے کا ایک پیس توڑ کر اسکے منہ کے قریب کیا.. نشال نے خفگی سے رخ موڑ لیا.

"نشال...!" ضیغم کی پکار میں تنبیہ تھی. نشال نے شور مچاتے دل کو ڈپٹتے ہوئے آنکھیں میچ لیں.

ضیغم نے بنا اسکے آنسوؤں کی پرواہ کیے اسکی ٹھوڑی اپنی جانب گھمائی اور ایک بار پھر اپنا پیزے والا ہاتھ اسکے قریب کیا. نشال نے بھیگی آنکھیں کھول کر اسے گھورا پھر ٹکڑا ٹکڑا کرکے اسکے ہاتھوں سے پیزا کھانے لگی.. بڑی مشکلوں سے وہ اسے دو سے بھی کم پیس کھلانے میں کامیاب ہو پایا تھا. ساتھ ساتھ وہ اسے کولڈ ڈرنک بھی پلا رہا تھا.. وہ کھاتے ہی اس سے اپنا ہاتھ چھڑا کر بیڈروم میں جا گھسی جبکہ ضیغم نے ایک نظر اسکے بچائے ہوئے پیس اور گلاس میں بچی اسکی جھوٹی کولڈ ڈرنک کو دیکھا. اگلے ہی پل اسنے وہ بچا ہوا پیس حلق سے نیچے تارا تھا اور گلاس میں بچی کولڈ ڈرنک کا سپ لیا.. گلاس خالی کرکے اسنے واپس میز پر رکھا تھا اور پینٹ کی پاکٹ سے سگریٹ کی ڈبی نکال کر ڈرائنگ روم میں آ گیا.. صوفے پر ڈھیتے ہوئے وہ اب سگریٹ سے اپنی سانسیں جلا رہا تھا..

♦♦♦♦

"سر..!" اسکے آفس میں آکر زمان نے اسے سیلیوٹ کیا تھا.

"ہمم.. کیا بات ہے زمان.. بہت جلدی میں کال کی تھی تم نے..؟؟" ضیغم نے سنجیدگی سے پوچھا.

"سر یہ نیوز پیپر.. یہ دیکھ لیں ایک بار..!!"زمان نے نگاہ جھکا کر آہستگی سے کہتے ہوئے,اپنے ہاتھ میں پکڑا اخبار اسکے سامنے میز پر رکھا. ضیغم نے اخبار ہاتھ میں لیتے ہوئے اخبار کی سرخیوں پر نگاہ دوڑائی. فرنٹ پیج پر ہی جو تصویر تھی اسنے ضیغم اجلال کے پورے وجود میں شرارے دوڑا دیے تھے.. وہ ایک جھٹکے سے چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا.

"کیا بکواس ہے یہ..؟؟ کس نے کی ہے یہ جرأت..؟؟"اخبار میز پر پٹختے ہوئے وہ دھیمی آواز میں غرایا..

"سر.. یہ یقیناً ارباز علوی کی ہی کوئی چال ہے... مگر.. کیا یہ خبر سچ ہے..؟؟ کیا آپکی وائف..؟؟ واقعی ارباز علوی کی بیٹی ہیں..؟؟"زمان نے کچھ پریشانی سے پوچھا. ضیغم نے سلگتی نگاہوں سے ایک بار پھر اخبار کے فرنٹ پیج کو گھورا جس پر نشال اور ارباز علوی کی تصویر پرنٹ کی ہوئی تھی. ضیغم کے فلیٹ کے ادھ کھلے دروازے سے نظر آتی نشال اور اسکے پاس کھڑا ارباز علوی.. اخبار کی سرخیاں پڑھ کر ضیغم کا خون کھول رہا تھا..

"ایک منٹ پلیز..!!"اسکے گرد اپنا بازو کستے ہوئے وہ بہکے بہکے انداز میں بولا. سامعہ کے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں.. اپنے آپ کو اسکی قید میں پا کر اسکی سانسیں رکنے لگی تھیں. وہ لمبا چوڑا مضبوط مرد,یقیناً وہ اسکے سامنے بالکل بے بس تھی..

"کک.. کیوں..؟؟"خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے سامعہ نے ہکلاتے ہوئے پوچھا.

"بس یونہی.. میرے پاس کھڑی رہو پلیز..!!"اسکے سر سے تولیہ اتارتے ہوئے وہ دھیمی آواز میں گویا ہوا.. ایک التجا تھی جو کی گئی تھی. اسکے گیلے بال کمر پر بکھر گئے تھے.. سامعہ کی دھڑکنیں بے ہنگم ہونے لگیں..

"یہ.. یہ کیا کر رہے ہیں آ.. آپ..؟؟" اسکے سینے پر اپنی ہتھیلیاں رکھتے ہوئے سامعہ غصے سے بولی..

"باخدا کچھ نہیں کر رہا.. صرف تمہیں محسوس کر رہا ہوں.. پلیز.. صرف دو منٹ..!!" اسکے گیلے بالوں کی مہک سانسوں کے ذریعے اپنے اندر اتارتا وہ مسحور ہو رہا تھا.. سامعہ تو اسکے یکدم بدلتے تیور دیکھ کر ہی گھبرا گئی تھی..

"یہ دھوکا ہے.. آپ میرے ساتھ دھوکا کر رہے ہیں مسٹر زمان.. آپ نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا.. دور ہٹیے پلیز...!!" اپنے دل کے شور سے گھبرا کر چلاتے ہوئے سامعہ نے اسے خود سے دور دھکیلا تھا. وہ ایک پل کو لڑکھڑایا پھر بے ساختہ اپنی پلکیں جھپکتے ہوئے سامعہ کی طرف دیکھا.... وہ بھرائی ہوئی نظروں سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی جسکی سیاہ آنکھوں میں سرخ ڈورے ابھر آئے تھے.

"یہ کوئی دھوکا نہیں تھا سامعہ علوی..!! بیوی ہو تم میری.. اور میں اپنے کہے پر قائم یوں مگر تم.. تم کیوں اتنی پیاری لگتی ہو کہ میں اپنے حواس کھو بیٹھوں..؟؟ مت لگا کرو اس قدر حسین.. دل کمزور ہے میرا..!!" اسے بازوؤں سے تھامتے ہوئے درشتگی سے بولتا وہ آخر میں ملتجی ہوا تھا. سامعہ نے بامشکل اپنے آنسو حلق میں اتارے..

"مجھے یہاں سے جانے دیں.. پھر یہ مسئلہ باقی ہی نہیں رہے گا..!" بھرائی ہوئی آواز میں کہتی وہ اسے امتحان میں ڈال رہی تھی..

"یہ تو ممکن نہیں ہے..!!" سنجیدگی سے کہتا وہ اپنے لب بھینچ گیا.

"کیوں نہیں ہے ممکن..؟؟ آخر کب تک میں یہاں آپکے ساتھ رہتی رہوں گی.. مجھے یہاں سے جانے دیں پلیز..!!" سامعہ نے ایک بار پھر اپنی پرانی بات دہرائی تھی.

"جانے دوں تا کہ تمہارے گھر والے تمہیں مار ڈالیں..؟؟ہاں..؟؟"اسکی بھیگی آنکھوں میں جھانکتا وہ سرد مہری سے پوچھ رہا تھا.

"ہاں مار ڈالیں.. بھلے ہی وہ مجھے مار ڈالیں.. موت قبول ہے مجھے لیکن آپکے ساتھ رہنا منظور نہیں ہے مجھے..!!" اپنے بازو اسکی گرفت سے آزاد کرواتے ہوئے وہ تلخی سے گویا ہوئی. زمان ایک پل کو چپ رہ گیا.

"کیا اتنا برا ہوں میں کہ تم..؟؟کیا برا کیا ہے میں نے تمہارے ساتھ..؟؟میں اتنا برا کیوں لگتا ہوں تمہیں..؟؟ بولو..!"اسے کندھوں سے تھامتے ہوئے زمان بڑی آزردگی سے پوچھ رہا تھا.

"اچھا لگنے والا آپ میں ہے ہی کیا..؟؟یہ لمبی,کسی دیو جیسی قد و قامت..؟؟یا یہ رات کی سیاہی جیسی رنگت..؟؟یا پھر آپکی وہ اکڑ جو مجھے اپنی بیوی بناتے ہی جانے کہاں جا سوئی ہے..؟؟"نخوت سے بولتی وہ اپنے لفظوں سے اسکا دل چھلنی کر رہی تھی..وہ حق دق اس لڑکی کے ہلتے ان نرم لبوں کو دیکھ رہا تھا جن سے نکلنے والے الفاظ بے حد سخت تھے.

"اور کیا پوچھا تھا..؟؟میرے ساتھ کیا برا کیا ہے آپ نے..؟؟میں پوچھتی ہوں اچھا ہی کیا کِیا ہے..؟؟آدھی رات کو مجھے زبردستی اٹھا کر اپنے گھر لے آئے..دو دن بعد ہی میری بے بسی سے فائدہ اٹھا کر مجھ سے نکاح کر لیا اور اب..اب دن دیہاڑے نام نہاد شوہروں والا رومینس بگھار رہے ہیں..؟؟سمجھتے کیا ہیں آپ خود کو..؟؟ہیں کیا آپ..؟؟جتنا ہو سکتا ہے اتنا دور رہیں مجھ سے..یہی آپکے لیے بہتر ہے.. سمجھے آپ..!!"شہادت کی انگلی اٹھا کر وہ اسے بڑے دھڑلے سے دھمکی دے رہی تھی..زمان نے اپنے لب بھینچتے ہوئے اپنی سرخ آنکھوں سے اسے

گھورا پھر اگلے ہی پل اسکی کمر میں بازو حمائل کرتے ہوئے اسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب کر لیا.. اتنے قریب کہ سامعہ کو سانس لینے میں دشواری ہونے لگی. اسکی ساری طراری پل میں ہوا ہوئی تھی. وہ جو جان بوجھ کر اسے اتنی باتیں سنا گئی تھی کہ اب یہ شخص اس سے دور رہے گا, اپنی تقریر کا الٹا اثر ہوتے دیکھ اسکی آنکھوں کے سامنے تارے چرمرا گئے..

"تم سے صرف اتنی دوری برداشت ہے کہ تم سانس لے سکو.. اس سے زیادہ دوری کی صورت مجھے تو اپنی کوئی بہتری نظر نہیں آ رہی.. تو اب بتاؤ کیا کہتی ہو..؟؟" اسے خود میں سموئے وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتا پوچھ رہا تھا.

"انتہائی گھٹیا انسان ہیں آپ..!!" اسکی گرفت سے نکلنے کو مچلتی وہ زیریلے لہجے میں پھنکاری.

"اب اسی گھٹیا انسان کے ساتھ تمہیں زندگی بھر رہنا ہے..!!" وہ گمبھیر آواز میں گویا ہوا.

"آپ کے ساتھ رہتی ہے میری جوتی.. میں تو بہت جلد یہاں سے بھاگ جاؤں گی..!!" اسکے سینے پر اپنی ہتھیلیاں رکھ کر اسے خود سے دور کرنے کی کوشش میں بے حال ہوتی وہ غصے سے چلائی تھی. جبکہ اسکے ایک بار پھر بھاگ جانے کی دھمکی دینے پر شدید اشتعال میں آتے ہوئے زمان نے اسے خود سے الگ کیا تھا..

"بھاگنے کی کوشش بھی کی تو ٹانگیں توڑ کر رکھ دوں گا تمہاری..!!" وہ غصے سے اس پر دہاڑا تھا..

اسکے رعب جمانے پر سامعہ ڈرنے کی بجائے مزید شیر ہوئی.

"توڑ دیجئے گا.. مگر میں نہیں رہوں گی یہاں اس کوٹھری میں.. بس..!!" اسنے دوبدو جواب دیا. زمان کے اشتعال میں اضافہ ہوا تھا.

"دیکھ لوں گا میں تمہیں..!!" وہ چبا چبا کر بولا.

"وہ تو آپ ہر وقت ہی دیکھتے ہیں..!!" وہ آج چپ ہونے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی. زمان خود پر ضبط کر تا پلٹا تھا اور الماری میں سے ایک فائل نکال کر بیڈ روم سے نکلتا چلا گیا. سامعہ پریشان ہو کر پاس پڑے کاؤچ پر بیٹھ گئی.. بلاشبہ اس شخص کو خود سے بدظن کرنا اتنا آسان نہیں تھا. سوچتے ہوئے اسنے اپنی آنکھیں موند لیں..

وہ کہتا ہے پھر سے دل لگاؤ

خسارے پر خسارہ کس لئے

جناب؟؟

♦♦♦♦

"تم چل رہی ہو ساتھ..؟؟" اسنے صوفے پر بیٹھی ملیحہ سے پوچھا.

"کہاں..؟" اپنے چہرے سے میگزین ہٹاتے ہوئے اسنے بے زاری سے پوچھا.

"نشی اور بھائی سے ملنے..!" ضرغام نے مسکراتے ہوئے اسے بتایا تھا.

"کہاں ہنجرائی..؟؟" میگزین سائیڈ پر رکھتے ہوئے اسنے بے تابی سے پوچھا.

"یپ..!!" ضرغام نے جواب دیا.

"لو.. نیکی اور پوچھ پوچھ.. چلوں گی بھئی ضرور چلوں گی..!" پرجوش سی صوفے سے اترتے ہوئے وہ خوشدلی سے بولی.

"کب تک جانا ہے..؟؟" دوپٹہ کندھے پر ڈالتے ہوئے اسنے جلدی میں پوچھا.

"میں مشال کو جانے کا کہہ آیا ہوں.. بس تھوڑی دیر میں وہ تیار ہو جائیں گی تو پھر چلتے ہیں..!!" آرام سے کہتے ہوئے وہ ملیحہ کی چھوڑی ہوئی جگہ پر بیٹھ گیا.

"ٹھیک ہے.. میں بھی بس پانچ منٹ میں چینج کر کے آئی..!" چٹکی بجا کر کہتی وہ اپنے کمرے کیطرف دوڑی.

وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا.. اسنے نشال یا ضیغم کو کال کر کے انفارم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ضیغم اسے انکار کر دے.. وہ تھا بھی تو ایسا ہی.. سامنے والے کے خلوص کی پرواہ کیے بنا صاف کورا جواب دے دیا کرتا تھا. اسے وہاں بیٹھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی جب وہ سیڑھیوں سے اترتی ہوئی نظر آئی تھی. ضرغام نے محبت بھری نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا. بلیک ویلوٹ کی شرٹ اور پاجامے میں ملبوس, گولڈن بلیک شال کندھوں پر لپیٹے وہ ڈرڈر کر سیڑھیوں پر قدم دھرتی لیونگ روم کی طرف ہی آ رہی تھی. انداز سہما ہوا تھا. وہ صوفے سے اٹھ کر اسکی طرف بڑھا جو اپنے سادہ, قیامت خیز سوگوار توپ میں اسکے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی. وہ پاگل ہوتے دل کو سنبھالتا نگاہ جھکا گیا تھا ورنہ اسکی بے تاب نگاہوں کی گستاخیاں بھانپ لینے کی صورت میں یقیناً مشال علوی اس سے سو کوس دور ہو جاتی..

"چلیں..!!" اسکے مقابل رکتے ہوئے وہ دھیمی آواز میں بولتی بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی.

ضرغام نے نگاہ بائیں طرف دیوار پر لگی ان کی فیملی پکچر پر ٹکالی.

"وہ..ملیحہ چینج کرنے گئی ہے..بس آتی ہو گی پھر نکلتے ہیں..!!" نگاہ ادھر اُدھر گھماتے ہوئے اسنے بے تاثر انداز میں کہا. اسکے نظریں نہ ملانے پر مشال نے آنکھیں سکیڑ کر جانچتی نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا.

"یہ تم کیا اندھوں کی طرح یہاں وہاں آنکھیں گھما رہے ہو..؟؟" اسے چھیڑنے کو سیڑھیاں اترتی ملیحہ نے سنجیدگی سے کہا تھا. مشال کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ در آئی تھی جسے چھپانے کو اسنے اپنے گلابی لبوں پر ہاتھ رکھ لیا.

جبکہ ضرغام نے خجل ہوتے ہوئے خفیف نظروں سے ملیحہ کو گھورا..

"مجھے لگا تم مکھی بن گئی ہو اسی لیے ان فضاؤں میں تمہیں تلاش کر رہا تھا..!" اسکے کُرتے کے پرنٹ پر طنز کرتا وہ اسکی بات کا اثر زائل کرنے کو بولا.

"ہونہہ.. تمہیں کیا پتہ کہ سٹائل کسے کہتے ہیں.. تم تو بس گھر سے کالج اور کالج سے گھر.. اور گھر میں بھی صرف سٹڈی روم میں آنے جانے کے بارے میں ہی سوچا کرو.. یہ لڑکیوں کی ڈریسنگ تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی..!!" ملیحہ کہاں باز آنے والی تھی. فٹ اسے جواب پکڑایا تھا.

"ہاں ہاں آئی بڑی تم..!" وہ بول ہی رہا تھا جب مشال درمیان میں بول پڑی.

"اب چلیں..؟؟" اسنے دھیمی آواز میں بولتے ہوئے "چلیں" پر زور دیا تھا...

ملیحہ نے فوراً معصوم بنتے ہوئے ہونٹ اطراف میں پھیلا لیے جبکہ ضرغام نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فوراً "جی ضرور" کہا تھا. ملیحہ اسکی اس قدر فرمانبرداری پر کھنکاری.. ضرغام اسے گھور کر رہ گیا.. جبکہ دونوں بہن بھائیوں کے

اشارے کنائیوں سے بے خبر وہ چپ چاپ ان دونوں کے ساتھ چل رہی تھی.. دوران سفر بھی ان دونوں میں ہلکی پھلکی نوک جھونک ہورتی رہی مگر وہ لب سیے خاموشی سے بیٹھی رہی.. اسے نشال سے ملنے کی بے چینی تھی..

♦♦♦♦

آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا.. دور دور تک افق پر کہیں سورج کی کسی کرن کا شائبہ تک نہ تھا. موسم معمول کے مطابق ٹھنڈا ہی تھا... فلیٹ کی تنہائی اسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھی, کیونکہ ضیغم تو صبح ہی اپنے آفس چلا گیا تھا.. گلاس ونڈو کے پردے برابر کر کے وہ پلٹی اور بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی. پورا فلیٹ صاف ستھرا پڑا تھا ایسے میں نشال کے پاس مصروفیت کے لیے کوئی اور بہانہ نہ تھا. اداسی رگوں میں سرایت کرنے لگی تو آنکھیں بھی خود بخود نم ہونے لگیں.. اپنی یہ گھر بدری اسے کسی سزا سے کم نہ لگ رہی تھا.. بلاشبہ دل کا مالک نگاہوں کے سامنے تھا مگر وہ پاس رہ کر بھی قریب کب تھا..؟؟ گھر والوں کی یاد شاید عذاب نہ بنتی اگر وہ سنگدل کچھ نرمی برت لیتا تو.. مگر یہاں تو معاملہ ہی خراب تھا.. ایک تو گھر والوں سے دوری اس پر مزید ضیغم کا تلخ رویہ.. سوچتے ہوئے اسکی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گالوں پر پھسلنے لگے.. مشال کا بے تاثر انداز تو کبھی نہایت اپنایت آمیز رویہ... ضرغام کی الٹی سیدھی باتیں تو کبھی ملیحہ سے ہونے والی نوک جھونک.. آغا جان کی محبت تو کبھی اکرام صاحب کی شفقت... اماں بی کی نصیحتیں.. حتیٰ کہ وہ شازمہ بیگم کی تلخ باتیں بھی دل و جان سے یاد کیا کرتی تھی.. دن بھر سوچنے کو اسکے پاس لاتعداد سوچیں تھیں مگر رات... رات تو جیسے ایک اسی شخص کے لیے مختص تھی.. جو اسکے پاس.. ایک ہی چھت تلے.. ایک ہی کمرے میں رہتے ہوئے بھی سو کوس دور تھا مگر دل... دل کا کیا کرتی جس کی ایک ایک دھڑکن ضیغم اجلال

کے نام کی مالا جپتی تھی.. بے بسی کے شدید احساس تلے اسنے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگالی.. آنسوؤں کی روانی میں اضافہ ہونے کو ہی تھا جب ڈور بیل بجی تھی. نشال اچھل کر سیدھی ہو بیٹھی..

بھلا اس وقت کون آسکتا تھا..؟؟ پریشانی سے سوچتے ہوئے نشال نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی الارم کلاک کیطرف دیکھا جو دن کا ایک بجارہی تھی. اس وقت ضیغم تو ہر گز نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو اسنے نشال کو کال کر کے تاکید کی تھی کہ دروازہ کسی صورت نہ کھولے کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ارباز علوی دوبارہ نشال سے ملے.. بیڈ سے پاؤں نیچے زمین پر لٹکاتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی کہ اب کیا کرے کہ پھر سے ڈور بیل بجی تھی.. چپل پیروں میں اڑستے ہوئے وہ کھڑی ہوگئی پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ کمرے سے باہر نکل آئی.. سست روی سے چلتی وہ فلیٹ کے دروازے کے بالکل قریب آچکی تھی جب دروازے کے دوسری جانب موجود شخصیت نے اس بار ڈور ناک کیا تھا.. کیا آج پھر سے اسکا نام نہاد باپ اسے امتحان میں ڈالنے آیا تھا..؟ بے دردی سے سوچتے ہوئے اسنے پیپ ہول میں سے باہر کا منظر دیکھنے کی کوشش کی.. وائٹ شرٹ میں چوڑے شانے... وہ جو بھی تھا ہول کے بالکل سامنے پشت کیے کھڑا تھا.. نشال نے ایک آنکھ سیکڑ کر اسے پہچاننے کی کوشش کی تھی کہ اس شخص کو پہچاننا اتنا مشکل بھی نہ تھا.. ایک خوشی کی لہر اسکے پورے وجود میں دوڑ گئی کیونکہ یقیناً دوسری طرف ضرغام اکرام ہی تھا. نشال نے فوراً دروازہ کھول دیا.. دروازہ کھل جانے پر وہ اسکی طرف پلٹا تھا اور ساتھ ہی اسکی پشت سے دو عزیز ترین چہرے مزید نمودار ہوئے تھے.. خوشی کے شدید احساس تلے نشال کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے.. وہ سرعت سے

مشال اور ملیحہ کے گلے لگی تھی.. آنسو بہت تیزی سے گالوں پر پھسلنے لگے تھے.. جبکہ ضرغام یہ اموشنل سین دیکھ کر مسلسل مسکرا رہا تھا..

"میں تم سب کو بہت بہت بہت زیادہ مس کر رہی تھی..!!" ان سے الگ ہوتے ہوئے وہ بھیگی آواز میں گویا ہوئی.

مشال نے نرم نگاہوں سے اسکا بھیگا ہوا چہرہ دیکھا..

"اور میں تو تمہیں دن رات یاد کرتی ہوں قسم سے.. تمہاری کمی بہت محسوس ہوتی ہے یار..!!" اسکے ہاتھ تھامتے ہوئے ملیحہ بھی بھرائی ہوئی آواز میں بولی. نشال روتے روتے مسکرا دی..

"اب یہیں کھڑے کھڑے ہی یہ اموشنل ڈرامہ کنٹینور کھنا ہے یا اندر بھی چلنا ہے..؟؟" انکے رونے پر چوٹ کرتا وہ شرارتاً گویا ہوا..

"تمہیں کیا مسئلہ ہے.. اتنے دن بعد تو اموشنل ہوئی ہوں اس پر بھی تم پابندی لگا دو..!!" اپنے گال صاف کرتے ہوئے انہیں اندر آنے کا راستہ دیتی نشال مصنوعی خفگی سے بولی..

"اوہ.. تو کیا پچھلے دنوں سے تم یہاں... بھائی کے ساتھ پتھر کا رول ادا کر رہی ہو..؟؟" آنکھیں سکیڑتے ہوئے ضرغام نے ہمیشہ کی طرح الٹا سوال کیا تھا. انداز میں شرارت تھی.

"پتھر کے ساتھ رہوں گی تو ویسا ہی رول بھی کروں گی ناں..!!" اسنے بنا لگی لپٹی رکھے اسے جواب دیا تھا. دروازہ بند کر کے وہ انکے ساتھ لیونگ روم میں ہی آگئی.

وہ تینوں وہیں صوفوں پر بیٹھ گئے.. نشال بھی مشال والے ڈبل صوفے پر اسکے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئی.

"نہ نہ.. میرے معصوم بھائی تو موم ہیں موم.. زرا سا جلاؤ گی تو فوراً پگھل جائیں گے.. یقیناً تم نے ہی کوشش نہیں کی ہو گی..!!" ہنستے ہوئے بولتے ضرغام نے اپنی بات کے آخر میں ایک آنکھ دبائی تھی. ملیحہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا جبکہ مشال بے زار ہوتے ہوئے نگاہ جھکا گئی. البتہ نشال نے جواب دینے کی بجائے نگاہ چرا لی تھی. ایک بار پھر گزری رات کا منظر تازہ ہو گیا تھا.

"یہ بتاؤ میری یاد کس کو آئی تھی جو تم تینوں یہاں چلے آئے..؟؟" ضیغم کے ذکر سے بچنے کے لیے نشال نے فوراً موضوع بدل ڈالا. ضرغام نے مسکراتی نگاہوں سے مشال کی طرف دیکھا جو نگاہ جھکائے اپنے ناخنوں سے کھیل رہی تھی. اسکی نگاہوں کے تعاقب میں نشال نے اپنے ساتھ بیٹھی مشال پر نظر ڈالی جو ان تینوں سے لاتعلق نظر آ رہی تھی. ضرغام نے اپنی آنکھ کے اشارے سے نشال کو مشال کا بتایا تھا.

"مشی..؟؟" اسکی پشت پر اپنا ہاتھ پھیلاتے ہوئے نشال نے اسے محبت سے پکارا.. مشال نے چونک کر اپنی خالی خالی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا..

"ہمم.. کیا ہوا..؟؟" دھیمی آواز میں پوچھتی وہ زبردستی مسکرائی تھی. نشال کو اس پر پیار آیا جو اس سے ملنے تو آئی تھی مگر آ کر اپنے خول میں سمٹی بیٹھی تھی.

"چپ کیوں بیٹھی ہو..؟؟" نرمی سے مسکراتے ہوئے نشال نے بڑی محبت سے پوچھا. اسکے شیریں لہجے پر مشال کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں.

"کیا بولوں..؟؟" اسنے بھرائی ہوئی آواز میں الٹا اسی سے سوال کیا. اسکی آنکھوں میں چمکتی نمی دیکھ کر ضرغام کے دل کو کچھ ہوا..

"یار آؤ ملیحہ ہم تو بھائی کا بیڈروم دیکھ کر آتے ہیں..!!" وہاں سے غائب ہونے کو ضرغام نے صوفے سے اترتے ہوئے کہا. ملیحہ نے بھی موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے جھٹ اثبات میں گردن ہلائی تھی اور ہنستے ہوئے ضرغام کے پیچھے لپکی جواب ضیغم اور نشال کے بیڈروم کی طرف جارہا تھا. ضرغام کی اس مہربانی پر مشال نے بھیگی.. تشکر آمیز نگاہوں سے ضرغام کی پشت کو دیکھا تھا, اسی وقت وہ مڑا اور مسکراتے ہوئے مشال کو آنکھ ماری.. مشال کا دل سکڑ کر پھیلا تھا. وہ جلدی سے نگاہ چرا گئی.

"اب بتاؤ کیا بات ہے..؟؟" اسکی ٹھوڑی نرمی سے چھوتے ہوئے نشال نے نرمی سے پوچھا. مشال نے محبت سے اپنی بہن کا شفاف بے داغ نرم چہرہ دیکھا پھر بنا جواب دیے اسکے گلے لگی..

"میں تمہیں.. بہت مِس کر رہی تھی نشال.. تمہارے بغیر اس گھر میں مجھے بہت رونا آتا ہے..!!" اسکے گلے لگی وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی. نشال کا دل اسکے اظہار محبت پر تڑپ اٹھا.

"مشی میری جان.. میرے بس میں ہو تو میں تم سے ایک پل کو بھی دور نہ رہوں.. مگر.. تم.. تم سب کچھ جانتی تو ہو..!!" اسکے گال نرمی سے صاف کرتے ہوئے نشال نے آہستگی سے کہا. وہ مشال سے محض سات منٹ بڑی تھی مگر اسکے انداز میں شفقت اور بڑا پن جھلک رہا تھا.

"میں نے تمہیں.. کچھ بتانا تھا نشال..!!" مشال نے نگاہ جھکاتے ہوئے کہا. انداز میں جھجک تھی. نشال نے فوراً اسکے نرم و نازک ہاتھ تھام لیے.

"کچھ کیوں.. میں چاہتی ہوں کہ تم مجھے سب کچھ بتاؤ..!!" اپنے ہاتھوں میں موجود اسکے ہاتھ گرمجوشی سے دباتے ہوئے نشال فوراً بولی..

"ماما کا فون آیا تھا میرے پاس.. وہ.. وہ مجھے کہہ رہی تھیں کہ.. اب میری شادی ہو جانی چاہئیے.. مگر نشال.. میں شادی نہیں کرنا چاہتی..!!" مشال نے پریشانی کے عالم میں اسے اپنا مسئلہ بتایا.. نشال ایک پل کو خاموش ہو گئی. وہ اسے کیا جواب دیتی کہ کل دن میں اسکی فریحہ بیگم سے بات ہو چکی تھی اور وہ اسے اپنی مشال سے ناراضگی اور ناراضگی کی وجہ بتا چکی تھیں..

"میں یہ نہیں کہوں گی کہ تم ماما کی بات مان لو.. مگر تم اپنی بات کی وضاحت بھی تو کرو ناں جان.. تم کیوں انکار کر رہی ہو..؟" نرمی سے پوچھتے ہوئے نشال نے اسکا رخسار سہلایا. اسکے سوال پر مشال کا دل خون ہو گیا. بھلا وہ اسے کیا وضاحت دیتی.. ماں تو اسکی ہر بات, اسکی ہر تکلیف سے واقف تھیں پھر بھی انہوں نے اسے اس امتحان میں ڈال دیا تھا. مشال اس سے اپنے ہاتھ چھڑا کر پہلو بدل گئی.. نشال کی آنکھوں میں تشویش اتر آئی.

"بتاؤ ناں مشی..؟؟" پوچھتے ہوئے نشال نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا.

"میرے پاس تمہیں دینے کے لیے کوئی وضاحت نہیں ہے نشال.. لیکن میں تمہیں ایک اور بات بتا سکتی ہوں..!" اسکی طرف دیکھتے ہوئے مشال نے سنجیدگی سے کہا. بدلے میں نشال نے نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا.

"ضرغام میرا.. بہت اچھا دوست ہے.. وہ اس سلسلے میں میری ہیلپ کرنا چاہتا ہے..!!" اپنی انگلیاں مروڑتے ہوئے مشال نے دھیمی آواز میں کہا.

"کیسی مدد..؟؟" نشال کے دماغ میں گھنٹی بجی تھی.

"شادی کر رہا ہے وہ مجھ سے..!" آہستگی سے کہتی مشال نے اسکے سر پر بم پھوڑا تھا.

"واٹ..؟؟" حیرت کے شدید غلبے سے وہ اپنی جگہ اچھل پڑی. آواز اتنی اونچی ضرور تھی اندر ضرغام اور ملیحہ تک گئی تھی مگر وہ دونوں باہر نہیں آئے تھے.

"نشال آہستہ پلیز.. وہ دونوں سن لیں گے..!!" مشال نے سرعت سے اسے ٹوکا..

"یار مشی.. تمہاری بات ہی.. بلکہ بات کیا یہ تو شاکنگ نیوز ہے.. اور یہ شادی.. ہیلپ..؟؟ کیا ہو کیا رہا ہے..؟؟" نشال اب مکمل طور پر متوجہ ہو چکی تھی.

"وہ.. ضرغام کہہ رہا ہے کہ وہ شادی کے بعد بھی صرف میرا دوست ہی رہے گا.. صرف دوست..!!" مشال نے لفظ "دوست" پر زور دیا. نشال نے حیرت سے اپنی پلکیں جھپکائیں.

"اور پھر.. جب وہ سٹیبلش ہو جائے گا تو.. اپنی مرضی سے جہاں چاہے گا شادی کر لے گا.. اور.. مجھے.. مجھے آزاد کر دے گا..!" اسکے ہلتے لبوں کے ساتھ ساتھ نشال کی آنکھوں میں ناگواری ابھر رہی تھی.

"اور..؟؟" اسکے ایک دم خاموش ہو جانے پر نشال نے بے تاثر لہجے میں پوچھا.

"اور یہ کہ.. میں اب کیا کروں نشال..؟؟ ضرغام اچھا لڑکا ہے.. مگر.. کیا مجھے اس پر اعتبار کرنا چاہئیے..؟؟ مجھے بس یہی فکر ستا رہی ہے کہ کیا وہ اپنے سارے وعدے پورے کرے گا بھی یا نہیں..!!" فکر مندی سے کہتی وہ اپنے لب کچل رہی تھی. نشال نے سخت ناراضگی سے مشال کو گھورا.

"اور تم چاہتی ہو کہ وہ اپنے وعدے پورے کرے..؟؟ تم سے شادی کرے اور تمہیں بیوی کا درجہ نہ دے..؟؟ تمہیں طلاق دے کر کسی اور سے شادی کر لے..؟؟ یہ چاہتی ہو تم..؟؟" پوچھتے ہوئے نشال نے بڑی مشکل سے اپنے لہجے کی تلخی پر قابو کیا تھا.

"ہاں بالکل نشال.. یہی تو.. یہی تو چاہتی ہوں میں..!!" نشال کے اپنی بات سمجھ جانے پر مشال سکون سے بولی.. نشال کی آنکھوں میں تاسف پھیل گیا. پلکیں خود بخود نم ہو گئی تھیں.

"تو یوں کہو ناں کہ اپنی بربادی چاہتی ہو تم..!!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی مگر اس بار لہجے کی تلخی چھپا نہیں پائی تھی. اسکی بات پر مشال نے بے حسی سے اپنے لب بھینچ لیے.. اسے کیا بتاتی کہ برباد تو وہ پہلے ہی ہو چکی تھی.. مشال نے تھکے ہوئے انداز میں صوفے کی پشت سے ٹیک لگا لی.

"کیوں کر رہی ہو..؟؟ اس سب سے تمہیں کیا ملے گا مشال..؟؟" نشال افسردگی سے پوچھ رہی تھی.

"جو کچھ تھا وہ تو چلا گیا نشال.." وہ صرف سوچ ہی سکی مگر کہہ نہ پائی.

"مجھے کچھ نہیں چاہئیے.. میں کچھ بھی پانا نہیں چاہتی نشال..!!" مشال نے دھیمی آواز میں اسکے سوال کا جواب دیا.

"تم.... تم خالی ہاتھ رہ جاؤ گی مشال..!!" صوفے سے اترتے ہوئے نشال نے سنجیدگی سے کہا.

"ڈزنٹ میٹر..!" مشال بے حسی سے بڑبڑائی. نشال نفی میں سر ہلاتی ہوئی اپنے بیڈروم کی طرف بڑھی جہاں سے ملیحہ اور ضرغام کے لڑنے کی آوازیں آرہی تھیں. مشال نے خالی خالی نظروں سے نشال کی پشت دیکھی. ایک بھٹکا ہوا آنسو بہت آہستگی سے اسکی نم آنکھوں سے ٹوٹ کر گال پر بکھرا تھا.

بہل تو جائے دلاسوں سے میرا دل لیکن...

چلتی کہاں ہیں صحراوں میں کشتیاں....

♦♦♦♦

وہ اپنے بیڈروم میں آیا تو اسے دبی دبی سسکیوں کی آواز سنائی دی. اسے تلاشنے کو زمان نے فوراً اطراف میں نگاہ دوڑائی.. وہ اسے صوفوں کے درمیان رکھی میز سے ٹیک لگائے بیٹھی نظر آ گئی. گھٹنوں میں سر دیے اسکی موجودگی سے بے خبر وہ رو رہی تھی. زمان احمد سرعت سے اسکی جانب بڑھا..

"سامعہ..؟؟" اسکے قریب پنجوں کے بل بیٹھتے ہوئے زمان نے اسے نرمی سے پکارا تھا. اسکی پکار پر سامعہ کا لرزتا وجود ایک پل کو تھم سا گیا... پھر اگلے ہی پل اسنے سر اٹھا کر خونی نظروں سے زمان کو دیکھا تھا جبکہ اسکی سوجی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر زمان کی نگاہ ٹھٹھک گئی. گندمی رنگت میں رونے کے باعث سرخائیاں گھلی ہوئی تھیں. زمان احمد ایک بار پھر اپنے دل کو بے بس ہوتا محسوس کرنے لگا..

"رو کیوں رہی ہو..؟؟" نرمی سے پوچھتے ہوئے زمان نے اسکے بھیگے گال صاف کرنے کو اسکی طرف ہاتھ بڑھایا تھا.

"کیونکہ میرا نصیب پھوٹ چکا ہے.. اور جن کا نصیب پھوٹ جائے انکے نصیبوں میں صرف رونا ہی ہوتا ہے..!!"

زہر خند انداز میں بولتی وہ سرعت سے اپنے چہرے کا رخ موڑ کر زمان کی کوشش ناکام بنا گئی تھی.. جیسے اسکے بڑھے ہوئے ہاتھ کو جھٹک دیا تھا. زمان نے اپنے لب بھینچتے ہوئے ہاتھ واپس کھینچ لیا..

"کیا ہوا ہے..؟؟" اسنے بڑی سنجیدگی سے پوچھا.

"ہونے کو باقی ہی کیا ہے..؟؟" سامعہ نے تلخی سے الٹا اسی سے سوال کیا. اسکے سوال پر زمان نے گہری نگاہوں سے اسکا بکھرا ہوا سراپا دیکھا. الجھے بالوں کی لٹیں چہرے کے اطراف میں جھول رہی تھیں.

"ہونے کو تو بہت کچھ باقی ہے..!!" گمبھیر لہجے میں بولتے ہوئے اسنے بڑے استحقاق سے اسکے چہرے سے بال ہٹائے تھے. اسکے لہجے کی معنی خیزی, اور مضبوط ہاتھ کا لمس محسوس کرتی سامعہ کا دل دھڑک اٹھا.

"بلکہ.. ابھی تو سب کچھ باقی ہے..!!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے زمان نے اپنا نچلے لب کا کونہ دانتوں میں دبالیا. سامعہ نے گھبرا کر نگاہ چرالی.. مقابل بیٹھا شخص اسکے جتنے بھی قریب سہی مگر مسئلہ یہ تھا کہ اب یہ قربت بولنے لگی تھی.. اسنے بڑی ہمت کر کے خود کو کمپوز کیا..

"میں آپکی ان باتوں کو ہرگز نہیں مانتی..!!" اسکی طرف دیکھتے ہوئے وہ اٹل لہجے میں گویا ہوئی.

"تمہارے نہ ماننے سے حقیقت بدل تو نہیں جائے گی..!!" وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوا.. اسکی دل جلاتی مسکراہٹ سامعہ کے تن بدن میں آگ لگا گئی تھی.

"دور ہٹیے..!!" درشتگی سے کہتے ہوئے اسنے اپنے قریب پنجوں کے بل بیٹھے زمان کو پرے دھکیلا تھا. جبکہ زمان جو استحقاق بھری نگاہوں سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا اس اچانک حملے پر بے ساختہ پیچھے فرش پر اپنے ہاتھ رکھ کر خود کو گرنے سے بچا پایا تھا. جبکہ اس دوران سامعہ سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھ کر قدرے فاصلے پر جا کھڑی ہوئی.

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ..؟؟" ہاتھ جھاڑتے ہوئے وہ کھڑا ہوا تھا. آواز میں سنجیدگی تھی.

"میرا مسئلہ آپ اور آپکا یہ ڈربہ ہے جس میں میرے لیے مزید سانسیں لینا محال ہے..!!" وہ بڑی صاف گوئی سے جواب دے رہی تھی. زمان کے لیے اپنے اشتعال پر قابو کرنا محال ہونے لگا تو اسے سبق سکھانے وہ سرعت سے اسکی طرف بڑھا.

"میرے قریب آؤ.. تمہاری سانسیں سہل کردوں گا..!!" اسے اپنی طرف کھینچتے ہوئے وہ درشتگی سے گویا ہوا. انداز میں کوئی رعایت نہیں تھی, اسے حقیقتاً سامعہ کی بات ناگوار گزری تھی. جبکہ اسکی جرأت پر سامعہ کی آنکھیں پھر سے پانیوں سے بھر گئیں.

"کیا سانسوں کو سہل کرنے کا ایک یہی طریقہ ہے آپکے پاس..؟؟" اپنے بے حد قریب اسکی روشن سیاہ آنکھوں میں جھانکتی وہ تلخ لہجے میں پوچھ رہی تھی. انداز میں تاسف تھا. اسکے لہجے کی کمزوری اور بے بسی پر زمان کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا.. اسنے بہت آہستگی سے اسکی کمر کے گرد کسی اپنے کسرتی بازو کی گرفت ڈھیلی کردی مگر سامعہ اس سے دور نہیں ہوئی تھی.

"کیا چاہتی ہو..؟؟" اپنی سرخ پڑتی آنکھوں کو جھپکتے ہوئے وہ اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلتے ہوئے وہ خود پر ضبط کرتا پوچھ رہا تھا.

"مجھے باہر جانا ہے.. آسمان دیکھنا ہے.. کھلی فضا میں سانس لینی ہے.. یہاں.. یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے.. پلیز.. مجھے یہاں سے لے چلیں..!!" اسکے حصار میں مقید وہ روتے ہوئے التجا کر رہی تھی. زمان ایک بار پھر اسکی طرف دیکھنے پر مجبور ہوا تھا..

"اس وقت..؟؟" نرمی سے پوچھتے ہوئے اسنے سامعہ کو رات کی تاریکی کا احساس دلایا تھا.

"میں نہیں جانتی.. کچھ نہیں جانتی میں.. مجھے باہر جانا ہے... بس مجھے جانا ہے..!!" وہ بچوں کی طرح ضدی انداز میں گویا ہوئی.. آنکھیں ہنوز بھیگی ہوئی تھیں. اسکے انداز پر زمان ہولے سے مسکرا دیا..

"اوکے..!!" ایک لفظی جواب دیتے ہوئے زمان نے بڑی محبت سے اسکے بھیگے گال صاف کیے تھے.. جبکہ اس بار وہ اسکی انگلیوں کے استحقاق پر چپ چاپ نگاہ جھکا گئی تھی. دل نے شور مچایا تھا جسے وہ دبا گئی تھی.

"میں بس یہ.. یونیفارم دومنٹ میں چینج کر کے آیا.. پھر چلتے ہیں..!!" نرمی سے کہتے ہوئے وہ الماری کی طرف بڑھا.. پھر واقعی اگلے پانچ منٹ میں وہ رف ساٹراؤزر اور فل بازو ٹی شرٹ پہن کر اسے لیے اپنی گاڑی پارکنگ ایریا سے باہر نکال رہا تھا. رات کی خنکی عروج پر تھی.. سامعہ چاہنے کے باوجود بھی اسے یہ نہ کہہ پائی کہ وہ کوئی گرم جیکٹ ہی پہن لیتا..!

وہ اسے لیے سیدھا قریبی ریسٹورنٹ آیا تھا..

"مجھے کچھ نہیں کھانا..!!" اسے گاڑی پارک کرتا دیکھ وہ سرعت سے گویا ہوئی.

"وجہ..؟؟" زمان نے سنجیدگی سے پوچھا. سامعہ نے جواب دینے کو جڑے لب کھولے ہی تھے کہ وہ خود ہی بول پڑا.

"اب یہ مت کہنا کہ بھوک نہیں ہے.. کیونکہ مجھے تو آلریڈی بھوک لگ رہی,, اور تمہاری بھوک نہیں ہے کی گردان سن کر میرا ڈنر بھی خراب ہو جائے گا سو پلیز.. تھوڑا بہت کھالینا.!" زمان نے بڑی غیر سنجیدگی سے اپنی بات مکمل کی تھی.

سامعہ بس چپ چاپ اسے دیکھتی رہ گئی.. اور پھر واقعی اسنے تھوڑا نہیں, بہت کھالیا تھا کیونکہ اسنے بھی زمان کیطرح بس صبح کا ناشتہ ہی کر رکھا تھا جو زمان نے اپنے اور اسکے لیے بنایا تھا جبکہ اب رات کے گیارہ بجنے کو تھے.

"ہم کہاں جا رہے ہیں..؟؟" سامعہ نے ڈرائیو کرتے زمان کو مخاطب کیا. زمان نے رخ موڑ کر ایک نظر اس پر ڈالی پھر نگاہ سامنے روڈ پر جمالی.

"کہاں جانا چاہئیے..؟؟" اسنے بڑی سنجیدگی سے پوچھا.

"مجھے ابھی گھر نہیں جانا..!!" سامعہ نے جھٹ جواب دیا تھا. اسکی بات سن کر زمان نے فوراً گاڑی کو بریکس لگائے.

"تو پھر کہاں جانا ہے..؟؟" مکمل طور پر اسکی طرف متوجہ ہوتے ہوئے وہ قدرے نرمی سے پوچھ رہا تھا. سامعہ نے چور نگاہوں سے اسکے چہرے پر پھیلی سنجیدگی دیکھی.

"یُو آر ناٹ اے سوٹ ایبل پرسن.. بٹ... مجھے لانگ ڈرائیو پر لے چلیں آپ.. ابھی واپس نہیں جانا مجھے..!!" اپنا رخ زمان کی طرف سے پھیرتے ہوئے کہتی وہ اپنے ہاتھ باندھ گئی تھی. اسکی شکل بتا رہی تھی کہ اسکا ارادہ پکا ہے.. زمان کے لبوں کو ایک نرم مسکراہٹ نے چھو لیا.

"محترمہ.. یہاں.. ان سڑکوں پر لانگ ڈرائیو کا نتیجہ جانتی بھی ہو تم...؟؟ تمہارے باپ کا علاقہ ہے یہ.. اگر ہم دونوں کو ساتھ دیکھ لیا گیا تو تمہارے ساتھ ساتھ میری جان کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے..!!" وہ بڑی غیر سنجیدگی سے اسے چھیڑ رہا تھا.. سامعہ نے اسکی طرف رخ پلٹتے ہوئے اسے گھورا.

"ڈی-ایس-پی زمان احمد... جان دینے سے ڈرتے ہیں آپ..؟؟" تمسخر اڑاتی نظروں سے اسکی طرف دیکھتی وہ بڑے تلخ لہجے میں پوچھ رہی تھی. زمان کی آنکھوں میں سنجیدگی در آئی..

"پہلے نہیں ڈرتا تھا.. مگر اب ڈرتا ہوں.. کیونکہ سامعہ علوی.. میں تمہارے ساتھ جینا چاہتا ہوں.. بہت زیادہ جینا چاہتا ہوں..!!" اسکا ہاتھ آہستگی سے تھامتے ہوئے وہ بڑی سنجیدگی سے اپنا دل اسکے سامنے کھول کر رکھ چکا تھا.. سامعہ کا دل ایک پل کو بے چین ہو گیا.. دھڑکنیں منتشر ہوئی تھیں. اسکے مضبوط,پر حرارت ہاتھ میں مقید اپنے ہاتھ کو اسنے سرعت سے کھینچ لیا.. پھر گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی. زمان چپ چاپ اسے دیکھتا رہ گیا.. پھر خود بھی گاڑی کا دروازہ کھول کر اسکے پیچھے باہر نکل آیا.. وہ گاڑی کے بونٹ پر چڑھ کر چوکڑی مار کر بیٹھ چکی تھی.

"گاڑی سے باہر کیوں آئی ہو تم..؟؟" اسکے مقابل کھڑے ہوتے ہوئے وہ دھیمی آواز میں پوچھ رہا تھا.. سامعہ نے اپنی پلکیں جھپکتے ہوئے نگاہ روڈ پر جمالی. جواب دینے کے لیے لب کھولنا محال ہو رہا تھا.

"تم سے پوچھ رہا ہوں..؟؟" اسکے ساتھ ہی ٹانگیں لٹکا کر بیٹھتے ہوئے وہ ہنوز نرم لہجے میں دریافت کر رہا تھا. اسکے پاؤں سڑک کی زمین کو چھو رہے تھے..

"آپ.. آپکی وجہ سے آئی ہوں.. عجیب و غریب باتیں کر رہے تھے آپ.. گھٹن ہونے لگی تھی مجھے.. بس اسی لیے آگئی باہر..!!" اپنے لہجے کی کمزوری چھپانے کو وہ ناگواری سے گویا ہوئی. زمان نے ایک پل کو اپنے لب سختی سے بھینچ لیے.

"باتیں تو نہیں, صرف ایک بات.. ایک حقیقت کہی ہے تم سے.. اور اگر گھٹن ہو رہی ہے تو... لو... مجھے مار کر ہمیشہ کے لیے میری زبان بند کر دو.. مگر اس وقت یہاں بیٹھ کر اپنی جان خطرے میں مت ڈالو..!!" اپنے ہاتھ میں پکڑی لوڈڈ ریوالور اسکے سامنے کرتے ہوئے بولتے زمان کا لہجہ گہری سنجیدگی کی چھاپ لیے ہوئے تھا.

"کاش کہ میں ایسا کر سکتی.. تو یقیناً اس گن کی ساری گولیاں آپکے سینے میں اتار دیتی..!!" اسکے گمبھیر لہجے سے گھائل ہوتی وہ چڑتے ہوئے بولی. دل کی بدلتی حالت چھپانے کی کوشش کرتی وہ شاید خود سے بھی لڑ رہی تھی جبکہ اسکا جواب سن کر وہ اپنی جگہ خاموش رہ گیا تھا..

"اور فرض کرو کہ... میرا کوئی دشمن یا تمہارے باپ کے ہی آدمی میرا سینہ چھلنی کر دیں.. تب..؟؟ کیا تب بھی سکون کی زندگی جیو گی تم..؟؟ کوئی فرق نہیں پڑے گا تمہیں..؟؟" اپنی سیاہ آنکھوں میں چبھتی جلن کی پرواہ کیے بناوہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا. جبکہ اسکے سوال پر سامعہ کے دل پر ہاتھ پڑا تھا.. وہ سرعت سے اپنی نگاہ کا زاویہ بدل گئی تھی. آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی جس سے وہ خود بھی انجان تھی.

"اس قسم کی گھسی پٹی, اموشنل باتیں کر کے آپ مجھے ٹریپ نہیں کر سکتے مسٹر زمان..!!"سامعہ نے اسے بڑا کڑوا جواب دیا تھا. زمان کے لبوں پر ایک پھیکی مسکراہٹ پھیل گئی.

"یعنی تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا..!!"اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولتا وہ جیسے خود کو یقین دلا رہا تھا.. سامعہ کے لیے اپنے آنسو پینا عذاب ہونے لگا.

"تمہیں فرق پڑے یا نہ پڑے.. مگر مجھے تمہاری ذات کی موجودگی سے بہت فرق پڑتا ہے سامعہ.. گاڑی میں بیٹھو پلیز.. یہاں تمہاری جان کو...!"وہ بول رہا تھا جب سامعہ نے اسے ٹوک دیا..

"خطرہ ہے تو ہونے دیں ناں.. میری حفاظت نہیں کر سکتے آپ..؟ یا اپنے زور بازو پر یقین نہیں ہے آپکو..؟؟"

اسے اپنی فکر کرتا دیکھ دل کو مزید تکلیف ہوئی تھی اسی لیے وہ اسکے ساتھ بار بار تلخ ہو رہی تھی.

"میں نہیں چاہتا کہ اس معاملے میں قدرت مجھے تمہارے سامنے آزمائے... کیونکہ میں تو تمہاری حفاظت اپنی جان دے کر بھی کر لوں گا.. مگر شاید تم میرا جان دینا برداشت نہیں کر پاؤ گی... تب جو گھٹن ہو گی تو اسکے باعث تم دنیا کے کسی کونے میں سانس نہیں لے پاؤ گی سامعہ علوی..!!"ٹھہر ٹھہر کر بولتا وہ اسے باور کروا گیا تھا کہ وہ اسکی آنکھوں کو پڑھ لینے کا گُر جانتا ہے.. اسکے دل کے شور سے زمان احمد کی سماعتیں ناواقف نہیں.. وہ گاڑی کے بونٹ سے اتر کر کھڑا ہو گیا.. دفعتاً اسے اپنی سماعتوں میں قریب ہی کہیں ہلکی سے سرسراہٹ کی آواز محسوس ہوئی تھی.

اس سرسراہٹ کے ساتھ ایک اور آواز بھی تھی. جانی پہچانی.. ہاں ڈی-ایس-پی زمان نے کے لیے اس آواز کو پہچاننا کچھ مشکل تو نہ تھا. وہ ہلکی, بہت دھیمی آواز ریوالور کا چیمبر کھینچنے کی تھی. وہ فوراً مستعد ہوا تھا.

"سامعہ اترو جلدی..!" تیزی سے کہتے ہوئے زمان نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر گاڑی کے بونٹ سے اتارنا چاہا تھا. اس دوران وہ محض ایک سیکنڈ کو اسکے بالکل سامنے کھڑا ہوا تھا اور وہ ہی ایک لمحہ تھا جب سامعہ کے دل کا نشانہ لے کر چلائی گئی گولی زمان کی پشت پر کندھے سے نیچے اپنا کام کر گئی تھی. ایک جھٹکا تھا جو اسکے توانا وجود کو لگا تھا مگر اسکی پرواہ کیے بنا وہ اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگاتے ہوئے وہیں جھکتا چلا گیا. اپنے ہاتھ میں پکڑی گن سے دو گولیاں چلاتے ہوئے, اسنے اپنی گاڑی کی جلتی لائیٹس پھوڑ کر انہیں بند کر دیا تھا. سڑک پر تاریکی پھیل گئی. جبکہ سامعہ چلاتے ہوئے اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی.. اگلے ہی پل اسے لیے, بیٹھے بیٹھے ہی زمان سرعت سے گاڑی کے دروازے کی طرف بڑھا تھا. گولی چلانے والے نے دوسرا نشانہ زمان کا ہی لیا تھا مگر اس کی پھرتی اور ایک دم گاڑی کی لائیٹس آف ہو جانے سے اندھیرے کے باعث وہ نشانہ خطا ہو گیا تھا..

سامعہ کا دماغ سن ہو رہا تھا. حملہ کرنے والے گھاگ شکاری اب شاید انہی کی طرف آ رہے تھے کیونکہ تین چار آدمیوں کے قدموں کی آواز بڑی واضح تھی جو یقیناً سڑک کے اطراف میں اگی جھاڑیوں میں سے ہی آ رہی تھی..

"زمان.. آپ... آپ کو گولی لگی ہے... خون نکل رہا ہے..!!" اسکے سینے سے چپکی سامعہ کی گھٹی گھٹی سی آواز نکلی تھی. زمان کے کندھے سے نکلتا خون اسکی آنکھیں بھگو رہا تھا. جبکہ درد برداشت کرتا زمان اپنا نچلا لب دانتوں میں دبائے ریوالور پر اپنی گرفت مضبوط کر چکا تھا.

"شش... آواز نہیں..!"اسکے کان کے قریب سرگوشی کرتا وہ اگلے لائحہ عمل کے لیے خود کو تیار کر رہا تھا. وہ تین آدمی تھے جو گاڑی کے دائیں طرف جھاڑیوں سے باہر نکلتے ہوئے زمان احمد کو نظر آ گئے تھے جو گاڑی کے بائیں طرف سامعہ کو خود میں چھپائے گاڑی کے ڈور گلاس سے دائیں جانب دیکھ رہا تھا.

"سامعہ.. اساں تینوں نئی چھڈ ساں.. (سامعہ.. ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے..!) ان میں سے ایک اپنی بھاری آواز میں چلایا تھا پھر اسنے دو ہوائی فائر کیے تھے اور گاڑی کے بائیں جانب دیکھنے کو ان دونوں کی جانب آنے کو بڑھے..

"بھایا...!!"زمان کے حصار میں کانپتی سامعہ کے لب آہستگی سے پھڑ پھڑ ائے تھے... چلانے والا شخص سامعہ کا بھائی تھا جسکی آواز پہچانتے ہوئے اسکے لبوں نے جنبش کی تھی. زمان جو اس آدمی کا نشانہ لے چکا تھا سامعہ کے بڑبڑانے پر گولی چلاتے چلاتے رہ گیا.. مگر گولی پھر بھی چلی تھی.. اس بار چار پانچ ہوائی فائر ہوئے تھے ساتھ ہی پولیس جیپ کا سائرن... سڑک پ

رزرد روشنی پھیل گئی تھی.. زمان نے فوراً پلٹ کر دیکھا.. دس بارہ قدموں کے

فاصلے پر کھڑا وہ مضبوط شخص اب ان آدمیوں پر فائر کھول چکا تھا جو پولیس جیپ کے سائرن کی آواز سن کر ہی واپس جھاڑیوں کی طرف بھاگے تھے. اندھیرے میں جان بوجھ کر اپنا نشانہ خطا کرتا وہ شخص یقیناً ان آدمیوں کو محض ڈرانا ہی چاہتا تھا.. اور بلاشبہ اس قدر ہوشیاری کا مظاہرہ ایک ہی شخص کر سکتا تھا جو اب بہت تیزی سے ان دونوں کی طرف بڑھ رہا تھا.

♦♦♦♦

"تو یعنی تم بے قصور ہو..؟؟" اسے تیکھے چتونوں سے گھورتی وہ تیکھے لہجے میں پوچھ رہی تھی. ضرغام مسکراتے ہوئے آہستگی سے کندھے اچکا گیا.

"یہ کوئی جواب نہیں ہے ضرغام.. تمہیں اس بارے میں سیریس ہو کر سوچنا چاہیئے..!!" اسکی لاپرواہی پر ضیغم نے بھی سنجیدگی سے اسے لتاڑا تھا.

"آپ کو لگ رہا ہے کہ میں نان سیریس ہوں..؟؟" اپنے لبوں کی مسکراہٹ سمیٹتے ہوئے وہ ان دونوں میاں بیوی کی جانب دیکھتا اس بار سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا.

"تمہارا رویہ بتا رہا ہے..!!" ضیغم کا جواب حسب توقع تھا.

"میرے رویے کو آپ دونوں ہی شروع سے جانتے ہیں.. اور جسکی خاطر آپ دونوں مجھ سے ناراض ہو رہے ہیں اسکے رویوں کو ابھی تک آپ دونوں ہی نہیں سمجھ سکے... لیکن میں.. میں سمجھتا ہوں انہیں اور اُنہیں (مشال) سمجھانا بھی بخوبی جانتا ہوں.. مگر آپ کیا سمجھ رہے ہیں..؟؟ میں بے وقوف ہوں..؟؟ یا بالکل ہی بچہ ہوں جو زندگی کی حقیقتوں سے ناواقف ہے.. نہیں کیا سمجھ کیا رہے ہیں آپ دونوں.. ایکسپلین تو کریں ناں پلیز..؟؟" دھیمے لہجے میں بولتا وہ ان دونوں سے مخاطب تھا جو آدھے گھنٹے پہلے مشال کے حوالے سے بات کرنے کو اسے لے کر بیٹھ گئے تھے. اسکے ٹھنڈے ٹھار سوال پر نشال نے تپ کر اسکی طرف دیکھا.

"جب سے میں کیا بکواس کر رہی ہوں..؟؟ کیا ابھی بھی ایکسپلین کرنا باقی ہے..؟؟" وہ قدرے خفگی سے اس پر چڑھ دوڑی. ضرغام نے اسکے تیکھے لہجے پر اسے گھورا.. اس انداز میں کہ جیسے کہہ رہا ہو کہ "یہ بھائی کے سامنے کس

لہجے میں بات کر رہی ہو تم..." مگر اسے گھور کر جب اسنے ضیغم کی طرف دیکھا تو اسکے ماتھے پر کوئی تیوری نہ تھی جس سے واضح ہو رہا تھا کہ اسے نشال کا کوئی انداز برا نہیں لگا.. وہ اوہ کے انداز میں لب سکیڑ کر رہ گیا.

"دیکھو ضرغام..!" ضیغم نے تمہید باندھنی چاہی..

"وہ تو دیکھ ہی رہا ہوں..!" اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسنے معنی خیزی سے کہا. نشال سر جھکا کر اپنی مسکراہٹ چھپا گئی جبکہ ضیغم کی پیشانی پر بل نمودار ہونے لگے.. وہ سمجھ چکا تھا کہ ضرغام اسے نشال کی طرف سے چھیڑ رہا ہے..

"میں اس وقت سیریس بات کر رہا ہوں..!!" ضیغم کا لہجہ سرد ہو گیا. ضرغام کو سنجیدہ ہونا پڑا.

"سوری بھائی.!" وہ شرمندگی سے گویا ہوا.

"شادی کوئی کھیل تماشا نہیں ہے.. نا ہی کوئی پراجیکٹ ہے جس میں خاتمے کی کمٹمنٹ کی جائے.. یہ زندگی بھر کا رشتہ ہے.. اور اگر تم مشال سے شادی کرنا چاہتے ہو تو تمہیں اس شادی کو تا عمر نبھانا پڑے گا.. یہ جو بچگانہ کمٹمنٹس ابھی نشال نے بتائی ہیں اگر واقعی تم ایسی کوئی کمٹمنٹ مشال سے کر چکے ہو تو میں یہ شادی ہرگز نہیں ہونے دوں گا..!!" ضیغم کے سختی سے کہنے پر ضرغام نے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا.. آنکھوں میں بے چینیاں پھیل گئی تھیں جو ضیغم اور نشال سے مخفی نہ رہی تھیں.

"میں نے وہ کمٹمنٹس پوری کرنے کے لیے نہیں کی ہیں بھائی.. میں انہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا..!!" ان دونوں کو سچ بتانا ضروری ہو چکا تھا اسی لیے وہ نگاہ جھاتے ہوئے دھیمی آواز میں گویا ہوا.. نشال نے الجھن بھری نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا جبکہ ضیغم بات کی تہہ تک پہنچتے ہوئے سر ہلا گیا تھا..

"تو یعنی تم اس سے محبت کرتے ہو..؟؟" بنا کوئی لگی لپٹی رکھے وہ بڑا واضح سوال پوچھ رہا تھا. بڑے بھائی کے سامنے اقرار محبت کرنے کی بابت سوچتے ہوئے وہ پلکیں جھپکانے پر مجبور ہو گیا.. جبکہ نشال تو ضیغم کے تکّے پر اپنی جگہ حق دق رہ گئی تھی.

"میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں ضرغام..!!" اسکی خاموشی پر ضیغم نے اسے دوبارہ مخاطب کیا.. ضرغام اسے جواب دینے کے لیے خود کو کمپوز کرنے لگا..

"بھلا یہ کیسے ممکن ہے..؟؟" حیران بیٹھی نشال بول پڑی.. جبکہ اسکے اس سوال پر ضرغام کو جیسے اقرار کرنے کا بہانہ مل گیا تھا..

"کیوں ممکن نہیں ہے..؟؟" نشال کی طرف دیکھتے ہوئے اسنے اپنے سوال کے ذریعے ضیغم کو جواب دے دیا تھا.

جبکہ نشال تو اس انکشاف پر حقیقتاً بے یقین ہو رہی تھی. بھلا وہ نان سیریس سا.. چنچل سا لڑکا.. محبت جیسی بیماری میں کیسے مبتلا ہو سکتا تھا.. جبکہ ضیغم اسکے ڈھکے چھپے اقرار پر اپنی مسکراہٹ دبا گیا..

"اور یہ شادی..؟؟ تم اسی محبت میں کر رہے ہو..رائٹ..؟؟" ضیغم نے اگلا سوال کیا تھا. بدلے میں وہ آہستگی سے سر ہلا گیا.. نشال اپنا سر ہاتھوں سے مسلنے لگی..

"ہوں.. تو ضرغام اکرام.. تم جانتے بھی ہو کہ تم کیا کر چکے ہو..؟؟" ضیغم نے سرد مہری سے پوچھا. ضرغام نے بے بسی سے نفی میں گردن ہلائی.

"میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں انہیں کسی اور کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا بھائی..!!"ضرغام نے دھیمی, بے بس آواز میں اسے جواب دیا.

"تو یہ بات تمہیں مشال کو بتانی چاہئیے تھی..اسے بتانا چاہئیے تھا تمہیں کہ تم اس سے محبت کرتے ہو..اسکے ساتھ زندگی گزارنا چاہتے ہو اور اس لیے تم اس سے شادی کرنا چاہتے ہو..نہ کہ تمہیں اس سے وہ جھوٹی کمٹمنٹس کرنی چاہئیے تھیں کہ تم اسے بعد میں آزاد کر دو گے..اسکے دوست ہی رہو گے اور وغیرہ وغیرہ..اٹس ناٹ فیئر ضرغام.. تمہاری یہ کمٹمنٹس بعد میں تمہارے ہی لیے عذاب بن سکتی ہیں..اٹس رئیلی ناٹ فیئر..!!"سنجیدگی سے بولتا آخر میں وہ تاسف زدہ سا نفی میں سر ہلا گیا..نشال کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی وہ سمجھنے سے قاصر ہو رہی تھی کہ آیا اسے ضرغام کا ساتھ دینا چاہئیے یا پھر مشال کو جا کر سب سچ بتا دینا چاہئیے..

"بھائی ایوری تھنگ از فیئر ان لو اینڈ وار..!!"ضرغام نے بڑی دھیمی آواز میں اپنا دفاع کیا تھا.

"شٹ اپ ضرغام...!"نشال دھیمی آواز میں اس پر چلائی تھی.جبکہ ضیغم ہنوز سکون سے بیٹھا ہوا تھا.

"ایوری تھنگ از فیئر مائے برادر بٹ ناٹ اَن فیئر..یس..ان فیئر از ناٹ الاوڈ..!!"(ہر چیز جائز ہے میرے بھائی مگر ناجائز..ہاں ناجائز کرنے کی اجازت نہیں ہے.)ضیغم نے نرم لہجے میں اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی.

"بھائی..نشی..آپ دونوں مجھ سے کیوں ناراض ہو رہے ہیں..نشی تم ہی بتاؤ اس میں کیا ناجائز ہے..؟؟فریحہ پھپھو ویسے بھی تو مشال کی شادی کرنا چاہتی ہیں ناں..؟؟تو پھر مجھ میں کیا برائی ہے..؟؟مجھ سے کیوں نہیں ہو سکتی انکی شادی..بلکہ میں تو مشال کو ہر طرح سے مارجن دینے کو تیار ہوں..انکی ہر بات پر راضی ہوں..اس میں کیا غلط ہے

اگر میں نے انہیں رضامند کرنے کے لیے ایک زرا سا جھوٹ بول دیا تو..؟؟"وہ بڑی سنجیدگی سے ان دونوں سے سوال کر رہا تھا.

"تمہیں اگر اس زرا سے جھوٹ کو سچ کرنا پڑ گیا تو تمہارا دل برباد ہو جائے گا اور مشال کی زندگی ضرغام.. یہ پوائنٹ تم نہیں سوچ رہے..!!" ضیغم نے اسے مستقبل کے حوالے سے خبر دار کیا تھا.

"ایسا کچھ نہیں ہو گا بھائی.. دو سال بہت زیادہ ہوتے ہیں.. میں.. میں مشال کو اتنی توجہ اور محبت دوں گا کہ وہ بدل جائیں گی.. انہیں مجھ سے محبت ہو جائے گی.. وہ مجھے میری کمٹمنٹس پوری کرنے پر مجبور نہیں کریں گی..!!" ضرغام نے بڑے وثوق سے کہا تھا..

"اور اگر وہ نہ بدلی تو..؟؟ اسے تم سے محبت نہ ہوئی تو..؟؟ اسنے تمہیں مجبور کیا تو..؟؟" ضیغم کے پاس ہر سوال موجود تھا..

"ایسا ہو ہی نہیں سکتا.. مجھے خود پر اور اپنی محبت پر پورا بھروسہ ہے..!!" وہ پر اعتماد تھا.

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تم بدل جاؤ..؟؟ تمہیں کوئی اور پسند آ جائے اور مشال کو اپنی بے وقوفی سمجھ کر تم اسے چھوڑ دو.. وہ ہی کیوں..؟؟ تم بھی تو بدل سکتے ہو ضرغام...؟؟" بہن کی محبت میں پاگل ہوتی نشال, ضرغام پر لفظوں کے تیر اچھال گئی تھی اور اس بار ضیغم اسے ٹوکنے پر مجبور ہوا تھا.

"ایسا کبھی نہیں ہو گا.. ضرغام میرا بھائی ہے.. اسکا دل بے پیندہ نہیں ہو سکتا.. مجھے اس معاملے میں ضرغام پر پورا یقین ہے..!!" سنجیدگی سے بولتے ضیغم نے ضرغام کا بھرپور دفاع کیا تھا. ضرغام نے بھائی کے اعتماد پر تشکر آمیز نگاہوں سے ضیغم کی طرف دیکھا.. پھر نشال کی طرف متوجہ ہوا..

"اپنے بارے میں تمہاری سنجیدہ رائے جان کر بے حد افسوس ہوا.. وگرنہ اس سے پہلے کئی بار تم نے میرے بارے میں مضحکہ خیز آراء کا اظہار کیا ہے مگر کبھی برا نہیں لگا مگر خیر... مجھے اپنی مشال سے محبت تم پر پروو کرنے کی ضرورت نہیں ہے نشال.. مشال میری محبت کو سمجھ لے تو میرے لیے اتنا ہی کافی ہے..!!" سنجیدگی سے کہتا وہ چئیر سے اٹھ کھڑا ہوا.. نشال اسکی ناراضگی پر ایک پل کو بے چین ہو گئی.

"تم ناراض ہو رہے ہو..؟؟ میں نے تمہیں غلط نہیں کہا ضرغام.. بس مشال کی فکر کرتی ہوں.. اسی لیے..!!" کھڑی ہوتے ہوئے نشال نے اپنی صفائی دی تھی. ضرغام بدلے میں ہنس پڑا..

"تم تو میری بات کو سیریس ہی لے گئی ہو نشی.. تمہیں تنگ کر رہا تھا یار..!!" ایک خوبصورت قہقہ لگاتے ہوئے اسنے نشال کا گلٹ دور کرنا چاہا..

"میں سیریس نہ ہوتی اگر تمہارا انداز نان سیریس ہوتا تو.. بٹ یو ور سیریس ضرغام..!!" نشال نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا. ضیغم ان دونوں کو ایک دوسرے سے بات کرتے دیکھ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور چلتے ہوئے کمرے کی کھڑکی کے پاس چلا آیا..

کھڑکی سے باہر دور سیاہ افق پر بادلوں میں ڈھکا چاند اسکی توجہ کھینچ رہا تھا.. نشال اور ضرغام ایک دوسرے سے کچھ مزید بات چیت کر رہے تھے مگر ان دونوں سے بے نیاز بنا وہ سرد آسمان کو دیکھتے ہوئے کچھ سوچ رہا تھا..

"بھائی..؟؟" اپنی پشت پر ابھرتی ضرغام کی آواز پر وہ اسکی طرف پلٹا تھا. نشال کمرے میں موجود نہیں تھی..

"آپ ناراض ہیں کیا..؟؟" اسکو اپنی طرف متوجہ ہوتا دیکھ وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا.

"نہیں..!" کہتے ہوئے ضیغم نے اپنے سر کو ہولے سے نفی میں جنبش دی..

"بس تمہارے لیے فکر مند ہوں.. لیکن.. اگر تم فیصلہ کر ہی چکے ہو تو.. بس یہی کہوں گا کہ "بیسٹ آف لک..!" ضیغم نے نرمی سے کہتے ہوئے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا.. ضرغام فوراً اسکے گلے لگ گیا..

"تھینک یو بھائی..!!" ضیغم کو اپنے توانا بازوؤں میں بھینچتے ہوئے اسنے ضیغم کو ہنسنے پر مجبور کر دیا. شاید وہ بہت عرصے بعد یوں ہنسا تھا..

"طاقت دکھا رہے ہو مجھے..؟؟" اسے خود سے الگ کرتے ہوئے وہ ہنستے ہوئے پوچھ رہا تھا. بدلے میں ضرغام قہقہہ لگا کر ہنسا.

"نہیں تو.. بس آپکے سکس پیک چیک کر رہا تھا.. اینڈ یور مسلز.. یو آر لائک این آئرن مین بھائی..!!" خوشدلی سے مسکراتا وہ پرجوش سا بول رہا تھا.. اسکے جواب پر ضیغم نے بامشکل اپنا قہقہہ روکا تھا.

"اور یہ چیک کرنے کا کونسا طریقہ تھا..؟؟ خیر.. اب لگ رہا ہے کہ تم واقعی بچے ہو..!!" غیر سنجیدگی سے کہتے ہوئے اسنے ضرغام کے بال بگاڑ دیے.. جبکہ آج خلاف معمول ہنستے مسکراتے ضیغم کو دیکھ کر ضرغام کو شاک پر شاک لگ رہے تھے..

"ابھی بچوں جیسی حرکتیں تو آپ کر رہے ہیں بھائی..!!" اپنے بالوں میں ہاتھ چلاتے ضرغام نے اسے چھیڑا.. اس بار ضیغم نے محض مسکرانے پر اکتفا کیا تھا.

"اب چلو بھی ضرغام.. کیا ساری رات لاہور کی سڑکیں ناپنے کا ارادہ ہے..!!" ضرغام کے مزید کچھ کہنے سے پہلے ہی ملیحہ وہاں آگئی تھی.. ضرغام نے پلٹ کر اسے گھوری سے نوازا پھر واپس ضیغم کی طرف مڑا..

"اوکے فائن بھائی.. کافی دیر ہو چکی ہے.. ہمیں اب نکلنا چاہئیے..!!" نرمی سے کہتے ہوئے وہ ایک بار پھر گرمجوشی سے اسکے گلے لگا تھا..

"اس وقت..؟؟" اسے خود سے الگ کرتے ہوئے ضیغم نے سنجیدگی سے پوچھا..

"جی اسی وقت.. اور یہ وقت بھی آپ ہی کی وجہ سے ہوا ہے.. اتنی لیٹ آئے آپ ڈیوٹی سے.. لیکن خیر.. اب نکلیں گے تو ایک بجے سے پہلے گھر پہنچ ہی جائیں گے..!" ضرغام نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا تھا.

"اگر تم میں سے کوئی بھی مجھے ایک کال کر لیتا تو میں وقت سے پہلے آجاتا..!" اندر آتی نشال کو دیکھ کر اسنے نشال پر طنز کیا تھا. وہ نگاہ چرا گئی..

"بس کچھ معصوم لوگ اتنی عقل رکھتے ہی کہاں ہیں..!!" اسنے شرارتاً نشال کا دفاع کیا تھا.. ان دونوں کی گفتگو سنتی ملیحہ کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی جبکہ ضیغم بڑبڑا کر رہ گیا..

"معصوم...!!" کہتے ہوئے اسنے نشال کی طرف دیکھا جو ڈارک براؤن کھدر کے شلوار سوٹ میں کھلی کھلی اسکے دل کے تار چھیڑ رہی تھی.

"میرا خیال ہے کہ تم لوگ صبح نکل جانا.. گیارہ بجنے والے ہیں, یہ وقت کچھ مناسب نہیں ہے..!!" اپنے ٹراؤزر کی پاکٹس میں ہاتھ گھساتے ہوئے وہ بڑی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا..

"بھائی رکنے کو تو میں رک ہی جاتا مگر.. کل صبح میرا پریکٹیکل ہے.. آج کا دن بھی یونہی ضائع ہو گیا.. اب اگر اسی طرح مناسب اور غیر مناسب کے چکر میں الجھا رہا تو بس پھر.. بن گیا میں ڈاکٹر..!!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے آخر میں وہ مسکرا دیا. ملیحہ منہ بسور کر رہ گئی جبکہ نشال بھی کچھ افسردہ دکھائی دے رہی تھی..

"اوکے فائن.. ہنجرائی کی حدود سے باہر تک میں ساتھ چلتا ہوں.. گاڑی نکالو جلدی..!!" کلائی پر بندھی گھڑی پر ایک سرسری نگاہ ڈالتے ہوئے ضیغم نے سنجیدگی سے کہا.

"ارے.. یار بھائی اس کی ضرورت نہیں ہے.. نا تو میں بچہ ہوں اور نا ہی کسی سے ڈرتا ہوں.. میں ان دونوں حسیناؤں کو بحفاظت لاہور لے کر جا سکتا ہوں..!!" کمرے کے دورازے سے اندر جھانکتی مشال کو دیکھتے ہوئے ضرغام نے شرارتاً کہا..

"تم بچے نہیں ہو ضرغام مگر مجھ سے تو چھوٹے ہی ہوناں.. مزید بحث مت کرنا اب.. نکلو شاباش... جلدی کرو..!!"

وہ آج خلاف معمول بہت نرمی سے بات کر رہا تھا. ضرغام کندھے اچکا کر رہ گیا جبکہ نشال ان تینوں کو جانے کے لیے تیار دیکھ کر افسردگی کی لپیٹ میں آگئی تھی. آنکھوں میں نمی اترنے لگی تھی.. مشال اور ملیحہ اسکے گلے لگتی خدا حافظ کہہ رہی تھیں.. ضیغم کی موجودگی کا خیال کرتے ہوئے نشال نے بڑی مشکلوں سے اپنی آنکھوں میں بھرتا پانی حلق سے نیچے اتارا تھا.. ضرغام تو پہلے ہی فلیٹ سے باہر نکل چکا تھا کہ اسے گاڑی پارکنگ سے باہر نکالنا تھی.. اسکے ہارن دینے پر مشال اور ملیحہ بھی ہاتھ ہلاتی دروازے سے باہر نکل گئی تھیں.. سب سے آخر میں ضیغم دروازے کی طرف بڑھا تھا.. آنسو بہت تیزی سے اسکے گالوں پر لڑھک آئے تھے.

"ضیغم...!!" بھرائی ہوئی آواز میں اسے پکارتی نشال اسکی پشت پر جا رکی.. اسنے پلٹ کر بے تاثر نگاہوں سے نشال کی طرف دیکھا جسکے گلابی گال بھیگ رہے تھے..

"ہوں...؟؟" ضیغم نے سوالیہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا.. دل جو آجکل اڑیل گھوڑا بنا ہوا تھا, اس وقت بھی انوکھی خواہشیں.. انہونے تقاضے کر رہا تھا..

"وہ... آپ اپنی گاڑی میں جا رہے ہیں ناں..؟؟" نشال نے جلدی جلدی پوچھا..

"ہمم.. تو..؟؟" آئی برو اچکاتے ہوئے وہ سرد لہجے میں پوچھ رہا تھا.. اپنے جذبات چھپانے کو اسکے پاس ایک یہی لہجہ تو بہترین ہتھیار تھا.

"مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلیں..!" انگلیاں چٹخاتے ہوئے عرض کی گئی تھی. ضیغم نے بغور اسکی کپکپاتی انگلیوں کو دیکھا تھا.. دل میں ان ہاتھوں کی نرمی محسوس کرنے کی خواہش سر ابھارنے لگی تو وہ سرعت سے اسکی طرف سے رخ موڑ گیا..

"چلو..!" نشال کو اس سے اس جواب کی توقع نہیں تھی مگر اسکے مان جانے پر وہ خوشی سے اپنی آنکھیں صاف کرتی اسکی سائیڈ سے گزرتی ہوئی باہر نکل آئی.. شانوں پر پڑا شال نما دوپٹہ سر پر اوڑھ لیا.. پھر پلٹ کر اسکی جانب دیکھا جو اب دروازہ لاک کر رہا تھا.. دروازہ لاک کر کے ضیغم نے اسے چلنے کا اشارہ کیا تو وہ چپ چاپ سیڑھیاں اترنے لگی.. ضیغم بھی اسکے پیچھے ہی تھا.. سیڑھیاں اترتی نشال کو اپنی پشت پر اسکی نگاہوں کی تپش کا احساس ہو رہا تھا. نشال کا دل عجب انداز میں دھڑکنے لگا.. اگر وہ ایک پل کو بھی رک جاتی تو یقیناً اپنے پیچھے آتے ضیغم سے ٹکرا جاتی.. وہ بنا قدم روکے تیز تیز چل رہی تھی.

◆◆◆◆

تو میرے بعد ہو گا تنہا....

میں تیرے ساتھ بھی اکیلی ہوں..

بھیگی آنکھیں جھپکتے ہوئے اسنے سڑک پر دور... بہت دور ہوتی ضرغام کی گاڑی کو دیکھا.. حتیٰ کہ گاڑی اسکی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی.. دل کا درد حد سے سوا تھا. جانے کیوں وہ شخص اسکے ساتھ موجود ہوتے ہوئے بھی اس سے لاتعلق نظر آتا تھا.. اسکی آنکھوں کی نمی سے بے نیاز بناوہ اب گاڑی دوسرے, واپسی کو جاتے روڈ پر ڈال رہا تھا..

نشال کا دل اداس سے اداس تر ہونے لگا تو اسنے تھک کر سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا لی.. اپنے گلابی لب سختی سے بھینچتے ہوئے وہ اپنی آنکھیں موند گئی تھی.. گاڑی میں پھیلی ضیغم اجلال کے دلفریب کلون کی مہک محسوس کرتی وہ اپنے حواس مختل ہوتے محسوس کر رہی تھی.. دل آج شدت سے بغاوت پر اتر رہا تھا.. وہ اس پتھر, بے حس انسان کو جھنجھوڑنا چاہتی تھی.. مگر ہائے یہ بے بسی...

"سٹاپ ویپنگ..!" دفعتاً نشال کو اپنی سماعتوں میں اسکی بھاری آواز سنائی دی. سن ہوتے دماغ کے باعث اسے ضیغم کی تنبیہہ اپنا وہم لگی تھی سو وہ ہنوز آنکھیں موندے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے ہوئے تھی.. اپنے بہتے آنسوؤں سے وہ خود بھی بے خبر تھی.

"تم سے کہہ رہا ہوں... رونا بند کرو..!!" وہ دوبارہ, قدرے سخت لہجے میں گویا ہوا.. نشال نے چونک کر آنکھیں کھولیں پھر گم صم انداز میں اسکی طرف دیکھا جو سٹیئرنگ پر اپنی مضبوط گرفت جمائے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا.. یعنی وہ بے نیاز نظر آ رہا تھا, مگر بے نیاز تھا نہیں.. نشال نے چپ چاپ اپنی آنکھیں صاف کر لیں..

"میرے رونے سے آپکو کیا مسئلہ ہے..؟؟" وہ بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی. یاسیت زدہ لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اس سے کچھ میٹھے بول سننے کی متمنی ہے..

"تم ہی بتاؤ.. مجھے کیا مسئلہ ہو سکتا ہے..؟؟" اس پر نظر ڈالے بغیر وہ سرد مہری سے پوچھ رہا تھا. انداز میں کوئی رعایت نہیں تھی. نشال کا دل خون خون ہو گیا..

"محترمہ میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ رونے دھونے والی عورتیں مجھے سخت اریٹیٹ کرتی ہیں.. اسی لیے تمہیں منع کیا ہے.. خوش فہمیاں پالنے کی ضرورت نہیں ہے...!!" وہ بڑی بے دردی سے اسکا دل چیر رہا تھا. نشال کی برداشت ختم ہونے لگی..

"گاڑی روکیے...!!" وہ دھیمی آواز میں اس پر چلائی تھی.. ضیغم نے اسکی پکار ان سنی کر دی.. اسے بے بہرہ بنا دیکھ وہ اس بار اونچی آواز میں اس پر چلائی تھی.

"میں کہہ رہی ہوں گاڑی روکیے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا..!" بھرائی ہوئی آواز میں بولتی وہ پھر سے رونے لگی.. ضیغم نے فوراً گاڑی کو بریکس لگائے.. چند قدموں کے فاصلے پر سڑک کا موڑ تھا.. گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ہی ضیغم کو دوسرے روڈ پر دور سے ہی ایک گاڑی اور اس پر بیٹھے دو ہیولے نظر آ گئے تھے. اسنے اپنی گاڑی کی لائیٹس بند کر دیں اور نشال کی طرف متوجہ ہوا جو گاڑی کا دروازہ کھول چکی تھی.. ضیغم نے سرعت سے اسکی کلائی پکڑ کر اسے گاڑی سے نکلنے سے باز رکھا تھا.. پھر اسکی طرف جھک کر گاڑی کا دروازہ بند کر دیا..

"کیا تکلیف ہے تمہارے ساتھ..؟؟" وہ دھیمی آواز میں بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا.. اپنے قریب اسکا کرخت چہرہ دیکھتی وہ اپنی بھیگی آنکھیں ایک پل کو بند کر گئی تھی.. جیسے جانے کتنا ضبط کیا تھا خود پر.. جبکہ اسکی آنکھوں کی اس حرکت پر ضیغم کا دل اس پر خفا ہوا تھا.. کس قدر ظالم تھا وہ جو بار بار اس پیاری لڑکی کو اذیتوں سے آشنا کروا دیا کرتا تھا.. اپنا نچلا لب دانتوں میں دباتے ہوئے ضیغم دل کی دہائیوں کو دبانے کی کوشش کرنے لگا.. نشال کی سفید، دودھیا کلائی ہنوز اسکی فولادی گرفت میں تھی..

"بولو..؟؟"اسکی کلائی کو جھٹکا دیتے ہوئے وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا. ضیغم کو اپنی ہی آواز پرائی لگ رہی تھی.

"آپ... آپ ہیں میری تکلیف کا باعث.. آپ کا کڑوا لہجہ.. آپ.. کی یہ سخت گرفت... آپکی یہ لاتعلقیاں.. آپکا... آپ کا.. ہر.. ہر.. انداز.. آپکی نفرت... اور.. اور مجھے دن رات جھلسا دینے والی آپکی یہ محبت... جو آپکی نفرت کو مزید بھڑکا دیتی ہے.. یہ سب مجھے تکلیف دیتا ہے.. میری اذیتوں کا باعث ہے.. مجھ پر رحم کریں ضیغم.. مجھ پر ترس کھائیں.. نہیں ہوتا یہ سب برداشت.. نن.. نہیں ہوتا.. مجھے مار کیوں نہیں دیتے آپ..؟؟ آپکا لہجہ مارتا ہے.. آپکی آنکھیں مررتی ہیں.. تو کسی روز ان ہاتھوں کو بھی زحمت دے لیں.. مار دیجئے مجھے..!!"وہ روتی بلکتی ایک بار پھر سراپا التجا بنی اسکا امتحان لے رہی تھی.. ضیغم کی آنکھوں میں گلال اترنے لگا..

"یعنی مجھ سے بچنا چاہتی ہو..؟؟ بچنے کے لیے موت چاہتی ہو..؟؟"اسکی کلائی آزاد کرتے ہوئے ضیغم نے پہلی بار بڑی نرمی سے اسکے بازو تھام لیے.. گرفت میں کچھ خاص تھا جسے روتی ہوئی نشال اس وقت سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں تھی.. ضیغم کے سوال پر نشال نے اپنی بھیگی پلکیں جھپکنے کی کوشش کی.. وہ جواب دینے سے قاصر تھی کہ وہ اس سے بچنا چاہتی ہی کب تھی..

"میری محبت جھلساتی ہوئی آگ جیسی ہے..؟؟ یہی کہا ناں تم نے..؟؟ تو تم اپنی محبت آزماؤ ناں.. تمہاری محبت کیسی ہے..؟؟ تم اپنی محبت سے اس آگ کو ٹھنڈا کردو نشال فاروقی, مجھے گھائل کیوں نہیں کرتی تم..؟؟ میں پاگل ہونا چاہتا ہوں مجھے پاگل کردو...!!"اسکے بازوؤں پر اپنی گرفت سخت کرتا وہ جنونی انداز میں بول رہا تھا.. نشال کی

لرزتی پلکیں ساکت ہونے لگیں.. ضیغم کی سلگتی آنکھوں سے عیاں ہوتی اذیتیں.. نشال کو بہت کچھ باور کروا گئی تھیں..

"میں مر جاؤں گی ضیغم.. جل جاؤں گی..!!" اسکے سسکتے لبوں سے لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر نکلے تھے..

"تو جل جاؤ اور مجھے بھی جلا دو... کر دو خاکستر.. مٹا دو میری ہستی... ہے صلاحیت..؟؟ پھر کہہ رہا ہوں نشال فاروقی.. اگر ہے صلاحیت تو چلا لو کوئی جادو... ضیغم اجلال تمہارے سامنے.. تمہارے قریب.. تمہارے بہت پاس.. تمہارا ہر وار سہنے کے لیے حاضر ہے..!!" دھیمی آواز میں بولتا وہ بے بس ہوتے ہوئے اسکی پیشانی سے اپنے پیشانی ملا گیا تھا.. جبکہ نشال کا دھڑکتا دل اسکے پل پل بدلتے لہجے, دیکھتے ہوئے پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تیار تھا.. گہری خاموشی میں ضیغم اسکے دل کی بے ہنگم ہوتی دھڑکنیں محسوس کر سکتا تھا, اسے بے ساختہ اپنی ملکیت پر پیار آنے لگا.. بے تحاشا بے شمار.. یوں جیسے جذبوں کا طوفان آج اسکے دل کا بھید عیاں کر دینے والا تھا.. اسکے بازو چھوڑتے ہوئے ضیغم سرعت سے اس سے دور ہو گیا.. نشال نے بے ساختہ اپنے دل کے شور پر قابو پانے کو اپنا ہاتھ دل پر رکھ لیا.. جبکہ اپنے منہ زور جذبات پر قابو پانے کو ضیغم نے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے ہوئے ایک گہرا سانس لیا تھا.. معاً فضا گولی کی آواز سے جھنجھنا اٹھی.. نشال نے دہل کر اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا جبکہ ضیغم نے فوراً اس جانب دیکھا جہاں دوسری سڑک پر وہ گاڑی اور دونوں ہیولے ہنوز موجود تھے.. مگر ان میں سے ایک کو یقیناً گولی لگی تھی کیونکہ وہ قدرے جھک کر اپنے کندھے پر ہاتھ رکھ چکا تھا. اسکے جھکنے سے انکی گاڑی کی لائیٹس میں اس شخص کا چہرہ ایک پل کو واضح ہوا تھا جسے دوری کے باوجود بھی ضیغم پہچان گیا تھا.. جبکہ وہ دونوں اب شاید زمین پر

بیٹھ چکے تھے.. سڑک کے اطراف میں اگی جھاڑیوں کے باعث وہ اب ان دونوں کو نہیں دیکھ پا رہا تھا.. ڈیش بورڈ کی ڈرار سے اپنی لوڈڈ گن باہر نکالتے ہوئے اسنے سرعت سے اپنی طرف کا دروازہ کھولا تھا.. نشال نے معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے تیزی سے اسکا ہاتھ تھام لیا..

"ضیغم پلیز آپ مت جائیں..!" کپکپاتی آواز میں التجا کرتی وہ خوفزدہ لگ رہی تھی.. تبھی دو گولیاں مزید چلی تھیں.. اور پھر ایک اور... نشال کے ہاتھ باقاعدہ کانپنے لگے.. جان ہوا ہونے لگی تھی.

"میرا ہاتھ چھوڑ دو نشال.. تم میری بیوی ہو.. اور ایس-پی ضیغم اجلال کی بیوی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو اسکا فرض ادا کرنے سے روکے..!!" سنجیدگی سے بولتا وہ اسے اپنا ہاتھ چھوڑنے کے لیے کہہ رہا تھا... حالانکہ اپنا ہاتھ اسکی کمزور، لرزتی گرفت سے چھڑوانا اسکے لیے کچھ مشکل نہ تھا مگر وہ اسے ہراساں چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا..

"میں نہیں جانتی کہ آپکا سٹیٹس کیا ہے اور مجھے کیا زیب دیتا ہے.. میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ میں آپکو... کچھ بھی ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی.. پلیز آپ وہاں مت جائیں..!!" اسکی شرٹ اپنی مٹھیوں میں بھینچتے ہوئے وہ بھرائی ہوئی آواز میں بول رہی تھی.. ضیغم نے نرمی سے اپنی شرٹ اسکی مٹھیوں سے چھڑوانی چاہی. مگر وہ شرٹ.. بچوں کی طرح سختی سے دبوچے ہوئے تھی.

"نشال ضد مت کرو یار..!!" اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے جانے کیسے اسکے لبوں سے نرم الفاظ نکل گئے تھے..

"ضیغم پلیز..!!" نشال ہر صورت اسے روک لینا چاہتی تھی..

"وہ لوگ اسے مار دیں گے نشال.. یوں ضدمت کرو... میں جا رہا ہوں.. میرے فائر کرتے ہی تم یہ بٹن پش کر دینا, سائرن بجنا شروع ہو جائے گا.. اور ساتھ ہی گاڑی کی لائیٹس بھی آن کر دینا... اگر تم بروقت یہ دونوں کام کر لو گی تو مجھے کچھ نہیں ہو گا... بیلیو می...!" جلدی جلدی کہتا وہ اس بار اپنی شرٹ اسکی مٹھیوں سے آزاد کرواتے ہوئے گاڑی سے باہر نکل گیا تھا. نشال نے دھندلی آنکھوں سے سڑک پر تیزی سے بھاگتے اس عزیز از جان شخص کو دیکھا.. چھ سات قدموں کے فاصلے پر ختم ہوتے روڈ کا موڑ کاٹتے ہی ضیغم نے ہوا میں فائر کیے تھے.. اسکی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے نشال نے جلدی سے ضیغم کے بتائے گئے بٹن کو پش کیا.. اونچی آواز میں بجتا سائرن.. فضا میں ارتعاش پیدا کرنے لگا تھا.. ساتھ ہی اسنے گاڑی کی لائیٹس بھی آن کر دی تھیں.. کچھ دیر وہ یونہی گاڑی میں دم سادھے بیٹھی فائرنگ کی آواز سنتی رہی.. ضیغم کو گئے چار, پانچ منٹ ہو چکے تھے.. وہ اسے وہیں بیٹھے بیٹھے دور اس روڈ پر اسکی ساری کاروائی دیکھتے ہوئے سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی.. وہ وہاں روڈ پر کھڑی ایک گاڑی کے قریب دو یا تین آدمیوں پر فائر کرتا اسی گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا.. بدلے میں وہ آدمی ایک دو فائر کر کے دوسری جانب جھاڑیوں میں کہیں غائب ہو گئے تھے.. تھوڑی ہی دیر میں ہر طرف خاموشی چھا گئی.. ضیغم گاڑی کے پاس پہنچ کر نیچے جھکا تو نشال کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا.. چند سیکنڈز بعد اندھیرے میں دو ہیولے مزید نظر آئے تھے.. ایک شاید لڑکی تھی جو دوسرے زخمی مرد کو سہارا دیے اب چل رہی تھی.. جبکہ ضیغم اطراف کا اچھی طرح سے جائزہ لیتا بھاگتے ہوئے واپس گاڑی کی طرف آ رہا تھا.. نشال کے لبوں پر آیت الکرسی کا ورد تھا.. سائرن ہنوز بج رہا تھا..

پلک جھپکنے میں ہی وہ واپس گاڑی میں آ کر بیٹھ چکا تھا.. اگینشن میں چابی گھماتے ہوئے اسنے سرعت سے گاڑی سٹارٹ کی تھی اور ان دو ہیولوں کے قریب لے جانے لگا جن کے چہرے اب زرد روشنی میں واضح ہو رہے تھے.. لمبا چوڑا لڑکا, ایک نازک سی لڑکی کو اپنے حصار میں لیے تکلیف زدہ سا چل رہا تھا.. جسے وہ اس لڑکی کے سہارے چلتا سمجھ رہی تھی دراصل وہ لڑکا.. بری طرح روتی ہوئی لڑکی کو سنبھالے ہوئے تھا.. وہ اپنے دائیں کندھے کی طرف سے قدرے جھکا ہوا تھا, شاید گولی اسکے کندھے میں ہی لگی تھی.. وہ دونوں یقیناً میاں بیوی تھے جواب ضیغم کی گاڑی میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ چکے.. نشال پریشان زدہ سی ان دونوں کا چہرہ دیکھ رہی تھی مگر وہ دونوں ہی اسکی طرف متوجہ نہیں تھے.. روتی ہوئی لڑکی اپنے شوہر کی طرف متوجہ, اسکے لیے فکر مند نظر آ رہی تھی جبکہ تکلیف برداشت کرتے زمان نے نشال کی طرف ایک سرسری نگاہ ڈالتے ہوئے اسے سلام کیا تھا.

"السلام علیکم بھابھی..!!" دھیمی درد سے پر بھاری آواز.. زمان کے سلام کرنے پر نشال نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فوراً چہرے کا رخ آگے کر لیا. سامعہ اسے نہیں دیکھ پائی تھی.. ضیغم کی گاڑی فل سپیڈ سے سڑک پر فراٹے بھرنے لگی..

♦♦♦♦

زمان نے تیزی سے قریب آتے ہوئے اس شخص کو دیکھا جس نے اسکے پاس آ کر اسے دیکھنے کی بجائے جھاڑیوں میں غائب ہوتے سامعہ کے بھائی اور اسکے آدمیوں پر فائر کیے تھے.. اچھی طرح اطراف کا جائزہ لے کر وہ اسکی طرف پلٹا تھا..

"زمان.. آر یو او کے..!!" اسکے پاس سڑک پر بیٹھتے ہوئے ضیغم نے فکر مندی سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا.. سامعہ آہستگی سے زمان سے دور ہوئی جبکہ ضیغم کے ہاتھ کی انگلیاں اسکے کندھے سے نکلتے خون سے تر ہو گئی تھیں..

"یس آئی ایم.. بس ایک گولی لگی ہے..!!" کھڑے ہونے کی کوشش کرتا زمان بڑی مشکل سے بول پایا تھا. خون کافی بہہ چکا تھا..

"تم بولو مت.. پتہ لگ چکا ہے مجھے.. وہ لوگ جا چکے ہیں, تم دو تین قدم چلنے کی کوشش کرو میں گاڑی لے کر آتا ہوں..!!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ مڑا تھا اور اپنی گاڑی کی طرف بھاگا.. زمان نے ایک نظر بلکتی ہوئی سامعہ پر ڈالی پھر اپنا بایاں ہاتھ بڑھا کر اسے کھڑا ہونے کے لیے سہارا دیا.. وہ بے جان ہوتی ٹانگوں سمیت بڑی مشکل سے کھڑی ہو پائی تھی..

"سامعہ پلیز رونا بند کرو.. کچھ نہیں ہوا تمہارے بھائی کو.. وہ لوگ صحیح سلامت بچ نکلے ہیں.. یا یوں سمجھو کہ سر نے انہیں خود ہی بخش دیا ورنہ اگر وہ گھور اندھیرے میں بھی نشانہ لے لیں تو وہ چُوک نہیں سکتا..!" اسکے رونے کا اپنا ہی مطلب اخذ کرتا وہ اپنی تکلیف بھلائے اسے حوصلہ دے رہا تھا.. سامعہ کو لگا وہ گر جائے گی.. اسنے سہارے کے لیے گاڑی کو تھامنا چاہا تھا جب بروقت زمان نے اسے سہارا دے کر اپنے سینے سے لگا لیا تھا.. وہ بنا کوئی صفائی دیے بس چپ چاپ روتی ہوئی اسکے ساتھ چلنے لگی.. وہ دونوں چند قدم ہی چلے تھے کہ جب ضیغم نے انکے قریب اپنی گاڑی لا کر روکی تھی.. گاڑی سے اتر کر ان کے لیے پچھلا دروازہ کھولا تھا. وہ دھیمی آواز میں تھینکس کہتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گیا..

"زبان بندر کھو اپنی.. اور آنکھیں کھلی رکھنا بس...!!" اسے ڈپٹتے ہوئے ضیغم نے فرنٹ سیٹ سنبھالتے ہوئے گاڑی کی سپیڈ تیز کر دی تھی..

معاذ زمان کی نگاہ اپنی جانب دیکھتی نشال پر پڑی تھی.. نگاہ جھکاتے ہوئے اسنے اسے سلام کیا تھا.. وہ جواب دیتے ہوئے اپنا رخ سیدھا کر گئی تھی جبکہ زمان کے سلام کرنے پر سامعہ بھی اسکی طرف متوجہ ہوئی مگر اسے دیکھ نہ پائی.. زمان پر کمزوری کے باعث غنودگی چھا رہی تھی..

"سامعہ.. آپ زمان سے باتیں کریں پلیز.. اسکی آنکھیں بند نہیں ہونی چاہئیں.. بلٹ جسم کے اندر ہی ہے.. زیادہ مسئلہ کری ایٹ ہو سکتا ہے..!!" گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے ضیغم نے سامعہ کو مخاطب کیا.. زمان کا سر سامعہ کے کندھے پر لڑھک چکا تھا.. آنکھیں بند ہونے کو بے تاب ہو رہی تھیں.. سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ضیغم نے پچھلی سیٹس کی لائیٹس آف کر دیں.. سامعہ نے نرمی سے زمان کا رخسار تھپتھپایا تھا..

"زمان.. پلیز آنکھیں کھلی رکھیں..!!" بھرائی ہوئی آواز میں وہ اٹکتے ہوئے بولی.. اسکی پکار پر زمان نے اپنی بوجھل سرخ بوٹی ہوتی آنکھیں پوری کھولنے کی بھرپور کوشش کی.. دھندلی ہوتی آنکھوں سے وہ اپنے قریب حسرت بھری نگاہوں سے سامعہ کا رویا رویا چہرہ دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا جو نیم اندھیرے کے باعث اتنا واضح نہیں تھا..

"تم کیوں.. فکر.. کر رہی.. ہو.. ہو جانے دو بند.. آنکھیں.. تم تو میرے سینے کو... چھلنی کر دینا چاہتی تھی ناں.. تو پھر اب... عیش کرنا... آزاد رہنا...؟؟" ہلکی آواز میں بڑبڑاتا وہ اسکے آنسوؤں کی رفتار بڑھا گیا تھا..

"غصے میں کہا تھا..!!" اسکے گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ روتے ہوئے اپنی صفائی پیش کر رہی تھی.

"سنو سامعہ... اگر میں مر جاؤں.. تو کیا تم واپس... اپنے باپ کے پاس... چلی جاؤ گی..؟؟" اپنے گال پر رکھے اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے وہ پُر اذیت لہجے میں پوچھ رہا تھا.. سامعہ نے فوراً نفی میں گردن ہلائی تھی. اپنے ہاتھ پر زندہ اسکا لمس سامعہ میں زندگی کی توانائیاں بھر رہا تھا.

"آپ کو کچھ نہیں ہو گا.. بالکل ٹھیک ہو جائیں گے آپ..!!" اسکی پیشانی پر بکھرے بال سمیٹتے ہوئے وہ درد بھری آواز میں کہہ رہی تھی..

"اب مجھے بھی لگ رہا ہے کہ.. مجھے کچھ نہیں ہو گا.. بھلا جب زندگی.. بانہوں میں ہو تو.. موت کیسے آ سکتی ہے..!!" اسکے کندھے پر سر ٹکائے وہ اسکے کان کے قریب سرگوشیاں کر رہا تھا.. سامعہ کا دل اسکے ہاتھوں سے نکل کر اس شخص کا اسیر ہونے لگا تھا.. وہ بہت نرمی سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی..

"ایسے مت کرو سامعہ.. بہت سکون مل رہا ہے.. میں سو جاؤں گا یار...!!" کہتے ہوئے وہ بڑی مشکل سے مسکرایا تھا. سامعہ نے فوراً اپنی انگلیوں کی جنبش روک لی.. ہاسپٹل کی عمارت آ چکی تھی.. زمان ہنوز ہوش میں تھا.. گاڑی کی لائیٹس آنے کرتے ہوئے ضیغم نے ایک مطمئن نگاہ زمان پر ڈالی پھر گاڑی عین عمارت کے سامنے روک دی...

♦♦♦♦

اسنے جہاز کی آخری سیڑھی سے زمین پر چھلانگ لگائی تھی. کندھے پر لٹکتا سکول بیگ ٹائپ چھوٹا سا سفری بیگ اسکے جسم کی اس حرکت سے ہلا تھا.. اسکی تقلید کرتا وہ نیلی آنکھوں والا لڑکا بھی پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھ چکا تھا.. جبکہ ائیرپورٹ پر اطراف کا جائزہ لیتے اس شخص کی آنکھوں میں شیطانی چمک ابھر رہی تھی.. کثرت سگریٹ

نوشی کے باعث سیاہ لبوں پر بڑی کمینی مسکراہٹ تھی۔۔اسکی وحشی آنکھوں میں ایک معصوم چہرہ گھوم رہا تھا۔۔اسکے انگریز ساتھی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے جیسے ہوش دلایا تھا۔۔

"ہے ای زِی۔۔وہ مل تو جائے گی ناں۔۔؟؟"شستہ انگریزی میں پوچھتا وہ نیلی آنکھوں والا انگریز کچھ خاص پر امید نظر نہیں آرہا تھا۔۔

اسکے سوال پر مقابل کے لبوں کی کریہہ مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔

"لاہور۔۔۔۔یہ شہر۔۔یہ اسکا آبائی شہر ہے پی-ڈی۔۔چپہ چپہ چھان ماروں گا۔۔کیسے نہیں ملے گی۔۔!!"لبوں کی مسکراہٹ سمیٹتے ہوئے وہ پر اعتماد لہجے میں بول رہا تھا۔۔

"اور وہ گینگ۔۔وہ کچھ مدد کرپائے گا ہماری۔۔؟؟"عمارت کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے پی-ڈی نامی انگریز نے دوسرا سوال پوچھا تھا۔بدلے میں وہ قہقہ لگا کر ہنسا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے۔۔میں اس شہر اور اس ملک میں در در کی خاک چھاننے آیا ہوں۔۔؟؟بے وقوف انسان اُس گینگ کے ممبرز پورے ملکِ پاکستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔۔تو ظاہر سی بات ہے کہ اس دیسی وہسکی کو ڈھونڈنے میں بلیک مون گینگ ہی ہماری مدد کرے گا۔۔!"بڑے بڑے قدم اٹھاتا وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔وہ دونوں اب چیکنگ ایریا میں داخل ہورہے تھے۔۔

"ہوپ سو۔۔۔بٹ آئی وانٹ دیٹ گرل۔۔۔آئی وانٹ ہر۔۔۔!"پی-ڈی دھیمے لہجے میں بڑبڑایا تھا۔۔

"ڈونٹ یو وری... شی وِل بی یورز...!!"زِی نامی اس شخص نے اسے تسلی دی تھی..چیکنگ کروا کر وہ دونوں ائیر پورٹ کی عمارت سے باہر نکل آئے جہاں بلیک مون گینگ کے دو آدمی ان دونوں کے منتظر تھے.

"باس نے تو کہا تھا کہ لاہور کی پولیس فورس ہمارے لیے پرابلم کری ایٹ کر سکتی ہے بٹ... اٹ آل واز اوکے..!!" ٹیکسی میں بیٹھتے ہی پی-ڈی نے کہا تھا.

"اٹ واز ناٹ اوکے سر.. اٹ ہیز میڈ اوکے فار بوتھ آف یو..!" گاڑی ڈرائیو کرتے شخص نے پی-ڈی کو جواب دیا.وہ سر ہلا کر رہ گیا جبکہ زی بڑے غور ست چلتی سڑک کو دیکھ رہا تھا..

♦♦♦♦

"تھینک یو ویری مچ نشال.. آپ نے اور ضیغم بھائی نے بروقت پہنچ کر میرے ہزبینڈ کی جان بچائی ہے.. میں شاید.. تا عمر آپ دونوں کا یہ احسان چکا نہیں پاؤں گی..!"نشال کے ہاتھ تھامتے ہوئے وہ بھیگی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی..

"شکریہ کہہ کر مجھے شرمندہ مت کریں سامعہ... آپ کے ہزبینڈ کی زندگی محفوظ رہی,اس سے بڑھ کر ضیغم اور میرے لیے کچھ نہیں ہو سکتا..!!"اسکے ہاتھ گرمجوشی سے دباتے ہوئے نشال نے مسکرا کر کہا.ساری رات روتے رہنے کے باعث سامعہ کی آنکھیں سوج کر موٹی ہو رہی تھی.. آواز بیٹھ چکی تھی..زمان کو صبح سے دوبار ہوش آ چکا تھا مگر محض چند منٹوں کے لیے..ابھی تک وہ مکمل طور پر ہوش میں نہیں آیا تھا.

"اینڈ سوری فار یسٹرڈے نائٹ.. آپکو مشال سمجھ کر میں بہت جذباتی ہوگئی تھی.. رئیلی آپ کی شکل اس سے اتنی میچ کرتی ہے کہ میں بالکل پہچان ہی نہیں پائی, مجھے لگا آپ ہی مشال ہیں..!" سامعہ کے شرمندگی سے کہنے پر نشال کے لب مسکرا اٹھے..

"جی اور یہ سوری اب مزید کتنی بار کہنے کا ارادہ ہے..؟ صبح سے یہ کوئی دسویں بار کہہ رہی ہیں آپ مجھے..!!" نشال نے اسے ہنسانے کو مصنوعی خفگی جتائی.

"جب تک آپ یہ نہیں بتا دیتیں کہ مشال اب کہاں ہے.. اور کیسی ہے..؟؟" سامعہ نے جھٹ مشال کے بارے میں پوچھ لیا.

"پہلے آپ بتائیں کہ آپ مشال کو کیسے جانتی ہیں..؟ اور پلیز مجھے آپ دونوں کی پوری سٹوری سننی ہے..!" نشال نے الٹا اسی سے سوال کیا. اسے امید ہو چلی تھی کہ شاید سامعہ سے ہی مشال کی بابت کچھ پتہ چل جائے..

"ہم دونوں سٹی یونیورسٹی آف لندن میں ملے تھے..!" سامعہ نے دھیمی آواز میں بولنا شروع کیا.. نشال مکمل طور پر اسکی طرف متوجہ ہوگئی..

"وہ بہت خاموش اور گم صم رہنے والی لڑکی تھی.. اپنا درد.. آپ غم.. اپنی پرسنل لائف.. کبھی بھی, کچھ بھی مجھ پر عیاں نہیں ہونے دیتی تھی.. مگر اسکی اداس آنکھیں... انکی وحشتیں.. سب کہہ دیتی تھیں.. شاید کوئی احساس کمتری.. کوئی خوف تھا اسے.. اسے ہنسانے کے لیے, اسکی مسکراہٹ دیکھنے کے لیے میں اکثر اسے لطیفے سنایا کرتی تھی.. وہ تو مجھ سے اپنا آپ تک چھپانے کی کوشش کرتی تھی اور میں اسے اپنی ذات سے لے کر اپنے خاندان کے

ایک ایک فرد کے متعلق آگاہ کر چکی تھی..!" بولتے بولتے وہ ایک پل کو رکی.. نشال نے زبردستی لبوں پر مسکراہٹ سجالی مگر جانے کیوں آنکھوں میں نمی اتر رہی تھی.

"چار سال کب گزرے پتہ بھی نہیں چلا.. ایگزیمز کے بعد میری پاکستان واپسی طے تھی اور واپس آجانے پر... میرے چچازاد سے میری شادی طے تھی..!!" اپنی شادی کا ذکر کرتے ہوئے اسکے لہجے میں تلخیاں گھل گئیں..

"میں نے مشال کو بھی کہا کہ میرے ساتھ پاکستان چلے اور میری شادی اٹینڈ کرے.. پہلے تو اسے اسکے گھر سے اجازت نہیں ملی.. وہ ان دنوں مزید اداس و پریشان رہنے لگی تھی.. مجھے لگا شاید وہ پاکستان نہ جانے کی وجہ سے اداس ہے کیونکہ اسے پاکستان آنے کا بہت شوق تھا.. مگر اسکی پریشانی... پریشانی کی وجہ میری سمجھ سے باہر تھی.. میں نے اس سے پوچھنے کی کوشش بھی کی مگر وہ ہمیشہ کی طرح ٹال گئی.. پتہ نہیں اسے کونسے خدشے لاحق تھے جو وہ اپنا حال دل کسی سے بھی بیاں کرنے سے گریزاں تھی..!!" سامعہ نے ایک بار پھر وقفہ لیا.. نشال کا تجسس بڑھ چکا تھا..

"پھر اچانک اسکی ماما نے اسے پاکستان جانے کی اجازت دے دی.. اور تب.. چار سالوں میں پہلی بار میں نے اسکی آواز میں کھنک محسوس کی تھی.. اسنے مجھے کال پر ہی میرے ساتھ پاکستان آنے کی خوشخبری دی تھی.. اسکی چہکتی ہوئی آواز آج بھی میرے کانوں میں گونجتی ہے.. اس دن اس سے کال پر بات کرتے ہوئے میں نے اس سے کہا تھا کہ کاش میں اسکے سامنے ہوتی اور اسے مسکراتا دیکھتی اور بدلے میں پتہ اسنے مجھے کیا کہا تھا..؟؟" بولتے ہوئے سامعہ کی آواز بھرا گئی.. نشال کی دھندلی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخساروں پر بکھرنے لگے..

"اسنے کہا تھا کہ سامعہ..جب میں تمہارے ساتھ فلائٹ میں بیٹھ جاؤں گی تو میں پاکستان جانے کی خوشی میں قہقہے لگاؤں گی..پھر جی بھر کر دیکھ لینا..مگر...پھر..پھر جانے کیا ہوا کہ..وہ پیپر دینے بھی نہیں آئی..ہمارا فائنل سیمسٹر تھا مگر وہ نہیں آئی..میں اسکے گھر جانا چاہتی تھی..دو دفع گئی بھی مگر دونوں بار گھر لاکڈ تھا..پاکستان آنے سے پہلے ایک بار پھر میں اسکے گھر گئی اور اس بار میری ملاقات اسکی مدر سے ہوئی تھی..انہوں نے کہا کہ مشال پاکستان جا چکی ہے..میں نے اسکی ایگزیمز میں غیر حاضری کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے گول مول سا جواب دے دیا...میں نے اسکا پاکستانی ایڈریس بھی مانگا مگر انہوں نے مجھے ٹال دیا..میں مایوس ہو کر واپس ہاسٹل آ گئی اور پھر اگلے دن میری فلائٹ تھی..فلائٹ میں بیٹھ کر میں نے مشال کو بہت یاد کیا..بہت زیادہ..اتنا کہ اسکے قہقہوں کو نہ سن پانے کے غم میں, میں رو پڑی..مگر نہ تو وہاں مشال تھی اور نہ ہی اسکا کوئی قہقہ..!"بولتے ہوئے وہ باقاعدہ رونے لگی..اور رو تو نشال بھی رہی تھی کہ جو غم سامعہ کو رلا گیا تھا وہ ہی غم نشال کو بھی رلا رہا تھا..بھلا اسنے کب مشال کو مسکراتے دیکھا تھا..نشال نے آہستگی سے اپنے گال صاف کیے.

"وہ یہاں بھی ایسی ہے ہے..مسکراہٹ اسکے لبوں سے دور ہی رہتی ہے..ہاں مگر ایک چیز چینج ہو چکی ہے...اسکی آنکھوں میں اب اداسی نہیں ہوتی..ویرانی ہوتی ہے..!!"کھوئے کھوئے لہجے میں بولتی وہ آخر میں پھیکی ہنسی ہنس دی..سامعہ نے کچھ پریشانی سے اسکی جانب دیکھا..

"ہمارے فرسٹ پیپر سے ایک دن پہلے ہی میری اس سے بات ہوئی تھی..تب وہ بالکل ٹھیک تھی..مطمئن اور خوش تھی...پھر کیا ہوا کہ...."سامعہ دھیمی آواز میں بڑبڑا رہی تھی.

"سنو سامعہ... جب تم لاسٹ ٹائم اس سے ملی تھیں, کیا تب اسکے فیس پر کوئی زخم تھا..؟؟" ذہن میں ایک جھماکا ہوتے ہی نشال نے بے تابی سے پوچھا..

"زخم..؟؟ کیسا زخم..؟؟" سامعہ نے پریشان زدہ لہجے میں پوچھا.

"سگریٹ سے جلے کا زخم..!!" نشال نے آہستگی سے کہا. سامعہ کی دکھتی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں..

"نن.. نہیں.. نہیں تو... اسکا چہرہ تو..... بالکل صاف, شفاف اور بے داغ تھا.. بالکل آپ جیسا...!" سامعہ نے الجھن زدہ لہجے میں جواب دیا.. نشال کی آنکھوں میں گہری سوچ کی پرچھائیاں نظر آنے لگیں.

"کیا ہوا ہے اُسے..؟؟ وہ ٹھیک تو ہے ناں..؟؟" پتھر بنی نشال کو ہلاتے ہوئے سامعہ نے بے چینی سے پوچھا.. نشال بامشکل اثبات میں سر ہلا پائی تھی..

"لیکن ابھی تو آپ نے کسی زخم کی بات کی ہے..!!" سامعہ نے سرعت سے پوچھا.. تبھی ضیغم وہاں آیا تھا.

"زمان کو ہوش آگیا ہے.. آپ اس سے مل لیں..!!" نگاہ جھکائے وہ بڑی سنجیدگی سے سامعہ سے مخاطب ہوا. سامعہ فوراً اٹھی تھی.. پھر نشال کو واپس آنے کا کہہ کر چلتی ہوئی چند قدموں کے فاصلے پر بنے روم میں جا گھسی.. جبکہ نشال سنجیدگی سے مشال کے بارے میں سوچ رہی تھی.. یقیناً مشال کے ساتھ کوئی حادثہ ہوا تھا لیکن کب..؟؟ کس دن..؟؟ وہ ضیغم کی موجودگی سے انجان بڑی سنجیدگی سے اس بارے میں سوچ رہی تھی جب ضیغم اسکے ساتھ والی چیئر پر بیٹھ گیا.

"بھوک لگ رہی ہے تمہیں..؟؟" اسے ہنوز گم صم بیٹھا دیکھ کر ضیغم نے بڑی سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا.

نشال نے چونک کر اسکی طرف دیکھا. اسکے ساتھ بیٹھا وہ اسی کی طرف دیکھ رہا تھا.. آنکھوں میں وہ ہی ہمیشہ جیسی سرد مہری.. گھنی مونچھوں تلے دبے لب آپس میں پیوست.. نشال کو اسکے چہرے کے برف تاثرات سے اپنی آنکھیں پتھر ہوتی محسوس ہو رہی تھیں..

"نہیں..!" نشال نے ایک لفظی جواب دے کر نگاہ اسکے چہرہ سے ہٹالی..

"مگر مجھے لگ رہی ہے.. اور تمہارے ہوتے ہوئے میں اکیلے کھانا نہیں کھاؤں گا.. چلو میرے ساتھ..!!" اسکے انکار کو ناک پر سے مکھی کی طرح اڑاتا وہ چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا اور مجبوراً نشال کو بھی اسکا ساتھ دینا پڑا تھا کیونکہ اسکی کلائی ضیغم کی مضبوط مٹھی میں مقید تھی..

"میں کہہ رہی ہوں ناں مجھے بھوک نہیں ہے..!!" اسکے ساتھ تقریباً گھسٹتے ہوئے نشال نے دھیمی آواز میں احتجاج کیا تھا.

"تم جانتی ہو کہ مجھے انکار سننے کی عادت نہیں ہے..!!" اسے ساتھ لیے, مضبوطی سے چلتا وہ بڑی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا..

"حد ہے.. یعنی اب میں اپنی سانسوں کو بھی آپکا پابند کر دوں..؟" وہ چڑتے ہوئے بولی..

"اسکی ضرورت ہی کیا ہے.. وہ تو پہلے ہی میری پابند ہیں..!!" پر غرور انداز میں کہتا وہ اپنی بات کے آخر میں دلکشی سے مسکرایا تھا.. ضیغم کے یقین سے کہنے پر نشال کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے.. وہ اسے لیے ہاسپٹل کی بیک سائیڈ پر نکل آیا تھا..

"بہت برے ہیں آپ...!!"وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی. ہمیشہ کی طرح اسکے پاس ضیغم اجلال کے لیے ایک یہی خطاب تھا..

"چچ..چچ..چ..پھر بھی تم مجھ سے ہی محبت کرتی ہو..!!"اسکے فقرے کا حظ اٹھاتا وہ اسے کینٹین کا دروازہ کھول کر اندر لے آیا تھا..نشال نے ایک پل کو اپنے لب بھینچ لیے..آنسو آنکھوں سے چھلکنے کو بے تاب ہو رہے تھے..

"بیٹھو یہاں...!"ایک کونے میں رکھے ٹیبل کے گرد رکھی چیئرز میں سے اسے ایک پر بٹھاتے ہوئے وہ آہستگی سے بولا تھا.

"یہ سب کر کے کیا ملتا ہے آپکو..؟؟"اسے اپنے مقابل چیئر پر بیٹھتا دیکھ وہ بھرائی ہوئی آواز میں پوچھ رہی تھی. خود پر ضبط کرنا مشکل ہو رہا تھا..اسکی طرف دیکھتے ہوئے ضیغم نے بغور اسکی پانی بھری آنکھوں میں جھانکا..

"اب اگر تمہارا ایک بھی آنسو تمہاری آنکھوں سے باہر نکلا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا نشال...آنکھیں صاف کرو...!!"ٹیبل پر رکھے ٹشوز میں سے چند ٹشوز اسکی طرف بڑھاتے ہوئے وہ کرختگی سے گویا ہوا..

ہائے کیا لوگ یہ آباد ہوئے ہیں مُجھ میں
پیار کے لفظ بولیں، لہجے سے ڈستے جائیں

"آپ کسی خوش فہمی میں مت رہا کریں.. سو بار کہہ چکی ہوں کہ آپ سے برا کوئی ہے بھی نہیں..!!" اپنی پتلی پتلی لمبی انگلیوں سے اپنی آنکھیں صاف کرتی وہ تلخ لہجے میں کہہ گئی.. ٹشوز لینے کی اسنے زحمت نہیں کی تھی. اسکے تیکھے جواب پر ضیغم نے اپنی نگاہوں کا رخ موڑ لیا.. کہ اسکی غلافی آنکھیں پھر سے بھرنے لگی تھیں..

"میں لاسٹ ٹائم کہہ رہا ہوں نشال... رونا بند کرو.. ورنہ پھر جس انداز میں, میں تمہیں خاموش کرواؤں گا وہ تم یہاں... اس پبلک پلیس پر برداشت نہیں کر پاؤ گی..!!" اسے روتے دیکھ جب اس سے برداشت نہ ہوا تو وہ پھر سے اس سے مخاطب ہوا تھا. آنکھیں بے تاثر تھیں.. مگر لہجے کی معنی خیزی بتا رہی تھی کہ جو وہ کہہ رہا ہے وہ کر جائے گا.. نشال سٹپٹا گئی.. فوراً ٹشوز اسکے ہاتھ سے لے کر گال صاف کیے تھے.. ویٹر سینڈوچز اور چائے کے دو مگ لا چکا تھا.. ضیغم نے ایک مگ اور سینڈوچز کی پلیٹ اسکے سامنے کر کے خود چائے کا مگ لبوں سے لگا لیا.. نشال نے ایک نظر ضیغم کے سنجیدہ چہرے پر ڈالی.

"بھوک آپکو لگ رہی تھی.. مجھے نہ کچھ کھانا ہے اور نہ ہی.. پینا ہے..!" دھیمی آواز میں کہتی وہ ایک کہنی ٹیبل پر ٹکا کر ہاتھ اپنی ٹھوڑی کے نیچے رکھ چکی تھی.. اسکے انکار کو ان سنا کرتے ہوئے اسنے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی جو صبح کے بارہ بجانے والی تھی..

"سوا بارہ بجے تک مجھے آفس جانا ہے.. اسے جلدی ختم کرو..!!" ضیغم نے اطمینان سے کہا. تحکم بھرا انداز.. نشال کلس کر رہ گئی. جبکہ خود وہ گھونٹ گھونٹ چائے حلق سے نیچے اتار رہا تھا.. نگاہ کا مرکز نشال نہیں تھی..

"چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے..!!" اسے یونہی بیٹھے دیکھ ضیغم نے خود پر ضبط کرتے ہوئے چبا چبا کر کہا. نگاہ کا مرکز نہ سہی مگر توجہ کا مرکز وہ ہی تھی, اس بات کا اندازہ نشال کو ہو گیا تھا.. وہ واقعی اپنی بات دہرانے کا عادی نہیں تھا مگر واحد نشال ہی تھی جسے وہ بار بار مارجن دے دیا کرتا تھا.. بھیگی پلکیں جھکاتے ہوئے نشال نے چائے کا مگ ہاتھ میں لے لیا.. پھر مگ لبوں سے لگاتے ہوئے چور نگاہوں سے ضیغم کی طرف دیکھا جو اطراف کا جائزہ لیتا اس سے لاتعلق نظر آ رہا تھا.. اسکی بے رخی پر اپنے آنسو حلق میں اتارتی وہ چائے پینے کے ساتھ ساتھ سینڈوچ بھی کتر رہی تھی. کیونکہ جانتی تھی کہ ضیغم کا کہا مانے بغیر اسکی جان بخشی ہونے والی نہ تھی..

♦♦♦♦

وہ اندر آئی تو سامنے ہی وہ بستر پر آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا.. چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ اسکے قریب آئی تھی.. اسکے قدموں کی آہٹ محسوس کرتے ہوئے وہ اپنی آنکھیں کھول گیا تھا.. اسے اپنی جانب تکتا پا کر سامعہ کی آنکھیں پھر سے بھر آئیں..

"میرے بچ جانے کے دکھ میں رو رہی ہو..؟؟" نرم نگاہوں سے اسکی طرف دیکھتا وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا.. اسکے سوال پر سامعہ نے دھندلی آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا پھر جھٹ نفی میں گردن ہلائی..

"تو پھر..؟؟" نرمی سے پوچھتے ہوئے زمان نے اپنا بایاں ہاتھ بڑھاتے ہوئے اپنے قریب کھڑی سامعہ کا ہاتھ تھام لیا.. سامعہ نے کوئی مزاحمت نہیں کی بلکہ آہستگی سے بیڈ کے پاس پڑی چیئر پر بیٹھ گئی..

"اپنے بچ جانے کے دکھ میں رو رہی ہوں..!!" نگاہ جھکاتے ہوئے اسنے بھرائی ہوئی آواز میں کہا..

"بات تو ایک ہی ہو گئی سامعہ... تمہارا مسئلہ تو میں ہی ہوں ناں..!!" پر اذیت لہجے میں بولتا وہ سامعہ کو سر اٹھانے پر مجبور کر گیا..

"میں نے ایسا کب کہا..؟؟" سامعہ نے روتے ہوئے پوچھا..زمان کے لبوں پر پھیکی مسکراہٹ پھیل گئی.

"تمہارے آنسو کہہ رہے ہیں..!!" وہ سنجیدگی سے بولا..سامعہ کا دل کیا بستر پر لیٹے اس شخص کو جھنجھوڑ کر رکھ دے جو اسکا دل لوٹ کر اب اسکے آنسوؤں کی وجہ سمجھنے سے بھی قاصر تھا..

"کیا آنسوؤں کی بھی زبان ہوتی ہے جو یہ آپ سے الٹا سیدھا,کچھ بھی کہتے جا رہے ہیں اور آگے سے آپ مان بھی رہے ہیں..!!" بھیگی ہوئی آواز میں بولتی وہ اس پر خفا ہو گئی..زمان نے اس بار اپنے لبوں پر امڈتی مسکراہٹ دبائی تھی..

"باقیوں کا نہیں پتہ مگر تمہارے آنسوؤں کی ہے (زبان) سامعہ..!!" سنجیدگی سے بولتا اب وہ اسے چڑا رہا تھا..

سامعہ کی سوجی ہوئی آنکھوں میں اداسی پھیل گئی..

"تو پھر میں صرف اتنا کہوں گی کہ... آپ میرے آنسوؤں کی زبان سمجھنے میں ناکام رہے ہیں ڈی-ایس-پی صاحب...!!" اپنے آنسو پینے کی کوشش میں بھاری ہوتی آواز میں بولتی وہ اسکے ہاتھ میں مقید اپنا ہاتھ کھینچتے ہوئے اسکے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئی..

"سامعہ رکو تو... آہ...!!" اسے جاتا دیکھ وہ بولتا ہوا ذرا سا اٹھنے کی کوشش کرتا درد سے کراہ اٹھا.. داہنے کندھے میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگی تھیں. سامعہ فوراً اسکی طرف پلٹی جو اپنا سر واپس تکیے پر رکھ چکا تھا.. چہرے پر تکلیف کے آثار نمایاں تھے..

"زمان... آپ.. آپ کیوں اٹھ رہے تھے..؟؟" واپس اسکے قریب آتی وہ پریشانی سے بولی..

"تم کیوں جا رہی تھیں..؟؟" اسکی کلائی پھر سے پکڑتے ہوئے وہ قدرے سختی سے پوچھ رہا تھا.. سامعہ ایک پل کو نگاہ جھکا گئی.. اسکی حسین آنکھوں کو دیکھتا وہ اپنا درد بھولنے لگا.

"کیونکہ آپ مجھے سمجھ نہیں رہے...!!" اپنے لب چباتی وہ دھیمی آواز میں کہہ گئی..

"تمہیں یا تمہارے آنسوؤں کو..؟؟" اسکے سرخ چہرے کو اپنی وارفتہ نگاہوں کی گرفت میں لیے وہ مسکراہٹ دبائے پوچھ رہا تھا..

"ایک بات تو بتائیں.. آپ فلسفہ پڑھ کر ڈی-ایس-پی بنے ہیں..؟؟" اسکی بار بار آنسوؤں کی گردان پر وہ چڑتے ہوئے پوچھ رہی تھی..

"نہیں, تمہارا شوہر بن کر میں فلسفہ جھاڑنے لگا ہوں..!" نرمی سے کہتا وہ اس بار مسکرایا تھا.. سامعہ اسکے لبوں پر کھیلتی نرم مسکراہٹ دیکھتی رہ گئی.

"ایسے مت دیکھو... دل کمزور ہے میرا... اس پر ظلم یہ کہ بستر پر پڑا ہوں.. ورنہ...!" کہتے ہوئے وہ اپنا نچلا لب دانتوں میں دبا گیا.. اسکے لہجے کی معنی خیزی پر سامعہ کا دل زور سے دھڑک اٹھا. اسنے فوراً اپنی نگاہ جھکالی.. گالوں پر خون سمٹ آیا تھا جبکہ اسے شرماتے دیکھ زمان کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی.

"نرس کہہ رہی تھی کہ آپ سے زیادہ باتیں نہ کی جائیں.. آپکو ریسٹ کی ضرورت ہے..!!" جلدی جلدی کہتی وہ اس کے ہاتھ سے اپنی کلائی کھینچنے کی کوشش کرنے لگی مگر گرفت مضبوط تھی..

"بستر پر ضرور پڑا ہوں.. مگر اتنا لاغر نہیں ہوں کہ تم میری قید سے آزاد ہو جاؤ..!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے زمان نے اسکی کلائی کو ایک جھٹکا دیا تھا نتیجتاً وہ اسی پر آ رہی.. سامعہ نے بروقت اپنا ہاتھ فاصلہ برقرار رکھنے کو اسکے سر کے دائیں طرف تکیے پر رکھا تھا ورنہ اگر یہی ہاتھ تکیے کی بجائے زرا سا نیچے اسکے داہنے شانے پر رکھا جاتا تو یقیناً زمان کو تکلیف اٹھانی پڑ سکتی تھی..

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ..؟؟ آپکا بیڈ روم نہیں, ہاسپٹل کا کمرہ ہے یہ..!!" وہ دھیمی آواز میں غرائی تھی.. بھیگی پلکیں لرزنے لگی تھیں..

"جو کر رہا ہوں اپنی بیوی کے ساتھ کر رہا ہوں.. ہاسپٹل والوں کو کیا تکلیف ہے..!" بے قرار نگاہوں سے اسکے سوجے پپوٹے دیکھتا وہ کھویا کھویا سا کہہ رہا تھا..

"آپکا زخم... خراب ہو سکتا تھا..!!" اس سے دور ہوتے ہوئے وہ فکرمندی سے بولی..

"میرے زخموں کی دوا صرف تم ہو...!!" زمان نے برجستہ جواب دیا.

"آپ تھوڑی دیر سو جائیں اب.. ریسٹ کرنا چاہئیے آپکو..!!" اسکی بات کا جواب دیے بغیر وہ آہستگی سے گویا ہوئی..

"ایسے دور رہو گی تو نیند کیسے آئے گی.. جیسے رات مجھے سکون دے رہی تھیں,اب بھی دوناں.. میں سو جاؤں گا..!" وہ مسکاتے لہجے میں اس سے فریاد کر رہا تھا.. سامعہ نے جھجھکتے ہوئے اسکی طرف دیکھا جسکی سیاہ آنکھوں میں محبت کی قندیلیں جل رہی تھیں..

"پلیز...!" اسے تذبذب کا شکار دیکھ کر وہ گویا ہوا تھا.. سامعہ چپ چاپ دو قدم کا فاصلہ طے کر کے اسکے بیڈ کے قریب جا کھڑی ہوئی.. زمان نے لیٹے لیٹے ہی تھوڑا سا کھسک کر اسکے بیٹھنے کے لیے جگہ بنائی تھی.. اپنے لرزتے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتے ہوئے وہ اسکے پاس بیٹھ گئی.. پھر آہستگی سے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اسکے بالوں میں چلانے لگی.. اسکی سرسراتی انگلیوں کی نرمی زمان کو سکون دے رہی تھی.. وہ مزید کچھ کہے بنا آنکھیں موند گیا جبکہ سامعہ نے اسکی بولتی آنکھوں کے بند ہو جانے پر دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا تھا..

♦♦♦♦

بے بسی بہہ رہی ھے آنکھوں سے

زخموں سے چور ہو گئے ہیں ہم

اسنے آنکھوں سے بہتے آنسو بہت بے دردی سے صاف کیے تھے.. کل رات جس وقت وہ تینوں فاروقی ہاؤس واپس پہنچے تھے.. ٹھیک اسی وقت شازمہ بیگم کی بہن اور بہنوئی کی گاڑی فاروقی ہاؤس کا گیٹ پار کر گئی تھی.. اس وقت تو مشال نے اتنا غور نہیں کیا تھا مگر صبح ضرغام کے کالج جانے کے بعد ملیحہ اسکے کمرے میں آئی تھی اور اپنی شادی کی تاریخ طے ہو جانے کے علاوہ اسنے جو خبر مشال کو دی تھی.. اسنے مشال کا دل ایک پل کو سکیڑ دیا تھا مگر اسنے بڑی مشکلوں سے ملیحہ کے سامنے اپنے تاثرات پر قابو کیا تھا.. ملیحہ کے جانے کے بعد, فریحہ بیگم کی بھی کال آگئی تھی.. آج اتنے دنوں بعد انکی کال آتی دیکھ اسکی آنکھ بھر آئی تھی مگر دل سے مجبور ہو کر اسنے انکی کال پِک کر لی تھی.. انہوں نے بھی اسکے کال ریسیو کرتے ہی اسے شادی کی تاریخ طے ہو جانے پر مبارکباد دی تھی.. وہ اسکی اور ضرغام کی شادی کی بابت بے حد مطمئن اور خوش لگ رہی تھیں جبکہ مشال بس چپ چاپ آنسو بہا رہی تھی.. اگر اس پر فریحہ بیگم کی طرف سے پریشر نہ ہوتا تو وہ یقیناً کبھی بھی ضرغام سے شادی کرنے کا رسک نہ لیتی.. اسنے بڑی مشکلوں سے دس منٹ فریحہ بیگم سے بات کی تھی پھر کال ڈسکنیکٹ کر کے موبائل بیڈ پر اچھال دیا تھا..

بہل تو جائے دلاسوں سے میرا دل لیکن...

چلتی کہاں ہیں صحراؤں میں کشتیاں....

خود کو سمجھانے کی لاکھ کوششیں کرتی وہ رو رو کر بے حال ہو چکی تھی مگر ضرغام سے شادی کے علاوہ اور کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا..جب رو رو کر بھی تھک چکی تو وہ آنکھیں صاف کر کے اپنے کمرے سے باہر نکل آئی کہ بند کمرے میں دم گھٹنے لگا تھا.. لیکن وہ جانتی نہیں تھی کہ حبس تو اسکے اندر تھا,وہ کہیں بھی چلی جاتی.. سانس لینے میں تنگی تو رہنی ہی تھی..یونہی یہاں وہاں چلتی وہ آغا جان کے کمرے میں چلی آئی تھی.

"السلام علیکم..!!"کمرے کے اندر داخل ہوتے ہوئے اسنے دھیمی آواز میں انہیں سلام کیا..اپنی رائیٹنگ ٹیبل کے پاس چئیر پر بیٹھے وہ کوئی کتاب پڑھ رہے تھے..اسکے سلام کی آواز پر کتاب سے نظر ہٹا کر اسکی طرف دیکھا پھر اسکے سلام کا جواب دیتے وہ نرمی سے مسکرائے..

"میں شاید غلط وقت پر آگئی ہوں..آپ کو ڈسٹرب کر دیا..میں پھر آجاؤں گی..!"شرمندگی سے کہتی وہ واپس جانے کو پلٹی..

"ارے نہیں بالکل نہیں..!!"عبدالرحمن فاروقی فوراً بول پڑے.کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتے مشال کے قدم رک گئے..

"کیا واقعی..؟؟"انکی طرف پلٹتے ہوئے وہ بڑی معصومیت سے پوچھ رہی تھی..آغا جان کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی.

"ہاں سچ میں..یہ تو بس میں ویسے ہی سرسری سی نظر دوڑا رہا تھا..کوئی بیس بار تو پڑھ چکا ہوں یہ کتاب..تم آؤ, بیٹھو..!"نرمی سے کہتے ہوئے انہوں نے کتاب رائیٹنگ ٹیبل پر باقی بکس کے ساتھ رکھ دی.

مشال چپ چاپ دھیمی چال چلتی انکی چیئر کے پاس پڑے کاؤچ پر بیٹھ گئی..

"سب گھر والے..؟؟ کہاں ہیں سب..؟ کوئی بھی نہیں ہے گھر میں.. ملیحہ.. مامی.. اماں بی..؟" ان سے بات کرنے کو اسنے ویران پڑے فاروقی ہاؤس کا سبب پوچھا تھا..

"ملیحہ اور شازمہ تو بازار گئی ہوئی ہیں.. ابھی کچھ دیر پہلے ہی نکلی ہیں.. بے چاری جنت بی (اماں بی) کو بھی سامان اٹھانے کے لیے ساتھ ہی لے گئیں..!!" آغا جان نے اسے جواب دیا..

"آپ نے.. لنچ کر لیا..؟؟" مشال نے نرمی سے پوچھا..

"ہمم.. ملیحہ کروا کر گئی ہے..!" آغا جان نے اسے جواب دیا.. بدلے میں مشال نے اثبات میں سر ہلا دیا..

"تم کچھ کہنے آئی تھیں..؟؟" اسکے چہرے پر الجھن بھرے تاثرات دیکھ کر وہ دل کی بات پوچھ بیٹھے.. مشال نے اپنی جھکی نگاہ اٹھا کر انکی طرف دیکھا..

"نہیں تو.. بس ویسے ہی.. دل پریشان تھا تو سوچا آپ کے پاس آ جاؤں..!" مشال نے آہستگی سے کہا.

"اور میری بیٹی کا دل کیوں پریشان ہے..؟؟" وہ فوراً فکر مند ہوئے تھے.. مشال کی آنکھیں پھر سے بھیگنے لگیں..

"پتہ نہیں بس... مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا کروں..!!" اپنے آنسو پینے کی کوشش کرتی وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی.

"ضرغام سے شادی کی وجہ سے پریشان ہو..؟؟" جانے کیسے وہ اسکے دل کی بات جان گئے تھے. مشال نے ایک نظر انکے سنجیدہ چہرے پر ڈالی پھر اثبات میں سر ہلا دیا.. آغا جان نے نرمی سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا..

"تمہیں فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے.. جب تک میں زندہ ہوں,تب تک تمہیں کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنے دوں گا.. اور ضرغام بہت اچھا بچہ ہے.. وہ بھلے ہی عمر میں تم سے چھوٹا ہے.. مگر اپنی عمر کے لڑکوں سے بہت مختلف اور سمجھدار ہے.. وہ تمہیں کبھی بھی زِک پہنچانے کی کوشش نہیں کرے گا..!" ٹھہر ٹھہر کر بولتے وہ اسے مطمئن کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے.

انکے سمجھانے پر مشال کو سمجھ نہ آئی کہ بدلے میں کیسے ان سے اپنی الجھن بیان کرے.. وہ پریشانی سے اپنی انگلیاں چٹخانے لگی.. آخر انہیں کوئی جواب تو دینا ہی تھا.. اسنے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ ضرغام کو وہاں آتا دیکھ وہ اپنے لب بھینچ گئی..

"السلام علیکم...!" آغا جان کو سلام کر کے وہ انکے سامنے اپنا سر جھکا گیا تھا.. قریب بیٹھی مشال کی نظر غیر دانستہ طور پر اسکی طرف اٹھی تو ٹھٹھک گئی.. اسکی سفید رنگت میں حد سے زیادہ سرخائیاں گھلی ہوئی تھیں.. سرخ مرطوب ہونٹ خون چھلکاتے ہوئے لگ رہے تھے. وہ آغا جان سے پیار لے کر سیدھا ہوا تو مشال نے بغور اسکا چہرہ دیکھا جس پر سجی دو ذہین آنکھیں آج سرخ ہو رہی تھیں..

"کیا بات ہے ضرغام.. بیٹا طبعیت تو ٹھیک ہے..؟؟" مشال کے لبوں پر مچلتا سوال آغا جان کے لبوں سے نکلا تھا.. بدلے میں ضرغام نے ہولے سے سر کو اثبات میں ہلایا..

"جی.. بس سر میں درد ہو رہا ہے..!!" آہستگی سے جواب دیتا وہ انکے بیڈ پر بیٹھ گیا..

"لیکن تمہارے چہرے سے تو لگ رہا ہے کہ.. شاید بخار بھی ہے تمہیں.. آؤ یہاں.. چیک تو کرواؤ..!!" اسکی طرف ہاتھ بڑھا کر کہتے آغا جان نے اسے اپنے قریب آنے کے لیے کہا تھا.. وہ فوراً ہنس پڑا.. مشال کو ایسا لگا جیسے اسکی آنکھوں نے اسکے لبوں کی ہنسی کا ساتھ نہیں دیا..

"کوئی بخار وخار نہیں ہے.. آپ خوامخواہ ہی پریشان ہو رہے ہیں.. بس سر میں زرا سا درد ہے.. پین کلر لوں گا تو ٹھیک ہو جاؤں گا..! انکے پاس آکر انکی تسلی کروانے کی بجائے وہ لاپرواہی سے کہتا ہوا بیڈ سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھا.. آغا جان نے کچھ خفگی سے اسکی پشت کو گھورتے ہوئے اسے پکارا.

"ضرغام...؟؟" آواز میں اس بار سختی تھی.. وہ مسکراتے ہوئے انکی طرف پلٹا..

"اماں بی سے چائے بنوا کر بھیج دیں.. پین کلرز ہیں میرے پاس.. چائے کے ساتھ لے کر تھوڑی دیر کے لیے سو جاؤں گا..!!" سنجیدگی سے کہتا اس بار وہ رکا نہیں تھا بلکہ وہاں سے نکلتا چلا گیا.. اسے جاتا دیکھ آغا جان نے اپنے گھٹنوں پر رکھے ہاتھوں سے گھٹون پر زور ڈال کر چیئر سے کھڑا ہونے کی کوشش کی تھی..

"صبح تک تو ٹھیک تھا.. خدا جانے کالج میں کیا کر کے آیا ہے کہ یہ حال ہو گیا..!!" ضرغام کے لیے فکرمندی میں وہ دھیمی آواز میں بڑبڑائے تھے.. مشال کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا.. وہ بے حس بنی بیٹھی اپنے ناخنوں سے کھیل رہی تھی..

"جھوٹ بول کر گیا ہے.. دیکھا تھا تم نے..؟؟ اسکی شکل بتا رہی تھی کہ بخار ہو رہا ہے.. مگر سر درد کا بہانہ بنا کر چلا گیا..!" ضرغام سے خفا وہ مشال سے مخاطب ہوئے تھے.. انکے مخاطب کرنے پر مشال نے چونک کر انکی جانب دیکھا پھر غائب دماغی سے اپنا سر اثبات میں ہلا دیا..

"اپنی پرواہ ہے نہیں, اور ڈاکٹر بننے چلے ہیں میاں صاحب..!!" انکی بڑبڑاہٹ بتا رہی تھی کہ وہ ضرغام کے لیے فکر مند ہو چکے ہیں.. یونہی بولتے ہوئے وہ کمرے سے باہر جانے لگے تو مشال بھی کاؤچ سے اٹھ کھڑی ہوئی.

"آپ کہاں جا رہے ہیں..؟؟" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی انہیں مخاطب کر گئی.

"اب جنت بی تو ہیں نہیں.. ضرغام کے لیے چائے بنانے جا رہا ہوں.. پھر یہ ہے کہ تم اسے دے آنا.. مجھ بڈھے سے تو اب سیڑھیاں چڑھی جائیں گی نہیں..!!" نرم لہجے میں اسے جواب دے کر وہ پلٹ گئے.. مشال کو بے ساختہ شرمندگی نے گھیرا.. وہ تقریباً بھاگتے ہوئے انکے پیچھے لپکی..

"نانا جان رکیے...!" جلدی سے کہتی وہ انکے سامنے جا کھڑی ہوئی.

"آپ رہنے دیجیے.. میں بنا دیتی ہوں چائے.. مجھے بنانی آتی ہے..!" مشال نے دھیمی آواز میں کہا.. اسکی پیش کش پر آغا جان کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی..

"نیکی اور پوچھ پوچھ...!" کہتے ہوئے انہوں نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا.. پھر اسے دعائیں دیتے وہ واپس اپنے کمرے میں چلے گئے.. جبکہ مشال تیز تیز قدم اٹھاتی کچن میں چلی آئی.. پانچ منٹ کی چھان بینی کے بعد اسے چائے بنانے کے لیے مطلوبہ چیزیں مل گئی تھیں.. چائے بنانے کے ساتھ ساتھ اسنے چند توس بھی سینک لیے.. پھر ایک چھوٹی

ٹرے میں چائے کا مگ اور سینکے ہوئے توس کی پلیٹ رکھ کر وہ کچن سے باہر نکل آئی تھی. زینہ طے کر کے وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ضرغام کے کمرے کی طرف چلی آئی تھی.. اسکے کمرے کی طرف بڑھتی وہ ضرغام پر سے اپنا اعتماد کھو رہی تھی.. گھر میں کوئی نہیں تھا سوائے آغا جان کے جو سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ بھی نہیں سکتے تھے, سوچتے ہوئے اسکے ہاتھوں میں موجود ٹرے کپکپا اٹھی.. اسکا دل کیا کہ ہاتھ میں موجود ٹرے وہیں پھینک دے اور بھاگ کر اپنے کمرے میں گھس جائے.. مگر اپنے خوف پر قابو پانے کی ناکام کوششیں کرتی وہ ضرغام کے کمرے کے دروازے تک پہنچ چکی تھی.. مشال نے ایک ہاتھ بڑھا کر دروازہ ناک کیا.. چند سیکنڈز بعد یس کی آواز آ جانے پر وہ اسکے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آ گئی.. اپنے دلی خوف کے پیش نظر اسنے دروازہ پورا کھول دیا تھا.. وہ سامنے ہی بیڈ پر.. کمبل ٹانگوں پر پھیلائے, بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا.. نگاہ جھکائے, ٹرے پر اپنی گرفت مضبوط کرتی وہ بیڈ کے قریب آئی تھی اور زرا جھک کر ٹرے بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی..

"آپ نے کیوں زحمت کی, اماں بی یا ملیحہ لے آتی..!!" وہ جانے کے لیے پلٹی تو ضرغام کی بھاری, بوجھل آواز پر مڑ کر اسکی طرف دیکھنے پر مجبور ہوئی.. اسکی پیشانی پر بکھرے اسکے گیلے بال بتا رہے تھے کہ وہ شاور لے کر بیٹھا ہے.. آنکھوں کا گلال بڑھ چکا تھا.. اسکی بگڑی حالت دیکھ کر جانے مشال کے دل کو کیا ہوا تھا کہ وہ اسکے لیے فکر مند ہوتی پوچھ بیٹھی.

"تم نے شاور لیا ہے..؟؟" لہجے میں حیرت گھلی ہوئی تھی..

"جی... گھٹن ہو رہی تھی.. گرمی بھی لگ رہی تھی, بس اسی لیے..!!" نرمی سے کہتے ہوئے ضرغام نے چائے کا مگ اپنے لبوں سے لگا لیا.. شاید چائے کے ساتھ ساتھ اپنی آنکھوں میں اٹڈتی نمی بھی حلق میں اتارنے کی کوشش کی تھی.

"اتنی سردی میں تمہیں گرمی لگ رہی ہے..؟؟ اور تمہیں بخار ہو رہا ہے ناں..؟؟ سردی کے بخار میں نہانے سے بخار بگڑ جاتا ہے!!" سنجیدگی سے بولتی جانے کب کیسے, وہ اپنا تمام ڈر و خوف بھول گئی تھی.. مشال اب اطراف میں نگاہ دوڑانے لگی تھی.. اسے روم ہیٹر نظر آ گیا تھا..

"بخار نہیں ہے یہ.. پتہ نہیں کیا ہے.. ایک آگ ہے, جھلساتی ہوئی.. مجھے لگا میں جل جاؤں گا.. سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیسے بجھاؤں, بس اسی لیے ٹھنڈے پانی سے تھوڑی سی مدد لی ہے..!!" مشال کی طرف سنجیدہ نظروں سے دیکھتا وہ درد بھرے لہجے میں بول رہا تھا.. روم ہیٹر آن کرتی مشال نے کچھ نا سمجھی سے اسکی جانب دیکھا..

"بخار نے تمہارے دماغ پر بھی اثر ڈالا ہے شاید..!!" مشال کے فکر مندی سے کہنے پر وہ ہنس پڑا.. ایک بے درد ہنسی.. اسکی ہنسی میں کچھ تھا.. کچھ نیا پن, شاید کھوکھلا پن.. وہ اندازہ نہ لگا پائی..

"کچھ ہوا ہے..؟؟" بے حسی کا لبادہ اتارتے ہوئے وہ کچھ حیرانگی سے پوچھ رہی تھی جبکہ اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر ضرغام نے اپنی سلگتی پلکیں جھپکتے ہوئے اپنی نگاہ جھکا لی..

"نہیں کچھ خاص نہیں.. آپ.. جانا چاہتی ہیں تو چلی جائیں.. میں اب تھوڑا ریسٹ کرنا چاہتا ہوں..!!" چائے کا مگ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا. توس پلیٹ میں پڑے پڑے ٹھنڈے ہو چکے تھے.. مشال نے ایک نظر اسکے سنجیدہ چہرے پر ڈالی..

"خاص نہیں تو.. عام ہی سہی, مگر کچھ ہوا ہے شاید.. مجھے تم.. نارمل نہیں لگ رہے..!!" مشال نے آہستگی سے کہا..

ضرغام نے چونک کر اسکی طرف دیکھا.. وہ انجانے میں ہی سہی, مگر اسکی فکر کر رہی تھی.. وہ جو باقیوں کے لیے بے حس, پتھر جیسی بنجر تھی.. اسکے لیے آج نرم ہو رہی تھی..

تھی ناں حیرت والی بات...!

وہ اسکی فکر پر ہولے سے مسکرا دیا.. مگر جانے دل کیوں پھٹ رہا تھا..

"بخار کا اثر ہے.. اور کچھ نہیں..!" ضرغام نے نرمی سے کہا.. مشال اسے دیکھ کر رہ گئی.

"اور.. آج شاید میں آپکی بینڈیج چینج نہ کر سکوں.. بٹ ڈونٹ یووری... کل صبح.. کالج جانے سے پہلے چینج کر دوں گا..!" ضرغام نے آہستگی سے کہا..

"ایم ناٹ وریڈ.. کیونکہ ان زخموں کا بھر جانا.. میرے لیے میٹر نہیں کرتا..!!" کہتے ہوئے وہ پھیکی ہنسی ہنس دی.. سفید موتیوں جیسے چمکتے دانت ایک پل کو واضح ہوئے تھے.. ضرغام بس چپ چاپ اسے دیکھتا رہ گیا..

"آپکے لیے نہ سہی.. مگر میرے لیے تو میٹر کرتے ہیں.. آپکی تکلیف آپکو بھلے ہی محسوس نہ ہوتی ہو.. مگر مجھے تو ہوتی ہے..!!" خالی خالی نظروں سے اسکی طرف دیکھتا وہ صرف سوچتا رہ گیا.. کہنے سے اسنے پرہیز کیا تھا..

"میڈیسن لے لینا.. میں چلتی ہوں..!!" آہستگی سے کہتی وہ پلٹی اور دروازے کی طرف بڑھی.. ضرغام کی سرخ آنکھوں میں نمی اترنے لگی... شاید زندگی میں پہلی بار وہ یوں خود پر اتنا ضبط کر رہا تھا مگر خود کو سمیٹنے کی کوششوں میں وہ مزید بکھر رہا تھا... وہ جاتے جاتے دروازہ بند کر گئی تھی.. خود پر سے کمبل اتار کر ضرغام بیڈ سے اتر کر فرش پر بچھے قالین پر چلنے لگا.. پورے وجود میں بھانبھڑ جل رہے تھے.. رگوں میں دوڑتا گرم خون آج لاوا بنا اسے بھسم کر دینے کے درپر تھا.. اذیتوں کی انتہا پر کھڑا وہ خود کو دنیا کا بے بس ترین انسان تصور کر رہا تھا.. کاش کہ وہ آج صبح مشال کی باتیں نہ سنتا.. کاش کہ وہ سب سننے سے پہلے اپنی سماعت کھو چکا ہوتا.. کاش کہ وہ آج کالج جلدی ہی چلا جاتا... اور کاش.. کاش کہ کم از کم مشال کو ہی یہ علم ہو جاتا کہ وہ اسکی فریحہ بیگم سے ہونے والی گفتگو سن رہا ہے تو شاید مشال علوی وہ دل دہلوز انکشاف نہ کرتی... بے شمار کاش سوچتے ہوئے وہ وہیں فرش پر بیٹھتا چلا گیا.. مشال کی اذیتوں کا سوچ سوچ کر ہی اسکا دم گھٹ رہا تھا.. وہ کالج میں بارہا خود کو سمجھا چکا تھا.. دل بہلانے کی کوشش کر چکا تھا مگر اس ضبط کے چکر میں الٹا اسے بخار ہو گیا تھا.. اپنے بال اپنی مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے وہ پاگل ہو رہا تھا.. اسے پتہ بھی نہ چلا اور آنکھیں آنسو بہانے لگی تھیں.. ہاں,وہ ضرغام اکرام جو بڑی سے بڑی بات ہنس کر ٹال دیا کرتا تھا.. آج وہ مشال علوی سے منسلک اس پر اذیت حقیقت سے نگاہ نہیں چرا پا رہا تھا جو مشال کی اس بنجر حالت کی ذمہ دار تھی.... اپنی آنکھوں کے بھیگ جانے سے بے خبر وہ فرش پر بیٹھا بس مشال علوی کو سوچ رہا تھا.. ہاں وہ جنون کی انتہاؤں پر کھڑا بس مشال کو ہی سوچ رہا تھا.. وہ چیخنا چاہتا تھا.. چلانا چاہتا تھا.. لندن کی ایک ایک گلی.. ایک ایک کوچے کو آگ لگا دینا چاہتا تھا مگر... ہائے یہ بے بسی کہ جس کے سامنے وہ سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا... قالین پر اپنے

دونوں ہاتھ ٹکائے سر جھکائے وہ لمبے لمبے سانس لیتا رو رہا تھا.. بچوں کی طرح.. پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا.. اسلیے نہیں کہ اسے ایک برباد لڑکی سے محبت ہوئی تھی.. بلکہ اس لیے کہ وہ لڑکی.. ہاں وہ معصوم ہی کیوں برباد ہوئی تھی.. وہ اسکی بربادی پر رو رہا تھا.. اس پل پاگلوں کی طرح روتے ضرغام اکرام نے شدت سے خواہش کی تھی کہ وقت کے پنے پلٹ جائیں اور وہ مشال علوی کو اپنی آغوش میں لے لے.. کاش کہ وہ وقت بدلنے پر قادر ہوتا تو مشال علوی کی تمام اذیتیں اس تک پہنچنے سے پہلے ہی اس سے دور کر دیتا.. یونہی روتے روتے وہ وہیں فرش پر سجدے کی سی حالت میں جھک گیا.. محبت سے عشق کا سفر طے کرتا وہ آج جنون کی منزلیں طے کر رہا تھا.

ضبط کی ریت میں دبے آنسو

بے بسی کا عذاب رکھتے ہیں

♦♦♦♦

وہ سو کر اٹھا تو حسب معمول وہ کمرے میں نہیں تھی.. لیکن مسئلہ تو یہ تھا ناں کہ جاگنے کے بعد اسکا پہلا کام نشال علوی کو دیکھنا ہوتا تھا.. سو بستر سے اتر کر سلیپرز پہننے کے بعد وہ کمرے سے باہر نکل آیا.. وہ سامنے ہی صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھی ہوئی تھی.. ضیغم نے ایک گہری نگاہ اسکے شہابی چہرے پر ڈالی پھر پلٹا اور واپس کمرے میں آ گیا.. وہ فریش ہونے واش روم میں جا گھسا پھر اپنا یونیفارم پہن کر آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا.. ہیئر برش سے بال بناتے ہوئے اسنے بغور اپنا چہرہ دیکھا.. اپنی براؤن آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ ان میں شاید کچھ تلاش رہا تھا.. ویرانی اور سرد مہری کے علاوہ وہ ان آنکھوں میں کچھ اور تلاشنے میں ناکام رہا تھا.. اپنے لب بھینچتے ہوئے اسنے خود پر پرفیوم چھڑکا تھا پھر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی اپنی گھڑی اٹھا کر کلائی پر باندھی.. باہر سے

کھٹ پٹ کی آوازیں بتا رہی تھیں کہ وہ کچن میں اسکے لیے ناشتہ بنانے میں مصروف ہو چکی ہے مگر آج اسکا ناشتہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا.. ضیغم نے بیڈ روم میں کاؤچ کے پاس پڑی میز پر نگا دوڑائی.. اپنی مطلوبہ فائل وہاں نہ پا کر اسکی پیشانی پر بل نمودار ہو گئے تھے..

"نشال...؟؟" اسنے اونچی آواز میں اسے پکارا تھا..

"نشال...!!!" وہ جانتا تھا کہ وہ اسکی ایک پکار پر ہی بھاگتی چلی آئے گی مگر اسکے باوجود اسنے دوبارہ اسے پکارا تھا.. آواز میں مخصوص سختی کا عنصر شامل تھا.. وہ اسکے تیسری بار پکارنے سے پہلے ہی کمرے میں آ گئی تھی..

"جی.. کیا ہوا..؟؟" وہ بد حواسی کے عالم میں پریشان زدہ سی پوچھ رہی تھی..

"کل رات یہاں ٹیبل پر میں نے ایک بلیو فائل رکھی تھی..؟؟" وہ غصیلے لہجے میں پوچھ رہا تھا.. نشال ایک پل کو گڑبڑا گئی. دماغ پر زور ڈالنے کی کوشش کی..

"وہ...!" سوچتے ہوئے نشال بڑبڑائی.. پھر تیزی سے الماری کی طرف بڑھی.. وہ بوکھلائی بوکھلائی سی بے حد معصوم لگ رہی تھی.. جوڑے سے نکلتی کچھ شرارتی لٹیں اسکے چہرے کے اطراف میں جھول رہی تھیں..

"آئندہ میری چیزوں کو ہاتھ مت لگانا.. خوامخواہ میرا اتنا ٹائم ویسٹ کروادیا..!!" اسکے الماری سے فائل نکال لانے پر وہ ناگواری سے بولا تھا.. نشال حق دق سی بس اسے دیکھتی رہ گئی جبکہ ضیغم کو وہ اس پل بد حواسی کے عالم میں اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ اسے اپنے سینے میں دھڑکتے پتھر میں دراڑیں سی پڑتی محسوس ہو رہی تھیں.. اسکے دل دھڑکاتے وجود سے نگاہ چراتا وہ بیڈ روم سے نکلتا چلا گیا.. اسے جاتا دیکھ نشال سرعت سے اسکے پیچھے آئی تھی.

"ناشتہ تو کرلیں..!!" اسے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا دیکھ وہ جلدی سے بولی تھی. ضیغم نے پلٹ کر سنجیدگی سے اسکی طرف دیکھا.

"ناشتے کے لیے تم نے وقت ہی کب چھوڑا ہے..!!" سرد مہری سے کہہ کر وہ مڑا تھا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا.. نشال کی آنکھیں بھر آئیں.. ضیغم کا پل پل بدلتا لہجہ اور موڈ.. ہر گزرتے دن کے ساتھ اس پر زندگی تنگ کر رہے تھے.

اسکی نفرت میں جھلستی وہ اب ہمت ہارنے لگی تھی.. دس دن بعد ان دونوں کا ولیمہ اور ملیحہ کی رخصتی تھی.. وہ پچھلے بیس دنوں میں اپنے ولیمے اور ملیحہ, ضرغام کی شادی کی تیاریوں کے سلسلے میں کئی بار لاہور جا چکا تھا مگر نشال کے لیے واحد پناہ یہ فلیٹ ہی تھا.. دن بہت تیزی سے گزر رہے تھے مگر نشال پر ایک ایک لمحہ بھاری تھا... اپنی بھیگی آنکھیں صاف کرتی وہ کچن کی طرف چلی آئی.. ایک نظر تیار شدہ ناشتے پر ڈالی تھی.. ناشتہ دیکھ کر اسے اور رونا آنے لگا.. بھلا فائل ڈھونڈنے میں وقت ہی کتنا لگا تھا جو وہ یوں اسکی محنت ضائع کر گیا تھا.. روتے ہوئے اسنے وہیں سلیب سے ٹیک لگا لی.. جانے کیوں قسمت اسکا امتحان لے رہی تھی کہ اس شخص کی ستم ظریفیاں بڑھتی ہی جا رہی تھیں.. اسے خود پر.. اپنی بے بس زندگی پر غصہ آنے لگا تھا.. وہ سب کچھ برداشت کر سکتی تھی مگر ضیغم اجلال کی نفرت برداشت کرنا اسکے بس سے باہر کی بات تھی.. وہ اسکی روز روز کی بے رخیوں سے پاگل ہونے لگی تھی.. آنسو بہاتی وہ سلیب سے ٹیک چھوڑ کر سیدھی ہو گئی.. چولہے کی ہلکی آنچ پر رکھی چائے پک پک کر آدھی رہ گئی تھی.. اسنے بے دلی سے چولہا بند کیا.. یونہی غائب دماغی میں اسنے چائے کپ میں ڈالنے کے لیے چائے کی گرم پتیلی کو اپنے ہاتھ کی

انگلیوں سے پکڑ لیا. مگر پکڑ کیا لیا..ہاتھ لگاتے ہی ایسی شدید جلن محسوس ہوئی تھی کہ اسنے فوراً پتیلی چھوڑ دی مگر نتیجتاً پتیلی سلیب پر ہی الٹ گئی تھی..پتیلی سے گرتی چائے اسکی قمیض کے دامن کو داغدار کرتی سیدھا اسکے پیروں پر گری..انگلیوں پر ہوتی شدید جلن اس پر مزید پیروں کی تکلیف..روتے روتے اسکی چیخیں نکل گئیں..وہ روتے ہوئے وہیں بیٹھتی چلی گئی جبکہ ضیغم جو غصے میں اپنا ریوالور بیڈ کی سائیڈ ڈرار میں ہی بھول گیا تھا,لینے کے لیے واپس آیا تو دروازہ کھولنے پر اسے پہلے چیختا پھر وہیں زمین پر بیٹھتا دیکھ سرعت سے اسکی طرف بڑھا تھا..

"نشال..!"اسکے قریب بیٹھتے ہوئے ضیغم نے بے تابانہ اسکا جلا ہوا ہاتھ تھام لیا جس پر روتے ہوئے وہ بچوں کی طرح پھونکیں مار رہی تھیں. ضیغم کی دوسری نگاہ اسکے جلے ہوئے پیروں پر پڑی تھی جو حد سے زیادہ سرخ ہو رہے تھے..

"کیسے ہوا یہ..؟؟"اسکے بھیگے گال صاف کرتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا..

"وہ...مم...مجھے نہیں...پتہ...بہت....جلن ہو رہی..ہے..!"ہچکیوں کے درمیان بولتی وہ ضیغم اجلال کو اذیت سے دوچار کر گئی تھی..گلابی لبوں کی کپکپاہٹ اسکا دل بے قرار کر رہی تھی..اسے اس پل بے اختیار اس پر پیار آیا تھا جو اس کی دی گئی اذیتوں کے باوجود اسی سے اپنی تکلیف بیان کر رہی تھی.. ضیغم نے بڑی نرمی سے اسے اپنے سینے سے لگا لیا..پھر اپنے ہاتھ میں مقید اسکے ہاتھ کو نگاہ کے سامنے کرتے ہوئے اسکی انگلیوں کا جائزہ لینے لگا جو سرخ ہو رہی تھی..وہ کافی حد تک معاملہ سمجھ گیا تھا..شاید اسے اس پل اپنے سینے پر سر رکھ کر روتی اپنی محبت پر ترس آ گیا تھا..شاید رحم..یا نہیں..شاید اسے اپنے دل کی حالت پر رحم آ گیا تھا..تشویش زدہ نگاہوں سے اسکا ہاتھ دیکھتے

ضیغم نے اسکے ہاتھ کو اپنے لبوں کے قریب کیا تھا اور دیوانہ وار اسکی انگلیوں کے پورے چوم لیے.. روتی ہوئی نشال کا لرزتا وجود ایک پل کو ساکت ہو گیا.. اسنے ضیغم سے الگ ہو کر اسکا چہرہ دیکھنے کی کوشش کرنا چاہی تھی مگر اس کی کوشش کامیاب ہونے سے پہلے ہی ضیغم نے اسے اپنے مضبوط بازوؤں میں بھر لیا تھا.. اسے لیے وہ بیڈ روم کی طرف بڑھ رہا تھا جبکہ اپنا رونا دھونا بھول بھال کر وہ بے یقینی سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی جسکے چہرے پر ہمیشہ کی طرح سرد تاثرات تھے.. ابھی چند لمحے پہلے نشال پر کی گئی عنایت کے کوئی آثار اس وجیہہ چہرے پر موجود نہ تھے.. اسے بیڈ پر بٹھا کر وہ الماری کی طرف مڑا تھا.. آخری خانے سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر واپس اسکی طرف آیا تھا..

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے پڑی چیئر گھسیٹ کر بیڈ کے قریب کرتے ہوئے وہ چیئر پر بیٹھ گیا.. فرسٹ ایڈ باکس بیڈ پر رکھ کر اسنے نشال کے دونوں پاؤں اپنے ایک گھٹنے پر رکھ لیے.. وہ اب بنا آواز کیے رو رہی تھی. جبکہ ضیغم اب فرسٹ ایڈ باکس سے برنال نکال کر بہت نرمی سے اسکے پیروں کی جلد پر لگا رہا تھا. تکلیف برداشت کرنے کے چکر میں وہ اپنے لب دانتوں میں دبا گئی.. اسکے سفید و گلابی پیروں کے ٹخنے ضیغم اجلال کی توجہ کھینچ رہے تھے.. برنال لگا کر اسنے آرام سے اسکے پاؤں بیڈ پر رکھ دیے تھے پھر ایک نظر اس پر ڈالی جو نگاہ جھکائے سُوں سُوں کر رہی تھی.

"ہاتھ دو اپنا..!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے ضیغم نے اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھایا تھا.. ایک بار پھر نشال کو اسکی تھوڑی دیر پہلے والی بے خودی یاد آ گئی.. گلابی گال پل میں اناری ہوئے تھے..

"نشال..!!" ضیغم کی آواز میں تنبیہہ تھی. اسنے بہت آہستگی سے اپنا لرزتا ہاتھ ضیغم کے ہاتھ میں دے دیا.. اسکی ہتھیلی کھولتے ہوئے ضیغم اسکی انگلیوں پر برنال لگانے لگا.. جبکہ نشال اسکی توجہ پر اپنی بے ہنگم ہوتی دھڑکنوں کا شور دبانے کی کوشش میں بے حال ہو رہی تھی.. اس کام سے فارغ ہو کر ضیغم نے برنال واپس فرسٹ ایڈ باکس میں رکھ دی اور باکس واپس الماری میں رکھ کر واش روم میں چلا گیا. ہاتھ دھو کر وہ واپس چیئر پر آ بیٹھا اور پوری توجہ سے اسکا سرخ چہرہ دیکھنے لگا.. اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے بیٹھی وہ اپنے برنال لگے ہاتھ کو گھور رہی تھی.. ضیغم نے اپنا ہاتھ بڑھا کر ہاتھ کے انگوٹھے سے اسکا نچلا لب دانتوں کی جارحانہ گرفت سے آزاد کروایا.. نشال کی سانس ایک پل کو سینے میں ہی کہیں اٹک گئی جبکہ اسکے خون چھلکاتے لب ضیغم کو نگاہ کا زاویہ بدلنے پر مجبور کر گئے تھے.

"کیسے ہوا یہ..؟؟" وہ اپنا سوال دہرا رہا تھا. اسکے پوچھنے پر نشال نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا.

"آپکی وجہ سے ہوا ہے یہ...!!" آنسو صاف کرتے ہوئے وہ روٹھے ہوئے انداز میں بولی..

"میں نے کیا کِیا ہے..؟؟" سنجیدگی سے پوچھتا وہ انجان بن رہا تھا..

"آپکو نہیں پتہ..؟؟" وہ تلخ لہجے میں بولی.

"مجھے پتہ ہوتا تو تم سے کیوں پوچھتا..؟؟" بات بڑھاتے ہوئے وہ شاید اسکا دھیان بٹا کر اسکی تکلیف کم کرنا چاہ رہا تھا.

"ہاں ویسے تو زمانے بھر کی خبر ہوتی ہے مگر مجھ سے ریلیٹڈ کوئی بھی بات آپکو پتہ نہیں ہوتی.. اتنے آپ معصوم..!!" اپنا رونا بھول بھال کر وہ چڑتے ہوئے بولی.. اسکی جھنجھلاہٹ پر ضیغم نے اپنے لبوں پر اڈتی مسکراہٹ سرعت سے چھپائی.

"معصوم تو.... تم ہو..!" اسکے حسین چہرے کو اپنی نگاہوں کی گرفت میں لیتا وہ بڑی سنجیدگی سے بول رہا تھا..

"یہ آپ کہہ رہے ہیں..؟؟" وہ بے یقینی سے پوچھ رہی تھی.

"نہیں,اس دن ضرغام کہہ رہا تھا..!" ضیغم نے بڑے سکون سے اسے اس دن ضرغام کی اسکے دفاع میں کہی بات کا حوالہ دیا تھا.نشال کلس کر رہ گئی.

"اب آپکا وقت ضائع نہیں ہو رہا..؟؟ جائیں آپ یہاں سے..میری تیمارداری میں اپنا قیمتی وقت ضائع مت کریں...!" سرد لہجے میں بولتی وہ اسکی طرف سے اپنا رخ پھیر گئی تھی.چہرے پر دکھ اور تکلیف کے ملے جلے تاثرات تھے. ضیغم کو اسکا یوں طنز کرنا برا لگا تھا.

"جانے کے لیے واپس نہیں آیا میں..اور رہی بات تمہاری تیمارداری کرنے کی تو...میں یہ حق رکھتا ہوں کہ تمہاری تیمارداری کروں..اسکے لیے مجھے تمہاری پرمیشن کی ضرورت نہیں ہے..!!" اپنی فطرت کے خلاف وہ بڑے نرم لہجے میں گویا ہوا تھا.نشال اسکے بدلتے لہجے پر بھڑک اٹھی..اسکا یوں بار بار رنگ بدلنا نشال کے لیے اذیت کا باعث بن رہا تھا..کہاں وہ تھوڑی دیر پہلے والا غصہ اور کہاں اب یہ توجہ..

"حق تو میں بھی بہت سے رکھتی ہوں..مگر میرے حقوق...!!" وہ بولتے بولتے چپ ہو گئی..آواز بھرا گئی تھی..

"خیر...حقوق کی بات آپ نہ ہی کریں تو بہتر ہے...!!" نگاہ جھکا کر آنسو اپنے اندر اتارتی وہ تلخی سے گویا ہوئی.

"ناشتہ کیا تم نے..؟؟" اسکی بات نظر انداز کرتا وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا..

"آپکو کیا مسئلہ ہے.. میں کروں یا نہ کروں.. ایسے سوال مجھ سے مت پوچھا کریں..!!" وہ روتے ہوئے بولی.. جانے کیوں بار بار آنسوؤں کی چادر آنکھوں کے سامنے آرہی تھی.

اسے پھر سے روتا دیکھ اس بار ضیغم کی آنکھوں میں ناگواری پھیل گئی تھی. ایک پل کو اپنے لب بھینچ کر اسنے سخت نظروں سے اسے گھورا پھر چئیر سے اٹھا تھا اور کمرے سے باہر نکل گیا.. اسے جاتا دیکھ نشال نے تھکے تھکے سے انداز میں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا لی.. عجیب بے بسی و بے حسی تھی.. اپنی بے بسی اور ضیغم کی بے حسی کا اسکے پاس کوئی حل نہیں تھا جیسے.. وہ یونہی چپ چاپ بیٹھی آنسو بہارہی تھی جب وہ تقریباً دس منٹ بعد دوبارہ کمرے میں آیا تھا.. اس بار اسکے ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے تھی.. نشال کا دل کیا کہیں دور بھاگ جائے, اب وہ زبردستی اسے ناشتہ کروانے والا تھا. عجیب انسان تھا.. پہلے اسکے محنت سے تیار شدہ ناشتے کو وقت کی کمی کے باعث کیے بنا ہی چلا گیا تھا اور اب خود اسکے لیے ناشتہ بنا لایا تھا. کیا اب وقت ضائع نہیں ہوا تھا..؟؟ اسے چئیر پر بیٹھتا دیکھ وہ سوچ رہی تھی. بلاشبہ ضیغم اجلال کو سمجھنا اس کے لیے آسان نہ تھا.. یا شاید وہ ہی اسکے لیے اس امر کو مشکل بنا رہا تھا.. نشال حیرت سے اسکا اپنی طرف بڑھا ہوا ہاتھ دیکھ رہی تھی جو اسکے جلے ہوئے ہاتھ کے پیش نظر خود اسے ناشتہ کروا رہا تھا.

"میرا ایک ہاتھ سلامت ہے..!نشال نے احتجاج کیا.

"ہاں بایاں ہاتھ..!!" سنجیدگی سے کہتا ہوئے وہ ہنوز اسکی طرف ہاتھ بڑھائے ہوئے تھا.. نشال نے چپ چاپ منہ کھول لیا..

وہ جو اک شخص مجھے طعنۂ جاں دیتا ھے

مرنے لگتی ھوں تو مرنے بھی کہاں دیتا ھے

♦♦♦♦

"آپ نے کیا سوچا ہے پھر..؟؟" وہ ڈیوٹی سے واپس آکر ابھی فریش ہو کر کمرے سے ملحق بالکونی میں کھلتی کھڑکی کے پاس آکر کھڑا ہی ہوا تھا کہ جب وہ اسکی پشت پر کھڑی ہوتی پوچھ رہی تھی..زمان نے کچھ اچنبھے سے پلٹ کر اسکی جانب دیکھا۔

"کس بارے میں..؟؟" وہ انجان بنتا دامن چھڑا رہا تھا۔

"آپ بخوبی جانتے ہیں..!!" سامعہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا سامعہ..!!" سرد مہری سے کہتے ہوئے وہ واپس مڑ کر کھڑکی سے باہر نظر آتے سیاہ افق پر نگاہ جما گیا..اسکی پشت پر کھڑی سامعہ کی آنکھیں بھر آئیں۔

"آپکو ٹھیک ہوئے کافی دن ہو چکے ہیں..!" سامعہ نے تمہید باندھنا چاہی جب وہ بول پڑا۔

"ہاں پانچ دن ہو چکے ہیں کیونکہ پچھلے پندرہ دنوں میں تم نے میری خوب خدمتیں کی ہیں.. مگر اب کیا چاہتی ہو..؟؟ ایک ہی بار جان نکل جائے میری..؟؟" اسکی طرف رخ کرتے ہوئے وہ درشت لہجے میں پوچھ رہا تھا جبکہ سامعہ اسکے پچھلے بیس دنوں کا حساب رکھنے پر حیران ہو گئی۔

"آپ کی زندگی کی دعائیں مانگنے والی آپکی جان نکلتے کیسے دیکھ سکتی ہے..؟؟" بھیگی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھتی وہ سوچ رہی تھی مگر کہہ نہیں پائی۔

"میں نے ایسا کیا کہا ہے کہ آپ ایسی باتیں کر رہے ہیں..؟؟" بھرائی ہوئی آواز میں کہتی وہ اسے امتحان میں ڈال رہی تھی.

"کیا تم نہیں جانتی..؟؟" اسے بازوؤں سے تھامتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا.. آنکھوں میں دکھ ہلکورے لے رہا تھا..

"بس.. طلاق... طلاق ہی تو مانگی ہے..!!" لہجے کو مضبوط کرتی وہ بڑے ضبط سے کہہ رہی تھی ورنہ کسے بتاتی کہ مقابل کھڑا شخص اسے کس قدر عزیز ہو چکا تھا..

"ہاں بس طلاق...!!" طنزیہ لہجے میں اسکی بات دہراتا وہ اسکے بازو اپنی گرفت سے آزاد کر گیا تھا. سامعہ اپنے لب کچل کر رہ گئی.. ایک پل کو اپنے بال مٹھی میں جکڑتے ہوئے زمان نے شاید اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کی تھی.

"سنو سامعہ.. میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا, کیونکہ میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا.. نہ اب.. نہ ہی کبھی مستقبل میں.. سو پلیز تم اپنے دماغ سے یہ خرافات نکال دو..!!" وہ ٹھہر ٹھہر کر اٹل انداز میں بولا تھا.

"لیکن میں آپکے ساتھ نہیں رہ سکتی..!!" سامعہ نے برجستگی سے کہا.

"رہ نہیں سکتی یا رہنا نہیں چاہتی..؟؟" اسکی بھیگی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ بڑے ضبط سے پوچھ رہا تھا.

"جو آپ سمجھ لیں..!" خود کو لاپرواہ ظاہر کرتی, وہ دھیمے لہجے میں کہتی پلٹ گئی.. اسکے اطمیناں پر اشتعال میں آتے ہوئے زمان نے اسکی کلائی پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا.. وہ ایک جھٹکے سے اسکی طرف پلٹتی اسے چوڑے شانے سے لگی تھی.. زمان کی اس حرکت پر سامعہ کے دل کی دھڑکنیں پل میں منتشر ہوئی تھیں..

"میں خود سے کچھ بھی سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں سامعہ... مجھ پر ترس کھاؤ..اگر سمجھا سکتی ہو تو مجھے سمجھاؤ.. یوں دور مت جاؤ پلیز..!!" اسکے گرد اپنے بازوؤں کا حصار باندھتے ہوئے وہ بے بسی سے کہہ رہا تھا..اسکے پر اذیت لہجے پر سامعہ کے لیے اپنے آنسو روکنا محال ہونے لگا..

"آپ کیوں نہیں سمجھ رہے..؟؟" سامعہ نے بھیگی آواز میں کہا..زمان کی بے قرار نگاہیں اپنے قریب اسکے چہرے کا طواف کر رہی تھیں.

"اور اگر میں کہوں کہ میں سمجھنا ہی نہیں چاہتا تو..؟؟" اپنے ایک ہاتھ سے اسکے بائیں رخسار کو چھوتا وہ حسرت زدہ لہجے میں بول رہا تھا..سامعہ کا دل بند ہونے لگا..

"آپ کیوں نہیں سمجھ رہے زمان..کیسے سمجھاؤں آپکو..مارے جائیں گے آپ..وہ لوگ بہت ظالم ہیں..وہ میرے باپ بھائی ہیں, میں انکو بہت اچھے سے جانتی ہوں..اگر ان میں سے کسی کو بھنک بھی پڑ گئی ناں کہ اس رات میرے حصے کی گولی کھانے والا شخص ڈی-ایس-پی زمان ہے..تو وہ آپکو جان سے مارنے میں ایک دن بھی نہیں لگائیں گے..!!" اسکی شرٹ کا کالر اپنی مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے وہ روتی ہوئی کہہ رہی تھی.زمان نے وارفتگی سے اسکی قاتل آنکھوں میں دیکھا جو اسکے لیے آنسو بہا رہی تھی..ان آنکھوں میں زمان احمد کو کھو دینے کا ڈر تھا..

"انکے ہاتھوں مرنے کا ڈر نہیں ہے مجھے..تمہارے بغیر سانسیں رک جانے کا خوف ہے مجھے..پاگل ہو چکا ہوں تمہارے لیے..,دیوانہ ہو چکا ہوں..جھے نہیں پتہ تم میں کیا ہے سامعہ..,میں نہیں جانتا کہ تم نے کون سا جادو چلایا ہے..میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ,میرے پاس میرا کچھ نہیں رہا..سب تمہارا ہو گیا ہے..میں,میرا دل..میری

دھڑکنیں.. میری سانسیں.. میں کیا کروں سامعہ... میں بے بس ہوں.. میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا.. تمہیں خود سے دور کرنا.. مشکل نہیں,ناممکن ہے میرے لیے..!!" اسے اپنے قریب کیے,اسکی آنکھوں میں جھانکتا وہ اس سے اعتراف محبت کر رہا تھا.. اسکی دھیمی آواز سنتی سامعہ کا دل اسکے کان کے پاس دھڑکنے لگا تھا..

"زمان...!!" سامعہ کے لب آہستگی سے وا ہوئے تھے..

"پلیز... ایسی جان لیوا ڈیمانڈ پھر کبھی مت کرنا.. جب تک میری زندگی ہے.. میں تمہارے ساتھ ہی جیوں گا.. موت کا وقت مقرر ہے.. اور میرے وقت سے پہلے.. تمہارے باپ بھائی کبھی بھی مجھے موت نہیں دے پائیں گے.. اور میرا یقین کرو.. زمان احمد... کبھی بھی تمہیں اس بے رحم دنیا میں ٹھوکریں کھانے کے لیے چھوڑ کر نہیں جائے گا.. کبھی نہیں..!!" اسکے بہتے آنسو نرمی سے صاف کرتا وہ بڑی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا.. اسکے وثوق سے کہنے پر سامعہ کے لب ہولے سے مسکرائے تھے..

"ایم سوری...!!" دھیمی آواز میں کہتے ہوئے سامعہ نے اپنا سر اسکے شانے پر ٹکا دیا.. بدلے میں زمان نے محبت سے اسکے گرد اپنا حصار مضبوط کر دیا..

"میں تم سے محبت کرتا ہوں سامعہ..

کرتا رہوں گا...

جیتے جی بھی..

اور مرنے کے بعد بھی...!!" نرم لہجے میں سرگوشیاں کرتا وہ اسکے بالوں پر اپنے لب رکھ گیا تھا.. اسکے سینے سے لگی سامعہ اپنے لب سیے بس چپ چاپ اسکے دل کی دھڑکنیں سن رہی تھی..

اور کوئی دل میں نہیں آئے گا

بس محبت ختم کر دی ہے تم پر

♦♦♦♦

"چلو ناں مشال... آج تم بھی ہمارے ساتھ شاپنگ کرنے چلو... سچی بہت مزہ آئے گا..!!" ملیحہ پچھلے پندرہ منٹوں سے اس سے ساتھ چلنے کی ضد کر رہی تھی.. حمزہ (ملیحہ کا منگیتر) اور اسکی بہن ملیحہ کو شادی کی شاپنگ کرنے کے لیے اپنے ساتھ لے جانے آئے تھے اور ملیحہ چاہتی تھی کہ مشال بھی ساتھ چلے..

"میں... جا کر کیا کروں گی ملیحہ.. تم اور مامی... میرے لیے شاپنگ کر تو رہے ہو.. میں کچھ بھی پہن لوں گی.. اٹس آل اوکے.. تم چلی جاؤ..!!" مشال نے بے تاثر لہجے میں کہا. اسکے چہرے اور گردن پر "Z" کا زخم اب کافی حد تک بھر چکا تھا.. پچھلے دو دن سے اب ضرغام اسکی بینڈ تیج کرنے کی بجائے, صبح و شام.. ڈاکٹر کی ریکمنڈڈ ٹیوب اسکے زخموں پر لگا رہا تھا. مشال کو اپنا چہرہ کھلے زخم کے ساتھ.. کریہہ اور بد صورت لگ رہا تھا.. اپنا داغدار چہرہ دیکھ کر اسے شدت سے رونا آتا تھا مگر وہ اپنے آنسو اندر ہی کہیں جذب کر لیتی.. دن بدن اسکی آنکھیں ویران اور دل بنجر ہوتا جا رہا تھا..

"وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن آج ہم برائیڈل ڈریس لینے جا رہے ہیں ناں.. تمہیں ساتھ ہونا چاہئیے یار..!!" ملیحہ کی آواز پر وہ چونک گئی.. پھر ایک خاموش نگاہ ملیحہ کے چہرے پر ڈالی. وہ انکار کرنا چاہتی تھی مگر پھر اسکی ضد کا خیال کر کے اثبات میں سر ہلا گئی.

"ٹھیک ہے.. تم چلو.. میں پانچ منٹ میں آتی ہوں..!!" مشال نے نرمی سے کہا. ملیحہ خوشدلی سے مسکراتی, دل ہی دل میں اسکے مان جانے پر خدا کا شکر ادا کرتی اسکے کمرے سے نکل گئی.. بیڈ سے اترتے ہوئے مشال نے ایک نظر اپنے سوٹ پر ڈالی. ریڈ کلر کا گرم شلوار سوٹ, اسنے آج صبح ہی چینج کیا تھا.. دوپٹہ بیڈ پر ڈالتے ہوئے وہ الماری کی طرف بڑھی.. الماری کا پٹ کھول کر اسنے میچنگ شال کے لیے نگاہ دوڑائی.. سب سے آخر میں ضرغام کی لائی گئی شال ہینگ ہوئی تھی.. مشال نے شال کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس شال کو چھوا.. سکن کلر کی گرم شال جو وہ اسکے لیے نشال کے نکاح والے روز لے کر آیا تھا. مشال نے آہستگی سے وہ شال نکال لی اور آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی.. بائیں گال کا زخم اسکے چہرے کی خوبصورتی پر بدنما داغ لگ رہا تھا. اپنے لب بھینچتے ہوئے اسنے بے تاثر نگاہوں سے اپنی صراحی دار گردن پر بھی بالکل ویسا ہی زخم دیکھا تھا پھر اپنی نگاہ گردن سے ہٹاتے ہوئے اسنے اپنے لمبے سیاہ بال کھول کر دوبارہ موٹا سا جوڑا بنا لیا.. دوپٹہ بیڈ سے اٹھا کر سر پر اوڑھا پھر شال اپنے شانوں پر لپیٹ کر, کمرے سے باہر نکل آئی.. آغا جان کو اپنے جانے کا بتا کر وہ لان میں چلی آئی تھی. سامنے ہی گیٹ کے پاس کھڑی بلیک کار کے پاس ملیحہ اور شاید اسکی ہونے والی نند کھڑی ہوئی تھی. وہ دھیمی چال چلتی ملیحہ کی طرف بڑھنے لگی.. قریب پہنچ جانے پر اسے گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک اجنبی چہرہ نظر آیا تھا, وہ لڑکا یقیناً حمزہ ہی تھا.

"ضرغام کہاں ہے..؟؟"مشال نے ملیحہ کو مخاب کیا..انداز میں ایک استحقاق سا تھا جس سے وہ خود بھی بے خبر تھی.

"وہ کالج سے ڈائریکٹ مال میں ہی آجائے گا..یو ڈونٹ وری..!"ملیحہ نے فوراًاسے بتایا مبادا وہ واپس ہی نہ چلی جائے..اور واقعی وہ اس وقت واپس چلے جانا چاہتی تھی مگر پھر سر جھٹکتی گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر جلدی سے گاڑی میں بیٹھ گئی کیونکہ ملیحہ کی نند زاریہ اسکے چہرے کو گھور رہی تھی..اسنے مشال کو نشال کے نکاح میں دیکھا تھا مگر تب اسکے چہرے پر بینڈ تیج ہوئی تھی..ملیحہ بھی اسکے ساتھ ہی پچھلی سیٹ پر آکر بیٹھ گئی جبکہ زاریہ حمزہ کے ساتھ فرنٹ سیٹ سنبھال چکی تھی..مشال ان تینوں سے لاتعلق بنی دروازے کے شیشے سے باہر چلتی سڑک کو دیکھ رہی تھی..جبکہ ملیحہ,زاریہ اور حمزہ آپس میں کوئی نہ کوئی بات کررہے تھے..اگلے بیس منٹ میں انکی گاڑی

xxxx...مال کے سامنے رکی تھی..وہ بے دلی سے ان تینوں کی معیت میں اس شاندار عمارت کے اندر آگئی..

انکے ساتھ یونہی مختلف دوکانوں پر گھومتی,انکی خریداری دیکھتی وہ سخت بیزار ہورہی تھی..

"ضرغام کب آئے گا..؟"جب وہ لوگ اسے ڈیڑھ گھنٹے تک یونہی مختلف دوکانوں پر لے جاتے رہے تو اسنے ملیحہ سے پوچھا تھا..آواز میں ضرغام کے لیے خفگی چھلک رہی تھی.

"میں نے میسج کیا تو ہے اسے..رکو کال کرتی ہوں...!!"اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ملیحہ نے عجلت میں کہا اور ضرغام کا نمبر ڈائل کرنے کو ایک سائیڈ پر چلی گئی..زاریہ اور حمزہ دوسری شاپ میں حمزہ کے لیے بارات کا ڈریس پسند کررہے تھے..مشال عجیب کشمکش کا شکار یہاں وہیں شاپ میں لگے ڈریسز دیکھ رہی تھی.معاًاسے کسی کی

نظروں کی تپش کا احساس ہوا تھا.. مشال نے اطراف میں نگاہ دوڑائی مگر شیشے کی دیواروں کے اس پار وہ کسی کو نہ دیکھ پائی..

"پہنچ گیا ہے.. بس یہیں آرہا ہے وہ.. تم آؤ ہم بھی وہاں چلتے ہیں..!!" اسے ضرغام کے آنے کی بابت بتا کر ملیحہ نے اسے ساتھ والی شاپ پر چلنے کا کہا جہاں حمزہ اور زاریہ پہلے سے ہی موجود تھے..

"میں.. یہ ڈریسز دیکھ رہی ہوں.. تم چلی جاؤ..!!" مشال نے لاپرواہی سے کہا. وہ زاریہ کے سامنے جانا نہیں چاہتی تھی.. ملیحہ اسے اکیلا چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی تھی مگر پھر یہ سوچ کر چلی گئی کہ ساتھ والی شاپ ہی تو ہے.. جبکہ مشال کو مسلسل کسی کی گرم نگاہوں کی تپش محسوس ہو رہی تھی. وہ دوکان سے باہر نکل آئی.. ایک بار پھر اسنے اطراف میں نگاہ دوڑائی تھی.. اسکا چہرہ جھلسنے لگا تھا مگر دیکھنے والے کی شکل نظر نہیں آئی تھی.. وہ یونہی پریشان زدہ سی کھڑی پورے مال میں نگاہ دوڑا رہی تھی کہ دفعتاً اسے اپنی پشت پر.. قریب.. بے حد قریب کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا.. جانی پہچانی پرفیوم کی مہک اسکے اطراف میں پھیل گئی.. اپنی سانسوں کے ساتھ جسم میں اترتی اس مہک سے مشال کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا.. اسکے اطراف میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں.

"ہائے ڈارلنگ...!!" اپنی پشت پر ابھرتی وہ خوفناک آواز سن کر مشال کو لگا اسکا دل بند ہو جائے گا.. یہ آواز... یہ آواز وہ لاکھوں, کروڑوں میں پہچان سکتی تھی.. اسنے سرعت سے پلٹ کر اپنی پشت پر کھڑے اس شخص کو دیکھا.. اسکے سامنے, بالکل قریب.. اپنے پورے قد سے کھڑا وہ ہمیشہ کی طرح اپنے سیاہ لبوں پر کمینی سی مسکراہٹ سجائے اسے ہوس زدہ نظروں سے گھور رہا تھا.. مشال کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی.. اسکی گردن بے ساختہ

نفی میں ہلی تھی.. غلافی آنکھوں میں وحشت پھیل گئی تھی.. دل بس بند ہونے کو ہی تھا جب اسکے سامنے کھڑے زاویار بیگ کے لبوں نے پھر سے حرکت کی تھی.

"پہلے سے بڑھ کر حسین ہوگئی ہو..!!" اپنی گردن تھوڑی سی ٹیڑھی کرتا وہ خباثت زدہ لہجے میں کہہ رہا تھا.. مشال فوراً اس سے دو قدم دور ہوئی تھی.. مشال نے ایک وحشت زدہ نگاہ اطراف میں دوڑائی تھی.. کافی فاصلے پر اسے ملیحہ اور اسکے منگیتر کی شکل نظر آئی تھی مگر اسکا دل انہیں پہچاننے سے انکار کر رہا تھا.. اس بھرے شاپنگ مال میں کوئی چہرہ اسے شناسا نہیں لگا تھا.

"ادھر میری طرف دیکھو.. میں ہوں تمہارا زاویار.. تمہاری پہلی محبت... چلو آؤ.. میرے ساتھ چلو..!" اسکی طرف ایک قدم بڑھتے ہوئے زاویار نے اسکا ہاتھ تھامنے کو اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھایا تھا.. اسکے قریب آنے پر وہ جیسے ہوش میں آئی تھی..

"نن.. نہیں.. کبھی نہیں.." بڑبڑاتے ہوئے وہ پلٹی اور اندھا دھند زاویار کی مخالف سمت میں بھاگنے لگی..

"تم نے اسے جانے دیا.. اسے روکو...!!!" پلر کے پیچھے چھپا پیٹر زاویار کے قریب آکر اس پر چلایا تھا.زاویار کمینگی سے مسکرایا..

"چلو آؤ.. چوہے بلی کا کھیل کھیلتے ہیں.. مگر اس کھیل میں, ہم چوہے اس بھیگی بلی کا شکار کریں گے...!!" خباثت سے کہتا وہ سرعت سے مشال کے پیچھے لپکا تھا.. پیٹر نے اسکی تقلید کی تھی.

جبکہ اندھادھند بھاگتی مشال نے پلٹ کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی کیوں کہ وہ زاویار بیگ کو اپنے قریب... اپنی سانسوں سے بھی قریب محسوس کر رہی تھی.. یوں جیسے وہ زاویار بیگ کی گرفت میں پھر سے قید ہو گئی ہو.. اسے پتہ بھی نہیں چلا تھا اور آنسو اسکی آنکھوں سے نکلتے ہوئے اسکے گال بھگونے لگے تھے.. دوپٹہ سر سے اتر چکا تھا, شال اس شاپنگ مال کے چکنے فرش کو سلامیاں دے رہی تھی مگر وہ شال کا کونہ مٹھی میں دبوچے بھاگ رہی تھی.. مال میں موجود لوگ حیرت سے اس دیوانی لڑکی کو دیکھ رہے تھے اور انہی لوگوں میں زاویار بیگ اور پیٹر بھی شامل تھے جو اسکے پیچھے ہی آ رہے تھے.. اینٹرینس سے باہر نکلتے ہوئے وہ کسی کے چوڑے وجود سے بری طرح ٹکرائی تھی.. ضرغام نے فوراً مشال کو بازوؤں سے تھام لیا جسکے بال اس سے ٹکرانے کے باعث کھل کر اسکی پشت پر پھیل چکے تھے.. مشال نے اپنی دھندلی نگاہ اٹھا کر مقابل کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی تھی..

"ضر....غام..!" اسکے سسکتے ہوئے لب پھڑ پھڑائے تھے.. آنکھوں سے نکلتے آنسو بہت تیزی سے اسکے گال بھگو رہے تھے.. اسے یوں حواس باختہ دیکھ ضرغام کا دل ایک پل کو سکڑ سا گیا.. اسکا نازک بدن پتے کی طرح کانپ رہا تھا, یوں لگ رہا تھا کہ وہ ابھی گر جائے گی..

"مشال.... مشی... کیا ہوا ہے..؟؟" بے اختیاری میں اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ بے تابانہ پوچھ رہا تھا.

دور سے ساری کاروائی دیکھتے زاویار نے پیٹر کا بازو تھام کر اسے وہیں رک جانے کا کہا تھا.. وہ سلگتی نظروں سے مشال کی پشت دیکھ رہا تھا جو ضرغام کے پوچھنے پر اسکے سینے سے لگ گئی تھی..

"مم... مجھے.. یہاں سے.. لے چلو... پلیز... لے.. چلو.. ضر.. غام..!" اسکی شرٹ کو اپنی لرزتی انگلیوں میں دبوچے وہ سسکتے ہوئے کہہ رہی تھی.. اسکے یوں اپنے سینے سے لگ جانے پر ضرغام کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی تھی. اسنے نرمی سے اسکے بال سہلائے تھے.. مشال اسکے نرم لمس پر مزید بکھرنے لگی.

"اوکے.. اوکے.. جسٹ ریلیکس...!" شال اسکے گرد لپیٹتے ہوئے وہ نرمی سے کہہ رہا تھا.. اسکے سینے سے لگی مشال کا سر مسلسل نفی میں ہل رہا تھا.. اسکے دل کی بے ہنگم دھڑکنیں ضرغام کو اپنے سینے پر محسوس ہو رہی تھیں.

"جل... جلدی.... دور.. بب.. بہت... دور لے.. جاؤ..!!" وہ ہچکیوں کے درمیان بامشکل بول رہی تھی. ضرغام اسکی بگڑتی حالت پر پریشان ہو چکا تھا.. وہ آج خود اسکے قریب آئی تھی مگر یقیناً وہ کسی خوف کے زیر اثر تھی. ضرغام نے مال کے اندر نگاہ دوڑائی. زاویار نے فوراً رخ موڑ کر اپنی پشت ضرغام کی جانب کر لی.. جبکہ مشال کے مسلسل رونے پر وہ اسے اپنے حصار میں لیے سرعت سے اپنی گاڑی کی طرف آ گیا تھا.. اسے فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر خود وہ گھوم کر دوسری طرف سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا. گاڑی سٹارٹ کر کے اسنے اگلے ایک منٹ کے اندر اندر گاڑی مال کے پارکنگ ایریا سے نکال کر مین روڈ پر ڈال دی.. مشال کا نازک بدن ہچکولوں کی زد میں تھا وہ بار بار پلٹ کر پیچھے روڈ پر دیکھ رہی تھی, جیسے اسے کسی کے آنے کا خدشہ ہو.. اسکی حالت پر ضرغام کا دل کٹ رہا تھا جبکہ پیچھے.. کافی پیچھے شاپنگ مال میں موجود پیٹر, زاویار بیگ پر غصہ نکال رہا تھا.. زاویار بیگ چپ چاپ اپنے لب بھینچے اسکی بکواس سن رہا تھا. اسکا شیطانی دماغ بڑی تیزی سے چل رہا تھا

♦♦♦♦

"کچھ اگلا انہوں نے یا نہیں..؟؟" زمان کو آتا دیکھ وہ اپنی چیئر سے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھ رہا تھا.

"نو سر.. وہ دونوں آدمی معصومیت کا ڈرامہ رچا رہے ہیں.. انکا کہنا ہے کہ وہ کسی بلیک مون گینگ کو نہیں جانتے.. میں نے ابھی تک ان پر تشدد نہیں کیا.. آپکے آرڈر کا انتظار ہے بس...!!" زمان نے اسے ان دو آدمیوں کے بارے میں رپورٹ دی تھی جو چھ دن پہلے ہی ائیر پورٹ سے باہر آجانے پر گرفتار کیے گئے تھے.. لندن سے آنے والے دو لڑکے تو انہی دنوں میں لاہور آچکے تھے جن دنوں میں زمان کو گولی لگی تھی جبکہ ملائیشیا سے آنے والے تین افراد بھی دس دن پہلے کراچی ائیر پورٹ سے پاکستان آچکے تھے.. باقی یہی دو افراد بچے تھے اور زمان بھی صحت مند ہو چکا تھی سو وہ ان دو افراد کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو چکے تھے..

"ایسوں کی زبان کھلوانا کچھ مشکل نہیں ہے زمان... ان کے بارے میں, میں نے کچھ اور سوچ رکھا ہے.. ملائشیا سے آنے والے افراد تک رسائی حاصل کرنا اتنا آسان نہیں ہے کیونکہ وہ کراچی آکر وہاں سے کدھر گئے ہیں, یہ معلوم کرنا ذرا مشکل ہے.. مگر لندن سے آنے والے لڑکوں تک پہنچنا ہمارے لیے آسان ہے.. تم انکے بارے میں کچھ پتہ لگواؤ.. وہ اس وقت لاہور میں ہی ہیں یا پنجاب کے کسی اور شہر میں ہیں...! باقی ان معصومیت کے نمونوں کی میں خبر لیتا ہوں..!!" ضیغم نے سنجیدگی سے کہا. پھر اسکے اثبات میں سر ہلانے پر اپنے آفس سے نکل کر حوالات کی طرف آگیا. پانچ منٹ کے اندر اندر ہی اسنے انکے بالوں کے علاوہ جسمانی تشدد کیے بنا انکا وہ حشر کیا تھا کہ وہ اپنی زبان کھولنے پر مجبور ہو گئے تھے.. ہاں بس یہ تھا کہ وہ دونوں کہیں کہیں سے گنجے ہو گئے تھے.

"سر وہ... لندن سے... ہمیں پورا نام نہیں پتا سر... ایک کا نام... "Z" ہے اور دوسرے کا "P.D"... اور ملائیشیا سے... "ڈیانا... جان... اور.. ابراہیم... یہ تینوں نو دن پہلے آ چکے ہیں..!!" ان دونوں میں سے ایک نے اپنی زبان کھولی تھی جس کے حلق میں ضیغم نے پستول کی نال رکھ کر اسکا منہ کھلوایا تھا..

"زی.. "....!" وہ زیر لب بڑبڑایا تھا.. براؤن آنکھوں میں برفیلے تاثرات تھے..

"ہممم... اور دوسرا.. ؟؟ کیا تھا؟؟ پی-ڈی.. ؟؟" وہ دھیمی آواز میں بڑبڑایا.. جیسے خود کو وہ دو نام حفظ کروائے تھے اس نے... ان دونوں آدمیوں پر ایک زہریلی نگاہ ڈال کر وہ حوالات سے باہر نکل آیا.. اپنے آفس میں آکر اسنے زمان کو کال ملائی تھی، نتیجتاً وہ اگلے دو منٹ بعد اسکے سامنے موجود تھا..

"یس سر..!" ہمیشہ کی طرح مؤدب انداز..

"نام پتہ چل چکے ہیں زمان... مگر پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ ہم لندن اور ملائیشیا، دونوں ممالک ہی سے آنے والے افراد کی فلائٹ کی ایگزیکٹ ٹائمنگ اینڈ ڈیٹ نہیں جانتے... دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ، جو نام ان عریبیز نے بتائے ہیں، ان کی مدد سے ان افراد تک پہنچنا آسان نہیں ہے...!!" ضیغم کی آواز میں تفکر کی ہلکی سی آمیزش تھی.

"کسی کام کا آسان نہ ہونا ایک ہی صورت میں ممکن ہے سر، جب مقابل کوئی مشکل موجود ہو.. آپ مشکل بتائیں کیا ہے.. ؟؟ اسے حل کرنا میرا کام ہے..!!" وہ بڑی تندہی سے اسے جواب دے رہا تھا. اسکا جواب سن کر ضیغم کے لب ایک پل کو مسکرائے تھے، معلوم ہوتا تھا کہ اسے زمان کا انداز پسند آیا ہے..

"مشکل یہ ہے کہ.. جو نام وہ عریبیز جانتے ہیں، وہ ہی نام پورا بلیک مون گینگ جانتا ہے.. تو

پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ انکا پاسپورٹ انہی ناموں سے ہو.. لندن والوں کے نام تو.. کوڈورڈز میں ہیں، جبکہ ملائیشئنز بھی کسی دوسرے ناموں سے پاکستان کی حدود میں داخل ہوئے ہیں.. ایسے میں...!!"بات ادھوری چھوڑ کر اسنے اپنی گھنی مونچھوں کو انگلیوں سے مروڑ دیا تھا. وہ پر سوچ نگاہوں سے میز کی سطح کو گھور رہا تھا..

"اوکے فائن.. ہمارا پہلا ٹارگٹ لندن سے آئے ہوئے گورے، ہوں گے زمان..!!" ضیغم نے کچھ فیصلہ کر لینے والے انداز میں کہا تھا.

"یہی بہتر رہے گا..!!"زمان نے اسکی تائید میں کہا.

"اور اس سلسلے میں سب سے پہلا کام جو ہمیں کرنا ہے، وہ پچھلے بیس دنوں میں لاہور ائیر پورٹ پر لینڈ کرنے والی فلائیٹس کا ریکارڈ چیک کرنا ہے زمان..!!" اسکے سنجیدگی سے کہنے پر زمان نے کچھ پریشان ہو کر اسکی جانب دیکھا.

"لیکن سر.. اس سلسلے میں ہمیں ائیر فورس کی ہیلپ چاہیئے ہو گی.. اور انکی ہیلپ لینا...!!"زمان نے بات ادھوری چھوڑ دی..

"مشکل ہے.. جانتا ہوں، مگر مشکل کو حل کرنا. تمہارا کام ہے.. یہ تم ہی نے کہا ہے..!!"اپنی ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتے ہوئے وہ اطمینان سے بولا.. اسکے بات واپس کر دینے پر زمان کے ہونٹ مسکرا اٹھے..

"لیکن اس سلسلے میں مجھے آپکی مدد درکار ہے سر..!!" اپنے لبوں کی مسکراہٹ سمیٹتے ہوئے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا.. ضیغم نے ایک نظر زمان کے سنجیدہ چہرے پر ڈالی پھر نگاہ کا زاویہ بدل کر میز کو گھورنے لگا.. اسکا سر بہت آہستگی سے اثبات میں ہلا تھا.. اپنا موبائل میز سے اٹھا کر وہ اب ایک نمبر ڈائل کر رہا تھا. ائیر پورٹ کی حدود کے اندر تفتیش کرنے کے لیے اسے بھی کسی کی مدد کی ضرورت تھی.

◆◆◆◆

آگ لگ جائے مجھے

خاک میں مل جاؤں میں

ضرغام کی موجودگی کو یکسر فراموش کرتی، وہ پیچھے منہ کیے سیٹ کی پشت کو اپنے کانپتے ہاتھوں کی انگلیوں سے دبوچے مسلسل پیچھے دیکھ رہی تھی.. آنسو متواتر آنکھوں سے چھلکتے ہوئے گال بھگو رہے تھے.. ضرغام گاہے بگاہے اسکے ڈرے سہمے وجود پر نظر ڈال رہا تھا مگر چپ ہونے کی بجائے اسکی سسکیوں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا.. مال سے کافی دور آکر ضرغام نے سڑک کی ایک سائیڈ پر گاڑی روک دی..

"مشال؟؟"ضرغام نے اسے نرمی سے پکارا تھا.. لیکن اسکی پکار سے بے بہرہ وہ سخت وحشت زدہ نظروں سے ہنوز گاڑی سے باہر دیکھ رہی تھی.. ضرغام کا دل خون ہونے لگا.. وہ ڈری سہمی کوئی خوفزدہ بچی لگ رہی تھی جیسے رات کی تنہائی میں کسی جن بھوت کے آجانے کا خطرہ ہو..

"مشال...؟؟"اسے پکارتے ہوئے ضرغام نے بڑی نرمی سے اسکی سیٹ کی پشت پر رکھی انگلیوں کو چھوا.. جیسے اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا تھا.. اسکے مردانہ ہاتھ کے لمس کو محسوس کرتی وہ اچھل کر پیچھے ہٹتی دروازے سے لگتی چہرے پر اپنے بازو رکھتی روتے ہوئے چلانے لگی.

"دور رہو.. پاس مت آؤ... نن... نہیں... میرے پاس مت آنا...!!"وہ کپکپاتی آواز میں چیختی گاڑی کے دروازے کے اندر گھسنے کو تیار تھی.. اسکے یوں حواس بگڑتے دیکھ ضرغام حقیقتاً پریشان ہو گیا..

"مشال میری طرف دیکھیں پلیز.. میں ہوں آپکا دوست...!"اسکے قریب ہوتا وہ پریشانی سے کہہ رہا تھا.. مگر اسکی آواز سے انجان، بے بہرہ وہ جانے اسے کیا سمجھتی اس سے گزارشات کر رہی تھی.

"معاف کر دو مم.. مجھے.. بخشش... دو.. رر... رحم کرو.. خدا کے لیے... چھوڑ.. دو... چھوڑ دو مجھے...!!" اپنا چہرہ ڈھانپنے کی کوشش کرتی وہ بری طرح سسک رہی تھی. اسکی بھیگی، لرزتی آواز سنتے ضرغام کی براؤن آنکھوں میں ضبط کی سرخائی اترنے لگی...

"مشال... مشی پلیز...!!" خود پر ضبط کرتا وہ دھیمی آواز میں بے بسی سے بڑبڑایا تھا. مشال کی گردن مسلسل نفی میں ہل رہی تھی..

"ا... بب... اب.. نن.. نہیں... پلیز... چلے جاؤ... رح.. رحم.. کرو... مم... میں.. مر.. جاؤں ... گی...!!" وہ ہچکیوں کے درمیان بامشکل بول پا رہی تھی. ضرغام کی برداشت جواب دینے لگی.. کون تھا وہ شخص..؟؟ کس کا خوف مشال علوی کو کھا رہا تھا.. اگر وہ لندن میں تھا تو پھر...؟؟ مشال کیوں خوفزدہ تھی..؟؟ ضرغام نے اپنی جلتی آنکھوں سے مشال کے لرزتے وجود کو دیکھا. وہ اسے مزید تڑپتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا.. اگلے ہی پل اسنے بنا لحاظ کیے اسکے چہرے کو ڈھانپتی اسکی کلائیاں اپنی مضبوط مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے انہیں اسکے چہرے سے ہٹایا تھا.. اور یہ شاید گزرے دو ماہ میں پہلی بار ہوا تھا کہ اسنے مشال کو یوں استحقاق سے چھوا تھا..

"کس سے خوفزدہ ہو رہی ہیں آپ..؟؟ کون ہے یہاں..؟؟ کون دکھائی دے رہا ہے آپکو..؟؟" اسکی کلائیوں کو سختی سے پکڑے وہ اسے جھنجھوڑتے ہوئے پوچھ رہا تھا. ضرغام کی سخت آواز سن کر مشال نے اپنی سختی سے میچی آنکھیں کھول کر اسکی جانب دیکھا.. اپنے سامنے، اپنے قریب اسکا چہرہ دیکھتی مشال علوی کی غلافی آنکھوں میں بے یقینی پھیل گئی تھی.. وہ جیسے زاویار کی بجائے ضرغام کی اپنے قریب موجودگی ایکسپیکٹ نہیں کر پا رہی تھی، اسنے ایک بار پھر گاڑی سے باہر دیکھنا چاہا تھا جب اسکی کلائیوں کو جھٹکا دیتے ہوئے ضرغام نے اسکی کوشش ناکام بنائی تھی.

"اُدھر مت دیکھیں.. میری طرف دیکھیں.. مجھ سے رحم کی بھیک مانگ رہی ہیں آپ..؟؟ مجھ سے خوفزدہ ہیں آپ..؟؟" اسکی آنکھوں میں جھانکتا وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا. وہ جانتا تھا کہ مشال اس سے خوفزدہ نہیں ہے.. مگر اسکے باوجود ضرغام اکرام نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ وہ کس سے خوفزدہ ہے، بلکہ اپنے بارے میں پوچھ کر ان ڈائریکٹلی اسکے خوف کی اصل وجہ پوچھ لی تھی.

مشال ہنوز اپنی بے یقین.. لرزتی پلکوں سے اسکے چہرے کا ایک ایک نقش دیکھ رہی تھی.. اگلے ہی پل وہ اسکے شانے پر سر رکھ کر سسک پڑی.. روتے ہوئے وہ بہت آہستگی سے نفی میں سر ہلا گئی تھی جیسے اسکے سوال کے جواب میں "نہیں" کا جواب دیا گیا تھا.

"مجھے بچالو ضرغام... پلیز مجھے بچالو..!!" مشال کے بھیگی آواز میں کہنے پر ضرغام نے اسکی کلائیاں اپنی گرفت سے آزاد کی تھیں اور بے ساختہ اسکے بال سہلانے لگا..

"بچالوں گا آپکو.. اب کچھ نہیں ہونے دوں گا.. آئی پرامس.. کسی کی بری نظر بھی آپ تک پہنچنے نہیں دوں گا.. بلیو می..!!" اسکے بال نرمی سے سہلاتا وہ مضبوط لہجے میں بول رہا تھا.. دل اسکے قریب آنے پر مچل رہا تھا مگر دل کی خواہشات پر قابو کیے وہ اسکے اور اپنے رشتے کے تقدس کو بحال کیے ہوئے تھا. ضرغام نے اس قربت کا فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی...

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے.. ایسا.. ایسا لگ رہا ہے، وہ.. وہ آجائے گا.. مجھے پھر سے.. نن.. نہیں پلیز... بہت ڈر لگ رہا.. ہے.. مجھے کہیں چھپالو.. پلیز.. مجھے کہیں چھپالو..!!" ایک ہاتھ اسکے بازو پر رکھے جبکہ دوسرے سے اسکی شرٹ کا کالر دبوچے ہوئے وہ اس سے بھیگی آواز میں گزارش کر رہی تھی.. کس کی..؟؟ کس کی بات کر رہی تھی وہ..؟؟ سوچتے ہوئے ضرغام کی آنکھوں میں خون اترنے لگا.. اپنے لب بھینچتے ہوئے اسنے اپنی شرٹ کا کالر اسکی کمزور گرفت سے آزاد کروایا تھا.. پھر بغور اسکی سوجی ہوئی پانی بھری آنکھوں میں دیکھا..

"کون..؟؟ کس کی بات کر رہی ہیں آپ..؟؟" دوسرے ہاتھ سے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا..اسکے سوال پر مشال نے بے ساختہ اپنے بائیں گال پر کندہ "Z" کو چھوا تھا..جبکہ ضرغام نے اسکے یوں اپنے گال کو چھو لینے پر بے ساختہ اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا..شاید وہ اسکے چھونے سے ڈسٹرب ہوئی تھی.وہ یہی سوچ پایا تھا..

مشال سرعت سے کھسک کر تھوڑا دور ہوئی..وہ اسے کیسے بتاتی کہ وہ کس سے اور کیوں خوفزدہ ہے..اپنی انگلیاں مروڑتی وہ کشمکش کا شکار نظر آرہی تھی.

"میں آپ سے پوچھ رہا ہوں مشال..!!" ضرغام نے ایک بار پھر اسے مخاطب کیا.مشال کے لیے خود کو کمپوز کرنا مشکل ہو رہا تھا..

"وہ...مال میں..وہاں شاپ...کے پاس...!!" وہ روتے ہوئے بولتی اپنی بات مکمل نہیں کر پا رہی تھی..اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اسے کیا جواب دے..

"ہاں مال میں..؟؟ کون تھا..؟؟ کسے دیکھا آپ نے..؟؟" سنجیدگی سے بولتا وہ مکمل طور پر اسی کی طرف متوجہ تھا..

"پتہ..نہیں کون...کون تھا وہ..بد...بدتمیزی کر رہا..تھا...مجھے..چ..!" جھوٹ بولنے کی کوشش کرتی وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ کر اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی تھی.آنسوؤں کی شدت میں اضافہ ہو گیا تھا..

وہ اپنے محسن سے شرمندہ تھی جسے چاہ کر بھی وہ زاویار بیگ کے بارے میں نہیں بتا پائی تھی..ضرغام ایک پل کو اپنے لب سختی سے بھینچ گیا..

کیا سوچ بیٹھا تھا وہ..؟؟ ضرغام نے بے ساختہ اپنی پیشانی کو مسلا..وہ کیسے بھول گیا تھا کہ مشال کسی بھی مرد کے قریب آنے پر یونہی دیوانی سی ہو جاتی تھی..

"ملیحہ اور حمزہ کہاں تھے..؟؟"اسے بے اختیار ملیحہ اور حمزہ پر غصہ آیا تھا جن کی موجودگی کے باوجود مشال کو جانے کیا کچھ برداشت کرنا پڑ گیا تھا.

"مجھے..کچھ نہیں پتہ...!!" نفی میں سر ہلاتے ہوئے مشال بڑبڑائی تھی.

"مشال.. یہاں دیکھئے میری طرف..!"اسکے چہرے سے اسکے ہاتھ ہٹاتے ہوئے وہ نرمی سے کہہ رہا تھا. مشال نے اپنی گلابی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا، بھیگی پلکیں لرز رہی تھیں.. اسکی آنکھوں کے سوجے پپوٹے دیکھتے ہوئے ضرغام کی رگوں میں شرارے دوڑنے لگے.. اسے خود بھی اب ان مردوں سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی جو اکیلی اور لاچار عورت کو کمزور اور تر نوالہ سمجھ کر نگلنے کو تیار رہتے تھے..

"آپ نے مجھے وہاں کیوں نہیں بتایا..؟؟اس گھٹیا انسان کی ہڈیاں توڑ کر وہیں سب کے سامنے اس سے معافی منگواتا.. بلکہ.. ہم ابھی چلتے ہیں وہاں.. شاپ کیپر تھا وہ..؟؟ آپکے سامنے ہی حشر کروں گا اسکا.. آپ پلیز رونا بند کریں..!!"شدید غصے کے عالم میں بولتا وہ اگنیشن میں چابی گھما کر کار سٹارٹ کر چکا تھا..

"نہیں ضرغام پلیز..!!"اسے گاڑی ریورس کرتا دیکھ مشال نے سرعت سے اسکے سٹئیرنگ پر جمے ہاتھ پر اپنا کانپتا ہاتھ رکھ کر اسے روکنے کی کوشش کی.. سٹئیرنگ کو گھماتے ضرغام کے ہاتھ اپنی جگہ ساکت ہو گئے. اپنی سرخ پڑتی آنکھیں ایک لمحے کو بند کر کے کھولتے ہوئے اسنے مشال کی طرف گردن موڑی.

"کیوں روک رہی ہیں مجھے..؟؟"اسکے سخت لب و لہجے سے ناراضگی چھلک رہی تھی.

"میری خاطر کس کس کا حشر کرو گے..؟؟"وہ یاسیت زدہ لہجے میں بھرائی ہوئی آواز میں پوچھ رہی تھی. غلافی آنکھوں میں حزن و ملال پھیلا ہوا تھا.

"ہر اس شخص کا جو آپکی آنکھوں میں آنسوؤں کا باعث بنے گا..!!"خود پر ضبط کرتا وہ بڑی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا.

جبکہ اسکی بات سنتی مشال یک ٹک اسے دیکھتی رہ گئی.. کیا تھا وہ شخص..؟؟ کس مٹی سے بنا تھا..؟؟ مرد ہی تو تھا وہ بھی.. مگر باقیوں سے کس قدر مختلف.. اتنا کہ ہر گزرتے دن کے ساتھ اسے عزیز تر ہوتا جا رہا تھا.

"تھک جاؤ گے..!!" سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے وہ پژمردگی سے گویا ہوئی. اسکی بات پر ضرغام کے لبوں پر ایک پھیکی مسکراہٹ دوڑ گئی.. اپنی جلتی، مشال کی محبت میں پل پل تڑپتی ذہین آنکھوں کی پلکیں جھپکتے ہوئے اسنے مشال کا گلابی چہرہ دیکھا جس میں رونے
کے باعث سرخائیاں گھلی ہوئی تھی.

"آپکی تھکن سمیٹنے میں، ضرغام اکرام کبھی تھک نہیں سکتا مشال...!!" اسکے حسین چہرے پر کندہ اس بدنما داغ کو وارفتگی سے دیکھتا وہ مضبوط لہجے میں گویا ہوا.. بلاشبہ اسے مشال علوی کے ان داغوں سے بھی عشق تھا.. اسکا جواب سنتی مشال نے اپنی آنکھیں میچ لیں... وہ محبت کے ذائقے سے ناواقف تھی وگرنہ اگر جو اس وقت آنکھیں کھول کر اس دیوانے کی طرف دیکھ لیتی تو شاید اسکی آنکھوں میں جلتی محبت کی قندیلیں دیکھ کر پتھر ہو جاتی..

"گھر چلو پلیز...!!" مشال کے لبوں نے بہت آہستگی سے جنبش کی تھی. بدلے میں اپنا رخ سیدھا کرتے ہوئے ضرغام نے گاڑی دوبارہ سٹارٹ کر لی تھی.. فاروقی ہاؤس کو جاتی سڑکیں ناپتی اسکی گاڑی بہت تیزی سے فراٹے بھر رہی تھی.. مشال نے آنکھیں کھول کر اسکی جانب دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی.. وہ جانتی تھی کہ وہ اب اسے گھر ہی لے کر جائے گا..

♦♦♦♦

میں تباہ ہو جاؤں نشے سے

یہ عشق سے تو بہتر ہے

سگریٹ کا دھواں فضا میں تحلیل کرتے ہوئے وہ گہری نظروں سے اسکی جانب دیکھ رہا تھا جو اسکی موجودگی سے یکسر انجان بیڈ پر لیٹی خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی.. ایک ہاتھ بستر پر جبکہ دوسرا پیٹ پر رکھے وہ کروٹ کے بل لیٹی ہوئی تھی. رخ ضیغم اجلال کی جانب ہی تھا.. سگریٹ کے کش لگاتا وہ مسلسل اسکے نازک سراپے پر نگاہ جمائے ہوئے تھا.. نیوی بلیو شلوار سوٹ میں اسکی شہابی رنگت دمک رہی تھی.. صبح یقیناً اسکے آفس چلے جانے کے بعد اسنے یہ لباس تبدیل کیا تھا.. دوپٹہ بے ترتیبی سے اسکے بازو سے لپٹا ہوا تھا.. وہ بغور اسکے رخسار چومتی ان لٹوں کو دیکھ رہا تھا جو اسکے جوڑے کی قید سے آزاد ہو چکی تھیں.. دفعتاً اسے اپنی انگلیوں پر جلن کا احساس ہوا تھا مگر جلن کی پرواہ کیے بنا اسکی نگاہیں نشال علوی کا دیدار کر رہی تھی.. سگریٹ سلگ سلگ کر اسکی انگلیوں میں ہی راکھ ہو گئی تھی مگر اسنے نشال کے وجود سے نگاہ ہٹانے کی گستاخی نہیں کی تھی.. بنا پلک جھپکے اسکی جانب دیکھنے کے باعث آنکھوں میں جلن سی ہونے لگی تو ضیغم نے بے ساختہ اپنی آنکھوں کو مسلا.. براؤن آنکھوں میں سرخی اتر آئی تھی، وہ تو اسکی آہٹ پاتے ہی گہری نیند سے بھی جاگ جایا کرتی تھی تو پھر آج..؟؟ اسکی وارفتہ نگاہوں کی تپش بھی اسکی نیند میں خلل پیدا نہ کر سکی... کیسے..؟؟ کیسے ممکن تھا یہ..؟؟ سوچتے ہوئے وہ کاؤچ سے اُٹھا تھا اور ایک نظر اپنے دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کی جانب دیکھا جن کے پورے جل گئے تھے.. اسکی سرد آنکھوں میں ایک پل کو حیرت پھیلی تھی پھر اگلے ہی پل لاپرواہی سے سر جھٹکتا وہ دوبارہ اسکی طرف متوجہ ہوا تھا.. چند قدموں کا فاصلہ طے کر کے وہ اسکے پیروں کے قریب، بیڈ کی پائینتی والی سائیڈ پر جا بیٹھا.. بغور اسکے پیروں کا جائزہ لیا تھا.. پیروں کی جلد جگہ جگہ سے اتر گئی تھی.. یقیناً اسنے دوبارہ برنال لگانے کی زحمت نہیں کی تھی.. ضیغم کے لب غصے کے باعث سختی سے بھنچ گئے..

نشال کی لاپرواہی اسے بری طرح چبھی تھی.. بے اختیار اسنے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا اور اسکے پاؤں کی جلد کو چھوا.. بہت نرمی، اور آہستگی سے.. اسکے پیروں کو چھوتے ہوئے، کچھ محسوس کرتے ضیغم کی آنکھیں ایک پل کو سکڑی تھیں..

اسنے بنا وقت ضائع کیے اپنی انگلیوں کی پشت سے اسکے ٹخنوں کو چھوا تھا.. ضیغم کو لگا اسنے تپتی ہوئی ریت کو چھو لیا ہو.. وہ فوراً بیڈ سے اترا تھا اور گھوم کر بیڈ کے سرہانے کے قریب آ گیا.. پھر بے تابانہ اسکے رخسار، اسکی گردن کو چھونے لگا... وہ تیز بخار میں پھنک رہی تھی. ضیغم کی کشادہ پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں..

"نشال...؟؟" اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے ضیغم نے اسے نرمی سے پکارا.. وہ بے سدھ پڑی تھی.. ضیغم نے اسکی بیڈ پر پڑی کلائی اپنی گرفت میں لیتے ہوئے اسکی نبض چیک کی تھی جس کی رفتار بہت مدھم تھی..

"نشال.. آنکھیں کھولو..!!" اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے ضیغم نے اسکا چہرہ ہلایا تھا.. اپنے گرم چہرے پر اسکے ٹھنڈے ہاتھوں کا لمس محسوس کرتی نشال کی پلکوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی تھی..

"نشال... ہوش میں آؤ...!!" اسکے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے وہ نرمی سے کہہ رہا تھا.. نشال نے بامشکل اپنی، بوجھل، بھاری ہوتی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی جب کا گلابی پن ضیغم کے دل کو بے قرار کر گیا تھا..

نشال نے نم پلکیں جھپکتے ہوئے اپنے قریب ضیغم اجلال کا چہرہ دیکھا جس پر اسکے لیے

فکرمندی کے تاثرات تھے.. غائب دماغی کے عالم میں اسنے اپنے رخسار پر رکھے ضیغم کے بھاری ہاتھ پر اپنا نرم گرم ہاتھ رکھ لیا.. اسکے لمس کی ٹھنڈک محسوس کرتی وہ ہوش کی دنیا میں آنے کی کوشش کر رہی تھی.. پھر جیسے اسے ضیغم کی موجودگی کا یقین آ گیا تھا، بستر پر اپنی ہتھیلیاں رکھتے ہوئے ان پر زور ڈال کر اسنے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی جب ضیغم نے سرعت سے اسکی کمر میں بازو حمائل کر کے اسے بیٹھنے میں مدد دی تھی.. نشال کو اپنے حلق میں کانٹے اگتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے.. ضیغم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسنے اپنے خشک لبوں پر زبان پھیری تھی..

"پپ... پانی..!" ضیغم کی طرف دیکھتے ہوئے اسکے لبوں نے جنبش کی تھی. ضیغم نے فوراً سائیڈ ٹیبل پر رکھی پانی کی بوتل سے گلاس میں پانی انڈیلا تھا اور گلاس اسکے لبوں سے لگا دیا.. وہ ایک ہی سانس میں گلاس خالی کر گئی تھی.

"اور پیو گی..؟؟" وہ بڑی توجہ سے پوچھ رہا تھا.

"نہیں..!" نشال نے نفی میں گردن ہلائی..

"دوپہر سے کچھ کھایا ہے..؟؟" اسکی ادھ کھلی، پاگل کرتی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے دریافت کر رہا تھا.. نشال نے ایک بار پھر نفی میں گردن ہلائی تھی. اسکے جواب پر ضیغم نے کچھ سخت نظروں سے اسکی جانب دیکھا جو اس حالت میں بھی اسکی آنکھوں سے چھلکتی خفگی پہچان گئی تھی..

"چلو میرے ساتھ..!!" اسے سہارا دیتے ہوئے ضیغم نے تشویش زدہ لہجے میں کہا.

"کہاں..؟؟" نشال کے لبوں نے بے ساختہ جنبش کی تھی.

"ڈاکٹر کے پاس اور کہاں..!!" ضیغم نے فوراً جواب دیا. بدلے میں نشال نے اپنی پوری ہمت مجتمع کر کے اسکے ہاتھ جھٹک دیے.

"نہیں جانا مجھے..!!" اسنے تلخی سے کہتے ہوئے حقیقتاً بہت کمزور احتجاج کیا تھا. ضیغم کی آنکھوں میں سرد سا تاثر پھیل گیا.

"میں نے تم سے تمہاری مرضی کب پوچھی ہے..؟؟" اسکی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے وہ ناگواری سے کہہ رہا تھا. جبکہ اسکا ہاتھ اپنی طرف بڑھتا دیکھ وہ بدک کر دور ہوئی تھی.

"ہاتھ مت لگائیں مجھے.. اور میں کہہ رہی ہوں ناں کہ مجھے کہیں نہیں جانا.. تو بس نہیں جانا..!" بیڈ پر مزید پیچھے کھسکتے ہوئے وہ درشتگی سے کہہ رہی تھی. انداز میں سرکشی تھی. آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر آئی تھیں. اسکا بدکنا اور خود سے فاصلہ قائم کرنا ضیغم کے غیض وغضب کو آواز دے گیا.. وہ اسکی طرف جھکا تھا اور اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکا بازو تھامتے ہوئے اسے ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا..

"تمہیں ہاتھ لگانے کے لیے میں مر نہیں رہا محترمہ.. ہاں البتہ اگر تمہیں یہیں بخار میں تڑپنے کے لیے چھوڑ دیا تو صبح تک تم ضرور مر جاؤ گی..!!" اسے اپنے بازوؤں میں بھرتے ہوئے وہ سرد مہری سے بول رہا تھا.

"ہاں تو مر جانے دیجیئے ناں... مرنے کیوں نہیں دیتے.. آپکی تو جان چھوٹ جائے گی.. میری موت کی خوشی میں آپ دیے جلا لیجیئے گا..!!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں تلخی سے بولی. ضیغم نے ایک نظر اپنی بانہوں میں مچلتی نشال کی طرف دیکھا جس کا چہرہ بخار کی شدت سے دہک رہا تھا..

"تمہارے مرنے سے میری جان چھوٹنے کی بجائے الٹا پھنس جائے گی جان من... لیکن یہ بات تمہارے اس چھوٹے سے دماغ میں نہیں آئے گی..!!" اسکی طرف دیکھتے ہوئے وہ بڑی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا..

"دل کی باتیں دماغ میں آتی بھی نہیں ہیں ایس-پی صاحب...!!" اسکی بات سمجھتے ہوئے نشال نے اس پر چوٹ کی..

"تم غلط سمجھ رہی ہو.. دراصل میں نے دماغ والی بات ہی کی ہے.. مگر تم نے اس بات کو دل پر لے لیا ہے..!!" سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ بے تاثر لہجے میں کہہ رہا تھا. نشال نے ناسمجھی سے اسکی طرف دیکھا.

"مطلب صاف ہے.. تم مر گئیں تو آغا جان مجھ پر تمہارے قتل کا کیس فائل کر دیں گے، میری نوکری بھی جائے گی.. اور جان بھی.. اسی لیے تمہیں بچا رہا ہوں سویٹ ہارٹ...!!" وہ بڑے آرام سے اسکی خوش فہمیوں پر پانی پھیر گیا تھا.. نشال کی آنکھیں تیزی سے بھیگی تھیں.

"نیچے اتاریں مجھے.. نہیں جانا آپکے ساتھ.. چھوڑیے...!!" اسکے چوڑے شانے پر اپنے نازک ہاتھ کے کمزور مکے مارتی وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی مگر وہ ان سنی کیے اسے پارکنگ ایریا تک لے آیا تھا.. اسے اپنی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر اسنے دروازہ لاک کیا تھا پھر گھوم کر دوسری طرف آیا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی..

نشال نے بامشکل خود پر ضبط کیا تھا اور شدید ناراضگی کے اظہار کے طور پر دروزاے کے شیشے کی طرف رخ موڑ لیا.. پلکیں جھپک جھپک کر وہ آنکھوں میں امڈتے آنسو حلق میں اتارنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی.. اسکی ناراضگی سے بے نیاز وہ گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا.. اگلے پانچ منٹ میں وہ ایک قریبی کلینک کے سامنے گاڑی روک چکا تھا.. اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر وہ گاڑی سے باہر نکلا تھا پھر گھوم کر اسکی والی سائیڈ پر آیا اور اسکے لیے دروازہ کھولا..

"اترو...!!" یک لفظی حکم دیا گیا تھا.. نشال نے سلگتی نظروں سے اسکی جانب دیکھا.. وہ آسمان جیسا بلند شخص اسکے لیے جھکا کھڑا تھا.. نشال کا دل ایک پل کو سکڑ کر سمٹا تھا.. اسکی شفاف، روشن آنکھوں میں نشال کے لیے فکرمندی تھی.. نشال کے بے چین دل کو یک گونہ سکون سا ملا تھا.. بخار سے جلتی آنکھوں میں ٹھنڈ سی اترنے لگی.. بے اختیار اس نے ضیغم کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا جیسے اسکا سہارا چاہتی ہو.. اور اس بار ضیغم نے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کا مان رکھا تھا.. بڑی سرعت سے اسکے نازک ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھ میں لے لیا.. وہ گاڑی سے باہر نکلی تو ضیغم نے بھرپور استحقاق سے اسکے شانوں کے گرد اپنا توانا بازو پھیلا لیا تھا.. نشال کو لگا وہ ایک فولادی حصار میں ہے.. تحفظ... محبت... پرواہ.. کیا کچھ نہیں تھا اس حصار میں.. وہ اسکے سارے ستم بھولنے لگی تھی..

وہ میرے ذکر سے بھی بچتا ھے..

میں اسکے سائے پہ بھی مرتی ہوں...

دل ہی دل میں ایک بار پھر اس سے اپنی محبت کا اعتراف کرتی وہ اسکے شانے پر سر ٹکا گئی تھی.. کب سے رکے آنسو ایک بار پھر بہنے لگے تھے.. وہ رو رہی تھی کیونکہ ہاں اسے ضیغم اجلال سے محبت تھی.. اتنی.. جتنی وہ شاید لفظوں میں بیاں نہیں کر سکتی تھی.. جبکہ اپنی شرٹ پر اسکے آنسوؤں کی نمی محسوس کرتے ضیغم کا دل بے قرار ہو رہا تھا.. نشال کے تپتے جسم کی گرمی اس کی رگ رگ میں انگارے دوڑا رہی تھی.. وہ تکلیف میں تھی تو ضیغم اجلال بھی

شدید اذیت میں مبتلا تھا.. اسکی براؤن آنکھیں جل رہی تھیں کیونکہ ہاں وہ بھی تو نشال علوی سے محبت کرتا تھا.. اتنی.. اس قدر کہ جسے وہ اپنی نفرت سے بھی چھپا نہیں سکتا تھا.. اسے میڈیسن دلوا کر گاڑی کو واپسی کے راستے پر ڈالتا وہ مضمحل سا ہو رہا تھا.. دلِ بے قرار آج اس قدر وحشی ہو رہا تھا کہ بس پتھر کا خول چٹخنے کو تھا.. وہ اپنے ساتھ.. اپنے پاس بیٹھی اپنی محبت سے بہت دور بھاگ جانا چاہتا تھا کیونکہ اسکا دل اب قربت کا خواہاں ہونے لگا تھا.. دوریاں اب ناسور بننے لگی تھیں.. معاً موبائل پر ہوتی بیل نے اسے پر اذیت سوچوں سے نجات دلائی تھی.

ضیغم نے ڈیش بورڈ پر رکھے اپنے موبائل کی جلتی سکرین کو دیکھا. پھر سرعت سے ہاتھ بڑھا کر موبائل سائلنٹ پر لگایا اور گردن موڑ کر نشال کی طرف دیکھا جو آنکھیں موندے، سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی مگر زرا سے شور پر ہی آنکھیں کھول کر سیدھی ہو بیٹھی.. موبائل کی سکرین ہنوز جل رہی تھی. ضیغم نے موبائل ہاتھ میں لیتے ہوئے کال ریسیو کر لی اور فون کان سے لگایا کہ بہر حال وہ یہ کال مس نہیں کر سکتا تھا.. جبکہ نشال بس چپ چاپ اسے دیکھتی رہ گئی.

"السلام علیکم آغا جان..!!" بولتے ہوئے اسنے آواز کو دھیما رکھا تھا.. دوسری جانب انہوں نے اسکے سلام کا جواب دے کر اسکا حال دریافت کیا تھا..

"الحمدللہ.. میں بالکل ٹھیک ہوں..!!" وہ بڑے نرم لہجے میں بات کر رہا تھا..

"جی.. وہ بھی ٹھیک ہے..!!" انکے نشال کے بابت دریافت کرنے پر اسنے بولتے ہوئے یک نظر نشال پر ڈالی جو اسی کی طرف متوجہ تھی. ضیغم کے جھوٹ بولنے پر نشال کی آنکھوں میں تاسف پھیل گیا.. جبکہ وہ اب انہیں کہہ رہا تھا.

"نہیں.. وہ سو رہی ہے.. میں ڈیوٹی سے واپس آیا تو وہ سو چکی تھی.. بس پھر میں نے جگانا مناسب نہیں سمجھا..!"

نشال کو مکمل طور پر نظر انداز کیے وہ بڑی صفائی سے سچ میں جھوٹ ملا کر آغا جان کو مطمئن کر رہا تھا.. نشال جو آغا جان سے بات کرنے کا سوچ رہی تھی، ضیغم کے جھوٹ پر اس کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر آئیں..

"جی ضرور.. صبح آپکی بات کروادوں گا ان شاءاللہ..!!" وہ اب مسکراتے ہوئے بات کر رہا تھا.. نشال کا خون جلنے لگا.. پھر مزید دو چار باتیں کر کے اسنے کال ڈسکنیکٹ کر دی تھی.

"آپ نے آغا جان سے جھوٹ کیوں بولا..؟؟" اسکے موبائل واپس ڈیش بورڈ پر رکھتے ہی وہ غصے سے بول پڑی...

"تو کیا سچ بول دیتا..؟؟" ضیغم نے سنجیدگی سے پوچھا.

"ہاں بالکل.. میں جاگ رہی ہوں اور مجھے ان سے بات کرنی تھی.. مگر آپ نے...!!" بھرائی ہوئی آواز میں بولتی وہ بات ادھوری چھوڑ گئی..

"صبح کر لینا..!!" گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے کہا.

"مجھے ابھی کرنی ہے..!!" روتے ہوئے نشال نے ہٹ دھرمی سے کہا. انداز بچوں جیسا ضدی تھا.

ایک پل کو ضیغم نے اپنے لب سختی سے بھینچ لیے..

"میں کہہ رہا ہوں ناں کہ صبح بات کر لینا..!!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے ضیغم نے اسے سخت نظروں سے گھورا..

"اور میں کہہ رہی ہوں ناں کہ مجھے ابھی بات کرنی ہے.. سمجھ نہیں آرہی آپکو...!!" اپنی حالت کی پرواہ کیے بناوہ اسکا بازو جھنجھوڑتے ہوئے اس پر چلائی تھی.. اسکی سرکشی پر ضیغم کا دماغ گھوم گیا.

"شٹ اپ.. اپنی آواز نیچی رکھو.. اونچی آواز میں چیختی چلاتی جاہل عورتیں مجھے سخت زہر لگتی ہیں..!!" گاڑی ایک جھٹکے سے روکتے ہوئے وہ شدید غصے میں اس پر دھاڑا تھا.. اسکے غصے پر نشال کا دل ایک پل کو سہم گیا.. ضیغم کی

آنکھوں میں سخت ناگواری پھیلی ہوئی تھی.. نشال کو ڈھیروں ڈھیر رونا آنے لگا.. وہ ظالم شخص کسی حال میں اس پر رحم نہیں کرتا تھا..

"مسئلہ یہ ہے کہ.. میں اونچی آواز میں بولوں یا دھیمی آواز میں بولوں.. آپکو میں ہر صورت زہر ہی لگتی ہوں..!!" خود پر ضبط کرتی وہ بھیگی آواز میں بولی.. پھر اپنی ہی بات کی اذیت محسوس کرتی وہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی.. اسکی بات پر ضیغم کا غصہ جھاگ کیطرح بیٹھ گیا.. اسے خود پر غصہ آنے لگا.. افسوس ہونے لگا.. ایک لمبا سانس لیتے ہوئے اسنے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ لیے پھر ایک نظر نشال کی طرف دیکھا..

"نشال...؟؟" ضیغم نے اسے نرمی سے پکارا.. مگر نشال نے اپنے ہاتھ چہرے سے نہیں ہٹائے تھے..

"نشال پلیز...!!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے ضیغم نے اسکے دونوں ہاتھ اسکے چہرے سے ہٹا دیے.. سسکتی ہوئی نشال نے اپنی بھرائی ہوئی آنکھوں سے ضیغم کی طرف دیکھا..

"کیا تم چاہتی ہو کہ میں تمہیں سوری کہوں..؟؟" اسکی گرم کلائیاں اپنے ہاتھوں میں تھامے وہ بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا.. نظریں بے تابانہ اسکے بھیگے چہرے کا طواف کر رہی تھیں. اسکے سوال پر نشال نے بے ساختہ اپنی گردن نفی میں ہلائی.. اسکے ظرف پر ضیغم کا دل اسے باہوں میں بھر لینے کو مچل اٹھا... مگر دل کی خواہشوں پر بندھ باندھتا وہ ٹشو باکس کی طرف ہاتھ بڑھا گیا.

"رونا بند کرو پھر...!!" ٹشو باکس سے ٹشوز نکال کر اسکی طرف بڑھاتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے کہا. نشال نے وہ ٹشوز اسکے ہاتھ سے نہیں لیے تھے.. ضیغم نے ایک نظر اسکے روئے روئے چہرے پر ڈالی پھر ٹشوز ڈیش بورڈ پر پھینک کر خود اپنے ہاتھوں سے اسکا چہرہ صاف کیا.. نشال کا دل اسکی عنایت پر خون ہونے لگا.

"تم بیمار ہو.. تمہیں پتہ نہیں چل رہا، مگر تمہاری آواز میں گھلی نقاہت آغا جان دور بیٹھے ہی محسوس کر لیں گے.. کیا چاہتی ہو تم..؟؟ وہ ساری رات تمہارے لیے پریشان رہیں..؟؟ بے سکون رہیں..؟؟ نہیں ناں..؟؟ صرف اس

لیے.. اسی لیے میں نے ان سے جھوٹ بولا.. میں نے آج تک کبھی کسی کو جسٹیفیکیشن نہیں دی اور نہ ہی آئیندہ کبھی کسی کو دینے کا ارادہ رکھتا ہوں مگر تم.... تم ہر بار مجھے میری فطرت اور عادت کے خلاف جانے پر مجبور کر دیتی ہو... اینڈ اٹس ناٹ فیئر سویٹ ہارٹ..!" اسکے بکھرے بال اسکے گلابی چہرے سے ہٹاتے ہوئے وہ ٹھہر ٹھہر کر سنجیدگی سے بول رہا تھا.. جبکہ نشال یک ٹک اسکے ہلتے لبوں کو دیکھ رہی تھی..

"ایسے مت دیکھو...!!" ضیغم نے سنجیدگی سے کہا کہ اسکی غلافی آنکھوں کی بے یقینی اسکا دل بے ایمان کر رہی تھی.. نشال نے فوراً نگاہ جھکالی جبکہ اسکی اس قدر تابعداری پر ضیغم کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی جسے اسنے سرعت سے چھپالیا تھا..

نشال گم صم سی ہو کر نگاہ جھکائے بیٹھی رہی جبکہ ضیغم اب گاڑی سٹارٹ کر رہا تھا.. ایک بار پھر گاڑی میں خاموشی چھا چکی تھی مگر ان دونوں کے شور مچاتے دل.. اور دلوں کی دھڑکنیں.. ہم آہنگ ہونے کی ضدیں کر رہی تھیں..

نہیں کوئی محبوب تم بن نہ کوئی مطلوب تم بن.....!!

رازِ سکوں ہو تم

میری محبت ہو تم..!!....

◆◆◆◆

"سنیے..؟؟" وہ یونیفارم پہن کر اب آئینے کے سامنے کھڑا خود پر پرفیوم چھڑک رہا تھا جب وہ اسکے قریب آکر گویا ہوئی تھی. زمان نے اپنے عکس سے نگاہ ہٹا کر نرم نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا..

"جی سنایئے..!!" اسکی طرف پلٹتے ہوئے زمان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا. سامعہ اسکے یوں خود کو گہری نگاہوں سے دیکھنے پر سٹپٹا گئی. وہ اپنی بات بھول بھال کر پلکیں جھپکنے لگی.

"ایسے تو مت دیکھیں..!"ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے اسنے جلدی سے کہا. زمان کے لبوں کی تراش میں مسکراہٹ کھلنے لگی.

"تو پھر کیسے دیکھوں..؟؟تم ہی بتادو...!!"اسکی کلائی تھام کر اسے اپنی جانب کھینچتے ہوئے وہ بڑی فرمانبرداری سے پوچھ رہا تھا..اسکے شرافت کے مظاہرے پر سامعہ کے لب خود بخود مسکرانے لگے..

"میں آپ سے کچھ کہنے آئی تھی شاید.. مگر آپ...!!"اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے سامعہ نے مصنوعی خفگی سے کہا.

"تو کہو ناں.. میں تو سننے کو تیار ہوں..!!"اسکی آنکھ کے قریب تل کو چھوتے ہوئے وہ نرمی سے بول رہا تھا..

"وہ میں کہہ رہی تھی کہ..!!"اسکو اپنی آنکھ پر جھکتے دیکھ سامعہ کی آواز حلق میں ہی رہ گئی..

"ہاں بولو میں سن رہا ہوں ناں..!!"اسکی آنکھ کے تل پر اپنے لبوں کی نرمی چھوڑتے ہوئے وہ محبت سے کہہ رہا تھا..

"یہ ایسے کیسے کہہ دوں.. کیا کر رہے ہیں آپ زمان...!!"اسکی بے تابیوں پر کچھ حیران کچھ پریشان ہوتی وہ ہکلاتے ہوئے بولی..

"پیار کر رہا ہوں یار...!!"وہ شرارتی پن سے گویا ہوا. سامعہ کا دل بے ہنگم انداز میں دھڑکنے لگا..

"زمان...!!"اس سے دور ہونے کی کوشش کرتی سامعہ کے لب بے بسی سے پھڑپھڑائے تھے..اسکی بکھرتی حالت دیکھ کر زمان کے دل میں گدگدی ہونے لگی..

"اچھا چلو بتاؤ.. کیا کہنے آئی تھی..؟؟"سنجیدہ ہوتے ہوئے زمان نے نرمی سے پوچھا..سامعہ ہنوز اسکے حصار میں تھی. سامعہ نے غائب دماغی سے اسکی جانب دیکھا..

"اب تو سب بھلادیا آپ نے مجھے..!!"زمان کا چہرہ دیکھتے ہوئے سامعہ نے بے بسی سے کہا. اسکی صاف گوئی پر زمان کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا..

"یار ایسی باتیں کر کے تم صبح ہی صبح میری نیت خراب کر رہی ہو..!!" اسکا سر اپنے سینے سے لگاتے ہوئے وہ بے چارگی سے بولا.. سامعہ کو ہنسی آنے لگی..

"وہ تو خیر آپکی پہلے دن سے ہی خراب ہے..!!" ہنستے ہوئے کہتی سامعہ سرعت سے اس سے دور ہوئی تھی. زمان اس کے ارادے سے واقف نہ تھا اسی لیے وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوگئی تھی..

"تم ہو ہی جادوگرنی... مجھ معصوم پر ایسا جادو چلایا کہ.. ہائے.. بس گھائل ہوتا چلا گیا..!!" اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر وہ آہ بھرتے ہوئے بولا.. سامعہ کھکھلا کر ہنسی تھی.

"معصوم نہیں ایک نمبر کے جلاد ہیں آپ... وہ تو اللہ جانے کیسے آپکی کایا پلٹ گئی اور میں معصوم آپکے دل میں اتر گئی.. ورنہ اگر آپ پہلے دن کیطرح جلاد ہی رہتے تو میں تو بس.. دو دن میں ہی اللہ کو پیاری ہو جاتی..!!" وہ شرارتی انداز میں اسے جواب دے رہی تھی. خلاف معمول پٹر پٹر بولتی وہ زمان کو بے حد اچھی لگی..

"فی الحال تو مجھ سے دور رہ کر تم مجھے اللہ کو پیارا کروانے کے درپر تلی ہوئی ہو.. کچھ رحم کرو اور میرے پاس آؤ..!" غیر سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ سرعت سے اسکی طرف بڑھا.. اسکا ارادہ بھانپتی سامعہ تیزی سے پیچھے ہٹی اور واش روم میں گھس کر دروازہ بند کر لیا.. اسکے حفظ ماتقدم پر زمان کا قہقہ کمرے میں گونج اٹھا..

"اوکے میں کچھ نہیں کہتا باہر تو آؤ..!!" زمان نے ہنستے ہوئے کہا.

"آپ چلے جائیں میں نہیں آؤں گی..!!" سامعہ نے جھٹ اسے جواب پکڑایا تھا.

زمان بدمزہ ہوا..

"یار سامعہ باہر آؤ پلیز.. ایسے تو میں نہیں جاؤں گا...!!" بیڈ پر جا کر بیٹھتے ہوئے وہ آرام سے بولا.. اسکی مطمئن آواز سن کر واش روم میں بند سامعہ نے بے ساختہ اپنا ماتھا پیٹ لیا.. پھر شانوں پر پڑا دوپٹہ درست کرتی وہ واش روم کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی.. زمان نے مسکراتی نظروں سے اسکا خفت زدہ چہرہ دیکھا..

"انتہائی بے شرم اور ڈھیٹ انسان ہیں آپ...!!" اس کے پاس بیڈ پر ہی زرا سے فاصلے پر بیٹھتے ہوئے وہ خفگی سے بولی.

اسکے بچگانہ انداز پر زمان نے ہنستے ہوئے اسکی طرف گردن موڑ لی.

"ڈھیٹ پن تو اپنی جگہ.. مگر مجھ شریف انسان میں بے شرمی جیسی کوئی چیز نہیں ہے سامعہ.. بلیو می..!!" وہ بڑی غیر سنجیدگی سے کہہ رہا تھا. سامعہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسکے مسکراتے چہرے کی طرف دیکھا.

"ماننے والی بات تو نہیں ہے مگر مان لیتی ہوں.. لیکن بدلے میں آپکو بھی میری ایک بات ماننی پڑے گی..!" سامعہ نے مکمل سنجیدگی سے کہا.

"ایک چھوڑو تم دس کہو.. میں تمہاری دس باتیں مان لوں گا..!!" اسکا ملائم چہرہ اپنی نگاہوں میں سموئے وہ بیڈ پر پیچھے لیٹتے ہوئے بولا.. ٹانگیں ہنوز بیٹھنے کے سے انداز میں بیڈ سے نیچے لٹک رہی تھیں.. اسکے فراخدلی سے کہہ دینے پر سامعہ کو اس پر پیار آنے لگا..

"پہلے سن تو لیں..!!" اسکے قریب ہی بیڈ پر کہنی رکھتے ہوئے، اپنا سر ہاتھ پر ٹکا کر وہ بھی لیٹتے بولی تھی.

"میں تو کب سے کہہ رہا ہوں سناؤ.. تمہارے ہی ہوش اڑے ہوئے ہیں..!!" مسکاتے لہجے میں بولتے ہوئے اسنے اپنی ایک آنکھ دبائی تھی..

"آپ نے ہی اُڑا رکھے ہیں..!!" خفگی سے کہتے ہوئے وہ دوبارہ سیدھی ہو بیٹھی. اس بار زمان نے اسے چھونے کی کوشش نہیں کی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایسا کرنے کی صورت میں وہ واقعی اس سے ناراض ہو جائے گی..

"اوکے ایم سیریس ناؤ.. بولو کیا کہنا تھا..؟" سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے زمان نے سنجیدگی سے کہا. سامعہ نے ایک ٹیڑھی نظر اس پر ڈالی جیسے چیک کرنے کی کوشش کی تھی کہ آیا وہ سنجیدہ ہے بھی یا نہیں.. سامعہ کے انداز پر زمان نے بامشکل اپنے حلق سے امڈتا قہقہہ روکا تھا..

"وہ میں کہہ رہی تھی کہ.. مجھے لاہور جانا ہے..!!" اپنے ہاتھ کی انگلیاں مروڑتے ہوئے سامعہ نے کچھ جھجھکتے ہوئے کہا..

"کب...؟؟" زمان نے نرمی سے پوچھا.. اسنے کیوں..؟؟ کس لیے..؟؟ جیسے سوالات پوچھنے کی زحمت نہیں کی تھی. وہ حقیقتاً اس سے اس سوال کی توقع نہیں رکھتی تھی..

"جب آپ لے جانا چاہیں.. میں.. اپنی دوست مشال سے ملنا چاہتی ہوں.. وہ.. اس دن ہاسپٹل میں.. نشال.. تھی ناں..؟؟ ایس-پی صاحب کی وائف..؟؟ انکی بہن ہے مشال... میرے ساتھ لندن میں پڑھتی تھی.!!" سامعہ نے خود ہی اسے تفصیل بتادی..

"ٹھیک ہے.. میں آج ہی سر سے بات کرلوں گا.. پھر کل یا پرسوں ہم لاہور چلیں گے..!!" نرمی سے کہتے ہوئے زمان نے اسکا گال تھپتھپایا.. سامعہ کے لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ دوڑ گئی.

"تھینک یو.. آپ بہت اچھے ہیں زمان...!!" چمکتی آنکھوں سے اسکی جانب دیکھتی وہ محبت سے بھیگی ہوئی آواز میں بولی. زمان اسکے انداز تشکر پر ہنس پڑا..

"تمہارا تھینک یو نہیں چاہئیے سامعہ...!!" اسکے ہاتھ تھامتے ہوئے زمان نرمی سے بولا.. چمکتی سیاہ آنکھوں میں وارفتگی لیے وہ بڑی محبت سے اسے دیکھ رہا تھا..

"پھر کیا چاہئیے..؟؟ آپ نے مجھے اتنی اتنی زیادہ خوشی دی ہے.. میں بھی آپکو خوش کرنا چاہتی ہوں.. بتائیں کیا چاہئیے آپکو..؟؟" وہ پرجوش سی پوچھ رہی تھی. زمان نے بغور اسکی روشن آنکھوں میں دیکھا.

"میری ہر خوشی تم ہو.. تمہارا ساتھ.. تمہارا پیار.. تمہارا قرب... تمہاری مسکراہٹ... تمہاری ان آنکھوں میں یہ چمک.. میری ہر خوشی تم سے جڑی ہے سامعہ.. اور الحمدللہ مجھے یہ تمام خوشیاں میسر ہیں.. میں خوش ہوں، بہت خوش.. انفیکٹ میں دنیا کا خوش قسمت ترین مرد ہوں، کیوں کہ تم میرے ساتھ، میرے پاس ہو..!" اسکی

آنکھوں میں دیکھتا وہ ایک جذب کے عالم میں کہہ رہا تھا.. انداز میں اس قدر سچائی تھی کہ اسکے ہلتے لب دیکھتی سامعہ کی آنکھیں بھر آئیں. وہ تڑپ کر اسکے سینے سے لگ گئی..

"آئی لو یو... آئی لو یو زمان... آپ واقعی بہت اچھے ہیں..!!" اسکے سینے سے لگی وہ خوشی سے روتے ہوئے کہہ رہی تھی.. اسکے جذباتی پن پر زمان کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی..

"آئی لو یو ٹو سامعہ.. لو یو آلاٹ..!!" اسکی پشت سہلاتا وہ بڑبڑایا..

وہ جہاں آخری سانس رہا کرتی ہے ناں...

میں نے چپ چاپ وہاں رکھ لیا تمہیں..!!!

◆◆◆◆

صبح کی تازہ، ٹھنڈی میٹھی ہوق اسے چھوتی ہوئی مہک رہی تھی.. ہوا کی تازگی اور ٹھنڈک سے بے نیاز وہ ننگے پاؤں نرم نرم ٹھنڈی گھاس پر چل رہی تھی.. گہری سوچ کی پرچھائیاں تھیں، جو اسکی غلافی آنکھوں میں ہلکورے لیتی اسکے چہرے پر کرب کے آثار واضح کر رہی تھیں.. ہلکی ہوا کے باعث شال کا آنچل سر سے ڈھلک چکا تھا.. ارد گرد سے بے بہرہ وہ کھوئی کھوئی سی اپنی دھن میں چلتی لان کے پچھلے حصے میں چلی آئی.. دس بارہ قدموں کے فاصلے پر بنے جم خانے کا اندرونی منظر بالکل واضح تھا کیونکہ دیوار گیر گلاس ونڈو اوپن تھی.. ہوریزونٹل بار پر لٹکا وہ یقیناً اپنے معمول کے مطابق ایکسر سائز کر رہا تھا.. مشال کی جانب اسکی پشت تھی.. بار کو اپنی مضبوط مٹھیوں میں تھامے وہ اپنے بازوؤں کے بوجھ پر اپنے پورے جسم کو نیچے سے اوپر حرکت دے رہا تھا.. وہ غائب دماغی سے اسکی پشت کو دیکھتی چلی گئی جسکے جسم کی حرکت کے ساتھ اسکے توانا بازوؤں کی بنتی مچھلیاں دیکھنے والے کو اسکی مضبوطی اور طاقت کا احساس دلا رہی تھیں.. اپنی ویران آنکھوں کی ساکت پلکوں کو جھپکے بغیر وہ چلتی ہوئی جم خانے کے اندر آگئی.. اسکی آہٹ پا کر ضرغام نے گردن موڑ کر جم خانے کے دروازے کی طرف دیکھا.. مشال کو وہاں پا کر اسکے

عنابی لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ دوڑ گئی، پھر اپنے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی کرتے ہوئے اسنے چھلانگ لگانے والے انداز میں زمین پر قدم رکھ دیے.. ڈارک بلیو بنیان اور بلیک ٹراؤزر میں ملبوس وہ بھرپور مرد لگ رہا تھا.. مشال نگاہیں چرانے پر مجبور ہو گئی.. نگاہ جھکاتے ہوئے وہ اپنی انگلیاں چٹخانے لگی جبکہ صبح ہی صبح اسے اپنے سامنے دیکھ کر ضرغام کا دل جھوم اٹھا تھا... اسکی وارفتہ نگاہیں مشال کے سراپے پر جم سی گئیں، جو آج خلاف معمول بلیک جینز پر پیچ کلر کا ٹاپ پہنے ہوئے تھی.. گرم شال کندھے پر جھول رہی تھی جبکہ لمبے سیاہ بال ہمیشہ کی طرح جُوڑے میں مقید تھے..

"مارننگ...!!" نرم نگاہوں سے اسکی طرف دیکھتا وہ خوشدلی سے گویا ہوا.. پھر پاس پڑی چئیر کی پشت سے تولیہ اٹھا کر اپنے چوڑے سینے پر آیا پسینہ صاف کرنے لگا.. مشال نے بامشکل نگاہ اٹھا کر اسکی جانب دیکھا مگر اسکے لبوں پر پھیلی دلکش مسکراہٹ انجانے میں مشال کے ویران دل میں شگوفے سے کھلا گئی تھی.. اسنے گھبرا کر نگاہ کا زاویہ بدل لیا..

"کیا ہوا..؟ چپ کیوں ہیں..؟؟" تولیہ واپس چئیر کی طرف اچھالتے ہوئے وہ نرمی سے پوچھتا اسکے قریب آیا تھا.. نگاہ جھکائے کھڑی مشال نے نظر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا جسکا چہرہ دیکھنے کے لیے اسے اپنی گردن اونچی کرنی پڑی تھی.. آج پہلی بار اسے وہ خود سے بڑا لگا تھا ورنہ عموماً وہ اسے خود سے چھوٹا سمجھ کر ہی اسے ڈیل کیا کرتی تھی.. مشال نے خالی خالی نظروں سے اپنے سامنے، دو قدم کے فاصلے پر کھڑے اس بلند قد و قامت کے مالک شخص کو دیکھا جسکے وجیہہ ترین چہرے پر ہمیشہ کی طرح نرمی اور سادگی تھی..

"نہیں... بس ویسے ہی...!!" مشال نے بے تاثر انداز میں جواب دیا.. چہرہ سپاٹ تھا مگر جھلمل کرتی بنجر آنکھوں میں الجھن سی نظر آ رہی تھی.

"کچھ کہنا چاہتی ہیں..؟؟" پوچھ کر ضرغام نے جیسے اسکی مشکل، آسان کر دی تھی.

"ہمم...!"مشال نے غائب دماغی سے اثبات میں گردن ہلائی. آنکھیں پانیوں سے بھرنے لگی تھیں.. ضرغام کی نگاہ بھٹکتے ہوئے اسکے بائیں گال پر ٹھہر گئی.. ضرغام کی نگاہوں کا ارتکاز اپنے گال پر کنندہ "Z" پر محسوس کرتی مشال نے اپنے جڑے لب کھولے تھے..

"کیا دیکھ رہے ہو..؟؟"وہ پر اذیت لہجے میں پوچھ رہی تھی..

"آپکا یہ زخم..!!"ضرغام نے سنجیدگی سے جواب دیا.

"کچھ پرکھ رہے ہو...؟؟"وہ بے دردی سے مسکراتی ہوئی اپنی مخصوص دھیمی آواز میں بولی..

"نہیں، میں دیکھ رہا ہوں کہ... یہ زخم بھر چکا ہے... اب آپ اسے... ادھیڑنا بند کر دیں پلیز...!!"سنجیدگی سے بولتے ضرغام نے جیسے اس سے درخواست کی تھی کہ اب مشال کو خود کو سنبھال لینا چاہیئے... ڈھکے چھپے لفظوں میں جیسے اسے احساس دلایا تھا کہ وقت اسکا زخم بھرنے کی کوشش کر رہا ہے تو اب اسے بھی اس فیز سے باہر نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے..

اسکی بات کو سمجھتے ہوئے مشال کے لبوں پر ایک درد بھری مسکراہٹ اپنی چھب دکھلا کر غائب ہو گئی..

"زخموں کے بھر جانے سے.. نشانات کہاں جاتے ہیں ضرغام...؟؟ دیکھو... دیکھو یہ... یہ نشان تو باقی ہے..!!"

تکلیف زدہ لہجے میں بولتی وہ اپنے گال کو چھو رہی تھی.. اسکی ویران آنکھوں میں دیکھتے ضرغام کا دل لہولہان ہو گیا.. وہ ایک ہی جملے میں اس کو لاجواب کر گئی تھی..

"چلے جائیں گے یہ بھی...!!"اسکی طرف سے رخ موڑتے ہوئے کہتے، ضرغام نے جیسے اس پل خود کو سنبھالا تھا..

"بہلا رہے ہو مجھے...؟؟"اسکی پشت پر بولتی مشال کی آواز بھرا گئی..

"نہیں... بتا رہا ہوں آپکو... یہ نشانات... یہ داغ... انہی کو آپکے لیے گلاب بنادوں گا... آئی پرامس...!!"اسکی طرف پلٹتے ہوئے وہ دل میں ایک عزم لیے مضبوط لہجے میں بولا.. اسکی شفاف آنکھوں میں چٹانی سختی در آئی تھی.

"نہیں.. مجھے گلاب کی خوشبو نہیں چاہئیے ضرغام.. مجھے ان کانٹوں سے نجات چاہئیے جن کی چبھن مجھے دن رات محسوس ہوتی ہے.. اس چبھن کو مجھ سے دور کر دو پلیز... مجھے خوبصورتی نہیں چاہئیے.. مگر اس بدصورتی سے نجات دلا دو پلیز.. کر سکتے ہو..؟؟ کر سکتے ہو ایسا..؟؟ بولو ضرغام...؟؟" اسکے سامنے کھڑی وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی... ضرغام چپ چاپ کھڑا، اپنی سرخ پڑتی آنکھوں سے اسکی آنسو بہاتی آنکھیں دیکھ رہا تھا..

"آپ شاید بھول رہی ہیں کہ یہ زخم... یہ درد آپ ہی نے خود کو دیے ہیں... نشے کی حالت میں نیم پاگل ہو کر آپ ہی نے خود کو داغ دار کیا ہے...!!" سب جانتے بوجھتے بھی آج پہلی بار وہ اسکو اپنے الفاظ سے تکلیف دے رہا تھا... جانے کیوں..؟؟ مگر آج وہ چاہتا تھا کہ مشال اسے خود ساری حقیقت بتا دے..

اسکے لہجے میں کوئی تلخی نہیں تھی مگر اسکے باوجود اسکے الفاظ مشال کا دل چیر گئے تھے.. وہ نفی میں گردن ہلانا چاہتی تھی.. لبوں سے انکار کرنا چاہتی تھی مگر اس لمحے اسکا پورا وجود جیسے پتھر ہو گیا تھا.. روح پر لگے گھاؤ پھر سے ہرے ہو گئے تھے اور وجہ.. وجہ سامنے کھڑا وہ مسیحا تھا جو پچھلے دو ماہ سے اسکی بکھری ذات کو ریزہ ریزہ چنتا رہا تھا مگر آج... آج کیا کِیا تھا اسنے..؟؟

"یہ تم کہہ رہے ہو...؟؟" اپنے آنسو پینے کی کوشش کرتی وہ بامشکل بول پائی تھی.

"نہیں.. دو ماہ پہلے آپ نے ہی کہا تھا..!!" ضرغام نے سنجیدگی سے جواب دیا.. مشال کی غلافی آنکھوں میں پھیلتی اذیت، ضرغام کا دل کاٹ رہی تھی مگر وہ خود پر ضبط کیے اسکے سامنے اطمینان سے کھڑا ہوا تھا..

"کیا تم مجھے جان نہیں پائے..؟؟" اسکی آنکھوں میں دیکھتی وہ بھرپور استحقاق سے پوچھ رہی تھی جیسے اسے یقین تھا کہ ضرغام اکرام اسکے ہر رنگ سے واقف ہے.. اور اسکا مان، اسکا یقین کچھ غلط بھی تو نہ تھا، مقابل کھڑا، اس سے عمر میں چھوٹا مگر ظرف میں بہت بڑا شخص اسکے ہر روپ سے واقف ہو چکا تھا اسی لیے جب بولا تو اسکا جواب مشال کی نفسیات کے مطابق ہی تھا..

"کوشش تو پوری کر رہا ہوں.. مگر آپ جاننے ہی کب دیتی ہیں..؟؟ لیکن دیکھ لیجئے گا ایک ناں ایک دن میں آپکو جان ہی جاؤں گا..!!" کہتے ہوئے وہ نرمی سے مسکرایا تھا.. وہ جانتا تھا کہ اسکا جواب سن کر مشال کے اندر کچھ ٹوٹا ہے مگر وہ اسے مکمل بکھیرنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ مشال کے دل کی خواہش ہے کہ ضرغام اسے جان جائے مگر وہ دل کی سنتی ہی کب تھی.. اور سنتی تو تب ناں جب اسکا دل کبھی بولتا.. اسکے سینے میں دھڑکتا دل تو محض گوشت پوست کا ایک لوتھڑا ہی تھا ایسے میں اگر ضرغام اقرار کر لیتا کہ وہ مشال کو جان چکا ہے تو شاید ایک پل کو اسکے ویران دل میں کوئی پھول کھل بھی جاتا مگر اسکی روح میں اپنے پنجے گاڑھے بیٹھی وحشتیں، اسکے اندر کا خوف اسے یہ سوچ کر جینے نہ دیتا کہ جانے ضرغام اسکے بارے میں کیا کچھ جانتا ہے... ہاں وہ جانتا تھا کہ مشال علوی اس پر اعتبار کرنے لگی ہے مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اعتبار کے باوجود وہ اسے ہر بھیانک حقیقت سے،، خود پر گزری ہر ہر تکلیف سے انجان رکھنا چاہتی ہے.. اسی لیے وہ خود کو انجان ظاہر کر بھی رہا تھا..

"تین دن بعد... ہماری شادی ہے.. تمہیں اپنا وعدہ یاد ہے ناں..؟؟" اسکی طرف دیکھتے ہوئے مشال نے دھیمی آواز میں پوچھا.. ضرغام کے لب بے ساختگی سے مسکرائے.. تو یعنی وہ اتنی صبح اسے اسکا وعدہ یاد دلانے آئی تھی.

ایک شہزادی ہے سرد مزاج کہانی میں.....

ایک شہزادہ ہے جو دل سے اس پہ مرتا ہے....!!

"میں اپنی کہی باتیں، اور اپنے کیے وعدے بھول جانے کا عادی نہیں ہوں مشال.. مجھے اپنا کہا ایک ایک لفظ یاد ہے.. آپ بالکل ریلیکس رہیں..!!" وہ سنجیدگی سے بولا تھا..

"تھینکس...!!" مشال نے آہستگی سے کہا.. اس کے چہرے پر اب اطمینان نظر آ رہا تھا.. ضرغام مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گیا.. مشال جانے کے لیے پلٹی تھی..

"ہیپی برتھ ڈے مشال...!!" وہ دھیمی آواز میں بولا تھا. مشال کے چلتے قدم ایک پل کو رک گئے.. اسنے پلٹ کر اسکی جانب دیکھا. اسکی غلافی آنکھوں میں حیرت در آئی.. جس دن کا سورج چڑھتے ہی اسکا دل گھبرانے لگا تھا.. جس دن پر افسوس کرنے وہ صبح سویرے ہی تازہ ہوا میں سانس لینے کو باہر نکل آئی تھی کہ کمرے میں دم جو گھٹ رہا تھا... ہاں اسے آج کے دن، کسی سے یہ جملہ سننے کی نہ تو توقع تھی اور نہ ہی خواہش... اسی دن کی شروعات میں اس شخص نے اسے اس دن کی اہمیت کا احساس دلا دیا تھا.

"تمہیں کیسے.. پتہ چلا...؟؟" مشال نے فوراً پوچھا تھا..

"بچپن سے نشال کے ساتھ ہوں... تو اسکی برتھ ڈے کیسے بھول سکتا ہوں.. اور آپ بھی تو نشی کے ساتھ ہی اس دنیا میں آئی تھیں ناں، تو پھر...!!" شیریں لہجے میں بولتا وہ اسکی طرف بڑھنے لگا.. بے بسی سے لب بھینچتی مشال اپنی نگاہ جھکا گئی..

"تھینکس...!!" زبردستی مسکراتے ہوئے مشال نے ایک بار پھر وہ لفظ دہرایا تھا جو وہ سننا نہیں چاہتا تھا.

"گفٹ لیے بنا ہی تھینکس..؟؟" وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا..

"مجھے تم سے کوئی گفٹ نہیں چاہیئے... خاص طور پر اس دن کے حوالے سے تو بالکل بھی نہیں..!!" کہتے ہوئے جانے کیوں مشال کا لہجہ تلخ ہو گیا.

"گفٹ تو ضرور دوں گا آپکو.. آپ اس دن کے حوالے سے مت لیجئے گا.. کسی اور دن کے حوالے سے ہی سہی... مگر بس، لے لیجئے گا..!!" وہ کچھ سوچ کر مسکراتے ہوئے معنی خیزی سے بولا.. مشال نے ناسمجھی سے اسکی طرف دیکھا.. ضرغام اپنے لبوں پر مچلتے الفاظ بامشکل روک گیا پھر اسکی سائیڈ سے گزرتے ہوئے جم خانے سے باہر نکل آیا.. مشال نے پلٹ کر دور جاتے ہوئے ضرغام کی چوڑی پشت کو دیکھا..

کھنڈر دل،

ویران ہیں آنکھیں..

انجان مسافر،

گمنام ہے منزل...

♦♦♦♦

دور کہیں مؤذن نے فجر کی اذان دی تھی.. ضیغم نماز پڑھ کر واپس آیا تو وہ ہنوز اپنی نشست پر لیٹی سو رہی تھی.. اسنے ایک نظر بیڈ کر دوسرے کونے پر سوئی ہوئی نشال پر ڈالی جسکے صبیح چہرے پر نیند میں بھی تکلیف کے آثار نمایاں تھے.. شاید وہ خواب میں بھی بے چین ہی تھی.. بنا آہٹ کیے چلتا ہوا وہ اپنی والی سائیڈ پر آ کر لیٹنے کے سے انداز میں بیڈ پر بیٹھ گیا.. ایک ہاتھ سے اپنی آنکھیں مسلتے ہوئے ضیغم نے دوسرے بازو کی کہنی تکیے پر ٹکائی اور بغور اسکی بند پلکوں کو دیکھنے لگا جو اسکے گلابی رخساروں پر سایہ فگن تھیں.. اسکی چھوٹی سی ناک.. اور ناک سے نیچے گلابی لبوں کا بند جوڑا... بلاشبہ اسکے بالائی لب کا کٹاؤ بڑا دلفریب تھا.. اتنا کے اس پل ضیغم اجلال کا دل اسکے ہاتھوں میں آ گیا.. ڈھڑکنیں اسکی بے حسی کے احساس تلے شدید ناراض ہو کر مدھم سے مدھم تر ہو رہی تھیں.. وہ بے بس سا اسے دیکھتا چلا گیا.. اس قدر محویت اور ضبط سے کہ اسکی براؤن آنکھوں میں سرخائی اترنے لگی..

ابھی تو قید ہیں جذبوں کی آندھیاں دل میں...

ہمارا ضبط جو ٹوٹا تو قیامت ہو گی...

اسکا شہابی چہرہ اپنی آنکھوں میں سموئے وہ نامحسوس انداز میں زرا سا اسکی طرف کو کھسکا تھا..

"کیا کروں میں..؟؟ کیسے بچاؤں خود کو..؟؟" اسکے چہرے پر جھکتا وہ پہلی بار اسکے کان میں سرگوشی کرتا اسے حکایتِ دل سنا رہا تھا مگر ہائے افسوس کہ کہ سننے والی اس وقت نیند کی وادیوں میں اتری سماعت سے محروم تھی..

"سنو... مجھے کوئی حل بتاؤ... میں ہارنا نہیں چاہتا مگر... ہارنے لگا ہوں تم سے...!" اسکے رخسار کو اپنے ہاتھ کی پشت سے سہلاتے ہوئے وہ ملتجیانہ انداز میں بولتا اسی سے مدد مانگ رہا تھا.. اسکی بھاری آواز سرگوشی سے زیادہ نہ تھی.. اسکی حالت سے انجان وہ آنکھیں بند کیے جانے وادی نیند میں کس راستے پر محو سفر تھی جو ضیغم کے لمس سے بھی نہ کسمسائی تھی..

"ٹوٹ رہا ہوں میں... بکھر رہا ہوں.. میری انا.. میرا ضبط.. میری برداشت...!" وہ بڑبڑایا تھا..

نشال کی بے خبری وجود میں لگی آگ کو بھڑکا رہی تھی..

"یہ مت سمجھنا کہ مجھے تم سے... محبت ہو گئی ہے... نہیں ہے تم سے محبت.. سنا تم نے..!!" دھیمی آواز میں کہتے ہوئے ضیغم نے ایک بار پھر اسکی بند پلکوں کو دیکھا.. وہ ہنوز ساکن تھیں.. اسکی گرم سانسیں ضیغم اجلال کو بخوبی محسوس ہو رہی تھیں..

"تم... جادوگرنی...!" اسے گھورتے ہوئے وہ جیسے بے بسی سے بولا تھا.. اپنی شہادت کی انگلی سے، بڑی نرمی سے اسکی بند پلکوں کو چھوا تھا..

"معصوم چڑیل...!!" اسکی ناک کو چھوتا وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا..

"معاف نہیں کروں گا تمہیں... تم نے مجھے.. ایس-پی ضیغم اجلال کو بے بس کیا ہے... سزا تو ملے گی تمہیں... بہت جلد ملے گی...!!" چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھتا وہ جیسے کسی نتیجے پر پہنچتے ہوئے کہہ رہا تھا. اب اسکی انگلی نشال کے لبوں کی نرمی محسوس کر رہی تھی..

"آئی ہیٹ یو جادوگرنی... آئی رئیلی ہیٹ یو...!!" اسکی بند آنکھوں کو دیکھ کر آہستگی سے بولتا وہ آخر میں اسکی چمکتی پیشانی پر جھکا تھا اور بڑی نرمی، بڑی محبت سے اسکی پیشانی کو اپنے لبوں سے چھو لیا.. ضیغم کے لب اور نشال کی

پیشانی... دونوں ہی ایک دوسرے کے لمس سے مہک کر معتبر ہو گئے تھے.. گھنی مونچھوں کی ہلکی سی چبھن کے باعث نشال زرا سا کسمسائی تھی.. لیکن ضیغم اس سے دور نہیں ہوا تھا بلکہ ایک بار پھر اسکے کان میں سرگوشی کی تھی. "ہیپی برتھ ڈے سویٹ ہارٹ..!!" بہت دھیمی، مگر بہت میٹھی سرگوشی... نشال نے کروٹ بدل لی.. وہ آہستگی سے پیچھے ہٹا.. ایک بھرپور نگاہ اس پر ڈالی پھر فریش ہونے کے لیے واش روم میں گھس گیا.. اگلے پچیس منٹوں میں وہ یونیفارم پہن کر بنا ناشتے کیے فلیٹ سے نکل آیا تھا.. وہ آج کے دن اسے کچھ برا بھلا کہہ کر اسے ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا.

****

صبح ہی صبح اسے پورے فلیٹ میں کہیں نہ پا کر نشال کے وجود میں ٹیسیں سی اٹھنے لگیں..

میں ہر وقت اس کے انتظار میں...

اور وہ مجھ سے اکتایا ہوا شخص !!!!

آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے لگیں تو اسے خود پر غصہ آنے لگا.. اپنی آنکھوں، اپنے دل، اپنے جسم میں نشے کی طرح سرایت کرتی، ضیغم اجلال کی محبت کی بے بسی پر اسے غصہ آنے لگا... وہ یونہی بے دلی سے اٹھی اور مرے مرے قدموں سے واش روم کی طرف چل دی.. فریش ہو کر وہ کچن میں آ گئی اور اپنے لیے ناشتہ بنانے لگی.. بھر بھر آتی آنکھوں کو وہ بار بار اپنی کلائی سے صاف کر رہی تھی.. جانے کس دل سے اسنے ناشتہ کیا تھا کہ اپنی زندگی کی بائیسویں سالگرہ پر وہ اپنی ماں سے تو کیا دوسرے قریبی رشتوں سے بھی دور تھی، اور جو دشمن جاں قریب تھا...، وہ جان بوجھ کر اس سے دور چلا گیا تھا.. وہ دل پر جبر کیے پیٹ کی آگ بجھانے کو ناشتہ کر رہی تھی جب اسکے موبائل پر رنگ ہوئی تھی.. نشال نے پلٹ کر کمرے کے کھلے دروازے کی طرف دیکھا.. بیڈ پر پڑا موبائل زور و شور سے بج رہا تھا.. وہ اٹھی اور کمرے کی جانب بڑھی.. جانتی تھی کہ کال کرنے والا ضیغم نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ہمیشہ لینڈ لائن

نمبر پر کال کیا کرتا تھا. سکرین پر چمکتا فریحہ بیگم کا نمبر دیکھ کر وہ بھیگی آنکھوں سمیت مسکرائی تھی.. پھر سرعت سے جھک کر موبائل اٹھایا اور کال ریسیو کر کے فون کان سے لگا لیا..

"السلام علیکم ماما..!!" بیڈ پر بیٹھ کر وہ دھیمی آواز میں انہیں سلام کر رہی تھی.

"وعلیکم السلام... کیسی ہو چندا.؟؟" ان کی ہشاش بشاش آواز فون کے سپیکر سے ابھر رہی تھی.

"میں بالکل ٹھیک ہوں، آپ کیسی ہیں..؟؟" بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے نشال نے خوشدلی سے پوچھا.

"میں بھی الحمدللہ ٹھیک ہوں.. بہت یاد آ رہی تھیں تم، اور مشال... مشی تو بہت یاد آ رہی ہے.. پچھلے اکیس سال سے وہ میرے پاس تھی.. اس سال وہ بھی دور ہے..!!" نرمی سے بولتی فریحہ بیگم کی آواز اسے بھرائی ہوئی لگی..

"تو آپ پہلے اسے کال کر لیتیں ماما... وہ بھی آپکو بہت مس کر رہی ہو گی...!!" نشال بھی مشال کے لیے فکرمند ہوئی..

"پہلے اسے ہی کی تھی.... مگر اسنے ریسیو نہیں کی، شاید سو رہی ہو گی..!!" فریحہ بیگم کی مدھم آواز اسکی سماعتوں میں اتر رہی تھی..

"شاید...!!" نشال نے آہستگی سے کہا.

"لو... جو کہنا تھا وہ تو کہا ہی نہیں..!!" کہتے ہوئے فریحہ بیگم دھیرے سے ہنسی تھیں. نشال کے لبوں پر بھی مسکراہٹ در آئی.

"آپکو کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آپ سے بات ہو جانے کی وجہ سے میرا برتھ ڈے صبح ہی صبح ہیپی ہو گیا ہے ماما..!!" وہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی.. دوسری جانب فریحہ بیگم کے لبوں پر طمانیت بھری مسکراہٹ کھیلنے لگی..

"میری دعا ہے کہ تمہارے اس برتھ ڈے کے ساتھ ساتھ تمہاری زندگی کا ہر دن خوشیوں اور مسرتوں بھرا ہو... مینی مینی ہیپی ریٹرنز آف دی ڈے...ہیپی برتھ ڈے میری جان...!!" فون کے سپیکر سے ابھرتی انکی مطمئن آواز نشال کے دل کو قرار دے رہی تھی..

"تھینک یو ماما.. آئی ریئلی مس یو..!!" فرط جذبات سے بولتی نشال کی آواز بھیگ گئی.

"اچھا یہ بتاؤ ضیغم کیسا ہے..؟؟ کہاں ہے..؟؟" انہوں نے ضیغم کے بارے میں پوچھ کر ایک بار پھر اسے تکلیف کے اسی بھنور میں پھینک دیا جس سے وہ تھوڑی دیر پہلے نبرد آزما تھی.

"اللہ کا شکر ہے..وہ بھی ٹھیک ہیں.. سو رہے ہیں فی الوقت...!!" نشال نے صفائی سے جھوٹ بولا..

"ہمم..اور تم کیوں جاگ رہی ہو..؟؟ کہیں میں نے ڈسٹرب تو نہیں کر دیا..؟؟" وہ فوراً متفکر ہو گئیں.

"ارے نہیں نہیں.. ایسی کوئی بات نہیں ہے..میں تو بس ویسے ہی.. آپ مجھے چھوڑیں اور مشی کو کال کر لیں.. اب تک تو جاگ گئی ہو گی..یقیناً آپ کی کال کا ویٹ کر رہی ہو گی..!!" نشال نے سرعت سے بات گھمائی تھی، وہ نہیں چاہتی تھی کہ فریحہ بیگم اس سے ضیغم کے متعلق مزید کوئی سوال کریں..

"آں...ہاں... ٹھیک ہے نشی، تم اپنا بہت سارا خیال رکھنا چندا..میں ان شاء اللہ تمہیں دن میں ویڈیو کال کروں گی..!" فریحہ بیگم کی نرم آواز... نشال نے "جی اچھا" کہہ کر دکھی دل سے انکی "اللہ حافظ" کہتی آواز سنی.. پھر خود بھی انہیں "اللہ حافظ" کہہ کر کال ڈسکنیکٹ کر دی.. موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اسنے وقت دیکھا.. دیوار پر لگی گھڑی صبح کے آٹھ بجا رہی تھی..

ایک اور لمبا... تھکا دینے والا دن... سوچ کر ہی اسکے وجود میں تھکاوٹ اترنے لگی...لاتعداد بے معنی سوچیں جن کا اس کے پاس کوئی حل نہیں تھا، ان سے بچنے کو وہ کمرے سے نکل آئی اور معمول کے مطابق لاؤنج اور کچن کی صفائی

کرنے لگی.. ضیغم کا انتظار بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اب وہ رات سے پہلے واپس نہیں آئے گا...ہاں البتہٰ اسے ضرغام اور ملیحہ کی کال کا انتظار ضرور تھا..

♦♦♦♦

"ارباز علوی کی کوئی خبر..؟؟" ضیغم نے دھیمی آواز اپنے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے زمان سے پوچھا..اسکی مدھم آواز پچھلی سیٹ پر بیٹھی سامعہ کی سماعتوں تک پہنچ گئی تھی..وہ جانتی تھی کہ آصف علوی والا کیس ایس-پی ضیغم اجلال نے ہینڈل کیا ہے مگر وہ اس کیس کے ختم ہو جانے سے ناواقف تھی..

"کچھ خاص نہیں.. آج کل وہ اپنے نیم مردہ بیٹے کو لے کر آوٹ آف کنٹری گیا ہوا ہے...اس امید پر کہ شاید وہ صحت یاب ہو جائے..!" سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے زمان نے کن اکھیوں سے فرنٹ مرر میں نظر آتے سامعہ کے عکس کو دیکھا جو بظاہر تو گاڑی سے باہر دیکھ رہی تھی مگر وہ جانتا تھا کہ وہ ان دونوں کی گفتگو سن رہی ہے..

زمان کے جواب پر ضیغم کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ پھیل گئی..

"بے وقوفی ہے اسکی...اور کچھ نہیں..!!" ضیغم بڑبڑایا تھا..

"جن سے ہمیں محبت ہوناں سر...وہ موت کے دہانے پر بھی کھڑے ہوں تب بھی ہم انہیں بچانے کے لیے اپنی ہر ممکن کوشش ضرور کرتے ہیں...ارباز علوی بھی یہی کر رہا ہے...اپنے بیٹے کی محبت میں مجبور...اسے بچانے کی ناکام کوشش...!!" آہستگی سے کہتے ہوئے زمان احمد کے لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی جبکہ پچھلی سیٹ پر بیٹھی سامعہ علوی کی آنکھیں نم ہو گئیں.. ضیغم اسکی سنجیدگی سے کہی گئی بات پر ایک نظر اسکی جانب دیکھنے پر مجبور ہوا تھا..سامعہ سے شادی کے بعد وہ کافی بدلا ہوا الگ رہا تھا..

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو... مگر جن سے ہمیں نفرت ہو جائے ناں زمان... انہیں اذیت پہنچانے کا جو جنون ہوتا ہے ناں... اسے پورا کرنے کو انسان ناممکنات کو بھی ممکن بنا دیتا ہے... میں نے بھی یہی کیا ہے..!!" گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے وہ سکون سے کہہ رہا تھا.. اسکی بات سنتے زمان نے چونک کر اسکی جانب دیکھا..

"تو آپ نے یہ سب آصف کی نفرت میں کیا ہے..؟؟" وہ حیرت زدہ سا پوچھ رہا تھا..

"نہیں، میں نے یہ سب ارباز علوی کی نفرت میں کیا ہے..!!" کہتے ہوئے وہ سفاکی سے مسکرایا..

"اپنی بیوی کے باپ سے نفرت...؟؟" وہ بے یقین سا پوچھ رہا تھا..

"نہیں... اپنی پھپھو کے شوہر سے نفرت...!!" وہ سامعہ کی موجودگی میں اسے حقیقت سے آشنا کر رہا تھا..

"میرے لیے آپکی نفرت سمجھنا مشکل ہو رہا ہے سر..!" وہ کہتے ہوئے نرمی سے مسکرایا.

"تمہارے لیے اس نفرت کو سمجھنا ضروری ہے بھی نہیں زمان... سو لیو اٹ...!!" اسے الجھا کر ضیغم نے بات ہی ختم کر دی تھی.

"مگر میرے لیے سمجھنا ضروری ہے.. کیا نشال..؟ آئی مین مشال بھی..؟؟ وہ دونوں ارباز چاچو کی بیٹیاں ہیں..؟؟" ان دونوں کی گفتگو کے درمیان جو بات اسے سمجھی تھی وہ سامعہ پوچھ بیٹھی تھی.. اسکا مخاطب ضیغم اجلال تھا.

"ہمممم...!" ضیغم نے اسکے سوال کے جواب میں ہنکارا بھرا..

سامعہ نے اسکے ہامی بھر لینے پر شکوہ کناں نگاہوں سے زمان کی جانب دیکھا جو اسی کیطرف متوجہ تھا..

"ایم رئیلی سوری سامعہ... مجھے تمہیں بتانا یاد نہیں رہا..!!" اسکی نگاہوں کی شکایت سمجھتے ہوئے زمان نے فوراً معذرت کی. ضیغم نے اپنے لبوں پر اڈتی مسکراہٹ چھپانے کو رخ موڑ لیا جبکہ سامعہ اسکے یوں ضیغم کے سامنے شرمندہ ہو جانے پر پزل ہو گئی.. اب بھلا وہ اسے ضیغم کے سامنے کیا جواب دیتی ورنہ بہت سے تلخ جملے لبوں پر آنے کو مچل رہے تھے..

"مشال سے ملوانے لے جارہے ہیں اسی لیے آپکو معاف کیا...!!"خود پر ضبط کر کے کہتی وہ ضیغم کی وجہ سے لحاظ کر گئی تھی.. اور زمان اس ضبط کو خوب سمجھتا تھا اسی لیے ہنس دیا. گاڑی اب لاہور کی حدود میں داخل ہو کر تیزی سے فراٹے بھر رہی تھی..

"پرسوں مہندی کا فنکشن ہے.. اگر سامعہ کو اعتراض نہ ہو تو میں چاہوں گا کہ جب تک شادی کے فنکشنز ختم نہ ہو جائیں... سامعہ فاروقی ہاؤس میں ہی ٹھہر جائے.. یقیناً مشال سمیت سب گھر والوں کو بہت خوشی ہو گی..!!" ضیغم نے بڑی سنجیدگی سے زمان کو مخاطب کیا تھا..

ضیغم کی پیش کش پر سامعہ کی آنکھوں میں چمک اتر آئی..

"مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے..!!"مشال کی شادی اٹینڈ کرنے کا سوچ کر ہی وہ خوشی سے بول پڑی.. جبکہ اسکی جلد بازی پر زمان کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لے.. اسنے فوراً گردن موڑ کر سخت چتونوں سے سامعہ کو گھورا.. وہ گڑبڑا گئی. ضیغم نے،سامعہ کو گھورنے پر کڑی نظروں سے زمان کی طرف دیکھا.

"تمہیں کوئی مسئلہ ہے..؟؟" ضیغم نے کچھ سنجیدگی اور مصنوعی خفگی کے ملے جلے تاثرات سمیت زمان سے پوچھا تھا.وہ بے چارہ ضیغم کی طرف دیکھتا رہ گیا.. جسکے چہرے پر سختی تھی.

"نہیں، مجھے کیا مسئلہ ہو سکتا ہے بھلا..ویسے بھی.. اب تو آپ سے رشتے داری بھی نکل آئی ہے..!"دل مسوس کر کہتے ہوئے زمان نے لبوں پر زبردستی کی مسکراہٹ سجائی.. جبکہ اسکی دل حالت سمجھتی سامعہ نے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ کر بڑی مشکل سے اپنے حلق سے اڈتی ہنسی کا گلا گھونٹا تھا..

"دیٹس گڈ..!!"کہتے ہوئے ضیغم نے اپنی مسکراہٹ چھپانے کو اپنا رخ سیدھا کر لیا.. زمان کا دل اداس ہو چکا تھا، اسے حقیقتاً سامعہ پر غصہ آرہا تھا جس نے فاروقی ہاؤس میں رہنے کے لیے فوراً ہامی بھر لی تھی.. پھر باقی تمام راستے وہ

تینوں خاموش رہے تھے.. تیس سے پچیس منٹ کی مسافت کے بعد ضیغم کی گاڑی فاروقی ہاؤس کا گیٹ پار کر رہی تھی..

اسنے زمان کو اپنے بہترین دوست کے طور پر متعارف کروایا تھا، اسی لحاظ سے سامعہ کو زمان کی بیوی کی حیثیت سے شازمہ بیگم نے بھی بے حد عزت اور محبت دی تھی.. وہ مثال کا حوالہ دے کر کسی قسم کی بدمزگی نہیں چاہتا تھا..

اور جب ضیغم نے مثال کا حوالہ نہیں دیا تھا تو سامعہ نے بھی کسی احتیاط کہ پیشِ نظر اب تک مثال کی بابت دریافت نہیں کیا تھا.. ڈنر کی ٹیبل پر ہمیشہ کی طرح مثال موجود نہیں تھی. شام سے لے کر اب تک کے دورانیے میں زمان، آغا جان اور اکرام صاحب سے کافی فرینک ہو چکا تھا.. ضرغام سے اسکی ملاقات ڈنر ٹائم ہی ہوئی تھی.. زمان کو اس سنجیدہ سے لڑکے میں کہیں بھی اس چلبلے سے ضرغام اکرام کی جھلک نظر نہیں آئی تھی جس کا ذکر ضیغم اکثر کیا کرتا تھا.. اب جانے اسے اپنی شخصیت کی سحر انگیزی کا غرور تھا یا پھر کوئی اور بات تھی مگر جو بھی تھا، زمان کو وہ کم گو اور اپنے آپ میں سمٹا ہوا مغرور شہزادہ لگا... جبکہ اسکے برعکس سامعہ اور ملیحہ کے درمیان خوب گاڑی چھن رہی تھی.. ملیحہ تین دن بعد فاروقی ہاؤس سے رخصت ہونے والی تھی مگر بنا کسی فکر کے وہ پٹر پٹر بول رہی تھی.. شازمہ بیگم بیٹی کو کھلکھلاتے دیکھ خود بھی کافی خوش نظر آ رہی تھیں.

ڈنر کے بعد ملیحہ خود ہی سامعہ کو ضرغام کی ہونے والی بیوی سے ملوانے کے لیے لے گئی تھی جو یقیناً مثال ہی تھی..

جبکہ ضرغام اور ضیغم، زمان کو لے کر لان میں چلے آئے تھے..

"سننے میں آیا تھا کہ آپ میں، سر ضیغم کو ہنسانے کی ابیلیٹی ہے.. مگر مجھے تو لگ رہا ہے کہ آپ خود مسکرانے کے لیے چارجز لیتے ہیں..؟؟" دھیمے لہجے میں بولتے ہوئے زمان نے ضرغام کو مخاطب کیا جو ہاتھ میں چائے کا مگ پکڑے نگاہ جھکائے چل رہا تھا..

"ہوں... آپ نے مجھ سے کہا..؟؟" چونکتے ہوئے ضرغام نے زمان کی طرف دیکھا.

"جی بالکل...!" کہتے ہوئے زمان مسکرایا.. وہ تینوں چلتے ہوئے لان میں پڑی چیئرز پر بیٹھ چکے تھے.. ضیغم اس دوران بالکل خاموش تھا.

"آپ نے بالکل ٹھیک سنا ہے.. لیکن.. آجکل کچھ مصروف ہوں.. بس اسی لیے مسکرانے کا بھی وقت نہیں مل رہا وگرنہ چار جزوالی تو کوئی بات نہیں، ہاں البتہ اگر آپ مسکرانے کے لیے چار جزپے کرتے ہیں تو میں یہ بات آپکی وائف کو بتا دیتا ہوں... انکو زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی..، انکی ایک سمائل.. اور آپکی جیب خالی...!!" وہ پُر مزاح انداز میں جواب دیتا مسکرایا تھا.. ضیغم کے لبوں پر بھی مسکراہٹ رینگ گئی جبکہ زمان قہقہ لگا کر ہنسا تھا..

"انکی مسکراہٹ پر تو میں اپنا آپ بھی خالی کر دوں تو کم ہے.. جیب کیا چیز ہے..!!" زمان نے ہنستے ہوئے کہا. ضیغم نے ایک ابرو اچکا کر زمان کیطرف دیکھا.

"ڈیڑھ دوماہ میں ہی بیوی کی اس قدر غلامی..؟؟" ضیغم نے بھی اسے چھیڑا..

"ارے غلامی کہاں.. اسے محبت کی انتہا کہتے ہیں بھائی..!!" زمان کی بجائے ضرغام نے جواب دیا تھا..

"اب لگ رہا ہے کہ میرے سامنے بیٹھا شخص ضرغام اکرام ہی ہے..!!" ضرغام کی حاضر جوابی پر زمان ہنستے ہوئے بولا.. ضرغام کے سرخ لبوں کی مسکراہٹ گہری ہوگئی.. اسکی مسکراہٹ دیکھتا زمان دل ہی دل میں اسکی وجاہت کا قائل ہوگیا.

"یعنی مستقبل قریب میں تم بھی محبت کی اس انتہا کو چھونے کا ارادہ رکھتے ہو..؟؟" غیر سنجیدگی سے پوچھتے ہوئے ضیغم نے اپنے لبوں کو سیٹی بجانے کے سے انداز میں سکیڑ لیا..

"محبت کی انتہا کو تو چھو چکا ہوں بھائی... اب تو عشق کی انتہا کو چھونا باقی ہے...!!" قہقہ لگا کر کہتے ہوئے ضرغام نے پر مزاح انداز میں اپنے دل کی بات کہی. ضیغم نے بغور اسکی ذہین آنکھوں میں دیکھا جہاں اداسی تھی.

"محبت کی انتہا تو عشق ہے، عشق کی انتہا کسے کہتے ہو تم...؟؟" ضیغم نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا. زمان مسکراتی نگاہوں سے ان دونوں بھائیوں کی جانب دیکھ رہا تھا..

"جنون.. دیوانگی..!" ضرغام نے دھیمی آواز میں کہا.. انداز ہارا ہوا تھا.. ضیغم چپ چاپ اسے دیکھتا رہ گیا.. اسکا چہرہ، اور چہرے سے پھوٹتی اداسی کی کرنیں بتا رہی تھیں کہ وہ واقعی عشق کی انتہا چھونے کو تھا...

"مجھے یقین نہیں آ رہا کہ تم میڈیکل کے ٹف سبجیکٹس پڑھ رہے ہو..!!" زمان نے مسکراتے ہوئے کہا..

"اور یقین نہ کرنے کی وجہ..؟؟" ضرغام نے اپنی بھنویں سکیڑ کر پوچھا..

"محبت پر تمہاری اتنی بہترین گفتگو..!!" زمان نے اسے وجہ بتائی..

"محبت سے بڑھ کر کوئی سبجیکٹ ٹف نہیں ہے... تو پھر محبت کے سامنے میڈیکل کے سبجیکٹس کیسے مشکل لگ سکتے ہیں...؟؟ ایزیلی پڑھ رہا ہوں اور آگے بھی پڑھ سکتا ہوں..!!" ضرغام کے جواب پر زمان نے سراہتی جبکہ ضیغم نے تشویش زدہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا..

"ویسے بھائی.. آپکی وائف سے بھی میری بات ہوئی تھی آج.. آپکے بغیر کافی اداس لگ رہی تھی..!!" ان دونوں کا دھیان بٹانے کو ضرغام نے اپنی توپوں کا رخ ضیغم کی طرف کیا..

"یعنی مجھے آج یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا..؟؟" ضیغم نے اسے تنگ کیا.. ضرغام اسکی چھیڑ خانی خوب سمجھ رہا تھا.

"نہیں.. آپکو اسے بھی ساتھ لے کر آنا چاہیئے تھا..!" ضرغام نے اطمینان سے کہا..

"آپ دونوں اپنی بات جاری رکھیں.. میرا موبائل اندر چارج پر ہے.. میں لے کر آتا ہوں، پھر ہم نکلتے ہیں..!!" چیئر سے کھڑے ہوتے ہوئے زمان نے ضیغم کو مخاطب کیا. بدلے میں اسنے اثبات میں سر ہلایا تو زمان اندرونی عمارت کی طرف چلا گیا..

"ہاں تو کیا کہہ رہے تھے تم..؟؟" زمان کے جاتے ہی ضیغم نے فوراً سنجیدگی کا لبادہ اوڑھتے ہوئے ضرغام سے پوچھا.

"آج اسکا برتھ ڈے ہے بھائی..!!" دھیمی آواز میں بولتے ضرغام نے اسے شرمندہ کرنا چاہا.

"سو واٹ...؟؟ تمہیں پتہ ہے کہ مجھے یہ سیلیبریشنز ہمیشہ سے ہی اریٹیٹ کرتی ہیں..!!" نگاہ جھکاتے ہوئے ضیغم بے زار لہجے میں بولا.

"آئی نو.. لیکن.. کم از کم آج کے دن تو آپکو اسکے ساتھ ہونا چاہئیے تھا..!!" ضرغام کے انداز میں تاسف تھا.

"اب تم مجھے مشورے دو گے..؟؟" ضیغم نے شدید ناراضگی سے پوچھا..

"کیا نہیں دے سکتا..؟؟" ضرغام نے فوراً پوچھا.. ضیغم اسے سنجیدہ نگاہوں سے دیکھتا رہ گیا..

"جب بھائیوں کے قد برابر ہو جائیں ناں تو عمروں کا فرق میٹر نہیں کرتا بھائی..!!" اپنی چیئر سے کھڑے ہوتے ہوئے ضرغام نے بڑی سنجیدگی سے کہا. ضیغم بھی کھڑا ہو گیا.. بے ساختہ اسکے لبوں پر ایک دھیمی مسکراہٹ در آئی..

"ایک راز کی بات بتاؤں..؟؟" ضرغام نے مسکاتے لہجے میں کہا. ضیغم نے آنکھ کے اشارے سے اسے بولنے کا کہا.

"میں نے نشال کو کیک بھجوا دیا ہے.. آپکی طرف سے...!!" کہتے ہوئے اسنے ایک آنکھ دبائی.

"واٹ..؟" ضیغم حقیقتاً اسکی جرأت پر حیران ہوا تھا..

"یس.. اینڈ آئی تھنک وہ اس وقت آپکا ویٹ کر رہی ہو گی.. ایک اچھا سا مہکتا ہوا بکے لے کر بروقت گھر پہنچ جائیں.. ورنہ وہ یقیناً آپ سے ناراض ہو جائے گی..!" ہاتھ ٹراوزر کی پاکٹس میں گھساتے ہوئے ضرغام نے اطمینان سے کہا. ضیغم اپنے دانت پیس کر رہ گیا.

"دس تو بج رہے ہیں یار... بارہ بجے سے پہلے نہیں پہنچ پاؤں گا.. تمہاری یہ نیکی اب میرے گلے پڑے گی..!!" آخری جملہ اسنے دل میں کہا تھا..

"گاڑی فل سپیڈ سے بھگایئے گاناں.. بارہ بجے سے پہلے پہنچ ہی جائیں گے..!!" کندھے اچکاتے ہوئے ضرغام نے فری کا مشورہ دیا.

"بہت پٹوگے مجھ سے..!" مصنوعی خفگی جتاتے ہوئے ضیغم نے اسکی طرف پیش قدمی کی تو وہ ہنستے ہوئے سرعت سے اندر کی طرف دوڑا.. ضیغم پریشانی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا.. پھر خود بھی مسکرا دیا..

اب اسے جلد از جلد ہنجرائی کے لیے نکلنا تھا.. کچھ سوچتے ہوئے اسنے اندر کی جانب قدم بڑھا دیے..

***

"سامعہ... آپکو آپکے ہزبینڈ بلا رہے ہیں..!!" وہ مشال کے ساتھ بیٹھی اسے خود پر بیتی داستاں سنا رہی تھی جب ملیحہ نے کمرے کے ادھ کھلے دروازے سے اندر جھانکتے ہوئے اسے پیغام دیا تھا..

"اوکے میں آتی ہوں..!!" ملیحہ کو جواب دے کر وہ دوبارہ مشال کی طرف متوجہ ہوئی جس کے لیے یہ انکشاف حیرت انگیز تھا کہ سامعہ اسکی تایازاد بہن ہے..

"سامعہ پلیز تم مت جاؤ.. کچھ دن رک جاؤ... میں بالکل اکیلی ہوں.. نشال بھی مجھ سے دور ہے..!!" مشال نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے اس سے التجا کی.. سامعہ نرمی سے مسکرائی..

"ہاں میں کہیں نہیں جا رہی، تمہاری شادی کے بعد ہی واپس جاؤں گی..!!" اسکی ٹھوڑی چھوتے ہوئے سامعہ نے نرمی سے کہا.

"کیا سچ میں..؟؟" مشال کو یقین نہ آیا.

"ہاں سچ میں... اب تھوڑا ویٹ کرو میں زمان سے مل کر آتی ہوں..!" کہتے ہوئے سامعہ نے اسکا ہاتھ تھپکا اور جلدی سے اسکے پاس سے اٹھ گئی.

"جلدی آنا..!" اسے دروازے کی طرف بڑھتا دیکھ کر مشال نے پیچھے سے ہانک لگائی..

"اچھا..!!" سرعت سے کہتی وہ کمرے سے باہر نکل گئی...

سیڑھیاں اتر کر وہ لیونگ روم میں چلی آئی جو خالی پڑا تھا.. تو پھر وہ کہاں تھا..؟؟ سوچتے ہوئے سامعہ نے لاؤنج کا رخ کیا.. کچن میں سے کھٹر پٹر کی آوازیں آرہی تھیں. وہ دھیمی چال چلتی لاؤنج سے ہو کر کچن میں چلی آئی. اماں بی، ملازمہ سے کچن کی صفائی کروا رہی تھیں.

"سنیے.. ماں جی..؟" سامعہ نے اماں بی کو مخاطب کیا. انہوں نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا..

"جی بیٹا.. کوئی کام تھا آپکو؟؟" وہ حلاوت آمیز لہجے میں بولی تھیں.

"وہ میرے ہزبینڈ.. کیا آپ کو پتہ ہے کہ وہ کہاں ہے..؟؟" سامعہ نے نرمی سے پوچھا..

"بیٹا وہ ضیغم اور ضرغام بیٹے کے ساتھ باہر لان میں ہیں.. آپ رکیں میں بلا لاتی ہوں..!!" اماں بی نے مسکراتے ہوئے کہا.

"ارے نہیں نہیں، میں خود ہی چلی جاتی ہوں.. کوئی بات نہیں..!!" سامعہ نے انہیں منع کر دیا. پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتیں وہ کچن سے پلٹ آئی.. لان کی طرف جاتی ڈیوڑھی سے ہوتی ہوئی گلاس ڈور دھکیل کر وہ لان میں نکل آئی تھی. خنک ہوا کا جھونکا اس سے ٹکرا کر اسکے پورے وجود میں کپکپی کی ایک لہر دوڑا گیا.. معاً کسی نے اسے کلائی سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تھا.. سامعہ نے چیخ مارنے کے لیے منہ کھولنا چاہا تھا جب مقابل نے سرعت سے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اسے دیوار سے لگا دیا.. اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے قریب وہ چہرہ دیکھا.. اسکی ناہموار سانسیں ایک پل میں ہموار ہوئی تھیں.

"کیا کر رہے ہیں زمان..!!" اسکا ہاتھ اپنے لبوں سے ہٹا کر وہ ناراضگی سے بولی.

"ڈر گئی تھی میں..!" کہتے ہوئے وہ واقعی حواس باختہ لگ رہی تھی. زمان کے لبوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ در آئی.

"اب گھور کیوں رہے ہیں..؟؟" اسے مسلسل اپنی جانب دیکھتا پاکر سامعہ نے ہنستے ہوئے پوچھا.

"گھر چلو...!" دو لفظی حکم..یا شاید التجا....وہ سمجھ نہ پائی.

"آپ چلے جائیں... میں تو مشی کی شادی اٹینڈ کر کے ہی واپس جاؤں گی..!" سامعہ نے اطمینان سے کہتے ہوئے آخر میں اسے منہ چڑھایا.

"یار سامعہ پلیز..یہ ظلم مت کرو...!!" اسکا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں لیتے ہوئے زمان نے نرمی سے کہا.

"یہ ظلم آپ پر ضیغم بھائی نے کیا ہے..اگر مجھے اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں تو جا کر ان سے بات کریں..!" اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے چھڑاوتے ہوئے وہ آرام سے بولی.

"لیکن مرضی تو تمہاری بھی شامل ہے ناں..؟؟" وہ خفگی سے کہہ رہا تھا. آنکھوں کی بے چینی واضح تھی.

"ہاں تو..؟؟ آپکو کیا مسئلہ ہو رہا ہے..؟؟" سامعہ نے تنک کر پوچھا. اسکے دامن بچا لینے پر زمان نے شدید خفگی سے اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں شرارت ناچ رہی تھی.

"تمہیں نہیں پتہ مجھے کیا مسئلہ ہے..؟؟" اسے بازوؤں سے تھامتے ہوئے اسکی آنکھوں میں جھانکتا وہ ناراضگی سے پوچھ رہا تھا..سامعہ نے بے اختیار اسکے لہجے کی سنجیدگی محسوس ہوئی.

"زمان آپ...!!" وہ بولنا چاہتی تھی جب وہ اسکی بات کاٹ گیا.

"تم تو رہ لوگی، مگر میں تین دن تمہیں دیکھے بنا کیسے رہوں گا سامعہ..؟؟" وہ بڑی سنجیدگی سے دریافت کر رہا تھا..

"تین دن کہاں ہیں..بس کل کا دن ہے..پرسوں آپ بھی مہندی کا فنکشن اٹینڈ کرنے آجائیے گا..!!" سامعہ نے اسے آسان حل بتایا. اسکے جواب پر زمان نے نرمی سے اسکے بازو چھوڑ دیے.

"بہت لاپرواہ ہو تم سامعہ..!!" وہ دھیمی آواز میں یہی کہہ پایا تھا..

"شازمہ آنٹی نے بھی مجھے سختی سے کہا ہے کہ میں شادی ختم ہونے سے پہلے جانے کے بارے میں نہ سوچوں..!!" سامعہ نے فوراًاپنی صفائی دی تھی.

"اور جو میں کہہ رہا ہوں..؟؟اسکا کیا..؟؟میری کہی کسی بھی بات کی کوئی اہمیت نہیں ہے..؟؟"وہ بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا. سامعہ اسکے بدلتے موڈ سے خائف سی ہو گئی.

"ایسا نہیں ہے، آپ نے بھی تو.. ضیغم بھائی کے سامنے ہاں کر دی تھی..!!"سامعہ نے پریشانی سے کہا.

"اوکے فائن...رہو تم یہیں.. جا رہا ہوں میں..!!"سرد مہری سے کہتے ہوئے زمان پلٹا..

"زمان ایک منٹ...!"کہتے ہوئے وہ سرعت سے اسکے سامنے آئی..

زمان نے سخت نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا.

"آپ مجھ سے ناراض ہو کر جا رہے ہیں..؟؟"پوچھتے ہوئے سامعہ کی آنکھوں میں نمی اتر آئی..اسکی آنکھوں میں بھرتا پانی دیکھ کر زمان بے بس ہوا تھا..

"تمہیں فرق پڑتا ہے..؟؟"پوچھتے ہوئے اسکے لہجے میں حسرت کی آمیزش تھی.

"فرق پڑتا ہے تبھی تو پوچھ رہی ہوں..!!"سامعہ نے جھٹ جواب دیا.

"فرق پڑتا تو تم مجھے ناراض ہونے ہی نہ دیتیں سامعہ..!!"تاسف زدہ لہجے میں کہہ کر وہ اسکی سائیڈ سے نکل کر گیٹ کے قریب پورچ کی طرف بڑھنے لگا.. سامعہ نے بھیگی آنکھوں سے خود سے دور جاتے زمان کی پشت کو دیکھا. اسکی دلکش آنکھیں پتھر ہو رہی تھیں.. کتنی معمولی سی بات پر خفا ہو گیا تھا وہ شخص جو اس سے محبت کا دعویدار تھا.. مگر کاش وہ سمجھ سکتی کہ زمان کے لیے اس سے دوری کس قدر تکلیف دہ امر ہے تو وہ اسکی خفگی کو جائز مان کر اسکی خفگی ہی دور کر دیتی...

♦♦♦♦

میں چاہتی ہوں تُو یکدم ہی چھوڑ جائے مجھے....

یہ ہر گھڑی ترے جانے کا احتمال نہ ہو....!!

میں چاہتی ہوں محبت سرے سے مٹ جائے...

میں چاہتی ہوں اُسے سوچنا محال نہ ہو....!!!

میں چاہتی ہوں محبت مجھے فنا کر دے....

فنا بھی ایسا کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو...!!!

میں چاہتی ہوں محبت مرا وہ حال کرے...

کہ خواب میں بھی دوبارہ کبھی مجال نہ ہو...!!!

اسکے انتظار میں گھلتی وہ اب آنسو بہانے لگی تھی.. بیڈ کی پائنتی سے ٹیک لگا کر فرش پر بیٹھی وہ بھیگی آنکھوں سے اپنی نگاہ کے بالکل سامنے... چھوٹی گلاس میز پر رکھے اس کیک کو گھور رہی تھی جو پچھلے تین گھنٹوں سے ضیغم اجلال کی آمد کا منتظر تھا... آنسو بہاتی اسکی آنکھیں ضیغم اجلال کی لاپرواہی پر جل رہی تھیں.. شام تک کتنی خوش، کتنی مسرور تھی وہ... چاکلیٹ فلیور کیک پر نگاہ ٹکائے وہ سوچ رہی تھی.. یہی کیک تو تھا جو ضیغم اجلال کی جانب سے اسے موصول ہوا تھا.. ایک پل کو تو اسے یقین ہی نہیں آیا تھا مگر کارڈ پر واضح لفظوں میں لکھے الفاظ.. "آن دی آرڈر آف مسٹر ضیغم اجلال"... اسکے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا تھا.. ضیغم کو اسکا برتھ ڈے یاد تھا، یہ سوچ.. یہ احساس کس قدر خوش کن تھا یہ کوئی نشال علوی سے پوچھتا جس نے ڈنر میں اپنی بجائے ضیغم کی پسند کا مٹن قورمہ اور پلاؤ بنا لیا تھا. میٹھے میں کیک تو پہلے ہی آ چکا تھا.. آٹھ بجے کے قریب ہی تمام کاموں سے فارغ ہو کر وہ فریش ہونے کے لیے واش روم میں گھس گئی تھی.. دس بجے سے پہلے پہلے وہ تیار ہو کر اسکا انتظار کرنے لگی تھی.. سماعتیں فلیٹ کا دروازہ کھلنے کی منتظر تھیں.. مگر پہلے دس بجے تھے، پھر گیارہ... اور اب بارہ کے بعد ایک بجنے کو تھا مگر ضیغم اجلال

واپس نہیں آیا تھا.. اسکا بر تھ ڈے گزر چکا تھا.. ہاں وہ دن گزر چکا تھا جس کی ابتداء میں وہ ضیغم اجلال کی دید سے محروم رہی تھی اور اس دن کا اختتام بھی ہو چکا تھا مگر وہ ہنوز اس شخص کی دید، سے محروم تھی.. آنسو متواتر اسکی آنکھوں سے نکلتے ہوئے گالوں کو بھگو رہے تھے.. دل کی تکلیف حد سے سوا تھی اور جس سنگدل کی وجہ سے دل تڑپ رہا تھا وہ جانے کہاں.. کس جگہ.. کن کاموں میں مصروف تھا..

رو رو کر اسکی غلافی آنکھوں کے پپوٹے بھاری ہو رہے تھے.. دماغ سن ہونے لگا تھا.. اپنے نصیب سے ہارتی.. اپنے دل کی خواہشات سے تھکتی وہ اپنی آنکھیں موند گئی تھی.. بیڈ کی پائینتی سے یونہی ٹیک لگائے بیٹھی وہ سو گئی تھی.. وہ نیم غنودگی میں تھی جب وہاں.. اس فلیٹ کے درودیوار نے ضیغم اجلال کے مخصوص قدموں کی چاپ محسوس کی تھی مگر وہ جو پچھلے کئی گھنٹوں سے ان قدموں کی آہٹ سننے کے لیے تڑپ رہی تھی، اب وہ سننے کی حدوں سے دور نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی. وہ مضبوط چال چلتا کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آیا تھا.. نشال کی تلاش میں بے اختیار اسکی نگاہ اطراف میں بھٹکنے سے پہلے ہی بالکل سامنے.. کمرے کے وسط میں پڑے بیڈ کی پائینتی سے ٹیک لگائے بیٹھی اس پری پیکر پر پڑ چکی تھی.. قریب ہی میز پر کیک رکھا ہوا تھا.. ضیغم کے دل میں ملال بڑھ گیا.. وہ بڑی ریش ڈرائیونگ کرتا ہوا آیا تھا مگر ہنجرائی آنے اور پھر زمان کو اسکے فلیٹ پر چھوڑنے میں اسے نا چاہتے ہوئے بھی ایک بج گیا تھا اور اب گھڑی رات کے ڈیڑھ بجا رہی تھی.. ضیغم نے ایک نظر اپنے ہاتھ میں موجود سرخ اور سفید گلابوں کے بکے پر ڈالی.. سرد آنکھوں میں آج حزن و ملال کی سی کیفیت تھی. وہ بیڈ کے قریب آیا تھا اور ہاتھ میں موجود بکے بیڈ پر رکھتے ہوئے خود اسکے نزدیک ہی پنجوں کے بل بیٹھ گیا.. گلابی رخساروں پر آنسوؤں کے مٹے مٹے سے نشانات تھے.. گھنیری پلکوں پر ہلکی ہلکی نمی چمک رہی تھی.. وہ چپ چاپ، اپنے لب بھینچے اسکی آنکھوں کے بند پپوٹوں کی سوجن دیکھتا رہ گیا.. گلابی لبوں کے کنارے سوجے ہوئے لگ رہے تھے..

ضیغم کی بے بس، لاچار نگاہ اسکے لبوں سے پھسلتی ہوئی صراحی دار گردن میں لپٹی ہوئی اس چین پر آکر ٹھہر گئی جس میں لٹکتا بلیک ڈائمنڈ... افففف... اسکی گوری گردن میں سج رہا تھا..

"نشال...؟؟" اسکی گھنیری پلکوں کو اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے چھوتے ہوئے ضیغم نے اسے پکارا..

"نشال... آنکھیں کھولو..!!" ضیغم نے اسکا رخسار تھتھپایا.. اسنے ہڑبڑا کر اپنی غلافی آنکھیں کھولیں.. اسکی آنکھوں میں ابھرے سرخ ڈورے دیکھ کر ضیغم اپنی جگہ ساکت رہ گیا جبکہ اسے اپنے قریب بیٹھا دیکھ نشال کی آنکھوں میں پہلے تو بے یقینی اتری تھی پھر.. دکھ.. افسوس.. تکلیف اور آخر میں جلتا ہوا پانی اتر آیا تھا..

ضیغم نے ہاتھ بڑھا بہت نرمی سے وہ پانی اپنی انگلی کے پورے پر چننا چاہا تھا جب وہ لب بھینچتے ہوئے اپنے چہرے کا رخ موڑ گئی..

"تم بھول رہی ہو کہ تم ناراضگی کا حق نہیں رکھتیں..!!" وہ بڑے نرم لہجے میں بہت کڑوے الفاظ بول رہا تھا.. نشال نے سلگتی نظروں سے اسکی جانب دیکھا.. ان حسین آنکھوں کا وار بڑا قاتل تھا.. ضرب سیدھا اسکے دل پر جا کر لگی تھی..

"حق تو رکھتی ہوں.. مگر میری طرف سے آپکا دل اور ضمیر دونوں ہی مر چکے ہیں تبھی تو آپکو میرا کوئی حق نظر نہیں آرہا..!!" تلخ لہجے میں بولتی وہ کھڑی ہوگئی.. وہ بھی چپ چاپ کھڑا ہوگیا.. براؤن آنکھیں ہمیشہ کی طرح بے تاثر تھیں.. اسنے بہت نرمی سے اسکی کلائی پکڑ کر اسے اپنے قریب کیا تھا.. اسکی جرأت پر نشال نے بھیگی آنکھوں سے اسکا چہرہ دیکھا..

"حقوق کی وصولی چاہتی ہو..؟؟" اسکی آنکھوں میں جھانکتا وہ بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا.. اسکی سرد آنکھوں میں چمک سی تھی.. نشال کا دل زور سے دھڑک اٹھا.. سانسوں کے زیروبم میں تبدیلی رونما ہوئی تھی.

"میرا حق.. آپکی محبت، آپکی توجہ... آپکا قیمتی وقت ہے..، مجھے کسی اور حق کی طلب نہیں ہے ضیغم اجلال...!!" اپنی آواز کی کپکپاہٹ پر قابو پانے کی کوشش کرتی وہ بڑی مشکلوں سے کہہ پائی تھی..

"مجھے تو ہے...!!" اسکی کلائی کو جھٹکا دیتے ہوئے ضیغم نے اسے قریب ترین کرتے ہوئے بہت آہستگی سے اسکی نازک کمر کے گرد اپنا بازو حمائل کر لیا.. نشال کی جان ہوا ہونے لگی..

"طلب..؟؟ محض طلب..؟؟" نشال کی کمزور آواز میں دکھ بول رہا تھا.. پلکیں لرز رہی تھیں مگر وہ اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالے اسکے حصار میں کھڑی ہوئی تھی.

"نہیں، چاہت... صرف چاہت..!!" ضیغم نے دھیمی سرگوشی کی تھی.. اسکا بدلا بدلا روپ دیکھتی نشال کو لگا اسکا دل پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا..

"آ... آپ تو ایسی کوئی چاہت نہیں رکھتے تھے..؟؟" اپنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے نشال نے بڑے ضبط سے کہا..

"چاہتیں بدلنے میں وقت ہی کہاں لگتا ہے مسز... اور پھر مقابل اگر تم جیسی بیوی ہو تو...!!" اسکی سوجی ہوئی آنکھوں میں جھانکتا وہ بڑی معنی خیزی سے بول رہا تھا. گھنی مونچھوں تلے دبے لبوں پر کھیلتی ایک دھیمی مسکراہٹ نشال کی دھڑکنوں کو پاگل کر رہی تھی..

"چاہتیں پوری ہو جائیں تو ختم ہو جاتی ہیں محترم...!!" درشتگی سے کہتے ہوئے وہ اپنی پوری طاقت لگا کر اس سے دور ہوئی تھی.. ضیغم اطمینان سے اپنے قدموں پر کھڑا گہری نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا.. البتہ نشال کی آخری بات اسکے اندر کہیں آگ لگا گئی تھی..

"میں کوئی کھلونا نہیں ہوں ضیغم صاحب... نہ ہی آپکی زرخرید لونڈی ہوں جسکے لیے آپکے دل میں کوئی جذبات نہ ہوں مگر جب نفس کی تسکین لازم ہو تو ہاتھ بڑھا کر اپنی خواہش کی تسکین کر لی جائے.. نہیں... ہرگز نہیں...!!"

سخت لہجے میں بولتی وہ آخر میں نفی میں سر ہلانے لگی.. ضیغم نے کچھ بے بس نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا جو اس سے محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود آج اسے سمجھنے سے قاصر تھی..

"تم غلط سمجھ رہی ہو...!!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ کیک والی میز کے پاس بیٹھ گیا.. زندگی میں پہلی بار وہ کسی کو صفائی دے رہا تھا.. اور وہ "کسی" اسکی بیوی... نشال فاروقی تھی..

"یہ 'غلط' مجھے آج آپ ہی نے سمجھایا ہے.. وگرنہ میں تو بچپن سے ہی آپکو صحیح سمجھتی آرہی ہوں..!!" تکلیف زدہ لہجے میں بولتی وہ رو پڑی.. اسے حقیقتاً ضیغم کی "چاہت" نے اذیت سے دوچار کر دیا تھا. جبکہ اسکی بات سنتا ضیغم اب کیک کے ساتھ رکھی چھری اٹھا کر کیک کاٹ رہا تھا.. کیک کا ایک چھوٹا سا پیس کاٹ کر انگلیوں میں لیتے ہوئے وہ دوبارہ کھڑا ہوا تھا.. نشال کچھ حیران کچھ پریشان نظروں سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی..

"ہیپی برتھ ڈے..!!" نرم لہجے میں کہتے ہوئے ضیغم نے ہاتھ میں پکڑا کیک اسکے لبوں کے قریب کیا تھا. نشال کا دل ایک بار پھر خون ہو گیا..

"میرا برتھ ڈے گزر چکا ہے.. مجھے اب کچھ نہیں کھانا..!!" اسکا ہاتھ جھٹکتے ہوئے وہ درشتگی سے بولی.. ضیغم کو اسکا تلخ انداز ناگوار گزرا تھا.. مگر اپنے اشتعال پر قابو پاتے ہوئے اسنے ایک بار پھر نرمی سے اسکی کلائی تھامنی چاہی تھی. وہ بدک کر دور ہوئی.. ضیغم کی برداشت جواب دے گئی..

"واٹس رانگ ودیو...؟؟" اسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب کرتے ہوئے وہ سختی سے پوچھ رہا تھا. نشال نے تڑپ کر اسکے حصار سے نکلنے کی کوشش کی..

"دور رہیں مجھ سے... ہاتھ بھی مت لگائیں مجھے..!!" اسکی گرفت میں مچلتی وہ روتے ہوئے بولی.. ضیغم خاموش نگاہوں سے اسکا تڑپنا، مچلنا دیکھ رہا تھا.

"اگر مزید قریب آجاؤں تو..؟؟" اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے وہ اسکے کان میں سرگوشی کررہا تھا.. نشال کی حالت غیر ہونے لگی.. جبکہ ضیغم کو اسکی یہ حالت لطف دے رہی تھی.

"میں آپکو ایسا کچھ نہیں کرنے دوں گی..!!" اسکے چوڑے سینے پر اپنی ہتھیلیاں جما کر اس سے دور ہونے کی کوشش میں بے حال ہوتی وہ کمزور لہجے میں کہہ رہی تھی..

"مجھے، میرے کسی بھی اقدام سے روکنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے جاناں...!!" اسے اپنے مضبوط بازوؤں کی گرفت میں لیے وہ دو قدم پیچھے ہٹا تھا.. نشال کی سانسیں تھمنے لگیں..

"ضیغم پلیز...!!" نشال کو اپنا وجود دکھتا ہوا محسوس ہونے لگا..

پھر میں نے دھڑکنوں کو بھی جنبش نہ کرنے دی...

بانہوں میں تھی میری، وہ مجھ ہی سے ڈری ہُوئی...

دھیمی آواز میں شعر پڑھتے ہوئے ضیغم نے اسکے گرد اپنی گرفت ڈھیلی کردی.. اسکی گھمبیر آواز نے نشال کے اوسان خطا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی..

وہ حیرت زدہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی جس کے لبوں پر ایک دھیمی مسکراہٹ تھی.. وہ اپنے مضبوط بازوؤں کی گرفت ڈھیلی کرچکا تھا مگر اسکی طرف دیکھتی نشال کے لرزتے وجود میں ہمت نہ تھی کہ اسکے بازوؤں کو جھٹک کر اس سے دور ہوجاتی.. اسکی نم آنکھوں کے تحیر آمیز رنگ بس کسی بھی لمحے ضیغم اجلال کے لبوں کی مسکراہٹ سمٹ جانے کی توقع کررہے تھے.. سماعتیں منتظر تھیں کہ وہ ابھی کہہ دے گا کہ...

"بس..؟؟ ہوگئیں گھائل..؟؟ کردیا ناں میں نے تمہیں بے بس...؟؟ چچ چچ... تم مجھے کبھی نہیں سمجھ سکتیں نشالے علوی... کبھی نہیں.. ارے ضیغم اجلال تمہارے قرب کا متمنی نہیں ہے...نہ ہی کبھی ہوسکتا.. میری زرا سی نرمی کو کیا سمجھ کیا رہی ہو تم..؟؟ صد افسوس کہ تم بہت ناسمجھ ہو.. ساری زندگی تڑپو گی تم... سسکتی سسکتی مر جاؤ

گی مگر ضیغم کبھی تمہاری طرف پیش قدمی نہیں کرے گا.. اپنے ہر حق کے لیے ترس جاؤ گی مگر کبھی تمہاری جھولی میں اپنی توجہ کے چند سکے بھی نہیں ڈالے گا... ایسا ہی ہوں میں... بالکل ایسا ہی...!" یک ٹکے اسکی جانب دیکھتی وہ ضیغم کے لبوں سے ایسے ہی جملے سننے کی منتظر تھی.. جبکہ خاموش کھڑا ضیغم، کانپتی لرزتی، ساکت نظروں سے اپنی جانب دیکھتی نشال کی کنڈیشن کو بخوبی سمجھ رہا تھا.. وہ جانتا تھا کہ مقابل کھڑی موم کی گڑیا اب پتھر ہوتی جا رہی ہے.. اسی لیے اسے ٹوٹنے سے بچانے کی لیے آج اسنے اپنی نفرت کا وہ بت توڑ دیا تھا جسکی سختی سے وہ ہمیشہ خائف رہا کرتی تھی. نشال کا ارتکاز ضیغم کے نرم لمس سے ٹوٹا تھا.. وہ اسکے رخسار پر کیک لگا رہا تھا..

"تمہیں نہیں کھانا تو مت کھاؤ.. مجھے تو کھانے دو...!!" کہتے ہوئے وہ اسکے لبوں کے کناروں کے پاس گال پر لگی کریم پر جھکا تھا.. نشال کی ساکت آنکھوں سے ایک آنسو بہت تیزی سے نکل کر رخسار پر لڑھک آیا.. وہ بڑی سرعت سے اس سے دور ہوتی اسکی کوشش کو ناکام بنا گئی تھی.. اسکے نازک دل کی حالت خراب ہو رہی تھی. اتھل پتھل ہوتی سانسوں کو سنبھالنا اسکے لیے محال ہو رہا تھا.. ضیغم نے بڑی پھرتی سے اسکی کلائی تھام کر اسے اپنی طرف کھینچا اور اسکی پشت کو اپنے چوڑے سینے سے لگا لیا..

"مجھ سے دور رہیں پلیز...!!" اپنے دونوں ہاتھ اسکے ایک بازو کے حصار سے نکالنے کی کوشش کرتی وہ چلائی تھی.. اپنی بے بسی پر پھوٹ پھوٹ کر رونا آرہا تھا.. جبکہ اسکی تمام مزاحمتوں سے بے نیاز بنا وہ اسکی سفید گردن پر کیک لگا رہا تھا.. اسکی مضبوط انگلیوں کا اسحقاق پاگل کر دینے والا تھا اور وہ تو پہلے ہی اسکے لیے پاگل تھی اس پر مزید اس کی یہ عنایتیں..!!

"ضیغم...!!" نشال کے لب پھڑ پھڑائے تھے.. وہ چاہ کر بھی اسکی عنایتوں سے خود کو بچا نہیں پا رہی تھی.. نشال کو اپنا چہرہ جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا جس پر جا بجا آج وہ اپنا نرم لمس چھوڑ رہا تھا.. وہ پہلی بار اس لمس سے آشنا ہوئی تھی.. ایک میٹھا، نرم گرم لمس...

"محبت کی ہے تو اسکو نبھاؤ نشال فاروقی...یوں دامن بچا کر تم بری الذمہ نہیں ہو سکتیں..!!" اسکے بازو سختی سے دبوچتے ہوئے ضیغم نے اسکی پانی بھری، سرخ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تھا.. نشال کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی..

"میری محبت کی بات مت کریں ضیغم.. آپ اپنی نفرت نبھائیں...!!" اسکی آہنی گرفت سے اپنے بازو چھڑاوتی ہوئی وہ تڑخ کر بولی.. آنکھوں میں غضب کی بغاوت تھی.. ضیغم جیسے مضبوط مرد کے لیے اپنے دل کو سنبھالنا ناممکن ہونے لگا..

"میری نفرت تم سے برداشت ہی کہاں ہوتی ہے..!!" سنجیدہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھتے ہوئے وہ اطمینان سے کہہ رہا تھا.

"برداشت تو مجھ سے آپکی یہ قربت بھی نہیں ہو رہی ایس-پی صاحب... آپ اپنی بات کریں.. آپکی برداشت جواب دے گئی ہے کیا..؟؟" تلخ لہجے میں بولتی نشال نے بہت گہرا وار کیا تھا.. اتنا کہ اپنے لہجے کی سنگینی سے وہ خود بھی بے خبر تھی.. ضیغم اجلال کی آنکھیں پل میں انگارہ ہوئی تھیں..وہ جانتی تھی کہ مقابل کھڑا شخص کس قدر اعصابی و جذباتی برداشت کا حامل ہے مگر اس وقت اسکی اپنی جو حالت تھی اسکے پیش نظر اسے ان الفاظ کا استعمال کرنا پڑا تھا.. اور یہی اسکی سب سے بڑی غلطی تھی. وہ جو اپنی انا.. اپنی نفرت.. اپنے تمام تر سرد و بر فیلے پن کو پس پشت ڈال کر اسکی طرف اپنا ہاتھ بڑھا چکا تھا.. آج نشال علوی نے اسکی عزت نفس پر تازیانہ لگا کر اسے ایسی اذیت سے دوچار کر دیا تھا کہ جس کی بلبلاہٹ وہ اپنے وجود کے ہر حصے میں محسوس کر رہا تھا.. ضیغم کے دل میں موجود خاموش محبت نے تکلیف کی انتہا پر جا کر بڑے ضبط سے چپ کا لبادہ اوڑھ لیا تھا.. جبکہ نشال کے دل میں پھیلی ضیغم کی پرزور محبت نے خوب شور مچا کر نشال علوی کی بے وقوفی پر بین کیے تھے مگر تیر کمان سے نکل چکا تھا..

"یہ قربت تو تمہیں برداشت کرنی پڑے گی مسز کیونکہ چار دن بعد ہمارا ولیمہ ہے... اور ضیغم اجلال کو... حرام کھانے.. اور کھلانے کی عادت نہیں ہے..!!" اپنی خاموش محبت کو لفظوں کا پیراہن دینے کی بجائے ضیغم نے بھی اپنے لفظوں کے ذریعے اسکے منہ پر تھپڑ دے مارا تھا.. جیسے ایک فار میلیٹی تھی جو وہ نبھانا چاہتا تھا.. یا نہیں، اسنے محض نشال کو جتایا تھا کہ جو ہوا.. وہ فقط ایک فار میلیٹی نبھانے کی کوشش تھی جسے فی الوقت نشال علوی ناکام بنا چکی تھی..

اسکے سرد لہجے میں کیے گئے انکشاف پر نشال ایک پل کو دنگ رہ گئی.. تو آخر بات تو وہ ہی تھی ناں.. مقابل کھڑے شخص کو اس سے محبت تو دور ہمدردی بھی نہ تھی یا پھر...؟؟؟ ضیغم کو پلٹ کر کمرے سے نکلتے دیکھ نشال کے ذہن میں لاتعداد سوچیں ابھرنے لگی تھیں.. یا پھر اسے محبت تھی..؟؟ یا چاہت..؟؟ کیا..؟؟ کیا؟؟ تھا کچھ دیر قبل اسکی براؤن آنکھوں میں..؟؟ جذبوں کی کون سی شمعیں جل رہی تھیں جن کی روشنی کو وہ غلط رنگ دے بیٹھی تھی.. سوچتے ہوئے نشال وہیں زمین پر بیٹھتی چلی گئی.. وہ اسے اپنا فیصلہ سنا کر جا چکا تھا کیونکہ آج وہ ضیغم اجلال کا اپنی طرف نرمی سے بڑھا ہوا ہاتھ جھٹک چکی تھی.. وہ نرمی جسکی وہ طلبگار تھی.. افففف... کب کیسے..؟؟ کیوں ہو گئی تھی وہ اس قدر ہذیاتی...؟؟ سوچ سوچ کر اسکی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا.. وہ تو اسکی ایک نگاہ الفت کے لیے ترستی تھی اور کہاں وہ ظالم آج اس قدر مہربان تھا کہ اپنا آپ اسے سونپ رہا تھا.. ہاں آج وہ اسے اپنی زندگی کے قیمتی لمحات بخش کر اسے معتبر کرنے والا تھا مگر وہ.. ہاں وہ نشال علوی..؟؟ نشال علوی نے کیا کیا تھا..؟ اپنی محبت نبھانے کی بجائے اسے اسکی نفرت یاد دلا دی..؟؟ ہائے افسوس...!! یہ کیا کر بیٹھی تھی وہ...؟؟ نشال کا ملال کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا. وہ تو اسے بچپن سے جانتی آئی تھی.. بھلا ضیغم اجلال کیونکر نفس کا غلام ہو سکتا تھا..؟؟ وہ بھی نشال کے معاملے میں..؟؟ نہیں.. کبھی نہیں...!! بے ساختہ نشال کا سر نفی میں ہلا تھا..

محبت کو عشق اور عشق کو جب جنون ملا

لُٹا کے سب کچھ مجھے تب جا کے سکون ملا

اپنی ضیغم اجلال سے برتی گئی بے رخی پر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی.. دل اور دل میں موجود ضیغم کی محبت اسے کوس رہی تھی.. مگر اب تو وقت گزر چکا تھا.. اس پر مستزاد ظلم یہ کہ ضیغم نے اسے یہ حق بھی تو نہیں دیا تھا کہ وہ اسے منا لیتی.. محبت اپنی جگہ.. مگر ضیغم اجلال کی سخت گیر طبعیت کے باعث وہ اس وقت اس سے معافی مانگنے کی ہمت نہیں کر پا رہی تھی.. وہ ایسی ہی تھی.. کبھی سخت تو کبھی موم سے بھی زیادہ نرم.. اسے کسی صورت ضیغم اجلال کی تکلیف گوارہ نہیں تھی اور اتنا تو وہ جان ہی چکی تھی کہ اسکے آج کے رویے نے ضیغم اجلال کو تکلیف پہنچائی ہے..
ضیغم کی تکلیف کی بابت سوچ کر روتی بلکتی نشال اس وقت یہ بھول چکی تھی کہ اسکا محبوب شوہر اسے کئی بار ایسی کتنی ہی تکلیفوں سے آشنا کروا چکا ہے..

تھی ناں وہ پاگل..؟؟

دیوانی..؟؟

ہاں....

یہی تھی اسکی محبت...

یہی تھی اسکی دیوانگی..

یہی تھا اسکا پاگل پن...

ہاں وہ ضیغم اجلال کے لیے پاگل ہی تھی...

♦♦♦♦

سنو! تم رد کیے گئے ہو

تو مر کیوں نہیں جاتے

سگریٹ کے گہرے کش لگاتے ہوئے وہ دھویں کے مرغولے فضا میں تحلیل کر رہا تھا.. براؤن آنکھیں ضبط کی لالی سے انگارہ ہو رہی تھیں.

اپنی ذات کی نفی برداشت کرنا کس قدر کٹھن امر ہے یہ ضیغم اجلال کو آج سمجھ آ رہا تھا.. سنسان پڑی سیاہ، تاریک سڑک پر گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑا وہ فی الوقت ارد گرد سے مکمل طور پر انجان تھا.. اس گہری تنہائی میں اگر وہ کچھ محسوس کر رہا تھا تو وہ تھی وجود کو جھلسا دینے والی آگ جو اس خنک رات میں بھی بھڑکتی چلی جا رہی تھی..

"حق تو رکھتی ہوں.. مگر میری طرف سے آپکا دل اور ضمیر دونوں ہی مر چکے ہیں تبھی تو آپکو میرا کوئی حق نظر نہیں آرہا..!" ایک تلخ مگر درد بھری آواز... ضیغم کے دل کی دھڑکنیں منتشر ہو رہی تھیں..ہاں زندگی میں پہلی بار اسے لگ رہا تھا کہ زندگی اس پر تنگ ہو گئی ہے..

سگریٹ کے دھویں سے اپنی سانسیں جلاتے ہوئے وہ آنکھوں میں بڑھتی ہوئی جلن پر قابو پانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا..

"چاہتیں پوری ہو جائیں تو ختم ہو جاتی ہیں محترم...!!" زہر میں بجھا ہوا طنز کا ایک تیر تھا جو اسکے سینے میں آ کر پیوست ہوا تھا.. کیسا بے بس کر دیا تھا اس لڑکی نے کہ ضیغم اجلال چاہ کر بھی اپنی چاہت کی تکمیل نہیں کر پایا تھا.. وہ اسے بتانا چاہتا تھا مگر بتا نہیں پایا تھا کہ نشال علوی سے فاصلوں میں اتنی شدت تھی تو قربتوں میں کیا حال ہو گا.. شاید وہ خود بھی نہیں جانتا تھا، یا جان کر بھی انجان تھا.. اسنے تھک کر ایک پل کو اپنی آنکھیں موند لیں.. وہ نرم گرم وجود اسکے حصار میں تڑپ رہا تھا.. اسے آزادی چاہیئے تھی کہ ضیغم کی قربت اسے ناگوار گزر رہی تھی.. آنکھیں بند کیے وہ گہری ہوتی رات کی خنکی میں اسے محسوس کر رہا تھا..

"مجھ سے دور رہیں پلیز...!!" چلاتے ہوئے وہ اس سے دور ہوئی تھی.. ضیغم نے فوراً آنکھیں کھولیں.. افففففف... اپنی انگلیاں جھٹکتے ہوئے اسنے انگلیوں میں دبی سگریٹ کو خود سے دور کیا تھا.. سلگ سلگ کر راکھ ہوتی سگریٹ اسکی

انگلیوں کو جلا گئی تھی.. ٹیک چھوڑ کر سیدھے ہوتے ہوئے ضیغم نے اپنی جلتی آنکھوں کو مسل ڈالا.. پلکوں پر کچھ نمی سی تھی، جسے محسوس کر کے ضیغم کے لب بے دردی سے مسکرا دیے..

ابھی تو راکھ ہوئے ہیں ترے فراق میں ہم

ابھی ہمارے بکھرنے کا کھیل باقی ہے

تھکے ماندے قدموں سمیت وہ پلٹا تھا اور گاڑی میں جا بیٹھا.. گاڑی سٹارٹ کر کے اسنے بے دلی سے گاڑی کو واپسی کے راستے پر ڈالا.. کیونکہ اتنا تو طے تھا کہ وہ کہیں بھی چلا جاتا.. اسکی واپسی کے سارے راستے نشال تک ہی آتے تھے..

♦♦♦♦

وہ ساکت بیٹھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے مشال کی جانب دیکھ رہی تھی جو خود پر بیتی اذیت ناک داستان یوں سنا رہی تھی جیسے وہ سب کچھ اسکے ساتھ نہیں کسی اور کے ساتھ ہوا ہے.. اسکی غلافی آنکھوں میں ہلکی سی نمی اور چہرے پر سر رسے تاثرات تھے..

اسکی حسین آنکھوں کا مرکز سامعہ نہیں تھی بلکہ اپنی آپ بیتی سناتی وہ اپنی گود میں دھرے ہاتھوں پر نگاہ جمائے ہوئے تھی.. سامعہ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں مگر جس کے درد کو محسوس کرتی وہ بے حال ہو رہی تھی، وہ خود خشک آنکھوں سے بس اپنی خالی ہتھیلی کی لکیروں کو دیکھ رہی تھی یا جانے کچھ کھوج رہی تھی.

"اوہ مائے گاڈ.. آئی ڈونٹ... بیلیو دز... مشال تم... تم نے یہ سب... کک... کیسے بئیر کر لیا...!!" اپنے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر وہ تکلیف زدہ سی بڑبڑائی تھی..

"بئیر کیا ہی کب ہے..؟؟ جو برداشت کر لیتے ہیں وہ جی لیتے ہیں سامعہ.. میں تو کب کی مر چکی ہوں...!!" اپنی آنکھ سے نکلتا آنسو بے دردی سے صاف کرتے ہوئے مشال نے اسے جواب دیا..

"مشال... میں... میں تمہیں کیا کہوں... کیسے حوصلہ دوں میری جان.. میرا تو خود اس وقت مرنے کا دل چاہ رہا ہے...!!" بھرائی ہوئی آواز میں بولتی سامعہ نے افسردگی سے نفی میں گردن ہلائی..

"مجھے حوصلہ مت دو سامعہ.. مجھے حوصلہ، ہمدردی، ترس.. ترحم کچھ نہیں چاہیئے... مجھے تو بس حل چاہیئے.. مجھے کوئی حل بتا دے.. اس اذیت سے نکلنے کا حل...!!" بے بسی کے شدید احساس سمیت بولتی وہ سامعی کو ٹوٹی ہوئی... شکستہ حال لگی تھی.. سامعہ نے نرم نگاہوں سے اسکا گلابی چہرہ دیکھا.. بائیں گال کا بدنما زخم واضح تھا.. دیکھنے والا ایک پل کو چونک جاتا تھا.. سامعہ بھی تو اسے دیکھ کر چونک گئی تھی..

"حل تو تمہیں مل چکا ہے، تمہارے سامنے ہے مشال..!!" اسکا نرم ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر دباتے ہوئے وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی.. بدلے میں مشال نے کچھ نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا..

"مطلب...؟؟" وہ واقعی اسکا اشارہ نہیں سمجھ پائی تھی. سامعہ ہولے سے مسکرائی.. آنکھوں کی نمی گالوں پر لڑھک آئی تھی مگر اسنے صاف کرنے کی زحمت نہیں کی تھی

"ضرغام... ضرغام اکرام ہے تمہاری تمام پریشانیوں کا حل.. تمہاری تمام تر تکلیفوں کا ازالہ وہ ہی کر سکتا ہے..!!" سامعہ کی آواز میں یقین بول رہا تھا، کیونکہ وہ گزرے دو دنوں میں ضرغام کو مشال کی فکر کرتا دیکھ چکی تھی.. خاص، وہ فکر نہیں تھی جو ضرغام، مشال کی کیا کرتا تھا.. خاص تو وہ فکر کرنے کا انداز تھا جس میں وہ مشال کے آگے پیچھے گھومتا تھا..

"ضرغام کیسے...؟؟" مشال نے کچھ سراسیمگی کے عالم میں پوچھا تھا.

"کیا مطلب کیسے... وہ تم سے محبت کرتا ہے یار... اور محبت میں بہت طاقت ہوتی ہے.. ایم شیور وہ تمہارے سارے دکھ چن لے گا..!!" سامعہ نے پرجوش انداز میں کہا.. وہ حقیقتاً ضرغام سے انسپائر ہوئی تھی. جبکہ مشال کا

ذہن تو اسکے لبوں سے ادا ہونے والے لفظوں میں سے ایک لفظ پر ہی اٹک گیا تھا.. وہ غائب دماغی سے سامعہ کی شکل دیکھنے لگی. جبکہ اسے ساکت بیٹھے دیکھ سامعہ نے اسکا کندھا ہلایا..

"مشی...!"سامعہ کو اسکی حالت تشویش میں مبتلا کر رہی تھی.

"مم... محبت...؟؟"اسکے خوبصورت لب پھڑ پھڑائے تھے.. آنکھوں میں حیرت ہی حیرت تھی.. جیسے وہ پہلی بار اس لفظ سے آشنا ہوئی تھی.

"ہاں محبت... کیا اسنے ابھی تک تم سے اظہار نہیں کیا...؟؟"سامعہ نے کچھ حیرانی سے پوچھا. مشال کا دل شدت سے دھڑک اٹھا..

"کیا اسنے تم سے ایسا کچھ کہا ہے..؟؟ آئی مین یہ محبت وحبت...؟؟ تمہاری کوئی بات ہوئی ہے اس سے...؟"مشال فکر مندی سے پوچھ رہی تھی.

"نہیں میری اس سے کوئی بات نہیں ہوئی.. اور اسکے کہنے کی کیا ضرورت ہے...؟؟ صاف نظر آتا ہے.. اسکی ہر ہر حرکت سے واضح ہوتا ہے کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے..!!"سنجیدگی سے بولتی سامعہ نے جیسے اسکی عقل پر ماتم کیا تھا.. مشال جو لفظ محبت سے قطعی ناواقف تھی کچھ اور ہی سوچنے لگی تھی..

"مثلاً...؟؟ کون سی حرکات..؟؟"مشال نے سرد مہری سے پوچھا. سامعہ کو اسکا انداز عجیب سا لگا..

"مثلاً وہ جس طرح تمہاری کیئر کرتا ہے.. تمہاری چھوٹی سے چھوٹی ضرورت کا خیال رکھتا ہے.. تمہاری میڈیسنز... اور بھی بہت سی باتیں ہیں..!!"سامعہ بڑے تحمل سے بول رہی تھی ورنہ حقیقتاً مشال کا یہ احمقانہ رویہ اسے جھنجھلاہٹ میں مبتلا کر رہا تھا.. جبکہ سامعہ کی دی گئی وضاحت پر مشال کو یک گونہ سکون ہوا.

"یہ محبت نہیں ہے سامعہ.. وہ میرا دوست ہے اسی لیے یہ سب کرتا ہے..!"مشال نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا.

"صرف دوستی میں..؟؟" پوچھتے ہوئے سامعہ کی آنکھوں میں حیرت اتر آئی.

"ہاں بالکل... محبت وحبت کچھ نہیں ہوتی.. یہ وہ جذبہ ہے جو حقیقی معنوں میں ماں باپ اپنی اولاد کے لیے اور اولاد اپنے ماں باپ کے لیے محسوس کرتے ہیں... دیٹس اٹ...!!" مشال نے اطمینان سے کہا. جیسے اسے پورا یقین تھا کہ محبت کی ڈیفینیشن بس اتنی سی ہی ہے.. سامعہ کو لگا سامنے بیٹھی لڑکی سے سر پھوڑنا فضول ہو گا..

"میں تمہاری اس سوچ کو اپنے دلائل سے غلط ثابت کر سکتی ہوں مگر کروں گی نہیں... کیونکہ تم ابھی ایسے دلائل سمجھنے کی حدود میں نہیں آئیں مشی...!!" کہتے ہوئے سامعہ ہولے سے مسکرائی تھی. جیسے اسے باور کروایا تھا کہ وہ ابھی ازدواجی زندگی کے حسن سے ناواقف ہے.. جبکہ مشال نے لب بھینچ کر اپنے چہرے کا رخ موڑ لیا..

"شاید...!!" وہ دھیمی آواز میں بولی.

"جو ہو چکا ہے اسے میں یا تم بدلنے پر قادر نہیں ہیں مشی..!!" اسے خاموش بیٹھے دیکھ سامعہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے افسردگی سے کہا..

"میں جانتی ہوں... مگر اب یہ مت کہنا کہ اپنے حال کو سدھار لو.. یہ میرے بس میں نہیں ہے سامعہ.. میں درد کے اس بھنور سے نہیں نکل سکتی.. میرے لیے اس عذاب سے نکلنا ناممکن ہے..!!" بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے مشال نے تھکے ہارے انداز میں کہا. اسکا جواب سنتی سامعہ اپنے لب بھینچ گئی.. اسکے علاوہ اور کوئی چارہ بھی تو نا تھا.

"لیکن میرا خیال ہے کہ ایسا محض مشکل ہے، ناممکن نہیں... اور مجھے یقین ہے کہ ضرغام تمہیں اذیتوں کے اس سمندر سے نکال لے گا..!" سامعہ بڑی سنجیدگی مگر نرمی سے کہہ رہی تھی. تبھی دروازے پر دستک ہوئی تھی.

مشال سیکنڈ کے ہزارویں لمحے میں جان گئی تھی کہ دوسری جانب کون ہے..

"مشال..؟؟میں آجاؤں کیا...؟؟"اسکی مخصوص بھاری آواز مشال کے ساتھ ساتھ سامعہ کی سماعتوں میں بھی اتری تھی.

"ہمم آجاؤ..!!"بناتوقف کے مشال نے جلدی سے کہا تھا.اسکی جلد بازی پر سامعہ کے لبوں پر ایک دھیمی مسکراہٹ اپنی چھب دکھلا کر غائب ہو گئی..

ضرغام دروازہ کھول کر اندر آچکا تھا..

"آپ فریش نہیں ہوئیں ابھی تک..؟؟ملیحہ ویٹ کر رہی ہے..اور آپ دونوں کو ڈراپ کر کے مجھے خود بھی سیلون جانا ہے..!!"پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ پھنسائے وہ دھیمے لہجے میں پوچھ رہا تھا..مشال ایک پل کو ہڑبڑا گئی..

"ہاں وہ...بس..مجھے سامعہ سے باتوں کے دوران یاد ہی نہیں رہا..!!"بیڈ سے اترتے ہوئے مشال نے کہا..شانوں کے گرد اچھے سے شال لپیٹ لی..

"میں نیچے ویٹ کر رہا ہوں..جلدی سے آجایئے..!!"مسکرا کر کہتے ہوئے وہ واپس جانے کے لیے پلٹا..مشال نے سنجیدہ نگاہوں سے اسکی پشت کو دیکھا دفعتاً وہ پلٹا تھا..نگاہوں کا تصادم بڑا جاندار تھا،مشال نے گھبرا کر نگاہ جھکالی پھر اپنی خفت مٹانے کو واش روم کی طرف بڑھی..جبکہ ضرغام نے اسکے نگاہ چرا لینے پر بس مسکرانے پر اکتفا کیا تھا.

"وہ اموجان کہہ رہی ہیں کہ آپ بھی مشال اور ملیحہ کے ساتھ ہی بیوٹی پارلر چلی جائیں..مشال کے ساتھ آپ بھی نیچے ہی آجایئے گا پلیز..!!"ضرغام نے سامعہ کو مخاطب کیا..نگاہ کمرے کے فرش پر بچھی قالین کو گھور رہی تھی..

"ٹھیک ہے..آجاتی ہوں..!"سامعہ نے خوشدلی سے کہا تو ضرغام اثبات میں سر ہلاتے ہوئے پلٹ گیا..واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی.

♦♦♦♦

"اور کتنا ٹائم لگاؤ گی...؟؟مہندی تمہاری بہن کی ہے ناں کہ تمہا....!!"کمرے میں داخل ہوتے ہوئے، جھنجھلائے ہوئے انداز میں بولتے ضیغم کی بات اسے دیکھ کر ادھوری رہ گئی تھی...وہ آئینے کے سامنے کھڑی، اپنے بھرے بھرے کٹاؤ دار ہونٹوں کو لپ سٹک سے گہرا کر رہی تھی.. ضیغم کو کمرے میں آتا دیکھ اسکی طرف پلٹی تھی.

"بس ہو گیا...!!"اپنے لبوں کو آپس میں مسل کر اسنے جیسے لپ سٹک کو آخری ٹچ دیا تھا.. ضیغم بے سرعت سے اپنی نگاہ کا زاویہ بدل لیا.. اسکے لبوں کی حرکت کے ساتھ ہی ضیغم کے دل نے یک دم ہی سینے میں شور مچایا تھا.. وہ خود آج آف وہائٹ گرم شلوار سوٹ میں ملبوس تھا..شانوں پر سیاہ گرم شال لپیٹ رکھی تھی.. گھنی مونچھوں کو اپنی شہادت کی انگلی سے تاؤ دیتا، اپنی مغرور ناک اور براؤن آنکھوں سمیت وہ نشال کا دل دھڑکا رہا تھا.. کندھے پر پڑا دوپٹہ گردن سے لگاتے ہوئے وہ بیڈ پر رکھی پریس شدہ شال لینے کو زرا سا جھکی تھی.. جھکنے کے باعث ایک پل کو اسکے کھلے بال کسی آبشار کی مانند اسکے چہرے کو ڈھانپ گئے.. ضیغم مبہوت ہونے لگا.. مگر یہ محض ایک پل کی بات تھی، وہ سیدھی ہو کر اب شال اپنے شانوں پر لپیٹ رہی تھی..جبکہ ضیغم ایک بار پھر اس پر سے اپنی نگاہ ہٹا گیا تھا.. دل کی بغاوتیں دن بہ دن بڑھتی جا رہی تھیں. ابھی دو روز پہلے ہی تو اس لڑکی نے اسے دھتکار کر دھول چٹائی تھی اور اب پھر دل تھا کہ... اسے پھر سے ذلیل کروانے پر تُلا ہوا تھا.. اسکا دل شدت سے چاہ رہا تھا کہ کہیں نہ جائے... نشال کو اپنے قریب کرلے اور اسکے نرم وجود کو پوری شدتوں سے محسوس کرے مگر ہائے یہ مجبوری کہ آڑے اسکی انا آ رہی تھی... اور اس انا کی خاطر ہی تو وہ پچھلے ڈھائی ماہ سے اپنی ملکیت سے نگاہ چرائے ہوئے تھا..

"چلیں...؟؟"اس کے بالکل سامنے دو قدم کے فاصلے پر رکتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی. فرش سے نگاہ ہٹ کر اسکے سفید گلابی پیروں پر جا ٹھہری تھی.

"ہمم... چلو...!!"اپنی ڈولتی نظر اور بہکتے دل کو سنبھالتے ہوئے اسنے سنجیدگی سے کہا تھا. نشال اس سے دو قدم پیچھے چپ چاپ اسکے سائے کی طرح چل رہی تھی.. سیڑھیاں اترتے ہوئے ضیغم کو ایسا ہی ایک منظر یاد آیا تھا..

جب نشال اس سے آگے سیڑھیاں اتر رہی تھی اور وہ خود اسکے پیچھے تھا.. کچھ سوچتے ہوئے سیڑھیاں اترتا وہ اچانک رکا اور پلٹ کر اسکی جانب دیکھا. وہ جو اپنی دھن میں اس سے بالکل دو قدم پیچھے ہی تھی، اسکے یوں رک جانے پر دھڑام سے اسکے سینے سے ٹکرائی تھی.. ضیغم کے ارد گرد اسکے وجود سے اٹھتی بھینی خوشبو پھیل گئی.. اسے بازوؤں سے تھامتے ہوئے ضیغم کے لب آپ ہی آپ مسکرائے تھے. وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا... وہ اسے محسوس کرنا چاہتا تھا.. سو اسکے بالوں سے اٹھتی شیمپو کی خوشبو اپنی سانسوں میں اتارتا وہ اسے محسوس کر رہا تھا، کچھ اسطرح کہ اسکی انا سلامت رہی تھی. بلاشبہ وہ ایک شاطر مرد تھا..

**********************

اپنی سانسوں کی بدلتی رفتار سے گھبرا کر.. دل کی بے ہنگم ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتی وہ سرعت سے اس سے الگ ہوئی مگر ضیغم اجلال کی قمیص کے بٹنوں میں پھنسی اپنے بالوں کی لٹوں کے باعث وہ دوبارہ اسکے قریب ہوئی تھی.. "اففف" بے ساختہ اسکے لبوں نے جنبش کی تھی.. ضیغم نے کچھ چونک کر اسکے گلابی پڑتے چہرے سے نگاہ ہٹا کر اپنے گریبان کی طرف جھکائی تھی.. اسکے عنابی لب خود بخود مسکرائے تھے.. عین اسی وقت اپنے بالوں سے الجھتی نشال نے اسکی جانب دیکھا تھا.. اسکے لبوں پر کھیلتی مسکراہٹ دیکھ وہ اپنا نچلا لب دانتوں میں دبا گئی.. عجیب چوروں والا انداز تھا.. ضیغم نے آہستگی سے اپنے گریبان میں الجھے اسکے بال بٹنوں کی قید سے آزاد کرنے کی کوشش کی تھی.. نشال نے فوراً اپنے ہاتھ پیچھے ہٹا لیے..02

اگلے چند سیکنڈز میں ہی وہ اسکے بال بٹنوں میں سے نکال چکا تھا.. نشال نے فوراً چہرے کے اطراف میں جھولتی بالوں کی لٹیں کانوں کے پیچھے اڑس لیں.. جبکہ ضیغم اب پلٹ کر سیڑھیاں اترتا بیسمنٹ کی طرف جا رہا تھا. نشال نے بھی اسکی تقلید کی تھی.. گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکے ضیغم کی نگاہوں نے اسکے تعاقب میں اطراف میں نگاہ

دوڑائی.. وہ دھیمی چال چلتی گاڑی کا اگلا دروازہ کھول کر اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر جا بیٹھی.. اسنے دروازہ بند کیا تو ضیغم نے گاڑی سٹارٹ کر دی.

مجھے جس سے محبت ہے,

اسے یہ عجب عادت ہے....

کبھی رخ کو پھیر لینا,

کبھی گفتگو نہ کرنا......!!اسکی بے نیازی پر کڑھتی وہ دروازے کی طرف رخ موڑ کر گاڑی سے باہر دیکھنے لگی.. اسکے یوں چہرے کا رخ موڑ لینے پر ضیغم نے ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی.. ایک پل کو اسکے دودھیا کان میں لٹکتا جھمکا اسکی توجہ کا مرکز بن بیٹھا تھا معاً سامنے سے آنے والی گاڑی کے ہارن کی آواز پر وہ ہوش میں آیا تھا.. نگاہوں کا رخ بدل کر سرعت سے گاڑی کا سٹئیرنگ گھمایا تھا اور سامنے روڈ پر موجود کرولا کی سائیڈ سے اپنی گاڑی نکال لی.. اس ساری کاروائی سے بے بہرہ وہ ہنوز رخ موڑے بیٹھی تھی.. شام ڈھلتی ہوئی رات کی سیاہی کو خوش آمدید کہہ رہی تھی.. دو سے ڈھائی گھنٹے کا یہ سفر جانے کیسے کٹنے والا تھا.. نشال نے تھکے تھکے سے انداز میں سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا لی..
آج صبح کا منظر یادداشت کے پردے پر لہرا رہا تھا جب اکرام فاروقی سے بات کرتے ہوئے اسکی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی تھی.

"میں اس معاملے میں مکمل طور پر بے بس ہوں ماموں... یہ ضیغم اور انکی ماں کا فیصلہ ہے.. میں تو ماننے پر مجبور ہوں.. ورنہ یہ تو میرا اللہ ہی جانتا ہے کہ اس خوشی کے موقع پر میں فاروقی ہاؤس کو کس قدر یاد کر رہی ہوں..!!"
انکی درخواست کے جواب میں نشال نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا تھا۔"تمہاری ممانی سے میں بات کر چکا ہوں بیٹا... شازمہ کی بھی یہی خواہش ہے کہ تم اور ضیغم، اپنے بہن بھائیوں کی شادی میں فاروقی ہاؤس سے ہی شرکت کرو....!!"اکرام فاروقی کی تحمل بھری بات سن کر نشال ایک پل کو اپنے لب بھینچ گئی پھر ایک نگاہ خود سے لاتعلق

نظر آتے ضیغم اجلال پر ڈالی، جو بڑے اطمینان سے ناشتہ کر رہا تھا.. "میں کیا کہہ سکتی ہوں... آپ اپنے بیٹے سے بات کر لیں اگر انہیں اعتراض نہ ہو تو..." وہ ابھی بول ہی رہی تھی جب ضیغم نے اسکے ہاتھ سے موبائل جھپٹنے کے سے انداز میں لے لیا.. نشال حق دق اسے دیکھتی رہ گئی جو اب فون کان سے لگائے اکرام صاحب سے بات کر رہا تھا. "میں آپ سے معذرت خواہ ہوں چاچو مگر میں اپنی بیوی کو فاروقی ہاؤس نہیں لاؤں گا.. جو ہونا تھا ہو چکا ہے.. پہلے بھی نشال کے بنا کوئی کام رکا نہیں ہے۔۔ اب بھی سب ہو جائے گا۔۔!" وہ بڑے ٹھنڈے لہجے میں بول رہا تھا.. اسکے صاف کورے جواب پر جہاں ایک پل کو نشال حیران رہ گئی تھی وہیں دوسری طرف اکرام صاحب کے لبوں پر بھی قفل پڑ گئے تھے.. "اپنی یہ بے جا ضد چھوڑ دو ضیغم.. ملیحہ اور مشال اسے یاد کر رہی ہیں.. اسے لے آؤ۔۔ اپنوں کی خوشی کی خاطر جھک جانے میں کچھ حرج نہیں ہے..!" وہ بڑے سبھاؤ سے بات کر رہے تھے.. "آپ جانتے ہیں کہ جھکنا میری سرشت میں شامل نہیں ہے۔۔!" نشال کے ساتھ صوفے پر بیٹھتے ہوئے اسنے بڑی سنجیدگی سے کہا تھا.. نشال کو اسکا یہ مغرور انداز سخت برا لگا تھا مگر وہ چپ چاپ بیٹھی صبر کے کڑوے گھونٹ پیتی رہی. "ابھی تو میں آ رہا ہوں ناں۔۔ جی بس نکل ہی رہا تھا۔۔ ہاں وہ۔۔۔" کہتے ہوئے وہ دھیرے سے ہنسا۔۔ "نشال رات کو ہی آئے گی۔۔!" اسنے انہیں آخری اطلاع دے کر کال کاٹ دی تھی۔۔ "آپ کے ساتھ پرابلم کیا ہے۔۔؟؟ آپ کیوں میری خوشیوں کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔۔۔؟؟" صوفے سے اٹھ کر اسکے بالکل سامنے کھڑی ہوتی وہ غصے سے پوچھ رہی تھی۔۔ "میں نے کیا کِیا ہے۔۔۔؟؟" وہ بڑی معصومیت سے پوچھ رہا تھا. چہرے پر خلاف معمول نرمی تھی۔ "آپکو نہیں پتہ..؟ آپ نے ابھی کیا کِیا ہے...؟" اپنی کمر پر ہاتھ رکھ کر وہ لڑاکا عورتوں کے سے انداز میں پوچھ رہی تھی.. "میں نے جو کیا ہے بالکل ٹھیک کیا ہے... اسی میں تمہاری بھلائی تھی۔۔!" ضیغم نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔۔ "اور خوشی..؟؟ کبھی خوشی کا بھی خیال کر لیا کریں۔۔ مگر نہیں جی، آپکی نظر میں تو جو کچھ آپ کرتے ہیں بس وہ ہی ٹھیک ہوتا ہے.. بھلے ہی آپکی دی بھلائی سے مستفید ہونے کے چکر میں

مقابل کی جان نکل جائے۔۔!" وہ بنا رکے بولتی چلی گئی. شدید غصے کے باعث پھولتی ہوئی ناک سرخ ہو گئی تھی.
ضیغم نے گہری نگاہوں سے اسکا لال ٹماٹر ہوتا چہرہ دیکھا.. "تمہاری جان ہی تو نہیں لینی، ورنہ جان نکالنے کے اور بہت سے طریقے آتے ہیں مجھے...!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے آخر میں اسنے اپنی شہادت کی انگلی سے نشال کی سرخ ناک کو چھولیا.. وہ پلکیں جھپکاتی بدک کر پیچھے ہٹی.. "آپ سے بات کرنا تو دیوار سے سر ٹکرانے کے مترادف ہے.. جایئے آپکو جہاں جانا ہے.!" بے دلی سے کہتی وہ کچن کی طرف مڑی تھی.. ضیغم نے سرعت سے اسکی کلائی پکڑ لی۔ وہ پلٹ کر اسکی جانب دیکھنے پر مجبور ہوئی تھی۔۔ "یہ بیویوں والے نخرے دکھا کر... کیا کرنا کیا چاہ رہی ہو تم...؟؟" اسکی غلافی آنکھوں میں جھانکتا وہ بے تاثر لہجے میں پوچھ رہا تھا.
"آپکو امپریس کرنا چاہ رہی ہوں.. ہو رہے ہیں کیا..؟؟" اپنی بھنویں اچکاتے ہوئے اسنے چڑ کر دوبدو جواب دیا.. اسکے تپے ہوئے جواب پر ضیغم نے اپنے حلق سے امڈتے بے اختیار قہقہے کو بامشکل روکا تھا..
"کیا چاہتی ہو..؟؟" ضیغم نے دھیمے لہجے میں پوچھا.. نشال کی کلائی ہنوز اسکی مٹھی میں مقید تھی.
"فاروقی ہاؤس جانا ہے مجھے.. ابھی کے ابھی..!" اسے نرم پڑتا دیکھ نشال نے فوراً اپنا مدعا بیان کیا.. ضیغم کی پیشانی پر بل نمودار ہونے لگے.. اسکے بدلتے تیور بھانپتی نشال نے دل ہی دل میں خدا سے رحم کی دعا مانگی تھی.
"تم میں عزت نفس نام کی کوئی چیز ہے یا نہیں..؟؟" حسب توقع جلا کٹا سوال.. اسکے بھاری لب و لہجے میں سختی تھی.
" تھی ناں.. مگر جب سے آپ کی بیوی بنی ہوں, اپنی عزت نفس آپکے قدموں میں رول چکی ہوں.. اب باقی رہی ہی نہیں..!!" نشال نے جھٹ جواب دیا تھا.. ضیغم نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا.

"وہاں تمہاری کوئی عزت نہیں ہے نشال, یہ حقیقت تمہیں نظر نہیں آرہی... لیکن تمہارا نام میرے نام سے جڑنے کے بعد میں تمہاری انسلٹ ہر گز برداشت نہیں کر سکتا...!" اسکی کلائی اپنی گرفت سے آزاد کرتے ہوئے ضیغم اجلال نے اٹل انداز میں کہا. وہ جو, نارونے کی قسم کھا چکی تھی, ضیغم کی بات پر ایک بار پھر آنکھ بھر آئی..

"اور آپ جو ہر وقت مجھے ذلیل کرتے رہتے ہیں اسکا کیا...؟؟؟" نشال نے اسے ٹکر توڑ جواب دیا تھا.. میز پر سے والٹ اٹھاتا ضیغم سیدھا ہوا تھا.. بڑی سخت نگاہوں سے نشال کی آنکھوں میں چمکتی نمی دیکھی تھی۔ "تم میری ہو نشال... میری بیوی.. میری ملکیت... تمہاری سانسیں بھی میری پابند ہیں مسز.. میں تمہیں توڑنا، مروڑنا.. توڑ کر پھر جوڑنا... اپنے لیے جائز سمجھتا ہوں.. کیونکہ بات وہ ہی ہے، تم میری ہو.. صرف میری.. تم پر ہر طرح کا حق صرف میں ہی رکھتا ہوں.. کسی اور کو اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ تمہیں کچھ بھی کہے.. میری ماں تو کیا.. میں اپنے سائے کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دوں گا... سمجھی تم۔۔؟؟؟" اپنی آنکھوں میں جنون کی سرخی لیے وہ درشت لہجے میں کہہ رہا تھا. اسکے چہرے پر پھیلے استحقاق کے بھرپور رنگ دیکھ کر نشال کا دل دھڑک اٹھا۔ کس قدر معتبر کر رہا تھا وہ اسے مگر انداز کیسا تھا..؟؟ اگر وہ اس وقت اپنی "میں" سے باہر نکل کر جانچتی تو جان لیتی کہ ضیغم اجلال اس کے لیے کس قدر پاگل ہے.. شاید وہ جان ہی لیتی کہ اس کے سامنے کھڑا شخص محبت کے کس درجے پر ہے.. وہ درجہ جہاں تک آج تک نشال علوی کی رسائی نہ ہو پائی تھی..

تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کا ثبات،

تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے...

اسکی غلافی آنکھوں میں دیکھتا وہ لبوں پر مچلتے شعر کو آواز کا پیراہن نہ پہنا پایا تھا.

"میں پانچ بجے تک آجاؤں گا۔۔ تیار رہنا۔۔ ہم ڈائریکٹ ہال میں ہی جائیں گے۔۔!" اسکا گلابی گال تھپتھپاتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے کہا۔۔

"وہ میری بہن ہے ضیغم۔۔۔ میرے بغیر وہ۔۔۔" مشال کی بابت فکر مند ہوتی وہ آنسوؤں کے غلبے کے باعث بات ادھوری چھوڑ گئی تھی۔۔

ضیغم کو افسوس ہوا مگر وہ جانتا تھا کہ نشال کے فاروقی ہاؤس جانے کی صورت میں یقینی طور پر شازمہ بیگم کی پیشانی پر بل نمودار ہوں گے۔

"ڈونٹ وری۔۔ میں وہاں پہنچتے ہی تمہاری اس سے بات کروادوں گا۔۔ اپنا خیال رکھنا۔۔!" نرم لہجے میں کہہ کر وہ وہاں رکا نہیں تھا، اگلے دو منٹوں میں وہ وہاں سے جا چکا تھا۔۔ نشال دل مسوس کر رہ گئی۔۔۔ پھر آنسو پیتی.. اپنی بے بسی پر ضبط کرتی کچن کی طرف چلی آئی.. ناشتہ کر کے معمول کے مطابق کچن اور فلیٹ کی صفائی کرنے کے بعد وہ کمرے میں آگئی تھی.. اسے ٹی-وی آن کیے دس یا پندرہ منٹ ہی ہوئے تھے کہ جب ضیغم کی کال آگئی تھی. مگر دوسری جانب ضیغم نہیں مشال تھی, اور یہ بات وہ بخوبی جانتی تھی. مشال سے بات کرتے کرتے وہ بار ہا روئی تھی, پھر اسے چپ کروانے کو ملیحہ اور سامعہ نے بھی اس سے ڈھیر ساری باتیں شئیر کی تھیں.. ملیحہ کے لہجے میں کھنکتی خوشی محسوس کر کے نشال خود بھی ہلکی پھلکی سی ہو گئی تھی.. کال ڈسکنیکٹ کر کے اسنے گھڑی کی طرف دیکھا تھا جو دوپہر کے دو بجا رہی تھی. نشال کو خود پر حیرت ہوئی کہ وہ پچھلے ڈھائی گھنٹے کال پر بات کرتی رہی ہے.. آپ ہی آپ مسکراتی وہ کپڑے پریس کرنے اور فریش ہونے میں دوپہر کا کھانا گول کر گئی تھی.. اور اب اسکی سنگت میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھی نشال کو شدید بھوک کا احساس ہو رہا تھا.. نشال نے ترچھی نگاہوں سے ڈرائیو کرتے ضیغم کی طرف دیکھا وہ پوری توجہ سے ڈرائیو کر رہا تھا.

نشال کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اسے کیسے مخاطب کرے.. یونہی ایک دو منٹ وہ برداشت کرتی رہی پھر کچھ نا سوجھا تو ہاتھ بڑھا کر سی ڈی پلئیر آن کر دیا..

میں تاں, جِند میری تیرے پِچھے ہاری آں...

میں تاں, تیرے اُتّوں جان بیٹھی واری آں....

میٹھی آواز میں کوئی نیا سونگ تھا.. گانے کے بول سنتی نشال نے ایک نظر ضیغم پر ڈالی,وہ نشال کی جانب ہی متوجہ تھا.. فوراً ہاتھ بڑھا کر گانا بند کر دیا.. نشال نے سیکنڈ کی دیر کیے بغیر دوبارہ پلے کا بٹن دبا دیا.. اس بار لڑکے کی آواز گاڑی کی خاموش فضا میں ارتعاش پیدا کر گئی تھی..

میں تاں, تیرے نال سچی لائی یاری وے...

مینوں چڑھی تیرے عشق خماری وے....

میرے دل... دا اکو ووو سُپنا...

تینوں اپنی بنا کے میں تاں لے جانا!!!!!...

چن رہیں گواہ تُوں, رہیں گواہ... چن....

"کیا بکواس ہے یہ...!" ناگواری سے کہتے ہوئے ضیغم نے سی ڈی پلائیر آف کر دیا..

"بکواس نہیں سونگ ہے یہ...!!" اطمینان سے کہتے ہوئے نشال نے ڈھٹائی کے اگلے پچھلے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر, آن کا بٹن دبا دیا..

تیرے,نام کیتی زندگی میں ساری اے...

تیرے نال جینے مرنے دی..

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ..؟؟" گانا بند کرتے ہوئے ضیغم نے اسے اس بار غصے سے مخاطب کیا..

"بھوک لگ رہی ہے مجھے..!" اسنے معصوم سی شکل بنا کر جواب دیا..

"تو یہ الٹے سیدھے سونگ سن کر پیٹ بھرے گا تمہارا..؟؟" پوچھتے ہوئے, غصے کے باوجود ضیغم کو خود بھی ہنسی آئی تھی.

"نہیں, مگر ٹائم تو پاس ہو ہی جائے گا ناں..!" اپنے ناخنوں سے کھیلتے ہوئے نشال نے آہستگی سے کہا. وہ اسے کسی ریسٹورنٹ کے لیے گاڑی روکنے کا کہنا نہیں چاہتی تھی..

"فائن...!" سنجیدگی سے کہہ کر ضیغم نے سی ڈی پلئیر آن کر دیا. جیسے صاف اشارہ تھا کہ کرو ٹائم پاس.. ایک بار پھر وہ ہی گانا نشال کی سماعتوں میں سنائی دیا تھا مگر اس بار نشال نے جھنجھلا کر خود گانا بند کر دیا تھا.

"ضیغم..؟؟" اسکی بے حسی پر نشال نے کسی قدر تاسف بھرے انداز میں اسے پکارا.

"جی فرمایئے..؟؟" اس کے پھولے ہوئے چہرے پر ایک نظر ڈالتے ہوئے ضیغم نے بڑی شرافت سے پوچھا. براؤن آنکھیں مسکاتی ہوئی لگ رہی تھیں..

"میں آپ کی ذمہ داری ہوں..!" اسنے جیسے اسے باور کروایا تھا.

"جانتا ہوں..!" آرام سے کہتے ہوئے اسنے ختم ہوتی سڑک سے موڑ کاٹا.. نشال خاموش ہو کر گاڑی سے باہر دیکھنے لگی.. آنکھوں میں نمی اترنے لگی تھی. رات کی سیاہیاں ہر سو اپنے سائے پھیلا چکی تھی.. تقریباً پانچ سے سات منٹ بعد ضیغم نے گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے پارکنگ ایریا میں روکی تھی.. نشال نے ایک نظر ریسٹورنٹ کی عمارت پر ڈالی اور دوسری ضیغم پر جو گاڑی سے نکل کر اسکی والی سائیڈ پر آ رہا تھا. وہ یقیناً اب اسکی سائیڈ کا دروازہ کھولنے والا تھا.. نشال کے لبوں پر ایک دھیمی مسکراہٹ بکھر گئی. ضیغم اجلال کی معیت میں پر سکون چال چلتی وہ اس کا ہاتھ تھامے, ریسٹورنٹ میں داخل ہو رہی تھی.. ضیغم کی سرد آنکھوں میں گہری سوچ کی پرچھائیاں تھیں..

◆◆◆◆ "مشال علوی، بنت ارباز علوی آپکا نکاح ضرغام فاروقی ولد اکرام فاروقی...." نکاح خواں اور بھی کچھ بول رہا تھا مگر وہ سائیں سائیں کرتے کانوں میں گونجتے الفاظ سننے سے قاصر ہو رہی تھی.. مشال کے دائیں بائیں بیٹھی، سامعہ اور نشال نے اس کے برف ہوتے ہاتھ تھام رکھے تھے. شازمہ بیگم بڑے کروفر سے اسکی پشت پر ہاتھ باندھے کھڑی تھیں جبکہ اپنی نرم طبعیت سے مجبور اماں بی اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑی جیسے اسے حوصلہ

دے رہی تھیں۔۔مشال کی غلافی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو چمکنے لگے۔۔۔نکاح خواں اسکی رضامندی سننے کا منتظر تھا۔۔مگر اسکے کانپتے لبوں پر تو جیسے قفل سے پڑ گئے تھے۔"مشی بولو میری جان۔۔۔!"اسکا ہاتھ دباتے ہوئے نشال نے اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔مشال کی پانی بھری آنکھوں میں ایک کریہہ چہرہ گھومنے لگا۔۔۔اور وہ کالی سیاہ رات۔۔۔مشال کو لگا اسکی سانسیں بند ہونے کو ہیں۔۔نکاح خواں اپنے الفاظ دہرا رہا تھا۔۔مشال کا نازک بدن ہچکولے کھانے لگا۔۔وہ چیخ چیخ کر رونا چاہتی تھی، آج ایک بار پھر اپنی بربادی کا ماتم کرنا چاہتی تھی مگر نشال کے کانپتے ہاتھ کی گرفت جیسے اس سے التجا کر رہی تھی۔۔وہ بے خبر ہوتے ہوئے بھی جیسے اسکی حالت کو سمجھ رہی تھی جبکہ مشال کے دائیں جانب بیٹھی سامعہ جو ساری حقیقت سے واقف تھی، اسکی بکھرتی حالت کو سمجھتی اب اسکی پشت سہلانے لگی تھی۔۔"مشال پلیز کچھ بولو۔۔۔!"سامعہ نے بھیگے لہجے میں اس سے التجا کی تھی۔۔نکاح خواں تیسری بار اسکی رضامندی پوچھ رہا تھا۔۔پردے کے اس پار بیٹھا ضرغام اکرام تکلیف کی انتہاؤں پر کھڑا اس وقت اپنے وجود کے پرخچے اڑتے محسوس کر رہا تھا، جب سسکتی ہوئی مشال کی جھکی نگاہیں یک دم ہی اٹھی تھیں اور اپنے بالکل سامنے باریک پردے کے اس پار براجمان ضرغام اکرام کی نگاہوں سے جا ملیں۔۔اسکی دھندلی آنکھوں کے سامنے کا منظر یک دم ہی بدل گیا تھا۔۔ایک بدصورت ترین چہرے کی بجائے وہ وجیہہ ترین چہرہ اسکے مقابل تھا۔۔ہوس بھری، غلاظت سے بھرپور آنکھوں کی بجائے۔۔۔شفاف، بے ریا۔۔۔خلوص کے گہرے رنگ لیے وہی براؤن آنکھیں۔۔۔ہاں مقابل بیٹھا شخص ضرغام اکرام ہی تھا۔۔مشال کی آنکھوں سے بہتے آنسو ایک پل کو تھم سے گئے۔۔۔میکانکی انداز میں اسکے ہلتے سر کے ساتھ بھیگے لب بھی ہلے تھے۔۔"قبول ہے۔۔۔۔، قبول ہے۔۔۔۔۔۔، قبول ہے۔۔۔۔!!"اسکے لبوں سے ادا ہونے والے ان الفاظ نے، شازمہ بیگم کے سوا وہاں موجود ہر شخص کے چہرے پر زندگی سے بھرپور خوشی کی ایک لہر دوڑا دی تھی۔۔نشال فرط جذبات سے اسکے گلے لگ گئی جبکہ سامعہ بھی مسکراتے ہوئے اپنی بھیگی آنکھیں صاف کر رہی تھی۔۔ضرغام اکرام نے نکاح خواں

کے پلک جھپکنے میں ہی منظوری دے دی تھی۔۔ ملیحہ اور حمزہ کا نکاح بھی ہو چکا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں پورا ہال مبارک سلامت کے شور سے گونج اٹھا۔۔ ہر چہرے پر خوشی تھی۔۔۔ نکاح کے بعد اب مہندی کا فنکشن ہونا باقی تھا۔۔ مشال اور ملیحہ کو سٹیج پر انکے دولہوں کے ساتھ بٹھا کر وہ دونوں سٹیج سے نیچے اتر آئیں۔۔۔ سامعہ مردوں والی سائیڈ پر نگاہ دوڑا رہی تھی۔۔ اسکی بے تابی نوٹ کرتی نشال نے اپنے لبوں پر امڈتی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے اسے ٹہوکا مارا۔۔ "آہم۔۔ آہم۔۔کسے ڈھونڈ رہی ہو۔۔۔؟" نشال نے انجان بنتے ہوئے پوچھا مگر سامعہ شاید کچھ زیادہ ہی صاف گو تھی جھٹ جواب دیا تھا۔۔ "زمان کو۔۔۔!" اطراف میں نگاہ دوڑا کر جواب دیتی سامعہ کے لہجے میں افسردگی اتر آئی۔۔ "وہ ضیغم بھائی کے ساتھ نہیں آئے کیا۔۔؟؟" زمان کو پورے ہال میں کہیں نا پا کر سامعہ نے پریشان زدہ لہجے میں نشال سے پوچھا۔ "نہیں، دراصل ضیغم تو مجھے لے کر آئے ہیں ناں۔۔۔ مگر راستے میں ضیغم نے کسی سے بات کی تو تھی۔۔۔ کوئی تھا جو یہاں آنے سے انکار کر رہا تھا اور ضیغم نے نا آنے کی وجہ بھی پوچھی تھی۔۔ اور یاد آیا۔۔ ضیغم نے اسے ڈانٹا بھی تھا۔۔ آئی تھنک وہ زمان ہی تھا۔۔ اللہ جانے کیوں نہیں آیا۔۔!" اسے تنگ کرنے کو نشال نے جھوٹ سچ ملا کر اسے آدھی ادھوری بات بتائی۔۔ سامعہ کا دل ڈوب کر ابھرا۔ اسے زمان کی خفگی یاد آگئی۔۔ "کیا واقعی زمان نہیں آرہے۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے سامعہ کی آواز بھیگ گئی۔۔ "مجھے کنفرم نہیں ہے۔۔ تم کال کر کے پوچھ لو ناں۔۔!" نشال نے آسان حل بتایا۔۔ جبکہ سامعہ حقیقتاً پریشان ہو گئی۔۔ اب وہ اسے کیا بتاتی کہ زمان تو اسکی کال ہی ریسیو نہیں کر رہا۔۔ جبکہ اسکے چہرے پر اڑتی ہوائیاں دیکھ نشال نے بامشکل اپنی ہنسی ضبط کی تھی۔۔ ان دونوں کے قریب آتے ضیغم نے دلچسپی سے نشال کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھا۔۔ "کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔؟؟" ضیغم کی بھاری آواز پر نشال فوراً سنجیدہ ہوئی تھی جبکہ پریشان کھڑی سامعہ نے جلدی سے ضیغم کو سلام کیا۔۔ اسنے سر کے اشارے سامعہ کو جواب دیا۔۔ "وہ۔۔ سامعہ مجھ سے پوچھ رہی ہے کہ کیا زمان بھائی سے آپکی کوئی بات ہوئی ہے۔۔؟؟ آئی مین وہ ابھی تک آئے نہیں ہیں ناں۔۔؟؟ یہ انکے لیے فکر مند ہو رہی

ہے۔۔!!" سامعہ کو ہچکچاہٹ کا شکار دیکھ نشال نے خود ہی ضیغم سے زمان کی بابت دریافت کر لیا۔۔ "ہمم ابھی پانچ منٹ پہلے ہی میں نے اسے کال کی ہے۔۔ کہہ رہا تھا کہ پندرہ منٹ میں پہنچ رہا ہے۔۔ آنے ہی والا ہے بس۔۔ میں خود بھی اسے بہت مس کر رہا ہوں۔۔!" کہتے ہوئے وہ آخر میں ہولے سے مسکرایا۔۔ نگاہوں کا مرکز وہ ہی حسینہ تھی جو گولڈن اور برنجل امتزاج کے شرارہ سوٹ ملبوس اسکے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی۔۔ تبھی سامعہ کی آواز پر وہ ہوش میں آیا تھا۔۔ "آہم آہم۔۔۔ تھینکس فار انفارمنگ ضیغم بھائی۔۔!" اسکی نگاہوں کا ارتکاز نشال کے گلابی چہرے پر محسوس کرتی سامعہ نے شرارتاً اسے مخاطب کیا۔۔ بدلے میں وہ مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلاتا نگاہوں کا رخ موڑ گیا۔۔ نشال اپنی جگہ چور سی ہو گئی۔ پھر اپنی خفت مٹانے کو ادھر اُدھر دیکھنے لگی تو وہ ان دونوں کے پاس سے ہٹ گیا۔۔ "چلے گئے ہیں وہ۔۔!" اسے ٹھوکا مارتے ہوئے سامعہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "پوری ڈیش ہو تم۔۔۔!" نشال ہنستے ہوئے بولی۔ "ڈیش مینز۔۔؟" پوچھتے ہوئے سامعہ نے معصومیت سے اپنی آنکھیں پٹپٹائیں۔ نشال نے اسے گھورا۔ "ڈیش مینز تم کچھ بھی ہو سکتی ہو۔۔ اب سمجھ جاؤ۔۔!!" ہنس کر کہتی نشال پلٹ کر سٹیج کی طرف بڑھی۔۔ بدلے میں کھلاتے ہوئے سامعہ نے بھی اسکی تقلید کی تھی۔۔ "♦♦♦♦۔" آر یو اوکے۔۔۔؟؟" اسنے دھیمی آواز میں اپنے پہلو میں بیٹھی مشال سے پوچھا۔۔ وہ جو بامشکل اپنے آنسو پینے کی کوشش کر رہی تھی، ضرغام کے مخاطب کرنے پر سر جھکا کر چپ چاپ آنسو بہانے لگی۔ "مشال۔۔!" اسکی خاموشی پر ضرغام نے اسے پکارا۔۔ "مجھے نہیں پتہ۔۔" اپنے گال ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے ہوئے مشال نے بھیگی ہوئی آواز میں کہا۔ وہ بار بار اپنے گھونگھٹ کو بائیں گال کی جانب سرکا رہی تھی، کیونکہ بائیں گال پر واضح "Z" کا نشان، بیوٹیشن بھی اپنی بھرپور کوشش اور مہارت کے باوجود چھپانے میں ناکام رہی تھی۔۔ اسکے لمبے سیاہ بال بھی اس نشان کو ڈھانپنے میں کوئی مدد نہیں کر پائے تھے۔۔ زاریہ جو کافی دیر سے حمزہ اور ملیحہ کے ساتھ چھیڑ خانیوں میں لگی ہوئی تھی، ضرغام کو مشال کی طرف جھکا دیکھا تو فوراً ملیحہ کے پاس سے اُٹھ کر مشال والی سائیڈ پر آ گئی۔۔

"اتنی بے تابی ضر؟؟سب کے سامنے ہی سر گوشیاں۔۔؟؟"ہنستے ہوئے اسنے ضرغام کو چھیڑا تھا۔۔وہ فوراً سیدھا ہو گیا پھر مروتاً مسکرایا۔۔"بیوی ایسی قاتل ہو تو پھر کون کافر دل کی حکایتیں سنانے کے لیے تنہائی ملنے کا ویٹ کرے گا۔۔؟"دلکشی سے مسکراتے ہوئے ضرغام نے اسے جواب دیا تھا۔۔زاریہ کی آنکھوں میں ایک پل کو حسد کی لہر سی دوڑ گئی پھر اگلے ہی پل خود کو کمپوز کرتے ہوئے اسنے اپنے لپ سٹک سے سجے ہونٹوں کو مزید پھیلا لیا۔۔"سچ کہہ رہے ہو۔۔تمھاری بیوی واقعی قاتل ہے،رات تو رات،اگر اسکا داغدار چہرہ کوئی دن کے اجالے میں بھی دیکھ لے تو خوف سے اسکی جان نکل سکتی ہے۔۔!!"طنزیہ نگاہوں سے مشال کی جھکی گھنیری پلکوں کو دیکھتی وہ قہقہ لگاتے ہوئے بولی تھی۔۔مشال کو لگا جیسے زاریہ نے اسکے کانوں میں پگھلتا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو جبکہ ضرغام کی آنکھوں میں شدید ناگواری پھیل گئی۔۔اسکے لبوں پر کھلیتی مسکراہٹ شدید خفا ہونے کو تھی مگر موقع کی مناسبت کو سمجھتے ہوئے،اسنے غصے کے باعث اپنے سرخ پڑتے ہونٹوں کو مزید پھیلا لیا۔۔"چچ چچ چچ۔۔۔مجھے تم پر افسوس ہو رہا ہے کہ تم نے دو عدد بھینس جیسی آنکھیں ہونے کے باوجود آج تک چاند کو نہیں دیکھا،کیونکہ اگر دیکھ لیا ہوتا تو آج تم میری بیوی کے بارے میں ایسی بات نہ کہہ رہی ہوتیں۔۔!!"لبوں پر ہنوز مسکراہٹ سجائے وہ شرارتی انداز میں بولتا۔۔اس پر چوٹ کرنے کے ساتھ ساتھ مشال کا دفاع بھی کر گیا تھا۔۔مشال کے دل میں کہیں ٹھنڈ سی پڑ گئی۔۔جبکہ زاریہ کا چہرہ ضرغام کے اسکی آنکھوں کو بھینس کی آنکھوں سے تشبیہ دینے پر،اہانت کے شدید احساس تلے دھواں دھواں ہو گیا۔۔اس بار بڑی مشکلوں سے اسنے اپنے لبوں پر مسکراہٹ سجائی تھی۔۔

"چاند۔۔۔؟؟"اپنی بے عزتی پر صبر کے کڑوے گھونٹ پیتی وہ استہزائیہ پوچھ رہی تھی۔۔"ہاں بالکل،امی ہمیشہ کہتی تھیں میں اپنے بیٹے کے لیے چاند سی دلہن لاؤں گی۔۔۔اور میں معصوم خوش ہونے کی بجائے پریشان ہو جایا کرتا تھا کہ چاند جیسی تو مل ہی جائے گی مگر وہ جو چاند کے داغ ہیں وہ میں کہاں سے لاؤں گا،کیونکہ مجھے تو چاند اپنے داغوں کے ساتھ ہی پیارا لگتا ہے۔۔ان سرمئی داغوں کے بنا تو چاند پھیکا سا لگے گا ناں۔۔؟کیوں مشال۔۔۔؟؟"

زاریہ کو جواب دیتے ہوئے ضرغام نے آخر میں مشال سے تائید چاہی جو اسکا زاریہ کو دیا جانے والا جواب سن کر سوچ رہی تھی کہ اسکی طرح اسکا کا جواب اسی کی طرح انوکھا ہے۔ مشال نے زرا سی گردن موڑ کر نم آنکھوں سے ضرغام کی طرف دیکھا جس کی براؤن آنکھیں جگ مگ کررہی تھیں۔۔ "وہ تم سے محبت کرتا ہے یار۔۔۔!" سامعہ کی آواز کہیں پاس بہت پاس سنائی دی تھی۔۔ مشال نے اپنی حیران آنکھوں سے اسکے وجیہہ چہرے پر پھیلے وہ رنگ دیکھے جو یقیناً محبت ہی کے تھے۔۔ مگر وہ ان رنگوں سے واقف ہی کہاں تھی سو نگاہ جھکا کر ضرغام کی بات کی تائید میں سر اثبات، میں ہلا دیا۔۔ "لو دیکھو پھر، میری قسمت کتنی اچھی ہے، اللہ نے مجھے ہو بہو چاند جیسی بیوی دے دی۔۔۔!" خوشگوار لہجے میں زاریہ سے کہتے ہوئے ضرام نے مصنوعی کالر اکڑائے۔۔ مجبوراً زاریہ کو بھی مصنوعی کھی کھی کرنا پڑی۔۔ پھر منہ بسورتی وہ سٹیج سے اتر گئی۔ "تمہیں اسے اسطرح بد تمیزی سے جواب نہیں دینا چاہیئے تھا ضرغام۔۔!" زاریہ کے جاتے ہی مشال نے دھیمی آواز، میں ضرغام کو لتاڑا۔۔ "اسے بھی آپ سے یوں جیلس نہیں ہونا چاہیئے تھا۔۔!" اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کو شہادت کی انگلی سے چھوتے ہوئے، ہال میں نگاہ دوڑاتا وہ بڑی سنجیدگی سے بولا تھا۔۔ "مجھ میں جیلس ہونے والا ہے ہی کیا جو وہ مجھ سے جیلس ہو گی، جو سچ ہے اسنے وہی کہا ہے۔۔!" خود اذیتی میں گھری وہ آہستگی سے کہہ گئی۔۔ وہ گردن موڑ کر اسکی جانب دیکھنے پر مجبور ہوا تھا۔۔ "کاش کہ آپ کبھی میری آنکھوں سے خود کو دیکھ پاتیں تو ایسا کہنا تو دور،، آپ سوچتی بھی نا کہ آپ میں جیلس ہونے والا کچھ نہیں ہے۔۔!!" دھیمی، بہت دھیمی آواز میں کہتے ہوئے وہ اپنا رخ اسکی جانب سے بالکل موڑ گیا۔۔ مشال کی سماعتوں نے اسکے کہے جملے کو درستگی سے سننے میں بے چارگی ظاہر کی تو وہ چپ چاپ اپنی ہتھیلیوں پر نگاہ جما گئی۔۔ ہم سے بڑھایئے نہ رسم و، راہ کہ ہم لوگ مل کر کریں اداس، بچھڑ کر کریں اداس ◆◆◆◆. پورے فنکشن کے دوران وہ اس سے دور دور رہا تھا.. سامعہ نے اس سے بات کرنے کی کوشش بھی کی مگر وہ اسکے ہاتھ نہ آیا.. سفید شلوار سوٹ میں ملبوس, بکھرے بالوں اور سرخ آنکھوں سمیت وہ اسکا دل دھڑکا تا رہا تھا.. ضیغم خود تو نشال

کو لے کر واپس ہنجر ائی کے لیے نکل گیا تھا مگر زمان کو فاروقی ہاؤس میں ہی رکنے کا کہہ گیا.. مجبوراً اسے ضرغام کے کمرے میں قیام کرنا پڑا.. قریباً رات کے تین بجے کے قریب ضرغام کی آنکھ لگی تو وہ خود کمرے سے باہر نکل آیا.. راہداری عبور کر کے وہ سیڑھیاں اترتا فاروقی ہاؤس کی عمارت سے باہر نکل آیا.. لان میں ٹہلتے ہوئے وہ سگریٹ کے کش لگا رہا تھا جب وہ اچانک اسکے سامنے آئی تھی.. اسنے فوراً سے پہلے سگریٹ گھاس پر پھینک کر اپنے بھاری بوٹ تلے مسل دی..

"زمان.. یہ آپ... آپ سموکنگ کر رہے تھے..؟؟؟" صدمے سے چور آواز میں پوچھتی سامعہ نے, دوسری طرف رخ موڑ کر کھڑے زمان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اپنا پورا زور لگاتے ہوئے اسکا رخ اپنی جانب موڑا.. حد سے زیادہ سرخ آنکھوں سمیت وہ اسکے بالکل سامنے کھڑا تھا.. سامعہ کے دل پر ہاتھ پڑا..

"یہ.. کیا..؟؟ کیا حلیہ کیا بنا رکھا ہے آپ نے اپنا...؟؟" اپنی آنکھوں میں اترتی نمی کو پلکیں جھپک جھپک کر اندر ہی کہیں اتارنے کی کوشش کرتی وہ تکلیف زدہ سی پوچھ رہی تھی.

"ٹھیک ہوں میں, اور ویسے بھی.. تمہیں فرق ہی کیا پڑتا ہے..!" اپنے کندھے پر رکھے اسکے نازک ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے وہ شدید ناراضگی سے بولا.. سامعہ کا دل ڈوب کر ابھرا.. اسکی سانولی رنگت میں شاید ضبط کی سرخائیاں گھلی ہوئی تھیں.. ادھ کھلی سیاہ روشن آنکھیں سرخ انگارہ ہوتی خمار آلود لگ رہی تھیں..

"آپ جاگتے رہے ہیں..؟؟" اسکی ناراضگی کو خاطر میں لائے بغیر سامعہ نے دوبارہ اسکے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا.. اسکی یہ فکر و توجہ زمان کا دل پگھلانے لگی.

"مجھے سلانے والی پاس نہیں تھی تو کیسے سو جاتا..؟؟" اسکے دونوں بازو اپنی مضبوط مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے وہ تلخ لہجے میں پوچھ رہا تھا.. اسکی جنونی گرفت پر سامعہ کی سانسیں سینے میں ہی اٹکنے لگیں..

"آپ کو تھوڑا.. بہت ریسٹ تو.. کر لینا چاہیئے تھا زمان..!!" اٹکتے ہوئے سامعہ نے کمزور آواز میں کہا.

"کیا تم نہیں جانتی کہ تمہارے بغیر میں کس قدر بے آرام رہتا ہوں..؟؟ تو پھر تمہاری غیر موجودگی میں, میں کیسے آرام کر سکتا تھا سامعہ..؟؟" سخت لہجے میں پوچھتا وہ اسے جھنجھوڑ رہا تھا. سامعہ کی آنکھوں کی نمی رخساروں پر پھسلنے لگی..

"ایم سوری.. ایم رئیلی سوری...!!" زمان کی بوجھل پلکوں کو چھوتی وہ بھیگی ہوئی آواز میں بولی.. اس کی آنکھوں کی سرخائی سامعہ کا دل بے قرار کر رہی تھی.. اسکے یوں رو پڑنے پر زمان کو ملال نے گھیر لیا.. اسنے سرعت سے اسے اپنے سینے سے لگا لیا..

"تمہاری سوری نہیں چاہئیے سامعہ...!!" اپنے چہرے پر ٹکا سامعہ کا ہاتھ لبوں سے لگاتے ہوئے زمان نے نرمی سے کہا. ساری خفگی اُڑن چھو ہو گئی تھی.

"جیسے تھینکس نہیں چاہئیے تھا..؟؟" اسکے سینے سے زرا سا سر اٹھاتے ہوئے سامعہ نے قدرے خفگی سے پوچھا..

زمان کو چند دن پہلے اپنی کہی بات کا حوالہ دیتی سامعہ پر پیار آیا..

"بالکل... نہ سوری, نہ تھینکس.. صرف تمہارا ساتھ چاہئیے سامعہ, میری زندگی کی آخری سانس تک مجھے صرف سامعہ چاہئیے..!!" وہ دھیمے لہجے میں بڑی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا. وہ آہستگی سے اس اسے الگ ہوئی..

"سامعہ اپنی آخری سانس تک صرف آپکی ہے زمان.. صرف آپکی.. اور میں آئندہ آپ سے دور رہ کر آپکو کبھی بھی بے آرام نہیں کروں گی, اٹس مائی پرامس..!!" اسکے سامنے کھڑی, اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ بڑے دلفریب عہد و پیماں باندھ رہی تھی. زمان کے لب آہستگی سے مسکرائے..

"نوازش...!" اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے وہ محبت سے چور لہجے میں بولا.. سامعہ سرعت سے دو قدم پیچھے ہٹی. زمان نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا..

"تم نے ابھی مجھ سے وعدہ کیا ہے محترمہ..!!" اسے خود سے فاصلہ قائم کرتے دیکھ وہ جتانے والے انداز میں بولا..

"جی ہاں میں جانتی ہوں, مگر آپ شاید بھول رہے ہیں کہ یہ ہمارا بیڈ روم نہیں, فاروقی ہاؤس کا لان ہے جو یقیناً تمام رومز کی ونڈوز سے نظر آتا ہے..!" اپنے ہاتھ پشت پر باندھ کر زرا سا آگے کو جھکتے ہوئے وہ اسے چھیڑنے والے انداز میں بولی.. زمان کا قہقہہ بے ساختہ تھا.

"میں کچھ نہیں بھول رہا مگر تم بھی یہ یاد رکھو کہ ہم ہزبینڈ اینڈ وائف ہیں.. میرے پاس تم پر تمام اختیارات کا سرٹیفکیٹ ہے مسز..!" اطمینان سے کہتے ہوئے زمان نے ہاتھ بڑھا کر اسکی کلائی تھام لی اور اسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب کر لیا..

"اور بے شک تمام رومز کی ونڈوز سے لان نظر آتا ہو گا مگر رات کے آخری پہر, اس اندھیرے میں کیا نظر آئے گا یار.. اور وہ ایک شعر ہے ناں, جون ایلیا کا تھا شاید...

تم مجھے اور قریب کر لو ناں

اس اندھیرے میں بھلا کیا دِکھے گا...."

مسکرا کر کہتے ہوئے زمان اسکی پیشانی پر جھکا.. سامعہ نے فوراً اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا..

"غلط فرما رہے ہیں آپ... 'اس اندھیرے' میں نہیں.. 'اس دھند میں بھلا کیا دکھے گا'..., حد ہے ویسے اپنی مرضی سے ہی بے چارے شعر کو توڑ مروڑ کر رکھ دیا آپ نے..!" کہتے ہوئے وہ بے اختیار کھکھلائی تھی. زمان کے لبوں کی مسکراہٹ بھی گہری ہو گئی..

"افففف.... دھند ہو یا اندھیرا, بات تو وہ ہی ہے.. مقصد تو قریب کرنا ہی ہے ناں یار... اور پھر دھند تو ہے نہیں مگر ابھی ٹھنڈ ضرور ہے.. چلو ایسا کر لیتے ہیں ناں کہ 'اس ٹھنڈ میں بھلا کیا دکھے گا'..." اسکا ہاتھ اپنے لبوں سے ہٹاتے ہوئے زمان نے ہنس کر کہا.. سامعہ کے لیے اپنے حلق سے اڈتی ہنسی کو روکنا محال ہونے لگا..

"اچھا بس کریں ناں...!" اسکے سینے پر مکے برساتے ہوئے سامعہ نے مسکراتے ہوئے کہا.

"یار ابھی تو میں شروع ہی نہیں ہوا...!" مصنوعی بے چارے پن سے کہتے ہوئے آخر میں زمان نے اپنی ایک آنکھ دبائی..

"بے شرم ہیں آپ قسم سے.. چھوڑیں مجھے.....!" ہنس کر کہتی سامعہ سرعت سے اسکے حصار سے نکلی تھی.. زمان لبوں پر مسکراہٹ سجائے اسے دیکھتا رہ گیا جو اسے زبان دکھاتی اب فاروقی ہاؤس کی اندرونی عمارت کی طرف جا رہی تھی..

جو تم ہی ہو مقابل میرے، تو فتح کیسی

جاؤ ہم ساری خوشیاں وار گئے، ہم ہار گئے۔۔

◆◆◆◆. وہ الماری کا پٹ کھولے کھڑی آج رات کے فنکشن کے لیے ڈریس منتخب کر رہی تھی جب وہ بیڈروم کا، دروازہ کھول کر اندر آیا تھا۔۔ نشال نے پلٹ کر ایک سرسری نگاہ اس پر ڈالی اور پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔۔ اسے خود سے بے نیاز دیکھ کر ضیغم نے ایک گہری نگاہ اسکی پشت پر ڈالی، پھر ہاتھ میں پکڑے شاپنگ بیگز بیڈ پر رکھ کر خود بھی اسکی طرف آ گیا۔۔ اپنے کام میں منہمک وہ اسکا اپنی جانب آنا محسوس نہیں کر پائی تھی، جبکہ اسکی لاتعلقی پر لب بھینچتے ہوئے وہ اسکی پشت پر جا کھڑا ہوا۔۔ معاً وارڈروب سیٹ کرتے اسکے ہاتھ ایک پل کو رکے تھے۔۔ نشال کو اپنے قریب، بے حد قریب اسکی گرم سانسوں کے ساتھ سگریٹ کی ملی جلی مہک بھی محسوس ہوئی تھی۔۔ وہ فوراً پلٹی تھی، پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ گھسائے وہ سنجیدہ نگاہوں سے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"جی۔۔؟؟ کوئی کام تھا آپکو۔۔؟؟" نگاہ جھکاتے ہوئے اسنے بے تاثر لہجے میں پوچھا۔ "ہوں۔۔!" اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ضیغم نے اسکی کلائی تھام لی۔۔ نشال نے کچھ حیران نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا جو اسے بیڈ کے پاس لے آیا تھا۔ "بیٹھو۔۔!" یک لفظی حکم تھا جیسے۔۔ نشال چپ چاپ بیٹھ گئی۔ "یہ بیگز چیک کر لو۔۔ سب کچھ موجود ہے۔۔؟؟ اگر کچھ مسنگ ہے تو مجھے بتاؤ۔۔ تم آج رات یہ ڈریس اور اس کے ساتھ اسی اینڈ ایوری تھنگ، میچنگ

پہنو گی۔۔۔ جو ان بیگز میں موجود ہیں۔۔!" اسکی طرف دیکھتے ہوئے ضیغم نے بڑی سنجیدگی سے کہا تھا۔۔ نشال نے ایک نگاہ غلط ان بیگز پر ڈالی تھی اور کھڑی ہو گئی۔ "میں ان میں سے کچھ بھی نہیں پہنوں گی، آج رات کے لیے میں ڈریس سیلیکٹ کر چکی ہوں۔۔!" ضیغم کی طرف دیکھتے ہوئے نشال نے آہستگی سے کہا۔ دل میں کہیں اسکے غصے کا خوف موجود تھا مگر اس خوف کے باوجود وہ جو منہ میں آیا کہہ گئی تھی۔۔ لیکن ضیغم کے ماتھے پر کوئی شکن نہیں آئی تھی۔۔ اسکا چہرہ ہنوز بے تاثر تھا۔۔ "لیکن میں کہہ چکا ہوں، کہ تم یہی ڈریس پہنو گی، تو بس۔۔ تم پہنو گی۔۔!" اطمینان سے کہتے ہوئے ضیغم نے آہستگی سے کندھے اچکائے۔۔ جیسے نشال کا انکار اسکے لیے کوئی معنی ہی نہیں رکھتا تھا.. اسکی اس شانِ بے نیازی پر نشال کا خون کھول اٹھا..

"اور اگر میں نہ پہنوں تو..؟؟" نشال نے سلگے ہوئے لہجے میں کہا.

"تو یہ کہ... میں تمہیں خود پہنا دوں گا.., اٹس ناٹ اے بگ ایشو فار می...!" ضیغم نے فوراً جواب دیا تھا.. اسکی اس قدر جرآت اور بے باکی پر نشال کی آنکھیں غصے اور حیرت کی زیادتی سے پھیل گئیں. گلابی گال پل میں سرخ ہوئے تھے.

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ آپ اتنے بے شرم بھی ہو سکتے ہیں..!" اپنے چہرے کا رخ موڑتے ہوئے نشال نے کچھ خفگی سے کہا.. خفت کے مارے چہرہ لال پیلا ہو رہا تھا..

"بے شرم ثابت ہو سکتا ہوں, اگر تم یہ ڈریس خود نہیں پہنو گی تو... ادر وائز الحمدللہ ابھی تک تو بے حد شریف النفس انسان ہوں.. آگے کا اللہ کا ہی مالک ہے..!" آخری جملہ اسنے دل میں ہی ادا کیا تھا. جبکہ نشال اسکے خود کو "شریف النفس انسان" کہنے پر بڑبڑا کر رہ گئی..

"چیک کر لو.. کچھ مسنگ نہ ہو..!" لبوں پر مچلتی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے ضیغم نے اسے ایک بار پھر مخاطب کیا تو وہ لب کچلتے ہوئے دوبارہ بیڈ پر بیٹھ گئی.. اسے ہتھیار ڈالتا دیکھ وہ کل رات گاڑی میں چلنے والا پنجابی سونگ گنگناتا کمرے سے باہر نکل گیا.

میں تاں.. تیرے نال لائی سچی یاری وے,

"ہونہہ... جھوٹا..!" منہ بسور کر بڑبڑاتی نشال نے تینوں شاپنگ بیگز بیڈ پر الٹ دیے.. رائل بلیو کلر کی نیٹ کی ساڑھی جسکے ساتھ بلیک کلر کی منی شرٹ تھی.. میچنگ بلیک اینڈ رائل بلیو کلر کی جیولری,چوڑیاں رنگز.. پازیبیں.. کھسے.. ان تینوں بیگز میں واقعی ایچ اینڈ ایوری تھنگ میچنگ ہی تھی.. رائل بلیو کلر کے ویلوٹ کے کھسے جن پر بلیک اور بلیو نگوں کا کام ہوا تھا.. دیکھتے ہوئے وہ دھڑکتے دل سمیت مسکرائی.. وہ جانتی تھی کہ ضیغم کو ہیل پسند نہیں ہے, یقیناً اسی لیے اسنے ان کھسوں کا انتخاب کیا تھا.. سب کچھ واپس بیگز میں ڈال کر وہ کمرے سے باہر نکل آئی.. حسب توقع وہ لیونگ ایریا میں صوفے پر بیٹھا سگریٹ کے کش لگا رہا تھا.۔نشال نے کلستے ہوئے اس سلگتی سگریٹ کو گھورا جو ضیغم کے لبوں میں دبی ہوئی تھی.. وہ سیدھا کچن میں چلی آئی.

"چائے پیئیں گے آپ..؟؟" چائے کی پتیلی چولہے پر رکھتے ہوئے اسنے ضیغم سے پوچھا..

"نہیں," ضیغم نے یک لفظی جواب دیا. نشال کندھے اچکا کر اپنے لیے چائے بنانے لگی.. چند منٹ بعد وہ کھولتی ہوئی چائے مگ میں انڈیل کر مگ ہاتھ میں لیے لیونگ ایریا سے گزرتی ہوئی بیڈ روم کی طرف جا رہی تھی جب,....

"نشال...؟؟" ضیغم کی پکار پر اسکے چلتے قدم رکے تھے.. نشال نے گردن موڑ کر دائیں طرف رکھے صوفوں میں سے ایک پر بیٹھے ضیغم کی طرف دیکھا.

"یہ چائے مجھے دے دو تم اپنے لیے اور بنا لو...!" سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے وہ, آنکھوں میں دل جلانے والی چمک لیے بڑے اطمینان سے کہہ رہا تھا.

"لیکن ابھی تو آپ نے مجھے منع کیا ہے, میں نے آپ سے پوچھا بھی تھا..!" چائے کے مگ پر اپنے نازک ہاتھوں کی گرفت سخت کرتے ہوئے وہ منمنائی, کیونکہ وہ صوفے سے اُٹھ کر اسی کی طرف آ رہا تھا..

"تب میرا موڈ نہیں تھا..!" ضیغم نے بڑی صفائی سے جھوٹ بولا..

"پانچ منٹ میں آپکا موڈ بھی بدل گیا..؟؟" پوچھتے ہوئے نشال نے جھٹ مگ کو لبوں سے لگا لیا.. گرم گرم چائے اسکے ہونٹوں کے ساتھ ساتھ زبان بھی جلا گئی تھی مگر بظاہر وہ چیلنجنگ انداز میں مسکرائی. جیسے کہہ رہی ہو اب لے کر دکھاؤ..

"موڈ بننے کو تو چند سیکنڈز ہی کافی ہوتے ہیں سویٹ ہارٹ... جاؤ تم اپنے لیے دوسری بنالو..!" چائے کا مگ اسکے ہاتھ سے لیتے ہوئے ضیغم نے سنجیدگی سے کہا.

"ارے لیکن.." وہ ارے ارے ہی کرتی رہ گئی مگر وہ مگ لبوں سے لگا چکا تھا..

"یہ میری جھوٹی ہو چکی تھی..!" نشال نے پیر پٹختے ہوئے کہا.. ضیغم کی سرد آنکھوں میں آج مسکراہٹ تھی..

"ہمم... اسی لیے حد سے زیادہ میٹھی ہو رہی ہے..!!" پرسوچ انداز میں کہتے ہوئے وہ بڑے آرام سے, گرم چائے کے گھونٹ بھر رہا تھا.. اسکے کہے جملے کی معنی خیزی پر نشال کی دھڑکنیں بے ترتیب سی ہونے لگیں.

"لو اب پیو.. ٹھنڈی ہو چکی ہے, اب تمہارے ہونٹ نہیں جلیں گے..!" نرمی سے کہتے ہوئے ضیغم نے چائے کا مگ واپس اسکے ہاتھ میں تھما دیا.. نشال کے دل کی حالت خراب ہونے لگی.. اسنے ترچھی نگاہوں سے ضیغم کی طرف دیکھا وہ پلٹ چکا تھا. دوسری نگاہ نشال نے مگ میں موجود بچی ہوئی چائے پر ڈالی جو بامشکل تین یا چار گھونٹ رہ چکی تھی.

"پی لو.. زیادہ ٹھنڈی چائے بھی اچھی نہیں لگتی..!" صوفے پر بیٹھتے ہوئے ضیغم نے اسے دوبارہ مخاطب کیا.. نشال نے چپ چاپ مگ لبوں سے لگا لیا.. چائے واقعی ٹھنڈی ہو چکی تھی مگر نشال کو زندگی میں پہلی بار اس چائے کا ذائقہ

بہت اچھا لگا تھا.. وہ کم میٹھی, کچھ کڑوی چائے پینے کی عادی تھی مگر حلق سے اترتی ٹھنڈی چائے حقیقتاً آج میٹھی لگ رہی تھی. چائے کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھرتی وہ بیڈ روم کی طرف مڑی.. ضیغم اجلال نے ایک بھرپور نگاہ بیڈ روم میں جاتی نشال علوی پر ڈالی تھی... اسکی انا ہار چکی تھی, محبت جیت چکی تھی.. وہ اپنے دل میں دبی برسوں کی محبت کے سامنے گھٹنے ٹیک چکا تھا.. ہاں ضیغم اجلال اپنی انا کو پس پشت ڈال چکا تھا..

♦♦♦♦.۔اسکی چھوٹی سی ستواں ناک میں نتھ پہناتے ہوئے بیوٹیشن نے آخری بار اسکا تنقیدی جائزہ لیا تھا.. اسکا معصوم شہابی مکھڑا دیکھتے ہوئے بیوٹیشن کے لب آپ ہی آپ مسکرائے تھے..

"کاش کہ اس لڑکی کے چہرے پر یہ نشان نہ ہوتا..!" وہ دل ہی دل میں افسردہ ہوتی سوچ رہی تھی..

"ماشاءاللہ.. بہت پیاری لگ رہی ہیں آپ...!" بیوٹیشن نے اسکے کان میں سرگوشی سی کی تھی..

"سارہ.. ان تمام مررز پر سے کرٹنز(پردے) اتار دو.. برائیڈلز کو انکی لُک دیکھنے دو..!" بیوٹیشن نے چہکتی ہوئی آواز میں اپنی ہیلپر سارہ کو مخاطب کیا جو ملیحہ کا دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی.. یہ اس (بیوٹیشن) کا انداز تھا کہ دلہن تیار کرتے ہوئے وہ آئینے ڈھانپ دیا کرتی تھی تاکہ دلہن تیار ہو جانے کے بعد ہی خود کو دیکھے..

"نہیں پلیز.. میں خود کو نہیں دیکھنا چاہتی..!" بیوٹیشن کا ہاتھ تھامتے ہوئے مشال نے جلدی سے کہا.. سارہ سے بات چیت کرتی ملیحہ نے اسکی بات سن کر کچھ حیرت اور تاسف کے ملے جلے تاثرات سمیت اسکی جانب دیکھا.. وہاں آتی سامعہ بھی مشال کی بات سن چکی تھی.. وہ دوسرے روم میں اسی بیوٹیشن کی پارٹنر سے تیار ہو رہی تھی.

"آپ اسکی بات مت سنیے کرن..!" سامعہ نے بیوٹیشن کو مخاطب کیا, جو کچھ کشمکش کا شکار نظر آ رہی تھی..

"ہماری گاڑی آ چکی ہے, ہمیں بس نکلنا ہے.. آپ جلدی سے یہ پردے ہٹوا دیجئے, یہ مشی تو پاگل ہے.. اسکی فکر مت کریں, یہ خود کو دیکھے گی تو حیران رہ جائے گی..!" سامعہ نے بڑی سنجیدگی سے کہتے ہوئے قریب آ کر مشال کے ہاتھ سے بیوٹیشن کا ہاتھ چھڑوا دیا۔۔ "سامعہ تم۔۔۔" مشال اسے ڈانٹنا چاہتی تھی مگر اس کا جملہ پورا ہونے

سے پہلے ہی سامعہ نے اسکی بات اچک لی۔۔ "ہاں میں آج بہت پیاری لگ رہی ہوں مجھے پتہ ہے، مگر تم سے کم مشی۔۔۔ سو جسٹ ریلیکس۔۔۔ اپنی نگاہیں زرا اوپر کرو اور سامنے آئینے میں نظر آتے خود کے عکس کو دیکھو۔۔ بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔ چلو شاباش۔۔!" اپنے ہاتھ میں موجود اسکے ہاتھ پر دباؤ بڑھاتے ہوئے سامعہ نے خوشدلی سے کہا۔۔ مشال نے نظریں اٹھانے کی بجائے آنکھیں بند کر لیں۔۔ "مجھے نہیں دیکھنا سامعہ۔۔ اگر ضرغام آگیا ہے تو پلیز مجھے لے چلو یہاں سے۔۔!" آنکھیں بند کیے اسنے سامعہ سے التجا کی تھی۔۔ "مشی تم۔۔" سامعہ کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ جب بیوٹی پارلر کا گلاس ڈور ناک ہوا تھا۔۔ سامعہ نے پلٹ کر دیکھا۔۔ گلاس ڈور کے اس پار وہ دولہا بنا، سامعہ کے بالکل پیچھے اور مشال کی بند آنکھوں کے سامنے، دیوار میں نصب آئینے میں مشال کا عکس دیکھ رہا تھا۔ "ضرغام آگیا ہے۔۔!" سامعہ کے لبوں نے ہولے سے جنبش کی تھی۔۔ مشال کی آنکھیں بے ساختگی میں کھلتی چلی گئیں اور اسکی نگاہیں بے اختیار اپنے سامنے آئینے میں نظر آتے ضرغام کے عکس پر جا ٹھہریں جو گلاس ڈور کے اس پار کھڑا مشال کی ہی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ نگاہیں ملنے پر وہ ہولے سے مسکرایا۔۔ مشال نے فوراً نگاہ چرا لی۔۔ پھر اپنی چیئر سے کھڑی ہوئی اور گلاس ڈور کی طرف پلٹی۔۔ ملیحہ بھی ضرغام کو دیکھ چکی تھی سو سارہ نے جلدی سے اسکے کندھوں پر گرم شال اوڑھا دی۔۔ سامعہ نے بھی مشال کے کندھوں کے گرد شال لپیٹ دی۔۔ اس بار اسنے مشال کو اپنا آپ دیکھنے کا نہیں کہا تھا، وہ جان چکی تھی کہ مشال اپنا عکس دور سے ہی ضرغام کی آنکھوں میں دیکھ چکی ہے۔۔۔ سامعہ کی معیت میں دھیمی چال چلتی وہ گلاس ڈور تک آئی تھی جو ضرغام اسکے لیے کھول چکا تھا۔۔ بے اختیار مشالنے سہارے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا جسے ضرغامنے بنا وقت ضائع کیے تھام لیا۔۔ گورے سپید ہاتھوں پر مہندی کے نقش و نگار اسکے ہاتھوں اور بازوؤں کو رونق بخش رہے تھے۔۔ ملیحہ کو سامعہ نے مدد دی تھی، جو مسکراتی نگاہوں سے مشال کے لیے اپنے بھائی کی دیوانگی دیکھ رہی تھی۔۔ ضرغام مشال کو گاڑی میں بٹھا کر ملیحہ کی طرف پلٹا تھا۔۔ "بہت جلدی خیال نہیں آگیا بہن کا۔۔؟؟" ملیحہ نے اسے چھیڑا۔۔

"ہائے جب ہوش ہی اڑے ہوں تو بہن کیا، بھائی محترم کو تو خود کا خیال بھی زرا دیر سے ہی آتا ہے۔۔!" ضرغام کی بجائے سامعہ نے ملیحہ کو جواب دیا۔۔ ضرغام بے اختیار مسکرایا تھا۔۔ "ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔!" اپنی ہنسی دباتے ہوئے ضرغام نے اپنی صفائی دی۔۔ "ہاں مگر آج تو ثابت ہو گیا کہ 'ویسی' بات ضرور ہے۔۔!" اسے مصنوعی خفگی سے گھورتے ہوئے ملیحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ زمان ملیحہ کے لیے گاڑی کا بیک ڈور کھولے کھڑا تھا۔۔ "کیسی بات۔۔۔؟؟" ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے ضرغام نے پچھلی سیٹ پر مشال کے ساتھ بیٹھتی ہوئی ملیحہ سے مسکاتے لہجے میں پوچھا۔۔ "وہ ہی جس کو لے کر تم نشال کی عقل پر ماتم کیا کرتے تھے۔۔!" اپنا لہنگا سنبھالتے ہوئے ملیحہ نے ایک ابرو اچکاتے ہوئے کہا۔ زمان نے گاڑی کا بیک ڈور بند کر دیا۔۔ "مے یو آل ہیو آ نائس جرنی۔۔!" فرنٹ ڈور کے ادھے کھلے شیشے سے ضرغام کا کان کھینچتے ہوئے زمان نے خوشدلی سے کہا۔ "ہماری تو بس نائس ہی رہے گی بِگ بی۔۔ میں آپکو کہنا چاہوں گا کہ مے یو بوتھ ہز بینڈ اینڈ وائف ہیو آ رومینٹک جرنی۔۔!" ایک آنکھ دباتے ہوئے ضرغام نے دھیمی آواز میں زمان کو چھیڑا۔۔ وہ قہقہ لگا کر ہنسا۔۔ "جنگلی۔۔۔!" پیار سے کہتے ہوئے زمان نے اسکی ٹھوڑی پر اُگی شیو کو ہلکا سا کھینچا۔۔ ڈرائیور گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔۔ "اوئی۔۔۔ یار زمان بھائی آج کے دن تو رحم۔۔۔!" ضرغام نے چلتی گاڑی سے دروازے سے زرا سا سر، باہر نکال کر ہانک لگائی۔۔ زمان ہنستے ہوئے اپنا ہاتھ ہلا رہا تھا۔ سامعہ اور زمان اپنی گاڑی میں ہال پہنچنے والے تھے۔۔ "آہم۔۔۔ آہم۔۔۔ ہم کچھ بات کر رہے تھے شاید۔۔؟؟" گاڑی چلتے ہی ملیحہ نے ایک بار پھر ضرغام کو چھیڑا۔۔ "جی جی کر تو، رہے تھے مگر مناسب یہی ہے کہ آج کے دن آپ خاموش رہیں محترمہ، کیونکہ دلہنیں شرمائی شرمائی خاموش خاموش ہی اچھی لگتی ہیں۔۔!" مسکراتے ہوئے ضرغام نے ملیحہ کو تنگ کرنے کی کامیاب کوشش کی۔۔ اور وہ واقعی تپ گئی۔۔

"ہونہہ۔۔۔ میں جسے اچھی لگتی ہوں ناں بیٹا، اسے ہر حال میں ہی اچھی لگتی ہوں۔۔ تم سیدھی طرح مجھے میرے سوال کا جواب دو۔۔!" ملیحہ گھوم کر اسی پوائنٹ پر آ گئی۔۔ مشال چپ چاپ نگاہ جھکائے ان دونوں بہن بھائی کی نا،

سمجھ آنے والی بحث سن رہی تھی۔ "سارے بدلے آج ہی لو گی کیا۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے ضرغام نے بے چارہ سامنہ بنایا۔۔ ملیحہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔ "یہی تو وقت ہے سارے بدلے لینے کا۔۔ اب تم دیکھنا میں کیسے تمہاری درگت بنایا کروں گی۔۔ آیا بڑا اہم لڑکیوں کو بے وقوف کہتا تھا، 'مجھے تو محبت جیسی بیماری کبھی ہو ہی نہیں سکتی'۔۔" اسے چھیڑتے ہوئے ملیحہ نے آخر میں ضرغام کی بہت پہلے کہی بات کی نقل اتاری۔۔ لفظ 'محبت' پر مشال نے نگاہ اٹھا کر ضرغام کی طرف دیکھا جو گردن پیچھے کیے آنکھ کے اشارے سے ملیحہ کو خاموش رہنے کا کہہ رہا تھا۔۔ مشال کے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔۔ کیا وہ پھر سے دھوکا کھا بیٹھی تھی۔۔؟؟ کیا واقعی اسے لوگوں کی پہچان نہیں تھی۔۔؟؟ وہ دونوں بہن بھائی اب بھی باتیں کر رہے تھے مگر مشال کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔۔ اسکا ذہن لفظ 'محب ت' میں اٹکا اسکے معنی سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ ♦♦♦♦. "تم نے بلیک ڈریس ضرور پہننا تھا۔۔؟؟" بظاہر سامنے سیاہ تارکول کی سڑک پر نگاہ جمائے وہ بڑی لاپرواہی سے پوچھ رہا تھا۔ اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی سامعہ نے بھنویں اچکا کر اسکی جانب دیکھا۔۔ "شازمہ آنٹی نے ہی لا کر دیا تھا یہ ڈریس تو۔۔ مجھے اچھا لگا میں نے پہن لیا۔۔۔، آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔؟؟ آپکو اچھا نہیں لگا کیا۔۔؟؟" اسے تفصیلی جواب دیتے ہوئے سامعہ نے آخر میں مصنوعی فکرمندی دکھائی۔۔ وہ جانتی تھی کہ وہ آج ہمیشہ سے بڑھ کر حسین لگ رہی ہے۔۔ "ہاں مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگا۔۔!" زمان بے بھرپور سنجیدگی سے جواب دیا۔۔ سامعہ کی آنکھوں میں حیرت اتری۔۔ "کیا یہ ڈریس اچھا نہیں لگا۔۔؟؟ یا بلیک کلر۔۔؟؟" اس بار سامعہ کی آواز میں حقیقی حیرت اور پریشانی تھی۔۔ زمان نے بامشکل اپنی ہنسی کنٹرول کی۔ "نہیں، دونوں ہی برے نہیں ہیں۔۔ مجھے تمہارا یہ ڈریس آج کے دن پہننا اچھا نہیں لگا۔۔!" پوری توجہ سے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے زمان نے اسے جواب دیا۔۔ "لیکن کیوں۔۔؟؟ کیا میں اچھی نہیں لگ رہی۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے وہ روہانسی ہو گئی۔۔ زمان کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔ گاڑی کی سپیڈ سلو کرتے ہوئے اسنے گاڑی سڑک کے کنارے روک دی۔۔ "یہی تو مسئلہ ہے یار۔۔ بہت

زیادہ اچھی لگ رہی ہو۔۔ مجھ معصوم، شریف انسان کی نیت خراب ہو رہی ہے۔۔!" اسکا ہاتھ تھام کر کہتے ہوئے وہ بے چارہ لگ رہا تھا۔۔ اس بار ہنسنے کی باری سامعہ کی تھی۔۔ وہ کھکھلا کر ہنسی۔۔ "ہاں ہاں اب ہنس لو تم۔۔۔ اڑا لو میری بے بسی کا مذاق۔۔۔ اگر یہ سر ضیغم کے گھر کا فنکشن نہ ہوتا تو۔۔ تو یہیں سے تمہیں لے کر غائب ہو جاتا یار۔۔۔!" وہ بڑی بے چارگی سے کہہ رہا تھا۔۔ اسکی فریاد سنتی سامعہ ہنستی چلی گئی..

"آپکے سر ضیغم کے گھر کا فنکشن ہوتا یا نہ ہوتا.. یہ میری دوست کی بارات کا فنکشن ہے, میں تو آپکے ساتھ کہیں نہ جاتی..!" سامعہ نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے اسکے ارمانوں پر پانی پھیرا.. زمان اسے گھور کر رہ گیا..

"ظالمہ... جاؤ میں نہیں لے کر جا رہا کہیں.. یہ گاڑی اب سٹارٹ نہیں ہو گی اور ہم دونوں یہیں.. اسی سڑک پر رات گزاریں گے..!" سٹئیرنگ پر ہاتھ مارتے ہوئے زمان نے سکون سے کہا. سامعہ فوراً اچھل کر سیدھی ہوئی..

"آر یو سیریس زمان..؟؟" پوچھتے ہوئے وہ خفا خفا سی لگ رہی تھی.. زمان ہولے سے ہنسا..

"ناٹ ایٹ آل...!" ہنس کر کہتے ہوئے اسنے گاڑی سٹارٹ کر دی. سامعہ کی جان میں جان آئی..

"میں تو ڈر ہی گئی تھی..!" اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے سامعہ نے ہنستے ہوئے کہا.. زمان نے زرا کی زرا گردن موڑ کر محبت بھری نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا..

"تم آج واقعی مجھے پاگل کر رہی ہو سامعہ...!" خوبصورت مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ نرمی سے کہہ رہا تھا..

"مجھے یہی پاگل قبول ہے..!" محبت سے کہتے ہوئے سامعہ نے اسکے شانے پر سر ٹکا دیا.. زمان کے دل میں ٹھنڈ سی پڑ گئی.. اگلے تین منٹ بعد وہ ہال کے پارکنگ ایریا میں گاڑی پارک کر رہا تھا.. سامعہ کا ہاتھ تھامے وہ جس وقت ہال میں اینٹر ہوا, اینٹرینس پر ہی ضیغم نے اسے گھیر لیا تھا.. مجبوراً اسے سامعہ کا ہاتھ چھوڑنا پڑا تھا.. وہ ہنستی ہوئی برائیڈل روم کی طرف بڑھ گئی..

"کہاں رہ گئے تھے یار..؟؟ ضرغام تو کب کا آ چکا ہے..!" سامعہ کے جاتے ہی ضیغم نے اسے آڑے ہاتھوں لیا..

"ان کا کوئی قصور نہیں ہے بھائی.. وہ تو میں نے ہی انہیں "ہیو آر ومینٹک جرنی" کہا تھا تو بس, ایم شیور.. اسی وجہ سے لیٹ آئے ہیں زمان بھائی.. اور آپ نے دیکھا نہیں, کیسے سامعہ بھابھی کا ہاتھ پکڑ کر بالکل ولیمہ کے کپل کی طرح, دونوں ہی دانتوں کی نمائش کرواتے ہوئے آرہے تھے..!" زمان کی بجائے پاس آتے ضرغام نے بڑی تفصیل سے ضیغم کو جواب دیا تھا.. جس پر ضیغم نے ایک ابرو اچکا کر زمان کی طرف دیکھا جبکہ زمان نے دانت پیستے ہوئے ضرغام کو گھورا..

"بڑے ہی کوئی جنگلی انسان ہو یار تم... مجھے کتنی خواہش تھی تم سے ملنے کی, اگر پتہ ہوتا کہ مل کر تم میری بھی بینڈ بجاؤ گے تو اس خواہش کا بروقت گلا گھونٹ دیتا..!" اپنی ہنسی دبا کر کہتے ہوئے زمان نے بھرپور تاسف کا اظہار کیا تھا جس کے نتیجے میں ضرغام کے حلق سے تو ہنسی کا فوارہ پھوٹ پڑا جبکہ ضیغم نے فقط مسکرانے پر اکتفا کیا تھا..

"بس جی دیکھ لیں.. میں بندہ ہوں ہی کمال..!" اپنی ہنسی روک کر کہتے ہوئے ضرغام نے خود اعتمادی سے کہا.. بدلے میں زمان نے خوشدلی سے اسے گلے سے لگا لیا..

"بے شک.. تم واقعی کمال بندے ہو...!" اسکی پیٹھ تھپکتے ہوئے وہ بڑے بھائیوں والے مان سمیت کہہ رہا تھا.

"مگر ابھی تو آپ نے کہا کہ میں جنگلی ہوں..!" ضرغام اسے چھیڑنے سے باز نہ آیا..

"وہ تو تمہاری ایڈیشنل کوالٹی ہے..!" زمان نے بھی بھرپور جواب دیا.. ضیغم مسکراتی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا.. زمان سے الگ ہوتے ہوئے ضرغام نے منتظر نگاہوں سے ضیغم کی طرف دیکھا. اسکی نگاہوں میں پنپتی خواہش سمجھ کر ضیغم نے سرعت سے اسے گلے لگا..

"شادی مبارک ہو میرے شیر... اللہ تمہیں اس امتحان میں کامیاب کرے..!" اسنے شرارتاً ضرغام کو دعا دی تھی.. ضرغام کھل کر ہنسا..

"آمین... آمین...!" ہنستے ہوئے وہ یہی کہہ پایا..

"بس.. اب اور مت ہنسنا.. نظر لگ جائے گی..!" ضیغم نے قدرے سنجیدگی سے ڈپٹنے والے انداز میں کہا.. اسکی محبت بھری ڈانٹ پر ضرغام کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی..

"جو حکم میرے بھائی کا..!" کہتے ہوئے اسنے سر کو زرا سا خم دیا.. زمان نے مسکراتی نگاہوں سے اسکا وجیہہ چہرہ دیکھا. وہ واقعی نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا.. معاً ان تینوں کا انہماک "بارات آگئی" کہ شور سے ختم ہوا تھا.. وہ تینوں اکرام فاروقی اور آغا جان کے ساتھ, خاندان کے چند بڑے مر حضرات کے ساتھ باہر نکل آئے... دلہن بنی کار سے نکلتا ملیحہ کا دولہا بلاشبہ ہینڈسم لگ رہا تھا.. اسکے چہرے پر سچی خوشی کی چمک تھی.. حمزہ اور اسکی فیملی کا استقبال بھرپور طریقے سے ہوا تھا.. نکاح تو مہندی کی رسم کے ساتھ ہی ہو چکا تھا, اب تو بس رخصتی ہونا باقی تھی.. ڈنر کے بعد فوٹو سیشن... دودھ پلائی, جوتا چرائی.. جیسی مختلف رسموں کے دوران وہ ضیغم اجلال کی نگاہوں کا مرکز بنی رہی تھی.. کبھی ساڑھی کے پلو سے الجھتی تو کبھی شانوں پر بکھرے بال پیچھے کرتی وہ اسے پورے فنکشن کے دوران بے کل کرتی رہی تھی.. خود تو وہ پرسکون تھی کیونکہ وہ نہیں جانتی تھی کہ تین دن پہلے کہی جانے والی ضیغم اجلال کی اس آخری بات کا مطلب کیا تھا.. نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا سوچ بیٹھا ہے.. جبکہ وہ خود اس تمام وقت میں ڈسٹرب رہا تھا.. ڈھیروں دعاؤں تلے ملیحہ آنسو بہاتی حمزہ کے سنگ رخصت ہو گئی تھی جبکہ مشال ضرغام کی سنگت میں واپس فاروقی ہاؤس ہی آگئی تھی.. ہاں اب فرق یہ تھا کہ اسے اپنے نہیں, ضرغام کے بیڈروم میں رہنا تھا...

◆◆◆◆

ایک تھکا دینے والے دن کے اختتام پر اسکے پور پور میں تھکن اتر رہی تھی.. وہ پینٹ کوٹ چینج کر کے روم میں واپس آیا تو وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے بیٹھی اپنے ہاتھوں سے چوڑیاں اتار رہی تھی.. اسنے بغور نشال کی جانب دیکھا۔۔ ایک نظر کا دیکھنا وہ دیکھتا چلا گیا۔۔ نگاہ بھٹکی تو بھٹکتی چلی گئی۔۔ غلافی آنکھیں ہر قسم کے میک اپ سے

پاک تھیں.. کاجل کی گہری لکیر جو اسنے فنکشن میں جانے سے پہلے اپنی آنکھوں کی پتلیوں میں کھینچی تھی اس سے پھیل کر رات کی سیاہی کو مزید گہرا کر رہی تھی.. چھوٹی سی ستواں ناک میں چھوٹا سا فیروزہ چمک رہا تھا.. بھرے بھرے گلابی لبوں پر سجی پنک لپ سٹک ہنوز تازہ لگ رہی تھی.. وہ یک ٹک اسے دیکھتا چلا گیا.. براؤن آنکھوں میں سرخائی اترنے لگی.. اسکی رائل بلیو ساڑھی کا پلو بار بار کندھے سے ڈھلک رہا تھا.. شاید وہ پنز اتار چکی تھی.. ڈائیڈ بال کندھوں سے پھسلتے ہوئے سینے پر آ رہے تھے..

ضیغم حقیقتاً پاگل ہونے لگا..

معاًنشال کو اسکی نگاہوں کا ارتکار محسوس ہوا تو اسنے سر اٹھا کر اپنے بائیں جانب چار پانچ قدموں کے فاصلے پر کھڑے ضیغم کو اپنی جانب تکتا پایا.. جانے اسکی آنکھوں میں ایسا کیا تھا کہ نشال کے دل نے بری طرح شور مچایا تھا۔۔ساڑھی کا پلو ٹھیک کرتے ہوئے وہ فوراً کھڑی ہوئی..

"وہ۔۔۔آپ چینج کرنے چلے گئے تھے تو۔۔۔میں، جیولری۔۔!" اسکی بات حلق میں ہی کہیں دبتی چلی گئی۔۔وہ اسکے قریب آ رہا تھا۔

"میں ڈریسنگ روم میں چلی جاتی ہوں۔۔!" جلدی سے کہتے ہوئے نشال نے کنی کترا کر اسکی سائیڈ سے گزرنا چاہا تھا جب ضیغم نے اسکی کلائی تھامتے ہوئے اسے ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچ لیا۔

"اب یہ مزاحمت فضول ہے سویٹ ہارٹ۔۔ ضیغم اجلال تو، گھائل ہو چکا ہے۔۔!" اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے وہ اسکی جان نکال گیا تھا۔۔" ضیغم ایک منٹ پلیز۔۔میری بات سنیے۔۔!" نشال نے کمزور آواز میں درخواست کی تھی مگر وہ ان سنی کیے اسے اپنے بازوؤں میں بھرتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھنے لگا۔۔نشال کی سانسیں بند ہونے لگیں۔۔۔دھڑکنوں کا شور مچانا اسے کسی طور قابو نہیں ہو رہا تھا۔۔معاًنشال کے ذہن میں جھماکا

ہوا تھا۔۔کل اُن کا ولیمہ تھا۔۔ہاں کل ہی تو انکا ولیمہ تھا۔۔تو کیا وہ واقعی آج فار میلیٹی نبھانے والا تھا۔۔؟؟نشال کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔

******************************

اسنے بری طرح دھڑکتے دل کو سنبھالتے کی کوشش کرتے ہوئے اسکی پناہوں سے آزاد ہونے کی کوشش کی تھی۔۔ ضیغم نے بہت نرمی سے اسے بیڈ پر بٹھا دیا۔۔ پھر خود وہ دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔اسے کمرے کی لائیٹس آف کرتا دیکھ نشال کی حیرت سے پھیلی آنکھوں میں تیزی سے آنسو آئے تھے۔۔اسنے سرعت سے بیڈ سائیڈ لیمپ آن کیا تھا۔۔اور خود بیڈ سے اتر کر ڈریسنگ روم کی طرف بھاگی۔۔اسکی کاروائی نوٹ کرتے ضیغم نے اپنے لبوں پر امڈتی مسکراہٹ کو چھپاتے ہوئے دو قدم آگے بڑھ کر اسکی کلائی تھام لی۔۔

"ویسے تو محبت کے بہت دعوے کیا کرتی تھیں، اب عملی ثبوت دینے کا وقت آیا ہے تو بھاگ رہی ہو۔۔؟؟" اسکی نازک کمر کے گرد اپنے بازوؤں کا مضبوط حصار بناتے ہوئے وہ بڑی نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔اسکے سوال کا مطلب سمجھتے ہوئے نشال کی پیشانی عرق آلود ہو گئی۔۔

"آ۔۔آپ مم۔۔میرے ساتھ۔۔زیادتی کر رہے ہیں ضیغم۔۔!" وہ بھیگی ہوئی آواز میں منمنائی۔۔ "میں تمہیں اس زیادتی کے متعلق پہلے ہی آگاہ کر چکا تھا میری جان۔۔!" وہ بہت دھیمی آواز، میں اسکے کان میں سرگوشی کر رہا تھا۔۔جذبات سے بوجھل اسکا بھاری لہجہ نشال کا دل موم کر رہا تھا۔۔وہ اسے لیے واپس بیڈ کی طرف آ گیا۔۔

"آپکو پتہ ہے۔۔ آپ۔۔۔ بب۔۔۔ بہت برے ہیں۔۔۔!"روتی ہوئی نشال نے جیسے دہائی دی تھی۔۔ "ہمم۔۔ سب پتہ ہے، مگر اس برے کو تم ہی نے پاگل کیا ہے، کس نے کہا تھا کہ اس قدر سجو، سنورو۔۔۔ !" اسکے کان سے جھمکا اتارتے ہو

ئے وہ مسکاتے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔ مگر اسکی قید میں بے بس، وہ اپنے آپ سے گھبراتی اسے جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔۔ ورنہ اسے ضرور بتاتی کہ اسے سجنے سنورنے کے لیے اس ظالم نے ہی کہا تھا۔۔

"ضیغم پلیز۔۔۔!" اسے سائیڈ لیمپ آف کرتا دیکھ نشال کے لب پھڑ پھڑائے تھے۔۔ مگر اسکی التجا ان سنی کرتے ہوئے ضیغم اجلال نے اپنے جلتے ہوئے لب اسکی بھیگی آنکھوں پر رکھ دیے۔۔ جیسے وہ نرم لمس ان آنکھوں کے بہتے آنسوؤں کا مداوا ہی تو تھا۔۔ نشال کی ساری مزاحمتیں اسکی مضبوط پناہوں میں دم توڑتی چلی گئیں۔۔ اس نے بے بس ہوتے ہوئے خود کو اسکے حوالے کر دیا تھا، جسکی جنون خیزیاں آج عروج پر تھیں۔۔ وہ جو کتنا سخت بولتا تھا، آج اتنا قریب تھا تو چھونے کا انداز کس قدر نرم تھا۔۔ گزرتی رات کے ساتھ، رات کی تاریکیاں بڑھ رہی تھیں۔۔ سرد آسمان پر بادلوں نے شور مچایا تھا۔۔ باہر تیز بارش شروع ہو چکی تھی۔۔ اس ٹھنڈی رات میں آسمان پر گرجتے بادل جیسے جھوم اٹھے تھے، برستی تیز بارش ان دونوں کے ملن پر ناچتی، مستیاں کرتی ہوئی زمین کے سینے کو بھگوتی تو کہیں سبز پتوں کو چومتی میٹھی سرگوشیاں کر رہی تھی۔۔ جبکہ دوسری جانب دور، کہیں دور فاروقی ہاؤس میں یہی بارش مشال علوی کے

لیے وحشتوں کا پیغام لائی تھی۔۔۔

♦♦♦♦.

گھٹاٹوپ اندھیرا اور اس پہ مستزاد برستی تیز بارش۔۔۔ بادلوں کی گڑگڑاہٹ اسکا دل ہولا رہی تھی۔۔ کمرے کی بتیاں گل کر دی گئی تھیں، یا شاید پورے فاروقی ہاؤس، کی لائٹ جا چکی تھی۔۔ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی مشال کی آنکھوں میں خوف کے گہرے سائے لہرا رہے تھے۔۔ اچانک آسمان پر دور کہیں بجلی کڑکی تھی، وہ ڈر کے مارے سرعت سے گھٹنوں میں اپنا سر چھپا گئی تھی۔۔ دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔۔ پورے گھر میں رات کے اس پہر وہ تنہا بیٹھی بھیگی آنکھیں میچے کانپ رہی تھی۔۔ معاً اسے اپنے پاس، بے حد پاس کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔۔ خشک ہوتے حلق کو تر کرنے کے لیے اسنے تھوک نگلا۔۔ پھر ڈرتے ڈرتے سر اٹھا کر اپنے بائیں طرف بیڈ پر دیکھا۔۔ بیڈ کی بے شکن چادر پر گلاب کی پتیاں بکھری پڑی تھیں۔۔ بیڈ کے اطراف میں تازہ گلاب کے پھولوں کی لڑیاں لٹک رہی تھیں۔۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس سجے ہوئے کمرے کو دیکھ رہی تھی جب اسے کسی کی گرم سانسوں کی تپش اپنے دائیں جانب گردن سے اوپر، کان کے پاس محسوس ہوئی۔۔

"مشال ڈارلنگ۔۔۔۔!" وہ ہی بھدی، سفاکیت سے بھرپور آواز۔۔ سن کر مشال کا بری طرح دھڑکتا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔۔ مشال نے سرعت سے دائیں جانب گردن گھمائی۔۔ اسکے قریب بیٹھا وہ اپنی خونی آنکھوں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ لبوں پر مکروہ مسکراہٹ تھی، انگلیوں میں دبا، وہ ہی جلتا ہوا سگریٹ۔۔۔ بے ساختہ اپنے بائیں گال کو چھوتے ہوئے مشال زرا سا پیچھے کو کھسکی۔۔ اسکے اس حفظ ماتقدم پر وہ ایک بھرپور قہقہہ لگا کر ہنسا۔۔۔ جیسے اسکی بے بسی کا مذاق اُڑایا تھا۔۔ خوف کی شدت سے مشال کی آواز حلق میں ہی کہیں گُھٹ سی گئی۔ آنسو لڑیوں کی صورت آنکھوں سے بہنے لگے۔۔۔ "دیکھو مشال۔۔۔ دیکھو اس کمرے کو، ان سرخ پھولوں کو۔۔۔" کمینگی سے کہتے ہوئے اسنے لٹکتی لڑیوں میں سے ایک کو اپنی مٹھی میں لیتے ہوئے اپنی ناک کے قریب لے جا کر سونگھا۔۔

"دیکھو آج ایک بار پھر۔۔ میں، تم، برستی بارش اور یہ خوبصورت رات۔۔ آؤ، ادھر میرے پاس آؤ۔۔!" کہتے ہوئے زاویار بیگ نے اپنا سگریٹ والا ہاتھ اسکی طرف بڑھایا تھا۔۔ بھیگی، لرزتی پلکوں سے اسکی جانب دیکھتی مشال نے بے ساختہ نفی میں گردن ہلائی تھی۔۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔!! گھٹی گھٹی سے آواز بہت مشکل سے نکل پائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اوہ کم آن بے بی۔۔۔!" سنگدلی سے کہتے ہوئے زاویار نے اسکی کلائی تھام کر اسے اپنی جانب کھینچ لیا۔۔ مشال نے چیخنا چاہا تھا مگر اسکی آواز۔۔۔ہاں اسکی آواز۔۔ وہ شاید گونگی ہو چکی تھی۔۔ اسکی آواز اسکا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔۔ اس دوران مشال کو پہلا خیال اسی کا آیا تھا ہاں اسے شدت سے ضرغام اکرام یاد آیا تھا۔۔ وہ اسے پکارنا چاہتی تھی مگر پکار نہیں پا رہی تھی۔

"ضر۔۔۔ ضرغام۔۔۔!" اسکے بے بس لبوں نے بڑی مشکل سے جنبش کی تھی۔۔ سن ہوتے ہاتھوں نے زاویار بیگ کا چہرہ نوچنے کی کوشش کی تھی جو اس پر جھکا ایک بار پھر اسے نوچ کھسوٹ ڈالنے والا تھا۔۔ وہ خباثت سے ہنستے ہوئے جلتی ہوئی سگریٹ اب اسکے دائیں گال کی طرف بڑھا رہا تھا۔۔ مشال نے اپنے کانپتے ہاتھوں سے مزاحمت کرتے ہوئے اپنی پوری طاقت لگا کر چلانے کی کوشش کی تھی۔۔ اور اس بار وہ اپنی کوشش میں کامیاب رہی تھی۔۔

"ضرغام۔۔۔۔ ضرغ۔۔ غام۔۔۔۔۔۔ ضرغام۔۔۔ تم کہاں ہو۔۔۔؟؟" وہ روتے ہوئے اسے پکار رہی تھی۔۔

"ضرغام۔۔۔۔۔!" اس بار اسنے اپنا پورا زور لگایا تھا۔۔ پسینے میں شرابور وہ بیڈ کے وسط میں بیٹھی اس تنہا کمرے میں ضرغام کو پکار رہی تھی۔۔

.♦♦♦♦

"افففف۔۔۔۔"کاؤچ پر ڈھیتے ہوئے اسنے اپنا دکھتا سر دبایا۔۔"ویسے ظلم کی انتہا کر دی گئی ہے زمان بھائی۔۔" اپنی پیشانی مسلتے ہوئے وہ بڑی بے چارگی سے کہہ رہا تھا۔۔

"مجھ پر ناں۔۔؟؟"پوچھتے ہوئے زمان نے اپنی ہنسی دبائی۔۔اسکے مظلومانہ سوال پر ضرغام فوراًٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔۔

"آپ پر نہیں مجھ پر۔۔۔!"شیروانی کے اوپری بٹن کھولتے ہوئے ضرغام نے دانت پیستے ہوئے کہا۔۔"لو جی۔۔ بیوی پر میری قبضہ جمایا ہوا ہے تم سب نے اور ظلم کی انتہا تم پر ہو رہی ہے۔۔؟؟کافی انوکھی خبر ہے میرے لیے۔۔!"زمان نے بدمزہ ہو کر جواب دیا۔۔

"آہ یہ جدائی کا دکھ۔۔۔!"ضرغام نے اسکے لیے مصنوعی آہ بھری۔۔

"آپکی تو ہر بات کا ہی اختتام سامعہ بھابھی پر آکر ہوتا ہے۔۔ارے میرے بھائی۔۔بیوی کے علاوہ اور بھی بہت دکھ ہیں زمانے میں۔۔،!"ضرغام نے مسکاتے لہجے میں کہا۔انداز چھیڑنے والا تھا۔۔

"اور وہ زمانے کے کون سے دکھ ہیں جن کا پہاڑ تم پر ٹوٹ پڑا ہے۔۔؟؟"وہاں آتی سامعہ جو اسکی آخری بات سن چکی تھی،زمان کی پشت پر صوفے کے پاس کھڑے ہوتے ہوئے،زمان کے مقابل براجمان ضرغام سے پوچھ رہی تھی۔۔انداز میں مصنوعی تیکھا پن تھا۔

ضرغام نے فوراًاپنی مسکراہٹ دبا کر چہرے پر معصومیت بھرے تاثرات سجا لیے۔۔

"میری پیاری بھابھی۔۔۔اس سے بڑھ کر ظلم، اور کیا ہو گا کہ میں معصوم اپنی شادی میں بھی کام کرتا رہا ہوں۔۔ ٹیلرز کی شاپس کے چکر میں نے لگائے، گھر والوں کو شاپنگ میں نے کروائی۔۔پورا فاروقی ہاؤس میں نے ڈیکوریٹ کروایا۔۔ایوَن اپنی بارات لانے کی بجائے، افففف بتاتے ہوئے دل خون خون ہو رہا ہے۔۔دونوں برائیڈلز کو ہال بھی میں ہی لگ کر آیا۔۔یوں فیل ہو رہا تھا کہ میں دولہا نہیں، شوفر ہوں شوفر۔۔آپ خود حساب لگائیں کہ میں نے کتنا کام کیا۔۔اتنا کام کیا کہ افففف۔۔۔اب سر میں درد ہو رہا ہے۔۔پلیز ایک کپ چائے ہی بنا دیں۔۔!" اسے اپنے کام کی تفصیل بتاتے ہوئے آخر میں ضرغام نے اسے چائے بنانے کا کہہ کر حقیقتاً سامعہ پر ہی ظلم کر دیا تھا۔۔

"اور بیٹا جان ہالز کی بُکنگ۔۔؟؟ گیسٹس سے ڈیلنگ۔۔؟؟ سروِنگ۔۔؟؟ اور تمہاری ماں کو راضی کرنے کا جو عظیم معرکہ میں نے سر انجام دیا ہے۔۔اسے کس کھاتے میں لکھو گے تم۔۔؟؟" پیچھے سے آکر اسکا کان مروڑ کر پوچھتے ہوئے اکرام صاحب نے آخری سوال بہت دھیمی آواز میں پوچھا تھا۔۔

"جی ہاں۔۔۔اور وہ تمام کام جو پچھلے کئی دنوں سے میں اور سر ضیغم کرتے آرہے ہیں انکی تو گنتی بھی پاسیبل نہیں ہے انکل۔۔اور اس لاڈلے کی باتیں سنیں زرا آپ۔۔لارڈ صاحب دو چار کام کر کے دہائیاں دے رہے ہیں۔۔!" مصنوعی سنجیدگی سے کہتے ہوئے زمان نے جلتی پر تیل چھڑکا۔۔

اسکے دو چار کام کہنے پر ضرغام کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل گئیں جس پر سامعہ نے بامشکل اپنی ہنسی ضبط کی تھی۔۔

"آپ لوگ باتیں کریں میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔۔ویسے بھی کوئی ٹائم جا رہا ہے، بارش ہونے ہی والی ہے۔۔اور اگر ایک بار بارش شروع ہو جائے تو پھر میں بارش انجوائے کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کر پاتی۔۔!" کہتے ہوئے سامعہ ہولے سے ہنس دی۔۔زمان کے لب بھی اسکے بچپنے پر مسکرائے۔۔

"چائے بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بیٹا۔۔یہ نالائق تو اب اپنے کمرے میں جائے گا، اسکو ہرگز اور ہرگز چائے نہیں دینا۔۔۔اور میں آغا جان کے پاس جا رہا ہوں۔۔انکے روم میں میری چائے تو شاید اب تک ٹھنڈی بھی ہو چکی ہو گی۔۔لیکن خیر، شازمہ کے ہاتھ کی ٹھنڈی چائے کا بھی اپنا ہی مزہ ہے۔۔۔باقی تم زمان بیٹے کے ساتھ بارش انجوائے کرو۔۔بلکہ اگر کہیں باہر جانا چاہو تو پورچ سے میری گاڑی لے جانا۔۔یہ لو چابی۔۔!" نرمی سے کہتے ہوئے اکرام صاحب نے اپنی واسکٹ کی جیب سے چابی نکال کر زمان

کی طرف اچھالی جسے اس نے ہنستے ہوئے بروقت کیچ کیا۔۔

"آئیڈیا برا نہیں ہے۔۔چلو سامعہ۔۔ہم بارش ہونے سے پہلے ہی نکلتے ہیں۔۔!" مسکرا کر کہتے ہوئے زمان نے سامعہ کی طرف دیکھتے ہوئے ایک آنکھ دبائی۔۔وہ جھینپ گئی۔۔

"اُٹھو تم۔۔۔!" انہوں نے بغلیں جھانکتے ضرغام کا کان پکڑتے ہوئے کہا۔۔

"اوئی۔۔یار بابا جانی نہ کریں ناں، جا تو رہا ہوں۔۔!" کاؤچ سے اٹھتے ہوئے ضرغام نے ہنستے ہوئے کہا۔۔

"مجھے تمہارے ارادے نہیں لگ رہے ناں۔۔!" اسکے شانے پر ہاتھ مارتے ہوئے انہوں نے مصنوعی پن سے کہا۔۔

"ارے نہیں نہیں۔۔!" اپنا سرخ پڑتا کان مسلتے ہوئے اسنے فوراً کہا۔

اکرام صاحب مسکرا دیے۔۔ پھر اپنی پشت پر ہاتھ باندھتے ہوئے پلٹ گئے۔۔

"سامعہ تم چلو میں آتا ہوں۔۔، شال لے لینا۔۔ باہر سردی ہے بہت۔۔!" زمان نے سامعہ کو مخاطب کیا جو ضرغام کی درگت بنتی دیکھ کھی کھی کر رہی تھی۔۔ زمان کے کہنے پر جھٹ اثبات میں سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔۔

"بیسٹ آف لک۔۔!" زمان نے پریشان کھڑے ضرغام کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے آہستگی سے کہا۔ وہ جان گیا تھا کہ ضرغام شرما رہا ہے۔۔

"تھینک یو۔۔۔!" شیروانی کے کھلے بٹن بند کرتے ہوئے ضرغام نے توقف سے کہا۔ براؤن آنکھوں میں الجھن سی تھی۔ اسے وہیں چھوڑ کر زمان باہر نکل آیا تھا کیونکہ ضرغام کی شکل بتا رہی تھی کہ اسے خود کو کمپوز کرنے کے لیے تنہائی چاہیئے۔۔ جس وقت سامعہ شال لپیٹ کر باہر آئی تھی بارش شروع ہو چکی تھی۔۔ گاڑی تک آتے آتے وہ تھوڑی بہت بھیگ گئی تھی۔۔

"مجھے لگتا ہے بارش بہت تیز ہونے والی ہے۔۔ ہمیں نہیں جانا چاہئیے زمان۔۔!" اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے سامعہ نے کچھ فکرمندی سے کہا۔ مگر زمان نے ان سنی کر کے گاڑی گیٹ سے باہر نکال لی۔۔

"میں نے کچھ کہا ہے شاید۔۔!" اسے مین روڈ پر گاڑی ڈالتے دیکھ سامعہ نے اسے دوبارہ مخاطب کیا۔۔ "ڈر لگ رہا ہے کیا۔۔؟؟" زمان نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔۔ سامعہ کے لب اسکے سوال پر بے ساختگی سے مسکرائے۔۔

"آپ کے ہوتے ہوئے مجھے ڈر کیوں لگے گا بھلا۔۔؟؟" کہتے ہوئے وہ مسکرائی۔۔ بارش نے باہر زور پکڑ لیا تھا۔۔ آسمان پر بادلوں کی گرج چمک جاری تھی۔۔

"تو پھر۔۔۔؟؟بس ان لمحوں کو محسوس کرو سامعہ۔۔یہ لمحے۔۔یہ پل۔۔۔یہ رات۔۔بارش کی یہ بوندیں۔۔سب کچھ بہت حسین ہے۔۔بالکل تمہاری طرح۔۔۔!"اسکا نازک ہاتھ تھامتے ہوئے وہ گھمبیر لہجے میں بول رہا تھا۔۔

"تو پھر گاڑی روکیے ناں۔۔میں اس بارش کو محسوس کرنا چاہتی ہوں۔۔۔!"اسکا بازو ہلاتے ہوئے سامعہ نے پرجوش آواز میں کہا۔۔زمان نے گاڑی کی سپیڈ ہلکی کرتے ہوئے گاڑی روک دی۔۔سامعہ نے جھٹ گاڑی کا دروازہ کھولنا چاہا تھا جب زمان نے سرعت سے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکی کلائی تھام لی۔۔

"یہ بارش تو اب۔۔۔ساری رات برسے گی سامعہ۔۔اس بارش کو محسوس کرنے کے لیے تمہارے پاس ساری رات ہے۔۔مگر میرے پاس۔۔تمہیں محسوس کرنے کے لیے۔۔صرف یہ چند لمحات ہیں۔۔!"سنجیدگی سے کہتے ہوئے زمان نے اسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب کر لیا۔۔سامعہ نے اسکی بات پر ناسمجھی سے اسکی جانب دیکھا۔۔وہ اسکی بات کا مطلب پوچھنا چاہتی تھی مگر اسکی سیاہ آنکھوں میں پھیلی سنجیدگی اور چہرے پر چھائی کرختگی نے اسے گنگ کر دیا تھا۔۔

"زمان یہ آپ۔۔کک۔۔کیسی باتیں، کر رہے ہیں۔۔؟؟"وہ بامشکل پوچھ پائی تھی مگر زمان اسے جواب دینے کی بجائے بس یک ٹک اسے دیکھتا رہا۔۔اسکی سیاہ روشن آنکھوں میں آج ویرانی سی تھی۔۔اسے مسلسل دیکھتا وہ آنکھوں کے ذریعے اسے دل میں اتار رہا تھا۔۔

"آئی لو یو سامعہ۔۔آئی لو یو سو مچ۔۔!"سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ اسکی پیشانی پر جھکا تھا اور اپنے بے قرار لب اسکی سرد پیشانی پر رکھ دیے۔۔سامعہ کو اسکا انداز عجیب سا لگا۔۔

"زمان۔۔ سب ٹھیک تو ہے ناں۔۔؟؟"متفکرانہ انداز میں پوچھتے ہوئے سامعہ نے بے اختیار اسکے رخسار کو چھوا تھا۔۔ اسے اپنی ہتھیلی پر زمان کے چہرے پر اگی کھردری شیو کی ہلکی سے چبھن محسوس ہوئی تھی۔۔ اسکے سوال پر زمان کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ابھرنے لگے۔۔ اسنے بنا کچھ کہے سامعہ کو خود میں بھینچ لیا۔۔ سامعہ کا دل کسی انہونی کے احساس سے دھڑکنے لگا۔

"زمان مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔!"سامعہ نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔۔ باہر بارش تیزی سے برس رہی تھی۔۔، اور یہاں سامعہ کی آنکھیں جانے کیوں گیلی ہو رہی تھیں۔۔ زمان کا دل اس پل جیسے پتھر ہو گیا۔۔ اسے بائیس سال پرانی سیاہ رات کی تاریکی اپنے آس پاس محسوس ہونے لگی۔۔ گو بائیس سال پہلے وہ رات کی تاریکی یا دن کے اجالے محسوس کرنے کے قابل نہیں تھا مگر اسنے اپنی نانی کے منہ سے بارہا اس رات کی سیاہی کی بابت سنا تھا۔۔

"میری جان۔۔۔ میری زندگی۔۔ میری محبت۔۔۔ میری سانسوں میں بستی ہو تم سامعہ۔۔۔"اسکے بال چومتا وہ بوجھل آواز میں کہہ رہا تھا۔۔ سامعہ اسکی اس قدر دیوانگی پر خوش ہونا چاہتی تھی۔۔ مسرور ہونا چاہتی تھی مگر جانے کیوں، دل بے ہنگم انداز میں دھڑک رہا تھا۔ جانے دل کی بڑھتی افسردگی اسے کیوں خوش، ہونے سے روک رہی تھی۔۔ زمان نے بہت شدت سے اسکی آنکھ کے قریب سیاہ تل کو چوم لیا۔۔ سامعہ کی پلکیں اسکی وارفتگی پر لرزنے لگیں۔

"زمان۔۔۔!"سامعہ کے لب پھڑپھڑائے تھے۔۔

"ششش۔.... تم نہیں جانتی سامعہ۔۔۔ مجھے۔۔ اپنی زندگی سے، اپنی سانسوں سے۔۔ اس پل کتنی نفرت محسوس ہو رہی ہے۔۔۔ سن رہی ہو۔۔۔ مجھے اپنے آپ سے نفرت ہے کیونکہ میں نے تم سے محبت کی۔۔۔ سنا تم نے۔۔۔

مجھے تم سے شدید نفرت ہے۔۔۔ شدید ترین۔۔۔۔!" اسے ایک جھٹکے سے خود سے الگ کرتے ہوئے وہ دہاڑا تھا۔۔

سامعہ خوفزدہ ہو کر گاڑی کے دروازے سے جا چپکی۔۔ اسکا یہ بدلتا روپ اسے گنگ کر گیا تھا۔۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی جو شدید تنفر سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

"زمان۔۔۔۔!" بے یقینی سے اسکی جانب دیکھتی سامعہ کے لبوں نے جنبش کی تھی۔ وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر برستی بارش میں باہر نکل گیا۔۔ سامعہ بھی تیزی سے باہر نکلی تھی۔ وہ گاڑی کے بند دروازے سے ٹیک لگائے دوسری طرف منہ کیے کھڑا بارش میں بھیگ رہا تھا۔۔ وہ سرعت سے گھوم کر اسکی جانب آئی۔۔ سامعہ کے دل میں کہیں آس سی تھی کہ وہ مسکرائے گا اور کہہ دے گا کہ میں تو مذاق کر رہا تھا مگر۔۔ صد افسوس کہ زمان کے بھیگے چہرے کے تاثرات سرد تھے، اتنے کہ مذاق جیسی چیز کی کوئی گنجائش نکلتی نظر نہیں آ رہی تھی۔۔

"مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔۔؟؟ کوئی کوتاہی۔۔؟؟ اگر آپ مجھ سے خفا ہیں تو میں آپ سے معافی مانگ لیتی ہوں۔۔۔ مگر پلیز۔۔ ایسے مت کہیں زمان۔۔ یوں منہ مت موڑیں پلیز۔۔!" اسکے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ ملتجی ہو کر بولی۔۔ وہ رو نہیں رہی تھی، مگر اسکا لہجہ رو رہا تھا۔۔ اسکے نازک ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔ اسکی التجا ان سنی کیے وہ اپنی جگہ ٹھس سا کھڑا رہا۔۔ نگاہوں کا مرکز سامعہ نہیں تھی۔۔ سامعہ کے دل کی حالت خراب ہونے لگی۔۔ بارش تیز سے تیز تر ہو رہی تھی مگر وہ دونوں برستی بارش کی سردی سے بے نیاز اپنے اپنے محور میں کھڑے جھلس رہے تھے۔۔ ہاں انکے محور بدل چکے تھے۔۔ انہیں زمان احمد نے بدل دیا تھا۔۔

"زمان ہوا کیا ہے۔۔۔؟؟" اسے مسلسل خاموش دیکھ کر سامعہ نے اسکی شرٹ کا کالر پکڑتے ہوئے قدرے سختی سے پوچھا۔۔ چہرہ بارش کے پانی سے بھیگ رہا تھا مگر آنکھیں ہنوز خشک تھیں۔۔

"بی بی اپنی حد میں رہو۔۔۔ میں غیر عورتوں کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ یوں میرے قریب آئیں۔۔۔!!" زمان نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہتے ہوئے اپنا گریبان اسکی مٹھی سے آزاد کروایا۔۔ انداز زمان جیسا نہیں، ڈی-ایس-پی زمان احمد والا تھا۔۔ اسکے بے گانہ لب و لہجے پر سامعہ کا دل ڈوب سا گیا۔۔ آنکھوں کی ساکت پتلیوں میں آنسوؤں کی نمی سے چمکی تھی۔۔ "غیر۔۔۔؟؟ غیر عورت۔۔؟؟ غیرت عورت ہوں میں۔۔؟" پوچھتے ہوئے اسکی آواز میں صدمہ تھا۔۔ وہ اس سے نظریں نہیں ملا رہا تھا۔۔

"آپکی بیوی ہوں میں زمان احمد۔۔۔۔!" اسے خود سے بے پرواہ کھڑے دیکھ وہ اسے جھنجھوڑتے ہوئے چلائی تھی۔۔ اس بار آنکھوں کی نمی بارش کے پانی کے ساتھ گالوں پر بکھر گئی تھی۔۔ ایک گہرا سانس لیتے ہوئے زمان نے بے تاثر نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔ کیا تھا ان آنکھوں میں۔۔؟؟ نہ چاہت۔۔۔۔۔ نہ محبت۔۔۔۔۔۔ نہ وہ نرمی۔۔۔۔۔ نہ کوئی توجہ۔۔۔۔۔۔بس۔۔۔ ایک سرد سا تاثر تھا اپنے اندر بھرپور بے گانگی لیے ہوئے۔۔ اس ایک نظر نے سامعہ نواز علوی کو اس پل پتھر سا، کر دیا تھا۔۔ سامعہ نے اس پل جیسے خود کو مرتے دیکھا تھا۔۔ زندگی رائیگاں جاتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ اسکے

سامنے، ایک قدم کے فاصلے پر کھڑا شخص وہ زمان نہیں تھا جسے وہ جانتی تھی۔۔ وہ تو کوئی اور ہی تھا۔۔۔

"جانتی ہو میں کون ہوں۔۔۔؟؟" اسکی بے یقین آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ سرد مہری سے پوچھ رہا تھا۔۔

سامعہ نے اپنی دھندلی آنکھوں سمیت سر نفی میں ہلایا۔۔

ہاں وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کون ہے۔۔ زمان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ۔۔ زمان احمد نہیں ہے۔۔ ہاں وہ زمان احمد تھا بھی نہیں۔۔ سامعہ چپ چاپ سن ہوتے حواسوں سے اسکے ہلتے لب دیکھ رہی تھی۔۔۔

.♦♦♦♦

وہ کچھ دیر تو یونہی کھڑا رہا پھر خود کو کمپوز کرتا سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ کوریڈور میں چلتا اپنے کمرے کے دروازے پر آکر رکا تھا۔ ڈور ناب آہستگی سے گھما کر، دروازہ کھولتا وہ اندر داخل ہو گیا۔ اسکا استقبال تازہ گلاب کے پھولوں کی خوشبو نے کیا تھا۔ تازہ گلابوں سے سجی سیج پر، بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر لیٹنے کے سے انداز میں بیٹھی وہ یقیناً محوخواب تھی۔۔ وہ مضبوط چال چلتا بیڈ کی طرف آیا تھا۔ پچھلے کئی دنوں کی تھکاوٹ اسکے روم روم میں رچی بسی اسے سہانی نیند کی ترغیب دے رہی تھی جبکہ بھیگی رات کے وہ حسین لمحے اسکی تھکاوٹ بڑھانے کو بے تاب ہو رہے تھے۔۔ وہ بے بسی سے اپنے لب بھینچتا بہت آہستگی سے اسکے قریب ہی بیڈ پر بیٹھ گیا۔ گھنیری پلکوں کی باڑ عارضوں پر گرائے وہ گہری نیند میں لگ رہی تھی۔۔ بھرے بھرے کٹاؤ دار لبوں پر سجی ڈارک ریڈ کلر کی لپ سٹک اسکے لبوں کی حیت کو مزید دلفریب بنا رہی تھی۔۔ وہ چپ چاپ، خاموش نگاہوں سے اسکی چھوٹی سے ستواں ناک میں پہنائی گئی اس بڑی سی نتھ کو دیکھتا رہا جو اسکا دل بے قرار کر رہی تھی۔۔ اسکے گلابی چہرے پر زمانے بھر کی معصومیت تھی یا شاید ضرغام کو ہی لگی۔۔ بہر حال، وہ اسکا یہ سجا سنوارا روپ آنکھوں کے راستے دل میں اتار رہا تھا۔ باہر بارش کی رفتار بڑھتی جا رہی تھی، گو ٹھنڈ بڑھ رہی تھی مگر ضرغام اکرام کا اندر جل رہا تھا، جھلس رہا تھا۔۔

اپنے دل کی سرگوشیوں سے مجبور ہو کر اسنے آہستگی سے ہاتھ بڑھایا تھا اور اسکے بائیں گال پر کنندہ اس "Z" کے واضح نشان کو چھو لیا۔ بنا پلکیں جھپکے وہ یک ٹک اس نشان کو دیکھ رہا تھا۔ ہاں اسے وہ نشان بھی عزیز تھا، بہت زیادہ۔۔ یا شاید بے حد۔ گال سے پھسلتی ہوئی اسکی نگاہ گردن کی طرف آئی تھی جس پر موجود نشان جڑاؤ گلوبند نے کافی حد تک چھپا دیا تھا۔ ضرغام کی براؤن آنکھوں میں سرخ ڈورے سے ابھرنے لگے۔۔ دل کی خواہشیں

بے لگام نے لگیں تو وہ ایک لمبا سانس بھرتے ہوئے وہ اسکے پاس سے اُٹھ گیا۔۔واش روم میں گھس کر وہ کافی دیر ٹھنڈے پانی سے شاور لیتا رہا۔۔جذبات کی آگ اس ٹھنڈے پانی سے بجھانا ممکن تو نہ تھا مگر وہ کوشش کر رہا تھا۔۔ تقریباً بیس سے پچیس منٹ بعد وہ رف ٹراؤزر وہ شرٹ میں باہر آیا تو وہ ہنوز سو رہی تھی۔۔کمرے کی ساری لائیٹس آف کر کے وہ بالکونی میں چلا آیا۔۔

بارش کے زور میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی تھی۔۔جانے یہ بارش کس کس کے جذبات سرد کرنے والی تھی۔۔بے حسی سے سوچتا وہ خود ہی پھیکی ہنسی ہنس دیا۔۔بارش کے ساتھ خنک ہوا کے جھونکے اسکے گیلے بالوں کو چھو کر گزر رہے تھے۔۔سردی کی شدت سے بے نیاز وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے لان میں پھیلی ہلکی زرد روشنی دیکھ رہا تھا۔۔اسکے عنابی ہونٹ سردی کی شدت سے نیلے پڑ رہے تھے مگر اپنے لبوں کی ٹھٹھراہٹ سے انجان وہ اپنی ذات میں گم برستی بارش اور چمکتی بجلی کو دیکھ رہا تھا۔اسکے پتھر وجود کو دیکھتے درختوں کے بھیگے پتے اسکی حالت پر افسوس کر رہے تھے۔۔انہیں اسکے ساکت وجود پر کسی بت کا گمان ہو رہا تھا کہ جب۔۔۔اس کے منجمد وجود میں حرکت ہوئی تھی۔۔اسکے سن ہوتے کانوں نے اپنے نام کی پکار سنی تھی۔۔ہاں وہ اسے پکار رہی تھی۔۔وہ سرعت سے پلٹا تھا، پلٹنے پر پاؤں من من بھاری ہوتے محسوس ہو رہے تھے مگر اپنے برف ہوتے وجود کا بوجھ ڈھوتے ہوئے وہ تیزی سے کمرے میں واپس آیا تھا۔۔وہ بیڈ کے وسط میں بیٹھی، فضا میں ہاتھ چلاتی اسے ہی پکار رہی تھی۔۔ضرغام بے تابانہ اسکی طرف بڑھا تھا۔۔

"مشال۔۔۔!"اسکی طرف بڑھتے ہوئے ضرغام نے تفکر زدہ آواز میں اسے پکارا۔۔

"نننن نہیں۔۔ چھوڑو مجھے۔۔ ذلیل انسان۔۔ چھوڑ دو مجھے۔۔ ضرغام۔۔۔ ضرغام۔۔۔!" وہ روتے ہوئے بلند آواز میں اسے پکار رہی تھی۔۔ اسکے پاس بیٹھتے ہوئے ضرغام نے سرعت سے اپنے بچاؤ کے لیے چلتے اسکے ہاتھ تھام لیے۔۔

"مم۔۔۔ مجھے۔۔ ہاتھ مت لگاؤ۔۔ چھوڑو۔۔۔!" ضرغام کا ہاتھ جھٹکنے کی کوشش میں وہ بری طرح مچل گئی۔۔ ضرغام نے بروقت اسے پیچھے کی طرف دھکیل کر بیڈ پر گراتے ہوئے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے چپ کروانے کی ایک کامیاب کوشش کی تھی۔۔۔ مبادا اسکی آواز سن کر کوئی آ ہی نہ جائے۔۔ وہ آنکھیں بند کیے اپنا سر دائیں بائیں پٹختی، اسکی گرفت سے نکلنے کی کوشش میں بے حال ہو رہی تھی۔۔ بند آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر کنپٹیوں میں جذب ہو رہے تھے۔۔ ضرغام کا دل اسکی حالت پر خون ہونے لگا جو اب اپنے مہندی لگے ہاتھوں سے اسکا ہاتھ اپنے منہ سے ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

"مشال۔۔ آنکھیں کھولیے۔۔!" اسکے منہ پر ہاتھ رکھے وہ اپنی مخصوص بھاری آواز میں بولا تھا۔۔ اسکی گرفت سے نکلنے کو بے تاب وہ پسینے میں شرابور ہو گئی تھی۔۔ اپنی قید میں تڑپتی مچلتی مشال کو دیکھتے ضرغام کے لیے جیسے اس پل امتحان کی گھڑی تھی۔۔ کس قدر ضبط آزما لمحات تھے۔۔۔ وہ اسکے کان کے قریب جھکا تھا۔۔

"مشال۔۔۔ مشی۔۔۔ آنکھیں کھولیے۔۔ پلیز، ضرغام آپکے سامنے ہے۔۔!" وہ بڑی نرمی سے کہہ رہا تھا۔۔

اسکی آواز سنتی مشال کا ہلتا وجود ایک پل کو ساکت ہو گیا۔۔ ضرغام نے آہستگی سے اسکے لبوں سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔۔ وہ دم سادھے لمبے لمبے سانس لیتی ہنوز آنکھیں میچے چت لیٹی ہوئی تھی۔ وہ بیڈ سے اترا اور کمرے کی لائیٹس آن کر دیں۔۔ پھر دوبارہ اسکی جانب آیا جو اب پھٹی پھٹی آنکھوں سے اطراف میں دیکھ رہی تھی۔۔ ضرغام پر نگاہ پڑتے ہی وہ بیڈ سے اترتی اسکی طرف بڑھی تھی۔۔ ضرغام نے اپنی بانہیں کھولتے ہوئے اسے سہارا دیا تھا وہ اسکے سینے سے

لگتے ہی بچوں کیطرح پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔ ضرغام کا دھڑکتا دل ساکت ہونے لگا۔۔ وہ نچلا لب دانتوں میں دبائے اسکی پشت سہلانے لگا۔۔ کچھ دیر وہ یونہی روتی رہی پھر اسکے سینے سے سر اٹھاتے ہوئے اپنی بھیگی آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"ضر۔۔۔ ضرغام۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ یہاں تھا۔۔۔ ابھی۔۔ یہیں تھا وہ۔۔ مم۔۔ میں نے دیکھا۔۔۔ وہ۔۔۔۔!" بیڈ کی طرف اپنی کانپتی انگلیوں سے اشارہ کرتی وہ ہچکیوں کے درمیان بامشکل بول رہی تھی۔۔ ضرغام نے نرمی سے اسکے آنسو صاف کیے۔۔ وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔

"مم۔۔۔ مجھے۔۔ بب۔۔۔ بہت ڈر۔۔ لگ رہا تھا۔۔ میں تمہیں۔۔ بلانا چاہ۔۔ رہی تھی۔۔ لل۔
لیکن۔۔۔ آ۔۔۔ آواز نہیں۔۔۔ نکل رہی تھی۔۔۔!" وہ بچوں کی طرح بلکتے ہوئے اسے خود پر بیتی اذیتوں سے آگاہ کر رہی تھی۔۔

"سب ٹھیک ہے۔۔ کچھ نہیں ہوا۔۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔!" اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ مضبوط آواز میں بولتا اسے یقین دلا رہا تھا۔۔

"ہاں مگر۔۔۔ وہ تھا۔۔ یہیں تھا۔۔۔ وہ بہت برا ہے ضر۔۔۔ مجھے اس سے بچا لو۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ مجھے مار دے گا۔۔۔ اسے۔۔ مم۔۔۔ مجھ سے۔۔۔ نفرت ہے۔۔۔ ہاں۔۔ اسے نفرت ہے۔۔۔!!!" سسکتے ہوئے بڑبڑاتی وہ وہیں اسکے قدموں میں بیٹھتی چلی گئی۔۔ اپنی جلتی آنکھوں کی پلکیں جھپکتے ہوئے وہ بھی پنجوں کے بل اسکے قریب بیٹھ گیا۔۔

"وہ یہاں نہیں تھا مشال۔۔ وہ یہاں کبھی نہیں آ سکتا۔۔ بلیو می۔۔۔ آپ نے کوئی برا خواب دیکھا

ہے۔۔!" اسکا بھیگا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔مشال نے بے یقینی سے بیڈ کی طرف دیکھا۔۔پھر ضرغام کی طرف دیکھا جسکے لہجے میں سچائی بول رہی تھی۔۔وہ بے دم سی ہو کر بیڈ کی پائینتی سے ٹیک لگا گئی۔۔

"مجھے موت کب آئے گی ضر۔۔۔؟؟ میں کب مروں گی۔۔۔ان بھیانک خوابوں سے لڑتے لڑتے میں تھک چکی ہوں۔۔۔موت سے بدتر یہ زندگی کب ختم ہو گی۔۔۔۔کب۔۔۔۔؟؟" بھیگے لہجے میں پوچھتی وہ اسے اذیت سے دوچار کر گئی تھی۔۔اسکی ویران بھیگی آنکھوں میں وحشتیں ڈیرہ ڈالے بیٹھی تھیں۔۔ساکت آنکھوں سے اسکی جانب دیکھتا ضرغام اسکے نزدیک ہوا۔۔مشال دھندلی آنکھوں سے اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"میرا ہاتھ تھام لیں مشال۔۔۔مجھے اپنی آنکھوں میں بسا لیں۔۔میرے سارے حسین خواب آپ لے لیں، اپنے سارے بھیانک خواب مجھے دے دیں۔۔صرف ایک بار۔۔اپنی یہ معصوم آنکھیں بند کر کے خود کو مجھے سونپ دیں۔۔۔میں آپکو پور پور چن لوں گا مشال۔۔۔اپنی مسکراہٹیں آپکے ہونٹوں پر سجا دوں گا۔۔میرا یقین کریں۔۔۔!" اسکے لرزتے ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیتے ہوئے وہ اپنی بھاری ہوتی آواز میں کہہ رہا تھا۔۔اسکے عنابی لبوں سے نکلتے الفاظ بے یقینی سے سنتی وہ یک ٹک اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ضرغام کی آنکھوں میں ضبط کی لالی تھی۔۔

"مم۔۔۔محبت۔۔؟؟ محبت کرتے ہو مجھ سے۔۔۔؟؟" وہ جیسے کسی خواب کے زیر اثر بے یقینی سے پوچھ رہی تھی۔۔ضرغام کے اداس لبوں پر ایک پھیکی مسکراہٹ در آئی۔۔مشال کی غلافی آنکھیں رونے کے باعث بھاری ہو رہی تھیں۔۔۔

"آپ جانتی ہیں محبت کیا ہے۔۔۔؟؟"اسکی بند ہونے کو بے تاب آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔اپنی بوجھل پلکیں جھپکتے ہوئے مشال نے نفی میں سر ہلایا۔۔انداز میں بے خبری و معصومیت تھی۔۔ ضرغام کو اسکی اس بکھری حالت پر بے اختیار ترس آیا۔۔مشال کی پانی بھری آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔۔

"ضرغام اکرام کا پور پور آپکے لیے محبت ہے۔۔۔میرا پورا وجود محبت ہے مشال۔۔۔اور وقت کے ساتھ۔۔یہ محبت آپکو اپنے سحر میں جکڑ لے گی۔۔۔، آنے والے ہر لمحے میں، مَیں آپکو سمجھا دوں گا کہ محبت کیا ہے۔۔۔!" دھیمی، سرگوشیانہ آواز میں کہتے ہوئے وہ بہت آہستگی سے اسکی صبیح پیشانی پر جھکا تھا اور اپنے دہکتے ہوئے لب اسکی پیشانی پر رکھ دیے۔۔ضرغام اکرام کے قریب بیٹھی محبت نے اسکی پاکیزگی پر، خوش ہو کر اسکا شانہ تھپتھپایا تھا۔۔۔پھر ان دونوں کے لیے دعائیں کرتے ہوئے چپکے سے پلٹ گئی۔۔آسمان سے برستی بارش نے محبت کو چھیڑتے ہوئے کچھ میٹھی سرگوشیاں کی تھیں۔۔محبت کی سرشاری کو محسوس کرتی بارش، محبت کی تال پر رقص کرنے لگی۔۔۔جبکہ دوسری جانب کمرے کے گرم ماحول میں مشال کی بند پلکوں کو دیکھتے ہوئے وہ اس سے تھوڑا سا دور ہوا۔۔پھر کھڑا ہوا اور جھک کر اسے اپنی بانہوں میں بھر لیا۔۔وہ کسی مومی گڑیا کی مانند اسکی پناہوں میں اسکا دل بے قرار کر رہی تھی۔۔اسے بیڈ پر لِٹا کر وہ اسکے قریب ہی بیٹھ گیا۔۔پھر ہاتھ بڑھا کر اسکی کلائی تھام کر اسکی نبض ٹٹولی۔۔نارمل سے کچھ دھیمی رفتار تھی۔۔وہ کمزوری کی وجہ سے غنودگی میں چلی گئی تھی، یقیناً وہ کافی دیر سے بھوکی تھی۔۔اسکے دو آتشہ روپ سے نگاہ چراتے ہوئے وہ اسے جیولری کے بوجھ سے آزاد کرنے لگا۔۔۔

مجھے بتاؤ نہیں جھیلنے دو بس،

میں جانتا ہوں محبت بہت بڑا دُکھ ہے۔۔۔۔

♦♦♦♦.

"اس سب میں میرا کیا قصور ہے زمان۔۔۔؟؟"بارش میں بھیگتی سامعہ کی آواز پوچھتے ہوئے خود بھی بھیگ گئی تھی۔۔

"میری ماں کا بھی کوئی قصور نہیں تھا محترمہ۔۔۔!"زمان کا سرد لہجہ مکمل اجنبیت لیے ہوئے تھا۔۔

"نہیں پلیز۔۔۔ایسے مت کہیں۔۔میں آپکی بیوی ہوں زمان۔۔۔ آپ سے بہت محبت کرتی ہوں، مجھ سے یوں رخ نہ موڑیں۔۔جو گناہ میں نے نہیں کیا، اسکی سزا مجھے مت دیں۔۔۔پلیز۔۔۔!"وہ روتے ہوئے اس سے التجا کر رہی تھی۔۔ مگر وہ پتھر بنا اپنی جگہ کھڑا رہا۔۔"آپ تو کہتے تھے۔۔۔ آ۔۔آپ کو مجھ سے محبت ہے۔۔۔؟؟"اسے خاموش کھڑا دیکھ وہ روتے ہوئے چلائی۔۔اسکی آواز بارش کے شور میں ہی کہیں دب گئی تھی۔۔زمان نے سخت نگاہوں سے اسے گھورا۔۔

"پرانی باتوں کو مت کریدو سامعہ علوی۔۔وہ تو راکھ ہو چکیں۔۔۔یادداشت پر زور ڈالو اور یاد کرو۔۔ابھی کچھ دیر پہلے میں تمہیں واضح لفظوں میں بتا چکا ہوں کہ شدید نفرت کرتا ہوں تم سے۔۔!"وہ ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے بولتا اسکی جان نکال رہا تھا۔۔

"جھوٹ۔۔۔ جھوٹ بول رہے ہیں آپ، آپ کو مجھ سے نفرت نہیں ہے، آپ مجھ سے نفرت کر ہی نہیں سکتے۔۔!"روتے ہوئے نفی میں سر ہلا کر بولتی سامعہ کے لہجے میں یقین تھا۔۔سامعہ کے ساتھ کھڑی روتی بلکتی محبت کو اسکے یقین بھرے انداز پر ترس آیا تھا مگر وہ جو اس محبت کا بلاشرکت غیرے مالک تھا وہ شخص اس پل بت بنا کھڑا تھا۔۔

"میری بات سنیئے آپ ۔۔۔ ادھر میری طرف۔۔۔" سامعہ کی بات ادھوری رہ گئی تھی، وہ حیرت زدہ سے گردن موڑ کر وہاں آتی گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی جن کی لائیٹس کی روشنی اسکے چہرے پر پڑتی آنکھوں کو چندھیا رہی تھی۔۔ سامعہ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان گاڑیوں کو چند قدموں کے فاصلے پر رکتا دیکھا تھا۔۔۔ کل چار گاڑیاں تھیں جن میں سے اسکے بھائی کے ساتھ باقی دوسرے کزنز بھی برستی تیز بارش میں روڈ پر نکل آئے تھے۔۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں کے ساتھ خوف کی ایک تیز لہر تھی جو اسکے پورے وجود سے ٹکرا کر رگوں میں سرایت کر گئی۔۔ وہ سرعت سے زمان کے شانے سے چپک گئی۔۔

"زمان یہ۔۔۔ یہ لوگ ہمیں۔۔ مار دیں گے۔۔ یہاں سے چلیے پلیز۔۔۔!" اسکا بازو اپنی کپکپاتی انگلیوں میں دبوچتے ہوئے سامعہ نے روتے ہوئے کہا۔۔

"زمان احمد۔۔۔ ہماری عزیزہ ہمارے حوالے کر دو۔۔۔!" زمان سے چند قدموں کے فاصلے پر رکتے ہوئے یہ تقاضا کرنے والا سامعہ کا تایازاد تھا۔۔ شاید سامعہ کے بڑے بھایا گاڑی میں ہی بیٹھے ہوئے تھے۔۔ سامعہ گھبرا کر زمان کی اوٹ میں ہونے لگی جب اسکی کلائی اپنی مضبوط مٹھی میں بے دردی سے جکڑتے ہوئے زمان نے اسے ایک جھٹکے سے اپنے سامنے کیا تھا۔۔ سامعہ نے دھندلی آنکھوں سے زمان کا کرخت چہرہ دیکھا۔۔

"زمان۔۔۔!" اسکے لبوں نے بے آواز حرکت کی تھی۔۔ لیکن وہ اسکی طرف متوجہ نہیں تھا۔ "میری ڈیل ثمران علوی سے ہوئی تھی۔۔۔ اُنہیں بلاؤ۔۔۔!!"

وہاں آئے سامعہ کے کزنز میں سے وہ سامعہ کے دوسرے نمبر والے بھائی کی بابت دریافت کر رہا تھا۔۔ آسمان پر کہیں بادل گرجے تھے اور اسکی بات سنتی سامعہ کو اپنے سر پر آسمان ٹوٹتا محسوس ہوا تھا۔۔ بے یقینی سی بے یقینی تھی جو اسکی آنکھوں میں سماتی اسکی آنکھوں کو بنجر کر گئی تھی۔۔ گاڑی میں موجود بڑے بھایا کی اجازت ملنے پر ثمران

علوی گاڑی سے باہر نکل آیا تھا۔۔اسے دیکھتے ہی زمان نے ایک جھٹکے سے بے جان ہوتی سامعہ کو ثمران علوی کی طرف دھکیلا تھا۔۔وہ کسی بے جان مورتی کی طرح اپنے بھائی کے سینے سے ٹکرائی تھی جس نے بڑی بے دردی سے سامعہ کے بھیگے بال اپنی مٹھی میں جکڑ لیے۔۔

"تمہاری مدد کا شکریہ ڈی-ایس-پی۔۔اب اس ایس-پی سے ہم خود نپٹ لیں گے۔۔!" ثمران علوی نے زمان کو مخاطب کیا تھا۔۔سامعہ کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔۔

"ارے نہیں ثمران صاحب۔۔ شکریہ کی تو کوئی بات نہیں، بس آپ اپنے وعدے کی پاسداری کیجئے گا۔۔ورنہ ضیغم صاحب کو تو آپ جانتے ہی ہیں۔۔وہ تو اس لڑکی کی لاش سے بھی تفتیش کر لیں گے۔۔پھر میری نوکری تو جائے گی ہی، آپ سب کی جان بھی جائے گی۔۔!"سامعہ پر نگاہ غلط ڈالے بغیر وہ مسکراتے ہوئے ثمران علوی سے کہہ رہا تھا۔۔انداز ایسا تھا جیسے اسکا سامعہ سے کبھی کوئی تعلق تھا ہی نہیں۔۔۔ان دونوں کی گفتگو سنتی سامعہ کو حقیقتاً زندگی دم دوڑتی ہوئی نظر آئی۔۔وہ ڈبڈبائی نظروں سے اس دشمن جاں کی طرف دیکھ رہی تھی جو اسکے دل کے نہاں خانوں میں سما کر اب اسکا دل بند کرنے کے درپہ ہو رہا تھا۔۔

"ہمم۔۔بے فکر رہو۔۔۔!"زمان کو جواب دے کر ثمران علوی پلٹا تھا۔۔سامعہ کے بال ہنوز اسکی مٹھی میں تھے جو اسنے اس قدر سختی سے جکڑ رکھے تھے کے سامعہ کو اپنے گنجا ہو جانے کا گمان ہو رہا تھا۔۔ ثمران علوی اسے لیے پلٹا تو سامعہ کے ساکت وجود میں حرکت ہوئی تھی۔۔زمان سے دوری، زمان کی بے وفائی۔۔برداشت سے باہر ہی تو تھی۔۔وہ سرعت سے اسکی مٹھی سے اپنے بال چھڑانے کی کوشش کرتی چلائی تھی۔۔

"زمان۔۔۔زمان۔۔۔مجھے بچالیں پلیز۔۔۔!"اپنے بھائی کی گرفت سے نکلنے کو بے تاب ہوتی وہ رو رہی تھی۔۔ اسکی پکار سے بچنے کو زمان نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسکی طرف سے رخ موڑ کر گاڑی پر سختی سے اپنا دوسرا ہاتھ

رکھ لیا۔۔وہ جانتا تھا کہ اس نازک جان پر غم کا کیسا پہاڑ ٹوٹا ہے۔۔اسکا اعتبار، اسکا مان، اسکا دل ٹوٹا ہے اور توڑنے والا وہ خود ہی تو تھا۔۔زمان کا دل خون ہو رہا تھا۔۔دھڑکنوں کا شور حد سے سوا تھا۔۔سانسوں کی رفتار مدھم سے مدھم تر ہو رہی تھی۔۔ مگر اپنے آپ پر ضبط کرتا وہ ایک بار پھر علویز کی طرف پلٹا تھا جو سامعہ کو گھسیٹتے ہوئے گاڑی کی طرف لے جا رہے تھے۔۔

"زمان۔۔۔۔۔!" وہ بلک رہی تھی۔۔ہچکولے کھا رہی تھی۔۔ ثمران اسکے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس گھسیٹتا لے جا رہا تھا۔۔زمان کی سرخ پڑتی آنکھوں میں نمی سی اترنے لگی۔۔

"زمان آئی لو یو۔۔۔آئی لو یو زمان۔۔۔زمان۔۔۔میری محبت پر ترس کھالیں۔۔۔سامعہ۔۔ سامعہ آپ سے محبت کرتی ہے۔۔۔ مجھ پر رحم کریں۔۔۔زمان۔۔۔!" وہ سسکتے ہوئے اپنی پوری طاقت لگا کر کہہ رہی تھی۔۔اسکے چلانے پر بارش کے شور سمیت اسکی بھیگی ہوئی آواز زمان کی سماعتوں میں اترتی اسے مکمل توڑ گئی تھی۔۔اسے اپنے اندر باہر سناٹے پھیلتے محسوس ہوئے۔۔جاتے جاتے کیسا گہرا وار کر گئی تھی وہ۔۔کسطرح اسے بے دم کر گئی تھی۔ کوئی شکوہ کوئی شکایت کوئی الزام نہیں۔۔بس اپنی محبت کا تھپڑ تھا جو وہ اسکے منہ پر مار گئی تھی۔۔ جبکہ سامعہ کے اس بے خوفی سے کیے گئے اظہار پر ثمران علوی نے اسکے گال پر ایک زوردار تھپڑ مارتے ہوئے اسے گاڑی میں دھکا دیا تھا۔۔

"چپ کر بے غیرت۔۔۔!" اسکی گردن دباتے ہوئے ثمران دھیمی آواز، میں غرایا تھا۔۔سامعہ کو اپنے سر پر موت کے فرشتے نظر آنے لگے۔۔بن پانی کی مچھلی کی مانند تڑپتی وہ پلٹ کر گاڑی کے پچھلے شیشے سے دور، کھڑے زمان کو دیکھنے لگی جو شیشہ بھیگا ہونے کی وجہ سے، سیاہ رات میں تاریک سڑک پر کھڑا پتھر کا کوئی مجسمہ لگ رہا تھا جس پر سردی کی اس بارش کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔ گاڑی سٹارٹ ہو چکی تھی۔۔ جسکے چلتے ہی ثمران علوی نے

اسکا گلا دبوچنے کو اپنا بھاری ہاتھ بڑھایا تھا مگر زمان کو خود سے دور ہوتا دیکھ وہ اپنے ہوش وحواس کھوتی چلی گئی۔۔

ثمران علوی نے نفرت سے سر جھٹکتے ہوئے اسکے بے سدھ وجود کو سیٹ کے دوسری طرف لڑھکا دیا۔۔

زمان نے اپنی دھندلی آنکھوں سے لمحہ بالمحہ دور جاتی ان گاڑیوں کو دیکھا جن میں سے کسی ایک میں موجود اسکی خوشی۔۔ اسے دل کا قرار اسکے روح کی ٹھنڈک، اسکی زندگی، ہاں اسکے دل کی دھڑکن وہ ماہ جبیں بھی تو اس سے دور جارہی تھی۔۔ وہ بے دم سا، وہیں زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔۔

ہم تو تیرے بغیر جینے کی

پہلی کوشش میں ہی مارے جائیں گے

دو آنسو بہت آہستگی سے اسکی آنکھوں سے نکلتے ہوئے بارش کے پانی کے ساتھ ملتے اسکے رخسار بھگو گئے تھے۔۔۔

روتے ہوئے اسنے اپنی سیاہ آنکھوں سے برستے آسمان کی طرف دیکھا۔۔ گو برستی بارش میں آسمان کی جانب دیکھنا کچھ آسان نہ تھا مگر اسکی روتی، سامعہ کی جدائی کے غم میں پاگل ہوتی آنکھوں نے ایسا کیا تھا۔۔۔ بے بسی ہی بے بسی تھی۔۔ درد سے پھٹتے دل کو سنبھالنا محال ہو رہا تھا۔۔ برداشت کی حد پار کرتے ہوئے وہ اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے ہوئے پوری قوت سے چلایا تھا۔۔

"سامعہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!!" اسکی آواز میں تڑپ تھی۔

"سامعہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!!!" اذیت ہی اذیت تھی۔۔

سامعہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔، آئی ہیٹ یو سامعہ۔۔۔۔۔۔۔!" جنون کی انتہا تھی۔۔بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے وہ اس سنسان، بھیگی سڑک پر بیٹھا وہ اپنے آپ سے کہہ رہا تھا۔۔۔وہ ہار چکا تھا۔۔وہ لُٹ چکا تھا۔۔ہاں وہ برباد ہو چکا تھا، کیونکہ اسے علویز، کو برباد کرنا تھا مگر۔۔۔ہائے افسوس۔۔۔وہ نہیں جانتا تھا کہ برسوں کی جس آگ کو بجھانے کے لیے اسنے سامعہ کو خود سے دور کیا تھا، اس سے کئی زیادہ گنا وہ آگ تھی جو اسکے وجود کو لگ چکی تھی۔۔ہاں اسے عشق کی آگ اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی مگر وہ نہیں جانتا تھا۔۔کہ جس دل کو عشق کی بھڑکتی آگ لگ جائے وہ دل، جسم سمیت راکھ راکھ ہو جاتا ہے۔۔اور بلاشبہ زمان علوی کو بھی راکھ ہونا ہی تھا۔۔ہاں وہ زمان احمد نہیں تھا۔۔وہ زمان علوی ہی تھا۔۔زمان ارباز علوی۔۔۔!♦♦♦♦

یونہی تو عشق میں سرمست نہیں ہوئے ہم۔۔

ایک روح میری روح میں تحلیل ہوئی ہے۔۔۔

ایک بھرپور انگڑائی لیتے ہوئے اسنے کروٹ بدلی تو ہاتھ خود بخود اسے خود میں سمونے کو اسکی سائیڈ پر پڑا تھا۔۔بند آنکھوں سمیت اسنے بیڈ پر اسے تلاشا تھا مگر جب سوائے تکیے کے اور کچھ ہاتھ نہ آیا تو وہ آنکھیں کھولنے پر مجبور ہوا تھا۔۔ ضیغم نے سیدھے ہوتے ہوئے نگاہ اطراف میں دوڑائی۔۔خالی بیڈ اسکا منہ چڑا رہا تھا۔۔وہ دل مسوس کر اٹھ بیٹھا۔پھر بیڈ سے اتر کر پر سکون چال چلتا کمرے کے دروازے کے پاس آیا تھا اور دروازہ کھول کر لیونگ ایریا میں جھانکا، وہ سامنے ہی کچن میں کھڑی یقیناً ناشتہ تیار کر رہی تھی۔۔وہ مطمئن سا ہو کر واپس پلٹا اور شاور لینے کے لیے واش روم میں گھس گیا۔پھر جب واپس آیا تو وہ ہنوز کمرے سے باہر تھی۔۔گیلے بالوں کو پیشانی پر بکھر چھوڑ کر وہ بیڈروم سے باہر نکل آیا۔وہ ٹیبل کے پاس کھڑی ناشتہ لگا رہی تھی۔ ضیغم کی جانب اسکی پشت تھی۔۔اپنی براؤن آنکھوں کو سکیڑ کر اسکی پشت پر بکھرے گیلے بالوں کو دلچسپی سے دیکھتا وہ قدم قدم اسکی جانب بڑھنے لگا۔۔لبوں پر

دھیما تبسم بکھرا ہوا تھا۔ ٹیبل پر جھکی نشال اسکی آہٹ پا کر ایک پل کو اپنی آنکھیں میچ گئی۔۔ تنفس تیز سے تیز تر ہونے لگا تو اسنے بے اختیار لمبا سانس لیا۔۔ وہ اسکے سر پر پہنچ چکا تھا مگر اسنے پلٹ کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔ ہاں البتہ اسکے حرکت کرتے ہاتھ رک چکے تھے کیونکہ ضیغم کا ہاتھ نشال کی پشت پر حرکت کر رہا تھا۔۔ اسکی مضبوط انگلیوں کے استحقاق پر نشال کے گالوں پر گرم گرم خون سمٹ آیا۔۔ ضیغم کی جانب پشت کیے کھڑی وہ ہولے ہولے لرزنے لگی۔ دل کی دھڑکنوں کی رفتار معمول سے ہٹ کر تھی۔۔ نشال کو اپنے بازوؤں پر اسکی انگلیوں کی سرسراہٹ محسوس ہوئی تو وہ سرعت سے اسکی سائیڈ سے نکل کر زرا سا دور ہو گئی۔۔

"ناشتہ کرلیں ٹھنڈا ہو رہا ہے۔!" نگاہ جھکا کر بولتی وہ جلدی سے اپنی مخصوص چئیر پر بیٹھ گئی مبادا وہ پھر سے اسکی طرف پیش قدمی نہ کردے۔ ضیغم نے ایک مسکراتی نظر اسکی لرزتی ہوئی جھکی پلکوں پر ڈالی جو اٹھنے سے گریزاں ہو رہی تھیں۔۔ وہ اپنے لبوں پر امڈتی مسکراہٹ دانتوں سے دباتا چئیر پر بیٹھ گیا۔

آملیٹ کی پلیٹ اپنی جانب کھسکاتے ہوئے اسکی نظریں مسلسل نشال کے گلابی چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔ اسکی نگاہوں کے ارتکاز سے لال ہوتی وہ ٹیبل کی سطح پر نگاہیں مرکوز کرتے ہوئے اپنے لیے کپ میں چائے انڈیلنے لگی۔۔ وہ ناشتہ کرنے کے ساتھ ساتھ وقفے وقفے سے اس پر بھی نگاہ ڈال رہا تھا جو گھونٹ گھونٹ چائے کے سپ حلق میں اتار رہی تھی۔ اسکی جھکی گھنیری پلکوں پر ٹوٹتی حیا، ضیغم اجلال کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھی، وہ اسکے گریز کو بخوبی سمجھ رہا تھا۔۔ لیکن دل کا کیا کرتا جو اسکی غلافی آنکھوں کے ڈورے دیکھنے کو بے تاب ہو رہا تھا۔۔ اپنے سامنے سے پلیٹ کھسکا کر ضیغم نے جوس کا گلاس ہاتھ میں لے کر لبوں سے لگایا۔ پہلا سپ لیتے ہی اسنے گلاس ٹیبل پر پٹخ دیا۔

"یہ کون سی قسم کا جوس بنایا ہے تم نے۔۔؟ پہلی بار نمکین جوس پی رہا ہوں۔۔۔!" کڑوا سا منہ بناتے ہوئے ضیغم نے اسے چھیڑنے والے انداز میں مخاطب کیا تھا۔۔ مگر انداز، میں ہمیشہ جیسی مخصوص سختی موجود تھی۔ نشال نے پریشان سی ہو کر گلاس کے جوس کے طرف دیکھا۔۔

"میں نے تو اس میں چینی ہی ملائی تھی۔۔!" ضیغم کی طرف دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے اسنے جواب دیا تھا مگر نگاہ اسکے کشادہ سینے سے اوپر کا سفر طے نہ کر سکی تو واپس جھک گئی۔۔

"تم یہ کہنا چاہ رہی ہو کہ میرا ٹیسٹ خراب ہے۔۔؟؟ یا پھر مجھے تم سے بات کرنے کا شوق چڑھ رہا ہے۔۔؟؟" وہ بالکل سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔ نشال نے سلگ کر اسکی طرف دیکھا، اور یہی تو وہ چاہتا تھا۔۔ اسکی غلافی آنکھوں کی سرخی گزری رات کے خمار کی نشاندہی کر رہی تھی۔ اسکی حسین آنکھوں میں واضح خفگی بھرے تاثرات کو جانچتے ضیغم کا دل ڈول سا گیا۔۔

"میں نے ایسا تو کچھ نہیں کہا۔۔ اور ویسے بھی، اپنے سارے شوق تو آپ پورے کر ہی چکے ہیں، تو اب بھلا مجھ سے بات کرنے کا شوق کیوں چڑھے گا آپکو۔۔!" تلخی سے کہتی وہ اپنی چیئر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ ضیغم نے سرعت سے اسکی کلائی تھام لی۔۔

"ناشتہ ٹھیک سے کرو۔۔!" اسے گئی واپس بٹھاتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے کہا۔

"میں نے جتنا کرنا تھا کر چکی ہوں۔۔ آپ کو اس بارے میں فکر کرنے کی کوئی ضرورت ہے۔۔!" درشتگی سے کہتے ہوئے نشال نے اپنی کلائی اسکے ہاتھ سے چھڑائی تھی اور چیئر پیچھے کو کھسکا کر وہاں سے اٹھ گئی۔۔ ضیغم بھی فوراً چیئر سے اٹھ کر اسکے سامنے آیا تھا۔۔

"اور کس بارے میں فکر کرنی چاہئیے مجھے۔۔؟؟" ایک ابرو، اچکاتے ہوئے ضیغم نے قدرے تحمل سے پوچھا۔۔

"کسی بھی بارے میں کریں۔۔ مجھ سے مت پوچھیں۔۔!" اپنی پلکیں جھپکتے ہوئے اسنے بے رخی سے کہا۔ ضیغم کو اسکی یہ بے اعتنائی بری طرح کھلی تھی۔۔ اپنے اشتعال پر قابو پاتے ہوئے اسنے بڑے استحقاق سے اسکی کمر میں بازو حمائل کر کے اسے اپنے قریب کر لیا۔۔ نشال کا ضبط جواب دینے لگا۔۔ بندھ ٹوٹنے لگے تھے۔۔

"تمہیں لگتا ہے مجھے کسی بھی معاملے میں تمہاری اجازت کی ضرورت ہے۔۔؟؟ ہوں۔۔؟" وہ استہزائیہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔

"نہیں، مجھے ایسی کوئی خوش فہمی نہیں ہے۔۔ اور اگر تھی بھی، تو کل رات کے بعد تو بالکل ختم ہو چکی ہے۔۔ اپنی مرضی پوری کر کے آپ ثابت کر چکے ہیں کہ واقعی۔۔۔۔ آپکو کسی بھی معاملے میں میری اجازت کی نہ تو ضرورت ہے، اور نہ ہی آپ اجازت لینا ضروری سمجھتے ہیں۔۔۔!" بھرائی ہوئی آواز میں کہتی وہ ضیغم اجلال کا دل ساکت کر گئی تھی۔۔ اسکی آنکھیں پل میں سرخ ہوئی تھیں۔۔

"شٹ اپ۔۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔!" اسے ایک جھٹکے سے خود سے دور کر تا وہ غرایا تھا۔۔ نشال نے بھیگی آنکھوں سے اسکا سخت چہرہ دیکھا تھا۔۔ براؤن آنکھوں میں غضب کا اشتعال تھا۔۔

"کیوں۔۔ کیا غلط کہا ہے میں نے۔۔؟؟ کی نہیں آپ نے اپنی مرضی۔۔؟؟ جتایا نہیں آپ نے کہ آپ حاکم ہیں اور میں بے بس۔۔؟؟ کیا نہیں کی آپ نے اپنے نفس کی۔۔۔۔!" اسکی بات پوری نہیں ہو پائی تھی۔

"نشال۔۔۔۔۔۔!" ضیغم نے تقریباً دھاڑتے ہوئے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا مگر اسے مارنے سے رک گیا تھا۔ وہ سہم کر دو، قدم پیچھے ہٹی۔۔ ضیغم نے بڑے ضبط سے اپنے ہوا میں معلق ہاتھ کو نیچے کرتے ہوئے مٹھی بھینچی تھی۔۔ مگر اس سے کسی طور نشال کا یہ تازیانہ برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔

"تم۔۔۔ تمہیں لگتا ہے میں نے اپنی مرضی کی ہے۔۔؟؟" اسکے دونوں بازو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے وہ سلگتے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھتی نشال کی زبان اس پل جیسے تالو سے جا چپکی۔۔

"اگر اپنی مرضی پوری کرنی ہوتی ناں تو بہت پہلے کر چکا ہوتا نشال فاروقی۔۔۔ مگر ضیغم اجلال اپنی ہی چیز کو چھیننے جھپٹنے کا قائل نہیں ہے۔۔ تم میری تھیں، میری ہو۔۔ اور میری آخری سانس تک میری ہی رہو گی۔۔ تم سے اپنا حق وصول کرنے کے لیے نہ تو مجھے تمہاری اجازت کی ضرورت ہے۔۔۔ اور نہ کبھی ہو گی۔۔ یہ بات اچھے سے ذہن نشین کر لو تم۔۔!" ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کرتے ہوئے وہ ایک بار پھر نشال کو لاجواب کر گیا تھا۔۔

"اور ہاں۔۔ آئندہ مجھ سے اس انداز میں بات مت کرنا۔ ورنہ اگلی دفع "اس معاملے "میں، میں اپنے ہاتھ کو روک نہیں پاؤں گا۔۔ اور میں جانتا ہوں کہ تم۔۔۔۔!" کہتے ہوئے ضیغم نے اسے قریب کیا۔ نشال کی نگاہ ڈبڈبا رہی تھی۔۔ ضیغم کا لہجہ خود بخود نرم پڑنے لگا۔۔

"کہ میرے ہاتھ کا تھپڑ برداشت کرنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے نشال۔۔ اسلیے آئندہ۔۔۔ آئندہ مت کرنا۔۔ کبھی مت کرنا۔۔!" کہتے ہوئے ضیغم نے اسے خود میں بھینچ لیا۔۔۔ اسکے سینے سے لگتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔ ضیغم کو اپنے رویے پر افسوس ہونے لگا۔۔ اسنے نرمی سے روتی ہوئی نشال کی پشت سہلائی۔۔

"ہمیشہ میں ہی کیوں۔۔ غلط ہوتی ہوں۔۔؟؟" اسکی شرٹ مٹھیوں میں بھینچے وہ سسکتے ہوئے شکوہ کر رہی تھی۔۔

ضیغم نے اپنے لب بھینچتے ہوئے اسکے بال سہلائے۔۔

"میں نے ایسا کب کہا۔۔؟؟ کہ تم غلط ہو اور میں صحیح۔۔؟؟" اسکے بال سہلاتا وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔ نشال آہستگی سے اس سے دور ہوئی۔ ضیغم کی آنکھوں کی سرخی بڑھ رہی تھی۔

"آپ صحیح ہیں بھی نہیں، بہت خراب ہیں آپ اور برے بھی۔۔!" اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ خفگی سے بولی۔ ضیغم اسے دیکھتا رہ گیا۔۔ شاید وہ صحیح کہہ رہی تھی۔۔

"ہاں میں ہوں۔۔!" دھیرے سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ضیغم نے اسکے الزام کی تائید کی تھی۔ نشال نے اسے خشمگیں نگاہوں سے گھورا۔۔

"مزید کچھ تعریف؟؟ میرے لیے۔۔؟؟" اسے خود کو گھورتے دیکھ وہ بڑے ضبط سے بولا تھا۔۔

"بہت سی ہیں۔۔!" سوں سوں کرتے ہوئے نشال نے اطمینان سے کہا۔

"ہمم۔۔۔ پھر تو مسئلہ ہو جائے گا۔۔ خالی پیٹ تم میری بہت سی تعریفیں نہیں کر پاؤ گی سویٹ ہارٹ۔۔ ایک کام کرو، پہلے ناشتہ کرلو۔۔، باقی تعریفیں بعد میں۔۔!" بھرپور سنجیدگی سے کہتے ہوئے ضیغم نے اسکی کلائی تھام لی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ مجھے نہیں کرنا ناشتہ۔۔!" اپنی بھیگی پلکیں جھپکتے ہوئے نشال نے سنجیدگی سے کہا۔

"کرنا تو پڑے گا۔۔ ورنہ مجھے کروانا پڑے گا، چلو آؤ۔۔!" کچھ سخت لہجے میں بولتے ہوئے ضیغم نے اسے چیئر کی جانب کھینچا۔۔ وہ منہ بسورتی چیئر پر بیٹھ گئی۔۔ وہ بھی چیئر گھسیٹ کر اسکے پاس ہی بیٹھ گیا۔۔ نشال چپ چاپ توس کترنے لگی جبکہ اس دوران وہ اپنے موبائل میں لگا رہا۔۔ ہاں البتہ دھیان نشال ہی کی طرف تھا۔۔

◆◆◆◆

نیند سے بوجھل آنکھوں کو مسلتے ہوئے اسنے بامشکل آنکھیں کھولی تھیں۔۔منہ پر ہاتھ رکھ کر جمائی روکنے کی کوشش کرتی وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔مندی مندی آنکھوں سے اطراف میں دیکھا تو کمرہ خالی پڑا تھا۔۔واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔۔گزری رات کا دھندلا دھندلا سا منظر ذہن کے پردے پر لہرایا تو وہ بے چین سی ہو کر بیڈ سے اتر گئی۔۔ٹھنڈے فرش پر ننگے پاؤں چلتی وہ بے دھیانی میں آئینے کے سامنے آکھڑی ہوئی۔۔مشال نے رات کا منظر یاد کرنے کوشش کی مگر وہ اپنی کوشش میں مکمل طور، پر کامیاب نہیں ہو پائی تھی۔۔وہ بھیانک ترین خواب اور اس خواب کے بعد

کا آنا، ضرغام کے ہلتے لب۔۔۔اسکا ذہن کچھ بھی سوچنے سے قاصر ہو رہا تھا۔۔معاً اپنا دکھتا سر مسلتی مشال کی نگاہ اپنے عکس پر پڑی تھی۔۔

رات والے عروسی جوڑے میں وہ جیولری کے بغیر تھی۔۔مٹا مٹا میک اپ، لپ سٹک سے پاک ہونٹ۔ بے اختیار اسکے ہاتھوں نے اپنے ہونٹوں کو چھوا تھا۔۔لمبے سیاہ بال پشت پر بکھرے پڑے تھے۔۔اسنے سرعت سے جیولری کی تلاش میں اطراف میں نگاہ دوڑائی تھی۔۔اسکی بھٹکتی نگاہ بیڈ سائیڈ ٹیبل پر ٹھٹھک کر رک گئی۔۔ہئیر پنز، چوڑیاں جن میں سے کچھ ٹوٹی ہوئی تھیں، ائیر رنگز، نیکلیس، رنگز۔۔وہ یک ٹک ایک ایک چیز دیکھتی چلی گئی۔۔کس نے۔۔؟؟ کس نے اسے اس بوجھ سے آزاد کیا تھا۔۔۔؟؟ ضرغام کی بابت سوچتے ہوئے اسکا دل شدت سے دھڑکا۔۔اسنے ایک ٹٹولتی نگاہ اپنے سراپے پر ڈالی۔۔دوپٹہ۔۔۔دوپٹہ کہاں تھا۔۔اسنے بے تابی سے بیڈ کی طرف دیکھا۔بیڈ کے سرہانے تکیے کے ساتھ پڑا اسکا دوپٹہ۔۔شرمندگی ہی شرمندگی تھی جو اسکی آنکھوں میں پانی بھر لائی تھی۔۔ہارے ہوئے انداز میں بیڈ پر بیٹھتے ہوئے وہ رو دی۔۔ضبط کی شدت سے وہ اپنی مٹھیاں بھینچتی اپنی

ہتھیلیاں سرخ کر گئی تھی۔۔ آہٹ پر اسنے سر اٹھا کر کمرے میں آنے والے کی جانب دیکھا۔۔ جاگنگ ڈریس میں ملبوس وہ اسے دیکھ کر ہولے سے مسکرایا۔۔

"گڈ مارننگ۔۔۔!" وہ نرمی سے بولا مگر اسکے روئے روئے چہرے پر نگاہ پڑتے ہی اسکے لبوں کی مسکراہٹ پل میں غائب ہوئی تھی۔۔ وہ بے تابانہ اسکی جانب بڑھا مگر اس سے بھی زیادہ سرعت سے وہ اسکی جانب آئی تھی۔۔

"کتنے جھوٹے اور مکار انسان ہو تم۔۔۔؟؟؟ میری بے خبری کا کس چالاکی سے فائدہ اٹھایا ہے تم نے۔۔؟؟" اسکے بنیان کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے وہ بھیگی آواز میں اس پر چلائی تھی۔ ضرغام اسکے الزام پر ایک پل کو چکرا گیا۔۔

"مشال۔۔ آپ غلط سوچ رہی ہیں۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔!" ضرغام نے اسے صفائی دینے کی ناکام کوشش کی۔۔

"ہونہہ تم نے نہیں کیا، تو یہ سب کس نے کیا ہے ہاں۔۔؟؟" اپنی شہادت کی انگلی سے سائیڈ ٹیبل کی طرف اشارہ کرتی وہ شدید غصے میں بولتی ضرغام کو خاموش کر گئی تھی۔

"ہمت۔۔۔ ہمت۔۔ کیسے ہوئی تمہاری مجھے ہاتھ لگانے کی۔۔ ہاں۔۔؟ کر دی ناں گھٹیا حرکت۔۔ دکھا دی نا اپنی اوقات۔۔ بتا دیا ناں کہ تم بھی ایک مرد ہی ہو۔۔ تم۔۔۔ تم ناں۔۔۔" آنسوؤں کے غلبے کے باعث وہ کچھ کہتے کہتے رکی۔۔ ضرغام کی ذہین آنکھوں میں سرخائی اترنے لگی۔۔

"مجھے نہیں رہنا اس کمرے میں تمہارے ساتھ۔۔ دھوکے باز، فراڈ ہو تمم۔۔۔ بہت برے۔۔ بہت برے ہو تم۔۔۔!" اس پر الزامات کی بوچھاڑ کرتے ہوئے اسکا گریبان ایک جھٹکے سے چھوڑتی وہ اپنی سسکیاں روکنے کے

لیے منہ پر ہاتھ رکھتی دروازے کی طرف پلٹی۔ ضرغام نے ہوش میں آتے ہوئے سرعت سے اسکی کلائی تھام لی۔۔

"میری بات سنیں آپ۔۔۔!" اسکا رخ اپنی جانب موڑتے ہوئے وہ اپنی پلکیں جھپکاتے ہوئے بولا۔ شاید آنکھوں میں اترتی سرخی چھپانا چاہی تھی۔۔

مشال اسکے ہاتھ تھام لینے پر تڑپ اُٹھی۔۔

"چھوڑو میرا ہاتھ ورنہ۔۔ ابھی شور مچا کر سب کو اکٹھا کرلوں گی۔۔!!" وہ ہذیاتی ہونے لگی۔۔

"سٹاپ اٹ مشال۔۔۔ جسٹ سٹاپ اٹ پلیز۔۔!" اسے زور آزمائی کرتے دیکھ ضرغام نے دھیمی مگر سنجیدہ آواز میں کہتے ہوئے اسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب کرلیا۔

اسکے لمبے سیاہ بال آگے کی جانب آتے ہوئے ضرغام کے کشادہ سینے کو مس کرنے لگے۔۔

"میں نے آپکے ساتھ ایسا ویسا کچھ نہیں کیا، صرف آپکو جیولری کے اس بوجھ سے آزاد کیا تھا جس کی وجہ سے آپ بے آرام ہو رہی تھیں۔۔!" اسکی بھیگی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سنجیدگی سے بولتا وہ اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"ہاں تو کیوں۔۔؟؟ کیوں ہاتھ لگایا تم نے مجھے۔۔، کوئی بے آرام نہیں ہو رہی تھی میں۔۔ بات یہ ہے کہ تم مردوں کی نیت میں فتور ہوتا ہے۔۔ تم مرد ذات عورت کو ہاتھ لگانے کا بہانہ ڈھونڈتے ہو۔۔۔ اور تم۔۔ اب جیولری کا بہانہ بنا رہے ہو۔۔ اور اگر جیولری ہی اتارنی تھی تو۔۔!" وہ بولتے بولتے اٹکی۔۔ خاموش نگاہوں سے اسکی جانب دیکھتا ضرغام اپنے لب سختی سے بھینچے کھڑا تھا۔

"تت۔۔۔تو۔۔میرا میک اپ کیوں خراب کیا تم نے۔۔۔؟؟" شرم سے کٹتی، مگر غصے کے باعث سلگتی مشال اپنے اندر کی کرواہٹ اس پر انڈیل چکی تھی۔۔اسکی سوچ کی پستی پر تکلیف میں گھرتا وہ دکھ سے نچلا لب اپنے دانتوں میں دبا گیا۔۔اتنی شدت سے کہ اسے اپنے حلق میں نمکین خون کا ذائقہ محسوس ہونے لگا۔۔۔ضرغام نے آہستگی سے اپنے ہاتھ کی مٹھی میں مقید اسکی کلائی چھوڑ دی۔۔جبکہ اپنے اندر کی آگ میں اسے جھلسا کر وہ اب کچھ ٹھنڈی ہوتی نظر آرہی تھی۔۔وہ ایک قدم بڑھا کر بیڈ سائیڈ ٹیبل پر جھکا تھا اور ایک طرف سے کچھ مچھو ہوئے دو تین ٹشو پیپرز اٹھا کر اسکی نظروں کے سامنے کیے۔۔مشال نے کچھ حیران نگاہوں سے ان ٹشو پیپرز، کو دیکھا۔۔

"یہ۔۔۔ان ٹشوز، سے صاف کی تھی۔۔۔آپکی۔۔۔۔!" وہ کہتے ہوئے پلکیں جھپکا گیا۔۔جیسے اپنی صفائی دینا محال ہی تو ہو رہا تھا۔۔

"آپکی لپ سٹک۔۔۔آپ کا میک اپ۔۔صاف کیا تھا، خراب نہیں کیا تھا۔۔!" کہتے ہوئے جانے کیوں اسکی آواز حد سے زیادہ بھاری ہو گئی تھی۔۔مشال کو شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔۔

"اور وہ دوپٹہ۔۔۔آپ نے خود نیند میں اتار دیا تھا۔۔اور میں۔۔۔میں تبھی روم سے باہر چلا گیا تھا۔۔!" ٹھہر ٹھہر کر بولتا وہ اس پل جیسے پل صراط سے گزر رہا تھا۔۔مشال کے لبوں پر قفل سے پڑ گئے۔۔اسے خاموشی سے اپنی جانب دیکھتا پا کر وہ دوبارہ گویا ہوا۔۔

"میرا خیال ہے کہ اب۔۔آپکی غلط فہمی دور ہو گئی ہو گی۔۔باقی مجھے اس بات کا بہت افسوس ہے کہ میں۔۔اب تک۔۔آپکا اعتبار نہیں جیت سکا۔۔!"، افسردگی سے کہتا وہ آخر میں ہولے سے مسکرایا۔البتہ اسکی لال بوٹی ہوتی براؤن آنکھوں نے اسکی مسکراہٹ کا ساتھ نہیں دیا تھا۔۔

مشال کو لگا اسکے اندر کہیں کچھ ڈوب سا گیا ہے۔۔

اپنی بات مکمل کر کے وہ رکا نہیں تھا۔۔پلٹا تھا اور تیزی سے واش روم میں گھس گیا۔۔

مشال وہیں بیٹھتی چلی گئی۔۔ آنکھیں دھواں دھواں ہو رہی تھیں۔۔ دل کی حالت حد سے سوا تھی۔۔ بے بسی و کرب کی انتہا پر جاتی مشال نے اپنا سر ہاتھوں میں تھام لیا۔۔ جبکہ دوسری جانب ضرغام اکرام کی دلی حالت بھی کچھ مختلف نہ تھی۔۔واش بیسن پر جھکا وہ اپنے تیزی سے دھڑکتے دل کو سنبھال رہا تھا۔۔ پلکوں پر ہلکی ہلکی نمی اتر رہی تھی جسے گالوں پر بہنے سے روکنے کے لیے اسنے سرعت سے پانی کے دو چار چھپاکے منہ پر مارے۔۔ اندر کی جلن بڑھ رہی تھی مگر وہ ضبط کرنے پر مجبور تھا۔۔ہاں وہ مجبور تھا، اسے مجبور ہونا ہی تھا، کیونکہ اسے مشال فاروقی سے محبت تھی۔۔ وہ اس محبت میں بہت پہلے ہی دل کے سامنے گھٹنے ٹیک چکا تھا مگر اب تو سر سجدے میں تھا۔۔ تو بھلا اب وہ کیسے اس محبت سے دامن بچا سکتا تھا، جو اسکی رگوں میں خون کے ساتھ گردش کر رہی تھی۔۔

حیران تو وہ خود بھی تھا۔۔

پریشان تو وہ خود بھی تھا۔۔

کیسے۔۔؟؟

کس قدر سرعت سے۔۔۔

کس انتہا کی پھرتی سے۔۔

محبت نے اسکے وجود میں پنجے گاڑھے تھے کہ وہ پھڑ پھڑا بھی نہ سکا اور مشال فاروقی کا، غلام ہوتا چلا گیا۔۔

ہاں وہ اسکا غلام ہی تھا کیونکہ اسکے دل پر وہ بلا شرکت غیرے راج کرتی تھی۔۔مشال بھلے ہی اس سے بے رخی برت لیتی مگر ضرغام اکرام کو اس سے ناراض ہونے کا حق نہیں تھا۔۔۔اسے مشال سے منہ پھیر لینے کی اجازت تھی ہی نہیں، کیونکہ۔۔۔

ضرغام کے دل نے اسے ایسا کوئی حق۔۔،

ایسی کوئی اجازت کبھی دی ہی نہیں تھی۔۔

اپنی آنکھیں مسلتے ہوئے وہ ہولے سے مسکرایا۔۔براؤن کانچ میں درد ہلکورے لے رہا تھا مگر ٹاول سے منہ صاف کرتا وہ واش روم سے باہر نکل آیا۔۔کمرے میں آتے ہی نگاہ نے اسے تلاشا تھا۔۔وہ ہنوز بیڈ کی پائنتی بیٹھی اپنی ہتھیلیوں کو گھور رہی تھی۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہ اسکے قریب آیا تھا پھر آہستگی سے اسکے پاس بیٹھ گیا۔۔لیکن مشال نے اپنی نگاہ کا زاویہ نہیں بدلا تھا۔

"مشال۔۔۔!"ضرغام نے اسے نرمی سے پکارا۔۔اسکے نرم لب ولہجے پر مشال کو پھوٹ پھوٹ کر رونا آیا۔۔

"ادھر دیکھئے میری طرف۔۔!"اسے یونہی سر جھکائے بیٹھے دیکھ ضرغام نے آہستگی سے کہا۔اپنے لب کچلتے ہوئے مشال نے زرا سا سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔آنکھوں میں اسکی ناراضگی کا خوف تھا مگر ضرغام کے لبوں پر سجی نرم مسکراہٹ دیکھ کر وہ خوف جانے لگا۔۔

"آپ ابھی تک یہاں کیوں بیٹھی ہیں۔۔؟چینج کیوں نہیں کیا۔۔؟؟"وہ بڑی نرمی اور توجہ سے پوچھ رہا تھا۔ایسے جیسے کچھ دیر پہلے مشال نے اسے کچھ کہا ہی نہیں۔۔اسکے سوال پر مشال نے چہرے پر آتے بالوں کو کان کے پیچھے اُڑسا۔۔

"کر لیتی ہوں تت۔۔۔ تم۔۔۔!"، وہ کچھ کہنا چاہتی تھی جب ضرغام بول پڑا۔۔

"اوکے آپ چینج کر لیں میں آپکے لیے ناشتہ بھجوا دیتا ہوں۔۔!" کہہ کر وہ اسکے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ مشال بھی اپنا لہنگا سنبھالتی کھڑی ہو گئی۔۔ جبکہ وہ اب اسی بنیان پر شرٹ پہن رہا تھا۔۔ شرٹ کے اوپری بٹن کھلے چھوڑ کر وہ باقی کے دو تین بٹن بند کرتا کندھے پر کالج بیگ ڈال چکا تھا۔۔

"اور تم۔۔؟؟" مشال نے اسکے ناشتے کی بابت دریافت کیا تھا۔۔ چہرے پر خفت چھائی ہوئی تھی۔

"میں کافی لیٹ ہو چکا ہوں۔۔ کالج میں ہی کر لوں گا۔۔!" مسکرا کر کہتے ہوئے وہ دروازے کی طرف بڑھا۔۔ اسے جاتا دیکھ مشال کے دل میں چبھن سی ہوئی۔۔

"تم کالج جا رہے ہو۔۔؟؟" وہ ڈور ناب گھما رہا تھا جب مشال کے سوال پر اسکی طرف پلٹا۔۔

"جی۔۔ آپ کیوں پوچھ رہی ہیں۔۔۔ کوئی کام تھا آپکو۔۔؟؟" وہ بڑے نارمل انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔

مشال کو اسکا یہ انداز شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک رہا تھا۔۔

"نہیں وہ تم۔۔۔ ایسے۔۔۔!" جب کوئی بات نہ بنی تو مشال نے اسکے حلیے کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔ اسکی بوکھلاہٹ پر وہ کھل کر مسکرایا۔۔

"اٹس فائن۔۔ میں اکثر ایسے ہی چلا جاتا ہوں۔۔۔!" ہلکے پھلکے انداز میں کہتے ہوئے اسنے کندھے اچکائے۔۔ پھر چند سیکنڈز مشال کے بولنے کا انتظار کرتا رہا مگر جب وہ خاموش کھڑی رہی تو وہ مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔ مشال نے دھندلی نظروں سے بند ہوتے دروازے کو دیکھا۔۔

"وہ ناراض کیوں نہیں تھا۔۔؟؟" اس سوال نے اسکے اندر پوری شدت سے سر ابھارا تھا۔۔ مگر جواب دینے والا جاچکا تھا۔۔ وہ اپنے لب کاٹتی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔۔

♦♦♦♦.

"ایک بات پوچھوں نانا جان۔۔؟؟" انکے ساتھ بیٹھی وہ اپنی انگلیاں مروڑتے ہوئے بولی۔۔ عبدالرحمن فاروقی صاحب نے گردن موڑ کر اسکی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں الجھن تھی۔۔

"ہمم۔۔۔ضرور۔۔!" انہوں نے نرمی سے کہا۔۔ انکی اجازت ملنے پر مشال نے تمہید باندھنے کو ایک گہرا، سانس لیا۔۔

"اگر۔۔۔ہم کسی کو ہرٹ کریں لیکن وہ شخص ظاہر نہ کرے کہ اسے برا لگا ہے تو کیسے پتہ چلے گا کہ وہ ہم سے ناراض ہے۔۔؟؟" انکی جانب دیکھتے ہوئے مشال نے فکرمندی سے پوچھا۔۔

اسکے سوال پر وہ ہولے سے مسکرائے۔۔

"اگر آپ کسی کو ہرٹ کریں، اور وہ ظاہر نہ کرے کہ اسے برا لگا ہے تو اسکا مطلب یہی ہے کہ وہ آپ سے ناراض نہیں ہے بیٹے۔۔۔!" آغا جان نے بڑی آسانی سے جواب دیا تھا۔۔

"لیکن اگر وہ ہو تو۔۔۔!" مشال کو جیسے یقین تھا کہ ضرغام ناراض ہے۔۔۔

"ہو ہی نہیں سکتا، جو شخص آپکے کڑوے رویے کو برداشت کر رہا ہے۔۔وہ ہرٹ ہوا ہے لیکن پھر بھی آپ پر ظاہر نہیں کر رہا تو یقیناً وہ آپ سے ناراض نہیں ہے۔۔۔مین پوائنٹ اسکی ناراضگی نہیں ہے مشال، مین پوائنٹ ہے اسکا ہرٹ ہونا۔۔۔!" آغاجان نے ٹھہر ٹھہر کر زرا تفصیل سے جواب دیا۔۔

"تو۔۔پھر۔۔۔ایسے میں، جس نے ہرٹ کیا ہو، اسے کیا کرنا چاہئیے۔۔؟؟" اپنی گھنیری پلکیں جھپکتے ہوئے مشال نے کچھ توقف سے پوچھا۔۔

آغاجان نے جانچتی نگاہوں سے اسکا پریشان چہرہ دیکھا۔۔

"تو پھر۔۔۔یہ کہ اپنے گزشتہ رویے کی بدصورتی کو کم کرنے کے لیے،، آئندہ اس شخص سے، خوبصورتی سے بات کی جائے۔۔اور بہترین حل یہی ہے کہ دوبارہ کبھی اس غلطی کو نہ دہرایا جائے۔۔!" کہتے ہوئے آغاجان نے اپنی چائے کا کپ لبوں سے لگالیا۔۔

"بس۔۔۔؟؟؟؟اور ابھی جو اسے دکھ ہوا اسکا کیا۔۔۔؟؟؟"مشال کی آواز میں حیرت تھی۔۔وہ آغاجان کے جواب سے مطمئن نظر نہیں آرہی تھی۔۔

"تم نے کسی کو دکھ دیا ہے۔۔؟؟" اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے آغاجان نے نرمی سے پوچھا۔مشال گڑبڑا گئی۔۔

"نہیں۔۔ویسے ہی پوچھ رہی ہوں۔۔!" نظریں چراتے ہوئے اسنے صفائی دی۔۔

"دیکھو بیٹے، جو شخص اپنی تکلیف کو پسِ پشت ڈال کر آپ پر یہ ظاہر کر رہا ہے کہ وہ ہرٹ نہیں ہوا تو ظاہر سی بات ہے کہ اسکے لیے اپنی تکلیف سے زیادہ اہم آپکی ذات ہے۔۔۔جب آپ اسکے لیے اہم ہیں تو باقی سب کچھ بے مایہ

ہے۔بے وقعت ہے۔۔اسلیے جب سامنے والا بھرم رکھ رہا ہے تو آپ بھی رکھیں۔۔!" آغا جان نے اسے تحمل سے سمجھایا۔۔ان کی بات سنتی مشال ایک پل کو خاموش ہو گئی۔وہ چپ چاپ زمین پر بچھے قالین کو گھورنے لگی۔

"لیکن۔۔۔ایسا کیسے ممکن ہے کہ، ہم کسی کے لیے اس کی ذات سے بڑھ کر اہم ہوں۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے وہ بے یقین لگ رہی تھی۔۔اسکے الجھن زدہ انداز، پر وہ مسکرائے۔۔

"ممکن ہے مشال، ممکن ہے۔۔!" ہولے سے مسکراتے آغا جان نے یقین سے کہا۔

مشال نے اپنی نم آنکھوں سے آغا جان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ہاں اسکی آنکھوں میں نمی اتر رہی تھی۔۔۔آغا جان اسکی آنکھوں میں سوال پڑھ چکے تھے۔۔

"کیسے۔۔؟؟ کیسے ممکن ہے۔۔؟" اسکی آنکھوں میں سوال پڑھتے آغا جان کے لبوں نے حرکت کی تھی۔

"محبت۔۔!" آغا جان نے ایک لفظی جواب دیا۔۔۔مشال کا دل دھک سے رہ گیا۔۔اسکے ارد گرد جیسے گھنٹیاں سی بجنے لگیں۔۔دل کی دھڑکن پل میں تیز ہوئی تھی۔

"مشال۔۔۔؟؟" ضرغام کی آواز پر وہ اچھل کر سیدھی ہوئی۔۔

حقیقتاً پہلی بار اسے دیکھ کر مشال کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی تھی۔۔ادھ کھلے دروازے سے اندر جھانکتا وہ اسے بلا رہا تھا۔۔سرخ و سپید رنگت اور رخساروں پر اگی سنہری شیو۔۔وہ اپنے عنابی لبوں کو حرکت دیتے ہوئے اسی سے مخاطب تھا۔۔اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے مشال نے پلکیں جھپکائیں۔۔

"کیا بات ہے برخوردار۔ ؟اتنی جلدی میں کیوں ہو۔۔؟؟" آغا جان کے سوال پر وہ مسکراتے ہوئے اندر آ گیا۔۔

"یہ یہاں بیٹھی ہیں اور وہاں ڈرائیور ان کا ویٹ کر رہا ہے۔۔امو جان کا آرڈر ہے کہ آپ بیوٹی پارلر چلی جائیں۔۔ ورنہ پھر دیر ہو جائے گی۔۔!" آغا جان کے سامنے کاؤچ پر بیٹھتے ہوئے ضرغام نے انہیں جواب دیتے ہوئے مشال کو بھی آگاہ کیا تھا۔۔مشال نے اپنی لاپرواہی پر اپنے سر پر ہولے سے ہاتھ مارا۔۔اسے یاد آیا کہ جب وہ آغا جان کے کمرے کی طرف آرہی تھی، تب شازمہ بیگم نے بڑے سرد لہجے میں اسے تھوڑی دیر بعد بیوٹی پارلر جانے کا کہا تھا مگر اب تو۔۔ تھوڑی سے کچھ زیادہ دیر ہو گئی تھی۔۔وہ فوراً آغا جان کے پاس سے کھڑی ہوئی۔۔

"جاؤ بیٹا۔۔ ویسے بھی دوپہر ڈھل رہی ہے، زیادہ دیر ہو گئی تو میرے معصوم پوتے کو اکیلے ہی سٹیج پر بیٹھنا پڑے گا۔۔!" مسکاتے لہجے میں مشال سے کہتے ہوئے انہوں نے ضرغام کو چھیڑا۔۔اسنے بے ساختہ قہقہ لگایا تھا جبکہ مشال اپنی جگہ سٹپٹا گئی۔۔وہ اثبات میں سر ہلاتی دروازے کی طرف بڑھی تھی پھر اچانک رکی اور پلٹ کی ضرغام کی طرف دیکھا جو آغا جان کی طرف متوجہ تھا۔۔

"وہ۔۔۔ تم۔۔۔!!" وہ ضرغام کا نام لینے سے ہچکچائی۔۔ ضرغام فوراً اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔

"تم چلو ناں میرے ساتھ۔۔مجھے ڈرائیور کے ساتھ نہیں جانا۔۔!" انگلیاں مروڑ کر بولتی مشال نے جیسے اسے حکم دیا تھا۔۔کمرے میں آتی شازمہ بیگم کی تیوریاں اسکے حکم پر چڑھ گئیں۔۔

"یہ تم نے کیا 'تم، تم۔۔' لگا رکھی ہے۔؟؟ شوہر ہے تمہارا۔۔ عزت سے بات کرو۔۔۔!" انہوں نے اندر آتے ہی مشال کو لتاڑا۔۔ آواز میں کڑواہٹ گھلی ہوئی تھی۔۔مشال نگاہ جھکا گئی جبکہ ضرغام سیدھا ہوتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔

"اور ابھی تک گئی کیوں نہیں تم۔۔؟؟ بیوٹیشن ہے وہ، تمہاری نوکرانی نہیں کہ۔۔۔!"، ابھی وہ بول ہی رہی تھیں کے ضرغام جلدی سے بول پڑا۔۔

"ارے امی۔۔ آپ بھی ناں۔۔۔ گھر میں اور بہت کام ہیں آپ اس طرف سے فکر مت کریں پلیز۔۔۔ میں ہی چائے پینے کے لیے رک گیا تھا ورنہ۔۔ ہم تو جا ہی رہے تھے۔۔ کوئی لیٹ ویٹ نہیں ہوا ابھی، میں لے جا رہا ہوں بس۔۔ آپ خود کو ہلکان مت کریں۔۔ یہاں بیٹھیں اور آپ۔۔ یہ پانی پئیں۔۔! نرمی سے بولتا وہ انہیں کندھوں سے تھام کر سنگل صوفہ پر بٹھا چکا تھا۔ پھر خود ہی ٹیبل پر رکھے جگ میں سے پانی گلاس میں انڈیل کر گلاس انہیں تھما دیا۔۔ وہ چپ چاپ گھونٹ گھونٹ پانی پینے لگیں۔۔ عبدالرحمن فاروقی صاحب نے شرارتی نظروں سے اسکی کاروائی پر اسکی جانب دیکھا۔۔ ضرغام کی نگاہ انکی مسکاتی نگاہوں سے ملی تو انکی نگاہوں کی زبان سمجھ کر وہ مسکرا دیا۔۔ پھر خاموش کھڑی مشال کی طرف پلٹا۔۔

"چلیں مشال۔۔۔؟؟" وہ دھیمے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔ مشال نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے باہر کی طرف قدم بڑھا دیے۔۔ ان دونوں کے جانے کے بعد شازمہ بیگم نے شکوہ کناں نگاہوں سے آغا جان کیطرف دیکھا۔۔

"آپ دیکھ رہے ہیں پوتے کی دیوانگیاں۔۔؟؟" منہ بسورتی وہ ان سے مخاطب تھیں۔۔ آغا جان نے معصوم سی شکل بناتے ہوئے اپنے کندھے اچکائے۔۔

"بھئی میں کیا کہہ سکتا ہوں، بیوی ہے اسکی۔۔۔!" انہوں نے غیر جانب داری سے کہا۔۔

"ہونہہ بیوی۔۔!" وہ ناگواری سے بڑبڑا کر رہ گئیں۔۔

♦♦♦♦

"اب آ بھی جاؤ کب سے ویٹ کر رہا ہوں۔۔!" فون کان سے لگائے وہ کچھ جھنجھلائے ہوئے انداز میں بول رہا تھا۔۔ دوسری جانب سے نشال نے شاید اسے کچھ دیر مزید انتظار کرنے کو کہا تھا جس پر وہ چڑ گیا۔۔

"تم دس نہیں بیس منٹ لگاؤ۔۔ میں جا رہا ہوں۔۔ اب تمہیں ڈرائیور ہی لینے آئے گا۔۔!" ضیغم نے سرد لہجے میں کہہ کر کال کاٹ دی پھر موبائل پاکٹ میں ڈال کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔۔ تبھی اسکے موبائل پر میسج ٹیون بجی تھی۔۔ اسنے سکرین ٹچ کر کے میسج اوپن کیا۔۔

"اچھا بس آرہی ہوں دو منٹ۔۔۔!" نشال کا میسج پڑھ کر اسکا اگینشن میں چابی ہلاتا ہاتھ رک گیا۔۔ "اوکے مگر صرف دو منٹ۔۔۔!" نشال کے میسج کا ریپلائے کر کے وہ دوبارہ گاڑی سے باہر نکل آیا۔۔

"Huuunhhh khrrooss"

اپنے میسج کے ریپلائے میں اسکا، میسج دیکھ کر ضیغم زیر لب مسکرایا تھا۔۔۔ اور پھر واقعی وہ اگلے دو منٹ بعد بیوٹی پارلر کا دروازہ کھول کر دو لڑکیوں کے ہمراہ باہر نکل آئی تھی۔۔ اسے اپنی طرف آتا دیکھ وہ نگاہ جھکا گیا تھا، کیونکہ اس پل اسے دیکھ کر وہ اپنے حواس نہیں گنوانا چاہتا تھا۔۔ جبکہ اسے اپنی ذات سے یوں بے گانہ دیکھ نشال کا دل دکھ کر رہ گیا۔ اسکے قریب آجانے پر ضیغم نے اسکے لیے فرنٹ ڈور کھولا تھا۔۔ نشال کو بیٹھنے میں مدد دے کر وہ لڑکیاں سیدھی ہوتی اب دروازہ بند کر رہی تھیں۔۔ ضیغم نے دوسری طرف سے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔۔

"ہیو آ نائس سیر یمنی سر۔۔!" دروازے کے شیشے سے گاڑی میں جھانکتی ان دونوں میں سے ایک نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔ بدلے میں ضیغم نے ایک خوبصورت مسکراہٹ لبوں پر سجاتے ہوئے سر کو زرا سا خم دیا۔۔ پھر گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔۔ نشال رخ پھیر کر گاڑی سے باہر دیکھنے لگی۔۔

"ہونہہ۔۔۔بیوی کے لیے سڑا ہوا منہ بنا کر رکھتے ہیں اور دوسری لڑکیوں کے لیے ہونٹوں پر مسکراہٹ۔۔۔!" کلستے ہوئے وہ بڑبڑائی تھی۔۔ ضیغم کے باریک کان اسکی بڑبڑاہٹ سن چکے تھے مگر پھر بھی وہ لب نچلے دانتوں میں دباتے ہوئے انجان بنا۔۔

"کچھ کہا تم نے۔۔؟؟" بنا اسکی طرف دیکھے، سڑک پر نگاہ جمائے ضیغم نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔ نشال نے سلگ کر اسکی جانب دیکھا مگر جواب دینے کی بجائے ایک پل کو نشال خاموش ہو گئی۔۔ گرے تھری پیس، پینٹ کوٹ پہنے، اپنے مغرور نقوش سمیت وہ اسکا دل دھڑکا گیا تھا۔۔وہ یک ٹک اسے دیکھتی چلی گئی۔۔ آنکھوں نے چپکے سے اسکی نظر اتاری تھی جبکہ اسکے دھڑکتے دل کی ہر دھڑکن نے ضیغم کی سلامتی کی دعا مانگی تھی۔۔بلاشبہ وہ شخص اسکی سانسوں میں بستا تھا۔۔اسکی زندگی، اسکے جینے کی وجہ تھا۔۔

"بس کرو۔۔اور کتنا گھوروگی۔۔؟؟" اسکی نگاہوں کا ارتکاز خود پر محسوس کرتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے کہا۔۔ اسے اس پل نشال پر ٹوٹ کر پیار آرہا تھا جو اپنی معصوم نگاہوں سے اسکا ایمان خراب کر رہی تھی۔۔اسکے کہنے پر نشال نے گڑبڑا کر نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔۔

"دیکھ تم مجھے رہی ہو۔۔اور دل میرا بے ایمان ہو رہا ہے۔۔!" بنا اسکی طرف دیکھے وہ ہنوز، سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔نشال کا دل شدت سے دھڑکنے لگا۔۔لطیف الفاظ کہنے کا انداز کس قدر جان لیوا تھا۔۔ اففف۔۔وہ شخص سخت لب ولہجے میں اسکی جان نکال دیا کرتا تھا، اگر جو کبھی وہ اس پر مہربان ہو گیا تو کیا ہو گا۔۔! سوچتے ہوئے نشال کی پلکیں لرز اٹھیں۔۔وہ اسکے جواب کا منتظر تھا مگر نشال کی تو سٹی ہی گم ہو چکی تھی۔۔وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں سختی سے پھنسائے گاڑی سے باہر دیکھ رہی تھی۔۔اسکی حالت سے لطف اندوز ہوتے ضیغم کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔۔

♦♦♦♦. "یار کہاں غائب تھے۔۔؟؟ضرغام بتا رہا تھا کہ سامعہ کو بھی واپس لے گئے تھے تم۔۔؟؟زمان کو دیکھتے ہی وہ سٹیج سے اتر کر اسکے پاس آیا تھا۔۔ ضیغم کے سوال پر زمان نے ایک پل کو نگاہ چرا لی۔۔

"وہ اپنے گھر والوں کے پاس ہے۔۔!"زمان نے دھیمی آواز میں جواب دیا۔اسکے لہجے میں جھوٹ کی کوئی رمق نظر نہیں آ رہی تھی مگر اسکے باوجود ضیغم کو شاک لگا تھا۔۔

"واٹ۔۔۔کب۔۔کس وقت۔۔؟؟کیسے گئی وہ واپس۔۔؟؟اور تم۔۔تم نے جانے دیا اسے۔۔۔؟؟"وہ بے یقینی سے پوچھ رہا تھا۔۔ ضیغم کے سوالات پر زمان کا دل خون ہونے لگا۔۔

"جی۔۔میری مرضی سے گئی ہے۔۔اسکی مدر کی طبعیت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔میں تو اسے ان سے ملوانے لے کر گیا تھا مگر اسکی فیملی نے اسے کچھ دن کے لیے روک لیا ہے۔۔۔!!"زمان نے کچھ سچ میں زیادہ جھوٹ کی آمیزش سمیت اسے جواب دیا۔۔

"اور تم نے اسے رکنے دیا۔۔؟آر یو میڈ۔۔؟تم جانتے نہیں ہو اس کی فیملی کو۔۔؟؟اگر انہوں نے اسے کوئی نقصان پہنچا دیا تو۔۔؟؟"دھیمے لہجے میں بولتے ضیغم کی آواز میں دبا دبا غصہ تھا۔۔

"آئی کانٹ بیلیو دز۔۔تم۔۔زمان تم اتنے لاپرواہ کیسے ہو سکتے ہو یار۔۔۔!"اسے خاموش کھڑے دیکھ کر ضیغم نے تاسف زدہ لہجے میں کہا۔

"وہ لوگ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔۔آئی نو۔۔۔!"زمان نے یقین سے کہا۔۔ ضیغم نے سخت نظروں سے اسے گھورا۔۔

"ہوپ سو۔۔۔باقی تم کل صبح ہوتے ہی اسے واپس لے آنا۔۔اگر اسکی فیملی کوئی مسئلہ کرے گی تو میں دیکھ لوں گا۔۔!" کہتے ہوئے ضیغم نے اسکی پیٹھ تھپکی۔۔زمان نے بڑی مشکلوں سے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"زمان بھائی۔۔۔!" تبھی وہاں ضرغام آیا تھا۔۔زمان مسکراتے ہوئے اسکی طرف متوجہ ہوا۔"جی بھائی کی جان کے دشمن۔۔؟"زمان نے چھیڑنے والے انداز میں اسے جواب دیا۔زمان کے طرز تخاطب پر ضرغام قہقہہ لگا کر ہنسا۔۔

"آہ۔۔فی الوقت میں تو نہیں مگر میری نئی نویلی دلہن ضرور آپکی دشمن ہو سکتی ہے اگر آپ نے ابھی جا کر اسے سامعہ بھابھی کے ایک دم غائب ہو جانے کے متعلق نہ بتایا تو۔۔!"ضرغام نے مکمل طور پر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔۔اسکی بات پر زمان کے لبوں پر کھیلتی مسکراہٹ ایک پل کو غائب ہوئی تھی پھر اگلے ہی پل وہ زبردستی مسکرایا۔۔

"دشمن وہ میری ہو رہی ہے اور آہیں تمہاری نکل رہی ہیں بیٹا۔۔خیر تو ہے۔۔۔؟؟"شرارتاً پوچھتے ہوئے زمان نے اپنی ایک آنکھ دبائی۔۔اسکے سوال پر ضرغام نے بےچارہ سا منہ بنالیا۔۔

"ہائے کیا بتاؤں۔۔۔سامعہ بھابھو کے بارے میں پوچھنے کے لیے پچھلے دو گھنٹوں سے میری دلہن صاحبہ میری نازک پسلیوں میں اپنی مضبوط کہنی مارتی رہی ہے۔۔آہیں تو نکلیں گی ناں۔۔!"وہ بڑے ترحم آمیز لہجے میں کہہ رہا تھا جس پر زمان قہقہہ لگا کر ہنسا تھا جبکہ زمان کے تاثرات نوٹ کرتے ضیغم نے مسکرانے پر اکتفا کیا تھا۔۔

"یار حد ہے ویسے مبالغہ آرائی کی، تمہاری پسلیاں کمزور۔۔؟؟اور اس بےچاری کی کہنی مضبوط۔۔واہ ری تمہاری یہ مظلومیت۔۔!"زمان نے ہنس کر کہتے ہوا اسکے شانے پر مکا مارا۔ضرغام ہنستا چلا گیا۔۔

"اچھا چلے آئیں ناں میرے ساتھ۔۔بتائیں مشی کو ورنہ وہ رونا شروع ہو جائیں گی۔۔!" اسکا بازو تھامتے ہوئے ضرغام نے ہنستے ہوئے کہا۔۔

"اوکے چلو۔۔!" مسکرا کر بولتے زمان نے ضیغم کی طرف دیکھا تھا جیسے کہہ رہا ہو "میں آتا ہوں۔۔!" اور پھر ضرغام کے ہمراہ سٹیج کی طرف بڑھ گیا۔ ضیغم نے کچھ کھوجتی نگاہوں سے زمان کی پشت کو گھورا۔۔اسکے انداز ضیغم کو کھٹک رہے تھے۔۔

"ضیغم۔۔؟" وہ کچھ سوچ رہا تھا کہ جب شازمہ بیگم کی آواز پر چونک کر ان کی طرف متوجہ ہوا۔۔

"جی۔۔؟؟"

"وہ۔۔۔میں پوچھنا چاہ رہی تھی کہ اب۔۔۔کیا ارادہ ہے تمہارا۔۔؟" انہوں نے کچھ ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔انکے سوال پر ضیغم نے اپنی بھنویں اچکائیں۔

"کیا مطلب۔۔میں سمجھا نہیں۔۔!" پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ پھنساتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بولا۔۔

"میرا مطلب ہے کہ۔۔اب،رات تو کافی ہو رہی تو۔۔میرا خیال ہے کہ۔۔میرا مطلب ہے میں چاہ رہی تھی کہ آج رات تم اور نشال۔۔فاروقی ہاؤس میں ہی ٹھہر جاتے تو اچھا تھا۔۔پھر کل ملیحہ کا ولیمہ ہے، تم دونوں کو اٹینڈ کرنے میں آسانی رہے گی۔۔!" وہ بڑی مشکل اور شاید ضبط سے اپنی بات مکمل کر پائی تھیں۔۔انکی شکل بتا رہی تھی کہ وہ اکرام صاحب کی زبان بول رہی ہیں۔۔کیونکہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی اکرام صاحب بھی اس سے یہی بات کر چکے تھے۔۔ ضیغم نے ایک پل کو اپنے لب بھینچ لیے۔

"امی۔۔وہ۔۔" ضیغم انکار کرتے ہوئے رکا۔۔وہ جانتا تھا کہ مقابل کھڑی اسکی ماں بہت ضبط کے بعد، اپنی انا کو پس پشت ڈال کر اس سے یہ بات کہنے آئی ہے۔۔

"انکار مت کرنا ضیغم۔۔!" نگاہ جھکا کر انہوں نے تحکم آمیز لہجے میں کہا۔۔انکے برداشت کی شدت سے بھنچے لب دیکھ کر وہ ہولے سے مسکرایا۔۔

"اگر آپ چاہتی ہیں تو۔۔ٹھیک ہے۔۔آج کی رات۔۔ہم رک جائیں گے۔۔!" قدرے نرم لہجے میں

کہتے ہوئے ہولے سے مسکرایا۔۔اسکے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ تھوڑے سے فاصلے پر کھڑے اکرام صاحب بھی انہی کیطرف آ گئے۔۔

"یہیں کھڑے مسکراتے رہو گے یا۔۔بیگم کے پاس جا کر اسے کچھ حوصلہ بھی دو گے۔۔وہ دیکھو تمہارے بغیر کتنی اداس لگ رہی ہے۔۔!" قریب آتے ہوئے اکرام صاحب نے ضیغم سے کہا تھا۔۔

"امو جان کی بات سن رہا تھا۔۔ورنہ جا ہی رہا تھا بس۔۔!" زبردستی مسکراتے ہوئے ضیغم نے آہستگی سے کہا۔۔

"ارے ان کی باتیں سننے کو ہم ہیں ناں برخوردار۔۔۔تم تو بس اب نشال کی باتیں سنا کرو!" کہتے ہوئے وہ بے اختیار ہنسے تھے۔۔شازمہ بیگم دل مسوس کر رہ گئیں جبکہ ضیغم بھی اس بار دل سے مسکراتے ہوئے، سر کو زرا سا خم دیتا سٹیج کی طرف بڑھا جہاں وہ اپنے ساتھ بیٹھی ملیحہ سے کچھ کہتی کافی کنفیوز لگ رہی تھی۔ جبکہ مشال کے ساتھ بیٹھا ضرغام مسلسل ہنس رہا تھا۔۔قریب کھڑا ازمان ان دونوں سے کچھ کہہ رہا تھا۔۔♦♦♦♦

تیرے سینے سے لگ کر

تیری آرزو بن جاؤں،

تیری سانسوں سے مل کر

تیری خوشبو بن جاؤں،

فاصلے نہ رہیں ہم دونوں کے درمیاں،

میں، میں نہ رہوں۔۔۔۔

بس تُو بن جاؤں۔۔۔

ڈریسنگ مرر کے سامنے بیٹھی وہ اپنے کانوں میں لٹکتے بھاری جھمکے اتار رہی تھی جب وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔۔نشال کو بے کل رات والا منظر یاد آیا تھا۔۔دل کی دھڑکن بے ساختہ تیز ہوئی تھی۔۔ آئینے میں نظر آتے ضیغم کے وجیہہ سراپے سے نگاہ چراتے ہوئے نشال نے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبالیا۔۔کیوں بھول گئ تھی وہ۔۔۔؟

کیسے۔۔۔؟

اسنے چور نگاہوں سے اطراف میں دیکھا۔۔پورا کمرہ گلاب کے تازہ پھولوں سے مہک رہا تھا۔۔یقیناً یہ ضرغام کی کارستانی تھی جس نے اپنے کمرے کے ساتھ ساتھ ضیغم کا کمرہ بھی ڈیکوریٹ کروادیا تھا۔۔مضبوط چال چلتا وہ بیڈ کی طرف آیا تھا اور کوٹ اتار کر بیڈ کی پائنتی رکھا۔۔ایک گہری نظر نشال کے سجے سنورے روپ پر ڈالی تھی۔۔اسنے

دو قدم اٹھائے تھے اور اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔۔نشال کی نگاہ آئینے کی طرف اٹھی تو ساکت سی رہ گئی۔۔وہ بنا پلک جھپکائے اپنے اور ضیغم کے عکس کو دیکھتی چلی گئی۔

وہ ہی کمرہ تھا۔۔۔

وہ خود بھی وہی تھی۔۔۔

پشت پر کھڑا شخص بھی تو،وہی تھا۔۔۔

نشال کی خشک آنکھیں پل میں پانیوں سے بھر گئیں۔۔اسے یاد آیا۔۔ایک دن یونہی اسنے اس آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے ساتھ ضیغم اجلال کا عکس دیکھنے کی تمنا کی تھی۔۔اور آج۔۔۔

ہاں آج اسکی وہ تمنا پوری ہو چکی تھی۔۔اپنا لہنگا سنبھالتے ہوئے وہ آہستگی سے کھڑی ہوئی۔۔ ضیغم اپنی آنکھوں میں شوق کا ایک جہان آباد کیے اسی کے عکس کو دیکھ رہا تھا۔۔پیچ اینڈ گولڈن امتزاج کے لہنگا سوٹ میں وہ آسمان سے اتری کوئی حور لگ رہی تھی۔۔نشال نے پلٹ کر اسکی جانب دیکھا۔۔

"مبارک ہو۔۔تمہارے سارے تیر نشانے پر لگ چکے ہیں۔۔۔میرے دل پر چوٹ لگ چکی ہے۔۔،میں چاروں شانے چت ہو چکا ہوں نشال۔۔۔!!"اسکی غلافی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولتا وہ نشال کو حیران کر گیا تھا۔۔

کیا کہہ رہا تھا وہ۔۔؟؟

انداز کیسا نرم تھا۔۔؟

لب و لہجہ کس قدر شیریں تھا۔۔؟

نگاہوں میں کیسی وارفتگی تھی۔۔؟

اگر وہ محبت سے وار کر رہا تھا۔۔تو بہت کاری تھا۔۔۔

شاید اقرار کر رہا تھا۔۔اگر ہاں تو بہت پر فریب تھا۔۔

اتنا، کہ نشال کے چاروں طرف ایک فسوں سا پھیلنے لگا۔۔شاید کوئی جادو تھا جس کے زیر اثر وہ خود کو بہتا محسوس کر رہی تھی۔۔ ضیغم نے نرمی سے اسکے بازو تھام لیے۔۔

"میں نے کوئی تیر نہیں آزمائے۔۔!" وہ نہیں جانتی تھی کہ بولتے ہوئے اسکی آواز بھیگ چکی ہے۔۔ ضیغم کو اسکی حالت پر ترس آنے لگا۔۔وہ اپنی جگہ حق بجانب تھی۔۔شاید وہ ڈر رہی تھی، یا اسے کوئی وہم ہو چلا تھا۔۔یا نہیں۔۔ غالباً وہ بے یقین تھی۔۔اسکے کٹاؤ دار لبوں کی کپکپاہٹ واضح تھی۔۔ ضیغم کا دل بے لگام ہونے لگا تو وہ دل کی مانتے ہوئے دھیرے سے اس پر جھکا تھا اور بڑی نرمی سے اسکے لرزتے لبوں کو چھو لیا۔۔بت بنی نشال کے ساکت وجود میں جیسے زندگی نے بھرپور کروٹ لی تھی۔۔اسکا تنفس ایک دم ہی بگڑا تھا۔۔وہ گھبرا کر ایک قدم پیچھے ہٹی مگر ضیغم نے اسکی کلائی تھام کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔۔

"میں جانتا ہوں کے تم اس معاملے میں بالکل بے قصور ہو۔۔!" ضیغم نے دھیمے لہجے میں کچھ سنجیدگی سے کہا۔۔

"ضیغم پلیز۔۔۔" اسکے کچھ بولنے سے پہلے ہی وہ بول پڑی تھی۔۔آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔

"میں آپکے یہ بدلتے روپ برداشت نہیں کر سکتی، مجھ پر رحم کریں۔۔ کبھی آپکی نفرت۔۔ کبھی

سفاکیت۔۔ کبھی نرمی تو کبھی بے رحمی۔۔ اور۔۔ اب۔۔ یہ بدلتا روپ۔۔؟؟ اسے کیا نام دوں۔۔؟؟ محبت۔۔؟؟ نہیں۔۔، ہر گز نہیں۔۔ آپکو مجھ سے محبت نہیں ہے، کبھی ہو ہی نہیں سکتی ہاں مگر میں نے آپ سے محبت کی ہے،

میں نے کی ہے۔۔۔

بے حد۔۔۔، بے شمار۔۔۔، بے انتہا۔۔۔

اس محبت کو میری سزا مت بنایئے پلیز۔۔ پلیز رحم کریں۔۔ ہاں اگر آپ اپنا حق وصول کرنے کے لیے یہ سب کر رہے ہیں تو۔۔۔!" بولتے بولتے وہ آنسوؤں کے غلبے کے باعث ایک پل کو رکی تھی۔۔ جبکہ اس ایک پل میں، محض ایک پل میں ضیغم اجلال کا وجود ٹکڑے ٹکڑے ہوا تھا۔۔

"تو۔۔ تو مجھے کوئی ایشو نہیں ہے، میں واقعی آپ ہی کی تو ہوں۔۔ آپ حق رکھتے ہیں۔۔۔ پورا حق رکھتے ہیں۔۔۔ اسکے لیے آپ کو یوں۔۔ دکھاوے کی نرمی۔۔ اور یہ جو بھی، محبت۔۔ جو بھی ہے۔۔ یہ کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ میں۔۔ میں ہر طرح سے آپکے لیے اویل ایبل ہوں۔۔ میں آپکو۔۔"

شٹ اپ۔۔۔ جسٹ شٹ اپ نشال۔۔۔۔!" اپنے خون ہوتے دل کو سنبھالتے ہوئے وہ اسے ایک جھٹکے سے چھوڑتے ہوئے چلایا تھا۔۔ نشال نے بھیگی آنکھوں سے اسکا سرخ چہرہ دیکھا۔۔ اسکی آنکھوں میں غضب کا اشتعال ہلکورے لے رہا تھا۔۔

"کیا سمجھ رہی ہو تم مجھے..؟ ضیغم اجلال اتنا پست ہے۔۔؟؟ اتنا کمزور اتنا ہیچ ہے کہ۔۔۔ تم سے۔۔۔ تم سے اپنا حق لینے کے لیے دکھاوا کرے گا۔۔؟؟ نہیں کیا سوچا کیا تم نے.؟ جھوٹ۔۔۔ جھوٹ کا سہارا لے کر تمہارے قریب

آنے کی کوشش کر رہا ہوں میں۔۔؟؟" اسکے بازو سختی سے اپنی مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے وہ سرد لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔اسکی جنونی گرفت سے نشال کا دل کانپ اٹھا۔وہ اس وقت اپنے آپ میں نہیں لگ رہا تھا۔۔

"تم بھول رہی ہو۔۔یقیناً بھول رہی ہو کہ میں تم سے اپنا حق وصول کر چکا ہوں۔۔نہ کل تم سے اجازت لی تھی، نہ آج اسکی ضرورت ہے اور نہ آئندہ کبھی ہو گی۔۔ مگر۔۔ تم۔۔۔۔!!" سلگتے ہوئے لہجے میں بولتا وہ ضبط کی انتہاؤں پر تھا۔۔اسکی سیاہ پلکیں غصے کے باعث نم سی ہو رہی تھیں۔۔نشال کی سانسیں تھمنے لگیں۔۔"کہاں ہے تمہاری محبت۔۔؟؟ کہاں ہے مجھے اندر تک جان لینے کا تمہارا دعویٰ۔۔؟؟ بولو نشال۔۔۔؟؟" اسے جھنجھوڑتے ہوئے پوچھتا وہ اذیت میں گھرا معلوم ہو رہا تھا۔۔اسکی آنکھوں میں، اسکے لہجے میں، اسکی گرفت میں آج درد بول رہا تھا۔۔ہاں آج نشال کو، وہ پتھر انسان لگا تھا۔۔۔اسکی حالت بتا رہی تھی کہ اسکے سینے میں دھڑکتا پتھر، دل ہی تھا۔۔وہ اپنی نم پلکیں جھپکے بغیر چپ چاپ اسے دیکھتی چلی گئی جواب کہہ رہا تھا۔۔

"کاش تمہیں مجھ سے محبت نہ ہوتی نشال، کاش کہ تم صرف مجھے جان لیتیں۔۔مجھے سمجھ لیتیں۔۔میرے اندر تک پھیلے ان وحشتوں کے ویران جنگلات کو دیکھ لیتیں، جن کی جڑیں ہر گزرتے دن کے ساتھ مجھے کاٹ رہی ہیں،۔۔تو شاید، ہاں شاید۔۔جتنی اذیتیں میں نے برداشت کی ہیں، میں انہیں تم میں انڈیلنے کی سعی نہ کرتا۔۔مگر تم نے۔۔۔تم نے صرف مجھ سے محبت کی ہے، صرف محبت۔۔۔!" تلخی سے کہتے ہوئے ضیغم نے اسکے بازو اپنی جارحانہ گرفت سے آزاد کر دیے۔۔نشال کا دل اسکی آخری بات پر ساکت سا ہو گیا۔۔روح میں بے چینیاں پھیلتی چلی گئیں۔

"میری رات تو خراب ہو ہی چکی ہے۔۔ تم چاہو تو سکون سے سو سکتی ہو۔۔ گڈ نائٹ۔۔!" نگاہ پھیر کر بے تاثر لہجے میں کہہ کر وہ وہاں رکا نہیں تھا۔۔ پلٹا اور کمرے سے ملحق ٹیرس پر چلا گیا۔۔ نشال نے بھیگی آنکھوں سے ضیغم کی پشت کو دیکھا۔۔ دو آنسو بہت تیزی سے پلکوں کی باڑ پھلانگ کر اسکے رخساروں پر بکھرے تھے۔۔

♦♦♦♦

پورے کمرے میں یہاں سے وہاں ٹہلتے ہوئے اسے کافی دیر ہو چکی تھی مگر وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔۔ برائیڈل ڈریس کا بوجھ اب ناقابل برداشت ہو رہا تھا مگر وہ ہر صورت پہلے ضرغام کی ناراضگی کے بوجھ سے فارغ ہونا چاہتی تھی، اسی لیے ہنوز اسی بھاری بھرکم لہنگا سوٹ میں، جیولری سمیت وہ کمرے کے چکر لگا رہی تھی۔۔ یونہی چکر لگاتے لگاتے اسے مزید پندرہ منٹ گزر گئے تو اسے رونا آنے لگا۔۔ اس پر مزید تھکن الگ۔۔ اب کی بار وہ بے چینی و ضد میں آکر پہلے سے بڑھ کر تیزی سے چکر کاٹنے لگی جیسے اسے ضد ہو چلی تھی کہ جب تک ضرغام نہیں آئے گا وہ چین سے نہیں بیٹھے گی۔۔ تقریباً بیس سے پچیس منٹ بعد کلک کی آواز سے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔۔ مشال نے گردن گھما کر پانی بھری آنکھوں سے دروازے کی طرف دیکھا۔۔ وہ اندر آکر دروازہ بند کر رہا تھا۔

"کہاں تھے تم۔۔۔ کچھ پتہ بھی ہے کہ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔!" غصیلے لہجے میں کہتی وہ جلدی میں اسکی طرف بڑھی تھی مگر اپنے ہی لہنگے سے الجھ کر وہ لڑکھڑا گئی۔۔ مگر اس سے قبل کہ وہ منہ کے بل گرتی ضرغام نے سرعت سے آگے بڑھ کر اسے تھام لیا۔۔ مشال کو اپنی ٹانگیں شل ہوتی محسوس ہوئیں۔۔

"چھوڑو تم مجھے۔۔ اور بات مت کرنا مجھ سے۔۔ اتنا انتظار کروایا اتنا انتظار۔۔۔!" اس کے ہاتھ جھٹک کر خفگی سے بولتی وہ رو پڑی۔۔ ضرغام تو اسکی اس قدر ناراضگی پر ششدر رہ گیا۔۔ جانے کیوں وہ اسکا انتظار، کرتی رہی تھی۔۔ گلابی گال غصے کی شدت سے دہک رہے تھے۔۔

"مشال ایم۔۔ایم رئیلی سوری۔۔!"بنا کچھ پوچھے اس نے فوراً معافی مانگ لی۔۔مشال نے بھیگی آنکھوں سے اسے گھورا۔

"اپنی سوری اپنے پاس رکھو۔۔یہاں تمہارے انتظار میں چکر لگا لگا کر میری ٹانگیں درد ہو رہی ہیں اور تم۔۔" بھرائی ہوئی آواز میں بچوں کی طرح بولتی مشال نے بات ادھوری چھوڑ دی۔۔

"آہ۔۔میں،میں بہت شرمندہ ہوں۔۔سیریسلی،آپ۔۔آپ کسی سے کہہ کر مجھے بلوا لیتیں یار۔۔میں آجاتا۔۔ مجھے تو لگا تھا کہ آپ کل کی طرح سو گئی ہوں گی اسی لیے اپنے فرینڈز،کے پاس بیٹھا رہا۔۔!"

ضرغام نے اسے اپنی صفائی دی تھی۔۔

"اور اب یہاں کھڑی کیوں ہیں آپ۔۔ٹانگوں میں درد ہو رہا ہے ناں۔۔آیئے یہاں بیٹھیئے۔۔!"نرمی سے کہتے ہوئے ضرغام نے بیڈ کی طرف اشارہ کیا۔۔

وہ منہ بسورتی اپنا لہنگا سنبھالتی بیڈ پر جا بیٹھی۔۔

"ایم ایکسٹریملی سوری مشال۔۔آئندہ کبھی اتنا انتظار نہیں کرواؤں گا آئی پرامس۔۔۔!"اسکے قریب ہی ذرا سے فاصلے پر بیٹھتے ہوئے ضرغام نے فکرمندی سے کہا۔وہ بچوں کی طرح منہ پھلا کر ٹانگیں پھیلائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔

"اور آپ۔۔لایئے مجھے اپنے پاؤں دکھایئے۔۔!"نرمی سے کہتے ہوئے وہ اسکے پیروں کی طرف جھکا تھا اور بنا اسکے جواب کا انتظار کیے اسکے پیروں پر سے لہنگے کا بارڈر ہٹا دیا۔۔ضرغام نے نرمی سے اسکے پاؤں کو سیدھا کیا۔۔سرخ و سپید پیروں کی انگلیوں کے کنارے سرخ ہو رہے تھے۔۔ایڑھیاں بھی کچھ کچھ سرخ ہو رہی تھی۔۔اسکے خوبصورت پیروں کی سرخی دیکھتے ضرغام کے دل کو کچھ ہوا تھا اس نے بے اختیار اسکے پیروں کو چھو لیا۔۔بہت

نرمی، بہت محبت، بہت توجہ سے۔۔۔ مشال جو ساکت نگاہوں سے اسکی چہرے پر پھیلے فکر مندی کے تاثرات دیکھ رہی تھی، اسکے اپنے پیروں کو چھو لینے پر اسنے فوراً پاؤں سمیٹنا چاہے تھے مگر ضرغام کے مضبوط ہاتھ کے گرفت سخت تھی۔۔

"کیا کر رہے ہو ضرغام چھوڑو پلیز۔۔!" اپنی ناراضگی بھول بھال کر مشال نے آہستگی سے کہا۔۔ اسکی آواز پر ضرغام ہوش میں آیا تھا، اسکے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی محسوس کر کے مشال نے فوراً اپنے پاؤں سمیٹ لیے۔۔

"زیادہ درد ہو رہا ہے کیا۔۔؟؟ سوری اگین مشی۔۔۔ آپ۔۔ پاؤں تو ادھر کریں یار۔۔!" وہ واقعی پریشان ہو گیا تھا۔۔ جبکہ اسکی اپنے لیے اس قدر فکر مندی دیکھ کر مشال کو پہلی بار لفظ محبت کا احساس ہوا تھا۔۔

"نن۔۔ نہیں۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔ کک۔۔ کوئی بات نہیں۔۔ تم پلیز ریلیکس ہو جاؤ۔۔!" اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کرتی مشال نے آہستگی سے کہا۔۔

"کیسے ریلیکس ہو جاؤں یار۔۔ پاؤں ریڈ ہو رہے ہیں آپکے۔۔ ادھر لائیے دیکھنے تو دیں۔۔!" ضرغام مطمئن نظر نہیں آ رہا تھا۔۔

مشال نے بغور اسکی طرف دیکھا جس کی براؤن آنکھوں میں بے چینی واضح تھی۔۔

"اٹس فائن۔۔ میں کہہ رہی ہوں ناں۔۔!" مشال نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی۔۔

"اٹس ناٹ فائن کیونکہ میں دیکھ چکا ہوں۔۔ آپ اپنے پاؤں سیدھے کریں میں مووو لگا دیتا ہوں۔۔!" سنجیدگی سے کہتا ہوا ضرغام فرسٹ ایڈ باکس لینے کو بیڈ سے اترنے لگا۔

مشال نے بنا سوچے سمجھے سرعت سے اسکا ہاتھ تھام لیا۔۔

"سٹاپ اٹ ضرغام۔۔ میں کہہ تو رہی ہوں کہ میں بالکل ٹھیک ہوں، تو پھر تم کیوں پریشان ہو رہے ہو۔۔؟؟"
ضرغام کو اپنی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھتا پا کر مشال نے کچھ خفگی سے کہا۔۔

"اور تم نے ابھی تک پوچھا کیوں نہیں کہ میں تمہارا انتظار کیوں کر رہی تھی، حالانکہ تمہیں سب سے پہلے یہی پوچھنا چاہئیے تھا۔۔!" اسکے کچھ بولنے سے پہلے ہی مشال بول پڑی تھی۔۔

ضرغام نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے خود کو کمپوز کیا۔۔ مشال کا نازک ہاتھ ہنوز اسکے بھاری ہاتھ پر رکھا ہوا تھا۔۔

"کیوں۔۔؟؟ کیوں کر رہی تھیں آپ انتظار۔۔؟؟" وہ نرمی سے مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا البتہ اسکی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ مشال کی طرف سے فکرمند ہے۔۔

"کیونکہ۔۔۔ کیونکہ مجھے تمہیں سوری کہنا تھا۔۔!" نگاہ جھکا کر انگلیاں مروڑتی وہ ہمت کر کے کہہ گئی۔۔ ضرغام کو اسکے لہجے میں گھلی شرمندگی پر حیرت ہوئی۔۔

"اور یہ سوری کس لیے۔۔؟؟" اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے ضرغام نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔ اسکے سوال پر مشال ایک پل کو گڑبڑائی۔۔

"وہ۔۔ آج صبح، میں نے تمہارے ساتھ۔۔ وہ جو برا سلوک کیا تھا۔۔ میں اسکے لیے بہت شرمندہ ہوں۔۔ ایم رئیلی سوری فار دیٹ۔۔!" مشال نے اٹکتے ہوئے بامشکل کہا۔۔ ضرغام نے نرم نگاہوں سے

اسکا خفت زدہ چہرہ دیکھا۔۔

"اٹس اوکے۔۔!" مسکرا کر کہتے ہوئے ضرغام نے جیسے بات ہی ختم کر دی تھی۔۔

"تم ناراض تو نہیں ہو ناں۔۔؟؟" اسکا وجیہہ چہرہ اپنی نگاہوں کی زد میں لیتے ہوئے مشال نے فکر مندی سے پوچھا۔۔

"آپکو لگ رہا ہوں کیا۔۔؟؟" ضرغام نے الٹا اسی سے پوچھ لیا۔۔

مشال نے جھٹ نفی میں گردن ہلائی۔۔

"نہیں۔۔لگ تو نہیں رہے۔۔!" کہتے ہوئے وہ ہولے سے مسکرائی۔۔

اسکے لبوں پر سجی مسکراہٹ دیکھ کر ضرغام کے دل کو قرار سا ملا تھا۔۔ آنکھوں میں ٹھنڈک سی اتر گئی تھی۔ وہ بہت کم مسکراتی تھی مگر جب مسکراتی تو بہت خوبصورت لگتی تھی، یا شاید اسکے معاملے میں ضرغام کی نگاہ ہی خوبصورت تھی۔۔

"آپکو بالکل ٹھیک لگ رہا ہے۔۔ میں آپ سے بالکل ناراض نہیں ہوں۔۔ اور کبھی ہو بھی نہیں سکتا۔۔ آپ مجھے کچھ بھی کہہ لیں، میں کبھی برا نہیں مانوں گا لیکن اگر۔۔ آپ خود کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کریں گی تو برا بھی مناؤں گا اور۔۔ ناراض بھی ہو جاؤں گا۔۔!!" ٹھہر ٹھہر کر بولتے ہوئے ضرغام نے اسے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔ مشال نے جانچتی نظروں سے اسکی طرف دیکھا مگر اسکا چہرہ ہنوز سنجیدہ

تھا۔۔

"اچھا۔۔!" مشال نے آہستگی سے کہا۔۔

"اب آپ چینج کرلیں اور سو جائیں۔۔کافی تھک گئی ہوں گی آپ۔۔!"متفکرانہ کہتے ہوئے ضرغام اسکے پاس سے اٹھ کر بیڈ سے اتر گیا۔۔

"اور تم۔۔۔؟؟"وہ پوچھ بیٹھی۔۔جانے انجانے میں وہ اسکی پرواہ کرنے لگی تھی۔۔

اسکے سوال پر وہ ہولے سے مسکرایا۔۔۔

"مجھے ابھی ایک امپورٹنٹ ٹیسٹ کی تیاری کرنی ہے اسلیے میں تو جاگوں گا۔۔آپ ڈسٹرب ہوں گی اسلیے ساتھ والے روم میں جارہا ہوں۔۔آپ سو جایئے گا میں تیاری کر کے واپس آجاؤں گا۔۔،اینڈ پلیز ریلیکس ہو کر سویئے گا۔۔میں واپس آکر صوفے پر سو جاؤں گا۔۔!"اسے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے وہ آخر میں مسکرایا۔۔پھر الماری کی طرف بڑھا،اپنے لیے رف ٹراؤزر،شرٹ نکال بازو پر ڈالی اور بیڈ روم سے نکل گیا۔۔جاتے جاتے وہ اپنا کالج بیگ لے جانا نہیں بھولا تھا۔۔مشال کے پاس،اسے روکنے کے لیے جیسے کوئی جواز نہیں تھا۔۔

♦♦♦♦

مجھ سے بچھڑ کر خوش رہتے ہو،

میری طرح تم بھی جھوٹے ہو۔۔

وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹے پچھلے دو گھنٹوں سے رو رہی تھی مگر اس،ظالم نے واپس بیڈ روم میں آنے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔رو رو کر اسکا میک اپ بھی مٹ چکا تھا،آنکھوں کی سوجن حد سے سوا تھی۔۔دماغ جھنجھنا اٹھا تھا مگر جس کی ناراضگی کے غم میں وہ تڑپ رہی تھی،وہ دشمن جاں شاید اپنی ذات سے بھی انجان،ٹیرس پر کھڑا یقیناً سگریٹ

پر سگریٹ پھونک رہا تھا۔۔وہ جانتی تھی کہ وہ جتنا مرضی رو لے، جتنا مرضی تڑپ لے۔۔وہ جب تک جاگتی رہے گی، وہ واپس نہیں آئے گا۔۔

اور یہی فرق تھا۔۔

ہاں یہی فرق تھا نشال اور ضیغم اجلال میں۔۔

ضیغم اسے تکلیف پہنچا کر اذیتوں میں مبتلا ہو جایا کرتا تھا مگر اسکے باوجود وہ ان اذیتوں کو سگریٹ کے دھویں سے فضا میں تحلیل کر کے خود کو کمپوز کر لیا کرتا تھا۔۔ لیکن یہاں معاملہ اور تھا، وہ اسے تکلیف پہنچا کر خود جس اذیت میں گھری تھی وہ آنسوؤں کے بہنے سے بھی ختم نہیں ہو رہی تھی۔۔وہ رو رہی تھی کیونکہ اسکے پاس رونے کے سوا کوئی دوسرا آپشن جو نہیں تھا۔۔اپنی بے بسی، اپنی لاچاری پر تڑپتی وہ اب سلگنے لگی تھی۔۔ ضیغم کی انا، اسکی محبت پر حاوی ہے یہ بات وہ جانتی تھی مگر اب جو وہ لاتعلقی دکھا رہا تھا، وہ دیکھنے کے بعد آج وہ مان بھی گئی تھی کہ ضیغم اجلال کو اپنی انا۔۔اپنی محبت سے زیادہ عزیز ہے۔۔ آنسو صاف کرتے ہوئے وہ پھرتی سے بیڈ سے اتری تھی اور ٹیرس کی طرف بڑھی، دھندلی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ رہا تھا مگر لہنگا سنبھالتی وہ ٹیرس کی طرف آئی تھی اور خوبصورت جالی دار پردہ ہٹا کر اسکے سامنے جا کھڑی ہوئی۔۔ سگریٹ کے گہرے کش لگاتے ضیغم نے ایک اچٹتی نگاہ اسکے روئے روئے چہرے پر ڈالی۔۔ بکھرے بالوں، اور مٹے مٹے میک سمیت وہ اسکے دل میں ہلچل مچا گئی تھی۔۔

"کیا سمجھتے ہیں آپ خود کو۔۔؟؟عزت نفس صرف آپکی ہے۔۔؟؟باقی سب پاگل ہیں۔۔ذلیل اور بے وقوف ہیں۔۔۔؟؟" شکوہ کناں نگاہوں سے اسکی طرف دیکھتی وہ بھیگی ہوئی آواز میں پوچھ رہی تھی۔۔ ضیغم نے اپنی دہکتی آنکھوں سے اسکا سرخ چہرہ دیکھا۔

"تم سوئی نہیں ابھی تک..؟" اسکے سوال کا جواب دینے کی بجائے وہ بے تاثر لہجے میں پوچھتا خود کو بے خبر ظاہر کر رہا تھا۔۔ چہرے پر ہمیشہ جیسی بے گانگی اور سرد مہری تھی۔۔ مگر براؤن آنکھوں کی سرخی اسکی اندرونی توڑ پھوڑ کا پتہ دے رہی تھیں۔۔

اسکے سوال پر نشال کی آنکھوں میں پانی بھر آیا۔۔ اسکی بے حسی پر اسے پھوٹ پھوٹ کر رونا آیا تھا۔۔

"نہیں آرہی مجھے نیند۔۔!" وہ دھیمی آواز میں تقریباً چلائی تھی۔۔ اسکی غلافی آنکھوں میں ہلکورے لیتا درد ضیغم کی نگاہوں سے اوجھل نہیں تھا۔۔ انگلیوں میں دبی سگریٹ اسنے ایک طرف کونے میں پھینکی تھی۔۔ نشال نے گردن موڑ کر اس کونے کی طرف دیکھا جہاں سگریٹ کے کافی ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔۔

"وہ کیوں۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے اسنے ایک اور سگریٹ لبوں میں دبائی تھی۔۔ انداز میں اجنبیت تھی۔۔

"آپکو نہیں پتہ۔۔؟؟؟" اسکے شانے پر اپنا ہاتھ رکھ مکمل طور پر اسکے سامنے آتے ہوئے وہ بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا تھا۔۔ وہ ڈائریکٹ اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔ ضیغم کی نگاہ اسکی آنکھوں کے وار سے بہکنے لگی۔۔

"روم میں جاؤ نشال۔۔!" اسکا ہاتھ اپنے شانے سے ہٹاتے ہوئے ضیغم نے قدرے سرد مہری سے کہا۔

"ضیغم پلیز۔۔۔ ایسے مت کریں، مجھے نیند نہیں آرہی۔۔ نا ہی رات بھر آئے گی۔۔!" کہتے ہوئے وہ رو پڑی۔۔

"کیا کر رہا ہوں میں۔۔۔؟؟" سلگتی سگریٹ انگلیوں میں دباتے ہوئے اسنے سرد مہری سے پوچھا۔۔

"مجھے نہیں پتہ کہ کیا کر رہے ہیں مگر۔۔ مگر میں آپکو ایسے۔۔ ایسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔۔ میں آپ سے معافی مانگتی ہوں۔۔ ایم سوری۔۔ لیکن پلیز۔۔ آپ یہ۔۔ یہ سموکنگ مت کریں۔۔ پلیز ضیغم۔۔!" اسکے رخسار پر

اگی شیو کو نرمی سے چھوتے ہوئے وہ اپنی مترنم آواز میں کہہ رہی تھی۔۔ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے۔۔ ضیغم نے بغور اسکے سرخ لبوں کے سوجے کنارے دیکھے۔۔

"جاؤ یہاں سے۔۔!" بامشکل نگاہ پھیرتے ہوئے ضیغم نے اپنی بھاری آواز میں کہا تھا۔۔

"ضیغم پلیز۔۔ میں معافی مانگ رہی ہوں ناں۔۔۔!" اسکا بازو تھامتے ہوئے اسنے لجاجت سے کہا۔۔ اسکا بھیگا لہجہ ضیغم کی بے چینیوں میں اضافہ کر رہا تھا۔۔

"میں آپکی اذیت۔۔" وہ کچھ کہہ رہی تھی جب ضیغم نے اپنا ایک ہاتھ بڑھایا تھا اور اسکی کمر میں بازو حمائل کرتے ہوئے اسے اپنے قریب ترین کر لیا۔۔

"میری اذیت کا اندازہ لگا سکتی ہو تم۔۔؟؟" اسکی سوجی ہوئی آنکھوں میں دیکھتا وہ سلگتے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔

نشال نے جواب میں نفی میں گردن ہلائی۔۔ آنسو ٹوٹ کر رخساروں پر بکھرے تھے۔۔ اسکے نہ میں جواب دینے پر ضیغم نے ایک نظر اسکے شفاف گلابی لبوں کی طرف دیکھا، سرخ آنکھوں میں جنون سا تھا۔۔ نشال اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتی اسکی نگاہوں کی وارفتگی دیکھ رہی تھی۔۔ اگلے ہی پل ضیغم نے اپنے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں دبی سگریٹ اسکے نچلے لب کے کنارے پر مسل دی۔۔ نشال اس وار کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔ اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹتی، تڑپ کر فوراً اس کے حصار سے نکلنے کو مچلی تھی مگر اسکی گرفت فولادی تھی۔۔

"بس۔۔۔؟؟ اتنی ہی برداشت تھی۔۔؟؟" استہزائیہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھتا وہ سرد لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔ نشال نے بے اختیار لب دانتوں میں دبا کر اپنی سسکی روکنے کی کوشش کی تھی۔۔

"اگر اسی طرح۔۔ بالکل اسی طرح تم میرے پورے وجود کو، اس سلگتی ہوئی سگریٹ سے داغ دیتی ناں، تب بھی مجھے اتنی اذیت نہ ہوتی جتنی آج تم نے مجھے اپنوں لفظوں سے دی ہے نشال فاروقی۔۔!" اسکے جلے ہوئے ہونٹ کو اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے وہ تکلیف زدہ سا بول رہا تھا۔۔ اسکا لمس نشال کی تکلیف میں اضافہ کر رہا تھا۔۔ نشال نے اپنی پانی بھری آنکھوں سے اپنے قریب اسکا وجیہہ چہرہ دیکھا۔۔

"تو مجھے بھی داغ دیں ضیغم۔۔۔ اس آگ سے داغنا چاہتے ہیں تو اسی سے داغ دیں، مگر مجھے معاف کر دیں پلیز۔۔!" اسکے ہاتھ سے جلتی ہوئی سگریٹ لے کر نشال نے روتے ہوئے کہا۔۔

ضیغم کا دل اسکی پیش کش پر دھڑک اٹھا۔۔ اسنے بے تابانہ نشال کے ایک ایک نقش کو دیکھا تھا۔۔

"ایک بار سوچ لو۔۔؟؟؟" اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ضیغم نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

"آپکے توسط سے ملی ہر تکلیف مجھے قبول ہے۔۔!" کہتے ہوئے وہ روتے روتے مسکرائی۔۔

ضیغم نے بغور تکلیف کے وہ آثار دیکھے جو مسکراتے وقت جلے ہوئے ہونٹ کے باعث اسکے چہرے پر واضح ہوئے تھے۔۔ ضیغم کو بے تحاشا ملال نے گھیر لیا۔۔

"آئی ایم سوری۔۔!" نرمی سے کہتے ہوئے وہ اسکے لبوں پر اپنے دیے زخم پر جھکا تھا۔۔

نشال نے سختی سے اسکی شرٹ اپنی مٹھیوں میں دبوچ لی۔۔ سانسوں کے زیر و بم میں تبدیلی رونما ہوئی تھی۔۔ دھڑکنوں نے شدت سے شور مچایا تھا۔ چند سیکنڈز بعد وہ اس سے دور ہوا تو نشال نے اسکے سینے پر سر رکھ دیا۔۔ وہ لمبے لمبے سانس لیتی اپنا بگڑا ہوا تنفس درست کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ ضیغم نے بڑی نرمی سے اسے اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔۔۔ اسے لیے وہ کمرے کے اندر چلا آیا تھا۔۔ وہ چپ چاپ آنکھیں بند کیے اسکے وجود سے

اٹھتی سگریٹ اور دلفریب کلون کی ملی جلی مہک محسوس کر رہی تھی۔۔ ضیغم کی جان لیوا قربت اسکے حواس مختل کر رہی تھی۔۔اسے بیڈ پر لیٹا کر وہ سائیڈ لیمپ بجھا چکا تھا۔۔اپنے دھڑکتے دل سمیت اس نے ضیغم کے مان جانے پر خدا کا شکر ادا کیا تھا مگر حقیقتاً وہ نہیں جانتی تھی کہ ضیغم اجلال خود اسکے ایک قدم بڑھانے کا منتظر تھا۔۔کیونکہ یقینی طور پر اس سے دور رہنا ضیغم اجلال کے لیے اب محال ہی تھا۔۔اسکے دل پر سے نفرت کا وہ مضبوط خول چیخ چکا تھا جسے لڑکپن میں ہی اس نے اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔۔ہاں اسکا دل، نشال علوی کے معاملے میں کمزور ہو چکا تھا۔۔

♦♦♦♦

ایک تنہائی کی آفت ہے، گزر جائے گی

لوگ دیوار سے بھی تو باتیں کر لیتے ہیں

کتابیں ٹیبل پر رکھتے ہوئے اسنے ایک جمائی لی تھی، نیند کے جھونکے اس سے سونے کی درخواست کر رہے تھے۔۔ ضرغام نے گردن موڑ کر ایک نظر دیوار پر لگی گھڑی پر ڈالی جو رات کے ساڑھے تین بجانے والی تھی۔۔مزید پڑھنے کا ارادہ ترک کرکے وہ چیئر سے اٹھا تھا اور منہ پر ہاتھ رکھ کر ایک اور جمائی کو روکا۔۔نیند سے بوجھل ہوتی پلکوں کو جھپکتے ہوئے اسنے ایک پل کو مشال کے بارے میں سوچا تھا پھر تھکے تھکے قدم اٹھاتا اس کمرے سے باہر نکل آیا۔اپنے بیڈروم کے دروازے کا ہینڈل گھما کر اسنے دروازہ کھولا اور دبے پاؤں اندر داخل ہو گیا۔۔بنا آہٹ کیے چلتا ہوا وہ صوفے کے قریب آیا تھا۔۔اسکا تھکا ماندا ذہن اسے سونے کی ترغیب دے رہا تھا جب اسے کچھ یاد آیا تھا۔۔وہ آنکھیں پوری کھولتے ہوئے مڑا اور بیڈ کی طرف دیکھا جسکے بیچوں بیچ وہ کمبل میں لپٹی، یقیناً سو رہی تھی۔۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکی جانب آیا تھا اور بیڈ کے اطراف میں لٹکتی پھولوں کی لڑیاں ہاتھ سے ہٹاتے ہوئے، بہت آہستگی سے بیڈ کی پائنتی، بیٹھ گیا۔۔اپنے لب بھینچتے ہوئے اسنے ایک نظر کمبل سے باہر نظر آتی اسکی

دمکتی پیشانی پر ڈالی تھی۔۔ کچھ دیر وہ یونہی یک ٹک اسے دیکھتا رہا پھر ہاتھ بڑھا کر اسکے پیروں پر سے کمبل ہٹا دیا۔۔ سرخ سپید پیروں پر مہندی کے نقش، ونگار ایک الگ ہی بہار دکھلا رہے تھے۔۔ وہ نرم نگاہوں سے اسکے پاؤں دیکھتا چلا گیا۔۔ اتنے تسلسل سے کہ اسکی نیند اڑنے لگی۔۔

"اپنی سوری اپنے پاس رکھو، یہاں تمہارے انتظار میں چکر لگا لگا کر میری ٹانگیں درد ہو رہی ہیں۔۔۔ اور تم۔۔۔!" مشال کی بھیگی آواز اسکی سماعتوں میں زندہ ہوئی تھی۔۔ اسنے بے اختیار ہاتھ بڑھا کر اسکے پیروں کو چھو لیا۔۔ گو اب وہ سرخ نہیں لگ رہے تھے مگر ضرغام کا دل کٹ رہا تھا۔۔ اپنے دل سے مجبور ہو کر وہ جھکا تھا اور اپنا سر اسکے پیروں پر رکھ دیا۔۔ کچھ دیر وہ اپنی پیشانی پر اسکے نرم پیروں کا لمس محسوس کرتے ہوئے مہندی کی دلفریب خوشبو اپنی سانسوں میں اتارتا رہا۔۔ پھر زرا سا سیدھا ہوا اور اپنے عنابی لبوں سے اسکے شفاف پیروں کو چھوا۔۔ بے اختیار چھوا اور بار بار چھوا تھا۔۔ اتنا کہ کمبل میں لیٹی مشال کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔

"آئی ایم سوری مشی۔۔ ایم رئیلی سوری۔۔۔!" وہ اسکا گناہگار نہیں تھا مگر پھر بھی اس سے معافی مانگ رہا تھا۔۔ جانے کیوں اسے اپنا آپ مشال کا مجرم لگا کرتا تھا۔۔ شاید اسلیے بھی کہ اب تک وہ مشال کو ان خوفناک سوچوں سے دور نہیں کر پایا تھا۔۔ ہزار چاہنے کے باوجود بھی نہیں۔۔

"میں سب ٹھیک کر دوں گا۔۔ آئی پرامس۔۔!" وہ بہت دھیمی آواز میں کہہ رہا تھا۔۔

مشال سننے سے قاصر تھی مگر اسکا لمس، اسکی بوجھل گرم سانسیں اسکے پیروں کو جلاتی اسکا دل دھڑکا رہی تھیں۔۔ کچھ دیر وہ یونہی جھکا رہا پھر ایک گہرا سانس لیتے ہوئے سیدھا ہوا تھا۔۔ ایک بوجھل نگاہ اسکے کمبل میں چھپے

نازک سراپے پر ڈالی تھی پھر بیڈ سے اتر گیا۔۔ صوفے پر پڑا کشن سر کے نیچے رکھتے ہوئے اسنے بنا کوئی گرم شال اوڑھے آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔

بیڈ پر لیٹے وجود میں حرکت ہوئی تھی، مشال نے زرا سا کمبل ہٹا کر ادھ کھلی آنکھوں سے صوفے پر لیٹے ضرغام اکرام کی جانب دیکھا۔۔ اسکی پلکوں پر ٹوٹتی نیند نے اسکی آنکھوں سے، تیزی سے بہتے اشک دیکھے تھے۔۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کیوں رو رہی ہے، مگر وہ اتنا ضرور جان گئی تھی کہ ضرغام اکرام دنیا کا بہترین مرد ہے۔۔ اسکی آنکھوں سے نیند روٹھ چکی تھی جبکہ ضرغام نیند کی وادیوں میں اترا ایک ان دیکھے چہرے سے لڑ رہا تھا۔۔۔ وہ چہرہ جو مشال کے چہرے کی بدصورتی کا ذمہ دار تھا۔۔

♦♦♦♦

میں کچی نیند میں ہوں،

اور اپنے نیم خوابیدہ تنفس میں اترتی. چاندنی کی چاپ سنتی ہوں،

گمان ہے، آج بھی شاید۔۔۔۔۔!!

میرے ماتھے پر تیرے لب، ستارے ثبات کرتے ہیں۔۔۔۔!!۔

"زمان۔۔۔۔۔۔!!" وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔۔ گہری نیند سے اٹھ جانے کے باعث اسکی آنکھوں میں موٹے موٹے سرخ ڈورے ابھر آئے تھے۔۔ اور پھر پچھلی تمام راتوں کی طرح آج بھی اسکی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئیں۔۔۔ گزرے تین ماہ پوری شدت سے یاد آئے تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

"کیوں زمان۔۔۔کیوں۔۔۔۔۔؟؟میرا کیا قصور تھا۔۔۔؟؟" تڑپ تڑپ کر روتے ہوئے وہ خالی کمرے میں بیٹھی زمان احمد سے سوال کر رہی تھی۔۔۔ "اگر بدلہ ہی لینا تھا تو، مجھے جان سے مار دیتے۔۔۔ میرا دل کیوں مارا۔۔؟؟میری سانسوں کو کیوں۔۔؟؟کیوں بوجھ بنا دیا زمان۔۔۔؟؟" روتے ہوئے وہ اپنے تصور میں اس سے مخاطب تھی جو جانے کہاں کس حال میں تھا۔۔وہ تڑپ رہی تھی کیونکہ اسے محبت میں بے وفائی ملی تھی، دھوکہ ملا تھا۔۔ جس پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کر بیٹھی تھی، اسنے اسے خود پر بھی اعتبار کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔۔وہ گھٹنوں میں سر دیے سسک رہی تھی جب دروازہ دھڑام کی آواز سے کھلا تھا۔وہ اچھل کر سیدھی ہوئی، سر اٹھا کر اندر آنے والی شخصیت کی طرف دیکھا۔وہ اسکی بڑی بھابھی تھیں۔۔وہ بڑی خونخوار نگاہوں سے اسی کو گھور رہی تھیں۔۔

"بتا ری کلموہی۔۔۔؟؟کس کا گناہ لے کر آئی ہے اپنے ساتھ۔۔؟؟اور دیکھ۔۔اماں جی (سامعہ کی ماں) نے مجھے بھیجا ہے تجھ سے پوچھنے۔۔ تیری بھلائی اسی میں ہے کہ تو۔۔مجھے سچ سچ بتا دے۔۔ورنہ ارباز چاچا آ رہا ہے کل۔۔پھر وہ ہی پوچھے گا تجھ سے۔۔اور تیرے یار کا تو وہ حال کرے گا کہ۔۔۔دنیا دیکھے گی۔۔!" اسکے سامنے کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کر زرا سا جھک کر کھڑی وہ عورت جو رشتے میں اسکی بھابھی تھی، بڑی حقارت سے اس سے مخاطب تھی۔۔سامعہ نے دھندلی آنکھوں سے زلیخہ بھابھی کا کرخت چہرہ دیکھا۔۔یہ وہ ہی عورت تھی جو سامعہ کے آگے پیچھے پھرا کرتی تھی۔۔

"اری بول بھی۔۔۔منہ میں یوں دہی جمائے بیٹھی ہے جیسے کچھ جانتی ہی نہیں۔۔!" ہاتھ نچا کر بولتیں وہ اسکا دل خون کر گئی تھیں۔۔

"میں کہہ چکی ہوں کہ میں نہیں جانتی یہ کس کا بچہ ہے۔۔۔ آپ لوگ بار بار یہاں آکر مجھ سے ایسے سوالات کر کے اپنا وقت ضائع مت کریں۔۔ جائیں یہاں سے پلیز۔۔!" زلیخہ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولتی وہ حقیقتاً چکائی تھی۔۔

"توبہ توبہ۔۔ ایسی بے شرمی پہلے نہ کبھی دیکھی نہ کبھی سنی۔۔ جانے کتنوں کے ساتھ منہ کالا کر کے آئی ہے جو تجھے علم ہی نہیں کہ یہ کس کا گناہ جسے پیدا کرنے کا توڑھانے بیٹھی ہے۔۔!" وہ بھرپور تنفر سے بول رہی تھیں۔۔ انکے لفظوں کے تیر برداشت کرتی سامعہ کی بہتی آنکھوں میں برف سی جمنے لگی۔۔

"ہاں ہاں مجھے نہیں پتہ۔۔ ہزاروں قیدی تھے وہاں جیل میں۔۔ مجھے نہیں معلوم کہ۔۔۔" کہتے ہوئے اسکے گلے میں آنسوؤں کا پھندا سالگ گیا۔۔ زلیخہ نے تاسف اور حقارت کے ملے جلے تاثرات سمیت نفی میں گردن ہلائی۔۔

"آلینے دے چاچا ارباز کو۔۔ جب پتہ چلے گا ناں اُس نوں کہ کس گندگی کی پوٹلی کو مرنے سے بچایا ہوا اسنے۔۔ تو خود تیرا گلا گھونٹ کر تجھے زمین میں گاڑھے گا۔۔ بے غیرت، بے حیا۔۔ ایک زانی سے بچنے کے لیے گھر سے بھاگی تھی ناں۔۔ اب دیکھ خود کو۔۔ جانے کتنے زانیوں نے تجھے گناہگار کیا۔۔ ہن بھگت بیٹھ کر۔۔!" اس کی حالت سے متعلق الٹے سیدھے اندازے لگاتی، وہ کڑوے لہجے میں بولتی اسے مزید توڑ گئی تھیں۔۔

زلیخہ بھابھی کے جاتے ہی وہ بے دم سی ہو کر چٹائی پر سیدھی لیٹ گئی۔۔ آنکھوں سے نکلتے آنسو کنپٹیوں میں جذب ہو رہے تھے۔۔ ایک ہفتے پہلے کی وہ سیاہ طوفانی رات اسکے حواسوں پر سوار ہوتی اسے پاگل کر رہی تھی۔۔ اگلے ہی

پل وہ کروٹ کے بل لیٹتی، ٹانگوں کو لپیٹ کر گھٹنے پیٹ سے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔۔ اسکے لیے اپنی چیخوں کا گلا گھونٹنا محال ہو رہا تھا۔۔

"آئی ہیٹ یو زمان۔۔۔ آئی ہیٹ یو۔۔۔!" روتے روتے وہ اسے کوس رہی تھی جو اسکی دھڑکنوں میں بستا تھا۔۔۔ سامعہ زمان علوی کو محبت میں بری طرح شکست فاش ہوئی تھی۔۔ہاں وہ ہار چکی تھی۔۔ کیونکہ باوجود اقرار کے وہ اس شخص سے کبھی نفرت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ اسکا پیار۔۔ اسکی توجہ۔۔ اسکی نرمی۔۔ اسکی دیوانگی۔۔ ہر پل اسے رلا رہی تھی۔۔ تڑپا رہی تھی۔۔ ہاں وہ اسکے آنسوؤں کی وجہ زمان کی بے وفائی نہیں تھی۔۔۔ زمان کی وہ محبت تھی جو بارہا اسکی یادوں میں مخل ہو رہی تھی۔۔

کوئی ی وظیفہ ہے بھول جانے کا۔۔۔؟؟؟

اُس کی یادیں مار ڈالیں گی مجھے..

♦♦♦♦

وہ کڑوا سا منہ بن کر پلیٹ میں موجود آملیٹ کو دیکھ رہی تھی۔۔ ضیغم جو پچھلے تین چار روز سے اسکی یہ بے دلی نوٹ کر رہا تھا، آج جب برداشت نہ ہوا تو بول پڑا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟؟" "ناشتہ کیوں نہیں کر رہی تم۔۔؟؟" سنجیدہ نگاہوں سے اسکی طرف دیکھتا وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔ اسکا شہابی چہرہ پچھلے کچھ دنوں سے بجھا بجھا لگ رہا تھا۔۔

"پتہ نہیں، مجھے بھوک نہیں لگ رہی۔۔!" نشال نے منہ بسورتے ہوئے جواب دیا۔۔

"کیوں۔۔؟؟طبعیت ٹھیک ہے تمہاری۔۔؟؟"اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے وہ فکر مندی سے پوچھ رہا تھا۔۔نشال نے ایک پل کو تھکے ماندے انداز میں آنکھیں بند کیں۔۔

"آئی ڈونٹ نو۔۔کھانے پینے والی کوئی بھی چیز دیکھتی ہوں تو دل خراب ہونے لگتا ہے،اور۔۔اور سپیشلی یہ آملیٹ۔۔!"بے دلی سے کہتے ہوئے اسنے لفظ"آملیٹ"پر اپنے دانت پیسے۔۔اسکے دانت پیسنے پر وہ ہنس پڑا۔۔

"بچی مت بنو۔۔چپ چاپ ناشتہ کرو شاباش۔۔!!!"نرم مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ کہہ رہا تھا۔۔

"لیکن۔۔میں کہہ رہی ہوں ناں۔۔دل نہیں چاہ رہا میرا۔۔پہلے ہی گھبراہٹ ہو رہی ہے اس پر مزید یہ آملیٹ۔۔مجھے نہیں کرنا ناشتہ۔۔!"کچھ بے زاری سے کہتی وہ چیئر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

ضیغم نے فوراً اسکی کلائی تھام لی۔۔

"نشال۔۔کیا بچپنا ہے یہ۔۔اور اگر آملیٹ نہیں لینا تو مت لو۔۔کچھ اور لے لو۔۔مگر ناشتہ ضرور کرو۔۔!"اسے واپس چیئر پر بٹھاتے ہوئے ضیغم نے اس بار قدرے سختی سے کہا۔۔

"ضیغم۔۔۔پلیز نہیں ناں۔۔۔!"بے چارہ سا منہ بناتے ہوئے نشال نے ایک بار پھر انکار کیا۔۔اسکی شکل دیکھتے ضیغم نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کی تھی۔۔

"نشی تم جانتی ہو ناں کہ۔۔مجھے ناز نخرے اٹھانے نہیں آتے،تو بس۔۔اب میں مزید کوئی انکار نہیں سنوں گا۔۔!"سختی سے کہتے ہوئے ضیغم نے اپنے سامنے رکھا جوس کا گلاس ہاتھ میں لے کر،گلاس اسکے لبوں سے لگا دیا۔۔

"پیو یہ جوس۔۔!"گلاس اسکے لبوں سے لگائے وہ ہنوز سخت لہجے میں کہہ رہا تھا۔نشال نے اسے شکوہ کناں نظروں سے گھورتے ہوئے جوس کے چند گھونٹ بھرے۔۔

"اچھابس پلیز۔۔اور نہیں ورنہ وومیٹ ہو جائے گی مجھے۔۔!"بامشکل آدھا گلاس خالی کر کے اس نے گلاس،ہاتھ سے پرے کیا۔۔

"اوکے فائن۔۔۔مت پیو تم۔۔۔چلو آؤ میرے ساتھ ڈاکٹر کے پاس چلو،وہی بتائے گا کہ تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔۔!"اپنی چیئر سے اٹھتے ہوئے ضیغم نے سنجیدگی سے کہا۔۔ڈاکٹر کے نام پر نشال گڑبڑا گئی۔۔

"نن۔۔۔نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔مجھے نہیں جانا کسی ڈاکٹر کے پاس۔۔!"نشال نے جلدی سے کہا۔مبادا وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر ہی نہ لے جائے۔۔

"اب تم مجھے پریشان کر رہی ہو نشال۔۔یا تو چپ چاپ ناشتہ کر لو۔۔ورنہ میرے ساتھ ابھی ڈاکٹر کے پاس چلو۔۔۔!!پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ پھنساتے ہوئے وہ بھرپور سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔نشال نے ایک نظر اسکے چہرے پر چھائی سختی کو دیکھا پھر منہ بناتے ہوئے گلاس میں بچا جوس حلق میں انڈیلنے لگی۔۔اسے ناشتہ کروا کر وہ واپس روم میں گیا تھا،اپنا والٹ اور موبائل فون لیا اور پھر ڈیوٹی پر جانے کو پلٹا۔۔

"اگر طبعیت خراب ہونے لگے تو مجھے کال کر دینا۔۔لازمی۔۔اوکے۔۔؟؟"اسکے قریب رکتے ہوئے ضیغم نے فکرمندی سے کہا۔

نشال نے نگاہ جھکا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔۔چند پل وہ اسکی جھکی پلکوں کو دیکھتا رہا،پھر ایک قدم مزید قریب ہوا تھا اور زرا سا اسکی طرف جھکا۔۔نشال نے احتجاجاً اپنی گردن موڑ لی۔۔جیسے ناراضگی کا واضح اظہار کیا گیا تھا۔ضیغم نے

ایک گہری نگاہ اسکی شفاف گردن سے لپٹی چین پر ڈالی پھر مزید جھکا اور اپنے لبوں سے اسکی شہہ رگ کو چھو لیا۔۔
نشال اپنی آنکھیں میچ کر رہ گئی۔۔دھڑکنوں کی رفتار ایک بار پھر بدلی تھی۔۔

"اپنا خیال رکھنا۔۔!"اس سے دور ہوتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے کہا پھر اسکا گال تھپتھپا کر وہاں سے نکلنے کو دروازے کی طرف بڑھا۔۔

"ضیغم۔۔۔!"،نشال نے اسے پکارا۔۔وہ پلٹا تھا۔۔۔

"مجھے دیر ہو رہی ہے، جلدی بولو۔۔!"کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھتے ہوئے وہ باعجلت بولا۔۔نشال کو اسکا یہی پل پل بدلتا انداز خائف کیے دیتا تھا۔۔

"میں کہہ رہی تھی کہ،ایک یا دو دن میں ملیحہ اور ضرغام کو ڈنر پر انوائٹ کر لیتے ہیں۔۔ابھی تو دونوں کی ہی نئی نئی شادی ہوئی ہے۔۔اگر دونوں کپلز ہنی مون کے لیے نکل گئے تو پھر دو ڈھائی ماہ سے پہلے ہاتھ نہیں آئیں گے۔۔!" نشال نے آہستگی سے کہا۔۔

"ہممم۔۔۔چلو ٹھیک ہے۔۔تم ڈیسائیڈ کر لو۔۔پھر انوائٹ کر لیتے ہیں۔۔!"ضیغم کے ہامی بھر لینے پر وہ کچھ مطمئن سی ہو گئی۔۔اپنی بات کہہ کر وہ پلٹا اور پھر مضبوط چال چلتا وہاں سے نکل آیا۔۔تقریباً دس سے بارہ منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ اپنے آفس میں تھا۔۔۔اور اسکے پہنچ جانے کے ٹھیک تیس منٹ بعد زمان احمد اسکے سامنے موجود تھا۔۔ تب تک وہ دو تین فائلز چیک کر چکا تھا۔۔

"بیٹھو زمان۔۔!"اسے کھڑا دیکھ کر ضیغم نے آہستگی سے کہا۔وہ اجازت ملنے پر چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔۔

"کیا رپورٹ ہے۔۔؟؟"اسنے اپنا خصوص سوال پوچھا تھا۔۔

"سر۔۔ جن دو ملائشینز کو ہم نے پکڑا تھا ان سے ہمارا رابطہ ہوا ہے۔۔ بلیک مون گینگ کا ارادہ ایک ٹائم میں کئی شہروں سے کم سن لڑکیوں کو کڈنیپ کرنے کا ہے۔۔ سوات اور کالام کے کچھ علاقوں سے لڑکیاں اٹھوانے کی ذمہ داری لندن سے آئے اس نوجوان کی ہے جس کا نام "زی" ہے۔۔۔ اسکو سپورٹ کرنے میں اہم کردار "پی-ڈی" نامی آدمی کرے گا اسکے علاوہ اس گینگ کے کافی آدمی ان دونوں یورپینز کی مدد کے لیے وہاں موجود ہوں گے۔۔!" زمان نے اسے پوری تفصیل بتائی۔۔

"اور لاہور۔۔؟؟ ہمارے شہر کی کیا خبر ہے زمان۔۔؟؟" ضیغم کے چہرے پر اس پل سختی کے آثار تھے۔۔

"سر لاہور میں اس وقت بہت سختی ہے۔۔ وہ لوگ شہر لاہور میں ایسا کوئی کام کرنے سے فی الوقت تو اوائیڈ کر رہے ہیں مگر جہاں تک میرا خیال ہے، لاہور سے لڑکیاں صرف کوٹھوں سے خرید کر ہی سمگل کی جا سکتی ہیں۔۔!" زمان بڑی سرعت سے جواب دے رہا تھا۔۔ ضیغم کی آنکھوں کا سرد پن بڑھ رہا تھا۔۔

"یہ کوٹھے ہمارے ملک کے شرفاء ہی چلا رہے ہیں، ان کا بھی علاج کرنا پڑے گا۔۔!" ٹیبل پر رکھے پیپر ویٹ پر اپنی شہادت کی انگلی پھیرتے ہوئے وہ کچھ سوچتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔

"ہمم۔۔ بالکل، جب تک برائی کو جڑ سے ختم نہیں کیا جائے گا، تب تک یہ برائی کسی نہ کسی ذریعے سے پھیلتی رہے گی سر۔۔!" زمان نے بھی اسکی بات کی تائید کی تھی۔۔

"ہوں۔۔!" ضیغم نے ہنکارا بھرا پھر دوبارہ گویا ہوا۔۔

"یہ بتاؤ کہ سوات اور کالام سے لڑکیاں اٹھوانے کے لیے ان یورپینز نے کتنے دن لیے ہیں۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے ضیغم کی آواز میں سنجیدگی تھی۔۔

"سر وہ دونوں سمگلرز شمالی علاقہ جات کا رخ کر چکے ہیں۔۔۔ تو یقیناً وہ اگلے ایک ماہ کے اندر اندر یہ کام کرنے والے ہیں۔۔!" زمان نے اسے جواب دیا تھا۔۔ ضیغم کچھ اپنے لب بھینچے سوچتا رہا۔۔

"ٹھیک ہے زمان، تم ان ملائیشینز کو اچھے سے تاکید کر دینا کہ چوکنا ہو کر رہیں۔۔ اس گینگ کے کسی بھی کارندے کو پتہ نہیں چلنا چاہئیے کہ وہ انکے لیے نہیں، اب ہمارے لیے کام کر رہے ہیں۔۔ ورنہ وہ دونوں تو اپنی جان سے جائیں گے ہی، ہمارا اس گینگ تک پہنچنے کا مرکزی قلعہ بھی مسمار ہو جائے گا۔۔!" اب کی بار کہتے ہوئے اسنے پیپر ویٹ کو گھمایا تھا۔۔

"یہ بات وہ دونوں ہی بخوبی جانتے ہیں سر۔۔!" زمان نے ہولے سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔

"ہمم۔۔۔ ائرپورٹ سے جو ریکارڈ لیا تھا اس سے کچھ کلیو (سراغ) ملا۔۔؟؟، آئی مین کوئی شخص جو مشکوک لگا ہو۔۔؟ یا اسکی ڈیٹیلز، میں کچھ عجیب۔۔؟؟" ضیغم نے پوچھا تھا۔۔

"سر ساری ڈیٹیلز، میں چیک کر چکا ہوں، ٹیم کے ساتھ سی-سی-ٹی-وی فوٹیج بھی دیکھ چکا ہوں۔۔ لیکن مجھے کچھ عجیب نہیں لگا۔۔ لندن سے آنے والی تمام فلائیٹس میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں تھا جسکے نام میں، یا نام کے آخر میں ایسا کوئی ورڈ۔۔ آئی مین "زی" آتا ہو۔۔ جن کے نیمز میں یہ لیٹر (Z) تھا بھی، تو وہ لوگ مشکوک نہیں تھے۔۔ انکا ریکارڈ بالکل کلئیر تھا۔۔!" زمان نے مستعدی سے جواب دیا۔۔

"وہ سی سی ٹی وی فوٹیج۔۔؟؟ کہاں ہے۔۔؟؟" ضیغم نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

"میری یو-ایس-بی میں موجود ہے۔۔ آپ چاہیں تو ایک بار چیک کر لیں۔۔!" زمان نے فوراً جواب دیا۔۔

"دیٹس گڈ۔۔ کہاں ہے تمہاری یو-ایس-بی۔۔؟؟" ٹیک چھوڑ کر سیدھے ہوتے ہوئے، ضیغم نے پوچھا تھا۔۔

"جسٹ اے منٹ۔۔ میں آپکے لیپ ٹاپ سے اٹیچ کرتا ہوں۔۔!" زمان نے چیئر سے اٹھتے ہوئے کہا۔۔ پھر اپنے یونیفارم کی پاکٹ، جو کہ بظاہر بالکل پلین لگ رہی تھی، بالکل خالی۔۔ کے اندر سے تقریباً ایک منٹ کی مشقت کے بعد یو-ایس-بی نکال لی تھی۔۔ ضیغم ان احتیاطی تدابیر کو بخوبی جانتا تھا۔۔ ایک منٹ سے بھی کم کے وقفے میں وہ اپنی یو-ایس-بی، ضیغم کے لیپ ٹاپ سے کنیکٹ کر چکا تھا۔۔ پندرہ دنوں میں دو یا تین دن کے گیپ سے آنے والی فلائیٹس اور ان سے نکلتے مسافر دیکھتے ہوئے ضیغم کی نگاہ بڑی باریک بینی سے ہر شے کا جائزہ لے رہی تھی۔۔

ایک گھنٹہ۔۔

دو گھنٹے۔۔۔

تین گھنٹے۔۔۔

گزرے تین گھنٹوں میں وہ کم از کم دس بار، سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھ چکا تھا۔۔ ہر پیسنجر پر سٹاپ کر کر کے، ہر پیسنجر کی ڈیٹیلز چیک کر چکا تھا مگر اسے بھی حقیقتاً کوئی سراغ نہیں مل پایا تھا۔۔ وہ بے دلی سے ایک بار پھر سے لیپ ٹاپ کی سکرین پر چلتے پھرتے پیسنجرز کو دیکھ رہا تھا۔۔ اب تو اسے پیسنجرز کے چہروں کی بھی پہچان ہو گئی تھی۔۔

"چائے منگواؤ یار۔۔۔!" بے زار ہوتے ہوئے اسنے اپنی پشت پر کھڑے زمان نے کہا۔۔

ایک بار پھر سے ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوتے ہوئے اسنے مستعد ہو کر بیٹھتے ہوئے سکرین کی طرف دیکھا۔۔ پانچ منٹ کے وقفے کے بعد زمان خود چائے لے آیا تھا۔۔

"اس میں کچھ نہیں ہے سر، آئی تھنک وہ دونوں کسی اور کنٹری کی فلائٹ سے یہاں آئے ہیں۔۔!" چائے کا مگ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے زمان نے بے دلی سے کہا۔۔چائے کا مگ لبوں سے لگاتے ہوئے ضیغم نے نفی میں سر ہلایا۔۔

"نہیں زمان۔۔۔وہ دونوں لندن ہی سے آئے ہیں، کچھ ہے۔۔کچھ ہے جو ہماری نگاہوں سے او جھل ہے۔۔۔!" سکرین پر نگاہیں جمائے وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔

وہ ایک بار پھر باریک بینی سے جائزہ لے رہا تھا۔۔۔

پانچ منٹ،

سات منٹ۔۔

دس منٹ۔۔ تین سیکنڈ پر۔۔

"سٹاپ۔۔۔" ضیغم نے سرعت سے کہا۔زمان نے اسکے کہنے پر فوراً سٹاپ کی کمانڈ کلک کی تھی۔۔ ضیغم نے اپنی آنکھیں سکیڑ کر بغور سکرین کو دیکھا۔۔

"تھوڑا سا پیچھے۔۔۔" چائے کا مگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اسنے کہا تھا۔۔لیپ ٹاپ کی سکرین پر، چیکنگ ایریا سے نکل چکا لڑکا الٹے قدموں واپس ہو رہا تھا۔۔

"سپیڈ کم۔۔۔

تھوڑا سا پیچھے۔۔۔ہاں بس یہیں۔۔!" ضیغم کی آواز کے ساتھ ساتھ زمان کے انگلی بھی حرکت کر رہی تھی۔۔

"زوم کرو۔۔۔۔۔" ضیغم کی آنکھیں مزید سکڑ رہی تھیں۔۔

"اور زوم۔۔۔!" اسکی آنکھوں کی چمک بڑھ رہی تھی۔۔

سکرین پر موجود شخص اپنی گردن پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔۔

"پلے کرو اب۔۔۔!" زمان نے پلے کی کمانڈ کلک کی۔ سکرین پر موجود شخص گردن پر ہاتھ رکھ کر انگلیوں کو حرکت دیتے ہوئے چیکنگ ایریا سے باہر نکل رہا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ کی گرفت ہینڈ کیری پر تھی۔۔۔

"ایک بار پھر پیچھے۔۔"

"یس۔۔ سٹاپ اٹ۔۔۔!"

"ہاں زوم۔۔۔ زوم۔ اٹ۔۔۔!"

"ہاں یہی انگلی۔۔ رائٹ سائیڈ سے زوم۔۔ لاسٹ۔۔ لاسٹ فنگر۔۔۔!"

"ہاں اس فنگر کو زوم کرو۔۔!" ضیغم کی نگاہوں کے ساتھ ساتھ اسکے ہونٹ بھی حرکت کر رہے تھے۔۔ اس شخص کی لاسٹ فنگر زوم ہو چکی تھی۔۔

ضیغم کے لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔۔

"دیٹس دا پرسن۔۔۔ یہی ہے "زی۔۔۔" اپنی چیئر کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے ضیغم نے پریقین لہجے میں کہا۔۔ اسکے چہرے پر اطمینان پھیل چکا تھا۔۔ جبکہ زمان نے حیرت بھری نگاہوں سے اس شخص کی گردن پر رکھے ہاتھ کی آخری، چھوٹی انگلی کو دیکھا۔۔ شفاف ناخن سے نیچے، بہت چھوٹا۔۔ نیلی سیاہی سے لکھا "Z" بڑا واضح تھا۔۔

"اوہ مائے گاڈ۔۔۔!" پرجوش انداز میں کہتے ہوئے زمان نے ضیغم کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔ ضیغم کے لبوں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔۔

"اس لڑکے کی ڈیٹیلز نکلواؤ۔۔ جلد از جلد۔۔۔!" اپنی چائے کا مگ لبوں سے لگاتے ہوئے ضیغم نے اطمینان سے کہا۔۔۔

***********************

"اوکے سر۔۔۔" کہتے ہوئے زمان اسکے لیپ ٹاپ کا رخ اپنی طرف کر گیا۔۔ تقریباً دس منٹ بعد اس شخص کی ساری ڈیٹیلز ضیغم اجلال کی آنکھوں کے سامنے تھیں۔۔۔

محمد شاہنواز۔۔

عمر پچیس سال۔۔۔

مانچسٹر، لندن۔۔۔

شناختی علامت۔۔ کوئی نہیں۔۔

مزید ڈیٹیلز پڑھتے ہوئے ضیغم بغور اسکی پاسپورٹ پر موجود تصویر کو دیکھ رہا تھا۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے زمان۔۔؟؟ یہ لڑکا پچیس سال کا ہے۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے ضیغم کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ تھی۔۔ زمان نے ایک پل کو اس لڑکے کی تصویر دیکھی۔۔

"ایم ناٹ گڈ ان اینالائزنگ۔۔ "میں تجزیہ کرنے میں اچھا نہیں ہوں۔۔!" زمان نے کندھے اچکاتے ہوئے۔۔

"اسکی ایج غلط لکھی ہوئی ہے۔۔ہی از مور دین تھرٹی۔۔!" وہ بڑی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔زمان نے ایک پل کو نظریں چرائیں۔۔ جیسے اسکی اپنی کوئی چوری تھی جو ضیغم نے پکڑ لی تھی۔۔ جبکہ اس حالت سے بے نیازی برتتا وہ اب کہہ رہا تھا،

"اینڈ ایم شیور۔۔ کہ اس شخص کی ساری ڈیٹیلز فیک ہیں۔۔اسکا یہ پاسپورٹ بھی۔۔۔ لیکن یہ تصویر۔۔۔ صرف یہ تصویر اصلی ہے، لیکن۔۔ ممکن ہے کہ اب یہ اپنا گیٹ اپ چینج کر چکا ہو۔۔"

"بات جو بھی ہو۔۔ لیکن یہ ہم سے بچ نہیں سکتا۔۔!" زمان نے سنجیدگی سے کہا۔۔

"اووِیزلی۔۔!!" اپنی چیئر سے اٹھتے ہوئے ضیغم نے اطمینان سے کہا۔۔

"وہ جو مرڈر کیس تھا اسکا کیا بنا۔۔؟؟" اپنے آفس سے باہر نکلتے ہوئے ضیغم نے زمان کو مخاطب کیا جو اسکے پیچھے ہی تھا۔۔

"سر ابھی دو یا تین پیشیاں ہوں گی۔۔ آپکو پتہ تو ہے کہ یہ جاگیر دار لوگ اپنی اولاد کی کرتوتوں کو چھپانے کے لیے تاریخ پر تاریخ لیتے رہتے ہیں۔۔ لیکن میں اس کیس کو ڈیل کر لوں گا ڈونٹ یو وری۔!!" اپنی بات کے اختتام پر وہ ہولے سے مسکرایا۔۔ ضیغم اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنی جیپ کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔

"آج میں ڈرائیو کرتا ہوں۔۔ لائیے کیز مجھے دے دیں۔۔!" اسکی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے زمان نے نرمی سے کہا۔۔ ضیغم جو پہلے ہی کچھ ڈسٹرب تھا اسکے کہہ دینے پر کیز اسکی طرف اچھال گیا۔۔زمان چند قدموں کا فاصلہ پاٹتے ہوئے سرعت سے جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا۔۔ ضیغم نے اسکے ساتھ ہی فرنٹ سیٹ سنبھال لی۔۔

ضیغم کے بیٹھتے ہی زمان نے جیپ سٹارٹ کر دی۔۔ جیپ کے سٹارٹ ہوتے ہی ضیغم کو کچھ عجیب سا محسوس ہوا مگر اسنے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔۔ دوپہر ڈھل رہی تھی۔۔ آسمان پر سورج کا نام و نشان تک نہ تھا۔۔ سرمئی بادل

آسمان کو ڈھانپے ہوئے تھے۔۔۔ موسم میں ہلکی ہلکی خنکی سی تھی۔۔ ضیغم اپنا موبائل ہاتھ میں پکڑ کر کال لسٹ چیک کرنے لگا۔۔۔

"ایک اور نیوز، ہے سر۔۔!" سٹئیر نگ پر ہاتھ رکھے زمان نے اس سے کہا تھا۔۔

"جانتا ہوں۔۔ ارباز علوی واپس آچکا ہے۔۔!" موبائل سے نظریں ہٹائے بغیر ضیغم نے کہا۔۔ پھر ایک نمبر ڈائل کیا اور فون کان سے لگا لیا۔۔

"ایگزیکٹلی۔۔ اور آصف علوی۔۔ بے چارہ لاعلاج قرار دے دیا گیا ہے۔۔!" کہتے ہوئے زمان کا لہجہ زہر خند ہو گیا۔۔ اپنی مصروفیت کے باوجود ضیغم اسکے لہجے میں گھلی کڑواہٹ محسوس کر گیا تھا۔۔

"ہوں۔۔ دانش جلدی سے آفس سے باہر والی سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کرو۔۔ فاسٹ۔۔!" فون کان سے لگائے وہ دوسری جانب موجود شخص سے کہہ رہا تھا۔۔

"ہمم کیا دِکھ رہا ہے۔۔؟؟" وہ بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

"گیارہ بجے کے بعد والی چیک کرو۔۔!"

"زوم کر کے دیکھو۔۔ جلدی۔۔۔!" ضیغم کی آواز میں تشویش گھلنے لگی۔۔

"ڈیم اٹ۔۔۔!!" وہ سیٹ کی پشت سے ٹیک چھوڑ کر بیٹھ چکا تھا۔۔

"تم فون رکھو۔۔۔ اور گارڈز سے کہو ایکٹو، رہیں۔۔ میں یہاں چیک کرتا ہوں۔۔!!" سرعت سے کہتے ہوئے اسنے کال کاٹی۔۔ زمان اسی کی طرف متوجہ تھا۔۔

"از، ایوری تھنگ اوکے۔۔؟؟" زمان تشویش زدہ سا پوچھ رہا تھا۔۔

"نو۔۔۔!" جلدی سے کہتے ہوئے ضیغم نے سیٹ کی پشت کو تھاما اور زرا سا باہر کیطرف جھکا۔۔ وہ جھکا کم، سر کے بل تقریباً نیچے کی طرف لٹک گیا۔۔۔

"سر یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔رکیے میں گاڑی روکتا ہوں۔۔!" فکر مندی سے کہتے ہوئے زمان نے گاڑی روکنے کے لیے بریک پیڈل دبانے کی کوشش کی۔۔۔اسکے ایسا کرنے سے جیپ ڈگمگا گئی۔۔زمان نے بڑی مشکل سے سٹئیرنگ سنبھال کر جیپ کو سنبھالا تھا۔۔بریکس فیل تھے۔۔جبکہ ضیغم نے بڑی مشکل سے خود کو نیچے گرنے سے بچایا تھا۔۔

"گاڑی مت روکنا زمان۔۔جسٹ آمنٹ۔۔!" ضیغم نے اپنا سر مزید نیچے کیا۔۔

"سر گاڑی کی بریکس فیل ہیں..!" جیپ کی بڑھی ہوئی سپیڈ کم کرنے کی کوشش کرتا زمان فکر مندی سے بولا۔۔

جبکہ نیچے، سڑک کی جانب سر کے بل جھکے ضیغم کی آنکھیں جیپ کے ٹائر سے اندر کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت کی زیادتی سے ایک پل کو کھلی تھیں۔۔

"بریکس فیل نہیں تھیں۔۔فیل کی گئی ہیں۔۔!" پھولے سانس، سمیت کہتا وہ سرعت سے واپس پلٹا اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔جیپ بری طرح ڈگمگا رہی تھی۔۔زمان کے لیے اسے سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔۔وہ ایک قدرے سنسان اور سیدھا روڈ تھا جسکے اطراف میں اگی جھاڑیاں

خوفناک منظر پیش کر رہی تھیں۔۔

"اور مزے کی بات یہ ہے کہ جیپ میں بومب ہے۔۔کسی بھی وقت بلاسٹ ہو سکتا ہے۔۔!" سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے ضیغم نے سنجیدگی سے کہا۔۔سٹئیرنگ پر جمے زمان کے ہاتھ ایک پل کو لرزے۔۔

"آگے سے رائٹ ٹرن لو زمان۔۔جلدی۔۔!!" ضیغم نے ٹیک چھوڑتے ہوئے کہا۔زمان نے اسکے کہے پر عمل کرنے کی کوشش کی۔۔جس میں وہ کامیاب رہا تھا۔۔

"اب تم ایک کام کرو۔۔جیپ سے نیچے کود و۔۔فاسٹ۔۔میں جیپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتا ہوں۔۔!" ضیغم نے اسے فوراً آرڈر دیا تھا۔۔جبکہ زمان جو ٹرن لیتے ہوئے ایک لمحے میں ہی فیصلہ کر چکا تھا، اس پر عمل کرنے کو اسنے ایک پل کو ضیغم کی طرف دیکھا۔۔پھر سڑک کے اطراف میں اگی جھاڑیوں کیطرف۔۔۔

"سوری سر۔۔۔میں ایسا نہیں کر سکتا۔۔!" کہتے ہوئے زمان نے سرعت سے بریک پیڈل سے پاؤں ہٹا کر ایک زور دار ٹانگ ضیغم کو ماری تھی نیتجتاً وہ چلتی جیپ سے باہر گرتا سڑک پر الٹتا چلا گیا۔۔وہ یقیناً زمان کی طرف سے اس حملے کے لیے تیار نہیں تھا اسلیے اپنا توازن برقرار نہ رکھ پایا اور سڑک کے اطراف میں اگی جھاڑیوں میں گرتا چلا گیا۔۔ایک نوکیلا پتھر اسکی پیشانی پر لگتا اسکی پیشانی کو خون آلود کر گیا تھا۔۔ ضیغم نے بروقت چند جھاڑیوں کو مظبوطی سے مٹھی میں پکڑ کر خود کو مزید گھسٹنے سے بچایا۔۔ ضیغم کو اپنے دماغ میں سنسناہٹ سی ہوتی محسوس ہوئی مگر اگلے ہی پل وہ بیٹھ کر سانس لینے کی بجائے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔ایک پل کو اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا مگر سر کو جھٹکتے ہوئے وہ زرا سا اوپر سڑک کی طرف چڑھنے لگا۔کیونکہ اسے زمان کو بچانا تھا۔۔سڑک پر پہنچ کر اسنے اپنی جیپ کی طرف دیکھنے کی کوشش کی۔۔وہ بڑی پھرتی سے دور جاتی جیپ کی طرف بھاگا۔۔جو اب اتنے فاصلے پر جا چکی تھی کہ ضیغم کو اپنی دھندلی آنکھوں کے باعث کافی چھوٹی نظر آرہی تھی۔۔وہ اپنی پوری سپیڈ سے بھاگتا، خون سے تر ہوتے اپنے چہرے اور گردن کی پرواہ کیے بغیر جیپ کے پیچھے بھاگ رہا تھا مگر اگلے ہی پل ایک زور، دار دھماکہ ہوا تھا۔۔چند سیکنڈز پہلے نظر آتی جیپ کی اب دھجیاں اڑ رہی تھیں۔۔ ضیغم کے تیزی سے دوڑتے قدموں کو بریک سی لگ گئی۔۔وہ شاک کی سی کیفیت میں خود سے کافی فاصلے پر جلتی ہوئی جیپ سے اٹھتی آگ کی لپٹوں کو دیکھتا چلا گیا۔۔

"زمان۔۔۔!" اسکے لبوں نے بے آواز جنبش کی تھی۔۔ سر کا درد بڑھ گیا تھا۔۔ پیشانی سے نکلتا خون رخسار سے ہوتے ہوئے اسکا گریبان بھگو چکا تھا۔۔ ضیغم تیزی سے جلتی ہوئی جیپ کی طرف بھاگا۔۔ اسے خود کو اپنے حواس گم ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔۔

♦♦♦♦

اے عشق یہ تفریق مناسب تو نہیں،

جو حال ادھر ہے، اور اُدھر کیوں نہیں۔۔۔؟

ضرغام نے ایک اچٹتی نگاہ مشال پر ڈالی جو لاپرواہی سے بیڈ پر بیٹھی، فون کان سے لگائے فریحہ بیگم سے باتیں کر رہی تھی۔۔ گرے اینڈ وائٹ کنٹراسٹ کے سوٹ میں وہ ہمیشہ کی طرح سادگی کا پیکر لگ رہی تھی۔۔ ضرغام نے میٹھی نگاہوں سے اسکے بائیں گال پر وہ سیاہ نشان دیکھا۔۔ اسکی سندوری رنگت پر وہ نشان ہمیشہ کی طرح واضح تھا۔۔۔ وہ اپنے سامنے کھلی بک سے نگاہ ہٹا کر، وقفے وقفے سے اسکی جانب دیکھ رہا تھا جو، اپنی ماں سے بات کرتے ہوئے کبھی نچلا لب دانتوں میں دبا لیتی تو کبھی اپنی شہادت کی انگلی سے ناک میں چمکتی لونگ کو چھو رہی تھی۔۔

ضرغام کا دل بے لگام ہونے لگا تو وہ اپنی بکس سمیٹ کر کمرے سے باہر جانے لگا۔۔

"تم کہاں جا رہے ہو۔۔؟؟" اسے جاتا دیکھ مشال نے فوراً پوچھا۔۔ ضرغام نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا جو فون بیڈ پر پھینکتی اسی کی طرف آ رہی تھی۔۔

"آپ پھپھو سے بات کر رہی تھیں، تو مجھے لگا میری وجہ سے ڈسٹرب نہ ہو رہی ہوں، اسی لیے سوچا ساتھ والے روم میں چلا جاتا ہوں۔۔!" وہ کندھے اچکاتے ہوئے نرمی سے کہہ رہا تھا۔۔ اسکے جواب پر مشال کی سنجیدہ نگاہوں میں ایک پل کو مسکراہٹ چمکنے لگی۔۔

"یوں کہو ناں کہ میری اور ماما کی باتوں سے تم خود ڈسٹرب ہو رہے تھے ورنہ تمہاری خاموشی سے مجھے تو کیا اس روم کی کسی چیز کو کوئی مسئلہ نہیں ہو رہا تھا۔۔!" ایک قدم مزید اسکے قریب آتے ہوئے وہ بڑے نرم لہجے میں کہہ رہی تھی۔۔ اسکی غلافی آنکھوں کی چمک ضرغام کو مبہوت کر گئی۔۔ زندگی میں پہلی بار کسی کی آنکھوں کا رنگ اسے اس قدر حسین لگا تھا۔۔

گفتگو کر رہے ہیں مجھ سے وہ

میری آنکھوں کی آج خیر نہیں،

وہ ہولے سے مسکرایا۔۔

"ایسا نہیں ہے۔۔!" اپنی صفائی دیتے ہوئے اسکی بھاری آواز میں مسکراہٹ گھلی ہوئی تھی۔

"تو پھر کیسا ہے۔۔؟؟ ہر وقت یہ بکس میں سر گھسائے مسٹر آئن سٹائن بنے رہتے ہو۔۔ پہلے صبح کالج میں سٹڈی۔۔ کالج سے آکر بھی سٹڈی، سٹڈی کے بعد پھر رات میں بھی سٹڈی۔۔ کبھی مجھے بھی وقت دے دیا کرو۔۔ رکھوا نہیں اور مجھ سے باتیں کرو۔۔!" سنجیدگی سے بولتی آخر میں وہ اسے حکم دیتی واپس بیڈ کی طرف پلٹی۔۔

ضرغام نے کچھ خوشگوار حیرت بھری سے نگاہوں سے اسکی پشت کی طرف دیکھا۔۔

"مثلاً۔۔ کون سی باتیں۔۔؟؟" اپنی مسکراہٹ دبا کر پوچھتے ہوئے وہ بھی اسکی طرف بڑھا تھا۔۔ پھر واپس کاؤچ پر بیٹھ گیا۔۔

"کوئی سی بھی۔۔ کافی دن ہوئے تمہاری چونچ بند ہے اسلیے مجھے بہت عجیب لگ رہا ہے۔۔!" بیڈ پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھی وہ اپنے پیروں کو حرکت دیتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔ انداز میں لاپرواہی تھی۔۔

جبکہ اسکی لاپرواہی نوٹ کرتا ضرغام سوچ رہا تھا کہ شادی کے بعد اس لڑکی کے ہر پل نگاہوں کے سامنے رہنے کے باعث، اسکے حواس ہی اس بری طرح سے جکڑے گئے تھے کہ وہ تو اپنے اندر کے شور سے ہی گھبرا گیا تھا۔۔ تو بھلا جب دل کی حالت ہی اس قدر بگڑی ہوئی تھی تو پھر وہ کیونکر زبان سے کچھ بول پاتا۔۔

"بولنے کے لیے ہونٹوں کا حرکت کرنا ضروری تو نہیں مشال۔۔۔ اور سننے والے کے لیے (مشال کے لیے) صرف آواز کا شور ہونا بھی ضروری نہیں۔۔ بعض اوقات سننے کے لیے کچھ دوسری آوازیں، کچھ دوسرے شور بھی ہوتے ہیں (دل کی آواز، دھڑکنوں کا شور)۔۔ کہنے کے لیے کچھ اور زبانیں بھی ہوتی ہیں (آنکھوں کی زبان)۔۔۔ بس مقابل میں محسوس کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیئے۔۔۔!" ضرغام بہت دھیمے لہجے میں بول رہا تھا۔۔ اسکی بے تاب نگاہ بار بار مشال کی ناک میں چمکتی لونگ کی طرف بھٹک رہی تھی۔۔

"ایک تو مجھے تمہاری یہ فلسفیانہ باتیں سمجھ نہیں آتیں۔ کہہ میں کچھ اور رہی ہوں اور جواب تم کچھ اور دے رہے ہو۔۔۔!" وہ قدرے چڑ کر بولتی ضرغام کو بہت پیاری لگی۔۔

"جواب میں نے درست دیا ہے مگر آپ کو سمجھ نہیں آئے گی۔۔ سو اپنے ننھے سے دماغ پر زور مت ڈالیں۔۔!" لبوں پر دھیمی مسکان سجائے نرمی سے بولتا وہ اٹھ کھڑا، ہوا۔۔

"ننھی نہیں ہوں میں۔۔ تم سے بڑی ہوں۔۔ سمجھاؤ گے تو سمجھ ہی جاؤں گی۔۔!" وہ کچھ خفگی سے بولی۔۔

"ایسے فلسفے سمجھنے کے لیے جذبات سے آشنائی کی ضرورت ہوتی ہے مشی۔۔ جن سے آپ عاری ہیں۔۔ اس معاملے میں آپ یہ نہیں کہہ سکتیں کہ میں آپ سے چھوٹا ہوں۔۔ کیونکہ جذبات عمروں کے فرق کے سے مبرا ہوتے ہیں۔۔ اس لیے آپ۔۔۔ "نہیں سمجھیں گی۔۔!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ دروازے کی طرف بڑھا۔۔ اس بار اسکے ہاتھ میں بکس نہیں تھیں۔۔ مشال نے خاموش نظروں سے اسکی پشت کو گھورا۔۔ معاًوہ پلٹا۔۔ اسکی طرف دیکھا پھر ہولے سے مسکرایا۔۔

"بکس نہیں لے جارہا۔۔ تھوڑی دیر کے لیے آغا جان کے پاس جارہا ہوں۔۔ اگر آنا چاہیں تو آپ بھی آجائیں۔۔!" اپنے دونوں ہاتھ اسکے سامنے کرتے ہوئے وہ بچوں کیطرح صفائی دیتے ہوئے بولا۔۔ مشال آہستگی سے نگاہ جھکا گئی۔۔ وہ مڑا اور پھر وہاں سے نکل کر عبدالرحمن فاروقی صاحب کے کمرے کی طرف چلا آیا۔۔

"السلام علیکم۔۔!" کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اسنے انہیں سلام کیا تھا۔۔ اکرام صاحب بھی آغا جان کے پاس بیٹھے شام کی چائے پی رہے تھے۔۔ دونوں نے زیر لب اسکے سلام کا جواب دیا۔۔

"آج بابا جان اس ٹائم گھر پر پائے جارہے ہیں۔۔؟؟" مسکرا کر کہتا وہ ان دونوں کے سامنے ہی سنگل صوفہ پر بیٹھ گیا۔۔

"جی ہاں۔۔ میں نے سوچا آج مستقبل قریب کے ڈاکٹر صاحب کی کلاس لے لی جائے۔۔ ورنہ جانے پھر مجھے وقت ملے نہ ملے۔۔!" اکرام صاحب نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔۔ دونوں باپ بیٹے کی گفتگو سنتے آغا جان آرام سے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا گئے۔۔ وہ جانتے تھے کہ اکرام صاحب کیا بات کرنے والے ہیں۔۔

"کیوں آپ کہیں جارہے ہیں کیا۔۔؟؟" ضرغام فوراً سنجیدہ ہوا۔۔

"میں نہیں تم جارہے ہو۔۔!" اکرام صاحب نے اطمینان سے جواب دیا۔۔ ضرغام نے نا سمجھی سے انکی جانب دیکھا۔۔

"کیا مطلب۔۔ میں کہاں جارہا ہوں۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔

"بیٹا جان۔۔ تمہارا باپ چاہ رہا ہے کہ تم اور مشال کچھ دن کے لیے کہیں گھوم پھر آؤ۔۔ بچی جب سے آئی ہے اسی گھر کی ہو کر رہ گئی ہے۔۔!"، اکرام صاحب کی بجائے آغا جان نے جواب دیا۔۔ ضرغام ایک پل کو پر سکون ہوا۔۔ پھر ہولے سے مسکرا دیا۔۔

"لے جاؤں گا۔۔ آپ بتائیں کہاں لے کر جاؤں۔۔؟؟ڈنر پر ناں لے جاؤں۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے وہ دھیرے سے ہنسا۔۔اسکے شریر انداز پر وہ دونوں مسکرائے۔۔

"لاڈلے یہ شہر اور اسکی رونقیں دیکھنے کو تو پوری زندگی پڑی ہے۔۔فی الوقت تو اسے شمالی علاقہ جات دکھالاؤ۔۔یا اگر وہ آؤٹ آف کنٹری جانا چاہے تو میں سویزرلینڈ کی ٹکٹس کروا دیتا ہوں۔۔ ایک منتھ کے لیے وہاں چلے جاؤ۔۔پاسپورٹ تو تم دونوں کا ہی بنا ہوا ہے۔۔!" انہوں نے تفصیل سے اسے اپنا پلان بتایا۔۔

"رحم کریں بابا جان۔۔ایک منتھ تو بہت دور کی بات ہے، میں تو کالج سے ایک دن کی چھٹی بھی افورڈ نہیں کر سکتا۔۔بہت لاس ہو جائے گا۔۔ابھی ایسا مت سوچیں پلیز۔۔ایگزیمز کے بعد آپ جہاں کہیں گے وہیں لے جاؤں گا آپکی بیٹی کو۔۔!" ضرغام نے انہیں سنجیدگی سے جواب دیا۔۔اسکی بات پر اکرام صاحب کی پیشانی پر بل پڑ گئے جبکہ آغا جان مسکرائے بنا نہ رہ سکے۔۔

"نو ڈرامے بازی ضر۔۔چپ چاپ مشال کے پاس جاؤ اور اسے کہو پیکنگ کرے۔۔تم دونوں کل صبح جا رہے ہو بس۔۔!" اکرام صاحب نے اسے ڈپٹنے والے انداز میں کہا۔وہ گڑبڑا کر رہ گیا۔۔

"مگر بابا جان۔۔ایک منتھ۔۔نو نیور۔۔بہت مشکل ہو جائے گی۔۔ آپ بھی تو اس دور سے گزر چکے ہیں پھر مجھ معصوم پر یہ ظلم کیوں۔۔؟؟" وہ مظلومیت کی عمارت بنا بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"بابا کی جان۔۔اس دور سے گزرا ہوا ہوں اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ ڈرامے مت کرو۔۔۔میں جانتا ہوں تم کور کر لو گے۔۔!" اکرام صاحب ہنوز سنجیدہ تھے۔۔ضرغام ایک پل کو نگاہ جھکا گیا۔۔وہ اپنے آپ کو مزید آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا کیونکہ بلاشبہ یہ بات تو وہی جانتا تھا کہ مشال کے وجود سے نگاہیں چرانا کس قدر کٹھن امر ہے۔۔

"پریشان مت ہو بیٹا۔۔ تم زیادہ تردد مت کرو۔۔ ایک ڈیڑھ ہفتے کے لیے شمالی علاقہ جات چلے جاؤ۔۔ میرا خیال ہے مشال کو سویزرلینڈ کی بجائے ہمارے ملک کی سرزمین کا قدرتی حسن زیادہ اچھا لگے گا۔۔!" نرمی سے کہتے ہوئے آغا جان نے بات کا اختتام کرنا چاہا تھا۔۔ ضرغام بڑبڑا کر رہ گیا۔۔

"رہنے دیجیئے نانا جان۔۔ اگر ضرغام کو پرابلم ہو رہی ہے تو رہنے دیں ناں۔۔ جانا ضروری تھوڑی ہے۔۔ ویسے بھی میں گھر میں بالکل بور نہیں ہوتی۔۔!" کمرے میں آتی مشال جو انکی ساری گفتگو سن چکی تھی، کہتے ہوئے نرمی سے مسکرائی۔۔

اسکو آتا دیکھ ضرغام ایک پل کو چونک اٹھا پھر چور نگاہوں سے اکرام صاحب کیطرف دیکھا جو اسے سخت نظروں سے گھور رہے تھے۔۔ اسنے بے چارگی سے آغا جان کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو "باخدا، مجھے نہیں پتہ تھا کہ آپکی نواسی سب سن لے گی۔۔"

"کوئی پرابلم نہیں ہو رہی اسے۔۔ دل میں تو لڈو، پیڑے پھوٹ رہے ہوں گے مگر بس اسے دوسروں کو تنگ کرنے کی عادت ہے۔۔!" ضرغام کو چھیڑتے ہوئے آغا جان نے بات سنبھالنے کی کوشش کی۔ انکی بات پر ضرغام نے فوراً تائیدی انداز میں گردن ہلائی۔۔ مشال نے تیکھی نظروں سے اسے گھورا جواب کہہ رہا تھا۔

"ایگزیکٹلی۔۔۔ مجھے کیا پرابلم ہو سکتی ہے بھلا۔۔ بس کچھ لیکچرز کا مسئلہ ہے وہ مس ہو جائیں گے لیکن اسکا بھی ایک حل ہے میرے پاس۔۔ آن لائن کلاسز اٹینڈ کر لوں گا۔۔ سمپل۔۔!" لبوں پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے اسنے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔ اسکے بات بدلنے پر مشال نے مسکاتی نگاہوں سے اسکا وجیہہ چہرہ دیکھا۔۔

پھر ہولے سے اثبات میں گردن ہلا گئی۔۔

"مشی بیٹا دیکھو شاید شازمہ تمہیں بلا رہی ہے۔۔!" اسے وہاں سے بھیجنے کو آغا جان نے جلدی سے کہا۔۔ مشال جو وہاں بیٹھنے کا سوچ رہی تھی انکے ایسا کہہ دینے پر "اچھا میں دیکھتی ہوں" کہہ کر باہر کی طرف بڑھی۔

"دیکھ رہے ہیں آپ بابا جان۔۔ آپکے پوتے نے کیسے بیوی کے آتے ہی اپنا بیان بدل ڈالا ہے۔۔!"مشال کے جاتے ہی اکرام صاحب قدرے خفگی سے بولے۔۔

"یار کیا بابا جان۔۔ آپکو نہیں پتہ آپکی بہو پوری ہٹلر ہے۔۔ ناراض ہو جائے ناں ایک بار۔۔ تو منانے میں گھنٹوں لگ جاتے ہیں۔۔ انہوں نے اینٹری ہی موقع پر ماری تھی۔۔ بیان نہ بدلتا تو کیا کرتا۔۔!" بےچارگی سے کہتے ہوئے اسنے آخر میں آغا جان کو آنکھ ماری۔۔ اکرام صاحب کی زیرک نگاہوں سے اسکی یہ حرکت مخفی نہیں رہی تھی۔۔ انہوں نے تپ کر عبدالرحمن فاروقی صاحب کیطرف دیکھا۔۔

"آپ دونوں دادا پوتے ناں۔۔!" انکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ دونوں قہقہ لگا کر ہنسے تھے۔۔ آخر میں اکرام صاحب کی ہنسی بھی ان دونوں کی ہنسی میں شامل ہو گئی تھی۔۔ دفعتاً موبائل پر ہونے والی بیل نے ان تینوں کی متوجہ اپنی جانب کھینچی تھی۔۔ اکرام صاحب نے اپنا بجتا ہوا موبائل جیب سے نکال کر نگاہوں کے سامنے کیا۔۔ کوئی ان ناؤن نمبر تھا۔ کال ریسیو کر کے انہوں نے فون کان سے لگا لیا۔۔

دوسری جانب سے کچھ پوچھا گیا جس پر وہ بولے تھے۔۔

"یس۔۔ اکرام فاروقی سپیکنگ۔۔!"

"جی میرا بیٹا ہے وہ۔۔!" کہتے ہوئے انکی آواز لڑکھڑا سی گئی۔۔ انکے چہرے پر پھیلتے تشویش، کے آثار دیکھ کر ضرغام ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہو بیٹھا۔۔ جبکہ اکرام صاحب اب کھڑے ہو چکے تھے۔۔

"بابا از ایوری تھنگ فائن۔۔؟؟" انہیں پریشان دیکھ کر ضرغام نے فکرمندی سے پوچھا مگر اسکے سوال سے انجان وہ فون پر اب کہہ رہے تھے۔

"کون سے ہاسپٹل میں۔۔؟؟" دوسری جانب سے کوئی انہیں تفصیل بتا رہا تھا۔۔

"اوکے میں تھوڑی دیر میں پہنچ رہا ہوں۔۔!" کہہ کر انہوں نے کال ڈسکنیکٹ کر دی پھر آغا جان کی طرف دیکھا جو متفکر سے انھی کیطرف دیکھ رہے تھے۔۔

"اکرام کیا ہوا ہے کچھ بتاؤ گے۔۔؟؟" انہوں نے قدرے بے چینی سے اکرام صاحب کو مخاطب کیا۔۔

"ضیغم کی جیپ۔۔۔ جیپ بلاسٹ ہو گئی ہے۔۔!" انہوں نے بامشکل اپنی بات پوری کی تھی۔۔

"یا اللہ خیر۔۔!" آغا جان کے لبوں نے بے اختیار جنبش کی تھی۔۔

دروازے میں کھڑی شازمہ بیگم نے سہارے کے لیے دیوار کو تھام لیا۔۔ اکرام صاحب سرعت سے انکی جانب بڑھے۔۔

"اکرام۔۔ میرا بیٹا۔۔ اکرام۔۔ میرے بیٹے کو۔۔۔ کک۔۔۔ کچھ نہیں ہونا چاہیئے۔۔!" انکے قریب آتے ہی وہ انکا بازو تھامتے ہوئے گڑگڑائی تھیں۔۔ ضرغام نے بھی اپنے پھٹتے دل کو قابو کرنے کی کوشش کرتے ہوئے آغا جان کو سنبھالا۔۔

"ریلیکس شازمہ۔۔ وہ جیپ میں نہیں تھا مگر اسے کافی چوٹیں آئی ہیں۔۔ ہم۔۔ ہم چلتے ہیں ناں۔۔ تم اسکے لیے دعا کرو ان شاءاللہ کچھ نہیں ہوگا اسے۔۔!" اپنے بازو، انکے گرد پھیلاتے ہوئے اکرام صاحب نے انہیں حوصلہ دیا تھا۔۔ وہاں موجود تینوں نفوس کو انکی بات پر کچھ سکون ہوا تھا۔۔ اور پھر اگلے پندرہ منٹ بعد وہ چاروں، اکرام صاحب کی گاڑی میں ہاسپٹل کی طرف جا رہے تھے جسے ضرغام ڈرائیو کر رہا تھا۔۔ ساری بات سے بے خبر مشال اماں بی کے ساتھ فاروقی ہاؤس میں ہی تھی۔۔

♦♦♦♦

ختم اپنی چاہتوں کا،

سلسلہ کیسے ہوا۔۔؟

تُو تو مجھ میں جذب تھا،

مجھ سے جدا کیسے ہوا..؟

وہ جو تیرے اور میرے درمیاں، اک بات تھی۔۔۔

آؤ سوچیں شہر اس سے،

آشنا کیسے ہوا۔۔؟؟

چبھ گئیں سینے میں،

ٹوٹی خواہشوں کی کرچیاں۔۔

کیا لکھوں دل ٹوٹنے کا،

حادثہ کیسے ہوا۔۔؟

جو رگ جاں تھا کبھی،

ملتا ہے اب رخ پھیر کر..!

سوچتی ہوں اس قدر بے وفا،

وہ کیسے ہوا۔۔؟؟؟

آنسو لڑیوں کی مانند اسکی بند آنکھوں سے نکلتے ہوئے کنپٹیوں میں جذب ہو رہے تھے۔۔

"اے سامعہ۔۔ چل اٹھ۔۔ چاچے ارباز نے بلایا ہے تجھے۔۔!" بھابھی زلیخہ کی آواز پر ایک پل کو اسکا دل رک سا گیا۔۔ پھر اگلے ہی پل وہ اپنی بھیگی آنکھیں مسلتے ہوئے چٹائی پر سے اٹھی اور زلیخہ کی معیت میں چلتی ہوئی ارباز علوی کے پر آسائس

کمرے میں آگئی۔۔ جہاں پہلے سے ہی اسکی ماں اور دو بھائی موجود تھے۔۔

"آپ نے بلایا مجھے۔۔؟؟" سلام کیے بغیر اپنے سامنے کھڑے ارباز علوی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھتی وہ وہاں موجود باقی نفوس کو نڈر اور بے باک لگی تھی۔۔

"سلام دعا بُھل گئی ایں توں۔۔؟؟" اسکی ماں نے چنگھاڑتی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کیا۔۔ مگر سامعہ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔

"ہمم۔۔۔ بات کرنی تھی تم سے۔۔!" اپنے دونوں ہاتھ پشت پر باندھتے ہوئے ارباز علوی نے کہا۔

"لیکن ان سب کی موجودگی میں، میں آپ سے کوئی بات نہیں کروں گی۔۔ بہتر ہے کہ آپ اکیلے میں مجھ سے بات کر لیں۔۔۔!" سرد مہری سے کہتے ہوئے اس بار وہ نگاہ جھکا گئی تھی۔۔

اسکی بات پر اسکا بڑا بھائی اشتعال میں آتے ہوئے اسکی طرف بڑھا جب ارباز علوی نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔۔

"بھر جائی۔۔۔!" سامعہ کی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے ارباز علوی نے انہیں کمرے سے باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔۔ وہ سامعہ کو گھورتیں اپنے بیٹوں کو لے کر کمرے سے باہر نکل گئیں۔۔

"پوچھیے۔۔ کیا پوچھنا چاہتے ہیں آپ۔۔؟؟" ایک بار پھر ارباز کی طرف دیکھتے ہوئے سامعہ نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔

"کس کا بچہ ہے یہ۔۔؟؟" ارباز نے بنا لگی لپٹی رکھے بڑی سختی سے پوچھا تھا۔۔

"آپکو اس سے کیا ہے۔۔؟؟ آپ اپنی بات کیجئے۔۔ کیوں رکھا ہوا ہے مجھے زندہ۔۔؟؟" سامعہ نے بھی لحاظ کیے بغیر تلخی سے پوچھا تھا۔۔ مقابل کھڑا شخص کبھی اسکا آئیڈیل، اسکا ہیرو ہوا کرتا تھا۔۔ اور قسمت نے اسے اسی ہیرو کی بہو بنایا بھی تھا مگر کسطرح۔۔؟؟ اسطرح سے کہ اسکے آئیڈیل کا بت پاش پاش ہو کر رہ گیا تھا۔۔

"ہمم۔۔ دیکھو سامعہ۔۔ تم یہ بات بہت اچھے سے جانتی ہو کہ تم میں، ہمیشہ سے میری جان رہی ہے۔۔" ارباز علوی نے تمہید باندھنے چاہی تھی۔۔ سامعہ کی صحرا بنی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔۔ کیسا شخص تھا وہ جو اپنی بیٹیوں کو دربدر کر کے سامعہ پر اپنا پیار لٹاتا رہا تھا۔۔

"تم بہت چھوٹی تھیں جب آصف پیدا ہوا تھا۔۔ تم دونوں کے عمروں کے فرق کو بالائے طاق رکھ کر میں نے بچپن میں ہی تمہاری اور آصف کی بات طے کر دی تھی۔۔ تم جیسے جیسے بڑی ہوتی گئیں میرے دل میں تمہارے لیے جگہ بنتی چلی گئی۔۔ تم نے جو کہا میں نے پورا کیا۔۔ تمہاری ہر خواہش کی تکمیل کی مگر۔۔۔!" کچھ دیر پہلے کی نسبت وہ بڑی نرمی سے بات کر رہا تھا۔۔

"مگر تم نے۔۔ میری اولین خواہش کو ملیا میٹ کر دیا۔۔ میں چاہتا تھا کہ تم میری بہو بنو مگر تم۔۔۔ آصف کی ایک بے وقوفی کو سر پر سوار کر کے گھر سے بھاگ گئیں۔۔۔ غلط۔۔ انتہائی غلط فیصلہ کیا تم نے۔۔۔!" وہ ٹھہر ٹھہر کر سرد مہری سے بول رہا تھا۔۔

"یہ سب باتیں میں جانتی ہوں۔۔ آپ وہ کہیں جو کہنے کے لیے آپ نے مجھے یہاں بلایا ہے چاچو۔۔!" وہ اپنے ہاتھ باندھے سنجیدگی سے ارباز، علوی کی طرف دیکھتی کہہ رہی تھی۔۔

ارباز علوی نے ایک سرد نگاہ اسکے سنجیدہ چہرے پر ڈالی۔۔

"تم نے جو کیا ہے تمہیں اسکی معافی صرف ایک ہی صورت میں ہی ملے گی سامعہ۔۔!" ارباز، علوی پوائنٹ پر آیا تھا۔۔

"لیکن میں نے تو معافی مانگی ہی نہیں چاچو۔۔!" ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولتی سامعہ ارباز علوی کو آگ لگا گئی تھی۔۔

"بکواس بند کرو اپنی۔۔ دو دن بعد تمہارا اور آصف کا نکاح ہے۔۔ اب ساری زندگی تم آصف کی چاکری کرو گی سمجھی تم۔۔!" کرخت لہجے میں بولتا وہ حقیقتاً اپنی اوقات پر اتر آیا تھا۔۔

"اسکے باوجود کہ میں ماں بننے والی ہوں۔۔؟؟"لبوں پر دل جلانے والی مسکان سجاتے ہوئے اسنے چیلنجنگ انداز میں پوچھا۔۔

"ہاں تو کیا ہوا۔۔تم کل ہی اپنی ماں کے ساتھ جا کر اس گند سے چھٹکارا حاصل کر کے آؤ۔۔۔میں ہر صورت میں۔۔"ابھی وہ کچھ کہہ رہا تھا کہ جب وہ اسکی بات کاٹ کر چلائی تھی۔۔

"خبردار۔۔۔گند نہیں ہے یہ۔۔میری جائز، اولاد ہے۔۔سوچیے گا بھی مت کہ آپ ایسی کسی بھی کوشش، میں کامیاب ہو جائیں گے۔۔میرے جیتے جی اسے آپ میں سے کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا ارباز صاحب۔۔!"اسکی بات پر ارباز علوی نے زہریلی نگاہوں سے اسے گھورا۔۔

"کس منہ سے اپنے گناہ کو جائز کہہ رہی ہو۔۔ناجائز کبھی جائز نہیں ہو سکتا سامعہ۔۔خوابوں کی دنیا سے باہر نکل آؤ۔۔شکر ادا کرو۔۔۔آصف کے پیر دھو دھو کر پینا کہ وہ تمہیں ایک عزت دار زندگی دے رہا ہے۔۔!"ارباز علوی نے اسے ڈراتے ہوئے کہا مگر مقابل بھی سامعہ تھی جسکے دل سے زمان کو کھو دینے کے بعد تمام ڈر و خوف نکل چکا تھا۔۔

"کون۔۔؟؟کس کی بات کر رہے ہیں آپ۔۔؟؟وہ جو خود کسی بھی وقت اپنی زندگی کی بازی ہار سکتا ہے۔۔؟؟وہ دے گا مجھے عزت بھری زندگی۔۔؟؟" تلخی سے پوچھتی وہ استہزائیہ انداز، میں ہنسی۔۔ارباز علوی کے اندر بھانبھڑ جلنے لگے۔۔

"اور جائز اور ناجائز کی بات آپ نہ ہی کریں تو اچھا ہے ارباز علوی صاحب۔۔۔جاننا چاہتے تھے ناں آپ۔۔؟؟جاننا چاہتے تھے ناں کہ یہ کس کا بچہ ہے۔۔تو سنیے۔۔۔یہ۔۔۔آپکے گناہوں کا ثبوت ہے۔۔۔آپکے ناجائز بیٹے کی۔۔جائز اولاد ہے۔۔۔آپ چاہتے تھے ناں کہ میں آپکی بہو بنوں۔۔؟؟تو بدقسمتی سے میں اب بھی آپکی بہو ہی ہوں۔۔بس فرق اتنا ہے کہ میں آپکے بیٹے آصف کی نہیں۔۔۔زمان ارباز علوی کی بیوی ہوں۔۔جی ہاں چاچو۔۔

آپکے ناجائز بیٹے نے مجھ سے جائز رشتہ بنایا ہے۔۔اس نے مجھ سے نکاح کیا ہے۔۔!!" بتاتے ہوئے وہ ناچاہنے کے باوجود بھی روپڑی تھی جبکہ ارباز علوی اپنی جگہ گنگ رہ گیا۔۔زبان جیسے تالو سے جا چپکی تھی۔۔

وہ شاک کی سی کیفیت میں سامعہ کا غصے سے لال ہوتا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔

"بک۔۔۔بکواس ہے یہ۔۔۔ جھجھ۔۔ جھوٹ۔۔وہ جو کوئی بھی ہے تم سے جھوٹ بول رہا ہے۔ میں تو ہمیشہ سے اپنی بیوی کے ساتھ مخلص، رہا ہوں۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔!" بے یقینی کی کیفیت سے نکلتے ہوئے اسنے اپنا دفاع کرنے کی کوشش کی۔۔اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو اس نے ہمیشہ سے بیٹی کا مقام دیا تھا تو پھر اسکے سامنے وہ بھلا کیونکر خود کو غلط ثابت ہوتا برداشت کر سکتا تھا۔۔ارباز علوی کے جواب پر سامعہ استہزائیہ ہنسی۔۔

"مخلص۔۔؟؟وہ بھی آپ۔۔؟؟یہ لفظ آپکے منہ سے سوٹ نہیں کر رہا چاچو۔۔ آپ تو اس عورت کے ساتھ بھی مخلص نہیں رہے جس نے آپکی خاطر اپنے ماں باپ کو چھوڑ دیا۔۔ جس نے آپکی دو دو بیٹیوں کو جنم دیا۔۔۔آپ نے تو اسکو بھی دھوکہ دیا چاچو۔۔۔بیٹی پیدا کرنے کی پاداش میں اسے طلاق ہی دے ڈالی۔۔۔کیوں چاچو۔۔؟؟ کیوں۔۔؟؟" اسکے سامنے کھڑی وہ بھیگے لہجے میں استفسار کر رہی تھی۔۔اسکے سوالات پر ارباز علوی کی آنکھیں ساکت سی ہو گئیں۔۔جانے کیوں، دل نے فریحہ کے ذکر پر ایک بیٹ مس کی تھی۔۔

"کس کی بات کر رہی ہو تم۔۔؟؟" ارباز کا لہجہ ڈگمگا رہا تھا۔۔

"آپکی پہلی محبت کے نام پر آپکی سازش کا شکار ہونے والی فریحہ فاروقی کی بار کر رہی ہوں چاچو۔۔۔!" وہ بنا اٹکے دھڑلے سے بولتی چلی گئی۔۔ارباز علوی کی آنکھوں میں سرخی اترنے لگی۔۔ضبط کا دامن چھوٹ گیا۔۔

"کیسے جانتی ہو تم اسے۔۔۔کیسے۔۔؟؟" وہ پوچھ نہیں رہا تھا۔۔دہاڑ رہا تھا۔۔لیکن سامعہ پر رتی برابر فرق نہ پڑا۔۔

"جانتی تو بہت کچھ ہوں۔۔اور آج ابھی اسی وقت آپکو سب کچھ بتا کر ہی جاؤں گی۔۔لیکن اس سے پہلے، آج آپ سے ایک ریکویسٹ ہے۔۔ایک بار خود سے پوچھیں۔۔صرف ایک بار۔۔ آپ نے اس بے قصور عورت کو کیوں

چھوڑا تھا۔۔؟؟ کس جرم کی پاداش میں اسے تہی داماں کیا تھا چاچو۔۔ صرف ایک بار خود سے پوچھیں۔۔!" کہتے ہوئے سامعہ کی آواز میں تکلیف تھی۔۔ اسکے سوال پر ارباز علوی نے بے چین ہو کر اپنا رخ موڑ لیا۔۔

"میں تمہیں جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا سامعہ۔۔ یہاں سے چلی جاؤ۔۔!" وہ شدید مضطرب ہوتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔ جیسے اسے اب سامعہ سے اسکا کوئی لینا دینا نہیں تھا۔۔ اسکے جواب پر سامعہ قہقہ لگا کر ہنسی۔۔ کئی آنسو ٹوٹ کر اسکے گالوں پر بکھرے تھے۔۔ ارباز نے خون آشام نگاہوں سے اسے گھورا۔۔

"میں بتاتی ہوں چاچو۔۔ میں بتاتی ہوں کہ حقیقت کیا ہے۔۔ آپ نے فریحہ فاروقی کو اسلیے نہیں چھوڑا تھا کہ آپکو اپنی جڑواں بیٹیوں سے نفرت تھی۔۔ کیونکہ اگر آپکو بیٹی ذات سے نفرت ہوتی تو آپ کبھی مجھ پر اپنا پیار نہ لٹاتے۔۔ آپ نے اپنی بیٹیوں اور بیوی کو اسلیے چھوڑا تھا کہ کہیں اس غریب عورت کی بد دعائیں آپکی بیٹیوں کو نہ لگ جائیں۔۔ وہ غریب عورت جسکی کم سن، معصوم بیٹی کا آپ نے ریپ کیا تھا۔۔۔!!" بولتے بولتے اسکی آواز رندھ گئی۔۔

"اور ایک مزے کی بات بتاؤں چاچو۔۔۔!" کہتے ہوئے وہ روتے روتے ہنسی۔۔

"آپ نے اپنی بیٹیوں کو اپنے سائے سے بھی دور کر دیا مگر۔۔ اللہ جانتا تھا کہ وہ آپکا خون ہیں۔۔ اسی لیے۔۔۔ اسی لیے۔۔ آپکی بیٹی۔۔ آپکی بیٹی کے ساتھ بھی وہی سب ہوا جو آپ دوسروں کی بیٹیوں کے ساتھ کرتے آئے ہیں چاچو۔۔!" بولتے ہوئے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔ ارباز علوی کی رنگت لٹھے کی مانند سفید پڑنے لگی۔۔

"آپکی بیٹیاں۔۔ بہت پیاری ہیں چاچو۔۔ بالکل آپ جیسی خوبصورت۔۔ مگر بد نصیب۔، کیونکہ وہ آپکی بیٹیاں ہیں۔۔۔ آپکو پتہ ہے چاچو۔۔ وہ لندن میں میرے ساتھ پڑھتی تھی۔۔ بہت معصوم تھی وہ۔۔ دنیا کے چل فریب سے بالکل بے خبر۔۔۔!" وہ بتاتے ہوئے سسک رہی تھی۔۔

"سامعہ دفع ہو جا یہاں سے۔۔ورنہ جان لے لوں گا تیری۔۔۔" اپنے ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دل کو سنبھالتے ہوئے وہ چلایا تھا۔۔

"آپکے چلانے سے نہ تو میری آواز بند ہو جائے گی اور نہ ہی آپکی حقیقت چھپ سکے گی۔۔۔ سمجھے آپ۔۔۔سچ سننا چاہتے تھے ناں آپ۔۔تو اب سچ سننے کی ہمت بھی رکھیے۔۔آپکی بیٹی کا ریپ ہوا ہے چاچو۔۔۔آپکی بیٹی جیتے جی مر چکی ہے۔۔اسکی معصومیت اس سے چھن چکی ہے۔۔اور اسکے ذمہ دار آپ ہیں۔۔صرف آپ۔۔!" وہ روتے روتے چلائی تھی۔۔ارباز علوی کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔جبکہ اسکی حالت سے بے پرواہ وہ اب کہہ رہی تھی۔۔

"میرا شوہر۔۔زمان علوی۔۔اسی کم سن لڑکی کا بیٹا ہے جسکی عزت پامال کر کے آپ نے واپس پلٹ کر اسکی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا چاچو۔۔!" وہ روتے ہوئے بڑی کڑوی حقیقت سے پردہ ہٹا رہی تھی۔۔ارباز علوی کا وجود زلزلوں کی زد میں تھا۔۔

"وہ۔۔۔تو۔۔م۔۔۔مر گئی تھی۔۔۔!" ارباز علوی کی آواز سرسراتی ہوئی تھی۔۔۔سامعہ ایک بار پھر مسکرائی۔۔

"جی ہاں۔۔وہ مر گئی تھی۔۔ مگر آپکی اولاد پیدا کرنے کے بعد۔۔اور آج اسی شخص نے آپکی زیادتی کا بدلہ مجھ سے لے کر مجھے آپ ہی کے در پر پھینک دیا ہے چاچو۔۔۔ثابت کر دیا ہے اس نے کہ وہ آپ ہی کا خون ہے جسے اپنی اولاد اور بیوی کی کوئی پرواہ نہیں۔۔۔!" بتاتے ہوئے وہ اس بار پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔ارباز علوی کا پتھر دل زندگی میں پہلی بار تڑپا تھا۔۔کس کس کے لیے وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔

اپنے سامنے تڑپتی سامعہ کے لیے۔۔؟؟

یا بستر پر پڑے آصف کے لیے۔۔؟؟

یا پھر اپنی برباد بیٹی کے لیے جسے اس نے اپنا نام تک نہ دیا تھا۔۔۔؟؟

یا شاید یہ سوچ کر کہ اسکا ایک بیٹا تو پہلے ہی بستر سے لگ چکا تھا اور دوسرا جو زندہ تھا تو آج اس نے خود اسے موت کے گھاٹ اتروا دیا تھا۔۔ہاں اسی نے تو ضیغم اجلال کی جیپ کا بلاسٹ کروایا تھا۔۔ارباز علوی ایک پل کو لڑکھڑا سا گیا۔اسکی نگاہوں کے سامنے ڈی-ایس-پی زمان احمد کا چہرہ گھوم گیا۔۔۔سانولی سلونی سی رنگت۔۔لمبا چوڑا وجود۔۔۔اور سیاہ شفاف آنکھیں۔۔۔وہ شکل وصورت میں بالکل اپنی ماں جیسا تھا۔۔لیکن قد کاٹھ اس نے ارباز علوی سے چرایا تھا۔۔

وہ بے دم سا ہو کر پیچھے بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔

سامعہ جو بہت زیادہ رونے کے باعث پوری لرز رہی تھی ایک بار پھر اس سے مخاطب ہوئی۔۔

"سوچیے چاچو۔۔ایک بار سوچیے۔۔آپ نے کیا پایا۔۔؟؟اور کیا کھویا۔۔؟؟آپکی سگی بیٹیاں آپ سے شدید نفرت کرتی ہیں۔۔آپکے بیٹے نے آپکی نفرت میں مجھے یہاں مرنے کے لیے چھوڑ دیا۔۔آپکا دوسرا بیٹا مُردوں جیسی زندگی گزار رہا ہے اور آپ خود۔۔۔ایک بار آئینہ دیکھیں چاچو۔۔آپ آج ہار گئے ہیں۔۔ٹوٹ چکے ہیں آپ۔۔۔آپکے پاس کچھ نہیں بچا۔۔کیونکہ آپ جیسے مرد خالی ہاتھ ہی رہ جاتے ہیں۔۔رہی بات میرے بچے کی۔۔تو یہ آپ ہی کا خون ہے۔۔مجھے یقین ہے کہ اب آپ اسے ختم کرنے کا نہیں سوچیں گے۔۔!"اپنے ہاتھ کی پشت سے گالوں کو بے دردی سے رگڑتی ہوئی وہ کہہ کر اسکے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔اسکی چال میں آج مضبوطی تھی۔۔جبکہ پیچھے ارباز علوی بے جان سا بیڈ پر ڈھے گیا۔۔تیئس سال پہلے کا وہ دن پوری آب و تاب سے اسکے ذہن کے پردے پر تازہ ہوا تھا جسکا چڑھنے والا سورج اسکی نسل کے لیے بددعائیں سمیٹ کر لایا تھا۔۔۔اس بوڑھی عورت کی وہ آواز آج بھی اسکے کانوں میں سیسہ انڈیلتی تھی۔۔

"وے حاکماں۔۔تیرے گھر وی بیٹی ہووے۔۔۔"

اربازنے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لیں۔۔خود احتسابی کا مرحلہ بہت کٹھن تھا۔۔اسے اللہ نے بیٹیاں ہی دی تھیں۔۔۔پریوں کی طرح معصوم۔۔۔روئی جیسے نرم نرم گال۔۔اسکی جلتی بند آنکھوں میں اپنی جڑواں بیٹیوں کی شبیہہ لہرائی۔۔کتنے پلوں تک وہ یک ٹک ان دونوں کو دیکھتا چلا گیا تھا۔۔گلابی رنگت۔۔دل موہ لینے والے نین نقش۔۔۔اسے اپنی بیٹیوں پر پیار آیا تھا۔۔ہاں ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔مگر پھر ساتھ ہی اس عورت کی بددعائیں بھی یاد آگئی تھیں۔۔فریحہ کے ہوش میں آتے ہی اس نے اسے آزاد کر دیا تھا۔۔وہ ان ننھی پریوں کے لیے اپنے دل میں کوئی جذبہ نہیں پالنا چاہتا تھا اور پھر واقعی گزرتے وقت کے ساتھ وہ ان دونوں کی طرف سے بے حس بنتا چلا گیا تھا مگر آج۔۔۔جانے آج کیوں دل میں ایک نیا جذبہ پنپ رہا تھا۔۔

♦♦♦♦

ہاسپٹل پہنچ کر وہ سیدھا ایمرجنسی وارڈ میں گئے تھے۔۔ریسیپشن سے ڈیٹیلز ملتے ہی انہیں زیادہ تردد نہیں کرنا پڑا تھا۔۔دوسرے کوریڈور میں ہی وہ انہیں کچھ وردی والوں سے بات کرتا نظر آگیا تھا۔۔۔پورا کوریڈور لیس فورس سے بھرا ہوا تھا۔۔اسے صحیح سلامت دیکھ کر ان چاروں نفوس کی جان میں جان آئی تھی۔۔شازمہ بیگم سرعت سے اسکی جانب لپکیں، جبکہ انہیں اپنے قریب آتا دیکھ کر، خود سے بات کرتے انسپکٹر کو "ویٹ کرو" کہہ کر وہ بھی انکی طرف بڑھا تھا۔۔

"ضیغم میرے چاند۔۔۔تم۔۔۔ت۔۔ٹھ۔۔ٹھیک۔۔؟" آنسوؤں کے غلبے کے باعث ان سے کچھ بولا نہ گیا۔۔ضیغم نے بڑی نرمی سے انکے بلکتے ہوئے وجود کے گرد اپنے توانا بازو پھیلا لیے۔۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں اموجان۔۔۔دیکھئے آپکے سامنے ہوں۔۔بالکل صحیح سلامت۔۔!" انکے آنسو نرمی سے صاف کرتے ہوئے وہ شیریں لہجے میں انہیں حوصلہ دے رہا تھا۔۔قریب آتے آغاجان کی آنکھوں میں بھی نمی چمک رہی تھی جبکہ اسے دیکھ کر ضرغام اپنی ضبط سے سرخ پڑتی آنکھوں سمیت مسکرا رہا تھا۔۔اکرام صاحب کے

چہرے پر بھی رونق سی آگئی تھی۔۔ فرط محبت سے شازمہ بیگم اب اسکی پیشانی چوم رہی تھیں۔ کشادہ پیشانی پر دائیں طرف بینڈیج ہوئی تھی۔۔ جبکہ دائیں طرف ہی گال پر رگڑیں سی لگی محسوس ہو رہی تھیں۔۔ کہنیاں بھی چھلی ہوئی تھیں جبکہ بازوؤں کا حال بھی چہرے سے کچھ جدا نہ تھا۔۔ وہ زیادہ نقصان اٹھانے بچ گیا تھا مگر شازمہ بیگم کو اسکی اتنی تکلیف پر بھی تکلیف ہو رہی تھی۔۔ خون آلود یونیفارم کی بجائے وہ اس، وقت سول ڈریس میں تھا جو یقیناً پولیس فورس نے ہی اسکے لیے ارینج کیا تھا۔۔

وہ باری باری آغا جان اور اکرام صاحب سے بھی گلے ملا تھا۔۔ ضرغام خود اسکی طرف بڑھا تو ضیغم نے اسے خود میں بھینچ لیا۔۔

"ریلیکس۔۔ بالکل ٹھیک ہوں میں۔۔!" اسکی پیٹھ تھپکتے ہوئے ضیغم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ ضرغام کے لب بھی خوشی سے مسکرائے۔۔

"میں جانتا تھا، آپکو کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔۔!" ضرغام نے پر یقین انداز میں کہا۔۔ ضیغم نے محبت سے اسکا گال تھپتھپایا۔۔ تبھی اکرام صاحب اسکے پاس آئے تھے۔۔ وہ جانتا تھا اب اسکی کلاس لگے گی۔۔ سو مسکراہٹ دبا کر انکے شانوں کے گرد اپنے بازو پھیلا گیا۔۔

"کیسے ہوا یہ۔۔۔ اپنے معاملے میں اتنی لاپرواہی کیسے برت سکتے ہو تم۔۔؟؟" اسے ایک طرف لے جاتے ہوئے اکرام صاحب نے کچھ فکرمندی اور ناراضگی کے ملے جلے تاثرات سمیت پوچھا۔ وہ نگاہ جھکا گیا۔۔

"چاچو بس۔۔ نصیب میں لکھا تھا یہ حادثہ۔۔ سو ہو گیا۔۔ ابھی تو فی الوقت مجھے زمان کی فکر ہے۔۔ وہ بلاسٹ سے چند سیکنڈز پہلے ہی جیپ سے کودا تھا۔۔ اسکے سر پر کافی چوٹ آئی ہے اور بازو کی ہڈی بھی کافی ڈیمیج ہوئی ہے۔۔!" وہ زمان کے لیے فکرمند سا کہہ رہا تھا۔۔

"ڈاکٹرز، کیا کہہ رہے ہیں۔۔زیادہ پریشانی والی بات تو نہیں ہے۔۔؟؟" اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر وہ نرمی سے پوچھنے لگے۔۔

"نہیں لیکن۔۔۔بلیڈنگ کافی ہو چکی ہے۔۔اسکے سر کی پچھلی طرف کافی سٹیچز آئے ہیں۔۔فی الوقت ہوش میں نہیں ہے وہ۔۔۔جیپ زمان ہی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔اس نے۔۔مجھے باہر دھکا دے دیا اور خود۔۔۔!" سنجیدگی سے بولتا وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ گیا۔۔اکرام صاحب کو حقیقتاً افسوس ہوا۔۔

"بہت ہی اچھا اور ذمہ دار لڑکا ہے۔۔اللہ اسے صحت و تندرستی والی زندگی عطا کرے۔۔!" وہ فکرمندسے کہہ رہے تھے۔۔ ضیغم نے زیرلب آمین کہا۔۔

"سامعہ یا نشال کو تو نہیں پتہ ناں تم دونوں کے ایکسیڈنٹ کے بارے میں۔۔؟؟" ان دونوں کا خیال آنے پر اکرام صاحب نے پوچھا۔۔ ضیغم جو کافی دیر سے نشال کے لیے ہی فکرمند ہو رہا تھا، انکے پوچھ لینے پر مزید بے چین ہوا۔۔

"آئی ڈونٹ نو۔۔۔ویسے تو یہ خبر میڈیا میں پھیل چکی ہے، ہوپ سے کہ ان دونوں نے نہ دیکھی ہو۔۔میں بس زمان کے ہوش میں آنے کا ویٹ کر رہا ہوں۔۔اسکے کچھ بہتر ہوتے ہی میں یہاں سے نکلوں گا۔۔کافی دیر ہو چکی ہے نشال پریشان ہو رہی ہو گی۔۔!" سنجیدگی سے جواب دیتے ضیغم نے آخر میں کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی جسکے شیشے پر دراڑیں سی پڑ چکی تھیں مگر وہ درست وقت دکھا رہی تھی۔۔رات کے دس بجنے کو تھے۔۔۔

"ہمم۔۔زمان کی فکر مت کرو۔۔میں اور آغا جان یہیں رکے ہوئے ہیں۔۔تم جتنی جلدی ہو سکے نشال کے پاس چلے جاؤ، وہ بہت حساس ہے، اگر اسنے یہ نیوز دیکھ لی تو رو رو کر ہلکان ہو جائے گی۔۔تمہاری ماں کو میں ضرغام کے ساتھ واپس بھیج دیتا ہوں۔۔!" اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے وہ نرمی سے کہہ رہے تھے۔۔

"ہوں۔۔۔شاید یہی بہتر رہے گا۔۔" وہ بڑبڑایا۔

"ٹھیک ہے، میں اموجان سے مل لیتا ہوں۔۔ پھر نکلتا ہوں۔۔!" انکے مشورے پر غور کرتے ہوئے اس نے ہامی بھری پھر شازمہ بیگم کی طرف بڑھا۔۔ کچھ دیر انکے پاس کھڑا وہ انہیں مطمئن کرتا، رہا پھر آغا جان اور ضرغام سے مل کر وہ واپس اکرام صاحب کیطرف آیا تھا۔۔۔

"او کے چاچو۔۔ میں چلتا ہوں پھر۔۔ کل یا پرسوں گھر کا چکر لگاؤں گا۔۔!" انکے سامنے کھڑا وہ عجلت میں کہہ رہا تھا۔۔

"کسی پولیس اہلکار کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔۔ خود ڈرائیو مت کرنا۔۔ ڈاکٹرز سے بات ہوئی ہے میری۔۔ تم نے بتایا نہیں، تمہیں بھی سٹیچز آئے ہیں۔۔؟" اسکی پیشانی پر ہوئی بینڈیج کو دیکھتے ہوئے وہ نرمی سے پوچھ رہے تھے۔۔۔

"جی لیکن۔۔۔ زیادہ نہیں ہیں، آپ فکر مت کریں اور پلیز اموجان کو مت بتائیے گا، ورنہ وہ خوامخواہ میری فکر میں خود کو ہلکان کریں گی۔۔!" لاپرواہی سے کہتے ہوئے وہ ان سے گلے ملا۔۔

"ہمم۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔ اللہ کے حفظ و امان میں جاؤ۔۔ گارڈز کو بھی ساتھ لے کر جانا۔۔!" وہ ایک بار پھر اسکے لیے فکر مند ہوئے تھے۔۔ اس بار ضیغم ہولے سے مسکرایا۔۔

"پوری سیکیورٹی کے ساتھ جاؤں گا ڈونٹ یو وری۔۔ آپ اپنا اور امی کا خیال رکھیے گا۔۔!" جلدی سے کہہ کر وہ پلٹا تھا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔ اس کی چال میں ہمیشہ جیسا طظنہ اور غرور تھا۔۔ چہرے پر کچھ دیر پہلے کی نسبت اب سخت تاثرات تھے جو اسکے اندرونی اشتعال کا پتہ دے رہے تھے۔۔

"ارباز علوی۔۔۔ زندہ نہیں چھوڑوں گا تمہیں۔۔!" دل ہی دل میں مصمم ارادہ کرتا وہ پولیس موبائل میں جا بیٹھا۔۔ انسپکٹر نے موبائل آگے بڑھا دی تھی۔۔ آگے پیچھے دو گاڑیاں اسکے ساتھ محو سفر تھیں جن میں چار چار گارڈز موجود تھے۔۔۔

♦♦♦♦

کسی گلاب میں اتنی خوشبو نہیں،

جتنا مجھ میں تم مہکتے ہو۔۔

وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی اپنے وجود میں پنپتی تبدیلیوں کو محسوس کر رہی تھی۔۔گلابی لب آپ ہی آپ مسکرائے۔۔بند آنکھوں کی پلکیں اسکی غیر موجودگی میں ہی لرزنے لگیں۔۔اس اکڑو خان کی قربت یاد آئی تو نشال کو اپنا آپ خوشبوؤں میں مہکتا محسوس ہونے لگا۔۔وہ آنکھیں بند کیے ضیغم کے سنگ ایک انوکھی دلفریب دنیا کی سیر پر نکل گئی۔۔گلابی لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو رہی تھی۔۔یونہی لیٹے لیٹے جانے کتنا وقت بیت گیا کہ معاً اسے اپنا کلیجہ حلق میں آتا محسوس ہوا۔۔وہ گھبرا کر اٹھی اور واش روم کی طرف بھاگی۔۔واش بیسن پر جھک کر ابکائیاں کرتے ہوئے اسکے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔۔ہاتھ پیر پل میں بے جان ہوئے تھے۔۔کچھ دیر وہ یونہی واش بیسن پر جھکی رہی، پھر بگڑا تنفس کچھ بحال ہوا تو منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھپاکے مار کر وہ واش روم سے باہر نکل آئی۔۔لب ہولے ہولے کپکپا رہے تھے۔۔اسنے غیر دانستگی میں گھڑی کی طرف دیکھا جو رات کے آٹھ بجا رہی تھی۔۔

"افففف۔۔۔ ضیغم آجائیں پلیز۔۔۔ کہاں رہ گئے ہیں آپ۔۔!" تصور میں اسے مخاطب کرتی وہ تھکے تھکے سے انداز میں بیڈ پر گر گئی۔۔ تھوڑی دیر لیٹے لیٹے وہ اپنے آپ کو پر سکون کرتی رہی پھر کمرے سے نکل کر کچن میں آگئی۔۔ وہ چنے کی دال چکن میں بنا چکی تھی۔۔پہلے اسنے روٹیاں پکانے کا سوچا تھا مگر پھر ضیغم کی پسند کے پیش نظر چاول بھگو دیے۔۔۔ اگلے بیس منٹوں میں چاولوں کو دم دے کر وہ واپس بیڈ روم میں آئی اور۔۔ اپنا وقت گزارنے کو الماری کے پٹ کھول کر اپنے کپڑے الٹ پلٹ کرنے لگی۔۔۔ اسے شدید بوریت کے ساتھ ساتھ بھوک کا بھی احساس ہو رہا تھا۔۔نشال نے ذہن پر زور ڈالا تو اسے یاد آیا کہ اسنے صبح کا ناشتہ کیا ہوا تھا۔۔اس سوچ کے آتے ہی وہ رج کر بدمزہ ہوئی۔۔وہ یونہی بھوک کی پرواہ کیے بنا اپنے اور ضیغم کے کپڑوں کی سیٹنگ کرتی رہی۔۔جانے کتنا وقت مزید

کھسک گیا۔۔ اسکے وجود میں تھکاوٹ سی سرایت کرنے لگی تھی۔۔ اس نے ایک بار پھر سے گھڑی کی طرف دیکھا اور اس بار بزاریت ختم کرنے کو ٹی وی آن کر لیا۔۔ بیڈ پر نیم دراز ہو کر اب وہ چینل سرچنگ کر رہی تھی۔۔ ایک کے بعد ایک چینل بدلتے ہوئے اسے کوفت ہونے لگی۔۔ اسنے بے دلی سے کنٹرولر بیڈ پر پٹخا اور آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔۔ بھوک مر چکی تھی مگر ضیغم نہیں آیا تھا۔۔ وہ یونہی ارد گرد سے انجان نیند کی وادیوں میں اترنے کو تھی کہ معاً۔۔ اس نے اپنی آنکھوں سے بازو ہٹایا۔۔ ٹی وی بند کرنے کو کنٹرول اٹھایا مگر۔۔ اگلے ہی پل اسکا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا۔۔ اس نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے ٹی وی کی روشن سکرین دیکھی۔۔ اور اگلے ہی پل اسنے بڑی سرعت سے ٹی وی کا والیوم بڑھایا تھا۔

"نو مور آرگیومنٹس پلیز۔۔!" اپنی بھاری آواز میں صحافیوں کے سامنے اپنا ہاتھ اٹھا کر بولتا وہ ضیغم اجلال ہی تھا۔۔ نشال کی آنکھیں حیرت اور تکلیف کی زیادتی سے پھیل گئیں جو اسے اس پل اپنے وجود میں سرایت کرتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ تکلیف یا حیرت کی وجہ سکرین پر نظر آتا ضیغم اجلال کا چہرہ نہیں تھا، کیونکہ یہ چہرہ تو وہ اکثر ٹی وی پر دیکھا کرتی تھی۔۔ شدید اذیت اور آنکھوں میں تیزی سے آتے آنسوؤں کی وجہ ضیغم اجلال کی حالت تھی۔۔ خون آلود یونیفارم شرٹ اسکی پیشانی کی چوٹ کا پتہ دے رہی تھی۔۔ چہرے اور گردن پر خون خشک ہو چکا تھا۔۔ وہ سرعت سے بیڈ سے اتر کر ٹی وی کے قریب آئی تھی۔۔۔ بے اختیار ہاتھ بڑھا کر ضیغم اجلال کے چہرے کو چھونا چاہا تھا جب اچانک منظر بدل گیا۔۔۔ اب سکرین پر ایک طرف رپورٹر کا چہرہ نظر آ رہا تھا اور دوسری جانب اینکر کا۔۔۔ بولتا چہرہ۔۔ وہ کیا بول رہا تھا، سنتے ہوئے نشال کی حالت غیر ہو رہی تھی۔

"ایس پی ضیغم اجلال کی پولیس جیپ کا ہوا ہے دن دیہاڑے بومب بلاسٹ۔۔۔ جی ہاں ناظرین ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ آج شام چار بجے کے قریب ایس پی ضیغم اجلال کی پولیس جیپ بلاسٹ ہوئی ہے جس میں انکے ساتھ موجود تھے ڈی ایس پی زمان احمد۔۔۔ ایس پی صاحب کا کہنا ہے کہ جیپ سٹارٹ ہوتے ہی وہ جان چکے تھے کہ

جیپ میں کچھ گڑبڑ ہے۔۔انہوں نے اپنے آپریٹر روم فون کیا اور وہاں موجود آپریٹر کو سی سی ٹی وی فوٹیج۔۔۔"وہ مزید کچھ بول رہی تھی۔۔لیکن نشال کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔۔اب سکرین تین حصوں میں بٹ چکی تھی۔۔سکرین کے تیسرے حصے پر جلتی ہوئی جیپ دکھائی جا رہی تھی جس میں سے اٹھتے آگ کے شعلے آسمان کی بلندیوں تک جا رہے تھے۔۔وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتی وہیں بیٹھتی چلی گئی۔۔آنکھوں سے آنسوؤں کی صورت سیلاب رواں ہو گیا تھا۔۔

"دونوں افسران بروقت جیپ سے کود پڑے مگر اسکے باوجود شدید زخمی ہیں۔۔۔!"وہ فرفر بول رہی تھی۔۔۔ مگر مشال کی نظریں اب ہیڈلائنز پر تھیں۔۔

"پولیس فورس حرکت میں۔۔۔"

"ڈی-آئی-جی زوہیب خانزادہ بھی ہاسپٹل میں ہی پائے گئے۔۔!"نشال یک ٹک دھندلی آنکھوں سے ٹی وی کی سکرین کو گھور رہی تھی۔۔

"ایس پی صاحب کا بیان دینے سے انکار۔۔انہوں نے واضح کہا کہ وہ اپنے اور ملک کے دشمنوں سے نپٹنا بخوبی جانتے ہیں۔۔اسکے باوجود ڈی-آئی-جی صاحب نے کی تعاون کی پیش کش۔۔۔!"نشال نچلا لب دانتوں میں دبائے خود کو رونے سے روک رہی تھی۔۔

"مزید تفصیلات جاننے کے لیے ہمارے ساتھ۔۔"نشال نے اس اینکر کے مزید کچھ بولنے سے پہلے ہی ٹی وی بند کر دیا۔۔پھر گھٹنوں میں سر دے کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔

اسکا دل ڈوب رہا تھا۔۔جانے وہ کہاں کس حال میں تھا اور کس نے اسکی جان لینے کی کوشش کی تھی۔۔اسے پہلا خیال ارباز علوی کا ہی آیا تھا۔۔نشال نے روتے ہوئے صدق دل سے یہ دعا کی تھی کہ کاش یہ گری ہوئی حرکت

اسکے باپ نے نہ کی ہو۔۔نشال کے دل کی تکلیف بڑھ رہی تھی۔۔بار بار آنکھوں کے سامنے جلتی ہوئی جیپ آرہی تھی۔ ضیغم کا زخمی چہرہ۔۔

نشال کا دل جیسے کوئی مٹھی میں لے کر بھینچ رہا تھا۔۔۔

"ضیغم۔۔۔۔۔۔

ضیغم۔۔۔۔

آپ کہاں ہیں ضیغم۔۔۔!"وہ سسکتے ہوئے بڑبڑا رہی تھی۔۔

"پلیز آجایئے۔۔۔۔۔

ضیغم۔۔۔۔۔!"اسکی بھیگی آواز میں تڑپ تھی۔۔وہ بلک رہی تھی معاً اسکا لرزتا، وجود ضیغم کی مخصوص آواز پر ساکت ہوا تھا۔۔

"نشال۔۔۔؟؟"اسکی دھیمی آواز پر نشال نے چونک کر سر اٹھایا۔اس نے اپنی بھیگی، بے یقین آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا جو اس سے ایک قدم کے فاصلے پر پنجوں کے بل بیٹھا نرم نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔وہ اسکی بڑبڑاہٹ سن چکا تھا۔نشال کی مٹھی میں جکڑا کنٹرولر بتا رہا تھا کہ وہ اسکے ساتھ ہوئے حادثے سے آگاہ ہو چکی ہے۔۔

"ضیغم آپ۔۔آپ آگئے۔۔۔؟"اسکی آواز میں بے یقینی سے تھی۔۔اگلے ہی پل اسکے جواب کا انتظار کیے بغیر نشال نے اپنی مٹھی میں جکڑا کنٹرولر دور پھینکا اور بے تابانہ اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکا چہرہ چھونے لگی۔۔اسکی پیشانی۔۔۔رخسار کی خراشیں۔۔۔ہونٹ کا زخم جو ٹی وی سکرین پر اسے نظر نہیں آیا تھا۔۔۔ ضیغم نے بے بس نگاہوں سے اسکی یہ دیوانگی دیکھی پھر اگلے ہی پل اسے اپنی جانب کھینچ کر سینے سے لگا لیا۔۔اسکا حصار پاتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ

کررو پڑی۔۔۔اسکی شرٹ کا کالر مٹھیوں میں بھینچے وہ بچوں کی طرح بلک رہی تھی۔۔ ضیغم نے اسکے گرد اپنی گرفت سخت کردی۔۔اپنے سینے کو بھگوتے اسکے آنسوؤں پر اسکا دل بے چین ہورہا تھا۔۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں نشال۔۔کچھ نہیں ہوا مجھے۔۔کچھ بھی نہیں ہوا۔۔!" ایک ہاتھ کی گرفت اسکے گرد جمائے جبکہ دوسرے سے اسکے بال سہلاتے ہوئے وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔۔وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔

"برے۔۔۔بہت برے۔۔۔ظالم۔۔۔سنگدل۔۔۔۔بے حس۔۔سب کچھ ہیں آپ۔۔۔میری کوئی پرواہ نہیں ہے آپکو۔۔۔!!" اسکے سینے پر مکے برساتی، شدید خفگی سے چلاتی وہ اس سے دور ہوئی تھی۔۔

"نشال میری بات سنو جان۔۔!" اسکا بھیگا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھامتے ہوئے وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔۔نشال اسکے ہاتھ جھٹکتی ہوئی اسکے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ ضیغم فوراً سیدھا ہوتے ہوئے اسکی طرف بڑھا جو اپنے بال نوچنے کے درپہ تھی۔

"مت سنائیں مجھے اپنی کوئی بات۔۔ صرف میری بات سنیں آپ ضیغم اجلال۔۔۔کل صبح ہوتے ہی آپ ریزائن کردیں۔۔چھوڑدیں یہ جاب۔۔۔ نفرت ہے مجھے آپکی اس جاب سے۔۔۔!" اسے اپنے پاس آتا دیکھ وہ اسکی شرٹ اپنی مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے چلائی تھی۔ غلافی آنکھیں رونے کے باعث مزید حسین لگ رہی تھیں۔۔

اسکی بات پر ضیغم ایک پل کو

اپنے لب بھینچ گیا۔۔

"آپ سے کہہ رہی ہوں ضیغم۔۔کل آپ ریزائن دیں گے۔۔۔دیں گے ناں۔۔۔؟؟" اسے جھنجھوڑتے ہوئے نشال نے بھیگی ہوئی آواز میں پوچھا۔۔ ضیغم نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکے بھیگے گال صاف کرنے چاہے تھے مگر نشال نے اسکا وہی ہاتھ تھام لیا۔۔

"بولیں ناں ضیغم۔۔۔ آپ۔۔۔" وہ بول رہی تھی جب اسکی بات کاٹ کر ضیغم نے اسے سمجھانے کو تمہید باندھنی چاہی۔۔

"دیکھو نشال۔۔۔!" وہ اسے سمجھانا چاہتا تھا مگر اسکے آنسوؤں سے کمزور پڑ رہا تھا۔۔

"مجھے کچھ نہیں دیکھنا۔۔ آپ مجھے دیکھیں۔۔۔ میرے دل کو دیکھیں میری محبت دیکھیں۔۔۔ کچھ تو دیکھ لیں ضیغم۔۔ مجھ پر رحم کریں پلیز۔۔ میں مر جاؤں گی۔۔۔ یہ جاب چھوڑ دیں۔۔۔ میرے لیے پلیز۔۔ یہ جاب چھوڑ دیں۔۔۔!" آنسو بہاتے ہوئے وہ اس سے درخواست کرتی پاگل ہو رہی تھی۔۔ ضیغم کا دل خون ہونے لگا۔۔ زندگی میں ایک بار پھر وہ لڑکی اسے بے بس کر رہی تھی۔۔ موت کو اتنے قریب سے دیکھ کر اسے ڈر نہیں لگا تھا جتنا اس وقت نشال کی حالت دیکھ کر لگ رہا تھا۔۔

"میں ایسا کچھ نہیں کروں گا۔۔!" اپنے دل کے درد پر ضبط کرتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔ نشال نے دکھ بھری نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"ضیغم پلیز۔۔۔ مم۔۔۔ میں مر جاؤں گی۔۔۔ میں آپ سے بھیک مانگتی ہوں۔۔ یہ۔۔ یہ جاب چھوڑ دیں پلیز۔۔۔" اسکے قریب ہو کر اسکے شیو زدہ گال کو چھوتے ہوئے وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔ اسکے ہارے ہوئے انداز پر ضیغم کا دل کٹ کر رہ گیا۔۔ اسنے بے اختیار نشال کا اپنے چہرے کو چھوتا ہاتھ تھام کر اپنے لبوں سے لگا لیا۔۔

"مجھے بے بس مت کرو نشال۔۔۔ میں اپنی زندگی بچانے کے لیے اپنے فرض سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔۔!" اسکا نازک ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دباتے ہوئے وہ مضبوط لہجے میں کہہ رہا تھا۔ ایسے، جیسے اسے خود بھی نشال کے سامنے اپنی آواز کے ڈگمگا جانے کا خوف تھا۔۔ اسکے انکار پر روتی ہوئی نشال نے نفی میں سر ہلایا۔۔ ضیغم نے مزید کچھ کہے بنا اسے خود سے لگا لیا۔۔

"ششششش۔۔۔ مت رویار۔ تم کیوں مجھے کمزور کر رہی ہو۔۔؟؟ موت تو سب کو آنی ہے۔۔ لیکن اپنے مقررہ وقت پر، اس وقت کو نا میں ٹال سکتا ہوں اور نا تم۔۔۔ تو پھر چاہے میں یہ جاب کرتا رہوں، یا چھوڑ دوں۔۔ کیا فرق پڑتا ہے۔۔ یہ جاب میری زندگی کا اولین فرض ہے۔۔ جسے نبھانے میں اگر میری جان بھی چلی جائے تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔ تم میری بیوی ہو نشال، خود کو مضبوط کرو زندگی، یوں کمزور پڑو گی تو مجھے تکلیف ہو گی۔۔۔!"

اسکی پشت نرمی سے سہلاتے ہوئے وہ بڑی سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔ اسکے لفظوں کی سنگینی پر دل میں اٹھتی تکلیف برداشت کرتی وہ اپنی آنکھیں میچ گئی تھی۔۔

"ایسے مت کہیں پلیز۔۔۔!" اسکے سینے میں منہ چھپائے وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔۔ نشال کے نرم گداز ہونٹ اسکے کشادہ سینے سے مس ہو رہے تھے۔۔ ضیغم کے دل کی دھڑکنیں
بڑھنے لگیں۔۔ اس نے آہستگی سے اسے خود سے الگ کیا۔۔

"تم جانتی ہو ناں کہ تم میرے لیے کیا ہو۔۔؟؟" اسے شانوں سے تھام کر اپنی آنکھیں اسکی بھیگی آنکھوں ڈالتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا، جیسے اسے یقین تھا کہ وہ اسکی آنکھوں کا بھید جانتی ہے۔۔ اسکی براؤن آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھتی نشال کی نگاہیں ایک پل کو ساکت ہوئی تھیں۔۔ پھر اگلے ہی پل نشال کا سر میکانکی انداز میں اثبات میں ہلا تھا۔۔ اسکے اقرار پر ضیغم کے لب آہستگی سے مسکرائے۔۔ نشال نے اپنی بھیگی پلکیں جھکتے ہوئے اسکی وہ خوبصورت مسکراہٹ دیکھی جو اسے بہت کم دیکھنے کو ملتی تھی۔۔ اسکے نازک دل میں ہلچل سی مچ گئی تھی جب اسکے دل کی حالت سے انجان وہ جھکا تھا اور اپنے نرم گرم ہونٹ باری باری اسکی بھیگی آنکھوں پر رکھ دیے۔۔ نشال کے دل کا دھڑکنا وہ بخوبی محسوس کر رہا تھا۔۔

"آئندہ میں تمہیں روتا ہوا نہ دیکھوں۔۔!" وارننگ دینے والے انداز میں کہتا وہ اس بار اسکی دمکتی، بے داغ پیشانی پر اپنی مہر محبت ثبت کر گیا تھا۔۔۔ نشال کے روم روم میں اسکی وہ محبت لہو بن کر سرایت کرنے لگی۔۔

"کھانا کھایا تم نے۔۔؟؟" اسکے گال نرمی سے صاف کرتے ہوئے وہ بڑی توجہ سے پوچھ رہا تھا۔۔ نشال نے آہستگی سے نفی میں گردن ہلائی۔۔

"میں نے بھی نہیں کھایا۔۔ لیکن میری بھوک تو تمہارے یہ آنسو دیکھ کر مر گئی ہے زندگی۔۔!"

اسکی سرخ ناک دباتے ہوئے وہ بے چارگی سے کہہ رہا تھا۔۔ نشال دھیرے سے ہنسی۔۔

"میری بھی۔۔!" ہنستے ہوئے اسنے جیسے اطلاع دی تھی۔۔ اس بار ضیغم بھی ہنس دیا۔۔

"چلو آؤ پھر تھوڑا سا کھا لیتے ہیں۔۔ ورنہ پھر تمہارے لیے جاگنا مشکل ہو جائے گا۔۔!" اسکی کلائی تھام کر بیڈ روم سے باہر لے جاتے ہوئے ضیغم نے لاپرواہی سے کہا۔۔ اسکے لبوں پر بڑی شریر مسکراہٹ تھی۔۔

"اوففف۔۔ جاگنا کیوں ہے۔۔؟؟" وہ اسکی بات کی تہہ تک پہنچے بغیر جلدی سے بول گئی۔۔ اسے صوفے پر بٹھاتے ہوئے ضیغم نے اسے گھورا۔۔ وہ فوراً گڑبڑائی۔۔

"بڑے دن ہوئے تمہارے ساتھ لڈو نہیں کھیلی۔۔ آج ساری رات لڈو کھیلوں گا۔۔!" ضیغم نے اپنے دانت پیستے ہوئے جواب دیا جبکہ نشال جو اسکی گھوری سے ہی اسکی بات کا مطلب سمجھ گئی تھی اب اسکے یوں تپ جانے پر کھلکھلائی۔۔ ضیغم نے رخ موڑ کر اپنے لبوں پر امڈتی مسکراہٹ دبالی جبکہ نشال اب خفیف سی ہو کر اپنے لب چبانے لگی۔۔ وہ وہیں بیٹھی اپنے ناخنوں سے کھیلتی رہی جب ضیغم نے کھانا گرم کر کے ٹیبل لگا دیا۔۔ نشال ہوش کی دنیا میں آئی تو اسے ڈھیروں ڈھیر شرمندگی نے گھیر لیا۔۔ یہ کام تو اسکے کرنے والا تھا۔۔

"سوری۔۔ وہ پتہ نہیں میں کیسے۔۔" وہ کہہ رہی تھی جب اسکے ساتھ صوفے پر بیٹھتے ہوئے ضیغم نے اسکی بات اچک لی۔۔

"پتہ نہیں کیسے بیٹھے بیٹھے خیالوں کی دنیا میں گم ہو گئی تھی رائٹ۔۔؟؟" وہ بڑی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا مگر لہجے میں ازلی کرختگی مفقود تھی۔۔ وہ بڑی گہری نگاہوں سے اسکا سرخ چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔

"ضیغم ایسے مت دیکھیں پلیز۔۔!" اسے اپنی جانب دیکھتا پا کر وہ بول پڑی۔۔وہ فوراً نگاہ کا زاویہ بدل گیا۔۔

"ٹھیک سے کھانا اب۔۔مجھے پتہ ہے کہ تم صبح کی بھوکی ہو۔۔!" اسے پلیٹ میں زرا سے چاول نکالتا دیکھ ضیغم نے اسے ٹوک دیا۔۔نشال بڑبڑا کر رہ گئی۔۔ ضیغم بڑی رغبت سے دال چاول کھا رہا تھا۔۔

"نشال۔۔۔؟؟" نشال کو خلاؤں میں گھورتا دیکھ ضیغم نے قدرے سختی سے اسے پکارا۔۔وہ بدحواسی میں اسکی طرف دیکھنے لگی۔

"کھانا کھاؤ۔۔!" ضیغم نے اسے حکم دیا۔۔

"ضیغم مجھے بہت زیادہ نیند آرہی ہے۔۔ سر بھی بہت دکھ رہا ہے۔۔!" نشال نے معصومیت کے اگلے پچھلے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے کہا۔۔ ضیغم نے بغور اسکی آنکھوں کے سوجے ہوئے کنارے دیکھے۔۔تھکاوٹ اسکے چہرے سے عیاں ہو رہی تھی۔۔اور تھک تو وہ خود بھی گیا تھا۔۔اسکے جسم کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔۔سر میں الگ ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔۔

"تو سو جانا یار۔۔لیکن پلیز کھانا تو ٹھیک سے کھالو۔۔چلو شاباش۔۔یہ پلیٹ خالی کرو پھر جا کر سو جانا۔۔!" وہ اسے پچکارنے والے انداز میں بولا۔۔نشال کے چہرے پر رونق سی آگئی۔۔

"کیا سچ میں، میں کھانا کھانے کے بعد سو سکتی ہوں۔۔؟؟" وہ چور نگاہوں سے اسکی طرف دیکھتی پوچھ رہی تھی۔۔ انداز میں بے یقینی تھی۔۔۔ ضیغم کو بے اختیار اس پر پیار آیا۔۔

"ہاں ہاں سو جانا۔۔اور پلیز اب مجھے دیکھنا بند کرو، میری نیت خراب ہو رہی ہے۔۔!" وہ بڑی سنجیدگی سے اتنی معنی خیز بات کہہ گیا۔۔

مبتلا ہے مجھ میں اور جانتا نہیں!!

عشق کا مُرید ہے پر مانتا نہیں

نشال سٹپٹا کر نگاہوں کا زاویہ بدل گئی پھر چپ چاپ کھانا کھانے لگی۔۔ ضیغم گردن جھکا کر مطمئن سا مسکرایا۔۔وہ اس کو خائف کر کے اسکا دھیان بٹانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔۔کیونکہ وہ دوبارہ اب اسکے منہ سے جاب چھوڑنے والی ڈیمانڈ نہیں سننا چاہتا تھا۔۔

♦♦♦♦

ہاسپٹل سے نکلتے ہی ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی تھی۔۔ ضرغام قدرے مطمئن سا گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔ لیکن اسکا اطمینان زور پکڑتی بارش کے ساتھ جانے لگا۔۔وہ سٹئیرنگ پر ہاتھ جمائے بہت سنبھل کر گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔ آسمان پر کڑکتی بجلی کو دیکھتے ہوئے ضرغام کا دل ڈوب رہا تھا۔۔اپنے ساتھ شازمہ بیگم کی موجودگی کے باعث وہ ریش ڈرائیونگ کرنے سے پرہیز کر رہا تھا۔۔وہ پچھلی سیٹ پر آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھیں۔۔ تھکاوٹ کی وجہ سے وہ شاید غنودگی میں اتر رہی تھیں۔۔انہیں نیند میں جاتا محسوس کر کے اسنے گاڑی کی سپیڈ تھوڑی سی تیز کر دی۔۔اسے صرف مشال کی فکر تھی جو اس وقت پورے گھر میں اماں بی کے رحم و کرم پر تھی اور وہ بخوبی جانتا تھا کہ اماں بی کا کمزور اور بوڑھا وجود اس وقت نیند کی گہرائیوں میں اتر چکا ہو گا۔۔ تقریباً چالیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد اسکی گاڑی فاروقی ہاؤس کے گیٹ پر ہارن بجا رہی تھی۔۔چوکیدار نے گیٹ کھولا تو وہ گاڑی اندر لے آیا۔۔شازمہ بیگم کو انکے کمرے میں پہنچا کر وہ تقریباً بھاگتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف آیا تھا۔۔دروازہ کھول کر اسنے بے تابانہ کمرے میں نگاہ دوڑائی۔۔ حسب توقع وہ کمرے میں کہیں نہیں تھی۔۔پورا کمرہ چھان کر وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔۔وہ سیدھا اماں بی کے پاس آیا تھا۔۔اپنے بستر پر لیٹی وہ سو رہی تھیں۔۔ضرغام کے دل کی دھڑکنیں بڑھنے لگیں۔۔برستی تیز بارش میں وہ اس وقت۔۔کہاں۔۔کہاں جا سکتی تھی۔۔اسے مشال سے ہوئی آج دن کی گفتگو یاد آنے لگی۔۔بات کرتی وہ بالکل نارمل ہی تو لگی تھی اسے،اور اب یہ بارش۔۔۔ضرغام نے سختی سے اپنے لب بھینچ لیے۔۔اتنا تو وہ جان ہی گیا تھا کہ رات کی بارش سے مشال کو مسئلہ ہے۔۔وہ سیڑھیاں چڑھ کر

دوبارہ اپنے کمرے میں جانے کا ارادہ رکھتا تھا کہ دفعتاً اسے رکنا پڑا۔ وہ پلٹا۔۔ واپس لیونگ روم سے نکل کر لاؤنج میں آیا اور پھرتی سے کچن کی طرف بڑھا۔۔ اندر آتے ہی اسنے اپنی بے قرار نگاہ اسکی تلاش میں دوڑائی تھی۔۔ اسے آئی لینڈ کے پاس زمین پر پڑا اسکا آنچل نظر آگیا تھا۔۔ وہ سرعت سے آگے بڑھ کر اس طرف گھوما۔۔ وہ آئی لینڈ کے نیچے چھپ کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔ گھٹنوں میں سر دیے وہ یقیناً رو رہی تھی۔ اسے اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھ کر ضرغام کے دل کو سکون ہوا۔۔ سردی کے باوجود اسے ڈھونڈنے کے چکر

میں اسکی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے تھے۔۔

"مشال۔۔۔؟" ضرغام نے اسے نرمی سے پکارا۔۔ اسکی پکار پر مشال نے فوراً سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔۔

"ضرغام۔۔ تم۔۔۔ تم جب سے کہاں تھے۔۔۔؟" بھیگی ہوئی آواز میں پوچھتے ہوئے وہ اس سے خفا لگ رہی تھی۔۔

"آپ باہر آئیں پہلے۔۔!" اسکی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے ضرغام نے نرمی سے کہا۔۔ مشال نے جھٹ نفی میں گردن ہلائی۔۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے میں نہیں آؤں گی۔۔!" روتے ہوئے اسنے صاف کورا جواب دیا۔۔

"اب تو میں آگیا ہوں۔۔ اب کیوں ڈر لگ رہا ہے۔۔؟؟" وہ اسے پچکارنے والے انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔ لہجہ ایسا ہی تھا جیسے وہ کسی چھوٹی بچی سے بات کر رہا ہو۔۔

"اس بارش کو روکو۔۔ مجھے ڈر لگتا ہے اس بارش کی ٹپ ٹپ سے۔۔ میرے سر میں درد ہوتا ہے ان بادلوں کی منحوس آواز سے۔۔ بجلی کی چمک مجھے جلا دے گی۔۔ تم مجھے یہیں رہنے دو پلیز۔۔!!" ہذیاتی انداز میں باآواز بلند بڑبڑاتی وہ ضرغام کو پہلے دن والی مشال لگی۔۔

"یااللہ۔۔میں ایسا کیا کروں کہ یہ لڑکی ٹھیک ہو جائے۔۔!" بے بسی کے شدید احساس تلے دل ہی دل میں وہ اپنے رب سے مخاطب ہوا تھا۔۔

"کچھ نہیں ہو رہا۔۔میں ہوں ناں۔۔ آپ باہر آئیں پلیز۔۔!" وہ اسکی طرف دوبارہ ہاتھ بڑھائے یقین بھرے انداز میں کہہ رہا تھا۔۔مشال نے نفی میں گردن ہلائی۔۔

"ضرغام نہیں۔۔پپ۔۔پلیز۔۔۔!" وہ ہنوز انکاری تھی۔۔ آسمان پر دور کہیں بادلوں کے شور میں اضافہ ہوا تھا، مشال نے سرعت سے اپنے ہاتھ کانوں پر رکھ لیے۔۔ ضرغام کے لیے اپنے بڑھے ہوئے ہاتھ سے اسے چھونا کچھ مشکل نہیں تھا مگر وہ جانتا تھا کہ وہ پہلے ہی ڈری ہوئی ہے۔۔مزید کہیں اسکے مردانہ لمس سے پاگل ہی نہ ہو جائے۔۔وہ چاہتا تھا مشال خود ہی اسکا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لے۔۔

"مشی پلیز۔۔۔ایک بار میری طرف دیکھیں۔۔۔میں کہہ رہا ہوں ناں آپکو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔پلیز باہر آجائیں۔۔!" اسکا ہاتھ ہنوز مشال کی طرف بڑھا ہوا تھا۔۔مشال نے بھیگی آنکھوں سے پہلے اسکا چہرہ پھر اپنی جانب بڑھا ہوا ہاتھ دیکھا۔۔اسکی گردن ایک بار پھر نفی میں ہلی تھی۔۔

"پلیز۔۔!" ضرغام نے ایک بار پھر التجا کی تھی۔۔روتی ہوئی مشال نے اپنا چہرہ صاف کیا پھر اپنا کپکپاتا ہاتھ بڑھا کر ضرغام کے ہاتھ میں دے دیا۔۔ضرغام نے سرعت سے اسے اپنی جانب کھینچا وہ گھبرا کر اسکے سینے سے لگی تھی۔۔ اسنے بنا وقت ضائع کیے مشال کو اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔۔

بہت نرمی۔۔

بہت محبت۔۔

بہت چاہت سے۔۔

مشال سختی سے اپنی آنکھیں میچ گئی۔۔ ضرغام نے ایک نظر اسکا بھیگا بھیگا گلابی چہرہ دیکھا جس پر سجی غلافی آنکھیں بند تھیں۔۔ وہ زرا سا اسکے چہرے پر جھکا۔۔ اپنے کان کی لو پر اسکی گرم سانسیں محسوس کرتی مشال کا دل شدت سے دھڑک رہا تھا جبکہ وہ اپنے مخصوص بھاری لب و لہجے میں اسکے کان کے قریب جھکا کہہ رہا تھا۔۔

"آپ اس وقت ایک محفوظ پناہ میں ہیں۔۔ آپکی یہ پناہ ضرغام اکرام ہے، جس پر آپ یقین کرتی ہیں اور جو آپکا یقین کبھی نہیں توڑے گا۔۔۔ سن رہی ہیں آپ۔۔؟؟" وہ جیسے اس پل اسے ہپناٹائز کر رہا تھا۔۔ مشال کے لبوں نے ہاں میں جواب دیا تھا۔۔ آنکھیں ہنوز بند تھیں۔۔ وہ اسے لیے دھیرے دھیرے چلنے لگا۔۔

"اب جب تک میں نہیں کہوں گا آپ اپنی آنکھیں نہیں کھولیں گی۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔؟" وہ بڑی نرمی سے کہہ رہا تھا۔۔ مشال نے آنکھیں میچے میچے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"گڈ گرل۔۔!" کہتے ہوئے وہ سیدھا ہوا۔۔ مشال یونہی آنکھیں بند کیے اسکے سینے پر سر رکھے لمبے لمبے سانس لیتی اپنے خوف سے لڑ رہی تھی۔ وہ اسے کمرے میں لے جانے کی بجائے باہر لان میں لے آیا تھا۔۔ بارش کی ٹھنڈی تیز بوچھاڑ نے پلوں میں ان دونوں کو بھگو دیا۔۔ مشال کا ایک بازو ضرغام کے گلے میں ہار بنا ہوا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے وہ سختی سے اسکی شرٹ اپنی مٹھی میں بھینچے ہوئے تھی۔۔ بارش کی سرد بوندیں اپنے وجود پر گرتی محسوس کر کے وہ

باقاعدہ کانپنے لگی۔۔

"یہاں کیوں لائے ہو مجھے۔۔؟ چھوڑو مجھے نفرت ہے ان تمام آوازوں سے۔۔۔!" وہ بند آنکھوں سمیت روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

"یہ موسم میرا مجرم ہے۔۔ پلیز مجھے جانے دو۔۔۔ ورنہ میں مر جاؤں گی۔۔۔!" اسکے سینے میں منہ چھپائے وہ بلک رہی تھی۔۔ لیکن ضرغام پر اس پل کچھ اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔

"آنکھیں مت کھولیے گا،ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گا۔۔!" آہستگی سے کہتے ہوئے ضرغام نے اسے اپنی گود سے نیچے اتار دیا۔۔اب وہ اسکے مقابل کھڑی بارش میں بھیگ رہی تھی۔۔

"مم۔۔۔میرا دل۔۔۔۔بند ہو جائے گا۔۔!" روتی ہوئی مشال کے لبوں نے بہت مشکل سے حرکت کی۔۔اسکی بگڑتی حالت بتا رہی تھی کہ وہ کس قدر خوفزدہ ہے۔۔

"کیا محسوس کر رہی ہیں اس وقت...؟" ضرغام نے زرا سا جھک کر پوچھا۔۔اپنی آنکھیں بند کیے کھڑی مشال کو اسکی بھاری آواز اپنے اندر اترتی محسوس ہوئی۔۔

"تکلیف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بے بسی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لاچاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گھٹن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!" وہ رک رک کر بولتی اس وقت خود کو اذیتوں میں گھرا محسوس کر رہی تھی۔۔۔ضرغام یک ٹک اسکی بند آنکھوں سے نکلتے آنسوؤں اور بارش کے قطروں کے باعث بھیگے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔

"اب آپ میری بات سنیں گی،صرف میری آواز سنیں گی۔۔محسوس کریں۔۔۔بارش کے ان قطروں کو۔۔پانی کے اس رقص کو۔۔بادلوں کی گڑگڑاہٹ کو۔۔اپنے دل پر ہاتھ رکھیں اور پوچھیں خود سے،رات کی یہ تاریکی کیا کہتی ہے..؟" وہ اسکے کان پر جھکا بہت دھیمے لہجے میں کوئی اسم پھونک رہا تھا۔۔مشال جس کی خوفزدہ آنکھوں میں، پچھلے ایک گھنٹے سے لندن میں گزری اس بھیانک رات کا منظر لہرا رہا تھا۔۔ضرغام کی آواز نے جیسے اسے حال میں لا پٹخا تھا۔۔اسے اب اپنی بند آنکھوں میں بھی ضرغام کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔۔ذہین آنکھوں میں جذبات کی قندیلیں

لیے مسکراتا ہوا وجیہہ چہرہ۔۔ ضرغام نے بہت آہستگی سے اسکا لرزتا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور عین اپنے دل کے مقام پر رکھ لیا۔۔

"پوچھیے اس سے۔۔ یہ دل کیا کہتا ہے۔۔۔!" اسکا گھمبیر لب ولہجہ سنتی مشال کو اپنی ہتھیلی تلے دھڑکتے دل کی دھڑکنیں انوکھا راگ الاپتی محسوس ہوئیں۔۔ اسے اپنا آپ ان دھڑکنوں کی پکار کے ساتھ پانی کی طرح رقص کرتا محسوس ہونے لگا۔ مشال کے حواس اس قدر مختل ہو رہے تھے کہ وہ بند آنکھوں کے باعث جان نہ پائی کہ اسکی ہتھیلی تلے دبا دل اسکا نہیں بلکہ ضرغام کا ہے۔۔

"یہ دل کہہ رہا ہے مشال، یہ کہہ رہا ہے کہ۔۔۔۔

یہ حسین بارش آپکو چھو کر مہکا رہی ہے۔۔۔ آسمان سے گرتے پانی کا رقص آپکی پاکیزگی کے نام ہے۔۔ یہ موسم یہ بارش یہ گہری رات منحوس نہیں ہے۔۔ اسے محسوس کریں۔۔ اس رات میں آپکے ساتھ آپکا راہبر ہے، یہ رات آپکو احساس دلا رہی ہے کہ آپ آنکھیں کھولیں گی تو خود کو ضرغام اکرام کی پناہوں میں پائیں گی۔۔ یہ رات حسین ہے کیونکہ، اس رات میں ضرغام اکرام آپکا ہے۔۔ آپکے ساتھ ہے جو ایسی کئی راتوں کو تسخیر کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔۔ اب ایسی کوئی بھی رات آپکو سختی سے چھو کر نہیں گزر سکتی۔۔۔ کبھی نہیں۔۔!" دھیمی آواز میں ٹھہر ٹھہر کر بولتا وہ اسکے دل سے تمام ڈر و خوف نکالنے کے ساتھ ساتھ خود کو اسکے لیے لازم و ملزم کر رہا تھا۔۔ اسے آج ہر صورت مشال کے دل سے اس ڈر کو نکالنا تھا اور یقیناً وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب رہنے والا تھا۔۔

"اور۔۔۔ اور اگر یہ خواب ہوا تو۔۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے مشال کی آواز میں خدشات تھے۔۔ وہ سہمی ہوئی لگ رہی تھی۔۔ ضرغام نے نرمی سے اسکے چہرے سے چپکی لٹوں کو پیچھے کیا۔۔ اسکے ایسا کرنے سے مشال کی میچی ہوئی پلکیں لرز اٹھیں۔۔

"آنکھیں کھول کر دیکھ لیں۔۔ آپکے آس پاس کچھ بھی خواب نہیں، سب ایک حقیقت ہے۔۔!" وہ بڑے مضبوط لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔

"تو کیا اب میں اپنی آنکھیں کھول لوں۔۔؟؟" وہ بڑی معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔۔ ضرغام ہولے سے مسکرایا۔۔

"بالکل۔۔ اب آپ اپنی آنکھیں کھول سکتی ہیں۔۔!" ضرغام نے نرمی سے کہا۔۔ مشال نے ایک پل گہرا سانس لیا پھر آہستگی سے آنکھیں کھول دیں۔۔ اسے اپنی نظروں کے سامنے وہی چہرہ نظر آیا جو وہ پچھلے پانچ منٹوں سے بند آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔۔ مشال کے لب ہولے سے مسکرائے۔۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ مسکرا رہی ہے مگر اسکے لبوں پر سجتی مسکراہٹ ضرغام کے دل میں شگوفے کھلا رہی تھی۔۔ مشال کا ہاتھ ہنوز ضرغام کے سینے پر رکھا ہوا تھا۔۔

"اب کیسا محسوس کر رہی ہیں آپ۔۔؟" اپنے سینے پر رکھا اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔ اسے جواب دینے کی بجائے مشال نے روشن آنکھوں سے لان میں برستی بارش سے نہائے سبزے کو دیکھا۔۔۔ اسکے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ نکال کر مشال نے آہستگی سے اپنے بازو اطراف میں پھیلائے۔۔ پھر چہرہ آسمان کی طرف کر کے آنکھیں میچ لیں۔۔ اسکی بند آنکھوں سے دو آنسو نکل کر کنپٹیوں تک گئے تھے۔۔

"تم میرے ساتھ ہو۔۔ تو میں کیسا محسوس کر سکتی ہوں ضر۔۔؟؟" بند آنکھوں سمیت یونہی چہرہ اونچا کیے وہ اس سے الٹا سوال کر رہی تھی۔۔ ضرغام کے اندر طمانیت سی اترنے لگی۔۔

"بہت سیکیور فیل کر رہی ہوں۔۔۔ اتنا۔۔ جتنا میں نے پہلے کبھی خود کو فیل نہیں کیا۔۔!" آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بولی۔۔ ضرغام کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔۔

"ایم فیلنگ گلیڈ فار یو۔۔!" وہ ہولے سے ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔ مشال نے نرم نگاہوں سے

اسکی جانب دیکھا۔۔ گزرے تین ماہ میں پہلی بار اسے رات کی یہ بارش بری نہیں لگ رہی تھی اور وجہ سامنے کھڑا وہ شخص تھا جس کا اخلاق اور کردار اسکے قد سے بھی زیادہ بڑا تھا۔

"ایک بات بتاؤں۔۔؟؟" اسکی طرف زرا سا جھکتے ہوئے مشال نے نرمی سے کہا۔۔

"ہمم۔۔۔!" ضرغام نے کندھے اچکاتے ہوئے جیسے اسے اجازت دی تھی۔۔

"اس دنیا میں صرف ایک ہی مرد اچھا ہے۔۔ اور وہ تم ہو ضرغام۔۔۔!" نرمی سے کہہ کر وہ اسکے پاس رکی نہیں تھی۔۔ بلکہ سرعت سے وہاں سے بھاگ گئی۔۔ جبکہ اسکے یوں نرمی سے بات کرنے پر ضرغام وہیں بے دم سا ہو کر بیٹھتا چلا گیا۔۔ وہ مشال کے دل سے خوف نکال چکا تھا۔۔ وہ رات کی اس بارش میں بھیگ کر اندر جا چکی تھی۔۔ مگر اب اسے ساری رات وہیں بیٹھ کر اس بارش میں بھیگنا تھا۔۔

"زی۔۔۔" وہ زیر لب بڑبڑایا تھا۔۔۔

"چھوڑونگا نہیں تمہیں۔۔!" اسنے دل میں ایک عزم کیا تھا۔۔ مشال کے وجود پر نظر آتا "زی" ہی وہ حرف تھا جو اس وحشی سے جا کر ملتا تھا جسے ضرغام ہر صورت سزا دینا چاہتا تھا۔۔۔

◆◆◆◆

وہ اک عارضی سا تعلق

میری روح کی دھجیاں اڑا گیا

ارباز علوی کے کمرے سے نکلنے کے بعد وہ اپنے لیے مختص قید خانے میں جانے کی بجائے چپکے سے حویلی کے پچھلے احاطے میں آ گئی۔۔ تھکاوٹ بھری چال چلتی سامعہ درختوں کے جھنڈ کی طرف نصب جھولے میں جا بیٹھی۔۔ سیاہ ہوتی رات میں اسکے اندر ہر طرف سناٹے گونج رہے تھے۔۔ آنسو تو پہلے ہی آنکھوں سے گرتے ہوئے گالوں پر پھسل رہے تھے۔۔ اس پر مزید بدلتا موسم اسکے زخموں میں آگ لگانے کو تیار ہو رہا تھا۔۔۔ اپنے وجود سے ٹکراتی

ٹھنڈی ہوا کو محسوس کرتی وہ جانے کتنی دیر وہیں بیٹھی رہی۔۔رات کی سیاہی نے ایک نظر اس کے اطراف میں پھیلی اداسی اور تنہائی کو دیکھا تو وہ خود بھی اداس ہونے لگی۔۔۔

سامعہ کی سوچیں اس پل منتشر ہو رہی تھیں، دل زخم زخم ہوتا روح کو بے چین کر رہا تھا... ہولے ہولے ہوا کی رفتار میں اضافہ ہونے لگا تو کیاری میں لگے پودوں میں سرسراہٹ سی ہوتی محسوس ہوئی۔۔ آسمان پر کب بادلوں نے آنکھ مچولی کھیلنا شروع کی اسے کچھ خبر نا ہو سکی... ہوش تو تب آیا جب زوردار آواز میں بادل گرجے تھے... سامعہ کو یوں لگا جیسے انہوں نے اس کی تکلیف پر بین کیے ہوں۔۔اپنی بھیگی پلکیں اٹھا کر اسنے ایک نظر سیاہ آسمان کی طرف دیکھا جسکی سیاہی آج نارنجی ہو رہی تھی۔۔سامعہ کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔چند دن پہلے، وہ بھی تو ایک ایسی ہی رات تھی جب اس سنگدل نے وہ دل دہلوز انکشاف کیا تھا جس نے ان دونوں کے محور بدل دیے تھے۔۔

"جانتی ہو میں کون ہوں۔۔؟؟"زمان احمد کی سرسراتی ہوئی سرد آواز اسکی سماعتوں میں زندہ ہونے لگی۔۔

ٹپ۔۔۔

ٹپ۔۔۔

ٹپ۔۔۔

اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ہلکی ہلکی بوندا باندی تیز بارش میں بدل گئی۔۔پودوں پر جمی گرد اچانک سے دھلنے لگی... مگر سامعہ کو اپنے وجود پر جمی گرد مزید گہری ہوتی محسوس ہوئی۔چند پلوں میں ہی بارش کی تیز بوچھاڑ نے اسکے وجود کو بھگو ڈالا مگر وہ اپنی جگہ سے ایک انچ نہ ہلی۔۔۔

"نہیں۔۔میں نہیں جانتی کہ آپ کون ہیں۔۔میں صرف اتنا جانتی ہوں۔۔کہ میرا پور پور آپکا ہے زمان۔۔میری روح میرا دل آپکا ہے۔۔مجھ سے یوں بے رخی مت برتیں پلیز۔۔۔!"جھولے پر بیٹھی سامعہ، گیلی ہوتی گھاس کو

گھورتی اپنے آس پاس اپنے ہی لفظوں کی گونج سن رہی تھی۔۔ آسمان سے برستی بارش آج پھر اسے بھگوئے دے رہی تھی۔۔

"لیکن افسوس۔۔ میں تمہارا نہیں رہا سامعہ۔۔ تو پھر کیا فرق پڑتا ہے کہ تم میری رہو یا نہ رہو..؟" اسکی بھیگی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ بڑی سفاکی سے کہہ رہا تھا۔۔ اسکی باتیں یاد کرتی سامعہ اپنا سر پیچھے کی جانب کرتے ہوئے لیٹ گئی۔۔ ٹانگیں ہنوز جھولے سے لٹک رہی تھیں۔۔ تیز ہوا اور بارش کے سنگ، سامعہ کے وجود کے وزن کے باعث جھولا بہت آہستگی سے ہل رہا تھا۔۔ سامعہ آنکھیں میچے اپنے چہرے اور وجود پر گرتے بارش کے ان قطروں کو محسوس کر رہی تھی جو شاید اب کبھی بھی اسکے اندر کی آگ کو ٹھنڈا کر کے اسکی جلن کو کم نہیں کر سکتے تھے۔۔

"جاننا نہیں چاہتی میں کون ہوں۔۔۔؟؟" ایک بار پھر، اسکا وہ ہی سوال۔۔ سامعہ نے اپنی دکھتی آنکھوں سے اسکا جذبات سے عاری، بارش کے پانی میں بھیگا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔

"اگر آپ میرے نہیں ہیں تو پھر۔۔۔ کیا فرق پڑتا ہے، آپ کوئی بھی ہوں۔۔!" اپنے آنسو روکنے کی کوشش کرتی ہوئی سامعہ نے بھی سخت جواب دیا تھا۔۔

"فرق پڑتا ہے۔۔۔ فرق پڑتا ہے اور پڑے گا سامعہ علوی۔۔ نا صرف تمہیں، بلکہ تمہارے پورے خاندان کو فرق پڑے گا۔۔!" اسکے بازو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے وہ غرایا۔۔ اسکا لہجہ، اسکا انداز، اسکے لفظوں کے نشتر سامعہ کی روح کو اس پل چیر رہے تھے۔

"کیا۔۔؟؟ کیا چاہتے ہیں آپ مجھ سے۔۔۔؟" اسکی گلیشیئر بنی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سامعہ نے بے بسی سے پوچھا تھا۔۔

"علویز کی بربادی۔۔۔ تم سب کی بربادی چاہتا ہوں میں۔۔!" اسکے بازو ایک جھٹکے سے چھوڑتا وہ اطمینان سے گویا ہوا۔۔ بارش کا شور اسکی آواز میں چھپی کڑواہٹ چھپانے سے قاصر ہو رہا تھا۔۔ سامعہ اسکی بات پر ہولے سے ہنسی پھر تاسف بھرے انداز میں اپنا سر دائیں بائیں ہلایا۔۔

"میں آپکے لیے۔۔۔ "تم" کب سے ہو گئی زمان۔۔؟؟ آپ اور میں تو۔۔ "ہم" تھے ناں۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے اسکی بھیگی آواز میں درد تھا۔۔

"میں تم سے کوئی جذباتی بحث نہیں چاہتا سامعہ۔۔۔ اسلیے یہ اموشنل ڈائیلاگز مت بولو۔۔ کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔۔۔!" اسکی طرف سے رخ موڑ کر کہتے ہوئے زماں نے سنگدلی کی انتہا کر دی۔۔ سامعہ نے دل کی دہائیوں پر اس سے لعنت بھیجتے ہوئے بڑی مشکل سے خود کو مضبوط کیا۔۔

"تو ٹھیک ہے۔۔ آپ ٹو دی پوائنٹ بات کر لیں۔۔ بتائیں کون ہیں آپ۔۔؟؟ میرے چاچو کے ہزاروں دشمنوں میں سے ایک۔۔۔؟؟ رائٹ۔۔؟؟" اسکے سامنے آتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔۔ سردی کے باعث اب اس پر ہلکی ہلکی کپکپی طاری ہونے لگی تھی۔۔ اسکے سوال پر وہ ہولے سے ہنسا۔۔ ایک زہر خند ہنسی۔۔

"نہیں، میں تمہارے چاچو کے ہزاروں گناہوں میں سے ایک کا منہ بولتا ثبوت ہوں۔۔۔!" چٹاخ۔۔۔ کسی نے سامعہ کے منہ پر جیسے تھپڑ دے مارا تھا۔۔ آسمان پر برستے بادل ایک دوجے سے ٹکرا کر گرجتے اس پل جیسے زمان کی بات کی تصدیق کر گئے تھے۔۔

سامعہ کو اپنی ساری بے حسی بارش کے ساتھ بہتی محسوس ہوئی۔۔ اسے یقین ہو رہا تھا کہ وہ زندگی بھر اب کبھی اس شخص کو بھلا نہیں پائے گی۔۔

"نہیں۔۔!" اسکا سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔۔

"ہاں سامعہ علوی۔۔ہاں۔۔ جس شخص کی جائز اولاد سے بچ کر تم گھر سے بھاگی تھیں، میں اسی شخص کی ناجائز اولاد ہوں۔۔!" سرد لہجے میں بولتا وہ سامعہ کو ساکت کر گیا تھا۔۔

"نفرت ہے ناں تمہیں گناہ سے۔۔؟؟ دیکھو مجھے۔۔ میں تو تمہارے پیارے چاچو کے گناہ کا ڈھیر ہوں۔۔ میرے جسم کا ایک ایک عضو گناہ ہے۔۔ میرا پور پور قابل نفرت ہے۔۔۔ دیکھو مجھے۔۔۔ سامعہ دیکھو۔۔۔!" وہ بول نہیں رہا تھا، دہاڑ رہا تھا۔۔ سامعہ کو اس پل اسکی بھاری آواز بھیگی ہوئی، درد سے چور لگی۔۔

"نن۔۔ نہیں۔۔ مم۔۔۔ میرے چاچو۔۔ ایسے نہیں ہیں۔۔!" وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے ایک بار پھر رو پڑی۔۔

"ہونہہ۔۔ تمہارے چاچو۔۔ اسی لیے تو بھیج رہا ہوں تمہیں۔۔ جا کر پوچھنا اپنے چاچو سے کہ تئیس سال پہلے بیوی کے ہوتے ہوئے بھی انہوں نے کتنی معصوم لڑکیوں کی عزت کا جنازہ نکالا تھا۔۔ بتا دیں گے تمہیں، کہ اس وقت انکے ہتھے میری معصوم ماں ہی چڑھی تھی۔۔ وہ لڑکی۔۔۔ جس کی عمر گڑیوں سے کھیلنے کی تھی۔۔ وہ لڑکی جس کی آنکھیں اتنی معصوم تھیں کہ ان آنکھوں نے تب اپنے لیے کسی شہزادے کے کچے خواب بھی نہیں دیکھے تھے۔۔ اور وہی لڑکی پہلے انکے بربریت کی بھینٹ چڑھی اور پھر۔۔۔ وہ انکے گناہ کو ڈھوتے ڈھوتے مر گئی سامعہ علوی۔۔ مگر پتہ نہیں کیسے میں بچ گیا۔۔ سات ماہ بعد ہی میں نے اس دنیا آنکھیں کھول لیں اور میری ماں۔۔۔ وہ شاید میری پیدائش کی شرمندگی سے ہی مر گئی تھی۔۔۔ میری ماں کا قاتل ہے وہ شخص۔۔ میری شخصیت میں موجود ہر خلا کا ذمہ دار ہے وہ شخص۔۔ اور تم۔۔۔ اب تم جا کر اسے اس حقیقت سے باخبر کرو گی سامعہ۔۔۔ تم بتاؤ گی۔۔۔!" ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولتے ہوئے اسنے آخر میں سامعہ کی بچی کچھی سانسیں بھی کھینچ لیں۔۔

"کک۔۔۔ کیا مطلب۔۔ میں کہاں جا رہی ہوں۔۔۔؟؟" سامعہ نے ہوش میں آتے ہوئے پوچھا۔۔

زمان نے ایک نظر اسکے بھیگے، حواس باختہ چہرے کی جانب دیکھا۔۔ پھر خود پر ضبط کرتے ہوئے بے حسی سے گویا ہوا۔۔۔

"اپنے گھر والوں کے پاس۔۔ اپنے پیارے چاچو کے پاس۔۔!" اسکے جواب پر سامعہ نے بے یقینی سے اپنا سر نفی میں ہلایا۔۔ آج وہ شخص اس کے دل پر وار پر وار کیے جا رہا تھا۔۔

"لیکن۔۔ اس سب میں میرا کیا قصور ہے زمان۔۔۔؟؟" بارش کے شور میں پوچھتے ہوئے سامعہ کی آواز خود بھی بھیگ گئی تھی۔۔ بارش کے ساتھ چلتی تیز ہوا کے سنگ درخت کے پتوں نے شور مچایا تو سامعہ نے گھبرا کر اپنی بند آنکھیں کھول لیں۔۔

تجھ کو اے شخص کبھی زیست کی تنہائی میں

یاد آئیں گے ہم عجلت میں گنوائے ہوئے لوگ

بارش کی رفتار میں کوئی فرق نہیں آیا تھا اسی لیے ایک دم آنکھیں کھولنے کے باعث آسمان سے برستی بارش اسکی آنکھوں میں گھستے ہوئے اسے پھر سے آنکھیں بند کرنے پر مجبور کر گئی تھی۔۔ اس رات کو سوچتے ہوئے اسے کچھ خبر نہ تھی کہ کتنے ہی آنسو اسکی آنکھوں سے بہتے بارش کے پانی میں شامل ہو گئے۔۔۔ اپنے سن ہوتے وجود کو سنبھالتی وہ اٹھ بیٹھی۔۔ کمر اس پل تختہ ہو رہی تھی۔۔ وہ جھولے سے اتری اور آہستگی سے بھیگی گھاس پر چلنے لگی۔۔۔ لان میں بھرا بارش کا پانی اسکے ٹخنوں کو چھو رہا تھا۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ اس حبس زدہ اندھیرے کمرے میں آ گئی جو پچھلے چند دنوں سے اسکی پناہ گاہ تھا۔۔ زمین پر بچھی چٹائی پر گرنے کے سے انداز میں لیٹتے ہوئے اسنے زندگی میں پہلی بار اپنے لیے موت کی دعا مانگی تھی۔۔ پاس رکھا تہہ شدہ کمبل اپنے اوپر لیتے ہوئے اسنے آنکھیں موند لیں۔۔۔

وہی ہوا ناں!

کہا نہیں تھا کہ عہد الفت

سمجھ کے باندھو!

نبھا سکو گے ؟

مجھے سے کی تمازتوں سے

بچا سکو گے ؟

بہت کہا تھا!

صباحتوں میں بہل نہ جانا

مجھے گرا کے سنبھل نہ جانا

بدلتی رت میں بدل نہ جانا

بہت کہا تھا!

بہل گئے ناں....!

کہا نہیں تھا!

سنبھل گئے ناں....!

وہی ہوا ناں!

بدل گئے نا..!

♦♦♦♦

آسمان سے چھٹتی سیاہی صبح کا پیغام لا رہی تھی۔۔ دور۔۔۔۔ کہیں افق پر پھیلتی سورج کی دھیمی کرنیں، آہستہ آہستہ دن کا اجالا لے کر آنے والی تھیں۔۔ بند کمرے میں اس پل نائٹ بلب کی دھیمی روشنی پھیلی ہوئی، پر سکون سا سماں پیدا کیے ہوئے تھی۔۔۔ گلاس ونڈوز پر گرے بھاری پردے آسمان پر پھوٹتی دھیمی روشنی کو اس کمرے کے اندر آنے سے روکے ہوئے تھے۔۔ وہ کشن میں منہ دیے گہری نیند میں تھا جب، کسی عجیب سے احساس تلے اسکی نیند

میں خلل پیدا ہوا۔۔ وہ زرا سا کسمسایا پھر کروٹ لے کر دوبارہ سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔ معاً اسکے حواس اچانک بیدار ہوئے، بند آنکھوں سمیت اسے احساس ہوا کہ وہ اس پل بستر پر اکیلا ہے۔۔ ضیغم نے پوری آنکھیں کھول کر اپنے دائیں جانب دیکھا، وہ نہیں تھی۔۔ اسنے زرا سی نظریں گھما کر واش روم کے ادھ کھلے دروازے کی طرف دیکھا۔۔ اندر سے پانی گرنی کی آواز آرہی تھی۔۔ وہ پرسکون سا ہو کر دوبارہ آنکھیں موند گیا۔۔ مگر تھوڑی ہی دیر میں اسکا سکون اڑن چھو ہوا تھا جب اسے واش روم میں سے کچھ گرنے کی آواز آئی۔۔ وہ فوراً بیڈ سے اترا اور واش روم کے دروازے کی قریب گیا۔

"نشال آر یو اوکے۔۔؟؟ میں اندر آؤں کیا۔۔؟؟" واش روم کے باہر کھڑا وہ فکر مندی سے پوچھ رہا تھا۔۔ اسکی آواز سن کر اندر واش بیسن پر جھک کر اپنے سانس بحال کرتی نشال زرا سا سیدھی ہوئی اور دو تین کلیاں کر کے واپس بیڈ روم میں آگئی۔۔ واش روم کے پاس کھڑے ضیغم نے جلدی سے ہانپتی ہوئی نشال کو اپنے مضبوط ہاتھ کا سہارا دیا۔۔

"کیا ہوا ہے۔۔؟؟ طبعیت ٹھیک ہے تمہاری۔۔؟" اسے سہارا دیتے ہوئے ضیغم نے پریشانی سے پوچھا۔۔ نشال نے آہستگی سے نفی میں گردن ہلائی۔۔ پھر دھیمی آواز میں اسے پچھلے چند دنوں سے بدلتی حالت اور دو دن سے آتی ابکائیوں اور سر درد کے بارے میں بتا دیا۔۔

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔ خوامخواہ اتنی تکلیف برداشت کرتی رہیں۔۔ دو ٹائم میڈیسن لے لیتی ناں، تو یہ حال نہ ہو رہا ہوتا۔۔!" اسے بیڈ پر بٹھاتے ہوئے وہ تشویش زدہ لہجے میں بول رہا تھا۔۔

"میری تو خود وومیٹنگز سے جان جاتی ہے، مگر مجھے لگا شاید ویسے ہی۔۔ نارملی ہو رہی ہیں تو۔۔!" اسنے نگاہ جھکاتے ہوئے کچھ جھجھکتے ہوئے کہا۔۔ جبکہ اسکی بات کا مطلب سمجھے بغیر ہی وہ بول پڑا۔۔

"وہ میٹنگز نارملی کب ہوتی ہیں محترمہ۔۔؟؟فوڈ پوائزننگ ہو گئی ہے تمہیں۔۔۔ایک تو کم کھاتی ہو، دوسرا بے وقت کھاتی ہو۔۔لاپرواہی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔۔اگر آئندہ مجھے تم سے ایسی کوئی شکایت ہوئی تو تھپڑ مار کر تمہیں سیدھا کروں گا۔۔!" سنجیدگی سے بولتے ضیغم کی آواز میں خفگی کی آمیزش تھی۔۔

"مجھے تھپڑ مارنے کا بہت شوق ہے آپکو۔۔؟ لیکن میں آپکا تھپڑ برداشت نہیں کروں گی کیونکہ آپکی قیدی نہیں، بیوی ہوں میں۔۔۔!" نشال نے اسے ستانے کو اسکی پوری بات میں سے اپنے مطلب کا لفظ منتخب کیا تھا۔۔ ضیغم نے سنجیدہ نگاہوں سے اسکا چہرہ دیکھا جس پر سجی غلافی آنکھوں میں چمکتی شرارت عیاں تھی۔۔

"جس بیوی کا دل اسکی شوہر کی مٹھی میں ہو، وہ بیوی بھی تو قیدی ہی ہوتی ہے مائی سویٹ ہارٹ۔۔۔!" اسکی شرارت سمجھتے ہوئے ضیغم نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔۔نشال نے اپنے لبوں پر امڈتی مسکراہٹ سرعت سے چھپائی۔۔

"اگر قیدی (یعنی بیوی)، شوہر کے دل کی مکین ہو تو اسے تھپڑ سے نہیں پیار سے سمجھایا جاتا ہے ایس پی صاحب۔۔!" اسکی مغرور ناک کو اپنی انگلی سے چھیڑتے ہوئے وہ دھیمے لہجے میں بولی۔۔ ضیغم ہولے سے مسکرا دیا۔۔

"بہت سمجھدار ہو گئی ہو، مگر افسوس کہ میری پیار والی زبان تم سمجھتی نہیں ہو۔۔۔!" کہتے ہوئے ضیغم نے بھی اسی کے انداز میں اسکی ناک میں چمکتی لونگ کو چھوا۔۔نشال ایک پل کو مسکرائی پھر کچھ کہنے کو منہ کھولا ہی تھا کہ جب اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتا وہ اسکی مزید کوئی بات سنے بغیر کمرے سے باہر نکل گیا، فریزر سے دودھ نکال کر گرم کیا تھا پھر گلاس میں انڈیل کر وہ پانچ منٹ کے اندر ہی واپس بیڈروم میں آ گیا۔۔۔

"باقی باتیں بعد میں، پہلے اسے پیو۔۔!" اپنے ہاتھ میں پکڑا دودھ کا گلاس اسکے لبوں کے قریب کرتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے کہا۔۔

"آاااں۔۔۔ نہیں پلیز۔۔۔!" منہ بسور کر کہتی ہوئی نشال نے فوراً اپنے ہاتھ سے گلاس پرے کیا۔۔

"مجھے نہیں پینا یہ صبح صبح۔۔!" اسکے چہرے پر پھیلتے سخت تاثرات دیکھتی نشال نے فوراً صفائی دینے والے انداز میں کہا۔۔

"تو کیا اب تمہیں یہ پلانے کے لیے اس صبح کو شام میں بدلوں میں۔۔؟؟" وہ بڑی سنجیدگی سے ایک غیر سنجیدہ بات کر رہا تھا۔۔

"میں نے کب کہا کہ اگر شام ہوتی تو میں یہ دودھ پی لیتی۔۔ اور ویسے بھی یہ صبح شام کا آنا جانا قدرت کے کام ہیں آپکے بس کی بات ہے بھی نہیں۔۔!" نشال نے اسے چڑانے والے انداز میں جواب دیا۔۔ وہ اسکے سنجیدہ رویے کے باوجود شرارتی پن دکھا رہی تھی۔۔ اسکا یہ روپ شادی سے پہلے والی نشال جیسا تھا۔۔ ضیغم نرم نگاہوں سے اسکی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

"صبح کو شام کرنا تو واقعی میرے بس میں نہیں ہے مگر صبح ہو یا شام۔۔ تمہیں یہ دودھ پلانا میرے بس میں ضرور ہے۔۔!" غیر لچک انداز میں کہتے ہوئے ضیغم نے گلاس دوبارہ اسکے لبوں سے لگانا چاہا۔۔

"ضیغم نہیں۔۔۔ دل نہیں چاہ رہا۔۔!" اس بار اپنا چہرہ پیچھے کرتے ہوئے نشال نے انکار کیا۔۔ ضیغم نے اس بار اسے تنبیہی نگاہوں سے گھورا تھا۔۔

"نشال۔۔۔ بند کرو یہ مستیاں اور پیو اسے۔۔!" سختی سے کہتے ہوئے ضیغم نے زبردستی گلاس اسکے لبوں سے لگا دیا۔۔ اسنے پیچھے ہونا چاہا تو ضیغم نے اپنا دوسرا ہاتھ اسکی پشت پر رکھ لیا۔۔

"چلو پیو شاباش۔۔!" اسکے انکار کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے وہ اب نرمی سے کہہ رہا تھا۔۔ وہ چپ چاپ دودھ کو گھونٹ گھونٹ حلق سے نیچے اتارنے لگی۔۔

"بس۔۔۔ اور نہیں پیا جا رہا۔۔!" جب گلاس میں آخری دو گھونٹ رہ گئے تو نشال نے منہ پھیر لیا۔۔ ضیغم اسے گھور کر رہ گیا۔۔

"بہت تنگ کرنے لگی ہو تم۔۔!" ہاتھ میں موجود گلاس بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے وہ قدرے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔

"آپ کیوں تنگ ہوتے ہیں۔۔ مت ہوا کریں میری وجہ سے تنگ۔۔!" اطمینان سے کندھے اچکاتے ہوئے نشال نے کہا اور اسکے پاس سے اٹھ گئی۔۔ ضیغم نے سرعت سے اسکی کلائی تھام لی۔۔ نشال کا دل بے اختیار دھڑکا۔۔ اسنے پلٹ ضیغم کی طرف دیکھا جو لب آپس میں پیوست
کیے سنجیدہ نگاہوں سے اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"جب بیوی دل کی مکین ہو تو اسکی خاطر تنگ ہونا پڑتا ہے زندگی۔۔!" اسی کے انداز میں اسکی بات اسے لوٹاتا، حقیقتاً اسکے یقین کو مان بخشتا کہ وہ اسکے دل کی مکین ہے۔۔، وہ نرمی سے اپنی بات کر گیا تھا۔۔۔ نشال کا دل اس کے واضح اظہار پر دھڑک اٹھا۔۔ وہ اپنی براؤن آنکھوں میں ہلکی سی چمک لیے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ پھر اپنے ہاتھ میں مقید اسکی کلائی کو ہلکا سا جھٹکا دے کر اسنے نشال کو اپنے پاس بیڈ پر گرا لیا۔۔ نشال کی دھڑکنیں اسکے اظہار پر خوشی سے سرشار ہوتی رقص کر رہی تھیں۔۔ ضیغم تھوڑا سا اسکی طرف جھکا۔۔۔ نشال کا دل اسکی عنایتوں پر بے حال ہونے لگا۔۔ اب وہ بڑی نرمی سے اسکے رخسار کو اپنی شہادت کی انگلی سے چھو رہا تھا۔۔ وہ بنا پلکیں جھپکائے اپنے قریب جھکے ضیغم کے ہلتے لبوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

"اپنا خیال رکھا کرو۔۔ میرے لیے۔۔ ہمارے لیے۔۔۔ کیونکہ مجھے زندگی بھر تمہارے ساتھ جینا ہے نشال۔۔ یہ لاپرواہیاں اب ختم کر دو میری جان۔۔ مجھے تمہاری یہ بے وقوفیاں تکلیف دیتی ہیں جن کی وجہ سے تم خود کو نقصان پہنچا رہی ہو۔۔ تمہیں یہ بات سمجھنی چاہئیے کہ تمہیں تکلیف دینے کا حق بھی صرف میرا ہے۔۔ سمجھ رہی ہو ناں۔۔؟؟" ٹھہر ٹھہر کر مگر بڑی سنجیدگی سے بولتا وہ اسے پاگل کر رہا تھا۔۔ لہجہ جس قدر نرم تھا آنکھوں میں اسکے

برعکس اتنی ہی سختی تھی۔۔ ضیغم کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ اسکے لیے کس قدر شدت آمیز جذبات رکھتا ہے۔۔ نشال کی جان ہوا ہونے لگی۔۔

"بولو۔۔؟؟" اسکی ٹھوڑی اپنے ہاتھ کی انگلی سے زرا سی اونچی کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔۔

"ہ۔۔ہاں۔۔ سمجھ گئی۔۔!" وہ بامشکل بول پائی۔۔

"گڈ گرل۔۔!" کہتے ہوئے وہ ہولے سے مسکرایا۔۔ پھر مزید جھکا اور اپنے بے قرار لبوں سے اسکی پیشانی کو چوم لیا۔۔ نشال کا دھڑکتا دل ایک پل کو رک کر شدت سے دھڑک اٹھا۔۔ جب جب وہ اسکے قریب آتا تھا، نشال کو اسکے انداز باور کروا دیا کرتے تھے کہ ضیغم اجلال کی محبت میں، اسکی نفرت سے زیادہ شدت ہے۔۔ شاید اسی لیے۔۔ہاں اسی لیے وہ خود بھی اپنی محبت کے سامنے گھٹنے ٹیک چکا تھا۔۔ وہ بنا پلکیں جھپکائے یونہی بیڈ پر چت لیٹی ضیغم کی طرف دیکھ رہی تھی جو اب گلاس ونڈوز سے پردے ہٹا رہا تھا۔۔ اسکی پیشانی پر ہنوز بینڈ ایج ہوئی تھی۔۔ وہ کل چینج کروا کر آیا تھا۔۔

"مراقبے سے باہر آجاؤ مسز۔۔ اٹھو اور میرے لیے ناشتہ بناؤ مجھے آفس جانا ہے۔۔!" اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔ نشال گڑبڑا کر نگاہوں کا رخ بدل گئی پھر دوپٹہ ٹھیک سے شانوں پر پھیلاتے ہوئے بیڈ سے اتری۔۔

"یہ۔۔ آپکے سٹیچز کب کھلیں گے۔۔؟؟" نشال نے آہستگی سے پوچھا۔۔

"یار ابھی دو دن ہی تو ہوئے ہیں، کھل جائیں گے چار پانچ دن میں۔۔ اٹس آل اوکے۔۔!" ضیغم نے لاپرواہی سے جواب دیا۔۔ پھر چینج کرنے کے لیے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا، معاً ضیغم کو اسکی طبعیت کا خیال آیا۔۔ اسنے پلٹ کر بیڈ روم کے دروازے کی طرف بڑھتی نشال کو پکارا۔۔

"نشال۔۔۔!" اسکی پکار پر نشال نے پلٹ کر اسکی جانب دیکھا۔۔اسکی شکل اسکی بدحواسی کا پتہ دے رہی تھی۔۔ ضیغم کو ہنسی آئی مگر وہ دبا گیا۔

"مجھے یاد آیا ہے کہ، آج میں اور زمان ساتھ ہی آفس میں ناشتہ کرنے والے ہیں۔۔ سو تم رہنے دو۔۔ میں آفس میں ہی ناشتہ کروں گا تم ریسٹ کر لو۔۔!" ضیغم نے کچھ جھوٹ سچ کی آمیزش کر کے اسے ناشتہ بنانے سے روک دیا۔۔

نشال نے ایک نظر اسکی جانب دیکھا جو اپنی بات کہہ کر ڈریسنگ روم میں جا گھسا تھا۔۔ پھر، لبوں پر زبان پھیرتی وہ واپس بیڈ پر آ بیٹھی۔۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ یونیفارم پہن کر کے واپس بیڈروم میں آ گیا۔۔ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر معمول کے مطابق وہ کلائی میں رسٹ واچ باندھ رہا تھا۔۔ نشال خاموش نگاہوں سے اسکی تیاری دیکھتی رہی۔۔ سائیڈ ٹیبل کی ڈرار سے ریوالور نکال کر پشت پر لگائی تھی، وائلٹ پینٹ کی جیب میں رکھ کر موبائل ہاتھ میں پکڑ لیا۔۔ بالوں میں ہلکا سا ہاتھ چلا کر وہ جانے کے لیے پلٹا۔۔ نشال کے دل میں جانے کیا آئی کہ وہ اٹھی اور اسکے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسکے سامنے آ گئی۔۔ ضیغم نے سوالیہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"آج آپ نے پرفیوم سپرے نہیں کیا۔۔؟؟" اسکی شرٹ کا کالر ٹھیک کرتے ہوئے وہ نرمی سے کہہ رہی تھی۔۔ اسکی بات پر ضیغم کے ہونٹوں پر ایک جاندار مسکراہٹ اپنی چھب دکھلا کر غائب ہو گئی۔۔

"تم کر دو۔۔۔!" پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ پھنسا کر کہتا وہ بڑی شرافت کا مظاہرہ کر رہا تھا۔۔ نشال ہولے سے مسکرائی پھر پلٹی، جھک کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی اسکے مخصوص پرفیوم کی شیشی اٹھالی اور واپس اسکی طرف مڑی۔۔ پھر اپنی مسکراہٹ چھپا کر اسکی شرٹ پر پرفیوم سپرے کرنے لگی۔۔ ضیغم اسکا جھکا چہرہ اپنی نگاہوں کے حصار میں لیے اسے دیکھ رہا تھا کہ اچانک، نشال نے اپنا چہرہ اونچا کیا اور اسکے کان کے قریب پرفیوم سپرے کیا۔۔ ضیغم نے

چہرے کارخ تھوڑاسا موڑتے ہوئے سرعت اسکے ہاتھ سے پرفیوم کی شیشی جھپٹ لی اور دوسرے ہاتھ سے اسکی کلائی زراسی مروڑ کر اسکی پشت سے لگادی۔۔

"کیامسئلہ ہے تمہارے ساتھ۔۔؟؟"اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ کچھ ناگواری سے پوچھ رہا تھا۔۔نشال کی آنکھوں میں چمکتی شرارت بڑھنے لگی۔۔

"آپ کو تنگ کرنے کادل چاہ رہاہے اور کیا۔۔!"لاپرواہی سے بولتی وہ اترائی۔۔ ضیغم کی گہری نگاہوں نے اسکے گلابی گالوں،اور ہونٹوں پر سجی مسکراہٹ کو دیکھا۔۔

"میرے دل کو مجبور مت کرو کہ میں تمہیں تنگ کروں،ورنہ پھر۔۔۔!"معنی خیزی سے کہتے ہوئے ضیغم نے اپنی بات ادھوری چھوڑتے ہوئے نچلالب دانتوں میں دبایا۔۔نشال بدک کراس سے دور ہوئی۔۔ ضیغم سرعت سے مڑتے ہوئے اپنی ہنسی دباگیا۔۔پھر مضبوط قدم اٹھاتاوہاں سے نکلتاچلاگیا۔

"تین بجے کے قریب تیار رہنا،ڈاکٹر کے پاس چلیں گے۔۔اورہاں، تھوڑی دیر میں ناشتہ کرلینا۔۔لازمی۔۔!"وہ جانے سے پہلے اسے تاکید کرنا نہیں بھولا تھا۔۔نشال مسکراتے ہوئے بیڈ پر لیٹ گئی۔۔اسکے لبوں پر سجی مسکراہٹ بتارہی تھی کہ وہ پہلے سے ہی جانتی ہے کہ اسکے ساتھ کیامسئلہ ہے۔۔

◆◆◆◆

وہ ناشتہ کرکے کچھ دیر آغاجان کے پاس ہی بیٹھی رہی۔۔۔ضرغام کالج جاچکا تھاجبکہ شازمہ بیگم اماں بی کے ساتھ لان میں کھڑی مالی کو آج کام پر لگائے ہوئے تھیں۔۔۔وہ انکے اشاروں پر پودوں کی کانٹ چھانٹ کررہا تھا۔۔

"اب آپ اپنی بکس کے ساتھ انجوائے کریں میں زرا کچن دیکھ لوں۔۔،ورنہ نوری خالہ(ملازمہ) تواوپر اوپر کی چُگ کر چلی جائیں گی۔۔!"وہ آغاجان کو مخاطب کرتی انکے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔انہوں نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سرہلایاتووہ انکے کمرے سے نکل آئی۔۔جب سے ملیحہ فاروقی ہاؤس سے رخصت ہوئی تھی وہ

تقریباً روزانہ ہی پورے گھر کا طائرانہ جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ ملازماؤں کے سر پر کھڑے ہو کر صفائی کروادیا کرتی تھی۔ اسکے یوں گھریلو امور میں حصہ لینے پر شازمہ بیگم نے سختی سے اسے ایک دوبار ٹوکا بھی تھا مگر وہ نرمی سے مسکرا کر انکی بات کو نظر انداز کر دیا کرتی تھی۔۔اب بھی وہ سیدھا کچن میں چلی آئی۔۔ملازمہ برتن دھو کر اب سلیب صاف کر رہی تھی۔۔مشال نے ایک جانچتی نگاہ سلیب کے اوپر دیوار میں نصب کیبنٹس پر ڈالی۔۔۔

"ان کو بھی صاف کر دیں پلیز۔۔دیکھیں کتنی ڈسٹ جمی ہوئی ہے۔۔!"کیبنٹ کی لکڑی کو انگلی سے چھو کر اسنے ملازمہ کی نظروں کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔۔ملازمہ نے کھا جانے والی نگاہوں سے اسے گھورا جس نے پچھلے ایک ہفتے سے اسکی شامت بلا رکھی تھی مگر مشال اسکی طرف متوجہ نہیں تھی بلکہ اب تنقیدی نظروں سے آئی لینڈ کا جائزہ لے رہی تھی۔۔

"یہ برنرز تو صاف کریں۔۔میرا خیال ہے آپ ڈیلی صرف ایک بار ہی صاف کرتی ہیں، دن میں کم از کم تین ٹائم تو اسے صاف کیا کریں۔۔!"اسے کیبنٹ صاف کرتا دیکھ مشال نے ایک نیا حکم نامہ جاری کیا۔۔نوری نامی ملازمہ نے اسے دل ہی دل میں کوسا۔۔

"اور یہ ریفریجریٹر۔۔اسکو بھی کھول کر پلیز جائزہ لے لیا کریں۔۔کوئی بھی لیکوئیڈ پروڈکٹ گرے تو اسے فوراً صاف کر دیا کریں,ورنہ جم جاتا ہے، پھر بعد میں صفائی کرنے میں پرابلم ہوتی ہے۔۔!"فریج سے پانی بوتل نکال کر منہ سے لگاتے ہوئے مشال نے سنجیدگی سے کہا۔۔اسکی اردو میں آدھی انگلش ملی بات سنتی ملازمہ نے ہاتھ میں پکڑا کپڑا آئی لینڈ پر پٹخا جس سے وہ برنر صاف کر رہی تھی۔۔

"بیگم صائبہ آپکو اتنا ای مسئلہ ہے تو جی تسی خود ہی کر لیا کرو۔۔میں نے ہوروی کم کرنے ہوتے ہیں، بڑی بیگم صاب کو تو میرے ہتھ کی ہوئی صفائی بڑی پسند اے۔۔میرا نئی یقین تے جا کر اُن سے پچھ لو۔۔پر تاڈی بڑی مہربانی مجھ غریب تے رحم کرو میں سویرے کی لگی ہوئی ہوں۔۔۔ہور ہمت نئی آپ دے آڈر پورے کرن دی۔۔!"وہ

پنجابی اور اردو کا بری برح مکسچر بنا کر بولتی مشال کو ہونق کر گئی تھی۔۔وہ تو اسکی فر فر چلتی زبان پر حیران ہوئی جسکے لہجے میں واضح بیزاریت اور تھکاوٹ گھلی ہوئی تھی۔۔

"ارے ارے۔۔ آپ غصہ کیوں کر رہی ہیں۔۔اگر آپکو نہیں کرنا تو کوئی بات نہیں، آپ جائیں میں خود کر لیتی ہوں۔۔!" اسکے موڈ کے پیش نظر مشال نے نرمی سے کہا۔۔وہ لندن جیسے سیلف ڈیپینڈنٹ ملک سے آئی تھی، اسی لیے ملازمہ کے احتجاج پر اسنے کوئی خاص رد عمل نہیں دکھایا تھا۔۔ملازمہ کے جاتے ہی وہ دوپٹہ سائیڈ پر رکھ کر کام میں جت گئی۔۔دوبارہ سے کیبنٹس صاف کیے، آئی لینڈر گڑر گڑ کر چمکایا۔۔سلیب پر رکھی فالتو چیزیں ٹھکانے لگا کر اسنے فریج کو بھی اندر باہر سے صاف کیا۔۔کچن میں ایک طرف رکھی چئیرز اور ٹیبل، اوون کور۔۔نیز اسنے کچن کا فرش تک چمکا ڈالا، ہاں البتہ اس مہم میں وہ خود اب صفائی والی ماسی لگ رہی تھی۔۔آخر میں وہ فرش پر وائپر لگا رہی تھی جب شازمہ بیگم وہاں آئی تھیں۔۔چم چم کرتے کچن کو دیکھ کر ایک پل کو انکے دل نے ماسی بنی مشال کو سراہا تھا پھر اگلے ہی پل انہیں ملازمہ کی غیر موجودگی کا خیال آیا۔۔کچھ ہی دیر میں ضرغام بھی واپس آنے والا تھا اور اگر وہ اسے اس حال میں وہاں دیکھ لیتا تو یقیناً ماں سے ناراض ہو جاتا۔۔

"مشال۔۔۔!" انہوں نے اپنے کام میں لگی مشال کو پکارا۔۔اسنے پلٹ کر انکی جانب دیکھا۔۔شازمہ بیگم کی سخت نظر اسکے سفید گلابی گال کے سیاہ نشان پر پڑی تو انکی نظر ایک پل کو نرم پڑی۔۔اسکے بے ریا چہرے کی معصومیت نے ایک پل کو انکے پتھر دل پر ضرب سی لگائی تھی۔۔

"تم یہ سب کیوں کر رہی ہو۔۔یہ کام تمہارے کرنے کے نہیں ہیں۔۔اور وہ نوری کہاں ہے۔۔؟؟ نوری۔۔۔؟؟" اسے مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے آخر میں باہر کی طرف دیکھتے ہوئے نوری کو پکارا۔۔

"اسے مت بلائیں آنٹی۔۔وہ بے چاری تھک گئی تھی اسلیے میں نے سوچا میں ہی کر لیتی ہوں۔۔!"لبوں پر نرم مسکراہٹ سجاتے ہوئے اسنے انہیں جواب دیا۔۔اس گھر میں یقیناً شازمہ بیگم ہی وہ واحد شخصیت تھیں جن سے بات کرتے ہوئے وہ ضرور مسکرایا کرتی تھی۔۔

"اگر وہ تھکی ہوئی تھی تو اسکا مطلب یہ تو نہیں کہ تم ان فضول کاموں میں خود کو تھکاؤ۔۔۔ابھی نئی نئی شادی ہوئی ہے تمہاری۔۔تمہارا کام خود کو سجا سنوار کر رکھنا ہے نا کہ گھر کی صفائیاں کرنا۔۔!"شازمہ بیگم نے اسے گھر کنے والے انداز میں کہا۔۔وہ گڑبڑا گئی۔۔

"آنٹی میں تو بس۔۔۔"وہ بولتی بولتی چپ کر گئی۔۔

"آگے سے بحث مت کرو مشال۔۔اپنے کمرے میں جاؤ اور اپنا حلیہ درست کرو۔۔ضرغام آنے ہی والا ہے۔۔تمہیں ایسے دیکھے گا تو،اسے برا لگے گا۔۔شوہر ہے تمہارا۔۔اسکے سامنے خود کو زرا سنوار کر رکھا کرو۔۔!"اس بار انہوں نے اسے قدرے نرم لہجے میں تنبیہہ کی تھی۔۔وہ جی اچھا کہہ کر گردن جھکا گئی۔۔

"جی بڑی بیگم آپ نے بلایا۔۔؟"نوری کی آواز پر مشال نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔۔

"ہاں ادھر آؤ زرا تم۔۔۔!"کڑے تیور لیے وہ اسکی طرف متوجہ ہوئیں۔۔لیکن مشال کو وہیں ایستادہ دیکھ دوبارہ اسے مخاطب کرنے پر مجبور ہوئیں۔۔

"اور تم کیوں کھڑی ہو ابھی تک۔۔۔یہ وائپر اسے دو اور جاؤ اپنے کمرے میں۔۔!"مشال کی طرف پلٹ کر کہتی شازمہ بیگم نے اسے نوری کو وائپر دینے کا کہا جسے نوری نے خود آگے بڑھ کر اسکے ہاتھ سے لے لیا۔۔مشال اپنا دوپٹہ شانوں پر ڈالتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔۔جبکہ پیچھے وہ نوری کی کلاس لینے لگیں۔۔

"کیا کہا تھا تم نے مشال سے۔۔؟؟کون سے کاموں نے تمہیں تھکا ڈالا ہے۔۔؟؟"وہ سنجیدگی سے اس سے مخاطب ہوئیں۔۔نوری جو پہلے دن سے ہی مشال اور انکے درمیان کھنچاؤ محسوس کر چکی تھی اور اسی بات کا فائدہ اٹھاتے

ہوئے اس نے آج مشال کے سامنے بہانہ بھی بنالیا تھا، مگر جانتی نہ تھی کہ شازمہ بیگم اسکی یوں کلاس لے لیں گی۔۔ سو فوراً گھگھیائی۔

"بیگم صاب میں نے کی کہنا ہے جی، وہ تو چھوٹی بیگم کو خودی میرے ہتھ کی صفائی پسند نئی آرہی تھی تو میں کیا جی آج آپ مجھے کرکے وکھادیں کل سے میں سئی سئی کرلواں گی۔۔!" فاروقی ہاؤس کے مکینوں سے بات کرتے ہوئے وہ اردو بولنے کے چکر میں اپنی پنجابی کی بھی ٹانگیں توڑ دیا کرتی تھی۔۔

"کیوں تم تنخواہ کس بات کی لے رہی ہو۔۔؟؟ اگر تمہیں کام سیکھنا ہی تھا تو مجھے پہلے بتا دیتیں میں کسی صحیح کام والی کو رکھ لیتی۔۔ آئی بڑی سیکھنے والی۔۔!" غصے سے بولتی وہ آخر میں بڑبڑائیں۔۔ نوری سر جھکائے الٹے سیدھے منہ بنارہی تھی۔۔

"اور خبردار جو آئندہ کبھی تم نے میری بہو کے سامنے کام کرنے کے معاملے میں کوئی ڈرامہ کیا تو اسی دن فارغ کردوں گی تمہیں۔۔ پھر سیکھتی رہنا کام۔۔۔!" وہ ناگواری سے کہتیں کچن سے نکل گئیں۔۔ پیچھے نوری نے اپنی نوکری بچ جانے پر خدا کا شکر ادا کیا۔۔ پھر منہ بناتے ہوئے کرتی وائپر لگانے لگی۔۔

وہ ضرغام اور ملیحہ کی شادی کے دنوں میں ہی فاروقی ہاؤس آئی تھی، شازمہ بیگم کی عادت سے ٹھیک طرح سے واقف نہیں تھی اسی لیے ایسی غلطی کر بیٹھی تھی۔۔

♦♦♦♦

"تجھے کیوں چھوڑا اس نے۔۔؟؟ چھوڑن دی وجہ نہیں بتائی۔۔؟؟" اسے خلاؤں میں گھورتا دیکھ اسکی ماں نے پوچھا۔۔ وہ کافی دیر سے اسکے پاس بیٹھی ہوئی تھیں مگر وہ انکی موجودگی سے بے بہرہ بس یہاں وہاں دیکھ رہی تھی۔۔ انکے سوال پر چونک کر انکی طرف متوجہ ہوئی۔۔

"کیونکہ۔۔۔اسے مجھ سے نفرت ہو گئی تھی۔۔!" انہیں جواب دیتے ہوئے وہ پھیکی ہنسی ہنس دی۔۔سامعہ کی ماں کو اسکی اجڑی حالت دیکھ کر تکلیف ہوئی۔۔اس سے جتنی مرضی ناراض سہی مگر وہ اسکی ماں تھیں۔۔کیسے لا تعلقی برت سکتی تھی۔۔

"کی مطلب۔۔؟؟ نفرت سے پہلے، محبت بھی کرتا تھا کیا۔۔۔؟؟" وہ حویلی کی اونچی دیواروں میں رہنے والی سادہ عورت بڑا گہرا سوال کر گئی تھی۔۔سامعہ کے دل پر ہاتھ پڑا۔۔اسنے اپنی ویران آنکھوں سے اپنی ماں کی طرف دیکھا جو اسے اپنے لیے فکر مند نظر آ رہی تھی۔۔

"محبت۔۔۔؟؟ ایسی ویسی محبت۔۔!! اماں وہ تو مجھ سے۔۔عشق کرتا تھا۔۔پتہ نہیں۔۔پھر کیسے اتنا پتھر ہو گیا۔۔ اتنا بے حس کے مجھے مرنے کے لیے یہاں چھوڑ گیا۔۔!" کہتے کہتے وہ رو پڑی۔۔جانے کیوں اس شخص کی ہر ہر بات یاد کرتے ہوئے اسکی آنکھ بھر آیا کرتی تھی۔۔اسکی بات سنتی اسکی ماں نے ایک پل کو اسکی بے عقلی پر افسوس کیا پھر اگلے ہی پل گویا ہوئی۔۔

"اری کیوں نہیں پتہ۔۔۔تُو نے ہی تو بتایا کہ ارباز سے ناراض ہے وہ۔۔ہو سکتا ہے اسی وجہ سے تجھے چھڈ گیا ہو۔۔!" اسکی ماں نے اپنی طرف سے عقلمندی کا مظاہرہ کیا تھا۔۔انکے جواب پر وہ اب کی بار روتے روتے ہنسی۔۔

"میری بھولی اماں۔۔تم نہیں سمجھو گی۔۔وہ ناراض ہوتا تو مجھے کبھی نہ چھوڑتا۔۔وہ تو چاچو سے نفرت کرتا ہے نفرت۔۔۔اتنی کہ اسے مجھ سے۔۔۔مجھ سے بھی نفرت ہو گئی۔۔وہ چاچو سے متعلقہ کسی چیز کو اپنی آنکھوں کے سامنے نہیں دیکھنا چاہتا۔۔کجا ایک جیتی جاگتی انسان کو۔۔؟؟ نہیں اماں نہیں۔وہ مجھے اپنے سامنے برداشت نہیں کر سکتا۔۔نفرت کرتا ہے وہ مجھ سے۔۔!" بولتے ہوئے وہ اذیت محسوس کرتی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔اس سے بڑھ کر اذیت کا مقام بھلا کیا تھا کہ اسکے دل کا مکین اس سے نفرت کرتا تھا۔۔اسکی ماں نے نرمی سے اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔

"جھوٹ بولا ہے اس نے۔۔ نفرت نہیں کرتا وہ تجھ سے۔۔ اگر جے نفرت ہی کرنی ہوتی تو وہ خود سے کرتا نفرت۔۔ کیونکہ ارباز سے متعلقہ فرد تو وہ خود وی ہے سامعہ۔۔ اس نے تجھے یہاں کسی ہور مقصد کے لیے چھوڑا ہے میری دھی۔۔ تو فکر نہ کر۔۔ اگر اسے واقعی تیرے سے محبت ہوئی تو تجھے لینے ضرور واپس آئے گا۔۔!" اسکا سر تھپکتے ہوئے وہ نرمی سے کہہ رہی تھی۔۔ روتی ہوئی سامعہ کی سسکیوں میں اضافہ ہونے لگا۔۔

"اگر تو اس سے بات کرنا چاہتی ہے تو۔۔ یہ لے موبیل۔ ابھی تیرے بھائی حویلی نہیں ہیں۔۔ انکے آنے سے پہلے پہلے اس سے بات کر لے۔۔ تیرا شوہر ہے۔۔ ہو سکدا اے اسکا غصہ اب تک ٹھنڈا ہو گیا ہو۔۔ ہیں میری دھی۔۔؟ لے پکڑ موبیل۔۔ تے چھیتی کر لئیں۔۔ میں تھوڑی دیر بعد آکر یہ لے جاؤں گی۔۔!" اسکی طرف اپنا موبائل بڑھاتے ہوئے اسکی ماں نے دھیمی آواز میں کہا۔۔ سامعہ نے ایک پل کو بھیگی آنکھوں سے اپنی ماں کے ہاتھ میں موجود موبائل کو دیکھا پھر جلدی سے پکڑ لیا۔۔۔

"ٹھ۔۔ ٹھیک ہے۔۔!" اپنے گال صاف کرتے ہوئے اسنے اثبات پر سر ہلایا تو اسکی ماں اسکے سر پر ہاتھ رکھتی وہاں سے چلی گئی۔۔ اسنے جلدی سے اٹھ کر کمرے کا دروازہ بند کیا۔۔ اسنے ایک نظر ہاتھ میں موجود موبائل کو دیکھا۔۔ اگلے ہی پل اسکی انگلیوں نے کچھ سوچ بچار کے بعد ایک نمبر ڈائل کیا تھا۔۔ بیل جانے لگی۔۔ وہ زیر لب نمبر درست ہونے کی دعا کر رہی تھی۔۔ یقیناً اسنے زمان کا نمبر ڈائل نہیں کیا تھا۔۔

♦♦♦♦

جو میرے ضبط کا شیرازہ منتشر کر دے

وقت کے ستم کو ابھی وہ ادا نہیں آئی۔۔

گاڑی کے سٹئیرنگ پر سختی سے اپنے ہاتھ جمائے وہ بڑے ضبط سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔ آسمان کے سینے پر چمکتے سورج کی آب و تاب میں ہوتی کمی دوپہر ڈھلنے کی نشاندہی کر رہی تھی۔۔ پرندے یہاں سے وہاں اپنے پر پھیلائے

رزق چگ چکنے کے بعد اب شاید اپن گھروں کو لوٹنے کی تیاریوں میں تھے۔۔وہ لب بھینچے اپنے پہلو میں بیٹھی نشال کے وجود سے یکسر بیگانگی ظاہر کر رہا تھا۔۔عام حالات ہوتے تو شاید وہ اسکے چہرے پر چھائی سختی بھانپ لیتی مگر فی الوقت جس خبر کی تصدیق ڈاکٹر نے کی تھی، اسکے بعد وہ اتنی خوش تھی کہ ضیغم کی آنکھوں میں اترتی بے چینی دیکھ نہیں پائی تھی۔۔جبکہ اس کی ذات سے بے نیازی برتنے کے باوجود بھی ضیغم اسکے لبوں پر بار بار اپنی چھب دکھلا کر غائب ہوتی شرمگیں مسکراہٹ سے انجان نہیں تھا۔اور یہی وہ مسکراہٹ تھی جسے چھیننے کا سوچ کر ہی اسکا دل کٹ رہا تھا۔۔اسکی آنکھوں کے سامنے تھوڑی دیر پہلے کا منظر گھوم رہا تھا جب وہ نشال کے ساتھ ڈاکٹر فائزہ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔۔اس ڈاکٹرنی کے الفاظ اسکے دماغ میں کسی ہتھوڑے کی طرح ضربیں لگا رہے تھے۔۔

"کانگریجولیشنز مسٹر ضیغم۔۔یور وائف از ایکسپیکٹنگ۔۔۔!"لبوں پر پیشہ ورانہ مسکراہٹ سجائے وہ اسے مبارک باد دے رہی تھیں۔۔ ضیغم نے اسی وقت نشال کی جانب دیکھا تھا جسکے لبوں پر آتی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ پہلے ہی سے اس خبر سے آگاہ ہے۔۔اس پل۔۔ہاں اس پل ضیغم کو نشال کا اترانا۔۔اسکا شرارتی انداز یاد آیا تھا جو وہ چند دنوں سے اپنائے ہوئے تھی۔۔اسکی طرف سے نگاہ ہٹا کر ضیغم نے ڈاکٹرنی کی جانب دیکھا۔۔پھر نرمی سے مسکرایا۔۔

"تھینکیو میم۔۔۔!"کہتے ہوئے بڑی مشکل سے ضیغم نے لہجے میں نرمی کا عنصر پیدا کیا تھا۔۔پھر اس ڈاکٹرنی نے اسے نشال سے متعلق چند ہدایات دی تھیں جنہیں ضیغم نے مکمل توجہ سے سنا اور پھر نشال کو اپنے بازو کے حلقے میں لے کر وہ کلینک سے باہر نکل آیا تھا۔۔۔

"ضیغم دیکھ کر پلیز۔۔۔!"نشال کی بدحواس آواز پر وہ ہوش میں آیا تھا اور بروقت سٹیئرنگ گھما کر گاڑی کی ڈائریکشن درست کی۔۔۔گاڑی کی سپیڈ ہلکی کرتے ہوئے اسنے اپنی جلتی ہوئی آنکھوں کو اپنی کلائی سے مسلا۔۔اس بار نشال اسکی طرف متوجہ ہوئی۔۔

"کیا ہوا ضیغم۔۔ آ۔۔ آپ ٹھیک ہیں۔۔؟؟" اسکا سرخ چہرہ دیکھتے ہوئے نشال نے پریشانی سے پوچھا۔۔ وہ چپ چاپ ڈرائیو کر رہا تھا۔۔ ضیغم کی براؤن آنکھوں میں دھند سے اترنے لگی تو اسنے فوراً گاڑی کو بریکس لگا کر گاڑی روک دی۔۔ پھر بنا اسکی طرف دیکھے گاڑی سے باہر نکل گیا۔۔ اسے شدت سے احساس ہوا کہ اسکی آنکھوں میں اترتی دھند، براؤن آنکھوں میں آتی نمی کے باعث تھی۔۔ اسنے ایک پل کو آنکھیں میچ کر چہرے کا رخ آسمان کی طرف کر لیا۔۔ مٹھیاں بھینچ کر خود کو کمپوز کرنا چاہا تھا۔۔ وہ اپنی آنکھوں کا پانی گال پر بکھرنے نہیں دینا چاہتا تھا۔۔ اسے دیکھتی نشال خود بھی گاڑی سے باہر نکل کر اسکے سامنے آئی۔۔

"ضیغم کیا ہوا ہے۔۔؟؟ آپ ٹھیک تو ہیں۔۔؟؟" اسکے شانے پر ہاتھ رکھ کر پوچھتے ہوئے نشال نے جیسے اسے اپنی موجودگی کا احساس دلایا تھا۔۔ اسکے نرم ہاتھ کے گرم لمس پر ضیغم نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اپنی آنکھیں کھولیں اور اسکی جانب دیکھا۔۔ ضیغم کی لال انگارہ آنکھیں دیکھ کر نشال کا دل دھڑک اُٹھا۔۔

"گاڑی سے باہر کیوں آئیں تم۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے اسکی آواز میں نرمی تھی۔۔ اسکے چہرے پر چھائے سخت تاثرات کے برعکس اسکا لہجہ شیریں تھا۔۔ نشال کو اس پل وہ بکھرا ہوا لگا۔۔

"آپکی وجہ سے آئی ہوں۔۔ کیا ہوا ہے آپکو۔۔؟؟" وہ فکرمندانہ آواز میں پوچھ رہی تھی۔۔

"ہاں وہ۔۔ گاڑی میں گھٹن کا احساس ہو رہا تھا۔۔ تو بس سانس لینے کے لیے باہر نکل آیا۔۔ اٹس فائن ناؤ۔۔ چلو آؤ بیٹھو۔۔!" دھیمے لہجے میں کہتے ہوئے ضیغم نے اسے واپس گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔ وہ الجھی الجھی سے واپس جا بیٹھی۔۔ ضیغم نے بھی فرنٹ سیٹ سنبھال کر گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔

باقی سارے راستے وہ یہ سوچ کر خاموش رہی کہ گھر جا کر اس سے پوچھ لے گی مگر وہ اسے فلیٹ کے دروازے پر چھوڑ کر ہی واپس پلٹ آیا تھا۔۔ پارکنگ ایریا سے اپنی گاڑی دوبارہ نکال کر وہ واپس اپنے آفس آ گیا تھا۔۔۔۔

چیئر پر بیٹھنے کی بجائے وہ بے چینی سے یہاں وہاں چکر کاٹنے لگا۔۔روح کی بے چینیاں اور دل کے بین عروج پر تھے۔۔وہ جو فیصلہ اسنے ایک پل میں کر لیا تھا، اسے اب اس فیصلے پر قائم بھی تو رہنا تھا۔۔نشال کی تکلیف کا سوچ سوچ کر ہی وہ پریشان ہو رہا تھا جب اسکے موبائل پر رنگ ہوئی تھی۔۔وہ اگنور کرتے ہوئے

اپنی چیئر پر جا بیٹھا کیونکہ فی الوقت وہ کسی سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

مسلسل بجتا موبائل اسکی سوچوں کو منتشر کر رہا تھا۔۔اسنے جی بھر کر بے زار ہوتے ہوئے موبائل پاکٹ سے نکال کر نگاہ کے سامنے کیا۔۔ارادہ موبائل کال کاٹنے کرنے کا تھا مگر کال ڈیکلائن کرنے کرنے کی بجائے اس سے ریسیو ہو گئی۔۔شاید دوسری جانب موجود سامعہ کی دعائیں رنگ کائی تھیں۔۔

"ہیلو۔۔ضیغم بھائی۔۔۔؟؟کیا میں ضیغم اجلال سے بات کر سکتی ہوں۔۔؟؟"فون کے سپیکر سے ابھرتی نسوانی آواز سن کر وہ کال ڈسکنیکٹ کرتے کرتے رہ گیا۔۔اسنے فوراً فون کان سے لگایا۔۔

"ہیل۔۔۔ہیلو۔۔ضیغم بھائی۔۔؟؟"بھیگی ہوئی نسوانی آواز جس میں دم توڑتی امید وہ بخوبی محسوس کر گیا تھا۔۔

"یس۔۔ضیغم اجلال سپیکنگ۔۔آپ کون۔۔؟؟"ضیغم نے فوراً جواب دیا۔۔جانے وہ کون تھی اور کس تکلیف میں تھی۔۔

"مم۔۔میں سامعہ بات کر رہی ہوں۔۔!"سامعہ کا نام سن کر وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔"

"سامعہ۔۔آر یو اوکے۔۔؟؟آپ رو کیوں رہی ہیں۔۔زمان نے کچھ کہا ہے۔۔؟؟وہ قدرے فکر مندانہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔

"وہ تو مجھے کب کا چھوڑ چکے ہیں ضیغم بھائی۔۔آپ پلیز میری مدد کریں۔۔میں یہاں۔۔۔۔"وہ آہستہ آہستہ اسے سب بتاتی چلی گئی۔۔

پوری بات سن کر ضیغم کی بھنویں کھنچ گئیں۔۔اسے اس پل زمان پر شدید غصہ آیا تھا جس نے اس قدر بے وقوفانہ حرکت کرنے کے بعد اسے خبر بھی نا لگنے دی تھی۔۔

"آپ روئیں مت۔۔بس اپنی حفاظت کریں۔۔میں آج رات ہی آپکو وہاں سے لے جاؤں گا۔۔۔کل صبح کا سورج آپ اس حویلی میں نہیں دیکھیں گی۔۔!"چند منٹوں میں پی اپنا آگے کا لائحہ عمل تیار کرتے ہوئے اسنے سامعہ کو مدد کا یقین دلا دیا تھا۔۔اگلے پانچ منٹوں میں اسے مزید ہدایات دے کر ضیغم نے کال کاٹ دی۔۔پھر اپنے ایک خاص آدمی کو کال کی اور کچھ دیر اس سے بات کرتا رہا۔۔ٹھیک تین گھنٹے بعد اسکا سارا پلان تیار تھا۔۔حویلی کا اندرونی نقشہ جو اسکے خاص آدمی نے اسکی ڈیمانڈ پر محض ایک گھنٹے میں ہی اسکے سامنے لا کر رکھ دیا تھا۔اب اسے حفظ ہو چکا تھا۔۔ان تین گھنٹوں میں وہ سامعہ کے لیے مختص کمرے کا بھی پتہ لگا چکا تھا۔۔اب صرف حویلی جا کر سامعہ کو وہاں سے نکالنا باقی تھا۔۔اور بلاشبہ یہ کام اتنا آسان نہیں تھا۔۔

♦♦♦♦

رات کی سیاہی حویلی کی چار دیواری سے اندر کودتی ہوئی ہر سو پھیل چکی تھی۔۔گیٹ پر بیٹھا چوکیدار اب اونگھ رہا تھا۔۔ایسے میں حویلی کی بیک سائیڈ سے دیوار پھلانگ کر ایک سایہ لان میں کودا اور جلدی سے پودوں کی اوٹ میں ہو گیا۔

لان کے دوسرے کونے میں آگ جلا کر چارپائیوں اور موڑھے پر کچھ مرد بیٹھے ہوئے تھے۔ جن میں یقیناً اس حویلی کے مرد اور مزارعے دونوں ہی شامل تھے۔۔اس سائے کے کودنے کے باعث گھاس سے ڈھکی زمین پر ہلکی سی دھمک پیدا ہوئی تھی۔۔جسے محسوس کرنے سے وہ تمام حضرات قاصر رہے تھے۔۔ایک پل کو پودوں کی پیچھے چھپے اس شخص کے زخمی سر کی چولیں بھی ہلی تھیں مگر وہ پرواہ کیے بغیر اس ٹولے کی جانب دیکھنے لگا جن میں سے زیادہ تر کی اسکی جانب پشت تھی۔۔ہوا کی عدم موجودگی کے باعث درختوں کے پتے رات کی تاریکی میں ساکن

تھے۔۔وہ سایہ قدرے جھک کر رکوع کی حالت میں آہستگی سے قدم اٹھاتے ہوئے ایک مخصوص سمت میں چلنے لگا۔۔ جھک کر چلنے، اور پودوں اور درختوں کی موجودگی کے باعث وہ بآسانی اپنی منزل تک پہنچ سکتا تھا۔۔پوری حویلی کا اندرونی نقشہ تو وہ پہلے ہی حفظ کر چکا تھا۔۔ سو سب سے پہلے اسنے سامعہ کو دیکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔ دبے پاؤں چلتے ہوئے وہ اسکے لیے مختص کمرے کی طرف آیا جسکا دروازہ بند تھا۔۔اسنے زرا سا زور لگا کر کھولنا چاہا مگر دروازہ اندر سے بند تھا۔۔وہ جی بھر کر بدمزہ ہوا پھر گھوم کر دوسری طرف آیا۔۔کمرے کی پچھلی دیوار میں نصب لکڑی کی کھڑکی کا ایک پٹ زرا سا کھلا ہوا تھا۔۔اسنے دل ہی دل میں شکر ادا کرتے ہوئے کمرے کے اندر دیکھنے کی کوشش کی۔۔سامنے ہی وہ چٹائی پر، آنکھوں پر بازو رکھ کر چت لیٹی ہوئی تھی۔۔اسکے دل کی دھڑکن اس دشمن جاں کو پورے دس دن بعد دیکھ کر غیر ہونے لگی۔۔۔بے قرار نگاہ بے تابانہ اسکے وجود کو دیکھنے لگی۔۔معاً آنکھوں پر بازو رکھ کر لیٹی سامعہ کو عجیب سا احساس ہوا تو اسنے فوراً آنکھوں سے بازو ہٹایا اور اٹھ بیٹھی۔۔اب وہ اسکا چہرہ دیکھ سکتا تھا جو اسکی نگاہوں کے بالکل سامنے تھا۔۔۔سوکھے ہونٹ۔۔زرد رنگت۔۔زمان کا دل ڈوبنے لگا۔۔۔کمرے کی دھیمی پیلی روشنی میں یہاں وہاں دیکھتی سامعہ کی نگاہ کھڑکی سے اندر جھانکتی ان دو آنکھوں پڑی تھی۔۔نگاہیں چار ہوئیں تو زمان کا دل اسکی آنکھوں میں دھڑکنے لگا۔۔وہ فوراً پلٹا۔۔جبکہ سامعہ سرعت سے کھڑکی کی طرف آئی۔۔

"کون۔۔کون ہے۔۔؟؟" کھڑکی پوری کھولتے ہوئے اسنے باہر دیکھنا چاہا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔۔

سامعہ نے چہرہ باہر نکال کر اطراف میں دیکھا مگر وہاں تاریکی کے سوا کچھ نہیں تھا۔۔اپنا سر اندر کر کے اسنے کھڑکی بند کر دی اور واپس چٹائی پر آ بیٹھی۔۔اب اسے ضیغم کے آنے کا انتظار تھا جبکہ دوسری طرف زمان اب دیوار میں لگے پائپ اور قریب لمبے چوڑے درخت کے ذریعے اوپر چڑھ رہا تھا۔۔ڈھائی سے تین منٹ بعد وہ دوسری منزل پر موجود اریاز علوی کے کمرے کی کھڑکی کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ تیس سے چالیس سیکنڈ کی مشقت کے بعد وہ اسکے کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔۔بھاری پردوں کے پیچھے کھڑے کھڑے اسنے زرا سا چہرہ اندر کر کے اطراف

میں دیکھا۔۔ کمرے میں نیم تاریکی کا راج تھا۔۔ بیڈ پر لیٹے وجود کے ہلکے خراٹے اس وجود کے گہری نیند میں ہونے کی نشاندہی کر رہا تھا۔۔ زمان پردوں کی اوٹ سے باہر نکلا اور پہلے دروازے کی طرف بڑھا۔۔ دروازہ اچھے سے لاک ہونے کا یقین کر کے وہ پلٹا اور بیڈ کی طرف آیا۔۔۔ اسکی سیاہ آنکھوں میں اس پل نفرت اور غضب کی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔۔ وہ اسکے قریب آ گیا تھا، ایک پرفیکٹ پوزیشن لی اور سوتے میں اسکا دم گھوٹنے لگا۔۔

♦♦♦♦

گہری نیند میں سوئے ہوئے شخص کو یک دم اپنا سانس گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔۔ ایسے جیسے کوئی بہت وزنی شے اسکے سینے پر آ بیٹھی ہو۔۔ اسنے ہاتھوں اور پیروں کو حرکت دینے کی کوشش کی تو جیسے جسم نے مفلوج ہونے کی بے چارگی ظاہر کر دی۔۔ ارباز علوی کا دم گھٹنے لگا کیونکہ وزن تھا جو بڑھتا جا رہا تھا۔۔ اسنے ایک لمبا سانس لے آنکھیں کھولیں جن پر گہری نیند سے جاگنے کے باعث بوجھ سا تھا۔۔ آنکھیں کھلنے پھر اسنے کسی مضبوط مرد کو اپنے سینے پر بیٹھا پایا۔۔ ایک پل کو تو وہ چکرا گیا مگر اگلے ہی پل پوری آنکھیں کھولتے ہوئے اسنے زمان کو پہچاننے کی کوشش کی۔۔۔ حواس کچھ ٹھکانے پر آئے تو آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل گئیں کیونکہ اسکی نگاہوں کے سامنے موجود چہرہ اسکے اپنے بیٹے کا تھا۔۔

"زمان تم۔۔۔!" اسکے لبوں نے جنبش کی جس پر زمان کے لب خوبصورتی سے مسکرائے۔۔ چہرے پر واضح کرختگی تھی۔۔

"پہچان لیا ناں۔۔۔ کیسے ہیں آپ بابا جان۔۔۔؟؟" اپنے ہاتھ میں موجود گن ارباز علوی کی پیشانی پر رکھتے ہوئے وہ سرد لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔ اپنی پیشانی پر اسکی گن کا دباؤ محسوس
کرتے ارباز علوی کے پورے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی۔۔ زبان میں لکنت سی آ گئی۔۔

"یہ۔۔یہ کلک۔۔۔کیا کر رہے ہو تم۔۔۔؟؟"اسنے اپنے لہجے میں بھرپور رعب پیدا کرنے کی کوشش کی تھی مگر وائے افسوس کے اس پل وہ اپنی اس کوشش میں ناکام رہا تھا۔۔زمان استہزائیہ نگاہوں سے اسکا ہوائیاں اڑتا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔رات کی تاریکی اور کمرے کی خاموشی میں زمان اسکے دل کی بڑھتی ہوئی دھڑکن بخوبی محسوس کر سکتا تھا۔۔

"آپ پر احسان کر رہا ہوں میرے بدصورت ترین بابا جان۔۔۔آپکی مشکل حل کرنے آیا ہوں اور کچھ نہیں۔۔!" زمان نے اسکے پہلو میں گرے اسکے بازوؤں پر رکھے اپنے گھٹنوں کا دباؤ بڑھا کر اسے مزید تکلیف میں مبتلا کیا۔۔ اپنے دونوں پاؤں اسکی ٹانگوں میں پھنسا کر وہ اس پر اسطرح سے بیٹھا ہوا تھا کہ ارباز علوی کے ہلنے کے راستے مسدود تھے۔۔

"کک۔۔۔کیا مطلب۔۔۔اٹھو مجھے سانس نہیں آرہا۔۔!" دھیمی ہوتی دھڑکنوں کے باعث وہ بول نہیں پا رہا تھا۔۔زمان نے ہولے سے قہقہ لگایا۔۔

"یہی تو کرنے آیا ہوں۔۔!" ہنستے ہوئے بولتا وہ اس پل اسکا مذاق اڑا رہا تھا۔۔ارباز علوی کے دل کی دھڑکنیں موت کے خوف سے بڑھنے لگیں۔۔

"د۔۔دیکھو۔۔۔پہلے۔۔پیچھے ہٹو ہم۔۔بیٹھ کر۔۔بات کرتے ہیں۔۔!"ارباز نے ہلنے کی بھرپور کوشش کرتے ہوئے زماں سے التجا کی۔۔

"تم جیسے ذلیل اور گرے ہوئے انسان کی شکل پر تو میں تھوکنا بھی پسند نہیں کرتا کجا تمہارے ساتھ بیٹھ کر بات کرنا۔۔۔نو نیور۔۔۔!"زمان نے مزید وقت ضائع کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے کٹیلے لہجے میں کہا۔۔ارباز علوی کی آنکھیں اسکے بھاری وجود کے بوجھ کو برداشت کرنے کے چکر میں لال ہو رہی تھیں۔۔

"اب جلدی سے بتاؤ۔۔ کیسے مرنا چاہو گے۔۔؟؟ کہاں گولی کھاؤ گے۔۔؟؟ یہاں۔۔۔؟؟" کہتے ہوئے زمان نے اسکی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے اوپر پیشانی پر گن کا دباؤ بڑھایا۔۔

"یا پھر یہاں۔۔۔؟؟" اسکی پیشانی سے گن ہٹا کر زمان نے اسکے تیزی سے دھڑکتے دل پر گن رکھی۔۔

"ویسے یہاں، دل کے مقام پر زیادہ بہتر رہے گا کیونکہ تمہارا یہ دل بہت سیاہ ہے۔۔ کالا۔۔ جسکی کالک تم دیکھ لو تو تمہیں خود کو اُلٹی آ جائے۔۔۔!" وہ بڑی نفرت سے بول رہا تھا

ارباز علوی کی روح اپنی دھڑکنوں پر گن کا دباؤ محسوس کر کے کانپ اٹھی۔۔

"بس ایک گولی۔۔ اور تم ٹھنڈے ارباز علوی۔۔۔ فقط ایک گولی۔۔!" چہرے پر کچھ حیرت کے تاثرات سجاتے ہوئے وہ جیسے اس پر افسوس کر رہا تھا کہ اسکی زندگی کس قدر بے وقعت ہے۔۔۔ محض ایک گولی۔۔؟؟ ارباز علوی کا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑنے لگا۔۔

"تت۔۔۔ تم مجھ پر۔۔ تھوکنا پسند نہیں کرتے تو پھر۔۔ مم۔۔۔ میرے خون سے اپنے ہاتھ کک۔۔۔ کیوں گندے کر رہے ہو۔۔؟؟" چیخنے چلانے یا مزاحمت کرنے کی بجائے وہ اسے اپنی باتوں سے ہی گھائل کر دینا چاہتا تھا۔۔ وہ اسکی نفرت چھلکاتی آنکھوں میں ہلکی سی نمی دیکھ چکا تھا جو یقیناً ارباز علوی ہی کی وجہ سے اسکی سیاہ آنکھوں میں اتر رہی تھی۔۔ اسکے سیاسی سوال پر زمان کے لبوں پر ایک زہرخند مسکراہٹ پھیل گئی۔۔

"اسکی بھی ایک وجہ ہے ارباز علوی۔۔۔ تم میرے باپ ہو۔۔ اور میں تمہارا بیٹا۔۔ سو اسی تعلق کو نبھا رہا ہوں یار۔۔ میں نہیں چاہتا کہ میرا ظالم باپ اسی دنیا میں مکافاتِ عمل دیکھے۔۔۔ نہیں چاہتا کہ اللہ کا عذاب تم پر نازل ہو اسلیے تمہیں پہلے ہی سانسوں کے بوجھ سے آزاد کر رہا ہوں۔۔!" اسکی خوفزدہ آنکھوں میں اپنی سیاہ آنکھیں گاڑھے وہ تلخی سے کہہ رہا تھا۔۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔ ایسا مت کرو۔۔۔!" ارباز، علوی گھگھیایا۔۔ زمان نے ٹریگر پر انگلی رکھ لی۔۔ زمان کی گن ارباز کے سینے پر عین دل کے مقام پر رکھی ہوئی تھی۔۔

"میں جانتا ہوں کہ تمہیں اس دنیا میں خود سے بڑھ کر اور کوئی عزیز نہیں ہے۔۔ مگر جن کو تم عزیز ہو۔۔ ایک بار انہیں یاد کر لو۔۔۔ چلو پڑھو کلمہ۔۔۔۔ شاید تمہاری بخشش ہو جائے۔۔!" اسکے دل پر گن کا دباؤ بڑھاتے ہوئے وہ سرد مہری سے کہہ رہا تھا۔۔ ارباز علوی سے خوف کے باعث کلمہ نہیں پڑھا جا رہا تھا۔۔

"مجھے چھوڑ دو۔۔۔ میری بیٹیوں کی خاطر۔۔ مم۔۔ مجھے ان سے معافی۔۔۔۔" وہ اپنی بات پوری نہیں کر پایا تھا جب وہ دہاڑا۔۔

"کلمہ پڑھ۔۔۔۔!" ارباز علوی کو اپنی موت سر پر منڈلاتی محسوس ہوئی۔۔ وہ سوچ نہیں رہا تھا مگر اسکی سوچوں میں فریحہ فاروقی بے دھڑک چلی آئی تھی۔۔

"لا۔۔۔ الہ۔۔۔" اسکی آواز ٹوٹ رہی تھی۔۔۔

"میرے ساتھ ایسا ظلم مت کریں ارباز۔۔۔۔ پلیز۔۔۔!" وہ ہاسپٹل کے فرش پر اپنے درد کی پرواہ کیے بغیر اسکے قدموں میں بیٹھی اس سے طلاق نہ دینے کی درخواست کر رہی تھی۔۔۔ ارباز کی سانسیں رکنے لگیں۔۔۔ اسکی دھڑکنیں تیز سے تیز تر ہو رہی تھیں۔۔

"الا۔۔ للہ۔۔۔" بولتے ہوئے ارباز کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔۔ وہ جانتا تھا اسکے کمرے سے گولیوں کی آواز باہر نہیں جائے گی کجا کہ زمان کا دہاڑنا۔۔

"سائیں۔۔۔ سائیں مینوں چھڈ دو۔۔ رحم کرو۔۔ اماں۔۔ اماں۔۔۔" اسکی بے رحمانہ گرفت میں مچلتی اس کمسن لڑکی نے اس سے اپنی عزت کی بھیک مانگی تھی۔۔

"محمد۔۔ رسول۔۔۔۔" ارباز علوی کی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر کنپٹیوں میں جذب ہوئے تھے۔۔

"مت کہیں مجھے بیٹا۔۔ نہیں ہوں میں آپکی کچھ بھی۔۔" نشال کی بھیگی ہوئی آواز سمیت اسکا معصوم چہرہ ارباز کی آنکھوں میں گھوما تھا۔۔

"محمد رسول اللہ۔۔۔" ایک آخری بے بس نگاہ زمان پر ڈالتے ہی ارباز نے کلمہ پورا پڑھ لیا تھا۔۔ زمان نے سیکنڈ کی دیر کیے بغیر اسکے دل پر رکھی گن کا ٹریگر دبا دیا۔۔ گولی چلتے ہی ارباز کے جسم کو ایک جھٹکا لگا تھا۔۔ دھڑکتے دل کی دھڑکنیں پل میں ساکت ہوئیں تھیں۔۔۔ لیکن اپنی دھندلی آنکھوں سے ارباز کا چہرہ دیکھتے زمان کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی۔۔ وہ اسکے دل کے مقام پر رکھی گن کا ٹریگر دباتا چلا گیا حتٰی کہ وہ گن کی ساری گولیاں اس کے جسم میں اتار چکا تھا جو اسکی پہلی گولی پر ہی بے دم ہو گیا تھا۔۔۔

"سوری بابا جان۔۔۔ آپ اس قابل نہیں تھے کہ اپنی بیٹیوں سے معافی مانگتے۔۔ مجھے یقین ہے کہ انہیں آپکی موت کی خبر سن کر خوشی ملے گی۔۔!" سرسراتی ہوئی آواز میں کہتا وہ اسکے اوپر سے اٹھا۔۔ ایک نظر ہاتھ میں موجود خالی ریوالور پر ڈالی اور دوسری بیڈ پر ڈھیر ہوئے ارباز علوی پر۔۔

"دیکھو زندگی کی حقیقت ارباز علوی۔۔۔ دیکھو حقیقت کیا ہے۔۔۔؟؟؟" مرے ہوئے اس شخص سے مخاطب ہوتے ہوئے وہ بھاری آواز میں پوچھ رہا تھا۔۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اسکی آواز کا بھاری پن اسکی آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں کے باعث ہے۔۔

"ایک گولی کھاتے ہی مر گئے یار تم تو۔۔ بالکل ٹھنڈے۔۔؟؟ اکڑ تو بہت تھی تم میں۔۔؟؟ طاقت بھی تو تھی۔۔؟؟ تھی ناں۔۔؟؟ تو پھر کیوں نا بچا سکے خود کو۔۔۔؟؟" وہ اس پر چلا رہا تھا۔۔۔ سیاہ آنکھوں سے نکلتے آنسو شیو میں جذب ہو رہے تھے۔

"یہ ہے تمہاری اوقات۔۔ یہی ہے ہر شخص کی اوقات۔۔ ایک پل میں موت آئی اور نگل گئی۔۔۔ پھر کس بات کا غرور۔۔؟؟ کس بات کی اکڑ تھی تمہیں۔۔؟؟؟ اب جاؤ۔۔ جاؤ اللہ کے پاس اور دینا اسے حساب۔۔۔ پوچھے گا وہ

تم۔۔۔سے۔۔ضرور پوچھے گا۔۔۔!"روتے روتے ہنستا وہ اپنے گن والے ہاتھ کی کلائی سے اپنی آنکھیں صاف کر رہا تھا۔۔

"اللہ حافظ بابا جان۔۔۔تمہارے ساتھ یہ پینتیس منٹ گزار کر مجھے بہت اچھا لگا۔۔۔بہت اچھا۔۔!"نفرت آمیز لہجے میں کہہ کر وہ دوبارہ کھڑکی کی طرف آیا۔۔اور پھر بنا ارباز کی طرف پلٹے جس راستے سے آیا تھا،اسی راستے سے چلا گیا۔۔۔وہ جو واپسی میں سامعہ کو ساتھ لے جانے کا ارادہ رکھتا تھا،ارباز کو مارنے کے شاک میں سیدھا حویلی سے باہر نکل آیا۔۔حویلی سے جاتے جاتے وہ دوسری گن سے ہوائی فائرنگ کرنا نہیں بھولا تھا۔۔۔مقصد ان لوگوں کو ارباز علوی کی طرف سے باخبر کرنا تھا۔۔علویز کے مسٹنڈے مزارعوں نے اسے پکڑنے کی کوشش بھی کی مگر وہ ناکام رہے تھے۔۔

♦♦♦♦

"آ۔۔۔ہ۔۔۔۔ہ۔۔۔"انگلی سے نکلتا خون دیکھ کر انہوں نے فوراً چھری میز پر رکھی۔۔۔جانے کیسے سبزی کاٹتے کاٹتے وہ اپنی انگلی کاٹ بیٹھی تھیں۔۔جلدی سے سنک کا نلکا کھول کر انہوں نے انگلی پانی کے نیچے کی۔۔۔خون پانی کے ساتھ بہہ رہا تھا مگر رکا نہیں۔۔جانے کیوں انہیں عجیب سے احساس نے گھیر لیا۔۔سینے میں دھڑکتا دل سکڑ رہا تھا۔۔کچھ ہو گیا تھا شاید۔۔۔یا ہونے والا تھا۔۔؟؟فریحہ بیگم اس پل اپنے اندر شدید بے چینی کی لہریں اٹھتی محسوس کر رہی تھیں۔۔۔شاید دور۔۔بہت دور کوئی دل کا مکیں اپنی زندگی ہار بیٹھا تھا۔۔وہ سمجھ نہیں پا رہی تھیں۔۔مگر انکے قریب کھڑی سسکتی بلکتی محبت چیخ چیخ کر انہیں ارباز علوی کی موت کی خبر سنا رہی تھی مگر دوسری جانب بھڑکتی آگ میں جلتی نفرت نے اس محبت کو گھورا جو جانے کتنے سالوں سے فریحہ کے دل کے بوسیدہ خانے بند تھی۔۔نفرت حیران تھی کہ آج وہ کیونکر سامنے آئی تھی گر وہ جان لیتی تو یقیناً فریحہ کے قہقہوں میں شامل ہو کر اس وقت ارشد بیگ کے گھر میں گونجتی۔۔خون رکا تو وہ واپس میز کی قریب رکھی چیئر پر آ بیٹھیں۔۔معاً فون کی

بجنے والی بیل نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا تو وہ کچن سے نکل کر فون سننے لیونگ روم میں چلی آئیں۔۔کال ریسیو کرنے پر جو خبر انہیں ملی تھی اسنے انہیں ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔ارشد بیگ بلیک ڈائمنڈ سمگل کرتے ہوئے پکڑے گئے تھے۔۔فریحہ بیگم اپنا سر تھام کر وہیں بیٹھتی چلی گئیں۔۔

♦♦♦♦

حویلی سے کافی دور اسکی گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔۔وہ اس تک آیا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔۔تیزی سے گاڑی بھگاتے ہوئے وہ سیدھا اپنے فلیٹ کی طرف آیا تھا۔۔فلیٹ کا دروازہ ان لاک کرتے ہوئے اسنے ایک نظر اپنی شرٹ کی جانب دیکھا جس پر جا بجا ارباز علوی کے خون کے چھینٹے تھے۔۔وہ اندر داخل ہوا، دروازہ ٹھیک سے بند کیا اور لائٹ آن کر کے پلٹا۔۔پلٹنے پر سامنے صوفہ پر موجود شخص کو دیکھ کر ایک پل کو زمان کا رنگ متغیر ہوا مگر اگلے ہی پل وہ اپنے لب بھینچ کر خود کو کمپوز کر چکا تھا۔۔

"سامعہ کہاں ہے۔۔۔؟؟"صوفے پر بیٹھا، اپنی ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وہ بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔؟؟"اپنے لہجے میں گھلی سختی کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے زمان نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے زمان احمد۔۔۔جلدی سے بتاؤ سامعہ کہاں ہے ورنہ تمہاری جان لینے نکالنے میں، میں ایک لمحہ بھی نہیں لگاؤں گا۔۔!"اپنے ہاتھ میں موجود گن کا رخ اسکی طرف کرتے ہوئے ضیغم نے سرد لہجے میں کہا۔۔زمان کی آنکھوں میں اس گن کو اپنی جانب دیکھ کر کوئی خوف نہیں آیا تھا۔۔

"اوکے پانچ منٹ ویٹ کریں بس۔۔میں زرا چینج کر کے آتا ہوں۔۔!"شان بے نیازی سے کہتے ہوئے وہ اپنے بیڈروم میں گھس گیا۔۔ایک پل کو اسکی نگاہ ٹھٹھکی تھی کیونکہ کمرے کی ابتر حالت بتا رہی تھی کہ ضیغم اسکے کمرے

کی تلاشی لے چکا ہے۔۔وہ سر دھیرے سے نفی میں ہلاتے ہوئے ہنسا پھر الماری سے اپنا رف ٹراؤزر نکال کر واش روم میں گھس گیا۔۔وہ پانچ کی بجائے پندرہ منٹ بعد باہر آیا تھا۔۔۔ ضیغم ہنوز صوفے پر بیٹھا اسکا منتظر تھا۔۔

"چائے پئیں گے آپ یا کافی۔۔؟؟" کچن کا رخ کرتے ہوئے وہ بڑے نارمل انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔ ضیغم نے ایک جست میں صوفے سے پیچھے اترتے ہوئے اسے جا لیا۔

"کس کو مار کر آ رہے ہو۔۔؟؟" اسکی شرٹ کا کالر اپنی مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے ضیغم نے غصے سے پوچھا۔۔زمان نے ایک خاموش نگاہ ضیغم کے غضبناک چہرے پر ڈالی اور پھر اسکے ہاتھوں سے اپنی شرٹ چھڑواتے ہوئے پلٹا، ٹی وی کا کنٹرولر اٹھایا اور ٹی وی آن کر دیا۔۔۔ایک دو چینلز سرچ کرنے کے بعد اسکا ہاتھ رک گیا۔۔کنٹرولر صوفے کی طرف اچھالتے ہوئے زمان نے اسے نیوز دیکھنے کا اشارہ کیا۔۔ ضیغم نے چلتے ٹی وی کو دیکھا تو ایک پل کو خاموش ہو گیا۔۔وہ ارباز علوی کے کمرے کا بلیک اینڈ وائٹ منظر تھا جہاں بیڈ پر۔۔۔۔ دیکھتے ہوئے ضیغم کے حواس ایک پل کو جھنجھنائے۔۔

"رات کی تاریکی میں ہوا ہے ارباز علوی کا بے رحمانہ قتل۔۔۔" وہ زیر لب ہیڈ لائنز پڑھ رہا تھا۔۔

"آر یو میڈ۔۔۔یہ کیا کیا ہے تم نے۔۔؟؟" زمان کی طرف پلٹتے ہوئے ضیغم نے دھیمے لہجے میں استفسار کیا، جو اسکے لیے کافی چھینٹ رہا تھا۔۔

"کیا مطلب کیا کیا ہے۔۔؟؟ ایک درندے کے بوجھ سے، اس زمین کو آزاد کیا ہے، کیوں۔۔؟؟ کیا غلط کیا ہے۔۔؟؟" بھنویں سکیڑتے ہوئے وہ بڑی معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔۔

"یہ صحیح وقت نہیں تھا زمان۔۔۔" ضیغم نے تاسف زدہ لہجے میں کہتے ہوئے اسکا چہرہ دیکھا۔۔سیاہ آنکھوں کی سرخی بتا رہی تھی کہ وہ روتا رہا ہے۔۔

"مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔مجھے اس شخص کی چلتی سانسیں برداشت نہیں تھیں سو روک دیں۔۔۔بات ختم۔۔!" اطمینان بھری آواز میں کہتے ہوئے اسنے کافی کا مگ ضیغم کی طرف بڑھایا۔۔

"اسکی وجہ بتانا پسند کرو گے تم۔۔!" کافی کا مگ اسکے ہاتھ سے لیتے ہوئے ضیغم نے سرد مہری سے پوچھا۔۔زمان اسکے سوال پر دھیرے سے ہنسا۔۔

"کیا پوچھ رہے ہیں آپ۔۔۔ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا کہ آپکو۔۔۔ایس پی ضیغم اجلال کو وجہ پتہ ہی ناں ہو۔۔میں جانتا ہوں کہ جو سوال آپ مجھ سے کر رہے ہیں انکا جواب پہلے سے ہی آپ جانتے ہیں۔۔!" لبوں پر ہلکی سے مسکراہٹ سجائے وہ اسے لاجواب کرنا چاہ رہا تھا۔۔ ضیغم نے کچھ خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا۔۔

"اور اگر میں تمہارے منہ سے سننا چاہوں تو۔۔۔؟؟" زمان کی جانب دیکھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔

"کیا سنا چاہتے ہیں۔۔؟؟ کیا جاننا چاہتے ہیں۔۔؟؟ یہ۔۔۔؟؟ یہ برتھ سرٹیفیکیٹس کیا بتا رہے ہیں آپکو۔۔؟؟ کیا آپکو کچھ نہیں پتہ۔۔؟؟" صوفے پر بکھرے برتھ سرٹیفیکیٹس اور کچھ دوسرے ڈاکیومنٹس ہاتھ میں لے کر اسکی نگاہوں کے سامنے کرتے ہوئے وہ کچھ درشتگی سے پوچھ رہا تھا۔۔اس بار ضیغم خاموش رہا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

"نہیں پتہ تھا مجھے۔۔۔نہیں پتہ تھا کہ میری ماں کا مجرم ارباز علوی ہے۔۔اگر معلوم ہوتا تو بہت پہلے اسکی جان لے چکا ہوتا۔۔۔!" ضیغم کے سامنے سنگل صوفہ پر بیٹھتے ہوئے زمان نے سنجیدگی سے کہا۔۔اسکے چہرے پر درد رقم تھا۔۔

"کب پتہ لگا تمہیں۔۔؟؟" اسکی طرف دیکھتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے پوچھا۔۔

"ضرغام کی بارات والی رات، ہال میں۔۔۔!" زمان نے نگاہ جھکا کر کہا جو ایک بار پھر دھندلا رہی تھی۔۔

"اور اپنی ایج کیوں چھپائی تم نے۔۔؟؟" ضیغم نے دوسرا سوال کیا۔۔زمان نے ایک پل کو آنکھیں بند کر کے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

"بیس سال کے لڑکے کو یہ۔۔۔ڈی-ایس-پی کا عہدہ کون دیتا۔۔؟؟؟انسپکٹر بھی نہ رکھا جاتا مجھے۔۔ماں کو تو پیدا ہوتے ہی کھو دیا تھا میں نے۔۔۔بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ یہ بھی پتہ چل گیا کہ میرا کوئی باپ نہیں ہے۔۔میرے نام کے ساتھ میں نے خود سے ہی احمد لگا لیا۔۔" بتاتے ہوئے اسکا لہجہ بھیگ رہا تھا۔۔

"صرف ایک بوڑھی نانی تھی جس نے گھر گھر کام کر کے مجھے دو وقت کی روٹی کھلائی۔۔بامشکل پڑھایا۔۔میرا قد کاٹھ بچپن سے ہی اپنی عمر کے لڑکوں سے زیادہ تھا۔۔گیارہ سال کی عمر میں جب نانی نے میرا کمپیوٹرائزڈ برتھ سرٹیفکیٹ بنوانا چاہا تو میں نے اپنی عمر گیارہ کی بجائے پندرہ سال لکھوائی۔۔میں جو سوچ چکا تھا اسکے لیے ایسا کرنا بہت ضروری تھا۔۔!" بولتے بولتے وہ ایک پل کو رکا۔۔ ضیغم بالکل خاموش بیٹھا اسے سن رہا تھا۔۔

"دن رات محنت کر کے، چودہ سال کی عمر میں، میں نے میٹرک کلئیر کر لیا۔۔سولہ کی عمر میں آئی کام اور پھر اٹھارہ کی عمر میں بی کام۔۔۔انیس سال کی عمر میں، سی-ایس-ایس کی تیاری کے ساتھ ساتھ ہوم ٹیوشن دیا کرتا تھا۔۔۔بہت مشکل، بہت مشکل تھا وہ وقت جب میرے بگڑے امیر سٹوڈنٹس میری شرٹ پر جوس پھینک دیتے تو کبھی میرے منہ پر نوٹس مار دیتے۔۔۔صرف مشکل ہی نہیں بہت تکلیف دہ امر تھا، مگر۔۔۔۔میں نے برداشت کیا۔۔۔، مجھے بس یہ عہدہ چاہئیے تھا تاکہ اپنی ماں کے مجرم کا پتہ لگا سکوں کیونکہ نانی سے جتنی بار بھی پوچھا انہوں نے یہی کہا کہ پہلے کسی قابل بن، پھر آنا میرے پاس۔۔۔۔۔میں دن رات پڑھائی میں جتا رہتا، نہ کھانے کی ہوش تھی نہ سونے کی۔۔ایک ہی جنون، ایک ہی ضد سوار تھی۔۔اپنی ماں کے مجرم کو سزا دینی ہے۔۔ہر حال میں دینی ہے۔۔۔پہلی بار ایگزیمز دیے تو۔۔۔بارہویں پوزیشن آئی۔۔مجھے اچھی جاب مل رہی تھی۔۔مگر پاور نہیں، مجھے جاب کے ساتھ ساتھ پاور بھی چاہئیے تھی۔۔سو میں نے دوسری بار کوشش کی اور تب۔۔۔بیس سال کی عمر میں،

میں نے سیکنڈ پوزیشن حاصل کرلی۔۔۔،"بتاتے ہوئے اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر لڑھکا تھا۔۔اسکے چہرے کی کرختگی بتارہی تھی کہ وہ عہدہ جسے آج وہ سنبھالے بیٹھا تھا وہ اس نے کس قدر مشکلات کے بعد حاصل کیا تھا۔۔

"پانی پیو گے۔۔؟؟"اسکی حالت کے پیش نظر ضیغم نے نرمی سے پوچھا۔۔زمان نے نفی میں سر ہلایا۔۔

"جب میرے سامنے شعبہ سیلیکٹ کرنے کا آپشن رکھا گیا تو میں نے پولیس فورس جوائن کرنے کا فیصلہ کیا۔۔مجھے ٹریننگ کے لیے سکھر جانا پڑا۔۔۔جانے سے پہلے میں نے نانی سے بہت منتیں کیں کہ مجھے اس شخص کا نام بتادیں۔۔۔لیکن۔۔۔انکی ایک اور ضد۔۔پہلے عہدہ سنبھال۔۔۔،انکی ضد سے اتنا اندازہ تو مجھے ہو ہی چکا تھا کہ میری رگوں میں جس شخص کا گندا خون دوڑ رہا ہے وہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔۔شاید اسی لیے میری نانی نے مجھے اس کے بارے میں بیس سال تک لاعلم رکھا۔۔۔،

میں یونہی بے مراد سکھر چلا گیا۔۔تین ماہ کی ٹریننگ کے ختم ہونے میں چار دن باقی تھے جب میرے دوست کا فون آیا۔۔اس نے بتایا کہ۔۔۔نانی مر گئی۔۔۔اس پل۔۔اس لمحے۔۔اس گھڑی مجھے لگا۔۔میرا سفر رائیگاں چلا گیا۔۔۔میری ساری محنت مجھے پانی ہوتی نظر آئی۔۔میں واپس آیا اور بہت رویا۔۔زندگی میں پہلی بار رویا اور خوب رویا۔۔نانی کے مرنے سے زیادہ اس بات کا دکھ تھا کہ اب مجھے حقیقت کون بتائے گا۔۔نانی نے تو کبھی مجھے میرے آبائی گاؤں کے بارے میں کچھ بتایا ہی نہیں تھا۔۔۔میرے پاس کسی قسم کی کوئی معلومات نہیں تھیں۔اب ایک نیا سفر تھا جو مجھے طے کرنا تھا۔۔۔!"وہ سر جھکائے دھیمی آواز میں بولتا چلا جارہا تھا۔۔ضیغم کے چہرے پر بھی اسکا درد محسوس کرکے افسردگی سی پھیل چکی تھی۔۔

"پھر جب میں نے یہاں، ڈی-ایس-پی کا چارج سنبھالا تو آپکے انڈر کام کرتے کرتے بہت سے کھاتے کھلتے چلے گئے۔۔ میں نے چند آدمیوں کو اپنی نانی کی تصویر دے کر اس کام پر لگا دیا جبکہ دوسری طرف۔۔۔ تین ماہ پہلے جب مجھے سامعہ ملی۔۔۔"وہ ایک پل کو رکا۔۔ سر اٹھایا، اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔

"سامعہ ملی تو۔۔۔ تو زندگی میں پہلی بار مجھے اپنا سانسیں لینا برا نہیں لگا۔۔ دل کی دھڑکنوں کا بدلنا مجھے اتنا اچھا لگا کہ میں خود بدلنے لگا۔۔ میرے لہجے کی سختی بالکل مفقود ہو چکی تھی۔۔ ان تین ماہ میں، میں اپنا مقصد بالکل بھول ہی چکا تھا۔۔ ہر پل۔۔، ہر لمحہ اگر کسی کا خیال رہتا تو وہ تھی سامعہ۔۔ مجھے نیند میں بھی اسکا ساتھ چاہیئے ہوتا تھا، وہ رات میں کبھی پانی پینے کے لیے کمرے سے چلی جاتی تو میری نیند ٹوٹ جایا کرتی، وہ دو راتیں جو اسنے ضرغام کی شادی میں، فاروقی ہاؤس میں گزاریں۔۔ وہ میرے لیے عذاب تھیں سر۔۔۔ میں سو نہیں پایا مگر۔۔۔۔"وہ اب باقاعدہ رو رہا تھا۔۔

"مگر جب تمہیں پتہ چلا کہ ارباز ہی تمہاری ماں کا مجرم ہے تو تم نے سامعہ سے بھی نفرت محسوس کی۔۔؟؟ شدید ترین۔۔؟؟ اور اسے چھوڑ دیا رائٹ۔۔؟؟"اسکی بات ضیغم نے مکمل کی۔۔ زمان نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا۔۔ ضیغم نے لب بھینچتے ہوئے تاسف زدہ انداز میں سر نفی میں ہلایا۔۔

"اور اب۔۔؟؟ اب کیسا فیل کر رہے ہو۔ ؟؟ ابھی بھی نفرت محسوس ہو رہی ہے۔۔؟؟"پوچھتے ہوئے ضیغم کی آواز میں کچھ خفگی تھی۔۔ زمان نے فوراً نفی میں گردن ہلائی۔۔

"نفرت کا احساس تو تبھی ختم ہو گیا تھا جب میں گھر آیا اور خالی گھر نے چیخ چیخ کر مجھے سامعہ کے نہ ہونے کا احساس دلایا۔۔!"اپنا چہرہ ہاتھوں سے صاف کرتے ہوئے وہ ہارے ہوئے انداز میں کہہ رہا تھا۔۔ ضیغم کے موبائل پر مسلسل کالز آ رہی تھیں جنہیں وہ پچھلے دس منٹ سے اگنور کر رہا تھا۔۔۔

"ایک مزے کی بات بتاؤں زمان احمد۔۔۔ تم اور میں۔۔ ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔۔ نشال، ارباز کی بیٹی ہے، اور میری بچپن کی محبت۔۔۔ مگر پرابلم پتہ کیا ہے۔۔؟؟ نشال کے میری زندگی میں آنے سے پہلے، میرا باپ میری زندگی سے چلا گیا۔۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔ اور وجہ پتہ کون تھا۔۔؟؟ وجہ تمہارا اور نشال کا باپ تھا، ارباز علوی۔۔ اس ایک شخص سے نفرت کی آگ میں جھلستے ہوئے میں نے ہمیشہ نشال سے نفرت کی، نفرت کی کیونکہ میں نفرت کرنے پر مجبور تھا۔۔ اگر نفرت نا کرتا تو محبت سے ہار جاتا یار۔۔۔۔!" وہ ٹھہر ٹھہر کر بڑی سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔ پھر آہستہ آہستہ وہ اسے سب بتاتا چلا گیا۔۔ اسکی آپ بیتی سنتا زمان اپنی جگہ دنگ رہ گیا۔۔ اسے ایک بار پھر مرے ہوئے ارباز سے نفرت محسوس ہوئی۔۔

"نشال بہت معصوم ہے۔۔ پہلے دن سے وہ بے قصور ہے مگر میں اسے سزا دیتا رہا۔۔ وہ مجھ سے محبت کرتی رہی اور میں اس سے بے رخی برتتا رہا۔۔ ہمارا ملنا۔۔ ناممکن سا تھا مگر شاید۔۔ میری نفرت سے زیادہ میری محبت مجھ پر زور آور تھی، اسی لیے آج وہ اور میں ایک ساتھ ہیں۔۔ اور اب تو یار اس نفرت کا بت بھی پاش پاش ہو چکا ہے، دل میں اگر نشال کے لیے کچھ ہے، تو صرف محبت۔۔ بس محبت۔۔۔ کاش کہ تم سامعہ کو خود سے دور کرنے سے پہلے مجھ سے مشورہ لے لیتے۔۔ تو یقیناً میں تم سے اپنا ایکسپیرئینس ضرور شئیر کرتا۔۔ ہم جس سے محبت کرتے ہیں، اس سے کبھی نفرت نہیں کر سکتے۔۔ وہ بھی اس صورت میں جب ہمارا محبوب بے قصور ہو اور ہم کسی تھرڈ پرسن کو بنیاد بنا کر اس سے جان چھڑانے کی کوشش کر رہے ہوں۔۔ نو نیور۔۔ ایسا کرنا خود کو دھوکہ دینے کے سوا کچھ نہیں ہے۔۔۔ یہ بات مجھ سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا کیونکہ یہ دھوکہ میں خود کو پچھلے بائیس سال سے دیتا رہا ہوں۔۔۔!" سنجیدگی سے کہہ کر وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ زمان نے ایک گہرا سانس لیا اور خود بھی کھڑا ہو گیا۔۔ میز پر رکھے مگ میں کافی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔۔

"میں سامعہ کو واپس لانا چاہتا ہوں۔۔۔!" زمان نے سنجیدگی سے کہا۔۔ اسکی بات پر ضیغم ہولے سے ہنس دیا۔۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے۔۔؟؟تم اسے لینے جاؤ گے اور وہ تمہارے ساتھ آجائے گی۔۔؟؟"لبوں پر زبان پھیر کر ضیغم نے استہزائیہ انداز میں پوچھا۔۔

"مجھے پتہ ہے وہ مجھ سے ناراض ہو گی۔۔ مگر میں اسے منالوں گا۔۔!"اپنی لال آنکھیں مسلتے ہوئے زمان نے کمزور آواز میں کہا۔۔

"کر دیاناں ثابت کہ ابھی تم بچے ہو۔۔ آئی ڈی کارڈ پر لکھوا لینے سے تم چھبیس سال کے ہو نہیں جاؤ گے۔۔ بائیس کے ہو۔۔ بائیس کے ہی رہو گے۔۔ اور تمہاری یہ بات تمہاری عمر سے بالکل میچ کر رہی ہے۔۔!"سنجیدگی سے کہتے ہوئے ضیغم نے اس بار موبائل پر آتی کال ریسیو کی۔۔ زمان جو کچھ کہنا تھا خاموش ہی رہا۔۔

"یس۔۔ واٹس رانگ۔۔؟؟ بار بار کال کیوں کر رہے ہو۔۔؟؟"کال ریسیو کرتے ہی اسنے دوسری طرف موجود انسپکٹر پر غصے کا اظہار کیا تھا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اسے اس وقت فون کیوں کیا گیا ہے۔۔ حسب توقع اسے دوسری طرف سے ارباز علوی کے قتل کی خبر ملی تھی۔۔

"اوہ۔۔۔ کب۔۔؟؟ کس وقت۔۔؟؟"ضیغم نے مکمل طور پر انجان بنتے ہوئے پوچھا۔ کال پر موجود انسپکٹر اسے ڈیٹیلز بتا رہا تھا۔۔

"تم نے ڈی-ایس-پی کو انفارم کیا۔۔؟؟"ضیغم نے اپنے مخصوص سخت لہجے میں پوچھا۔۔

"نو سر۔۔ ڈی-ایس-پی صاحب تو دو دن سے لیو پر ہیں۔۔۔ کل سے چارج سنبھالیں گے اسی لیے تو میں نے آپکو کال کی ہے۔۔!" سپیکر سے ابھرتی انسپکٹر کی آواز ضیغم کے ساتھ ساتھ زمان کو بھی سنائی دے رہی تھی۔۔ حالانکہ ضیغم یہ بات جانتا تھا کہ ایکسیڈنٹ کی وجہ سے زمان دو دن سے لیو پر ہے کیونکہ اسکی چوٹ گہری تھی مگر اسکے باوجود اس نے انسپکٹر کو اپنی زمان سے لاتعلقی کا احساس دلایا تھا۔۔

"تو ٹھیک ہے ناں۔۔"بولتے ہوئے ضیغم نے ایک نظر کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھا۔۔

"بارہ سے اوپر کا ٹائم ہو چکا ہے۔۔ڈی-ایس-پی کا ڈیوٹی ٹائم سٹارٹ ہو چکا ہے۔۔۔اسے کال کرو۔۔اور اسکے آتے ہی لاش اور باقی کلیوز اپنی کسٹڈی میں لے لو۔۔۔میں کل صبح آکر چیک کر لوں گا۔۔کلئیر۔۔؟؟" وہ بڑی سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔

"اوکے سر۔۔!" دوسری جانب وہ اسکے حکم پر بولا تھا۔۔

"اور ہاں سنو۔۔اب مجھے کال کر کے ڈسٹرب مت کرنا۔۔!" اس نے آخری حکم دیا۔۔لہجہ ہمیشہ کی طرح کرخت تھا۔۔پھر دوسری جانب سے اوکے سر ملنے پر وہ کال ڈسکنیکٹ کر گیا اور زمان کی طرف متوجہ ہوا۔۔

"اپنا حلیہ درست کرو۔۔خود کو ریلیکس کرو اور واپس جائے وقوعہ پر جاؤ۔۔اب یہ کیس تمہیں ہینڈل کرنا ہے۔۔۔" اسنے زمان کی طرف دیکھتے ہوئے بھرپور سنجیدگی سے کہا۔۔

"یس سر۔۔!" زمان نے نگاہ جھکا کر کہا۔۔

"اوکے ٹیک کئیر۔۔اور ہاں۔۔سوچ سمجھ کر اور سنبھل کر رہنا۔۔میں صبح آؤں گا تو سب ہینڈل کر لوں گا۔۔!" اسکے گلے لگ کر اسکی پیٹھ تھپکتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے کہا۔۔زماں ہولے سے مسکرا دیا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔!" زمان نے آہستگی سے کہا تو ضیغم وہاں سے نکل گیا۔۔جبکہ اسکے نکلتے ہی زمان نے بیڈ روم میں جا کر الماری میں سے اپنی گن لی تھی۔۔اور یونیفارم پہنا۔۔اس دوران اسے کئی کالز آچکی تھیں۔۔اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اسنے کال ریسیو کی تو دوسری جانب حسب توقع انسپکٹر ہی تھا۔۔وہ اس سے بات کرتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔۔

♦♦♦♦

وہ اندر آئی تو خالی کمرے نے اسے منہ چڑھایا تھا۔۔چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ کاؤچ کے سامنے رکھے ٹیبل کے پاس چلی آئی جس پر ضرغام کی بکس اور رجسٹر کھلے پڑے تھے۔۔وہ آہستگی سے کاؤچ پر بیٹھ گئی۔۔ایک بار پھر سے

اطراف میں نظر دوڑائی۔۔وہ آج سے پہلے اس روم میں صرف ایک بار آئی تھی۔۔یہ ضرغام کا سٹڈی روم تھا۔۔ فرش پر بچھے دبیز قالین پر اسکے پیروں کو نرمی کا احساس ہوا تھا۔۔بکس ریک میں انگلش ناولز،زولوجی اور باٹنی کے علاوہ میتھمیٹکس کی کچھ بکس تھیں جنکا وہ پہلی دفع میں ہی جائزہ لے چکی تھی۔۔کمپیوٹر ٹیبل پر بھی کمپیوٹر کے علاوہ کچھ بکس موجود تھیں۔۔ایک عدد سنگل بیڈ،دو عدد چیئرز اور چھوٹی سی ٹیبل۔۔۔،کاؤچ اور ایک بڑا ٹیبل جس پر وہ اس وقت بیٹھی ہوئی تھی۔۔اٹیچ باتھ سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی،یقیناً وہ اندر موجود تھا۔۔مشال یونہی سرسری طور پر اسکی بکس پر نگاہ دوڑانے لگی۔۔پھر کھلے رجسٹر پر نگاہ پڑی تو اسنے ہاتھ بڑھا کر رجسٹر پکڑ لیا۔۔انگلش رائٹنگ میں جانے اسنے کونسی ایکسپیریمنٹ ایکویشنز سولو کی ہوئی تھیں۔۔مشال کو رجسٹر پر حقیقتاً کیڑے چلتے محسوس ہوئے۔۔وہ بے اختیار ہنسی پھر ہنستی چلی گئی۔۔

"کیڑے۔۔"وہ زیر لب بڑبڑائی۔۔پھر اپنے ہنسنے کا احساس ہوا تو ایک دم لب دانتوں میں دبا گئی۔۔اسے حیرت ہوئی،وہ جانے کتنے مہینوں بعد یوں ہنسی تھی۔۔پھر اپنا سر نفی میں ہلاتے ہوئے وہ رجسٹر کے صفحے پلٹنے لگی۔۔یونہی ہر صفحہ پلٹتے ہوئے وہ سرسری سی نگاہ دوڑا رہی تھی۔۔معاً صفحات پلٹتے پلٹتے اسکا ہاتھ رکا۔۔اردو رائٹنگ میں لکھی نظم پر اسکی نگاہ ٹھہر گئی۔۔صاف ستھری لکھائی۔۔،چھوٹے چھوٹے الفاظ،مشال کو صفحے پر موتی بکھرے محسوس ہوئے۔۔لفظوں کو موتیوں سے تشبیہ دیتے ہوئے اسکے لب ہولے سے مسکرائے،وہ زیر لب صفحے پر لکھی نظم پڑھنے لگی۔۔

اک کھیل بنایا ہے میں نے،

کچھ دیر میں تم سے کھیلوں گا۔۔

اس کھیل میں تم بھی کھو جانا،

کچھ دیر کو میرے ہو جانا۔۔۔

تم مجھ کو بتانا میرے ہو،

میں تم سے کہوں گا تیرا ہوں۔۔

اک شوق پرانا ہو جانا،

اک خواب سہانا ہو جانا۔۔۔

جینے کی تمنا ہار چکا،

مرنے کا بہانہ ہو جانا۔۔۔

اس کھیل میں تم بھی کھو جانا،

کچھ دیر کو میرے ہو جانا۔۔۔

اک کھیل بنایا ہے میں نے،

کچھ دیر میں تم سے کھیلوں گا۔۔۔!!!

ہر ہر لفظ میں حسرت سی تھی۔۔پڑھتے پڑھتے وہ کھو سی گئی۔۔اسے پتہ بھی نا چلا اور آنکھوں کی نمی گالوں پر پھسل آئی، ٹھوڑی سے ٹوٹ کر رجسٹر کے صفحے پر گری۔۔۔

"ارے مشال، آپ کب آئیں۔۔؟؟"ضرغام کی بھاری آواز پر وہ چونک کر سیدھی ہوئی اور جلدی سے ہاتھ میں موجود رجسٹر بند کر دیا۔۔پھر چہرہ اوپر کر کے اسکی جانب دیکھا۔۔

"وہ۔۔میں بس ابھی، تھوڑی دیر پہلے ہی۔۔!"کاؤچ سے اٹھتے ہوئے مشال نے ہولے سے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

وہ تولیے سے گیلے بالوں کو رگڑ رہا تھا۔۔اسطرح سے کہ اسکے ملتے بال پیشانی پر گرتے آنکھوں تک آ رہے تھے۔۔ مشال کے دل کی دھڑکنیں ایک دم بڑھی تھیں۔ وہ جلدی سے نگاہ جھکا گئی۔۔جبکہ ضرغام بغور اسکی جانب دیکھتے ہوئے اسکے قریب آیا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟؟ آپ رو رہی ہیں۔۔؟؟" اسکی نوکدار پلکوں پر اٹکی نمی دیکھتے ہوئے وہ دھیمے لہجے میں استفسار کر رہا تھا۔۔

"نن۔۔ نہیں، نہیں تو۔۔!" اپنے گالوں کو چھوتے ہوئے اسنے جیسے خود کو اپنے جواب کا یقین دلایا تھا۔۔ پوروں پر ہلکی سی نمی محسوس کرتے ہوئے اسے جھٹکا لگا تھا۔۔ تو کیا وہ واقعی رو رہی تھی۔۔؟؟

"شاید آنکھ میں کچھ، چلا گیا ہو۔۔۔ پتہ نہیں چلا مجھے۔۔!" زبردستی مسکراتے ہوئے مشال نے اسے یقین دلانے کو کہا۔۔ ضرغام دھیرے سے مسکرایا لیکن پوچھ نہ پایا۔۔ "کیا دونوں آنکھوں میں۔۔؟؟"۔۔

"اچھا، تو بیٹھیں ناں۔۔ کھڑی کیوں ہو گئیں آپ...؟" وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔

"نہیں بس۔۔ میں تو ویسے ہی، تمہیں دیکھنے آئی تھی۔۔" اپنی شرٹ کا دامن ٹھیک کرتے ہوئے بولتی وہ اس پل ضرغام کو جھجھک کا شکار لگ رہی تھی۔ ضرغام ایک قدم اسکی طرف بڑھاتے ہوئے تھوڑا قریب ہوا۔۔۔

"مشال۔۔ آپ ٹھیک ہیں۔۔؟؟ گھبرا کیوں رہی ہیں۔۔؟؟" اسکی پیشانی پر نمودار ہوتے پسینے کے قطرے بغور دیکھتا وہ فکرمندی سے پوچھ رہا تھا۔۔ اسکا سرخ و سفید چہرہ مشال کے بے حد قریب تھا۔۔ اسکی جان اس پل ہوا ہو رہی تھی۔۔ جانے کیوں احساسات بدلے بدلے سے محسوس ہو رہے تھے۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔!" کہتے ہوئے وہ اس سے دو قدم پیچھے ہوئی اور ایک گہرا سانس لیا۔۔

"ایسے مت دیکھو۔۔ میں تو ویسے ہی آئی تھی۔۔ سوچا تمہیں کہوں گی کہ بس کر دو، اتنا مت پڑھو۔۔ ساری ساری رات پڑھتے رہتے ہو۔۔ کافی رات ہو چکی ہے اسی لیے۔۔ میں نے سوچا تمہیں بھی سونے کی تاکید کر دوں۔!" وہ ہکلاتے ہوئے اس بار سچائی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ ضرغام نے جانچتی نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا، جانے کیوں وہ اس سے نظریں چرا رہی تھی۔

"ہاں میں بھی سونے ہی والا تھا مگر۔۔ آپ آج ابھی تک کیوں نہیں سوئیں۔۔؟؟ آپ جاگ رہی ہیں تو مجھے کیسے نیند آئے گی بھلا۔۔؟ جائیں پہلے آپ سو جائیں۔۔ پھر میں سوؤں گا۔۔!" وہ ہولے سے مسکراتے ہوئے، بڑی بے چارگی سے کہہ رہا تھا۔۔

"ہیں۔۔ مگر میرے جاگنے سے تمہاری نیند کا کیا تعلق۔۔؟؟" مشال نے کچھ حیرانگی سے پوچھا۔ ضرغام نے لبوں پر مچلتی مسکراہٹ چھپائی۔۔

"کیونکہ میں سو جاؤں گا تو آپ نہیں سو پائیں گی۔۔ آئی نو۔۔ اسلیے چلیے شاباش۔۔ چپ چاپ جا کر سو جائیں۔۔!" وہ نرم مگر سنجیدہ آواز میں کہہ رہا تھا۔۔

"مجھے آج نیند نہیں آ رہی، پتہ نہیں کیوں۔۔؟؟ لیکن بس نہیں آ رہی۔۔ اگر تمہیں نہیں پڑھنا تو آ جاؤ باتیں کرتے ہیں۔۔!" ضرغام کی باتوں میں الجھ کر اس پر کچھ دیر پہلے حاوی ہونے والا اثر زائل ہو چکا تھا اسی لیے دوستانہ انداز میں کہہ رہی تھی۔۔

"اوکے۔۔ فائن۔۔ مجھے جتنا پڑھنا تھا پڑھ چکا ہوں۔۔ آئیں باتیں کرتے ہیں، ویسے بھی مجھے یاد آیا۔۔ میں نے آپکو کچھ بتانا تھا۔!" ضرغام نے بھی اسے اطمینان سے کہا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی سنگت میں اپنے مشترکہ بیڈ روم میں چلے آئے۔۔

"یہاں نہیں، لان میں چلتے ہیں ناں۔۔!" مشال نے بچوں کے سے انداز میں کہا۔۔

"جی نہیں۔۔ میں آپ سے باتیں کروں گا تا کہ آپکو نیند آ جائے۔۔" اسکی بات سے شاید پہلی بار انکار کرتے ہوئے وہ اسکا ہاتھ تھام کر بیڈ تک لے آیا۔۔

"چلیں لیٹ جائیں۔۔ جلدی سے شاباش۔۔!" اسے نرمی سے کہتے ہوئے ضرغام نے بیڈ پر بٹھایا اور پھر خود چیئر بیڈ سے زرا سے فاصلے پر گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گیا۔۔

"لیکن مجھے نیند نہیں آرہی ضر۔۔!" بیڈ پر ڈھیتے ہوئے مشال نے کچھ خفگی سے کہا۔۔

"میں آپ سے باتیں کرونگا تو آجائے گی آپکو نیند۔۔ آپ ٹھیک سے لیٹیں تو سہی۔۔!" ضرغام نے اسے ہنستے ہوئے جواب دیا۔۔

"لیٹ چکی ہوں۔۔ اب مار کر سلاؤ گے کیا۔۔؟؟" وہ قدرے چڑتے ہوئے اپنے ایک گال کے نیچے ہاتھ رکھ کر کروٹ کے بل لیٹ گئی۔۔ رخ ضرغام کی جانب تھا۔۔ جو میٹھی نظروں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

"اب بولو بھی۔۔؟؟" مشال نے اسے مخاطب کیا۔۔ اسکی آواز پر وہ پلکیں جھپکتے ہوئے سیدھا ہوا۔۔ پھر ہولے سے مسکرا دیا۔

"کیا بولوں۔۔؟؟ سونگ سناؤں آپکو۔؟؟" وہ بڑی معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔۔

"کیوں۔۔؟؟ تمہیں سونگز آتے ہیں کیا۔۔؟؟" مشال نے اپنی مسکراہٹ روکتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

"جی آتے تو ہیں مگر کبھی کسی کو سنائے نہیں۔۔!" ضرغام نے فوراً جواب دیا۔۔

"تو پھر مجھے بھی مت سناؤ۔۔ یہ نہ ہو کہ تمہاری خوفناک آواز سن کر کوئی جن بھوت اس کھڑکی سے اندر آجائے۔۔!" ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے مشال نے غیر سنجیدگی سے کہا۔۔ اسکا یہ نیا روپ دیکھ کر ضرغام کو خوشگوار حیرت ہوئی۔۔

"آپ سنے بغیر کیسے کہہ سکتی ہیں کہ میری آواز خوفناک ہے۔۔؟؟" ضرغام نے مصنوعی خفگی سے پوچھا۔۔

"ویسے ہی۔۔ ایم گڈ ان گیسنگ۔۔ اینڈ آئی تھنک کہ تمہاری آواز۔۔" وہ۔ بول رہی تھی جب ضرغام نے اسے ٹوک دیا۔۔

"بس بس بس۔۔۔ پتہ چل گیا مجھے کہ آپکو نیند نہیں آ رہی۔۔!" ہار مانتے ہوئے ضرغام نے بے چارے پن سے کہا۔۔ مشال کھلکھلا کر ہنسی۔۔ شفاف، کھنکتی بے ریا ہنسی۔۔ ضرغام کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی تھی۔۔ وہ یک ٹک اسے دیکھتا چلا گیا۔۔ وہ اسے پہلی بار یوں ہنستا دیکھ رہا تھا۔۔

"تم اتنی جلدی ہار مان گئے۔۔؟؟" اپنی ہنسی روکتے ہوئے مشال نے اسے چھیڑا۔۔

"آپکو کیا پتہ۔۔ میں تو کب کی ہار مان چکا ہوں۔۔!" اسے بنا پلکیں جھپکائے دیکھتا وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔

"کیا مطلب۔۔ میں سمجھی نہیں۔۔؟؟" مشال نے ناسمجھی سے پوچھا۔۔ ضرغام ہولے سے ہنسا پھر نگاہ کا زاویہ بدل گیا۔۔

"آپ کبھی سمجھیں گی بھی نہیں۔۔!" نرمی سے کہتے ہوئے وہ چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"سمجھا کر جاؤ ناں۔۔!" اسے دروازے کی طرف بڑھتا دیکھ مشال نے کہا۔۔

"آ کر سمجھاتا ہوں۔۔!" مسکرا کر کہتے ہوئے وہ دروازہ کھول رہا تھا جبکہ مشال سوچ رہی تھی کہ اب وہ اسکے سونے کے بعد ہی روم میں آئے گا۔۔ یہی اسکی روز کی روٹین تھی۔

"اور ہاں۔۔!" وہ جاتے جاتے پلٹا۔۔۔

"پرسوں صبح فجر کے بعد آپ اور میں کالام کے لیے نکلیں گے۔ بابا جان کا حکم ہے...!" اسے اطلاع دے کر وہ رکا نہیں تھا۔۔ مشال کمرے کے بند دروازے کو دیکھتی رہ گئی۔۔ جبکہ وہ اپنے سٹڈی روم میں آ کر کاؤچ پر بیٹھ گیا۔۔ میز پر اپنا سر رکھ کر اسنے آنکھیں بند کیں تو مشال کا ہنستا ہوا روشن چہرہ اسکی آنکھوں کے پردے پر لہرایا۔ دل میں کہیں سکون سا اترنے لگا۔۔ لب آپ ہی آپ مسکرائے تھے۔ دفعتاً اسے کچھ یاد آیا تو وہ فوراً سیدھا ہوا۔۔ میز پر پڑے رجسٹر کو کھول کر صفحات پلٹنے لگا۔۔۔ چند صفحات پلٹ کر اسکا ہاتھ بھی وہ صفحہ پلٹتے ہوئے رکا تھا جس پر اسنے نظم لکھی ہوئی تھی۔۔ صفحے کے درمیان میں پانی کا ایک قطرہ خشک ہو کر روشنائی پھیلا چکا تھا۔۔ ضرغام نے اپنی

شہادت کی انگلی سے اس جگہ سے صفحے کو چھوا۔۔وہ قطرہ یقیناً مشال کی آنکھ سے نکلنے والا پانی تھا۔۔ضرغام چپ چاپ وہ صفحہ اور اس پر لکھی نظم دیکھتا چلا گیا۔۔

♦♦♦♦

گاڑی فل سپیڈ سے بھگانے کے باوجود اسے فلیٹ پہنچتے پہنچتے ایک بج گیا تھا۔۔وہ جلد از جلد نشال کو دیکھنا چاہتا تھا۔۔ وہ اس وقت زمان کے ساتھ اسی لیے نہیں گیا تھا کیونکہ اسے ڈر تھا کہ کہیں نشال ارباز علوی کی موت کی خبر نہ سن لے، کیونکہ ایسے مواقع پر وہ عموماً ٹی وی لگا کر بیٹھ جایا کرتی تھی۔۔چابی سے فلیٹ کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو نگاہ سیدھی نشال پر پڑی تھی جو لیونگ روم میں صوفے پر آنکھیں بند کیے لیٹی ہوئی تھی۔۔ ضیغم کو یک گونہ سکون حاصل ہوا اور نہ حقیقتاً وہ سارے راستے اسکے لیے پریشان رہا تھا. وہ تھکے تھکے قدم اٹھاتا اسکی طرف آیا تھا اور اسکے پاس ہی پیروں والی سائیڈ پر بیٹھ گیا۔۔ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر اسنے ایک پل کو اپنی آنکھیں موند لیں۔۔دن بھر کی روٹین اسکی بند آنکھوں میں گھومی تو اسے اپنا سر درد سے پھٹتا محسوس ہوا۔۔ گزرا دن یقیناً ایک تھکا دینے والا دن تھا۔۔وہ کچھ دیر یونہی آنکھیں بند کیے پڑا رہا پھر سیدھا ہوا اور پینٹ کی پاکٹ سے سگریٹ کی ڈبی نکالی اور ایک سگریٹ لے کر ہونٹوں میں دبا لیا۔۔دوسرے ہاتھ سے سگریٹ کو لائٹر سے شعلہ دکھا کر وہ اپنی طلب مٹانے لگا۔۔ایک تھکی ہوئی نظر نشال پر ڈالی جس کے سفید گلابی پیروں کی تلیاں اسکی دائیں ران کو چھو رہی تھیں۔۔وہ ایک ہاتھ سینے پر رکھے جبکہ دوسرا پیٹ پر رکھ کر سو رہی تھی۔۔ سگریٹ کے گہرے کش لگاتا وہ چپ چاپ اسے دیکھتا چلا گیا۔۔

ایک۔۔

دو۔۔۔

تین۔۔

وہ اب چوتھی سگریٹ سلگا رہا تھا اور نگاہیں ہنوز نشال کے دلنشین سراپے پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔ جانے اسکی نظروں کی تپش تھی یا سگریٹ کے دھویں کا اثر۔۔ وہ کسمساتی ہوئی آنکھیں کھول گئی۔۔ پلکیں جھپکتے ہوئے اس طرف دیکھا تو اسے اپنی جانب متوجہ پا کر وہ اٹھ بیٹھی۔۔

"آ۔۔ آپ کب آئے۔۔؟؟" گردن سے لپٹا دوپٹہ شانوں پر پھیلاتے ہوئے نشال نے نیند سے بوجھل آواز میں پوچھا۔۔۔

"بس ابھی۔۔ کچھ دیر پہلے۔۔ تم نے کھانا کھایا۔۔۔؟؟" اسے جواب دیتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے پوچھا۔۔ جانے کیوں وہ اب اسکے کھانے پینے کا خیال رکھنے لگا تھا۔۔ نشال نے نامحسوس انداز میں اپنے پاؤں سمیٹ لیے۔۔

"جی۔۔ آج بھوک رہی تھی، تو پھر میں نے کھا لیا۔۔!" ٹانگیں صوفے سے نیچے لٹکاتے ہوئے نشال نے کچھ شرمندگی سے جواب دیا۔

"آپ کے لیے کھانا گرم کروں..؟؟" اسکے ہاتھ سے سگریٹ چھینتے ہوئے نشال نے آہستگی سے پوچھا۔۔ انداز ایسا لاپرواہ سا تھا جیسے اس نے کچھ کیا ہی نہیں۔

"نہیں مجھے بھوک نہیں لگ رہی۔۔ سونا چاہتا ہوں تھوڑی دیر۔۔!" ضیغم نے بھی اسکے سگریٹ چھیننے پر کوئی رد عمل دکھائے بغیر نرمی سے جواب دیا۔۔ اور ایک اور سگریٹ نکال کر لبوں میں دبا لیا۔۔ اسکی اس حرکت پر نشال نے اسے خفگی سے گھورا۔۔

"بھوک نہیں لگ رہی تو سموکنگ کیوں کر رہے ہیں۔۔؟؟ جائیے جا کر سو جائیں۔۔!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے نشال نے پھر سے سگریٹ جھپٹنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو اس بار ضیغم نے پھرتی سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ پھر کچھ ناگوار نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا جو اسکے یوں ہاتھ پکڑ لینے پر سٹپٹا گئی۔۔

"اتنی جرأت مجھے پسند نہیں ہے سویٹ ہارٹ، اسلیے آئندہ خیال کرنا۔۔۔!" سختی سے کہہ کر ضیغم نے اسکا ہاتھ آہستگی سے چھوڑ دیا۔۔ وہ محبت میں بیوی کے سامنے گدھا بن جانے کا قائل نہیں تھا۔۔ نشال نے اپنے لب بھینچتے ہوئے کچھ شکوہ کناں نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا تو وہ ہولے سے مسکرا دیا۔۔ پھر انگلیوں میں سلگتی سگریٹ کو میز پر رکھی ایش ٹرے میں مسل دیا اور ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے قریب کیا۔۔

"جو کہنا ہو، ان سے کہا کرو۔۔ میں حکم کی تعمیل کروں گا۔۔ مگر بدتمیزیاں میں برداشت نہیں کرتا میری جان۔۔ سمجھو اس بات کو۔۔ ہوں۔۔؟؟" اسکے شفاف لبوں کو اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے چھوتے ہوئے وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔۔ نشال نے جھکا کر سر اثبات میں ہلایا تو ضیغم نے آہستگی سے اسے اپنی نرم گرفت سے آزاد کر دیا۔۔ نشال کے دل کی حالت حد سے سوا تھی۔۔ اسکا نرم لہجہ اسکی دھڑکنوں میں حشر برپا کر دیا کرتا تھا۔۔

اسے وہیں بیٹھا چھوڑ کر وہ بیڈ روم میں چلا گیا۔۔ تھوڑی دیر بعد نشال بھی روم میں گئی تو وہ چینج کر کے لیٹ چکا تھا۔۔ اسکے چہرے پر تھکاوٹ کے آثار نمایاں تھے۔۔ اسکی جانب دیکھتی نشال کو تکلیف ہونے لگی۔۔ اسکی ٹف روٹین لائف۔۔ وہ شام سے ہی اسکی وجہ سے ڈسٹرب تھی کیونکہ ضیغم نے وہ گڈ نیوز سننے کے بعد کوئی خاص ریسپونس نہیں دیا تھا، لیکن اب اسے تھکا ہوا دیکھ کر نشال کو لگا کہ وہ خوامخواہ ہی ڈسٹرب تھی، شاید وہ اپنی الجھنوں کی وجہ سے اپنی خوشی کا اظہار نہیں کر پایا تھا۔۔ یہی سوچ کر خود کو مطمئن کرتے ہوئے نشال اسکے پاس آئی اور آہستگی سے اسکے قریب بیٹھ گئی۔۔

"اگر درد ہو رہا ہے تو۔۔ میں سر دبا دوں۔۔؟" اسے اپنی پیشانی مسلتا دیکھ کر نشال نے فکرمندانہ لہجے میں پوچھا۔۔ ضیغم نے اپنی سرخ ڈوروں سے بھری آنکھیں کھول کر اپنے نزدیک بیٹھی، اپنی متاعِ حیات کو دیکھا۔۔

"ہمممم پلیز۔۔۔!" اپنے ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے ضیغم نے دھیمی آواز میں کہا۔۔ نشال نے اجازت ملتے ہی اپنے ہاتھ بڑھائے اور اسکی کشادہ پیشانی کو چھو لیا۔۔ بڑی نرمی و محبت سے اسکے گھنے بالوں میں اپنی انگلیاں پھیرتے ہوئے وہ

اسکا سر دبانے لگی۔۔ ضیغم آنکھیں موند کر اس سکون کو محسوس کرنے لگا جو نشال کے نرم ہاتھوں کے لمس سے اسے مل رہا تھا۔۔وہ کچھ دیر یونہی اسکا سر دباتی رہی جبکہ ضیغم بے بس سا آنکھیں موندے، خود میں ہمت مجتمع کر رہا تھا جو اس پل نشال سے بات کرنے کے لیے اسکے پاس بالکل بھی موجود نہیں تھی۔۔اپنے بالوں میں سر سراتی اسکی پتلی انگلیوں کے لمس سے وہ خود کو مسحور ہوتا محسوس کر رہا تھا۔۔ ضیغم نے بے اختیار اپنے بالوں میں چلتے اسکے ہاتھوں کو تھاما تھا اور باری باری اپنے لبوں سے لگالیا۔۔اسکی وارفتگی پر نشال کو اپنی دھڑکنیں رکتی محسوس ہوئیں۔۔ آنکھیں اسکی اس اچانک حرکت پر حیرت سے پھیل گئیں۔۔ جبکہ وہ ہنوز اسکی ہتھیلیاں اپنے لبوں سے لگائے خود کو پر سکون کر رہا تھا۔۔ پھر آہستگی سے اپنی بند آنکھیں کھولیں اور اسکی جانب دیکھا جو چہرے پر حیا کے رنگ لیے، نگاہیں جھکائے بیٹھی تھی۔۔

"تم سے ایک بات پوچھوں۔۔؟؟ تمہیں ایک امتحان میں ڈالوں۔۔؟؟ کیا مجھے سرخرو کرو گی۔۔؟؟" سنجیدگی سے پوچھتے ہوئے وہ اس پل کوئی چھوٹا بچہ لگ رہا تھا۔۔نشال جانتی تھی کہ اس شخص کا امتحان، جس میں وہ اسے ڈالنے کی بات کر رہا تھا مگر سرخرو خود ہونا چاہتا تھا، وہ یقیناً کچھ آسان نہیں ہوگا مگر اس پل وہ اسے انکار نہیں کر پائی۔۔

"جی۔۔پوچھیے۔۔!" نشال نے نرمی سے کہا۔۔اس پل اسکا دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔۔شاید وہ کچھ بہت الگ بات کرنے والا تھا۔۔

"اگر تمہیں، مجھ میں اور ہمارے بے بی میں سے کسی ایک کو چننا پڑے تو تم کسے چُنو گی نشال۔۔؟؟" نشال کا شدت سے دھڑکتا دل پل میں ساکت ہوا تھا۔۔تکلیف تھی جو رگوں میں پھیلتی چلی گئی۔۔یہ کیسا سوال پوچھا تھا اس نے۔۔؟؟

یہ کیسا وار کیا تھا۔۔؟؟ وہ اپنی آنکھوں میں اترتی نمی کو روک نہیں پائی تھی۔۔ ضیغم کے چہرے پر پھیلی سنجیدگی اور آنکھوں کی سختی، نشال کو اسکی بات کا مطلب بخوبی سمجھا رہی تھی۔۔

"ایسامت کہیں پلیز۔۔!"نشال نے بھیگے لہجے میں التجا کی۔۔ جیسے اسکے لیے جواب دینا ناممکن سا تھا۔۔

"میں ایسا سوچ چکا ہوں نشال۔۔مجھے جواب دو، تم کسے چُوز کرو گی۔۔؟؟" تھوڑا سا اٹھ کر بیٹھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے دریافت کر رہا تھا۔۔نشال کے کپکپاتے ہاتھ ہنوز ضیغم کے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں تھے۔۔یعنی وہ اسے صاف راستہ دکھا رہا تھا۔۔یا تو ضیغم، یا پھر۔۔۔!!نشال کی آنکھوں میں ابھرتی نمی پھسل کر گالوں پر بکھرنے لگی۔۔

"یہ آپکی بھی اولاد ہے ضیغم۔۔مجھے اس امتحان میں مت ڈالیں پلیز۔۔میں ہار جاؤں گی۔۔!"نشال نے روتے ہوئے اس سے کہا تھا جس کی آنکھوں کی سرخی اسکے ضبط کی گواہی دے رہی تھی۔۔

"تم نے مجھے خود اجازت دی ہے نشال۔۔؟" اسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب کرتے ہوئے، اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ بڑے ضبط سے کہہ رہا تھا۔۔نشال کا دل کٹنے لگا۔۔

"میں بہت خوش ہوں ضیغم۔۔۔بہت زیادہ۔۔ مجھ سے یہ خوشی مت چھینیں پلیز۔۔!"نشال کسی صورت اسکی بات ماننے کو تیار نہیں تھی۔۔

"لیکن میں خوش نہیں ہوں نشال، مجھے اولاد نہیں چاہیئے۔۔میرے لیے تم اور تمہارا ساتھ کافی ہے، کیا میں تمہارے لیے کافی نہیں ہوں۔۔؟؟؟ایک بار سوچ لو۔۔اولاد چاہیئے یا پھر، ضیغم اجلال۔۔۔!" سنجیدگی سے کہتا وہ اسکے ہاتھ چھوڑ چکا تھا۔۔نشال کو لگا اسکا وجود ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔۔

"ضیغم۔۔۔"اسکے لب بے بسی کے شدید احساس تلے پھڑ پھڑائے۔۔

"میں تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا زندگی۔۔ مگر پلیز، میری باتوں کو اور مجھے سمجھا کرو۔۔۔!"وہ آج پھر اسے خود کو سمجھنے کا کہہ رہا تھا۔۔ ضیغم نے ہاتھ بڑھا کر نرمی سے اسکے آنسو صاف کیے پھر بیڈ سے اتر کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔اسکے لیے نشال کو روتا بلکتا دیکھنا آسان نہیں تھا جبکہ نشال کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح وہیں بیٹھی رہ گئی۔۔

کون کہتا ہے نفرتوں میں درد ہے صاحب

کچھ محبتیں بھی بڑی اذیت ناک ہوتی ہیں

♦♦♦♦

انتخاب ذوق۔۔

ہانیہ خان

سدرہ محمود

حیاخان

Virgo dors

Eman virk

سمیرا اسلیمان

باقی اگر میں کسی کو بھول گئی تو ان سے معذرت۔۔۔اور جن ممبرز کا انتخاب شامل نہیں کر پائی انکا ان شاء اللہ اگلی قسط میں کروں گی۔۔خوش رہیں اور تبصرہ کرنا مت بھولیے گا۔۔آپکی آراء کی منتظر میرب حیات۔۔♥

***********************

وہ ہاسپٹل آیا تو وہاں پہلے سے ہی زمان کو موجود پایا جو ارباز کے پوسٹ مارٹم کے سلسلے میں پولیس فورس کے ساتھ وہاں موجود تھا۔۔

"آفیسر۔۔۔؟؟"ارباز علوی کی پوسٹ مارٹم رپورٹ ہاتھ میں پکڑے اسنے زمان کو مخاطب کیا جو انسپکٹر سے کچھ بات کر رہا تھا۔۔اس کی آواز پر وہ اسکی جانب پلٹا اور اسے "مارننگ کہا۔۔

"کیا رپورٹ ہے۔۔؟؟" ضیغم نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔۔

"سر، دو گولیاں تو ارباز کے سینے سے نکال لی گئی ہیں جبکہ چار گولیاں جو ارباز علوی کے دل کے آر پار ہوئی ہیں، انہیں بھی بر آمد کر لیا گیا ہے۔۔!" وہ بڑی مستعدی سے اسے جواب دے رہا تھا۔۔

"ہمم۔۔۔ بُلیٹس کہاں ہیں۔۔؟؟ بلیٹس کے علاوہ کوئی کلیو۔۔؟؟" ضیغم مکمل توجہ سے اس سے پوچھ پڑتال کر رہا تھا۔۔ جیسے یہ کوئی معمول کا کیس تھا جس کے وقوع ہونے سے وہ دونوں ہی بے خبر تھے۔۔

"کلیوز تو بہت سے مل رہے تھے، جن میں سے کچھ میں نے اسی وقت مٹا دیے اور کچھ پر اس وقت لیب میں سرچ کیا جا رہا ہے۔۔!" وہ دھیمے لہجے میں نگاہ جھکا کر بول رہا تھا۔۔

"تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، سرچیز کا رزلٹ بھی تمہارے پاس ہی آئے گا، سو جسٹ ریلیکس۔۔!" اسکے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ضیغم نے نرم لہجے میں کہا۔

"مجھے اس طرف سے کوئی فکر نہیں ہے سر۔۔۔!" وہ بڑے تھکے تھکے سے انداز میں کہہ رہا تھا۔۔ ضیغم نے بغور اسکے جھکے سر کو دیکھا، یوں جیسے وہ اس سے اپنا چہرہ چھپانا چاہ رہا تھا۔۔

"ڈسٹرب کیوں ہو۔۔؟؟" ضیغم نے نرمی سے پوچھا تو زمان نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔۔ اسکی سیاہ آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ ساری رات جاگتا رہا ہے۔۔ پہلے بھی بہت سے کیسز کے سلسلے میں وہ دونوں راتوں کو جاگا کرتے تھے مگر آنکھوں کی حالت۔۔؟؟ کچھ اور ہی کہانی سنا رہی تھی۔۔ اس پل زمان کی سیاہ آنکھوں میں تڑپتی چیختی محبت جیسے اپنے آخری دموں پر تھی۔۔

"کچھ ہوا ہے۔۔؟؟" اسکے شانے پر اپنے ہاتھ کا دباؤ بڑھاتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے پوچھا۔۔اور زمان جو جانے کب سے خود کو مضبوط کیے ہوئے تھا اس پل جیسے ٹوٹ سا گیا۔۔

"سب ختم ہو گیا ہے۔۔!" اسکی دھیمی آواز سرسراتی ہوئی لگ رہی تھی۔۔آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی چمکنے لگی۔۔

اسکی حالت کے پیش نظر ضیغم نے سرعت سے اسے ایک طرف ہونے کا اشارہ کیا۔۔

"کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ زمان۔۔!" ایک کونے کی طرف آکر ضیغم نے فکرمندی سے پوچھا۔۔

"سامعہ وہاں نہیں تھی۔۔وہ وہاں کہیں نہیں تھی۔۔میں نے پوری حویلی چھان ماری مگر۔۔۔وہ مجھے نہیں ملی۔۔!" وہ تکلیف زدہ سا کہہ رہا تھا۔۔

"جب میں ارباز کو مارنے گیا تھا تو تب وہ حویلی میں موجود تھی، مگر رات جب کیس لے سلسلے میں گیا تو وہ غائب تھی۔۔!" بتاتے ہوئے اسکے لہجے میں اذیتیں گھلی ہوئی تھیں۔۔

"تم نے کسی سے پوچھا نہیں۔۔؟؟" ضیغم سنجیدگی سے بولا۔

"اسکی ماں ملی تھی مجھے۔۔بتا رہی تھیں کہ وہ۔۔۔سر وہ۔۔۔وہ ایکسپیکٹ کر رہی ہے۔۔!" بتاتے ہوئے زمان کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر پھسلے تھے جنہیں بروقت اسنے رگڑ ڈالا۔۔انداز میں بے چینی ہی بے چینی تھی۔۔۔

"میں نے جب پوچھا کہ سامعہ کہاں ہیں تو، تو وہ خود بھی رونے لگیں۔۔ حویلی میں کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کہاں چلی گئی۔۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ۔۔۔ مم۔۔ میں کیا کروں، اسے کیسے ڈھونڈوں۔۔۔ کہاں ڈھونڈوں۔۔!" بولتے ہوئے وہ اس پل کسی پاگل دیوانے سے کم نہ لگ رہا تھا۔۔ جو بس اپنے بال نوچنے کو ہی تھا۔

"زمان۔۔ ریلیکس، یہ ہاسپٹل ہے۔۔ خود کو سنبھالو۔۔!" ضیغم نے اسے حوصلہ دینے کی ناکام کوشش کی۔۔

"مجھے لگ رہا ہے کہ۔۔۔ سر پھٹ جائے گا میرا، یہ سب کچھ میری جلد بازی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ وہ۔۔۔ وہ ایکسپیکٹ کر رہی ہے تو میں کبھی اسے خود سے دور نہ کرتا۔۔، اب جانے وہ کہاں، کس حال میں ہے۔۔ اسکے بھائیوں نے اسکے ساتھ۔۔۔ کچھ غلط نہ کر دیا ہو۔۔!" بھیگی آواز میں بولتا وہ اس پل ضیغم کو بے ضرر لگا۔۔ اپنی ذہنی اور جسمانی عمر کے مطابق جو فیصلہ وہ کر چکا تھا، شاید اسکی جگہ ضیغم ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا۔۔

"جو ہو چکا ہے اسے بدلا نہیں جا سکتا۔۔ رہی بات سامعہ کی تو، وہ بالکل محفوظ ہے۔۔ لیکن وہ ابھی کہاں ہے۔۔ یہ میں بھی نہیں جانتا، کل شام سے پہلے مجھے اسکی کال آئی تھی..." ضیغم کہہ کر رکا۔۔ زمان حیرت زدہ نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھا۔۔

"وہ مجھ سے مدد مانگ رہی تھی، چاہتی تھی کہ میں اسے کسی طرح حویلی سے نکال کر اسکی دوست کے پاس پہنچا دوں۔۔ میں نے اس سے مدد کی ہامی بھر بھی لی مگر۔۔۔ جب میں وہاں گیا تو میں نے تمہیں وہاں سے نکلتا دیکھ لیا، مجھے لگا شاید تم دونوں میں بات ہو چکی ہے کیونکہ جب میں نے وہیں حویلی کے باہر کھڑے ہو کر اسے کال کی تب وہ بالکل نارملی بات کر رہی تھی اور اسنے مجھے انکار کر دیا۔۔ اسی لیے میں تم سے پہلے تمہارے فلیٹ پہنچا۔۔ آئی واز

ٹوٹلی کنفیوزڈ۔۔اسی لیے تم سے وہ سب سوالات پوچھے۔۔!" وہ چہرے پر سنجیدگی طاری کیے جلدی جلدی بول رہا تھا۔بلاشبہ یہ ساری باتیں کرنے کے لیے وہ جگہ بالکل بھی مناسب نہیں تھی مگر اس پل زمان کی جو حالت ہو رہی تھی اسکے پیش نظر ضیغم کو اسے سچ بتانا پڑا۔۔

"لیکن۔۔۔" اسکی بات سنتے زمان کو سمجھ نہ آئی کہ اب کیا کہے۔۔

"وہ گئی کہاں۔۔اور کب۔۔کیسے۔۔؟؟" اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے زمان بے بسی کے احساس تلے دھیمی آواز میں بولا۔۔

"ہو سکتا ہے کہ جب حویلی میں، ارباز علوی کی موت کا شور مچا ہو۔۔تب وہ وہاں سے نکل گئی ہو۔۔!" ضیغم نے آہستگی سے کہا۔۔زمان نے فوراً نفی میں گردن ہلائی۔۔

"وہ بے حس نہیں ہے، ارباز کی موت کے بارے میں جان کر بھاگنے کی بجائے وہ وہیں رونے بیٹھ جاتی مگر بھاگتا۔۔نہیں، وہ یقیناً تب غائب ہوئی ہے جب میں ارباز کے کمرے میں تھا۔۔!" پر سوچ نگاہوں سے ہاسپٹل کے فرش کو گھورتے ہوئے زمان نے سنجیدگی سے کہا۔۔

"ہو سکتا ہے۔۔!" دل ہی دل میں زمان کے گہرے تجزیے پر اسے داد دیتا وہ بظاہر سنجیدگی سے بولا۔۔

"ہمم۔۔۔۔!" زمان کچھ سوچتے ہوئے تھوڑا سا پر سکون ہوا۔۔پھر ایک جانچتی نگاہ ضیغم پر ڈالی مگر اسکا چہرہ ہمیشہ کی طرح بے تاثر تھا۔۔

"نشال ٹھیک ہے۔۔؟؟اسے پتہ چلا اس بارے میں۔۔؟؟"زمان نے بات پلٹتے ہوئے اسے مخاطب کیا جواب اپنے موبائل کی سکرین پر انگلیوں کو حرکت دے رہا تھا۔

"ہوں۔۔۔ہاں۔۔اسکو ابھی تک کچھ نہیں پتہ، میں آتے ہوئے کیبل کنکشن بھی آف کر آیا ہوں۔۔امید تو یہی ہے کہ وہ اس بارے میں انجان ہی رہے گی۔۔!"کہہ کر اسنے موبائل کان سے لگا لیا۔۔اتنے میں ایک انسپکٹر ان دونوں کے قریب آیا۔۔

"سر۔۔مقتول کے گھر والے بہت پریشان کر رہے ہیں۔۔کہتے ہیں کہ لاش انکے حوالے کر دی جائے۔۔کفن دفن کی رسومات پوری کرنی ہیں۔۔!"انسپکٹر بڑی بے زاری سے علویز کا ذکر کر رہا تھا۔

"ہمم۔۔جاؤ اور انہیں کہو کہ ابھی انتظار کریں۔۔مرڈر کیس ہے، اتنی جلدی لاش واپس نہیں کی جائے گی اور اگر کوئی زیادہ چُوں چراں کرے تو اندر کر دینا۔۔۔!"ضیغم نے اسے شان بے نیازی سے جواب دیا تو وہ اوکے سر کہہ کر چلا گیا۔ ضیغم نے زمان کو مخاطب کیا۔۔

"دو دن سے پہلے لاش واپس مت کرنا زمان۔۔انہیں خوار کرواؤ۔۔زندگی بھر ان لوگوں نے دوسروں کو خوار کیا ہے۔۔!"پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ پھنساتے ہوئے ضیغم نے زہر خند لہجے میں کہا۔

"میرا ارادہ تو ایک ہفتے تک اس جانور کی لاش کو سرد خانے میں سڑانے کا تھا۔۔!"ارباز کا ذکر کرتے ہوئے زمان کے لہجے میں کڑواہٹ گھل گئی۔۔

"اسکی ضرورت نہیں ہے زمان۔۔۔ ہمارے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہے کہ اسے فالتو کاموں میں ضائع کریں۔۔ میں آج شام، یا کل صبح میں سوات کے لیے نکل رہا ہوں۔۔ تم دو دن میں لاش واپس کر کے اور...... یہ کیس فائلز میں بند کروا کر خود بھی سوات آجانا۔۔ ہمارا ٹارگٹ اس وقت بلیک مون گینگ ہے۔۔ ایکسپائرڈ ارباز علوی نہیں۔۔۔" اسے ہدایات دیتا وہ بڑے تنفر سے کہہ رہا تھا۔۔

"اوکے۔۔!" کندھے اچکاتے ہوئے زمان نے لاپرواہی سے کہا۔۔ جیسے اسکے لیے بھی ارباز علوی کا کیس وقت کی بربادی ہی تھا۔۔

ورنہ اسکی اندرونی حالت سے تو حقیقتاً بس وہ خود ہی آگاہ تھا۔۔ جبکہ ضیغم ڈاکٹرز کی طرف بڑھ گیا۔۔ زمان کی آنکھوں میں گہری سوچ کی پرچھائیاں تھیں۔۔۔ اسکا دماغ اس پل سامعہ کے متعلق سوچ رہا تھا۔۔ جانے وہ کہاں تھی مگر ضیغم کی باتیں سننے کے بعد اسکا دل کہہ رہا تھا کہ وہ محفوظ ہے۔۔ خود کو تسلی دیتے ہوئے وہ خود بھی ضیغم کی جانب بڑھ گیا۔

◆◆◆◆

بازو اطراف میں پھیلا کر اسنے ایک بھرپور انگڑائی لی اور کروٹ بدل کر ایک پل کو آنکھیں موند گئی۔۔ کچھ دیر یونہی پڑی وہ کمرے کے پرسکون ماحول میں لیٹی رہی پھر آنکھیں کھول کر سیدھی ہو بیٹھی۔۔ اپنی آنکھیں مسلتے ہوئے وہ بیڈ سے اتری تھی اور چار قدم چل کر گلاس ونڈوز سے بھاری پردے سرکائے۔۔ باہر سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمکتا ہر شے کو روشن کیے ہوئے تھا۔۔ مشال نے کچھ حیرت سے لان میں پھیلی دھوپ کو دیکھا۔۔ اپریل کے مہینے کی شروعات ہو چکی تھی۔۔ منہ پر ہاتھ رکھ کر جمائی روکتے ہوئے مشال پلٹی اور گھڑی کی جانب

دیکھا جو دن کے سوا بارہ بجا رہی تھی۔۔ ٹائم دیکھتے ہوئے اسکے ہونٹ بے ساختہ سیٹی بجانے کے سے انداز میں سکڑے۔۔ اسے اپنے اتنی دیر تک سونے پر پہلے تو حیرت ہوئی مگر جب یاد آیا کہ وہ صبح فجر کے بعد سوئی تھی تو پھر یک دم پر سکون ہو گئی۔۔ وہ فریش ہو کر کمرے سے باہر نکل آئی۔۔ ملازمہ کام کر کے جا چکی تھی، وہ سیدھا آغا جان کے کمرے میں چلی آئی، جہاں پہلے سے ہی شازمہ بیگم اور اکرام صاحب موجود تھے۔۔ اسنے باآواز بلند سلام کیا تو ان تینوں نے آہستگی سے جواب دیا۔۔ مشال کو ان تینوں کے تاثرات عجیب سے لگے۔۔ وہ جھجھکتے ہوئے وہیں بیٹھ گئی۔۔

"کچھ ہوا ہے۔۔؟؟" کچھ غیر معمولی پن محسوس کر کے مشال نے آہستگی سے پوچھا۔۔

"آج بہت دیر کر دی تم نے جاگنے میں۔۔؟؟" اسکے سوال کا جواب دینے کی بجائے شازمہ بیگم نے نرمی سے پوچھا۔۔

"جی آنٹی وہ دراصل، آج میری آنکھ فجر کے بعد لگی تھی۔۔ پتہ نہیں کیوں مجھے ساری رات نیند ہی نہیں آئی۔۔ میں نے بہت کوشش کی کہ سو جاؤں مگر بس۔۔!!" لاپرواہی سے جواب دیتی وہ ان تینوں کو اپنی جگہ حیران کر گئی تھی۔۔ آغا جان کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی اترنے لگی۔۔ وہ اپنے اس باپ کی موت سے انجان تھی جو اسکا باپ کہلانے کے قابل بھی نہیں تھا مگر پھر بھی یہ کیسا رشتہ، کیسا تعلق تھا کہ ارباز کی بیٹی اسکی موت سے بے خبر ہونے کے باوجود ساری رات سو نہیں پائی تھی۔۔

"ہمم۔۔۔ناشتہ کیا تم نے۔۔؟؟" اکرام صاحب جو مشال کو ارباز کی موت بابت بتانے کو پر تول رہے تھے کہ شازمہ بیگم نے مشال کو پھر سے مخاطب کر لیا۔۔تو وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑا کر رہ گئے۔

"نہیں، ابھی تو سیدھا یہیں آئی ہوں۔۔!" مشال نے انہیں جواب دیا۔۔

"تو کب کرو گی۔۔؟؟ چلو آؤ میرے ساتھ۔۔ آج میں تمہیں اپنے ہاتھ کا ناشتہ کرواتی ہوں۔۔!" نرمی سے کہتے ہوئے وہ مسکرائیں۔۔ آج تو وہ مشال کو شاک پر شاک دے رہی تھیں، نرم لہجہ اس پر مستزاد نرم مسکراہٹ۔۔ مشال حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے مسکرائی پھر شازمہ بیگم کو اٹھتا دیکھ خود بھی کھڑی ہو گئی۔۔

"شازمہ۔۔وہ۔۔!" اکرام صاحب نے انہیں مخاطب کیا۔۔ لیکن کچھ کہہ نہ پائے۔

"آپ۔۔۔بے فکر رہیں۔۔ میں دیکھ لوں گی۔۔!" انکی طرف پلٹتے ہوئے شازمہ بیگم نے سنجیدگی سے کہا اور پھر مشال کو لیے وہاں سے چلی گئیں۔ جبکہ انکے پیچھے اکرام صاحب فکرمند سے ہو کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگا گئے۔۔

"اکرام۔۔۔" خاموش بیٹھے آغا جان نے اکرام صاحب کو مخاطب کیا۔۔

"میری تو تم نشال سے بات کروا دو۔۔ جانے اس ناہنجار نے اسے بتایا ہو گا بھی یا نہیں۔۔!" وہ پریشان زدہ سے کہہ رہے تھے۔۔

"بابا جان۔۔ جو کچھ اس شخص نے فریحہ اور اسکی بچیوں کے ساتھ کیا ہے اسکے بعد وہ یہ حق بھی نہیں رکھتا کہ اسکی بیٹیاں اسکے لیے فاتحہ بھی پڑھیں مگر۔۔۔" سنجیدگی سے بولتے وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ گئے۔۔

"دیکھو بیٹے۔۔ جتنی مرضی دوریاں آجائیں، خون کا رشتہ، ایک ایسا رشتہ ہے کہ جس کے کھونے پر انسان ضرور تڑپتا ہے۔۔ اور یہ تڑپ مشال اور نشال کے مقدر میں لکھی جاچکی ہے۔۔ بہتر یہی ہے کہ وہ بروقت اس بارے میں باخبر ہو جائیں۔۔!" ٹھہر ٹھہر کر بولتے آغا جان نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی۔۔ جس پر اکرام صاحب نے نخوت سے سر جھٹکا۔۔ پھر خود پر ضبط کرتے ہوئے وہ جیب سے اپنا موبائل نکال کر نشال کا نمبر ڈائل کرنے لگے۔۔ بیل جانے لگی تو انہوں نے فون کان سے لگا لیا۔ اس سے بات کرنے پر انہیں اندازہ ہوا تھا کہ وہ ارباز کی موت کی طرف سے بالکل بے خبر ہے۔۔ اس سے تھوڑی دیر بات کر کے انہوں نے فون آغا جان کو تھما دیا۔۔

آغا جان نرم لہجے میں نشال سے اسکی خیریت دریافت کرنے لگے جبکہ اکرام صاحب نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا لی۔۔ انہیں شازمہ کا آج مشال سے کیا جانے والا برتاؤ بہت اچھا لگا تھا۔۔ وہ اس دن کو یاد کرنے لگے جب وہ شازمہ کو ضرغام اور مشال کی شادی کے لیے رضامند کر رہے تھے جبکہ دوسری جانب مشال کے سامنے ناشتہ رکھتی شازمہ بیگم بھی اتفاقاً اسی دن کو یاد کر رہی تھیں۔۔

"ہرگز نہیں اکرام۔۔۔ میرے جیتے جی یہ شادی ہرگز نہیں ہو گی بس، اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری بھانجی تمہاری بہو بنے تو پہلے مجھے مر جانے دو۔۔ میں مر جاؤں تو بھلے ہی میرے قل کروانے کی بجائے اپنے لاڈلے کا نکاح پڑھوا دینا۔۔۔!" ہاتھ نچا نچا کر بولتی وہ اکرام صاحب کو غصہ دلا گئی تھیں۔۔

"آپکے ساتھ مسئلہ کیا ہے شازمہ۔۔؟؟پہلے آپکو نشال سے پرابلم تھی اور اب مشال۔.؟؟آپکو جو بھی مسئلہ ہے آپ آج مجھے بتا ہی دیں۔۔!"شدید غصے کے باوجود وہ خود پر ضبط کیے ٹھہر ٹھہر کر بڑے دھیمے لہجے میں ان سے استفسار کر رہے تھے۔۔انکے سوال پر شازمہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے انکی جانب دیکھا۔۔

"کیا تمہیں نہیں پتہ مجھے کیا مسئلہ ہے۔۔؟؟؟پوچھتے ہوئے ناچاہتے ہوئے بھی انکی آواز بھیگ گئی۔۔انکی آنکھوں کی نمی اکرام فاروقی کا دل خون کر گئی تھی۔۔

"بھولی نہیں ہیں ناں آپ انہیں۔۔؟؟آپکو صرف انکا آپ سے بچھڑنا یاد ہے۔۔اس جدائی کی وجہ فریحہ ہے اور اسی لیے آپ نشال اور مشال سے نفرت کرتی ہیں۔۔رائٹ۔۔؟؟"ایک قدم انکی طرف بڑھاتے ہوئے وہ بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے۔انکا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اس پل تکلیف میں ہیں۔۔شازمہ بیگم کے لب "ہاں" کہنا چاہتے تھے مگر مقابل انکا شوہر تھا، سو وہ کہہ نہ پائیں۔۔لیکن اسکے باوجود اکرام فاروقی انکی آنکھوں کا بھید پا گئے تھے۔۔

"افسوس۔۔۔صد افسوس شازمہ۔۔اجلال بھائی کو مرے چوبیس سال بیت گئے مگر آپ آج تک انکی موت کا غم منا رہی ہیں۔۔اور میں۔۔؟؟میری کیا اوقات ہے آپکی نظر میں۔۔؟؟؟؟؟؟زندہ سلامت ہوں مگر آپکے دل میں کوئی مقام نہ پا سکا۔۔!!"بولتے ہوئے انکی آنکھوں میں سرخائی اتر رہی تھی۔۔شازمہ بیگم کی آنکھوں کی نمی انکی بات مکمل ہونے پر آنکھوں سے باہر نکل آئی۔۔

"ایسا نہیں ہے اکرام۔۔۔!"انہوں نے بھرائی ہوئی آواز میں اپنی صفائی دینے کی کوشش کی۔۔۔

"تو پھر کیسا ہے شازی۔۔؟؟کیسا ہے۔۔؟؟"انکے دونوں بازو تھام کر پوچھتے وہ ٹوٹے ہوئے لگ رہے تھے۔۔

"میری محبت۔۔؟؟میری دیوانگی۔۔؟؟ آپکے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی...۔اگر کچھ اہم ہے تو وہ ہے اجلال فاروقی کی موت۔۔۔؟اکرام فاروقی کی چلتی سانسیں آپکے لیے میٹر نہیں کرتیں۔۔؟؟ہے ناں شازمہ۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے وہ چلائے۔۔شازمہ بیگم سرعت سے ان سے دور ہوئیں۔۔شاید زندگی میں پہلی بار وہ انہیں اس قدر غصے میں دیکھ رہی تھیں۔۔

"تم غلط سمجھ رہے ہو اکرام۔۔وہ۔۔۔اجلال۔۔۔میرے بچوں کے باپ ہیں، ضیغم۔۔انکی موت کے بعد۔۔آج تک سنبھل نہیں سکا۔۔۔"شازمہ بیگم نے اپنی صفائی دینے کی کوشش میں ضیغم کو بنیاد بنایا۔۔مشال کو چھوڑ کر اب انہیں اکرام کی فکر لگ گئی تھی۔۔

"تو پھر میں کون ہوں۔۔؟؟کیا میں آپکے بچوں کا باپ نہیں ہوں۔۔؟؟کیا میں نے آپکے بچوں کو باپ کا پیار نہیں دیا۔۔؟؟دیا ہے شازمہ،اپنے بیٹے سے زیادہ پیار دیا ہے مگر۔۔آج آپ نے جتا دیا۔۔بتا دیا کہ آپکے بچوں کا باپ صرف اجلال فاروقی ہی ہے، لیکن افسوس آپ بھول گئیں کہ۔۔ضرغام بھی آپکی اولاد ہے اور وہ ہمارا بیٹا ہے۔۔لیکن جب آپکی نظر میں میری ہی کوئی اہمیت نہیں ہے تو پھر بھلا ضرغام کی کیونکر ہو گی۔۔مشال۔۔مشال اسکے دل کی خواہش ہے،جو آپکو نظر نہیں آ رہی مگر میں۔۔میں اپنے بیٹے کی یہ خواہش رد نہیں کروں گا۔۔سمجھیں آپ۔۔۔!"اپنی شہادت کی انگلی اٹھا کر سنجیدگی سے بولتے وہ شازمہ بیگم کو شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں اتار گئے تھے۔۔

"اکرام پلیز۔۔ تم تو ایسے مت کہو۔۔ تم سب جانتے ہو۔۔ اجلال کی موت میرے لیے۔۔ کس قدر اذیت ناک تھی۔۔ ضیغم کی شخصیت۔۔۔" آنسوؤں کے باعث وہ اپنی بات پوری نہیں کر پا رہی تھیں۔۔ انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کس طرح اکرام کا دل اپنی طرف سے صاف کریں۔

فریحہ سے نفرت کرتے کرتے وہ یہ بات تو نظر انداز ہی کر گئی تھیں کہ اکرام صاحب اس نہج پر بھی سوچ سکتے ہیں۔۔

"کیا ہوا ہے اسکی شخصیت کو۔۔؟؟ وہ ایک کامیاب پولیس آفیسر ہے اور اپنی بیوی کے ساتھ ایک اچھی زندگی گزار رہا ہے، اور شاید ایک مطمئن زندگی بھی گزار ہی لیتا اگر آپ نشال کو بہو کے طور پر قبول کر لیتیں تو۔۔۔ مگر نہیں۔۔۔ آپ کو تو بس۔۔۔!" اپنی بات ادھوری چھوڑ کر انہوں نے اپنی آنکھوں سے نظر کا چشمہ اتارا۔۔ شازمہ نے اپنی بھیگی آنکھوں سے اکرام فاروقی کی سرخ آنکھیں دیکھیں۔

"تم مجھے یہاں اموشنلی بلیک میل کرنے آئے ہو۔۔؟؟ خود کو بیچ میں لا کر مجھ سے میرا فیصلہ بدلوانا چاہتے ہو۔۔؟؟ نہیں کیا۔۔؟؟ اور کیوں کر رہے ہو اکرام۔۔ تم اپنی بھانجی کی وجہ سے ہمارا رشتہ کیوں خراب کر رہے ہو۔۔؟؟" انکا بازو تھامتے ہوئے شازمہ نے پر اذیت لہجے میں پوچھا۔۔ اکرام فاروقی کا یہ انداز ان سے کسی طور برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

"ہمارا رشتہ تو پہلے دن سے میں ہی بچاتا آرہا ہوں شازی۔۔ آپ تو ابھی تک اپنے سابقہ رشتے کو بیٹھ کر رو رہی ہیں۔۔!" انکی طرف سے رخ پلٹتے ہوئے اکرام صاحب نے ایک اور وار کیا تھا۔۔ وہ فیصلہ کر چکے تھے کہ شازمہ کو آئینہ دکھا کر رہیں گے۔

"اکرام۔۔۔ تم میرے ساتھ زیادتی کر رہے ہو۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔!" اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے شازمہ بیگم نے اس بار قدرے خفگی سے کہا۔۔

"میں نے مان لیا کہ اجلال میری پہلی محبت ہیں، ہاں میں نہیں بھول پائی انہیں مگر اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم یا ضرغام میرے لیے اہم نہیں ہو۔۔ اجلال میرے دل میں ایک موہوم سی یاد کی صورت میں زندہ ہیں مگر تم۔۔۔ تم میری زندگی کا لازمی جزو ہو اکرام۔۔۔ میرے لیے اجلال سے کئی گنا بڑھ کر تم اہم ہو۔۔۔!" انکے سامنے آتے ہوئے شازمہ بیگم نے مضبوط لہجے میں کہا۔۔ اور یہی وہ الفاظ تھے جو اکرام صاحب انکے لبوں سے سننا چاہتے تھے۔۔ انہوں نے نرم نگاہوں سے شازمہ کا بھیگا چہرہ دیکھا۔۔

"فریحہ سے آپکی نفرت کی وجہ اجلال بھائی کی موت ہے۔۔؟؟ ہے ناں۔۔؟؟" انکے آنسو صاف کرتے ہوئے اکرام فاروقی نرمی سے پوچھ رہے تھے۔۔ شازمہ بیگم نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"تو کیا مشال اور نشال سے آپکی محبت کی وجہ میری ذات نہیں بن سکتی۔۔؟؟ کیا آپ میری خاطر مشال اور نشال کو قبول نہیں کر سکتیں۔۔؟؟" وہ بہت سمجھداری سے انہیں لفظوں کے جال میں باندھ رہے تھے۔۔ شازمہ بیگم نے خشمگیں نگاہوں سے انہیں گھورا۔۔

"پلیز۔۔میری خاطر۔۔!" انکے ہاتھ تھامتے ہوئے وہ التجائیہ کہہ رہے تھے۔۔

"یہ میرے لیے آسان نہیں ہے اکرام۔۔!" شازمہ نے نگاہ بدلتے ہوئے بے بسی سے کہا۔۔

"میں جانتا ہوں۔۔ مگر آپ یہ بھی تو دیکھئے کہ وہ دونوں بچیاں بالکل بے ضرر اور بے قصور ہیں۔۔ انکا اپنے ماں باپ کے کسی بھی عمل سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔۔ وہ دونوں تو خود حالات کی ستائی ہوئی ہیں۔ آپ انکی طرف سے اپنا دل صاف کرلیں پلیز۔۔۔ آپکے دونوں بیٹوں کی خوشیاں انہی دو بچیوں سے جڑی ہیں شازمہ۔۔۔!" وہ دھیمے لہجے میں بولتے انہیں قائل کرنے کی بھرپور کوشش کررہے تھے۔۔ شازمہ بیگم نے انکے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ چھڑوا لیے۔

"میں کوشش کروں گی۔۔!" دل پر بھاری پتھر رکھتے ہوئے انہوں نے بڑے ضبط سے کہا تھا۔۔ اکرام صاحب کے لیے اتنا ہی بہت تھا کہ شازمہ نے انکی بات سن لی تھی اور سمجھنے کی کوشش بھی کی تھی۔۔

"کیا ہوا آنٹی۔۔؟؟ آپ چائے نہیں پی رہیں۔۔؟؟" مشال کی آواز پر وہ چونک کر حال میں واپس آئی تھیں۔۔

"ہوں ہاں۔۔ پی رہی ہوں۔۔!" نرمی سے کہتے ہوئے انہوں نے اپنے سامنے رکھا چائے کا کپ لبوں سے لگالیا۔۔ پھر چور نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔

مشال کو دیکھتے ہوئے وہ یہی سوچ رہی تھیں کہ واقعی وہ لڑکی بے ضرر ہے۔۔

"میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتی تھی۔۔!" اسکی ناشتے والی پلیٹ خالی ہوتے دیکھ انہوں نے بات شروع کی۔۔وہ ابھی تک اسی لیے خاموش تھیں کیونکہ نہیں چاہتی تھیں کہ وہ ناشتہ ادھورا چھوڑ دے۔۔ہاتھ میں پکڑا چائے کا مگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے مشال انکی طرف متوجہ ہوئی۔۔

"جی کہیے۔۔۔!" مشال نے آہستگی سے کہا۔

"وہ۔۔ارباز علوی، تمہارا باپ۔۔۔۔" وہ بول رہی تھیں کہ جب مشال سرعت سے انکی بات کاٹ گئی۔

"سوری آنٹی مگر مجھے، اس آدمی سے ریلیٹڈ کوئی بات نہیں کرنی۔۔!!" انہیں انکار کرتے ہوئے اسکے چہرے پر سختی پھیل گئی تھی۔۔

"میں بھی زیادہ بات نہیں کروں گی تم۔۔" شازمہ بیگم نے تمہید باندھنی چاہی تھی مگر مشال کے لیے وہ موضوع ناقابل برداشت تھا۔۔

"میں تھوڑی بات بھی نہیں کرنا چاہتی آنٹی۔۔!!" نگاہ جھکاتے ہوئے مشال نے قدرے ناگواری سے کہا۔۔

"وہ تمہارا باپ ہے مشال۔۔!" شازمہ بیگم نے اسے ٹوکا۔۔حالانکہ انہیں اسکا ارباز کے لیے یہ ردعمل برا نہیں لگا تھا۔۔

"نہیں ہے وہ میرا باپ، وہ صرف مجرم ہے۔۔میری ماں کا۔۔میرا اور نشال کا، آپکا، ملیحہ کا اس پورے خاندان کا۔۔ مجرم ہے وہ اور کچھ نہیں۔۔!" بولتے بولتے اسکی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔۔

"یہی تو بتانا چاہ رہی ہوں کہ مر گیا ہے وہ مجرم۔۔۔ نہیں رہا وہ اب اس دنیا میں۔۔!" شازمہ بیگم نے بھی بنا لگی لپٹی رکھے اسے حقیقت بتا دی۔۔ اور اس پل۔۔۔ پچھلے ایک منٹ سے چلتی مشال کی زبان جیسے تالو سے جا چپکی۔۔ اسنے پھٹی پھٹی آنکھوں سے شازمہ بیگم کی طرف دیکھا جو اسے ایک دم خاموش ہوتا دیکھ اب تاسف زدہ انداز میں نفی میں سر ہلا رہی تھیں۔۔ مشال کی آنکھوں سے نکل کر، آنسو گالوں پر لڑھکنے لگے۔۔

"اب کیوں رو رہی ہو۔۔۔ مجرم تھا ناں۔۔؟؟ مل گئی اسے سزا۔۔ کل رات کسی نے اسے قتل کر دیا ہے۔۔ مر گیا ہے وہ۔۔!" شازمہ بیگم نے اسے دھیمی آواز میں مطلع کیا۔۔ مشال اپنی کہنیاں ٹیبل پر ٹکا کر سر ہاتھوں میں تھام گئی۔۔ پھر ہولے سے نفی میں گردن ہلائی۔۔

"ایسے نہیں مر سکتا وہ۔۔" مشال بڑبڑائی۔۔

"مر چکا ہے۔۔۔ اور بہت بری موت مرا ہے۔۔!" اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ نرمی سے بول رہی تھیں۔۔

"نن۔۔ نہیں۔۔ وہ نہیں مر سکتا آنٹی۔۔ میری ماں کا مجرم۔۔؟؟ آپکا مجرم۔۔؟؟ ہم سب کا مجرم۔۔؟ وہ اتنی آسان موت کیسے مر سکتا ہے۔۔؟؟ اللہ اسے اتنی جلدی اپنے پاس کیسے بلا سکتا ہے۔۔ اسے تو اس دنیا کے لیے عبرت کا نشان بننا تھا، مجھے اللہ پر یقین تھا کہ وہ ارباز علوی کو اسی دنیا میں اسکی اوقات دکھائے گا مگر۔۔ مگر وہ تو۔۔ بچ گیا۔۔ غلط۔۔۔ بہت غلط ہوا ہے یہ۔۔ اسے مرنا نہیں چاہیئے تھا۔۔!" وہ مسلسل نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولتی بے یقین لگ رہی تھی۔۔

"مشال۔۔خود کو سنبھالو۔۔وہ کس قابل تھا یہ اللہ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں جانتا۔۔!" اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے شازمہ بیگم نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔۔

"نہیں آنٹی۔۔ابھی تو اسکا حساب باقی تھا۔۔حساب چکائے بغیر وہ کیسے جا سکتا ہے۔۔!" بولتے ہوئے وہ رو رہی تھی۔۔شازمہ بیگم نے اسکے قریب ہو کر اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔۔وہ انکا سہارا پاتے ہی پھوٹ کر رو دی۔۔

"ہمیں اس سے کوئی حساب نہیں لینا بیٹا۔۔اللہ بہترین منصف ہے اور بے شک انسانوں کے حساب سے کئی گنا سخت اللہ کا حساب ہے۔۔اب وہ اللہ کو حساب دے گا۔۔اسلیے اسکے انجام کی طرف سے مطمئن رہو۔۔دنیا میں بھی اسکا انجام برا ہوا ہے اور آخرت میں بھی اسکا انجام بدترین ہو گا ان شاء اللہ۔۔!" اسکی پیٹھ سہلاتے ہوئے وہ بڑے مضبوط لہجے میں بول رہی تھی۔۔انکی آنکھوں میں نمی چمک رہی تھی۔۔انکے سینے سے لگی مشال اس بار چپ رہی۔۔بس آنسو تھے جو رک نہیں رہے تھے۔۔

♦♦♦♦

"آج سے تم یہ میڈیسنز یوز کرو گی۔۔!" وہ بیڈ پر آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھی جب ضیغم کی آواز پر اسنے آنکھیں کھول کر اپنے سائیڈ پر پڑے اس لفافے کی طرف دیکھا جو ضیغم نے ابھی وہاں پھینکا تھا۔۔یقیناً اس میں نشال کے بچے کے لیے زہر تھا۔۔اسکی سوجی ہوئی آنکھوں میں ایک بار پھر سے پانی بھرنے لگا۔۔وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آیا تھا اور نشال کی ستی ہوئی شکل نے اسے بتا دیا تھا کہ وہ ارباز علوی کی موت سے واقف ہو چکی ہے۔۔اسکو اپنے سر پر کھڑا دیکھ کر وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔۔

"میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم آئندہ نہیں روؤ گی۔۔ پھر کیوں رو رہی ہو۔۔؟؟" اسکے قریب بیٹھتے ہوئے ضیغم نے سنجیدگی سے کہا۔۔

"میں نے آپکو تو چوز نہیں کیا۔۔ تو پھر آپ یہ میڈیسن کیوں لائے ہیں۔۔؟؟" اسکے سوال کو نظر انداز کرتی وہ الٹا اسی سے سوال کر رہی تھی۔۔ اسکے سوال پر وہ ہولے سے مسکرایا۔۔

"چُوز کرنے کا ٹائم گزر چکا ہے سویٹ ہارٹ۔۔ اب تمہارے پاس صرف ایک آپشن ہے۔۔ ضیغم اجلال۔۔ اور بس۔۔!" اسنے بڑے اطمینان سے نشال کو جواب دیا تھا۔ نشال نے ایک نظر ضیغم کی طرف دیکھا جسکے چہرے پر اپنے فیصلے کو لے کر کوئی افسوس نہیں تھا۔۔ پھر آہستگی سے اپنے پاس پڑا لفافہ ہاتھ میں لے لیا۔۔

"ٹھیک ہے، اگر آپ ایسا چاہتے ہیں تو۔۔ ایسے ہی سہی۔۔!" دھیمے لہجے میں کہتی ہوئے وہ مسکرائی۔۔ پھیکی، ضیغم کے منہ پر تھپڑ مارتی ہوئی مسکراہٹ۔۔ ضیغم کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔۔

"ایک بات تو بتائیں۔۔؟؟" ضیغم کی شرٹ کے اوپری بٹنز کو چھیڑتے ہوئے نشال نے اسے مخاطب کیا جو اسکے اس قدر نارمل انداز پر حیران تھا۔۔

"ہوں۔۔!" اسے اجازت دیتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے اسکے گال صاف کیے۔

"میرے باپ کا قتل آپ نے کیا ہے ناں۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے نشال نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔۔ لہجہ پر یقین تھا۔۔

"تو اسلیے اتنی اداس ہو۔۔؟؟" اسکی نوکدار پلکوں کو اپنی شہادت کی انگلی سے چھوتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔نشال نے غصے سے اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔

"اداس نہیں ہوں میں، بھلا ایسے انسان کے مرنے پر میں کیوں اداس ہونے لگی۔۔ میں تو آپ پر حیران ہوں کہ بھلا، میں آپکو جان کیوں نہیں پائی۔۔ آپ ہر بار مجھے ایک نیاز خم دیتے ہیں، اور میں ہر بار یہی سوچتی ہوں کہ نہیں۔۔ اس سے زیادہ درد یہ شخص مجھے کبھی نہیں دے سکتا۔۔ مگر اگلی بار آپ پہلے سے بڑھ کر گہرا وار کرتے ہیں۔۔ میں ہر بار ٹوٹ جاتی ہوں مگر اس بار۔۔۔ اس بار آپ نے مجھے بکھیر دیا ہے ضیغم۔۔!" کہتے ہوئے وہ شدت سے رو دی۔۔ اسکی آواز بہت زیادہ رو چکنے کے باعث بیٹھی ہوئی تھی۔ ضیغم کا دل کٹ کر رہ گیا۔۔ براؤن آنکھوں میں اسکے آنسوؤں کے باعث جلن سی ہونے لگی۔۔

"وہ تمہارے یہ آنسو ڈیزرو نہیں کرتا نشال۔۔!" اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے ضیغم نے آہستگی سے کہا۔۔

"وہ یہ بھی ڈیزرو نہیں کرتا تھا کہ آپ اسے اس بے رحمی سے قتل کر دیتے۔۔ وہ جو ڈیزرو کرتا تھا، اللہ اسے دکھا دیتا۔۔ مگر ضیغم آپ۔۔۔ آپ نے میرے ساتھ کبھی کچھ اچھا نہیں کیا، لیکن میرے باپ کو قتل کر کے تو آپ نے میرے ساتھ بہت برا کر دیا ہے۔۔ بہت برا۔۔۔" اسکے نرم لہجے کے جواب میں وہ اس پر چلائی تھی۔۔ آنسو متواتر آنکھوں سے ٹوٹ کر گالوں پر پھسل رہے تھے۔۔ ضیغم کی تیوری پر بل پڑنے لگے۔

"مجھے اپنی صفائی دینا پسند نہیں ہے نشال۔۔!" نشال کے الزام پر وہ سخت لہجے میں گویا ہوا۔

"میں آپ سے صفائی مانگ بھی نہیں رہی۔۔!" اسکے پاس سے اٹھتے ہوئے نشال نے سرد مہری سے کہا۔۔

"ہاں بس فرد جرم عائد کر رہی ہو۔۔کوئی الزام نہیں، کوئی تفتیش نہیں۔۔بس خود سے ہی مان بھی لیا اور کہہ بھی دیا کہ تمہارے باپ کا قاتل ضیغم اجلال ہے۔۔۔!"اسکی کلائی تھام کر اسکا رخ اپنی جانب موڑتے ہوئے ضیغم نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہا۔۔اسکی بات پر نشال نے سنجیدہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"میں نے تمہارے باپ کا قتل نہیں کیا۔۔"اسکے مقابل کھڑے ہو کر ضیغم نے سنجیدگی سے کہا۔۔نشال بے یقینی سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"نا چاہتے ہوئے بھی میں تمہیں اپنی صفائی دے چکا ہوں۔۔اسکے بعد کچھ بچتا نہیں ہے، اسلیے بہتر ہے کہ تم میرا یقین کر لو۔۔،اگر نہیں کرو گی تو پھر اپنا ہی نقصان کرو گی۔۔کیونکہ تمہارا مزید رونا میں برداشت نہیں کروں گا۔۔ اور یہ بات تم بخوبی جانتی ہو کہ جو چیز میری برداشت سے باہر ہو، پھر اسے برداشت کرنے کے لیے میں کیا کرتا ہوں۔۔!"ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کرتا وہ اسے وہیں کھڑا چھوڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔نشال چپ چاپ اسے جاتا دیکھتی رہ گئی۔۔

پھر تھکے ہارے انداز میں واپس بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔ایک بھٹکا ہوا آنسو ٹوٹ کر اسکے گال پر بکھرا تھا۔۔اگر وہ کہہ رہا تھا کہ اسنے ارباز کا قتل نہیں کیا تو اسکا مطلب یہی تھا کہ اسنے نہیں کیا تھا۔وہ جو کرتا تھا،ڈنکے کی چوٹ پر کرتا تھا۔۔ اور خاص کر نشال کے سامنے اسے جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت تھی بھی نہیں۔۔وہ کافی دیر یونہی بیٹھی رہی پھر اپنے گال صاف کرتی وہ کمرے سے باہر نکل آئی۔۔وہ لیونگ روم میں ٹہلتا فون کانے سے لگائے ہوئے تھا۔۔نشال چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکی طرف آئی،اسکے قریب آنے پر ضیغم نے ایک نظر اسکی طرف دیکھا۔۔

"یس سر۔۔کل صبح ہونے سے پہلے ہی ان شاءاللہ۔۔!" دوسری جانب موجود ڈی-آئی-جی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے وہ مسلسل نشال کو دیکھ رہا تھا۔۔

"اوکے سر۔۔۔فی امان للہ۔۔" کہہ کر اسنے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔

"وہ۔۔۔" نظریں جھکائے کھڑی نشال نے اپنی انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولنا چاہا۔۔

"سوری کہنے آئی ہو۔۔؟؟" موبائل پینٹ کی جیب میں گھساتے ہوئے ضیغم نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔وہ جانتا تھا کہ مقابل کھڑی لڑکی چھوٹی سے چھوٹی غلطی کا احساس ہو جانے پر بھی معافی مانگ لیا کرتی تھی۔۔اسکے سوال پر نشال نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا اور پھر بنا کسی حیل وحجت کے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

"اٹس اوکے۔۔یہ اتنی بڑی بات نہیں تھی۔۔میرے لیے تو بالکل نہیں تھی۔۔" دھیمی آواز میں بولتے ہوئے اسنے نشال کو گلٹ سے نکالنا چاہا۔۔

"مگر میرے لیے تھی۔۔اگر آپکو اپنی صفائی دینا پسند نہیں ہے تو مجھے بھی آپ سے صفائی مانگنا اچھا نہیں لگتا۔۔لیکن آپ نے پھر بھی مجھے صفائی دی، اس بات نے مجھے احساس دلایا کہ غلطی میری تھی، میں شرمندہ ہوں۔۔ایم سوری۔۔!" وہ ٹھہر ٹھہر کر بڑی سنجیدگی سے بول رہی تھی۔۔

"میں نے کہاناں۔۔اٹس اوکے۔۔!" اسکا گال تھپتھپاتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے کہا۔۔نشال نے نگاہ اٹھائی اور اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔ایک بے چینی سی تھی جو ان براؤن آنکھوں میں ہلکورے لے رہی تھی۔۔۔

"آپ بھی سوری کرنا چاہتے ہیں۔۔؟؟" اسکی آنکھوں کا بھید جانتے ہوئے نشال نے ایک آس سے پوچھا۔۔

"کس بات کے لیے۔۔؟؟" وہ جانتے بوجھتے انجان بنا۔

"اپنی رات والی بات کے لیے۔۔ اس میڈیسن کے لیے جو آپ نے مجھے یوز کرنے کے لیے دی ہے۔۔۔۔!" نشال نے آہستگی سے کہا۔۔ اسکی بات پر ضیغم کے چہرے پر سختی در آئی۔۔ آنکھوں میں ایک سرد سا تاثر پھیل گیا تھا۔۔

"میں کوئی بحث نہیں چاہتا نشال۔۔!" ضیغم نے سختی سے کہا۔۔ نشال کی آنکھیں پھر سے نم ہونے لگیں۔

"میں بھی نہیں چاہتی، مگر آپ کم از کم مجھے وجہ تو بتا سکتے ہیں۔۔ بنا کسی جرم کے آپ مجھے اتنی بڑی سزا کیسے سنا سکتے ہیں ضیغم۔۔؟؟" اسکے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے نشال نے منت کرنے والے انداز میں کہا تھا۔ ضیغم کی روح بلبلانے لگی۔۔ نشال کی اذیت وہ بخوبی محسوس کر سکتا تھا۔

"میں اولاد نہیں چاہتا بس۔۔ نہ ابھی، نہ پھر کبھی۔۔ میرے لیے تم کافی ہو، اور تمہارے لیے بھی میری ذات بہت ہونی چاہئیے۔۔ ہمارے درمیان کسی تیسرے کی گنجائش نہیں نکلتی زندگی۔۔ اسلیے آئندہ مجھ سے اس قسم کا کوئی سوال مت کرنا۔۔!" مضبوط لہجے میں کہتے ہوئے ضیغم نے آہستگی سے اسکا ہاتھ اپنے شانے سے ہٹایا۔۔ جیسے بات ہی ختم کر دی تھی۔۔ نشال نے ایک نظر اپنے ہاتھ کو دیکھا اس کے پاس رونے کے سوا جیسے کچھ بچا ہی نہ تھا۔۔ جبکہ وہ بیڈ روم کی طرف بڑھتے بڑھتے اسکی طرف پلٹا۔۔

"روم میں آؤ۔۔!" اسے حکم دے کر وہ بیڈ روم میں گھس گیا۔۔ مرے مرے قدم اٹھاتے ہوئے نشال نے اسکی تقلید کی۔

وہ اندر آئی تو ضیغم سامنے ہی بیڈ پر سوٹ کیس کھولے کھڑا تھا۔۔

"آپ کہیں جا رہے ہیں۔۔؟؟" اسے الماری سے اپنے کچھ ڈریسز نکالتے دیکھ نشال نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔۔

"میں نہیں، ہم جا رہے ہیں۔۔، یہاں آؤ اور اپنے کچھ ڈریسز اس میں رکھ لو۔۔!" اپنے کام میں مصروف ضیغم نے سنجیدگی سے کہا۔۔

"کہاں۔۔؟؟ کہاں جا رہے ہیں ہم۔۔؟؟" اپنی سرخ ناک کو شہادت کی انگلی سے چھوتے ہوئے نشال نے پوچھا اور اسکی طرف بڑھی۔۔

"ہنی مون منانے جا رہے ہیں۔۔!" اسکی طرف دیکھتے ہوئے ضیغم نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔ نشال کے چلتے قدموں کو بریک لگ گئی۔۔ اسنے کچھ بے یقینی اور حیرانی کے ملے جلے تاثرات سمیت اسکی جانب دیکھا۔۔ اسے لگا شاید وہ مذاق کر رہا ہے۔۔

"آر یو سیریس۔۔؟؟" اپنی پلکیں جھپکاتے ہوئے نشال نے قدرے خفگی بھرے انداز میں پوچھا۔۔

" جہاں تک میں جانتا ہوں، میرا اور تمہارا مذاق تو کبھی نہیں رہا۔۔!" وہ ہنوز سنجیدہ تھا۔۔ ساتھ ساتھ اپنا کام بھی کر رہا تھا۔۔

"اپنی زیادتی کا ازالہ کرنا چاہ رہے ہیں آپ۔۔؟؟" اسکے قریب آتے ہوئے وہ شدید ناراضگی سے پوچھ رہی تھی۔۔ اسکا سرخ چہرہ اور آنکھوں میں خفگی دیکھتا ضیغم اس پل خاموش رہا۔۔

"تمہارے ساتھ کی گئی زیادتیوں کا ازالہ تو شاید میں خود کو تمہارے قدموں تلے بچھا کر بھی نہیں کر پاؤں گا زندگی۔۔!" اسکی غلافی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا مگر کہہ نہیں پایا۔۔

"میں کوئی ازالہ نہیں کر رہا، مجھے ایک کیس کے سلسلے میں سوات جانا پڑ رہا ہے، تمہیں یہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا اسلیے ساتھ لے جا رہا ہوں۔۔ تمہیں کوئی آبجیکشن ہے تو بتاؤ۔۔؟؟" ہاتھ میں موجود شرٹ کو سوٹ کیس میں پھینکتے ہوئے اسنے نشال کو جواب دیتے ہوئے آخر میں اس سے سوال کیا۔ نشال نے نگاہ جھکا کر ایک پل کو فرش کو گھورا، پھر نگاہ اٹھا کر اسکی جانب دیکھا اور آہستگی سے نفی میں سر ہلا دیا۔۔ وہ جانتی تھی کہ اسکے کسی انکار کا اثر ضیغم اجلال پر نہیں ہو گا۔۔ اگر وہ آبجیکشن کرے گی، تو بھی مقابل کھڑا شخص اسے لاجواب کر کے آخر میں اپنی بات منوا لے گا۔۔

"گڈ۔۔ اب جلدی سے پیکنگ کر لو، ہمیں نکلنا ہے۔۔!" اپنی پیکنگ مکمل کر کے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اسنے خاموش کھڑی نشال کو مخاطب کیا۔۔

"ابھی۔۔۔؟؟" دیوار پر لگی گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے نشال نے پریشانی سے پوچھا۔۔ اسے ضیغم کی اس قدر جلدی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔

"ہمم ابھی۔۔۔ پہلے ہم فاروقی ہاؤس جائیں گے۔۔۔ پھر کل صبح فجر کی اذان کے بعد سوات کے لیے نکلیں گے۔۔!" سگریٹ لبوں میں دباتے ہوئے ضیغم نے اطمینان سے کہا۔۔ اسکی باتیں نشال کے سر سے گزر رہی تھیں۔۔

"ضیغم۔۔ کیا ہو کیا رہا ہے یہ۔۔؟؟ پہلے سوات۔۔؟؟ اب فاروقی ہاؤس۔۔؟ پھر فاروقی ہاؤس سے سوات۔۔؟؟ ہم وہاں کیوں جا رہے ہیں۔۔؟؟ میں تو نہیں جاؤں گی۔۔ جب میں نے کہا تھا تب تو آپ لے کر گئے نہیں۔۔ اور اب جب اپنی مرضی ہے تو لے جا رہے ہیں۔۔" جھنجھلائے ہوئے انداز میں بولتی وہ ایک پل کو رکی۔۔ ضیغم کے لب مسکرانے لگے۔۔

"آپ ناں۔۔ میری سمجھ سے باہر ہیں۔۔ مجھے نہیں جانا کہیں بھی۔۔!" چڑ کر کہتی وہ صوفے پر جا بیٹھی۔۔

ایک فکر سے نکالنے کے لیے وہ اسے کسی دوسری الجھن میں ڈال دیا کرتا تھا، یہی ضیغم اجلال کی فطرت تھی جسے سمجھنا نشال کے بس کی بات نہیں تھی۔۔

"اس میں مشکل کیا ہے۔۔؟؟ تم ہی نے تو کہا تھا کہ ضرغام اور ملیحہ کو انوائٹ کرنا ہے ڈنر پر۔۔ تو میں نے اموجان سے کہا تھا کہ وہ ملیحہ اور حمزہ کو انوائٹ کر لیں، یہاں اتنی دور آنے میں انہیں پرابلم ہوتی، اسی لیے میں نے فاروقی ہاؤس میں ہی گیدرنگ پلان کی ہے۔۔ میری اموجان سے بات ہو چکی ہے، آج ملیحہ وہاں انوائٹیڈ ہے، اور انہوں نے خود ہم دونوں کو انوائٹ کیا ہے۔۔ ضر اور مشال تو پہلے سے ہی فاروقی ہاؤس میں موجود ہیں سو اچھی گیدرنگ ہو جائے گی۔۔۔ اور رہی بات فاروقی ہاؤس سے سوات جانے کی تو، ضرغام اور مشال بھی سوات جا رہے ہیں۔۔ چاچو چاہتے ہیں کہ ہم ایک ساتھ ہی یہاں سے نکلیں۔۔ اور وہاں بھی ساتھ ہی قیام کریں۔۔" بولتے بولتے وہ ایک پل کو رکا۔۔

"میرا خیال ہے کہ میں پوری تفصیل تمہیں بتا چکا ہوں اگر تمہارے دماغ میں اور کوئی سوال ہے تو پوچھ لو۔۔!"

سگریٹ کا دھواں فضا میں تحلیل کرتے ہوئے وہ دھیمے لہجے میں گویا ہوا۔ اسکی بات سنتی نشال چپ چاپ اسے گھورتی رہی۔۔ پھر صوفے سے اتری اور الماری کی طرف بڑھی۔

"یہ بات آپ مجھے پہلے بھی بتا سکتے تھے۔۔!" آہستگی سے کہتی وہ اپنی پیکنگ کرنے لگی۔۔

"پہلے ہی بتایا ہے، ابھی 'بعد' ہوئی ہی کب ہے۔۔!" وہ بڑے اطمینان سے بول رہا تھا۔۔ اسکی بات پر نشال نے سر جھٹکا۔

"ہونہہ۔۔ کھڑوس۔۔" باآواز بلند بڑبڑاتے ہوئے وہ اپنے کام میں لگی رہی۔

"سو کالڈ بیویوں والی حرکتیں آتی جارہی ہیں تم میں۔۔!" اسے چڑانے کو وہ دل جلانے والے انداز میں گویا ہوا۔۔

"ہاں۔۔ اور آپ جو پہلے دن سے ظالم شوہر کا رول ادا کر رہے ہیں اسکا کیا۔۔؟؟" اپنی کافی دیر سے سوں سوں کرتی ناک کو شہادت کی انگلی سے چھوتے ہوئے نشال نے اسے جواب دیا۔

"اور اب جو میں نے محبت کرنے والے شوہروں کو بھی پیچھے چھوڑا ہوا ہے اسکا کیا۔۔؟؟" انگلیوں میں دبی سگریٹ, سائیڈ ٹیبل پر رکھی ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے وہ غیر سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔ اسکے لہجے کی معنی خیزی پر نشال کا چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا۔۔ جبکہ اسے گلابی پڑتا دیکھ وہ ہولے سے مسکرا دیا۔۔ ہر بار کی طرح اس بار بھی وہ نشال کا دھیان اپنی جانب مبذول کروا چکا تھا۔

"ویسے مجھے لگتا نہیں تھا کہ آپ ایسے ہوں گے۔۔۔!" اپنی خفت مٹانے کو وہ تنک کر بولی۔۔

"مطلب۔۔؟؟کیسا۔۔؟؟"بیڈ سے اتر کر اسکی طرف آتے ہوئے پوچھتا وہ ہنوز غیر سنجیدہ تھا۔۔اسے اپنے پاس آتا دیکھ نشال دروازے کی طرف بھاگی۔۔پھر پلٹی اور اسکی جانب دیکھا جو اپنی جگہ کھڑا سنجیدہ نگاہوں سے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

"یہی سو کالڈ رومینٹک ہزبینڈز جیسے۔۔!"وہ بھی دل جلانے والے انداز میں بولی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔۔ پیچھے ضیغم اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔

"بے وقوف۔۔۔!"کہتے ہوئے وہ دھیرے سے ہنسا تھا۔۔ تھوڑی دیر پہلے والا منظر بالکل بدل چکا تھا۔۔جہاں وہ اس سے خفا،اس سے ناراض اس پر الزامات کی بوچھاڑ کرتی رو رہی تھی،اب وہیں کھڑا وہ،اور اسکے سنگ موجود محبت مسکرا رہی تھی اور بلاشبہ یہ ضیغم اجلال کی ہی خاصیت تھی کہ وہ اپنے مقابل ہر شخص کو اپنے مطابق ڈھالنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔

ہاں وہ خاص تھا،

کیونکہ وہ ضیغم اجلال تھا۔۔جو اپنے غلط کو بھی صحیح،اور مقابل کے صحیح کو بھی غلط ثابت کرنے کی اہلیت رکھتا تھا۔۔

♦♦♦♦

موسم بدل رہا تھا مگر رات ڈھلتے ہی فضا میں دن کے برعکس خنکی پائی جاتی تھی۔۔ سر سبز لان کی گھاس، ہلکی ہلکی نم محسوس ہو رہی تھی۔۔درختوں کے پتے ہولے ہولے ہلتے سرسراہٹ سی پیدا کر رہے تھے،وہ تینوں اس وقت کھانے کے بعد لان میں چہل قدمی کر رہی تھیں۔۔مشال اور نشال کی نسبت ملیحہ کی شوخیاں عروج پر تھیں، حمزہ کے محبت بھرے ساتھ نے اسکے دلکش روپ کو مزید نکھار دیا تھا۔۔

"اچھا سنو نشی۔۔ کل میں اور حمزہ ہیڈ بلو کی گئے تھے۔۔ میں حمزہ کے ساتھ انجوائے کرنے کی بجائے تمہیں ہی یاد کرتی رہی۔۔ کتنا مزہ آیا تھا ناں لاسٹ ٹائم۔۔؟" وہ ہنستے ہوئے بول رہی تھی۔۔ نشال کے لبوں پر مسکراہٹ تو آئی مگر وہ اسے جلدی سے چھپا گئی۔

"اچھا۔۔؟؟ وہ مزہ آیا تھا۔۔؟؟ جب میرا پاؤں زخمی ہو گیا تھا، اور اس پر ظلم یہ کہ تمہارے ڈاکٹر بھائی نے مجھے دھڑام سے زمین پر پٹخ دیا تھا۔۔؟؟ تمہیں مزہ آیا ہو گا مگر میرے لیے کافی برا ایکسپیرئینس تھا۔۔!" نشال نے منہ بسورتے ہوئے مصنوعی پن سے کہا۔۔ ان دونوں کے ساتھ چلتی مشال ان دونوں کی باتیں سمجھنے سے قاصر تھی۔۔

"آ۔۔۔ آں۔۔۔ محترمہ وہی تو آپ کی زندگی کا بہترین ایکسپیرئینس تھا، آپ بھول رہی ہیں شاید۔۔۔؟؟" اپنی آنکھیں مٹکاتے ہوئے ملیحہ نے اسے کچھ یاد دلانا چاہا جو نشال کبھی بھول سکتی ہی نہیں تھی۔۔ لیکن اس پل ملیحہ اور مشال کے سامنے انجان بنی۔۔

"جی نہیں مجھے کچھ الٹا سیدھا یاد نہیں ہے۔۔۔!" چہرے پر آتی بالوں کی لٹ کان کے پیچھے اڑستے ہوئے نشال نے شان بے نیازی سے کہا۔۔ ملیحہ نے بھنویں اچکا کر نشال کی جانب دیکھا۔۔

"مجھے کوئی بتائے گا کہ کیا بات ہو رہی ہے۔۔؟؟" ملیحہ کے نشال کی طرف جوابی کاروائی کرنے سے پہلے ہی مشال بول پڑی۔۔ اسکے بولنے پر ملیحہ نے شرارتی انداز میں اپنا نچلا لب دبا کر ان دونوں بہنوں کی طرف دیکھا۔۔

"اوکے، تمہیں کچھ یاد نہیں ہے ناں۔؟؟ اب میں تمہیں دوبارہ یاد کروا دیتی ہوں اور مشال اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لے گی۔۔!" مسکرا کر کہتی ملیحہ پلٹی تھی۔۔ نشال ہڑبڑائی۔۔

"اے لڑکی کیا کرنے والی ہو تم۔۔؟؟" اسکے پیچھے لپکتے ہوئے نشال بولی۔۔مشال بھی ان دونوں کے پیچھے بڑھی۔۔

"فی الوقت تو صرف تھوڑا انجوائے کرنے جا رہی ہوں۔۔!" یونہی چلتے چلتے ملیحہ نے بنا پلٹے اسے جواب دیا۔۔وہ تینوں لان کے عقبی حصے میں رکھی چیئرز پر بیٹھے ضرغام اور حمزہ کی طرف آ گئیں۔۔

"بھائی کدھر ہیں۔۔؟؟" حمزہ کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھتے ہوئے ملیحہ نے ان دونوں سے پوچھا۔۔

"امپورٹنٹ کال آئی تھی ایس-پی صاحب کی۔۔اب تو انہیں سننے گئے بھی صدیاں بیت گئیں۔۔کیا پتہ آنے والے ہوں۔۔!" حمزہ نے مصنوعی آہ بھرتے ہوئے ملیحہ کو جواب دیا۔۔مشال، ضرغام کے ساتھ والی چیئر سنبھال چکی تھی۔۔

"لیجئے، آپ نے نام لیا اور میرے ہینڈسم بھائی حاضر۔۔!" ضیغم کو وہاں آتا دیکھ ملیحہ نے چہکتے ہوئے کہا۔۔

"کیا ہو رہا ہے بھئی۔۔اتنے دانت کس خوشی میں نکل رہے ہیں۔۔؟؟" چیئر پر بیٹھتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے پوچھا۔۔اسکا مخاطب ملیحہ تھی۔۔

"بیٹھ جاؤ اب تم بھی یا تمہیں باقاعدہ انویٹیشن کارڈ دینا پڑے گا۔۔؟؟" ضیغم کو جواب دینے کی بجائے ملیحہ نے خاموش کھڑی نشال کو مخاطب کیا۔۔وہ ملیحہ کو گھورتی ضیغم کے ساتھ خالی پڑی چیئر پر بیٹھ گئی۔۔

"یہ ہو کیا رہا ہے کوئی بتائے گا۔۔؟؟" مشال نے اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں بولنے کی جرات کی۔۔اسے اپنی جانب دیکھتا پا کر ضرغام نے کندھے اچکائے۔۔

"یار یہ سوال تم تو مت پوچھو۔۔ابھی بتا کر تو آئی ہوں تمہیں۔۔نشال کو کچھ یاد دلانا ہے۔۔!"نشال کو ایک آنکھ مارتے ہوئے اسنے مشال کو جواب دیا۔۔نشال اپنی جگہ سٹپٹا گئی۔۔اب جانے وہ کیا کرنے والی تھی۔۔

"ملیحہ بیٹا میرا خیال ہے کہ رات بہت ہو چکی ہے اب تمہیں اپنے گھر جانا چاہئیے۔۔!"اسے نشال کا نام لیتا دیکھ ضیغم سمجھ گیا تھا کہ اب وہ اسے بھی درمیان میں گھسیٹے گی اسی لیے اسنے بڑی غیر سنجیدگی سے ملیحہ کو کہا تھا۔۔ملیحہ نے فوراً ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی۔۔

"نہ۔۔۔ایسے تو میں نہیں جاؤں گی۔۔۔بھائی پلیز۔۔کل آپ دونوں بھائی ویسے بھی کافی دن کے لیے فاروقی ہاؤس سے جارہے ہیں سو آج مجھے تھوڑا انجوائے کر لینے دیں۔۔!"اپنا سر نفی میں ہلاتے ہوئے ملیحہ نے بچوں کے سے انداز میں کہا۔۔اسکے انداز پر حمزہ تو لب دبا کر مسکرانے لگا جبکہ نشال اور ملیحہ بھی ان بہن بھائی کی نوک جھونک کو انجوائے کرنے لگیں۔۔۔۔

"اور وہ انجوائے منٹ کیا ہے۔۔؟؟"ایک ابرو اچکاتے ہوئے ضرغام نے پوچھا۔۔ملیحہ بڑے اطمینان سے چیئرز کے درمیان رکھے ٹیبل پر سے خالی کپ اور پلیٹس اٹھا کر ٹیبل کے نیچے شفٹ کر رہی تھی۔

"کوئی گیم کھیلتے ہیں اور کیا۔۔!!"ایک خالی بوتل ٹیبل پر رکھتے ہوئے اسنے آرام سے کہا۔۔اب کی بار وہ سب سمجھ گئے تھے کہ وہ کس گیم کی بات کر رہی ہے۔۔

"آہ۔۔یہ گھسی پٹی, سو صدیوں پرانی گیم میں تو نہیں کھیلوں گا۔۔!"اپنا ہاتھ اٹھا کر بڑی سنجیدگی سے انکار کرنے والا یہ ضیغم تھا۔۔

"ہاں تو اور کیا۔۔ مجھے بالکل نہیں کھیلنا یہ ٹرتھ اور ڈیئر۔۔!" نشال نے انکار کرتے ہوئے زور و شور سے ضیغم کی تائید کی تھی۔۔ البتہ ضرغام کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ملیحہ نشال اور ضیغم کو تنگ کرنے والی ہے سو فوراً بول پڑا۔۔

"ہمم۔۔ بھائی بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔ یہ ٹرتھ اور ڈیئر کافی پرانی گیم ہے ملیحہ۔۔ ایسا کرتے ہیں، صرف ڈیئر، ڈیئر کھیل لیتے ہیں۔۔!" شریر انداز میں بولتے ہوئے ضرغام نے ضیغم کی مشکل حل کرنی چاہی۔۔ جس پر ضیغم کی شکل دیکھنے لائق تھی۔۔

"ہرگز نہیں۔۔۔!" اسنے فوراً انکار کیا۔۔

"تو پھر صرف ٹرتھ، ٹرتھ کھیل لیتے ہیں۔۔!" حمزہ نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔۔ ملیحہ کے چہرے پر کھیلتی مسکراہٹ گہری ہو رہی تھی۔۔۔

"اوکے۔۔ ایسا کرو۔۔ تم سب کھیلو۔۔ میں تم سب کی گیم انجوائے کرتا ہوں۔۔!" ضیغم نے اپنی طرف سے آسان حل بتایا۔۔ ملیحہ فوراً ٹھنکی۔۔

"ارے ایسے کیسے۔۔ انجوائے آپ نے نہیں میں نے کرنا ہے، ہرگز نہیں۔۔ آپ بھی یہ گیم کھیلیں گے بھائی۔۔ اینڈ اٹس فائنل۔۔ بس۔۔۔!" ملیحہ نے بات ختم کرنے والے انداز میں کہا۔۔ ضیغم لب بھینچ کر رہ گیا۔۔ ان سب کی جانب دیکھتی مشال ہولے سے مسکرا رہی تھی۔۔

جبکہ نشال کو اب اپنی شامت آتی دکھائی دے رہی تھی۔۔

"یار بھائی مان جائیں ناں۔۔اپنی ملیحہ ابھی بچی ہے، کر دیتے ہیں اسکو آج خوش۔۔۔!" بڑی مشکل سے اپنی ہنسی دباتے ہوئے ضرغام نے ضیغم کو مخاطب کیا تھا۔۔ ضیغم نے اسے ایک گھوری سے نوازا پھر ہولے سے مسکرایا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔۔ملیحہ نے فوراً دانتوں کی نمائش کروائی۔

"سٹارٹ کر رہی ہوں میں۔۔سب ریڈی شیڈی ہو کر بیٹھ جائیں۔۔!" شان بے نیازی سے کہتے ہوئے اسنے بوتل گھمائی۔۔نشال نے درزیدہ نگاہوں سے بوتل کی طرف دیکھا جو ملیحہ نے جانے کہاں سے برآمد کرلی تھی۔۔

بوتل مشال کی طرف رکی تھی۔۔

"ٹرتھ اور ڈیئر۔۔؟؟ جلدی سے بولو۔؟؟ کیا لو گی۔۔؟" تالی بجاتے ہوئے ملیحہ نے مشال سے پوچھا۔۔وہاں موجود باقی کے پانچوں نفوس اسی کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔وہ تھوڑی کنفیوژ ہوئی۔

"آں۔۔۔ٹرتھ۔۔۔؟؟" ضرغام کی طرف دیکھتے ہوئے اسکے لبوں نے سوالیہ انداز میں جنبش کی تھی۔۔ جیسے ضرغام سے پوچھا تھا کہ ٹرتھ لینا صحیح رہے گا۔۔؟؟ مگر ضرغام کے بولنے سے پہلے ہی ملیحہ بول پڑی۔۔

"یو فرسٹ لو۔۔۔؟؟ (تمہارا پہلا پیار۔۔؟؟)" ملیحہ کے سوال پر مشال کا رنگ یک دم فق ہوا۔۔وہ ایک بار پھر سے ماضی کی بھنور میں الجھنے لگی تھی کہ ضرغام سرعت سے بول پڑا۔۔

"ناول ریڈنگ۔۔۔!" اسنے بڑے پریقین انداز میں مشال کیطرف سے جواب دیا تھا۔۔ حمزہ اسکی اس حرکت پر بے ساختہ ہنسا جبکہ نشال اور ضیغم کا حال بھی حمزہ سے کچھ مختلف نہ تھا البتہ ملیحہ نے ضرغام کو گھورا۔۔

"زیادہ سائیڈ آرہی ہے بیوی کی۔۔؟؟اسکو جواب دینے نہیں دیا جناب خود بتارہے ہیں۔۔ یہ فاؤل ہے۔۔!"ملیحہ نے دہائی دی۔۔ملیحہ کے چلانے پر ضرغام ہنس پڑا جبکہ مشال نے فوراً اثبات میں سر ہلایا۔۔

"لیکن یہی سچ ہے۔۔ضرغام نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔۔ناولز ریڈ کرنا میری زندگی کا پہلا شوق۔۔پہلا کریز ہے۔۔سچ میں ملیحہ۔!"مشال نے فوراً ضرغام کی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔۔ملیحہ نے مصنوعی پن سے ان دونوں کو گھورا اور پھر سے بوتل گھمائی۔۔

"بیٹا تمہاری باری آلینے دو۔۔مشی کے حصے کا بدلہ بھی تم سے لوں گی۔۔!"ملیحہ نے ضرغام کو چڑایا۔۔

"ہاں ہاں لے لینا۔۔!"اسے مطلق فرق نہ پڑا۔۔گھومتی گھومتی بوتل رکی تو اسکا رخ کسی کی طرف نہ تھا۔۔

ملیحہ نے کچھ سوچا اور ضرغام کی طرف دیکھا۔۔وہ بھی اسی کی طرف متوجہ تھا۔۔

"لو بھئی۔۔اب تم گھماؤ ضرغام۔۔مجھ سے تو شاید یہ بوتل ناراض ہوگئی ہے۔۔کسی پر بھی نہیں آرہی۔۔"دوسری بار گھمانے پر بھی جب بات نہ بنی تو ضرغام کو آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے ملیحہ نے بوتل اسکی طرف بڑھائی۔۔حمزہ اور نشال کو اسکا یوں منٹ میں ضرغام کے ساتھ پارٹی بدلنا کچھ گڑبڑ کا احساس دلا گیا تھا مگر وہ چپ رہے۔۔ضرغام نے بوتل گھمائی۔۔بوتل گھوم رہی تھی جب ملیحہ چیختے ہوئے اپنی چیئر سے کھڑی ہوئی۔۔وہ سب اسکی طرف متوجہ ہوئے جبکہ ضرغام نے اسکا اشارہ سمجھتے ہوئے سرعت سے بوتل کا رخ ضیغم کی طرف کرکے بوتل روک دی۔۔

"کیا ہوا۔۔؟؟"نشال اور مشال نے یک بیک پوچھا جبکہ حمزہ اور ضیغم اسکے چہرے کے مصنوعی پن سے سمجھ گئے کہ اسنے شرارت کی ہے۔۔۔۔

"مجھے لگا جیسے۔۔۔"وہ بول ہی رہی تھی کہ جب حمزہ نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر واپس چئیر پر بٹھایا۔۔

"بیٹھ جاؤ تمہارا کام ہو گیا ہے۔۔!"سرگوشیانہ انداز میں کہتے ہوئے حمزہ مسکرایا۔۔جبکہ ٹیبل کی طرف دیکھتے ہی ضیغم کو جھٹکا لگا تھا۔۔

"چیٹنگ۔۔؟؟"ملیحہ کی طرف دیکھتے ہوئے ضیغم نے ہنستے ہوئے پوچھا۔۔مشال جو ساری کاروائی دیکھ چکی تھی آہستگی سے بول پڑی۔۔

"لیکن بوتل تو ضرغام نے گھمائی ہے،ملیحہ نے نہیں۔۔!!"مشال کی بات پر ضیغم اسکی طرف متوجہ ہوا جو لبوں پر دھیمی مسکراہٹ لیے ملیحہ کی سائیڈ لے رہی تھی۔۔جب سے وہ یہاں آئی تھی، ضیغم پہلی بار اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔

"مان لیا۔۔اور میں ڈئیر لوں گا۔۔!"مشال کی بات پر یقین کرتے ہوئے اسنے چئیر کی پشت سے ٹیک لگا کر نرمی سے کہا۔۔جیسے مشال کی بات کا مان رکھا تھا۔۔ملیحہ کی دلی مراد بر آئی,وہ جانتی تھی کہ ضیغم ہمیشہ ڈئیر ہی لیتا ہے۔۔

"ہوں۔۔تو آج ایس-پی صاحب ہاتھ آئے ہیں، کیا ڈئیر دیا جائے۔۔!"سوچنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے ملیحہ اترائی۔۔ضیغم کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہونے لگی۔

"اگر تم سے نہیں دیا جا رہا تو میں ہوں ناں۔۔میں دوں گا اپنے بھائی کو ایزی سا ڈئیر۔۔!"ضرغام جھٹ بولا۔۔۔

"ہاں تو میرے کون سا دشمن ہیں، میرے بھی بھائی ہی ہیں۔۔ میں دے دیتی ہوں۔۔!" ملیحہ کو اپنے کیے کرائے پر پانی پھرتا نظر آیا تو جلدی سے بول پڑی۔۔ حمزہ خاموش بیٹھا بس اپنی بیوی کے منہ سے پھول جھڑنے کا منتظر تھا۔۔

"اب بول بھی چکو۔۔!" نشال جس کی سانس پہلے ہی اٹکی ہوئی تھی، ملیحہ کو گھورتے ہوئے بولی۔۔

"ہاں ہاں بول رہی ہوں۔۔۔ اچھا تو بھائی۔۔ آپ یوں کریں کہ۔۔۔" اسنے سانس لینے کو ایک ڈرامیٹک وقفہ لیا۔۔ نشال کی پتلی ہوتی حالت دیکھ ضرغام سے اپنی ہنسی کنٹرول کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔

"آپ یوں کریں کہ اپنی بیگم کو اٹھائیں۔۔ اور اس پورے لان کے دس چکر لگائیں۔۔ پھر ہم مانیں، کہ ایس-پی صاحب میں دم خم ہے۔۔!" ہاتھ جھاڑتے ہوئے ملیحہ نے آخر بلی تھیلے سے باہر نکال ہی دی۔۔ نشال کا دل شدت سے دھڑک اٹھا جبکہ ضیغم کے لبوں کی تراش میں تبسم کھلتا چلا گیا۔۔ ضرغام نے داد دیتی نظروں سے ملیحہ کی طرف دیکھا تھا اور اپنی کنپٹی پر دو انگلیاں رکھ کر اسے سیلیوٹ کیا۔۔

"ڈیئر، ضیغم کا ہے۔۔ مجھ بے قصور کو درمیان میں کیوں گھسیٹ رہی ہو۔۔!" اپنی چیئر سے اٹھتے ہوئے نشال نے دہائی دینے والے انداز میں کہا۔ مگر اسکی فریاد سننی کس نے تھی۔

"مجھے منظور ہے۔۔!" اطمینان سے کہتے ہوئے ضیغم اپنی چیئر سے کھڑا ہو گیا۔۔ براؤن آنکھوں کی چمک دیکھنے لائق تھی۔۔

"ضیغم۔۔۔" نشال کے لب پھڑ پھڑائے۔۔ مگر ضیغم نے بنا وقت ضائع کیے سرعت سے اسے اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔۔۔ مشال سمیت ان چاروں نے تالیاں بجانے کے ساتھ ساتھ منہ سے بھی شور مچایا تھا۔۔

"ضیغم پلیز۔۔یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔"اسکی شرٹ اپنی مٹھی میں جکڑتے ہوئے نشال گھگھیائی۔۔

"ڈئیر پورا کر رہا ہوں۔۔"شرافت سے کہتے ہوئے وہ اسے لیے

ایک طرف بڑھا۔۔

"اب کچھ یاد آیا نشال۔۔،آئی مین یور ایکسپیرینس؟"ملیحہ نے پیچھے سے ہانک لگائی تو نشال جو اپنا سرخ پڑتا چہرہ ہاتھوں سے ڈھانپ چکی تھی،ملیحہ کی آواز پر ضیغم کے شانے کے پاس سے زرا سا سر اوپر نکال کر اسے گھور کر رہ گئی۔۔

"پورے دس چکر۔۔۔اب پتہ چلے گا بھائی کہ وزن کسے کہتے ہیں۔۔!"ضرغام بھی ہنستے ہوئے پیچھے سے چلایا تھا۔۔۔حمزہ اور ملیحہ بھی کھلائے جبکہ مشال چمکتی آنکھوں سے ان سب کے مسکراتے چہرے دیکھ رہی تھی۔۔

"چلیں بھئی۔۔اب ڈاکٹر صاحب کی باری ہے۔۔!"اپنی توپوں کا رخ ضرغام کی طرف کرتے ہوئے ملیحہ نے آنکھیں مٹکائیں۔۔اسکا ضیغم کو دیا گیا ڈئیر دیکھ کر مشال کو اپنی فکر لگ گئی۔۔

"تم ایسا کوئی ڈئیر پورا نہیں کروگے ضرغام۔۔!"ملیحہ کو بوتل گھماتا دیکھ مشال نے ضرغام کے کان میں سرگوشی کی۔۔ملیحہ نے ان دونوں کو بات کرتا دیکھ فائدہ اٹھایا اور بوتل کا رخ ضرغام کی طرف کر دیا۔۔

"یہ مسلسل چیٹنگ ہو رہی ہے ملیحہ۔۔!"اسکے بازو پر ہلکی سی چٹکی کاٹتے ہوئے حمزہ نے ہنستے ہوئے اسے چھیڑا۔۔

"آپ چپ کر کے بیٹھے رہیں۔۔!"اپنی ہنسی روکتے ہوئے ملیحہ نے اسے لتاڑا۔۔

"حمزہ بھائی کو چپ کروا کر تم یہ فاؤل نہیں کر سکتیں ملیحہ۔۔!"ضرغام بولا تھا۔

"اب تو کر چکی ہوں۔۔ جلدی سے بتاؤ تھک گئے ہو یا ڈیئر۔۔؟؟ کیا لوگے۔۔؟؟" وہ اپنی ہی چلا رہی تھی۔۔ ان چاروں کی نوک جھونک اور قہقہے لان کے چکر لگاتے ضیغم تک پہنچ رہے تھے۔

"اب بس بھی کر دیں، کیا ساری رات یونہی چکر لگانے کا ارادہ ہے۔۔!" اپنا سر زرا سا اٹھا کر اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے نشال نے دھیمی آواز میں پوچھا۔۔

"تمہارا بھاری بھر کم وجود تو میں نے برداشت کیا ہوا ہے۔۔ تمہیں تو جھولے مل رہے ہیں۔۔ پھر بھی مسئلہ ہو رہا ہے۔۔؟؟" اپنے چہرے ہر سنجیدگی طاری کرتے ہوئے وہ دھیمی آواز میں پوچھ رہا تھا۔۔ جبکہ اسکی بات پر نشال نے اپنی آنکھیں حیرت سے مزید پھیلا لیں۔۔

"کیا کیا۔۔؟؟ کیا کہا۔۔؟؟ بھاری بھر کم وجود۔۔؟؟ اور وہ بھی میرا۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے وہ صدمے سے بے ہوش ہونے کو تھی۔۔

ظاہر سی بات ہے، میری بانہوں میں اس وقت تم ہو تو تمہاری ہی بات کر رہا ہوں ناں۔۔!" اسکا حسین چہرہ آنکھوں میں سموئے وہ مصنوعی معصومیت سے کہہ رہا تھا۔

"ہونہہ۔۔ اگر اتنی ہی بھاری ہوتی ناں میں تو جتنے چکر آپ لگا چکے ہیں، اب تک سانس پھول گیا ہوتا آپکا۔۔!" منہ بسورتے ہوئے وہ ضیغم کو دوبدو جواب دے رہی تھی۔۔

"میرے سانس کا تمہارے بھاری پن سے کوئی لینا دینا نہیں ہے سویٹ ہارٹ۔۔ ابھی تم جتنی ہو اگر اس سے ڈبل ہوتی تب بھی تمہیں اٹھا کر، میں اس لان کے پچاس چکر لگا سکتا ہوں۔۔!" مسلسل اسکی جانب دیکھتے ہوئے وہ نرم لہجے میں بول رہا تھا۔

"بہت غرور ہے ناں آپکو خود پر۔۔!" اسکی گردن میں اپنی باہیں ڈالتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔

"تم توڑنا چاہتی ہو۔۔؟؟" اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ معنی خیزی سے پوچھ رہا تھا۔ انداز جتاتا ہوا تھا کہ وہ اسکے گلے میں اپنے بازوؤں کا ہار پہنا کر اسے گھائل کر رہی ہے۔۔

"مجھے لگتا ہے کہ، میں توڑ چکی ہوں۔۔!" نشال نے بھی برجستگی سے جواب دیا۔ جیسے کہہ رہی ہو کہ "توڑ چکی ہوں تبھی تو تمہاری باہوں میں ہوں۔۔" اسکے جواب پر ضیغم کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گئی۔۔

"تمہیں ٹھیک لگتا ہے زندگی۔۔ تم واقعی میرا غرور توڑ چکی ہو۔۔" دھیمی آواز میں بولتا وہ اپنی شکست کا اعتراف کر رہا تھا۔ نشال کی دھڑکنیں شور مچانے لگیں۔۔ جبکہ دوسری طرف ملیحہ ضرغام کو قائل کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔۔

"چلو شاباش۔۔ کرو شاعری۔۔ آج پتہ تو چلے کہ ڈاکٹر صاحب رومانوی طور پر کس حد تک طبیب ہیں۔۔!" ملیحہ نے اسے ڈئیر دیا تھا جس پر ضرغام نے بری طرح دانت پیسے۔۔ حمزہ کو یقین ہو چلا تھا کہ ضرغام ہارنے والا ہے۔۔

مشال نے تھوڑی سی گردن موڑ کر اسکی جانب دیکھا۔۔

"تمہیں پوئٹری آتی تو ہے۔۔ تھوڑی سی کرلو۔۔ ملیحہ کو سکون مل جائے گا۔۔"لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائے بیٹھی مشال نے دھیمی آواز میں ضرغام کو مخاطب کیا۔۔اسنے ایک خاموش نگاہ مشال کے چہرے پر ڈالی پھر ملیحہ کی طرف دیکھا جو اسی کی طرف متوجہ تھی۔

"کوئیک کوئیک۔۔اگر ڈئیر پورا نہ کیا تو ابھی آئسکریم کھلانے لے جانا پڑے گا۔۔!"ملیحہ نے سزا بھی تجویز کردی۔۔

"سنا رہا ہوں۔۔بے صبری کہیں کی۔۔۔!"ضرغام نے ہنستے ہوئے کہا۔ پھر گلا کھنکار کر گویا ہوا۔۔

اسکی دلکش آواز وہاں موجود تینوں نفوس کے اعصاب پر حاوی ہونے لگی۔

کبھی خود بھی میرے پاس آ

میری بات سن

میرا ساتھ دے

جو خلش ہے دل سے نکال کے،

مجھے الجھنوں سے نجات دے

تیرا سوچنا،

میرا مشغلہ۔۔۔۔

تجھے دیکھنا،

میری آرزو۔۔۔۔

مجھے دن دے اپنے خیال کا

مجھے اپنے قرب کی رات دے،

میں اکیلا بھٹکوں کہاں کہاں۔۔

یہ سفر بہت طویل ہے

میری زندگی میرے ساتھ چل،

میرے ہاتھ میں،

اپناہاتھ دے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنی بھاری آواز میں بولتا مشال کے گرد اک اسم پھونک رہا تھا۔۔اسکی نگاہ کا مرکز مشال نہیں تھی۔۔مگر مشال کی نگاہوں کا مرکز وہی تھا جسکا دھیما لہجہ مشال کے سرد جذبات کو آنچ دے رہا تھا۔۔

"واہ۔۔واہ واہ۔۔۔!"ملیحہ اور حمزہ کی تالیوں کی آواز پر مشال چونک اٹھی پھر خود بھی مسکراتے ہوئے تالیاں بجانے لگی۔۔

"یار ضیغم کی بھی کوئی ہوش لے لو۔۔۔بیگم کو لے کر کہیں چکر لگاتے لگاتے سو تو نہیں گیا۔۔؟؟"حمزہ جو ضیغم کا ہم عمر ہی تھا،اسے یک دم اسکا خیال آیا تو بول پڑا۔۔

"سونے کا تو کنفرم نہیں ہے، ہاں مگر یہ ضرور ہو سکتا ہے کہ میرے بھائی بے چارے بھابھی بیگم کا وزن سہہ نہ پائے ہوں اور بے ہوش ہو گئے ہوں۔۔!" ضرغام نے مصنوعی تفکر پن سے کہا۔۔ اسکی بات پر ملیحہ نے ٹیبل پر پڑی خالی بوتل ضرغام کے کندھے پر دے ماری۔۔

"شٹ اپ۔۔ میری نازک سی دوست سے جیلس مت ہو تم۔۔!" ملیحہ نے فوراً نشال کی سائیڈ لی تھی۔۔ مشال نے بھی اسکی تائید میں اپنا سر اثبات میں ہلایا۔۔

"نہیں یقین تو آؤ مل کر دھاوا بولتے ہیں۔۔ یقیناً بھائی باہر گیٹ کے پاس گرے پڑے ہوں گے۔۔!" ہنس کر کہتے ہوئے ضرغام اپنی چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ وہ چاروں ایک دوسرے کو تنگ کرتے ہوئے لان کے دوسرے حصے میں آئے تو سامنے ہی وہ اسے گود میں اٹھائے پر سکون چال چلتا اس سے باتیں کر رہا تھا۔۔

"بھائی۔۔ دس چکر لگانے کو کہا تھا یار۔۔ آپ نے تو دو سو کی باؤنڈری بھی کراس کر دی۔۔ مانا کہ آپکو اپنی محبت میں نشی کا موٹاپا محسوس نہیں ہو رہا مگر کچھ تو رحم کریں خود پر۔۔ کیونکہ صبح گاڑی آپ ہی نے ڈرائیو کرنی ہے، میں نے تو نہیں۔۔!" ضیغم اور نشال کی طرف بڑھتے ہوئے ضرغام نے شریر انداز میں کہا۔۔ اسکی آواز پر ضیغم ہوش میں آیا۔۔ پھر اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے نشال کو اپنی گود سے نیچے اتار دیا۔۔ جبکہ ملیحہ نے کھنکھارتے ہوئے اپنا گلا صاف کیا۔۔ جس پر ضیغم کے سوا سب ہی ہنس پڑے۔۔ نشال خفیف سی ہو کر اپنا چہرہ جھکا گئی جبکہ ملیحہ نے مشال کا ہاتھ تھامتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے نشال کو بھی اپنے ساتھ گھسیٹ لیا۔۔ اب وہ مزے لے لے کر مشال کو ضیغم کے برتھ ڈے کی داستان سنا رہی تھی جب وہ چاروں ہیڈ بلو کی گئے تھے۔۔ جبکہ ضیغم اور ضرغام حمزہ کو کمپنی دے

رہے تھے۔۔یقیناً آج کی رات وہ تینوں کپلز جاگ کر گزارنے والے تھے۔۔۔سیاہ آسمان پر اٹھکلیاں کرتے بادل ان کی مسکراہٹوں پر مسرور تھے جبکہ دور کہیں تقدیر انہیں دیکھ کر ہولے سے مسکرائی۔۔کون جانے۔۔؟؟کب کیا ہونے والا تھا۔۔۔

♦♦♦♦

"ایس پی ضیغم اجلال فرام لاہور۔۔!"منگورہ پولیس سٹیشن میں کھڑا وہ ڈی-ایس-پی شہروز خان کو اپنا کارڈ دکھاتے ہوئے بول رہا تھا۔۔وہ اس وقت سول ڈریس میں تھا اور یہاں اسے اسی طرح کیس ہینڈل کرنا تھا۔۔اسکا کارڈ دیکھ کر مقابل فوراً اپنی چیئر سے کھڑا ہوا۔۔

"شہروز خان،ڈی-ایس-پی آف سوات ویلی۔۔!"شہروز خان نے اسکی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ ضیغم نے اسکا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا۔۔اور سر اثبات میں ہلا کر اطراف میں نگاہ دوڑاتے ہوئے پولیس سٹیشن کا جائزہ لینے لگا۔۔جبکہ شہروز خان نے بغور اسکی طرف دیکھا جو اپنی لمبی چوڑی جسامت اور چھا جانے والی پر کشش شخصیت سمیت کافی مغرور لگ رہا تھا۔۔

"آپ بیٹھئے پلیز۔۔!"شہروز خان نے اسے مخاطب کیا تو وہ اسکی طرف متوجہ ہوا پھر چیئر گھسیٹ کر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گیا۔

"جی تو شہروز خان،اس وقت کیا رپورٹ دے سکتے ہیں آپ مجھے۔۔؟؟"اسکی طرف دیکھتے ہوئے ضیغم نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

"سر۔۔مجھے آج صبح ہی آپکے یہاں آنے کی خبر ملی ہے۔۔اسی لیے ابھی تھانہ سیدو شریف اور رحیم آباد کے علاوہ مدین اور بحرین کی رپورٹ میرے پاس موجود ہے۔۔کالام اور بشام (شانگلہ) کے حالات چیک کرنے کے لیے ہمیں خود وہاں جانا پڑے گا کیونکہ وہاں کے انسپکٹرز ریسپونس نہیں دے رہے۔۔!" ٹیبل پر موجود فائلز کو ترتیب دیتے ہوئے شہروز خان نے اسے جواب دیا۔۔

"ہمممم۔۔"ایک فائل ہاتھ میں لے کر چیک کرتے ہوئے ضیغم نے ہنکارا ابھرا۔۔ مختلف تھانوں کی ایف آئی آر رپورٹس سارے حالات بتا رہی تھیں۔

"کب سے چل رہا ہے یہ سلسلہ۔۔؟؟"فائل واپس ٹیبل پر رکھ کر دوسری فائل پکڑتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

"سر یہ تقریباً پچھلے پندرہ دنوں سے ہو رہا ہے۔۔منگورہ سے تین لڑکیاں غائب ہو چکی ہیں،سیدو شریف کے پاس سے دو۔۔خوازہ خیلہ سے ایک،مدین سے دو،اور بحرین سے تین۔۔موجودہ علاقوں کی رپورٹس کے مطابق اس وقت کل گیارہ لڑکیاں اغوا ہو چکی ہیں۔۔!"شہروز خان نے اپنے سامنے کھلی فائل پر نظریں دوڑاتے ہوئے جواب دیا۔۔

"ہمم۔۔اور ابھی،کالام اور بشام کی کچھ خبر نہیں ہے آپکو۔۔؟؟رائٹ۔۔؟؟"اپنی ٹانگ پر رکھی ٹانگ کو ہلاتے ہوئے ضیغم نے کچھ تاسف زدہ انداز میں پوچھا۔۔شہروز خان ایک پل کو خاموش ہو گیا۔۔

"کافی افسوس ناک بات اور مجھے کہتے ہوئے افسوس ہو بھی رہا ہے۔۔ کہ آپکے یہاں، اس سیٹ پر بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔ پندرہ دن، محض پندرہ دن میں وہ لوگ گیارہ لڑکیاں اغوا کر چکے ہیں، یعنی حد ہو چکی ہے اور اسکے بعد بھی آپکے پاس کالام اور بشام کی رپورٹ ہی نہیں ہے۔۔ گریٹ۔۔۔!" اپنے ہاتھ میں موجود فائل ٹیبل پر رکھتے ہوئے ضیغم قدرے سخت لہجے میں گویا ہوا۔۔

"سر ان میں سے آدھی لڑکیاں گھروں سے بھاگی ہیں۔۔۔ انکے والدین نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے اسی لیے ہمارے انسپکٹرز نے کوئی کاروائی نہیں کی۔۔!!" شہروز خان نے اپنی صفائی دینے کی کوشش کی۔۔۔

"کافی بودی دلیل ہے۔۔ لیکن خیر، میں آپکو چوبیس گھنٹے دے رہا ہوں۔۔ اپنی فورس کو ایکٹو کریں۔۔ مجھے چوبیس گھنٹوں میں ہر لڑکی کی مکمل تفصیل چاہیئے۔۔ کب۔؟؟ کہاں۔۔؟؟ اور کیسے غائب ہوئی۔۔ یہ کل، ٹھیک اسی وقت آپ مجھے بتائیں گے۔۔ ورنہ اگر مجھے ایکٹو ہونا پڑا تو دوسرے بہت سے کھاتے کھل جائیں گے۔۔!" بے لچک انداز میں کہتے ہوئے وہ چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ شہروز خان بوکھلا کر رہ گیا۔۔

"آئی ول ٹرائے مائے بیسٹ۔!" اسکی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے شہروز خان نے کہتے ہوئے پھر سے لبوں پر مسکراہٹ سجائی۔

"ہوپ سو۔۔۔!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے ضیغم نے مصافحے کے لیے بڑھا ہوا اسکا ہاتھ تھام لیا۔۔ پھر ہولے سے دبا کر چھوڑا اور پولیس سٹیشن سے باہر نکل آیا۔ خوبصورت شام ڈھل کر سوات میں رات کو خوش آمدید کہہ رہی تھی۔۔ سیدھی سڑک پر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے وہ ایک طرف اوپر کو جاتی پہاڑی پر چڑھنے لگا۔۔ پانچ سے سات

منٹ کی پیدل مسافت کے بعد وہ ایک دوسری قدرے چوڑی سڑک پر موجود تھا۔۔وہاں ایک ٹی-شاپ کے سامنے کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اسنے شاپ والے کو ہاتھ سے اشارہ کیا۔۔پھر گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔وہ پوری تندہی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔ڈی-ایس-پی شہروز خان اسے کافی حد تک غیر ذمہ دار لگا تھا۔۔گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اسنے ایک نظر اطراف میں دوڑائی۔

موسم بہار کی آمد کے باعث اونچی نیچی پہاڑیوں پر سے برف پگھل جانے کے باعث آبشاریں اپنی جوبن پر تھیں۔۔پہاڑوں پر بچھا سبزہ،رات کی پھیلتی سیاہی میں ایک انوکھی بہار دکھلاتا نگاہوں کو پر لطیف احساس بخش رہا تھا۔۔۔یقیناً اس پہاڑی علاقے میں، شہروز خان کی فورس کے ساتھ بلیک مون گینگ کے ان دو "پِلرز" کو ڈھونڈنا آسان نہ تھا۔۔

♦♦♦♦

ہم اکثر یہ سمجھتے ہیں

جسے ہم پیار کرتے ہیں

اسے ہم

چھوڑ سکتے ہیں

مگر

ایسا نہیں ہوتا

محبت دائمی سچ ہے

محبت ٹھہر جاتی ہے

ہماری بات کے اندر

ہماری زات کے اندر

مگر یہ

کم نہیں ہوتی

کسی بھی دکھ کی صورت میں

کبھی کوئی ضرورت میں

کبھی انجان سے غم میں

ہماری آنکھ کے اندر

کبھی آب رواں بن کے

کبھی قطرے کی

صورت میں

محبت ٹھہر جاتی ہے

یہ ہرگز کم نہیں ہوتی

"سامعہ۔۔۔"اسکے لبوں نے بے آواز جنبش کی تھی۔۔زمان کی بند آنکھوں سے ایک آنسو بہت آہستگی سے ٹوٹ کر کنپٹیوں میں جذب ہوا۔۔وہ اس وقت اپنے آفس میں، چیئر کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کیے بیٹھا ہوا تھا۔۔سامعہ کی یادیں دن بدن اسکے لیے عذاب بنتی جارہی تھیں۔۔وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہو بیٹھا۔

"کہاں ہو تم۔۔۔؟؟کیسے ملوں تم سے۔۔۔؟؟"اپنی پیشانی مسلتے ہوئے تصور میں اس سے مخاطب تھا جو جانے کہاں جا چھپی تھی۔۔

"میں مر جاؤں گی زمان۔۔۔۔

نہیں رہ سکتی آپکے بغیر۔۔۔۔"

سامعہ کی بھیگی آواز اسکی سماعتوں میں زندہ ہونے لگی تو وہ مزید بے چین ہو گیا۔۔

"اب کیسے رہ رہی ہو سامعہ۔۔؟؟تم تو رہ رہی ہو مگر مجھ سے نہیں رہا جارہا۔۔۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔پلیز۔۔ واپس آجاؤ۔۔پلیز۔۔۔!"میز کی سطح پر اپنی پیشانی ٹکاتے ہوئے وہ بے بسی کے شدید احساس تلے بڑبڑایا۔۔دل کی بے قراری حد سے سوا ہو رہی تھی۔۔وہ اسے ڈھونڈنے کی اپنی سی کوشش کر چکا تھا مگر محض دو دن میں اس کوشش کی کامیابی ممکن نہ تھی۔۔چیئر سے اٹھ کر وہ بے چینی سے ٹہلنے لگا۔۔وہ بہت سنجیدگی سے سامعہ کی تلاش میں پولیس فورس کو استعمال کرنے کی بابت سوچ رہا تھا۔۔مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ سامعہ کی پشت پناہی کرنے والی فورس۔۔۔اسکی پولیس فورس سے کئی گنا بڑھ کر ہے۔۔

♦♦♦♦

کانٹینینٹل ہوٹل آف سوات کے روم نمبر تھرٹین میں نیم تاریکی کا راج تھا۔ چھت کا پنکھا ہلکی رفتار سے حرکت کرتا کمرے کی فضا میں خنکی پیدا کر رہا تھا۔۔ وہ منہ پر تکیہ رکھے گہری نیند میں سو رہی تھی۔۔ اسکے چھوٹے چھوٹے خراٹے اسکی تھکاوٹ کی گواہی دے رہے تھے۔

"ہونہہ۔۔ گاڑی میں نے ڈرائیو کی اور تھکن محترمہ اتار رہی ہیں۔۔!" روم ڈور لاک کرتے ہوئے وہ بڑبڑایا۔۔ پھر دائیں طرف سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر کمرے کی لائیٹس آن کر دیں اور دو قدم کا فاصلہ طے کرتے ہوئے بیڈ پر سوئی نشال کی طرف جھکا۔۔

"بس کر دو رات کو نہیں سونا کیا۔۔؟؟" اسکا کندھا نرمی سے ہلاتے ہوئے ضیغم نے اسے جگانے کی کوشش کی۔۔ مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"نشال۔۔؟؟ اٹھ جاؤ اب۔۔!" اسکے قریب ہی بیٹھتے ہوئے ضیغم نے اسے یوں مخاطب کیا جیسے وہ جاگ رہی ہو۔۔ کلائی پر بندھی رسٹ واچ اتار کر اسنے بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھی۔۔

"نشال۔۔؟ اسے پکارتے ہوئے ضیغم نے اس بار اسکے چہرے سے تکیہ ہٹایا۔۔

"اوں ہوں۔۔ سونے دیں ناں۔۔!" ہلکا سا کسمساتے ہوئے وہ نیند میں بڑبڑائی۔۔ اسکے چہرے پر بکھرے بالوں کی چند لٹیں دیکھتے ہوئے وہ ہولے سے مسکرایا۔ نگاہیں بے اختیار اسکے صبیح چہرے پر پھسلتی چلی گئیں۔۔ وہ زرا سا اس پر جھکا تھا اور شہادت کی انگلی سے اسکے چہرے کو ان لٹوں کے پردے سے آزاد کر دیا۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے۔۔ڈنر نہیں کرنا کیا۔۔؟؟" ضیغم کی گرم سانسیں اپنے رخسار پر محسوس کر کے نشال کے دل کی دھڑکنیں بدلیں تو اس نے جلدی سے کروٹ بھی بدل لی۔

"تو آپ کر لیں۔۔ مگر مجھے سونے دیں پلیز۔۔۔!" دوسری طرف پڑا کشن چہرے پر رکھتے ہوئے نشال نے اسے جواب دیا تھا۔۔ لیکن ضیغم وہاں سے ایک انچ نہ ہلا۔۔

"تمہارے بغیر کیسے کروں یار۔۔ چلو اٹھو۔۔ ضرغام اور مشال ہمارا ویٹ کر رہے ہیں۔۔!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے ضیغم نے اس بار اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا۔۔ نشال نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

"کہاں ویٹ کر رہے ہیں۔۔؟؟" اٹھ کر بیٹھتے ہوئے نشال نے بوجھل آواز میں پوچھا۔

"نیچے ریسٹورنٹ میں اور کہاں۔۔ چلو اٹھو جلدی سے فریش ہو جاؤ۔۔!" اسکے پاس سے اٹھتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے اسے جواب دیا۔۔ وہ اپنی آنکھیں مسلتے ہوئے بیڈ سے اتر گئی۔۔۔ ایک نظر ضیغم کو دیکھا جو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا۔۔ پھر سر جھٹکتی واش روم میں گھس گئی۔۔ وہ تھوڑی دیر بعد واپس آئی تو وہ گلاس وال کے پاس رکھی چیئرز میں سے ایک پر بیٹھا سموکنگ کر رہا تھا۔۔ اسے اپنا جگر جلاتا دیکھ وہ تپ گئی۔۔

"آپ کو اس بدتمیزی کے سوا اور کچھ آتا ہے۔۔؟؟" اسکے سامنے کھڑی ہوتی وہ کمر پر ہاتھ ٹکا کر بولی۔۔ سگریٹ کا ایک گہرا کش لگا کر ضیغم نے اسکی طرف دیکھا۔

"یہ بدتمیزی ہے۔۔؟؟" وہ انجان بننے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔

"تو کیا یہ تمیز داری ہے۔۔؟؟ہنی مون منانے آئے ہیں اور اس۔۔۔"نشال نے اپنی بات ادھوری چھوڑتے ہوئے اپنے دانت پیسے۔۔

"ہاں ہاں بولو۔۔اس۔۔؟؟"انگلیوں میں دبی سگریٹ کو اسکے سامنے کرتے ہوئے وہ بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

"اس میری سوتن کو منہ سے لگائے پھر رہے ہیں۔۔۔یا تو آپ اس سگریٹ کو چھوڑ دیں یا مجھے چھوڑ دیں۔۔!"نشال نے حتمی انداز اپنایا۔۔

اسنے گہری نگاہوں سے نشال کا سرخ چہرہ دیکھا۔۔گیلے بال کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔۔غلافی آنکھوں میں ہلکی ہلکی سرخی سی تھی۔۔ ضیغم کی بھوک اڑنے لگی۔۔نشال کے اچانک اتنا بھڑک جانے پر اسے ہنسی تو بہت آئی تھی مگر وہ دبا گیا۔۔

"کیا مطلب۔۔؟؟یہ معمولی سے چنگاری تمہیں سوتن لگ رہی ہے۔۔؟"سگریٹ ایش ٹرے میں مسل کر چیئر سے کھڑے ہوتے ہوئے ضیغم نے مسکاتے لہجے میں پوچھا۔۔نگاہوں کا مرکز اسکا نکھرا نکھرا سا سراپا تھا۔۔نشال خفگی سے چہرے کا رخ موڑ گئی۔۔وہ ایک قدم بڑھا کر اسکے قریب ہوا۔

"یہ بے چاری تو تمہارے سامنے بہت بے ضرر سی ہے۔۔اس میں اتنی آنچ کہاں کہ مجھے جلا کر راکھ کر سکے۔۔؟؟"اسکی کمر میں بازو حمائل کرتے ہوئے وہ دھیمے لہجے میں معنی خیزی سے بولا۔۔ ضیغم نے اسے اپنے قریب کرنا چاہا تو نشال نے سرعت سے اسکے سینے پر اپنی ہتھیلیاں رکھیں۔۔

"اٹس ڈنر ٹائم۔۔!"نشال نے جلدی سے کہا مبادا وہ کوئی حرکت ہی نہ کر دے۔۔اسکی اس قدر حواس باختگی پر وہ قہقہ لگائے بغیر نہ رہ سکا پھر آہستگی سے اسکے گرد اپنا حصار مزید تنگ کر دیا۔۔نشال کی سانسیں تھمنے لگیں۔

"محبت کرتی ہو، اور پھر اجتناب بھی برتتی ہو۔۔؟؟ناٹ فیئر زندگی۔۔!"تاسف زدہ انداز میں کہتے ہوئے وہ ایک پل کو رکا۔۔نشال کی سانسیں بھی رکنے لگیں۔۔پھر وہ دوبارہ گویا ہوا تو اسکا لہجہ جذبات کی بھڑکتی ہوئی آنچ لیے ہوئے تھا۔

"یقین کرو تم اس سگریٹ سے کئی گنا بڑھ کر جان لیوا ہو۔۔!"سنجیدگی سے کہتے ہوئے ضیغم نے اسکا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔۔نشال کی دھڑکنیں وہ اپنے چوڑے سینے پر محسوس کر رہا تھا۔۔

"ضیغم۔۔۔یہ۔۔یہ ڈنر ٹائم تھا۔۔آپکو بھوک لگ رہی تھی ناں۔۔!"اسکا موڈ بدلتا دیکھ وہ بامشکل بولتی ہوئی اسکی گرفت سے نکلنے کو مچلی۔۔

"اب نہیں لگ رہی، اور تمہیں بھی نہیں لگ رہی تھی، ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تم نے کہا ناں۔۔؟؟کہ میں اکیلا ڈنر کر لوں۔۔سو میرا موڈ بدل چکا ہے اب۔۔۔ویسے بھی مشال اور ضرغام تو اب تک ڈنر کر بھی چکے ہوں گے۔۔!"اگلے ہی پل اسے بانہوں میں بھرتے ہوئے وہ اطمینان سے بولا۔۔نشال کے ہوش اڑنے لگے۔۔اسے واقعی بھوک نہیں لگ رہی تھی کیونکہ تین بجے کے قریب ہوٹل پہنچتے ہی ان سب نے سیر ہو کر لنچ کیا تھا۔۔لیکن اب ضیغم کی آنکھوں سے چھلکتی خواہشات۔۔تقاضے۔۔نشال کے دل کی دھڑکنوں کو بڑھا رہے تھے۔۔

"اگر بھوک نہیں لگ رہی تو ہم آؤٹنگ کے لیے چلتے ہیں ناں۔۔۔ ہمم۔۔؟؟ چھوڑیں تو سہی آپ مجھے۔۔۔!!

انجان بنتے ہوئے نشال نے اس سے التجا کی۔۔

"ناں یار۔۔ میں آج بہت تھک چکا ہوں۔۔ تم میری تھکاوٹ اتار دو پلیز۔۔!" اسے آہستگی سے بیڈ پر لیٹاتے ہوئے بولتے ضیغم کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہ تھی۔ نشال بے بسی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔ اسے پورے کمرے میں اس پل اپنی دھڑکنوں کا شور سنائی دے رہا تھا۔۔

♦♦♦♦

مرکری بلبوں کی روشنی میں وہ ہال روم جگ مگ کر رہا تھا۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے, مشال اطراف میں جبکہ ضرغام مشال کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"ہے ای۔۔ ضر۔۔ کہاں رہ گئے وہ دونوں۔۔؟؟" ٹیبل پر رکھے ضرغام کے ہاتھ پر اپنی شہادت کی انگلی سے ناک کرتے مشال نے اس سے پوچھا۔۔ اسنے فوراً نگاہ کا زاویہ بدلا۔

"ہمم۔۔ آئی ڈونٹ نو۔۔، آتو جانا چاہئیے تھا۔۔!" دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھتے ہوئے ضرغام نے سنجیدگی سے کہا۔۔ جو رات کے دس بجانے والی تھی۔۔

"تم کال کر کے پوچھ لو ناں۔!" مشال نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔۔

"گڈ آئیڈیا۔۔!" کہتے ہوئے ضرغام نے ٹیبل پر رکھا اپنا موبائل ہاتھ میں لیا اور ضیغم کا نمبر ڈائل کر کے کان سے لگا لیا۔۔ بیل جانے لگی۔۔

پہلی۔۔۔

دوسری۔۔

تیسری۔۔۔

معاً ضرغام کے دماغ میں جھماکا ہوا تھا۔۔ اسنے فوراً کال کینسل کی اور موبائل واپس ٹیبل پر رکھ دیا۔

"میرا خیال ہے ہمیں انہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہئیے، مے بی وہ دونوں بزی ہوں۔۔!" نارملی کہتے ہوئے ضرغام نے تھوڑی سی سلاد منہ میں ڈالی۔۔

"واٹ۔۔؟؟ تم پاگل ہو ضر۔۔ بھلا وہ دونوں اس ٹائم کس کام میں بزی ہوں گے۔۔؟؟ بے وقوف ہو تم۔۔ کال کرو انہیں اور بلاؤ یہاں مجھے بھوک لگ رہی ہے۔۔!" منہ بسور کر کہتے ہوئے مشال نے بوتل سے پانی گلاس میں انڈیلا۔۔ ضرغام نے سرعت سے نچلا لب دانتوں میں دبا کر اپنی ہنسی کو روکا۔۔ ذہین آنکھوں میں شرارت چمکنے لگی۔۔

"کیا ہوا۔۔؟؟ ایسے کیوں دیکھ رہے ہو۔۔؟؟ کرو ناں انہیں کال۔۔!" گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے مشال نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"کیا آپکو واقعی لگتا ہے کہ میں پاگل ہوں۔۔؟؟" زرا سا جھک کر اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے ضرغام نے مسکاتے لہجے میں پوچھا۔۔ مشال نے گلاس لبوں سے ہٹاتے ہوئے ناسمجھی سے اسکی طرف دیکھا۔۔

"وہ دونوں ہزبینڈ اینڈ وائف ہیں۔۔ اس ٹائم۔۔۔ کسی بھی کام میں۔۔ بزی ہو سکتے ہیں۔۔!" کندھے اچکا کر بولتے ضرغام نے وقفہ لے لے کر معنی خیزی سے اپنی بات مکمل کی۔۔ وہ لمحے کے ہزارویں سیکنڈ میں اسکی بات کا مطلب

سمجھی تھی۔۔پانی پیتی مشال کو بری طرح اچھو لگ گیا۔۔ضرغام نے جلدی سے اسکے ہاتھ سے گلاس لیا۔۔

"شٹ۔۔۔اپ۔۔۔" کھانستی ہوئی مشال بامشکل بولی۔۔اسکی پیٹھ سہلاتے ضرغام کے لیے اپنی ہنسی کنٹرول کرنا محال ہونے لگا۔۔جبکہ مشال کی آنکھوں سے باقاعدہ پانی نکلنے لگا۔وہ کچھ نارمل ہوئی تو ضرغام واپس اپنی چیئر پر بیٹھ گیا۔۔مشال کا چہرہ شرم وغصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

"بہت ہی بدتمیز ہو تم۔۔۔!" اسے گھورتے ہوئے مشال دھیمی آواز میں بولی۔۔

"ہاں مگر پاگل نہیں ہوں۔۔نہ ہی بے وقوف ہوں۔۔!" مسکراہٹ دبا کر بولتے ضرغام نے اسے جتایا۔۔مشال نگاہ چرا گئی۔۔

پھر اپنی پلیٹ میں چاول نکالنے لگی۔۔جیسے اسکی بات کا اثر زائل کرنا چاہا تھا۔۔

"ابھی تم بہت چھوٹے ہو۔۔خبردار جو آئندہ ایسی کوئی سمجھداری دکھانے کوشش کی تو بات نہیں کروں گی تم سے۔۔!" اس سے نگاہ ملائے بغیر بولتی مشال کا انداز گھرکنے والا تھا۔۔

"اوہ رئیلی۔۔؟؟ میں چھوٹا ہوں۔۔؟؟" بے چاری سے شکل بناتے ہوئے ضرغام نے دہائی دینے والے انداز میں پوچھا۔۔مشال نے نگاہ اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔۔ضرغام کی نگاہ اسکے لال ٹماٹر چہرے کے اطراف میں بھٹکنے لگی۔

"ہاں تم مجھ سے چھوٹے ہو۔۔بڑے بننے کی کوشش مت کرو۔اور اگر تمہارا ارادہ میرے ساتھ فلرٹ کرنے کا ہے تو میں پہلے ہی بتا رہی ہوں، بہت بری طرح پیش آؤں گی۔۔!" اپنے ہاتھ کی انگلی اٹھا کر اسے وارن کرنے والے

انداز میں کہہ کر مشال نے اپنی پلیٹ میں موجود چاولوں کا چمچہ بھر کر منہ میں نوالہ ڈالا۔۔ جیسے اس وقت اسکے لیے ڈنر کرنا ہی سب سے ضروری کام تھا۔۔ ضرغام پُر اشتیاق نگاہوں سے اسکا یہ بدلا بدلا سا روپ دیکھ رہا تھا۔۔ وہ کہیں سے بھی پہلے والی دبو سی ڈرپوک، آدم بیزار مشال نہیں لگ رہی تھی۔۔

"بھلا میں اپنی ہی بیوی کے ساتھ فلرٹ کیوں کروں گا۔۔؟؟" اپنی بھنویں اچکاتے ہوئے ضرغام نے سنجیدگی سے کہا۔ مشال چپ چاپ اسے دیکھتی رہ گئی۔۔ وہ کہیں سے بھی پاگل بے وقوف یا اس سے چھوٹا نہیں لگ رہا تھا، مشال نے دل ہی دل میں اعتراف کیا۔

"میں فلرٹ نہیں کروں گا۔۔ جب بھی کروں گا عشق کروں گا۔۔!" اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ نرمی سے بولا۔۔ مشال کا دل دھڑک اٹھا۔۔ ہاتھ میں موجود چمچ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔

"مجھ سے۔۔۔؟؟" وہ حیرانگی سے پوچھ رہی تھی۔۔ آنکھوں میں یک دم ہی خوف سا پھیل گیا تھا۔۔ جیسے اسے ضرغام کا خود سے محبت کرنا منظور نہیں تھا۔۔ اور ضرغام پل میں اسکی الجھن سمجھ بھی گیا تھا۔

"ارے نہیں۔۔ آپ تو میری دوست ہیں ناں۔۔ عشق تو میں اس سے کروں گا جسے میں لائف پارٹنر بناؤں گا۔۔ لیکن پہلے ڈاکٹر تو بن جاؤں۔۔ پھر عشق معشوقی بھی کر ہی لوں گا۔۔!" اپنے لیے چاول نکالتے ہوئے وہ بڑی سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔ مشال کو اطمیناں ہوا تھا مگر اندر کہیں بے چینی سی پھیل گئی جسے وہ کوئی نام نہ دے پائی۔۔ اور ضرغام جو امید رکھتا تھا کہ وہ اب کہے گی کہ۔۔ "میں بھی تو تمہاری لائف پارٹنر ہوں۔۔" لیکن اسے خاموشی سے اپنی پلیٹ پر جھکتا دیکھ وہ آہ بھر کر رہ گیا۔

"اللہ جانے کب میری کشتی کنارے لگے گی۔۔!" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔۔

"کچھ کہا تم نے۔۔؟؟" اسے بڑبڑاتے دیکھ مشال نے پوچھا۔۔

"ہوں۔۔ نہیں تو۔۔!" مسکراتے ہوئے ضرغام نے اسے مطمئن کرنا چاہا۔۔ پھر باقی ڈنر کرنے کے دوران وہ دوبارہ نہیں بولی اور ضرغام بھی چپ چاپ نوالے منہ میں ڈالتا رہا۔۔

"اب کہاں جانا پسند کریں گی آپ...؟" ریسٹورنٹ سے باہر نکلتے ہوئے ضرغام نے آہستگی سے پوچھا۔۔

"تم بتاؤ۔۔!" اسکے ساتھ چلتے ہوئے مشال نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"باہر نکل کر دیکھتے ہیں۔۔ میرا تو ابھی روم میں جانے کا دل نہیں چاہ رہا۔۔!" ضرغام کے جواب دینے سے پہلے وہ خود ہی بول پڑی۔۔ وہ ہولے سے مسکرایا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔۔ چلیے۔۔!" نرمی سے کہتے ہوئے ضرغام نے نامحسوس انداز میں اسکا ہاتھ تھام لیا۔۔ جیسے اسے تحفظ کا احساس دلایا تھا۔۔ وہ مطمئن سی ہو کر اسکی سنگت میں ہوٹل سے باہر نکل آئی۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے وہ ضرغام کی ہمراہی میں چلتی پر اشتیاق نظروں سے اطراف میں دیکھ رہی تھی۔۔ دور اونچی پہاڑیوں پر بنے گھروں سے پھوٹتی دھیمی روشنیاں۔۔ پہاڑیوں پر چھوٹے چھوٹے تارے چمکتے محسوس ہو رہے تھے۔۔

"ضرغام۔۔ کل ہم وہاں جائیں گے۔۔!" بچوں کی طرح خوش ہوتے ہوئے اسنے ان گھروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔

"ہاں ضرور۔۔!" ضرغام نے فوراً حامی بھر لی۔۔وہ دونوں چلتے چلتے اسی روڈ پر کافی آگے نکل آئے تھے۔۔کچھ فوڈ شاپس اور مارکیٹس نظر آ رہی تھیں۔۔مشال گلاس والز کے ساتھ چلتے ہوئے شاپس کے اندر موجود اشیاء دیکھنے لگی۔۔

"اندر چلتے ہیں ناں۔۔جو پسند آئے لے لیجئے گا۔۔!" ہاتھ میں موجود مشال کے ہاتھ کو دباتے ہوئے ضرغام نے خوشدلی سے کہا۔۔مشال نے ایک نظر اسکی جانب دیکھا پھر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسکے ساتھ مارکیٹ کے اندر داخل ہو گئی۔۔پندرہ سے بیس منٹ کی جدوجہد کے بعد اسے ضرغام کے لیے ایک واسکٹ پسند آ گئی تھی۔۔

"یہ پیک کروالو۔۔!" مہرون کلر کی واسکٹ جس پر بلیک باریک کڑھائی نکلی ہوئی تھی، پہلی نظر میں ہی مشال کو پسند آ گئی تھی۔۔

"یہ۔۔؟؟ یہ آپ پہنیں گی۔۔؟؟" ضرغام نے حیرت بھرے تاثرات سمیت پوچھا۔۔وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مشال نے وہ واسکٹ اسکے لیے پسند کی ہے۔۔اسکے سوال پر مشال نے اپنے ماتھے پر باقاعدہ ہاتھ مارا۔۔

"بدھو۔۔یہ تمہارے لیے پسند کی ہے میں نے۔۔!" اسے جواب دیتے ہوئے وہ خود ہی ہنس پڑی۔۔اسکی بات پر ضرغام کو خوشگوار حیرت ہوئی۔۔وہ ہنسنے لگا تو اسے یونہی ہنستا چھوڑ کر وہ اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا کر وہ سیلز مین کی طرف بڑھی۔۔۔

"وہ مہرون واسکٹ پیک کر دیں پلیز۔۔!" واسکٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مشال نے سیلز مین کو مخاطب کیا۔۔ اسکی آواز پر دوسری جانب کھڑے شخص نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا تھا۔۔ضرغام بھی مشال کے ساتھ آ کھڑا

ہوا۔۔مشال کی جانب دیکھتے اس شخص کی نیلی آنکھوں میں پہلے تو حیرت ابھری تھی پھر ایک بھرپور چمک۔۔وہ سرعت سے اپنے چہرے کا رخ موڑ گیا جبکہ مشال اور ضرغام واسکٹ خرید کر مارکیٹ سے باہر نکل رہے تھے۔۔

"آپ نے اپنے لیے تو کچھ لیا ہی نہیں۔۔؟؟" اسنے پرسکون چال چلتی مشال کو مخاطب کیا۔۔

"کچھ اچھا لگے گا تو لوں گی ناں۔۔!" مشال نے اپنی چھوٹی سی ناک چڑھاتے ہوئے جواب دیا۔۔وہ ساتھ ساتھ دوسری شاپس کا بھی جائزہ لے رہی تھی۔معاًیونہی چلتے چلتے اسکی نگاہ گلاس وال سے نظر آتے ایک ڈیکوریشن پیس پر پڑی۔وہ ڈیکوریشن پیسز کی ہی شاپ تھی۔۔مشال وہیں کھڑی ہو کر اس شاہکار کو دیکھتی چلی گئی۔۔کانچ کی حسین دنیا جس میں ایک گڑیا تنہا، گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔۔پاس ہی سیاہ روشنائی سے کانچ پر اسکا عکس بنایا گیا تھا جس میں وہ گڑیا اوندھے منہ لیٹی سسک رہی تھی۔۔ معلوم ہوتا تھا وہ سیاہ عکس گڑیا کی روح ہے جو اسکے درد میں سسک رہی ہے۔جبکہ گڑیا سے تھوڑی دور ایک شہزادہ گھٹنے ٹیک کر اسکے سامنے سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔جیسے وہ اسکے ساتھ کا تمنائی ہو۔۔اسکے درد چن لینے کا متمنی ہو۔۔مشال خاموش نگاہوں سے وہ مکمل نمونہ دیکھتی چلی گئی جو اسکی زندگی کی مکمل کہانی بیان کر رہا تھا۔۔بھری دنیا میں تنہا لڑکی اور اسکا اپنا کون۔۔۔؟؟؟؟یک دم مشال کو اس ڈیکوریشن پیس میں سر جھکائے بیٹھے شہزادے پر ضرغام کا گمان ہوا۔۔وہ اچانک ہوش میں آئی اور ضرغام کی طرف دیکھا جو اسکی نگاہوں کے تعاقب میں وہ ڈیکوریشن پیس دیکھ رہا تھا۔۔

"کافی رات ہو گئی ہے، اب ہمیں واپس چلنا چاہیئے ضرغام ۔۔!" اسکا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے گھسیٹتے ہوئے مشال نے جلدی سے کہا۔۔وہ اس منظر سے دور بھاگ جانا چاہتی تھی۔

"اتنی بھی رات نہیں ہوئی۔۔ابھی کافی لوگ ہمارے آس پاس موجود ہیں،ڈریں مت۔۔اور اگر کوئی نہیں ہو گا تو میں تو ہوں ناں۔۔؟؟"اسکے ساتھ واپس پلٹتے ہوئے ضرغام نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔مشال نے ایک نظر ارد گرد چلتے پھرتے سیاحوں کو دیکھا،جن میں کچھ مقامی باشندے بھی تھے۔۔۔

"ان لوگوں میں سے نہ میں کسی کو جانتی ہوں،نہ ہی ان کے یہاں موجود ہونے سے میں کسی قسم کا تحفظ محسوس کر رہی ہوں۔۔تم ساتھ ہو اسی لیے یہاں موجود ہوں ورنہ لوگوں کی بھیڑ مجھے مطمئن نہیں کر سکتی۔۔!"اسکے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلتی وہ دھیمے لہجے میں کہہ رہی تھی۔۔ضرغام کے لب مسکرانے لگے۔۔

"یعنی آپکا اطمینان میری موجودگی کے باعث ہے۔۔۔؟؟"اسکی طرف دیکھتے ہوئے ضرغام نے نرم لہجے میں پوچھا۔۔۔

"بالکل۔۔۔!"مشال نے فوراً اعتراف کیا۔۔

"اوہ۔۔مجھے یاد آیا۔۔میں کچھ بھول گیا۔۔دو منٹ میں لے کر آتا ہوں۔۔کیا آپ یہیں رکیں گی۔۔؟؟"ضرغام نے عجلت دکھانے کی بھرپور کوشش کی۔۔مشال نے ایک پل کو اسے گھورا پھر لب بھینچتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ضرغام مسکراتے ہوئے پلٹا اور بیس پچیس قدموں کے فاصلے پر موجود اسی ڈیکوریشن پیسز والی شاپ کی طرف بھاگا۔۔وہ خود مشال کے ساتھ واپس پلٹا تھا کیونکہ جانتا تھا کہ اگر ابھی وہ مشال کی نگاہ کی مرکز وہ "ورلڈ بال" خریدنے کی کوشش کرے گا تو وہ اسے ایسا کرنے نہیں دے گی۔۔اسی لیے پہلے اسکے ساتھ واپسی کے راستے پر پلٹا تھا اور اب بہانہ بنا کر واپس اسی شاپ میں گیا تھا۔۔وہ سرعت سے شاپ کے اندر داخل ہوا اور ایک منٹ کے اندر

اندر وہ کانچ کی بال نما دنیا پیک کروا کر باہر نکل آیا۔۔ تیز تیز چلتا وہ مشال کی طرف آرہا تھا جسکی ضرغام کی جانب پشت تھی۔۔۔

مشال وہیں کھڑی نیند سے بھاری ہوتی اپنی پلکیں جھپک رہی تھی جب اسکی نگاہ سامنے سے آتے شخص سے ٹکرائی۔۔ اسکی بوجھل آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں۔۔ اپنی نیلی کنچے جیسی چمکیلی آنکھوں سے مسکراتا وہ اس کو دیکھتے ہوئے اسی کی جانب آرہا تھا۔۔ مشال کا سانس اپنے سے تین یا چار قدموں کے فاصلے پر موجود پیٹر ڈیوس کو دیکھ کر خشک ہونے لگا۔۔ اسنے بے اختیار اسہارا لینے کے لیے اپنے بائیں جانب دیوار پر ہاتھ رکھ لیا۔۔ مشال کے دل کی دھڑکنیں خوف کے باعث پل میں بے ربط ہوئی تھیں۔۔ وہ اسکے قریب آرہا تھا،۔۔ اور قریب۔۔۔ اس پل مشال میں اتنی ہمت نہ ہوئی کہ پلٹ کر دیکھ لیتی یا کسی کو پکار الیتی۔۔ وہ اسکے قریب آیا تھا۔۔ اسکی طرف دیکھتے ہوئے اپنی بائیں آنکھ دبائی اور کسی ہوا کے جھونکے کی طرح اسکے پاس سے گزر گیا۔۔ ضرغام جو مشال ہی کی طرف آرہا تھا، اسکی نگاہوں سے اس انگریز کی آنکھ کی بے ہودگی مخفی نہیں رہی تھی۔۔ ضرغام لب بھینچتے ہوئے بڑے بڑے قدم اٹھاتا مشال کی طرف بڑھا۔۔ پیٹر جو مشال کو خوفزدہ کر دینے کی خوشی میں اپنے سامنے سے آتے ضرغام کو نہیں دیکھا پایا تھا، اپنے کندھے کو ایک زوردار دھکا لگنے پر ہوش میں آیا۔۔ اسے اپنے قریب سے گزرتا دیکھ ضرغام نے زرا سا جھک کر اپنا کندھا پوری قوت سے پیٹر کے کندھے میں مارا تھا کہ وہ پورا ہل کر رہ گیا۔۔ اسکی جگہ کوئی اور کمزور جسامت شخص ہوتا تو دھکا کھا کر روڈ پر گرا ہوتا۔۔ پیٹر نے پلٹ کر کندھا مارنے والے کو القابات سے نوازنا چاہا مگر اس شخص کو مشال کے پاس ٹھہرتا دیکھ خود کو روک گیا۔۔ پیٹر نے ضرغام کو دیکھا، اونچا لمبا قد اور

مغرور نقوش والا وہ نوجوان دیکھنے والے کو اپنی ایک نظر سے ہی تسخیر کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔ ضرغام کو اپنی طرف سخت نظروں سے دیکھتا پا کر پیٹر سرعت سے مڑا اور وہاں سے منٹوں میں غائب ہوا۔۔ جبکہ ضرغام اب تشویش زدہ سا مشال کے سامنے کھڑا اسے مخاطب کر رہا تھا۔۔

"کیا ہوا۔۔ ایسے کیوں کھڑی ہیں آپ۔۔؟؟" وہ فکر مندی سے پوچھ رہا تھا۔۔

مشال کا گلابی چہرہ اس پل لٹھے کی مانند سفید ہو رہا تھا۔۔ غلافی آنکھوں میں خوف کی واضح لکیریں تھیں۔۔ ضرغام کا دل کٹنے لگا۔۔

"مشال جان۔۔ کیا ہوا ہے۔۔؟؟" اسکا رخسار نرمی سے چھوتے ہوئے وہ پر اذیت لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔ ضرغام کی آواز پر وہ جیسے ہوش میں آئی اور تڑپ کر اسکے سینے سے لگی۔۔ ضرغام نے اپنا بازو سرعت سے اسکے گرد پھیلا لیا۔۔ مشال نے پلٹ کر دھندلی آنکھوں سے اس طرف دیکھا جس طرف سے ابھی ضرغام آیا تھا اور پیٹر گیا تھا۔۔

"مشال۔۔؟ کیا ہوا ہے۔۔ ایسے کیوں ری ایکٹ کر رہی ہیں یار۔۔؟؟" اسکی پیٹھ سہلاتے ہوئے ضرغام نے فکر مندی سے پوچھ رہا تھا

"وہ۔۔۔ وہ لڑکا۔۔۔ وہ تھا یہاں پر۔۔!" مشال نے روتے ہوئے اسے بتانے کی کوشش کی۔۔

"ریلیکس۔۔ مشی آپ۔۔ یار آپ اتنی چھوٹی بات پر رو رہی ہیں۔۔۔؟ آپ تو کہہ رہی تھیں کہ آپ مطمئن ہیں۔۔!" اسے خود سے الگ کرتے ہوئے وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔ آس پاس کے لوگ انکی طرف متوجہ ہونے لگے۔۔

"ہاں تو تم نہیں تھے یہاں۔۔ تو کیسے مطمئن ہو جاتی۔۔ وہ اتنا بد تمیز۔۔ بہت برا ہے وہ تمہیں نہیں پتہ۔۔!" اپنے گال ہاتھوں کی پشت سے رگڑتے ہوئے وہ بھیگی آواز میں بولی۔۔ پر شکوہ لہجہ۔۔ وہ بس اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔

"یہ لینے گیا تھا آپکے لیے۔۔!" دوسرے ہاتھ میں موجود شاپنگ بیگ اسکے سامنے کرتے ہوئے اسنے سنجیدگی سے کہا۔ مشال نے بھیگی پلکیں جھپکاتے ہوئے شاپنگ بیگ کو دیکھا۔۔

"ضروری تو نہیں تھا کہ تم میرے لیے کچھ خریدتے۔۔!" وہ نہیں جانتی تھی کہ اس بیگ میں کیا ہے مگر پھر بھی بول پڑی۔۔

"اب تو خرید لیا ناں۔۔؟ اب چلیں۔۔؟؟" اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے ضرغام نے نرمی سے کہا۔۔ مشال نے ایک بار پھر پلٹ کر دیکھا، لیکن اسے وہ نیلی آنکھیں کہیں نظر نہ آئیں۔

"کم آن مشی۔۔ جا چکا ہے وہ۔۔ اگر پھر کبھی نظر آیا تو بہت ماروں گا اسے، ڈونٹ وری۔۔۔!" ضرغام نے سنجیدگی سے کہا۔

"اللہ نہ کرے۔۔" وہ زیر لب بڑبڑائی۔۔ پھر اسکے ساتھ چلتے چلتے ہولے سے اسکے کندھے پر سر رکھ دیا۔۔ آنکھیں پھر سے نم ہو رہی تھیں۔

"آئندہ مجھے ایسے تنہا چھوڑ کر مت جانا پلیز۔۔!" اسکے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے مشال نے دھیمی آواز میں کہا۔۔ بدلے میں ضرغام اسے نرمی سے جواب دینے لگا۔۔ وہ اس سے چھوٹے موٹے شکوے کر رہی تھی جبکہ وہ اسے اپنے ساتھ کا یقین دلا رہا تھا۔۔

♦♦♦♦

آرام دہ بستر پر لیٹے ضیغم کی بند پلکوں میں ہلکی سے جنبش ہوئی تھی۔۔ کروٹ بدلتے ہوئے اسنے ہمیشہ کی طرح نیند میں اسکا وجود ٹٹولنا چاہا تھا۔۔ وہ صبح جاگنے سے پہلے عموماًیونہی اسکی والی سائیڈ پر ہاتھ بڑھاتا تھا مگر ہمیشہ اسکا ہاتھ خالی لوٹتا تھا۔۔ مگر آج جب اسنے نشال کو چھونا چاہا تو وہ وہاں موجود تھی۔۔ ضیغم نے زرا سی آنکھیں کھول کر اسکی جانب دیکھا، نیم اندھیرے میں وہ اسے آنکھوں پر ہاتھ رکھے سوتی ہوئی نظر آئی۔ ضیغم نے سرعت سے اسے اپنی جانب کھینچ لیا۔۔ نشال کسمسائی۔۔ مگر پرواہ کیے بغیر وہ اسے بانہوں میں بھرے محسوس کرتا رہا۔۔

"کیا کر رہے ہیں۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔!" نشال کا سانس رکنے لگا تو اسنے دھیمی آواز میں احتجاج کیا۔

"تمہیں محسوس کر رہا ہوں۔۔ کرنے دوناں۔۔۔!" وہ مسکاتے لہجے میں بولا۔۔

"میرا دم گھٹ رہا ہے۔۔!" اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے نشال نے جھوٹ بولا۔۔ ضیغم فوراً پیچھے ہوا اور اسکی جانب دیکھا۔۔ وہ فائدہ اٹھاتے ہوئے تیزی سے بیڈ سے اتری۔۔

"آپ بہت خراب ہو گئے ہیں۔۔۔!" لائیٹس آن کرتے ہوئے نشال نے خفگی سے کہا۔ ضیغم ہنس پڑا۔۔

"اور تم جو اتنی بگڑ گئی ہو۔۔؟؟ اسکا کیا کروں میں۔۔؟؟" اٹھ کر بیٹھتے ہوئے ضیغم نے نرم لہجے میں کہا۔۔

"برداشت کرلیں، اسکے سوا اور کوئی آپشن نہیں ہے آپکے پاس۔۔!" اسے چڑانے والے انداز میں کہتی وہ واش روم کی طرف بڑھی۔

"ہائے۔۔" ضیغم نے آہ بھری۔

"کر تو رہا ہوں۔۔۔!" اپنی مسکراہٹ دبا کر اسنے زیرِ لب کہا۔۔وہ واش روم میں گھس گئی تو ضیغم بیڈ سے اترا اور بیڈ کے بالکل سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آیا۔پانی کا جگ اور گلاس وہاں موجود تھا۔ ضیغم نے مطلوبہ چیز کی تلاش میں نگاہ دوڑائی۔۔اسے وہ میڈیسن نظر آگئی تھی جو کل یہاں پہنچنے کے بعد، منگورہ پولیس سٹیشن جانے سے پہلے وہ اسے کھانے کے بعد لینے کی ہدایت کر کے گیا تھا۔۔اس میں سے تین چار ٹیبلیٹس غائب تھیں۔۔ ضیغم کو یک گونہ اطمینان ہوا۔یعنی وہ پچھلے دو دنوّ سے میڈیسن یوز کر رہی تھی۔۔وہ پر سکون سا ہو کر پلٹا اور اپنا موبائل چیک کرنے لگا۔۔اندر کہیں دل میں چھپے نرم جذبات نے دہائیاں دی تھیں مگر وہ کان دھرے بغیر موبائل میں لگا رہا۔

♦♦♦♦

سورج کی شفاف کرنیں آسمان پر ہر طرف پھوٹتی فاروقی ہاؤس کو روشن کر رہی تھیں۔۔آغا جان اپنے کمرے میں بیڈ پر دراز میگزین پڑھ رہے تھے۔اماں بی کچن میں کھڑی، ملازمہ سے کچن صاف کروا رہی تھیں ایسے میں صرف شازمہ بیگم ہی تھیں جو گھر کے خالی پن کو محسوس کرتی بولائی بولائی سی پھر رہی تھیں۔۔جب برداشت نہ ہوا تو سیدھا اپنے بیڈروم میں چلی آئیں۔۔

"بچوں سے بات ہوئی تمہاری۔۔؟" وہ ہاسپٹل جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے جب انکے سامنے آتے ہوئے شازمہ بیگم نے بے چینی سے پوچھا۔۔ٹائی باندھتے ہوئے اکرام صاحب انکی طرف متوجہ ہوئے۔

"کل دوپہر میں ہی ہوئی تھی۔۔وہ چاروں تین بجے کے قریب پہنچ گئے تھے۔۔!" اکرام صاحب نے آہستگی سے جواب دیا۔

شازمہ بیگم نے ایک نظر انکی طرف دیکھا پھر مزید ایک قدم بڑھاتے ہوئے انکے قریب ہوئیں۔۔

"لاؤمیں باندھ دوں۔۔!" انکے ہاتھوں سے ٹائی لیتے ہوئے انہوں نے دھیمی آواز میں کہا۔وہ چپ چاپ انہیں دیکھ کر رہ گئے۔

"ناراض ہو مجھ سے۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے شازمہ بیگم نے چور نگاہوں سے انکی طرف دیکھا۔

"جب اتنے یاد آرہے ہیں تو ضیغم یا ضرغام کو کال کیوں نہیں کی آپ نے۔۔؟" انکی طرف دیکھتے ہوئے اکرام صاحب نے خفگی سے پوچھا۔

"تو ان دونوں میں سے کوئی خود مجھے کال کرلیتا۔۔!" اکرام صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے انہوں نے پر شکوہ لہجے میں کہا۔۔ٹائی باندھ کر اب وہ انکی شرٹ کا کالر ٹھیک رہی تھیں۔

"اور جب کل نشال آپ سے بات کرنا چاہ رہی تھی تب بات کیوں نہیں کی آپ نے۔۔؟" انکے پاس شازمہ بیگم کے ہر سوال کے بدلے میں ایک بہترین سوال موجود تھا۔

"اکرام مت کرو یہ۔۔تم کیوں مجھے شرمندہ کرنا چاہ رہے ہو۔۔؟" ان سے دور ہوتے ہوئے شازمہ بیگم نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں آپکو شرمندہ نہیں کر رہا شازی۔۔آپ خود شرمندہ ہو رہی ہیں کیونکہ حقیقتاً آپ اپنی ان بچیوں سے کی جانے والی نفرت سے تھکتی جارہی ہیں۔۔!" اپنا والٹ ڈریسنگ ٹیبل سے اٹھاتے ہوئے اکرام فاروقی نے سنجیدگی سے کہا۔

شازمہ بیگم نے بھیگی آنکھوں سے انکی طرف دیکھا۔

"ہاں میں ہی غلط ہوں۔۔ میں ہی بری ہوں۔۔ بے وجہ نفرت کرتی ہوں ناں۔۔!" وہ چڑتے ہوئے بولیں۔۔

اکرام صاحب نے تاسف زدہ انداز میں نفی میں گردن ہلائی۔۔

"آپ اب بھی اپنی الجھن نہیں سمجھ رہیں شازمہ۔۔!" انکا تکلیف زدہ چہرہ دیکھتے ہوئے وہ افسردگی سے گویا ہوئے۔ شازمہ بیگم نے انہیں جواب دینا چاہا تبھی انکے موبائل پر بیل ہوئی۔۔ اکرام صاحب پلٹے اور بیڈ سائیڈ ٹیبل پر پڑا شازمہ بیگم کا موبائل اپنے ہاتھ میں لے لیا۔۔ ایک نظر سکرین کو دیکھا پھر اپنی طرف متوجہ شازمہ بیگم کی طرف دیکھا۔

"لیجئے، آپکے بیٹے کی کال ہے۔۔!" موبائل انکی طرف بڑھاتے ہوئے اکرام صاحب نے طنزاً کہا۔۔ انکا انداز جتاتا ہوا تھا۔۔ شازمہ بیگم نے موبائل انکے ہاتھ سے لیا تو سکرین پر ضرغام کا نمبر جگمگا رہا تھا۔۔ انہوں نے کال ریسیو کر کے فون کان سے لگا لیا۔۔ جبکہ اکرام صاحب سر جھٹکتے کمرے سے نکل گئے۔۔ دوسری جانب ضرغام فر فر بول رہا تھا۔۔ شازمہ بیگم کی آنکھوں سے نکلتے آنسو گالوں پر پھسل رہے تھے۔ شاید وہ واقعی تھکتی جا رہی تھیں۔

♦♦♦♦

نرم نرم گھاس پر جوتے اتار کر وہ ندی کی طرف جاتے راستے پر پڑے پتھروں پر چلنے لگی۔۔ ضرغام پہلے سے ہی ایک قدرے بڑے پتھر پر بیٹھا ندی کے پانی میں پیر ڈالے ہوئے تھا۔۔ ٹھنڈا یخ پانی اسکے پیروں کو ٹھٹھرا رہا تھا۔۔ ڈھلتی دوپہر کے بعد نارنجی آسمان پر سفید بادلوں کے پہاڑ جیسے ٹکڑے اس پل سفید محل کے سر پر منڈلاتے آنکھوں کو ٹھنڈک دے رہے تھے۔۔ یہ وادی مرغزار میں واقع ایک خوبصورت ہوٹل "وائٹ پیلس" کا لابی ایریا تھا جسکے دائیں طرف چلتی ندی کے پاس موجود، وہ دونوں اس وقت آس پاس کی خوبصورتی کو محسوس کر رہے

تھے۔۔وہ لوگ صبح ناشتے کے بعد کانٹینینٹل ہوٹل سے نکل کر اپنی گاڑی میں، سبزے سے ڈھکی اونچی نیچی پہاڑیوں کے درمیان بل کھاتی سڑکوں پر سفر کرتے ہوئے سیدو شریف کی طرف آگئے تھے۔۔پھر وہ خوبصورت علاقہ دیکھتے ہوئے پکے راستے سے وادی مرغزار چلے آئے تھے۔۔مرغزار میں واقع سفید سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا سفید محل دیکھنے لائق تھا۔۔لنچ کے بعد ضیغم تو واپس سیدو شریف چلا گیا تھا کیونکہ اسے پولیس سٹیشن جانا تھا۔۔شہروز خان سے اسکی بات ہو چکی تھی اور ضیغم نے اسے سیدو شریف پولیس سٹیشن میں ملنے کا کہا تھا کیونکہ واپس منگورہ جانا وقت کا ضیاع ہی تھا۔۔جبکہ نشال اور مشال لنچ کے بعد ضرغام کے ساتھ سفید محل کا جائزہ لینے لگیں۔۔چوبیس کشادہ کمرے اور اور رائل سویٹ سمیت وہ محل دو بڑے کانفرنس ہالز پر مشتمل تھا جنہیں فوڈ پوائنٹس بنا دیا گیا تھا۔۔ایک عدد لمبی سے بالکونی جس میں رکھے سبز پودوں کے گملے وہاں کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے تھے۔۔نشال تو کچھ دیر انکے ساتھ گھوم پھر کر اپنے روم میں چلی گئی جبکہ مشال ضرغام کے ساتھ محل کے لابی ایریا میں دائیں طرف بہتی شفاف پانی کی ندی کی طرف آگئی۔۔ضرغام کے ساتھ ہی تھوڑے فاصلے پر پتھروں پر بیٹھتے ہوئے اسنے بھی ندی میں پاؤں ڈال کر ہلائے۔۔ٹھنڈا پانی پیروں کو لگتے ہی اسے خنکی کا احساس ہوا تو اسنے فوراً اپنے پاؤں واپس کھینچ لیے۔

"اففف۔۔کتنا ٹھنڈا ہے پانی۔۔!" کہتے ہوئے مشال نے ضرغام کی طرف دیکھا۔۔

"تم کیسے آرام سے پاؤں ڈالے بیٹھے ہو۔۔نکالو باہر تم بھی۔۔۔ٹھنڈ لگ جائے گی۔۔!" اسے آرام سے بیٹھا دیکھ مشال نے تعجب بھرے انداز میں کہا۔۔ضرغام پانی کے اندر ڈوبے اپنے پیروں کو ہلانے لگا۔۔

"لیکن میں تو انجوائے کر رہا ہوں۔۔!" مشال کی طرف دیکھتے ہوئے ضرغام نے مسکرا کر کہا۔۔

"اگر ٹھنڈ لگ گئی ناں تو باقی کی ساری انجوائے مینٹ دھری کی دھری رہ جائے گی۔۔!" مشال نے اسے ڈپٹنے والے انداز میں کہا تو ضرغام نے ہنستے ہوئے اپنے پاؤں پانی سے باہر نکال لیے۔

"لیں جی نکال لیے۔۔ اب خوش۔۔؟" کہتے ہوئے ضرغام نے مشال کی جانب دیکھا۔

اسکے سفید پیر سرخ ہو گئے تھے۔۔ مشال کی نگاہ ایک پل کو اسکے پیروں پر جم سی گئی۔۔ اسنے بلیو جینز ٹخنوں سے اوپر فولڈ کر رکھی تھی۔۔ سرخ و سفید پنڈلیوں پر گچھے دار سیاہ بالوں پر نظر پڑتے ہی مشال کو حیا سی آئی۔۔ اسنے سرعت سے اپنی نگاہ کا زاویہ بدل لیا۔۔ دھڑکنوں میں ارتعاش سا برپا ہوا تھا۔

"کیا سوچ رہی ہیں۔۔؟؟" اسے خاموشی سے پانی کو گھورتا دیکھ کر ضرغام نے نرمی سے پوچھا۔۔ مشال نے بامشکل اسکی طرف دیکھا جسکے وجیہہ چہرے پر اگی شیو گھنی ہو رہی تھی۔۔

"وہ۔۔ میں تمہیں تھینکس کہنا چاہتی تھی۔۔ کل رات والی۔۔ اس قیمتی ورلڈ بال کے لیے۔۔ وہ مجھے واقعی بہت اچھی لگی تھی۔۔!" لبوں پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے مشال نے آہستگی سے کہا۔۔ ضرغام سنجیدگی سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔ وہ بات بدل گئی تھا وہ جان گیا۔۔۔

"جو چیز اچھی لگے، اسے اپنی ملکیت میں لے لینا چاہیئے، ورنہ تاعمر ایک تشنگی سی رہتی ہے۔۔.!" وہ ٹھہر کر نرمی سے بولا۔۔

"یو آر رائٹ۔۔۔!" مسکراتے ہوئے مشال نے فوراً اسکی بات کی تائید کر دی۔۔ ضرغام میٹھی نگاہوں سے اسکے لبوں پر چمکتی مسکراہٹ دیکھتا رہا۔۔

"کیا دیکھ رہے ہو۔۔؟؟" اسکی آنکھوں کے سامنے اپنا ہاتھ ہلاتے ہوئے مشال نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔۔ ٹھنڈی ہوا ان دونوں کو چھوتی فضا کو مہکا رہی تھی۔

"آپکی مسکراہٹ۔۔" دو لفظی جواب دیتے ہوئے وہ مسکرایا۔

"مسکراتی رہا کریں۔۔ اچھی لگتی ہیں۔۔!" وہ دوبارہ گویا ہوا تو مشال کے لبوں کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔۔ وہ چہرے کا رخ موڑ کر رخساروں پر آتی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسنے لگی۔۔ اسکے سیاہ لمبے بال موٹے جوڑے میں مقید تھے۔۔ ضرغام ایک نظر اسکی سفید چمکتی گردن پر ڈال کر نظروں کا زاویہ بدل گیا۔۔

مشال کے لبوں کی کپکپاہٹ بڑی واضح تھی۔۔ ضرغام نگاہیں موڑ کر بھی اسکی بدلتی حالت محسوس کر رہا تھا۔

محبت چپ سی رہتی ہے۔۔

وہ دھیمے لہجے میں بولنا شروع ہوا تو مشال نے رخ بدل کر اسکی جانب دیکھا۔۔ ضرغام کے لب بہت آہستگی سے ہل رہے تھے۔

محبت چپ سی رہتی ہے،

یہ کیسی چپ لگی اس کو۔۔؟

نجانے کیا ہوا اس کو..؟

بتاتی ہی نہیں ہم کو!..

کہ-----

جب-----

نظر میں ہچکچاہٹ ہو،

لبوں پر کپکپاہٹ ہو...

کوئی آنکھوں کے رستے سے،

دل میں---

گھستا ہی چلا جائے،

مگر--

خاموش گم صم سی--

یہ عجب الجھن میں رہتی ہے،

کبھی یہ ہم پہ ہنستی ہے

کبھی خود روئے جاتی ہے

یونہی الجھائے رکھتی ہے

ہمیں سلگائے رکھتی ہے

اکیلے درد۔۔۔. سہتی ہے

ہوئی پھر زرد رہتی ہے

کبھی یہ جان ہوتی ہے

صبر اور ضبط ہوتی ہے

جسم کے اک اک خلیے میں

رچتی اور بستی ہے

یہ خون کے ساتھ،

شریانوں میں۔۔

ہر لحظہ سرکتی ہے

بدن کے ہر علاقے پر، تو۔۔۔۔

قبضہ مل ہی جاتا ہے

مگر روح کی گہرائی میں

کیا اس کی رسائی ہے۔۔۔۔؟؟؟

اگر ایسا نہ ہو

تو پھر۔۔۔۔ ..

جدائی ہی جدائی ہے۔۔۔۔۔!!!

اسکی دلکش آواز ہمیشہ کی طرح مشال کے گرد ایک فسوں سا بکھیر گئی تھی۔۔وہ بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھتی چلی گئی جواب خاموش ہو چکا تھا۔۔اسکے عنابی ہونٹوں پر ایک دلکش مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔۔

"تمہاری مسکراہٹ۔۔۔"وہ ایک پل کو رکی۔

"بہت پیاری ہے ضر۔۔میری دعا ہے کہ تم ہمیشہ مسکراتے رہو۔۔!"کہتے ہوئے وہ نرمی سے مسکرائی مگر اسکی غلافی آنکھوں میں نمی چمک رہی تھی۔۔ضرغام چپ چاپ اسکی آنکھوں میں پھیلتی اداسی دیکھتا رہا اور اسکے دیکھتے ہی دیکھتے وہ اسکے پاس سے اٹھی اور وہاں سے بھاگ گئی۔۔ضرغام کے لبوں کی مسکراہٹ جاتی ہوئی مشال کو دیکھ کر سمٹ گئی۔۔محبت مشال کے گرد رقص کر رہی تھی مگر وہ سمجھنے سے گریز برت رہی تھی۔۔ضرغام سوچ چکا تھا کہ اسے اس محبت کا احساس دلا کر رہے گا۔۔۔

♦♦♦♦

سوات کانٹینینٹل ہوٹل کے مین ڈور سے زرا فاصلے پر کھڑا وہ فون کان سے لگائے کال ریسیو ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔۔چوتھی بیل پر کال ریسیو کر لی گئی تھی۔۔

"میرے پاس تمہارے لیے ایک بری اور ایک اچھی خبر ہے زی۔۔!"اسکے کال ریسیو کرتے ہی پیٹر جلدی سے بولا تھا۔اپنی نیلی آنکھوں کو اطراف میں گھماتے ہوئے وہ ساتھ ساتھ ارد گرد کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔

"جلدی بولو۔۔!"دوسری جانب موجود زاویار بیگ نے بے زاری سے کہا۔

"مشال سوات میں ہی ہے۔۔۔ ہمارا کام آسان ہو گیا ہے۔۔!" وہ دھیمی آواز میں اسے بتا رہا تھا۔۔ زاویار بیگ جو اس وقت مالم جبہ سکئ ریزورٹ کے پر آسائش کمرے میں، کمفرٹیبل بیڈ پر لیٹا ہوا تھا، پیٹر کی بات سن کر فوراً اٹھ کر بیٹھا۔۔

"رئیلی۔۔؟؟ کہاں۔۔؟؟ کس جگہ۔۔؟؟" وہ بے تابی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"میں اس وقت منگورہ میں ہوں۔۔ کل رات میں نے اسے یہیں کا نٹینینٹل ہوٹل کے باہر دیکھا تھا، مگر آج۔۔ ابھی وہ یہاں نہیں ہے۔۔۔ میں نے پتہ کروایا ہے وہ اپنے شوہر کے ساتھ کل دوپہر یہاں آئی ہے۔۔ کل کی رات کانٹینینٹل ہوٹل میں ہی رکی تھی مگر اس وقت وہ منگورہ میں کہیں نہیں ہے۔۔!" پیٹر کو جتنی معلومات تھیں وہ انہیں زاویار تک پہنچا رہا تھا۔۔

"تو تم وہاں کر کیا کر رہے ہو۔۔؟؟ جلد از جلد پتہ کرواؤ کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔۔ اور اسکا وہ سو کالڈ شوہر۔۔۔ اس بچیچے کو راستے سے ہٹانا میرے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔۔۔!" کان سے لگے موبائل پر اپنے ہاتھ کی گرفت سخت کرتے ہوئے وہ تنفر سے بولا۔۔

"ایک منٹ زی۔۔ تم نے ابھی بری خبر سنی ہی نہیں، سو زیادہ مت بولو۔۔۔!" پیٹر ڈیوس فکر مندی سے بولا۔

"کیا مطلب۔۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے زاویار بیگ کی تیوری پر بل پڑ گئے۔۔

"لاہور کا ایس-پی ہماری تلاش میں یہاں۔۔ سوات آیا ہے۔۔" سپیکر سے ابھرتی پیٹر کی آواز سنتے زاویار کی آنکھوں میں تفکر پھیل گیا۔

"اور خبر کے مطابق وہ ایس پی کوئی معمولی بندہ نہیں ہے۔۔اب تک بہت سے مجرموں کو ٹھکانے لگا چکا ہے۔۔سو ہمارے لیے اس سے بچ کر رہنا بہت مشکل ہونے والا ہے۔۔!" پیٹر پریشانی سے بول رہا تھا۔۔

"ایس پی کی کوئی تصویر۔۔؟؟" زاویار نے اپنی پیشانی مسلتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی تک میں نے اسے نہیں دیکھا، تصویر ملنا تو بہت دور کی بات ہے۔۔۔اور سب سے اہم اور بری خبر یہ ہے کہ مشال کے جس شوہر کو تم اپنے راستے سے ہٹانے کی بات کر رہے ہو وہ اس ایس پی کا چھوٹا بھائی ہے۔۔!" پیٹر نے آخری بم بھی اسکے سر پر پھوڑ دیا۔۔زاویار کا دماغ حقیقتاً گھوم گیا۔وہ بیڈ سے اتر کر باقاعدہ ٹہلنے لگا۔۔

"اوکے۔۔تم فی الحال پتہ لگواؤ کہ مشال اس وقت کہاں ہے۔۔؟؟اور سوات میں کتنے دن قیام کرنے والی ہے۔۔آگے میں خود دیکھ لوں گا۔۔!" سنجیدگی سے کہہ کر اسنے کال کاٹ دی۔۔وہ لب بھینچے سنجیدگی سے اس ایس پی کے بارے میں سوچ رہا تھا جس کے نام سے بھی وہ واقف نہیں تھا۔۔

◆◆◆◆

سیدو شریف پولیس تھانے میں بیٹھا وہ اپنے سامنے ٹیبل پر بچھا وادئ سوات کا نقشہ دیکھ رہا تھا۔۔ہر اس علاقے کو پنسل سے سرکل کیا گیا تھا جہاں سے مختلف تعداد میں لڑکیاں غائب ہوئی تھیں۔۔۔

"مالم جبہ۔۔۔اس ایریے کی کیا انفو ہے خان۔۔؟؟" شہروز خان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

#####################

ذوق انتخاب

پریشے زینب

*******************

"ملم جبہ۔۔۔اس ایریے کی کیا انفو ہے خان۔۔؟؟" شہروز خان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"سر۔۔یہاں زیادہ تر سیاح پائے جاتے ہیں۔۔کل تک تو اس علاقے سے کوئی کمپلین نہیں ملی تھی مگر۔۔۔میں نے کل شام ہی ملم جبہ میں موجود فورس کو آپکی آمد کے مقصد کی بابت آگاہ کر دیا تھا۔۔پولیس فورس ایکٹو ہو چکی ہے۔۔اور ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی مجھے خبر ملی ہے کہ وہاں چند مشکوک لوگ گرفتار کیے گئے ہیں جن میں سے ایک نے اپنی زبان کھول دی ہے کیونکہ وہ مقامی باشندہ ہے۔۔شاید اسی لیے خوفزدہ ہو کر اپنی زبان کھول چکا ہے۔۔!" شہروز خان نے اسے تفصیلی طور پر آگاہ کیا۔۔
"ہمم۔۔۔اور کسی لڑکی کا کچھ پتہ چلا۔۔؟؟" اسنے اگلا سوال پوچھا جسکا جواب وہ جانتا تھا کہ "نہیں ہو گا۔۔"
"ابھی تک تو نہیں سر۔۔۔مگر اگر ہم ملم جبہ میں گرفتار ہوئے شخص سے تفتیش کریں تو ہو سکتا ہے کوئی سرا ہاتھ آجائے۔۔!" شہروز خان نے اپنے تئیں بہت اچھا جواب دیا تھا۔۔
اسکی بات پر ضیغم نے ایک ابرو اچکائی اور استہزائیہ ہنسا۔۔
"مسٹر خان۔۔۔اس ایک شخص کی بی ہاف پر ہم اس پوری وادی میں پھیلے مجرموں کو پکڑ نہیں پائیں گے، کیونکہ وہ ایک شخص اس گینگ کی سپورٹنگ اینٹ ہے۔۔یعنی محض کارندہ۔۔اور بس۔۔۔جبکہ ہمارا ٹارگٹ بلیک مون گینگ کے ان دو "پلرز" کو اپنی کسٹڈی میں لینا ہے جو وادی سوات میں ہونے والی تمام کڈ نیپنگز کو پلان کر رہے ہیں۔۔اگر ان میں سے ایک بھی ہمارے ہاتھ آجاتا ہے تو۔۔۔دوسرے تک وہ ہمیں خود بخود پہنچا دے گا۔۔اینڈ

آئی ڈیم شیور۔۔ان میں سے ایک، سوات کے مرکز یعنی منگورہ میں ہے، جو دوسرے کو اب تک یہ بھی بتا چکا ہو گا کہ میں یہاں موجود ہوں۔۔!"

نقشتے کے ایک کونے پر رکھے پیپر ویٹ کو گھماتے ہوئے بولتا وہ پر سوچ نگاہوں سے ملم جبہ کے آس پاس علاقوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ جبکہ اسکے اس قدر گہرے تجزیے پر ڈی-ایس-پی کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔۔

ہو۔۔ہو سکتا ہے ہے۔۔۔!" شہروز خان نے ہکلاتے ہوئے اسکی بات کی تائید کی ورنہ حقیقتاً وہ اندر ہی اندر ضیغم اجلال کی ذہانت کے رعب میں آ چکا تھا۔۔

"ہمارا ایک ایک منٹ قیمتی ہے ڈی-ایس-پی خان۔۔۔ کیونکہ جس وقت کو آپ دنوں میں ضائع کر چکے ہیں انہی دنوں کے چوبیس گھنٹوں کو وہ بھرپور انداز میں استعمال کرتے رہے ہیں، اسی لیے آپکی ناک کے نیچے سے اتنی لڑکیاں غائب ہو چکی ہیں۔۔ مگر اب۔۔۔۔" بات کرتے کرتے وہ رکا۔۔ ہولے سے مسکرایا۔۔ انداز میں طمانیت، ایک اعتماد، ایک زعم تھا۔۔

"اب ہم ان چوبیس گھنٹوں کے ایک ایک منٹ کو استعمال کریں گے۔۔۔ ان کی ہر سوچ سے پہلے ہم ان کے ٹارگٹ تک پہنچیں گے۔۔ مزید لڑکیاں اغواء کرنا تو دور۔۔ وہ جتنی لڑکیاں غائب کر چکے ہیں۔۔ انکے لیے انہی کو چھپانا مشکل ہو جائے گا۔۔!" وہ پر اعتماد لہجے میں بول رہا تھا۔

"لیکن کیسے۔۔؟" ڈی-ایس-پی پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔۔ ضیغم نے ایک نظر اس پٹھان کی جانب دیکھا۔۔ جسکی طرف دیکھتے ہوئے اسے بے ساختہ زمان یاد آیا تھا۔۔ "جانے کس بے وقوف نے اس کو یہ عہدہ دیا ہے۔۔" دل ہی دل میں اسکا اور زمان کا مقابلہ کرتے ہوئے وہ سوچ کر رہ گیا۔

"منگورہ کی پولیس فورس کو ایکٹو کرو۔۔۔ سول ڈریس میں آج کی ساری رات، منگورہ کا کوچہ کوچہ چھان مارو۔۔ پہاڑ کھدوادو۔۔ مگر بلیک مون گینگ کے کارندوں کو ڈھونڈو۔۔ کارندے ملیں گے تو لڑکیاں بھی مل جائیں گی، ایم

شیور۔۔اغواء ہوئی ساری لڑکیاں ایک ساتھ نہیں ہیں، انہیں مختلف علاقوں میں رکھا گیا ہو گا۔۔!" بولتے ہوئے ضیغم کی نگاہوں کا مرکز بدل چکا تھا۔ اسکی نظر پھر سے نقشے پر نظر آتے علاقوں پر ہی تھی۔

"اوکے سر۔۔۔ مگر۔۔اگر پھر بھی وہ۔۔۔"چئیر" پرسن نہ ملا تو۔۔؟؟" شہروز خان نے سنجیدگی سے پوچھا۔ ضیغم جی بھر کر بدمزہ ہوا۔

"تو وہ آپکی نااہلی ہوگی شہروز خان۔۔۔!" کہتے ہوئے وہ ٹیبل کے پاس سے ہٹا۔۔انداز میں سردمہری تھی۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ منگورہ میں نہ ہو۔۔!" شہروز خان نے فوراً کہا۔ اسے ضیغم کے الفاظ ناگوار گزرے تھے۔۔اسکے سوال پر ضیغم اسکی طرف پلٹا۔۔

"وقت سے پہلے خود کو ڈیفینڈ مت کرو خان۔۔۔ اسے ڈھونڈو۔۔ اگر منگورہ میں نہ ملے تو، رحیم آباد اور سیدو شریف کا علاقہ چھان مارو۔۔۔ ہے وہ سوات میں ہی۔۔۔ تو پھر کیا مشکل ہے۔۔؟؟ ناممکن تو کچھ بھی نہیں۔۔!" ضیغم نے اسے لاجواب کر دیا۔۔ شہروز خان نے ترچھی نظروں سے اسے دیکھا۔۔اسکے پاس سر ہلانے کے علاوہ کوئی آپشن نہیں تھا جیسے۔۔

وہ "یس سر" کہتا چپ کر گیا۔۔

"ہمم۔۔ گڈ۔۔ میں کل صبح ہوتے ہی مرغزار سے ملم جبہ کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔۔ آپ کل میرے وہاں پہنچتے ہی دوپہر تک مجھے یہاں کی رپورٹ دیں گے۔۔ اسکے بعد ہی میں اگلا ایکشن لوں گا۔۔!" اپنا موبائل ٹیبل سے اٹھاتے ہوئے ضیغم نے اسے مزید ہدایات دی تھیں۔۔ شہروز خان اسکے ہر حکم پر لبیک کہہ رہا تھا۔۔ وہ تھوڑی دیر مزید وہیں رکے رکے اس سے چند باتیں کرتا رہا پھر تھانے سے نکل آیا۔۔ وہاں سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اطراف میں سرسری نگاہ دوڑاتا پھرتی سے چل رہا تھا۔۔۔ سیمنٹ اکھڑی سڑک پر چلتے ہوئے وہ اطراف میں بنے ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر جھونپڑی نما گھروں کا بھی جائزہ لے رہا تھا۔۔ شام ڈھلنے کو تھی۔۔۔ رات آسمان

کے سینے پر چھا کر اس پل پہاڑوں کو سیاہ کرنے کو بے چین نظر آرہی تھی۔۔پانچ سے سات منٹ کی پیدل مسافت کے بعد وہ ملا روڈ پر آ گیا۔۔پھر دو سے تین منٹ کی مشقت کے بعد اسے ایک ڈرائیور مل ہی گیا تھا۔۔وہ ٹیکسی میں بیٹھا اب ڈرائیور کو گاڑی تیز رفتار میں ڈرائیو کرنے کی ہدایت دے رہا تھا۔اسے جلد از جلد سفید محل پہنچنا تھا۔۔ دوپہر جب وہ سید و شریف کے لیے نکل رہا تھا تو نشال کے چہرے پر پھیلنے والی پژمردگی نے اسکا دل بے قرار کیا تھا۔۔اور اب حال یہ تھا کہ دل کی بے قراری آہستہ آہستہ بے چینی اور بے صبری میں بدل رہی تھی۔۔۔وقت کاٹنا مشکل ہونے لگا تو اسنے موبائل کی سکرین کو ٹچ کر کے کال لسٹ اوپن کرلی۔۔اب وہ اکرام صاحب کا نمبر ڈائل کر رہا تھا۔۔۔

♦♦♦♦

شہر کے دوکانداروں۔۔۔'

کاروبارِ الفت میں۔۔۔

سود کیا زیاں کیا ہے؟

تم نہ جان پاؤ گے۔۔۔!

دل کے دام کتنے ہیں؟

خواب کتنے مہنگے ہیں؟

اور نقدِ جاں کیا ہے؟

تم نہ جان پاؤ گے۔۔۔۔۔۔

کوئی کیسے ملتا ہے؟

پھول کیسے کھلتا ہے؟

آنکھ کیسے جھکتی ہے؟

سانس کیسے رکتی ہے؟

کیسے راہ نکلتی ہے؟

کیسے بات چلتی ہے؟

شوق کی زباں کیا ہے؟

تم نہ جان پاؤ گے۔۔۔۔۔

وصل کا سکوں کیا ہے؟

ہجر کا جنوں کیا ہے؟

حُسن کا فسُوں کیا ہے؟

عشق کے درُوں کیا ہے؟

تم مریضِ دانائی۔۔۔

مصلحت کے شیدائی۔۔۔

راہِ گمر اہاں کیا ہے؟

تم نہ جان پاؤ گے۔۔۔۔۔۔

زخم کیسے پھلتے ہیں؟

داغ کیسے جلتے ہیں؟

درد کیسے ہوتا ہے؟

کوئی کیسے روتا ہے؟

اشک کیا ہیں نالے کیا؟

دشت کیا ہیں چھالے کیا؟

آہ کیا فُغاں کیا ہے؟

تم نہ جان پاؤ گے۔۔۔۔۔۔

جانتا ہوں میں تم کو 'ذوقِ شاعری بھی ہے'۔۔

شخصیت سجانے میں،

اک یہ ماہری بھی ہے۔۔۔!

پھر بھی حرف چنتے ہو۔۔۔

صرف لفظ سنتے ہو۔۔۔!!!

ان کے درمیاں کیا ہے؟

تم نہ جان پاؤ گے۔۔۔

بھیگی آنکھوں کو بند کیے وہ زیرلب جاوید اختر کی نظم دہرا رہی تھی۔۔گلابی لبوں پر مجروح سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔۔۔کمرے سے ملحق بالکونی کے گلاس ڈورز پر بھاری پردے گرے ہوئے تھے جنہیں پچھلے بہتّر گھنٹوں میں اسنے سرکانے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔وہ تین دن سے اسی کمرے میں قید تھی،ایک خودساختہ قید جس سے نکلنے کی اسنے کوئی کوشش نہیں تھی۔۔ویٹر تینوں وقت کا کھانا پابندی سے اسے اس پر آسائش کمرے میں دے دے جاتا تھا۔۔کبھی وہ اپنے وجود میں پلنے والی ننھی جان کے لیے اس کھانے کو حلق مار کر لیتی تو کبھی دوسرے وقت وہ کھانا ویسے ہی ویٹر واپس لے جاتا۔۔زندگی جیسے بے مقصد سی ہو گئی تھی سامعہ کے لیے۔۔۔بے کشش،بد رنگ۔۔۔ناکارہ سی۔۔۔اپنی آنکھیں کھولتے ہوئے وہ بیڈ سے ٹیک چھوڑ کر سیدھی ہو بیٹھی۔۔دائیں جانب گردن

گھما کر ایک نظر آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پر ڈالی۔۔ پھر روتے روتے مسکرائی۔۔ بیڈ سے اتری اور چل کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔۔

"تم۔۔۔؟؟ تم سامعہ علوی۔۔۔؟؟" شیشے میں نظر آتے اپنے اجڑے عکس کی طرف اپنی شہادت کی انگلی اٹھاتے ہوئے سامعہ نے استہزائیہ انداز میں خود کو مخاطب کیا۔۔

"تم اتنی بزدل کب سے ہو گئیں۔۔ اتنی مایوس۔۔؟؟ اس قدر لاچار۔۔؟؟ بے بس۔۔؟؟ کیسے۔۔؟؟ کیسے ہو سکتی ہو تم سامعہ۔۔؟؟" حیرت آمیز انداز میں اپنی آنکھوں کو سکیڑتے ہوئے سامعہ صاف آواز میں بول رہی تھی۔۔ اسکی دلکش آنکھوں میں پانی تھا مگر آواز میں بھراہٹ نہیں تھی۔۔

"رو رہی ہو ناں تم۔۔۔؟؟ ہے ناں۔۔۔؟؟ مسلسل رو رہی ہو۔۔۔ لیکن کیوں۔۔؟؟ کس کے لیے۔۔۔؟؟؟ کس کے غم میں۔۔۔؟؟؟" پوچھتے ہوئے اسکی آواز بلند ہو گئی تھی۔۔۔ مگر عکس میں نظر آتی سامعہ اسکے سوال کے بدلے میں خاموش تھی۔۔

"زمان۔۔۔۔ زمان رلا رہا ہے مجھے۔۔ اسکی یاد تڑپاتی ہے مجھے۔۔۔ اسکی دوری مجھے بے قرار کرتی ہے۔۔۔!" سامعہ کے سوال کے جواب میں اسکا دل دھیمی آواز میں گھگھیایا۔۔ جیسے اسے اپنے ڈپٹے جانے کا اندیشہ ہو۔۔

جواب سن کر سامعہ نے سلگتی نظروں سے اپنا زرد چہرہ دیکھا۔۔

"کیوں۔۔؟؟ اسے کب پرواہ ہے تمہاری یا تمہاری تڑپ کی۔۔۔؟؟ تو پھر تم کیوں بے قرار ہو کر اپنا جینا حرام کر رہی ہو۔۔؟؟ کیوں زندگی کو خود پر تنگ کر رہی ہو سامعہ۔۔۔؟؟" سامعہ نے دل کے جواب میں ایک بار پھر اپنے عکس کو مخاطب کیا تھا۔۔ آواز میں اس بار درد سا تھا۔۔ اسکے زرد چہرے پر سجی اسکی آنکھیں بھی اب چیخ رہی تھیں۔۔

"مجھے اسے دیکھنا ہے۔۔۔وہ میری بصارت ہے، میری روشنی ہے۔۔۔میری راتوں کی نیند ہے۔۔زمان۔۔۔ زمان۔۔۔مجھے زمان لادو۔۔۔"اسکے ارد گرد سرگوشیاں بڑھنے لگیں اور ساتھ ہی اسکی آنکھوں کے آنسو بھی۔۔۔

"کہاں سے لاؤں۔۔؟؟چھوڑ چکا ہے وہ تمہیں۔۔۔نہیں رہا وہ تمہارا۔۔۔تو پھر تم کیوں خود کو برباد کر رہی ہو۔۔۔ بھول جاؤ اسے۔۔فاتحہ پڑھ لو اس پر۔۔کیونکہ تمہارا زمان تو اسی دن مر گیا تھا جس دن اسے اسکی شناخت ملی تھی۔۔بھول جاؤ سامعہ۔۔پلیز بھول جاؤ۔۔۔!"باقاعدہ ہاتھ جوڑ کر کہتے ہوئے وہ سسک پڑی۔۔نظریں اٹھا کر دیکھا تو روتا ہوا عکس اسکے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔۔۔سامعہ بے بسی سے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتی وہیں بیٹھتی چلی گئی۔۔اسے شدت سے اندازہ ہوا کہ وہ پچھلے دس منٹ سے جو بکواس کر رہی تھی وہ اسکے دماغ کا خلل تھا اور کچھ نہیں۔۔۔

"اے کاش کہ مجھے تم سے محبت نہ ہوتی زمان علوی۔۔۔کاش میں تم سے دل نہ لگاتی۔۔۔دل نہ لگاتی تو۔۔۔شاید دنیا کہ کسی کونے میں۔۔۔تمہارے بغیر دل لگ ہی جاتا۔۔۔اب کہاں جاؤں۔۔۔کس سے اس مرض کی دوا لوں۔۔۔ کس سے مدد مانگوں۔۔۔کسطرح جیوں۔۔۔؟؟"ڈریسنگ ٹیبل سے سر ٹکا کر پھوٹ پھوٹ کر روتی وہ بڑبڑا رہی تھی۔۔انداز بچوں جیسا تھا۔

"ہاں مجھے تم یاد آتے ہو۔۔۔بہت یاد آتے ہو۔۔کیسے بھلاؤں کہ تم کسی پل بھولتے کب ہو۔۔۔میں کیا کروں۔۔۔اللہ۔۔۔۔"درد میں تڑپتے بے ساختہ اسکے لبوں سے اللہ نکلا تھا۔۔۔

"یا اللہ مجھ پر رحم کر دے۔۔۔۔مجھے معاف کر دے۔۔۔۔مجھے سکون دے دے۔۔۔قرار دے دے۔۔۔۔میں مر رہی ہوں۔۔۔مجھے اس محبت سے نجات دے دے۔۔۔مجھے صبر دے دے۔۔۔!"یونہی روتے روتے اسنے ہاتھ جوڑ کر اپنی پیشانی سے لگا لیے۔۔۔ہاں اسے اپنے پروردگار کی یاد آئی تھی۔۔۔اس پل جب تکلیف کا بوجھ اسکے کندھے سہنے سے انکاری ہو رہے تھے۔۔جب روح کی بے چینی اسے نا جینے دے رہی تھی اور نا

مرنے۔۔۔اسنے اپنی بھاری ہوتی آنکھیں کھول کر ڈریسنگ ٹیبل کا سہارا لیا تھا۔۔روتے روتے جیسے ایک روشنی کی کرن سی ملی تھی اسے،وہ پوچھ رہی تھی کہ کس سے مدد مانگے۔۔اسکے دل کے پر نور گوشے نے اسے اللہ کا راستہ دکھا دیا تھا۔۔وہ نہیں جانتی تھی کہ رات کا کونسا پہر ہے۔۔لیکن بس،دل کی بے قراری مٹانے کو وہ وضو کر کے آئی اور جاء نماز بچھا کر نوافل کی نیت باندھ لی۔۔

اسے حقیقی راستہ نظر آگیا تھا۔۔مدد کے لیے در مل گیا تھا۔۔اور یقیناً وہ خالی ہاتھ لوٹنے والی نہیں تھی۔۔

♦♦♦♦

بارہ سے تیرہ کلو میٹر کا فاصلہ ڈھلوانی راستے کے باعث پندرہ منٹ کی بجائے چالیس منٹ میں طے پایا تھا۔۔ڈرائیور کو کرایہ دے کر وہ سفید محل کی وسیع حدود میں داخل ہو گیا۔۔لان میں دو چار فیملیز کرسیوں پر ڈیرہ ڈالے بیٹھی آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھیں۔۔۔وہ بنا اطراف میں نگاہ ڈالے اپنا فون ہاتھ میں پکڑے اندرونی عمارت میں چلا آیا تھا۔۔اسے اپنی پشت پر اکثریت کی نگاہوں کی تپش محسوس ہوئی مگر اسے پرواہ کب تھی۔۔۔لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ اپنے اور نشال کے لیے بک روم تک آگیا۔۔چار پانچ سیڑھیوں کو ایک ہی جست میں پھلانگ کر اسنے کی ہول میں چابی گھمائی اور اگلے ہی پل وہ کمرے کے اندر تھا۔۔اسنے نگاہ اٹھائی تو وہ اسے مشال کے پاس بیڈ پر آڑی ترچھی لیٹی نظر آئی۔۔مشال اسکے سرہانے بیٹھی ایک ہاتھ سے اسکے بال سہلا رہی تھی۔۔جبکہ اسکا ایک ہاتھ نشال کے ہاتھوں میں تھا۔۔ ضیغم کو اسکی حالت کچھ بگڑی ہوئی لگی تو وہ سرعت سے چند قدموں کا فاصلہ پاٹتے ہوئے دوسری طرف سے اسکے قریب بیڈ پر جا بیٹھا۔۔

"کیا ہوا ہے۔۔؟؟طبعیت ٹھیک ہے تمہاری۔۔؟؟"بے اختیار اسکی کلائی تھامتے ہوئے اسنے بے چینی سے پوچھا۔۔مشال نا محسوس انداز میں نشال کے پاس سے اٹھ کر فرش پر کھڑی ہو گئی۔۔نشال کی گلابی رنگت قدرے زرد لگ رہی تھی۔۔ ضیغم کا دل ڈوب کر ابھرا،شاید ان ٹیبلیٹس نے اپنا اثر دکھا دیا تھا۔۔

"طبعیت ٹھیک نہیں ہے اسکی، شام سے ہی اسکا دل گھبر ارہا تھا اور اب تو سر بھی بھاری ہو رہا ہے۔۔ آپ اسے کسی ڈاکٹر کے پاس لے جائیں، ہو سکتا ہے کہ۔۔۔ کوئی۔۔۔ کوئی بات ہو۔۔۔!" نشال کی بجائے اسے جواب دیتی مشال آخر میں بولتے ہوئے جھجھکی۔۔ اسکی قیاس آرائی پر نشال اور ضیغم نے بروقت ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔ جس بات کی وہ بات کر رہی تھی اس سے تو وہ دونوں پہلے ہی آگاہ تھے۔۔ ضیغم نے آہستگی سے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا اور بیڈ سے اتر اکر کھڑا ہو گیا۔۔

"ضرغام کہاں ہے۔۔؟؟" بات بدلنے کو ضیغم نے مشال سے پوچھا۔ نشال اب بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ چکی تھی۔۔

"وہ ہمارے روم میں ہے، لیپ ٹاپ پر اپنے لیکچرز اٹینڈ کر رہا ہے۔۔!" مشال نے دھیمی آواز میں اسے جواب دیا۔۔

"ہمم۔۔۔ ٹھیک ہے، اسے کہنا فری ہو تو مجھ سے ملے۔۔۔!" مشال کو کہتے ہوئے اسنے اپنا موبائل ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دیا۔ مشال اثبات میں سر ہلا کر جانے لگی تو ضیغم ٹھٹھکا، وہ ٹھٹھک گیا کیونکہ اسکی نگاہ چونک اٹھی تھی۔۔۔ مشال کے چہرے پر واضح وہ نشان "Z" کا تھا۔۔۔ ضیغم کو خود پر حیرت ہوئی۔ اسنے آج سے پہلے اس نہج پر کیوں نہیں سوچا تھا۔۔؟؟ مشال بھی تو لندن سے آئی تھی۔۔۔۔!! تو کیا۔۔؟؟ مزید سوچیں اسکے ذہن کو منتشر کرنے لگیں تبھی نشال کی آواز پر وہ اسکی طرف متوجہ ہوا۔ مشال کمرے سے جا چکی تھی۔

"کیسا رہا آپ کا دن۔۔۔؟؟" اسکی طرف دیکھتے ہوئے وہ مکمل سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔۔ ضیغم نے ایک نظر بغور اسکی غلافی آنکھوں کو دیکھا جو اس کے رو چکنے کی چغلی کھا رہی تھیں۔۔

"دن نہیں، صرف شام۔۔۔ دوپہر تک میں تمہارے ساتھ تھا۔۔!" نرمی سے کہتے ہوئے ضیغم کمرے میں رکھی چیئرز میں سے ایک بیڈ کو کے قریب گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔۔

نشال خاموش نگاہوں سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔

"طبیعت کو کیا ہوا ہے۔۔؟؟تم اپنا خیال کیوں نہیں رکھ رہیں نشال۔۔۔کس بات کی فکر ہے تمہیں۔۔۔؟" ضیغم نے مکمل توجہ سے پوچھا۔۔زرا سا جھک کر گھٹنوں پر کہنیاں ٹکا کر اسنے دونوں ہاتھوں کی مٹھی بنا کر ٹھوڑی کے نیچے رکھ لی۔۔اسکے سوال پر ایک پل کو نشال کے چہرے پر اذیت کے رنگ نمایاں ہوئے تھے جنہیں چھپانے کو وہ ہولے سے مسکرائی۔۔

"مجھ سے نہیں رکھا جاتا۔۔۔آپ رکھ کیا کریں۔۔۔!" ضیغم کے سنجیدہ چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے نشال نے نرمی سے جواب دیا۔۔وہ چاہ کر بھی اسے بتا نہ پائی کہ اسے کس بات کی فکر ہے،نہ ہی جتا پائی کہ وہ اس فکر سے بخوبی واقف بھی ہے۔۔

"رکھنے کی کوشش تو کرتا ہوں مگر۔۔۔تم بہت ضدی ہوتی جا رہی ہو۔۔۔!" نگاہوں کا رخ موڑتے ہوئے ضیغم نے کچھ خفگی بھرے انداز میں کہا۔۔اسکے سرد جواب پر نشال اپنی جگہ سے ہلی اور عین اسکے سامنے بیڈ سے ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئی۔وہ ہنوز نظریں پھیرے ہوئے تھا۔۔

"خیال صرف جسموں کا ہی رکھا جاتا ہے کیا۔۔۔؟؟دل کے جذبات۔۔؟؟روح کے احساسات۔۔؟؟انہیں بھلے ہی مار دیا جائے۔۔؟؟ہمم۔۔۔؟؟اسکا کچھ نہیں ضیغم۔۔۔؟؟" اسے نظریں چرائے دیکھ وہ سلگتے لہجے میں گویا ہوئی۔۔آواز میں ٹوٹے کانچ کی سی چبھن تھی۔۔اسکے تلخ جواب پر ضیغم نے نگاہ اٹھا کر نشال کی طرف دیکھا۔۔آنکھوں میں نمی لیے وہ اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

"ٹیبلیٹس کا اثر ہو گیا ہے ناں۔۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے ضیغم کو اپنا لہجہ اجنبی سا لگا۔وہ چاہ کر بھی آج اپنی آواز میں بیگانہ پن نہیں سمو پایا تھا۔اسکے سوال پر نشال کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخساروں پر پھسلنے لگے۔۔۔وہ سر جھکا

کر نچلا لب دانتوں میں دبا گئی۔۔شاید سسکیاں روکنے کی کوشش کی تھی۔۔ ضیغم کی براؤن آنکھوں میں سرخائی اترنے لگی۔۔

"بولو نشال۔۔۔؟؟"اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے وہ سرد لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔اگر ایسا ہو چکا تھا تو اسے کمزور نہیں پڑنا تھا۔۔۔اپنے ڈوبتے دل کو پتھر کرنا تھا کیونکہ جو ہو چکا تھا وہی بہترین فیصلہ تھا۔۔ ضیغم اجلال کی نظر میں تو کم از کم ایسا ہی تھا۔۔

"آپ خوش ہیں۔۔۔؟؟"نشال نے سر اٹھا کر بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔۔ ضیغم کے بھینچے ہوئے لب اور چہرے پر واضح پتھریلے تاثرات اسکے ضبط کی گواہی دے رہے تھے۔۔وہ دانت پیستے ہوئے چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

"میری خوشی کی بات مت کرو۔۔۔میری زندگی میں مجھے کہیں بھی خوشی کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ایسی کوئی ضرورت میں نے کبھی محسوس نہیں کی۔۔۔!"اسکی طرف سے رخ موڑے وہ بے حسی سے گویا ہوا۔۔بیڈ سے اٹھتے ہوئے نشال اسکے سامنے آئی۔۔

"تو پھر مجھے کیوں اپنی زندگی میں شامل کر رکھا ہے۔۔۔نکال پھینکیں مجھے بھی۔۔۔!"اسکی جذبات سے عاری سرخ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نشال نے تلخی بھرے لہجے میں کہا۔۔اسکی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے ضیغم ضبط سے مسکرایا۔۔پھر ایک قدم اسکی طرف بڑھتے ہوئے اسے بازوؤں سے تھام لیا۔۔گرفت میں شدت تھی۔

"تم میری خوشی نہیں ہو نشال فاروقی۔۔جسکی موجودگی میرے لیے ضروری نہیں اور جسے میں غیر ضروری سمجھ کر اپنی زندگی سے نکال دوں۔۔۔تم۔۔۔۔تم میری زندگی کی وہ بنیاد ہو جس کے بغیر صرف موت کی گنجائش نکلتی ہے۔۔۔ سمجھی تم۔۔۔۔!"اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سنجیدگی سے بولتا وہ اسے ساکت کر گیا تھا۔۔۔

کوئی اظہار نہیں کیا تھا،

کوئی اقرار نہیں کیا تھا،

بڑے حق سے۔۔۔

بڑے اسحقاق سے۔۔۔

واضح طور پر۔۔۔اس پر جتا دیا تھا کہ وہ ضیغم اجلال کے لیے سانسوں کی سی اہمیت رکھتی ہے۔۔۔ایسی سانسیں جو کبھی ٹوٹنے لگیں تو وہ جینے کے لیے مصنوعی سانس لینا بھی گوارہ نہ کرتا۔۔ہاں وہ اتنی ہی اہم تھی ضیغم کے لیے۔۔۔نشال چپ چاپ بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔ ضیغم نے نرمی سے اسکے آنسو صاف کیے۔۔

"میرے لیے کچھ اہم نہیں ہے، نہ تو میری خوشی، نہ ہی میرا دکھ۔۔ کچھ اہم ہے تو وہ تم ہو۔۔۔کب سے۔۔؟؟ کس وقت سے۔۔۔ یہ میں تمہیں نہیں بتاؤں گا نشال۔۔۔بس اتنا جان لو کہ۔۔ میں تمہیں مزید تکلیف نہیں دینا چاہتا۔۔۔اور یہ جو اذیت تمہیں دی ہے، وہ بھی مستقبل کی اذیتوں سے بچانے کے لیے دی ہے۔۔۔کیونکہ زندگی بھر رونے سے بہتر ہے کہ، ہم چند دن رولیں۔۔۔!" ٹھہر ٹھہر کر دھیمے لہجے میں بولتا وہ اسے اس پل بے بس لگا۔۔۔مگر لہجہ اب بھی مضبوط ہی تھا۔۔نشال نے اس پل اپنے اور اسکے درمیان باقی ایک قدم کا فاصلہ بھی طے کیا اور اسکے سینے پر سر رکھ دیا۔۔ آنسو پھر سے بہنے لگے تھے۔۔کچھ دیر پہلے آنکھوں سے گرنے والے آنسوؤں کی وجہ ضیغم اجلال کے غصے خوف تھا جس سے ضیغم نے کچھ اور ہی اخذ کرلیا تھا, اور اب جو آنسو بہہ رہے تھے تو وجہ ضیغم اجلال کا جنون تھا۔۔۔اور اسکے جنون کا خوف، نشال کے لیے اسکے غصے کے خوف سے بڑھ کر تھا۔۔۔جانے حقیقت پتہ چلنے پر وہ اسکے ساتھ کیا سلوک کرتا۔۔۔وہ اسے سینے سے لگائے بڑی نرمی سے اسکی پشت سہلا رہا تھا۔۔

"جاؤ منہ دھو کر آؤ۔۔۔!" اسے خود سے الگ کرتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے کہا۔نشال نے چور نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں ایک سکوت سا تھا۔۔شاید وہ اپنی اولاد کا قتل کر دینے پر، اپنی اولاد کو کھو دینے پر ضبط کر چکا تھا، کتنی مشکلوں سے۔۔۔اسکا اندازہ نشال کو نہ ہو سکا۔۔ جبکہ وہ آنے والے کل کے بارے میں سوچتی

فکر مندسی واش روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔وہ اسکی خاموشی سے جو مطلب اخذ کر چکا تھا، وہ مطلب یقیناً نشال کو مہنگا پڑنے والا تھا۔۔

کچھ دیر منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارتی وہ واش روم میں ہی کھڑی رہی پھر خود کو کمپوز کرتی باہر آئی تو کمرے میں ویٹر ڈنر ٹیبل سیٹ کر رہا تھا۔وہ تولیے سے چہرہ صاف کرتی ٹیبل کے پاس پڑی چیئرز میں سے ایک پر آ بیٹھی۔۔ ضیغم بھی ساتھ والی چیئر پر بیٹھ گیا۔۔ان دونوں نے ایک دوسرے کی پرواہ میں نوالے حلق مار کیے تھے۔۔کھانے کے دوران وہ اس سے ہلکی پھلکی گفتگو کرتا رہا۔۔۔پھر تھوڑی دیر کے لیے اسکا ہاتھ تھام کر اسے کمرے سے باہر باغ میں لے آیا۔۔اسکے شانوں کے گرد بازو پھیلائے اسے سہارا دیے وہ تھوڑی دیر اسے واک کرواتا رہا کہ یہ نشال کے لیے ضروری تھا۔۔اونچے لمبے درختوں کی ٹہنیاں چھوٹے چھوٹے پتوں سے بھری بھری آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھیں۔۔۔وہ جس طرف چل رہے تھے وہاں سے سفید محل کی عمارت کے سامنے ایک گول دائرہ نما ایریا میں سفید سنگ مرمر کے بنے سنگی بنچز اور درمیان میں میز نصب تھی، بخوبی نظر آ رہی تھی۔ایک کپل ان میں سے ایک بنچ پر بیٹھا محو گفتگو تھا، انکی نشال اور ضیغم کی جانب پشت تھی۔۔وہ مسکراتی نگاہوں سے اس کپل کو دیکھ کر نظروں کر زاویہ بدل گئی۔۔اسکی سنگت میں چلتی وہ ارد گرد کے ماحول میں کھوسی رہی تھی۔۔۔۔فضا میں خنکی بڑھنے لگی تو وہ جو پندرہ بیس منٹ سے اسے خود سے لگائے چل رہا تھا، اسے لیے واپس روم میں آگیا۔۔

"اب کیسا محسوس کر رہی ہو۔۔؟؟ڈاکٹر کے پاس چلیں۔۔؟؟"اسکی طرف دیکھتے ہوئے وہ محبت بھرے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔نشال نے جھٹ نفی میں گردن ہلائی۔۔

"میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔۔اور مجھے ڈاکٹر کے پاس نہیں باہر باغ میں جانا ہے۔۔!"نشال نے جلدی سے اسے جواب دیا۔۔

"نہیں۔۔تمہیں اب صرف سونا ہے۔۔!" ضیغم نے بڑے نرم لہجے میں اسکی بات سے انکار کیا۔۔

"مجھے نیند نہیں آرہی۔۔!" نشال نے واپس آجانے پر احتجاجاً کہا۔

"ہاں مگر تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے، چلو لیٹ جاؤ شاباش۔۔!" نرمی سے کہتے ہوئے ضیغم نے اسے بیڈ پر بٹھایا۔۔

"یہاں آرام کروانے کے لیے لائے ہیں آپ مجھے۔۔۔؟؟" بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے نشال نے خفگی سے پوچھا۔۔

"ہاں تو کس نے کہا تھا کہ اپنی طبیعت خراب کرلو۔۔۔ کل صبح ہم ملم جبہ کے لیے نکلیں گے پھر خوب انجوائے کریں گے۔۔۔ لیکن ابھی تھوڑا آرام کرلو۔۔!" کہتے ہوئے ضیغم بیڈ کی دوسری طرف سے اسکے ساتھ آ بیٹھا۔۔

"اچھی زبردستی ہے۔۔!" وہ بڑبڑائی تو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر لیٹنے کے سے انداز میں بیٹھتے ہوئے ضیغم نے اسکا سر اپنے کندھے سے لگا لیا۔۔

"جو تم سمجھ لو۔۔۔ مگر برداشت تو تمہیں کرنا پڑے گا۔۔!" دھیمی آواز میں کہتے ہوئے ضیغم نے اسکے بال کیچر کی قید سے آزاد کردیے۔۔ اسکی اس حرکت پر نشال کے گال ایک پل کو سرخ ہوئے۔۔ مگر اسکی حالت سے انجان وہ اب آہستہ آہستہ اسکے سلکی بالوں میں اپنی انگلیاں چلا رہا تھا۔۔

"کل کا دن جیسے تم چاہو گی۔۔۔ ہم ویسے گزاریں گے۔۔۔ تمہیں خوب گھماؤں گا۔۔۔ جہاں چاہو وہاں ٹھہرنا اور انجوائے کرنا۔۔!" اپنی انگلیوں کو حرکت دیتے ہوئے وہ دھیمی آواز میں بولتا اسکی خفگی دور کرنے کی کوشش کررہا تھا۔۔

"صرف کل کا دن کیوں۔۔؟؟ جب تک ہم یہاں ہیں میں ہر دن آپکے ساتھ انجوائے کرنا چاہتی ہوں۔۔ ایک دن میں اگر ڈھیر سارا گھوموں پھروں گی تو میں تھک جاؤں گی۔۔!" اسکی شرٹ کے بٹنز چھیڑتے ہوئے وہ ہلکی آواز میں

کہہ رہی تھی۔۔ اسکے بالوں میں حرکت کرتی ضیغم کی انگلیاں ایک پل کو رکیں پھر اسی انداز میں چلنے لگیں۔۔ نشال کو سکون سا مل رہا تھا۔۔

"میں تمہیں کبھی تھکنے نہیں دوں گا۔۔۔!" ضیغم کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہ تھی۔۔ اسنے دوسرے ہاتھ کو دیوار کی جانب بڑھا کر لائیٹس آف کر دیں۔۔ اب صرف کمرے میں سائیڈ لیمپ کی دھیمی روشنی جل رہی تھی۔۔

"اچھا۔۔۔ لیکن پھر بھی مجھے آپکا صرف کل کا دن نہیں چاہیئے۔۔!" آنکھیں موندتے ہوئے نشال نے آہستگی سے کہا۔۔

"میری زندگی کا ہر دن، ہر پل، ہر لمحہ، تمہارے لیے ہی ہے نشال۔۔۔!" دوسرے ہاتھ سے اسکے گال کو چھوتے ہوئے ضیغم بے خود سا کہہ رہا تھا۔۔

"مجھے آپکی نہیں, اپنی زندگی کا ہر دن آپکے ساتھ چاہیئے ضیغم۔۔۔ مجھے میرے مرتے دم تک آپ میرے ساتھ چاہئیں۔۔!" نشال بوجھل آواز میں بولی۔۔ ضیغم کی مضبوط انگلیاں اسکے بالوں میں چلتی اسے نیند کی وادیوں میں پہنچا رہی تھیں۔۔ اس بار وہ نشال کی بات کا کوئی جواب نہ دے پایا۔۔ دیتا بھی کیسے۔۔۔ اسے اپنی زندگی کی دنوں کی گنتی ہی کب آتی تھی۔۔ اسکے خاموش رہنے پر نشال کچھ نہ بولی تو ضیغم نے آہستگی سے آنکھیں موند لیں۔۔ کچھ لمحے یونہی سرک گئے۔۔ اسکے بالوں میں حرکت کرتی ضیغم کی انگلیاں رک چکی تھیں۔۔ اسنے اپنی جلتی آنکھیں کھولیں اور زرا سا سر جھکا کر اپنا سینے پر رکھے لیٹی نشال کی طرف دیکھا۔ اسکی گہری سانسیں بتا رہی تھیں کہ وہ سو چکی ہے۔۔ ضیغم نے بہت آہستگی سے اسکا سر اپنے سینے سے ہٹا کر تکیے پر رکھا۔۔ اپنی سرخ آنکھوں سے نشال کا گلابی چہرہ دیکھا۔ اسکی روح میں گھلی بے چینیاں اب باقاعدہ چیخ رہی تھیں۔۔ وہ زرا سا جھکا اور اپنے دہکتے ہوئے لب اسکی پیشانی پر رکھ دیے۔۔ پھر سیدھا ہوا، سائیڈ لیمپ آف کیا اور اس پر کمفرٹر ڈال کر کمرے سے باہر نکل آیا۔۔ باہر آتے ہوئے وہ نشال کی سوتن کو ساتھ لانا نہیں بھولا تھا۔

اب وہیں کمرے کے باہر چکر لگاتے ہوئے وہ سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہا تھا۔۔نشال کو تو وہ سلا چکا تھا۔۔ لیکن بے اولاد ہو کر خود کیسے سو جاتا۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟؟

ہم سوگ ہیں جاگے سپنوں کا

اے رات ہمیں محسوس نہ کر۔۔۔۔

♦♦♦♦

موبائل کان سے لگائے وہ کال ریسیو ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔اسکے لبوں پر ایک شرارتی مسکراہٹ رینگ رہی تھی ۔سامنے دیوار پر لگی گھڑی رات کے دو بجا رہی تھی۔۔وہ جانتا تھا کہ یقیناً وہ اس وقت ڈسٹرب ہو گا مگر اسکی کال ضرور ریسیو کرے گا۔۔اور ہوا بھی یہی تھا، تیسری سے چوتھی بیل پر ضیغم نے اسکی کال ریسیو کر لی تھی۔

"جنگلی انسان یہ کونسا وقت ہے کال کرنے کا۔۔؟؟"کال ریسیو کرتے ہی اسکی بھاری غراہٹ لیے آواز سپیکر سے ابھری تھی۔۔ضرغام کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔۔

"آپ نے ہی کہلوایا تھا کہ جیسے ہی فری ہو جاؤں آپ سے ملوں۔۔تو ابھی کچھ دیر پہلے ہی فری ہوا ہوں۔۔۔اب اس وقت آپکے بیڈروم میں تو آنے سے رہا میں۔۔بس اسی لیے کال کی ہے۔۔!"اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے ضرغام نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔دوسری جانب ضیغم ایک پل کو خاموش ہو گیا۔۔

"میں روم میں نہیں ہوں۔۔!" ضیغم کی دھیمی آواز سنائی دی تھی۔

"اور میں بھی فی الحال روم میں رہنا نہیں چاہتا۔۔!"بیڈ پر لیٹی مشال کی جانب گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے ضرغام نے بھی ہلکی آواز میں کہا جس کا مطلب اس وقت ضیغم نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"اوکے۔۔میں باہر باغ میں ہوں۔۔تم بھی آجاؤ۔۔!" ضیغم نے تھکی تھکی آواز میں کہا۔۔ضرغام نے "اوکے باس" کہہ کر کال ڈسکنیکٹ کی اور چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔نظروں کا مرکز ہنوز مشال ہی تھی، جس پر پڑا کمبل

آدھا بیڈ سے نیچے لٹک رہا تھا۔۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکی طرف آیا اور اس پر کمبل ٹھیک کیا۔۔اسکی بند آنکھوں کی پلکیں سختی سے گالوں سے چپکی ہوئی تھیں۔۔وہ بے اختیار مسکرایا۔۔پھر پلٹا اور کمرا اچھے سے لاک کر کے باہر نکل آیا۔۔کل کی رات جو ان دونوں نے منگورہ کا نٹینینٹل ہوٹل میں گزاری تھی تو اس طرح سے کہ آؤٹنگ کے بعد مشال تو کچھ ڈسٹرب تھی سو وہ جلد سو گئی تھی جبکہ ضرغام باقی کی رات لیپ ٹاپ میں لگا اپنے لیکچرز نوٹ کر تا رہا تھا۔۔صبح چھ بجے کے قریب مشال جاگی تو پھر کہیں جا کر وہ بیڈ پر لیٹا تھا اور نو بجے تک سویا بھی رہا۔۔ لیکن آج وہ شام کے بعد ہی لیپ ٹاپ لے کر بیٹھ گیا تھا۔۔ڈنر کے بعد اب اس سٹڈی نام کی بلا سے جان چھوٹی تھی تو وہ بھلا کہاں سوتا۔۔؟؟فاروقی ہاؤس میں بھی ساری ساری رات دوسرے روم میں پڑھتا رہتا اور فجر سے کچھ دیر پہلے روم میں آکر صوفے پر ڈھے جاتا۔۔ مگر یہاں تو پورے کمرے میں لارج صوفہ نام کی کوئی چیز تھی ہی نہیں۔۔ باہر نکلتے ہی اسے دس پندرہ قدموں کے فاصلے پر وہ ٹہلتا ہوا نظر آ گیا۔۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکی طرف آ گیا۔

"کس کی سوچوں میں گم ہیں۔۔؟؟"اسکے قریب ٹھہرتے ہوئے ضرغام نے غیر سنجیدگی سے پوچھا۔

"تمہاری بیوی کی۔۔۔!" ضیغم نے برجستگی سے جواب دیا۔۔ایک پل کو ضرغام کے لبوں کی مسکراہٹ سمٹی تھی مگر اگلے ہی پل وہ کھل کر مسکرایا۔۔

"خیریت۔۔؟؟" ضیغم کی سنجیدہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ضرغام نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

"اسکے چہرے پر جو نشان ہیں۔۔؟؟ کبھی ڈسکس کیا اسنے تم سے۔۔؟؟وہ نشان اسے کیسے آئے۔۔؟؟"اپنے ٹراؤزر کی پاکٹس میں ہاتھ پھنساتے ہوئے ضیغم نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔ضرغام کے چہرے پر ایک تاریک سایہ لہرایا۔۔ مشال نے اس سے کبھی کچھ ڈسکس نہیں کیا تھا مگر حقیقت تو وہ جانتا تھا۔۔

"نہیں۔۔!"ضرغام نے ایک لفظی جواب دیا۔

"تم نے کبھی پوچھا نہیں۔۔؟؟" دوسرا سوال۔۔۔ ضرغام کی پیشانی کی رگیں ابھرنے لگیں۔۔ شاید ضبط کرنا اتنا ہی مشکل تھا۔

"نہیں، میں نے کبھی ضرورت محسوس نہیں کی۔۔!!" ضرغام نے بے تاثر لہجے میں جواب دیا۔۔ ضیغم نے بغور اسکا چہرہ دیکھا جو اس پل بالکل بے تاثر تھا۔۔ آنکھوں میں سرد مہری سی تھی، ضیغم کو اس پل وہ اپنا عکس لگا۔۔۔ خود کو چھپاتا ہوا گہرا انسان۔۔ آخر مقابل کھڑا شخص بھائی بھی تو اسی کا تھا ناں۔۔

"بات تمہارے ضرورت محسوس کرنے کی نہیں ہے ضر۔۔۔!" اپنے موبائل کی سکرین پر پیٹرن ڈراء کرتے ہوئے ضیغم نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"یہی میں پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ بات کس کے اور کیا محسوس کرنے کی ہے بھائی۔۔؟؟ آپکے ان سوالات کی مجھے سمجھ نہیں آرہی۔۔!" بولتے ہوئے ضرغام نے پوری کوشش کی کہ اسکے لہجے میں سردپن کی آمیزش نہ ہو۔

ضیغم نے بنا کچھ کہے اپنے موبائل کی گیلری میں سے ایک تصویر اسکی نظروں کے سامنے کر دی۔۔۔ ایک مردانہ ہاتھ کی چار انگلیوں کی تصویر جن میں سے آخری چھوٹی انگلی کے ساتھ تیسری انگلی پر نیلی سیاہی سے لکھا "Z" دھندلا سا نظر آرہا تھا۔۔ ضرغام کی نگاہ ایک پل کو ٹھٹھکی۔۔ پھر اس انگلی پر ٹھہر سی گئی۔۔

"کیا مطلب ہے اسکا۔۔۔؟؟" تصویر سے نظر ہٹا کر ضیغم کی طرف دیکھتے ہوئے ضرغام نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

"مجھے اس شخص کی تلاش ہے جو کہ گرلز سمگلنگ گینگ کا ایک اہم ممبر ہے۔۔۔!" ضیغم نے آہستگی سے کہا۔۔

"تو اس "Z" کا مشال سے کیا تعلق ہے بھلا۔۔۔؟؟" اپنی بھنوؤں کو سکیڑتے ہوئے ضرغام نے دھیمی آواز میں پوچھا۔۔

"آئی ڈونٹ نو۔۔ مگر تعلق ہو تو سکتا ہے ناں۔۔ کیونکہ یہ شخص۔۔!" وہ بول رہا تھا جب ضرغام نے اسکی بات کاٹ دی۔

"ایک منٹ بھائی۔۔مشال اپنے چہرے پر وہ زخم لندن سے لے کر آئی تھی، آپ اسے یہاں کسی بھی مجرم سے کیسے منسوب کر سکتے ہیں۔۔؟؟وہ صرف میری بیوی نہیں ہے، آپکی بیوی کی بہن بھی ہے۔۔یہ بات مت بھولیں۔۔!"ضرغام کو اسکی یہ تفتیش ناگوار گزری تھی۔۔اسکے یوں مشال کی حمایت میں بولنے پر ضیغم کی پیشانی پر بل پڑنے لگے۔

"میں نے تمہاری بیوی پر کوئی فرد جرم عائد نہیں کیا ضر۔۔اس لیے مجھے مت بتاؤ کہ میرا اس سے کون کون سا ریلیشن ہے۔۔دوسری بات، جب تک میں اپنی بات مکمل نہ کرلوں اب تم میری بات کاٹ کر درمیان میں نہیں بولو گے۔۔۔!"اسے ڈپٹنے کے سے انداز میں کہتے ہوئے ضیغم ایک پل کو رکا۔۔

"تم نے کہا کہ مشال لندن سے آئی ہے۔۔۔تو کیا مجھے نہیں پتہ کہ وہ لندن سے آئی ہے۔۔؟؟لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہ مجرم جس کا نام "زی" ہے، یہ بھی لندن سے ہی آیا ہے۔۔۔،اور مشال کے یہاں آنے کے بعد آیا ہے۔۔۔میں مشال پر کسی قسم کا شک نہیں کر رہا، لیکن۔۔۔یہ اس شخص کی انگلی پر کندہ "Z"...بولتے ہوئے اسنے اپنے موبائل کی سکرین پر اپنی شہادت کی انگلی رکھی، وہاں جہاں تصویر میں نظر آتی انگلیوں میں سے ایک پر "Z" لکھا ہوا تھا۔۔۔

"یہ "Z" اور مشال کے چہرے پر کندہ "Z"۔۔۔یہ دونوں میچ کر رہے ہیں ضر۔۔۔ہو سکتا ہے کہ یہ میرا وہم ہو۔۔مگر میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم ایک بار یہ تصویر مشال کو دکھاؤ۔۔۔اگر وہ کوئی ریسپانس دیتی ہے تو میرے لیے اس کیس کو سولو کرنا آسان ہو جائے گا۔۔!"ٹھہر ٹھہر کر بولتے ضیغم نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ضرغام چپ چاپ اسکی بات سنتا رہا۔۔ضیغم کے مفروضے اسے بھی الجھا رہے تھے۔۔

"آپ کب سے آسانیاں ڈھونڈنے لگے ہیں بھائی۔۔؟؟"پوچھتے ہوئے وہ دھیرے سے مسکرایا۔۔اسکی سحر انگیز آنکھوں میں سرخی سے تھی۔۔اسکے سوال پر ضیغم نے سنجیدہ نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا پھر ہولے سے ہنسا۔۔

"آسانی۔۔۔۔؟ آسانیوں کا متلاشی تو میں کبھی نہیں رہا۔۔ میں صرف مجرم تک پہنچنے کے لیے راستوں کو تلاش کرتا ہوں۔۔ ان راستوں پر چلنا میرے لیے کچھ مشکل نہیں، اور فی الحال مجھے تمہاری بیوی میں اس مجرم تک پہنچنے کا راستہ نظر آرہا ہے۔۔۔!" ضیغم نے بڑی دھیمی آواز میں کہا۔۔ جیسے وہ اپنے تجزیے پر خود بھی ڈسٹرب تھا۔۔ اور پریشان تو ضرغام بھی ہو چکا تھا، کیونکہ اگر ضیغم کا تجزیہ درست تھا تو پھر یہی شخص مشال کا مجرم تھا۔۔۔ ضرغام نے پریشانی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔ اسے کسی صورت مشال کی ذات کی تشہیر گوارہ نہ تھی۔۔۔ دل کی بے چینیوں میں اضافہ ہونے لگا۔۔

"آپ مجھے یہ پک واٹس ایپ کر دیں۔۔ میں کل صبح مشی سے پوچھ لوں گا۔۔۔!" اپنے دل کے درد پر قابو پانے کی کوشش کرتا وہ بڑے ضبط سے بولا تھا۔۔

"ہمم۔۔۔ کر دیتا ہوں۔۔۔ ہوپ سو کہ۔۔۔ میرا تجزیہ غلط ہو۔۔۔!" اسکے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے کہا۔۔ ضرغام نے آہستگی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔ کچھ دیر سر جھکائے اسکے پاس کھڑا رہا پھر پلٹا اور اپنے کمرے کی طرف آگیا۔۔

اندر آکر اسنے روم ڈور لاک کیا اور تھکے تھکے قدم اٹھاتا بیڈ کے قریب آگیا۔۔ کمبل پھر سے بے ترتیب ہو چکا تھا۔۔ ضرغام کے وجود میں ٹیسیں سی اٹھ رہی تھیں۔۔ سر پھوڑے کی مانند دکھنے لگا تھا۔۔ وہ آہستگی سے اسکے قریب بیٹھ گیا۔۔ اسکے پیٹ تک آتا کمبل ٹھیک سے اس پر پھیلا دیا۔۔ وہ کروٹ کے بل اسکی طرف پشت کیے لیٹی گہری نیند میں نظر آرہی تھی۔۔ ضرغام چپ چاپ جلتی آنکھوں سے اسکا چہرہ دیکھنے لگا۔۔ اسکی بے قرار نگاہیں مشال کا ایک ایک نقش تول رہی تھیں۔۔۔ بے بس ہوتے ہوئے اسنے اپنی کہنی مشال کے تکیے کے ساتھ پڑے کشن پر ٹکائی اور دوسرا ہاتھ اسکے بائیں گال کی طرف بڑھایا۔۔ اسکے لمبے بال ہمیشہ کی طرح موٹے جوڑے میں مقید تھے جن کے حسن کو دیکھنے سے وہ آج تک محروم رہا تھا۔۔ وہ اسکے گال پر واضح نشان پر اپنی شہادت کی انگلی نرمی سے پھیرنے

لگا۔۔ اسکی انگلی اس نشان کے ساتھ "Z" شیپ میں حرکت کر رہی تھی۔۔ گال سے سفر کرتی اسکی انگلی گردن تک آئی تھی۔۔ تبھی مشال کسمسائی اور اسکی طرف کروٹ بدل لی۔۔ اب اسکا چہرہ مکمل طور پر ضرغام کی نظروں کے سامنے تھا۔۔ وہ تھوڑا سا پیچھے ہٹا۔۔ اسکے دل کی حالت بدلنے لگی۔۔ شوریدہ سر جذبات کا طلاطم ٹھاٹھیں مارتا آج اسکے ضبط کا امتحان لینے پر تُلا ہوا تھا۔۔ اسنے بے اختیار ہو کر اپنا ہاتھ بڑھایا اور بڑی نرمی سے اسکے بالوں کو جوڑے کی قید سے آزاد کر دیا۔۔ سیاہ چمکیلے بال کسی آبشار کی مانند بیڈ پر بکھرتے چلے گئے۔۔ منظر بڑا مکمل اور حسین تھا۔۔۔ وہ لب بھینچے چپ چاپ اسے دیکھتا رہا۔۔ جانے وہ کیوں اتنی بے خبر تھی۔۔۔ کیوں اس قدر بے بہرہ تھی کہ اسکی دھڑکنوں کے راگ کو سننے سے قاصر تھی۔ ضرغام بے بسی کے شدید احساس تلے اپنی نگاہ کا زاویہ بدلتے ہوئے نچلا لب دانتوں میں دبا گیا۔۔ پھر مشال سے مزید دور ہوا اور بیڈ کی دوسری سائیڈ پر بالکل کنارے پر سیدھے چت لیٹ گیا۔۔ بنا اسکی طرف دیکھے ضرغام نے اپنی سلگتی آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔۔ پھر سختی سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔۔۔ پچھلے پندرہ دن میں یہ پہلی بار تھا کہ وہ اسکے ساتھ ایک بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔۔ ضرغام کے لیے اب اسکی جانب ایک نگاہ غلط ڈالنا بھی محال تھا۔۔ اسی لیے آنکھوں پر ہاتھ رکھے وہ سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔ ضبط کھو دینے کے خوف سے اسنے کروٹ لینے کی غلطی بھی نہ کی تھی۔۔ یونہی لیٹے لیٹے جانے کتنا وقت بیت گیا، کب نیند کی دیوی اس پر مہربان ہوئی اسے پتہ نہ چلا۔۔ وہ دونوں اپنے اپنے کناروں پر لیٹے نیند کی وادیوں میں ایک دوسرے کے سنگ سفر کر رہے تھے۔۔۔

♦♦♦♦

شیشے کی کھڑکیوں سے چھن چھن آتی ٹھنڈی صبح کی دھیمی روشنی مشال کی آنکھوں پر پڑی تو حسب معمول وہ زرا سا کسمسائی۔۔ کروٹ بدل کر ایک بھرپور انگڑائی لینا چاہی تو ہاتھ کسی بھاری وجود سے ٹکرایا تھا۔۔ مشال نے پٹ آنکھیں کھول کر اپنے بائیں جانب دیکھا۔۔ اسکے بالکل قریب وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے لیٹا ہوا تھا۔۔ مشال کی غلافی

آنکھیں حیرت کی زیادتی سے اطراف میں پھیل سی گئیں۔۔وہ سرعت سے پیچھے کو کھسکی۔۔اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اسنے گلے سے لپٹا دوپٹہ کھول کر سینے پر پھیلا لیا۔۔دیوار پر لگی گھڑی صبح کے سات بجانے والی تھی۔۔مشال نے ترچھی نظروں سے ضرغام کو گھورا جس پر کسی بے جان پتھر کا گمان ہو رہا تھا۔۔حیرت انگیز طور پر مشال کو اسکی اس بیڈ پر موجودگی نے غصہ نہیں دلایا تھا۔۔بلکہ اسے یوں چت لیٹے دیکھ وہ کچھ پریشان ہو گئی تھی۔۔

وہ جلدی سے بیڈ سے اتری اور گھوم کر اسکی والی سائیڈ پر آئی۔۔زرا سا جھکی اور اسے پکارا۔

"ضرغام۔۔۔جاگ رہے ہو تم۔۔؟؟"اسکا انداز مشال کو کہیں سے بھی سونے والا نہیں لگ رہا تھا۔۔اسے یہ سوچ ہی تکلیف دے رہی تھی کہ وہ رات بھر بنا کمبل کہ یوں سوتا رہا ہے۔۔اسکی پکار پر ضرغام کی حالت میں کوئی فرق نہ آیا۔۔

"ضر۔۔؟؟کیا ہوا ہے تمہیں۔۔اٹھو۔۔!"کہتے ہوئے مشال نے آنکھوں پر رکھے اسکے بازو کو ہلایا۔۔وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔۔مشال روہانسی ہو گئی۔۔

"ضرغام۔۔۔ایسے کیوں لیٹے ہو۔۔تم ٹھیک ہو۔۔؟؟"اسکی طرف جھک کر بولتے ہوئے مشال نے اسکا بازو اسکی آنکھوں سے ہٹا دیا۔۔

"تم جاگ رہے ہو۔۔۔؟؟"اسکی بند آنکھوں کو گھورتے ہوئے مشال نے قدرے خفگی سے پوچھا۔۔وہ سیدھی ہو کر کھڑی ہو گئی۔۔ضرغام کی بند پلکیں اسے بتا رہی تھیں کہ وہ جاگ رہا ہے۔۔جبکہ وہ جو آنکھیں بند کیے، سوتے بنا رہنا چاہتا تھا، نہیں جانتا تھا کہ وہ اسے یوں جگائے گی، بلکہ اسے تو امید تھی کہ وہ اسے اپنے ساتھ ایک ہی بیڈ پر دیکھ کر پھر سے واویلا کرے گی۔۔۔

"آنکھیں کھولو۔۔۔!"مشال نے اسے حکم دیا۔۔لیٹے لیٹے ضرغام نے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبایا۔۔شاید اپنی مسکراہٹ روکنے کی کوشش کی تھی۔۔آنکھیں ہنوز بند تھیں۔۔

"کچھ خیال ہے تمہیں میرا۔۔؟؟ ایسے سیدھے سیدھے لیٹے ہو، میں کتنا ڈر گئی تھی۔۔۔اب کھولو آنکھیں۔۔۔" وہ اسے ڈپٹنے کے سے انداز میں بولی۔۔ جیسے اسے پختہ یقین تھا کہ وہ جاگ رہا ہے۔۔

"پہلے آپ اپنے بال باندھ لیں۔۔۔!" نچلا لب دانتوں کی قید سے آزاد کرتے ہوئے وہ آنکھیں بند کیے بولا۔۔

اسکے کہنے پر مشال کا دھیان اپنی پشت پر بکھرے بالوں پر گیا تو وہ ہڑبڑائی۔۔ ساتھ ہی اسکی بند آنکھوں کی وجہ سمجھ آئی تو بے اختیار رخساروں پر لالی سے پھیلنے لگی۔۔

"بدتمیز۔۔۔" وہ۔۔ زیرلب بڑبڑائی۔۔ اور اپنے ہئیر کیچ کی تلاش میں بیڈ پر نظریں گھمانے لگی۔۔ وہ اسے اپنی والی سائیڈ پر تکیے کے پاس پڑا نظر آگیا۔۔ سرعت سے گھوم کر اس طرف بڑھی تو ضرغام آنکھیں کھول کر اسکی طرف سے پشت کر کے بیڈ پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گیا۔۔

"گڈ مارننگ۔۔۔!" اسکی طرف پلٹے بغیر ضرغام نے مسکاتے لہجے میں کہا۔ جبکہ مشال کے تیزی سے اپنے بال سمیٹتے ہاتھ ایک پل کو رکے پھر دوبارہ حرکت کرنے لگے۔۔

"مارننگ کے بچے کب سے جاگ رہے ہو۔۔؟؟ فُول بنا رہے تھے مجھے۔۔۔!" سر پر دوپٹہ اوڑھ کر اسکے سامنے آتے ہوئے وہ تیکھے پن سے بولی۔۔ ضرغام مسکراتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ اسکے بالکل سامنے۔۔ مشال کی نگاہ اسکے الجھے بکھرے بالوں کو دیکھ کر مسکرانے لگی۔۔

"آپکے جاگنے سے تھوڑی دیر پہلے جاگا تھا۔۔۔!" دونوں ہاتھ سر کے پیچھے کر کے، ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسا کر جسم کو دائیں بائیں حرکت دیتے ہوئے ہوئے اسنے نرمی سے جواب دیا۔ انداز ایکسرسائز کرنے والا تھا۔۔

"لیکن میں نے جب دیکھا کہ ایک کالی سیاہ ندی اس بیڈ پر بہہ رہی ہے تو سچی ایک پل کو تو میں معصوم ڈر گیا۔۔ مگر جب غور کیا تو وہ آپکے بال تھے۔۔ سو بس۔۔ سوتا بن گیا کہ پہلے آپ جاگ جائیں، اپنے بال سمیٹ لیں، تاکہ پھر میں اپنی آنکھیں کھول لیتا۔۔ جیسے ابھی کھولیں ہیں۔۔!" اسکا شفاف چہرہ نظروں کی زد میں لیے وہ بھاری لب و لہجے

میں بول رہا تھا۔۔ہاتھ پہلو میں گرا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔۔اسکے صفائی دینے والے انداز پر مشال بے اختیار مسکرائی۔۔

"تھینکیو۔۔۔!"پلکیں جھپکاتے ہوئے مشال نے نرمی سے کہا۔۔

"آہ۔۔ مینشن ناٹ۔۔۔یہ میں نے آپ کے لیے نہیں اپنے لیے کیا ہے، صبح صبح آپکو اسطرح سے دیکھ کر میں نے اپنے ہوش تھوڑی گنوانے تھے آخر کو بندہ بشر ہوں دل کی حالت بگڑ سکتی تھی۔۔!"اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر وہ بولا تو بولتا ہی چلا گیا۔۔لہجے میں معنی خیزی گھلی ہوئی تھی۔۔مشال جو بیڈ کی چادر درست کر رہی تھی اسکی بات پر اپنے دل کی بدلتی دھڑکنوں کی رفتار محسوس کر کے بے اختیار اسکی طرف پلٹی۔۔

"کیا مطلب۔۔۔؟؟"پوچھتے ہوئے اسنے ہاتھ میں موجود کشن پر گرفت سخت کر لی۔۔

"مطلب صاف ہے بھئی۔۔کھلے بالوں میں آپ اتنی ڈراؤنی لگ رہی تھیں، افففف مجھ معصوم کو ہارٹ اٹیک بھی ہو سکتا تھا۔۔۔!"اسکی غلافی آنکھوں مین نیہاں کئی رنگ دیکھتے ہوئے ضرغام نے فوراً بات پلٹی۔۔اسکے جواب کی پہلے تو مشال کو سمجھ ہی نہ آئی مگر جب آئی تو اسے انگریزی میں چند مہذب گالیاں (گالیاں اور مہذب۔۔؟؟ ہاہاہاہا۔۔) دیتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا کشن اسکو دے مارا۔۔جس پر وہ قہقہ لگاتے ہوئے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔۔پیچھے مشال بھی بیڈ پر بیٹھ کر ہنسنے لگی۔۔کس قدر بدل گئی تھی وہ۔۔؟؟اس قدر کہ وہ خود بھی ناواقف تھی۔۔اسے ہنستا دیکھ آئینے میں بنتا عکس بھی اس پر حیران تھا۔۔

♦♦♦♦

انکے ہاتھ سست روی سے چلتے کشنز کو بدل رہے تھے۔۔سوچوں کا رخ ملیحہ کی طرف تھا جس سے کل رات ہی انکی بات ہوئی تھی۔۔حمزہ اسے اپنے ساتھ امریکہ لے جانا چاہتا تھا اور ملیحہ نے رو رو کر اپنا برا حال کر رکھا تھا، وہ کسی صورت ماں باپ سے دور، پاکستان سے باہر نہیں جانا چاہتی تھی۔۔شازمہ بیگم نے اسے بہتیرا سمجھایا تھا مگر اسکی

ایک ہی گردان تھی کہ ضیغم، حمزہ سے بات کر کے اسے سمجھائے۔۔۔ صوفہ کشنز سیٹ کر کے وہ کھڑی ہوئیں جب انکی نظر کمرے میں آتے اکرام صاحب پر پڑی۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے وہ بیڈ پر آبیٹھے۔۔ چہرے پر تشویش کے آثار تھے۔۔ وہ ہاتھ میں موجود آخری کشن پر کور چڑھا کر انکے قریب آگئیں۔۔

"کیا بات ہے اکرام۔۔ پریشان لگ رہے ہو۔۔؟؟ خیریت تو ہے ناں۔۔؟؟" انکے پاس بیٹھ کر انکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے شازمہ بیگم نے نرمی سے پوچھا۔۔ اکرام صاحب نے گردن موڑ کر سنجیدہ نگاہوں سے انکی طرف دیکھا۔۔

"فریحہ کو ہماری ضرورت ہے شازی۔۔۔ میں اسے پاکستان لانا چاہتا ہوں۔۔۔!" وہ دھیمی آواز میں گویا ہوئے۔۔ انکی بات سن کر پل میں شازمہ بیگم کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔۔ بہت نامحسوس انداز میں انہوں نے اکرام فاروقی کے کندھے سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔۔

"بات تو پھر وہ ہی ہے ناں اکرام۔۔۔ تم میرے گھر میں اپنی بہن کے پورے خاندان کو پناہ دینا چاہ رہے ہو۔۔ ایک دن قبر میں سے اس ارباز علوی کو بھی نکال لاؤ گے۔۔۔ اور میں۔۔؟؟ مجھے ہمیشہ کی طرح اپنی محبت کا واسطہ دے کر چپ کروا دو گے۔۔۔ بس یہی ایک اوقات رہ گئی ہے میری۔۔۔!" انکے پاس سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے وہ سرد مہری سے بولیں۔۔ اکرام صاحب لب بھینچ کر رہ گئے۔۔

"تمہیں یہ بات سمجھ کیوں نہیں آتی اکرام۔۔۔ تکلیف ہے مجھے اس عورت سے اور اسکی اولاد سے۔۔۔ اذیت ہوتی ہے مجھے، اپنے بیٹوں کی خاطر میں نے اسکی بیٹیوں کو برداشت کر لیا ہے مگر اب تم۔۔۔۔ اب تم اسے بھی یہیں لانے کی بات کر رہے ہو۔۔۔۔ ضیغم کبھی اسکی یہاں موجودگی برداشت نہیں کرے گا۔۔۔ نفرت کرتا ہے وہ اس سے۔۔۔!" انکی طرف پلٹتے ہوئے شازمہ بیگم تلخ لہجے میں گویا ہوئیں۔۔ اکرام صاحب پہلے ہی اپنی دکھتی پیشانی کو مسل رہے تھے، انکی باتوں پر مزید پریشان ہو گئے۔۔

"شازی پلیز۔۔۔!" سر جھکائے بیٹھے اکرام صاحب نے دھیمی التجائیہ آواز میں کہا۔۔شازمہ بیگم جو مزید بولنے کا ارادہ رکھتی تھیں انکی پریشان حال صورت دیکھ کر چپ رہیں۔۔اکرام صاحب نے سر اٹھا کر انکی جانب دیکھا۔۔ اکرام فاروقی کی آنکھوں میں ہلکورے لیتی سرخی ایک پل کو شازمہ بیگم کا دل دہلا گئی۔۔انہیں اپنی کم ظرفی اور جلد بازی پر افسوس ہوا۔۔

"اکرام۔۔وہ۔۔۔!" شازمہ بیگم نے بولنے کی کوشش کی۔۔

"بس کر دیں پلیز۔۔ آپ پہلے میری پوری بات تو سن لیں۔۔۔میں نے فریحہ کو پاکستان لانے کا کہا ہے، فاروقی ہاؤس لانے کی بات نہیں کر رہا میں۔۔۔اسے میں اپنے فلیٹ میں رکھوں گا، آپکو صرف اتنا بتانے آیا ہوں کہ آج شام کی پہلی فلائٹ سے میں لندن جا رہا ہوں۔۔ آپ ریلیکس رہیں آپکو اسکی شکل دیکھنی نہیں پڑے گی۔۔!" سنجیدگی سے بولتے ہوئے وہ کھڑے ہو گئے۔۔انکا سرخ چہرہ دیکھتی شازمہ بیگم کو معاملے کی سنگینی کا علم ہوا۔۔

"میں صرف اتنا کہہ رہی تھی کہ۔۔"انہوں نے اپنی صفائی دینے کی کوشش کی۔۔

"آپ نے جو کہنا تھا وہ آپ کہہ چکی ہیں شازی۔۔۔میں یہاں آپ سے اپنا مسئلہ ڈسکس کرنے آیا تھا مگر آپ نے۔۔۔آپ نے ہمیشہ کی طرح مجھے مایوس کیا ہے۔۔!" وہ دھیمی آواز میں تاسف زدہ انداز میں بولے۔۔

"تمہاری نظر میں تو ہمیشہ سے میں ہی غلط ہوں۔۔۔!" شازمہ بیگم نے بھی دل کی غلط فہمی بیان کی۔۔اس بار انکی بات پر اکرام صاحب نے سخت نظروں سے انہیں گھورا۔۔

"ہاں تو کیا۔۔ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہوں۔۔۔میں۔۔!" انکے گھورنے پر شازمہ بیگم نے بے خوفی سے جواب دیا۔۔

اکرام صاحب کو اپنے سامنے کھڑی عورت کی مردہ دلی کا زندگی میں پہلی بار احساس ہوا۔۔شاید وہ احساسات سے عاری تھیں تبھی ہر بار اکرام صاحب کے سمجھانے کے باوجود وہ اگلی بار پہلے سے بڑھ کر برا رویہ اپناتی تھیں۔۔

"خاموش ہو جائیں پلیز۔۔۔ اور یہاں سے چلی جائیں،، ابھی اور اسی وقت۔۔۔ میں آپکی شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔۔ چلی جائیں اس سے پہلے کہ، میں عمر کے اس حصے میں اپنا ضبط کھو کر آپ سے نفرت کر بیٹھوں۔۔ کیونکہ میرے دل میں موجود اپنے لیے محبت کو تو آپ اپنے رویے سے خود ہی ختم کرتی جا رہی ہیں۔۔۔!" ہاتھ اٹھا کر انہیں کمرے سے باہر کا راستہ دکھاتے وہ اونچی آواز میں چلائے تھے۔۔ شاید یہ زندگی میں پہلی بار ہوا تھا جو وہ ان سے اس قدر خفا نظر آ رہے تھے۔۔۔ انکی دہاڑ پر شازمہ بیگم کی آنکھیں بھرا گئیں۔۔ وہ شاک زدہ کیفیت میں وہاں کھڑی انکے سخت لفظوں کی اذیت محسوس کر رہی تھیں جب وہ دوبارہ چلائے۔۔۔

"پلیز۔۔۔۔۔!" کمرے کے دروازے کی طرف ہاتھ بلند کیے وہ انہیں وہاں سے چلے جانے کا کہہ رہے تھے۔۔ وہ اپنی بہتی آنکھوں کو صاف کرتیں تیزی سے وہاں سے نکلتی چلی گئیں۔۔ پیچھے اکرام صاحب بیڈ پر ڈھے سے گئے۔۔ ایک تھکا ہوا آنسو انکی جلتی آنکھوں سے نکل کر کنپٹیوں میں جذب ہوا تھا۔۔ انکے لیے یہی تکلیف کافی تھی کہ اپنی زندگی کے بائیس سال اس عورت کے لیے وقف کر کے بھی وہ اسے اپنا نہیں بنا پائے تھے۔۔۔

♦♦♦♦

گلاس والز کے پردے برابر نہیں تھے۔۔ ٹیرس سے آتی سرد ہلکی ہوائیں ان پردوں میں سرسراہٹ سی پیدا کر رہی تھیں۔۔ چھت پر لگا پنکھا بند تھا مگر کمرے میں خنکی برقرار تھی۔۔ سورج آج پھر بادلوں کی اوٹ میں چھپا ملم جبہ کے سر پر تنے آسمان کے سرمئی پن میں اضافہ کر رہا تھا۔۔ بیڈ پر الٹا لیٹا وہ اچانک سوتے سوتے سے اٹھ بیٹھا۔۔ گھڑی نے صبح کے دس بجائے تھے۔۔۔ لمبے لمبے سانس لیتا وہ خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر خود پر سوار ہوتے نشے کے سامنے بے بس ہونے لگا۔۔ سرعت سے بیڈ سے اترا اور بیڈ شیٹ ہٹا کر فوم میٹرس کے نیچے سے سفید پڑیوں کو باہر نکالنے لگا۔۔ اسکے ہاتھ باقاعدہ کانپ رہے تھے مگر وہ جلدی جلدی پیکٹ کھول رہا تھا۔۔۔ اسنے سائیڈ ٹیبل پر رکھی ایش ٹرے میں وہ سفید پاؤڈر الٹ دیا۔۔۔ اسی اثنا میں اسکے موبائل پر بیل بھی ہونے لگی مگر فی

الوقت اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی۔۔ سگریٹ۔۔اسکی سرخ آنکھوں نے سگریٹ کی تلاش میں بے تابانہ نگاہ دوڑائی۔۔ڈبی بیڈ کی دوسری طرف سائیڈ ٹیبل پر پڑی ہوئی تھی۔۔زاویار بیگ کے جسم میں اس پل اتنی طاقت نہ تھی کہ آگے بڑھ کر وہ ڈبی وہاں سے اٹھالیتا۔۔ جلدی میں اسنے تکیے کے پاس پڑے والٹ میں سے ایک نوٹ نکالا تھا اور اسے جلدی جلدی سگریٹ کی شیپ دینے لگا۔۔ دونوں ہاتھوں میں نوٹ کو گھماتے ہوئے اسکی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔۔اسکا کام مکمل ہوا تو وہ فولڈ ڈ نوٹ میں ایش ٹرے میں بکھرا پاؤڈر لے کر سونگھنے لگا۔۔ یک گونہ اسے سکون ملا تھا۔۔ آہستہ آہستہ ملنے والا سرور تھا جو اسکے ہاتھ کی ہر حرکت پر بڑھتا جا رہا تھا۔۔ موبائل ہنوز چیخ چیخ کر کمرے میں شور مچا رہا تھا۔۔اسے کچھ سکون ملا تو ایک گہرا سانس لیتے ہوئے وہ سیدھا ہوا اور واپس بیڈ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔۔ہاتھ بڑھا کر موبائل پکڑا تو موبائل کی سکرین پر پیٹر ڈیوس کا نمبر جگ مگ کر رہا تھا۔۔زاویار نے جلدی سے کال ریسیو کی اور فون کان سے لگالیا۔۔وہ جانتا تھا کہ خبر کس بارے میں ہو گی۔۔

"ہاں بولو۔۔ کہاں ہے مشال۔۔۔؟؟"کال ریسیو کرتے ہی اسنے مشال کے بارے میں پوچھا تھا۔۔

"مشال کے بارے میں بعد میں جان لینا پہلے یہ سن لو کہ اس ایس-پی نے اپنا کام کر دکھایا ہے۔۔راتوں رات پولیس فورس نے منگورہ کا چپہ چپہ چھان مارا ہے اور۔۔۔اور پانچ لڑکیوں سمیت انہوں نے ہمارے تین آدمی بھی پکڑ لیے ہیں۔۔ میں بہت مشکل سے جان بچا کر منگورہ سے نکلا ہوں۔۔۔!"پیٹر کی شستہ انگریزی بولتی زبان۔۔۔ اسکی بات سن کر زاویار پریشان تو ہوا تھا مگر اپنی پریشانی کو پس پشت ڈال کر لیٹ گیا۔۔ انداز میں اطمینان تھا۔۔

"آئی ڈیم کیئر۔۔ تم مجھے مشال کے بارے میں بتاؤ۔۔ کہاں ہے وہ اس وقت۔۔۔؟؟"آنکھیں بند کرتے ہوئے وہ دھیمی آواز میں پوچھ رہا تھا۔۔ بند آنکھوں میں مشال کا ڈرا سہا چہرہ قید کیے وہ اس پل مسرور نظر آرہا تھا۔۔ دوسری جانب پیٹر کو اسکی اس قدر لاپرواہی کھلی تھی۔۔

"تمہیں مشال کی پڑی ہے، اور وہاں پانچ لڑکیاں ہاتھ سے نکل چکی ہیں، مون گینگ ہمیں جان سے مار دے گا زی۔۔۔کچھ سوچو اور اپنا ٹھکانہ بھی بدلو۔۔۔!" وہ جو پیٹر کے منہ سے مشال کی بابت سننا چاہتا تھا، دوسری دھمکیاں سن کر اسکا دماغ گھوم گیا۔۔

"اوہ یو شٹ اپ۔۔۔ کہہ رہا ہوں ناں۔۔۔مشال۔۔۔مشال کے بارے میں بتاؤ۔۔۔مجھے صرف مشال کے بارے میں خبر چاہیئے، یہ فضول بکواس مجھے مت سناؤ۔۔۔!" لیٹے سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے وہ غصے سے چلایا۔۔۔ دوسری جانب پیٹر کو اسکا یہ غصیلا انداز ناگوار گزرا تھا۔۔

"تم کیوں اتنے بے تاب ہو رہے ہو۔۔۔؟؟اس بار میری باری ہے زی۔۔۔ تمہیں صرف اسے مجھ تک پہنچانا ہے۔۔!" پیٹر ناچاہتے ہوئے بھی غصے میں آ گیا۔۔ادھر زاویار اسکے بات کو طول دینے پر بپھر گیا۔۔

"بکواس بند کرو پیٹر۔۔۔۔لے لینا باری مگر پہلے میں۔۔۔ صرف میں۔۔۔مجھے پاگل بننے پر مجبور مت کرو مجھے بتا دو کہ وہ کہاں ہے ورنہ۔۔۔ورنہ اگر مجھے پتہ لگوانا پڑا تو پھر تم کبھی اس تک نہیں پہنچ پاؤ گے۔۔۔!" دانت پیستے ہوئے وہ دھیمی آواز میں غرایا۔۔دوسری جانب پیٹر جو مزید بولنے کے بارے میں سوچ رہا تھا، اسکی دھمکی پر فوراً ٹھنڈا ہوا۔۔

"اوکے ایم سوری۔۔۔!" زیرِلب ایک گندی گالی بک کر اسنے مسکاتے لہجے میں اس سے معذرت کی۔۔اسکی نیلی آنکھوں میں اس پل زاویار بیگ کے لیے زہر ہی زہر تھا۔

"اب بکو جلدی۔۔!" اپنے کندھوں تک جھولتے سلکی بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے زاویار نے سرد مہری سے کہا۔۔

"وہ ملم جبہ آ رہی ہے۔۔۔!" پیٹر نے اسے آسان لفظوں میں خوشخبری سنائی۔۔زاویار کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔۔

"گڈ۔۔ لیکن کب تک۔۔؟؟" بیڈ سے ایک جست میں اتر کر آئینے کے سامنے آتے ہوئے زاویار نے مسکاتے لہجے میں پوچھا۔۔

"بیس منٹ پہلے وہ مرغزار سے نکل چکی ہے۔۔۔ سو آئی تھنک اگلے چالیس منٹ میں وہ وہاں ہو گی۔۔۔!" پیٹر کی آواز فون کے سپیکر سے ابھر رہی تھی۔

"اوکے فائن۔۔ اب تم میری بات غور سے سنو۔۔ باس کا فون آئے تو تم بتا دینا کہ منگورہ میں حالات بہت خراب ہو گئے تھے۔۔ پولیس نے ہمارے تمام راستے مسدود کر دیے تھے۔۔ اور تم کہو گے کہ۔۔ ان تین گرفتار آدمیوں میں سے ایک پولیس والوں کا مخبر تھا، اور اسی نے مخبری کی ہے لیکن اسکے باوجود تم نے آٹھ لڑکیوں میں سے تین کو بچا لیا اور اور پانچ لڑکیاں، تمہارے نا چاہتے ہوئے بھی پولیس کے ہتھے چڑھ گئیں۔۔!" زاویار بیگ کا شاطر دماغ منٹوں میں جواز ڈھونڈ چکا تھا۔۔

"لیکن لڑکیاں تو تھیں ہی پانچ۔۔۔!" پیٹر نے پریشانی سے کہا۔ اسکی بے عقلی پر زاویار نے دانت بھینچے۔۔

"باس کو وہی پتہ ہے جو ہم اسے بتائیں گے، سمجھے میری بات۔۔ جیسا کہا ہے بالکل ویسے ہی کرنا۔۔!" زاویار بے زار لہجے میں بولا۔۔

"اوہ اچھا۔۔" پیٹر نے کھسیا کر ہنستے ہوئے کہا۔ زاویار نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔ اور موبائل بیڈ کی طرف اچھالا۔۔ پھر آئینے میں نظر آتے اپنے عکس کو مسکرا کر دیکھنے لگا۔۔ اپنی گھنی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے اسکے لب مسلسل مسکرا رہے تھے۔۔

♦♦♦♦

اسے دیکھا نہیں کئی دن سے

آنکھ بیکار ہی نہ ہو جائے

"سر۔۔یہ فائل چیک کرلیں۔۔!" انسپکٹر کی آواز پر وہ چونک اٹھا۔۔اپنی خالی، ویران آنکھیں کھول کر غائب دماغی سے سامنے کھڑے انسپکٹر کو دیکھا اور اپنی چیئر کی پشت سے ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہو بیٹھا۔۔ایک نظر اپنے سامنے ٹیبل پر رکھی فائل کو دیکھا پھر ہاتھ سے انسپکٹر کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔۔وہ سر جھکاتا وہاں سے چلا گیا۔۔زمان نے ایک تھکی تھکی سی نظر ٹیبل پر ڈالی۔۔۔پھر نگاہ کا زاویہ بدل لیا۔چند دنوں میں ہی وہ اسکے بغیر خود کو بے کار سا محسوس ہو رہا تھا۔۔جیسے جسم سے روح ہی الگ ہو چکی تھی۔۔۔دن کے ہر گھنٹے، ہر منٹ ہر سیکنڈ وہ اسے یاد آتی تھی۔۔

کیا کرے۔۔

کس کے پاس جائے۔۔

زمان کو کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا۔۔چیئر کی پشت سے دوبارہ ٹیک لگاتے ہوئے زمان نے ایک بار پھر آنکھیں موند لیں۔۔

وہ اس مشکل وقت میں ضیغم کو بہت یاد کر رہا تھا، اگر وہ یہاں ہوتا تو یقیناً سامعہ کو ڈھونڈنا اسکے لیے تھوڑا آسان ہو جاتا۔۔ڈی-آئی-جی زوہیب نے اسے یہیں رہنے کا آرڈر دیا تھا ورنہ ضیغم تو اسے دو دن بعد ہی سوات آنے کا کہہ کر گیا تھا۔۔وہ یونہی ضیغم کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اچانک اسکے ذہن میں اپنی سوچ کو لے کر کچھ کلک ہوا۔اگر ضیغم یہاں ہوتا تو سب آسان ہوتا۔۔مگر۔۔۔؟؟ہاں مگر کیسے۔۔؟؟زمان کے اندر کسی نے اس سے پوچھا تھا۔۔ضیغم کی موجودگی میں سب آسان ہوتا تھا کیونکہ۔۔۔کیونکہ وہ ہر بات کا بہت باریک بینی سے جائزہ لیا کرتا تھا۔۔اپنے دماغ کا مشکل سے مشکل وقت میں بھی استعمال کیا کرتا تھا۔۔زمان نے جیسے خود کو جواب دیا۔۔

تو پھر۔۔دماغ تو زمان کے پاس بھی تھا ناں۔۔۔؟؟زمان کے اندر کسی نے اسے جھنجھوڑا۔۔۔ہاں اسے بھی اس پل اپنے تمام ہوش و حواس برقرار رکھ کے سوچنا تھا۔۔آنکھیں کھولتے ہوئے وہ سیدھا ہو بیٹھا۔۔فائل کو گھورتے

ہوئے ٹیبل پر اپنی کہنیاں ٹکا کر ہاتھوں کی مٹھی ہونٹوں پر رکھ لی۔۔ گزرے دنوں میں آج پہلی بار وہ سامعہ کی کمی کے دکھ سے نکل کر اسکے غائب ہونے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔ اتنا تو کنفرم تھا کہ سامعہ حویلی سے تب غائب ہوئی تھی جس وقت وہ ارباز کے کمرے میں موجود تھا۔۔ اسکے بعد۔۔؟؟ اسکے بعد۔۔۔ وہ وہاں سے نکل کر سیدھا اپنے فلیٹ آیا تھا۔۔ اور جب وہاں آیا تو ضیغم پہلے سے ہی وہاں موجود تھا۔۔ لیکن۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ ضیغم کا کہنا تھا کہ اسنے زمان کو حویلی سے نکلتا دیکھا تھا۔۔ آہ۔۔۔ یہی وہ پوائنٹ تھا، اگر ضیغم نے اسے وہاں سے نکلتے دیکھا تھا تو پھر وہ زمان سے پہلے اسکے فلیٹ تک کیسے پہنچا۔۔؟؟ بہت کچھ گڑبڑ ہو رہا تھا. زمان نے ہاتھ بڑھا کر ٹیبل پر رکھے پانی کے گلاس پر سے کور ہٹایا اور گلاس لبوں سے لگالیا۔۔ اب اسکے ذہن میں ضیغم کی ایک ایک بات گھوم رہی تھی۔۔۔

"وہ مجھ سے مدد مانگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

میں نے اسکی مدد کی ہامی بھر لی لیکن۔۔

جب میں وہاں گیا تو تمہیں وہاں سے نکلتا دیکھ لیا۔۔" ضیغم کی آواز اسکے کانوں میں گونج رہی تھی۔۔

لیکن ضیغم نے تو اسے حویلی سے نکلتے نہیں دیکھا تھا۔۔ ہاں وہ اس وقت وہاں موجود ہی نہیں تھا اگر موجود ہوتا تو وہ ارباز علوی کی موت سے واقف ہوتا ناں۔۔؟؟ مگر اسنے تو خود زمان کا گریبان پکڑ کر اس سے پوچھا تھا کہ وہ کس کو مار کر آیا ہے۔۔۔۔ سوچتے ہوئے زمان کی تیوری پر بل پڑنے لگے۔۔۔ اگر۔۔ ہاں اگر ضیغم اس وقت حویلی کے باہر موجود نہیں تھا لیکن وہ وہاں گیا بھی تھا تو۔۔۔ تو اسکا مطلب یہ تھا کہ وہ تھوڑی دیر پہلے وہاں موجود تھا۔۔۔ لب بھینچتے ہوئے وہ ضیغم کے تمام الفاظ اپنے ذہن میں ہی ریپیٹ کر رہا تھا۔۔۔

"مجھے لگا شاید تم دونوں میں بات ہو چکی کیونکہ میں نے وہیں حویلی کے باہر کھڑے ہو کر اسے کال کی تب وہ بالکل نارملی بات کر رہی تھی۔۔" ضیغم کی بھاری آواز اسے اپنے جبڑے بھینچنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔ زمان نے وہاں سے

نکلتے وقت وہاں فائرنگ کی تھی، تو پھر ارباز کو مرا دیکھ کر وہ کیسے سکون سے بات کر سکتی تھی۔۔۔؟؟ غلط۔۔ بالکل غلط۔۔۔ نہ تو ضیغم نے اس وقت اسے کال کی تھی نہ ہی سامعہ اس وقت اندر حویلی میں موجود تھی۔۔ یعنی اس بات نے بھی ثابت کر دیا تھا کہ ضیغم اجلال اس وقت وہاں موجود نہیں تھا جس وقت زمان حویلی سے باہر نکلا تھا۔۔ اسے ضیغم کے تمام بیانات ایک دوسرے سے مختلف محسوس ہو رہے تھے۔۔ یعنی یہ تو سچ تھا کہ وہ سامعہ کی مدد کرنے کے لیے حویلی گیا تھا۔۔۔ وہاں کچھ دیر رکا بھی۔۔۔

"آئی واز ٹوٹلی کنفیوزڈ۔۔" ضیغم کے چند مزید الفاظ۔۔ یاد کرتے ہوئے زمان کی آنکھوں میں سرخائی اترنے لگی۔۔ اپنے آفس میں بیٹھا وہ اپنے بے وقوف بن جانے پر استہزائیہ ہنسا۔۔ کنفیوژ۔۔؟؟ اور ضیغم اجلال۔۔؟؟ لفظ کنفیوژن ضیغم اجلال کی شخصیت میں کہیں نہیں تھا، کبھی ہو بھی نہیں سکتا تھا۔۔ وہ بے چین سا ہو کر چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

زمان اب ساری کڑیاں ایک دوسرے سے جوڑنے لگا۔۔

ضیغم وہاں زمان کے جانے کے بعد گیا اور ارباز کو مار کر اسکے باہر نکلنے سے پہلے ہی جا چکا تھا۔۔ ہاں ایسا ہی تھی۔۔۔ زمان اب حساب لگانے لگا۔۔ دو منٹ اسے سامعہ کے کمرے تک پہنچنے میں لگے تھے۔۔ اور شاید پانچ سے سات منٹ ارباز علوی کے کمرے میں داخل ہونے میں۔۔۔ تقریباً پینتیس منٹ اسنے اندر کمرے میں گزارے تھے۔۔ یعنی،

ہاں یعنی۔۔ چوالیس سے پینتالیس منٹ کا وقفہ۔۔۔ اور اسی وقفے میں سامعہ وہاں سے غائب ہوئی تھی۔۔ اور اسی وقفے میں ضیغم بھی وہاں آیا تھا۔۔۔ ایک گہرے سانس لیتے ہوئے زمان نے اپنی پیشانی مسلی۔۔۔ سب کچھ سلجھ چکا تھا۔۔ صاف، بالکل واضح تھا۔۔ سامعہ کو مدد دینے والا ضیغم ہی تھا۔۔ اور اسکے غائب ہونے کے پیچھے بھی اسی کا ہاتھ تھا۔۔ اپنا غصہ ضبط کرنے کے چکر میں زمان نے اپنا بھاری ہاتھ پوری قوت سے ٹیبل پر مارا۔۔۔ پھر جلدی سے اپنا

موبائل اٹھایا اور ضیغم کے نمبر پر کال ملائی۔۔ فون کان سے لگا چکا تھا۔۔ ضیغم اسکی کال ریسیو نہیں کر رہا تھا۔۔ زمان نے تیسری بار کال کی تو اسنے ریسیو کرلی۔۔۔

"میری بیوی کہاں ہے۔۔۔؟؟" اسکے بولنے سے پہلے ہی زمان نے سخت لہجے میں پوچھا۔۔ دوسری جانب ضیغم ایک پل کو اسکے پر یقین انداز پر خاموش رہا۔۔ پھر جب گویا ہوا تو اسکے لہجے میں کوئی رعایت نہیں تھی۔

"وہ جہاں ہے اسے فی الوقت وہیں رہنے دو۔۔۔!" ضیغم کے جواب پر وہ سختی سے لب بھینچ گیا۔۔ اسے امید نہیں تھی کہ ضیغم اتنی دیدہ دلیری سے اعتراف کرلے گا۔۔

"مجھ سے جھوٹ بول کر آپ نے اچھا نہیں کیا۔۔۔!" زمان نے اسے وارننگ دینے والے انداز میں کہا۔ ضیغم جو پر سکون سا صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا اسکی تلخ آواز سن کر ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہو بیٹھا۔۔

"چلو مان لیا۔۔ اچھا نہیں کیا میں نے، اب بتاؤ کیا کرلو گے تم۔۔۔؟؟" اپنی ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ چڑھاتے ہوئے ضیغم نے کروفر بھرے انداز میں پوچھا۔۔ زمان تلملا کر رہ گیا۔۔

"میں تو جو کروں گا سو کروں گا ہی مگر ایک دن آپکا یہ پر غرور انداز ضرور آپکو دھول چٹائے گا۔۔۔!" زمان جس کے اندر باہر آگ لگی ہوئی تھی، بڑے سلگتے لہجے میں بولا۔۔ اسکی بات سن کر دوسری جانب موجود ضیغم کو نا چاہتے ہوئے بھی ہنسی آگئی۔۔ ایک پل کو جو اسے زمان کی بودی دھمکی پر غصہ آیا تھا وہ اب جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔۔

"مجھے بتادیں۔۔۔ میری بیوی کہاں ہے۔۔!!!" زمان نے ایک بار پھر وہ ہی مطالبہ کیا۔۔ انداز میں بے بسی تھی۔

"تمہاری بیوی بالکل محفوظ ہے۔۔ وہ شاید کچھ دن تم سے دور رہنا چاہتی ہے اسی لیے اسنے مجھ سے سپورٹ لی ہے، سو تم ریلیکس رہو۔۔ میں واپس آؤں گا تو تمہیں اس سے ملوانے لے جاؤں گا۔۔!" ضیغم نے اس بار قدرے نرم لہجے میں اسے جواب دیا تھا۔۔

"میں آپکے واپس آنے کا انتظار کیوں کروں۔۔۔؟؟ مجھے سامعہ سے ملنا ہے۔۔ اور ابھی ملنا ہے۔۔ آپ مجھے اسکا پتہ بتائیں۔۔!" زمان نے ضد بھرے انداز میں کہا۔ اسکی بات پر ضیغم نے اپنے لب بھینچ لیے۔۔۔ وہ ایک پل کو خاموش رہا پھر وقتی طور پر اسے ٹالنے کو اپنا لب ولہجہ تبدیل کر لیا۔

"میں یہاں فری نہیں ہوں ڈی-ایس-پی زمان احمد۔۔ سو پلیز۔۔ آپ اپنے پرسنل میٹرز کے لیے مجھے کال کر کے ڈسٹرب مت کریں۔۔ اپنی ذاتیات خود تک ہی رکھیں۔۔ اللہ حافظ۔۔۔!" سختی سے کہہ کر اسنے کال کاٹ دی۔۔ زمان نے ایک نظر ہاتھ میں موجود موبائل کو دیکھا۔۔ کال ڈسکنیکٹ ہو چکی تھی۔۔ اسنے شدید اشتعال میں موبائل زمین پر دے مارا۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ضیغم نے اس سے جان چھڑوائی ہے اور اب وہ اسکی کال ریسیو نہیں کرے گا۔ اسکے پاس ضیغم کا انتظار کرنے کے علاوہ دوسرا کوئی آپشن موجود نہیں تھا۔۔

◆◆◆◆

کال ڈسکنیکٹ کر کے اسنے موبائل سائیڈ پر رکھا۔۔ اسے زمان کے ساتھ کیے اپنے سلوک پر افسوس ہوا مگر فی الحال اسے یہ کرنا ضروری لگا تھا۔۔ کیونکہ سامعہ سے اجازت لیے بغیر وہ زمان کو اسکے بارے میں نہیں بتا سکتا تھا۔۔۔

اتنے میں ڈی-ایس-پی شہروز خان وہاں آیا تھا۔

"جی آفیسر خان۔۔ لڑکیوں کے پیرینٹس کو کال کی ہے آپ نے۔۔؟؟" اسکی طرف متوجہ ہوتے ہوئے ضیغم نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

"سر ان پانچ لڑکیوں میں مدین سے کڈنیپ ہونے والی دونوں لڑکیوں کے والدین کو کال کر دی گئی ہے۔۔ جبکہ باقی کی تین لڑکیوں میں سے دو کالام سے ہیں جبکہ ایک بشام سے ہے۔۔ ان تینوں میں سے دو کے والدین کو مطلع کر دیا ہے۔۔ ایک لڑکی کافی چھوٹے گھرانے سے ہے۔ اسکے والدین کے پاس موبائل فون کی سہولت نہیں ہے۔۔ اسلیے اب تک ان سے کوئی رابطہ نہیں ہو سکا۔۔۔!" شہروز خان نے اسے تفصیل سے ساری معلومات دیں۔

"ہمم۔۔۔اور ان تینوں نے اپنا منہ کھولا۔۔؟؟" ضیغم نے گرفتار ہونے والے آدمیوں کی بابت دریافت کیا۔۔

"سر جی ان میں سے دو تو یہیں کے مقامی باشندے ہیں، جنھوں نے صرف کڈنیپنگ کا کام سر انجام دیا ہے، بلیک مون گینگ یا اسکے کسی بندے تک ان کی رسائی نہیں ہے مگر جو تیسرا لڑکا ہے وہ بلیک مون گینگ کے کسی اہم رکن سے دو تین بار ملاقات کر چکا ہے۔۔اگر وہ ہمارے ساتھ کو آپریٹ کرے تو ہم اس شخص کا سکیچ بنوا سکتے ہیں۔۔ لیکن وہ اپنا منہ کھولنے کو تیار ہی نہیں۔۔۔!" اسنے سنجیدگی سے اسے جواب دیا۔۔

"ہمممم۔۔۔تو منہ کھلوانے کی کوشش کریں۔۔دیر کس بات کی ہے۔۔؟؟" کھڑے ہوتے ہوئے اسنے ایک ابرو اچکا کر کہا۔۔

"کافی کوشش کی ہے۔۔ تشدد بھی کیا ہے مگر وہ خاموش ہے۔۔!" شہروز خان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اسکے لاچاری ظاہر کرنے پر ضیغم ایک بار پھر بدمزہ ہوا۔۔

"آؤ میرے ساتھ۔۔۔ دیکھتے ہیں کب تک خاموش رہتا ہے وہ۔۔!" استہزائیہ انداز میں کہتے ہوئے وہ اسکے آفس سے نکل کر حوالات کو جاتی راہداری کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔ شہروز خان نے اسکی تقلید کی۔۔ حوالات کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔۔ وہاں ایک ہی لڑکا موجود تھا جسکا چہرہ نیل و نیل ہو رہا تھا۔۔ مگر اسکے چہرے پر ایک سکوت سا تھا۔ آنکھوں میں اطمینان کی سی کیفیت تھی۔۔اسے دیکھتے ہوئے ضیغم پیشہ ورانہ انداز میں مسکرایا۔۔ اب کی بار چونکنے کی باری اس لڑکے کی تھی جو لگ بھگ پچیس برس کا تھا۔۔

"ہوں۔۔۔ تو تم شاید گونگے ہو۔۔؟؟" اسکے سامنے چیئر گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے ضیغم نے سرد مہری سے پوچھا۔ وہ لڑکا ہنوز اطمینان سے اسکے سامنے چیئر پر بیٹھا اسے گھور رہا تھا اسکے ہاتھ اور پاؤں بندھے ہوئے تھے۔۔۔ ضیغم کو اسکا دیکھنے کا انداز کافی نڈر لگا تھا مگر اگلے ہی پل اسکا ہاتھ گھوما اور پوری قوت سے اسکے گال پر پڑا تھا۔۔ وہ مضبوط جسامت کا لڑکا پورا ہل کر رہ گیا۔۔ اسکا توازن بگڑا تھا اور وہ چیئر سمیت زمین پر اوندھے منہ گرا۔۔ اس

لڑکے کو حقیقتاً ساتوں آسمان اپنے سر پر گھومتے محسوس ہوئے جبکہ ضیغم نے اسے مزید سنبھلنے کا موقع دیے بغیر زرا سا جھک کر اسکے سیاہ گھنے بال اپنی مٹھی میں سختی سے جکڑ لیے۔۔وہ بے اختیار چلایا۔۔

"ارے۔۔یہ تو بولتا ہے، مطلب گونگا نہیں ہے۔۔!" حیران ہونے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے، اطمینان بھرے لہجے میں کہتے ہوئے ضیغم ہولے سے ہنسا۔۔شہروز خان حق دق اس لڑکے کی بگڑتی حالت دیکھ رہا تھا۔۔جواب خوفزدہ سا ضیغم کی طرف دیکھا رہا تھا۔۔اسکے دو تین دانت ٹوٹ کر اسکے منہ میں خون کا نمکین ذائقہ گھول چکے تھے۔۔

"ڈنڈا۔۔۔!!" ضیغم نے شہروز خان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔اسنے فوراً حوالات کے باہر کھڑے حوالدار سے ڈنڈا لے کر ضیغم کی طرف بڑھایا۔۔ ضیغم نے ڈنڈا ہاتھ میں لے کر لہرایا۔۔پھر اگلے ہی پل وہ ڈنڈا اسکے حلق میں دیا۔۔ اس لڑکے کو اپنا حلق پھٹتا محسوس ہوا۔۔آنکھوں میں باقاعدہ آنسو آ گئے۔۔

"بولنے کا ارادہ ہے یا یہ ڈنڈا اتار دوں تیرے اندر۔۔۔؟" ضیغم اجلال بڑے اطمینان سے پوچھ رہا تھا۔۔اس لڑکے کا سر بڑی مشکلوں سے اثبات میں ہلا تھا۔۔کرسی سے بندھے ہاتھوں نے ہامی بھرنے کے سے انداز میں حرکت کی تو ضیغم نے ڈنڈا اسکے منہ سے باہر نکال لیا۔۔

"جلدی بول۔۔۔!" اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے ضیغم نے سختی سے اسے حکم دیا۔۔

اور پھر اسنے کراہتے ہوئے پیٹر سے ہونے والی اپنی تینوں ملاقات کے متعلق بتا دیا۔۔ تھوڑی مزید ٹھکائی کے بعد وہ سکیچ بنوانے پر بھی رضامند ہو گیا تھا۔۔۔اور اب ٹھیک ڈھائی گھنٹے بعد ضیغم اور شہروز خان کے سامنے پیٹر ڈیوس کا سکیچ تیار تھا۔۔باریک اور قدرے ہلکی بھنوؤں تلے نیلی آنکھیں۔۔

موٹی پھیلی ہوئی ناک اور باریک ہونٹ۔۔وہ چہرہ ان دونوں کے لیے بالکل نیا تھا، ہاں اگر اس وقت ضیغم کی جگہ ضرغام وہاں موجود ہوتا تو اسکے لیے اس چہرے کو پہچانے میں ایک سیکنڈ بھی نہ لگتا۔۔

"ہوں۔۔یعنی اتنا تو کلئیر ہو چکا ہے کہ وہ کل رات تک منگورہ میں ہی تھا۔۔تو پھر خود ہی سوچیں آفیسر۔۔اس وقت وہ کہاں ہو سکتا ہے۔۔؟" سکیچ پر سے نظریں ہٹا کر اسنے شہروز خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر۔۔بلیک مون گینگ کوئی آسان ٹاسک نہیں ہے، وہ لوگ اتنی آسانی سے ہمارے ہاتھ نہیں لگیں گے۔۔!" ضیغم کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے شہروز خان نے دھیمی آواز میں کہا۔اسکے جواب پر ضیغم دھیرے سے ہنسا۔۔

"آسان نا سہی، مشکل ہی سہی۔۔مگر یہ ٹاسک ہمیں پورا کرنا ہے شہروز خان صاحب۔۔اسلیے اگر مجرم آپ سے فاصلے پر ہے تو آپ اپنے ہاتھ لمبے کر لیں۔۔اٹس سمپل۔۔اب جائیں اور ابھی سے تلاش شروع کریں۔۔!" ضیغم کے پاس تو جیسے اسکی ہر بات کا جواب تھا۔۔ڈی-ایس-پی شہروز خان سر ہلاتا رہ گیا۔۔ضیغم نے ایک نظر کلائی پر بندھی گھڑی کی جانب دیکھا جو دوپہر کے دو بجا رہی تھی۔۔صبح ساڑھے نو بجے کے قریب وہ نشال کو ضرغام اور مشال کے ساتھ ملم جبہ کے لیے روانہ کروا کر خود یہاں منگورہ آ گیا تھا۔۔کیونکہ صبح ہی ڈی-ایس-پی شہروز نے اسے آپریشن سکسیس فل ہونے کی رپورٹ دی تھی۔اسے قوی امید تھی کہ وہ پیٹر کو گرفتار کر چکا ہو گا مگر یہاں آ کر پیٹر تو نہیں ملا تھا مگر پانچ لڑکیاں بازیاب ہو چکی تھیں اور تین ہیلپرز کی گرفتاری۔۔آپریشن واقعی کافی حد تک کامیاب رہا تھا اس لیے ضیغم قدرے مطمئن ہو چکا تھا۔۔پریس اور میڈیا بلوا کر یہ خبر نشر کر دی گئی تھی۔۔مدین سے اغوا ہوئی دو لڑکیوں کو تو انکے والدین کے آ جانے پر کچھ ضروری کاروائی کے بعد ان گھروں کو روانہ کر دیا گیا تھا کالام والی لڑکیوں کے والدین بھی آ چکے تھے۔۔جبکہ بشام سے اغوا ہوئی لڑکی کو لے کر اب اسے ملم جبہ کے لیے نکلنا تھا۔۔وہاں سے آگے ماتحت آفیسر اسے بشام تک پہنچا آتا۔۔ضیغم پولیس سٹیشن سے باہر نکلا تو وہ لڑکی دو انسپکٹرز کی نگرانی میں باہر کھڑی نظر آئی۔۔ضیغم کے لیے وہاں ایک عدد پولیس موبائل تیار تھی۔۔انسپکٹر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے بیٹھا ہوا تھا۔۔وہ آرام سے اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔پیچھے وہ پندرہ سولہ سالہ لڑکی کم بچی زیادہ، بیٹھ گئی۔۔دو لیڈی کانسٹیبل ساتھ تھی۔۔گاڑی سٹارٹ ہوئی تو اسنے موبائل نکال کر نشال کا نمبر

ڈائل کیا۔۔وہ کل رات اس سے سارادن اسکے ساتھ بیتانے کا دعویٰ کر چکا تھا مگر اپنے فرض کی ادائیگی کی وجہ سے پورا نہیں کر پایا۔۔ آدھا دن تو گزر ہی چکا تھا، اگلے دو تین گھنٹے بھی ملم جبہ پہنچنے میں گزر جانے والے تھے۔۔ ضیغم کو اسکی ناراضگی کی فکر ہو رہی تھی۔۔پہلی بیل پر ہی اسنے کال ریسیو کر لی تھی۔۔

♦♦♦♦

آرام دہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر وہ اپنے سامنے پڑی لکڑی کی چھوٹی سی میز پر ٹانگیں پھیلائے بیٹھی موبائل میں گیم کھیل رہی تھی۔۔نگاہ کے بالکل سامنے دیوار پر بکس ریک تھا جس میں چند تاریخی کتب اور اردو ناولز کا مجموعہ تھا۔۔ مگر وہ نشال تھی، مشال نہیں، ورنہ یقیناً اس سٹڈی روم میں آتے ہی وہ ان ناولز کا جائزہ لیتی۔۔ بکس ریک کے ساتھ ہی دیوار پر بڑے بڑے پتھروں کا سا مجموعہ نما پینٹ کیا گیا تھا جسکے نیچے آتش دان بجھا پڑا تھا۔۔یقیناً رات کے وقت اسے دہکانے کی ضرورت پڑنے والی تھی۔۔وہ ارد گرد کے ماحول سے قطعی بے زار بس اپنے موبائل میں مصروف تھی جب موبائل سکرین پر ضیغم کا نمبر جگمگایا۔۔۔وہ اسے کال کر رہا تھا۔۔نشال نے اگلے ہی سیکنڈ کال ریسیو کر لی۔۔۔

"السلام علیکم۔۔!" اسکے کال ریسیو کرتے ہی ضیغم نے اپنے بھاری لب و لہجے میں اس پر سلامتی بھیجی تھی۔۔وہ گود میں پڑا کشن صوفے پر رکھ کر کھڑی ہوئی اور دھیرے سے چلتی دائیں طرف بنی گلاس وال کے کھلے گلاس ڈور سے گزرتی چھوٹے سے ٹیرس پر آگئی۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔لنچ کیا آپ نے۔۔؟؟" ضیغم سے ناراضگی کے باوجود نشال نے فکر مند لہجے میں پوچھا۔۔کیونکہ وہ خود تھوڑی دیر پہلے ہی لنچ کر کے فارغ ہوئی تھی۔۔اسکے سوال پر دوسری جانب وہ پر سکون سا ہو کر سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔۔

"ہمم۔۔ کر چکا ہوں۔۔ تم نے کیا۔۔؟؟" ضیغم کی دھیمی آواز فون کے سپیکر سے ابھری۔شاید اسکے آس پاس کوئی موجود تھا۔

"ہاں ناں۔۔ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی کیا ہے۔۔!" اپنی نظروں کے سامنے بلند و بالا ہلکے سبزی مائل پہاڑوں پر فوکس کیے نشال نے آہستگی سے جواب دیا۔۔اونچے لمبے درخت جن کے ہرے بھرے نوکدار پتے دور سے چھتری کی طرح پہاڑوں کو ڈھانپے محسوس ہو رہے تھے۔۔

"اچھا وہ میں نے تمہارے انفارم کرنا تھا کہ میں یہاں سے نکل چکا ہوں، شام ہونے تک پہنچ جاؤں گا ان شاء اللہ۔!! ضیغم نے اسے اپنے کال کرنے کا مقصد بتایا۔نشال کے دل میں کچھ چبھن سی ہوئی۔

"یعنی سارا دن گزار کر۔۔؟؟" شکوہ لبوں سے پھسل ہی گیا۔۔

"تمہیں پتہ تو ہے، ڈیوٹی تھی میری۔۔ جان بوجھ کر تو نہیں گیا ناں۔۔۔" ایک بار پھر وہ اسے اپنی صفائی دے رہا تھا۔۔

"آپ نے کہا تھا کہ آج کا دن آپ میرے ساتھ گزاریں گے۔۔!" کہتے ہوئے اسکی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی جو اس سے چالیس کلومیٹر دور ہونے کے باوجود ضیغم کو محسوس ہو گئی تھی۔۔۔

"یاد کرو۔۔ تم نے کہا تھا کہ تم اپنی زندگی کا ہر دن میرے ساتھ گزارنا چاہتی ہو۔۔ تو پھر کیا فرق پڑتا ہے سویٹ ہارٹ۔۔۔ وہ دن کل کا بھی ہو سکتا ہے، پرسوں کا بھی۔۔۔ ہے ناں۔۔؟؟" وہ بڑی غیر سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔ ضیغم کے ساتھ بیٹھے انسپکٹر کے کان اسی کی گفتگو کی طرف متوجہ تھے مگر وہ اتنا دھیما بول رہا تھا کہ انسپکٹر سننے سے قاصر ہو رہا تھا۔۔

"زندگی کے دنوں کا بھروسہ ہی کیا ہے۔۔ کون جانے کب کیا ہو جائے۔۔!" سفید آسمان پر اٹھکلیاں کرتے بادلوں پر نظر جماتے ہوئے نشال نے آزردہ سے لہجے میں کہا۔۔

"ویسے ایسی بے وقوفانہ سوچیں تمہارے دماغ میں کہاں سے آتی ہیں۔۔؟؟" اسکی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

"یہ فقط سوچ نہیں ہے، زندگی کی تلخ حقیقت ہے ضیغم۔۔۔!" نشال نے آہستگی سے کہا۔۔ ضیغم کے بغیر ملم جبہ کی دلکشی اسے مسرور کرنے کی بجائے اداس کر رہی تھی۔۔ اس بار وہ خاموش رہا۔۔ حقائق سے نظریں چرانا بھلا کب سیکھا تھا اسنے۔۔؟ مگر آج دل کہہ رہا تھا کہ نگاہ چرا لی جائے۔۔۔ جبکہ اسے خاموش پا کر وہ اب کہہ رہی تھی۔۔

"مجھے آپکے بغیر یہ دلکش منظر بالکل بے کشش لگ رہے ہیں، اور آپکو پتہ ہے ضیغم۔۔۔ یہاں کے راستے بہت حسین ہیں، سپیشلی وہ ملم جبہ کے راستے میں روڈ سائیڈ پر جو ندی بہہ رہی تھی۔۔ اففف۔۔ کمال کا منظر تھا مگر آپ ساتھ نہیں تھے تو میں غصے میں گاڑی میں ہی بیٹھی رہی، ہاں مشال نے ضر کے ساتھ خوب انجوائے کیا۔۔!" کچھ پرجوش، کچھ افسردہ لہجے میں بتاتی وہ آخر میں اپنی بہن کے لیے دلی خوشی کا اظہار کر گئی تھی۔۔ دوسری جانب وہ اس سے بات کرنے کے دوران پہلی بار ہولے سے مسکرایا۔۔

"میں تو سمجھتا تھا کہ، تم کافی بڑی ہو چکی ہو مگر آج تمہاری باتیں اور لہجہ بتا رہا ہے کہ تم میں ابھی بھی بچپنا ہے۔۔!! ضیغم نے مسکاتے لہجے میں کہا۔۔ اسکی بات پر نشال بھی ہولے سے مسکرائی۔۔ ٹھنڈی ہوا اسکے جسم سے ٹکراتی اسے معطر کر رہی تھی۔۔

"ہاں۔۔ یہ میرے دل کی باتیں ہیں۔۔ اور دل کی باتیں تو دل جیسی ہی ہوتی ہیں، بالکل احمقانہ۔۔!" نشال نے یاسیت زدہ لہجے میں کہا۔۔

"ہمم۔۔۔!" ضیغم نے ہولے سے ہنکارا بھرا۔۔

"ٹھیک ہے پھر۔۔ میں فون رکھتا ہوں۔۔ اپنا خیال رکھنا۔۔!" اسے مزید کوئی بات نہ سوجھی تو بول پڑا۔۔ اسکی سنجیدہ آواز فون کے سپیکر سے سنتی نشال پلٹی اور واپس اس چھوٹے سے سٹڈی روم میں آئی جو سکی ریزورٹ میں بکڈ انکے بیڈروم سے ملحق تھا۔۔

"جی نہیں، آپکی سزا یہ ہے کہ اب آپ سارے راستے مجھ سے باتیں کرتے آئیں گے۔۔!" صوفے پر بیٹھتے ہوئے نشال نے دھونس بھرے لہجے میں کہا۔۔ اسکا انداز ہی کچھ ایسا تھا کہ دوسری جانب وہ اسکی ایسی سزا پر قہقہ لگائے بنا نہ رہ سکا۔۔ ضیغم کے ساتھ بیٹھے ڈرائیور نے اس بار چونک کر اسکی طرف دیکھا۔۔ اس بدمزاج ایس۔پی کو ہنستا دیکھ اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔۔ اسے اپنی جانب متوجہ پاکر ضیغم نے ایک ابرو اچکا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

"اپنے کام پر دھیان دو۔۔۔!" موبائل پر ہاتھ رکھ کر ضیغم نے اسے ڈرائیونگ کی طرف متوجہ کروایا تو وہ بوکھلا کر نظروں کا زاویہ بدل گیا۔۔ ضیغم نے دوبارہ فون کان سے لگا لیا جبکہ یہاں نشال جو اسکے بھاری دلکش قہقہے میں کھو سی گئی تھی اسکی سنجیدہ آواز پر ہوش میں آئی۔۔

"اتنی چھوٹی سی سزا۔۔؟؟" آواز میں نرمی تھی۔۔

"جی ہاں، بڑی سزائیں آپکو دے نہیں سکتی ناں ورنہ خود کو آپ سے دور کر دیتی۔۔۔ آپ سے اتنی دور چلی جاتی۔۔ اتنی دور کہ۔۔۔!" وہ بڑی غیر سنجیدگی سے بول رہی تھی کہ جب وہ سرعت سے اسے ٹوک گیا۔۔

"نشال۔۔۔!" ضیغم کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔۔ اسکی آواز اس بار قدرے بلند ہوگئی تھی کہ ایک بار پھر ڈرائیور اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔ ضیغم نے اسے سخت نظروں سے گھورا تو وہ ہڑبڑا کر رخ بدل گیا۔۔

"آئندہ ایسا کہنا تو دور۔۔ اگر تم نے سوچا بھی تو میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔۔!" بڑی سنجیدگی سے اسے وارن کیا گیا تھا۔۔ نشال کا دل بے اختیار دھڑکا۔۔ شدت سے۔۔۔ مسرت سے۔۔

وہ بے اختیار کھکھلائی۔۔اسکے زندگی سے بھرپور قہقہے کی جلترنگ ضیغم کا دل بے قرار کر گئی تھی۔۔اس پل اسے نشال سے دوری بہت چبھی۔۔جبکہ نشال کو پہلی بار اسکا غصہ بہت اچھا لگا تھا۔۔

"رکھ رہا ہوں فون۔۔۔!" اسکی کھنکتی آواز کے سحر سے نکلتا وہ سنجیدگی سے بولا۔

"ارے ارے۔۔آپ نہیں رکھ سکتے یہ سزا ہے آپکی۔۔۔!!" نشال جلدی سے بولی مبادا وہ کال ڈسکنیکٹ ہی نا کر دے۔

"مجھے منظور نہیں یہ سزا۔۔!" ضیغم نے سخت لہجے میں کہا۔نشال کی دور جانے والی بات اسے ڈسٹرب کر چکی تھی اور کچھ وہ اپنے ساتھ ڈرائیونگ سیٹ پر انسپکٹر کی موجودگی سے بھی بے زار ہو رہا تھا۔

"فون رکھ کر دکھائیں آپ پھر میں آپکو بڑی سزا دوں گی۔۔!" نشال نے اسے چڑایا۔۔ ضیغم تپ گیا۔۔

"دے کر دکھانا۔۔دیکھ لوں گا تمہیں۔۔!" سنجیدگی سے کہہ کر ضیغم نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔نشال موبائل کو گھور کر رہ گئی پھر بے اختیار مسکرائی۔۔اسے مسکراتا دیکھ قسمت بھی اسکی بے خبری پر مسکرائی تھی۔۔وہ دونوں ہی نہیں جانتے تھے کہ دونوں کے نادانستگی میں کہے گئے الفاظ کسطرح سے انکے سامنے آکر کھڑے ہو جانے والے تھے۔۔۔

♦♦♦♦

تھکے تھکے قدم اٹھاتی وہ آغا جان کے کمرے میں چلی آئی تھیں۔۔اکرام فاروقی انکی کوئی بات سنے بغیر، ان سے خفا ہی ائرپورٹ کے لیے نکل گئے تھے۔۔

"آپ نے شوگر لی ہے چائے میں۔۔؟؟" آغا جان کے سامنے رکھی ٹیبل پر پڑے چائے کے خالی کپ کا جائزہ لیتے ہوئے شازمہ بیگم نے خفگی بھرے انداز میں پوچھا۔۔وہ گڑبڑائے۔۔

"نہیں تو۔۔۔اب تو چینی کی عادت ہی نہیں رہی، میٹھے کا تو ذائقہ بھی عجیب سا لگتا ہے۔۔میں غریب تو پھیکا پی پی کر ہی کڑوا ہو چکا ہوں۔۔!" وہ بڑی بے چارگی سے بولے۔۔لہجہ بناوٹی لگ رہا تھا۔

"لیکن آپکے لہجے سے تو آج بہت چاشنی ٹپک رہی ہے۔۔کڑواہٹ تو دور دور تک محسوس ہی نہیں ہو رہی۔۔!" شازمہ بیگم نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔۔وہ کوشش کے باوجود بھی اپنی مسکراہٹ نہیں چھپا پائے تھے۔۔

"بہو کبھی کبھی تو اس عیاشی کا موقع ملتا ہے۔۔اس پر بھی تم ٹوک رہی مجھے۔۔!" انکی ڈانٹ سے بچنے کو آغا جان نے خفگی بھرے لہجے میں کہا۔

"آپکو پتہ ہے ناں۔۔۔بچے بھی شہر سے باہر ہیں اور آپکے لاڈلے سپوت بھی آج ملک سے باہر چلے گئے ہیں۔۔اگر خدانہ کرے آپکی طبعیت بگڑ گئی تو میں سب کو کیا جواب دوں گی۔۔!" شازمہ بیگم نے دھیمے مگر نرم لہجے میں کہا۔۔ وہ نگاہ چرا گئے۔۔

"آئندہ نہیں لوں گا۔۔!" انہوں نے شریفانہ لہجے میں کہا۔۔انکے انداز پر شازمہ بیگم کے لبوں پر تبسم کھلا۔۔

"اچھی بات ہے۔۔!" شازمہ بیگم نے نرمی سے کہا۔۔

"ضرغام نے کال کی تھی آپکو۔۔؟؟ آپ نے ریسیو ہی نہیں کی۔۔وہ مجھے کہہ رہا تھا کہ آپکا خیال رکھوں۔۔آپکی طبعیت کی وجہ سے پریشان ہو رہا تھا۔۔!! شازمہ بیگم نرمی سے کہہ رہی تھیں۔۔

"ہوں۔۔آج صبح آئی تھی اسکی کال، میں سو رہا تھا مجھے پتہ نہیں چلا۔۔تھوڑی دیر میں کر لوں گا میں اس سے بات۔۔اپنی طبعیت کی طرف سے بھی اسے بے فکر کر دوں گا۔۔!!" انہوں نے دھیرے سے ہنستے ہوئے کہا۔۔

"میرا بھولا بچہ ہے وہ۔۔خوامخواہ فکر کرتا ہے۔۔!" کہتے ہوئے آغا جان کے لہجے میں اسکے لیے نرمی اور پیار تھا۔۔ شازمہ بیگم بھی مسکرادیں۔۔

"اچھاوہ۔۔اکرام نے بتایا ہے مجھے، فریحہ کو لینے گئے ہیں وہ۔۔مگر یہ نہیں بتایا کہ کیوں لینے گئے ہیں۔۔؟؟میرا مطلب ہے کہ۔۔۔سب خیریت ہے ناں۔۔؟؟"پوچھتے ہوئے شازمہ بیگم نے حتی الامکان لہجے کو نرم رکھا۔۔ فریحہ کے ذکر بھی آغا جان کے چہرے پر تکلیف کے آثار نمایاں ہونے لگے۔۔

"ہوں۔۔خیریت نہیں ہے، اسکا سوتیلا بیٹا ملک سے باہر جانے کہاں عیاشیاں کر رہا ہے اور۔۔ارشد پر۔۔ڈائمنڈز سمگل کرنے کا الزام ہے جسکی تصدیق فریحہ نے میرے سامنے کال پر کی ہے۔۔مطلب۔۔وہاں کے قانون کے لیے اسکا جرم ثابت کرنا کچھ مشکل نہیں ہو گا۔۔فریحہ بھی دو دن تک پولیس کسٹڈی میں رہی ہے، بہت پریشان ہے۔۔کل رات اسنے مجھے کال کی تھی تو میں نے ہی اکرام سے کہا ہے کہ وہ اسے یہاں لے آئے۔۔!"وہ ٹھہر ٹھہر کر دھیمی آواز میں بول رہے تھے۔۔شازمہ بیگم نے اثبات میں گردن ہلائی۔

"اور۔۔تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے بہو، فریحہ اکرام کے گلبرگ والے فلیٹ میں رہے گی۔۔تم سے اسکا سامنا نہیں ہو گا۔۔!"انکے جھکے سر پر ایک نگاہ ڈالتے ہوئے انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔لہجے میں دکھ بول رہا تھا۔۔انکی بات پر شازمہ بیگم نے بے چین ہو کر اپنا سر اٹھایا۔۔وہ عینک لگا کر اپنے سامنے "دی بریو ٹائیگر" کھول چکے تھے۔۔شازمہ بیگم نے میز پر سے خالی کپ اور ٹرے اٹھائی اور وہاں سے جانے کو پلٹیں۔۔آغا جان نے بک سے نظر ہٹا کر انکی طرف دیکھا۔۔شازمہ بیگم بھی جانتی تھیں کہ آغا جان انکے بولنے کے منتظر ہیں۔۔وہ پلٹیں اور انکی طرف دیکھا۔۔۔

"اگر فریحہ چاہے تو یہاں رہ سکتی ہے، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔!"ٹھہرے ہوئے مدھم لہجے میں کہہ کر وہ وہاں رکی نہیں تھیں۔۔بلکہ اپنی بات مکمل کر کے وہاں سے نکلتی چلی گئیں۔انکے جانے کے بعد عبدالرحمن فاروقی صاحب نے پرسکون سے ہو کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگا لی۔۔

◆◆◆◆

فضا میں بڑھتی خنکی اسے اپنے گرد بازو لپیٹنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔لمبے دیو ہیکل درخت ڈھلتی شام میں بڑا خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔۔وہ بے خودسی آگے بڑھ رہی تھی جب اسکے پیچھے چلتے ضرغام نے سرعت سے اسکی کلائی پکڑ کر اسکا رخ اپنی جانب موڑا۔۔

"میرا خیال ہے ہمیں آگے نہیں جانا چاہئیے۔۔ویسے بھی شام ہونے والی ہے، اگر ہم راستہ بھٹک گئے تو پھر واپسی مشکل ہو جائے گی۔۔!" اسکا سردی کے باعث سرخ پڑتا چہرہ دیکھتے ہوئے ضرغام نے نرمی سے کہا۔۔وہ دونوں چار بجے کے قریب سکی ریزورٹ سے نکل آئے تھے۔ مقصد آس پاس کا علاقہ دیکھنا تھا مگر اب تو وہ کافی آگے نکل آئے تھے۔ درختوں کا جھنڈ شروع ہو چکا تھا۔۔

"تم ساتھ ہو تو پھر ہم کیوں بھٹکیں گے۔۔؟؟ مجھے نہیں لگتا۔۔تم میرے ساتھ رہو ناں۔۔پھر نہیں بھٹکیں گے، مجھے ابھی اور گھومنا ہے۔۔!" اسکے ہاتھ سے اپنی کلائی چھڑواتے ہوئے اسنے منہ بسور کر کہا۔۔ضرغام ہنس دیا۔

"تھکی نہیں آپ۔۔؟؟" اسکی سرخ ناک پر فوکس کیے ضرغام نے نرمی سے پوچھا۔۔ستواں ناک میں چمکتی لونگ اسکی نگاہ بہکا رہی تھی۔

"نہیں تو۔۔ان حسین مناظر کو دیکھ دیکھ کر کون بے وقوف تھکے گا؟؟" اپنی آنکھیں پھیلاتے ہوئے مشال نے کچھ تحیر آمیز انداز میں پوچھا۔۔اسکے جواب پر ضرغام کے لب مسکرانے لگے۔۔

"کہہ تو آپ ٹھیک رہی ہیں، یہاں کے مناظر واقعی اتنے حسین ہیں کہ کوئی بے وقوف ہی ہو گا جو دیکھ دیکھ کر تھکے گا۔۔!" اسے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے ضرغام نے ہارے ہوئے انداز میں کہا۔۔اسکی نگاہوں کا مفہوم اور لہجے کے بدلاؤ کو محسوس کر کے وہ گڑبڑائی۔ فوراً اپنے گلابی چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔

ضرغام نے اپنی ہنسی کا گلا گھونٹنے کو نچلا لب دبا کر چہرے کا رخ بدل لیا۔۔

"چلو ناں کچھ کھیلتے ہیں۔۔؟؟" اسکا کندھا ہلا کر اسکا رخ اپنی جانب موڑنے کی کوشش کرتی وہ خوشدلی سے بولی۔۔

وہ حیران زدہ سا اسے دیکھنے لگا جس پر آج بچپنا سوار تھا۔۔

"اچھا بتائیں کیا کھیلنا ہے۔۔؟؟" اسکا دوپٹہ ماتھے پر زرا سا آگے کرتے ہوئے ضرغام نے نرمی سے پوچھا۔۔

"اممم۔۔۔ہائیڈ اینڈ سیک کھیلتے ہیں۔۔ تم چھپو میں تمہیں ڈھونڈوں گی۔۔!" مشال نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔اسکی بات پر ضرغام نے بھنویں اچکا کر اسکی جانب دیکھا۔۔

"یہ تو بچوں والا کھیل ہے۔۔اور یہ کھیل اس حسین وادی کے شایان شان نہیں۔۔ چلیں ناں کچھ بڑوں والا کھیلتے ہیں۔۔۔!" معنی خیزی سے بولتا وہ مشال کو پزل کر گیا۔۔جانے کیوں آج وہ پٹڑی سے اتر رہا تھا۔۔مشال نے اسے گھورا۔۔

"بدتمیزی مت کرو۔۔۔ چلو شاباش۔۔میں آنکھیں بند کرتی ہوں تم جلدی سے چھپو۔۔۔!" مشال نے اسکی پیشکش رد کرتے ہوئے کہا۔۔وہ آہ بھر کر رہ گیا۔۔

"پہلے آپ چھپیں۔۔ میں آپکو ڈھونڈوں گا۔۔!" ضرغام نے اسکی مانتے ہوئے کہا۔۔مشال نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔۔

"نہیں پہلے تم۔۔۔ چلو جلدی۔۔ورنہ پھر رات ہو جائے گی۔۔!" مشال نے ضدی انداز اپنایا۔۔اسکا ہر روپ پہلے سے مختلف تھا۔۔اس میں آتا یہ واضح بدلاؤ ضرغام کے دل کو قرار بخش دیتا تھا۔۔

"نہیں مشی۔۔پہلے آپ چھپیں یار۔۔۔!" ضرغام نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔۔ جیسے اسے چھپ جانے کا صاف اشارہ کیا تھا.

"لیکن تم کیوں نہیں۔۔؟؟" مشال نے کچھ خفگی سے پوچھا۔۔

"کیونکہ میں آپ سے دور نہیں جاسکتا۔۔نہ ہی چھپ سکتا ہوں۔۔آپ چھپ جائیں میں آپکو ڈھونڈ لوں گا۔۔!" آنکھیں کھولتے ہوئے اسنے سنجیدگی سے کہا تو مشال کی دھڑکنیں پل بھر کو بے ترتیب ہوئیں۔۔اسنے آہستگی سے اپنے لبوں پر زبان پھیری۔۔

"ٹھیک ہے پھر جلدی سے آنکھیں بند کرو۔۔!"اسکی بات مانتے ہوئے مشال نے دھیمی آواز میں کہا۔۔

"اوکے۔۔آپ جائیں اب۔۔!"کہتے ہوئے اسنے اپنی جینز کی پاکٹس میں ہاتھ پھنسائے اور آنکھیں بند کرلیں۔۔ مشال نچلا لب دانتوں میں دباتے ہوئے دبے قدموں سے اسکی پشت کی طرف بھاگی۔۔

"زیادہ دور مت جایئے گا مشی۔۔۔!"آنکھیں بند کیے ضرغام نے بے چینی سے کہا۔۔آواز اتنی بلند ضرور تھی کہ دور جاتی مشال تک پہنچ گئی تھی۔۔وہ ہنستے ہوئے ضرغام سے دور کم از کم دس بارہ درختوں کے بعد ایک قدرے چوڑے درخت کے پیچھے چھپ گئی۔۔جبکہ ضرغام کو جب آس پاس اسکی موجودگی کا احساس نہ ہوا تو وہ آنکھیں بند کیے چلایا تھا۔۔

"میں آنکھیں کھول رہا ہوں مشی۔۔۔!"اسکی مسکاتی آواز مشال تک پہنچی تو اسنے زرا سا سر درخت کی اوٹ سے باہر نکال کر اس طرف دیکھا جہاں ضرغام آنکھیں بند کیے کھڑا تھا۔۔مشال کی جانب اسکی پشت تھی۔۔وہ وہیں چھپی مسکاتی نظروں سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔۔جبکہ لبوں میں مسکراہٹ دبائے ضرغام آنکھیں کھولتے ہوئے اس جانب پلٹا جس طرف مشال چھپنے کو بھاگی تھی۔۔اسکے اپنی جانب مڑ جانے پر مشال جلدی سے درخت کی اوٹ میں ہوگئی۔۔ابھی ضرغام کی آنکھوں کے سامنے کا منظر صاف بھی نہ ہوا تھا کہ کسی نے پوری قوت سے اسکی کمر پر اپنے بھاری پاؤں سے ضرب لگائی تھی۔۔وہ اس اچانک حملے کے لیے تیار نہیں تھا، نیتجتاً بری طرح لڑکھڑایا تھا اور دو تین قدم آگے جاکر منہ کے بل زمین پر گرا مگر اسنے بروقت ہاتھ زمین پر رکھ کر اپنا منہ ٹوٹنے سے بچالیا تھا۔۔اس حملے پر اسکا خون کھول اٹھا تھا مگر اسنے پلٹ کر حملہ کرنے والے کا چہرہ دیکھنے کی بجائے اپنے

دماغ کا استعمال کرتے ہوئے جلدی سے پلٹا کھایا اور نتیجتاً وہ زاویار بیگ کے اگلے وار سے بچ گیا تھا جو وہ ایک بار پھر ضرغام کی پشت پر کرنے والا تھا مگر اسکے وہاں سے ہٹ جانے کے باعث اسکا بھاری بوٹ میں مقید پاؤں ضرغام کی پشت کی بجائے زمین پر پڑا تھا۔ اتنے میں ضرغام ایک ہی جست میں کھڑا ہو گیا اور اپنی طرف مڑتے زاویار بیگ کے چہرے پر ایک پنچ مارنا چاہا جسے زاوی نے بروقت اپنے ہاتھ سے روک لیا مگر ضرغام رکا نہیں تھا اسنے لمحے کے ہزارویں سیکنڈ میں اپنا گھٹنا پوری قوت سے زاویار بیگ کے پیٹ میں مارا۔۔ وہ بلبلا کر دو قدم دور ہوا جبکہ مشال جو کب سے چھپی ضرغام کی منتظر تھی اسکی آہٹ نہ پا کر پھر سے درخت کی اوٹ سے سر باہر نکال کر اس جانب دیکھا تو ایک لڑکے کو ضرغام کے سامنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر جھکے دیکھ وہ پریشان ہو گئی۔۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اپنی پریشانی میں درخت کی اوٹ سے نکل کر سامنے آتی وہ لڑکا سیدھا ہو گیا۔۔ اور اب اسکا چہرہ ضرغام اور مشال دونوں کے سامنے تھا۔۔ مشال کے چہرے کا رنگ پل میں بدلا تھا. کندھوں تک آتے سیاہ بال وہ غصے سے اپنے چہرے سے ہٹا رہا تھا۔۔ لمبی لمبی مونچھیں اور بڑھی ہوئی شیو۔۔ مشال کو اپنے رونگھٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے۔۔ درخت کے تنے پر جمے اسکا ہاتھ کپکپانے لگے۔۔

"زا۔۔وی۔۔۔!" اسکے حلق سے گھٹی گھٹی سی آواز نکلی۔۔

"کون ہو تم اور کیا تکلیف ہے تمہارے ساتھ۔۔۔؟؟" زاویار کو سیدھا ہوتے دیکھ وہ دھیمے لہجے میں غرایا. وہ شکر ادا کر رہا تھا کہ مشال ان دونوں سے اس پل دور تھی ورنہ اس خوفناک مرد کی سرخ آنکھوں اور بڑھی ہوئی مونچھوں کو دیکھ کر یقیناً ڈر جاتی۔۔

"میری تکلیف کا مداوا تیری موت ہے۔۔!" کمینگی سے کہتے ہوئے اسنے اپنی پشت سے ریوالور نکالا اور اس پر تان لیا۔۔ ضرغام نے لب بھینچتے ہوئے سختی سے اپنے ہاتھ جینز کی پاکٹس میں پھنسائے۔ وہ اپنے سامنے کھڑے سر پھرے کو نہیں جانتا تھا مگر اسے یقین تھا کہ وہ دہشت گرد نما شخص اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔

"میری جان اس کھلونے کو پکڑنا بہت آسان ہے مگر چلانا بہت مشکل۔۔۔ سو اسے چپ چاپ نیچے کر لو اور جو چاہئیے اس کا مطالبہ کرو۔۔!" اپنا والٹ جیب سے باہر نکالتے ہوئے ضرغام نے سنجیدگی سے کہا۔۔زاویار کو اسکی یہ بے خوفی مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔۔

"جو نوٹ تو مجھے دکھا رہا ہے ناں...(گالی)۔۔ان نوٹوں میں "Z" کھیلتا ہے سمجھا۔۔۔میں تو یہاں تیری غیرت لینے آیا ہوں۔۔بس اب تو دیکھتا جا۔۔۔!" کہتے ہوئے زاویار خباثت سے ہنسا۔اور ضرغام جو پہلے اس شخص کے خود کو "زی" کہنے پر چونکا تھا اسکی آخری بات پر ضرغام کا خون کھول اٹھا۔۔

"زبان سنبھال کر بات کرو۔۔۔!" وہ چلایا۔۔زاویار بیگ کا قہقہ بے ساختہ تھا۔۔

"مشال ڈارلنگ۔۔۔!" اسکی بات نظر انداز کیے وہ چلایا۔اسکی آواز اطراف میں گونجتی مشال تک پہنچی تو کانپتی لرزتی وہ وہیں بیٹھتی چلی گئی۔۔اسکے لبوں سے مشال کا نام سن کر ضرغام کا دل ایک پل کو رک سا گیا۔۔

کون تھا وہ شخص۔۔؟؟

کون۔۔۔؟؟ضرغام کی پیشانی پر رگیں ابھرنے لگیں۔

"زی۔۔۔!" بے اختیار ضرغام کے لبوں نے جنبش کی تھی۔۔۔شام کے سائے رخصت ہوتے اب رات کی سیاہی کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔۔

"مشال بے بی۔۔۔باہر آجاؤ ورنہ تمہارے اس سوکالڈ ہزبینڈ کو اوپر پہنچا دوں گا۔۔۔!" وہ بڑی مسرور آواز میں چلایا پھر ساتھ ہی ہوا میں فائر کیا۔۔ڈری چھپی بیٹھی مشال گولی کی آواز سن کر لرز اٹھی۔۔ آنسو بے اختیار پلکوں کی باڑ توڑ کر رخساروں پر پھسلے تھے.۔۔

"مشال یہاں نہیں ہے۔۔جو بات کرنی ہے مجھ سے کرو۔۔۔؟؟" ضرغام غصے سے چلایا اور اسکی طرف بڑھا۔۔ اسکی بلند آواز مشال تک پہنچی تو آنسوؤں کی روانی میں اضافہ ہونے لگا۔۔ضرغام کو اپنے قریب آتا دیکھ زاویار نے پستول کی نال کا رخ اسکی پیشانی کی طرف کر دیا۔۔

"اگر کوئی مزاحمت کی تو میری گن کی گولی تیرا دماغ کھول دے گی۔۔!" دانت پیستے ہوئے زاویار بیگ نے اونچی آواز میں کہا۔۔مشال نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔۔

"اگر مرد ہے تو یہ گن نیچے کر کے بات کر۔۔ تیرا منہ نہ توڑ دیا تو پھر کہنا۔۔!!" ضرغام دھیمے لہجے میں غرایا۔۔اسکے غرانے پر وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔۔

"میں جوش میں آکر ہوش گنوانے کا قائل نہیں ہوں لٹل بوائے۔۔تیری بیوی، میری ہے۔۔ صرف میری۔۔۔!" ضرغام کی قہر برساتی آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈالتے ہوئے زاویار بیگ نے نخوت بھرے انداز میں کہا۔۔ضرغام کی برداشت کی حد ختم ہونے لگی۔۔اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ خود کو "زی" کہنے والا ہی مشال کا مجرم ہے۔۔

"کون ہے تو۔۔۔؟؟" ضرغام نے سرد مہری سے پوچھا۔۔زاویار دھیرے ہنسا پھر اپنی بائیں آنکھ دبائی۔

"تیری بیوی کا پہلا پیار ہوں۔۔اسکا سچا عاشق۔۔اسکے جسم کا واحد حق دار۔۔۔اسکی ہر رات کا۔۔۔" وہ بول رہا تھا کہ ضرغام نے سرعت سے اپنی پیشانی سے دو انچ دور پستول کی نال کو مٹھی میں جکڑ کر اسکا رخ پرے کیا تھا۔۔ زاویار نے ٹریگر دبا دیا مگر گولی ضرغام کے کندھے سے اوپر چلتی فضا میں ہی کہیں گم ہو گئی تھی۔۔دوسری گولی کی آواز سن کر مشال تڑپ درخت کی اوٹ سے باہر نکل آئی۔۔اتنے میں ضرغام زاویار کے جبڑے پر ایک زوردار مکا مارنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔۔زوایار بیگ کے الفاظ تصدیق کر چکے تھے کہ وہ ہی مشال کا مجرم ہے۔۔اسکا بھاری ہاتھ زاویار کے چودہ طبق روشن کر چکا تھا۔۔وہ ذرا سا لڑکھڑایا تو ضرغام نے آؤ دیکھا نا تاؤ اسکے منہ پر دو تین مکے

مارے۔۔تکلیف کے باعث زاویار کے ہاتھ سے گن چھوٹ چکی تھی۔۔اپنے گھومتے سر کو جھٹک کر زاویار نے پھرتی سے زمین پر گری گن اٹھانی چاہی تھی جب ضرغام نے بناوقت ضائع کیے جھکتے زاویار کے کندھا پر لات ماری تھی وہ اچھل کر پیچھے پتھریلی زمین پر جا گرا۔جبکہ ضرغام کو صحیح سلامت دیکھ کر مشال کے دل کو حوصلہ ملا تھاوہ لڑکھڑاتے قدموں سے ان دونوں کی جانب آنے لگی جواب زمین پر ایک دوسرے گتھم گتھا ہو رہے تھے۔۔

ضرغام کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا،وہ خود بھی زخمی ہو چکا تھا مگر زاویار بیگ کی حالت دیکھنے لائق تھی۔۔

ضرغام کے چلتے ہاتھوں کا اپنے ہاتھوں سے جواب دیتے زاویار کی نگاہ قریب آتی مشال پر پڑی تھی۔۔وہ اپنے پھٹے ہونٹ سمیت مسکرایا تھا۔۔

"آج تُو میری غیرت لے کر نہیں جائے گا۔۔اپنی جان دے کر جہنم میں جائے گا۔۔۔" اسکے بال اپنی مٹھی میں دبوچ کر دوسرے ہاتھ کی کہنی سے اسکے گردن پر دباؤ بڑھاتے ہوئے ضرغام نے سرد لہجے میں کہا۔۔وہ اس وقت ادھ موئے ہوئے زاویار کے سینے پر بیٹھا ہوا تھا۔۔زاویار بیگ نے اپنے ہاتھوں سے اسکی کہنی ہٹانے کی ناکام کوشش کی۔۔تبھی مشال کی نگاہ وہاں آتے دو آدمیوں پر پڑی۔۔پہلے تو وہ انہیں وہاں کے مقامی باشندے سمجھی تھی مگر ان میں سے ایک کو ضرغام پر حملہ کرتے دیکھ وہ چلائی تھی۔۔

"ضر۔۔غام۔۔۔!" اگر وہ ہوش میں ہوتا تو یقیناً اپنے پیچھے قدموں کی تیز آواز محسوس کر لیتا مگر اس وقت تو اس پر ایک جنون سوار تھا۔۔۔وہ یقیناً زاویار کے ساتھی تھے جن میں سے ایک نے ہاتھ میں پکڑی گن ضرغام کے سر پر ماری۔۔مشال تڑپ کر روتی بلکتی اسکے قریب آئی۔۔ضرغام کو اپنا سر پکڑے بے حال ہوتا دیکھ زاویار بیگ نے کھانستے ہوئے اسے ایک جھٹکے سے خود پر سے ہٹایا۔۔مشال جلدی سے زمین پر گرتے ضرغام کے پاس بیٹھی۔۔

اسکا چہرہ اپنے لرزتے ہاتھوں کے پیالے میں بھر لیا۔۔۔

"ضر۔۔ضرغام تم۔۔۔تم۔۔۔!" آنسوؤں کے غلبے کے باعث وہ بول نہیں پارہی تھی۔۔اس پل ضرغام کی ادھ کھلی آنکھیں غصے اور تکلیف کے باعث انگارہ ہورہی تھیں۔۔اسنے مشال کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتے ہوئے اٹھنا چاہا۔۔زاویار اب بامشکل کھڑا ہو کر مسکراتی نگاہوں سے روتی بلکتی مشال کو دیکھ رہا تھا۔۔جبکہ ضرغام کو اٹھتا دیکھ وہاں آئے زاویار کے دوساتھیوں میں سے ایک نے ضرغام کے پیٹ میں ٹھڈ امارا۔۔سر سے نکلتا خون اسکی گردن سے پھسلتا پشت میں جذب ہو رہا تھا۔۔اس نئے وار پر کھڑے ہونے کی کوشش کرتا ضرغام دوبارہ زمین بوس ہوا تھا۔۔سر پر لگی گہری چوٹ کے باعث اسکے حواس گم ہو رہے تھے۔۔مشال کی چیخیں اس سنسان جنگل میں گونج اٹھیں۔۔ضرغام کو زخمی دیکھ کر اسکا دل بری طرح تڑپ رہا تھا۔۔اسے ضرغام کا ہاتھ تھامتے دیکھ زاویار نے سرعت سے اسے دوپٹے سمیت بالوں سے جکڑ لیا۔۔درد کی شدت سے مشال کی سسکیاں نکل گئیں۔۔۔

ضرغام نے اپنی بند ہوتی آنکھوں میں مشال کا چہرہ دیکھا۔۔۔وہ کوشش کے باوجود بھی اپنے حواس برقرار نہیں رکھ پارہا تھا۔۔مشال کے آنسو اسکی چیخیں، سب کچھ دماغ میں سنسناہٹ سی پیدا کر رہا تھا۔۔

"ڈھیر ہو چکا ہے تمہارا شوہر۔۔اب تم صرف میری ہو۔۔۔!"

اسکے پیٹ کے گرد اپنا بازو پھیلاتے ہوئے وہ فاتحانہ انداز میں گویا ہوا۔۔اپنی پشت پر اسکے سینے کا لمس محسوس کرتی مشال بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپنے لگی۔۔۔

"چھوڑ۔۔۔دو۔۔۔مم۔۔مجھے چھوڑ دو۔۔گھٹیا ان۔۔انسان۔۔۔!" اپنے پیٹ کو جکڑے اسکے ہاتھ پر اپنے ناخن چبھوتے ہوئے مشال روتے روتے چلائی۔۔

"گاڑی کہاں ہے۔۔؟؟" اسکی فریاد نظر انداز کرتے ہوئے زاویار نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا۔۔اسکی پشت اور سینہ دکھ رہا تھا کیونکہ ضرغام نے اسے کافی زود کوب کیا تھا۔۔

"باس جہاں سے ہم آئے تھے وہاں گھاٹی سے تھوڑی دور نیچے کی طرف کھڑی ہے۔۔ شکیل گاڑی میں آپکا انتظار کر رہا ہے۔۔!" دونوں میں سے ایک نے اسے جواب دیا۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔ ضرغام۔۔۔؟؟" ضرغام کی بند آنکھوں کو اپنی بہتی آنکھوں سے دیکھتی وہ چلائی۔۔

"میں اسکو لے کر جا رہا ہوں۔۔ تم دونوں اسکا وہ حال کرنا کہ یہ آئندہ اپنے ہاتھوں اور پیروں کا استعمال کرنے کے قابل نہ رہے۔۔!" نفرت سے ضرغام کی طرف دیکھتے ہوئے اسنے زہریلے لہجے میں ان دونوں کو حکم دیا۔۔

جسے بجالاتے ہوئے وہ دونوں نیم بے ہوش ضرغام کی طرف بڑھے۔۔

"نن۔۔ نہیں پلیز۔۔ اسے مت مارو۔۔ خدا کے لیے اسے مت مارو۔۔۔!" زاویار سے اپنا آپ چھڑانے کی کوشش کرتی وہ چیخی تھی۔۔ زاوی نے ایک جھٹکے سے اسکا رخ اپنی طرف موڑتے ہوئے اسکی کمر کو جکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اسکا منہ دبوچ لیا۔۔ مشال کا گلابی چہرہ آنسوؤں سے تر ہو رہا تھا۔۔ آنکھوں میں واضح خوف دکھائی دے رہا تھا۔۔

"شششش۔۔۔ بالکل چپ۔۔۔ جتنا میرے ساتھ کو آپریٹ کرو گی تمہارے لیے اتنا ہی بہتر ہو گا۔۔ ورنہ میں تمہیں استعمال کرنے کے بعد اپنے آدمیوں کے حوالے کرنے سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔۔ سو بالکل چپ۔۔۔ بہت ترسایا ہے تم نے مجھے۔۔ اب بس۔۔۔!" اسکے لرزتے لبوں کو اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے رگڑتے ہوئے زاویار بیگ نے سفاکیت سے کہا۔۔ مشال کا رواں رواں کانپ اٹھا۔۔ بے اختیار اسکا سر نفی میں ہلا تھا۔۔ لیکن زاویار نے بنا وقت ضائع کیے اسے اپنے ساتھ گھسیٹا۔ مشال نے روتے ہوئے پلٹ کر ضرغام کو پکارا جو ان دونوں آدمیوں کی ٹھوکروں کی زد پر تھا۔۔۔

"زاوی اسے چھوڑ دو پلیز۔۔۔اسے بخش دو۔۔۔اسکا کوئی قصور نہیں،ضر۔۔ضرغام۔۔۔!" اب وہ باقاعدہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔زاویار نے ایک ہاتھ سے اسے زمین پر دھکا دیا اور اسکے ایک ہاتھ پر پوری قوت سے اپنا بھاری بوٹ رکھ دیا۔۔مشال درد سے بے حال ہونے لگی۔

۔ایسا اسنے اسلیے کیا تھا تاکہ وہ بھاگ نہ سکے۔۔زاویار اب اپنی جینز کی پاکٹ سے رومال نکال کر اپنا زخمی چہرہ ڈھانپ رہا تھا جو جابجا نیلوں سے بھرا کافی خوفناک لگ رہا تھا۔۔اپنا کام کرکے وہ جھکا اور مشال کے ہاتھ سے اپنا پیر ہٹا کر اسنے اسے بازو سے پکڑ کر دوبارہ کھڑا کیا اور اپنے ساتھ لیے چلنے لگا۔۔مشال کے حواس اسکا ساتھ چھوڑنے لگے۔۔ وہ چند قدم ہی زبردستی اسکے ساتھ چل پائی تھی کہ بے ہوش ہو گئی۔۔زاویار نے سرعت سے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھالیا۔۔ تھوڑے ہی فاصلے پر گھاٹی تھی جو اترنے کے بعد وہ اپنے ساتھی تک پہنچ جاتا۔اسکی چال میں سرشاری سی تھی۔۔رات کی تاریکی ملم جبہ کی زمین پر سیاہی پھیلا چکی تھی۔۔

♦♦♦♦

"ارے سامعہ۔۔تم یہاں۔۔؟؟" وہ کاؤنٹر کے پاس ریسیور کان سے لگائے کھڑی تھی جب ایک شناسا آواز پر پلٹ کر مخاطب کرنے والی شخصیت کی طرف دیکھا۔۔ریسیور کریڈل پر رکھ کر وہ بے اختیار انکی طرف ہاتھ بڑھا گئی۔

"السلام علیکم۔۔۔کیسی ہیں میم۔۔؟؟" وہ اسکی سکول ٹیچر تھیں جن سے وہ آج تقریباً چھ سال بعد مل رہی تھی۔۔ دونوں نے ہی ایک دوسرے کو پہچان لیا تھا کیونکہ وہ ان سے کافی کلوز رہ چکی تھی۔۔

"وعلیکم السلام۔۔الحمدللہ بالکل فٹ فاٹ۔۔تم سناؤ۔۔!" اسکا ہاتھ گرمجوشی سے دباتے ہوئے انہوں نے نرمی سے پوچھا۔

"مجھ پر بھی کرم ہے اللہ کا۔۔!" انہیں جواب دیتے ہوئے سامعہ ہولے سے مسکرائی۔۔

"دیٹس گڈ۔۔ آؤناں تھوڑی دیر بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔!" میڈم نبیلہ نے خوشدلی سے کہا۔ سامعہ گڑبڑائی۔ وہ آج پہلی بار اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی اور آج ہی اسکا ٹکراا ایک شناسا چہرے سے ہو گیا تھا۔

"آہ۔۔ ایم سوری میم۔۔ دراصل مجھے ابھی کچھ کام ہے۔۔ میں آپ کو ابھی وقت نہیں دے پاؤں گی۔۔ آپ۔۔ مجھے بتائیں آپ یہاں کس روم میں ٹھہری ہوئی ہیں، میں خود آپ سے ملنے آجاؤں گی۔۔۔!" سامعہ نے بامشکل مسکراتے ہوئے کہا۔۔ میڈم نبیلہ کو وہ کچھ حواس باختہ سی لگی۔۔ جیسے کوئی چوری تھی جسکے پکڑے جانے کا اسے ڈر تھا۔۔ انہوں نے برا منائے بغیر اسے اپنا روم نمبر بتا دیا۔۔ وہ کل صبح ان سے ملنے کا وعدہ کر کے اپنے کمرے میں آگئی۔۔ اسکا دل سست روی سے دھڑک رہا تھا۔۔ مستقبل ایک سوالیہ نشان بن کر اسکے سامنے کھڑا ہوا تھا۔۔ ضیغم نے اسے اس پر آسائش ہوٹل میں کچھ دن کے لیے قیام کروا تو دیا تھا مگر اب وہ سوچ رہی تھی کہ آخر کب تک یہاں چھپی رہے گی۔۔؟؟ کمرے میں یہاں سے وہاں ٹہلتے ہوئے وہ فکرمندی سے سوچ رہی تھی۔۔ میڈم نبیلہ کی شکل میں اسے امید کی ایک کرن نظر آرہی تھی۔۔ وہ ایک طلاق یافتہ خاتون تھیں جو اسکے لندن جانے سے پہلے ہی اپنی بوڑھی والدہ کے ساتھ اسلام آباد شفٹ ہو گئی تھیں۔۔ لندن جانے کے بعد اسکا ان سے رابطہ بالکل ہی منطقع ہو گیا تھا۔۔ اسکا دماغ اب بہت کچھ سوچ رہا تھا۔۔

♦♦♦♦

رات کی تاریکی چہار سو پھیل کر اطراف میں ہولناک سا منظر پیش کر رہی تھی۔۔ ہر طرف خاموشی کا راج تھا۔۔ ٹھنڈی دھیمی ہوا ہڈیوں میں گھستی جسم کو ٹھٹھرا رہی تھی۔

"لگتا ہے باس نکل گیا، چل ہم بھی چلتے ہیں۔۔!" ضرغام کے سر پر کھڑے ان دو آدمیوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی کو مخاطب کیا۔۔

"اور یہ بابو۔۔اسکا کیا کرنا ہے۔۔؟؟اسکی ٹھیک سے تواضع تو کر لے پہلے۔۔۔!"اس شخص نے بولنے والے کو جواب دیا۔۔

"ارے چھوڑ اسکو۔۔۔بے چارہ پہلے ہی ادھ مواہوا ہے۔۔اور کوئی اس وقت یہاں نکل آیا تو ہم بھی مریں گے۔۔ چل چلتے ہیں یہاں سے۔۔!"اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسنے سرسراتے لہجے میں کہا۔

"اور اگر باس کو پتہ چل گیا کہ ہم نے اسکے ہاتھ پیر نہیں توڑے تو وہ ویسے ہی ہمیں مار دے گا۔۔!"اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے دوسرے والے نے پریشان زدہ لہجے میں کہا۔

"یار چھوڑ بھی۔۔اس پاگل کو کون بتائے گا کہ ہم نے اسے چھوڑ دیا۔۔ویسے بھی اسکی بیوی کو تو وہ کمینہ لے گیا۔۔ یہ بابو بے چارہ اب کیا جیے گا۔۔چل ہم یہاں سے نکلیں۔۔!"اسکی بات سے انکار کرتے ہوئے اس آدمی نے پھر سے اسے وہاں سے نکلنے کا مشورہ دیا۔۔ تبھی ان دونوں کو تین چار لوگوں کے قدموں کی آواز محسوس ہوئی۔۔آواز زرا دور سے آرہی تھی مگر وہ الرٹ ہو گئے۔۔

"لے آگیا کوئی۔۔چل بھاگ یار۔۔!"پہلے والی نے ڈرتے ہوئے کہا۔۔دوسرے والے کو بھی خوف محسوس ہوا تو وہ دونوں مخالف سمت سے کھائی کی طرف بھاگے۔۔ تھوڑی ہی دیر میں ضیغم،مشال اور نشال وہاں آئے تھے۔۔ ضرغام کو بے ہوش پڑا دیکھ ضیغم بے تابانہ اسکی طرف بڑھا۔۔مشال کی حالت بھی ضرغام کو دیکھ کر بگڑ رہی تھی۔۔ ضیغم تیزی سے اسکے قریب بیٹھا اور اسکا سر اپنی گود میں رکھا۔۔

"ضرغام۔۔۔ضر آنکھیں کھولو۔۔!"اسکا گال تھتھپاتے ہوئے ضیغم نے تکلیف زدہ آواز میں کہا۔۔روتی ہوئی مشال نے ضرغام کا ہاتھ تھام لیا۔۔نشال بھی ضرغام کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔۔ ضیغم نے جلدی سے اسکی گردن پر اپنی دو انگلیاں رکھ کر اسکی چلتی نبض محسوس کی تھی پھر اپنی سرخ پڑتی آنکھیں میچ کر ایک لمبا سانس لیا۔۔وہ جھکا اور محبت سے اسکی کشادہ پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

"یہ بالکل ٹھیک ہے۔کچھ نہیں ہوا اسے۔۔!"مشال اور نشال کی طرف دیکھتے ہوئے اسنے ان دونوں کو حوصلہ دیا اور پھر اگلے ہی پل اسکے توانا وجود کو اپنے بازؤں میں اٹھالیا۔۔کندھے پر اسلیے نہ ڈالا کیونکہ اسکے سر کی چوٹ وہ دیکھ چکا تھا۔۔اس وقت سکی ریزورٹ تک پہنچنے کا آسان راستہ وہی گھاٹی تھی جس سے وہ مجرم بھاگا تھا جس کا چہرہ نا دیکھنے کا افسوس ضرغام کی حالت دیکھنے کے بعد مزید بڑھ گیا تھا۔۔ضرغام کو اٹھائے وہ گھاٹی کی طرف آیا تھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا نیچے اترنے لگا۔۔مشال اور نشال کے قدموں کی رفتار بھی تیز تھی۔پکی سڑک پر آکر اسنے ایک ٹیکسی رکوائی تھی۔۔ٹیکسی میں بیٹھ کر اسنے سکی ریزورٹ کے مینیجر کو کال کی تھی۔۔پھر جب وہ تینوں ضرغام کو لے کر ہوٹل پہنچے تو وہاں پہلے سے ہی ضرغام کے روم میں ڈاکٹر موجود تھا۔۔اسے فوراً ٹریٹمنٹ دیا گیا تھا۔۔سر کی چوٹ کافی گہری تھی جس کی وجہ سے وہ وقتی طور پر اپنے ہوش گنوا بیٹھا تھا۔۔۔تقریباً چالیس منٹ بعد ڈاکٹر نے انہیں "اوکے" کی رپورٹ دی تھی تو ان تینوں نفوس کی جان میں جان آئی۔۔نشال تو ضیغم کے شانے پر سر ٹکا کر رو پڑی جبکہ مشال ضرغام کے سرہانے بیٹھی بس بھیگی آنکھوں سے اسکا چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔

"ضر اور مشال نے بتایا تھا کچھ۔۔؟؟کسطرف گئے ہیں وہ۔۔؟؟"اسکا ہاتھ تھامے چلتے ضیغم نے نرمی سے پوچھا۔۔

"آئی ڈونٹ نو۔۔شام ہونے سے پہلے ہی نکلے تھے دونوں,اب تو کافی دیر ہو چکی ہے۔۔ہمیں بھی واپس چلنا چاہیئے، اندھیرا تو ہو رہا ہے ہو سکتا ہے وہ دونوں واپس ہوٹل چلے گئے ہوں۔۔!"نشال نے آہستگی سے جواب دیا۔۔ضیغم نے تقریباً آدھ میل کے فاصلے پر نظر آتے درختوں کے جھنڈ کی طرف دیکھا۔۔اسے دور سے ہی وہاں ہلکی سے ہلچل ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔

"ہمم۔۔ہو سکتا ہے۔۔!"ضیغم نے سنجیدگی سے کہا۔۔

"تو چلیں ناں پھر ہم بھی واپس چلتے ہیں۔۔رات ہو رہی ہے مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔!"اسکا بازو تھامتے ہوئے نشال نے بے چینی سے کہا۔ضیغم نے سنجیدہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"میری موجودگی میں تمہیں ڈرنا نہیں چاہیئے بیوی۔۔۔ابھی میرا واپس جانے کا موڈ نہیں ہو رہا سو چپ چاپ میرے ساتھ چلتی رہو۔.!" اسکے گرد بازو پھیلاتے ہوئے ضیغم نے سنجیدگی سے کہا۔۔

"اچھا تو اس طرف کیوں جا رہے ہیں۔۔وہاں جنگلی جانور بھی ہو سکتے ہیں!" اسے درختوں کے جھنڈ کی طرف بڑھتے دیکھ نشال نے احتجاجاً کہا۔

"مجھ سے خطرناک جانور کوئی نہیں ہو سکتا۔۔، اسلیئے ڈرنا ہے تو مجھ سے ڈرو۔۔اور کسی سے نہیں۔۔!" اسے خود سے لگائے چلتا وہ سرد لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔نشال کو سردی کا شدید احساس ہو رہا تھا۔وہ اپنے فیصلے پر پچھتا رہی تھی جب شام میں ضیغم کے ملم جبہ آتے ہی اسنے وادی دیکھنے کی ضد کی تھی اور اب اسکی ضد کا نتیجہ اسکے سامنے ہی تھا۔۔

اب وہ دونوں کافی حد تک درختوں کے اس جھنڈ تک پہنچ چکے تھے۔۔معاً ضیغم کی نگاہ سامنے سے ایک مرد کو آتے دیکھ کر ٹھٹھکی۔۔منہ کو رومال سے ڈھانپے وہ ادھر ادھر نظریں دوڑاتا نیچے کی طرف جاتی گھاٹی کی طرف مڑ رہا تھا۔جو پکی سڑک کی طرف جاتی تھی۔۔اس لڑکے کے ہاتھوں میں بے ہوش وجود پر ان دونوں کو ایک ہی لڑکی کا گمان ہوا تھا۔نشال منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے چیخی۔۔

"مشال۔۔۔۔۔۔۔۔!" اسکی چیخ سن کر زاویار بیگ اس طرف متوجہ ہوا تھا۔۔ ضیغم نشال کو وہیں چھوڑ کر سرعت سے زاویار بیگ کی طرف بھاگا۔۔جس کی نگاہ کا مرکز اس پل نشال تھی۔۔نشال کا چمکتا شفاف چہرہ رات کی سرمئی تاریکی میں زاویار بیگ کی نیت خراب کر گیا تھا، ہوش تو اسے تب آیا جب اسکے قریب پہنچتے ہی ضیغم نے اسکے منہ پر ایک زوردار تھپڑ امارا۔۔وہ لڑکھڑا سا گیا۔۔توازن خراب ہونے کی وجہ سے مشال پر اسکی گرفت ہلکی ہوئی تو ضیغم نے پھرتی سے اسکی قید سے مشال کو اپنی جانب کھینچ لیا۔۔قریب آتی نشال نے مشال کے بے ہوش وجود کو ضیغم سے لے کر خود میں بھینچا۔۔اتنے میں زاویار بیگ کی نگاہ نشال سے ہٹ کر ضیغم پر پڑی۔۔مضبوط توانا لمبا جسم۔۔ جسکے چہرے سے ہی اسکی طاقت کا اندازہ ہو رہا تھا۔ ضیغم نے قہربار نظروں سے اسے گھورتے ہوئے دوبارہ اس پر

حملہ کیا۔۔زاویار نے جلدی سے پلٹا کھا کر خود کو اسکی کک سے بچایا تھا۔۔اسے اس پل مشال کو وہاں سے لے جانا ناممکن سا لگنے لگا۔۔اسکے ساتھی بھی اس سے اتنے فاصلے پر تھے کہ وہ انہیں مدد کے لیے پکار نہیں سکتا تھا اس لیے پوری ہوشیاری سے اسنے ضیغم کی ٹانگ پر ایک کک ماری تھی جو ضیغم کے ٹانگ بچا لینے پر بس فضا میں گھوم کر واپس آگئی۔۔ ضیغم نے اسکی شرٹ دبوچ کر اسے ایک جھٹکے سے پیچھے کی طرف اچھالا۔۔وہ نیچے کی طرف گھسٹتا چلا گیا۔۔ ضیغم لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس تک پہنچا اور اوندھے منہ پڑے زاویار کے چہرے سے رومال اتارنا چاہا تھا اور یہی وہ وقت تھا جب زاویار نے سرعت سے اپنی ٹانگ گھمائی تھی اور اسکے سینے پر اپنا بھاری بوٹ مارا۔۔ ضیغم ایک پل کو لڑکھڑایا تو وہ تیزی سے اٹھا اور گھاٹی سے نیچے کی طرف بھاگا۔۔ ضیغم بھی اسکے پیچھے بھاگا۔۔زاویار بیگ اپنی دکھتی ٹانگ کی پرواہ کیے بغیر اپنی پوری رفتار سے بھاگ رہا تھا۔۔ ضیغم کے لیے اپنی پشت پر لگی گن سے زاویار بیگ کا نشانہ لینا کچھ مشکل نہیں تھا مگر وہ اس شخص کو اپنے زور بازو پر ہی ختم کر سکتا تھا۔۔گھاٹی اترتے ہی زاویار دو چھلانگیں لگاتا، گرتا پڑتا وہاں پہلے سے ہی موجود جیپ میں چڑھا۔۔

"گاڑی چلا جلدی۔۔۔۔!" وہ چلایا تھا۔۔

ڈرائیونگ سیٹ پر موجود شکیل نامی آدمی نے سرعت سے گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔اسے گاڑی میں بیٹھتا دیکھ ضیغم نے اپنی پشت سے گن نکالی۔۔اب وقت تھا کہ وہ اپنی گن کا استعمال کرتا۔لیکن اس سے پہلے کہ وہ ایسا کچھ کرتا اسے نشال کی چیخ سنائی دی۔۔اسنے ایک سلگتی نظر دور جاتی جیپ پر ڈالی پھر واپس اوپر کی طرف بھاگا۔۔وہ جب تک اوپر پہنچا نشال، مشال کو ہوش دلانے میں کامیاب ہو چکی تھی۔۔ ضیغم کو قریب آتا دیکھ روتی ہوئی مشال اسکی طرف بڑھی۔۔۔

"ضیغم بھائی۔۔وہ۔۔وہ انہوں نے ضرغام کو بہت مارا ہے۔۔۔اسے بچا لیں پلیز۔۔وہ لوگ ابھی بھی اسے مار رہے ہوں گے۔۔وہ۔۔مم۔۔مر جائے گا۔۔۔!!" مشال نے روتے ہوئے کہا۔نشال کی آنکھوں میں بھی اس پل

آنسو تھے۔۔ ضیغم نے اپنے لب بھینچتے ہوئے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

"کچھ نہیں ہو گا اسے۔۔ تم مجھے اسکے پاس لے کر چلو...!" ضیغم نے اسے یقین دلانے والے انداز میں کہا۔
پھر وہ تینوں درختوں کے اس جھنڈ میں داخل ہو گئے جسے دور سے ہی دیکھتے ہوئے نشال کو خوف محسوس ہو رہا تھا مگر اب وہ بلا خوف و خطر ضرغام کی فکر میں مشال کی نشاندہی پر چلتے ضیغم کے ساتھ چل رہی تھی۔۔

♦♦♦♦

نشال کی پیٹھ سہلاتے ہوئے ضیغم نے اسے صوفے پر بٹھا دیا۔۔ کچھ دیر اسے سمجھاتا رہا پھر خود مشال کے پاس آیا۔۔

"وہ بالکل ٹھیک ہے اب۔۔ اسطرح روتی رہو گی تو جب یہ جنگلی ہوش میں آئے گا تو ناراض ہو جائے گا تم سے۔۔ خود کو سنبھالو گڑیا۔۔" مشال کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسنے دھیمی آواز میں کہا۔۔ لہجے میں حلاوت گھلی ہوئی تھی۔۔ مشال نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔

"یہ ہوش میں کب آئے گا۔۔؟؟" اسکی باریک آواز بہت دھیمی تھی۔۔

"شاید دو یا تین گھنٹوں میں۔۔ تم فکر مت کرو۔۔ اور۔۔ فریش ہو جاؤ۔۔ ہمت کرو اور تھوڑا بہت کھانا کھالو۔۔!" ضیغم نے سنجیدہ لہجے میں اسے حوصلہ دینے کے ساتھ ساتھ حکم بھی دیا۔۔

"نشال تم بھی ریلیکس ہو جاؤ۔۔ میں ویٹر سے کہتا ہوں یہیں ٹیبل لگا دے۔۔ تم دونوں ڈنر کر لو۔۔!" نشال کی طرف آتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے کہا۔۔۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔۔!" سوں سوں کرتی نشال نے جواب دیا۔۔ وہ بالکل اسکے قریب آ کر رکا۔۔

"اگر تم یوں بہانے بناؤ گی تو مشال کو کون کھلائے گا نشی۔۔؟؟ اپنا نہیں تو اسکا ہی خیال کرو۔۔ خود کو سنبھال پاؤ گی تو بہن کو سنبھالو گی ناں۔۔؟؟" اسکی بھیگی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ضیغم نے قدرے سنجیدگی سے کہا۔۔ نشال شرمندہ سی ہو کر اپنا سر جھکا گئی۔

"اٹھو شاباش۔۔ فیس واش کرو اور مشال کو سنبھالو۔۔ میں روم میں جا رہا ہوں، تم مشال کو ڈنر کروا کر، اچھے سے ہینڈل کر کے پھر آ جانا۔۔!" نرم لہجے میں اسے سمجھا کر ضیغم نے اسکا گال تھپتھپایا۔۔ نشال نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا تو وہ مطمئن ہو کر وہاں سے چلا گیا۔۔ تھوڑی ہی دیر میں ویٹر ٹرالی گھسیٹتا لے آیا تو نشال اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ اب اسے ضیغم کے کہے پر عمل کرنا تھا۔۔

♦♦♦♦

چھوٹے سے کمرے میں اس پل تین نفوس تھے۔۔ ایک اسکی مرہم پٹی کر رہا تھا جبکہ دوسرا اسکے گرد میں اٹے سلکی بالوں میں شیمپو کر رہا تھا۔۔ وہ آنکھیں موندے چارپائی پر چت لیٹا ہوا تھا۔ بند آنکھوں میں تھوڑی دیر پہلے کا منظر گھوم رہا تھا۔۔ ضرغام سے پڑنے والی مار۔۔۔۔ اور پھر۔۔ پھر وہ ایس-پی۔۔۔ ہاں وہ مضبوط جسامت کا مالک شخص جسکے وجیہہ چہرے پر کرختگی اور آنکھوں میں ایک جہان تسخیر کر لینے کا غرور تھا، جس کے خدوخال ضرغام سے اس قدر مشابہہ تھے کہ پہلی نظر میں اسے یہی لگا کہ ضرغام اسکے سامنے آ کھڑا ہوا ہے، تو یقیناً وہ ضرغام کا بھائی ہی ہو سکتا تھا۔۔ مگر۔۔۔

ہاں مگر وہ لڑکی۔۔۔ وہ جو بالکل مشال کی فوٹو کاپی تھی، وہ کون ہو سکتی تھی۔۔ اسکا شہابی چہرہ زاویار بیگ کی آنکھوں میں کھب سا گیا تھا۔ موبائل پر ہوتی بیل نے اسکی سوچوں میں خلل پیدا کیا تھا۔۔ وہ سیدھا ہو بیٹھا۔۔ اسکے یوں بیٹھ جانے سے گیلے بال اسکی گردن سے چپک گئے۔ زاویار نے کال ریسیو کر کے فون کان سے لگا لیا۔۔ کال سکی ریزورٹ سے اسکے خاص بندے کی تھی۔

"بولو غانی۔۔۔!" زاویار نے اسے بولنے کا حکم دیا تھا۔

"سرکار وہ دو بھائی ہیں، بڑا بھائی ایس-پی ہے اور یہاں آپکا مشن خراب کرنے آیا ہے۔۔ چھوٹا والا تو آج زخمی حالت میں ہے۔۔ دونوں بھائیوں کی بیویاں آپس میں بہنیں ہیں اور جڑواں ہیں۔۔ ایک بہن۔۔" وہ بتاتا چلا جارہا تھا مگر جو زاویار بیگ کو جاننا تھا وہ اسے پتہ چل چکا تھا۔۔ زاوی کے لبوں پر پراسرار مسکراہٹ رینگنے لگی۔۔ پھر اس مخبر سے دونوں کے روم نمبرز پوچھ کر اسنے کال ڈسکنیکٹ کردی۔۔۔

"ایس-پی ضیغم اجلال۔۔۔!" زاویار نے زیر لب اسکا نام لیا جو ابھی اس مخبر نے اسے بتایا تھا۔۔

"تمہارے ساتھ تو اب زاوی ایسی گیم کھیلے گا کہ تم دیکھتے رہ جاؤ گے۔۔ سوچنے سمجھنے کا موقع بھی نہیں ملے گا تمہیں۔۔ بس۔۔۔ تڑپتے رہ جاؤ گے۔۔۔!" زیر لب بڑبڑاتے ہوئے وہ مسرور نظر آرہا تھا۔۔

وہ چارپائی سے اٹھا اور اس کمرے سے نکل کر دوسرے بڑے کمرے میں آگیا۔۔ یہ کمرہ قدرے پرآسائش تھا۔۔ وہ آرام دہ چال چلتا بیڈ پر آبیٹھا۔۔ تبھی ایک آدمی اسکے کمرے میں آیا تھا۔۔

"باس۔۔ سر پی-ڈی آئے ہیں۔۔!" ان میں سب کو پیٹر کا یہی نام پتہ تھا۔۔ زاویار کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔۔ اسنے موبائل کی سکرین پر وقت دیکھا۔۔ رات کے ساڑھے آٹھ بج رہے تھے۔۔ تھوڑی ہی دیر میں پیٹر اسکے سامنے موجود تھا۔۔ وہ جیسے ہی کمرے میں آیا اسکی حالت دیکھ کر چونک اٹھا۔۔

"تو یعنی ایس-پی نے یہاں آتے ہی اپنا کام کر دکھایا۔۔؟؟" وہ پوچھے بنا رہ نہ پایا۔۔

"کام تو اب میں اسے کرکے دکھاؤں گا۔۔ اسنے میرے منہ سے نوالہ چھینا ہے ناں۔۔۔ میں اب اسکا زندگی بھر کا رزق چھین لوں گا۔۔!" سرد، زہریلے لہجے میں کہتے ہوئے زاویار آخر میں کمینگی سے مسکرایا۔۔۔

"کرنا کیا ہے۔۔؟؟" اسکے سامنے چیئر گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے پیٹر نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔ زاویار بیگ دھیرے دھیرے بولنے لگا۔ جیسے جیسے وہ اسے پلان بتارہا تھا پیٹر کے چہرے کا رنگ متغیر ہورہا تھا۔۔۔

"تم پاگل ہو گئے ہو زاوی۔۔ ایک لڑکی کے لیے تم بلیک مون گینگ کا سارا مشن تباہ کر رہے ہو۔۔ اور پھر۔۔۔ ابھی جو تم کہہ رہے ہو۔ یہ۔۔۔ یہ بہت رسکی ہے۔۔ ہم دونوں پھنس سکتے ہیں۔۔ اپنا حال دیکھو۔۔ وہ پہلے ہی تمہارا حشر نشر کر چکا ہے، وہ سالا ایس-پی اسی ہوٹل میں ہے۔۔ اگر اسنے ہمیں دیکھ لیا تو۔۔۔ نو نیور۔۔۔" بات ادھوری چھوڑتے ہوئے پیٹر نے نفی میں گردن ہلائی۔۔ زاویار کے چہرے پر ناگواری بھرے تاثر نمایاں ہونے لگے۔۔

"بکواس مت کرو پیٹر، میں ویسے بھی پچھلے پانچ دن سے اسی ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہوں۔۔ کل صبح آٹھ بجے میری بکنگ۔۔ وہاں اس ہوٹل میں ایکسپائر ہو جائے گی۔۔ سو میرا پلان اس لحاظ سے بالکل بھی رسکی نہیں ہے۔۔ ہم کامیاب رہیں گے، اور پھر اس ایس-پی کو کیا خبر کہ میں پچھلے پانچ دنوں سے اسی ہوٹل میں قیام پذیر ہوں۔۔؟ اسنے کونسا آج آتے ہی وہاں کے سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کیے ہوں گے اور ویسے بھی اسنے ابھی تک میرا چہرہ نہیں دیکھا، مشال کے شوہر نے دیکھا ہے مگر وہ زخمی ہے تو یقیناً آج کی رات اسنے سوتے میں ہی گزارنی ہے۔۔ سو جسٹ ریلیکس۔۔ میرا ساتھ دو۔۔ اس میں ہم دونوں کا ہی فائدہ ہے۔۔!" زاویار نے خود پر ضبط کرتے ہوئے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔

"تو کیا یہ اتنی مار تم نے اس سے سات پردوں کے درمیان کھائی ہے۔۔؟؟" پیٹر نے اس پر طنز کیا۔۔

"دماغ خراب مت کرو پیٹر۔۔ کہہ رہا ہوں ناں کہ اسنے مجھے نہیں دیکھا۔۔!" زاویار نے چڑتے ہوئے کہا۔۔

"چلو۔۔ بھلے ہی اب نہ دیکھا ہو بٹ زاویار بیگ وہ ائرپورٹ کا سارا ریکارڈ چیک کر کے یہاں آیا ہے۔۔ تمہاری پاسپورٹ والی تصویر یقیناً اسکے پاس ہو گی۔۔!" پیٹر کسی صورت اسکا پلان ماننے کے حق میں نظر نہیں آرہا تھا۔۔ تبھی اپنے شستہ انگریزی لب و لہجے میں اسے دلائل دے رہا تھا۔

"پیٹر کیا تم اندھے ہو۔۔؟؟ تمہیں میری پاسپورٹ والی تصویر اور میرے اس حلیے میں کوئی فرق نظر نہیں آرہا۔۔؟؟" زاویار اسکے بات کو طول دینے سے بگڑ رہا تھا۔۔ پیٹر ڈیوس ایک پل کو خاموش ہوا۔۔

"تم مجھے مرواؤ گے زی۔۔۔ منگورہ سے جو تین آدمی پکڑے گئے ہیں ان میں سے ایک نے مجھے دیکھا ہوا ہے۔۔ وہ اب تک اس ایس-پی کو میرا حلیہ بتا چکا ہو گا۔۔ وہ تمہیں نہ سہی مگر مجھے پہچان لے گا۔۔!" پیٹر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اس بار زاویار سوچنے پر مجبور ہوا تھا۔۔۔

"یہ جو میں پچھلے بیس دن سے ایک انگریز سیاح کی حیثیت سے یہاں گھوم رہا ہوں ناں۔۔ اب بچ نہیں پاؤں گا۔۔!" پیٹر نے خوفزدہ ہو کر کہا۔ زاویار نے ایک گہری نظر اسکی نیلی آنکھوں اور بھورے بالوں پر ڈالی۔۔ گالوں پر اگی شیو بھی سنہری مائل تھی۔۔

"ہمم اسکا علاج بھی ہے میرے پاس۔۔۔!" کہتے ہوئے زاویار نے اپنا موبائل کان سے لگایا اور ایک نمبر ڈائل کرنے لگا۔۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک لڑکی ٹائپ لڑکا اپنے ہاتھ میں ایک باکس لیے وہاں آ گیا تھا۔۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی محنت کے بعد وہاں کوئی پیٹر نہیں تھا۔۔ اسنے آئینے میں خود کو دیکھا تو وہ خود بھی خود کو نہ پہچان پایا۔۔ وہ اس پل ایک مکمل ایشیائی مرد دکھ رہا تھا۔۔ وہ کہیں سے بھی پیٹر ڈیوس نہیں لگ رہا تھا۔۔ زاویار نے مسکراتی نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا پھر بھنویں اچکائیں جیسے پوچھ رہا ہو کہ اب بتاؤ۔۔۔ بدلے میں پیٹر بھی مسکرا دیا۔۔ ایک کمینی۔۔ خباثت بھری مسکراہٹ۔۔۔ تھوڑی ہی دیر میں زاویار بیگ سیاہ برقع پہن کر تیار ہو چکا تھا۔۔ اب وہ دونوں گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔۔ ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔ گاڑی سکی ریزورٹ کو جاتے راستوں پر جا رہی تھی۔۔

♦♦♦♦

گھڑی نے رات کے دس بجائے تو وہ مشال کو بے فکر ہو کر تھوڑی دیر آرام کرنے کی تاکید کرتی اسکے کمرے سے نکل آئی۔۔ ڈھائی گھنٹے گزر چکے تھے مگر ضرغام کو ہوش نہیں آیا تھا۔۔ مشال کی خستہ حالت بتا رہی تھی کہ وہ بھی راہ محبت پر چل نکلی ہے۔۔ ضرغام نے مشال سے شادی کرنے سے پہلے نشال اور ضیغم کے سامنے دو سال کا وقت مانگا تھا مگر وہ تو چند دنوں میں ہی مشال کو اپنا اسیر کر چکا تھا جس سے مشال خود بھی انجان تھی۔۔ وہ روم میں آئی تو وہ

کمرے میں ٹہلتا سگریٹ سلگا رہا تھا۔ اسکے اندر آجانے پر سلگتی نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔۔نشال کو اسکی نگاہوں کا مفہوم سمجھ نہ آیا تو وہ ہولے سے مسکرا دی۔۔ ضیغم لب بھینچے سرخ آنکھوں سے اسی کو گھور رہا تھا۔۔ اب کی بار نشال کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں۔۔؟؟" اسکے قریب آتے ہوئے نشال نے نرم لہجے میں استفسار کیا۔۔ ضیغم کی آنکھوں میں غضب کا اشتعال ہلکورے لے رہا تھا۔۔ نشال کا دل بے اختیار دھڑکا۔۔ اسنے نامحسوس انداز میں پیچھے کی طرف قدم بڑھائے۔۔ ضیغم نے سرعت سے ایک قدم اسکے قریب ہو کر سختی سے اسکے بازو دبوچ لیے۔۔

"کیوں کیا ایسا۔۔۔؟؟" اسکی آنکھوں میں اپنی دہکتی آنکھیں گاڑتے ہوئے وہ دہاڑا۔۔ نشال کا سانس سینے میں ہی اٹک گیا۔۔ اسنے بمشکل اپنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری۔۔

"کک۔۔۔کیسا۔۔؟؟" نشال نے انجان بننے کی ناکام کوشش کی وگرنہ ضیغم کی خون چھلکاتی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ حقیقت جان چکا ہے۔۔

"تمہیں نہیں پتہ کیسا ہے۔۔؟؟ نہیں پتہ تمہیں۔۔؟؟ نہیں پتہ کہ میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں۔۔؟؟" اسکے بازوؤں پر اپنی آہنی گرفت سخت کرتے ہوئے وہ سرد لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔نشال کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی۔۔

"ضیغم۔۔آ۔۔آپ میری بات سنیں پلیز۔۔۔!" نشال نے ڈرتے ڈرتے کہا۔۔ اسے ضیغم کی فولادی انگلیاں اپنے گوشت میں دھنستی محسوس ہو رہی تھیں۔

"کیا سنوں۔۔ہاں۔۔؟؟ میرے سننے کو تم نے چھوڑا ہی کیا ہے نشال بیگم۔۔۔!" ایک جھٹکے سے اسکے بازو اپنی جارحانہ گرفت سے آزاد کرتے ہوئے وہ چلایا۔۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے بیڈ پر گری۔ آنسو آنکھوں سے نکل کر رخساروں پر بکھرنے لگے۔۔

"دل تو کر رہا ہے تمہاری جان لے لوں۔۔۔انتہائی بے وقوف اور کم عقل لڑکی ہو تم۔۔سب۔۔۔سب برباد کر دیا تم نے۔۔!"غصے سے پاگل ہو تا وہ اس پل نارمل نہیں لگ رہا تھا۔۔نشال اسکے جلال سے ڈرتی کھسک کر پیچھے ہوتی بیڈ کے کونے سے جا لگی جہاں کمرے کی دیوار تھی۔۔

"میں ہماری اولاد کو نہیں مار سکتی ضیغم۔۔اسی لیے۔۔مم۔۔میں نے۔۔وہ پلز نہیں لیں۔۔!"نشال نے روتے ہوئے جیسے اپنے جرم کا اعتراف کیا تھا۔۔۔

ضیغم چپ چاپ بیڈ پر بیٹھ گیا اور اپنا سر ہاتھوں میں تھام لیا۔۔کچھ لمحے یونہی سرک گئے۔وہ ایک کونے میں دبی سسکیاں لیتی رہی جبکہ وہ خود کو کمپوز کرنے کی ناکام کوشش کرتا رہا۔۔پھر سیدھا ہوا اور پلٹا۔۔ہاتھ بڑھا کر روتی ہوئی نشال کو اپنی جانب کھینچا اور اس پر جھکا۔۔غلافی آنکھوں میں رونے کے باعث گلابی پن اتر رہا تھا۔۔ضیغم نے بغور اسکی قاتل آنکھوں میں جھانکا۔۔

"مجھے۔۔۔یہ بچہ نہیں چاہیئے نشال۔۔۔ سمجھ رہی ہو تم۔۔۔؟؟"اسکی آنکھوں میں دیکھتا وہ برف لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔اسکی بات سنتی نشال کے لبوں نے بے اختیار سسکی روکنے کو اپنے دانتوں کا تشدد برداشت کیا تھا۔۔دل کا درد حد سے سوا تھا۔۔اسنے ہمت کرتے ہوئے اسی وقت نفی میں گردن ہلائی تھی۔

"ایسا مت کہیں پلیز۔۔میں مر جاؤں گی۔۔!"ضیغم کے حصار میں قید نشال نے التجا کی تھی۔۔

"اور اگر میں مر گیا تو تب کیا کرو گی۔۔۔؟؟؟کیا اس بچے کو اسکے باپ کا پیار دے سکو گی۔۔؟؟کیا اسکی شخصیت میں خلا آنے سے روک پاؤ گی۔۔؟؟کیا اس میں احساس محرومی کو پیدا ہونے سے روک پاؤ گی۔۔؟؟بولو۔۔؟؟بولو ناں اب۔۔؟؟"اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ سختی سے پوچھ رہا تھا۔۔اسکی منطق پر نشال اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔۔

"تم نے غلط کیا ہے نشال۔۔۔اس بچے کو اپنے وجود میں پال کر،وہ پلز نہ لے کر تم نے اپنی جان خطرے میں ڈال دی ہے کیونکہ ،ابارشن تو تمہیں کروانا پڑے گا۔۔کروانا پڑے گا کیونکہ مجھے اس دنیامیں دوسرا ضیغم اجلال نہیں چاہئیے۔۔۔سنا تم نے۔۔۔؟؟"اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولتا آج وہ اپنا آپ اس پر آشکار کر گیا تھا۔۔اسکی تکلیف دہ سوچ آج نشال پر واضح ہو چکی تھی۔۔اسنے ضیغم کے سینے پر ہتھیلیاں رکھتے ہوئے اسے خود سے دور دھکیلا۔۔

"اتنے بزدل ہیں آپ۔۔؟؟اس قدر خوفزدہ ہیں موت سے۔۔؟؟"اسکی طرف غصے سے دیکھتی وہ چلائی۔۔اس پر زندگی میں پہلی بار ضیغم اجلال کا کوئی خوف آشکار ہوا تھا۔۔

"موت سے خوفزدہ نہیں ہوں۔۔یہ بات تم بھی جانتی ہو۔۔میں اس وجود سے خوفزدہ ہوں جسے تم اس دنیا میں لانے کی بات کر رہی ہو۔۔میری موت کے بعد اسکی اس تکلیف سے خوفزدہ ہوں جو بن باپ کے وہ برداشت کرے گا۔۔جو ماں ہونے کے باوجود تم بھی شاید کبھی سمجھ نہیں پاؤ گی نشال۔۔۔تم کیوں نہیں سمجھتیں۔۔میری زندگی میری نہیں ہے۔۔پتہ نہیں کب کس دشمن کی بے نام گولی مجھے موت کے گھاٹ اتار دے۔۔۔اس لیے خدارا مجھے مجبور مت کرو کہ میں تمہارے ساتھ سختی برتوں۔۔۔میں جو کہہ رہا ہوں اسکے لیے اپنا مائنڈ پریپئیر کرلو۔۔لاہور جاتے ہی پہلے تم ابارشن کرواؤ گی۔۔۔!"اسے سمجھانے کی کوشش کرتا وہ اس پل خود بھی اذیت سے گزر رہا تھا۔۔نشال کے آنسوؤں کی رفتار میں اضافہ ہو چکا تھا۔۔۔

"تو چھوڑ کیوں نہیں دیتے یہ جاب۔۔۔؟؟"وہ روتے روتے چلائی۔۔ ضیغم نے بڑے ضبط سے اسکے سرخ چہرے کی طرف دیکھا۔۔

"یہ میرے لیے ممکن نہیں ہے۔۔۔!"ضیغم نے مضبوط لہجے میں جواب دیا۔۔نشال نے تاسف زدہ انداز میں اسے دیکھا۔۔۔

"تو پھر مجھے چھوڑ دیں۔۔۔۔!" ضیغم کو گھورتی وہ غصے سے بولی۔۔اسکی اس آفر پر وہ دھیرے سے مسکرایا۔۔ براؤن آنکھوں کی اذیت اس پل نشال کا دل چیر رہی تھی۔۔۔

"یہ میرے لیے ناممکن ہے۔۔۔!" ضیغم نے آہستگی سے کہا۔۔پھر اسکی طرف بڑھا اور مٹھی میں دبا پلز کا خالی پتا اسکی ہتھیلی پر رکھا۔۔

"یہ دو یا تین پلز ہی اپنا کام دکھا دیتی ہیں، مجھے بے وقوف بنانے کے لیے تم یہ خالی پتا اپنے ساتھ لیے پھر رہی ہو کیونکہ تم خود بے وقوف ہو۔۔اگر میں یہ پتا کانٹینینٹل ہوٹل سے روانہ ہونے سے پہلے دیکھ لیتا تو تمہیں سچ مچ یہ پتا خالی کرنا پڑتا مگر خیر۔۔۔ایسی بات ہے تو پھر، ایسے ہی سہی۔۔۔اب برداشت کرنا تکلیف۔۔۔تم نے خود اپنے لیے چنی ہے۔۔!" سرد مہری سے کہہ کر وہ پلٹا اور کمرے سے ملحق سٹڈی روم میں جا گھسا۔۔نشال نے ڈبڈبائی نظروں اپنے ہاتھ میں موجود اس خالی پتے کو دیکھا۔اسے شدت سے اپنی بے وقوفی احساس ہو رہا تھا۔۔جس چیز کو وہ ضیغم سے حقیقت چھپانے کے لیے ساتھ لیے پھر رہی تھی اسی نے ضیغم پر حقیقت آشکار کر دی تھی۔۔۔وہ کافی دیر یونہی کھڑی روتی رہی۔۔پھر ایک خیال آیا تو جلدی سے موبائل ہاتھ میں لے کر شازمہ بیگم کو کال ملانے لگی۔۔ اب وہ ہی اسکی مدد کر سکتی تھیں۔۔

♦♦♦♦

سیاہ رات۔۔۔۔تیز ٹھنڈی ہوا اسکے جسم سے ٹکراتی ہڈیوں میں گھس رہی تھی۔۔اسکا جسم بالکل مفلوج ہو چکا تھا، پورے جسم کی قوت صرف کرنے کے بعد بھی وہ اپنے ہاتھوں پیروں کو حرکت دینے سے قاصر ہو رہا تھا۔۔ آنکھیں اس قدر دھندلی ہو گئیں تھیں کہ مشال کا چہرہ دھندلا رہا تھا۔۔اسکی آہیں ضرغام کا دل چیر رہی تھیں مگر اس پل دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔وہ چاہنے کے باوجود بھی اسکے لیے کچھ کر نہیں پا رہا تھا۔۔بے بسی کے شدید احساس تلے اسکی بند آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر کنپٹیوں میں جذب ہوئے۔۔پھر اچانک جانے کہاں سے اس میں

اتنی قوت آگئی کہ وہ اپنے پورے قد سے کھڑا ہو گیا۔۔ اسنے اطراف میں پھیلے گھنے جنگل میں بے تابانہ نگاہ دوڑائی۔۔وہ کہیں نہیں تھی۔۔ ضرغام اندھا دھند یہاں وہاں بھاگ رہا تھا مگر وہ پری پیکر وجود کہیں نہیں تھا۔ اسکا مضبوط جسم پسینہ پسینہ ہو گیا، ٹانگیں شل ہو گئیں۔۔ جنگل اتنا بڑا تھا کہ اسے باہر نکلنے کا راستہ ہی نہیں مل رہا تھا۔۔ وہ مشال کی تلاش میں دیوانہ وار ہر ہر درخت کو چھو رہا تھا۔۔وہ یہیں کہیں ہی تو چھپی تھی۔۔۔ لیکن جانے کیوں مل نہیں رہی تھی۔۔ ضرغام کی تھکتی نگاہیں دھندلی ہونے لگیں آنسو آنکھوں سے نکلتے رخساروں کو بھگونے لگے۔۔ اسے اپنے حلق میں کانٹے سے چبھتے محسوس ہو رہے تھے مگر اسکے باوجود وہ پوری قوت سے چلایا۔۔

"مشال۔۔۔۔۔۔

مشال۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مشال۔۔۔۔۔۔۔۔" دیوانہ وار چلاتے ہوئے وہ اسکے لیے تڑپ رہا تھا۔۔ بے بسی ایسی تھی جو شاید اسنے زندگی میں پہلے کبھی محسوس نہیں کی تھی۔۔ اس کے بند لبوں میں ہلکی سی جنبش ہوتی دیکھ مشال سیدھی ہو کر بیٹھی اور نرمی سے اسکی پیشانی سے بال ہٹاتے ہوئے اسکی پیشانی سہلائی۔۔۔ ضرغام کے سختی سے بھنچے لب پھڑ پھڑائے۔۔

"مش۔۔۔ مشا۔۔۔ل۔۔۔۔ مشال۔۔۔!" اسے ہوش میں آتا دیکھ مشال کے لبوں پر ایک تشکر آمیز بھیگی مسکراہٹ آٹھہری۔۔

"مشال۔۔۔۔!" وہ اسے پکار رہا تھا۔۔ ضرغام کی بند پلکوں پر نمی سی تھی۔۔

"میں یہیں ہوں ضرغام۔۔ آنکھیں کھولو۔۔۔!" اسکا گال سہلاتے ہوئے مشال بھیگی ہوئی آواز میں بولی۔۔

"مشی۔۔۔ مشال جا۔۔۔ن۔۔۔۔!" اسکے بوجھل لہجے میں مشال کے لیے تڑپ تھی۔۔ مشال کو سمجھ نہ آئی کہ اسے کیسے ہوش دلائے۔۔ صوفوں کے سامنے میز پر رکھے پانی کے جگ پر نظر پڑی تو وہ جلدی سے بیڈ سے اتری۔ گلاس میں جگ سے پانی انڈیلا۔۔

وہ اسے پکارتا اٹھ بیٹھا۔۔مشال نے گلاس چھوڑ کر اسکی طرف دیکھا جو بیڈ کے وسط میں بیٹھا لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔۔ضرغام کو اپنے سر میں ٹیس سی اٹھتی محسوس ہوئی مگر پرواہ کیے بغیر وہ بیڈ سے اترا۔۔

"ضرغام۔۔۔!" اسے نرمی سے پکارتی مشال اسکی جانب بڑھی تھی جبکہ وہ جو بیڈ سے اتر کر مشال کی تلاش میں وہاں سے جانا چاہتا تھا اسکی آواز پر پلٹ کر اسکی جانب دیکھا تو ایک پل کو پتھر کا ہو گیا۔۔بنا پلکیں جھپکائے وہ اسے دیکھتا چلا گیا جیسے پلک جھپکے گی، خواب ٹوٹے گا اور وہ غائب ہو جائے گی۔۔

"مشال۔۔۔!" ضرغام بے یقین سا اسکی جانب دیکھ رہا تھا پھر سرعت سے چند قدموں کا فاصلہ ختم کرتا اس تک آیا تھا۔۔

"یہ حقیقت ہے ناں۔۔۔!" اسکے بھیگے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے وہ بھیگی آواز میں پوچھ رہا تھا۔۔انداز میں بے یقینی سی تھی۔۔مشال نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"ہاں یہ حقیقت ہے۔۔۔!" مشال نے اپنی دھیمی آواز میں اسے جواب دیا۔۔اس بار ضرغام نے پلکیں جھپکائی تھیں۔۔

ایک بار۔۔

دو بار۔۔

تین بار۔۔۔

اور پھر بار بار۔۔مگر منظر نہیں بدلا تھا۔۔وہ اسکے سامنے، اسکے پاس تھی۔۔اسے زاویار کا مشال کے بال جکڑنا یاد آیا تو اسنے بے اختیار اسکے سر سے دوپٹہ اتار کر اسکے ڈھکے ہوئے وجود کو اپنے سامنے عیاں کر دیا۔۔اسکی اس بے باک حرکت پر مشال کے گالوں پر خون سمٹ آیا مگر وہ اس وقت ہوش میں نہیں تھا بس بے تابانہ اسکی گردن اسکے

چہرے کو اپنی انگلیوں سے چھوتا وہ یقین کر رہا تھا کہ زاویار بیگ نے اسے کوئی چوٹ تو نہیں پہنچائی تھی۔۔ اسکی بے تابی سے بھٹکتی نگاہ مشال پر اسکا مقصد واضح کر گئی تھی۔۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں ضر۔۔ ضیغم بھائی وہاں آ گئے تھے، انہوں نے مجھے بچا لیا۔۔!" اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے مشال نے کپکپاتی آواز میں کہا۔ ضرغام کے سامنے یوں اپنی بے حجابی اسکا دل دھڑکا رہی تھی۔۔

تشکر کے شدید احساس تلے ضرغام کی نم آنکھوں سے پانی نکل کر شیو میں جذب ہوا۔۔ اگلے ہی پل اسنے بنا کچھ کہے مشال کو خود میں بھینچ لیا۔۔ اسے خود میں سموئے وہ جیسے اسکی موجودگی کا یقین کر رہا تھا۔۔ گرفت میں اس قدر شدت تھی کہ مشال کو اپنی دھڑکنوں کا رقص ضرغام کے سینے پر محسوس ہو رہا تھا۔۔ ضرغام کی منتشر دھڑکنیں اسکی اذیت کا پتہ دے رہی تھیں۔۔ جانے کتنے لمحے اسے یونہی خود میں بھینچے وہ اپنے بے چین دل کو قرار دیتا رہا۔۔ مشال کی حالت اسکی اس قدر نزدیکی پر خراب ہونے لگی۔۔۔ ضرغام کی دیوانگی اسکے اعصاب پر حاوی ہو رہی تھی۔۔

"ضر۔۔ ضرغام۔۔۔!" مشال کا وجود اسکے لمس سے دہکنے لگا تو وہ بھیگی آواز میں اسے ہوش دلانے کی کوشش کرنے لگی جسکی سانسوں کے علاوہ آنسوؤں کی نمی بھی اسے اپنی گردن پر محسوس ہو رہی تھی۔۔

"ضرغام۔۔۔!" اسکی گردن پر اپنا لرزتا ہاتھ رکھ کر مشال نے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔۔۔

"مر جاتا آج ضرغام۔۔۔۔ مر جاتا اگر آج آپ یہاں نہ ہوتیں۔۔۔!!" اسے اپنی بانہوں کے حصار سے آزاد کر کے اسکے پیشانی سے اپنی پیشانی ملاتا وہ حد سے زیادہ بھاری آواز میں بول رہا تھا۔۔ مشال کا دل اسکی بات پر تڑپ اٹھا۔۔

"ایسے مت کہو۔۔اللہ نہ کرے کہ تمہیں کبھی کچھ ہو۔۔!"ہمت کر کے اسکے بھیگے گال صاف کرتی وہ نرم لہجے میں گویا ہوئی۔۔ضرغام نے بے تابانہ اسکا اپنے چہرے پر حرکت کرتا ہاتھ چوم لیا۔۔۔مشال کی جان ہوا ہونے لگی۔۔ وہ اپنے ہوش و حواس میں پہلی بار اسکے نرم گرم لمس سے آشنا ہو رہی تھی۔۔

"آئندہ مجھ سے مت چھپیے گا۔۔میں جی نہیں پاؤں گا۔۔!"اسکا گلابی چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے وہ التجا کر رہا تھا۔۔مشال کی زبان تو اس پل تالو سے جا چپکی۔۔اسے اپنے رخسار پر جھکتا دیکھ مشال کی سانسیں تھمنے لگیں۔۔

"ضر۔۔غام۔۔یہ تم۔۔کک۔۔کیا کر رہے ہو۔۔۔؟؟"اسے روکنے کی اپنی سی کوشش کرتے ہوئے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتی وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔۔مشال کو اپنی
ہتھیلی پر ضرغام کے نرم لبوں کے ساتھ ساتھ شیو کی چبھن بھی محسوس ہو رہی تھی۔۔اسکے دل کی بے ترتیب دھڑکنوں کا شور بڑا واضح تھا۔۔مشال کے احتجاج پر ضرغام کی گیلی پلکوں پر اترا خمار اڑن چھو ہوا تھا۔۔اسنے پوری آنکھیں کھولتے ہوئے اپنے قریب مشال کا بھیگا چہرہ دیکھا۔۔ضبط کرنا مشکل ہی سہی مگر مشال کی خاطر تو وہ اپنے وجود کے ٹکڑے بھی کر سکتا تھا تو پھر جذبات پر بندھ باندھنا تو بہت آسان تھا۔۔اسے شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔۔اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں سے آزاد کرتے ہوئے وہ ایک قدم پیچھے ہوا۔۔۔۔وہ اس سے دور ہوا کیونکہ وہ ضرغام اکرام تھا،

وہ خود پر،۔۔۔۔

اپنے جذبات پر۔۔

اپنے احساسات۔۔۔

نفس کی چیخوں پر۔۔جبر کرنے میں باکمال نہ ہوتا تو یقیناً وہ ضرغام اکرام نہ ہوتا۔۔

"ایم سوری۔۔ ایم۔۔ ایم رئیلی سوری۔۔ مجھے۔۔ مجھے پتہ نہیں چلا۔۔!" اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسنے شرمندگی سے کہا۔۔ مشال تیزی سے بھاگتی ہوئی واش روم میں جا کر بند ہو گئی۔۔ واش روم کے بند دروازے سے ٹیک لگائے وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔ اسکا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب ہو رہا تھا۔۔ ہتھیلیاں عرق آلود ہو رہی تھیں۔۔ مشال نے بھیگی آنکھوں سے اپنے ہاتھ دیکھے۔۔ دونوں پر اسکے ہونٹوں کا لمس تھا۔۔ ایک پر اسنے خود اپنا لمس چھوڑا تھا جبکہ دوسرے کو خود مشال نے اسکے لبوں پر رکھ دیا تھا۔ مشال نے گھبرا کر اپنی آنکھیں میچ لیں۔۔ دوسری جانب وہ اسکی ناراضگی کے ڈر سے واش روم کے دروازے کے پاس آیا۔۔

"مشی ایم رئیلی سوری یار۔۔ میں نے کچھ بھی جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔۔ پلیز آپ باہر آئیں۔۔ میں اب کچھ نہیں کروں گا، آئی پرامس۔۔!!واش روم کے دروازے پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے ضرغام نے دھیمے لہجے میں کہا۔ وہ جانتا تھا دوسری طرف مشال دروازے سے لگی کھڑی ہے۔۔ اسکی آواز سنتی مشال شدت سے رو دی۔۔ وہ جانتی تھی کہ ضرغام اکرام کی نیت میں کوئی کھوٹ نہیں تھا۔۔ اسکا انداز، اسکا لمس عقیدت لیے ہوئے تھا مگر فی الوقت وہ اسکا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

"مشی پلیز۔۔ میں سوری کر رہا ہوں ناں۔۔ سچ کہہ رہا ہوں یار میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔ آپ پلیز باہر آجائیں ورنہ۔۔۔ ورنہ میں خود کو کچھ کر لوں گا۔۔!" ضرغام کو کچھ نہ سجھائی دیا تو وہ اسے دھمکی دے گیا۔۔ مشال اسکی آخری بات سن کر تڑپ اٹھی۔۔ وہ پہلے ہی اسکی وجہ سے اتنا زخمی ہو گیا تھا۔۔ مشال نے جلدی سے دروازہ کھولا اور باہر آئی۔۔ اسے اپنے سامنے دیکھ کر ضرغام کو یک گونہ سکون ملا۔۔ جبکہ مشال شدید غصے میں اس پر جھپٹی اور اسکے سینے پر تھپڑ مارنے لگی۔۔ وہ اپنے لبوں پر امڈنے والی بے اختیار مسکراہٹ دباتا شرافت سے اپنا سینہ لال کرواتا رہا۔۔

"حد سے زیادہ بدتمیز اور برے انسان ہو تم۔۔۔ کرو تم خود کو کچھ۔۔ تم کیا کرو گے، میں خود تمہاری جان لے لوں گی۔۔" اسے مارتے مارتے وہ خود رو پڑی۔۔

"مشی ایم سوری پلیز۔۔۔!" ضرغام نے نرمی سے کہا۔۔۔ اسے مارتے مارتے وہ تھک گئی تو اسی کے سینے پر سر ٹکا گئی۔۔

"مت کہو سوری۔۔۔ غلط تم نہیں ہو۔۔ میں ہی بہت بری ہوں۔۔ بہت بری۔۔" وہ روتے روتے بڑبڑائی۔۔

ضرغام نے نرمی سے اسکے بال سہلائے اور اسے لیے بیڈ آ گیا۔۔ پھر خود میز کی طرف بڑھا اور گلاس میں موجود پانی، اور پاس پڑا اسکا دوپٹہ لے کر اسکی طرف آیا۔۔ پہلے دوپٹہ اسکے گرد لپیٹا پھر بنا کچھ کہے گلاس اسکے لبوں سے لگا دیا۔۔ وہ کوئی مزاحمت کیے بغیر پانی پینے لگی۔۔

"ادھر دیکھیں میری طرف۔۔!" اسے پانی پلا کر ضرغام نے سنجیدگی سے کہا۔ مشال نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

"کیا ہوا تھا۔۔؟؟" اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ضرغام نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔۔ زاویار کے ذکر پر مشال کی آنکھوں میں نفرت اور خوف پھیل گیا۔۔ پھر خود پر ضبط کرتی وہ اسے سب بتاتی چلی گئی۔۔ اپنا بے ہوش ہونا، پھر ہوش میں آنے پر نشال کو اپنے پاس پانا۔۔ زاویار بیگ کا وہاں سے بھاگ جانا۔۔۔ وہ جیسے جیسے بتاتی جا رہی تھی ضرغام کے وجود میں زہر پھیلتا جا رہا تھا۔۔۔ اس ساری تفصیل کے دوران مشال نے زاویار بیگ سے لاتعلقی کا اظہار کیا تھا۔۔ ایسا کرتے ہوئے اسنے نگاہ چرائی تھی مگر ضرغام کو برا نہیں لگا تھا۔ وہ چاہتا بھی یہی تھا کہ مشال نے اپنی ذات کا جو بھرم اسکے سامنے رکھا ہوا ہے اسکا پردہ چاک نہ ہو۔۔ اسے حوصلہ دے کر ضرغام نے اسے سلا دیا تھا۔۔ پھر خود اپنا موبائل نکال کر واٹس ایپ امیجز میں سے وہ تصویر اوپن کر کے دیکھنے لگا۔۔ تیسری انگلی پر لکھا "زی"۔۔ دیکھتے ہوئے ضرغام کی آنکھوں میاں نفرتوں کا سیلاب ٹھاٹھیں مارنے لگا۔۔ ضیغم کا تجزیہ غلط نہیں تھا،

اس "زی" کا مشال سے تعلق تھا۔۔ تصویر میں نظر آتی انگلیاں لندن سے آئے مجرم کی تھیں۔۔ اور وہ مجرم کوئی اور نہیں زاویار بیگ ہی تھا۔۔ ضرغام کو مشال سے اس تصویر کے بارے میں کچھ پوچھنے کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔۔ وہ آج خود زاویار بیگ کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی پر لکھا یہ حرف دیکھا چکا تھا۔۔

"بہت جلد میں تمہیں گن کا استعمال کرنا سکھاؤں گا مسٹر زی۔۔ مگر افسوس کہ اسکے بعد تم کبھی اسکا استعمال نہیں کر پاؤ گے۔۔!" ضرغام زہر خند لہجے میں بڑبڑایا تھا۔۔

♦♦♦♦

"پتہ چلا کچھ۔۔؟؟" فون کان سے لگائے وہ بے تابی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"سر جی لاہور کے تمام ہوٹلز میں سے صرف ایک اسی ہوٹل میں ایس-پی ضیغم کے نام پر روم بک ہے۔۔ ہو سکتا ہے میڈم وہیں ہوں۔۔!" دوسری طرف کال پر موجود شخص اسے اطلاع دے رہا تھا۔۔ زمان کو امید کی کچھ کرن نظر آئی تھی۔

"ٹھیک ہے عادل۔۔ تمہارے پاس صرف آج کی رات ہے۔۔ پتہ لگاؤ کہ اس روم میں کون ہے۔۔ مجھے کل صبح دس بجے تک پکی خبر چاہیئے۔۔!" زمان نے اسے اگلا آرڈر دیا تھا۔۔

"آپ فکر نہ کریں۔۔ میں پوری کوشش کروں گا۔۔ مگر میرے رپورٹ دینے سے پہلے آپ وہاں مت جایئے گا۔۔ ایس-پی صاحب کو تو آپ بخوبی جانتے ہیں۔۔ اگر انہیں آپکے وہاں جانے کی خبر مل گئی تو بہت مسئلہ ہو جائے گا۔۔!" عادل نامی آدمی نے اسے باور کروانا ضروری سمجھا تھا۔۔ زمان نے نخوت سے سر جھٹکا۔۔

"او کے۔۔ تم جلد از جلد مجھے خبر کرو۔۔!" سنجیدگی سے کہہ کر اسنے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔ اب وہ بے چینی سے اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا. اسکا دل و دماغ کہہ رہا تھا کہ سامعہ اسی ہوٹل میں ہے کیونکہ ضیغم خود تو اس وقت سوات میں تھا۔۔ نشال بھی اسکے ساتھ ہی تھی تو پھر ہوٹل روم میں سامعہ ہی ہو سکتی تھی۔۔ وہ بے چینی سے ٹہلتا

مسلسل سامعہ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔گھڑی نے رات کے بارہ بجائے تھے۔۔جانے آج کی رات کیسے کٹنے والی

تھی۔۔

♦♦♦♦

سگریٹ کے گہرے کش لگاتا وہ ہمیشہ کی طرح اندر لگی آگ سے بچنے کے لیے خود کو سلگا رہا تھا مگر آگ کسی صورت بجھنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔سٹڈی روم سے ملحق ٹیرس پر کھڑا وہ اس وقت صرف نشال کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔وجود کو برف کر دینے والی ہوا اسکے جسم کو چھوتی خود بھی آگ ہو رہی تھی۔۔ملم جبہ کی سیاہ رات کا سرمئی حسن اسکی تکلیف کم کرنے سے قاصر تھا۔۔وہ نشال کو تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا، اسے اذیتوں سے بچانا چاہتا تھا مگر جانے کیوں پھر بھی۔۔پھر بھی وہ اسکی آنکھوں میں آنسو لانے کا سبب بن جاتا تھا۔۔ضیغم کی سرخ آنکھوں میں تکلیف ہی تکلیف تھی جسے اس پل وہاں کا قدرتی حسن اور قدرت ہی محسوس کر سکتی تھی۔۔اس سے منسلک رشتے، اس سے محبت کے دعویدار تو سمجھنے سے بھی قاصر تھے۔۔وہ کافی دیر یونہی کھڑا رہا۔۔سٹڈی روم میں صوفے پر پڑا اسکا موبائل زور و شور سے بج رہا تھا، اسکی سماعتوں میں آواز پڑی تو وہ اندر آیا تھا۔۔موبائل صوفے سے اٹھا کر کون سے لگایا اور انگلیوں میں دبی سگریٹ ایش ٹرے میں مسل دی۔۔۔

"یس۔۔ایس پی ضیغم اجلال سپیکنگ۔۔۔!" وہ اپنے مخصوص لہجے میں بولا۔۔دوسری جانب ڈی-ایس-پی شہروز خان تھا۔۔۔اسنے جو خبر ضیغم کو دی تھی وہ سنتے ہوئے ضیغم بیٹھے سے کھڑا ہو گیا۔۔

"اوکے میں پہنچ رہا ہوں۔۔تم کہاں ہو اس وقت۔۔؟؟" ضیغم نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

"سر میں اس وقت مدین پہنچنے والا ہوں، مجھے یہ خبر گیارہ بجے کے بعد ہی مل گئی تھی اسی لیے میں فوراً منگورہ سے نکل پڑا تھا۔۔!" اسکے جواب پر ضیغم نے گھڑی کی طرف دیکھا جو رات کا ڈیڑھ بجا رہی تھی۔۔۔ منگورہ سے مدین کا راستہ ایک پکی سڑک کے زدیعے طے پاجاتا تھا اسی لیے شہروز خان سیدھا مدین کے لیے نکلا تھا۔۔

"ٹھیک ہے خان۔۔ میں تم سے چیل درہ میں ملتا ہوں پھر ہم بحرین کے لیے نکلیں گے۔۔!" ضیغم نے اسے مزید انسٹرکٹ کیا اور اسکے "اوکے سر" کہنے پر کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔ وہ کمرے میں آیا تو پہلی نگاہ اسی دشمن جاں پر پڑی تھی جو بیڈ پر تکیہ بازوؤں میں دبوچے بنا کمبل اوڑھے کروٹ کے بل سوئی ہوئی تھی۔۔۔ شاید یہ بھی ضیغم کو تکلیف دینے کا ایک طریقہ تھا۔۔ وہ مضبوط قدم اٹھاتا بیڈ کے قریب آیا تھا اور پائنتی رکھا کمبل کھول کر اس پر پھیلا دیا۔۔ وہ دل سے مجبور ہو کر اسکے قریب بیٹھ گیا۔۔ نرمی سے اسکے چہرے پر آتے بال ہٹائے تھا۔۔ اسکے پھولے پھولے سرخ گالوں پر آنسوؤں کے مٹے مٹے سے نشان تھے۔۔ ضیغم کو شدید تکلیف ہوئی تھی۔۔ کچھ دیر وہ یونہی اسے دیکھتا رہا، جھکا اور اسکے گلابی گال پر اپنے لب رکھ دیے۔۔ پھر اسکی پیشانی چومی اور اسکے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ پلٹا تھا اور چیئر پر پڑی اپنی جیکٹ اٹھا کر پہن لی۔۔۔ پشت پر لگی ریوالور نکال کر ایک بار چیک کی۔۔ اپنا ضروری سامان ساتھ لیا اور کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔۔ جاتے جاتے غیر دانستگی میں اسکے قدم رکے تھے۔۔ وہ پلٹا اور ایک نظر سوئی ہوئی نشال کو دیکھا۔۔ جانے کیوں اسکے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔ اس پل اسکا دل شدت سے چاہا کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بس نشال کو لے کر کہیں دور چلا جائے۔۔ اپنے دل کے بچپنے پر وہ پھیکی ہنسی ہنستا سر جھٹک کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔ دروازہ اچھے سے لاک کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سکی ریزورٹ سے نکل آیا تھا۔۔ اب اسے آگے مزید چودہ کلومیٹر سفر طے کرنا تھا۔۔ ہر طرف سناٹا پھیلا ہوا تھا۔۔ ہوٹل کے چند کمروں کی لائیٹس آن تھیں۔۔ چند سیاح جو شاید شوقینی کے مارے ہوئے تھے، ہوٹل کے باہر ڈیرہ جمائے باتوں میں مشغول تھے۔۔ سردی کے احساس سے ماوراوہ تیز تیز قدم اٹھاتا اپنی گاڑی تک آیا تھا۔۔ ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر اسنے

گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔اسکی گاڑی آہستہ آہستہ ہوٹل سے دور ہونے لگی تو ہوٹل کے باہر موجود قہقہے لگاتے سیاحوں میں سے ایک نے اپنا موبائل جیب سے باہر نکالا اور ایک مخصوص نمبر ڈائل کیا۔۔وہ باقیوں سے زرا فاصلے پر ہوا اور دھیمی آواز میں کسی سے بات کرنے لگا۔۔

"باس وہ جاچکا ہے۔۔!"اسکی آواز میں خوشی تھی۔۔دوسری جانب موجود شخص کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

********************

چاروں طرف رات کی سیاہی کا راج تھا۔۔گھڑی رات کا ایک بجا رہی تھی۔۔پورے فاروقی ہاؤس میں اس پل گہری خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔بے چینی سے کمرے میں یہاں سے وہاں ٹہلتی شازمہ بیگم کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔وجہ اکرام فاروقی کی غیر موجودگی نہیں تھی کیونکہ انکی غیر موجودگی کی تو وہ عادی تھیں۔۔وہ اکثر نائٹ ڈیوٹی کی وجہ سے ہاسپٹل ہوا کرتے تھے۔۔انہوں نے ایک تھکی ہوئی نگاہ دیوار پر لگی گھڑی پر ڈالی جو رات کا سوا ایک بجانے والی تھی۔۔انکی بے چینی و بد سکونی کی وجہ یقینی طور پر ضیغم کا رویہ تھا۔۔نشال سے بات کرنے پر جو خوشخبری انہیں ملی تھی، سن کر ایک پل کو تو خوشی کے شدید احساس تلے انکی آنکھیں بھیگ گئی تھیں، مگر نشال کی اگلی بات نے انکے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی تھی۔۔ ضیغم کی شخصیت میں رہ جانے والے خلا سے وہ باخوبی واقف تھیں مگر نہیں جانتی تھیں کہ ایک دن اپنی اندرونی احساس کمتری کے باعث ہوئی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر وہ اس قدر کم فہمی کا مظاہرہ کرے گا۔۔۔نشال سے بات کرنے کے بعد انہوں نے یہی سوچا تھا کہ صبح کا سورج چڑھتے ہی وہ ضیغم سے اس بارے میں بات کریں گی مگر یہاں تو رات کاٹنا ہی مشکل ہو رہی تھی۔۔انکے سر میں درد کے باعث ٹیسیں سی اٹھنے لگیں تو وہ بیڈ کی طرف آئیں اور جھک کر تکیے کے پاس پڑا اپنا موبائل اٹھالیا۔۔انہوں نے ضیغم کی

چیٹ اوپن کی تو بیس منٹ پہلے کا لاسٹ سین شو ہو رہا تھا۔۔شازمہ بیگم نے بنا توقف کے اسے کال کی۔۔فون کان سے لگائے وہ اسکے کال ریسیو کرنے کی منتظر تھیں۔۔دوسری جانب ضیغم جو سکی ریزورٹ سے سات آٹھ کلو میٹر دور نکل آیا تھا، اپنے پرسنل نمبر پر آتی واٹس ایپ کال پر چونک اٹھا۔۔ایک ہاتھ سے گاڑی کا سٹئیرنگ سنبھالتے ہوئے اسنے دوسرے سے موبائل ڈیش بورڈ سے اٹھایا۔۔شازمہ بیگم کی کال دیکھ کر ایک پل کو اسکے ماتھے پر تفکر کی لکیریں نمودار ہوئی تھیں۔۔رات کے اس پہر انکی کال اسے تشویش میں مبتلا کر گئی۔۔اسنے کال ریسیو کر کے فون کان سے لگا لیا۔۔

"السلام علیکم اموجان۔۔!" اسنے سنجیدگی سے انہیں سلام کیا تھا۔۔
"کہاں ہو۔تم۔۔؟؟؟؟؟اور نشال کہاں ہے۔۔؟؟" اسکے سلام کے جواب میں اس پر سلامتی بھیجے بغیر انہوں نے چھوٹتے ہی سخت لہجے میں دریافت کیا تھا۔۔انکے کرخت انداز پر ایک پل کو وہ حیران ہوا۔۔
"میں۔۔۔اسوقت نشال کے پاس نہیں ہوں، وہ ہوٹل میں ہے اور میں اپنے کام سے زرا باہر آیا ہوں۔۔لیکن۔۔خیریت۔۔؟؟آپ اس وقت کیوں جاگ رہی ہیں۔۔؟؟" انکے لہجے کی سختی کو نظر انداز کرتے ہوئے اسنے نرمی سے پوچھا۔۔
"جب نیند آنکھوں سے دور ہو جائے تو وقت کوئی بھی ہو۔۔جاگنا کچھ مشکل نہیں ہوتا میرے بیٹے۔۔!" دھیمی آواز میں انہوں نے اس سے شکوہ کیا۔۔ ضیغم کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجی۔۔
"آپ مجھ سے پہیلیاں مت بجھوائیں پلیز۔۔صاف کہیں جو کہنا ہے۔۔!" گاڑی کی رفتار ہلکی کرتے ہوئے ضیغم نے بڑے ضبط سے کہا۔شازمہ بیگم اسکے سرد لہجے پر ایک پل کو خاموش رہیں۔۔

"اولاد کیوں نہیں چاہتے تم۔۔۔؟؟" اپنی توقع کے مطابق سوال سن کر ضیغم کی رگیں تننے لگیں۔۔ اسے نشال پر شدید غصہ آیا تھا۔

"جب سب بتادیا ہے تو وجہ بھی بتائی ہوگی اسنے۔۔ پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہیں آپ۔۔۔؟؟" گاڑی کی رفتار بڑھاتے ہوئے ضیغم نے سلگتے لہجے میں پوچھا۔۔

"کیونکہ میں تمہاری زبان سے وہ مدلل وجہ سننا چاہتی ہوں جس کی وجہ سے تم یہ انتہائی فیصلہ کر رہے ہو۔۔؟؟" شازمہ بیگم کی آواز بھی کچھ کم سلگتی ہوئی نہ تھی۔۔ ضیغم کو لگا وہ گاڑی کہیں ٹھونک دے گا۔۔

"آپ سو جائیں اموں۔۔ ابھی میں اس ٹاپک پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔۔!" ضیغم نے زچ ہوتے ہوئے انہیں جواب دیا۔۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اپنی ماں سے نہیں جیت پائے گا۔۔ اسکے یوں جان بچانے پر شازمہ بیگم کی آنکھوں میں پانی آگیا۔۔

"میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ مجھے نیند نہیں آرہی۔۔ اور وجہ تمہارا یہ بےہودہ فیصلہ ہے جو مجھے بالکل منظور نہیں ہے۔۔۔!" آنسو حلق میں اتارتے ہوئے شازمہ بیگم نے اس بار غصیلی آواز میں کہا۔

ضیغم کو گاڑی ڈرائیو کرنا دشوار لگنے لگا تو اسنے ایک بار پھر گاڑی کی سپیڈ ہلکی کر دی۔۔

"وہ میری اولاد ہے جس کے حق میں، میں نے وہ فیصلہ کیا ہے اموجان۔۔!" ضیغم نے انہیں جتانے والے انداز میں کہا۔۔ دوسری جانب کال پر موجود شازمہ بیگم کی آنکھیں اسکی تلخ بات پر پانیوں سے بھر گئیں۔۔

"اور تم میری اولاد ہو ضیغم۔۔۔۔ یہ بھول رہے ہو تم۔۔۔۔!!!" وہ تقریباً چلائی تھیں۔۔ اگر وہ اس پل انکے سامنے ہوتا تو یقیناً وہ اسکے منہ پر ایک تھپڑ مار دیتیں۔ سپیکر سے ابھرتی انکی آواز سے ہی ضیغم کو انکی حالت کا اندازہ ہو گیا تھا۔۔ وہ گاڑی روکنے پر مجبور ہو گیا۔۔ گاڑی کا دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا۔۔ ٹھنڈی ہوا کے ایک جھونکے نے اسکے چہرے کو چھوا تھا۔

"امو۔۔ایم سوری پلیز۔۔۔!" انکی سسکیاں سن کر وہ شرمندہ ہوتے ہوئے بولا۔۔وہنوز رو رہی تھیں۔۔

"امی۔۔آپ۔۔امو۔۔ایم سوری۔۔آپ چپ کر جائیں پلیز۔۔!" ضیغم نے ان سے درخواست کی۔۔وہ اس پل پاگل ہو رہا تھا۔۔پہلے ہی وہ بے حد مضطرب تھا۔۔اس پر مزید انکی ناراضگی۔۔

"امو میری بات سنیں۔۔۔!" اسکا لہجہ ٹوٹا ہوا تھا۔۔

"مجھے کچھ مت سناؤ ضیغم۔۔۔تم میری بات سنوووو۔۔۔۔جہاں بھی ہو، ابھی نشال کے پاس واپس جاؤ۔۔اسے سمجھاؤ اور اس سے معافی مانگو۔۔تمہاری بیوی ہے وہ اور تمہیں اولاد نرینہ دینے والی ہے۔۔خبر دار جو اب تم نے اس کے سامنے ابارشن کی بات کی۔۔۔میں نے تمہیں پیدا کیا ہے۔۔ایک عورت کی اسکی اولاد کے لیے محبت تم نہیں سمجھ سکتے۔۔اسلیے اپنی ایک بے وقوفانہ سوچ کے پیچھے اس عورت کو تکلیف مت دو جو تمہاری بیوی ہے۔۔۔!" اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے انہوں نے بھیگے لہجے میں اسے لتاڑا۔۔انکی بات سنتا وہ گاڑی سے ٹیک لگا گیا۔۔

"میری سوچ کو آپ بے وقوفانہ کہہ رہی ہیں امو۔۔۔آپ۔۔۔؟؟ سب جانتے ہوئے بھی۔۔۔؟" آنکھیں موند کر وہ پر اذیت لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔اس سے میلوں دور بیٹھی شازمہ بیگم اسکی آواز میں گھلی تڑپ سے انجان نہیں تھیں۔۔لیکن اس پل وہ اسکا ساتھ دے کر اسکی نسل ختم کرنے میں اسکا ساتھ نہیں دے سکتی تھیں۔

"ہوش کے ناخن لو ضیغم۔۔۔تمہارا باپ ایک پولیس آفیسر نہیں تھا، لیکن پھر بھی وہ کم عمری میں ہی مر گیا۔۔جبکہ ایسے بہت سے پولیس اور آرمی آفیسر ز ہیں جو ریٹائر ہو جاتے ہیں اور بڑھاپے میں طبعی موت مرتے ہیں۔۔موت ایک اٹل حقیقت ہے، اسے اپنی جاب سے منسوب کر کے اپنی اولاد کو مت مارو۔۔۔تم ہی بتاؤ کیا سب پولیس آفیسر ز بے اولاد رہتے ہیں۔۔؟؟ کیا پولیس والوں کے بچے نہیں ہوتے۔۔؟؟ ہاں میں جانتی ہوں کہ ایک باپ کے مر جانے کے بعد اسکی اولاد سب سے زیادہ خسارے میں رہتی ہے مگر یہ بھی تو سوچو کہ اس اولاد کی وجہ سے

اسکی ماں کو جینے کا حوصلہ ملتا ہے۔۔ایک سہارا مل جاتا ہے میرے بیٹے۔۔اجلال مر گیا مگر تم۔۔۔تم اور ملیحہ تھے میرے پاس۔۔۔تم دونوں کے لیے میں نے اپنے سامنے بانہیں پھیلائی زندگی کو گلے لگالیا ورنہ خود سے کوسوں دور موت کو گلے لگا لیتی۔۔۔تو بتاؤ پھر۔۔؟؟کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے ہم سے جدا ہو جانے پر ہم سب بھی دنیا چھوڑ جائیں۔۔؟؟ہمم۔۔؟؟اپنی کوئی نشانی ہمیں سونپنا نہیں چاہتے تم۔۔؟؟بولو۔۔؟؟"جو تلخ حقیقت وہ انہیں دکھا رہا تھا، اسی کو سامنے رکھ کر انہوں نے اسے لاجواب کرنا چاہا تھا۔۔ضیغم کی سرخ آنکھوں میں جلن ہونے لگی۔۔اسنے ایک تھکی ہوئی سانس لی۔۔دوسری جانب وہ ہولے سے مسکرائیں۔۔انکی نم آنکھوں میں چمک در آئی تھی۔۔

"میں جانتی ہوں تمہارے پاس میرے کسی سوال کا کوئی جواب نہیں ہے، اسلیے سمجھداری اسی میں ہے کہ تم اللہ کی رحمت پر اسکا شکر ادا کرو۔۔نا کہ یوں الٹا سیدھا سوچ کر فیصلے کرتے پھرو۔۔وہ تو خدا کا شکر ہے کہ نشال نے تمہاری بےوقوفی میں تمہارا ساتھ نہیں دیا۔۔!"وہ اس بار قدرے نرم لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔ضیغم کے سر میں درد ہونے لگا تھا۔۔

"میں سوچوں گا۔۔!"اسنے بات ختم کرنے کو آہستگی سے کہا۔۔

"تمہیں اب کچھ سوچنے سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے، میں سوچ چکی ہوں اور تمہیں سمجھا بھی چکی ہوں۔۔بہتر یہی ہے کہ تم اپنے ذہن کو مزید کچھ سوچنے کی زحمت مت دو۔۔میں تمہاری ماں ہوں اور الحمدللہ تمہارے باپ اور دادا ابھی سلامت ہیں۔۔ہمیں تمہاری اولاد چاہیئے۔۔اور بس۔۔۔مجھے مجبور مت کرنا کہ میں تمہارے اس فیصلے کی بابت بابا جان کو آگاہ کروں۔۔اگر میں نے انہیں بتا دیا تو پھر۔۔انکی ناراضگی برداشت کرنے کے لیے تیار رہنا تم۔۔۔!"شازمہ بیگم نے آخری کیل ٹھونکی تھی۔۔اس بار ضیغم کے حقیقتاً ہوش اڑے تھے۔۔اس نہج پر تو اسنے سوچا ہی نہیں تھا کہ بات آغا جان تک بھی جا سکتی ہے۔۔۔

"اموآپ ایسا کچھ نہیں کریں گی۔۔۔!!"وہ بولا مگر دوسری جانب سے وہ رابطہ منقطع کر چکی تھیں۔۔

"ڈیم اٹ۔۔۔!" اسنے غصے سے گاڑی کی چھت پر ہاتھ مارا۔۔ایک بار پھر اسے نشال پر غصہ آیا تھا جس نے یہ سارا رائتہ پھیلایا تھا۔۔

"قصور نشال کا نہیں تمہارا ہے ضیغم اجلال۔۔نہ تم ایسی کوئی بات کرتے نہ ہی یہ بات اموجان تک پہنچتی۔۔!" اسکے ضمیر نے اونچی آواز میں چلاتے ہوئے اسکے اندر ابلتے غصے پر برف چھینکی تھی۔۔وہ اپنی کنپٹی مسلتا دوبارہ گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔

ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر اسنے ایک پل کو گہرا سانس لیا۔۔روح کا جوڑ جوڑ دل کی تکلیف کے باعث دکھ رہا تھا مگر یہ وقت اپنی محرومیوں پر ماتم کرنے کا نہیں تھا سو اس پل اپنی ذاتی پریشانیوں کو ایک طرف کرتے ہوئے وہ پلکیں جھپکتا سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔گاڑی سٹارٹ کرنے سے پہلے اسنے اپنا پرائیوٹ نمبر آن کیا۔۔انسپکٹر سمیع کی دو تین مسڈ کالز تھیں۔۔وہ سکی ریزورٹ سے نکلنے سے پہلے اس سے بات کر چکا تھا۔۔ ضیغم نے اسے کال کی۔۔کان میں ہینڈ فری لگالی تھی۔۔اور گاڑی ڈرائیو کرنے لگا۔

"یس۔۔کیا پوزیشن ہے سمیع۔۔؟؟" دوسری طرف سے کال ریسیو ہوتے ہی ضیغم نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"سر خبر بالکل پکی ہے۔۔یہاں بحرین کے بازار سے تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلے پر پانچ سے سات منٹ کی چڑھائی کے بعد ایک ہٹ میں کل بارہ لڑکیاں موجود ہیں۔۔اور انکی حفاظت پر چار آدمی مامور ہیں۔۔ہمارا مخبر اس وقت ہٹ کے اندر موجود ہے اور ہم سے رابطے میں ہے۔۔!" انسپکٹر سمیع نے اسے مستعدی سے سارے حالات سے آگاہ کیا۔۔ایک پل کو ضیغم کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں نمودار ہوئیں۔۔پہلے اسے لگا تھا کہ یہ خبر محض اسے گمراہ کرنے کے لیے ڈی-ایس-پی شہروز تک پہنچائی گئی ہے اسی لیے اس نے ہوٹل سے نکلنے سے پہلے بحرین میں موجود انسپکٹر کو سارے معاملے سے آگاہ کیا تھا۔۔اور اب نتیجتاً اس پھرتیلے شخص نے محض بیس منٹ میں ہی اسے معلومات دے دیں تھی۔۔

"لیکن سر ایک پوائنٹ، جو مجھے بہت عجیب لگا ہے۔۔ ہٹ میں موجود پہرے داروں کی آپس کی گفتگو سے پتہ چلا ہے کہ ان تمام لڑکیوں کو ایمجر جنسی میں آج رات ہی دس بجے کے بعد اس ہٹ میں لایا گیا ہے، یعنی دس بجے سے پہلے لڑکیوں کو کہیں اور رکھا گیا تھا۔۔ یوں معلوم ہو رہا ہے کہ، جیسے یہ سب پری پلینڈ ہے۔۔ مطلب۔۔ ایسے جیسے۔۔۔" الجھن زدہ آواز میں بولتے انسپکٹر سمیع نے بات ادھوری چھوڑی۔۔

"جیسے ہمارے سامنے دانہ ڈالا گیا ہو۔۔ یس انسپکٹر۔۔ یہ لڑکیاں ہمارے لیے دانہ ہی ہیں۔۔ اگر لڑکیاں وہاں ہیں، تو ہمیں دبوچنے کے لیے آس پاس جال بھی موجود ہو گا۔۔!" سنسان سڑک کو گھورتے ہوئے ضیغم سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔ دوسری جانب موجود انسپکٹر کی الجھن جیسے اس پل سلجھ گئی تھی۔۔

"ایگزیکٹلی۔۔۔ ایسا ہی کچھ ہے۔۔ ورنہ منگورہ کے سرچ آپریشن میں کافی مشکلات پیش آئی تھیں۔۔ میں تب وہیں تھا، مگر اس بار۔۔ ایک دم سے جانے ڈی-ایس-پی صاحب کا کون سا مخبر نکل آیا ہے جس نے انہیں اتنی پکی خبر دے دی ہے۔۔۔!" انسپکٹر نے فوراً اسکے تجزیے کی تائید کی تھی۔۔

"ہمم۔۔۔ ڈی-ایس-پی کو چھوڑو سمیع۔۔ وہ شخص حقائق کی تصدیق کیے بغیر عمل کرنے والا بندہ ہے۔۔ تم بس اپنے کام پر دھیان دو۔۔ ابھی تم کوئی ایکشن نہیں لو گے۔۔۔ بس اپنی پوزیشن سنبھال کر وہیں موجود رہو۔۔ میں تمہیں دوبارہ کال کرتا ہوں۔۔!" اسے تاکید کر کے ضیغم نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔ اب وہ بہت باریک بینی سے اپنے دماغ کے گھوڑے دوڑا رہا تھا۔۔ ڈی-ایس-پی شہروز کے مطابق اسکے خاص مخبر نے اسے اس بارے میں خبر کی تھی مگر جہاں تک وہ شہروز خان کو سمجھ پایا تھا اسکے مطابق وہ شخص غدار تو نہیں تھا مگر دوسروں کی محنت پر اپنا جھنڈا گاڑنے کا عادی لگا تھا اسے۔۔ منگورہ سرچ آپریشن میں بھی ساری رات انسپکٹرز اور کانسٹیبلز خوار ہوتے رہے تھے اور شہروز خان نے اگلی صبح اپنے جگ راتے کی بابت جتا دیا تھا۔۔ انسپکٹر سمیع وہ واحد پولیس آفیسر تھا جو منگورہ سرچ آپریشن کے بعد اسے کافی ایکٹو لگا تھا۔۔ اسی لیے اسنے سمیع سے رابطہ رکھا تھا۔۔ ضیغم نے گاڑی روک

کر ایک پل کو سیٹ کی پشت سے سر ٹکایا۔۔ پچھلے پچیس منٹ سے وہ جس قدر محفوظ رہا تھا اسکے بعد اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس دانے کو ڈالنے کا مقصد ضیغم کو نقصان پہنچانا نہیں تھا۔۔ تو پھر۔۔؟؟ آخر وہ جال کیا ہو سکتا تھا۔۔؟؟ سوچتے ہوئے ضیغم نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگالی۔۔ اب اسکی نظریں فرنٹ مرر میں نظر آتی اپنی آنکھوں کو گھور رہی تھیں۔۔

اتنا تو کنفرم تھا کہ بارہ لڑکیاں بحرین میں موجود تھیں۔۔ اب وہ انکے ہاتھ سے نکل نہیں سکتی تھیں مگر۔۔؟؟ سوال یہ تھا کہ بدلے میں بلیک مون گینگ ان سے کیا چھیننے والا تھا۔۔؟؟ ضیغم نے اپنی پیشانی کو شہادت کی انگلی سے مسلا۔۔ اسکے دماغ نے سوالات کرنا شروع کیے جنکے جواب اسے خود ہی خود کو دینے تھے۔۔

"ضیغم کی زندگی۔۔۔؟؟" اہم سوال تھا۔۔ لیکن۔۔ اگر ضیغم کی زندگی چاہیئے ہوتی تو اب تک وہ لوگ اس پر حملہ کر چکے ہوتے۔۔ اسکے بحرین جانے کا انتظار کیوں کرتے۔۔؟؟

تو پھر۔۔؟؟

"کوئی بڑا ٹارگٹ۔۔؟؟ کوئی خاص امر۔۔؟؟ کوئی بڑی مچھلی جسے پھسانے کے لیے چھوٹی مچھلیوں کو پیش کیا گیا تھا۔۔؟؟" اس بار سوال گہرا تھا۔۔ ضیغم نے آنکھیں موند لیں۔۔۔

" مگر بلیک مون گینگ کو کوئی بڑی مچھلی چاہیئے ہی کب تھی۔۔؟؟ جتنی مچھلیاں وہ گینگ انکے سامنے ڈال چکا تھا، انکے جتنا فائدہ تو انہیں کوئی بھی بڑی مچھلی نہیں دے سکتی تھی۔۔۔ جواب بالکل درست تھا۔۔ ضیغم کا دماغ خراب ہونے لگا۔۔ کیا۔۔؟؟ اس سب میں ایسا کیا تھا جو وہ نظر انداز کر رہا تھا۔۔ ضیغم اب اپنی کنپٹی پر شہادت کی انگلی سے ناک کر رہا تھا۔۔

بلیک مون گینگ۔۔۔ افففففف۔۔۔ بلیک مون۔۔۔

بلیک مون۔۔۔

وہ مسلسل کنپٹی پر ناک کر رہا تھا۔۔

گینگ کا تو اس وقت صرف لاس ہی نظر آرہا تھا کیونکہ اگر اسکے ذہن کے پہلے سوال کے مطابق گینگ کا مقصد اسکی جان لینا تھا تو۔۔تو بھی گینگ کو اسکی جان لے کر اتنا فائدہ نہ ہوتا جتنا کہ ان لڑکیوں کے ہاتھ سے نکل جانے کے باعث نقصان ہو جاتا۔۔۔سو پہلا سوال اور اسکا جواب۔۔۔ ضیغم نے دونوں کو سائیڈ پر کر دیا کیونکہ دونوں کا نتیجہ "نو" تھا۔۔اب وہ باریک بینی سے دوسرے سوال پر غور کر رہا تھا مگر اسے اسکی زیادہ ضرورت نہیں پڑی تھی کیونکہ اس سوال کا جواب اسنے خود کو پہلی بار میں ہی ٹھیک دیا تھا کہ کوئی بھی خوبصورت ترین لڑکی، گینگ کے ہاتھ سے نکلنے والی بارہ لڑکیوں جتنا فائدہ نہیں پہنچا سکتی تھی۔۔تو پھر۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟

یک دم اسکے ذہن میں نیا سوال ابھرا تھا۔۔

بلیک مون گینگ اپنا نقصان نہیں کر سکتا۔۔یعنی کوئی اور۔۔۔کوئی اور ہے جو یہ نقصان کر رہا ہے۔۔۔؟؟

یس۔۔۔۔

کوئی اور۔۔۔مگر۔۔۔؟؟کون۔۔۔۔؟؟؟؟؟؟؟

ضیغم ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔اسکی آنکھیں سکڑ رہی تھیں۔۔شاید وہ مین پوائنٹ تک پہنچنے والا تھا۔۔

"ناٹ بلیک مون گینگ۔۔،اِٹس زی۔۔۔۔یس۔۔۔اِٹس زی۔۔۔۔۔" سٹیئرنگ پر ہاتھ مارتے ہوئے وہ بڑبڑایا۔۔

"یس۔۔زی بلیک مون گینگ کا نقصان کر سکتا ہے۔۔۔کوئی اور نہیں۔۔۔کیونکہ اتنی پکی خبر کسی اور کو معلوم نہیں ہو سکتی۔۔اور نہ ہی کسی اور کے کہنے پر لڑکیوں کا ٹھکانہ تبدیل کیا جا سکتا ہے۔۔۔یس۔۔۔اِٹس یو مسٹر زی۔۔" دھیمی آواز میں بولتا وہ اس پل خود سے مخاطب تھا۔۔لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔۔۔اب اسے آگے کے بارے میں سوچنا تھا۔۔۔

زی نے کیا تھا یہ سب۔۔۔؟؟ہاں اسی نے کیا تھا۔۔اب وہ بلیک مون گینگ سے ہٹ کر صرف زی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔اگر زی ان تمام لڑکیوں کو پولیس فورس کے حوالے کر رہا تھا،وہ بھی اسطرح سے کہ۔۔۔اسنے سرینڈر نہیں کیا تھا، بلکہ اپنے ہی خلاف کاروائی کی تھی۔۔یعنی بات تو وہ ہی۔۔۔سارا جال زی نے پھیلایا تھا۔۔مگر کیوں۔۔؟؟سوال پھر سے کیوں کا تھا۔۔۔ ضیغم نے اپنی کنپٹی دبائی۔۔آنکھیں بند کی تھیں اور زی کا چہرہ یاد کیا جو اس وقت اسکے موبائل میں موجود تھا مگر اسے تو وہ چہرہ حفظ ہو چکا تھا۔۔۔ ضیغم کو شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ جتنا وقت گزر رہا ہے، اتنا ہی اسے مشکل کا سامنا ہونے والا ہے مگر یہ گتھی سلجھائے بغیر وہ کوئی بھی قدم نہیں اٹھا سکتا تھا۔۔سو اب اسکا ذہن صرف زی سے منسلک اہم پوائنٹس سوچ رہا تھا۔۔اسے زی کی شکل یاد تھی۔۔ سحر انگیز مگر شیطانیت بھری چمکتی آنکھیں۔۔کھڑی ناک اور قدرے بھرے بھرے ہونٹ۔۔کلین شیو اور سر کے ہلکے ہلکے بہت چھوٹے سیاہ بال۔۔۔وہ لڑکا یقیناً پرکشش تھا مگر۔۔۔ایک مجرم تھا۔۔دوسری چیز جو اسے زی کے بارے میں معلوم تھی،وہ تھی اسکے ہاتھ کی انگلیاں اور انگلیوں پر کندہ وہ "Z"۔۔۔اور۔۔۔۔اور۔۔۔

"شٹ۔۔۔۔۔!"بے اختیار اسکے منہ سے نکلا تھا۔۔۔"Z" کے ساتھ ہی اسے مشال کے گال پر کندہ "Z" بھی یاد آگیا۔۔وہ دونوں لندن سے ہی تھے اور۔۔

"اوہ نو۔۔۔مشال کو کیسے بھول گیا میں۔۔۔!"زیر لب بولتے ہوئے اسنے اپنی پیشانی پر پڑے بال مٹھی میں جکڑ لیے۔۔پانچ سے چھ گھنٹے پہلے اگر وہ ملم جبہ میں اس گھنے جنگل کے مقام پر نہ پہنچتا تو وہ کڈنیپ ہو چکی ہوتی۔۔وہ کیسے اتنی بڑی بات نظر انداز کر گیا تھا۔۔؟؟اسے خود پر حیرت ہوئی۔۔مشال کو کڈنیپر سے بچانا۔۔ضرغام کا زخمی ہونا۔۔؟؟وہ سب بھول گیا تھا۔۔؟؟ کیسے۔۔؟؟کیسے بھول سکتا تھا وہ۔۔۔؟؟؟اسکے اندر جیسے کسی نے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔۔وجہ یقیناً اسکی وہ ڈسٹربنس تھی جو نشال کے باعث اسے برداشت کرنا پڑی تھی۔

اگر آج مشال کڈنیپ ہونے والی تھی تو۔۔؟؟ اسے کڈنیپ کرنے کی جرآت تو کوئی بھی عام آدمی کر سکتا تھا مگر۔۔۔ضرغام جیسے مضبوط مرد کو زدوکوب کرنا کسی عام اور اکیلے بندے کے بس کی بات نہیں تھی۔۔۔اور یہی وہ پوائنٹ تھا جہاں سب کچھ سلجھتا چلا گیا۔۔ ضیغم پر واضح ہو گیا تھا کہ ضرغام کو زخمی کرنے والا کوئی ایک شخص نہیں تھا۔۔وہ لوگ زیادہ تھے اسی لیے وہ مشال کی حفاظت نہ کر سکا۔۔اور وہ شخص جو مشال کو اپنے بازوؤں میں اٹھائے جا رہا تھا۔۔وہ یقیناً زی کا آدمی تھا۔۔ ضیغم نے سرعت سے گاڑی سٹارٹ کر کے ریورس کی۔۔ زی اور مشال ایک دوسرے سے لنک اپ ہیں۔۔یہ بات ضیغم پر اس پل واضح ہو گئی تھی۔۔زی لندن سے بلیک مون گینگ کے لیے نہیں،،مشال کے لیے آیا تھا۔۔ تبھی۔۔۔ تبھی تو اسنے بارہ لڑکیوں کی طرف سے مخبری کر کے ضیغم کو۔۔۔ہاں ضیغم کو سکی ریزورٹ سے دور بھیج دیا تھا۔۔کیونکہ اسکا مین ٹارگٹ مشال تھی۔۔جو کہ اس وقت سکی ریزورٹ میں تھی۔۔

"اففففف۔۔۔"وہ بڑی احتیاط سے گاڑی چلا رہا تھا مگر اسے مشال کی فکر لگ چکی تھی۔۔ضرغام تو پہلے ہی زخمی تھا۔۔۔ ضیغم کی آنکھوں میں تشویش کے آثار نمایاں ہونے لگے۔۔۔ایک ہاتھ سے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اسنے ضرغام کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔

◆◆◆◆

چاروں طرف خاموشی کا راج تھا۔۔گھڑی رات کے ڈیڑھ بجا رہی تھی۔۔ ضیغم کو سکی ریزورٹ سے نکلے تیس منٹ ہو چکے تھے،ایسے میں کمبل میں دبکی وہ خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی۔۔گہری سانسیں لیتی وہ مکمل طور پر اپنے محافظ کی غیر موجودگی سے انجان تھی۔۔کمرے میں جلتی تمام لائٹیں ایک دم بجھ گئیں۔۔اس کمرے سے باہر فائر الارم زور شور سے بجا تھا اور پھر اچانک پورے ہوٹل کی لائٹ چلی گئی۔۔کمرے میں موجود نفوس میں سے ایک دبے قدموں بیڈ پر لیٹی نشال کی طرف بڑھا۔۔اسکے ہاتھ میں ایک رومال تھا جس کی مدد سے وہ اپنا کام کرنے

والا تھا۔۔معاً گہری نیند میں سوئی نشال جو خواب میں خود کو خون میں نہایا دیکھ رہی تھی۔۔اس پل بری طرح گھبراتے ہوئے اٹھ کر بیٹھی۔۔اسے یوں اچانک اٹھتا دیکھ کمرے میں موجود دونوں نفوس نے ایک پل کو ایک دوسرے کی جانب دیکھا پھر اگلے ہی پل نشال کی طرف بڑھے اس آدمی نے جلدی سے اپنے ہاتھ میں پکڑا رومال اسے سونگھانا چاہا۔۔ تبھی وہ جو پھٹی پھٹی آنکھوں سے اندھیرے میں یہاں وہاں دیکھ رہی تھی، بول پڑی۔۔

"ضیغم یہ آپ ہیں کیا۔۔۔؟؟"اپنے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے نشال نے ڈری ہوئی آواز میں پوچھا۔۔اسکی مدھر آواز سن کر زاویار پر نشہ ساطاری ہونے لگا۔۔

"ششششش۔۔۔۔!"ایک بھاری غیر مانوس آواز کمرے کی تاریکی میں ابھرتی اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑا گئی۔۔

"کک۔۔کون۔۔۔؟؟کون ہے یہاں۔۔۔۔!"بیڈ سے اترتے ہوئے نشال نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔۔پیٹر جو ہاتھ میں رومال پکڑے کھڑا تھا اور بس اب اسکے منہ پر رکھنے ہی والا تھا، زاویار کے جھٹکا دینے پر ایک دم پیچھے ہوا۔۔

"ڈونٹ بی افریڈ سویٹ ہارٹ۔۔۔!"اسکے قریب آتے ہوئے وہ کمینگی سے بولا۔۔وہی بھاری آواز۔۔ سنتی نشال کا حلق خشک ہونے لگا۔۔وہ تیزی سے دروازے کی طرف بھاگی مگر زاویار نے سرعت سے اسکا بازو تھام کر اسے اپنی جانب کھینچا۔۔ایک غیر مرد کے لمس پر وہ تڑپ ہی تو اٹھی۔۔۔

"چھوڑو مجھے ورنہ تمہاری جان لے لوں گی۔۔۔!"اسکے طرف پلٹ کر اپنے آزاد ہاتھ سے اسکے منہ پر ایک زور دار تھپڑ مارتے ہوئے نشال چلائی۔۔اسکے نازک ہاتھ کا تھپڑ کھا کر زاویار کا سارا نشہ ہرن ہوا تھا۔۔۔

"پیٹر ٹارچ آن کرو۔۔۔!"نشال کے بال اپنی مٹھی میں جکڑتے ہوئے وہ غرایا۔۔پیٹر نے جلدی سے اسکے حکم کی تعمیل کی۔۔نشال بھرپور مزاحمت کر رہی تھی۔۔زاویار کو اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ نشال کی طرح دبو نہیں ہے.

"زاوی ٹائم بہت کم ہے مجھے اسکو بے ہوش کرنے دو۔۔!" پیٹر شستہ انگریزی میں بولا مگر نشال تکلیف کے باوجود اسکی بات سمجھ گئی تھی۔۔اسکے اندر خوف کی ایک شدید لہر سرایت کر گئی۔۔نشال نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس شخص کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی مگر ٹارچ کی لائٹ اسکے منہ پر پڑتی اسکی آنکھوں کو چندھیا رہی تھی۔۔

"بیوٹیفل۔۔۔!" اسکا سرخ گلابی چہرہ دیکھتے ہوئے وہ ہوس زدہ لہجے میں بولا۔۔اگر اسکے پاس وقت ہوتا تو یقیناً وہ اسے خوب تڑپاتا اور پھر اسکا رونا بلکنا ضرور انجوائے کرتا۔کیونکہ یہی تو اسکا شوق تھا۔۔اسکا پاگل پن۔۔ایک نشہ و سرور تھا۔۔۔

"دیکھو مجھے کڈنیپ مت کرنا۔۔تم جانتے نہیں ہو کہ میرا شوہر کون ہے۔۔تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ تمہارا کیا حشر کرے گا۔۔اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو مجھے چھوڑ دو۔۔!" اسکا منہ نوچنے کی کوشش کرتی وہ چلائی۔۔۔

"بہت بولتی ہو تم۔۔۔مگر تمہارا بولنا اتنا جان لیوا ہے کہ زاوی تمہاری بکواس سننے کو بھی تیار ہے۔۔!" اسکے کان میں سرگوشی کرتا وہ اسکی گردن پر جھکا تھا جب نشال نے اپنی کہنی اسکی ٹھوڑی پر ماری۔۔وہ بلبلا کر دور ہوا تو نشال پھر سے پلٹ کر دروازے کی طرف بھاگی۔۔۔

"اسے پکڑو پیٹر۔۔!" زاویار کے کہنے تک پیٹر نے اسے گردن سے دبوچ لیا اور بنا وقت ضائع کیے اسکے منہ پر رومال رکھ دیا۔۔نشال نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی مگر بدبو اس قدر تیز تھی کہ وہ اپنے ہوش و حواس گنواتی چلی گئی۔۔

"زاوی آر یو اوکے۔۔۔؟؟" زاویار کو زمین پر سے ٹارچ اٹھاتے دیکھ پیٹر نے کچھ سرد لہجے میں پوچھا۔۔اسے زاویار بیگ کا نشال کے ساتھ یوں پکڑن پکڑائی کھیلنا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔۔

"آہ۔۔۔یس آئی ایم۔۔۔!" زاوی نے کراہتے ہوئے کہا۔۔اسے اپنے منہ میں خون کا نمکین ذائقہ محسوس ہو رہا تھا۔۔پیٹر نے جلدی سے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔اندھیرے کے ساتھ ساتھ کوریڈور میں دھواں بھی پھیلا ہوا

تھا۔۔نشال کو کندھے پر ڈالتے ہوئے وہ ایک مخصوص سمت میں چلنے لگا۔۔اسکے پیچھے زاویار نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور خود بھی پیٹر کی تقلید کی۔۔دس بارہ قدم چل کر وہ دونوں اس کمرے میں داخل ہو گئے جو تین گھنٹے پہلے پیٹر نے اپنے نقلی شناختی کارڈ کی بنیاد پر آج رات ہی بک کروایا تھا۔۔

"اب باقی کا کام تمہیں سنبھالنا ہے پیٹر۔۔۔اس سے پہلے کہ لائٹ آجائے میں اپنے روم میں جا رہا ہوں۔۔ورنہ سی سی ٹی وی فوٹیج سارا کام خراب کر دے گی۔۔!" زاویار نے جلدی سے کہا۔۔

پیٹر کے اوکے کہتے ہی وہ اسکے کمرے سے باہر نکل آیا۔اب اسکا رخ اپنے کمرے کی طرف تھا جہاں وہ پچھلے چھ دن سے قیام پذیر تھا۔۔اپنے پلان کی کامیابی پر وہ سرشار تھا۔۔

♦♦♦♦

ایک عجیب سا شور تھا جس کے زیر اثر اسکی آنکھ کھلی۔۔اسنے گردن سیدھی کر کے دائیں بائیں گھمائی اور آنکھیں کھول کر اطراف میں دیکھا۔۔فائر الارم زور و شور سے بج رہا تھا۔۔کمرے میں مکمل تاریکی چھائی ہوئی تھی۔۔وہ فوراً بیڈ کراؤن سے ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔۔اسے یاد آیا وہ مشال کو سلا کر خود کافی دیر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر زی کے بارے میں سوچتا رہا تھا اور یونہی اسکی آنکھ لگ گئی تھی۔۔اندھیرے میں پہلا خیال اسے مشال کا ہی آیا تھا۔۔اسنے جلدی سے اپنے بائیں جانب ہاتھ بڑھا کر مشال کا وجود ٹٹولا۔۔وہ وہیں موجود تھی۔۔بے اختیار ضرغام نے سکون کی سانس لی اور پلٹ کر دائیں طرف سائیڈ ٹیبل پر اندازے سے ہی اپنا موبائل تلاشنے لگا۔۔دو سے تین سیکنڈ بعد موبائل اسکے ہاتھ لگ گیا تو اسنے جلدی سے موبائل ٹارچ آن کی۔۔فائر الارم مسلسل بج رہا تھا۔۔مشال بھی گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔۔کمرے میں پھیلی ٹارچ کی روشنی کے باعث اسے کچھ اطمینان ہوا تھا۔۔

"ضر۔۔؟؟ضرغام تم یہیں ہوناں۔۔؟؟"مشال نے اپنے قریب بیٹھے ضرغام کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے نیند سے بوجھل لہجے میں استفسار کیا۔ضرغام نے جلدی سے اسکا ہاتھ تھام لیا کیونکہ وہ مندی مندی آنکھوں سے اسی کو گھور رہی تھی۔۔۔

"جی میں یہیں ہوں۔۔ریلیکس۔۔!"اسکا ہاتھ نرمی سے دباتے ہوئے ضرغام نے آہستگی سے کہا۔۔

"باہر کچھ ہوا ہے شاید۔۔جاؤ تم دیکھ کر آؤ۔۔!"اپنے تکیے کے پاس ہاتھ مارتے ہوئے وہ اپنا موبائل تلاشتی بول رہی تھی۔۔

"میں آپ کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا مشی۔۔!"اسے اپنے موبائل کی ٹارچ آن کرتے دیکھ ضرغام نے دھیمے لہجے میں کہا۔۔۔

"لیکن میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔مجھے ڈر نہیں لگ رہا ضر۔۔تمہیں باہر جانا چاہئیے تم جلدی جاؤ۔۔میں ڈور لاک کر لیتی ہوں۔۔اٹھو جلدی۔۔!"اپنے موبائل کی ٹارچ آن کر کے اسنے ایک سائیڈ پر رکھی اور اسے اٹھانے کو باقاعدہ اسکی پشت پر زور لگایا۔۔

"آر یو شیور۔۔؟"اسکی طرف دیکھتے ہوئے ضرغام نے نرمی سے پوچھا۔۔

"یس آئی ایم ضر۔۔جاؤ اب۔۔ہو سکتا ہے کہ باہر تمہاری ضرورت ہو۔۔!"اسکا موبائل اسکے ہاتھ میں تھماتے ہوئے مشال نے مکمل اعتماد سے کہا۔ضرغام کو یک گونہ اطمینان ہوا۔۔اپنے موبائل کی روشنی میں وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔۔باہر آتے ہی اسے کھانسی کا شدید دورہ پڑا تھا۔۔دھواں ہی دھواں تھا جو اس وقت پورے کوریڈور میں پھیلا ہوا تھا۔۔عجیب سی بدبو تھی جو دھویں میں شامل ہو کر دماغ کو جھنجھنائے دے رہی تھی۔۔تاریں جلنے کی بُو تھی جو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔۔کوریڈور کے موڑ سے چند قدم آگے چنگاریاں سی اٹھ رہی تھیں،یقیناً شارٹ سرکٹ ہوا تھا۔۔وہ ایک پل کو حیران ہوا،اگر شارٹ سرکٹ ہوا تھا تو بھی اس قدر دھواں۔۔؟؟معاً اسکے کانوں

میں کسی کی دھیمی سرگوشی پڑی۔۔ ضرغام نے بامشکل اپنی دھیمی کھانسی کا گلا گھونٹا تا کہ وہ واضح طور پر بولنے والے کی آواز سن سکے۔

"بول کہ کام ہو گیا ہے، جلدی سے مین سوئچ آن کر والے۔۔۔" باریک جھنجھلائی ہوئی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔۔ ضرغام سرعت سے اس جانب بڑھا۔۔

"ہیلو۔۔؟؟ کوئی ہے یہاں۔۔؟؟" کوریڈور کے موڑ کی طرف بڑھتا وہ قدرے اونچی آواز میں بولا۔۔

"فائر بریگیڈ ٹیم آگئی چل نکل یہاں سے۔۔ اب رش لگ جائے گا۔۔!" کافی آدمیوں کے قدموں کی آواز میں یہ سرگوشی دب سی گئی۔۔ ضرغام اپنے منہ پر ہاتھ رکھے اسطرف آیا تو فائر بریگیڈ ٹیم وہاں آچکی تھی۔۔

"یہ کیسے ہوا۔۔۔؟؟" اس نے قریب سے گزرتے ویٹر سے پوچھا۔۔ شاید وہ اسکی آواز سننا چاہتا تھا۔۔ ضرغام کو اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ شارٹ سرکٹ جان بوجھ کر کیا گیا ہے۔۔

"سر ہمیں تو کچھ معلوم نہیں، پیچھے سے یونٹس بڑھ گئے ہونگے شاید اسی لیے۔۔!" اس ویٹر نے مکمل اعتماد سے اسے جواب دیا۔۔ اسکی آواز سرگوشی کرنے والے شخص جیسی نہیں تھی۔۔

"تو اب لائٹ کب تک آئے گی۔۔؟؟" ضرغام نے مزید پوچھا۔۔

"مینیجر صاحب نے کنٹرول روم کال کر دی ہے تھوڑی دیر میں جنریٹر آن ہو جائے گا۔۔!" اس ویٹر نے ایک بار پھر اسے سکون سے اطلاع دی۔۔ کوریڈور کا موڑ مڑنے پر اسے ٹیم کے علاوہ چند مزید سیاح وہاں کھڑے نظر آئے۔۔

ضرغام کو یہ بات بھی عجیب لگی کے دیوار کے جس حصے میں شارٹ سرکٹ ہوا تھا وہاں آس پاس کوئی کمرہ نہیں تھا۔۔ یعنی بالکل عجیب بات کہ شارٹ سرکٹ اسطرح سے ہوا تھا کہ کمروں کو نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔۔ اسنے دل ہی دل میں اس بات پر بھی شکر ادا کیا۔۔ کوریڈور میں پھیلا دھواں ختم ہوتا جا رہا تھا اب صرف متاثرہ حصے میں دھواں باقی تھا۔۔ ضرغام کو سب کچھ عجیب اور مصنوعی مصنوعی لگ رہا تھا۔۔ تبھی اسکے ہاتھ میں موجود موبائل کی

سکرین پر نوٹیفکیشن ابھرا تھا۔۔"بیٹری از کریٹیکلی لو۔۔"۔۔دیکھتے ہوئے ضرغام جھنجھلایا۔۔وہ واپس کمرے میں جانے کا سوچ ہی رہا تھا کہ اسکے موبائل پر رنگ ہونے لگی۔۔رات کے پونے دو بجے ضیغم کی کال دیکھ کر وہ حیران ہوا مگر اگلے ہی پل اسنے کال ریسیو کر کے فون کان سے لگا لیا۔۔آس پاس لوگ اور انکی آوازیں بڑھنے لگیں تو وہ ایک طرف کو ہو گیا۔۔

"ضر کہاں ہو تم۔۔؟؟اور مشال کہاں ہے۔۔؟؟"ضیغم کی سنجیدہ آواز فون کے سپیکر سے ابھری۔۔ضرغام کو اندازہ ہوا کہ وہ اس وقت ہوٹل سے باہر ہے یقیناً اسی لیے وہ یہ سوال پوچھ رہا تھا ورنہ اس وقت وہ خود بھی اسکے ساتھ یہاں موجود ہوتا۔۔

"بھائی میں ہوٹل میں ہی ہوں اور مشی روم میں ہیں۔۔آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔؟؟اسے جواب دے کر ضرغام نے اس سے سوال کیا۔۔

"اگر مشی روم میں ہے تو تم باہر کیا کر رہے ہو ضر۔۔؟؟"اس بار ضیغم کی آواز میں غصہ تھا۔

"اسکے پاس جاؤ فوراً۔۔!"اسکے جواب کا انتظار کیے بغیر ضیغم نے اسے حکم دیا۔۔

"یار بھائی یہاں ہوٹل میں شارٹ سرکٹ ہو گیا ہے۔۔اسی لیے میں اس وقت روم سے باہر ہوں۔۔!"ضرغام نے بامشکل اسے جواب دیا کیونکہ شور بڑھ رہا تھا۔۔دوسرے فلورز سے بھی کافی مرد وہاں آ چکے تھے۔۔جس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ شارٹ سرکٹ صرف اسی فلور میں ہوا ہے۔۔دوسری جانب اسکی بات پر ضیغم کا شک یقین میں بدل گیا۔۔۔

"بھائی آپ کہاں ہیں۔۔؟؟اپنے روم میں نہیں ہیں کیا۔۔؟؟"ضرغام کے اگلے سوال پر وہ چونکا۔۔

"تم روم میں جاؤ فوراً۔۔میں پندرہ منٹ میں پہنچ رہا ہوں اور روم سے باہر مت نکلنا اب۔۔۔۔۔!"ضیغم نے کہہ کر کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔ضرغام اسکے مشن سے مکمل طور پر انجان نہیں تھا کیونکہ ابھی کل ہی تو ضیغم نے اسے اپنے

مشن اور زی کے متعلق آگاہ کیا تھا۔۔ اور آج ضرغام اس زی نامی شخص کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔۔ جو مشال کا مجرم تھا اور جس کا مقصد ایک بار پھر مشال کا حصول تھا۔۔ زی ہی ضیغم کی تلاش تھا۔۔۔ اس بات سے وہ آگاہ ہو چکا تھا۔۔ زاوی کے بارے میں سوچتے ہوئے ایک بار پھر اسکی آنکھوں میں مرچیں سی بھرنے لگیں۔۔ ضیغم کی تنبیہہ سے وہ سمجھ گیا تھا کہ ہوٹل میں کچھ گڑبڑ ہے۔۔ وہ سرعت سے اپنے کمرے کی طرف بھاگا۔۔ کمرے کے دروازے تک جاتے ہوئے اسکا دل شدت سے دھڑکا تھا۔۔ جیسے ہی اسنے کمرہ ناک کیا، اسی وقت پورا ہوٹل روشن ہو گیا۔۔ لائٹ آچکی تھی۔۔ اندر سے دروازہ کھولا گیا تھا، وہ اسکی نظروں کے بالکل سامنے تھی۔ ضرغام کے دل کو سکون ہوا۔۔ اسنے پلٹ کر دوبارہ کوریڈور میں دیکھا۔۔ دھواں مکمل طور پر غائب ہو چکا تھا۔۔۔ ضرغام کو یقین ہو گیا کہ کوریڈور میں دھواں نہیں، نظروں کو گمراہ کرنے کے لیے کوئی گیس پھیلائی گئی تھی۔ مگر اس پل اسکے لیے سب سے بڑھ کر اہم مشال تھی جو اسکی نگاہوں کے سامنے پریشان زدہ سی کھڑی تھی۔۔ وہ کمرے میں داخل ہو کر دروازہ لاک کرنے کے بعد اسے شارٹ سرکٹ کی بابت بتانے لگا۔۔ ضرغام کا دماغ مکمل طور پر الجھ چکا تھا۔۔۔

♦♦♦♦

اسنے دوبارہ ضرغام جو کال کی مگر اسکا نمبر آف جا رہا تھا۔۔۔

"شٹ۔۔۔" وہ دانت بھینچ کر رہ گیا۔۔ ضیغم بڑی مشکلوں سے خود پر ضبط کر رہا تھا۔۔۔ کیونکہ زی کا سارا پلان اسکی سمجھ میں آچکا تھا۔۔ اسکا مشال سے کیا تعلق تھا یہ وہ سوچنا نہیں چاہتا تھا مگر اسکے پاکستان آنے کا مقصد وہ ضرور جان چکا تھا۔۔۔ زندگی میں پہلی بار اسکا دل گھبرا رہا تھا کیونکہ اس کیس میں اسکی فیملی انوالو ہو چکی تھی۔۔۔ اسے جلد از جلد ہوٹل پہنچ کر مشال کو زی سے بچانا تھا۔۔ ضیغم نے کال لسٹ سے ایک اور نمبر ڈائل کیا تھا۔۔ پہلی بیل پر ہی اسکی کال ریسیو کر لی گئی تھی۔۔

"آفیسر خان۔۔۔مجھے دس منٹ کے اندر اندر سکی ریزورٹ آف ملم جبہ کے گیٹ پر پولیس فورس چاہیئے۔۔دس منٹ، مطلب دس منٹ۔۔۔!" اسکی آواز سنتے ہی ضیغم نے اسے حکم دیا۔۔دوسری جانب ڈی-ایس-پی شہروز خان نے فوراً اوکے سر کہا۔۔وہ الجھ چکا تھا مگر ضیغم جیسے بندے سے سوال کرنا اسکے بس کی بات نہیں تھی۔۔

"سر میں چیل درہ پہنچ چکا ہوں۔۔آپ کب تک آرہے ہیں۔۔؟؟" شہروز خان نے کچھ جھجھکتے ہوئے سوال پوچھا کیونکہ ضیغم کا حد سے زیادہ سرد لہجہ اسے باور کروا گیا تھا کہ معاملہ سنجیدہ ہے۔۔

"میں پہنچ جاؤں گا مگر فی الوقت آپ میرا انتظار مت کریں۔۔۔آپ جلد از جلد بحرین پہنچیں۔۔وہاں انسپکٹر سمیع آپکی مدد کے لیے موجود ہیں۔۔وہاں میری موجودگی سے زیادہ ضروری ان لڑکیوں کی بازیابی ہے۔۔اسلیے آپ مزید وقت ضائع مت کریں فوراً روانہ ہوجائیں۔۔۔" ضیغم نے اسے ہدایات دے کر اسکے "فائن سر" کہنے کا انتظار کیا پھر رابطہ منقطع کر کے انسپکٹر سمیع کو کال ملائی۔۔اس دوران وہ ایک ہاتھ سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔

"انسپکٹر سمیع سپیکنگ۔۔!" فون سے ابھرتی انسپکٹر کی آواز سن کر ضیغم نے ٹھہرے ہوئے سخت لہجے میں بولنا شروع کیا۔

"میری بات غور سے سنو سمیع۔۔۔تمہارے پاس مزید بیس منٹ ہیں۔۔اپنی ٹیم کو ایکٹو کر لو۔۔۔کیونکہ تمہیں اگلے بیس منٹ میں اس ہٹ میں چھاپہ مارنا ہے۔۔میں بحرین نہیں آسکتا کیونکہ میں بلیک مون گینگ کے جال میں انہی کو جکڑنے جارہا ہوں۔۔ہمیں دانہ بھی حاصل کرنا ہے اور انکا جال بھی انہی پر پھینکنا ہے۔۔اگر اگلے بیس منٹ میں ڈی-ایس-پی وہاں نہ پہنچا تو تم اس ہٹ پر حملہ کر دینا اور ہر لڑکی کو صحیح سلامت وہاں سے نکال لینا۔۔ کلئیر۔۔۔؟؟" اپنی بات مکمل کر کے ضیغم نے آخر میں اسے ہوش دلایا تھا۔۔

"اوکے سر لیکن۔۔دانہ یہاں ڈالا گیا ہے تو۔۔؟؟ جال ملم جبہ میں۔۔؟؟ آئی مین کیسے۔۔؟؟" سمیع پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔۔وہ دونوں ہی کوڈ ورڈز میں بات کر رہے تھے۔۔

"یہ تمہارا ہیڈک نہیں ہے سمیع۔۔ تمہیں جتنا کہا گیا ہے، تم بس اتنا کرو گے۔۔۔اوکے۔۔۔؟؟؟" ضیغم نے منٹ میں اسے لتاڑا تھا۔۔وہ گڑبڑا گیا۔۔

"اوکے سر۔۔۔!" وہ الجھ گیا تھا مگر اسکے پاس ضیغم کی تائید کرنے کے سوا کوئی آپشن نہیں تھا۔۔

"گڈ۔۔!" کہہ کر ضیغم نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔اب اسے ایک اور کال ملانی تھی۔۔

"ہیئر از ایس-پی ضیغم اجلال فرام لاہور۔۔۔مجھے سکی ریزورٹ کے مینیجر سے بات کرنی ہے جلدی۔۔۔!" وہ عجلت بھرے لہجے میں گویا ہوا۔۔بیس سے تیس سیکنڈ بعد دوسری جانب مینیجر موجود تھا۔۔ ضیغم بڑے تحمل سے اسے ہدایات دے رہا تھا۔۔۔کال ڈسکنیکٹ کر کے وہ تھوڑا ریلیکس ہوا۔۔۔تقریباً سات منٹ پہلے اسکی ضرغام سے بات ہوئی تھی۔۔ضرغام کا کہنا تھا کہ ہوٹل میں شارٹ سرکٹ ہوا ہے، یعنی زی نے اپنے پلان پر سات منٹ پہلے عمل کرنا شروع کیا تھا۔۔۔تو یقینی طور پر سات منٹ میں اسکا پورا پلان تو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا تھا ناں۔۔۔؟؟اور اب چونکہ ضیغم مینیجر کو ہدایات دے چکا تھا تو اب یقینی طور پر زی ہوٹل سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔۔ ضیغم کا دماغ بہت تیزی سے تانے بانے بن رہا تھا۔۔اور جبکہ اگلے سات سے آٹھ منٹ میں پولیس فورس بھی ہوٹل پہنچ جاتی تو زی کے لیے یقینی طور پر گھیرا تنگ ہو جانا تھا۔۔اور پولیس فورس کے پہنچنے کے ٹھیک دس منٹ بعد ہوٹل پہنچ کر وہ زی کو دبوچ لینے والا تھا۔۔سوچتے ہوئے اسکی آنکھوں میں چمک در آئی۔۔ ضیغم نے پہلے پلان ترتیب دینے کی زحمت نہیں کی تھی، اسنے بس سوچا تھا اور پھر ڈائریکٹ اپنے پلان پر عمل کیا تھا۔۔سو وہ اب مکمل طور پر، پر اعتماد تھا کہ زی آج اس سے نہیں بچ پائے گا۔۔پھر تقریباً دس منٹ کی مزید ڈرائیو کے بعد اسنے گاڑی سڑک کے اطراف میں نیچے کو جاتی ڈھلوان کی طرف درخت کے بالکل سامنے روک دی۔۔اسطرح سے کہ اسکی گاڑی چھپ گئی تھی۔۔اسنے اپنی ریوالور چیک کر کے پشت پر لگالی۔۔۔پولیس فورس اب تک پہنچ چکی ہو گی، وہ پر یقین تھا۔۔اب سکی ریزورٹ اس جگہ سے تقریباً ایک کلومیٹر دور تھا۔۔وہ دبے قدموں بڑے بڑے قدم

اٹھاتا قدرے جھک کر سڑک پر چلنے لگا۔۔اسنے گاڑی وہیں روک دی تھی کیونکہ اسکی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ پولیس فورس کے گھیر اتنگ کر لینے کے بعد زی نے حفظ ماتقدم کے طور پر اپنے کارندے سکی ریزورٹ کے آس پاس پھیلا دیے ہونگے تاکہ اگر وہ ضیغم کو واپس آتا دیکھ لیں تو اسے روکنے کی ہر ممکن کوشش کر سکیں۔اور اگر ایسا ہو جاتا تو اسکا ایک ہی مطلب ہوتا کہ زی سکی ریزورٹ میں ہی ہے اور اپنے جال میں پھنس جانے پر تڑپ گیا ہے۔۔ڈھلوانی راستہ پیدل طے کرنا اسکے لیے مشکل ہو رہا تھا مگر اس وقت اسے مشال کی فکر تھی۔۔رات کے دو بجے سے اوپر کا وقت ہو رہا تھا۔۔رات کے مہیب سناٹے عجیب ساخوف پیدا کر رہے تھے مگر رات کی تاریکیوں سے بے پرواہ وہ بڑی تیز رفتاری سے چل رہا تھا۔۔پانچ سے سات منٹ کی مسافت کے بعد اسے وہ عالیشان بلند عمارت واضح طور پر نظر آنے لگی تھی۔۔وہ سیدھا ہوا اور ایک گہرا سانس لیا۔۔دور سے ہی اسے ہوٹل کے باہر پولیس کی بھاری نفری نظر آگئی تھی۔۔۔وہ ایک قدم آگے بڑھا ہی تھا کہ اسے اپنے عقب میں سرسراہٹ سی محسوس ہوئی۔۔وہ لمحے کے ہزارویں سیکنڈ میں نیچے جھکا۔۔

"آہ میں جانتا تھا۔۔!" ضیغم مسکراتے ہوئے بولا۔۔

"زیپپپپ۔۔۔" آواز پیدا ہوئی اور پیچھے موجود آدمی کے ہاتھ میں موجود بھاری ڈنڈا فضا میں گھوم کر ہی پلٹ گیا۔۔

وہ جھکے جھکے ہی سرعت سے پلٹا اور اپنی ٹانگ سے اس آدمی کی ٹانگ پر زوردار کک ماری۔۔وہ لڑکھڑا کر پیچھے گرا۔۔اسکے ہاتھ میں موجود بھاری ڈنڈا بھی اسکے ساتھ ہی سڑک پر گر گیا۔۔ ضیغم نے دائیں جانب سے آتے شخص کے وار سے بچنے کے کے لیے زمین پر پلٹے کھائے۔۔وہ پتھریلی زمین پر لیٹے ضیغم پر ہاتھ میں موجود ہاکی سے بنا رکے وار کرتا چلا جا رہا تھا اور ضیغم اسی پھرتی سے زمین پر کروٹیں بدل رہا تھا۔۔اتنے میں دوسرا آدمی بھی اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔۔اس بار ضیغم نے پھرتی سے اپنے جسم کا رخ بدلا اور ہاکی سے وار کرنے والے شخص کے گھٹنے پر ایک

بھرپور لات ماری۔۔۔اس شخص کو اپنا گھٹنا ٹوٹتا محسوس ہوا۔۔اتنے میں ضیغم ایک جست لگا کر کھڑا ہوا اور اسکے دوسرے گھٹنے پر بھی لات سے وار کیا۔۔وہ زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔۔پہلا آدمی جو ایک بار پھر اسکے سر پر وار کرنے والا تھا ضیغم نے ایک ہاتھ سے ڈنڈا پکڑا اور دوسرے سے اسکی ناک پر ایک زوردار مکا مارا۔۔پھر اگلے دو منٹوں میں وہ ان دونوں کی بہت اچھے سے تواضع کر چکنے کے بعد انکی جیبوں سے موبائل نکال کر انہیں وہیں تڑپتا چھوڑ دیا۔۔پھر جلدی سے ہوٹل کی طرف بڑھا۔۔۔اسکے لبوں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔۔یعنی اسکی ہر سوچ۔۔ اور اس سوچ پر کیا گیا عمل درست تھا۔۔۔ضیغم کے قدموں میں تیزی تھی۔۔

♦♦♦♦

زاویار کے جاتے ہی اسنے کمرے میں پہلے سے موجود ویٹریس کو اشارہ کیا۔۔لائٹ آچکی تھی۔۔پھر پیٹر نے اس ویٹریس کی مدد سے نشال کو وہ عبایا پہنا دیا جو پہن کر زاوی تین گھنٹے پہلے اسکے ساتھ اس ہوٹل میں اسکی بوڑھی والدہ کی حیثیت سے آیا تھا۔۔اب اسکی والدہ کی جگہ نشال بیڈ پر بے ہوش لیٹی ہوئی تھی۔۔

"سر۔۔میں ایک بار سارا گراؤنڈ فلور چیک کر لیتی ہوں، پھر آپکو انفارم کرتی ہوں۔۔دین آپ انکو نیچے لے کر آیئے گا۔۔ویسے بھی ابھی پورے ہوٹل میں شارٹ سرکٹ کی وجہ سے ہنگامہ سا برپا ہوا ہے۔۔میرا خیال ہے کہ ہمارا کام آسان رہے گا۔۔!" پیشہ ورانہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ ویٹریس فر فر بول رہی تھی۔۔

"ہمم۔۔۔لیکن زرا جلدی۔۔اگلے پانچ منٹ بعد مجھے گراؤنڈ فلور کی پوزیشن جاننا ہے۔۔اب تم جاؤ۔۔!" پیٹر نے مکمل سنجیدگی سے کہتے ہوئے اسے وہاں سے بھیجا۔۔وہ فوراً سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔۔پیٹر نے جلدی سے موبائل پکڑ کر زاویار کو کال ملائی۔۔

"تم نکل گئے۔۔؟؟" کال ریسیو کرتے ہی زاویار نے بے تابانہ پوچھا۔

"نہیں، ابھی روم میں ہی ہوں۔۔۔ ویٹریس نیچے گئی ہے۔۔ وہ پوزیشن بتائے گی تو میں نکل جاؤں گا۔۔!" پیٹر نے دھیمی آواز میں اسے جواب دیا۔۔

"اور تم کہاں ہو زی۔۔؟؟ تم کب نکلو گے۔۔؟؟" جواب دیتے ہی پیٹر نے اس سے سوال کیا۔۔۔

"ویسے تو کل صبح تک یہ روم میرے نام پر بکڈ ہے مگر جگر اس ڈول کے جانے کے بعد میرا یہاں کیا کام۔۔۔؟ تمہارے نکلتے ہی میں بھی ریسپشن سے اپنا کھاتہ کلئیر کروالوں گا۔۔ پھر آئیں گے کل صبح میں وہ ایس-پی صاحب۔۔۔" انگریزی میں بولتا وہ بات ادھوری چھوڑ کر قہقہ لگا کر ہنسا۔۔۔

"باسٹرڈ ایس پی۔۔۔!" وہ زہر خند لہجے میں بڑبڑایا۔۔ اسے گزرتی رات کے وہ مناظر یاد آنے لگے جن میں پہلے ضرغام اور آخر میں ضیغم نے اسے بری طرح مارا تھا۔۔

"اغواہ شدہ لڑکیوں کو بازیاب کرکے، سرشار سا ایس پی، میڈیا کے سامنے اپنی عظمت کے جھنڈے گاڑ کر جب واپس یہاں آئے گا تو اسے اسکی زندگی کا سب سے بڑا سرپرائز ملے گا۔۔۔ چچ۔۔ چچ۔۔۔ چچ۔۔۔ بےچارہ پاگلوں کی طرح اپنی بیوی کو ڈھونڈے گا مگر تب تک وہ برانڈڈ نشے کی مہنگی پڑیا سوات تو کیا۔۔۔ اس ملک کی سرزمین سے بھی دور جا چکی ہو گی۔۔۔!" وہ بڑے سرد لہجے میں بول رہا تھا۔۔

"اوو یسلی۔۔۔!" پیٹر نے ہنستے ہوئے کہا اور بیڈ پر بے ہوش پڑی نشال کے چھپے ہوئے وجود پر ایک نظر ڈالی۔۔

"ویسے جو بات مشال میں ہے ناں۔۔۔۔ وہ اس لڑکی میں نہیں ہے زاوی۔۔ میں تو کہتا ہوں ایک بار سوچ لو۔۔!" پیٹر نے بھرپور سنجیدگی سے کہا۔ دوسری طرف زاویار جی بھر کر بدمزہ ہوا۔

"اپنے فضول نظریے اپنے پاس رکھو پیٹر۔۔ تمہیں ہیرے کی پہچان نہیں ہے اسلیے تمہارا یوں مجھے مشورے دینا سراسر میرے وقت کی بربادی ہے۔۔ اب رکھو فون اور نکلو جلدی وہاں سے۔۔!" اسے ڈپٹنے والے انداز میں جواب دے کر زاویار بیگ نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔

"الو کا پٹھا۔۔!" وہ کال کاٹ کر بڑبڑایا۔۔ ابھی اسے فون رکھے دو منٹ بھی نہ ہوئے تھے پیٹر کی پھر سے کال آنے لگی۔۔ اسنے بے زار ہوتے ہوئے کال ریسیو کی۔

"اب کیا مسئلہ ہے۔۔؟؟" وہ سرد لہجے میں بولا۔۔

"مسئلہ نہیں عذاب کہو زاوی۔۔۔ ہوٹل کے باہر پولیس کھڑی ہے۔۔ اور جب تک پولیس کی کاروائی مکمل نہیں ہو جاتی کوئی بھی وزیٹر ہوٹل سے باہر نہیں جا سکتا۔۔۔!" موبائل کے سپیکر سے ابھرتی پیٹر کی بدحواس آواز حقیقتاً زاویار کے ہوش ٹھکانے لگا گئی تھی۔۔ وہ بے چین ہو کر چئیر سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا بکواس ہے؟؟ اس وقت پولیس یہاں کیا کرنے آئی ہے۔۔؟؟" وہ سخت جھنجھلا گیا تھا۔۔

"یہ تو کسی کو بھی نہیں پتہ۔۔۔ مینیجر کو بھی اس ایس-پی نے ہی کال کی ہے جس کی ایما پر مینیجر پولیس کے ساتھ کوآپریٹ کرنے والا ہے۔۔!" پیٹر کی آواز سے پریشانی جھلک رہی تھی۔۔

"اوفففف۔۔۔ یہ سالا ایس پی۔۔۔!" زاویار دانت پیستے ہوئے بڑبڑایا۔۔

"میں نے تو تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ اتنی جلد بازی مت کرو۔۔ ابھی چند گھنٹے پہلے ہی تو مشال تمہارے ہاتھ سے نکلی ہے اور اب۔۔ یہ اسکی بہن بھی ہاتھ سے نکلتی محسوس ہو رہی ہے۔۔ اور اسی لڑکی کے پیچھے تم نے بلیک مون گینگ کا سارا مشن بھی تباہ کر دیا۔۔ وہ لڑکیاں تو گئیں ہاتھ سے۔۔ اب یہ بھی جائے گی۔۔۔!" پیٹر نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا جبکہ زاویار جو فون کان سے لگائے بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہا تھا، اسکی بات پر شدید غصے میں آ گیا۔۔

"بکواس بند کرو پیٹر۔۔ یہ لڑکی میں ہرگز اپنے ہاتھ سے نکلنے نہیں دوں گا۔۔ تم پتہ کرو کہ پولیس یہاں کیوں آئی ہے.۔۔ ہو سکتا ہے کہ کسی اور سلسلے میں آئی ہو۔۔ جلدی پتہ کرو۔۔!" خود کو ریلیکس کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے اسنے پیٹر سے کہا۔۔

"زاوی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔اس لڑکی کی ضد چھوڑو اور یہاں سے اپنی جان بچا کر نکلنے کا سوچو۔۔!" پیٹر کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔۔

"شٹ اپ۔۔جسٹ شٹ اپ پیٹر۔۔۔جیسا کہا ہے ویسا ہی کرو۔۔سمجھے تم۔۔۔!" وہ دھیمی آواز میں غرایا۔۔

پیٹر نے اس پر دو حرف بھیج کر کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔

"بلڈی باسٹرڈ۔۔۔دماغ خراب کر دیا۔۔۔!" وہ زیر لب پیٹر کو گندی سی گالی دیتا شدید بے چین نظر آرہا تھا۔۔

اسنے پیٹر پر لعنت بھیج کر اپنے خاص آدمی کو کال ملائی۔۔پہلی بیل پر ہی دوسری جانب سے کال ریسیو کر لی گئ تھی۔

"باہر پولیس کیوں آئی ہے۔۔؟؟" اسنے چھوٹتے پہلا سوال یہی کیا۔۔

"باس پولیس فورس خود سارے معاملے سے انجان ہے۔۔انہیں تو بس پیچھے سے ہوٹل پہنچنے کے آرڈرز ملے ہیں۔۔سنا ہے کہ ایس-پی تھوڑی دیر میں پہنچنے والا ہے، اسی نے بلوایا ہے اور وہ ہی آکر سب ہینڈل کرے گا۔۔ مجھے لگتا ہے کہ اسے شک ہو گیا ہے، اسی لیے وہ راستے سے ہی واپس آرہا ہے۔۔۔!" اس آدمی زاویار کو مکمل اطلاع دی۔۔

"مدین میں گل نواز سے بات ہوئی تمہاری۔۔۔؟؟" زاویار نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا۔۔مدین میں پہلے سے ہی اسکے چند آدمی موجود تھے جنہوں نے ضیغم کے مدین پہنچنے کی خبر اسے دینی تھی۔

"جی باس پولیس کو یہاں دیکھ کر میں نے اسی کو کال کی تھی، وہ کہہ رہا ہے کہ ایس-پی ابھی تک مدین نہیں پہنچا۔۔!" اس اطلاع پر زاوی کی رہی سہی امید بھی ٹوٹ گئی۔۔اسنے بامشکل خود کو کمپوز کیا۔۔لیکن پھر پلکیں جھپکتے ہوئے اسنے خود کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔۔اور جب گویا ہوا تو اسکی آواز میں قدرے اطمینان تھا۔

"وہ وہاں پہنچ بھی نہیں سکتا کیونکہ وہ کمینہ واپس آرہا ہے۔۔سالے کو شک نہیں، یقین ہو گیا ہے کہ میں یہاں ہوں تبھی اسنے اتنا پکا کام کیا ہے۔۔لیکن اب تم ایک کام کرو۔۔دو دو آدمیوں کا جوڑا آس پاس کے علاقے میں پھیلا دو۔۔۔جیسے ہی ایس-پی کی گاڑی نظر آئے اسے اڑا دینا۔۔اگر پیدل آئے تو اسے مار مار کر ادھ موا کر دینا۔۔اسکا وہ حال کرنا کہ وہ یہاں آنے کے قابل نہ رہے۔۔نہ وہ یہاں آئے گا۔۔اور نہ ہی پولیس کو کچھ پتہ چلے گا۔۔مجبوراً پھر پولیس اور مینیجر دونوں ٹھنڈے ہو جائیں گے اور۔۔۔"بات ادھوری چھوڑ کر وہ قہقہ لگا کر ہنسا۔۔اپنے پلان پر وہ پھر سے مطمئن ہو گیا۔

"اور پھر میرا کام آسان ہو جائے گا۔۔اب جو کہا ہے وہ جلدی کرو۔۔ایس پی یہاں پہنچنے نہ پائے۔۔!"زاویار نے سخت لہجے میں اسے حکم دیا۔۔۔

"اوکے باس۔۔۔!"دوسری جانب موجود شخص نے کہا تو زاوی نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔ایک بار پھر پیٹر کی کال آرہی تھی۔۔لیکن زاوی نے کال کاٹ دی کیونکہ جو معلومات پیٹر اسے دینے والا تھا، وہ زاوی پہلے ہی جان چکا تھا۔۔

"ٹائم پیریڈ شارٹ ہے زی، کچھ سولڈ سوچ۔۔سولڈ۔۔وہ ایس پی یہاں پہنچ بھی سکتا ہے۔۔پھر کیا کرے گا۔۔؟؟ کچھ سوچ۔۔۔"وہ زیر لب بڑبڑاتا خود سے باتیں کر رہا تھا۔۔پیٹر کی کال دوبارہ آنے لگی۔۔۔زاویار نے کال پھر سے ڈسکنیکٹ کر کے موبائل بیڈ پر پھینکا اور زمین پر بیٹھتے ہوئے ایک پل کو آنکھیں میچ کر اپنے سر کے بال مٹھی میں جکڑ لیے۔۔وہ گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔۔کچھ دیر وہ یونہی بیٹھا رہا پھر کھڑا ہوا اور چوتھی بار آتی پیٹر کی کال ریسیو کر لی۔۔

"پیٹر میری بات سنو۔۔۔!"کال ریسیو کرتے ہی زاویار نے بھاری آواز میں کہا۔

"زاوی سب کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے یار۔۔۔ہم بری طرح پھنس چکے ہیں۔۔!"دوسری جانب سے بولتے پیٹر کی آواز، پکڑے جانے کے خوف سے باقاعدہ کپکپا رہی تھی۔۔

"کچھ نہیں ہوا ریلیکس۔۔۔ تم بس میری بات سنو۔۔ ہم بچ جائیں گے، تم ابھی یہاں سے نکلو۔۔۔اس لڑکی کو وہیل چیئر پر ڈالو اور گراؤنڈ فلور کی طرف بھاگو۔۔ جلدی۔۔۔انہیں کہنا کہ۔۔۔۔"وہ اسے تفصیل بتا رہا تھا۔۔

"اور تم۔۔۔؟؟؟"اسکے پلان سے کچھ مطمئن ہوتا پیٹر اسکے لیے تھوڑا فکر مند ہوا۔۔

"میری فکر مت کرو۔۔ میں تو ویسے بھی پچھلے چھ دن سے یہاں قیام پذیر ہوں اور پچھلی صبح ہی ہوٹل سے نکل گیا تھا۔۔ یہ حقیقت کیمرہ بھی آشکار نہیں کر پائے گا کہ تمہارے ساتھ وہیل چیئر پر موجود عبائے میں چھپا وجود تمہاری بوڑھی والدہ کا نہیں، زاویار بیگ کا ہے۔۔۔یعنی کہ مسٹر زاویار بیگ جو کہ پچھلے چودہ گھنٹوں سے غائب ہیں، وہ سِٹل ایبسینٹ ہی مانے جائیں گے۔۔۔ سو سمپل۔۔۔ کوئی بھی اس شخص کے روم میں آنے کی زحمت بھلا کیوں کرے گا جو پچھلے چودہ گھنٹوں سے غائب ہے۔۔؟"زاویار نے تحمل بھرے انداز میں اسے سمجھایا۔۔

"لیکن اگر ایس پی نے اپنی بیوی کو غائب پا کر پورے ہوٹل کی تلاشی لے لی تو زاوی۔۔؟؟تب کیا کرو گے۔۔!" پیٹر ہنوز خود کو اسکے لیے فکر مند ظاہر کر رہا تھا۔۔

"ہونہہ۔۔۔اسے بتائے گا کون کہ اسکی بیوی غائب ہوئی ہے، میں شرطیہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ مشال کو مجھ سے بچانے کے لیے واپس آ رہا ہے۔۔ اپنی بیوی کی کڈنیپنگ تو وہ تصور بھی نہیں کرے گا۔۔ اسلیے بے فکر رہو، مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے کمرے کی تلاشی بالکل نہیں لے گا۔۔!"بولتے ہوئے وہ کمینگی سے مسکرایا۔۔

"اور دوسری بات یہ کہ ایس-پی کبھی بھی اس ہوٹل کے پچاس سے زائد کمروں کی تلاشی نہیں لے گا پیٹر۔۔ اور نہ ہی ہوٹل کا مینیجر اسے ایسا کرنے دے گا۔۔ مجھے یقین ہے کہ ایس پی ڈائریکٹ آپریٹنگ روم میں جائے گا اور سی سی ٹی وی فوٹیج ہی چیک کرے گا۔۔۔ تو اٹس سمپل یار۔۔ زاویار بیگ نامی بندہ تو پچھلے چودہ گھنٹوں سے غائب ہے اور واپس ہوٹل آیا ہی نہیں۔۔ اور رہی بات تمہارے سی سی ٹی وی فوٹیج میں دِکھنے کی تو تم ایشیا کے ایک شریف مرد ہو جو اپنی بوڑھی معذور والدہ کے ساتھ ہوٹل میں آیا تھا مگر شارٹ سرکٹ ہونے کی وجہ سے پھیلے دھویں نے تمہاری

ماں کی حالت خراب کر دی کیونکہ وہ استھما کی پیشنٹ ہے۔۔اٹس سمپل۔۔۔ تمہیں جلدی میں ہوٹل سے جانا پڑا اینڈ دیٹس آل۔۔!"زاویار کا شاطر دماغ پورا منصوبہ تیار کر چکا تھا۔۔

"لیکن تم نے اب بھی نہیں بتایا کہ تم پھر کب یہاں سے نکلو گے۔۔اور کیسے۔۔۔؟؟" پیٹر نے مطمئن ہوتے ہوئے پوچھا۔۔زاویار کا یہ والا پلان اسے بہتر لگا تھا۔۔اسطرح وہ بنا کسی کو شک میں مبتلا کیے ہوٹل سے نکل سکتا تھا۔

"یہ بھی تمہیں بتانا پڑے گا اب۔۔؟؟سیدھی سی بات ہے یار۔۔جیسے ہی پولیس ادھر اُدھر ہو گی میں ریسیپشن سے اپنی ساری ڈیٹیلز کلئیر کروا کر نکل جاؤں گا۔۔انہیں کیا پتہ چلے گا کہ میں کب واپس آیا۔۔وہ کونسا سی ٹی وی فوٹیج چیک کیے بنا مجھے نکلنے نہیں دیں گے۔۔۔اور ہاں صبح پانچ بجے۔۔۔"وہ اسے اب وہ مقام بتا رہا تھا جہاں اگلے تین گھنٹے بعد انکا ہیلی کاپٹر انکا منتظر ہونا تھا۔۔

"میں پانچ بجے سے پہلے آجاؤں گا پھر ہم اس بلبل کو لے کر اپنے جنگل (لندن) واپس چلے جائیں گے۔۔اور یہاں یہ زخمی شیر دہاڑتا رہ جائے گا۔۔۔!"زاویار نے آخری جملہ ہنستے ہوئے کہا۔۔اسکے انداز میں سرشاری تھی۔۔اگر ضیغم اسکی پلاننگ سمجھ گیا تھا تو وہ بھی زاویار بیگ تھا۔۔۔گھاٹ گھاٹ کا پانی پی چکا تھا،ہوٹل کے باہر پولیس فورس کی موجودگی کے بعد وہ اتنا اندازہ تو لگا ہی سکتا تھا کہ لاہور کا ایس پی کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔میں نکلتا ہوں۔۔مگر تم زرا چوکنا ہو کر رہنا۔۔!"پیٹر نے دھیمی آواز میں اسے ہدایت دی۔

"ہمم۔۔جلدی نکلو۔۔اس سے پہلے کہ وہ ایس-پی یہاں پہنچ جائے۔۔اور ہمارا کام خراب کرے۔۔!"زاویار بولا۔۔ضیغم کا ذکر کرتے ہوئے اسکا حلق کڑوا ہو گیا تھا۔۔

اسنے کال ڈسکنیکٹ کی اور بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر ایک گہرا سانس لیا اور ہولے سے مسکرایا۔۔

"اب تم یہاں آؤ یا نہ آؤ ایس پی۔۔۔ تمہاری بیوی تو اب گئی۔۔۔!" بولتے ہوئے اسنے قہقہ لگایا۔۔ پھر سائیڈ ٹیبل سے سگریٹ کی ڈبی اٹھالی۔۔ اگلے پانچ منٹ بعد وہ اپنے مطلب کی سگریٹ پی رہا تھا۔۔ اسکا ارادہ اب تھوڑی دیر سونے کا تھا۔۔

◆ ◆ ◆◆

وہ ہوٹل پہنچا تو پولیس فورس نے چاروں طرف سے ہوٹل کو گھیر رکھا تھا ضیغم کو یک گونہ اطمینان ہوا۔۔ اس نے مین ڈور پر کھڑے انسپکٹرز میں سے ایک کو اپنا کارڈ دکھایا تو انسپیکٹر نے اسے سلیوٹ کیا۔۔

"کیا سچویشن ہے انسپکٹر۔۔؟؟ کسی قسم کی مشکل کا سامنا تو پیش نہیں آیا آپ کو۔۔؟؟" اس نے انسپکٹر سے ہاتھ ملاتے ہوئے پوچھا۔۔

"ابھی تک تو نہیں سر۔۔ سب کچھ نارمل ہی رہا ہے۔۔!" انسپکٹر نے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔

"ہمممم۔۔ ٹھیک ہے آپ آئیں میرے ساتھ.." اسنے ایک انسپکٹر کو کہا۔۔ جبکہ دوسرے والے سے جب مخاطب ہوا تو اسکی آواز میں عجلت تھی۔

"اور آپ یہاں باہر پولیس فورس کو ایکٹیو کریں اور کوشش کریں کہ آس پاس کے علاقے پر نظر رکھیں کوئی بھی مشکوک شخص یا مشکوک گاڑی نظر آئے تو تو اس کو وہیں پکڑ لیں۔۔۔ ہوٹل کے کسی دروازے سے، کسی کھڑکی سے کوئی شخص بھی باہر نہ جانے پائے۔۔ کلئیر۔؟؟" وہ بڑی سنجیدگی سے دوسرے انسپکٹر کو ہدایت دے رہا تھا۔۔

"اوکے سر۔۔۔!" کہتے ہوئے اس انسپکٹر نے فوراً اثبات میں گردن ہلائی۔۔

پھر وہ پہلے والے انسپکٹر کے ساتھ ہوٹل کے اندر داخل ہوگیا۔ ریسیپشن پر موجود مینیجر فورا مستعد ہوا۔۔ ضیغم اسکے قریب گیا تو وہ آہستگی سے گویا ہوا۔

"سر آپ نے جیسا کہا تھا میں نے ویسا ہی کیا ہے لیکن پلیز کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ ہوا کیا ہے۔۔؟؟وزیٹرز کمپلین کر رہے ہیں کہ وہ ڈسٹرب ہو رہے ہیں۔۔اینڈ میں آپ کو صرف آپریٹنگ روم تک اپروچ کر سکتا ہوں۔۔۔میں آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دوں گا کہ آپ پورے ہوٹل کا جائزہ لیں یا چیکنگ کریں۔۔۔!"فکر مندی سے پوچھتے مینیجر نے اس کو صحیح معنوں میں تپا دیا تھا۔

"انسپکٹر میں نے آپ سے کہا تھا کہ کوئی شخص ہوٹل سے باہر نہ جانے پائے۔۔آپ کا کام صرف اتنا ہی ہے کہ آپ میرے ساتھ کواپریٹ کریں اور بس۔۔۔میں مزید آپ کو اپنے کیس کے متعلق کوئی انفو نہیں دے سکتا یہ بات آپ کو سمجھ جانی چاہیے اور دوسری بات یہ کہ میں آپریٹنگ روم تک جاؤں گا یا آپ کے ہوٹل کے ایک ایک بیڈروم تک جاؤں، یہ میں ڈیسائیڈ کروں گا آپ نہیں۔۔۔آپ نے اپنے ہوٹل میں مجرموں کو پناہ دی ہے تو نقصان تو پھر آپ کو بھگتنا پڑے گا ناں۔۔۔!"اس نے سرد لہجے میں جواب دیا تو مینیجر اپنا سا منہ لے کر چپ چاپ اسے دیکھتا رہ گیا۔۔

اسے وہی پیچ و تاب کھاتا چھوڑ کر وہ سیڑھیوں کی طرف بھاگا اب اسے جلد از جلد جا کر مشال کی موجودگی کو چیک کرنا تھا آیا وہ محفوظ ہے یا نہیں کیونکہ اس نے دوبارہ بھی ضرغام کے نمبر پر کال کی تھی مگر اس کا موبائل ہنوز آف جا رہا تھا...

"سر یہاں سے کیوں۔۔؟؟لفٹ سے چلتے ہیں ناں۔۔جلدی پہنچ جائیں گے۔۔!"اس کی تقلید میں اس کے پیچھے تقریباً بھاگتے ہوئے انسپکٹر نے جھجھکتے ہوئے کہا.. ضیغم نے ایک نظر پلٹ کر کچھ کچھ سخت نظروں سے اسے گھورا۔۔

"میں آپ سے بہتر جانتا ہوں انسپکٹر...اس لیے بہتر ہے کہ آپ خاموش رہیں۔۔!" ضیغم کے ٹھنڈے ٹھار جواب پر پر انسپکٹر خاموش ہو گیا۔۔اسے یہ سر پھرا ایس پی بہت عجیب لگا تھا لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ مقابل کی سوچ

کہاں تک ہے۔۔ ضیغم نے سیڑھیوں کا انتخاب اس لیے کیا تھا کیونکہ "زی" سے کچھ بعید نہیں تھا کہ وہ لفٹ میں داخل ہوتا اور پورے ہوٹل کی لائٹ ہی غائب ہو جاتی۔۔۔ اس لیے وہ اس وقت کسی قسم کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔۔

وہ پانچ منٹ میں سیکنڈ فلور پر پہنچ چکا تھا۔۔ اسکے ساتھ چلتے انسپکٹر کی ٹانگیں جواب دے رہی تھیں مگر ضیغم کے قدموں میں ہنوز پھرتی تھی۔۔ ضرغام کے کمرے کے سامنے رکتے ہوئے اس نے تیزی سے دروازہ ناک کیا۔۔ اس کا مضبوط دل ایک پل کو کانپا تھا، یہ سوچ کر ہی کہ اندر کے حالات کیا ہوں گے۔۔

اس کی پہلی دستک پر ہی دوسری جانب سے دروازہ کھول دیا گیا تھا۔۔ ضیغم کا دھڑکتا دل پل میں ساکت ہوا۔۔ ضرغام اس کے سامنے تھا اس کی نگاہ کے بالکل سامنے۔۔۔ وہ پریشان نظر آ رہا تھا مگر اس کے چہرے پر پھیلی پریشانی مشال کو کھونے کے متعلق بالکل نہیں تھی، اس بات کا اندازہ ضیغم کو تب ہوا جب ضرغام کی پشت سے مشال کا چہرہ نمودار ہوا۔۔

"ضر۔۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔۔؟؟" اسکے شانوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے وہ نرمی سے بولا۔۔ اس کے انداز میں ایک بے یقینی سی تھی کہ جیسے سامنے کھڑا شخص یا تو ضرغام نہیں تھا، اور اگر ضرغام تھا تو مطمئن کیوں تھا۔۔؟؟ مشال وہاں تھی۔۔۔ تو پھر۔۔؟؟ زی کا پلان کیا تھا۔۔؟؟ اتنا تو کنفرم تھا ناں کہ وہ سکی ریزورٹ میں کچھ کرنے والا تھا۔۔ تو پھر اگر وہ مشال کو کڈنیپ کرنا نہیں تھا تو پھر کیا تھا۔۔۔؟؟ ضیغم کا دماغ اس پل پوری طرح الجھ چکا تھا۔۔

"بھائی یار میں بالکل ٹھیک ہوں لیکن آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔؟ اور یار آپ تھے کہاں۔۔؟؟ آپ کو پتہ ہے میں کتنا کنفیوز ہو گیا تھا۔۔! مجھے کچھ گڑبڑ لگ رہی تھی۔۔ آپ سے ڈسکس کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نہیں تھے۔۔" فکرمندی سے بولتے ضرغام کی آواز پر وہ ہوش میں آیا تھا۔۔ "اور جس وقت آپ نے کال کی تھی اس وقت میرے موبائل کی بیٹری ڈیڈ تھی یار۔۔ آف ہو گیا تھا موبائل۔۔!"

ضرغام نے اسے مزید وضاحت دی۔

"اٹس فائن۔۔۔ تم باہر آؤ زرا۔۔!" ضیغم نے آہستگی سے کہا۔ وہ مشال کے سامنے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

ضرغام نے ایک نظر پلٹ کر مشال کی جانب دیکھا پھر اسے آنکھ سے اشارہ کرتا کمرے سے باہر نکل آیا۔۔ اس دوران ضیغم کے ساتھ آیا انسپکٹر ایک طرف کھڑا تماشا دیکھتا۔۔ رہا وہ مشال کا چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا۔۔ ہاں البتہ خوبروسے ضرغام کو دیکھ کر اسے ضیغم اور ضرغام کے درمیان رشتے کی نوعیت کا اندازہ ہو رہا تھا۔۔

"سب ٹھیک تو ہے ناں۔۔؟؟" مشال کے دروازہ بند کرتے ہی ضرغام نے دھیمی آواز میں ضیغم سے پوچھا۔۔ اس کے ذہن میں وہ سرگوشیاں گونج رہی تھیں جو اس نے کچھ دیر پہلے اندھیرے میں ڈوبے کوریڈور میں سنی تھیں، اس پر مستزاد ضیغم کا پہلے اسے کال کرنا اور اب اسکے بیڈروم کے دروازے پر موجود ہونا۔۔ اسے شدت سے کسی گڑبڑ کا احساس ہو رہا تھا۔۔

"ضر ایک منٹ پلیز۔۔!" اپنی پیشانی مسلتے ہوئے اسنے ضرغام کو خاموش کروایا۔۔

"انسپکٹر آپ نیکسٹ کوریڈور کا ٹھیک سے جائزہ لیں۔۔ فائر بریگیڈ ٹیم ابھی وہیں ہے۔۔ ان سے معلومات حاصل کریں کہ شارٹ سرکٹ کیسے ہوا۔

گو فاسٹ پلیز۔۔۔" انسپیکٹر کو وہاں سے بھیجنے کو ضیغم سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔ وہ جو پچھلے پانچ منٹ سے وہاں ہونقوں کی طرح کھڑا ان دونوں بھائیوں کے چہرے دیکھ رہا تھا، ضیغم کے حکم دینے پر فوراً اثبات میں سر ہلاتا وہاں سے غائب ہو گیا۔۔

"اب بتاؤ ضر کیا ڈسکس کرنا چاہتے تھے تم مجھ سے۔۔؟" مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے ضیغم نے دھیمی آواز میں پوچھا۔۔ بدلے میں ضرغام اسے ان سرگوشیوں کے بارے میں بتاتا چلا گیا۔۔

"ہمممم۔۔۔تو یعنی جن آدمیوں کی آواز تم نے سنی، ان کا کہنا تھا کہ مین سوئچ دوبارہ آن کرنا پڑے گا، یعنی شارٹ سرکٹ کا لائٹ جانے سے کوئی تعلق نہیں ہے لائٹ مین سوچ آف کرنے کی وجہ سے گئی تھی۔۔؟؟ رائٹ۔۔۔؟ یہی کہنا چاہ رہے ہوناں تم۔۔؟؟" اس کی پوری بات سننے کے بعد ضیغم نے جو نتیجہ نکالا تھا وہ ضرغام کی سوچ کے مطابق تھا۔۔

"یس بھائی۔۔کیوں کہ جب میں نے ویٹر سے پوچھا کہ لائٹ کب آئے گی تو اس نے کہا کہ جنریٹر آن ہونے والا ہے۔۔جبکہ پہلے جس آدمی کی دھیمی آواز میں نے سنی تھی اسکا بیان کچھ اور تھا۔۔تو اب آپ خود سوچیں بھائی کہ یا تو وہ ویٹر جھوٹا ہے یا پھر۔۔۔" کہتے ہوئے ضرغام نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔۔

"ہوں۔۔۔وہ ویٹر جھوٹا نہیں ہے ضر۔۔بات بڑی سمپل سی ہے، کسی نے پہلے مین سوئچ آف کیا اور پھر۔۔۔اس کے بعد شاٹ سرکٹ کا ڈرامہ کری ایٹ کیا گیا۔۔اسی لیے تو زیادہ نقصان نہیں ہوا کیونکہ مین سوئچ پہلے سے ہی آف تھا۔۔اور ہوٹل میں یہ بات پھیلا دی گئی کہ لائٹ ایشو کی وجہ سے شارٹ سرکٹ ہوا۔۔اس سب کا ایک ہی مطلب ہے۔۔ہوٹل کا سٹاف اس سب میں انوالو ہے ضر۔۔!" گہری نظروں سے چکنے فرش کو گھورتا وہ بڑی سنجیدگی سے بول رہا تھا۔

پھر ایک دم نگاہ کا زاویہ بدل کر اس نے ضرغام کی طرف دیکھا۔۔جو خود کسی گہری سوچ میں گم تھا۔۔

"تمہیں پتا ہے ضر میں تم سے یہ سب کیوں ڈسکس کر رہا ہوں۔۔؟" ضیغم کی آواز میں بھرپور سنجیدگی تھی۔۔

ضرغام نے اسکے سوال پر اسکی جانب دیکھا اور ہولے سے مسکرایا۔۔

"ضرور کوئی وجہ ہو گی۔۔!" اپنے کندھے اچکاتے ہوئے اسنے نرمی سے کہا۔

"وجہ تمہاری بیوی ہے۔۔۔!" ضیغم نے بلا توقف کیے اسے جواب دیا۔۔ضرغام کے لبوں کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔

"بھائی۔۔آپ کیوں بار بار مشی کو اپنے کیس میں انوالو کر رہے ہیں۔۔؟؟"ضرغام کے لہجے میں ناراضگی کا عنصر شامل تھا۔۔

"کیوں کہ مشی ہی کی وجہ سے یہ سارا کیس بنا ہے۔۔وہ پہلے دن سے اس کیس میں انوالو ہے۔۔۔!"لفظ "ہے" پر زور دیتے ہوئے اسکا لہجہ سخت ہو گیا تھا۔۔ضرغام کے لیے ضیغم سے نگاہ ملائے رکھنا محال ہو گیا۔۔لیکن اگر وہ نگاہ چرا لیتا تو ضیغم جیسے زیرک شخص سے اسکی یہ حرکت مخفی نہیں رہنے والی تھی اس لیے وہ خود کو کمپوز کیے اسکی جانب دیکھتا رہا جو اب کہہ رہا تھا۔۔۔

"یہ سب کچھ جو بھی ہو رہا ہے ناں۔۔تمہاری بیوی کے لیے ہو رہا ہے۔۔وہ مجرم یہاں تمہاری بیوی کے لیے آیا ہے ضر۔۔۔اور ابھی ہوٹل میں جو کچھ ہوا ہے۔۔مشال کو کڈنیپ کرنے کے لیے ہی ہوا ہے۔۔مگر۔۔۔۔"ضبط سے بولتا وہ رکا۔۔ضرغام نگاہ جھکا گیا۔۔۔

"مگر مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ،اسنے اس سب کا فائدہ کیوں نہیں اٹھایا جبکہ تم بھی روم سے باہر تھے۔۔۔،یا پھر۔۔۔؟؟"ضیغم کے ذہن میں جھماکا ہوا تھا۔۔جو اس پل اسکا دماغ کہہ رہا تھا وہ ماننا تو دور اس پل سننا بھی نہیں چاہتا ہے۔۔۔اسی پل ضرغام بھی ضیغم کی آنکھوں سے ہی اسکی سوچ جان گیا تھا۔۔اور اسکی ذہانت نے بھی اسی وقت یس کہا تھا۔۔

"وہ فائدہ اٹھا چکا ہے ضر۔۔۔۔!"اسکی آواز لڑکھڑا سی گئی۔۔وہ سرعت سے اپنے بیڈروم کی طرف بھاگا۔۔

"اس آدمی نے کہا تھا کہ۔۔۔"بول کام ہو گیا ہے۔۔!"یہی کہا تھا ناں ضر۔۔۔؟؟"اپنے پیچھے آتے ہوئے ضیغم نے بنا پلٹے اس سے پوچھا تھا۔۔ضرغام نے ابھی تو لفظ بالفظ ساری بات اسے بتائی تھی،لیکن پھر بھی وہ تائید چاہ رہا تھا۔اور اس پل ضرغام کو اپنی ہی کہی گئی بات کی تائید کرنا بے حد مشکل لگا۔۔بیڈروم کے سامنے رکتے ہوئے ضیغم نے جلدی سے دروازے پر ہاتھ رکھا۔۔ڈوران لاک کھولنے کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔۔دروازہ کھلتا چلا گیا

اور ضیغم کو لگا وہ کچھ بھی برداشت نہیں کر پائے گا۔۔۔ پورا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔۔ ضرغام بھی اسکے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔ کمرے کی ابتر حالت دیکھ کر ان دونوں کا بدترین شک یقین میں بدل گیا۔ ضیغم جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔۔ خالی کمرہ۔۔ ضیغم کا منہ چڑا رہا تھا۔۔۔ہاں نشال کے وجود کے بغیر وہ کمرہ خالی ہی تھا۔۔ بیڈ شیٹ بیڈ سے اتر کر آدھی زمین پر لٹک رہی تھی۔۔۔ تکیے بے ترتیبی سے بیڈ پر بکھرے ہوئے تھے۔۔ ضیغم کو لگا وہ زمین بوس ہو جائے گا۔۔ اپنی جگہ سے ہل تک نہ پائے گا۔ اس پل اسے خود کو کمپوز کرنے کی ہوش ہی نہ تھی، اگر ہوتی تو سب سے پہلے وہ ایک یہی کام کرتا کیونکہ ضرغام تو کیا اس پل کمرے کے در و دیوار بھی اسکے چہرے پر رقم اذیت دیکھ سکتے تھے۔۔۔۔ ضرغام نے بڑی ہمت کر کے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

"بھائی۔۔ وہ۔۔۔ نش۔۔ نشال کو لے گیا۔۔۔!" اسکے کندھے پر اپنے ہاتھ کا دباؤ بڑھاتے ہوئے ضرغام نے سرسراتی ہوئی آواز میں کہا۔۔ اسکی آواز پر وہ چونک سا گیا۔۔ پھر پلکیں جھپکاتے ہوئے اطراف میں نگاہ دوڑائی۔۔ اسکی براؤن آنکھوں کے کنارے سرخ ہو چکے تھے۔۔ ضرغام کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے وہ ایک قدم آگے بڑھا تو اسے اپنے بوٹ تلے کچھ کرکتا ہوا محسوس ہوا۔۔ اسنے پاؤں ہٹا کر دیکھا تو وہ سفید چین میں پڑا بلیک ڈائمنڈ تھا۔۔ ضیغم کا دل اس پل شدت سے دھڑکا تھا۔۔ وہ فوراً جھکا اور ڈائمنڈ سمیت ٹوٹی ہوئی وہ چین ہاتھ میں لے لی۔۔ اسنے سلگتی ہوئی نظروں سے اپنی ہتھیلی پر دھری چین کو دیکھا۔۔ اسے اپنی آنکھوں میں شدید جلن کا احساس ہو رہا تھا۔

"بھائی پلیز ٹرائے ٹو ہینڈل یور سیلف۔۔!" ضرغام نے ایک بار پھر اسے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دینے کی کوشش کی۔۔ ضیغم نے چین والی ہتھیلی کی مٹھی بناتے ہوئے اس نایاب تحفے کو اپنی قید میں جکڑ لیا جو اسنے نایاب طریقے سے نشال کی خوبصورت گردن میں پہنایا تھا۔۔ پھر پلٹا اور اپنے کندھے پر رکھا ضرغام کا ہاتھ سختی سے جھٹک دیا۔۔ ضرغام اسکی کیفیت کو سمجھ رہا تھا۔۔ ایک آخری امید کے طور پر ضیغم سٹڈی روم کی طرف بڑھا مگر نشال وہاں کہیں ہوتی تو اسے ملتی ناں۔۔ ؟؟؟ واش روم کی لائٹس بھی آف تھیں۔۔ نشال پورے کمرے میں کہیں نہیں

تھی، اس بات کا اعلان، کمرے کی ایک ایک شے چیخ چیخ کر، کر رہی تھی۔ ایک ہاتھ کی مٹھی میں ٹوٹی چین اور ڈائمنڈ مقید کیے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے اسنے اپنی پیشانی مسل ڈالی۔۔ ضرغام کو اسکی بکھرتی حالت تکلیف دے رہی تھی۔۔

"بھائی یہ وقت ہمت ہارنے کا نہیں ہے یار۔۔ آپ اپنی فورس اکٹھی کریں اور نشال کو ڈھونڈنے کی کوشش کریں پلیز۔۔!" اسکی طرف بڑھتے ہوئے ضرغام نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔۔ ضیغم جو ساکت نگاہوں سے فرش کو گھور رہا تھا اسکی بات پر نظر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔ ضیغم کی آنکھوں کی سرخائی اس پل ضرغام کا دل دہلا گئی تھی۔۔۔ ضیغم ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا اور اسکا گریبان پکڑ لیا۔۔

"کیا تعلق ہے مشال کازی سے۔۔۔؟؟ کیسے جانتا ہے وہ مشال کو۔۔؟؟ بولو۔۔۔؟؟" اسے جھنجھوڑتے ہوئے وہ غرایا۔۔

"بھائی پلیز۔۔ مشال کا اس سب میں کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔!" اسکے شکنجے سے اپنا گریبان چھڑواتے ہوئے ضرغام نے سنجیدگی سے کہا۔

"قصور نہ سہی، تعلق تو ہے ناں۔۔ مجھے بتادو ضرورنہ میں اس سے اپنے انداز میں پوچھوں گا اور وہ تم سے برداشت نہیں ہوگا۔۔!" اسکا گریبان ایک جھٹکے سے چھوڑتے ہوئے وہ سلگتے ہوئے لہجے میں بولا۔۔ انداز میں کوئی رعایت نہیں تھی۔۔

ضرغام نے بے یقینی سے اپنے بھائی کی طرف دیکھا جسکی سرخ آنکھوں کا سرد تاثر اور چہرے پر واضح چٹانی سختی اسکے لیے بالکل اجنبی تھی۔۔ وہ اس پل اسکا بھائی نہیں لگ رہا تھا۔۔ ہاں۔۔ اس پل وہ نہ تو ضرغام کا بھائی تھا اور نہ ہی کوئی ایس-پی ضیغم اجلال تھا، اس پل وہ صرف نشال کو کھودینے کے خوف میں مبتلا، اسکا شوہر تھا۔۔

"سب رشتے بھول گئے ہیں ناں آپ۔۔۔؟؟" اسکی انگارہ ہوتی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ضرغام نے تاسف زدہ انداز میں پوچھا۔۔ ضیغم بنا پلکیں جھپکائے ضرغام کو گھور رہا تھا۔۔

"مجھے غور سے دیکھو۔۔میں اس پل خود کو بھول رہا ہوں ضر، اور تم رشتوں کی بات کر رہے ہو۔۔؟؟؟" ضیغم کی آواز میں ٹوٹے کانچ کی سی چبھن تھی۔۔وہ زندگی میں پہلی بار ضرغام پر اپنا آپ آشکار کر رہا تھا۔بڑا اصاف جواب تھا جو اسکی کیفیت کی عکاسی کر رہا تھا۔۔

ضرغام کو بے ساختہ اس پر ترس آیا تھا۔۔

"بھائی پلیز ہمت سے کام لیں۔۔!" اسے گلے لگانے کی کوشش کرتے ہوئے وہ بولا مگر ضیغم نے اسکے بڑھے ہوئے ہاتھ جھٹک دیے۔وہ اپنے دلِ مضطرب کی منتشر دھڑکنوں کی آواز ضرغام کو نہیں سنانا چاہتا تھا۔۔

"مجھے سچ بتادو ضر۔۔میرے پاس وقت نہیں ہے۔۔جلدی بولو۔۔!" پلکیں جھپکاتے ہوئے اسنے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور سنجیدگی سے کہا۔

"کیا بتاؤں، بھائی آپکا شک ٹھیک تھا۔۔وہ زی، وہ جو بھی ہے، وہ لندن میں مشی کو لائک کرتا تھا۔۔" ضرغام نے اپنے دماغ سے بنی بنائی کہانی اسے سنانا شروع کی۔۔

"پھر۔۔؟؟" ضیغم نے بغور ضرغام کی طرف دیکھا جیسے اسکے تاثرات جانچنے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر اندرونی حالت تو ایسی تھی جو بار بار اسکی ذہنی رو کو بھٹکا رہی تھی۔

"اس نے کئی بار مشی کو پرپوز کیا مگر جب ہر بار اسے انکار سننے کو ملا تو ایک دن اس نے مشی کا چہرہ اور گردن۔۔۔ سگریٹ سے۔۔۔" وہ رکا۔۔ضرغام کو حقیقتاً تکلیف ہوئی تھی۔۔

"مشی اس سے بچ کر یہاں آئی تھی، لیکن وہ گھٹیا انسان یہاں بھی آگیا۔۔!" ضرغام نے دھیمی سلگتی ہوئی آواز میں کہا۔۔

"تو پھر نشال کو کیوں لے گیا ہے وہ۔۔۔؟؟" ضیغم نے بڑے ضبط سے پوچھا۔

"یہ تو وہ ہی بتا سکتا ہے۔۔ جتنا سچ مجھے پتہ تھا میں آپکو بتا چکا ہوں۔۔!" ضرغام نے بھرپور سنجیدگی سے کہا۔ ضیغم اسے گھورتا رہا مگر اسکے چہرے پر مکمل سنجیدگی تھی۔۔ لہجے میں کوئی جھول نہیں تھا۔۔

ضیغم نے اسکی طرف سے رخ موڑ لیا۔

"تم جاؤ۔۔۔!" اپنی پشت پر ہاتھ باندھتے ہوئے ضیغم نے آہستگی سے کہا۔۔ ضرغام خود بھی نشال کے لیے بہت پریشان تھا۔۔ اول تو وہ مشال کا راز کسی پر کھول ہی نہیں سکتا تھا اور دوسرا وہ جانتا تھا کہ مشال کی ذات کو برہنہ کرنے کے بعد بھی ضیغم کو نشال کو تلاشنے میں کوئی آسانی نہیں ہو گی سو اس نے اپنے پاس سے ہی "زی" کی یک طرفہ محبت کی کہانی سوچی تھی اور اسے سنا دی۔۔

"مگر بھائی۔۔" ضرغام نے بولنے کی کوشش کی۔۔ لیکن ضیغم نے اسے ٹوک دیا۔

"یہاں سے جاؤ ضر۔۔۔!" ضیغم نے اس بار سختی سے کہا۔۔ اسکے اندر ہی اندر کہیں ڈوبتا دل اس سے قابو نہیں ہو رہا تھا۔۔

"بھائی میں آپکے ساتھ رہنا چاہتا ہوں، آپکی ہیلپ کرنا چاہتا ہوں۔۔" ضرغام نے آہستگی سے کہا۔۔ نشال کے ساتھ گزرا بچپن، اور ایک ایک پل اسے یاد آ رہا تھا۔۔ وہ کیسے اطمینان سے اپنے کمرے میں جا کر بیٹھ سکتا تھا۔۔

اسکی بات پر ضیغم اسکی جانب پلٹا۔۔

"اگر مدد کرنا چاہتے ہو تو، اپنی بیوی کو لو اور نیچے ریسیپشن پر چلے جاؤ۔۔ میں نہیں چاہتا کہ تم دونوں پر مزید کوئی آفت آئے۔۔ جیسا کہا ہے فی الوقت ویسا کرلو۔۔!" سنجیدگی سے بولتے ضیغم کی آواز حد سے زیادہ بھاری ہو رہی تھی۔۔

ضرغام کو لگا کہ اگر وہ کچھ دیر وہیں کھڑا رہا تو ضیغم اسکے سامنے ہی رو پڑے گا۔۔ وہ اپنے بھائی کو اتنا تو سمجھ ہی گیا تھا سو فوراً وہاں سے نکلا۔ جاتے جاتے وہ دروازہ بند کرنا نہیں بھولا تھا۔۔ اسکے جاتے ہی وہ تیزی سے پلٹا اور واش روم میں گھس گیا۔۔ واش بیسن پر لگے نلز میں سے ایک کھول کر وہ اپنے چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھپاکے مارنے لگا۔۔ جلتی آنکھوں میں ٹھنڈک پڑنے کی بجائے مزید آگ لگ رہی تھی مگر وہ رکا نہیں تھا۔۔ اپنا چہرہ گیلا کرتا رہا ۔۔ وہ چہرے پر پانی ڈالتا رہا کیونکہ ۔۔۔ وہ اپنی آنکھوں سے نکلتے گرم پانی کی نمی پانی کے ساتھ ہی بہا دینا چاہتا تھا۔۔ محسوس کر کے خود کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا، اسے مضبوط رہنا تھا۔۔ اپنے ہوش وحواس کو قائم رکھنا تھا وگرنہ اسکی نشال ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس سے دور ہو جاتی۔۔ اور یہی وہ نہیں چاہتا تھا۔۔ اسکا اس پل بکھرنا سب سے زیادہ اسی کے لیے نقصان دہ تھا۔۔ اسلیے وہ آئینے کے سامنے جھکا، اپنے چہرے کو دھوتے ہوئے اس پل خود سے لڑ رہا تھا۔۔۔

دونوں ہاتھ واش بیسن پر ٹکا کر سر جھکائے اسنے گہرا سانس لیا۔۔ ایک پل کو آنکھیں میچی تو نشال کا گلابی رویا رویا چہرہ آنکھوں میں آن بسا۔۔۔ اسنے فوراً آنکھیں کھول لیں اور شدید طیش کے عالم میں واش بیسن پر اپنے دونوں ہاتھ مارے۔۔

"جان لے لوں گا تمہاری، زندہ نہیں چھوڑوں گا تمہیں۔۔۔!" اپنے تصور میں زی سے مخاطب ہوتے ہوئے وہ چلایا۔۔ براؤن آنکھوں سے اس پل شعلے سے نکل رہے تھے۔۔

"میں بھی دیکھتا ہوں کہ اس ہوٹل سے تم کیسے بچ کر نکلتے ہو۔۔۔!" بھاری آواز میں بولتا وہ آئینے میں نظر آتے اپنے عکس کو گھور رہا تھا۔۔ اسکی مغرور آنکھوں کے کنارے سوج کر آنکھوں سے بہنے والے آتش فشاں کا پتہ دے رہے تھے۔۔۔ بھیگی پلکیں اس پل سلگتی ہوئی لگ رہی تھیں۔۔ اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے ہوئے اسنے آخری بار اپنے عکس کو دیکھا۔۔۔ اپنی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اس پل اسنے خود کو چیلنج کیا تھا، بدلے میں اسکے

لب ہولے سے مسکرائے۔۔ جیسے اسنے چیلنج قبول کر لیا تھا۔۔ دل کی دہائیوں کو دباتا وہ استہزائیہ انداز میں مسکراتا چلا گیا۔۔ پھر اپنے اندر پھیلتے زہر کے زیر اثر وہ اپنے لب سکیڑ گیا۔ تو یعنی وہ خود کو کمپوز کر چکا تھا۔۔؟؟ سوال اٹھا تھا۔۔ جس پر ضیغم کی تکلیف میں اضافہ ہوا تھا مگر جواب تو اسے دینا ہی تھا۔۔

ہاں شاید ایسا ہی ہے۔۔۔ کمپوز کر لیا تھا خود کو۔۔۔ وہ اپنے بالوں میں گیلے ہاتھ پھیرتے ہوئے واش روم سے باہر نکل آیا۔۔ پھر کمرے میں یہاں وہاں دیکھے بنا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔۔ بیڈروم کی بکھری حالت دیکھ کر وہ اپنا ضبط کھونا نہیں چاہتا تھا۔۔

♦♦♦♦

بیڈ پر بیٹھی مشال پریشان زدہ سی اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔۔ جبھی وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو وہ گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اسکے قریب آئی۔۔

"ضر کیا ہوا۔۔؟؟ سب ٹھیک تو ہے ناں۔۔؟؟" وہ اسکے سامنے کھڑی تشویش زدہ سی پوچھ رہی تھی۔۔ جبکہ ضرغام کو لگا وہ بول نہیں پائے گا۔۔ اسے خاموش دیکھ کر مشال کا دل ڈوبنے لگا۔۔ ضرغام کے چہرے پر پھیلی پریشانی اسکا دل دھڑکا رہی تھی۔۔

"بولو ناں ضر۔۔؟؟ سب ٹھیک ہے ناں۔۔؟؟ نشال ٹھیک ہے۔۔۔؟؟" اسکا بازو ہلا کر پوچھتی مشال کے لبوں سے جانے کیسے نشال کا نام نکلا تھا، وہ نہیں جانتی تھی مگر جانے کیوں وہ پوچھ بیٹھی تھی۔۔ ضرغام کو جواب دینا اس پل بہت مشکل لگا۔۔

"بولو گے اب کچھ۔۔۔؟؟؟؟؟" اسکی مسلسل خاموشی سے چڑتی مشال اسکے سینے پر اپنی ہتھیلیوں سے وار کرتی چیخی۔۔

ضرغام نے نظر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا جس کی پلکوں پر نمی سی تھی۔۔

"میرا بولنا سن پائیں گی آپ۔۔؟؟ برداشت کر پائیں گی۔۔۔؟؟" اسکی حیران آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔ مشال کو کسی انہونی کا احساس ہوا۔۔

"کک۔۔ کیا ہوا ہے۔۔؟؟ کچھ ہوا ہے ناں۔۔؟؟" اسکی شرٹ کا کالر نرمی سے پکڑتے ہوئے وہ بھیگی ہوئی آواز میں پوچھ رہی تھی۔ اسکی پلکوں پر چمکتی نمی بڑھنے لگی۔۔

"مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے ضر۔۔؟؟ بولو۔۔۔؟؟؟" ہاتھ میں مقید اسکی شرٹ کے کالر کو جکڑتے ہوئے وہ چلائی۔۔۔

"نشال نہیں مل رہی۔۔۔!" اسکا ہاتھ اپنے کالر سے ہٹاتے ہوئے ضرغام نے آہستگی سے کہا۔ مشال کو لگا اسکا دل بند ہو گیا ہے۔۔ سانس رک سی گئی تھی۔۔ آنکھوں کی ساکت پتلیوں میں اس پل خوف سا لہرا گیا۔۔

"مل نہیں رہی یا۔۔۔؟؟ وہ۔۔۔۔ وہ لے گیا اسے۔۔۔؟؟" مشال کو اپنی آواز پرائی لگی۔۔ تو کیا اب ماضی پھر سے دہرایا جائے گا۔۔؟ کیا مشال کا درد اب نشال پر آزمایا جائے گا۔۔؟؟ سوچتے ہوئے مشال کا سر خود بخود نفی میں ہلا تھا۔۔

"کوئی لے کر نہیں گیا اسے۔۔۔ بس وہ مل نہیں رہی ہے۔۔ بھائی ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے ہیں ناں۔۔ مل جائے گی وہ۔۔!" اسکا ہاتھ نرمی سے دباتے ہوئے وہ اسے حوصلہ دے رہا تھا ورنہ پریشان تو وہ خود بھی تھا۔۔

مشال نے نفی میں سر ہلایا۔۔ اسکی آنکھوں کی نمی آنسو بن کر گالوں پر پھسلنے لگی۔۔

"وہ لے گیا ہے اسے۔۔۔ وہ ہی لے کر گیا ہے۔۔۔!" نفی میں سر ہلاتی وہ بڑبڑائی۔۔ ضرغام نے اسکے آنسو صاف کرنا چاہے تھے مگر مشال نے اسکے ہاتھ جھٹک دیے۔۔

"اسنے نشی کو دیکھ لیا ہو گا۔۔۔ ہاں۔۔۔ ہاں جب مجھے ہوش آیا تھا تب نشی وہیں تھی۔۔ تو۔۔ مطلب۔۔۔ اس نے دیکھ لیا ہو گا ناں۔۔!!" ضرغام کی طرف سے رخ پلٹتے ہوئے بولتی وہ خود ہی تانے بانے بن رہی تھی۔۔ ضرغام نے آگے بڑھ کر نرمی سے اسکے بازو تھامے۔۔

"مشی میری بات سنیں۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔وہ شاید باہر کہیں۔۔" وہ اسے جھوٹے دلاسے دینے کی کوشش کر رہا تھا جب مشال اسکی بات اچکتی بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔۔

"اس ٹائم ضر۔۔؟؟رات کے ڈھائی بجے باہر جائے گی وہ۔۔۔؟؟تم سمجھ نہیں رہے۔۔۔یا مجھے بے وقوف بنا رہے ہو۔۔۔؟؟؟وہ لے گیا ہے اسے۔۔۔اسے بچا لو ضر۔۔۔وہ بہت برا ہے۔۔بہت برا۔۔وہ۔۔۔وہ اسکے ساتھ۔۔۔!!مشال کو لگا وہ مزید بول نہیں پائے گی۔۔وہ اسکے ساتھ کیا کر سکتا تھا۔۔؟؟کیا کرنے والا تھا۔۔؟؟ سوچ کر ہی مشال کے رونگھٹے کھڑے ہو رہے تھے۔۔جبکہ ضرغام کو اپنا وجود شعلوں میں گھرتا محسوس ہوا۔۔

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔سب میری وجہ سے۔۔۔نا میں یہاں آتی، نا وہ۔۔۔وہ آتا۔۔اور۔۔اور نا یہ سب ہوتا۔۔۔!!" ہچکیوں کے درمیان بامشکل بولتی وہ ضرغام کے اندر باہر حشر برپا کر گئی تھی۔۔اس نے بری طرح روتی تڑپتی مشال کو اپنے سینے سے لگا لیا۔۔مشال کی سسکیوں میں اضافہ ہونے لگا۔

"مشی میری جان۔۔ایسے مت کریں۔۔مل جائے گی وہ۔۔ہمت سے کام لیں۔۔!" اسکی پشت سہلاتے ہوئے وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔۔وہ مسلسل رو رہی تھی۔۔

"تم نن۔۔نہیں۔۔۔جانتے۔۔۔وہ انسان نہیں ہے۔۔۔در۔۔درندہ ہے، نن۔۔۔نشال۔۔مر جائے گی۔۔۔ جیتے جی۔۔۔مر جائے گی۔۔۔" وہ بلک رہی تھی اور ضرغام کا دل پھٹ رہا تھا۔۔اسکے سر پر لگی چوٹ اس نئی افتاد کے باعث دکھنے لگی تھی۔

"ضر۔۔ضر کچھ کرو ناں۔۔۔نشی کو بچا لو۔۔اسے مم۔۔۔مجھ جیسا۔۔۔مت۔۔بننے دو۔۔۔ایک اور مشال۔۔؟؟ نن۔۔۔نہیں ضر۔۔۔نہیں۔۔۔پلیز۔۔اسے مشال بننے سے بچا لو۔۔!" اسکے سینے سے سر زرا سا اٹھا کر اسکی جانب ایک آس سے دیکھتی وہ روتے ہوئے بولی۔۔اسکی پانی بھری گلابی آنکھیں دیکھ کر ضرغام کا دل کٹ کر رہ گیا۔۔

"کچھ نہیں ہو گا اسے۔۔ میں کہہ رہا ہوں ناں۔۔ کچھ بھی نہیں ہو گا۔ بھائی اسے کچھ نہیں ہونے دیں گے۔۔!" اسکے آنسو اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے صاف کرتے ہوئے وہ بولا تھا۔۔

"ہاں چلو آؤ۔۔ میں ضیغم بھائی کو سب بتادوں گی۔۔۔ انکو پتہ ہونا چاہیئے ناں کہ وہ گھٹیا انسان اسے لے گیا ہے۔۔۔!" ضرغام سے الگ ہوتی تیز تیز بولتی مشال دروازے کی طرف بڑھی۔۔ ضرغام نے سرعت سے اسکی کلائی تھامی۔۔

"مشی رکیں۔۔ بھائی کو پتہ ہے کہ یہ کام زی کا ہے۔۔۔ وہ اسی کو ڈھونڈ رہے ہیں۔۔!" ضرغام نے آہستگی سے کہا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ مشال ضیغم کے سامنے کچھ الٹا سیدھا بول دے جبکہ اسکے منہ سے "زی" کا نام سن کر مشال ٹھٹھک گئی۔۔ بھیگی پلکیں جھپکاتے ہوئے مشال نے اسکی طرف دیکھا۔۔ ضرغام اسکی آنکھوں کا سوال پل میں جان گیا۔۔

"وہ لڑکا۔۔؟؟ وہ جنگل والا۔۔؟؟ اسی کو گھٹیا کہہ رہی ہیں ناں آپ۔؟؟ وہ خود کو "زی" کہہ رہا تھا، اور آپکو نہیں لیکن بھائی کو پتہ ہے کہ، وہ لڑکا گرلز سمگلر ہے۔۔ اس نے پہلے آپکو کڈنیپ کرنے کی کوشش کی اور اب۔۔۔۔ نشال۔۔۔!" اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔۔ مشال نے اسکے جواب پر پلکیں جھپکائیں اور اسکے بالکل قریب ہوئی۔۔ ضرغام کا دل ڈوبا۔۔ مشال نے آہستگی سے نفی میں گردن ہلائی۔۔

"لیکن میں اسے پہلے سے جانتی ہوں۔۔۔!" مشال نے سرد آواز میں کہا۔۔ آواز میں پھیکا پن سا تھا۔۔ شاید وہ آج اپنے اور اسکے درمیان بھرم کا پردہ چاک کرنے والی تھی۔۔ لیکن ضرغام کو یہ گوارہ ہی کب تھا۔۔

"میں جانتا ہوں۔۔!" ضرغام نے فوراً کہا۔۔ اس بار مشال کی آنکھوں میں حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے تھے۔۔

"کیا جانتے ہو تم۔۔۔؟؟" مشال کی آواز سرسراتی ہوئی تھی۔

"یہی کہ زی، فریحہ پھپھو کے ہزبینڈ کا بیٹا ہے۔۔۔" وہ بولا تو مشال کا دل گہری کھائیوں میں اترنے لگا۔۔وہ جو چند پل پہلے اس پر حقیقت آشکار کرنے والی تھی اب شدت سے دعا کررہی تھی کہ کاش ضرغام کچھ نہ جانتا ہو۔۔۔

"اور۔۔۔؟؟"مشال کو اپنی آواز حلق میں دبتی محسوس ہوئی۔۔

"ریلیکس مشی۔۔۔میں جانتا ہوں کہ وہ آپ کو پسند کرتا تھا اور آپ سے شادی کرنا چاہتا تھا، لیکن جب آپ نے اسکو انکار کیا تو اس نے سزا کے طور پر آپکو یہ زخم دے دیے۔۔۔"اپنے قریب، بے حد قریب مشال کے گال پر موجود اس "زی" کے نشان کو اپنے پوروں سے چھوتا وہ تکلیف زدہ سا کہہ رہا تھا۔۔مشال کی جان میں جان آئی۔

"اور یہی ساری بات میں بھائی کو بتا چکا ہوں۔۔ آپکو بتانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔میں نے ٹھیک کیا ناں مشی۔۔۔؟؟"اسکے گال پر اپنی انگلیوں کا لمس چھوڑتے ہوئے ضرغام نے اسکی ٹھوڑی زرا سی اونچی کرتے ہوئے کہا۔۔

مشال جس کے دل کو کچھ اطمینان ہوا تھا۔۔اسکے سوال پوچھنے پر چونک اٹھی۔۔

"ہ۔۔۔ہاں۔۔۔لیکن۔۔ تمہیں کس نے بتایا۔۔۔؟؟"اس جھوٹی کہانی کی تصدیق کرتے ہوئے مشال نے کچھ حیرت سے پوچھا۔۔

"مجھے پھپھو نے بتایا۔۔میں نے ان سے بات کی تھی۔۔پتہ ہے کب۔۔؟؟"اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ نرمی سے بول رہا تھا۔۔۔

مشال نے آنکھوں کے اشارے سے پوچھا

'کب'۔۔

"تب جب میں آپکو فرسٹ ٹائم ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا تھا، آپکو یاد ہے میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ آپ کون سے انجیکشنز یوز کرتی ہیں تو آپ نے کہا تھا کہ۔۔ڈکلوران۔۔۔" وہ ابھی بول رہا تھا کہ جب مشال نے اسکی بات کاٹ دی۔۔

"آپشنز تم نے دیے تھے۔۔!" مشال نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو میں آپکو چیک کر رہا تھاناں یار۔۔ڈکلوران پین کلر ہے۔۔انجکشن بھی ہوتا ہے اور ٹیبلیٹ بھی۔۔میں نے ڈکلوران کہا اور آپ نے فوراً اوکے کر دیا۔۔مجھے تب ہی پتہ چل گیا تھا کہ آپ ڈرگز یوز نہیں کرتیں۔۔۔اور جب آپ ڈرگز یوز ہی نہیں کرتیں تو پھر آپکے زخم آپ نے خود، خود کو نہیں دیے تھے، اس لیے اسی شام میں نے پھپھو سے بات کر کے سچ اگلوا لیا تھا۔۔۔!"

وہ بڑی سنجیدگی سے بول رہا تھا جبکہ اپنے بے وقوف بنائے جانے پر مشال کے ماتھے پر بل پڑنے لگے۔۔اسکے بدلتے تیور دیکھ وہ فوراً بول پڑا۔۔

"چلیں بس اب بھائی کے پاس چلتے ہیں، انہیں میری ضرورت ہو گی۔۔نشی کو بھی تو ڈھونڈنا ہے ناں۔۔!"

ضرغام کی بات پر اسے ایک بار پھر نشال کی یاد آئی تھی اور ساتھ ہی رونا بھی۔۔اسے پھر سے روتا ہوا منہ بناتے دیکھ وہ "اف" کہہ کر رہ گیا۔۔

◆◆◆◆◆

سیڑھیاں تیزی سے پھلانگتا وہ دومنٹ میں گراؤنڈ فلور پر موجود تھا جہاں پہلے ہی مینیجر حواس باختہ سا کھڑا ہوا تھا۔۔

"آپکے ہوٹل سے ایک لڑکی کڈنیپ ہو چکی ہے مینیجر۔۔اور کڈنیپر آپکے ہوٹل میں ہی چھپ کر بیٹھا ہے۔۔!" اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ضیغم سرد مہری سے گویا ہوا۔۔اسکی بات سن کر مینیجر کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔۔

"کک۔۔۔کب۔۔۔؟؟" وہ پوچھے بنا نہ رہ سکا۔۔

"تب جب آپکے ہوٹل میں شارٹ سرکٹ کا ڈرامہ رچایا گیا۔۔بلائیے اپنے سٹاف کو۔۔۔مجھے بھی تو پتہ چلے یہ شارٹ سرکٹ ہوتا کیسے ہے۔۔۔!" استہزائیہ انداز میں اسے جواب دیتا وہ آخر میں دہاڑا۔۔۔آس پاس موجود پولیس فورس اور چند ویٹرز کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا۔۔اسکے چہرے پر چھائی سختی اس پل دیکھنے والے کو نگاہیں جھکانے پر مجبور کر رہی تھی۔۔براؤن آنکھوں میں اس پل دنیا تہس نہس کر دینے کی طاقت نظر آ رہی تھی۔

"اور دوسری بات مینیجر۔۔۔مجھے پانچ منٹ کے اندر اندر یہاں وہ تمام وزیٹرز چاہئیں جو آج رات آٹھ بجے کے بعد اس ہوٹل میں قیام کرنے کے لیے آئے ہیں۔۔!!" ضیغم کے اگلے حکم پر مینیجر تذبذب کا شکار ہوا۔۔

"سر۔۔۔آپ کائنڈلی آپریٹنگ روم سے کاروائی کا آغاز کریں۔۔اسطرح تو آدھی رات کو ہمارے گیسٹس ڈسٹرب ہونگے۔۔یہ ہوٹل رولز کے خلاف ہے۔۔!" مینیجر نے دھیمے لہجے میں اسکی بات سے انکار کرنے کی کوشش کی۔

"مینیجر صاحب لڑکی غائب ہوئی ہے، خرگوش کا بچہ نہیں جسے ڈھونڈنے کے لیے میں سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کروں۔۔اتنا وقت نہیں ہے میرے پاس۔۔آپکو جیسا کہا ہے ویسا کیجیئے۔۔!" بولتے ہوئے ضیغم کا لہجہ حد سے زیادہ کرخت ہو گیا۔۔

مینیجر کو اسکا انداز ناگوار گزرا۔۔وہ تو پہلے ہی ہوٹل کے اندر باہر پولیس فورس کی کثیر تعداد کے باعث جھنجھلا رہا تھا۔

"آپ بتانا پسند کریں گے کہ جو لڑکی غائب ہوئی ہے اسکی فیملی کہاں ہے۔؟؟ کیونکہ لڑکی تو آپکے مطابق ہی غائب ہوئی ہے۔۔ میرے پاس تو ابھی تک ایسی کوئی کمپلین نہیں آئی کہ کسی کی ماں بہن یا بیٹی غائب ہوئی ہے۔۔۔!"

ضیغم کے سخت انداز پر مینیجر کا موڈ خراب ہوا تو وہ استہزائیہ انداز میں گویا ہوا۔۔ وہاں موجود ہر شخص کو مینیجر کا سوال معقول لگا تھا مگر اسکا سوال ضیغم کے وجود میں شرارے دوڑا گیا۔۔ سرخ آنکھیں لہو رنگ ہو گئیں۔۔

"بتایئے ناں ایس پی صاحب۔۔۔ کیونکہ کسی لاوارث خاتون کو تو ہم نے اس ہوٹل میں کبھی۔۔۔!!" وہ ابھی بول ہی رہا تھا کہ ضیغم نے اسکی طرف بڑھ کر اسکا گریبان اپنی مٹھی میں جکڑ لیا۔۔

"جیسا کہا ہے ویسا کرو ورنہ یہیں زمین میں گاڑھ دوں گا، پھر تیرے ساتھ تیرے سارے سوال یہیں دفن ہو جائیں گے۔۔۔ سمجھا۔۔۔۔!" اسکی آنکھوں میں اپنی لہو رنگ آنکھیں گاڑھتے ہوئے وہ غرایا۔۔۔ اسکے لہجے کی سختی پر مینیجر کے اندر خوف کی شدید لہر دوڑ گئی۔۔ تھوک نگلتے ہوئے اسنے بامشکل اثبات میں سر ہلایا تو ضیغم نے ایک جھٹکے سے اسکا گریبان چھوڑ دیا۔۔

وہ لڑکھڑا کر دور ہوا۔۔ پھر اپنے کوٹ کا کالر درست کرتے ہوئے سٹاف کے کچھ ممبرز کو مخاطب کیا۔۔ اب وہ انہیں کچھ ہدایات دے رہا تھا جبکہ ضیغم نے اگلا سانس لیے بغیر ریسیپشن کی طرف قدم بڑھائے۔۔ وہاں موجود لڑکی کی طرف دیکھے بغیر اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے کمپیوٹر کے پاس سے ہٹنے کو کہا۔۔

"سس۔۔۔ سر۔۔۔ آج شام کے بعد آئے وزیٹرز کی لسٹ اینڈ ڈیٹیلز اس والے کمپیوٹر میں ہیں۔۔!" اسکا مقصد سمجھتی وہ دوسرے کاؤنٹر پر رکھے کمپیوٹر کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے جلدی سے بولی۔۔ آواز میں بوکھلاہٹ تھی۔۔ وہ لمبے لمبے تین چار قدم اٹھاتا اس کمپیوٹر تک پہنچ گیا۔۔ جہاں پہلے سے ہی ایک لڑکا موجود تھا۔۔ اسکے چہرے پر بھی تشویش کے آثار نمایاں تھے۔۔۔

"لسٹ اینڈ ڈیٹیلز اوپن کرو جلدی۔۔۔!!" ضیغم کی سرد آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی تو اسکی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر حرکت کرنے لگیں۔۔ اگلے پچیس سے تیس سیکنڈ میں ساری ڈیٹیلز اسکی نگاہوں کے سامنے تھیں۔۔۔ کل نو فیملیز تھیں جو آٹھ بجے سے گیارہ بجے کے درمیان ہوٹل میں قیام کے لیے آئی تھیں۔۔ اسکی کھوجتی نظریں بہت تیزی سے مانیٹر کی سکرین پر گردش کر رہی تھیں۔۔۔ اسنے بار بار تمام ناموں کو پڑھا۔۔ انکی ڈیٹیلز۔۔ کمپیوٹر میں موجود لسٹ "سب اوکے ہے" بتا رہی تھی مگر ضیغم جانتا تھا کہ کچھ بھی اوکے نہیں ہے۔۔۔ انہی نو خاندانوں میں سے کوئی ایک خاندان زی کا بھی تھا جس کا سہارا لے کر وہ اس ہوٹل میں گھسا تھا۔۔ ضیغم کو پورا یقین تھا کہ وہ آٹھ بجے کے بعد ہی اس ہوٹل میں آیا ہے کیونکہ، آٹھ بجے سے پہلے تو وہ جنگل میں تھا۔۔۔ اور پھر لڑکیوں کا بحرین میں تبادلہ بھی آٹھ بجے سے دس بجے کے درمیان کیا گیا تھا۔۔ تو مطلب تو پھر صاف تھا ناں۔۔۔ زی نے سب کچھ نشال کو دیکھ لینے کے بعد پلان کیا تھا۔۔۔ نشال کی بارے میں سوچتے ہوئے ایک بار پھر ضیغم کا دل تڑپا۔۔ ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔۔ برداشت کرنے کو اسنے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبا لیا۔۔ وہ ضبط کر گیا، کیونکہ اس پل اسکے پاس ضبط کرنے کے سوا دوسرا کوئی راستہ نہیں تھا۔۔ وہاں موجود ہر فرد، چور نظروں سے اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو دیکھ رہا تھا۔۔ اگلے پانچ سے سات منٹوں بعد وہاں ہال میں وہ تمام فیملیز موجود تھیں جنکی ڈیٹیلز ضیغم کے سامنے تھیں۔۔ پولیس ٹیم ہر فرد سے پوچھ پڑتال کر رہی تھی۔۔ جبکہ وہ ہنوز ریسیپشن پر کھڑا یہ سارا تماشا دیکھ رہا تھا۔۔ اسکی ذہین آنکھوں میں اس پل گہری سوچ کی پرچھائیاں تھیں۔۔

"سر سارا ریکارڈ کلئیر ہے۔۔!" تھوڑی ہی دیر میں ایک انسپکٹر اسکے قریب آ کر گویا ہوا۔۔ ضیغم نے ایک سخت نظر اس انسپکٹر پر ڈالی پھر اپنے سامنے موجود مونیٹر کی سکرین کا رخ اسکی جانب کیا۔۔

"پہلے یہ تو کنفرم کر لو کہ لسٹ میں موجود تمام فیملیز یہاں ہیں بھی یا نہیں۔۔؟؟" انسپکٹر کی نیند سے بھری آنکھوں میں اپنی دہکتی آنکھیں گاڑتے ہوئے وہ بولا تو انسپکٹر پلکیں جھکانے پر مجبور ہو گیا۔۔ اسنے جلدی سے مونیٹر کی

سکرین پر دیکھا۔۔اب وہ ایک ایک کر کے وہاں موجود ان افراد کے نام لے رہا تھا جن کے نام پر ہوٹل میں رومز بک تھے۔ نمبر چھ پر جب محمد دانش کا نام لیا گیا تو ہال میں خاموشی چھا گئی۔۔جواب دینے کو کوئی موجود نہیں تھا۔۔

"محمد دانش فرام چکوال۔۔؟؟" انسپکٹر نے دوبارہ نام لیا تھا مگر وہاں موجود کسی فرد نے آگے بڑھ کر پکارے جانے والے نام پر "یس" نہیں کہا تھا۔۔ایک طرف کھڑے مینیجر کے ماتھے پر اتنی سردی کے باوجود پسینے کے چند قطرے نمودار ہوئے تھے جبکہ اب صحیح معنوں میں انسپکٹر کی بھی نیند اڑ گئی۔۔

"کہاں ہے یہ محمد دانش۔۔؟؟" اس بار وہاں ضیغم کی سرد آواز گونجی تھی۔۔

مینیجر کا حلق خشک ہونے لگا۔۔

ضیغم نے آخری بار اس غیر موجود شخص کی ڈیٹیلز پڑھیں جو اپنی والدہ کے ساتھ ہوٹل میں آیا تھا۔

"سر یہ، یہ آدمی اپنے کمرے میں موجود نہیں ہے، ویٹرز نے پورا روم چیک کر لیا ہے، مگر روم میں نا تو ان کا کوئی سامان ہے اور نہ ہی یہ خود ہے۔.!!" مینیجر میں اس پل سچ بولنے کی ہمت نہیں تھی سو اس نے فوری طور پر جھوٹ کا سہارا لیا تھا۔۔

اسکے جواب پر ضیغم نے اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچ لیں۔۔چہرے پر شدید برہمی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔۔وہ ایک ہی جست میں کاؤنٹر پھلانگتا ہال میں کودا۔۔ مینیجر کا دل خوف کے باعث دھڑک اٹھا۔۔اسے لگا اب وہ اسے پیٹے گا۔۔ہوٹل کا پورا اسٹاف اس وقت وہاں موجود تھا۔۔جس میں بلاشبہ وہ چند کارندے بھی شامل تھے جنھوں نے زاویار بیگ کا ساتھ دیا تھا اور اس پل انہیں بھی اپنی جان کی فکر پڑ چکی تھی۔

"جب تک میں واپس نہ آجاؤں یہاں سے کوئی نہیں ہلے گا۔۔، اور آپ میں سے چند اس آدمی کے کمرے میں جائیں اور اچھے سے تلاشی لیں۔۔مجھے دس منٹ کے اندر اندر اس تلاشی کی رپورٹ چاہیئے۔۔" پولیس فورس سے

مخاطب ہوتا وہ اب مینیجر کی طرف بڑھا جسکے چہرے پر اس پل ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔۔ ضرغام اور مشال بھی وہاں آ گئے تھے۔۔

"آپریٹنگ روم میں چلو۔۔۔!" پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ پھنساتے ہوئے اس نے مینیجر کو مخاطب کیا۔۔یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اس پل انگارے چبا کر بول رہا ہو۔۔ اسکا سرد لہجہ آنے طوفان کا پیش خیمہ دے رہا تھا۔۔

"آیئے۔۔!" مینیجر نے نگاہ جھکا کر کہا تو وہ اسکے ساتھ چل دیا۔ ساتھ ہی پانچ چھ باوردی پولیس والے بھی اسکی تقلید میں چل دیے تھے۔۔ آپریٹنگ روم میں پہنچ کر وہ وہاں موجود دونوں آپریٹرز کے سر پر جا کھڑا ہوا۔۔

"آٹھ بجے کے بعد کی ویڈیو پلے کرو۔۔!" ہوٹل کے مینیجر کی کمزور آواز اس کمرے میں گونجی۔۔۔ آپریٹرز نے باری باری ایک نظر ضیغم اور اسکے ساتھ فورس کی طرف دیکھا پھر اپنا کام کرنے لگے۔۔ ضیغم سامنے دیوار پر لگی ایل-ای-ڈی میں ایکٹو کیمروں سے نظر آتے ہوٹل کے مختلف حصوں کو دیکھ رہا تھا۔۔

"ریسیپشن والا ایریا اوپن کر لو بس۔۔!" ضیغم نے آہستگی سے کہا۔۔ اسکی سرخ آنکھوں کی جلن اس پل بڑھ رہی تھی۔۔ اسکے حکم کے مطابق اب پوری سکرین پر صرف ریسیپشن کا منظر نظر آ رہا تھا۔۔

"سپیڈ تیز کرو۔۔۔!" ضیغم دوبارہ بولا۔۔ آپریٹر نے اپنی انگلی کو حرکت دی تھی۔۔ لوگ تیزی سے آ جا رہے تھے۔۔

"ریسیپشنسٹ کو بلا کر لاؤ جلدی۔۔۔!" ضیغم کے کہنے پر ایک کانسٹیبل باہر کی طرف بھاگا۔۔ دو منٹ بعد وہاں ہوٹل کے دو ریسیپشنسٹس موجود تھے۔۔ ساڑھے نو بجے کے بعد کی ویڈیو چل رہی تھی۔

"کیا یہی محمد دانش ہے۔۔؟؟" ایل-ای-ڈی کی سکرین پر نظر آتے ایک لڑکے کے سائیڈ پوز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ضیغم نے ان دونوں ریسیپشنسٹس سے پوچھا۔۔ اس لڑکے کا ایک ہاتھ کاؤنٹر پر تھا اور وہ ریسیپشنسٹ سے کوئی بات کر رہا تھا جبکہ دوسرا ہاتھ وہیل چیئر کی پشت پر تھا جس پر اسکی والدہ برقع پہنے بیٹھی ہوئی تھی۔۔

"جی سر۔۔یہی ہیں مسٹر دانش۔۔یہ آج رات ہی یہاں صرف آج رات کے لیے قیام کرنے آئے تھے۔۔اور انکی واپسی کا ابھی تک کوئی ریکارڈ نہیں ہے لیکن وہ ہوٹل سے جا چکے ہیں۔۔کب۔۔؟؟ کیسے۔۔؟ اس بارے میں سٹاف بے خبر ہے۔۔!" دونوں میں سے لڑکی کچھ سنجیدہ لہجے میں بولی۔۔شاید وہ ضیغم اجلال کی نگاہوں میں آنا چاہتی تھی اسی لیے مکمل اعتماد سے گویا ہوئی۔۔اسے یہ بپھرا ہوا ہینڈسم سا ایس-پی بہت اچھا لگا تھا۔۔اسکی بات سن کر ضیغم نے اسے دیکھنے کی بجائے ایل-ای-ڈی کی سکرین کی طرف دیکھا۔۔اس شخص کی اب پشت تھی جو ضیغم کو نظر آ رہی تھی۔

"فرنٹ کیمرے سے ویڈیو پلے کرو۔۔مجھے اس شخص کا چہرہ دیکھنا ہے۔۔!" اپنی ساکت آنکھوں کی پلکیں جھپکائے بغیر وہ سکرین کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔کمرے میں موجود ہر فرد ضیغم کی طرف ہی متوجہ تھا۔۔اسکی ہدایت پر اب فرنٹ کیمرے کی آنکھ سے ریکارڈ ہوئی ویڈیو چل رہی تھی۔۔۔

حد سے زیادہ سیاہ بال، کلین شیو چہرہ۔۔مضبوط جسامت مناسب قد کاٹھ۔۔اس شخص کے چہرے پر حد درجہ اطمینان تھا، وہیل چیئر گھسیٹتا وہ ہوٹل کے دروازے سے اندر اینٹر ہوا تھا۔۔محض ایک پل میں وہ کیمرے کی آنکھ کے سامنے سے گزر گیا تھا اب دوسرے افراد آ جا رہے تھے۔۔

"دوبارہ۔۔۔پیچھے کرو۔۔پھر پلے کرو۔۔" اسکے لبوں سے نکلتے الفاظ کے ساتھ آپریٹر کی انگلیاں بھی حرکت کر رہی تھیں۔پھر سے وہی سین چلنے لگا۔۔وہ نگاہ جھکائے اندر داخل ہوا تھا۔محض ایک سیکنڈ کو اسکی نگاہ ذرا سی، معمولی سے اوپر اٹھی تھی اور ضیغم کو اسکی آنکھوں کا رنگ نظر آیا تھا۔۔اسکا نگاہوں کا اٹھانا اتنا نامحسوس انداز میں تھا کہ وہاں موجود کوئی شخص نوٹ نہیں کر پایا تھا مگر ضیغم کی زیرک نگاہوں سے کچھ مخفی نہیں رہا تھا۔۔اسنے ابھی تک وہیل چیئر پر بیٹھی اسکی والدہ پر غور نہیں کیا تھا۔۔

"ریورس کرو۔۔۔" ضیغم کی کے لہجے میں اس پل بے چینی تھی۔۔

"نہیں۔۔ نکل گیا۔۔ دوبارہ کرو۔۔" ضیغم نے بھنویں سکیڑتے ہوئے کہا۔ سین پھر سے پلے ہوا تھا۔۔

"پہلے سپیڈ سلو کرو۔۔ بالکل سلو۔۔" اپنا ہاتھ ہلاتے ہوئے اسنے آپریٹر سے کہا۔ اسنے فوراً عمل کیا۔

"پلے۔۔۔" ضیغم نے کہا۔ محمد دانش نامی شخص نے ایک قدم اٹھایا تھا۔۔ اس بار اسکا چہرہ زرا سا اونچا ہوا تھا۔۔ اب اس شخص کی پلکوں کی جنبش بھی واضح ہو رہی تھی۔

"یس۔۔ سٹاپ ہئیر۔۔ سٹاپ۔۔۔!" اس شخص کے پلکیں زرا سی اٹھانے پر اسکا چہرہ بھی زرا سا اونچا ہوا تھا۔۔

"زوم۔۔۔" یک لفظی حکم تھا۔۔ اس نے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبایا اور ہاتھ آپریٹر کی چیئر کی پشت پر ٹکائے۔۔ وہاں موجود مینیجر اور ریسیپشنسٹس سمیت پولیس فورس بھی اسکے ہر ہر حکم اور ہدایت پر اسکی باریک بینی کے قائل ہو رہے تھے۔۔

ویڈیو سٹاپ ہو جانے پر اب اس شخص کا چہرہ تقریباً انکے سامنے تھا۔۔ ضیغم نے آنکھیں سکیڑ کر اسکی آنکھوں کا رنگ دیکھا۔۔ سیاہ آنکھیں۔۔ پیشانی تک آتے سیاہ بال، حد سے زیادہ سفید انگریزوں جسی گوری رنگت۔۔ اسکے سیاہ بال اور سیاہ آنکھیں اسکی رنگت پر عجیب سی لگ رہی تھیں۔۔ اس شخص کی نگاہوں کا رخ کیمرے کی جانب ہی تھا۔۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے چور نظروں سے کیمرے کی طرف دیکھنے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر دیکھنے سے پہلے ہی اس نے نگاہ جھکالی تھی۔۔

ضیغم اپنی سرخ آنکھوں سے سکرین پر نظر آتے اس چہرے کو گھور رہا تھا۔۔ اسے وہ نقوش جانے پہچانے سے لگ رہے تھے۔۔ جیسے وہ چہرہ پہلے بھی دیکھ چکا تھا مگر کہاں۔۔؟؟ یہ یاد کرنے سے وہ اس پل قاصر ہو رہا تھا۔۔ اسکا ذہن اس پل کام نہیں کر رہا تھا اور وجہ گزرتا وقت نہیں نشال کی غیر موجودگی تھی۔۔ کوئی بھی کیس چاہے جتنا مرضی وقت لے لیتا، اسنے کبھی پرواہ نہیں کی تھی مگر اس پل ہر گزرتا لمحہ ضیغم اجلال پر بھاری پڑ رہا تھا۔۔ آپریٹرز

خاموشی سے اسکے اگلے حکم کا انتظار کر رہے تھے مگر وہ سکرین کی طرف دیکھتا اس چہرے کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"پلے کر دو۔۔" ضیغم نے آہستگی سے کہا تو پھر سے سکرین پر وجود حرکت کرنے لگے۔۔ وہ شہادت کی انگلی سے اپنی ٹھوڑی کھجانے لگا۔۔

"ایک منٹ۔۔ ریورس کرو۔۔" اسنے دھیمے لہجے میں کہا۔۔ انداز میں الجھن سی تھی۔

"ہمم۔۔ سٹاپ۔۔" ایک بار پھر اس نے محمد دانش کے چہرے پر سٹاپ کروایا تھا۔

اب وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں اسکی سیاہ آنکھوں کا رنگ بدلتا محسوس کر رہا تھا۔۔ سیاہ کی بجائے نیلی آنکھیں چمکنے لگی تھیں۔۔ ضیغم کی بھنویں تننے لگیں۔۔ وہ زی نہ سہی۔۔۔ پیٹر ڈیوس تو ہو سکتا تھا ناں۔۔۔؟؟ ضیغم کے دماغ میں سوال ابھرا تھا۔۔ وہ اپنے لب سختی سے بھینچ گیا پھر اپنے تصور میں اسکے سیاہ بال سنہرے کر کے سوچا تھا۔۔

"شٹ۔۔۔" اسکے لبوں سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔ اسکا شک یقین میں بدل چکا تھا۔۔ سکرین پر نظر آتا محمد دانش کوئی اور نہیں پیٹر ڈیوس ہی تھا۔۔ ضیغم خود پر ضبط کرتا خاموشی سے سکرین کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"پلے۔۔۔" اسنے پھر سے کہا۔

کیمرہ سب کچھ دکھا رہا تھا۔۔ پیٹر اپنی والدہ کے ساتھ اسی فلور پر ایک روم میں گھس گیا تھا جس فلور پر ضیغم اور ضرغام کے روم بک تھے۔۔ وہ ایک ایک سین باریک بینی سے دیکھ رہا تھا۔۔ اپنے روم میں جانے کے بعد وہ پھر باہر نہیں نکلا تھا نہ ہی کوئی ویٹر یا ویٹریس اسکے روم میں گئی تھی۔۔ حتیٰ کہ اب ضیغم سکرین پر ایک بجے کے قریب خود کو ہوٹل سے نکلتا دیکھ رہا تھا۔۔ اسکے نکلنے کے پچیس سے تیس منٹ بعد ہی شارٹ سرکٹ ہوا تھا۔۔۔ سکرین پر اس پل رات کا ڈیڑھ بجنے والا تھا۔۔ چلتی سکرین بجھ گئی تھی۔۔ وجہ یقیناً شارٹ سرکٹ کی وجہ سے لائٹ کا چلے جانا تھا۔۔ ایک بج کر بیالیس منٹ پر پورا ہوٹل روشن ہو گیا اور ساتھ ہی سکرین بھی روشن ہو گئی تھی۔۔ شارٹ

سرکٹ کے بعد، لائٹ آجانے کے بعد بھی پیٹر کہیں نظر نہیں آیا تھا۔۔ ابھی تک کہیں کچھ مشکوک نہیں تھا سوائے پیٹر کی اس ہوٹل میں موجودگی اور اس شارٹ سرکٹ کے۔۔ اور یقیناً نشال انہی چار سے پانچ منٹ کے وقفے میں غائب ہوئی تھی جب اس فلور پر شارٹ سرکٹ ہوا تھا۔۔ اب ضیغم پیٹر ڈیوس کے اسکے کمرے سے نکلنے کا منتظر تھا کیونکہ فقط چار سے پانچ منٹ کے وقفے میں نشال کو کڈنیپ کرنے کے ساتھ ساتھ ہوٹل سے نکل جانا تقریباً ناممکن تھا۔۔۔ ایک آخری امید اس انگریز کو دوبارہ سکرین پر دیکھنا تھا ورنہ پھر ضیغم ہوٹل کا چپہ چپہ چھاننے سے بھی گریز نہ کرتا کیونکہ وہ پر یقین تھا کہ نشال اسی ہوٹل میں موجود ہے۔۔ وہ گزرتے سیکنڈز کے ساتھ سکرین پر چلتی ویڈیو پر نظر جمائے کھڑا ہوا تھا۔۔ کوریڈور خالی پڑا تھا۔۔۔ تقریباً دو بجے کے قریب کی ویڈیو چل رہی تھی۔۔ پولیس فورس ہوٹل کے باہر آچکی تھی۔۔ جیسے جیسے ویڈیو کے سیکنڈز آگے بڑھ رہے تھے، وہاں کھڑے مینیجر کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو رہے تھے۔۔ حلق خشک ہونے لگا۔۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پولیس کی اس ناکہ بندی کی وجہ کسی لڑکی کی غیر موجودگی ہے۔۔ جس طرح ضیغم نے ویڈیو سٹاپ کروا کروا کر صرف محمد دانش کا جائزہ لیا تھا، اسکے بعد مینیجر کو مکمل یقین ہو گیا تھا کہ اب جو کچھ کیمرہ ان سب کو دکھانے والا تھا اسکے بعد ایس-پی ضیغم اجلال اسی کی طرف آئے گا۔۔ سنسان پڑے کوریڈور میں دو بج کر پانچ منٹ اور سات سیکنڈ پر ہلچل ہوئی تھی۔۔ ضیغم سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا۔۔ بوکھلائی بوکھلائی سی ایک ویٹریس پیٹر کے روم ڈور تک آئی تھی اور ڈور ناک کیا۔۔ مینیجر کی ٹانگوں میں لرزش سی پیدا ہونے لگی۔ اس نے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لیں۔۔ جب تک دروازہ کھلا، وہاں ہوٹل کا مینیجر بھی آچکا تھا۔۔ آپریٹنگ روم میں موجود ہر شخص نے سکرین پر نظر آتے مینیجر کو دیکھ کر فق چہرہ لیے وہاں کھڑے مینیجر کی جانب دیکھا مگر ضیغم مکمل طور پر سکرین کی طرف متوجہ تھا۔۔ جہاں مینیجر پریشان زدہ سا اس ویٹریس سے بات کر رہا تھا۔۔ تبھی کمرے سے وہ منحوس شخص برآمد ہوا تھا۔۔ وہیل چیئر اسکے ساتھ تھی جس پر موجود اسکی والدہ کا سر ایک طرف کو لڑھک رہا تھا مگر وہ شخص تیزی

سے کچھ بولتا بار بار اپنی والدہ کا سر اپنے ہاتھ سے سیدھا کر رہا تھا۔۔ ضیغم کے لیے اس بے ہوش وجود کو پہچاننا کچھ مشکل نہیں تھا جو اس پل برقعے میں چھپا ہوا تھا۔۔ دل کا بڑھتا درد برداشت کرنے کو ضیغم نے اپنا نچلا لب اتنی سختی سے دانتوں میں دبا لیا کہ اسکے منہ میں خون کا نمکین ذائقہ گھلنے لگا۔۔ براؤن آنکھوں میں جلن حد سے سوا ہونے لگی تو اسنے اپنی پلکیں جھپکائیں جن کی نوک پر ہلکی ہلکی نمی سی پھیلنے لگی تھی۔۔ ہاں تکلیف اتنی ہی شدید تھی کہ وہ اس پل برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔۔ وہ اسکی بیوی نشال تھی۔۔ ہاں وہ نشال ہی تھی جسے وہیل چئیر پر ڈالے پیٹر ڈیوس اب مینیجر اور اس ویٹریس کے ساتھ تیزی سے کوریڈور پار کر رہا تھا۔۔ سکرین کی طرف دیکھتے منیجر کی سانس حلق میں ہی اٹکنے لگی کیونکہ اس پل ضیغم اجلال کے چہرے پر پھیلے تاثرات اس قدر پتھریلے تھے کہ وہ تو کیا کوئی بھی نظر ٹکا کر دیکھ نہیں پا رہا تھا۔۔

"اس شخص کو فالو کرو۔۔ دیکھو کہ یہ کہاں جاتا ہے۔۔!" مینیجر سے کچھ بھی پوچھنے کی بجائے ضیغم نے آپریٹر کو اگلا حکم دیا تھا۔۔ اسکی بھاری آواز ان سب کو ناقابل فہم لگی۔۔

وہ بولا تو اسکا نچلا لب زخمی نظر آ رہا تھا۔۔ آپریٹر نے ہوٹل کے تمام کیمروں کو ایکٹو کر لیا۔۔ اب ایل-ای-ڈی کی بڑی سے سکرین پر ہوٹل کے مختلف حصے نظر آ رہے تھے۔۔ مینیجر کے ساتھ چلتا پیٹر تیزی سے وہیل چئیر کو گھسیٹ رہا تھا۔۔ آپریٹنگ روم میں موجود ہر شخص کو سانپ سونگھ گیا جب انہوں نے اس آدمی کو مینیجر کی معیت میں ہوٹل کے دوسرے گیٹ کی طرف جاتے دیکھا۔۔ وہ دونوں جیسے جیسے اس گیٹ کی طرف بڑھ رہے تھے، ضیغم کو اپنا سانس رکتا محسوس ہو رہا تھا۔۔ ہاں زندگی میں پہلی بار۔۔۔

پہلی بار ضیغم کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گا۔۔ وہ دم سادھے سکرین کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ ایسا ہو نہیں سکتا تھا مگر اسکا دل چاہ رہا تھا کہ اس پل ایل-ای-ڈی میں گھس کر اس آدمی سے اپنی متاع حیات کو چھین لے۔۔

کیمرہ دوسرے گیٹ سے دور تھا مگر منظر صاف تھا۔۔پیٹر ڈیوس مینیجر سے ہاتھ ملاتا گیٹ پار کر گیا۔۔اور اپنا قیاس(کہ نشال ہوٹل سے باہر نہیں لے جائی گئی ہو گی)غلط ثابت ہونے پر ضیغم کو احساس ہوا کہ اسے یہ قیاس ہی نہیں کرنا چاہئیے تھا۔۔وہ شخص اسکی ناک کے نیچے سے اسکی بیوی کو لے گیا تھا۔۔سکرین کے دوسرے حصے میں، عین اسی لمحے ضیغم مین گیٹ سے اندر داخل ہوتا نظر آرہا تھا۔۔ضیغم کو اپنا آپ گہری کھائیوں میں گرتا محسوس ہو رہا تھا۔۔وہ نشال کو ڈھونڈ تو سکتا تھا مگر اسے فکر اسکی عصمت کی تھی۔۔اسکی عزت کی تھی جو وہ لٹیرے تار تار کرنے میں شاید پل بھی نہ لگاتے۔۔

"نشال۔۔۔"اسکے لبوں نے ہولے سے جنبش کی۔۔آنکھیں لہو رنگ ہو گئیں۔۔دل سسک اٹھا مگر دہکتی آنکھیں خشک تھیں۔۔

"سس۔۔۔سر وہ۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔یہ۔۔آدمی قابل بھروسہ ہے۔۔اسکی والدہ کو استھما تھا،۔۔شش۔۔شارٹ سرکٹ کی وجہ سے وہ بے ہوش ہوگئی تھیں اسی لیے میں نے اسے یہاں سے نکلنے میں اسکی مدد کی۔۔۔!"مینیجر نے بامشکل اپنے جڑے لب کھولتے ہوئے لڑکھڑاتی آواز میں اپنی صفائی دینے کی کوشش کی۔۔

"قابل بھروسہ کیوں تھا۔۔؟؟"اپنی اسی پوزیشن میں کھڑے ضیغم نے اسکی طرف دیکھے بنا پوچھا۔۔اسکے سرد سوال پر مینیجر کو جواب دینا محال لگا۔۔

"سروہ۔۔میری۔۔وہ ویٹریس میری۔۔گرل فرینڈ۔۔۔اس کے کہنے۔۔پر۔۔مم۔۔میں نے۔۔۔"اسکی باقی بات ضیغم کے پلٹنے پر منہ میں ہی رہ گئی۔۔

ضیغم نے آگے بڑھ کر اسکے کورٹ کا کالر جکڑا اور پوری قوت سے اسکے منہ پر اپنے مضبوط ہاتھ کا مکا مارا۔۔وہ تڑپ اٹھا مگر اس پل ضیغم کی تڑپ قابل دید تھی۔۔

"تیری گرل فرینڈ۔۔ گرل فرینڈ کی بات مان کر تونے۔۔۔" ضیغم نے اسکے منہ پر ایک اور مکا مارا مگر اسکا گریبان نہ چھوڑا۔۔ مینیجر کی ناک سے خون بہنے لگا۔۔

"سالے تیری گرل فرینڈ کو شیشے میں اتار کر میری بیوی کو لے گیا وہ۔۔۔!" اسکا سر دیوار میں مارتے ہوئے وہ دہاڑا۔۔۔

ضیغم کی آنکھوں سے اس پل شعلے لپک رہے تھے جبکہ اسکے منہ سے لفظ بیوی سن کر پولیس فورس کو اسکی حالت کا اندازہ ہوا۔۔

مینیجر کے سر سے بھل بھل خون نکلنے لگا۔ وہ اپنے بچاؤ کی ناکام کوششیں کر رہا تھا۔۔ انسپکٹرز اور کانسٹیبلز نے آگے بڑھ کر اسے روکنے کی کوشش کی۔۔

"سر چھوڑ دیجئے اسے۔۔ مر جائے گا وہ۔۔!" انسپکٹر گھگھیایا۔۔

ریسیپشنسٹس اور آپریٹرز پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسکا جلال دیکھ رہے تھے۔۔ بپھرے ہوئے ضیغم نے شدید غصے میں خود کو روکنے کی کوشش کرتے انسپکٹر کے منہ پر اپنی کہنی ماری۔۔ وہ بلبلا کر پیچھے ہٹا۔۔

"دور رہو مجھ سے۔۔" وہ چلایا۔۔

اسکی دہاڑ سے در و دیوار بھی کانپ اٹھے۔۔ کانسٹیبلز بھی ڈر کر پیچھے ہٹ گئے۔۔ ضیغم نے اپنی گن نکالی اور ادھ موئے ہوتے مینیجر کی پیشانی پر رکھ دی۔۔

"سچ بول۔۔۔ کہاں لے کر گیا ہے وہ میری بیوی کو۔۔۔ بول ورنہ تیری کھوپڑی کھول دوں گا۔۔!" اپنے سرخ آنکھوں سے اسے گھورتا وہ غرایا تھا۔۔۔

مینیجر کی شکل اور حالت بتا رہی تھی کہ اسنے جو کہا ہے سچ کہا ہے مگر ضیغم اس وقت ہوش میں ہوتا تو کچھ سمجھتا ناں۔۔

"سس۔۔سر۔۔میرا یقین کریں، وہ۔۔میں نے۔۔۔کک۔۔کچھ نہیں کیا، ویٹریس۔۔شاید۔۔وہ جانتی ہو کچھ۔۔۔"اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔درد کی شدت سے اسکی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔۔

اسکے جواب پر ضیغم نے آگ چھلکاتی آنکھوں سے اسے گھورا، اسکے چہرے کی بے بسی اسکے الفاظ کا ساتھ دے رہی تھی۔۔ ضیغم نے سلگتے ہوئے اسکی پیشانی پر ٹکی گن زور سے اسکے سر پر ماری۔۔

"جیسے کہا تھا کہ شکل گم کر پھر اپنی۔۔"ضرب شدید تھی۔۔وہ کراہتا ہوا وہیں بیٹھتا چلا گیا۔۔خون میں لت پت مینیجر کو دیکھتے ہوئے وہاں موجود ہر شخص کا سانس خشک ہو رہا تھا۔۔جبکہ مینیجر کی حالت کی پرواہ کیے بغیر وہ انسپکٹر کی طرف پلٹا۔

"اس ویٹرس کو ڈھونڈو۔۔۔پانچ منٹ کے اندر اندر وہ مجھے میرے سامنے چاہئیے۔۔!"وہ سخت آواز میں بولا۔۔تو انسپکٹر اثبات میں سر ہلاتا، کانسٹیبلز کو لیے وہاں سے نکلا۔۔

"سر جی بولنے کے لیے معافی چاہتا ہوں مگر۔۔۔وہ۔۔وہ آدمی تو اپنی ماں کو ہی لے کر گیا ہے۔۔اسکے ساتھ تو کوئی تیسری عورت نہیں تھی۔۔!"دو میں سے ایک آپریٹر نے ہمت کر کے اسے مخاطب کیا۔۔ریسیپشنسٹس مینیجر کو سہارا دے کر وہاں سے لے جا رہے تھے۔۔آپریٹر کی بات پر وہ اسکی جانب مڑا۔۔وہ اسے کوئی سخت جواب دینا چاہتا تھا کہ جب اسکے ذہن میں ایک کوندا لپکا تھا۔۔

"اس آدمی کی اینٹرینس ویڈیو دوبارہ پلے کرو۔۔جلدی۔۔!"اسکی بات کا جواب دینے کی بجائے ضیغم نے سنجیدگی سے کہا۔۔کمپیوٹر ٹیبل سے ٹشو باکس میں سے ٹشوز نکال کر اپنے ہاتھ صاف کیے جن پر مینیجر کا خون لگ چکا تھا۔۔

جبکہ ایل-ای-ڈی اب پھر سے وہی منظر دکھا رہی تھی۔۔اس بار ضیغم کی توجہ پیٹر ڈیوس پر نہیں، اسکے آگے وہیل چیئر پر موجود اسکی والدہ پر تھی۔۔سیاہ برقعے میں ڈھکا وہ وجود غور کرنے پر کسی بھی عورت کا نہیں لگ رہا تھا۔۔لمبا چوڑا وجود۔۔۔برقعے کے نیچے پاؤں چھپے ہوئے تھے۔۔بوٹوں کی نظر آتی تھوڑی سی نوک سے اندازہ لگانا

مشکل تھا کہ بوٹ مردانہ ہیں یا زنانہ۔۔۔ عورت کے ہاتھ گود میں دھرے ہوئے تھے۔۔ ہاتھوں کی صرف تھوڑی سی پشت نظر آرہی تھی، انگلیاں چھپی ہوئی تھیں۔۔

"آگے کرو۔۔۔!" ضیغم نے آہستگی سے کہا۔ اسکا دماغ ماؤف ہورہا تھا۔۔ اب سکرین پر وہ منظر چل رہا تھا جہاں پیٹر ڈیوس ریسیپشن پر موجود تھا۔۔ ضیغم کو خود پر افسوس ہوا، اسنے پہلے اس برقعے والے وجود کے بارے میں کیوں نہ سوچا تھا۔۔ گزرتی رات میں وہ سب غلط کررہا ہے اس چیز کا اندازہ اسے اب ہورہا تھا۔۔ اور یقیناً وجہ کچھ بھی ڈھکی چھپی نہیں تھی، وجہ وہ ہی دشمن جاں تھی کہ پہلے جسکی حرکات کی وجہ سے وہ ڈسٹرب تھا اور اب اسکی غیر موجودگی نے اسے فارغ الدماغ کررکھا تھا۔۔

اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اس نے پیشانی کو مسلا اور پانی چھلکانے کو بے تاب آنکھوں کو میچ کر بڑی مشکل سے خود کو کمپوز کیا۔۔ ایک گہری سانس لے کر اس نے دوبارہ سکرین کی جانب دیکھا۔۔ ریسیپشن پر کھڑے پیٹر ڈیوس کی کا سائیڈ پوز پھر بھی کچھ واضح تھا مگر وہیل چیئر پر موجود وجود کے سائیڈ پوز کے باعث اسکا کچھ بھی واضح نہیں ہورہا تھا۔۔ حتیٰ کہ اسکے ہاتھ بھی نہیں۔۔ ضیغم کا دل کیا پورے ہوٹل کو آگ لگا دے۔۔ دو سے تین منٹ بعد پیٹر وہیل چیئر گھسیٹتا ہال میں سے گزرنے لگا۔۔ ضیغم نے مکمل توجہ سے ان دونوں کو دیکھا جنکی کیمرے کے طرف پشت تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پیٹر وہیل چیئر لیے کوریڈور کی طرف مڑ گیا جہاں سے وہ لفٹ میں گھسنے والا تھا۔۔

"دوبارہ پلے کرو۔۔۔" پہلی دفعہ میں کوئی سراغ نہ پا کر اسنے دوسری بار ویڈیو دیکھنے کا سوچا۔۔ پھر اسنے تیسری بار بھی وہ سین دیکھا۔۔ چوتھی بار میں وہ۔ ٹھٹھکا۔۔

"سٹاپ۔۔ سپیڈ سلو کرو۔۔۔" اسے امید ہو چلی تھی۔۔ کچھ تھا جو وہ پچھلی تین دفعہ میں نظر انداز کرگیا تھا۔۔

"ہمم۔۔ ریورس کرو۔۔ اب پلے کرو۔۔" وہ بھنویں سکیڑے آپریٹر کو حکم دے رہا تھا۔۔

"سٹاپ۔۔۔" اسکے کہنے پر ویڈیو سٹاپ کر دی گئی تھی۔۔ کوریڈور مڑنے پر وہیل چئیر پر بیٹھا وجود تھوڑا سا واضح ہوا تھا۔۔ برقعے میں چھپے وجود کی انگلیاں اسکے گھٹنے پر نظر آ رہی تھیں۔۔

"پلے۔۔۔" ضیغم کی آواز بہت دھیمی تھی۔۔ سپیڈ سلو تھی، پلے ہونے پر واضح ہوا تھا کہ برقعے میں چھپا وجود گھٹنے پر انگلیوں کو رکھے اوپر نیچے گھٹنہ بجانے کے سے انداز میں حرکت دے رہا تھا۔۔ جیسے اسکے انداز میں ایک اطمینان سا تھا۔۔ سپیڈ سلو ہونے پر بھی یہ سین محض چار سیکنڈ کا تھا جو نارمل سپیڈ کے باعث اسے پہلے تین بار ویڈیو دیکھنے میں نہیں دکھا تھا۔۔ بے اختیار ضیغم کو کسی کی گردن پر حرکت کرتی انگلیاں یاد آئی تھیں۔۔ انگلی پر لکھا "Z" یاد آیا تھا۔۔ ایسا ہی ایک سین تھا جو اس نے ائرپورٹ کی سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کرتے ہوئے دیکھا تھا۔۔ سکرین کی جانب دیکھتے ہوئے ضیغم کے لب سختی سے آپس میں بھنچ گئے۔۔

"ریورس۔۔۔۔

سٹاپ۔۔۔

ہمم۔۔۔ یہیں زوم کرو۔۔۔۔" وہ بہت آہستگی سے کہہ رہا تھا۔۔ نشال کی یاد میں اسکی آنکھیں برداشت کے باوجود دھندلا رہی تھیں مگر انہیں جلدی سے مسلتے ہوئے وہ اپنی تکلیف چھپانے کی ایک کامیاب کوشش کر گیا تھا۔۔ مگر اس کوشش نے اسکی آنکھوں کا رنگ۔۔۔ افففف۔۔۔ اس سرخ رنگ کی جانب مسلسل دیکھنا کسی کے بس کی بات نہ تھی۔۔ سکرین پر منظر واضح تھا۔۔ حرکت کرتی انگلیوں میں سے تیسری انگلی ہوا میں معلق تھی۔۔ سائیڈ سے نظر آتا "Z" ضیغم اجلال کی شریانوں میں دوڑتا خون کھولا گیا تھا۔۔

"وہ تیسری عورت۔۔۔ بلکہ نہیں، عورت کے بھیس میں مرد یہ ہے۔۔۔ جو ابھی۔۔ اسی ہوٹل میں موجود ہے۔۔۔!" وہ دھیمے مگر مضبوط لہجے میں گویا ہوا۔۔ ویڈیو بار بار دیکھنے پر آپریٹرز کو بھی محسوس ہو گیا تھا کہ محمد دانش کے ساتھ ہوٹل میں آنے والے وجود اور اسکے ساتھ جانے والے وجود کی جسامت میں فرق ہے۔۔

" صحیح کہا تھا تم نے۔۔ کوئی تیسری عورت اسکے ساتھ نہیں گئی۔۔۔ کیونکہ وہ تیسرا وجود ابھی ہوٹل میں ہی ہے۔۔۔ وہ دو آئے تھے، مگر واپس تو ایک ہی گیا ہے۔۔ یعنی ایک ابھی اسی چھت کے نیچے ہے۔۔ اور اسکے بارے میں مجھے وہ ویٹریس بتائے گی۔۔۔!" سنجیدگی سے بولتا وہ اس آپریٹر سے مخاطب تھا جس نے ابھی کچھ دیر پہلے بولنے کے لیے معافی مانگی تھی۔۔ ضیغم کے کہنے پر وہ ہولے سے مسکرایا۔۔

"یو آر ویری شارپ سر۔۔ ہوپ سو کہ آپ کامیاب رہیں۔۔!" وہ نرم لہجے میں بولا تو ضیغم لب بھینچتے ہوئے چہرے کا رخ بدل گیا۔۔ پھر ایک نظر سکرین کی طرف دیکھا اور اگلے ہی پل وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا آپریٹنگ روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔۔

♦♦♦♦♦

ہال نما راہداری میں موجود پولیس فورس کے لبوں پر قفل پڑے ہوئے تھے۔۔ وہاں کھڑا ہر شخص حیران پریشان تھا۔۔ وزیٹرز واپس اپنے اپنے رومز میں جا چکے تھے۔۔

"چٹاخ۔۔۔" وہاں تیسرے تھپڑ کی آواز گونجی تو مشال نے اپنی لرزتی انگلیوں سے ضرغام کا بازو دبوچ لیا۔۔ اسکی غلافی آنکھیں پھر سے بھیگنے لگیں۔۔ لیڈی کانسٹیبل پے در پے اس ویٹریس کے منہ پر تھپڑ برسا رہی تھی۔۔ وہ لڑکی تشدد برداشت نہ کر پائی اور چکنے فرش پر گری اب ہاتھ جوڑے رو رہی تھی۔۔ اسکے پھٹے ہوئے ہونٹ سے خون نکل رہا تھا۔۔

"مم۔۔۔ میں اسے نہیں جانتی۔۔ میرا۔۔ را۔۔ یقین کریں۔۔ میں۔۔۔ نے۔۔ اسے نن۔۔ نہیں دیکھا۔۔!" ہچکیوں کے درمیان روتی وہ بامشکل بولی تھی۔۔

ضیغم اجلال دانتوں پر دانت جمائے، پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ پھنسائے اطمینان سے کھڑا ہوا تھا۔۔ اسی کے حکم پر اس ویٹریس کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا تھا جو چند منٹ قبل وہاں سے بھاگتے ہوئے پکڑی گئی تھی۔۔

"سچ بول ورنہ ابھی تو سب کے سامنے تیری بچت ہو رہی ہے۔۔ الگ کمرے میں لے جا کر وہ حال کروں گی کہ خود سے نظر نہیں ملا پائے گی۔۔۔!" اسکے بال مٹھی میں دبوچتے ہوئے وہ لیڈی کانسٹیبل دھیمی آواز میں غرائی تھی۔۔ وہاں خاموشی ہونے کے باعث اس لیڈی کانسٹیبل کی آواز سب کو بخوبی سنائی دی تھی۔۔ ایک طرف قطار میں کھڑے ہوٹل کے ویٹرز کے چہروں پر بھی ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔۔ ویٹریس کے جواب پر لیڈی کانسٹیبل نے اسکے بال چھوڑتے ہوئے اسکے پیٹ میں ٹھڈ امارا۔۔ وہ بلبلاتی تڑپتی چلانے لگی۔۔ ضرغام کے ہاتھ پر مشال کی انگلیوں کی گرفت سخت ہو گئی۔۔

"وہ۔۔۔ مم۔۔۔ مر جائے گی ضر۔۔۔" مشال کی گھٹی گھٹی سی بھیگی آواز ضرغام کے کانوں میں پڑی تو اس نے روتی ہوئی ویٹریس سے نظر ہٹا کر مشال کی جانب دیکھا۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔

"یہ اسی قابل ہے مشی۔۔۔ ایسی لڑکیوں کو جینے کا کوئی حق ہے بھی نہیں، جو پیسے کی خاطر دوسری لڑکیوں کی عزت کا سودا کر دیتی ہیں۔۔!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے ضرغام نے اپنا بازو اسکے ہاتھ کی گرفت سے آزاد کروایا اور وہی بازو بہت نرمی سے اسکے شانوں کے گرد پھیلا دیا۔۔ وہ اسکے سینے پر سر ٹکائے ترچھی نگاہوں سے اس جانب دیکھ رہی تھی جہاں وہ ویٹریس مسلسل مار کھا رہی تھی۔۔

"رک جاؤ۔۔ تم چھوڑ دو اسے۔۔!" ضیغم کی بھاری آواز پر لیڈی کانسٹیبل کے چلتے ہوئے ہاتھ پیر رکے تھے۔۔ وہ ہانپتی ہوئی اپنا سانس بحال کرتی اس سے دور ہوئی۔۔ فرش پر سکڑی سمٹی لڑکی ادھ موئی ہو چکی تھی۔۔ اسکے منہ سے خون نکل رہا تھا۔۔ ضیغم نے دو قدم اس لڑکی کی جانب بڑھائے اور پھر تیسرا قدم اٹھا کر وہ دوزانوں ہو کر اسکے قریب بیٹھ گیا۔۔ لڑکی نے اپنی چھوٹی چھوٹی سوجی ہوئی آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔ ضیغم نے اپنی گن اسکی نظروں کے سامنے کی تھی اور اگلے ہی پل اپنی ریوالور اسکی گردن پر رکھ دی۔۔ خوف کے مارے ویٹرس کی آنکھیں پھٹنے کو ہونے لگیں۔۔

"اب یا تو تم بولو گی، یا میری گن بولے گی۔۔!" ضیغم کی بھاری آواز میں حد سے زیادی سنجید گی تھی۔۔

ویٹرس کی آنکھوں سے لاتعداد آنسو نکلے تھے، ضیغم کے سرد لہجے سے زیادہ خوف اسے ضیغم کی لہو رنگ آنکھوں سے محسوس ہوا تھا۔۔

"مم۔۔میں نے اسے (زی کو) نہیں دیکھا۔۔ خدا کی قسم۔۔ مم۔۔مجھے۔۔ دانش نے۔۔پپ۔۔۔پیسے دیے تھے۔۔۔!" ویٹریس کی آواز حد سے زیادہ دھیمی تھی۔۔ اتنی کہ بس ضیغم ہی سن پایا تھا۔

ضیغم نے اسکی سیاہ آنکھوں میں اپنی براؤن آنکھیں گاڑھ دیں اور ہولے سے لبوں کو حرکت دی۔۔ ویٹریس بامشکل سمجھ پائی تھی۔۔ اس نے روتے ہوئے کچھ نا سمجھی سے ضیغم کی طرف دیکھا لیکن ضیغم ہنوز اسے گھور رہا تھا۔۔ وہ اسطرح بیٹھا تھا کہ ہوٹل کے تمام ویٹرز کی جانب اسکی پشت تھی۔۔۔ ضیغم نے ویٹریس کی گردن پر ریوالور کا دباؤ بڑھایا تو چند پل قبل ضیغم کے لبوں سے نکلنے والی دھیمی آواز میں کہی گئی بات پر عمل کرنے کو اس نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"بب۔۔۔بتاتی ہوں۔۔!" وہ بامشکل بولی تھی۔۔ اسکے ایسا کہنے پر ایک طرف کھڑے ویٹرز میں سے ایک کا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔۔۔

********************

سیاہ رات آہستہ آہستہ گزرتی جا رہی تھی۔۔۔ ملم جبہ کی فضاؤں میں گھلی خنکی حد سے سوا تھی۔۔ ایسے میں وہ وہیل چیئر کو گھسیٹتا لکڑی کے ایک شاندار کاٹیج میں داخل ہو گیا۔۔ برقعے میں لپٹے نازک وجود کو وہیل چیئر سے اٹھا کر اسنے اپنے کندھے پر ڈالا تھا اور لاؤنج سے گزر کر سیڑھیاں چڑھتا اوپر اپنے کمرے میں آ گیا۔۔ نشال کے بے ہوش وجود کو بیڈ پر لیٹا کر اسنے اسکے چہرے سے نقاب الٹ کر ایک بار اس کے ہونے کی یقین دہانی کی۔۔ گلابی چہرہ اسکی چمکدار نگاہوں کے سامنے تھا۔۔ پیٹر کے باریک ہونٹوں پر کمینی سے مسکراہٹ رینگنے لگی۔۔۔ بلاشبہ مشال اس

سے زیادہ حسین تھی مگر اسکے سامنے پڑے وجود کی خوبی اسکا بے داغ چمکتا حسن تھا جو دیکھنے والے کی آنکھوں کو خیرہ کرتا تھا۔۔

"ناٹ بیڈ۔۔۔!" وہ دھیمی آواز میں بڑبڑایا۔۔ آنکھوں میں خباثت ہلکورے لے رہی تھی۔۔ اسکا چہرہ پھر سے ڈھانپ کر وہ واش روم کی طرف بڑھا اور اپنی آنکھوں کو سیاہ لینز کی چبھن سے آزاد کرنے لگا۔۔ ایسا کرنے سے اسکی آنکھوں میں سرخی سے پھیل گئی تھی مگر نشال کو پا کر وہ کافی مسرور نظر آ رہا تھا۔۔ منہ دھو کر وہ واش روم سے باہر نکلا پھر بیڈ پر بے ہوش وجود کی طرف دیکھے بغیر کمرے سے باہر نکل آیا۔۔ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا وہ کاٹیج سے باہر آیا اور پانچ چھ قدموں کے فاصلے پر کھڑے چار آدمیوں کی طرف بڑھا۔ اسے قریب آتا دیکھ وہ اسکی جانب پلٹے۔

"باس۔۔ بحرین سے بری خبر ملی ہے۔۔۔!" ان میں سے ایک فکرمند لہجے میں بولا۔

"کیسی خبر۔۔؟؟" سب کچھ جانتے بوجھتے بھی وہ انجان بنا۔

"بحرین میں ہمارے اڈے پر پولیس نے چھاپہ مارا ہے۔۔ ہمارے آدمی اور ساری لڑکیاں اس وقت پولیس کے قبضے میں ہیں۔۔!" وہ پریشان زدہ سا بول رہا تھا۔۔

"کیا۔۔؟؟؟؟ مگر کیسے۔۔؟؟ کب ہوا یہ۔۔؟؟ اور تم مجھے اب بتا رہے ہو۔۔؟؟" وہ برہم ہونے کی بھرپور اداکاری کرتا ان پر چلایا۔۔

"باس خبر ہی ابھی ملی ہے۔۔۔ جگہ تبدیل کرتے ہوئے پولیس کے کسی مخبر نے ہمارے آدمیوں کو دیکھ لیا تھا، اسی لیے یہ ساری گڑبڑ ہوئی ہے۔۔!" وہ کچھ بدحواسی سے گویا ہوا۔۔

"گڑبڑ نہیں ہوئی، سارا مشن تباہ ہو گیا ہے بے وقوف۔۔ اب جلد از جلد ہیلی کاپٹر کا انتظام کرو۔۔ اس سے پہلے کہ یہ نیا شکار بھی ہاتھ سے جائے۔۔!" پیٹر نے لہجے میں غراہٹ سموتے ہوئے کہا۔۔

"وہ تو بڑے باس نے پہلے ہی تھامس صاحب سے ڈیل کر لی تھی۔۔ پانچ بجے سے پہلے وہ یہاں آجائیں گے۔۔!" دوسرے آدمی نے جلدی سے کہا۔۔ زاویار نے اس سلسلے میں ایک امریکن آدمی سے ڈیل کی تھی جو انکے لیے ہیلی کاپٹر کا بندوبست کرنے والا تھا۔۔

"ہوں، ٹھیک ہے۔۔ باقی آدمیوں کو بھی بلاؤ اور کاٹیج کے ارد گرد پہرہ دیتے رہو۔۔۔ کچھ بھی گڑبڑ لگے تو مجھے کال کر لینا۔۔ میں اندر ہی ہوں۔!" انکو سنجیدگی سے ہدایت دیتا وہ پلٹ گیا۔۔

"یہ انگریز لوگ تو نکل جائے گا گل خان۔۔۔ امارہ کیا بنے گا۔۔ پولیس پکڑ کر جیل میں بند کر دے گی۔۔ تو امارے چھوٹے چھوٹے بچوں کو کون پوچھے گا۔۔!" ان چاروں میں سے ایک جو وہاں کا رہائشی تھا، اپنے مخصوص پٹھانی لب ولہجے میں گویا ہوا۔۔ اسکی آواز میں فکرمندی گھلی ہوئی تھی۔۔

"ہونا کیا ہے۔۔ ہم بھی بھاگ جائیں گے، لیکن ان سے اپنے پیسے لے کر ہی انکو جانے دیں گے ناں۔۔ تم فکر نہ کرو۔۔ ایک بار پیسہ مل جائے پھر ہم بھی نکل جائے گے یہاں سے۔۔!" گل خان نامی آدمی نے اس پٹھان کا کندھا تھپکتے ہوئے کہا تو وہ سر جھٹکتا دور تک پھیلی پتھریلی زمین کو دیکھتا رہ گیا۔۔

اسکی لڑکھڑاتی الجھن زدہ آواز اتنی بلند ضرور تھی کہ ویٹرز تک پہنچ گئی تھی۔۔

*******************

اس ویٹریس کے اپنی بات سمجھ جانے پر ضیغم کے لبوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ رینگ گئی۔۔ یونہی بیٹھے بیٹھے اس نے زرا سی گردن ترچھی کر کے ویٹرز کی ٹانگوں کی طرف نظر کی اور پھر زرا سی اٹھا کر سب کا جائزہ لیا۔۔ اگلے ہی پل اس نے سرعت سے ساتویں نمبر پر کھڑے ویٹر کے کندھے کا نشانہ لے کر گن کا ٹریگر دبا دیا۔۔ اپنا ہاتھ ساتھ کھڑے ویٹر کی پشت پر چھپا کر زاویار کو کال ملاتے ویٹر کو گولی لگتے ہی اسکے جسم کو ایک جھٹکا لگا تھا۔۔ باقی ویٹرز بھی ڈر کے مارے اس سے دور ہوئے تھے جسکے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر فرش پر گر چکا تھا جبکہ وہ اپنے سلامت ہاتھ

کو کندھے سے نکلتے خون پر رکھتے ہوئے وہیں بیٹھتا چلا گیا۔۔ اسکا سانولا ہاتھ پل میں خون سے بھر گیا۔۔ ضیغم بنا اس ویٹریس کی طرف پلٹے اس ویٹر کی طرف بڑھا۔۔ اسے اب اس ویٹریس سے کچھ لینا دینا تھا بھی نہیں، کیونکہ جو وہ چاہتا تھا۔۔ وہ ہو چکا تھا۔۔۔ اس ویٹر نے خوف کے مارے اپنا آپ اس پر آشکار کر دیا تھا جو اس نے اس لڑکی پر تشدد کروا کر سب پر طاری کروایا تھا۔۔ ضیغم نے گولی چلاتے وقت اس ویٹر کی شکل نہیں دیکھی تھی، وہ تو بس اسکے ہاتھ کی حرکت سے سمجھ گیا تھا کہ یہی وہ شخص ہے جو اسے زی تک پہنچائے گا کیونکہ باقی تمام ویٹرز اپنے ہاتھ پیٹ پر باندھے نگاہ جھکائے کھڑے تھے، اور اس ویٹریس کی طرف بڑھنے سے پہلے وہ جائزہ لے چکا تھا کہ تمام ویٹرز ایک ہی پوزیشن میں ہیں، مگر ویٹریس کا ضیغم کے اشارے کے مطابق بولتے ہی اس ویٹر کے انداز بدل گئے تھے۔۔۔ وہ زمین پر بیٹھے ویٹر کے قریب گیا اور جھک کر اسکا موبائل اٹھا کر اپنی نگاہ کے سامنے کیا۔۔

"باس" نامی نمبر پر کال جارہی تھی۔۔ ضیغم نے کال کاٹ کر موبائل انسپکٹر کی طرف بڑھایا جسے پاس آتے انسپکٹر نے فوراً پکڑ لیا۔۔ پھر ضیغم دوزانوں ہو کر اس ویٹر کے سامنے بیٹھا جسکی آنکھوں میں اس وقت خوف کی واضح لہریں تھیں۔۔

"باس سے ملاقات کا وقت ہو چکا ہے جناب۔۔ اب تُو مجھے خود لے کر جائے گا یا میں مزید تواضع کروں۔۔؟؟"

اسکی پانی بھری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ بڑے آرام سے پوچھ رہا تھا۔۔ جبکہ اسکی سرد آواز کہیں سے بھی اسکے پر سکون لہجے کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔۔

ویٹر نے بے بس نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا تو بدلے میں ضیغم نے الٹے ہاتھ کا ایک تھپڑ اسکے منہ پر مارا۔۔۔ وہ منہ کے بل فرش پر گرتے کراہنے لگا۔۔ ضیغم کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔۔

جبکہ ویٹر کو اندازہ ہو رہا تھا کہ اب اسکے پاس اس ایس پی کو زاویار بیگ تک پہنچانے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں بچا۔۔ اور پھر ٹھیک پانچ منٹ بعد وہ چند پولیس اہلکاروں کے ساتھ زاویار کے بیڈروم کے دروازے پر موجود تھا۔۔

ضرغام مشال کا ہاتھ تھامے انکے ساتھ ہی تھا۔۔

♦♦♦♦

"میں تو کہتا ہوں دوسروں کو تکلیف دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ہم چاروں ہی بہت ہیں، اگر پولیس نے چھاپہ بھی مارا تو ہمیں بھاگنے میں آسانی رہے گی، خوامخواہ باقی بھی پھنسیں گے۔۔!!" اسی پٹھان نے بے زاری سے کہا۔۔

گل خان کے علاوہ باقی دونوں آدمیوں کو بھی اسکی بات بھلی لگی تھی۔۔

"یہ خان صحیح کہہ رہا ہے گل۔۔۔ اور ہمارا خیال اے کہ بڑے باس کے سوا اب کوئی نہیں آنے والا۔۔۔!" ان چاروں میں سے ایک بولا تھا۔۔

وہ آپس میں مزید چند باتیں کر کے وہیں کاٹیج کے باہر بیٹھ گئے جبکہ کاٹیج کے اندر موجود پیٹر چھوٹے سے لاؤنج میں رکھے لارج سائز صوفہ پر لیٹ کر سگریٹ کے کش لگا رہا تھا۔۔ اسے اب زاویار کا انتظار تھا۔۔ پیٹر نے پینٹ کی جیب سے موبائل نکال کر وقت دیکھا جو صبح کے چار بجانے والا تھا۔۔ اسے یاد آیا وہ ڈھائی بجے کے قریب ہوٹل سے نکل کر قریباً آدھا کلو میٹر دور تک چلا تھا۔ وہاں لارج سائز سوزوکی پہلے سے ہی کھڑی تھی۔۔ وہ وہیل چیئر سمیت اسے لے کر گاڑی میں چڑھ گیا اور پھر ٹھیک پندرہ سے بیس منٹ میں وہ اپنے اور زاویار کے مشترکہ کاٹیج میں پہنچ چکا تھا۔۔ پیٹر نے حساب لگایا تو اسے اندازہ ہوا کہ اسے یہاں آئے ایک گھنٹے سے زائد وقت بیت چکا تھا۔۔ اسکے لبوں پر ایک بے زار کن مسکراہٹ پھیلی مگر اگلے ہی پل وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔ اس پل اسے شدت سے اپنی بے وقوفی کا احساس ہوا تھا۔۔۔ بھلا وہ کیوں زاویار کا انتظار کر رہا تھا۔۔؟؟ رات بھی گزرتی چلی جا رہی تھی۔۔

"شٹ۔۔۔" دانت پیستے ہوئے کہتا وہ صوفے سے اترا اور بالوں میں ہاتھ چلاتا سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ لندن تو اسے ویسے بھی جانا ہی تھا، تو پھر بھلا کیوں نا موجودہ وقت کو رنگین بنایا جائے۔۔۔ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ کمینگی سے سوچ رہا تھا۔۔ پانچ بجنے میں ابھی بھی ایک گھنٹہ باقی تھا، سو وہ اطمینان سے سیڑھیاں چڑھتا اوپر آ گیا۔۔ اسے

امید تھی کہ وہ لڑکی ابھی تک بے ہوش ہو گی۔۔ کمرے میں آکر اس نے ایک چمکتی نظر بیڈ پر بے سدھ پڑی نشال پر ڈالی پھر سرشار سا چلتا ہوا اس تک آیا اور اسکے چہرے سے نقاب ہٹایا۔۔ نشال کی آنکھیں ہنوز بند تھیں۔۔ اسے دیکھتے ہوئے پیٹر نے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبا لیا۔۔

"اس ہرن کا شکار تو پہلے میں ہی کروں گا زاوی۔۔۔!" قہقہ لگاتے ہوئے وہ بڑبڑایا پھر بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھا پانی کا بھرا ہوا جگ ہاتھ میں پکڑا اور ایک نظر بے ہوش نشال پر ڈالی۔۔ اگلے ہی پل اسنے جگ کا ٹھنڈا پانی اسکے منہ پر پھینک دیا۔۔۔

◆◆◆◆◆

ٹھنڈا ایخ پانی اسکے سوئے ہوئے حواس جگا گیا تھا۔۔۔ اسے اپنی ناک میں گھستا پانی لمبا سانس لینے پر مجبور کر گیا۔۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ نگاہ اٹھا کر پانی پھینکنے والے کو دیکھتا ضیغم نے ہاتھ میں پکڑا جگ فرش پر پھینکتے ہوئے اپنے دوسرے ہاتھ سے اسکے گال پر ایک زوردار تھپڑ مارا۔۔ کمرے میں کانچ ٹوٹنے کے ساتھ ساتھ اس تھپڑ کی بھی آواز گونجی تھی۔۔ ضیغم کے بھاری ہاتھ نے اسکے چودہ طبق روشن کر دیے تھے۔۔

"یو بلڈی۔۔۔" اسکے باقی کے الفاظ ضیغم کے دوسرے تھپڑ کے باعث منہ میں ہی رہ گئے تھے۔۔

"یُووووبلڈی باسٹر ڈڈڈڈ۔۔۔!" ضیغم اس پر دھاڑا۔۔۔ اس بار زاویار کا گال اندر سے پھٹ گیا۔۔ منہ میں خون کا ذائقہ گھل گیا۔۔۔ لیکن ضیغم نے پرواہ کیے بغیر اسکے سر کے لمبے بال اپنے ہاتھ کی مٹھی میں جکڑے اور اسکا سر بیڈ کی پائنتی کی لکڑی پر مارا۔۔۔ کمرے میں موجود انسپکٹر اور کانسٹیبل چپ چاپ کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے جبکہ اسے مار کھاتا دیکھ وہاں کھڑے ضرغام کی آنکھوں میں ٹھنڈک سے اتر رہی تھی۔۔ زاویار کی نیند، چہرے پر پڑنے والے پے درپے تھپڑوں نے ہی ٹھکانے لگا دی تھی اس پر مستزاد سر کا پائنتی میں لگنا۔۔ اسکی پیشانی سے نکلتا خون اسکی بائیں آنکھ پر ٹپک رہا تھا۔۔ زاویار کو لگا وہ اپنے حواس گنوا رہا ہے۔۔ اسکی بند ہوتی آنکھوں کو نفرت اور غصے سے

دیکھتے ہوئے ضیغم نے انسپکٹر کو آنکھ سے اشارہ کیا۔۔ پھر اس سے پہلے کہ زاویار اپنے حواس گنواتا۔۔ ضیغم نے پھر سے اسکے منہ پر پانی پھینکا۔۔ وہ ہڑبڑا کر اپنی آنکھیں کھول گیا۔۔

"ادھر دیکھ کمینے۔۔۔" اسکے سر کے بال مٹھی میں جکڑتے ہوئے ضیغم نے اسکا منہ اوپر کیا۔۔ زاوایار کے ہوش واپس آچکے تھے، اس نے ضیغم کی سنے بغیر اپنے ہاتھ کا مکا بنا کر اسے مارنا چاہا تھا جسے بروقت ضیغم نے اپنے دوسرے ہاتھ سے روکا۔۔۔ ضرغام کا بس نہیں چل رہا تھا کہ خود آگے بڑھ کر زاویار کی ہڈیاں توڑ دیتا مگر اگلے ہی لمحے اسکی خواہش کی تکمیل ضیغم نے کر دی تھی۔۔۔ مکا مارنے کو بڑھے زاویار کے ہاتھ کی کمزور مٹھی کو کھولتے ہوئے ضیغم نے اسکے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی سلاخوں جیسی مضبوط انگلیاں پھنسائیں اور اس انداز میں مروڑیں کہ کڑچ کی بھرپور آواز کے ساتھ کمرے میں زاویار کی دردناک آواز بھی گونج اٹھی۔۔ زاویار کے الٹے ہاتھ کی انگلیاں بری طرح ٹوٹ چکی تھیں۔۔ کانسٹیبلز کو اپنے رونگھٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے۔۔ جبکہ زاویار تڑپتے ہوئے بری طرح چیخ رہا تھا۔۔ ضرغام کی پشت پر چھپی مشال زرا سا سر نکالے زاویار کا رونا تڑپنا دیکھ رہی تھی۔۔ اسکی بھیگی آنکھوں میں شدید نفرت کی چنگاریاں تھیں۔۔

"میرا خیال ہے کہ فی الوقت تیرے لیے اتنی ڈوز کافی ہے۔۔!" اسکا ٹوٹا ہاتھ اپنے ہاتھ سے جھٹکتے ہوئے ضیغم سلگتے لہجے میں گویا ہوا۔۔ زاویار بیگ درد سے کراہ رہا تھا۔۔

"بول کہاں ہے میری بیوی۔۔۔؟؟" اسکے سر کے بالوں پر اپنے ہاتھ کی گرفت سخت ترین کرتے ہوئے وہ دھاڑا۔۔۔

اسکی بلند آواز پر زاویار نے اپنے درد کو بامشکل ضبط کیا اور اپنی سرخ آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔۔ برداشت کے باوجود چہرے پر ابھی بھی تکلیف کے آثار تھے۔ پیشانی سے نکلتے خون کی لکیر بائیں گال پر مسلسل بہہ رہی تھی۔

"نہیں بتاؤں گا۔۔ کرلے جو کر سکتا ہے۔۔۔!" ضیغم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ بے خوفی سے بولا۔۔ پھر تکلیف کے باوجود زبردستی مسکرایا مگر اسکی یہ مسکراہٹ محض چند پل کی تھی کیونکہ ضیغم نے سرعت سے پلٹ کر فرش پر بکھرے کانچ کا ایک قدرے بڑا ٹکڑا اٹھایا اور لمحے کے ہزارویں سیکنڈ میں اسکا گال ادھیڑ دیا۔۔

ایک بار پھر کمرے میں زاویار بیگ کی چیخیں بلند ہوئی تھی۔۔ ضرغام نے زرا سی گردن ترچھی کر کے نگاہ جھکائی اور اپنی اوٹ سے ساری کاروائی دیکھتی مشال کو دیکھا مگر اسکے بھیگی آنکھوں میں خوف جیسا کوئی رنگ نہیں تھا۔۔ وہ بالکل پرسکون کھڑی ہوئی تھی۔۔ جیسے یہ سارا منظر اسے قرار دے رہا تھا۔۔ ضرغام کو یک گونہ اطمینان ہوا۔۔

جبکہ ضیغم نے اب کی بار زاویار کے سلامت ہاتھ کو جکڑ کر اسکے بازو پر پے درپے کانچ چلایا تھا۔۔۔ انسپکٹر اور کانسٹیبلز لب سیے خاموشی سے اسکا جنون دیکھ رہے تھے جس کی اپنی انگلیاں بھی کانچ پکڑنے کے باعث زخمی ہوگئی تھیں مگر اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔۔ زاویار بیگ درد سے چلاتے ہوئے اپنے پیروں کا استعمال کر کے ضیغم سے اپنی جان بچانا چاہ رہا تھا مگر ضیغم نے اسکی دونوں ٹانگیں پکڑ کر اسے بیڈ سے نیچے زمین پر کھینچا۔۔۔

"آہ۔۔۔ڈیڈ۔۔۔" بے اختیار زاویار کے لبوں سے یہ الفاظ نکلے تھے۔۔

مشال کو بے ساختہ اس تڑپتے شخص کا باپ یاد آیا جسے وہ بچپن سے بابا بابا کہتی آئی تھی۔۔ ارشد بیگ کی یاد پر اسکی آنکھوں سے آنسو نکل کر گال پر بہہ گیا۔۔ جبکہ ادھر دھڑام کی آواز کے ساتھ زاویار کا بھاری وجود زمین پر گرا مگر ضیغم رکا نہیں تھا اسے فرش پر گھسیٹے ہوئے بالکونی کی طرف بڑھنے لگا۔۔ محض تین سے چار منٹ کے اندر اندر ہی وہ زاویار بیگ کو ادھ موا کر چکا تھا۔۔ فرش پر گھسیٹنے کے باعث زاویار کی کمرے میں کانچ کے کچھ چھوٹے ٹکڑے پیوست ہوگئے۔۔ وہ بری طرح تڑپ رہا تھا۔۔

"چھوڑ سالے۔۔۔ چھوڑ مجھے۔۔۔ آہ۔۔۔۔ چھوڑ۔۔۔۔!" فرش پر گھسٹتا وہ چلایا تبھی اسکی مدد کے لیے ادھر اُدھر پھڑکتی نظر مشال پر پڑی تھی۔۔ اسکی جانب دیکھتے ہوئے اس نے کچھ کہنا چاہا تھا مگر اتنے میں ضیغم اسے کمرے سے ملحق بالکونی میں لے گیا۔۔ اسکی ٹانگیں چھوڑ کر اسے گریبان سے پکڑ کر کھڑا کیا تھا۔۔

"نہیں بتاؤں گا۔۔ تڑپتا رہ جائے گا تو۔۔۔ تیری بیوی جسم فروشی کا دھندا۔۔۔" اسکی باقی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ضیغم نے اسکے منہ پر پوری قوت سے دو تین مکے مارے۔ وہ مکوں کی شدت برداشت نہ کر پایا اور باہر کی طرف گرل پر جھکا۔۔ اسکا حلق خون سے بھر گیا۔۔ وہ کھانسا۔۔ لیکن پرواہ کیے بنا ضیغم نے اسکی کمر پر ایک بھرپور ٹھڈا مارا۔۔ زاویار کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔ اسے امید نہیں تھی کہ وہ ایس پی اسے یوں تیسری منزل سے نیچے پھینک دے گا۔۔ وہ پورا باہر کی طرف الٹ گیا۔۔ اسے حقیقتاً اب موت سر پر ناچتی نظر آنے لگے۔۔ ضیغم نے اسکے سیدھا ہونے سے پہلے ہے اسے اپنی پوری قوت سے دھکا دیا اور بروقت اسکی ٹانگیں پکڑ کر اسکے پاؤں گرل کے ساتھ لگاتے ہوئے پکڑ لیے۔۔ ایسا کرنے میں حقیقتاً ضیغم کی کافی طاقت صرف ہوئی تھی مگر زاویار کے ہوش بھی ٹھکانے لگ گئے تھے۔۔ اب وہ صرف ضیغم کے ہاتھوں کی قید کے سہارے باہر کی طرف ہوا میں الٹا لٹک رہا تھا۔۔ ضیغم کے ہاتھوں کی گرفت کمزور ہوتی اور زاویار نیچے جا گرتا۔۔ اس کی بلند چیخیں ملم جبہ کی فضاؤں میں گونجنے لگیں۔۔ سیاہ آنکھوں میں موت کے خوف سے نمی چمکنے لگی۔۔۔ یہ ہوٹل کا بیک سائیڈ ایریا تھا جہاں نیچے پتھریلی زمین پر چھوٹے بڑے نوکیلے اور گول پتھر پڑے ہوئے تھے۔۔ جن پر گرتے ہی یقیناً اسکی گردن ٹوٹ جاتی۔۔ وہ مدد کے لیے بے اختیار چلایا۔۔

"مشال۔۔۔۔ مش۔۔۔ مشال۔۔۔ مجھے بچالو۔۔۔ پلیز۔۔!" اسکی درد بھری آواز اطراف میں گونج رہی تھی۔۔ لہولہان ہوا جسم درد سے ٹوٹ رہا تھا۔۔ ایسا درد جسکی شدت اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔ وہ شاید

اس درد کے باعث اب تک بے ہوش ہو چکا ہوتا مگر موت کا خوف تھا جس نے اسکے حواس بیدار کر رکھے تھے۔۔ کمرے میں موجود تمام نفوس کی آنکھیں اس منظر پر حد سے زیادہ کھل گئیں۔۔

"آپ چلیں یہاں سے۔۔!" ضرغام نے مشال کا ہاتھ تھامتے ہوئے فکر مندی سے کہا۔ زاویار کی حالت نیم مردہ شخص کی سی ہو چکی تھی۔۔ مگر مشال اسکی آواز پر ٹس سے مس نہ ہوئی۔۔

"مشی۔۔!" ضرغام نے اسکا کندھا ہلایا۔۔

"میں نہیں جاؤں گی۔۔۔ اس شخص کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہوں۔۔ ضیغم بھائی سے کہو اسکے پاؤں آزاد کر دیں ضر۔۔ اسے مر جانا چاہئیے۔۔ اسکی موت دیکھنا چاہتی ہوں۔۔!" ضرغام کی طرف دیکھے بنا وہ گرل سے نیچے فضا میں لٹکے، چلاتے زاویار کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔۔ اسکے لہجے میں، آنکھوں میں۔۔ انداز میں کہیں کوئی خوف نہیں تھا۔۔ ضرغام نے ایک نظر اسکے سرخ چہرے کی طرف دیکھا پھر ہولے سے اسے سر پر ہاتھ رکھا۔۔ وہ خود ہی آہستگی سے اسکے سینے پر سر ٹکا گئی۔۔

"اسے مار دو۔۔۔ مار دو۔۔۔!" وہ دھیمی آواز میں بڑبڑائی۔۔

ضرغام لب بھینچ کر رہ گیا۔ زاویار کے یوں مشال کو پکارنے پر ضیغم نے اسکا ایک پاؤں اپنے ہاتھ سے آزاد کر دیا۔۔

"آ۔۔۔۔۔ ہ۔۔ ہہ۔۔۔ نہیں۔۔ پلیز ز۔۔۔۔ ایس۔۔ پی۔۔۔۔" زاویار بامشکل گڑگڑایا۔۔۔ گرل کی ٹیک کے باعث ضیغم بامشکل اسکے لٹکتے جسم کا بوجھ سہار رہا تھا۔۔

"بول میری بیوی کہاں ہے۔۔؟؟ بول ورنہ تیری خواہش کے مطابق تجھے چھوڑ دوں گا۔۔۔!" ضیغم کی سرد آواز اس سناٹے میں گونجی۔۔ اسکا پاؤں ضیغم کی گرفت سے پھسل رہا تھا۔۔ زاویار بیگ کی سانسیں رکنے لگیں۔۔

"مم۔۔میں بتاتا ہوں۔۔۔ چھوڑنا مم۔۔مت۔۔پلیز۔۔۔مجھے مت مارو۔۔میں۔۔بتاتا ہوں۔۔!" وہ ہکلاتے ہوئے بولا۔۔اسکی ساری اکڑ فو نکل چکی تھی۔۔

"آر یو شیور۔۔۔؟؟؟ تو نہیں چاہتا کہ میں تجھے چھوڑوں۔۔؟؟" ضیغم کی سرد آواز تمسخر اڑاتی ہوئی تھی۔۔اس نے زاویار کا آزاد پاؤں دوبارہ اپنی گرفت میں لے لیا۔۔زاویار کو کچھ ڈھارس ملی۔۔ ضیغم نے گردن موڑ کر انسپکٹر کو آنکھ کے اشارے سے اپنے پاس بلایا۔۔

"ہا۔۔ہاں۔۔مت چھوڑنا پپ۔۔پلیز۔۔۔میں بتاتا ہوں۔۔۔اگ۔۔اگر مم۔۔میں مر گیا۔۔تو تم اپنی بیوی تت۔۔تک۔۔ کبھی نہیں پہ۔۔ پہنچ پاؤ گے۔۔۔مجھے بچالو۔۔پلیز۔۔!" وہ اونچی آواز میں چلایا۔۔جلدی سے بولا تھا کہ مبادا کہیں ضیغم اسے چھوڑ ہی نہ دے۔۔انسپکٹر تیزی سے قریب آیا تو ضیغم نے انسپکٹر کی مدد سے اسے واپس اوپر کھینچ لیا۔۔بالکونی میں واپس آتے ہی زاویار نے ایک لمبا سانس لیا تھا۔۔اسکی بھیگی آنکھیں بند ہونے کو تھیں۔۔ ضیغم نے کانسٹیبل کو پانی لانے کا کہا۔۔پھر چند سیکنڈز بعد اسکے منہ پر پانی کی بھری ہوئی بالٹی انڈیلی تو وہ ہڑبڑا کر سیدھا ہوا۔۔زاویار کے زخموں میں مرچیں سی بھر گئیں۔۔پشت پر شدید چبھن کا احساس ہو رہا تھا۔۔ ضیغم اسکے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔

"اب بول۔۔۔۔!" ضیغم نے سنجیدگی سے کہا۔۔گھنی مونچھوں تلے دبے ضیغم اجلال کے لب آپس میں سختی سے پیوست تھے۔۔سرخ آنکھوں میں سفاکیت ہی سفاکیت تھی۔۔

زاویار بیگ کو زندگی میں پہلی مرتبہ خوف محسوس ہوا تھا اور وجہ سامنے بیٹھا وہ ایس پی تھا۔۔وہ اپنے کٹے پھٹے جسم میں پھیلتے درد کو برداشت کرتا دھیمی آواز میں بولنے لگا۔۔ ضیغم نے کانسٹیبلز کو اسکا نیم مردہ وجود اٹھانے کا حکم دیا۔۔پھر اگلے پانچ منٹ بعد وہ چار پولیس جیپس کے ساتھ پانچویں جیپ میں زاویار بیگ کو ڈالے اس راستے پر

جیپ ڈرائیو کر رہا تھا جو اسے نشال تک پہنچانے والا تھا۔۔ ضرغام کو وہ مشال کا خیال رکھنے کی تاکید کر کے ہوٹل ہی چھوڑ آیا تھا۔۔

♦♦♦♦

ٹھنڈا اخ پانی اسکے چہرے پر پڑتا ناک میں گھسا تھا۔۔ سانس لینے کے کھانستی ہوئی وہ زرا سا کسمسائی۔۔ اپنی بھاری ہوتی پلکوں کی باڑ اٹھا کر آنکھوں کو کھولنے کی کوشش کرتی نشال کے حواس آہستہ آہستہ بیدار ہو رہے تھے۔۔ اسے آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتے دیکھ پیٹر اسکے قریب ہی بیڈ پر بیٹھ گیا اور ہاتھ بڑھا کر اسکے گلابی بھیگے گال کو ہولے سے تھتھپایا۔۔ ایک انجان، مردانہ لمس پر وہ پٹ سے آنکھیں کھول گئی۔۔ اسکی گلابی پڑتی غلافی آنکھوں کو دیکھتا پیٹر مسکرایا اور زرا سا جھکا۔۔ نشال لمحے کے ہزارویں سیکنڈ میں ہوش میں آئی تھی۔۔ اپنا رخ مکمل طور پر موڑتے ہوئے اس نے پوری گھوم کر دو کروٹیں بدلیں اور تیزی سے اٹھ کر بیٹھتی بیڈ کی دوسری سائیڈ سے نیچے اتر گئی۔۔ اسے یوں سرعت سے بیڈ سے اترتا دیکھ پیٹر بھی کھڑا ہو گیا اور وحشی نگاہوں سے بدحواس سی نشال کو دیکھا جسکی آنکھوں میں خوف مگر چہرے پر غصہ واضح تھا۔۔

"کون ہو تم۔۔۔؟؟ اور کیا چاہتے ہو۔۔؟؟" پیٹر کی طرف دیکھتے ہوئے نشال نے پر اعتماد آواز میں پوچھا۔۔۔

حالانکہ وہ جانتی تھی کہ وہ کڈنیپ کی جا چکی ہے مگر اسکے باوجود اسنے بھاگنے کی کوشش کرنے کی بجائے صاف پوچھا تھا۔۔

"بے بی آئی وانٹ یو۔۔۔ اے کلر فل نائٹ ود یو۔۔ پلیز کم۔۔۔!" اسکی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے پیٹر نے اپنے مخصوص انگریزی لب و لہجے میں کہا۔ اسکی نیلی آنکھوں سے عجیب سی درندگی ٹپک رہی تھی۔۔ پیٹر کی بات پر غصے کے باعث نشال کا تنفس ایک دم بگڑا۔۔۔ اسکی بات نشال کو آگ لگا گئی۔

"تمہیں ایک بار آئینے کے سامنے جا کر خود کو دیکھنے کی ضرورت ہے مسٹر۔۔۔اور اگر آئینہ دیکھنے کی ہمت نہیں ہے تو ایک بار میرے شوہر کو دیکھ لو۔۔مجھے یقین ہے کہ دونوں میں سے ایک کام کرنے کے بعد تمہیں احساس ہو جائے گا کہ تم کس قدر بھونڈا مذاق کر رہے ہو۔۔۔!"نشال نے شستہ انگریزی میں اسے جواب دیا۔۔اسکے لہجے میں تنفر کی آمیزش تھی۔۔نشال کے جواب پر پیٹر کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔۔

"بے بی ڈونٹ ویسٹ مائے ٹائم۔۔کم نیئر۔۔۔کوئیک۔۔۔!"پیٹر سرد آواز میں غرایا۔۔اسکے لہجے میں کوئی رعایت نہیں تھی۔ایک پل کو نشال کا رنگ فق ہوا مگر اگلے ہی پل اسنے دروازے کی طرف دوڑ لگائی۔۔

ساری طراری ہوا جو ہو گئی تھی۔۔اسے بھاگتا دیکھ پیٹر سرعت سے اسکے پیچھے لپکا جو کمرے کے دروازے تک پہنچے والی تھی۔۔پیٹر نے اسے روکنے کو جلدی میں اسکے سر سے حجاب کھینچا۔۔نشال کی گردن کو ایک جھٹکا لگا تھا۔۔اسکی لبوں سے بے ساختہ آہ کی آواز نکلی۔۔غلافی آنکھوں میں آنسو آ گئے،وہ غصے سے پلٹی اور اپنی طرف ہاتھ بڑھاتے پیٹر کے سینے پر اپنی دونوں ہتھیلیاں رکھ کر اسے اپنی پوری قوت سے دھکا دیا۔۔وہ اس دھان پان سی لڑکی کی جرات پر حیران ہوتا لڑکھڑایا مگر خود کو گرنے سے بچا لیا۔۔اتنے میں نشال نے دروازے کے ہینڈل کو گھمایا۔۔اسکے سلکی بال اس پل الجھے ہوئے کندھوں پر بکھرے پڑے تھے۔

"رک۔۔۔۔"کہتے ہوئے پیٹر نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے دبوچنا چاہا مگر نشال کی بجائے اسکا برقع اسکے ہاتھ آ گیا۔۔پیٹر نے ایک جھٹکے سے برقعے کا کپڑا کھینچا نیتجتاً نشال کی پشت اسکے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔نشال کے وجود میں کرنٹ سا دوڑ گیا۔۔وہ اسکے بکھرے بال اپنی مٹھی میں جکڑ کر اسکے سر کو جھٹکا دیتے ہوئے اسکی شفاف گردن پر جھکا۔۔نشال نے اپنی سسکیاں دباتے ہوئے اسکے پیٹ میں کہنی مار کر خود کو اسکے ناپاک لمس سے بچا لیا۔۔۔وہ بلبلاتا اسکے بال آزاد کر گیا مگر اگلے ہی پل اسنے شدید غصے میں نشال کے منہ پر ایک زور دار تھپڑ مارا۔۔نشال کا دماغ ہل کر رہ گیا اور رہی سہی کسر دروازے سے سر ٹکرا کر پوری ہو گئی تھی۔۔

"یو بچ۔۔۔میرے ساتھ کو آپریٹ کرو ورنہ تیرا وہ حشر کروں گا کہ بھول جائے گی کہ عورت ہے یا ہجڑا ہے تُو۔۔۔!" وہ شستہ انگریزی میں اس پر دہاڑا جبکہ نشال جو دروازے سے چپکی اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی، اسکی بات پر اسکے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی۔۔خوف اور طیش کی شدید لہر تھی جو اسکے خون میں ابال پیدا کر گئی۔۔

"آئی وِل نیور کو آپریٹ وِد یو وائٹ ڈوگ۔۔۔!" اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ اس پر چلائی جو غصے سے اسے گھور رہا تھا۔۔

"تمہارے ساتھ تو میری جوتی بھی کو آپریٹ نہیں کرے گی۔۔دیکھتی ہوں تم کیسے میرا حشر کرتے ہو۔۔۔اور ہیجڑا تو تمہیں میرا شوہر بنائے گا۔ایسا ہیجڑا جو ہیجڑے کی حیثیت سے بھی اس دنیا کو قابل قبول نہیں ہوگا۔۔!" اسکی نیلی آنکھوں میں بے خوفی سے دیکھتی وہ غرائی۔۔پیٹر نے دانت پیستے ہوئے اسکی کلائی پکڑتے ہوئے اسے کھینچا اور بیڈ کی طرف دھکا دیا۔۔

"نکالتا ہوں تیری اکڑ۔۔اور جس شوہر کی تو بار بار دھمکی دے رہی ہے وہ سالا یہاں کبھی نہیں پہنچ سکتا۔۔سمجھی۔۔!" بیڈ پر گری نشال کو گھورتے ہوئے وہ استہزائیہ انداز میں کہتا اسکی طرف بڑھا۔اسے اس لڑکی پر شدید غصہ آرہا تھا جو ایک تو اس سے ڈرنے کا نام نہیں لے رہی تھی بلکہ اپنے ہاتھوں اور زبان کے ساتھ اسکا بھرپور مقابلہ کر رہی تھی۔۔اسے اپنی جانب آتا دیکھ نشال پیچھے کی طرف کھسکی۔۔وہ سرعت سے اس پر جھپٹا۔۔ اسکی مضبوط گرفت میں نشال بری طرح احتجاج کرتی تڑپنے لگی۔۔

"مجھے چھوڑ دو ورنہ تمہارے لیے اچھا نہیں ہوگا۔۔چھوڑو مجھے۔۔بدمعاش۔۔۔!" اپنی کلائیاں اسکے ہاتھوں سے چھڑوانے کی کوشش کرتی وہ روتے ہوئے چلائی۔۔

پیٹر قہقہہ لگاتا اس پر جھکتا چلا گیا۔۔نشال کا دل شدت دھڑک رہا تھا۔۔ہاتھوں میں باقاعدہ لرزش اترنے لگی۔۔

"ضیغم۔۔۔۔۔۔۔ضیغ۔۔۔مم۔۔۔" بے بسی کی انتہا پر جاتی نشال چلائی تھی۔۔

"چھوڑو مجھے کتے کمینے۔۔۔۔!!" اسکا منہ نوچتے ہوئے وہ چلائی۔۔ پیٹر نے اسکے احتجاج پر اسکے منہ پر ایک اور تھپڑ مارا۔۔ نشال کا ہونٹ پھٹ گیا۔۔ درد اسکی رگ رگ میں سرایت کرنے لگا تھا۔۔

"رک جاؤ پلیز۔۔ مم۔۔ میں پریگنینٹ ہوں۔۔ میری بات سنو۔۔ مجھے چھوڑ دو۔۔۔!" اپنے ہاتھوں سے اسکا منہ پرے کرتے ہوئے وہ روتے ہوئے گڑگڑائی۔۔۔ آخر تھی تو وہ نازک جان ہی ناں۔۔ اپنے بلند حوصلوں سے اسنے خود کو بچانے کی بھرپور کوشش کی تھی مگر وہ درندہ اب اس پر حاوی ہو رہا تھا۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔۔ ضیغم۔۔۔۔۔۔" وہ روتے ہوئے شدت سے چلائی۔۔۔ پیٹر نے اسکی دونوں متحرک کلائیاں تھام کر پہلے اسے بے بس کرنا چاہا تھا تبھی فضا میں پولیس جیپ کا سائرن گونجنے لگا۔۔ شکاری کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آنے لگیں۔۔۔ پیٹر کی نشیلی آنکھیں پل میں کھلی تھیں۔۔ جبکہ پولیس جیپ کے سائرن کی آواز سن کر نشال کے وجود میں دم توڑتی سانسیں پھر سے جی اٹھیں۔ اسکی بھیگی۔۔ سوجی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر کنپٹیوں میں جذب ہوئے تھے۔۔ دل نے شکر کا کلمہ پڑھا۔۔ اپنی کلائیوں پر بدحواس ہوتے پیٹر کی گرفت ہلکی ہوتے محسوس کرتی نشال نے فوراً عقل کا دامن پکڑا تھا اور اپنا گھٹنا پیٹر کے پیٹ میں مارا۔۔

"ڈیمن۔۔۔" وہ تڑپتا ہوا پیچھے ہٹا۔۔ اسے کراہتا چھوڑ نشال جلدی سے بیڈ سے اتری اور دروازے کی طرف بھاگی۔۔

"ضیغمممممم۔۔۔۔۔ ضیغم۔۔۔!" وہ بھیگی آواز سے اسے پکارتی دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ پیٹر نے جلدی سے بیڈ سائیڈ ٹیبل کی ڈرار سے اپنی گن نکالی اور بلیٹس چیک کیں۔۔ پھر دانت پیستا اسکی طرف بڑھا جو اچک اچک کر دروازے کا لاک کھولنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔۔ پیٹر کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔۔ اس لڑکی نے اسکا سارا نشہ ہرن کر کے رکھ دیا تھا۔۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی گن سے دروازہ کھول کر باہر جاتی نشال کے سر پر وار کیا۔۔ نشال کو اپنا سر دو ٹکڑے ہوتا محسوس ہوا۔۔ دل میں ضیغم کی مضبوط بانہوں کا حصار پانے کی تمنا

کرتی نشال وہیں بیٹھتی چلی گئی۔۔اس سے تمام تر ناراضگی، تشنگی۔۔شکووں کے باوجود نشال نے بند ہوتی پانی بھری جلتی آنکھوں نے ضیغم اجلال کو دیکھنے کی خواہش کی تھی۔۔اسکی آنکھوں سے نکلتے آنسو رخساروں پر بکھر گئے۔۔ پیٹر نے ایک نفرت بھری نگاہ اس کے ہوش گنواتے وجود پر ڈالی۔۔پھر اسے واپس کمرے میں گھسیٹا۔۔دروازہ لاک کیا اور اسے بازو سے گھسیٹتا اٹیچ باتھ روم میں لے آیا۔۔سائرن کی آواز بالکل قریب آچکی تھی اور کتوں کی بھوں بھوں یوں محسوس ہو رہی تھی کہ جیسے کتے اسی کمرے کے دروازے پر ہی کھڑے ہوں۔۔نشال کو واش روم میں باتھ ٹب کے پاس پھینک کر اسنے واش روم کا دروازہ بند کیا اور پھر کمرے سے باہر نکل آیا۔۔اس نے گلاس وال سے باہر دیکھا جہاں کے منظر نے اسکی نیلی آنکھوں میں چنگاریاں سی بھر دی تھیں۔۔پولیس چاروں طرف سے کاٹیج کو گھیر رہی تھی۔۔جیپس کی روشنی میں اس نے چند باوردی پولیس والوں کو کاٹیج کی طرف بڑھتے دیکھا۔۔۔

"ڈیم اٹ۔۔۔۔!" وہ دانت پیستے ہوئے واپس کمرے میں بھاگا۔۔واش روم کا دروازہ کھول کر دیکھا جہاں وہ آنکھیں بند کیے کراہ رہی تھی۔۔اسکے سر سے نکلتا خون فرش کو رنگین کر رہا تھا۔۔پیٹر کے دل میں ایک پل کو خوف پیدا ہوا۔۔اگر وہ لڑکی مر جاتی تو یقیناً وہ خود بھی بد ترین موت مرنے والا تھا۔۔پیٹر نے جلدی سے اسکے چہرے پر پانی پھینکا۔۔نشال نے بامشکل آنکھیں کھولیں۔۔سر میں ٹیسیں سی اٹھ رہی تھیں۔۔معاً کمرے کا دروازہ دھڑ دھڑ بجنے کی آواز پیدا ہوئی تھی۔۔پیٹر کا سانس خشک ہو گیا۔۔اس نے ایک نظر آنکھیں کھولتی نشال کی طرف دیکھا۔۔اب یہی لڑکی اسکی جان بچا سکتی تھی۔یقیناً اسی کی اوٹ لے کر وہ اس ایس پی سے بچ سکتا تھا۔۔

♦♦♦♦

سیاہ پہاڑوں پر آسمان سے اوس برس رہی تھی۔۔۔فضا میں خنکی کی شدت بڑھ رہی تھی۔۔ہر جیپ کے ساتھ دو دو ایکسپرٹ کتے بھی بھاگ رہے تھے۔۔انکی بھونکنے کی آوازیں ملم جبہ کے سناٹے میں گونجتی عجیب سے ہیبت ناکی

پیدا کر رہی تھیں۔۔زاویار کے بتائے گئے راستے پر جیپس فراٹے بھرتی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھیں۔۔۔۔پندرہ سے بیس منٹ بعد وہ کل پانچ جیپس اس کاٹیج کے سامنے آکر رکی تھیں جسکے باہر پہرہ دیتے وہ چار آدمی دور سے آتی پولیس سائرن کی آواز سن کر ہی مناسب جگہیں دیکھ کر آس پاس چھپ گئے تھے۔۔گل خان نے اندر کی طرف دوڑ لگا دی تھی۔۔جیپس کی ہیڈ لائیٹس میں وہ کاٹیج بڑا واضح تھا۔۔

"چاروں طرف سے گھیر لو۔۔۔!" کاٹیج کی جانب دیکھتے ہوئے ضیغم نے سختی سے کہا۔۔

"اور تم چاروں۔۔آس پاس کا علاقہ چھان مارو۔۔اسکے آدمی آس پاس ہی ہونگے۔۔۔ڈھونڈو انہیں۔۔وہ بچ کر جانے نہ پائیں۔۔!" اسنے چار کانسٹیبلز کو مخاطب کیا تو وہ چاروں ہاتھوں میں دو دو بل ڈوگز لے کر اطراف میں اگی جھاڑیوں میں پھیل گئے۔۔۔جس سے آگے طویل جھاڑیوں کا سلسلہ تھا۔۔اب صرف دو کتے تھے جو زاویار والی جیپ سے بندھے زاویار کی حفاظت پر مامور تھے جس میں ہلنے تک کی سکت نہیں تھی۔۔اسکا لہولہان وجود نیم بے ہوش تھا۔۔جبکہ کاٹیج کی طرف بڑھتے ہوئے ضیغم کو اوپر، سامنے شیشے کی آدھی دیوار کے پار اسے کوئی سایہ سا لہراتا محسوس ہوا تھا۔۔انسپکٹرز کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کرتا وہ ہاتھ میں گن پکڑتا اندر کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔ پولیس فورس تیزی سے کاٹیج کے اردگرد پھیل رہی تھی۔۔۔

کاٹیج کی دروازہ لاک تھا جسے دو سے تین جھٹکوں بعد ہی وہ کھولنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔اسکے مضبوط دل کی دھڑکن اس پل حد سے سوا تھی۔۔اسکا روم روم اس پل نشال کی عصمت وزندگی کی سلامتی کے لیے دعا گو تھا۔۔ ضیغم نے جیسے ہی اندر قدم رکھا ایک سنساتی ہوئی گولی اس تک آئی تھی جس سے وہ جھک کر بامشکل بچا۔اسکی لہو رنگ آنکھوں کی سرخی مزید گہری ہوئی تھی۔۔نشال کو اپنے سامنے دیکھنے کی تڑپ میں اضافہ ہوا تھا۔۔ ضیغم کے پیچھے اندر آتے انسپکٹر نے بنا وقت ضائع کیے صوفے کے پیچھے چھپے گل خان پر فائر کھول دیا جس نے ضیغم پر گولی چلائی تھی۔۔وہ نیچے جھکا خود کو بچانے کے ساتھ ساتھ جوابی کاروائی بھی کر رہا تھا جبکہ ضیغم نے اطراف میں نگاہ

دوڑائی تو اسے وہاں اوپن کچن کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔۔وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا اوپر والے حصے میں آگیا جہاں وہ گلاس وال تھی۔۔ابھی چند منٹ پہلے اسنے یہیں کسی سائے کو دیکھا تھا۔۔نیچے انسپکٹر اور کانسٹیبلز نے گل خان کو پکڑ کر لیا تھا جسکا ایک ہاتھ اور ٹانگ گولی کے گزرنے کا راستہ بن چکا تھا۔۔اسے ایک کانسٹیبل کے حوالے کر کے اہلکار بھی ضیغم کے پیچھے آئے جس نے پہلے کمرے کے بند دروازے کو زور سے بجایا تھا۔۔باقی فورس میں سے کچھ اسکے اشارے پر وہاں موجود باقی کے چار کمروں میں گھس گئے۔۔ ضیغم کو کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا تو اسنے انسپکٹر کو دروازہ توڑنے کا اشارہ کیا۔۔اسکا خون اس پل شدید غصے سے ابل رہا تھا۔۔ہاتھ میں موجود گن پیٹر ڈیوس کے جسم میں چھید کرنے کو بے تاب ہو رہی تھی۔۔پانچ سے سات سیکنڈ بعد دروازہ کھلا تو کمرے میں ڈاخل ہوتے ہی ضیغم کی نگاہ دائیں جانب واش روم کے دروازے کی طرف بڑھتے پیٹر پر پڑی۔۔وہ ضیغم اور اسکے پیچھے پولیس فورس کو دیکھ کر گھبرا گیا۔۔ ضیغم نے فوراً سے پہلے گن کا رخ اسکی طرف کیا۔۔

"ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو گولیوں سے بھون دوں گا تجھے۔۔!"اپنی شعلہ برساتی براؤن آنکھوں سے اسے گھورتا ضیغم دہاڑا۔۔۔اسکی آواز سن کر کمرے سے ملحق واش روم میں موجود نشال اپنا نڈھال وجود گھسیٹتی واش روم کے دروازے کی طرف بڑھی،وہ اپنے بچے کو بچانا چاہتی تھی ورنہ اس پل وہ پیٹر کے جس قدر تشدد کا شکار ہو چکی تھی اسکے بعد یہی خوف اسکی جان نکال رہا تھا کہ کہیں اسکے بچے کو کوئی نقصان نہ پہنچ گیا ہو۔۔۔نشال کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔۔۔ سر سے نکلتا خون شاید رک چکا تھا مگر اسکے حواس جھنجھنا رہے تھے۔۔جبکہ پیٹر جو اپنا موبائل لینے کمرے میں واپس آیا تھا تاکہ زاوی کو کال کر سکے۔۔اس پل شدید گھبراہٹ اور خوف کا شکار ہو رہا تھا۔۔وہ اگر ایک قدم اٹھاتا تو یقیناً واش روم کے اندر ہوتا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ واش روم کی دیوار میں نصب شیشوں کو توڑ کر شاید وہاں سے نکل سکتا تھا۔اس پل اسکا دماغ بہت سی سوچوں کی آماجگاہ بن رہا تھا۔۔

پیٹر نے سرینڈر کے طور پر اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کیے جن میں سے ایک میں اسکا موبائل تھا۔۔

"میری بیوی کہاں ہے۔۔؟؟؟"

اپنے شدید غصے پر قابو پاتے ہوئے ضیغم نے اسکی جانب ایک قدم اٹھایا تھا جب پیٹر کی نگاہ واش روم کے دروازے کے بالکل قریب آچکی نشال پر پڑی۔۔ اسے کچھ نہ سوجھا تو سرعت سے ایک قدم اٹھایا اور ہاتھ بڑھا کر نشال کو باہر کی جانب کھینچ لیا تاکہ اسکی گردن پر اپنی گرفت کس کر وہ ضیغم کو بلیک میل کر سکے مگر ضیغم جو پہلے ہی اسے مارنے کے درپے تھا اسے قدم اٹھاتے دیکھ یہی سمجھا کہ وہ بھاگنے والا ہے، سو اپنے حکم کی خلاف ورزی کرتے دیکھ اس نے پیٹر کی ران پر گولی چلائی اور یہی وہ لمحہ تھا جب پیٹر نے نشال کو اپنے سامنے کیا تھا جو پہلے ہی اپنی سدھ بدھ گنوانے کو تھی، پیٹر کے یوں ایک جھٹکے سے اپنی جانب کھینچ لینے پر وہ اسکے ہاتھ سے زرا سی پھسلی اور نتیجتاً ضیغم کی گن سے نکلی گولی اسکے پیٹ میں دھنستی چلی گئی۔۔۔ جلتے ہوئے، انگارے جیسے لوہے کو اپنی وجود کے پار ہوتا محسوس کر نشال کی آنکھیں تکلیف کی شدت سے پھٹنے والی ہو گئیں۔۔ بے ساختہ آہیں تھیں جو اسکے لبوں سے نکلتی چلی گئیں۔۔ یہ سب اتنی آناًفاناً ہوا تھا کہ پیٹر تو کچھ سمجھ ہی نہ پایا لیکن جب سمجھ آئی تو اس نے خوفزدہ ہو کر فوراً نشال کو چھوڑا۔۔ ضیغم پتھرائی ہوئی آنکھوں سے نشال کو زمین پر گرتا دیکھ رہا تھا۔۔ اسکے ہاتھ میں موجود گن لرز سی گئی۔۔ ضیغم کو واضح طور پر اپنے ہاتھوں کی لرزش محسوس ہوئی تھی۔۔ دل کی دھڑکنیں رنگین ہوتے فرش کو دیکھ کر مدھم سے مدھم تر ہو رہی تھیں۔۔ اگلے ہی پل وہ دیوانہ وار اسکی طرف لپکا۔۔

"نشال۔۔۔۔۔۔!" اسکی چیخ نما پکار میں تڑپ تھی۔۔ گن تو وہیں ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر چکی تھی۔۔ نشال سے دو قدم دور وہ تقریباً ڈھینے والے انداز میں گھٹنوں کے بل گھسٹتا چلا گیا۔۔ سرعت سے اسکا سر ہاتھ میں اٹھا کر اسکا گال تھپتھپایا۔۔۔

"نشال۔۔ نشی میری جان۔۔ زندگی تم۔۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔۔!" اسکی درد کی شدت سے لال انگارہ ہوتی آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈالتے ہوئے ضیغم نے مضبوط لہجے میں کہا، جیسے اسے یقین تھا کہ وہ اسے کچھ ہونے نہیں

دے گا۔ پیٹر ڈر کر واش روم کی طرف بھاگا تھا مگر پولیس فورس نے اسے جالیا۔۔ جبکہ یہاں ضیغم نے جلدی سے اسکی کمر کے گرد اپنا بازو ڈال کر اسے سمیٹنے کی کوشش کی۔۔

"کک۔۔۔ کتنی دد۔۔۔ دیر کر دی۔۔" وہ سسکی۔۔۔ غلافی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر کنپٹیوں میں جذب ہو رہے تھے۔۔

"اب تو آگیا ہوں۔۔۔ تمہیں کچھ ہونے نہیں دوں گا۔۔!" اپنی شرٹ اتارتے ہوئے وہ بڑے ضبط سے بولا۔۔

اسکا پھٹا ہوا ہونٹ۔۔ ماتھے پر پڑا نیل، پیٹ سے نکلتا خون۔۔۔ دیکھتے ہوئے ضیغم کی رگیں ٹوٹ رہی تھیں۔۔ وہ اپنی شرٹ اسکے پیٹ سے نکلتے خون کو روکنے کے لیے اسکے گرد باندھ رہا تھا۔۔ نشال کی سانسیں ٹوٹ رہی تھیں۔۔ اور یہاں ضیغم کا دل پھٹ رہا تھا۔۔

"ضض۔۔ ضیغ۔۔۔ مممم۔۔۔!" نشال نے اسے ہولے سے پکارا۔۔ اسکے لیے بولنا مشکل ہو رہا تھا۔۔

"مم۔۔۔ میرا۔۔۔ بچ۔۔ بچہ۔۔۔!" سسکتے ہوئے اس نے ایک لمبی ہچکی لی تھی۔۔ اسکی خوبصورت آنکھوں میں اس پل اپن موت سے زیادہ اپنی اولاد کو کھو دینے کا ڈر تھا۔۔ ضیغم کو لگا وہ مر جائے گا۔۔۔ دل پھٹ کر حلق میں آگیا تھا۔۔

"کچھ نہیں ہو گا۔۔۔!" کہتے ہوئے ضیغم نے بے اختیار اسکی پیشانی پر اپنے لب رکھے پھر اسے اپنی بانہوں میں بھر کر باہر کی طرف بھاگا۔۔ نشال کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔۔ جبکہ انسپکٹر پیٹر کو زود کوب کرتے ضیغم کے پیچھے ہی آرہے تھے۔۔

♦♦♦♦

وہ مدھوش سا جیپ میں پڑا اپنے زخموں پر تڑپ رہا تھا۔۔ اسکی رکھوالی کرتے کتے چپ چاپ اسکی آہیں سن رہے تھے جیسے اسکی کراہوں کا لطف اٹھا رہے تھے۔۔ معاً ان کتوں کے کان کسی کے بھاری قدموں کی چاپ سن کر

کھڑے ہو گئے۔۔انہوں نے ادھر اُدھر اپنی چمکتی آنکھیں گھما کر دیکھا۔۔بلیک ہڈی پہنے، اپنا چہرہ چھپائے، ایک اونچا لمبا نوجوان ایک دھیمی سیٹی بجاتا جیپ کے قریب آرہا تھا۔۔اسکی چال میں مضبوطی تھی۔۔اسکے لبوں سے نکلتی سیٹی کی دھن پر دونوں کتے دم سادھے اسے دیکھنے لگے۔۔بھونکنے کی بجائے وہ اس سیٹی کا لطف اٹھا رہے تھے۔۔دھیرے دھیرے وہ شخص قریب آتا گیا۔۔پھر جیپ کی پچھلی طرف اوندھے منہ کراہتے زاویار کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔اسکے لب ہنوز ہل رہے تھے۔۔زاویار نے زرا سی آنکھیں کھول کر اس شخص کی جانب دیکھا جسکے صرف ہونٹ اسے نظر آرہے تھے۔۔

"چلو آؤ میرے ساتھ۔۔تمہیں اس تکلیف سے نجات دے دوں۔۔!" دھیمے لہجے میں کہتے ہوئے اس شخص نے زاویار بیگ کیطرف اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے اور پھر اسکے زخمی وجود کو اپنے کندھے پر ڈال لیا۔۔پھر دوبارہ وہی سیٹی بجائی اور ان کتوں کی گردن پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔۔کتے اوں اوں کرتے اپنی دم ہلانے لگے۔۔پھر وہ پلٹا اور تیز تیز قدموں سے اسی راستے پر پلٹ گیا جہاں سے وہ آیا تھا۔۔زاویار بے سدھ سا خود کو ہوا میں معلق محسوس کر رہا تھا۔۔آگے جا کر اس شخص نے راستہ بدلا اور جھاڑیوں میں گھس گیا۔۔وہ جانتا تھا کہ اب کتے بھونکنے والے ہیں۔۔اور وہی ہوا تھا۔اس شخص کے تھوڑی دور جاتے ہی کتوں نے گلا پھاڑ پھاڑ کر بھونکنا شروع کر دیا۔۔مگر افسوس۔۔تب تک زاویار بیگ پولیس فورس کی پہنچ سے دور جا چکا تھا۔۔

**********************

تیز تیز قدم اٹھاتا وہ تقریباً ایک سے ڈیڑھ کلو میٹر کا راستہ پیدل طے کرتا اب اونچے لمبے درختوں کے جھنڈ میں گھس گیا۔۔زاویار کے گم حواس آہستہ آہستہ لوٹ رہے تھے۔۔جبکہ اپنا منہ ڈھانپے وہ بنا رکے چل رہا تھا۔۔اسکا تنفس زاویار کا بوجھ برداشت کرنے اور پچھلے دس منٹ سے چلتے رہنے کی وجہ سے بگڑ رہا تھا۔۔اپنے سر سے ہڈی پیچھے کھسکا کر اسنے چلتے چلتے ایک لمبا سانس لیا اور نگاہ کے سامنے جنگل کے کنارے پر پتلی سڑک پر کھڑی اپنی گاڑی

کو دیکھا۔۔اب اسکا وجیہہ چہرہ صاف نظر آرہا تھا۔۔اسکی آنکھوں میں قدرے تشویش سی تھی، فکر گاڑی کے لیے نہیں گاڑی میں موجود اپنی متاع حیات کے لیے تھی۔۔وہ سڑک والی سائیڈ پر درختوں کے درمیان ہی چل رہا تھا۔۔ گاڑی میں موجود سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے وہ سیدھی ہوگئ۔۔ کیونکہ وہ اسے وہاں آتا دیکھ چکی تھی۔۔ گاڑی کا شیشہ زرا سا نیچے کرکے اسنے ہاتھ باہر نکال کر ہولے سے ہلایا۔ جیسے اپنی موجودگی کا احساس دلایا تھا۔۔ ضرغام کے لبوں پر ایک پرسکون سی مسکراہٹ رینگ گئ۔۔

"کون۔۔۔کون ہے تو۔۔کہا۔۔۔کہاں لے جارہا۔۔ہے مم۔۔مجھے۔۔۔!"زاویار کی آواز پر اسکے لبوں کی مسکراہٹ سمٹ گئ۔یعنی وہ اب ہوش میں آرہا تھا۔۔

"تیرا باپ ہوں۔۔۔!" تنفر زدہ لہجے میں کہتے ہوئے ضرغام نے ایک جھٹکے سے اسے اپنے کندھے سے ڈائریکٹ سخت کھردری مٹی والی زمین پر پھینک دیا۔۔ پھر لب بھینچتے ہوئے اپنا کندھا زرا سا اوپر نیچے کرتے ہوئے جھٹکا۔۔ جیسے اپنے کندھے کو اسکے بوجھ کے احساس سے آزاد کررہا تھا۔ جبکہ زاویار ایک بار پھر کراہ اٹھا۔۔ جسم کے ہر حصے پر لگے زخموں سے اس پل ٹیسیں سی اٹھ رہی تھیں۔۔زرا سی آنکھیں کھول کر ملگجے اندھیرے میں اسکی جانب دیکھنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہو پایا۔۔

"آج تجھے گن کا استعمال سکھاؤں گا۔۔لاسٹ ٹائم تجھے ٹھیک سے پکڑنی نہیں آرہی تھی ناں۔۔!"اسکے تکلیف زدہ چہرے کی جانب دیکھتا وہ اطمینان سے کہہ رہا تھا۔۔۔

زاویار نے تقریباً آنکھیں پھاڑتے ہوئے اسکی جانب دیکھتے ہوئے اسے پہچاننے کی کوشش کی۔۔اور اگلے ہی پل جب اس پر ضرغام کا چہرہ واضح ہوا تو اسکی روح خوف سے کانپ اٹھی۔۔اسے شدت سے احساس ہوا کہ گزری رات اسکے لیے بے حد منحوس ثابت ہوئی تھی۔۔پہلے ضرغام نے مشال کی خاطر اسکی حالت خراب کی تھی، پھر ضیغم نے اپنی بیوی کے لیے اسکی ہڈی ہڈی دُکھادی تھی اور اب ایک بار پھر ضرغام اسکے سامنے موجود تھا۔۔

"مجھے۔۔۔جانے۔۔۔دو پلیز۔۔۔!"زاویار نے کوئی پہلی دوسری بات کرنے کی بجائے سیدھے سبھاؤ اسکے سامنے جھکنے میں ہی عافیت جانی تھی۔۔

رات کا ملگجا اندھیرا چھٹتے ہوئے صبح کی روشنی پھیلنے والی تھی۔۔شاید دور کہیں آسمان پر سورج کی پہلی کرن پھوٹ چکی تھی۔۔اسی لیے اس وقت آسمان پر نیگوں سیاہی پھیلتی جارہی تھی۔۔

"اوکے۔۔اگر جاسکتے ہو تو چلے جاؤ۔۔۔!"ضرغام نے اطمینان سے کہا اور اسے اٹھنے کا موقع دے کر خود مشال کی طرف بڑھا جو گاڑی میں بیٹھی ان دونوں کی ہی جانب دیکھ رہی تھی۔۔زمین پر گرے زاویار نے زرا سی گردن موڑ کر چند قدم کے فاصلے پر جاتے ضرغام کو دیکھا۔۔اٹھنے کے لیے زمین پر اپنی ہتھیلیاں ٹکانے کی کوشش میں اسے شدید تکلیف کا سامنا ہوا کیونکہ الٹے ہاتھ کی انگلیاں ٹوٹی ہوئی تھی۔۔مگر ہمت کر کے وہ بمشکل اٹھا اور کھڑا ہوا۔۔ اسے یقین تو نہیں آرہا تھا کہ وہ پر اشتعال لڑکا اسے وہاں سے جانے دے گا مگر اسے ایک کوشش تو کرنی ہی تھی۔۔ اپنی دکھتی کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ اپنی سلامت ٹانگوں سے چلتا جلدی سے سڑک کی جانب بڑھا۔۔ابھی چند قدم ہی چلا تھا کہ ضرغام نے دو جستیں لگا کر تیسری جست میں اسکے سامنے آتے ہوئے اپنی ایک ٹانگ اٹھائی اور اچھل کر اسکے منہ پر اپنے بوٹ کی نوک ماری۔۔ نتیجتاً وہ دوبارہ سر کے بل زمین پر گرا۔ضرغام نے اسے مزید موقع دیے بغیر اسکے ایک گھٹنے پر اپنا بھاری بوٹ رکھ کر اسے ایک نئے درد سے آشنا کروایا۔۔زاویار بیگ چیخ بھی نہ سکا۔۔ آہیں اور کراہیں تھیں جو اسکے لبوں سے نکلتی درختوں سے ٹکرانے لگیں۔۔۔زاویار باقاعدہ رونے لگا۔۔

"مجھے۔۔۔جانے۔۔دو۔۔۔رحم۔۔کرو۔۔مم۔۔۔مجھ پر۔۔پپ۔۔۔پلیز۔۔میرا جسم۔۔بہت۔۔دکھ رہا ہے۔۔!"اپنے ہاتھ بامشکل ضرغام کے سامنے جوڑتے ہوئے زاویار نے روتے ہوئے درخواست کی۔۔

مشال گاڑی سے نکل کر باہر آگئی۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ ان دونوں تک آنے لگی۔۔ضرغام نے ایک نفرت بھری نگاہ اسکے جڑے ہاتھوں پر ڈالی۔۔۔

"دوسرا موقع دیتا ہوں۔۔ جا سکتے ہو تو چلے جاؤ۔۔۔!" اسکی طرف سے رخ پلٹتے ہوئے ضرغام نے بے رحمی سے کہا۔۔

زاویار نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی مگر گھٹنے نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔۔ وہ اب پیچھے کی جانب اپنے وجود کو گھسیٹنے لگا۔۔

مشال قریب آ چکی تھی۔۔ مشال کو دیکھ کر زاویار کی سرخ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔ مگر وہ جان بچانے کو پیچھے کی جانب کھسک رہا تھا جب اسنے ضرغام کو اپنی پشت سے ریوالور نکالتے دیکھا۔۔

"نن۔۔ نہیں پلیز۔۔ مجھے مت مارو۔۔۔ مم۔۔۔ میں آئندہ تم دونوں کی۔۔ زندگی۔۔ میں۔۔ نہیں آؤں گا۔۔۔ پپ۔۔ لیز۔۔!" وہ اپنا خشک ہوتا سانس سنبھالنے کی کوشش کرتا روتے ہوئے بولا۔۔ ایک تو پورے جسم میں شدید تکلیف اس پر مزید سامنے کھڑی موت۔۔۔

"تت۔۔۔ تم نے کہا تھا۔۔ مم۔۔۔ جا سکوں تو۔۔۔ چلا جاؤں۔۔ مم۔۔ مجھے جانے دو۔۔ میں۔۔ چلا جاؤں گا۔۔!" وہ گھگھیایا۔۔ ورنہ اسکے دل میں شدید خواہش پنپ رہی تھی کہ ضرغام کی ریوالور اسکے ہاتھ میں ہو اور ضرغام کو مار کر وہ مشال کو لے کر وہاں سے نکل جائے۔۔

"مسئلہ تو یہی ہے ناں۔۔ کہ تم جا نہیں سکتے۔۔۔!" سلگتے لہجے میں بولتے ضرغام نے اسکی سیدھی ٹانگ پر گولی چلائی۔۔ زاویار کی بلند چیخیں سناٹے میں گونج اٹھیں۔۔ وہ بلک بلک کر رویا۔۔

"مش۔۔ مشال۔۔۔ مجھے بچا لو پل۔۔ لی۔۔۔ ززززز۔۔۔۔" اسکی بات پوری ہونے تک ضرغام نے ایک اور گولی اسکی دوسری ٹانگ پر چلائی۔۔۔ زاویار کے لیے درد برداشت کرنا محال ہو گیا۔۔ اسکے جسم سے نکلتا خون زمین کو رنگین کرنے لگا۔۔ اسے اپنے جسم سے روح نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ زبان جیسے مفلوج ہو چکی تھی۔۔ اذیت کی انتہا تھی کہ وہ بول نہیں پا رہا تھا۔۔ اسے اپنی شدید بے بسی کا احساس ہو رہا تھا۔۔ بے اختیار اسے اپنا باپ یاد آیا۔۔

فریحہ بیگم کی بے بسی یاد آئی تھی۔۔مشال کے ساتھ کیے گئے اپنے مظالم کی فہرست اس پل اسکی موت کے خوف سے پھٹتی آنکھوں میں آسمائی تھی۔۔

"جانتے ہو جلنے کی تکلیف کیا ہوتی ہے۔۔؟؟" اسکے بازو پر گولی چلاتا ضرغام تقریباً دہاڑا تھا۔۔

"ہائے۔۔اللہ۔۔۔۔۔!" تیسری گولی اسکے جسم میں دھنسی تو زاویار کے لبوں سے پر درد آواز نکلی۔۔اسے بے اختیار اللہ یاد آیا۔۔وہ رب جسے وہ ایک عرصے سے بھولا بیٹھا تھا۔۔

"مم۔۔۔مجھ۔۔۔ے۔۔مت۔۔جلا۔۔نا۔۔خد۔۔ا۔۔ک۔۔۔ے۔۔کے۔۔۔لیے۔۔۔!" زاویار کے حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔۔

مشال چپ چاپ خاموش کھڑی اسکا تڑپنا دیکھ رہی تھی۔۔اسے بے اختیار وہ رات یاد آئی جس کی بھیانک صبح میں اسکی آواز بھی اسی طرح بیٹھ گئی تھی۔۔

ضرغام نے ہاتھ میں پکڑی گن زمین پر پھینکی۔۔اور خود گاڑی کی طرف پلٹا۔۔کیا وہ سگریٹ لینے جا رہا تھا۔۔؟؟ زاویار کا دماغ اس پل سمجھنے سے قاصر تھا۔۔وہ حیران تھا کہ اتنی تکلیف برداشت کرنے کے بعد بھی اسکی سانسیں چل رہی تھیں۔۔زاویار نے اپنے دائیں طرف زرا سے فاصلے پر پڑی گن کو اٹھانے کے لیے زرا سا ہاتھ بڑھایا۔پورا جسم تو مفلوج ہو چکا تھا۔۔نشال نے اسکی حرکت دیکھی تو سرعت سے آگے بڑھ کر اسکے ہاتھ پر اپنے سینڈل کی نوکدار ایڑھی رکھ دی۔۔وہ اسکا مقصد سمجھ گئی تھی۔۔

"آہ۔۔۔ہ۔۔۔ہائے۔۔۔مم۔۔۔مجھے۔۔بخش دو۔۔مم۔۔مش۔۔ال۔۔مجھ۔۔سے غلطی۔۔ہو گئی۔۔۔میں۔۔تم۔۔سس۔۔۔سے۔۔معا۔۔فی۔۔مانگتا ہوں۔۔!" زاویار کسی صورت مرنا نہیں چاہتا تھا۔۔

"تم انسان نہیں شیطان ہو۔۔درندے ہو۔۔یہ معافی تم شرمندہ ہو کر نہیں، صرف اپنی جان بچانے کے لیے مانگ رہے ہو۔۔اور۔کیا۔۔؟؟ معافی تو غلطیوں کی ملتی ہے ناں زاویار بیگ۔۔۔گناہوں کی تو ہمیشہ سزا ملتی ہے۔۔؟؟"

بے تاثر لہجے میں کہتے ہوئے مشال نے اپنی ہیل سے اسکا ہاتھ مسل دیا۔۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔۔اسے رونے میں بھی تکلیف ہو رہی تھی۔۔

"تو پھر۔۔۔مار۔۔دو مجھے۔۔۔ قس۔۔ قسطوں۔۔میں کیوں تکلیف دے رہے۔۔ہو مج۔۔مجھے۔۔پلیز۔

۔ماردو۔۔!"زاویار نے روتے ہوئے بے حد دھیمی لڑکھڑاتی آواز میں کہا۔۔

ضرغام گاڑی کی ڈگی دے پیٹرول کا کین نکال کر واپس اسی طرف آرہا تھا۔۔زاویار نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے قریب آتے ضر کو دیکھا۔۔اس نے بامشکل نفی میں سر کو دائیں بائیں ہلایا۔۔

"نن۔۔نہی۔۔ں۔۔ مش۔۔ال۔۔۔ہم۔۔۔ہمارا۔۔بچپن۔۔سب۔۔سا۔۔تھ۔۔گزرا۔۔ہے۔۔ مجھے۔۔مت۔۔جلاؤ۔۔پپ۔۔پلیز۔۔۔گو۔۔لی۔۔ماردو۔۔م۔۔مگر۔۔جلا۔ؤ نہیں۔۔!"زاویار گڑ گڑایا۔۔

لیکن مشال پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔بالکل ویسے ہی جیسے اس رات زاویار بیگ پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔

"جانتے ہو بے بسی کی انتہا کیا ہے۔۔۔؟؟؟"اسکی پانی بھری درد سے بے حال ہوتی آنکھوں میں جھانکتی مشال نے نفرت بھرے لہجے میں پوچھا۔۔

زاویار کے لیے جواب دینا اس پل مشکل تھا۔۔

"یہ ہے بے بسی کی انتہا۔۔۔یہی ہے کہ جب تکلیف انتہا کی ہو۔۔اور موت بھی ہمیں نصیب نہ ہو۔۔۔!"مشال کی آواز سرسراتی ہوئی تھی۔۔

زاویار کی جان آدھی رہ گئی۔۔زاویار کو یقین ہو گیا کہ وہ جہنم میں جانے سے پہلے جلنے والا ہے۔۔

"جب انسان خود کو خدا سمجھ بیٹھے ناں زاویار بیگ۔۔تو پہلے تو اللہ اسکی اس بے وقوفی پر خوب ہنستا ہے، پھر دیکھتا ہے کہ وہ کس حد تک جاتا ہے، مگر جب گناہوں کا گڑھا بھر کر چھلکنے لگے تو پھر اس انسان کے ہاتھوں ہی اسکے گرد پھندا کس دیتا ہے۔۔اس پر اپنا ایسا قہر نازل کرتا ہے کہ اسے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اسکا وجود پانی پر بنے آبلے سے

بھی زیادہ ناپائیدار ہے۔۔ تم نے مجھے کمزور سمجھا اور ایک بار پھر مجھے نوچنے کی کوشش کی۔ مگر اس بار میرا محرم۔۔ میرا محافظ میرے ساتھ ہے جسے اللہ نے میری حفاظت پر مامور کیا ہے۔۔ تم نے خود اسکے سامنے آکر، مجھ پر ہاتھ ڈال کر اپنی موت کو آواز دی ہے۔۔!" مشال اسکی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھے مکمل اعتماد سے بول رہی تھی۔۔

زاویار نے اس پل شدت سے اپنی موت کی دعا کی۔۔ سانسیں رک جانے کی فریاد کی۔۔

"تو اب کرو استعمال اپنی طاقت۔۔۔ اب اٹھو اور بچالو خود کو۔۔۔ اب کہو کہ تمہیں مجھ سے نفرت ہے۔۔۔ اب کہو کہ تم بہت طاقتور ہو۔۔ اب کہو کچھ۔۔۔۔۔ بولو۔۔۔۔!" وہ اس پل چلا رہی تھی۔۔ مشال کی پتھر ہوتی آنکھوں سے آنسو نکل کر اسکے گال بھگونے لگے اور زاویار بیگ کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گا مگر اسکی سانسیں چل رہی تھیں۔۔ کیوں چل رہی تھیں۔؟؟ کیوں۔۔۔؟؟ سوال یہی تھا۔۔ اتنی تکلیف کے بعد کوئی کیسے زندہ رہ سکتا تھا..؟؟ کیسے۔۔۔؟؟

"ارے تم جیسے کو تو موت بھی قبول نہیں کرے گی۔۔ تم بات کرتے ہو زندہ رہنے کی۔۔۔؟؟" کہتے ہوئے مشال روتے روتے ہنسی۔۔ جیسے اسکا مذاق اڑایا تھا۔۔

زاویار بیگ کی آنکھوں سے بھل بھل آنسو بہنے لگے۔۔ اس نے اپنے جسم کو بالکل ڈھیلا چھوڑ دیا۔۔ آنکھیں آسمان کی جانب دیکھنے لگیں جس کے سینے پر روشنی پھیل رہی تھی۔۔ ضرغام قریب آیا اور اس پر پٹرول پھینکنے لگا۔۔

"اب تمہیں اندازہ ہو گا کہ جلنے کی تکلیف کیا ہے۔۔۔، شاید اس صورت موت تمہیں قبول کرلے۔۔۔!" خالی کین ایک طرف پھینکتے ہوئے ضرغام نے دھیمی آواز میں کہا۔۔ اس پل ضر کی آنکھوں میں بھی تکلیف تھی۔۔

زاویار اس بار کچھ نہیں بولا تھا۔۔ بس روتے ہوئے ان دونوں کی جانب دیکھتا رہا۔۔

مشال نے ایک نظر چپ چاپ روتے ہوئے زاویار بیگ کو دیکھا جسکے چہرے اور آنکھوں سے اسکی تکلیف واضح تھی۔۔ضرغام اس شخص کو نیست و نابود کر دینا چاہ تا تھا،اس نے اپنے ٹراؤزر کی پاکٹ سے لائٹر نکالا جو اسے گاڑی میں سے ہی ملا تھا۔۔زاویار کر درد بھری آنکھوں میں اس پل خوف ہی خوف تھا۔۔ضرغام نے سلگتی نظروں سے زاویار کو گھورا۔۔مشال نے ہاتھ بڑھا کر جلدی سے اسکا بازو تھام لیا۔۔مشال کے دل میں ٹیس سی اٹھی تھی۔۔ اسنے بھیگی آنکھوں سے زاویار کی طرف دیکھا جس کی دونوں ٹانگیں تکلیف کے باعث تڑپتی ہولے ہولے لرز رہی تھیں۔۔

"اسے چھوڑ دو ضر۔۔۔مت جلاؤ۔۔"مشال نے خود پر ضبط کرتے ہوئے بھیگے لہجے میں کہا۔۔

ضرغام نے گردن زرا سی موڑ کر اسکی جانب دیکھا۔۔ضرغام کی اپنی آنکھوں میں بھی ہلکی سی نمی تھی۔۔

"پلیز۔۔۔چھوڑ دو۔۔۔!"اسکے بازو پر اپنے ہاتھ کا دباؤ بڑھاتے ہوئے مشال نے آہستگی سے کہا۔۔

زاویار کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر کنپٹیوں میں جذب ہو رہے تھے۔۔اسکا سانس حلق میں اٹکا ہوا تھا مگر نکل نہیں رہا تھا۔۔وہ موت کی شدید تکلیف سے گزر رہا تھا۔۔ضرغام نے لب بھینچتے ہوئے لائٹر وہیں پھینک دیا اور مشال کو نرمی سے خود سے لگا لیا۔۔اسکے سینے پر سر رکھ کر مشال نے بھیگی آنکھوں سے زاویار کی طرف دیکھا۔۔

"میں نے تمہیں معاف کیا زاویار بیگ۔۔۔جاؤ۔۔۔تمہیں معاف کیا۔۔!"بہت آہستگی سے کہتی وہ ضرغام کے ساتھ پلٹ گئی۔۔

زاویار کو اپنے پیروں سے اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔اذیت ایسی تھی کہ وہ چیخ چیخ کر رونا چاہتا تھا۔۔مگر آواز حلق میں ہی کہیں اٹک گئی تھی۔۔اسنے اپنی بند ہوتی آنکھوں سے لمحہ بالمحہ دور ہوتے ضرغام اور مشال کو دیکھا۔۔ زندگی اسکے ہاتھوں سے پھسلتی چلی گئی۔۔دائیں جانب ہولے سے نظریں گھمائیں۔۔اسکے ہاتھ سے دو یا تین انچ دور گن پڑی ہوئی تھی۔۔اسنے اپنا لرزتا ہاتھ بامشکل اٹھایا اور گن سے تین انگلیوں کے فاصلے پر پڑے لائٹر کر اٹھا

لیا۔۔اسنے بھیگی آنکھوں سے خود سے دور، ضرغام کے حصار میں چلتی مشال کو دیکھا۔۔پھر اپنی پوری طاقت صرف کر کے اسنے اپنے پٹرول میں بھیگے ہاتھ کے انگوٹھے سے لائٹر جلایا۔۔اگلے چند سیکنڈز میں اسکے پورے وجود کو آگ لگ چکی تھیں۔۔زاویار بیگ کے حلق سے اٹھنے والی دل دہلوز چیخوں سے درختوں کے پتے تک کانپ اٹھے۔۔

آسمان پر روشنی پھیل چکی تھی۔۔ضرغام اور مشال نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا۔۔اسے جلتا دیکھ مشال بری طرح رو پڑی۔۔ضرغام کے سینے میں منہ چھپاتے ہوئے وہ سسکنے لگی تھی جبکہ زاویار کے خود کو جلا لینے پر ضرغام کی بھیگی آنکھوں سے بھی ایک آنسو نکل کر رخسار پر بہتا شیو میں جذب ہو گیا۔۔اسکی عبرت ناک موت اس پل پرندوں کا دل بھی دہلا رہی تھی۔۔لمحوں میں زاویار کی آوازیں دم توڑ گئیں۔۔شاید اسکے تڑپتے وجود میں زندگی دم توڑ چکی تھی۔۔اسکی لاش جل رہی تھی۔۔بھانبھڑ اٹھ رہے تھے۔۔

ضرغام نے سرعت سے مشال کو اپنے حصار میں لیا اور سڑک کیطرف قدم بڑھائے۔۔۔وہ روتی چلی جا رہی تھی مگر ضرغام جانتا تھا کہ اسکے لیے یہ خوفناک منظر دیکھنا صحیح نہیں ہے۔۔اسے فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر وہ خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔۔پھر گاڑی سٹارٹ کی اور وہاں سے بھگا لے گیا۔۔پیچھے پولیس کتوں کی طرح بو سونگھتی وہاں تک آئی تھی۔۔زاویار کی جلتی لاش کو بجھانا ممکن نہ تھا کیونکہ آس پاس پانی کا کوئی ذخیرہ نہیں تھا۔ساتھ ہی انہیں راکھ ہوتی ریوالور بھی ملی تھی۔۔پیٹر ڈیوس کے کاٹیج میں جو کچھ ہوا تھا اس سے ضرغام بے خبر تھا مگر پولیس فورس ضیغم کی مدد کرتی رہی تھی۔۔یقیناً اسی لیے انہیں وہاں آنے میں وقت لگ گیا تھا۔۔اگلے دو گھنٹوں میں زاویار کی راکھ ہوتی لاش اور جلی ہوئی گن انہوں نے اپنی کسٹڈی میں لے لی۔۔۔

♦♦♦♦

گڑ۔۔گڑ۔۔گڑ۔۔۔ہیلی کاپٹر کے سر پر لگے پَر پوری رفتار سے گھومتے آسمان کی بلندیوں میں عجیب سی آواز پیدا کر رہے تھے۔۔۔وہ اسکے بے ہوش وجود کو بانہوں میں بھرے سینے سے لگائے، بیٹھا ہوا تھا۔۔نشال کی کلائی اسکے

ہاتھ میں تھی جسکی بہت دھیمی رفتار سے چلتی نبض ضیغم اجلال کی دھڑکنیں منتشر کر رہی تھیں۔۔ اسکا سخت دل آج اسکے کان میں دھڑک کر اسکی نشال سے محبت کا اعتراف کر رہا تھا۔۔ اس پل اسکی حالت یوں ہو رہی تھی کہ جیسے نشال کی نبض تھم گئی تو اسکی اپنی سانسیں بھی تھم جائیں گی۔۔

یہ پل۔۔۔

یہ لمحے۔۔

یہ وقت۔۔ بہت بھاری تھے اس پر۔۔۔ یہ اسکی زندگی کی بدترین صبح تھی کہ جسکے آغاز نے اس پر زندگی میں پہلی مرتبہ لفظ "خوف" آشکار کر دیا تھا۔۔ گزری رات کے تیسرے پہر میں اسنے سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھتے ہوئے پہلی بار اپنا سانس رکتا محسوس کیا تھا، تب۔۔ جب اسنے پیٹر کو نشال کو لے جاتے دیکھا تھا اور اسی رات کی صبح اسکے دل سمیت جسم کے ایک ایک عضو نے خوف کا ذائقہ چکھ لیا تھا۔۔ وہ جو بنا رحم کیے مجرموں کی ہڈیوں کا سرمہ بنا کر انہیں خون میں لت پت کر دیا کرتا تھا، آج اسی ضیغم اجلال کو نشال کے جسم سے نکلتا خون خوف میں مبتلا کر رہا تھا۔۔ اسکے خشک پڑتے لب نشال کی سلامتی کے لیے دعا گو تھے۔۔ آنکھیں صدمے سے پتھر سی ہو رہی تھیں۔۔ اپنی بانہوں میں دم توڑتی نشال اسے بے بسی کے شدید احساس سے دوچار کر رہی تھیں۔۔ ضیغم نے بے اختیار اپنی آنکھوں کو صاف کرنے کے سے انداز میں مسلا۔۔ جیسے اپنے آنسو صاف کرنا چاہے تھے مگر۔۔ یہ کیا۔۔؟؟ اسکی آنکھیں تو خشک تھیں۔۔ وہ رو نہیں رہا تھا۔۔ ہاں اسکی آنکھیں آج اسکا ساتھ نہیں دے رہی تھیں۔۔ گزری رات میں اسکی آنکھوں نے ان گنت آنسو بہانا چاہے تھے مگر اسنے اپنے آنسوؤں کا اندر ہی کہیں منجمد کر لیا تھا اور اب۔۔۔ اب جو اگر وہ رونا چاہ رہا تھا تو آنکھیں ساتھ دینے سے انکاری ہونے لگیں۔۔ ضیغم کا دل اپنی اس بے بسی پر پھٹنے لگا۔۔ اسنے اپنی جلتی آنکھوں کو جھپک کر پورا کھولا۔۔ ہیلی کاپٹر اب "حیات آباد میڈیکل کمپلیکس، پشاور" کے سامنے دور تک پھیلے پارکنگ ایریا میں اتر رہا تھا۔۔ ضیغم کی دھڑکنیں بڑھنے لگیں۔۔ ہیلی کاپٹر کے زمین پر

اترتے ہی وہ خود بھی اسے اٹھائے سرعت سے زمین پر اترا تھا۔۔اسکے چہرے پر پھیلی شکستگی اس پل صاف نظر آرہی تھی۔۔ہاسپٹل کے باہر پہلے سے ہی سٹریچر موجود تھا جس پر نشال کو لیٹا کر فوراً اندر لے جایا گیا۔۔پشاور پولیس فورس گیٹ پر موجود تھی۔۔اپنے بکھرے بالوں میں ہاتھ چلاتا وہ انکے ساتھ چلتا بامشکل ان سے بات کر رہا تھا جن کی بدولت نشال کو فوری طور پر آپریشن تھیٹر لے جایا جارہا تھا۔۔

"ایکسکیوزی۔۔۔!" ان سے بامشکل جان چھڑواتا وہ نشال کے سٹریچر کے ساتھ چلنے لگا۔۔یہ بھی غنیمت ہی تھا کہ برقعے نے اسکے وجود کو ڈھانپ رکھا تھا۔۔۔آپریشن تھیٹر کا دروازہ اسے اپنے منہ پر بند ہوتا محسوس ہوا۔۔وہ جو ہمیشہ اپنا درد، اپنا غم، اپنی تکالیف ہمیشہ سے چھپانے میں کامیاب رہا تھا، کبھی جو کمزور پڑ بھی جاتا تو دل کو سخت کر لیا کرتا تھا، مگر آج۔۔ہاں آج اسکا دل دھاڑیں مار مار کر رونے کو چاہ رہا تھا۔۔آج وہ اپنی ساری اذیت آنکھوں کے راستے بہا دینا چاہتا تھا کہ اس پل اسکے مضبوط کندھے اس تکلیف کا بوجھ سہارنے سے انکاری ہو رہے تھے۔۔۔مگر اسکی آنکھیں۔۔۔ہاں اسکی آنکھیں اسکا ساتھ نہ دے کر اس پل ثبوت دے رہی تھیں کہ وہ ضیغم اجلال کی آنکھیں ہیں۔۔وہ کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح آپریشن تھیٹر کے باہر زمین میں نصب چیئرز میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔۔پشاور کی پولیس فورس اسکے ساتھ ہی سوات سے آئے انسپکٹرز اور دوسرے اہلکاروں سے ساری معلومات لے رہے تھی۔۔ ضیغم کو اس پل کسی چیز کا ہوش نہیں تھا۔۔

وہ پندرہ سے بیس منٹ یونہی کسی پتھر کی طرح سر جھکائے بیٹھا رہا۔۔رگوں میں منجمد ہوتے خون کی گردش جیسے رک سی رہی تھی۔۔وجہ دو منٹ پہلے ڈاکٹر سے ہونے والی گفتگو تھی۔۔ تبھی اسکے موبائل پر بیل ہوئی۔۔۔اور ہوتی چلی گئی۔۔ ضیغم پلکیں جھپکاتا سیدھا ہو کر بیٹھا اور موبائل کی تلاش میں دائیں جانب دیکھا۔۔چیئر پر پڑا اسکا موبائل بج رہا تھا ساتھ ہی اسکی جیکٹ رکھی ہوئی تھی۔۔ ضیغم نے آنکھیں سکیڑ کر دونوں چیزوں کا گھورا۔۔وہ اتنا

غائب دماغ کبھی نہیں رہا تھا مگر اس پل اسے واقعی یاد نہیں آرہا تھا کہ دونوں چیزیں یہاں کیسے آئیں۔۔اسے یوں بیٹھا دیکھ قریب کھڑے کانسٹیبل کی نگاہ اس پر پڑی۔۔

"سر یہ آپ اپنا موبائل اور جیکٹ ہیلی کاپٹر میں ہی چھوڑ آئے تھے۔۔میں لے کر آیا ہوں۔۔!" اسکا مسئلہ سمجھتے ہوئے کانسٹیبل نے فوراً اسے اطلاع دی۔۔ ضیغم نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا۔۔پھر موبائل کی سکرین کی طرف دیکھا۔۔ضرغام کی کال آرہی تھی۔۔ ضیغم نے لب بھینچتے ہوئے ایک نظر اپنے جسم سے چپکا خون آلود بنیان دیکھا۔۔اسے یاد آیا کہ اسنے اپنی شرٹ نشال کے پیٹ پر باندھی تھی۔۔اب وہ بلیک جینز پر صرف بنیان پہنے ہوئے تھا۔۔ ضیغم نے اپنی جیکٹ اٹھائی اور موبائل کو یونہی بجتا چھوڑ کر وہاں سے نکلتا واش رومز والی سائیڈ پر آگیا۔۔پرائیویٹ پیشنٹس کے لیے پرائیویٹ واش رومز کی سہولت موجود تھی۔۔واش روم میں آکر اس نے اچھے سے اپنی جلتی آنکھوں پر ٹھنڈے پانی کے چھپاکے مارے تھے۔۔۔پانچ سے چھ منٹ وہ یونہی اپنا چہرہ دھوتا رہا پھر جیکٹ چڑھا کر باہر نکل آیا جس سے اسکے کسرتی بازو اور چوڑے شانے چھپ گئے تھے۔ اپنے لب سختی سے بھینچے وہ واپس اسی جگہ آیا تھا۔ کھڑے کھڑے ہی زرا سا جھکا اور موبائل ہاتھ میں لے لیا۔۔ ضرغام کی آٹھ مسڈ کالز تھیں۔۔ سکرین پیٹرن ڈرا کرکے اس نے موبائل ان لاک کیا پھر ضرغام کو بیک کال کی۔۔ اسکی پہلی بیل پر ہی اسنے کال ریسیو کرلی۔۔

"یار بھائی کہاں ہیں آپ۔۔۔؟؟ میں کب سے کال کر رہا ہوں آپ ریسیو ہی نہیں کر رہے۔۔؟؟ نشی کہاں ہے۔۔؟؟ ملی وہ۔۔؟؟ اور آپ ٹھیک ہیں۔۔؟؟" کال ریسیو کرتے ہی وہ بنا رکے سوال کرتا چلا گیا۔۔ ضیغم کا ضبط جواب دینے لگا۔۔

"بھائی کچھ بولیں پلیز۔۔ میں کب سے یہاں آپکا ویٹ کر رہا ہوں۔۔ نا تو آپ واپس آئے ہیں اور نا ہی ابھی تک آپکی پولیس فورس یہاں آئی ہے۔۔ بتائیں پلیز۔۔نشال ٹھیک تو ہے..؟؟ وہ مل گئی ناں۔۔؟؟" وہ جانتا تھا کہ نشال اسے

مل چکی ہے مگر یہ نہیں جانتا تھا کہ کس حال میں ملی ہے ورنہ اتنی بھرپور اداکاری کبھی نہ کرتا جو وہ صرف اسلیے کر رہا تھا تاکہ اگر بعدازاں ضیغم اس پر زاویار کی طرف سے شک کرتا تو وہ کہنے والا بنتا کہ وہ تو ضیغم اور پولیس ٹیم کے چلے جانے کے بعد سے ہوٹل میں ہی تھا۔۔

"ہاں مل گئی ہے وہ۔۔۔!" ضیغم بامشکل بولا۔۔ جبکہ اسکے بولنے پر دوسری جانب ضرغام کو اسکی آواز میں حد سے زیادہ بھاری پن کا احساس ہوا تھا۔۔

"از شی فائن۔۔؟؟ وہ ٹھیک ہے۔۔؟؟" ضرغام نے اس بار حقیقتاً فکرمندی سے پوچھا۔۔

ضیغم کے دل پر آریاں سی چل گئیں۔۔

"ڈاکٹرز بہتر طور پر جانتے ہوں گے۔۔!" ضیغم نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا۔۔

ضرغام کو کسی انہونی کا احساس ہوا۔۔

"کیا مطلب۔۔۔؟؟ آپکے ساتھ نہیں ہے وہ۔۔؟؟" ضرغام کی آواز میں تشویش نمایاں تھی۔۔

"اس وقت آپریشن تھیٹر میں ہے۔۔ گول۔۔۔ی لگی ہے اسے۔۔!" بتاتے ہوئے ضیغم کی آواز لڑکھڑا گئی۔۔ ایک بار پھر اسکا دل چاہا کہ دیواروں سے ٹکریں مار مار کر روئے۔۔ اس میں پہلی بار ہمت کی کمی ہوئی تھی۔۔ وہ ضرغام کو بتا نہ پایا کہ گولی اسکے ہاتھوں سے چلی ہے۔۔ جبکہ دوسری جانب ضرغام اس خبر پر ساکت رہ گیا۔۔

"واٹ۔۔۔؟؟ لیکن بھائی۔۔ آ۔۔ آپ۔۔۔ کے ہوتے ہوئے۔۔؟؟ کیسے۔۔ کب۔۔؟؟" ضرغام کے ہوش حقیقتاً اُڑ چکے تھے۔۔

اس بار ضیغم کوئی جواب نہ دے پایا۔۔

"آپ کہاں ہیں بھائی۔۔؟؟ کس ہاسپٹل میں ہے وہ۔۔؟؟" ضرغام نے بے چینی سے پوچھا۔

"پشاور میں ہوں۔۔ حیات آباد میڈیکل کمپلیکس۔۔" ضیغم آہستگی سے بولا۔۔

"اوہ۔۔۔ڈاکٹرز کیا کہہ رہے ہیں۔۔؟؟"ضرغام نے دھیمی آواز میں پوچھا۔۔

"خون بہت بہہ چکا ہے۔۔بلڈ کی ضرورت تھی۔۔مل بھی گیا۔۔مگر۔۔وہ خطرے میں ہے ضر۔۔۔" ضیغم سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔ضرغام سے بات کرتے ہوئے اسکی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔شاید وہ کسی اپنے کا سہارا چاہتا تھا۔۔

"اسکے لیے دعا کرو پلیز۔۔وہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔!" ضیغم کی آواز بولتے ہوئے مزید بھاری ہو گئی۔۔جبکہ ضرغام کے لیے اپنے عزیز از جان بھائی کی تکلیف زدہ آواز سننا محال ہونے لگا۔۔

"بھائی۔۔؟؟"ضرغام نے ہولے سے اسے پکارا جسکی گہری سانسیں اسے دور بیٹھے فون کے سپیکر سے ابھرتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔

"ہوں۔۔۔!"اس بار وہ واقعی بول نہ پایا۔۔جبکہ ضرغام کو لگا وہ رو رہا ہے۔۔

"بھائی پلیز پریشان مت ہوں۔۔اللہ پر بھروسہ رکھیں۔۔اسے کچھ نہیں ہو گا۔۔بیلیو می۔۔اسے کچھ بھی نہیں ہو گا۔۔!"ضرغام نے پر یقین انداز میں اسے حوصلہ دیا۔۔ ضیغم خاموش رہا۔۔

"آپ فکر مت کریں۔۔میں بس مشال کو لے کر نکلتا ہوں۔۔اور آپ خود بھی اسکے لیے دعا کریں۔۔باقی سب سے زیادہ۔۔اللہ آپکی سنے گا۔۔کیونکہ جو تڑپ آپکے دل میں نش کے لیے ہے، اتنی ہم میں سے کسی کے دل میں بھی نہیں ہو سکتی۔۔!"ضرغام نے بڑی سنجیدگی سے اسے سمجھایا تھا۔۔اسکی سمجھدارانہ نصیحت پر ضیغم کے لب اس تکلیف میں بڑی مشکل سے مسکرائے۔

"ہمم۔۔شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔!"اپنی آنکھیں مسلتے ہوئے ضیغم نے آہستگی سے کہا۔۔آنکھیں مسلنے سے اسکی آنکھوں کی نمی سیاہ پلکوں کو بھگو گئی۔۔کال ڈسکنیکٹ کر کے ضیغم نے موبائل جینز کی پاکٹ میں ڈال لیا۔۔

گھڑی صبح کے پانچ بجانے والی تھی۔۔ صبح کی روشنی ہر سُو پھیلتی دن کو خوش آمدید کہنے کی تیاریاں کر رہی تھی۔۔وہ دو انسپکٹرز کو آپریشن تھیٹر کے باہر کھڑا کر کے ہاسپٹل سے باہر نکل آیا۔۔اسے اللہ سے ملنا تھا۔۔اپنا دل کھول کر

اسکے سامنے رکھنا تھا۔۔وہ کسی قریبی مسجد کی تلاش میں ہاسپٹل سے باہر نکل کر چلتا جا رہا تھا۔۔سڑکوں پر سناٹا پھیلا ہوا تھا۔۔شاید لوگ گھروں میں دبکے ابھی تک نیند پوری کر رہے تھے۔۔وہ چلتا جا رہا تھا مگر اسے آس پاس کوئی مسجد نظر نہیں آئی۔۔شاید اسلیے کہ اوپر آسمانوں پر بیٹھا رب اس پر واضح کر دینا چاہتا تھا کہ اللہ وہ واحد ذات ہے جس سے ملنے کے لیے، بات کرنے کے لیے کسی ایک جگہ یا چھت تلے کھڑے ہونا شرط نہیں۔۔وہ قادر مطلق ذات تو ہر جگہ موجود ہے جو انسان کی شہہ رگ سے بھی قریب ہے۔۔۔زمین کا کوئی بھی خطہ ہو۔۔بس اس پاکیزہ ذات کے سامنے سر جھکا کر فریاد کرنا لازم ہے۔۔کہ بلاشبہ وہ بن مانگے عطا کرنے والا اللہ اپنے سامنے ہاتھ پھیلانے والے کو کبھی خالی نہیں لوٹاتا۔۔ ضیغم تھک کر وہیں سڑک پر بیٹھتا چلا گیا۔۔اسکی مغرور آنکھوں میں اس پل آنسو تھے۔۔۔اسنے زرا سا سر اٹھایا اور آسمان کی جانب دیکھا۔۔۔

"میں بے بس ہوں اللہ۔۔۔۔!" اسکے لبوں سے بھیگے الفاظ نکلنے پر دور کہیں آسمان پر دعائیں لکھتا فرشتہ مسکرایا۔۔ اب یقیناً وہ ضیغم اجلال کے لبوں سے نکلنے والے بہت سے الفاظ لکھنے والا تھا۔۔

♦♦♦♦

سورج کی روشنی میں آج پھر دھیما پن تھا یا پھر شاید یہ اسی وادی کا کمال تھا کہ اس کی سرزمین ٹھنڈی رہتی تھی۔۔۔ اطراف میں سنسان پڑی سڑک پر ایک نظر ڈال کر ضرغام نے موبائل ڈیش بورڈ پر رکھا۔۔مشال جو پچھلے پانچ منٹ سے دم سادھے اسکی ضیغم سے ہونے والی گفتگو سن رہی تھی۔۔کال ڈسکنیکٹ ہونے پر بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔ضرغام نے لب بھینچتے ہوئے کچھ جھجھکتی نظروں سے اسکی جانب دیکھا جس کے گال ضبط کے مارے سرخ ہو رہے تھے۔۔

"مشال وہ۔۔۔" وہ بولا مگر مشال اسکی بات کاٹ گئی۔۔

"کوئی بری خبر مت سنانا ضرغام۔۔۔!" اپنی شہادت کی انگلی اٹھا کر اسے وارن کرنے والے انداز میں بولتی مشال کی آنکھوں میں پانی تھا۔۔ جبکہ اسے روتا دیکھ کر وہ سوچ رہا تھا کہ کیا اس لڑکی کے نصیب میں رونا ہی رہ گیا ہے۔۔

ضرغام نے ہاتھ بڑھا کر اسکی اپنی جانب اٹھی انگلی تھام کر اسکا ہاتھ اپنی مٹھی میں لے لیا۔۔

"نہیں ضر پلیز۔۔۔!" مشال کی آنکھوں سے آنسو نکل کر گالوں پر بہنے لگے۔۔ ضرغام نے ایک پل کو اپنا نچلا لب دانتوں میں نے دبایا پھر آہستگی سے آزاد کیا۔۔

"بالکل ٹھیک ہو جائے گی وہ۔۔۔ اللہ پر بھروسہ رکھیں۔۔!" ضرغام نے اسے حوصلہ دینے کی کوشش کی مگر وہ جانتا تھا کہ اسکی یہ کوشش ناکام ہونے والی ہے۔۔ وہ اسکی نہیں سنے گی، یہ وہ جانتا تھا۔۔

"تو خراب ہوئی ہی کیوں جب ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔ اسکو کیوں تکلیف ملی۔۔۔؟؟؟؟؟" اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالتی وہ بھیگی آواز میں چلائی۔۔ ضرغام نے کچھ کہنے کو لب کھولے مگر پھر بھینچ لیے۔۔

"یہ میرے حصے کی تکلیف تھی جو اسے سہنی پڑ گئی۔۔۔ میں۔۔۔ میں منحوس ہوں۔۔ میں کھا گئی اپنی ہی بہن کو۔۔۔ اسکی عصمت۔۔ اسکی خوشحال زندگی۔۔ سب میری وجہ سے خراب ہو گیا۔۔۔ سب میری وجہ سے۔۔۔!" پھوٹ پھوٹ کر روتی مشال نے اپنے گالوں کو بری طرح رگڑ ڈالا۔۔

اذیت تو الگ پر ضرغام اسکی منطق پر حق دق رہ گیا۔۔۔

"مشال ایسا نہیں ہے۔۔!" اسکی دونوں کلائیاں نرمی سے تھامتے ہوئے ضرغام نے آہستگی سے کہا۔۔ مشال نے اسکے ہاتھ جھٹکتے ہوئے اسے گھورا۔۔۔

"تم کچھ نہیں جانتے۔۔ نہ مجھے نہ میرے دل کو۔۔ میں ہوں ہی منحوس۔۔ صحیح کہا تھا ممانی نے۔۔۔ میں بد ہوں۔۔ بدترین۔۔۔ بدکردار۔۔۔ اپنا عیب چھپانے یہاں آئی تھی۔۔۔ ہاں میں عیب دار ہوں۔۔۔ میرا پورا وجود غلاظت

میں لتھڑا ہوا ہے۔۔۔ کوڑے کے ڈھیر پر پڑے کچرے سے بھی بدتر ہے مشال علوی کیونکہ۔۔۔۔

کیونکہ۔۔۔۔۔!" روتے ہوئے بولتی وہ ضرغام اکرام کے وجود پر اپنے لفظوں سے اس پل آریاں چلا رہی تھی۔۔ اسکے لفظوں کی سنگینی ضرغام کے چہرے پر پتھریلے تاثرات پھیلا رہی تھی۔۔

"کیونکہ میں ایک۔۔۔۔" وہ اپنی بات پوری نہیں کر پا رہی تھی۔۔ شاید اسے تکلیف ہو رہی تھی۔۔ بہت زیادہ۔۔۔ جس کے باعث وہ اپنی بات مکمل کرنے سے قاصر ہو رہی تھی۔۔

"چپ۔۔۔ بالکل چپ۔۔ خاموش ہو جائیں۔۔ مجھے کچھ نہیں سننا۔۔۔ ہم یہاں سے سیدھا پشاور جائیں گے۔۔ نشال کو آپکی ضرورت ہے۔۔۔!" اسے سمجھانے کا ارادہ ترک کرتے ضرغام نے اسے ٹوک دیا۔۔ پھر سیدھا ہو کر گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔۔ اسے اپنی بات نظر انداز کرتے دیکھ مشال بپھر گئی۔۔ اسکی شرٹ کا کالر گھسیٹتے ہوئے اسکا رخ اپنی جانب کرنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔۔ ضرغام نے سلگتی نظروں سے اسکا گلابی بھیگا چہرہ دیکھا۔۔ کٹاؤ دار لبوں کی لرزش واضح تھی۔۔ ضرغام کا خود پر سے اختیار جانے لگا۔۔

"میری بات سنو تم۔۔۔ تمہیں سنائی نہیں دے رہا۔۔۔؟؟ میں تمہیں بتا رہی ہوں کہ میں ایک بدترین لڑکی ہوں۔۔ تم کہتے ہو ناں کہ تم سب جانتے ہو۔۔۔؟؟ میری سنو تم آج۔۔ تم کچھ نہیں جانتے آج میں تمہیں بتاتی ہوں۔۔۔!" اسکی سحر انگیز آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈالتے ہوئے وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔۔

ضرغام کی برداشت ختم ہونے لگی۔

"میں کہہ رہا ہوں ناں کہ میں مجھے کچھ نہیں جاننا۔۔ دیر ہو رہی ہے ہمیں پشاور کے لیے نکلنا ہے۔۔۔!" اپنا کالر اسکی لرزتی مٹھیوں سے چھڑواتا وہ سخت لہجے میں بولا۔۔ بمشکل اسکے شعلہ جوالہ روپ سے نگاہ چرائی تھی۔

"نہیں جانا مجھے۔۔ میں گئی تو میرے منحوس سائے کے باعث نشال کی جو سانسیں بچی ہیں وہ بھی ختم ہو جائیں گی۔۔ نہیں جانا مجھے۔۔۔ تم مجھے بھی اسکی (زاویار) طرح جلا دو۔۔ مار دو مجھے۔۔ میرا ناپاک وجود ختم کر دو پلیز۔۔۔ میں

اپنے وجود سے اٹھتی کراہیت سے پل پل مرتی ہوں۔۔میری وجہ سے نشال بھی ناپاک ہوگئی ہے۔۔۔مجھے ختم کردو ضر۔۔پلیز۔۔۔!" اسکے سامنے باقاعدہ ہاتھ جوڑتے ہوئے مشال گڑگڑائی۔۔

ضرغام کا دل خون ہونے لگا۔۔

"آپ اس وقت ہوش میں نہیں ہیں۔۔آپ خود نہیں جانتی کہ آپ کیا بول رہی ہیں۔۔!" اسکی طرف سے رخ پھیرتے ہوئے ضرغام نے خفگی بھرے انداز میں کہا۔۔

"ہوش میں ہوں میں۔۔اور سب جانتی ہوں۔۔انجان تو تم ہو۔۔تم۔۔۔تم نہیں جانتے ناں کہ۔۔۔" مشال پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسکی جانب دیکھتی بول رہی تھی جب ضرغام کی بس ہوگئی تھی۔اسکی بات کاٹتے ہوئے وہ بولا تو اسکے لہجے میں حد درجہ سختی تھی۔۔

"جانتا ہوں۔۔پہلے دن سے جانتا ہوں کہ زاویار ریپسٹ ہے۔۔جانتا ہوں کہ اس نے مشال علوی کو داغدار کیا ہے۔۔

مشال کی روح،

مشال کے جسم،

مشال کے دل کو مردہ کیا ہے۔۔

جانتا ہوں کہ آپکا مجرم تھا وہ۔۔

جانتا ہوں کہ آپ بدقسمتی سے ان لڑکیوں کی فہرست میں شامل ہوچکی ہیں جو اپنے باپ کا بھگتان بھگتنے کے لیے اپنے باپ جیسے ہی کسی مرد کے ہاتھ کا کھلونا بن جاتی ہیں۔۔

جانتا ہوں کہ اس نے آپکا وجود ریزہ ریزہ کیا ہے۔۔

جانتا ہوں کہ اس نے آپکو مرد ذات کی بدترین شکل دکھائی ہے۔۔۔

جانتا ہوں، ہاں میں جانتا ہوں۔۔ اس نے آپکے پاکیزہ وجود کو ناپاک کیا تھا مگر۔۔۔۔۔۔۔۔!!" اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ تکلیف زدہ سا ایک سانس میں بولتا چلا گیا۔۔ پھر زرا سا رکا۔۔ مشال بے یقین، بھیگی آنکھوں سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ ضرغام نے اسکے دونوں بازو اپنی گرفت میں لیے اور اسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب کیا۔۔ مشال کی دھڑکنیں اسکی اس حرکت پر مدھم ہوئی تھیں۔۔

"مگر اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ مشال غلیظ ہے۔۔۔ اسکا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ مشال منحوس ہے۔۔۔ اسکا مطلب یہ تو بالکل بھی نہیں ہے کہ مشال اپنی بہن کی تکالیف کی ذمہ دار ہے۔۔۔!" اسکی آنکھوں میں دیکھتا وہ مکمل اعتماد سے کہہ رہا تھا۔۔ اسکی گرم سانسیں مشال کا چہرہ جھلسا رہی تھیں۔ ضرغام کی براؤن آنکھوں میں اس پل محبت کی شدت نہیں مشال کے لیے عقیدت تھی۔۔ اسکی غلافی آنکھیں مسلسل آنسو بہا رہی تھیں۔۔

"مشال پاک ہے۔۔ کیونکہ مشال کا دل پاک ہے۔۔ مشال کا جسم بھی پاک ہے، کیونکہ مشال کی روح میں پاکیزگی ہے۔۔ مشال منحوس نہیں ہو سکتی۔۔ کیونکہ مشال میرے بخت کا ستارہ ہے۔۔ میں آپکو کبھی جلا نہیں سکتا کیونکہ آپ۔۔۔ آپ میرے لیے کوئی غیر نہیں مشال اکرام فاروقی ہیں۔۔ میری بیوی۔۔ میری زندگی۔۔۔۔!" آخر میں ضرغام کی آواز بہت دھیمی ہو گئی۔۔ اسکی آنکھوں میں سرخی اتر آئی تھی۔۔ مشال کی سانسیں اسکے لبوں سے نکلتے ہر ہر لفظ پر تھم رہی تھیں۔۔

"مجھے آپکے وجود سے کراہیت نہیں آتی مشال۔۔ آپکو چھوتا ہوں تو خود کو معتبر محسوس کرتا ہوں۔۔ آپ قریب رہتی ہیں تو میں مہکنے لگتا ہوں۔۔ میری سانسیں معطر ہو جاتی ہیں۔۔ میری روح پاک ہو جاتی ہے۔۔ پھر آپ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ آپ کوڑے کا ڈھیر ہیں۔۔؟؟؟ جو عورت میری سوچ کو، میرے جذبات کو، میرے احساسات کو پاکیزگی بخشتی ہے وہ ناپاک کیسے ہو سکتی ہے۔۔ کیسے۔۔۔؟؟؟؟؟" مشال کی جانب محبت بھری نظروں سے دیکھتا وہ بے بس سا بول رہا تھا۔۔

مشال کو لگا اسکا بھاری وجود پل میں ہلکا ہو گیا ہو۔۔ جیسے منوں بوجھ تھا اسکے کندھوں پر جو ضرغام اکرام کے الفاظ نے اتار پھینکا تھا۔۔

وہ یک ٹک اسکی جانب دیکھتی چلی جا رہی تھی جس کے وجیہہ چہرے پر اس پل حزن و ملال کے تاثرات پھیلے ہوئے تھے۔۔

"آپکے الفاظ نے مجھے بہت تکلیف دی ہے مشی۔۔۔!" نرمی سے کہتے ہوئے ضرغام نے اسکے دونوں بازو اپنی گرفت سے آزاد کر دیے اور اسکی بھیگی آنکھیں اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں سے صاف کیں۔۔

مشال نے نگاہ جھکا کر اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبا لیا۔۔ جیسے اپنی شرمندگی چھپانے کی کوشش کی تھی۔۔ ضرغام نے اسکی ٹھوڑی زرا سی اونچی کی مگر مشال نے نگاہ نہیں اٹھائی۔۔ اسکا گلابی چہرہ بغور دیکھتے ضرغام کی نگاہ بہکتی ہوئی اسکے سرخ لبوں کے گرد بھٹکنے لگی۔۔ اسکے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔۔ بے بسی سی بے بسی تھی جو اسکے منہ زور جذبات کی شوریدہ سریوں پر بندھ باندھے اسے روکے ہوئے تھی۔۔ جب مشال نے نگاہ نہ اٹھائی تو اسنے ایک گہرا سانس لے کر اپنے ہاتھ کے انگوٹھے کا استعمال کرتے ہوئے اسکا نچلا لب اسکے دانتوں کی گرفت سے آزاد کر دیا۔۔

"یہ۔۔۔ ایسے مت کیا کریں پلیز۔۔" اسکے کہنے پر مشال نے چونک کر اپنی نگاہ اٹھائی۔

"میں اپنی حدود بھولنے لگتا ہوں۔۔!" کہتے ہوئے ضرغام اسکی ٹھوڑی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جیسے مزید نگاہ اٹھا لینے پر کوئی جرم سرزد ہو جاتا۔۔ اسکی گہری بات پر مشال کا گلابی چہرہ پل میں سرخ ہوا۔۔ اس نے جلدی سے اپنے چہرے کا رخ موڑ لیا۔۔ ضرغام نے بھی اپنا ہاتھ واپس کھینچا اور سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔

مشال دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھے، بار بار خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتی رخ موڑے بیٹھی ہوئی تھی۔۔ جب کچھ دیر خاموشی چھائی رہی تو اس نے زرا سارخ سیدھا کر کے ترچھی نگاہوں سے ضرغام کی طرف دیکھا۔۔ وہ اپنی کنپٹیوں کو مسل رہا تھا۔۔ آنکھیں ہنوز بند تھیں۔ پھر سیدھا ہوا اور آنکھیں کھول کر اسکی جانب دیکھا۔۔ اسکی سحر انگیز آنکھیں ایک منٹ سے کم کے وقفے میں ہی گلابی ہو گئی تھیں۔۔ مشال کو اسکی حالت پر رحم آیا۔۔

"چلیں۔۔؟؟"مشال کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔ مشال نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا تو ضرغام نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔ مشال کی طرف سے دھیان ہٹانے کی کوشش کرتا اب وہ ضیغم کی بابت سوچ رہا تھا۔۔

ضیغم تو یہی جانتا تھا کہ ضرغام ہوٹل میں ہی ہے، لیکن حقیقت تو یہ تھی کہ وہ پچھلی رات ضیغم۔اور پولیس فورس کے ہوٹل سے نکلتے ہی مشال کو لے کر خود بھی اپنی اور ضیغم کی مشترکہ گاڑی میں وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔ اپنے اور پیٹر کے لیے مختص کاٹیج کا ایڈریس توزاویار نے وہیں ہوٹل میں ہی بتا دیا تھا۔۔ ضرغام کو اس کاٹیج تک پہنچنے میں مشکل پیش آئی تھی مگر وہ کامیاب رہا تھا۔۔ دور سے ہی گاڑی کے پاس کتوں کو وہاں دیکھ کر ضرغام کو حقیقتاً سکون محسوس ہوا تھا ورنہ اسے تو امید تھی کہ اسے دو تین پولیس والوں سے نپٹنا پڑے گا۔۔ کتوں کو دیکھ کر س نے وہ مخصوص سیٹی بجائی تھی جو انیس سال کی عمر میں اس نے شوق شوق میں اپنے کالج میں ایک سرکس ایکسپرٹ سے سیکھی تھی۔۔ ضرغام نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ محض ڈیڑھ سال بعد ہی اسکا بچپنے میں سیکھا گیا ایک معمولی فن اسکے یوں کام آئے گا۔۔ گاڑی اپنی مخصوص رفتار سے چلتی سڑکیں ناپ رہی تھی جبکہ اسکے برعکس مشال کی سوچوں کا رخ ضرغام کی طرف مڑا ہوا تھا۔۔ اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ جس سے وہ بچہ سمجھ کر نکاح کر بیٹھی ہے، وہ شخص بالکل بھی بچہ نہیں ہے۔۔ ذہنی و جسمانی طور پر وہ ایک بھرپور جوان مرد تھا۔۔ مشال کو یقین ہو چکا تھا کہ وہ ضرغام اکرام کے لیے امتحان بن رہی ہے، اسکے ضبط کا ایک ایسا امتحان جس میں وہ شادی کے بعد سے اب تک

کامیاب رہا تھا مگر۔۔ آخر کب تک۔۔۔؟؟؟ اس کب تک کے آگے ایک بڑا سا سوالیہ نشان آ کھڑا ہوا تھا۔۔ جسکا مشال کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ وہ بڑی سنجیدگی سے ضرغام سے دور جانے کا کوئی راستہ سوچ رہی تھی۔۔ اسے حقیقتاً یہ جان کر شاک اور دکھ کی ملی جلی کیفیت محسوس ہوئی تھی کہ ضرغام پہلے دن سے اسکی حقیقت سے واقف ہے۔۔ وہ شخص اسکی سوچ سے بھی زیادہ بلند ظرف کا مالک ثابت ہوا تھا۔ اور یہی وہ پوائنٹ تھا کہ جس پر آ کر مشال خود کو اسکے قابل نہیں گردان رہی تھی۔۔۔ اپنی سوچوں کے تانے بانے بننے میں غلطاں مشال نہیں جانتی کہ ضرغام مستقبل قریب میں کسطرح اسے اپنے وجود سے آزادی دینے والا تھا۔۔

♦♦♦♦

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی، ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے پکڑے وہ لاؤنج پار کر کے اب لیونگ روم میں آ گئی تھیں۔۔ صبح کی چمکیلی روشنی لاہور کی فضاؤں میں اپریل کی گرمی گھول رہی تھی۔۔۔ البتہ فاروقی ہاؤس کی بلند دیواروں کے اندر فی الحال اس گرمی کی آنچ نہیں پہنچ پائی تھی۔۔۔ سامنے ہی صوفے پر عبدالرحمن فاروقی صاحب چہرے کے سامنے اخبار پھیلائے بیٹھے تھے۔۔ شازمہ بیگم نے ہاتھ میں پکڑی ٹرے زرا سا جھک کر صوفے کے سامنے پڑی میز پر رکھ دی۔۔

"اسے رکھ دیجئے بابا جان۔۔ پہلے ناشتہ کر لیں۔۔!" انکے سامنے ہی سنگل صوفہ پر بیٹھتے ہوئے شازمہ بیگم نے آہستگی سے کہا۔۔ انہوں نے اخبار چہرے سے ہٹا کر چشمے کے پیچھے سے انکی جانب دیکھا۔۔

"میں نہیں کروں گا۔۔ کل رات سے کہہ رہا ہوں مگر تم پر کچھ اثر نہیں ہو رہا۔۔ پہلے مجھے ضیغم کا نمبر ڈائل کر کے دو مجھے اس سے بات کرنی ہے۔۔ پھر کروں گا تمہارے ہاتھوں کا یہ پھیکا بدمزہ ناشتہ۔۔" ناراضگی سے کہتے آغا جان نے پھر سے اپنے چہرے کے سامنے اخبار کی چادر تان لی۔۔ جانے کیوں انکا دل کل شام سے ہی اپنے بچوں کے لیے

بے چین ہو رہا تھا۔۔ مگر شازمہ بیگم نے ابھی تک انکی ضیغم یا ضرغام سے بات نہیں کروائی تھی۔۔ انکی ضد پر شازمہ بیگم نے ایک پل کو اپنے لب بھینچ لیے۔۔

"اتنی صبح صبح۔۔؟؟ سو رہا ہو گا وہ۔۔ اسی لیے نہیں ملائی کال ورنہ مجھے کون سی دشمنی ہے آپ سے۔۔ اب چپ چاپ یہ ناشتہ کر لیں ورنہ آپکے پوتے کو تو نہیں مگر آپکے بیٹے کو ضرور کال ملا کر بتا دوں گی کہ آپ یوں بچوں کی طرح ضد کر رہے ہیں۔۔!" شازمہ بیگم نے بھی انہی کے انداز میں انہیں اکرام صاحب کو بتا دینے کی دھمکی دی۔۔ جس نے فوری طور پر اثر بھی کیا تھا اور جس کے نتیجے میں آغا جان نے فوراً اخبار چہرے کے سامنے سے ہٹا لیا۔۔

"اتر آئی ہو ناں بہوؤں والی حرکتوں پر۔۔۔؟؟؟" کہتے ہوئے آغا جان نے انہیں شدید ناراضگی سے ایک عدد گھوری سے نوازا پھر ہاتھ بڑھا کر ٹرے میں رکھا اپنا چائے کا کپ اٹھا لیا۔۔ انکے لفظوں کے ساتھ ساتھ انکی اس حرکت پر شازمہ بیگم نے بامشکل اپنی ہنسی روکی۔۔

"چلیں میرے بہو بننے کا کچھ فائدہ تو ہوا۔۔!" اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے شازمہ بیگم نے نرمی سے کہا۔ انکا اشارہ آغا جان کے ناشتہ کرنے کی طرف تھا۔۔

"ہونہہ۔۔۔ مجھ بوڑھے کے لیے یہی پھیکا جوشاندہ رہ گیا ہے اس گھر میں۔۔ بتا رہا ہوں کہ اگر یونہی مجھ پر ظلم ہوتے رہے ناں تو کسی دن اولڈ ہاؤس شفٹ ہو جاؤں گا۔۔ پھر خوب میٹھا کھاؤں گا اور شیریں چائے پیوں گا۔۔ یہ جوشاندہ تم سب ہی پینا۔۔۔!" وہ منہ بسورتے ہوئے بچوں کے سے انداز میں بولے۔۔

اس بار شازمہ بیگم مسکرائے بغیر نہ رہ سکیں۔۔ پھر آغا جان خود بھی ہولے سے ہنس دیے۔۔ انہوں نے ناشتہ کر لیا تو شازمہ بیگم برتن کچن میں رکھ کر ملازمہ کو صفائی کرنے کی ہدایت کرتی واپس انکے پاس آ گئیں۔۔

"اکرام سے بات ہوئی تمہاری۔۔؟؟کب تک نکل رہا ہے لندن سے۔۔؟؟" آغا جان نے دھیمی آواز میں پوچھا۔ گزری رات کے تین بجے کے قریب اکرام صاحب کا وائس میسج انہیں موصول ہو چکا تھا جسے انہوں نے صبح فجر کے بعد سنا تھا۔۔ وائس میسج میں انہوں نے بتایا تھا کہ وہ اس وقت لندن ائیر پورٹ پہنچ چکے ہیں۔۔۔

"میری رات کے بعد ان سے بات نہیں ہوئی۔۔ رات شاید تین بجے کے بعد ہی کال آئی تھی انکی۔۔ بتا رہے تھے کہ بخیر و عافیت سے پہنچ گئے ہیں۔۔ کہہ تو رہے تھے کہ دو ڈھائی گھنٹے سے زیادہ نہیں رکیں گے وہاں۔۔ اب تک تو شاید فلائٹ میں بیٹھ چکے ہونگے وہ دونوں۔۔!" آغا جان کو آہستگی سے جواب دیتے ہوئے شازمہ بیگم نے آخر میں گھڑی کی طرف دیکھا جو صبح کے ساڑھے سات بجانے والی تھی۔۔ معاً انکے کانوں میں موبائل کی بیل سنائی دی تھی۔۔ انہوں نے گردن ترچھی کر کے آغا جان کے کمرے کی جانب دیکھا۔۔ آواز وہیں سے آ رہی تھی۔۔ آغا جان بھی متوجہ ہو چکے تھے۔

"آپ رکیں میں لے کر آتی ہوں۔۔!" آغا جان کو اٹھنے کے لیے صوفے کے بازو پر ہاتھ رکھتا دیکھ وہ جلدی سے بولیں۔۔ پھر جب موبائل لیکر واپس آئیں تو انکے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔

"لیجیئے، آپ نے یاد کیا اور پوتے صاحب کو خبر مل بھی گئی۔۔ ضیغم کی ہی کال ہے۔۔ اب کر لیں بات۔۔!" موبائل انکی طرف بڑھاتے ہوئے شازمہ بیگم نے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔۔

ضیغم کی کال کا سن کر انکا چہرہ کھل اٹھا۔۔ انہوں نے فوراً موبائل شازمہ بیگم سے لے کر کال ریسیو کی اور فون کان سے لگا لیا۔۔

"میرے شیر کو آ گئی دادا کی یاد۔۔؟؟" اسکے بولنے کا انتظار کیے بغیر انہوں نے شکایتی انداز میں کہا۔۔ لیکن دوسری جانب سے ضیغم کی بجائے جب ضرغام نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے بے ساختہ اپنی بھنویں سکیڑیں اور اسکے سلام کا جواب دیا۔۔

"ضیغم کا موبائل تمہارے پاس کیا کر رہا ہے۔۔؟ وہ خود کدھر ہے۔۔؟؟" بڑے پوتے سے انکی محبت دیدنی سہی مگر اس پل وہ ضرغام کو چڑانا چاہتے تھے۔۔ انہیں امید تھی کہ اب وہ فوراً کہے گا کہ "داجان آپکو مجھ معصوم کی آواز ناگوار گزر رہی ہے کیا۔۔؟؟" مگر دوسری جانب پہلے تو خاموشی رہی مگر جب وہ بولا تو جو خبر اس نے دی تھی، اس نے پل میں آغا جان کے لبوں پر کھیلتی مسکراہٹ غائب کر دی تھی۔۔ چہرے پر زلزلے کے سے آثار پیدا کر دیے تھے۔۔ انکی بوڑھی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔

"اب۔۔؟؟ کدھر ہے وہ۔۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے انکی کمزور آواز بھیگ گئی۔۔ انکے چہرے پر پھیلتے غم کے شدید آثار شازمہ بیگم کا دل بھی دہلا گئے تھے۔۔

ضرغام انہیں تفصیل بتا رہا تھا۔۔

"ضیغم کہاں ہے۔۔؟؟ وہ۔۔ وہ ٹھیک ہے۔۔؟؟ اس۔۔ اسے سنبھالو ضرغام۔۔ میں جانتا ہوں۔۔ میرا بچہ۔۔ وہ اسے بہت چاہتا ہے۔۔ اس وقت وہ بہت تکلیف میں ہو گا۔۔ اسے حوصلہ دو، اسے اس وقت اپنوں کے سہارے کی ضرورت ہے۔۔۔!" وہ نحیف آواز میں اسے حوصلہ دینے کے ساتھ ساتھ ضیغم کی طرف سے بھی تاکید کر رہے تھے جبکہ حقیقت تو یہ تھی کہ انکی اپنی کمر اس خبر نے توڑ ڈالی تھی۔۔۔

"تم۔۔۔ مشال کو چپ کرواؤ۔۔" مشال کی سسکیاں اور کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ فون کے سپیکر سے سنتے آغا جان نے بے چینی سے کہا۔۔

"کچھ نہیں ہو گا اُسے۔۔ اللہ بڑا رحیم ہے۔۔ تم فکر مت کرو۔۔

ہاں۔۔۔

میں شازمہ کو لے کر نکلتا ہوں۔۔۔ اسے۔۔ مشال کو تو چپ کرواؤ۔۔، حوصلہ کرے۔۔۔ چپ کرواؤ اسے۔!" ان سے مشال کا رونا برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔ ضرغام کو مزید تلقید کر کے انہوں نے رابطہ منطقع کر دیا۔

"باباجان کیا ہوا ہے۔۔ کیا کہا ہے ضرنے۔۔؟؟ کسے کیا ہوا ہے۔۔؟؟ میرا ضیغم تو ٹھیک ہے۔۔؟؟" انکے کال کاٹتے ہی شازمہ بیگم نے بے تابانہ پوچھا۔۔ انکے چہرے پر بھی پریشانی پھیل گئی تھی۔۔

"ہاں۔۔ تمہارا ضیغم ٹھیک ہے۔۔ میری۔۔۔ نشال ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ گولی لگ گئی ہے اسے۔۔۔ تمہارے ہونہار سپوت کا نشانہ چوک کر اسکے جسم کو چھلنی کر گیا۔۔۔!" آغا جان نے بامشکل انہیں بتایا تھا۔۔ آواز بھرا رہی تھی۔۔

"کک۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔؟؟" شازمہ بیگم کی آواز لڑکھڑا گئی۔۔

"ضیغم نے چلائی ہے گولی۔۔۔۔ کسی مجرم پر چلا رہا تھا۔۔ اور اس مجرم نے اسی کی بیوی کو ڈھال بنا کر۔۔۔" آغا جان سے بولا نہ گیا۔۔ شازمہ بیگم کا دل کانپ کر رہ گیا۔۔

"نشال کو ڈھال بنایا اور۔۔۔ گولی نشال کو لگ گئی۔۔۔!" آغا جان کا لہجہ ٹوٹا ہوا تھا۔ شازمہ بیگم کا ہاتھ بے ساختہ انکے دل پر پڑا تھا۔۔ نشال کا بھولا بھالا مسکراتا چہرہ انکی آنکھوں میں گھوم گیا۔۔ ابھی کل رات ہی تو اس سے بات ہوئی تھی۔۔ انکے یقین دلانے پر کہ وہ ضیغم سے بات کریں گی، کتنی چہک گئی تھی اسکی آواز۔۔۔ شازمہ بیگم کی آنکھیں جانے کیوں۔۔۔ بھر آئیں۔۔ وہ اس لڑکی کے لیے نہیں رو رہی تھیں، جس سے وہ بائیس سالوں سے نفرت کرتی چلی آ رہی تھیں۔۔، وہ اس لڑکی کے لیے رو رہی تھیں جو پچھلے بائیس سالوں سے انکے شوہر کو عزیز تر تھی۔۔ انکے بیٹے کے دل کا سکون تھی۔۔ ان کی نسل کی امین تھی مگر۔۔ ہائے۔۔۔ انہوں نے بے ساختہ اپنا ماتھا پیٹ لیا۔۔۔ انکا بیٹا اسے موت کے منہ میں پہنچا کر اپنی نسل کو اپنے ہاتھوں سے ختم کر چکا تھا۔۔۔ ہاں انہیں یقین ہو چلا تھا کہ نشال کہ وجود میں پنپتا وجود سانسیں لینے سے پہلے ہی ختم ہو چکا ہو گا۔۔ شازمہ بیگم کی تکلیف اس پل حد سے سوا تھی۔۔ انکی آنکھیں مسلسل آنسو بہا رہی تھیں۔ آغا جان نے فوری طور پر ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا کہا۔۔ پھر اگلے بیس منٹ میں وہ ایک ملازمہ کو ساتھ لے کر شازمہ بیگم کے ہمراہ پشاور کے لیے نکل چکے تھے۔۔ راستے میں

ہی انہوں نے اکرام صاحب کے لیے وائس میسج چھوڑ دیا تھا کہ وہ فلائٹ تبدیل کر کے ڈائریکٹ پشاور پہنچ جائیں۔۔نشال کی حالت کی بابت انہوں نے سرسری طور پر بتا دیا۔پوری بات بتا کر وہ انہیں پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔ گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔۔

♦♦♦♦

"پانی پیو۔۔!" اسے روتے روتے ہچکیاں لگ گئیں تو میڈم نبیلہ نے پانی کا گلاس اسکے لبوں سے لگا دیا۔۔وہ اس وقت انکے کمرے میں موجود تھی۔۔ سامعہ نے دو گھونٹ بھر کر گلاس پرے کر دیا۔۔ سر جھکا کر اسنے اپنے آنسو صاف کیے۔۔۔

"میں تمہاری فیلنگز کو سمجھتی ہوں سامعہ۔۔ تمہارے شوہر نے واقعی تمہارے ساتھ بہت غلط کیا ہے مگر۔۔ تم جو فیصلہ کر رہی ہو وہ بہت بڑا ہے۔۔وہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔۔اے-ایس-پی ہے۔۔ تم جتنا مرضی بھاگ لو۔۔ وہ تمہیں ڈھونڈ نکالے گا۔۔ اسلیے میرا خیال ہے کہ تم ایک بار اس سے مل لو۔۔ اگر اس سے علیحدگی چاہتی ہو تو اس سے صاف کہو۔۔ مگر یوں شہر چھوڑ جانا۔۔ اسکا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔وہ تمہیں جلد یا بدیر۔۔ڈھونڈ ہی لے گا۔۔!" اسکی آپ بیتی سن کر میڈم نبیلہ نے جو تجزیہ کیا، اسکی بنیاد پر اسے سمجھایا۔۔ سامعہ نے بھیگی نظریں اٹھا کر انکی جانب دیکھا۔۔

"اگر اسنے مجھے ڈھونڈنا ہوتا تو وہ مجھے چھوڑتا ہی کیوں۔۔؟؟" سامعہ نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔۔

"جیسا کہ تم بتا رہی ہو کہ جس رات اسے تمہارے چچا کے اپنی ماں کے مجرم ہونے کا پتہ چلا، اسی رات اسنے تمہیں چھوڑ دیا۔۔ تو پھر ظاہر سی بات ہے کہ اسنے یہ سب غصے میں کیا ہے۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تمہیں چھوڑ کر پچھتا رہا ہو۔۔ اور بالفرض اگر اسے کوئی پچھتاوا نہیں بھی ہے، تو بھی ضروری تو نہیں کہ آنے والے وقت میں اسے کبھی پچھتاوا نہیں ہو گا، جبکہ وہ تم سے پیار بھی کرتا ہے۔۔، ہو سکتا ہے کہ وہ پچھتائے اور تمہاری طرف لوٹے۔۔ اور اگر

ایساوقت آ گیاتو پھر وہ تم تک پہنچنے میں زمین آسمان ایک کر دے گا۔۔ اور تب تمہارے لیے زیادہ مسئلہ ہو گا سامعہ۔۔!" انہوں نے بڑی سنجیدگی سے اسکی بات کا تفصیلی جواب دیا تھا۔

"اسکی ندامت اب میرا مسئلہ نہیں ہے میم۔۔۔ میں اپنا دل اسکی طرف سے سخت کر چکی ہوں۔ وہ اب میری طرف پلٹے یا نہ پلٹے۔۔ میں اب اسکی طرف ہر گز نہیں بڑھوں گی۔۔ آپ پلیز اگر میری مدد کر سکتی ہیں تو۔۔ مجھے اپنے ساتھ اسلام آباد لے جائیں۔۔!" بے حسی سے کہتی وہ اس پل بھرپور سنجیدہ تھی۔۔۔

"تمہیں ایک بار اس سے مل لینا چاہیئے۔۔!" میڈم نبیلہ اپنی بات دوہرا رہی تھیں۔۔

"میں اسکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔!" سامعہ کی آواز میں سختی کا عنصر تھا۔

"آر یو شیور۔۔۔؟؟" پوچھتے ہوئے میڈم نبیلہ ہولے سے مسکرائیں۔۔

سامعہ کی بھیگی آنکھیں انکے سوال پر پھر سے بھر آئیں۔۔ اسے لگا سامنے بیٹھی عورت اسکے اندر تک اتر کر اسکے تمام بھید جان چکی ہے۔۔۔

"یس۔۔ آئی ایم۔۔۔!" سامعہ نے بڑی مشکل سے کہا۔

"ایک بار مل لو۔۔ وہ پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے تمہارا انتظار کر رہا ہے۔۔!" ان کی بات پر اس نے چونک کر سر اٹھایا مگر وہ ہنوز نرمی سے بول رہی تھیں۔۔

"میں تمہیں اس سے ملنے کو نہ کہتی۔۔ مگر میں اسے جانتی ہوں۔۔ کیونکہ تمہاری طرح۔۔ وہ بھی کسی وقت میں میرا اسٹوڈنٹ رہ چکا ہے۔۔۔!" نرمی سے کہتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔

سامعہ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے انکی جانب دیکھا۔۔ انکے لبوں پر ایک دھیمی مسکراہٹ تھی۔۔

"ریلیکس۔۔۔اگر وہ تمہارے سخت ہو چکے دل کو اپنی طرف سے نرم نہ کر پایا تو میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔۔اس شہر سے۔۔ان فضاؤں سے۔۔زمان سے۔۔سب سے دور۔۔۔!" میڈم نبیلہ نے نرمی سے کہا پھر اسکا گال تھپک کر کمرے سے باہر نکلتی چلی گئیں۔۔

سامعہ اپنی جگہ ساکت کھڑی رہ گئی۔پلٹ کر انہیں روک بھی نہ سکی۔۔کمرے کا دروازہ کھل کر بند ہوا تھا۔۔بھاری قدموں کی چاپ اسکے آس پاس ابھر رہی تھی۔۔سامعہ کے دل کی دھڑکنیں منتشر ہونے لگیں تو اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔وہ بڑے ضبط سے پلٹی۔۔پلٹنے پر وہ دشمن جاں دو قدموں کے فاصلے پر کھڑا، سرخ آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

♦♦♦♦

کال ڈسکنیکٹ کر کے اس نے مشال کو چئیر پر ہی بیٹھا چھوڑا اور خود ضیغم کی جانب بڑھا جو جینز کی پاکٹس میں ہاتھ پھنسائے ساکت کھڑا شیشے کے اس پار سانسیں لیتے وجود کو دیکھ رہا تھا۔۔آپریشن کے بعد نشال کی حالت کے پیش نظر اسے آئی سی یو میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔آپریشن کامیاب ہونے پر ضیغم کے دل نے بے ساختہ خدا کا شکر ادا کیا مگر اسکے بعد ڈاکٹرز کے لبوں سے نکلنے والے لفظوں نے اسے جیسے چپ لگا دی تھی۔۔

"مبارک ہو ایس-پی صاحب۔۔آپکی وائف کا آپریشن کامیاب رہا ہے۔۔مگر بہت زیادہ بلیڈنگ کی وجہ سے انکی حالت کافی کریٹیکل ہے۔۔قوی امید ہے کہ انہیں اگلے آٹھ گھنٹوں میں ہوش آ جائے گا۔۔ہم نے تو اپنی پوری کوشش کی ہے۔۔باقی زندگی دینے والی ذات تو اللہ ہی کی ہے۔۔!" ڈاکٹرز کے نرمی سے کہنے پر ضیغم کو اپنی جان سولی پر لٹکتی محسوس ہوئی۔۔مزید آٹھ گھنٹے انتظار۔۔

"افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے لیکن آپکی وائف کی پریگنینسی، اینیشئیل سٹیج پر ختم ہو چکی ہے۔۔اور شاید۔۔۔ اب وہ دوبارہ کبھی ماں نہ بن سکیں۔۔۔۔!"

دھڑام۔۔۔۔۔۔۔۔ہاسپٹل کی چھت اسکے سر پر آ کر گری تھی۔۔آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا مگر ڈاکٹرز پروفیشنل انداز میں کہہ کر کر وہاں سے چلتے بنے۔۔۔اس پل جیسے وہ کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل نہ رہا تھا۔۔اس میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی اللہ سے اس بدترین انہونی کا شکوہ ہی کر لیتا۔۔کس منہ سے اللہ سے کہتا۔۔؟؟وہ تو اس پل اپنا سامنا کرنے کے قابل بھی نہ رہا تھا۔۔ذہین چمکتی آنکھیں تو آج ویسے ہی بجھی بجھی سی تھیں۔۔اس پر مزید وہ انہیں بہنے دیتا تو اسکے پاس کیا بچتا۔۔؟؟؟؟؟اسکا غرور۔۔۔۔؟؟اسکی انا۔۔۔؟؟اس کی میں۔۔؟؟سب کچھ تو خاک میں مل چکا تھا۔۔۔ایک جو بھرم باقی تھا۔۔جینے کو سینے میں سانسیں باقی تھیں،دل کی دھڑکنوں کی روانی میں تسلسل تھا،گر جو اس خبر پر رو پڑتا تو یقیناً وہ مر جاتا۔۔۔مر جاتا جو اگر ضیغم اجلال اپنے ہی فیصلے پر رو پڑتا۔۔۔وہ خود بھی تو یہی چاہتا تھا۔۔۔تو پھر یہ تکلیف کیوں۔۔؟؟؟؟؟یہ اذیت کیوں۔۔؟؟وہ اپنی نم پلکیں جھپک جھپک کر آنسو اندر اتارنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"بھائی۔۔۔"اسکے کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھتے ہوئے ضرغام نے اسے ہولے سے پکارا۔۔۔وہ خود بھی کچھ دیر پہلے ڈاکٹرز کی ضیغم سے ہونے والی گفتگو سن چکا تھا اسی لیے اس نے فوراً آغا جان کو مطلع کیا تھا۔۔کیونکہ نشال کی حالت کے پیش نظر ان سے کچھ بھی چھپانا مناسب نہیں تھا۔۔ضرغام کی پکار پر ضیغم نے زرا سی گردن موڑ کر اسکی جانب دیکھا۔اسکی سرخ آنکھوں کے سوجے ہوئے کنارے اسکی آنکھوں کی اذیت کی گواہی دے رہے تھے۔۔ضرغام کا دل کٹ کر رہ گیا۔۔

"حوصلہ کریں پلیز۔۔۔!"اسکے پاس اسے حوصلہ دینے کو الفاظ نہیں تھے مگر وہ اپنی سی کوشش کر رہا تھا۔۔

"کیسے۔۔۔؟؟؟"ضیغم کے لبوں نے بہت آہستگی سے جنبش کی تھی۔۔اسکا لہجہ ضرغام کو چیخ چیخ کر بتا رہا تھا کہ سامنے کھڑا شخص اپنے پورے قد سے زمین بوس ہو چکا ہے۔۔ٹوٹ چکا ہے،بکھر رہا ہے۔۔

"میرے پاس۔۔۔ میری سانسوں کے سوا کچھ نہیں بچا ضر۔۔۔!" گردن سیدھی کر کے شیشے کے پار لیٹے وجود کی جانب دیکھتا وہ کھویا کھویا سا کہہ رہا تھا۔۔ اس نے اپنا ہاتھ شیشے کی دیوار پر رکھ دیا۔۔ جیسے نشال کو چھونا چاہا تھا۔۔

"اس دنیا میں سانسوں سے بڑھ کر اور ہے بھی کیا بھائی۔۔؟؟" ضرغام نے بڑی سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

ضیغم یک ٹک نشال کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اسکا مضبوط ہاتھ سختی سے شیشے کی دیوار پر جما ہوا تھا۔۔

"ہے ناں۔۔۔ سانسوں سے بڑھ کر ہے۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ ہے۔۔۔" اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیے وہ اپنے آنسو حلق میں اتارتا لہجے میں شدت سموئے کہہ رہا تھا، وہ جو آنکھیں بند کیے مصنوعی سانس لیتی گہری بے ہوشی میں تھی۔۔ اسکے بازوؤں میں دھنسی سوئیاں جو اسے زندگی بخش رہی تھیں، اس پل انکی چبھن و تکلیف ضیغم کو اپنے پورے وجود میں پھیلتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ اسکی آواز بے حد دھیمی تھی مگر ضرغام کی سماعتیں اسکا اعتراف شکست سن چکا تھا۔۔

"کچھ نہیں ہو گا اسے۔۔ وہ بچ چکی ہے۔۔ اور آپکے لیے بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔۔!" اسکی جانب دیکھتے ہوئے ضرغام نے پورے یقین سے کہا۔۔

اسکی بات پر ضیغم کا سر ہولے سے اثبات میں ہلا۔۔ وہ دھیرے سے ہنسا۔۔ اسکی ہنسی میں ایسی چبھن تھی کہ ضرغام کو اسکی حالت پر ترس آیا۔

"وہ بچ چکی ہے، میں جانتا ہوں۔۔۔۔!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ ایک پل کے لیے رکا۔۔ اسکی دلکش آواز اس پل حد سے زیادہ بھاری ہو رہی تھی۔

"لیکن وہ میرے لیے نہیں بچی۔۔۔ "تم" یہ نہیں جانتے۔۔!" اپنی بات مکمل کرتے ہوئے وہ بڑے ضبط سے مسکرایا۔۔ ضرغام کو لگا ضیغم کا ذہنی توازن بگڑ گیا ہے۔۔ وہ بھلے ہی خود جتنے مرضی فلسفے بگھار لیتا۔۔ ضیغم کے لبوں

سے نکلنے والے دو گہرے لفظ ہی اسکے اوپر سے گزر جایا کرتے تھے۔۔اب بھی یہی ہوا تھا۔۔وہ اسکی آخری بات کا مطلب نہیں سمجھ پایا تھا۔۔

"جب سانسوں سے بڑھ کر جو اہم ہو۔۔۔وہ ہی ہمارے لیے نہ بچے تو پھر سانسوں کے چلنے پر افسوس تو جائز ہے ناں ضر۔۔۔؟؟"وہ اس پل خود سے کئی برس چھوٹے اپنے بھائی سے پوچھ رہا تھا۔۔انداز بچوں جیسا تھا۔۔اور ضرغام اب سمجھا تھا کہ اسکی بات کا مطلب کیا تھا۔۔وہ سمجھ گیا تھا کیونکہ ضیغم اجلال نے اسکی آنکھوں کی الجھن جانتے ہوئے آج اسے سمجھا دیا تھا۔۔اپنا آپ آشکار کر دیا تھا کیونکہ آج،وہ اس پر اپنا آپ کھولنا چاہتا تھا۔۔

"جیسا آپ سوچ رہے ہیں وہ ویسا کبھی نہیں کرے گی بھائی۔۔!"وہ ضیغم کے لیے نشال کی دیوانگی سے واقف تھا اسی لیے فوراً بول پڑا۔۔لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ ضیغم اجلال نشال فاروقی کی اپنی اولاد کے لیے محبت دیکھ چکا ہے۔۔اسی لیے ایسا سوچ رہا تھا۔۔اور یہ سچ بھی تو تھا۔۔ایک ماں کی اپنی اولاد کے لیے محبت،ایک بیوی کی اسکے شوہر کے لیے دیوانگی سے کئی گنا بڑھ کر ہوتی ہے۔۔اور اولاد بھی ایسے شخص کی،جو اسکا شوہر ہونے کے ساتھ ساتھ اسکا محبوب بھی ہو۔۔۔۔۔

"کاش کہ میری سوچ غلط ثابت ہو جائے۔۔۔!!"ضیغم نے آہستگی سے کہا۔۔اسکے لہجے میں حسرت تھی۔۔اور یہ پہلی بار تھا کہ ضرغام اکرام اسکے لب ولہجے کو سمجھ رہا تھا۔۔جان رہا تھا۔۔اور وجہ ضیغم اجلال خود تھا۔۔۔ضیغم کے موبائل پر کال آنے لگی تو ضرغام نے موبائل اسکے حوالے کر دیا۔۔ضیغم نے کال ریسیو کر کے فون کان سے لگایا اور ایک طرف کو ہو گیا۔۔اسے زاویار کی لاش اور ساتھ ہی گن ملنے کی خبر ملی تھی۔۔وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔۔نشال کو اس حال کو پہنچانے والے دونوں مجرم یاد آ گئے تو اسکے دماغ کی رگیں تننے لگیں۔۔کال ڈسکنیکٹ کر کے وہ واپس ضرغام کی طرف آیا تھا۔

"میں سوات جا رہا ہوں۔۔تم نشال اور مشال کا خیال رکھنا۔۔۔!"اس پل اسکی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔۔۔

"واپس کب تک آئیں گے آپ۔۔؟؟"اسے روکنے کی بجائے ضرغام نے سیدھے سبھاؤ پوچھا۔کیونکہ ضیغم کے چہرے کی چٹانی سختی بتارہی تھی کہ وہ نہیں رکے گا۔۔

"جلد آجاؤں گا۔۔ تم یہاں سب مینیج کرلینا۔۔!"کہتے ہوئے اس نے ایک نظر شیشے کے پار ڈالی۔۔

"اوکے ڈونٹ یووری۔۔۔!"اسے زبردستی گلے لگاتے ہوئے ضرغام نے دھیمی آواز میں کہا۔۔ ضیغم نے اسکی پیٹھ تھپکی پھر اس سے الگ ہوکر باہر کی طرف چل دیا۔۔اس نے ریسیپشن کے پاس موجود انسپکٹرز میں سے ایک سے ہیلی کاپٹر ارینج کرنے کا کہا تو وہ پندرہ سے بیس منٹ کی یقین دہانی کرواکر کانسٹیبلز کو لیے فوراً ہاسپٹل سے باہر نکل گیا۔۔ ضیغم پلٹا اور ایک مخصوص سمت میں چلنے لگا۔۔اب اسے ڈاکٹرز سے بات کرنی تھی۔وہ جانے سے پہلے ایک بار نشال کو قریب سے دیکھنا چاہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسکے پاس صرف نشال کی بے ہوشی کے یہی لمحے ہیں۔۔ سوات سے واپسی کب ہوتی وہ نہیں جانتا تھا،اسی لیے وہ ابھی اس سے ملنا چاہ رہا تھا۔۔

♦♦♦♦♦

اسکی جانب دیکھتا وہ قدم قدم اسکی جانب بڑھ رہا تھا۔۔سامعہ کی ساکت پتلیوں میں پانی بھرنے لگا۔۔وہ پلکیں جھپک جھپک کر آنکھوں کی نمی اپنے اندر اتارنے کی کوشش کرنے لگی مگر ناکام ہورہی تھی۔۔اسے اپنے آنسوؤں پر غصہ آرہا تھا۔۔اسنے شدید غصے سے اپنے گال رگڑ ڈالے۔۔

"آگے مت بڑھیے گا۔۔وہیں رک جایئے۔۔!"اپنی شہادت کی انگلی اٹھا کر اسے وارن کرنے والے انداز بولتی سامعہ نے بامشکل اپنی آواز کی بھراہٹ پر قابو پایا۔۔

زمان جانتا تھا وہ اس سے خفا ہوگی۔۔زمان نے اپنے قدم روک لیے کیونکہ سامعہ دو قدم پیچھے ہٹ گئی تھی۔

"ایک بار میری بات سن لو پلیز۔۔!"زمان سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔

"دیکھئے۔۔میں آپ سے کسی قسم کی کوئی بات نہ تو کرنا چاہتی ہوں، اور نہ ہی سننا چاہتی ہوں۔۔آپ یہاں سے چلے جائیے۔۔ہمارے درمیان سننے سنانے کو اب کچھ نہیں بچا۔۔سو پلیز۔۔گو۔۔۔۔!" دروازے کی طرف اشارہ کرتی وہ مستحکم آواز میں بولی۔۔آنکھوں میں پانی کی بجائے سرد مہری نے جگہ لے لی تھی۔۔

"پلیز سامعہ، ہمارے درمیان ابھی تو شروعات ہوئی ہے۔۔!" اسکی سلگتی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے زمان نے مضبوط لہجے میں کہا۔۔اسکی بات کی تہہ تک پہنچتی سامعہ کے چہرے پر ایک پل کو تاریک سا سایہ لہرا گیا۔۔

"خبردار۔۔۔سوچیے گا بھی مت۔۔۔یہ صرف میری اولاد ہے، آپ کا کوئی حق نہیں ہے اس پر۔۔۔" وہ دھیمے لہجے میں اس پر غرائی۔۔۔

"تمہارے کہہ دینے سے میرا حق ختم نہیں ہو جائے گا سامعہ۔۔مجھے میری بات کہنے کا موقع تو دو۔۔!" اسکے قریب آتے ہوئے زمان نے اسکا ہاتھ تھامنے کی کوشش کی۔۔

سامعہ نے ایک قدم مزید پیچھے ہٹتے ہوئے اسکے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے اسے پیچھے دھکا دیا۔

"میں نے کہا میرے پاس مت آنااااا۔۔۔۔!" وہ اس پر بگڑتی چلائی۔۔۔چہرا غصے کی شدت سے دہک اٹھا تھا۔

زمان اسکی اس قدر ناراضگی پر حق دق رہ گیا۔۔

"کون سا حق۔۔؟؟ کیا۔۔؟؟ کیا بات کیا کر رہے ہیں آپ۔۔؟؟ کس اولاد کو بنیاد بنا کر مجھ تک راستہ بنا رہے ہیں آپ۔۔؟؟ وہ جسے آپ نے میرے ساتھ، میرے ہی وجود میں مرنے کے لیے اپنے دشمنوں کے حوالے کر دیا تھا۔۔؟؟ ہاں۔۔؟؟ سوچیے گا بھی مت۔۔۔۔بالکل مت سوچیے گا کہ میں اپنے بچے پر آپکا سایہ بھی پڑنے دوں گی۔۔!" اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ مشتعل سی اس قدر اعتماد سے بولی کہ زمان اپنی جگہ ساکت رہ گیا۔۔

"سامعہ۔۔مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔پلیز۔۔۔!" زمان بے بس سا ہو کر بولا۔۔

"غلطی۔۔؟؟اور اگر اس غلطی کا نتیجہ میری موت ہوتی تو پھر کیا کرتے آپ۔۔؟؟؟؟"اسکے چہرے پر پھیلی ندامت کی سرخی دیکھتی سامعہ استہزائیہ انداز میں گویا ہوئی۔۔زمان خاموش رہا۔۔

"میں بتاتی ہوں۔۔اس وقت آپ میری تلاش میں قبریں کھود رہے ہوتے۔۔۔لیکن پھر آپ کے ہاتھ مٹی کے سوا کچھ نہ آتا۔۔پھر کس پر حق جتاتے اس اولاد کا۔۔؟؟"وہ بڑی تلخی سے اسے کہہ رہی تھی۔۔زمان کے پاس جیسے کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔

"بولیے۔۔ہے کوئی جواب آپکے پاس۔۔۔؟؟؟"اسے خاموش دیکھ کر سامعہ نے پھر سے اسے مخاطب کیا۔۔

"میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا سامعہ۔۔پلیز مجھے معاف کر دو۔۔۔!"اسکے پاس اسکے کسی سوال کا جواب نہیں تھا۔۔کیونکہ وہ جانتا تھا کہ غلطی اسی کی ہے۔۔

زمان کے جواب پر سامعہ ہولے سے ہنسی۔۔

"یہ آپکو پہلے سوچنا چاہئیے تھا مسٹر زمان۔۔!"سامعہ نے اسے آئینہ دکھانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔۔

"سامعہ پلیز۔۔میں بہت نادم ہوں۔۔!"زمان کی آنکھوں میں اس پل التجا تھی۔۔چہرے پر تکلیف کے آثار رقم تھے۔۔

"وہ اب آپکا مسئلہ ہے۔۔۔!"وہ لاتعلق بنی۔۔

"اتنی ظالم مت بنو۔۔۔۔۔"زمان کے ہاتھ جوڑنے کی کسر رہ گئی تھی۔۔

"آپ بھی تو سنگدل بن گئے تھے۔۔!"اسکے پاس ہر بات کا جواب تھا۔۔۔

"میں لوٹ بھی تو آیا ہوں۔۔!"زمان نے ایک آس سے اسکی جانب دیکھا۔۔

سامعہ بے حسی سے مسکرائی۔۔

"میں لوٹنے کی حدود وہیں۔۔۔علویز کی حویلی میں توڑ آئی ہوں۔۔۔اب پلٹنا ممکن نہیں۔۔!"سامعہ کے انداز میں کوئی رعایت نہیں تھی۔۔

تو یعنی وہ حویلی سے نکلنے سے پہلے اسکا انتظار کرتی رہی تھی۔۔۔؟؟؟زمان کے دل میں ٹیس سی اٹھی۔۔

"اب آپ یہاں سے جائیں گے یا میں خود جاؤں۔۔؟؟"اپنی بھنویں نخوت سے چڑھائے بولتی آج وہ اسے بالکل اپنے جیسی لگی۔۔بالکل ویسی ہی جیسا اس رات زمان بن گیا تھا۔۔

"سامعہ پلیز۔۔میں پل پل مر رہا ہوں۔۔۔!"زمان نے ایک بار پھر اسکی طرف قدم بڑھائے۔۔۔

"اچھا۔۔۔"وہ استہزائیہ ہنسی۔۔

"ویسے زندہ میں بھی نہیں ہوں۔۔!"سرد مہری سے بولتی وہ انتہا کر گئی۔۔زمان اسے دیکھتا رہ گیا۔۔

"ہوپ سو کہ آپ آئندہ کبھی میرے راستے میں نہیں آئیں گے۔۔خلع کا نوٹس بہت جلد آپکو مل جائے گا۔۔!"اسکی آنکھوں میں اپنی سرد آنکھیں ڈالتی۔۔آخری وار کرتی وہ کمرے سے نکلتی چلی گئی۔۔۔زمان تیزی سے اسکے پیچھے لپکا۔۔

"سامعہ۔۔۔سامعہ آئی بیگ یو۔۔(تم سے بھیک مانگتا ہوں۔۔)مجھے معاف کر دو پلیز۔۔۔۔!"کوریڈور میں گھٹنے ٹیک کر بیٹھتا وہ چلایا۔۔کئی لوگوں نے پلٹ کر ان دونوں کی جانب دیکھا،جن میں میڈم نبیلہ بھی شامل تھیں۔۔زمان کی آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی چمکنے لگی تھی۔۔

"بھیک تو میں نے بھی مانگی تھی ناں آپ سے۔۔۔؟؟اپنے لیے۔۔؟؟آپکے ساتھ کے لیے۔۔گڑگڑائی تو میں بھی تھی۔۔؟؟"سامعہ نے پلٹ کر ایک بار پھر اسے اسکی زیادتی کا احساس دلایا تھا۔۔چہرہ سپاٹ تھا۔

"میں ہر روز تم سے معافی مانگنے کو تیار ہوں۔۔ تم مجھے ایک موقع دے دو۔۔۔!" وہ بنا دوسرے لوگوں کی نگاہوں کی پرواہ کیے اس کے سامنے ملتجی تھا۔۔ اسکی بات پر سامعہ مکمل طور پر اسکی جانب گھومی۔۔ اب اسکی برداشت ختم ہو رہی تھی۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ اس تک آئی۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔ میں آپکو صرف ایک چیز دوں گی۔۔۔ معافی۔۔ یا پھر موقع۔۔۔ بتا دیجئے کہ کیا لینا چاہتے ہیں۔۔!"

اسے آزمانے کا فیصلہ کرتی سامعہ نے اسکے سامنے دو آپشن رکھ دیے۔۔۔

"اگر معافی دے دی۔۔ تو زندگی بھر موقع نہیں دوں گی۔۔ اور اگر موقع دے دیا۔۔ تو زندگی بھر معافی نہیں دوں گی۔۔!" سامعہ لے لہجے میں چٹانوں کی سی سختی تھی۔۔

اسکی جانب دیکھتا زمان اٹھ کر کھڑا ہوا۔۔ وہ اسکی جان سولی پر لٹکانے کی بات کر رہی تھی۔۔ اگر موقع مانگ لیتا تو وہ ضدی لڑکی ساری زندگی اسکے ساتھ رہ تو لیتی مگر اسے معافی نہ دے کر اسکی قربت کے باوجود وہ اسکی دوری بھگتتا۔ اور اگر وہ اس سے معافی لے لیتا تو پھر وہ اسے موقع نہ دیتی اور اس سے دور چلی جاتی۔۔ عجب دوراہا تھا۔۔ مگر اسے ایک راہ تو چننی ہی تھی۔۔

سامعہ منتظر نگاہوں سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ چہرہ جذبات سے عاری تھا۔۔

اور زمان۔۔۔ زمان تو اسکی اس کڑی سزا پر اندر تک ہل کر رہ گیا تھا۔۔ موقع دے کر بھی وہ اسے اپنی بے اعتناعی کی سزا دیتی۔۔ اور معافی دے کر بھی وہ اسے جدائی کی سزا دے رہی تھی۔۔

"جلدی بولیے۔۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔۔۔!" سامعہ نے اطمینان سے کہا۔۔ اسکی آواز پر وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔۔ پھر اپنی ویران آنکھوں سے ایک بار اسکا دلنشین چہرہ دیکھا جس پر سجی قاتل آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے اس پر گزری راتوں کی اذیتیں آشکار کر رہے تھے۔۔ زمان نے ایک پل کو اپنا نچلا لب دانتوں میں دبا کر خود کو کمپوز کیا اور پھر جب بولا تو اسکی آواز میں غیر معمولی بھاری پن تھا۔۔

"معافی۔۔۔ معافی دے دو مجھے۔۔۔ پلیز۔۔۔!" حسرت زدہ نگاہوں سے اسکا چہرہ دیکھتا وہ بامشکل بولا۔۔

اسکے انتخاب پر سامعہ کی آنکھوں میں نمی سی اترنے لگی۔۔۔ اس نے اپنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری۔۔۔

"میں نے آپکو معاف کیا۔۔۔ معاف کیا۔۔۔!" جلدی سے کہہ کر وہ پلٹی اور وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔ آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر گالوں پر پھسل آئے تھے۔۔ جبکہ پیچھے جسے وہ چھوڑ آئی تھی۔۔ وہ بت بنا کھڑا دھندلی آنکھوں سے اسے خود سے دور ہوتا ہوا دیکھ رہا تھا۔۔ آنکھوں کا پانی آہستگی سے نکل کر اسکے رخسار پر پھسلتا بڑھی ہوئی شیو میں جذب ہو گیا۔۔۔

حیات کیا ہے، وفات کیا ہے

تمہارا آنا، تمہارا جانا۔۔۔

♦♦♦♦

اسکے اصرار پر ڈاکٹرز نے اسے دس پندرہ منٹ کے لیے نشال کے پاس جانے کی اجازت دے دی تھی۔۔ نرس نے اسکے اندر جانے کے لیے دروازہ کھولا تو قدم زمین پر جماتا وہ روم کے اندر داخل ہو گیا۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہ اسکے بیڈ تک آیا تھا۔۔ سرہانے کی طرف آکر اس نے نشال کا زردی مائل سفید چہرہ دیکھا۔۔ اسکی دمکتی رنگت میں گھلی سرخائیاں اس پل نچڑی ہوئی تھیں۔۔ ضیغم نے ضبط کے مارے اپنے لب بھینچ لیے۔۔ سفید ہونٹ جن کا گلابی پن اسکی نگاہ بہکا دیا کرتا تھا، اس وقت آکسیجن ماسک تلے معمولی سے کھلے، ہولے ہولے سانس لے رہے تھے۔۔ اسکی ستواں ناک میں گھستی نالیاں۔۔۔

ضیغم کا دل شدت سے چاہا کہ اسے اس اذیت سے آزاد کر دے۔۔ مگر جو اندرونی اذیت وہ برداشت کر رہی تھی اسکے لیے یہ وقتی اذیت ضروری تھی۔۔ نم آنکھوں سے اسکی جانب دیکھتے ضیغم نے اپنا ہاتھ اسکی پیشانی کی طرف بڑھایا اور انگوٹھے سے اسکی سفید پیشانی پر واضح نیل کو چھوا۔۔۔ نرمی سے۔۔ محبت سے۔۔۔

جیسے سہلا رہا تھا۔۔

"جلدی سے آنکھیں کھول لو۔۔۔" اسکی طرف زرا سا جھک کر اس نے اپنی بھاری آواز میں سرگوشی کی۔۔ وہ جانتا کہ نشال نے جو کھویا ہے اسکے بعد وہ اسکی آنکھوں کی وہ چمک دیکھنے سے محروم ہو جائے گا جو اسکی آنکھوں میں دیکھ کر ضیغم اجلال کی آنکھوں میں ٹھنڈک اترنے لگتی تھی مگر اسکے باوجود وہ ان آنکھوں کو کھلا دیکھنا چاہتا تھا۔۔ اسکی بند آنکھیں اس پل ضیغم اجلال کے دل میں عجیب سی وحشت پھیلا رہی تھیں۔۔

"میں تمہاری آنکھوں میں اپنا عکس دیکھنا چاہتا ہوں زندگی۔۔۔!" اسکی بند پلکوں کو دیکھتا وہ یاسیت زدہ لہجے میں بول رہا تھا۔۔

نشال ہوش و حواس کی دنیا سے بے حد دور، اس وقت اپنی زندگی سے پرے۔۔۔ موت کی کشمکش میں مبتلا تھی۔۔

ضیغم ایک قدم پیچھے ہٹا اور بیڈ کے پاس پڑے سٹول پر بیٹھ گیا۔۔ اسکا سوئیوں میں جکڑا ہاتھ بہت احتیاط سے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔۔

"میں ٹوٹ چکا ہوں نشی۔۔۔ میری سانسوں کا بہت بوجھ ہے مجھ پر۔۔۔ صرف ایک بار۔۔۔ ایک بار میری طرف دیکھ لو یار۔۔ خدا کی قسم تمہاری ایک نظر مجھ میں یہ بوجھ اٹھانے کی ہمت پیدا کر دے گی۔۔ صرف ایک بار۔۔!!" اسکا ہاتھ اپنی آنکھوں سے لگاتے ہوئے وہ بھیگے لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔ زندگی میں پہلی بار وہ اتنا کمزور پڑا تھا کہ اسکی آنکھوں کا پانی بے اختیار ہو رہا تھا۔۔

"مجھے تمہاری دی ہر سزا قبول ہو گی۔۔ لیکن۔۔۔!!" وہ بولتے بولتے رکا۔۔ اسکی آواز بھاری ہوتی جا رہی تھی۔۔ وجہ حلق میں اٹکتے آنسو تھے۔۔

"سنو۔۔۔ طویل انتظار مت کروانا۔۔ میں برداشت نہیں کر پاؤں گا۔۔!" وہ بہت مدھم آواز میں گزارش کر رہا تھا۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ آنکھیں کھولتے ہی وہ اسکی ایک بھی نہیں سنے گی۔۔

"جانتا ہوں کہ تمہیں کبھی بتا نہیں پایا میں۔۔۔ سمجھا بھی نہیں پایا۔۔ لیکن جتانے کی ہر بار کوشش کی ہے۔۔ بار بار کوشش کی ہے کہ۔۔۔۔"وہ اٹک گیا۔۔ ضیغم کی آنکھ سے ٹوٹتے آنسوؤں نے نشال کے ہاتھ کی پشت کو نم کر دیا۔۔

"کہ میں۔۔۔

محبت کرتا ہوں تم سے۔۔۔

اپنی سانسوں سے زیادہ۔۔۔

اپنی دھڑکنوں سے بڑھ کر۔۔۔۔

اپنی ذات سے آگے۔۔۔

اپنے آپ سے جڑے ہر رشتے سے پہلے۔۔ صرف تمہیں چاہتا ہوں۔۔

خدا گواہ ہے کہ۔۔ اس دنیا میں۔۔ اللہ اور اسکے رسول کے بعد۔۔ ضیغم اجلال نے سب سے مقدم صرف نشال فاروقی کو جانا ہے۔۔!"اسکا ہاتھ ہنوز اپنی بھیگی آنکھوں سے لگائے وہ دھیمی آواز میں کہہ رہا تھا۔۔ اسکا اعتراف محبت اس قدر حسین تھا کہ اگر ان دونوں کے درمیان یہ براوقت موجود نہ ہوتا تو یقیناً وہ خوشی سے آدھی پاگل ہو جاتی۔۔

"میں جانتا ہوں کہ، تم سب جانتی ہو۔۔۔ سب پتہ ہے تمہیں۔۔ تم یہ بھی جانتی کہ میں اس پل کتنی تکلیف میں ہوں۔۔۔ لیکن تکلیف اس بات کی ہے کہ جب سب جانتی ہو تو پھر۔۔۔ کیوں کر رہی ہو ایسا۔۔۔ کیوں اپنی آنکھوں پر بے ہوشی کا پردہ سجا کر میری سانسوں کو دشوار کر رہی ہو۔۔ پلیز۔۔۔ دیکھو میں گزارش کر رہا ہوں۔۔ ایک بار آنکھیں کھول لو۔۔ مجھے مزید مت آزماؤ۔۔"بوجھل آواز میں بولتا وہ اس پل اپنے آپ میں نہیں تھا۔۔ وہ

اپنا ضبط گنوا رہا تھا۔۔ لیکن نشال ہنوز خاموش تھی۔۔ کچھ پل یونہی خاموشی سے سرک گئے۔۔ اسکا ہاتھ اپنی آنکھوں سے لگائے وہ گہرے سانس لیتا رہا۔۔

پھر اسکا ہاتھ اپنی آنکھوں سے ہٹا کر لبوں سے لگا لیا۔۔ اپنا دہکتا ہوا لمس اسکے ہاتھ پر چھوڑ کر اس نے نشال کا ہاتھ واپس بیڈ پر رکھ دیا۔۔۔

"میں جا رہا ہوں۔۔ جلد واپس آؤں گا۔۔!" وہ اسے یوں بتا رہا تھا جیسے وہ اسے سن رہی ہو۔۔

لیکن وہ اسکی آواز سننے کی حدود سے بہت آگے جا چکی تھی۔۔ ضیغم کچھ دیر یونہی اسے دیکھتا رہا پھر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

میری آنکھ سے تیرا غم چھلک تو نہیں گیا۔۔۔؟

تُجھے ڈھونڈ کر کہیں میں بھٹک تو نہیں گیا۔۔۔؟

تیری بد دعا کا اثر ہوا بھی تو فائدہ۔۔۔

میرے ماند پڑنے سے تُو چمک تو نہیں گیا۔۔۔؟

"کاش کہ میرے ماند پڑنے سے تم چمک جاتی نشال۔۔۔" اسکی جانب دیکھتے ضیغم کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہ تھی۔۔

"تم بکھری۔۔ تو میں بھی ٹوٹ گیا۔۔ لیکن کاش۔۔۔ کاش کہ میرا ٹوٹنا تمہیں دوبارہ جوڑ سکتا۔۔۔!!" اسے دیکھ کر سوچتے ضیغم نے اپنی آنکھ کے کونے پر اٹکا آنسو شہادت کی انگلی پر لے کر جھٹک دیا۔۔ لب بھینچے وہ دیوانہ وار اسکا ایک ایک نقش نگاہوں کے راستے دل میں اتارتا رہا۔۔ خود پر ضبط کرنا بڑا مشکل تھا، اس سے دور جانا تو محال ہی تھا مگر۔۔۔ وہ بے حسی سے مسکرایا۔۔ پھر وہ پلٹا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔ اسکی چال میں واضح شکستگی تھی۔۔

♦♦♦♦

بے قرار موسم میں

یاد کے جھروکوں سے
پھر تمہی سے ملنے کی
دل میں کتنی خواھش ہے
آج کل نومبر کی
پھر اداس شامیں ہیں
اور دسمبر آنے میں
تھوڑا وقت باقی ہے ان اجاڑ آنکھوں میں
زرد زرد راتیں ہیں اس سرد موسم میں
ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں جب بھی یاد آتے ہو
خود کو بھول جاتے ہیں

جھولا ہولے ہولے ہلتا چُوں۔۔۔چُوں کی دھیمی سی آواز پیدا کر رہا تھا۔۔موسم خزاں کی نازنجی شام میں فضاؤں میں رقص کرتی ہوائیں عجیب سی بے کلی تھی۔۔۔بے چینی ہی بے چینی تھی۔۔درختوں سے جھڑتے زرد پتے ماحول میں سوگواریت پھیلائے ہوئے تھے یا شاید سوگواری اسکے اندر ہی ٹھہر چکی تھی۔۔۔اسکی گھنیری پلکوں پر گزرے ماہ وسال کی تھکن سی تھی۔۔غلافی آنکھوں کا رنگ اس پل گلابی ہو رہا تھا۔۔جھولے سے لٹکتی اسکی ٹانگیں ہولے ہولے ہل رہی تھیں۔۔اس نے دھیرے سے اپنی پلکیں جھپکیں۔۔ہوا کا ایک شدید جھونکا اسکے چہرے سے ٹکراتا اسکے بالوں کے ساتھ اٹھکلیاں کرتا، زرد گھاس پر بکھرے بے شمار پتوں میں سرسراہٹ سی پیدا کر گیا۔۔مشال نے چہرے پر آتی لٹوں کو کان کے پیچھے اُڑس لیا۔۔۔جوڑے میں مقید بال اسکی گردن کو ڈھانپے ہوئے تھے۔۔

تین سال۔۔۔۔۔

تین سال بیت چکے تھے، لیکن وہ آج بھی وہیں کھڑی تھی جہاں وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا۔۔ اسے آج بھی وہ لمحے۔۔ وہ پل۔۔۔ وہ وقت۔۔ وہ رات یاد تھی۔۔۔ ضرغام کو یاد کرتی اسکی غلافی آنکھیں ایک پل کو سکڑی تھیں، ناک میں چمکتی لونگ اداس سی ہو گئی۔۔ آنکھوں میں نمی چمکنے لگی۔۔ جیسے اس رات چمکی تھی۔۔

"ضر پلیز۔۔۔۔!" اسکی سماعتوں میں اپنے ہی الفاظ گونجے تھے۔۔ آج پھر اسکی یاد مشال کی دھڑکنیں بڑھا گئی۔۔

"کیا آپ مجھے اس قابل نہیں سمجھتیں۔۔۔؟؟؟" سرخ آنکھوں سے اسکی جانب دیکھتا وہ تکلیف زدہ سا پوچھ رہا تھا۔۔ اسکی گرفت میں قید وہ ہولے ہولے لرز رہی تھی۔۔ یاد کرتے ہوئے مشال کی اداس آنکھیں بھیگنے لگیں۔۔ جب اس رات اسکی آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھ ضرغام ہولے سے اسکے رخساروں پر بکھرتے آنسوؤں کو چننے کے لیے جھکا تھا۔۔ مشال نے بے اختیار اپنے گالوں پر ہاتھ رکھے۔۔ دل شدت سے دھڑک اٹھا تھا۔۔ اسکے ہاتھ بھیگ گئے مگر۔۔ ہاں مگر ضرغام وہاں کہیں نہیں تھا۔۔ مشال نے اطراف میں نگاہ دوڑائی۔۔ وہ تو وہیں۔۔ خزاں کی اداس شام میں تنہا بیٹھی ہوئی تھی۔۔

"افففف۔۔۔ تم کب آؤ گے ضر۔۔۔!" آنکھیں میچتے ہوئے وہ بھیگی آواز میں بڑبڑائی۔۔

"بدتمیز۔۔۔ پتہ نہیں کہاں گم ہو۔۔!" اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ روتے روتے ہنسی۔۔ وہ ہنسی تھی کیونکہ، وہ اس سے ناراض کب تھا۔۔؟؟ وہ اس سے کبھی خفا ہو بھی نہیں سکتا تھا۔۔ یہ تو اسکے اپنے اندر کا خالی پن تھا جو پچھلے سات روز سے اسکے اندر چِلّا چِلّا کر اسے اسکی تین سال پہلے کی گئی زیادتی کا احساس دلا رہا تھا۔۔ عجیب سا خوف اور وسوسے تھے جو اسے ستا رہے تھے۔۔

جان تو وہ تین سال پہلے ہی گئی تھی کہ وہ ساحر اسکے دل میں گھر کر چکا ہے۔۔ مگر اسے ضرغام سے یوں۔۔۔ اس قدر۔۔ اس حد تک عشق ہو جائے گا کہ مقامِ انتہا تک جا پہنچے گا، اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔۔

"بات نہیں ہوئی اس سے۔۔۔؟؟" اپنی پشت سے ابھرتی آواز سن کر وہ چونک اٹھی۔۔پلٹ کر اسکی جانب دیکھا جو لبوں پر بھرپور مسکراہٹ سجائے اسی کو دیکھ رہی تھی۔۔مشال نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا تو وہ گھوم کر آگے آئی اور اسکے ساتھ ہی جھولے پر بیٹھ گئی۔۔

"ڈر لگ رہا ہے۔۔؟؟" اسکی بھیگی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نشال نے نرمی سے پوچھا۔۔وہ جانتی تھی کہ مشال ضرغام کی وجہ سے ڈسٹرب ہے۔۔

ہاں۔۔۔لیکن تمہیں کیسے پتہ چلا۔۔؟؟" اسکی طرف دیکھتے ہوئے مشال نے آہستگی سے پوچھا۔۔اسکی بات پر نشال نے سنجیدہ سی شکل بناتے ہوئے کندھے اچکائے۔۔

"اس میں پتہ لگنے والی کون سی بات ہے۔۔۔تمہاری آنکھیں کہہ رہی ہیں کہ تم خوفزدہ ہو۔۔۔!" نشال نے یقین سے کہا۔۔

"پھر تو تمہیں یہ بھی پتہ ہو گا کہ میں کیوں خوفزدہ ہوں۔۔!" مشال نے پھیکے پن سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔

"ہاں مجھے پتہ ہے۔۔تم بے وقوف ہو اس لیے خوفزدہ ہو رہی ہو۔۔۔" نشال ابھی بھی سنجیدہ تھی۔۔مشال نے ناسمجھی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

"وہ صرف تمہارا ہے مشی۔۔اگر چند دنوں سے اس نے تم سے بات نہیں کی تو ضروری نہیں کہ وہ بدل گیا ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ مصروف ہو۔۔!" نشال نے اسے رسانیت سے سمجھایا۔۔

"لیکن وہ کل ماموں سے بات کر رہا تھا۔۔میں نے اپنے کانوں سے سنی ماموں کی باتیں، وہ ضر سے ہی بات کر رہے تھے۔۔!" مشال نے خفگی بھرے انداز میں کہا۔۔

"ہو سکتا ہے کہ کوئی بہت ضروری بات ہو جو وہ ماموں سے کرنا چاہتا ہو۔۔!" نشال نے پھر سے ضرغام کی طرف سے اسکے دل سے واہمے نکالنا چاہے۔۔

"نشی تم نہیں سمجھ سکتی یار۔۔۔ پچھلے تین سال اس نے ہر رات مجھ سے بات کی ہے، اور اب۔۔ پچھلے سات دنوں سے وہ غائب ہے۔۔ نہ مجھ سے بات کر رہا ہے اور نہ ہی میرے کسی میسج کا ریپلائے کر رہا ہے۔۔ میرا وقت۔۔ تھم سا گیا ہے۔۔ سیکنڈز بھی گن گن کر گزرتے ہیں ایسا پاگل کر دیا ہے اس نے مجھے۔۔۔!" بے بسی سے کہتے ہوئے مشال نے اپنا سر جھکا لیا۔۔ آنکھیں پھر سے بھر آنے لگی تھیں۔۔ وہ اپنے جذبات اب نشال سے شئیر کر لیا کرتی تھی۔۔

رابطہ ٹوٹ جانے سے محبتیں ختم ہونا تو دور۔۔ کم بھی نہیں ہوتیں مشال۔۔۔ تم فکر مت کرو۔۔ وہ بہت جلد تم سے رابطہ کرلے گا۔۔!" اسکا نرم و نازک ہاتھ تھامتے ہوئے نشال نے نرمی سے کہا۔۔

"کر تو لے گا۔۔ مگر تب تک میں کیسے جیوں۔۔۔ میری برداشت ختم ہو رہی ہے۔۔۔!" مشال نے اپنی انگلیاں چٹخاتے ہوئے کہا۔۔ اسکی نگاہ ہنوز جھکی ہوئی تھی۔۔ ضرغام کا ذکر کرتے ہوئے وہ یونہی اکثر نظریں چرا لیا کرتی تھی۔۔

"اتنا اہم ہو گیا ہے وہ۔۔۔؟؟" اسکی ٹھوڑی چھوتے ہوئے نشال نے لہجے میں محبت سمو کر پوچھا۔۔ مشال نے فوراً بھیگی پلکیں اٹھا کر نشال کی جانب دیکھا جس کے ہونٹوں پر دھیمی مسکراہٹ تھی۔۔ ہمیشہ کی طرح اسکی ویران آنکھیں اسکے لبوں کا ساتھ نہیں دے پا رہی تھیں۔۔

"مجھے نہیں پتہ مگر۔۔۔ میں اب اسکے بغیر اپنی زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتی نشال۔۔ بہت ڈر لگتا۔۔ اگر وہ بدل گیا۔۔ دنیا کی بھیڑ میں کہیں کھو گیا۔۔ تو میں جیتے جی مر جاؤں گی۔۔ اور جیتے جی مر جانے کی تکلیف۔۔ میں دوبارہ برداشت نہیں کرنا چاہتی۔۔ میں کر ہی نہیں پاؤں گی۔۔!" مشال نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔۔ زندگی میں مرنے کی تکلیف پہلی بار اس نے اپنی عصمت پامال ہو جانے کے بعد نہ صرف محسوس کی تھی بلکہ برداشت بھی کی تھی۔ مگر وہ ضرغام ہی تھا جس نے اسکے تن مردہ میں جان ڈال کر اسے زندہ۔۔ ایک جیتی جاگتی انسان بنا ڈالا تھا۔۔

اور اب اسکی یہ سات دن کی لاتعلقی مشال کو سات صدیوں کی لاتعلقی لگ رہی تھی۔۔ اسکا چہرہ دیکھنے سے تو وہ محروم تھی ہی۔۔ اب ضرغام نے اپنی آواز سے بھی اسے محروم کر دیا تھا۔۔ جبکہ نشال اسکی بات سن کر پھیکی ہنسی ہنس دی۔ بھلا جیتے جی مرنے کی تکلیف اس سے بڑھ کر اور کون جان سکتا تھا۔۔

"وہ تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گا مشی۔۔۔ کبھی نہیں۔۔ اور تم دیکھنا۔۔ بہت جلد وہ تمہارے تمام خوبصورت خوابوں کی تعبیر کا روپ دھار کر تمہارے مقابل حقیقت بن کر کھڑا ہو گا۔۔ ان شاءاللہ۔۔!" اپنے ہاتھ میں موجود اسکے ہاتھ پر دباؤ بڑھاتے ہوئے نشال نے مضبوط لہجے میں کہا۔۔ اسکی بات پر مشال کے لبوں نے بے ساختہ جنبش کی تھی۔۔

"ان شاءاللہ۔۔!"

"اب اپنے دل سے سارے ڈر و خوف نکال دو اور اندر چلو۔۔ ممانی نے مجھے تمہیں ہی لینے بھیجا تھا۔۔ رات میں ملیحہ اور حمزہ آرہے ہیں۔۔ ڈنر کی تیاری کرنی ہے۔۔!" جھولے سے اتر کر اسکا ہاتھ کھینچتی نشال نے عجلت میں کہا۔۔

مشال بھی جھولے سے اترتی اسکے سنگ چلنے لگی۔

"پھر تو ضیغم بھائی بھی آرہے ہوں گے۔۔۔؟؟!" مشال کے کہنے پر نشال کے چلتے قدم ایک پل کو رکے۔۔ ہونٹوں پر سجی مسکراہٹ سمٹ گئی۔۔ آنکھوں میں ویرانی کی جگہ ایک عجیب سے سرد پن نے لے لی تھی۔۔

"میرا انکے آنے یا جانے سے کیا تعلق۔۔؟؟ یہ تو تمہیں ممانی سے ہی پوچھنا چاہیئے۔۔؟؟" پلٹ کر اسکی طرف دیکھتے ہوئے نشال نے مسکرا کر عام سے انداز میں کہا۔۔ مشال اسکی اس مسکراہٹ کو خوب سمجھتی تھی۔۔ یہ وہی۔۔ مخصوص سرد ترین مسکراہٹ تھی جو اسکے لبوں پر سجتے ہی اسکی غلافی آنکھوں کا رنگ گلابی ہو جایا کرتا تھا۔۔ پتہ چلتا تھا، وہ ضبط کر رہی ہے، مگر ضیغم اجلال کے ذکر پر وہ مسکرائے بغیر جواب نہیں دیتی تھی۔۔ یہ پچھلے

تین سالوں سے اسکی عادت بن چکی تھی۔۔مشال کو خاموش ہوتا دیکھ نشال نے اسکا ہاتھ چھوڑا اور اندر کی جانب قدم بڑھائے۔۔

"نشال۔۔؟؟"مشال نے بے ساختہ اسے پکارا۔۔نشال نے اپنے لب سختی سے بھینچے اور اسکی جانب پلٹی۔۔گلابی آنکھوں میں سوال تھا۔۔

"اور تمہارے خواب۔۔۔۔؟؟؟؟"مشال کا لہجہ بھیگا ہوا تھا۔۔اسکے سوال پر نشال کے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی۔۔

"اُنہیں راکھ ہوئے تو۔۔عرصہ بیت گیا۔۔!"نشال نے بہت دھیمی آواز میں کہا۔۔پھر وہاں رکی نہیں۔۔اندر کی جانب بھاگتی چلی گئی۔۔مشال کو ایک بار پھر اپنی عزیز از جان بہن کے لیے افسوس ہوا تھا۔۔

◆◆◆◆◆

لمبی سیدھی سڑک پر پولیس جیپ تیزی سے فراٹے بھر رہی تھی۔۔ہوا کے خنک جھونکے اسکی پیشانی پر بکھرے بالوں کو چھیڑتے اسکی وسیع پیشانی پر موجود سلوٹوں کو واضح کر رہے تھے۔۔۔اسکے ساتھ بیٹھا زمان موبائل کان سے لگائے انسپکٹر سے بات کر رہا تھا۔۔ ضیغم اس سے مکمل طور پر لاتعلق بنا ڈرائیونگ کر رہا تھا مگر اسکے کان زمان کی گفتگو کی جانب ہی تھے۔۔

"میں رات میں چکر لگاؤں گا۔۔مگر تب تک اسے حوالات میں ہی آرام کرواؤ۔۔ہمم۔۔بیل مت دینا۔۔کہہ دینا کہ ابھی اے-ایس-پی صاحب نہیں آئے۔۔!"وہ بڑی سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔

"ہوں۔۔ٹھیک ہے۔۔!"کہہ کر زمان نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔

مرڈر کیس تھا۔۔کسی سیاست دان کے خاص آدمی نے حال ہی میں مخالف پارٹی کے آدمی کا قتل کر دیا تھا۔۔زمان اسی جلسے میں شریک تھا۔اس نے موقعے پر ہی اسے گرفتار کر لیا تھا۔۔۔اور اب وہ سیاست دان اپنے آدمی کو باہر نکلوانے کے لیے سر توڑ کوششیں کر رہا تھا۔۔زمان اس معاملے میں ضیغم کی سپورٹ بھی نہیں لے پا رہا تھا کیونکہ دو

تین سال پہلے ہی اسکاٹر انسفر ملتان ہو گیا تھا۔۔ جبکہ زمان پتوکی میں ہی اٹکا ہوا تھا۔۔ ملیحہ اور حمزہ کی وجہ سے وہ آج ہی لاہور آیا تھا اور آتے ہوئے اس نے پتوکی سے زمان کو پک کر لیا تھا۔۔

"کیا بات ہے۔۔؟؟ پریشان لگ رہے ہو۔۔؟؟" ضیغم نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔ نگاہیں ہنوز سامنے سڑک پر ہی تھیں۔۔

"نہیں کچھ خاص نہیں۔۔ آپ گاڑی کسی کافی شاپ کے باہر روکیں یار۔۔ پھر بتاتا ہوں۔۔!" اپنی پیشانی مسلتے ہوئے زمان نے کوفت زدہ لہجے میں کہا۔۔ اسکے سر میں درد ہو رہا تھا۔۔ ضیغم نے ایک ترچھی نظر اس پر ڈالی تو وہ بول پڑا۔۔۔

"کیا یار۔۔ کبھی تو ماتھے کے یہ بل رہنے دیا کریں۔۔ ہر وقت جلاد بنے رہتے ہیں۔۔!" زمان نے کچھ سنجیدہ لہجے میں چڑ کر کہا۔۔

ضیغم نے سر جھٹکتے ہوئے سڑک پر نگاہ جمالی۔۔

"کتنے اوقات میرے ساتھ گزارتے ہو تم جو ان بَلوں سے شکایت ہو رہی ہے تمہیں۔۔؟؟" ضیغم نے اطمینان بھرے لہجے میں پوچھا۔۔ انداز جتاتا ہوا تھا کہ "بھائی ہماری تو ملاقات ہی مہینوں بعد ہوتی ہے۔۔ تم کن اوقات کی بات کر رہے ہو۔۔" ضیغم کے سوال پر زمان کو حقیقتاً افسوس ہوا۔۔۔

"جس وقت بھی ملا ہوں آپکی تیوری چڑھی ہوئی ہی ملی ہے۔۔!" زمان نے بنا لحاظ رکھے اسے کہا۔۔ وہ جانتا تھا کہ ضیغم اسکی سن لیتا ہے۔۔ اور حقیقت بھی یہی تھی کہ ضرغام کے بعد زمان اسے بے حد عزیز تھا۔۔ زمان کے جواب پر ضیغم نے اسے گھورنے پر ہی اکتفا کیا پھر زرا سے فاصلے پر نظر آتی کافی شاپ کے باہر جیپ روک دی۔۔ وہ دونوں جیپ سے اتر کر شاپ کے اندر داخل ہو گئے۔۔ کافی آرڈر کر کے ضیغم مکمل طور پر اسکی طرف متوجہ ہو گیا۔۔

"اب بولو کیا مسئلہ ہے۔۔۔؟؟ کوئی سیریس کیس ہے۔۔؟؟" ضیغم بھرپور سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"آپکو کیا فرق پڑتا ہے۔۔ آپ تو جا کر بیٹھ گئے ہیں پاکستان کی سب سے بہترین سٹی میں۔۔ ملتان۔۔۔" زمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ فل تپا ہوا تھا۔۔

ضیغم نے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبا کر اپنی مسکراہٹ کو روکا۔۔

ضرغام کے علاوہ زمان ہی وہ شخص تھا جو گزرے تین سالوں میں کئی بار اسکی مسکراہٹ کی وجہ بنا تھا۔۔ ضرغام بھی جب جب کال کرتا تو الٹے سیدھے چٹکلے سنا سنا کر اسے ہنسنے پر مجبور کر دیا کرتا تھا۔۔

"تم کیا روٹھی بیوی بن رہے ہو۔۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ معاملہ کیا ہے۔۔!" ضیغم کے کہنے پر زمان کا حلق کڑوا ہو گیا۔۔

"لاحولاولا قوت۔۔ میری اپنی بیوی روٹھی ہوئی ہے، بھلا مجھے کیا ضرورت ہے آپکی بیوی کا رول ادا کرنے کی۔۔ ویسے بھی وہ اپنا رول بہت اچھے سے ادا کر رہی ہے۔۔!" غیر سنجیدگی سے کہتے ہوئے زمان نے اسکی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا۔۔ نشال کے ذکر پر ضیغم کی دھڑکنوں میں شور برپا ہوا تھا۔۔ وہ پچھلے تین سالوں سے اسکی ایک جھلک دیکھنے سے بھی محروم تھا۔۔

"جنگلی انسان۔۔ میرا دماغ خراب مت کر۔۔۔ آخری بار پوچھ رہا ہوں بتا مسئلہ کیا ہے۔۔؟" ضیغم نے سلگے ہوئے لہجے میں کہا تو زمان کو اپنی ہنسی دبا کر سنجیدہ ہونا پڑا۔۔ اتنے ویٹر کافی لایا تو دونوں کے درمیان چند سیکنڈز کی خاموشی آ گئی۔۔ پھر اسکے جاتے ہی زمان گویا ہوا۔۔

"مرڈر کیس ہے۔۔ ان پولیٹیشنز نے عوام کے ساتھ ساتھ ہم پولیس والوں کو بھی اپنا زر خرید غلام سمجھ رکھا ہے۔ پرسوں جلسے میں انوائیٹڈ تھا میں۔۔ وہیں ایک پارٹی کے بندے نے دوسری پارٹی کے بندے کا قتل کر دیا۔۔ تو بس۔۔۔ اب پارٹی لیڈر اس قاتل کی رہائی چاہتا ہے۔۔!" زمان نے اسے شارٹ کٹ میں پوری بات بتائی۔۔

"ہمم۔۔۔" ضیغم نے اپنے لبوں کو سیٹی کے سے انداز میں سیکڑا۔۔ پھر اپنا مگ اٹھا کر لبوں سے لگا لیا۔

ایک گھونٹ بھر کر واپس ٹیبل پر رکھا اور شہادت کی انگلی سے اپنی آئی برو کا کونہ کھجایا۔۔انداز پر سوچ تھا۔۔

"اسے جانے مت دینا۔۔کیونکہ اگر وہ پولیٹیشن اسے بچانے کے لیے تڑپ رہا ہے۔۔تو اسکا ایک ہی مطلب ہے۔۔ وہ آدمی اسکے کالے دھندوں سے آگاہ ہے۔۔!" ضیغم نے زمان کو تصویر کا وہ رخ دکھایا جس کے بارے میں زمان ابھی سوچ بھی نہیں پایا تھا۔۔وہ سیدھا ہو بیٹھا۔۔

"تم اس آدمی سے ساری انفارمیشن نکلواؤ۔۔لیکن اس پر تشدد مت کرنا، کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔۔وہ کبھی منہ نہیں کھولے گا۔۔!" ضیغم سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔

"کیونکہ اسے اپنی موت کی فکر نہیں ہے، انفارمیشن دینے کی صورت میں موت تو اسے وہ پولیٹیشن بھی دے ہی دے گا۔۔رائٹ۔۔؟؟" ضیغم کی سوچ کو زمان نے زبان دے دی۔۔

"ایگزیکٹلی۔۔!" کہہ کر ضیغم کافی کے گھونٹ بھرنے لگا۔۔

زمان بھی اب خاموشی سے کافی پی رہا تھا۔

"اس سے پہلے کہ وہ پولیٹیشن اسکی کمزوری تک پہنچے۔۔تم اسکی کمزوری ڈھونڈ نکالو۔۔اسکی دکھتی رگ دباؤ مگر۔۔ اس رگ کو نقصان مت پہنچانا۔۔جب وہ انفارمیشن دے دے تو اسے چھوڑ دینا۔۔کیونکہ اس آدمی کو زیادہ دیر وہ لوگ حوالات میں رہنے نہیں دیں گے۔۔جب تم اسے چھوڑ دو گے تو وہ خود ہی اسے مار ڈالیں گے اور تب۔۔تب تم اپنے پاس جمع شدہ ثبوتوں کی بنیاد پر اس پولیٹیشن کے گھر پکا چھاپہ مارنا۔۔دیٹس آل۔۔!" وہ پورا کیس پانچ منٹ میں سولو کر کے اسکے سامنے رکھ چکا تھا۔۔زمان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔۔

"اب سر درد کچھ بہتر ہوتا محسوس ہو رہا ہے۔۔!" کہتے ہوئے زمان ہولے سے ہنسا۔ایک بھولی بھٹکی مسکراہٹ ضیغم کے لبوں پر بھی پھیل کر سمٹ گئی۔

"کافی پینے کا اثر ہے۔۔شاید۔۔!" ضیغم نے سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں۔۔ آپ سے ڈسکشن کا نتیجہ ہے۔۔!" زمان نے خندہ پیشانی سے تسلیم لیا۔۔

ضیغم سر جھٹک کر کافی پینے لگا۔۔ تبھی زمان کا موبائل بج اٹھا۔۔ مگ لبوں سے ہٹا کر زمان نے ایک نظر موبائل پر جگمگ کرتے نمبر کے ساتھ واضح نام پر ڈالی۔ کال ریسیو کرتے ہوئے اسنے ترچھی نگاہوں سے سامنے بیٹھے ضیغم کی طرف دیکھا جو اب لاتعلق بنا بیٹھا اپنے موبائل میں لگا ہوا تھا۔۔ زمان بخوبی جانتا تھا کہ مقابل بیٹھا شخص بند آنکھوں سے بھی دیکھنے اور بہرے کانوں سے بھی سننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔۔ کجا کہ سامنے بیٹھ کر انجان رہنا۔۔؟؟ اسکے کال ریسیو کرتے ہی دوسری جانب سے سلام کیا گیا تھا۔۔

"وعلیکم السلام۔۔!" زمان نے دھیمی آواز میں جواب دیا۔۔

"کہاں رہ گئے ہو...؟؟ آئے کیوں نہیں ابھی تک۔۔؟؟ ماما کب سے ویٹ کر رہی ہیں تمہارا۔۔!" نشال نے چھوٹتے ہی پے درپے سوالات کر ڈالے۔۔ وہ بے ساختہ بہن کی اس قدر بے تابی پر مسکرایا تھا۔۔

"یار راستے میں ہی ہوں بس تھوڑی دیر تک پہنچ رہا ہوں۔۔!" زمان نے نرمی سے کہا۔ ایک بار پھر ضیغم کی جانب دیکھا۔۔ وہ موبائل میں منہمک تھا۔۔ چہرہ بے تاثر تھا۔۔

"نوٹنکی نمبر ون۔۔!" زمان نے دل ہی دل میں ضیغم کو لقب سے نوازا۔۔

"اگر تم اگلے پندرہ منٹ میں یہاں نہ پہنچے تو پھر مشال سے ہی مل کر جانا۔۔ میں تمہارے لیے اپنے کمرے کا دروازہ نہیں کھولوں گی۔۔!" نشال کی سنجیدہ سی آواز فون کے سپیکر سی ابھری تو وہ بے ساختہ قہقہ لگا کر ہنسا۔۔ ضیغم نے لب بھینچتے ہوئے پہلو بدلا۔۔

"اوہ۔۔ تو بھانبھڑ جل رہے ہیں۔۔!" ضیغم کو مسکاتی نظروں سے دیکھتے ہوئے زمان نے سوچا۔۔

"ارے واہ۔۔ کمرے میں کیوں۔۔ ڈنر ٹیبل پر ملیں گے ناں ہم۔۔!" کہتے ہوئے زمان نے حقیقتاً ضیغم کے گلے پر پاؤں رکھا تھا۔۔ وہ بخوبی جانتا تھا کہ پچھلے تین سالوں میں ضیغم صرف ملیحہ اور حمزہ کے امریکہ سے پاکستان آنے پر

تین بار فاروقی ہاؤس گیا ہے۔۔ اور تینوں دفعہ ہی نشال کمرہ نشین ہو گئی تھی۔۔ جبکہ لاہور تو وہ سال میں کئی بار آتا تھا مگر جس کام سے آتا وہ نمٹا کر واپس ملتان چلا جایا کرتا تھا۔۔ ملیحہ ہر سال حمزہ کے ساتھ نومبر کے آخر میں پاکستان آکر دسمبر ہولیڈیز کے بعد ہی امریکہ جایا کرتی تھی۔۔

"آج نہیں ملوں گی ڈنر ٹیبل پر۔۔ میرے کمرے میں آنا وہیں مل کر چائے پی لیں گے۔۔۔!" نشال کی آواز میں سرد مہری سی تھی۔۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ زمان، ضیغم کے آس پاس ہی ہے۔۔

"اور اسکی وجہ۔۔؟؟ چلو چائے پیتے ہوئے ہی پوچھوں گا۔۔!" زمان نے ضیغم کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر بات ختم کرنے کا سوچا۔۔ نشال نے دوسری جانب سے جانے کیا کہا کہ وہ قہقہ لگاتے ہوئے کال ڈسکنیکٹ کر گیا۔۔

گزرے وقت نے فاروقی ہاؤس والوں پر زمان کی اصلیت واضح کر دی تھی۔۔ ان سب نے وقت اور حالات کے ستائے زمان علوی کو دل سے قبول کر لیا تھا۔۔ ضرغام کے سڈنی چلے جانے کے بعد سے وہ ضرغام کا کردار بخوبی نبھا رہا تھا۔ مہینے میں دو بار وہ اپنی بہنوں اور ماں بجا فریحہ بیگم سے ملنے ضرور جایا کرتا تھا۔۔ شازمہ بیگم بھی اسے عزیز تر رکھتی تھیں اور آغا جان کو تو اسکے آنے پر ہفت اقلیم کا خزانہ مل جایا کرتا تھا۔۔ ضرغام ملک سے دور تھا اور ضیغم۔۔۔ ضیغم کو انہوں نے خود فاروقی ہاؤس سے دور کر رکھا تھا۔۔ اور وجہ۔۔۔؟؟؟ وجہ یقیناً نشال کا وہ فیصلہ تھا جو اسنے تین سال پہلے کیا تھا۔۔

"اب کون سی سوچوں میں گم ہو۔۔؟؟ چلیں۔۔؟؟" چیئر سے کھڑے ہوتے ہوئے ضیغم بولا تو زمان حال میں واپس آتا خود بھی کھڑا ہو گیا۔۔ وہ دونوں آگے پیچھے کافی شاپ سے باہر نکل آئے۔۔ ضیغم کا وجود ایک بار پھر ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہوا میں تحلیل ہو رہا تھا۔۔ اب اسے ایک بار پھر اذیت سے گزرنا تھا۔۔

مجھے جو کچھ بھی کہنا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی میں کہہ نہیں پایا!

میری تحریر کی زَد میں-----------------

ابھی تو کچھ نہیں آیا!!

ابھی وہ کرب لکھنا ہے-------------

جسے محسوس کرتا ہوں!!

ابھی وہ خواب لکھنے ہیں---------

جو اِن آنکھوں میں پلتے ہیں!!

مجھے اُن کو بھی لکھنا ہے،

جنہیں میں ڈھونڈ نہ پایا!!!

ابھی وہ لوگ لکھنے ہیں، جو---------

کھو کر ہاتھ ملتے ہیں!!

ابھی وہ اشک لکھنے ہیں---------

کبھی جو کہہ نہیں پایا!!

میری تحریر کی زد میں---------------

ابھی تو کچھ نہیں آیا!!

ابھی تو------------موسموں کی شوخیاں تحریر کرنی ہیں!

اٹھانے ہیں ابھی دریا سے مجھ کو پیاس کے پہرے---------

ابھی تو خشک پیڑوں پہ مجھے رم جھم بھی لکھنی ہے!

کہیں پہ دھوپ لکھنی ہے-------------کہیں پہ تیرگی چھایا!

میری تحریر کی زد میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابھی تو کچھ نہیں آیا!!

ابھی تو وہ سفر لکھنا ہے جو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔در پیش ہے مجھ کو!

ابھی تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم کو اپنی پیاس کا صحرا دکھانا ہے!!

ابھی تو ہجر کی لکھنی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساری ماتمی راتیں!!

ابھی تو ایسے لمحے بھی تمہیں آ کر سنانا ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہ جن سے اشک آنکھوں میں، مگر۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس دل کو بہلایا

میری تحریر کی زد میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابھی تو کچھ نہیں آیا!!

ابھی وہ پل بھی لکھنے ھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تیرے سنگ بِیتے تھے!!

ابھی وہ لوگ لکھنے ھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جو مُجھکو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کھو کے پچھتائے!!

مُجھے وہ سب ھی لِکھنا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تُم سے کہہ نہیں پایا!!

میری تحریر کی زد میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی تو کچھ نہیں آیا!!

♦♦♦♦

ائیر پورٹ پر ایک ہجوم جمع تھا۔۔ چہل پہل حد سے زیادہ تھی۔۔ وہ اپنا سوٹ کیس گھسیٹتی میڈم نبیلہ کے ساتھ چل رہی تھی۔۔ چال میں مضبوطی تھی مگر اسکا چہرہ۔۔۔ اس پل شکست وریخت کی علامت بنا ہوا تھا۔۔۔ وہ فرسٹ

فلور پر آکر چیکنگ ایریا کی طرف بڑھ رہی تھی کہ جب زمان کی آواز نے اسکے قدم جکڑ لیے۔۔سامعہ کا لگا وہ مڑے گی تو پتھر ہو جائے گی۔۔مگر اسے پلٹنے کا موقع دیے بغیر وہ جلدی سے اسکے سامنے آگیا تھا۔۔۔

"میں اندر تمہارا ویٹ کر لوں گی۔۔جلدی آجانا۔۔!" میڈم نبیلہ نرمی سے کہہ کر چیکنگ ایریا کی طرف بڑھ گئیں۔۔سامعہ نے نگاہ پھیر لی۔۔

"اب کیا ہے۔۔؟؟" اسکی طرف دیکھے بغیر وہ بے تاثر لہجے میں پوچھ رہی تھی۔۔زمان کی سرخ آنکھوں میں نمی تھی۔۔سانس خشک ہو رہا تھا۔۔

"تم نے سچ میں مجھے معاف کر دیا ہے ناں۔۔؟؟" زمان نے دھیمی آواز میں پوچھا۔۔

سامعہ نے اپنے لبوں پر زبان پھیری۔۔۔

"ہاں۔۔۔!" نگاہ کا مرکز اب بھی ارد گرد کے لوگ تھے۔۔

"پھر میری طرف دیکھ کیوں نہیں رہیں تم۔۔؟؟" زمان کے لہجے میں تڑپ تھی۔۔سامعہ کو اُس پل اپنا آپ پتھر کرنا بے حد مشکل لگا تھا۔۔

"کیونکہ میرا آپ سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور جو بھی۔۔جتنا بھی ہے۔۔۔وہ بھی بہت جلد ٹوٹ جائے گا۔۔!" سامعہ نے سفاکی سے کہا۔۔زمان کا دل اس پل پھڑ پھڑا کر رہ گیا۔۔

"میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا۔!" زمان سنجیدگی سے بولا۔۔

"مجھے طلاق چاہیئے بھی نہیں۔۔میں خلع لے لوں گی۔۔۔!" سامعہ نے سرد مہری سے کہا۔۔زمان کا دل کیا خود کو شوٹ کر لے۔۔وہ اس سے دور جا رہی تھی۔۔اور وہ اسے روک نہیں پا رہا تھا۔۔۔

"جب تم فیصلہ کر ہی چکی ہو کہ مجھے موقع نہیں دو گی۔۔ تو پھر کیا فرق پڑتا ہے کہ ہم میں یہ رشتہ باقی رہے یا نہ رہے۔۔ تمہارے لیے تو دونوں باتیں ایک جیسی ہی ہیں ناں۔۔!" زمان نے تھکے ہارے انداز میں کہا۔۔ اس بار اسکی بات پر سامعہ نے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

"کہنا کیا چاہتے ہیں آپ، جلدی کہیں۔۔ ایم گیٹنگ لیٹ۔۔!" سامعہ کے انداز میں نخوت تھی۔۔ اسکی یہ بے اعتنائی زمان کے دل پر لگی تھی۔۔

"مطلب یہ کہ۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے بچے سے میرا نام چھِن جائے۔۔۔ تم بھلے ہی میرے ساتھ نہ رہو۔۔ بھلے ہی مجھے موقع نہ دو۔۔ مگر پلیز۔۔ اپنا نام مجھ سے الگ کر کے ہماری اولاد کو بے نام مت کرو سامعہ۔۔!" زمان کی سنجیدہ بات پر سامعہ ایک پل کو خاموش ہو گئی۔۔ پھر نگاہ بدلتے ہوئے چیکنگ ایریا میں جاتے پیسنجرز کو دیکھنے لگی۔۔

"میں سوچوں گی۔۔۔!" کہتے ہوئے سامعہ نے جیسے اس پر احسان عظیم کیا تھا۔۔ پھر بنا اسکی طرف دیکھے چیکنگ ایریا کی طرف بڑھنے لگی۔۔ زمان نے سرعت سے اسکی کلائی تھام لی۔۔ وہ اس وقت اپنے پولیس یونیفارم میں تھا۔۔ اسکی جرات پر سامعہ نے کوئی احتجاج نہیں کیا تھا۔۔ وہ بے حس بن کھڑی اسکے اپنی کلائی چھوڑنے کا انتظار کرنے لگی۔۔ دھڑکنوں کا ردھم اس پل الگ ہی لے لیے ہوئے تھا۔۔ زمان ایک قدم اسکی جانب بڑھا اور ایک جھٹکے سے اسکی کلائی کھینچ کر اسکا رخ اپنی جانب موڑا۔۔ وہ سیدھا اسکے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔ آس پاس پیسنجرز نے یہ منظر دیکھا مگر شاید وہ سب بھی انکے درمیان رشتے کو سمجھ رہے تھے۔۔ کچھ کے چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ تھی۔۔ جبکہ اردگرد سے لاتعلق سامعہ ساکت کھڑی اپنے گرد اسکے بازوؤں کا حصار محسوس کرتی رہی۔۔ آنکھیں بہنے کو تھیں مگر وہ بڑے ضبط سے اپنے آنسو حلق میں اتار رہی تھی۔۔ جبکہ وہ اب بھیگی ہوئی آواز میں اسکے کان میں سرگوشی کر رہا تھا۔۔۔

"آئی لو یو۔۔۔ میرا دل میری آخری دھڑکن تک تمہارا اسیر رہے گا سامعہ۔۔۔!" زمان کی آواز جذبات سے بوجھل تھی۔۔۔

سامعہ چپ چاپ اپنے ہاتھ پہلو میں گرائے کھڑی تھی۔۔ وہ آہستگی سے اس سے الگ ہوا۔۔ سامعہ نے پتھرائی ہوئی نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔ زمان کی آنکھوں میں پانی تھا۔۔ وہ پلٹی اور چیکنگ ایریا کی طرف بھاگتی چلی گئی۔۔ دو آنسو ٹوٹ کر اسکی سیاہ آنکھوں سے نکل کر رخساروں پر بہہ نکلے۔۔

"مم۔۔۔!" ایشل کی پکار پر وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔۔ جلدی سے اپنے گال رگڑے۔۔ سیاہ چمکیلی آنکھوں کو پٹپٹاتے ہوئے وہ بڑی معصومیت سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

"جی مم کی جان۔۔؟؟" زبردستی مسکراتے ہوئے سامعہ نے اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے اسکی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے۔ ایشل اپنے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی بیڈ کے سرہانے بیٹھی سامعہ کے پاس آئی جو ٹانگیں لٹکا کر بیڈ پر بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔۔ اسکے بڑھے ہوئے تھام کر ایشل نے اسکی گود میں چڑھنا چاہا تو سامعہ نے زرا سا جھک کر اسے اپنی گود میں اٹھالیا اور اسکے دونوں گال چومے۔۔

"مم آپ۔۔۔ تیوں لو۔۔ لئی او۔۔" (مم آپ کیوں رو رہی ہو۔۔) اپنی توتلی زبان میں رونے والا منہ بنا کر وہ معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔۔ ساتھ ہی اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اسکے گال صاف کیے۔۔ سامعہ روتے روتے ہنس پڑی۔۔

"نہیں تو۔۔۔ یہ کام تو میری ایچھل کا ہے ناں۔۔" اسکے ننھے ہاتھ چومتے ہوئے سامعہ نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔۔ وہ اسے پیار سے ایشل کی بجائے ایچھل ہی کہتی تھی۔۔۔

"ایں۔۔۔ میں تو بش جب بھوت لدتی اے تب ہی لوتی اوں۔۔!" (ایں میں تو بس جب بھوک لگتی ہے تب ہی روتی ہوں۔۔) وہ بڑی سمجھداری سے اپنی صفائی دے رہی تھی۔۔

"آپ تو بھی بھوت لد لئی اے۔۔؟"(آپکو بھی بھوک لگ رہی ہے۔۔؟)ایک اور سوال۔۔۔سامعہ اسکے فکرمند انداز پر ہنستی چلی گئی۔۔

"ہاں بہت۔۔۔۔!"سامعہ نے بہت کو لمبا کرتے ہوئے اسکے سوالات ختم کرنے کو اسکی مرضی کا جواب دیا۔

"تو چھل۔۔آپ باباتو۔۔پھون کل دیں،ام باباتے شاتھ باہل چھے پجا کھا کل آئیں گے۔۔!"(تو پھر آپ بابا کو فون کردیں۔۔ہم بابا کے ساتھ باہر سے پزا کھا کر آئیں گے۔۔!"اس نے سر دھنتے ہوئے فوراً اگلا حکم نامہ جاری کیا۔۔

اسکی بات پر سامعہ کے چہرے پر تاریک سا سایہ آکر لہرا گیا۔۔وہ بڑی مشکل سے مسکرائی۔۔

"ارے۔۔ایچھل کے باباتو سپر ہیر وہیں ناں۔۔؟؟جرمز سے ڈھیشوں ڈھیشوں کرکے لڑتے ہیں ہم سب کی خاطر۔۔ہے ناں ایشو۔۔؟؟"اسکی چھوٹی سی ٹھوڑی محبت سے چھوتے ہوئے سامعہ نے سوال کیا۔۔ایشل نے جوش سے سرہاں میں ہلایا۔۔زمان کی بابت اسکی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی۔۔۔

"تو میری پرنسس۔۔آپکے بابا ابھی فائٹنگ کررہے ہیں۔۔ابھی وہ نہیں آسکتے۔۔ہم ایک کام کرتے ہیں۔۔آج پزا گھر پر ہی آرڈر کرلیتے ہیں۔۔پھر پرسوں سنڈے ہے ناں۔۔بابا آئیں گے تو پھر ہم باہر سے پزا کھا کر آئیں گے۔ ٹھیک ہے۔۔؟؟"سامعہ نے اسے اسی کے طور پر سمجھانے کی بھرپور کوشش کی تھی۔۔ایشل نے پہلے تو آنکھیں پٹپٹا کر سامعہ کی طرف دیکھا۔۔پھر آگے بڑھ کر اسکے دونوں گال باری باری چوم لیے۔۔۔

"اوکے مم۔۔اا۔۔"وہ جب موڈ میں ہوتی تو یونہی وقفہ لے کر اسے مما کہا کرتی تھی۔۔سامعہ نے اس پر نہال ہوتے ہوئے اسکے گال چوم لیے پھر اسے گود میں اٹھائے کمرے سے باہر نکل آئی۔۔لاؤنج میں دیکھا تو میڈم نبیلہ صوفے پر پاؤں پسارے بیٹھی چپس کتر رہی تھیں۔۔ نظروں کا مرکز ٹیلی ویژن کی بڑی سی سکرین تھی جس پر کوئی ہارر مووی چل رہی تھی۔۔

"مم۔۔۔وہ جن۔۔۔!" اسکے گلے میں اپنے چھوٹے چھوٹے بازو ڈال کر اس سے چپکتی ایشل ڈرتے ہوئے بولی۔۔ وہ سکرین پر چلتا منظر دیکھ چکی تھی۔۔ان دونوں کو وہاں آتے دیکھ میڈم نبیلہ نے جلدی سے چینل بدل دیا۔۔ جانتی تھیں کہ انکی دلاری کس قدر ڈرپوک ہے۔۔سامعہ مصنوعی خفگی سے انہیں دیکھتی انکے پاس ہی صوفے پر بیٹھ گئی۔۔

"اب کریں پزا آرڈر۔۔۔لاڈلی کو پزا کھانا ہے۔۔۔!" ایشل کو اپنی گود سے اتر کر میڈم نبیلہ کی گود میں گھستا دیکھ سامعہ نے ہنستے ہوئے کہا۔۔

"شچ میں ایچھل۔۔؟؟" ایشل کو سیدھا کرتے ہوئے انہوں نے اسی کی زبان میں اس سے پوچھا۔۔انہیں اسکا آنکھیں پٹپٹا کر سر ہلانا بہت اچھا لگتا تھا۔۔اور انکے سوال کے جواب میں اس نے حسب توقع ویسا ہی کیا تو اسکے گال پر پیار کرتیں وہ پزا آرڈر کرنے لگیں۔۔سامعہ نے مطمئن سی ہو کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگالی۔۔

پھر منازل سے.........تعلق نہیں رھتا انکا

جنکے حصے میں محبت کے سفر آتے ھیں.......!!!

♦♦♦♦

ڈائننگ ٹیبل پر انواع واقسام کے لوازمات چن دیے گئے تھے۔۔مشال ساتھ ساتھ ملیحہ بھی ضیغم کے آنے کی خوشی میں پیش پیش تھی مگر اسکا ڈھائی سالہ حذیفہ اسکے دوپٹے کا کونہ پکڑے اسکے ساتھ ساتھ کچن سے لاؤنج کے چکر کاٹ رہا تھا۔۔سب ہی اسکی شرارتوں اور باتوں پر کھکھلا رہے تھے۔۔۔جبکہ نشال کچن میں موجود تھی۔۔گیٹ پر گاڑی کا ہارن بجا تو نشال کے معمول کی رفتار سے دھڑکتے دل کی دھڑکنیں ایک پل کو ساکت ہوئی تھیں۔۔ایک بار ساری ڈشز کا جائزہ لے کر اس نے آخر میں سویٹ ڈش ٹیسٹ کی۔۔سب کچھ پرفیکٹ تھا۔۔سر پر دوپٹہ لیتی وہ سرعت سے کچن سے باہر نکلی۔۔تیز تیز قدم اٹھاتی وہ لاؤنج سے نکلتی لیونگ روم کی طرف بڑھی۔۔بے ساختہ ملیحہ

اور مشال نے پلٹ کر لاؤنج سے نکلتی نشال کو دیکھا مگر اس پل اسے روکنے کی ہمت کسی میں نہیں تھی۔۔ صوفے پر براجمان آغاجان میں بھی نہیں۔۔لیونگ روم پار کر کے تیز تیز قدموں سے سیڑھیاں چڑھتی وہ فرسٹ فلور پر آگئی۔۔۔ اپنے کمرے میں گھس کر اس نے دروازہ لاک کر دیا۔۔بند دروازے سے ٹیک لگا کر وہ کچھ دیر یونہی کھڑی لمبے لمبے سانس لیتی رہی۔ پھر وہیں بیٹھتی چلی گئی۔۔۔ غلافی آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں،

ایک سال بعد۔۔ آج پھر آنکھوں میں نمی سی تھی۔۔

ہر سال جب جب وہ فاروقی ہاؤس میں قدم رکھتا تھا، تب تب نشال کی آنکھ بھر آتی تھی جسے چھلکنے سے اس نے آج تک روکا ہوا تھا۔۔ اسکے اندر جمی آنسوؤں کی برف جانے کب پگھلنے والی تھی۔۔

اگر وہ مہربان ھوتا۔۔۔

تو میری آنکھ میں۔۔۔

نہ جھلملاتی یہ نمی ھوتی۔۔۔

نہ میرے دِل کی وادی میں۔۔۔

خزاں کا قافلہ ھوتا۔۔۔

اگر وہ مہربان ھوتا۔۔۔

میری ب-ے نور آنکھوں میں۔۔۔

ستارے قید کر دیتا۔۔۔

میری زخمی ہتھیلی پر۔۔۔

وہ کوئی پھول رکھ دیتا۔۔۔

میرے ہاتھوں کو۔۔۔

اپنے ہاتھ میں لے کر۔۔۔

وہ یہ کہتا۔۔۔

محبت روشنی ھے۔۔۔

رنگ ھے۔۔۔

خوشبو ھے۔۔۔

ستارہ ھے۔۔۔

قسم مجھ کو محبت کی۔۔۔

مجھے تُو سب سے پیارا ھے۔۔۔

مگر ایسا تو تب کہتا۔۔۔

اگر وہ مہربان ھوتا۔۔۔

◆◆◆◆

"چٹاخ۔۔۔" تھپڑ کی آواز پورے کوریڈور میں گونجی تھی۔۔۔ کئی پولیس اہلکاروں نے پھٹی پھٹی حیران نگاہوں سے چہرہ جھکائے کھڑے ایس-پی ضیغم اجلال کو دیکھا تھا جو تھپڑ کھا کر یوں کھڑا تھا جیسے مقابل کھڑی عورت نے تھپڑ اسے نہیں کسی دیوار کو مارا ہے۔۔

"ام۔۔ مو۔۔۔ میری بات سنیں آپ۔۔ بھائی کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔!" انکے اور ضیغم کے درمیان آتے ہوئے ضرغام نے ضیغم کی طرف سے صفائی دینا چاہی تھی۔۔ وہ خود اپنی ماں کے اس قدر اشتعال پر حق دق رہ گیا تھا۔۔ مگر ضیغم کے لیے تو جیسے سب متوقع تھا۔۔ وہ اپنی پشت پر ہاتھ باندھے کسی پتھر کے مجسمے کی طرح انکے سامنے کھڑا ہوا تھا۔۔ آغا جان نم آنکھوں سے چپ چاپ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔۔۔

"یہی دن دیکھنا باقی رہ گیا تھا میرے لیے۔۔۔ میں سمجھتی رہی کہ ایک شیر کو پال رہی ہوں۔۔۔ فخر ہوتا تھا مجھے جب باباجان کہتے تھے کہ میرا بیٹا شیر ہے۔۔۔!" ضرغام کے ہاتھ جھٹک کر اسکا گریبان پکڑتی وہ بھیگے لہجے میں بولی تھیں۔۔ آواز بہت دھیمی تھی۔۔ ضیغم اپنے لب بھینچے خاموشی سے انکی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ کوئی صفائی دینے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔

"اموآپ میرے ساتھ چلیں۔۔ میں آپ کو سب بتاتا ہوں۔۔" ضرغام نے پھر سے بولنے کی جرات کی تھی مگر وہ اسکی طرف متوجہ نہیں تھیں۔۔

"مگر نہیں۔۔ تم شیر نہیں ہو میرے بیٹے۔۔ تم تو وہ سانپ ہو جو اپنی تسکین کے لیے اپنی ہی اولاد کو نگل جاتا ہے۔۔ تف ہے تم پر۔۔۔ اور تف ہے اس وقت پر جب میں نے تم پر فخر کیا۔۔۔!" سرد لہجے میں بولتی شازمہ بیگم اسے بے جان کر گئی تھیں۔ انہوں نے اپنے الفاظ سے اسکا دل لہولہان کر دیا تھا۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی ضیغم کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بکھرا تو اس نے جلدی سے سر جھکا کر اپنا نچلا لب دانتوں میں دبا لیا۔۔ دل کا درد حد سے بڑھ چکا تھا۔۔ اسکی سسکیاں لبوں سے نہیں، دل سے نکلتی روح میں بین کر رہی تھیں۔ جبکہ ان کے الفاظ نے جہاں ضیغم اجلال کی روح چھلنی کر دی تھی وہیں آغا جان بھی تڑپ اٹھے۔۔

"شازمہ۔۔۔ بس خاموش ہو جاؤ۔۔!" ضیغم کے قریب آتے ہوئے انہوں نے شازمہ بیگم کو ٹوک دیا۔۔ ضرغام خود اپنے بھائی کی بکھری حالت پر افسردہ تھا۔۔

"اس نے اپنی نسل ختم کر دی ہے باباجان۔۔ اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میں خاموش ہو جاؤں۔۔؟؟" شازمہ بیگم کی آواز بیٹھی ہوئی تھی۔۔ وہ سارے راستے روتی آئی تھیں۔۔ اور یہاں آکر جس چیز نے انہیں سب سے زیادہ مشتعل کیا تھا وہ ضیغم کی غیر موجودگی تھی۔۔ وہ کیس کے سلسلے میں سوات گیا ہوا تھا، اور پھر جب تک وہ واپس آیا،

شازمہ بیگم جان چکی تھیں کہ نشال کی گود ہمیشہ کے لیے اجڑ چکی ہے۔۔ یہ غم، غم نہیں کوئی پہاڑ تھا جو انکے وجود پر قہر بن کر ٹوٹا تھا۔۔ نتیجتاً اسکے واپس آتے ہی انہوں نے اس پر چڑھائی کر دی تھی۔۔۔

"امو آپ کیوں اتنا رو رہی ہیں یار۔۔ ابو جی کو آجانے دیں ناں۔۔ ہم لاہور جا کر ایک بار سارے ٹیسٹ کروالیں گے۔۔۔ میں نے نشی کی رپورٹس دیکھی ہیں۔۔۔ معاملہ اتنا کریٹیکل نہیں ہے جتنا ان ڈاکٹرز نے بنا دیا ہے۔ ایسے کیسز میں تھرٹی پرسنٹ چانسز ہوتے ہیں۔بیلیو می۔۔۔!" انکے ہاتھ تھام کر دباتے ہوئے ضرغام نے سنجیدگی سے کہا۔۔ وہ کسی بھی طرح انہیں سنبھالنا چاہتا تھا۔۔ شازمہ بیگم نے ضیغم کو گھورا جو دانتوں پر دانت جمائے نگاہ جھکائے کھڑا تھا۔۔

"یہاں سے دفع ہو جاؤ تم۔۔۔!" وہ غرائی تھیں۔۔

"شازمہ۔۔۔" آغا جان نے تنبیہی انداز میں انہیں ٹوکا۔۔

"جب تک نشال کو ہوش نہیں آجاتا۔۔ میں کہیں نہیں جاؤں گا۔۔!!" اپنی لہو رنگ نظریں زمین پر گاڑھے وہ مضبوط لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔

"امو آپ آئیں میرے ساتھ۔۔" اس سے پہلے کہ وہ پھر کچھ بولتیں ضرغام نے انہیں اپنے بازو کے حصار میں لیتے ہوئے ایک طرف کو گھسیٹ لیا۔۔

"السلام علیکم۔۔۔!" سلام کی آواز پر انہوں نے چونک کر اپنے سامنے سر جھکائے کھڑے زمان کی جانب دیکھا۔۔ حال میں واپس آتے ہوئے انکی آنکھوں میں نمی سی اتر آئی تھی۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔!" نم آنکھوں سمیت مسکراتے ہوئے انہوں نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔ پھر اپنے لخت جگر کی تلاش میں اسکے پیچھے پورے لاؤنج میں نگاہ دوڑائی۔۔ وہاں سب تھے سوائے انکے مغرور شہزادے کے۔۔ شازمہ بیگم کا دل ڈوب سا گیا۔۔

"وہ۔۔ ضیغم نہیں آیا۔۔؟؟" انہوں نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔۔ گزرے وقت نے انکے لہجے کی طراری و کرختگی ختم کر دی تھی۔۔ انکے سوال پر زمان ہولے سے مسکرایا۔۔

"آئے ہیں۔۔ باہر لان میں ہیں، امپورٹنٹ کال آگئی تھی۔۔۔۔، سن کر آجاتے ہیں۔۔!" زمان نے دھیمے لہجے میں انہیں جواب دیا تو انکی نم آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔۔ تبھی انکی نگاہ دروازے سے اندر آتے ضیغم اجلال پر پڑی۔۔ سفید شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے، گرے ڈریس پینٹ پہنے وہ ماحول پر چھایا ہوا لگ رہا تھا۔۔ اسکا دراز قد اور چوڑے شانے اسے سب میں نمایاں بناتے تھے۔۔

"لیجیئے آگئے ایس پی صاحب۔۔!" زمان جو مشال کی طرف بڑھ رہا تھا، ضیغم کو اندر آتا دیکھ شازمہ بیگم کی جانب پلٹ کر ہنستے ہوئے بولا۔۔ وہ خود بھی مسکرادیں۔۔ ملیحہ اسے دیکھتے ہی بھاگ کر اس سے لپٹ گئی۔۔ ماں کی دیکھا دیکھی حذیفہ بھی ضیغم کی ٹانگوں سے لپٹ گیا تو بے اختیار سب کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔ ملیحہ کے سر پر بوسہ دے کر ضیغم زرا ساجھکا اور حذیفہ کو گود میں اٹھالیا۔۔ حذیفہ نے جلدی سے اسکے گلے میں اپنے بازو ڈالتے ہوئے اسکے دونوں گالوں پر پیار کیا۔۔

"بنے ماموں۔۔۔" (بڑے ماموں) وہ پرجوش سا بولا تو ملیحہ کھکھلائی۔۔

ضیغم کے لب بھی کھل کر مسکرائے تھے۔۔ ملیحہ سے جب بھی ویڈیو کال پر بات ہوتی تو ننھا حذیفہ موبائل میں گھسنے کی کوشش کرتا ضیغم سے ملنے کو بے تاب رہا کرتا تھا۔۔

"ہاں جی بنے ماموں کے دلارے۔۔۔ کیسا رہا ایروپلین میں سفر۔۔۔؟؟" اسے گود میں لیے اس سے باتیں کرتا وہ آغا جان کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔ مشال نے سلام کیا تو اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔

"بہت اشا۔۔۔ وہاں ناں لاچھتے میں بلے بلے چھفید بادل آئے تھے۔۔" وہ آنکھیں پھیلا پھیلا کر اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو ہلاتا اسے تفصیل بتارہا تھا۔۔ بدلے میں ضیغم حیرانگی کا مظاہرہ کرتا "اواچھا" کر رہا تھا۔۔۔ وہ آغا

جان کے گلے لگا تو کچھ پل یونہی کھڑا اپنے اندر سکون اترتا محسوس کرنے لگا۔۔ ملیحہ نے حذیفہ کو اسکی گود سے لے لیا تھا۔۔ حمزہ، اکرام صاحب۔۔ سب سے باری باری ملتا وہ آخر میں شازمہ بیگم کی طرف آیا تھا۔۔ سلام کرتے ہوئے اس نے انہیں سینے سے لگایا تو انکی آنکھوں کی نمی گالوں پر پھسل آئی۔۔۔ ضیغم نے نرمی سے انکے گال صاف کیے اور انکے سر پر بوسہ دیا۔۔۔

"بس۔۔۔ اتنا چھوٹا دل۔۔۔؟؟" وہ بہت نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔ شازمہ بیگم نے ہولے سے نفی میں گردن ہلائی۔۔ ضیغم انہیں لیے ڈائننگ ٹیبل تک آگیا۔۔ اس سب کے دوران اس نے ہمیشہ کی طرح فریحہ بیگم کو نظر انداز کر دیا تھا۔۔ بنا انکی جانب دیکھے بس دھیمی آواز میں سلام کیا تھا۔۔ شازمہ بیگم کو چیئر پر بٹھا کر اس نے ان کے ساتھ والی چیئر سنبھال لی۔۔ اگلے ایک سے دو منٹ لاؤنج میں موجود تمام افراد ڈائننگ ٹیبل کے گرد بیٹھ چکے تھے۔۔ ضیغم جانتا تھا کہ وہ وہاں نہیں ہوگی لیکن پھر بھی دلِ ناداں کی وحشتوں سے گھبرا کر اس نے اطراف میں نگاہ دوڑائی مگر نتیجہ۔۔؟؟ اسکی تھکی ہوئی نگاہ بے مراد۔۔ واپس اسی تک لوٹ آئی تھی۔۔ کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا جا رہا تھا۔ درمیان میں وقتاً فوقتاً وہ سب کے سوالات کے جوابات بھی دے رہا تھا۔۔

"یہ ضرغام کے کیا ارادے ہیں۔۔؟؟ ڈھائی سال کا کہہ کر گیا تھا۔۔؟؟ اب تو تین سال ہونے کو ہیں۔۔ کب تک واپس آ رہا ہے وہ۔۔؟؟" زمان نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔ وہ مشال کا بجھا ہوا چہرہ دیکھ چکا تھا۔۔ اسکا مخاطب اکرام صاحب تھے۔۔

"ہوں۔۔۔ ڈگری تو دو منتھ پہلے ہی مل چکی ہے اسے۔۔ کہہ رہا تھا کہ کچھ سیمینارز ہیں۔۔ اٹینڈ کر کے ہی واپس آئے گا۔۔۔!" ایک دن پہلے ضرغام سے ہوئی گفتگو وہ یکسر گول کر گئے تھے کیونکہ مشال وہاں موجود تھی۔۔

"ہمم اچھا۔۔!!" زمان نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا۔۔

مشال کی آنکھوں میں بے چینی ہلکورے لینے لگی۔۔ باقی کا کھانا وہ یونہی چھوڑ کر چیئر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"ارے بیٹا کھانا تو کھالو۔۔!" شازمہ بیگم نے اسے ٹوک دیا۔۔

"آنٹی میرا دل نہیں چاہ رہا مزید کھانے کا۔۔!" اس نے زبردستی کی مسکراہٹ لبوں پر سجاتے ہوئے انہیں جواب دیا تو وہ لب بھینچ کر رہ گئیں۔۔

"میں نشی کے پاس جا رہی ہوں۔۔" اس نے آہستگی سے کہا پھر وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔ اسکے جاتے ہی اکرام صاحب نے پلٹ کر اسطرف دیکھا جہاں سے وہ گئی تھی۔۔ ان کے لبوں پر ایک شریر مسکراہٹ پھیل گئی۔۔ پھر وہ دھیمی آواز میں بولنے لگے۔۔ انکی بات سن کر سب کے لبوں پر خوشگوار مسکراہٹ پھیل گئی۔۔

"اور یہ بات مشال کو کوئی نہیں بتائے گا۔۔ ضرغام نے سختی سے منع کیا ہے۔۔!" اکرام صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب ہنس دیے۔۔ ضیغم کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ تھی۔۔

"ضیغم۔۔ اور تم بھی زمان۔۔ آج رات یہیں ٹھہر جاؤ بیٹا۔۔ صبح ناشتہ کر کے چلے جانا۔۔!" اکرام صاحب جانتے تھے کہ ضیغم کو کھانے کے فوراً بعد ہی جانے کی جلدی ہو جائے گی اسی لیے وہ بول پڑے۔۔

"ہاں ناں بھائی۔۔ آج رات میں اور حمزہ بھی یہیں ہیں۔۔ آپ بھی رک جائیں ناں پلیز۔۔!" اسکے کچھ بولنے سے پہلے ہی ملیحہ بول پڑی۔۔

"آپ۔۔ عجیب بات کر رہے ہیں چاچو۔۔ میں یہاں نہیں رک سکتا۔۔!" نیپکین سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے ضیغم نے سنجیدگی سے کہا۔۔

"کیوں بھئی برخوردار۔۔ تم کیوں نہیں رک سکتے۔۔۔؟؟" اسکے انکار کے بدلے میں آغا جان نے کچھ سخت چتونوں سے اسکی جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔۔

ضیغم ایک پل کو اپنے لب بھینچ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ فریحہ بیگم وہیں موجود ہیں۔۔

"میرا خیال ہے کہ آپ سب ہی کو وجہ معلوم ہے۔۔!" کرسی کھسکا کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"بیٹھ کر بات کرو ضیغم۔۔۔!!" اکرام صاحب نے اسے نرم لہجے میں ٹوک دیا۔۔

"بیٹھ کر بات کرنے کو کچھ ہے ہی نہیں چاچو۔۔۔!" اسکے لہجے میں چبھن سی تھی۔۔وہ سب اس پر بیتنے والی اذیتوں سے آگاہ تھے۔۔

"تم کہیں نہیں جاؤ گے ضیغم۔۔ صرف ایک رات کی بات ہے۔۔ ضد مت کرو۔۔!" شازمہ بیگم نے بھی گفتگو میں حصہ لیا تو وہ لب بھینچ کر انہیں دیکھتا رہ گیا۔۔

"کیا یہ حکم ہے۔۔؟؟" اسکی بھاری آواز میں تکلیف تھی۔۔

"ہاں۔۔اسے تم میرا حکم ہی سمجھو۔۔!" شازمہ بیگم نے تو جیسے بات ہی ختم کر دی تھی۔وہ ایک پل کو نگاہ جھکا گیا۔۔ پھر اپنی پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ پھنساتا پلٹا اور لیونگ روم کی طرف بڑھنے لگا۔ملیحہ نے جلدی سے حذیفہ کو گود سے اتار کر اسکے پیچھے بھیجا۔۔وہ بھاگتا ہوا اسکے پیچھے لپکا۔۔

"بنے ماموں۔۔بنے ماموں۔۔!" وہ اسے پکارتا اسکی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔۔ ضیغم نے اپنے چلتے قدم روکے اسکی جانب دیکھا پھر جھک کر اسے اٹھالیا۔۔حذیفہ خوش ہوتے ہوئے اسکے سینے سے لپٹ گیا۔۔۔

"نہ جائیں ناں۔۔!" حذیفہ نے بڑے لاڈ سے کہا۔۔ ضیغم کو بے اختیار اس پر پیار آیا۔۔اس نے حذیفہ کے پھولے پھولے گال چوم لیے۔۔۔

"میں نہیں جارہا دلارے۔۔۔!" اسے پیار سے کہتے ہوئے وہ لاؤنج میں بیٹھے اپنے اپنوں کی طرف پلٹا۔

"میں اپنے روم میں ہوں۔۔ ملیحہ تم تھوڑی دیر میں آکر حذیفہ کو لے جانا۔۔!" نرم آواز میں ملیحہ کو مخاطب کرتا وہ ان سب کو مطمئن کر گیا تھا۔۔

آغا جان نرمی سے مسکرا دیئے۔۔

کھانا کھالینے کے بعد اکرام صاحب اور حمزہ ان کے ساتھ انہی کے کمرے میں چلے گئے۔۔ فریحہ بیگم نے شازمہ بیگم کے ساتھ کچن کا رخ کیا جبکہ زمان اور ملیحہ نشال کے کمرے کی طرف آ گئے تھے۔۔ ضیغم نے اپنے کمرے میں قدم رکھا تو صاف کشادہ کمرے میں روم سپرے کی خوشبو رچی ہوئی تھی۔۔ اسکے گلے کا ہار بنا حذیفہ بے حد خوش تھا۔۔ حذیفہ کو بیڈ پر بٹھا کر وہ ٹیرس کی طرف آیا اور پردے ہٹا کر گلاس ڈور کھول دیے۔۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کمرے میں آتے اسکے دہکتے جذبات سرد کرنے لگے۔۔ اس نے گھوم کر کمرے کا جائزہ لیا۔۔ سب کچھ ویسا ہی تھا، جیسا وہ تین سال پہلے چھوڑ کر گیا تھا۔۔ وہ ایک لمبی سانس لیتا بیڈ پر آ بیٹھا جہاں حذیفہ لیٹے لیٹے ہی پلٹے کھا رہا تھا۔۔ اسکے بیٹھتے ہی حذیفہ سیدھا ہوا اور اسکی طرف لپکا۔۔ ضیغم نے اسے اپنے سینے پر لیٹا لیا۔۔ ایک خوشگوار احساس اسکے ارد گرد پھیل رہا تھا اور وجہ وہ معصوم وجود تھا جو اس سے لاڈیاں کر رہا تھا۔۔

"بنے ماموں آپ تو چھٹولی آتی ہے تو مجے چھنائیں ناں۔۔؟؟" اسکی مونچھوں کو اپنے چھوٹے ہاتھوں سے چھیڑتے ہوئے حذیفہ نے معصومانہ خواہش ظاہر کی۔۔

"بیٹے آپکے ماموں کو پریوں کی سٹوری نہیں آتی۔۔۔ آج آپکو ایسے ہی سونا پڑے گا۔۔!" اسکے گال کھینچتے ہوئے ضیغم نے بے چارگی ظاہر کی۔۔ اسکا جواب سن کر حذیفہ نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا۔۔

"اوہو ماموں۔۔ میں لڑتی نئیں اوں۔۔ پلیوں تی چھٹولی تو لڑتیاں چُھنتی ایں۔۔ مجے تو آپ چھپائڈر مین تی چھٹولی چھنائیں۔۔!" (اوہو ماموں۔۔ میں لڑکی نہیں ہوں، پریوں کی سٹوری تو لڑکیاں سنتی ہیں۔۔ مجھے تو آپ سپائیڈر مین کی سٹوری سنائیں۔۔) ضیغم کی نا سمجھی پر بار بار اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتا وہ بڑی سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔

ضیغم اسکے سمجھدارانہ انداز پر قہقہ لگاتا چلا گیا۔۔ کمرے کے در و دیوار ایک عرصے بعد اپنے مکین کے قہقے سن کر جھوم اٹھے۔۔ ضیغم نے جلدی سے اسکا بار بار پیشانی کو چھوتا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہونٹوں سے لگایا۔۔

"بس بس میرے چندا۔۔ دکھ جائے گا۔۔!" مسکراتے ہوئے ضیغم بڑے پیار سے بولا تھا۔۔ بدلے میں وہ اپنی چھوٹی سی زبان دانتوں سے باہر نکالتا ہنسا۔۔ اسکی ہر ہر ادا پیاری تھی۔۔ ضیغم نثار ہونے لگا۔۔

"اچھا یہ بتاؤ شُو شُو تو نہیں آرہا۔۔؟؟" ضیغم نے اپنی مسکراہٹ دبا کر پوچھا۔۔ حذیفہ نے فوراً نفی میں گردن ہلائی۔۔

"پیمپل پہنا ہوا اے۔۔!" اپنی ٹانگوں پر ہاتھ مارتے ہوئے اس نے بڑے آرام سے بتایا۔۔

"اتنے بڑے ہو کر بھی پیمپر۔۔؟؟" اسکی چھوٹی سی ناک کھینچتے ہوئے ضیغم نے چھیڑنے والے انداز میں پوچھا۔۔۔

"آں تو ابی میں بچہ ہوں ناں۔۔ جب آپ جِتا ہو جاؤں گا بِھل نئیں پہنوں گا۔۔!" اسکے پاس ضیغم کی ہر بات کا جواب تھا۔۔ ضیغم نے اسے خود میں بھینچ لیا۔۔

"اچھا چلو بس۔۔ اب سو جاؤ۔۔۔!" ضیغم نے نرمی سے کہا۔۔ اسکا چھوٹا سا وجود ضیغم کے بازوؤں میں بالکل چھپ گیا تھا۔۔

"اول چھٹولی۔۔۔؟؟" (اور سٹوری) ذرا سی آنکھیں کھول کر اسنے کچھ معصومیت سے پوچھا۔۔

مسکراہٹ پھر سے ضیغم کے لبوں پر رینگ گئی۔۔ پھر وہ دھیمی آواز میں اسے سپائیڈر مین کی سٹوری سنانے لگا۔۔ سنتے سنتے حذیفہ بہت جلد سو گیا۔۔ اسکی چھوٹی چھوٹی سانسیں ضیغم کے سینے پر منتقل ہو رہی تھیں۔۔ وہ تھوڑا سا سیدھا ہوا اور اپنے سینے پر آرام سے لیٹے حذیفہ کو آہستگی سے بیڈ پر لیٹا دیا۔۔ جھک کر اسکی پیشانی چومی۔۔ اسکی مونچھوں کی چبھن سے وہ ذرا سا کسمسایا۔۔۔ ضیغم فوراً دور ہوا اور نرم نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔ اسکی براؤن آنکھوں میں ہلکی ہلکی سرخی تھی۔۔ اگر تین سال پہلے وہ نشال کو تکلیف نہ دیتا۔۔ اسے بچا لیتا۔۔ وہ گولی نہ چلتی۔۔ تو شاید اسکا اپنا بچہ بھی اتنا بڑا ہی ہوتا۔۔۔ سوچتے ہوئے ضیغم کے دل میں ہوک سی اٹھی۔۔ پلکیں جھپکاتے ہوئے وہ پلٹا اور بیڈ سے اتر گیا۔۔ دل کا درد برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔۔ سگریٹ کی شدید طلب ہو رہی تھی مگر سگریٹ کی ڈبی جیب میں تھی۔۔ وہ خود پر ضبط کرتا ٹیرس پر آگیا۔۔ ایک پردہ ذرا سا پھیلا دیا تاکہ حذیفہ سردی کی شدت سے

محفوظ رہے۔۔روم ہیٹر آن تھا۔۔سو وہ حذیفہ کی طرف سے مطمئن تھا۔۔ریلنگ پر ہاتھ ٹکا کر اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔۔وجیہہ چہرے پر کرب کے آثار نمایاں تھے۔۔

اس نے اللہ کی نعمت کی ناشکری کی تھی اور نتیجہ۔۔؟؟وہ آج اولاد نرینہ سے محروم تھا۔۔سیاہ آسمان کو تکتا وہ ماضی کے دھندلکوں میں کھو رہا تھا۔۔

"ان سے کہیں یہ یہاں سے چلے جائیں۔۔۔!"وہ بلک بلک کر روتے ہوئے بامشکل بولی تھی۔۔اس سے بیٹھا نہیں جا رہا تھا مگر بیڈ کی سرہانے والی سائیڈ کو قدرے اونچا کر کے اسے لیٹنے کے سے انداز میں بیٹھنے کو مدد دی گئی تھی۔۔

فریحہ بیگم جو لندن سے ڈائریکٹ پشاور آئی تھیں،نشال کو اس حالت میں دیکھ کر انکی جان نکل کر رہ گئی تھی۔۔

ضیغم اسکے دائیں جانب زرا سا فاصلے پر کھڑا سرخ آنکھوں سے بکھری بکھری سی نشال کو دیکھ رہا تھا۔۔وہ جان چکی تھی کہ اسکا وجود کھوکھلا ہو چکا ہے اور تبھی سے اس نے رو رو کر اپنا برا حال کر رکھا تھا۔۔پہلے ضیغم اسکے سامنے نہیں آیا تھا مگر اب اگر جو آ گیا تھا تو اپنا رخ اسکی جانب سے موڑ کر وہ بائیں طرف کھڑی فریحہ بیگم کے سینے سے لگتے ہوئے اس کے وجود سے انکاری ہو رہی تھی۔۔اکرام فاروقی اور ضرغام ڈاکٹرز سے بات چیت کرنے ڈاکٹرز سٹاف روم میں تھے۔۔

"نشال۔۔ایسے مت کہو پلیز۔۔!"وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ ملتجی الفاظ کیسے اسکے لبوں سے نکلے تھے مگر ایسا ہوا تھا۔۔۔ وہ اسکے سامنے جھک رہا تھا حالانکہ وہ اسکے ہوش میں آنے سے پہلے ہی جانتا تھا کہ وہ اسے دھتکار دے گی مگر پہلی بار وہ اپنے دل سے،اپنے جذبات سے،مجبور ہو کر اسکے سامنے گڑگڑانے کا ارادہ لیے اندر آیا تھا جہاں سب کے سامنے وہ اس سے رخ موڑے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

"میں نے کہا یہاں سے چلے جائیں۔۔ نفرت ہے اس آواز سے۔ آپکی۔۔ شکل۔۔۔ بھی نہیں۔۔ دیکھنا چاہتی۔۔!"

اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کر وہ آنکھیں میچتے ہوئے بولی۔۔ اس سے چلانا تو دور بولا بھی نہیں جارہا تھا مگر ضیغم کی طرف سے دل اس قدر دکھ چکا تھا کہ وہ ببانگ دہل اس سے نفرت کا اظہار کر رہی تھی۔۔ ضیغم کا دل کٹنے لگا۔۔

"امو۔۔۔ اس سے کہیں۔۔ میرا ساتھ ایسا سلوک نہ کرے۔۔۔!" نشال کی پائنتی کھڑی شازمہ بیگم سے مخاطب ہو تا وہ بھیگے لہجے میں گویا ہوا۔۔ شازمہ بیگم کی آنکھوں میں بھی نمی تھی۔۔۔

"نشال۔۔۔!" ضیغم نے ہولے سے اسے پکارا۔۔۔ نشال کی تکلیف بڑھنے لگی۔۔۔

"مما۔۔۔" وہ سسکی۔۔۔

آغا جان کو اسکی حالت تکلیف دینے لگی۔۔۔

"ان کو کہیں۔۔ چلے جائیں یہاں سے۔۔۔ پلیز۔۔۔" نشال سے بولا نہیں جارہا تھا۔۔ اسکے چہرے پر اس پل اذیت کے آثار رقم تھے۔۔۔

"ضیغم۔۔۔ تم جاؤ یہاں سے۔۔" آغا جان نے اسے مخاطب کیا۔۔ لہجے میں سختی تھی۔۔ نشال کی بگڑتی حالت انہیں پریشان کر رہی تھی۔۔ وہ لمبے لمبے سانس لیتی ہلکان ہو رہی تھی۔۔

"جاتے کیوں نہیں۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟؟" بولتے ہوئے نشال کی رگیں پھولنے لگیں۔۔ اس نے اپنے بے جان ہوتے ہاتھوں سے اپنی کلائیوں میں لگی ڈرپس نوچ ڈالیں۔۔ اسکی چیخیں کسی ذہنی مریضہ سے مشابہت رکھتی تھیں۔۔۔ فریحہ بیگم کے دل پر ہاتھ پڑا۔۔ انہوں نے نشال کے چلتے ہاتھ روکنے کی کوشش کی۔۔

"نشال۔۔۔" آغا جان بے تابانہ اسکی جانب بڑھے۔۔ جبکہ ضیغم اسکے اس قدر شدید رد عمل پر اپنی جگہ ساکت رہ گیا تھا۔۔۔

"جاؤ۔۔ جاؤ۔۔ چلے جاؤ۔۔!" وہ چلاتے ہوئے نڈھال ہو رہی تھی۔۔ اسکی انتڑیاں ٹوٹ رہی تھیں۔ شازمہ بیگم نے جلدی سے آگے بڑھ کر ضیغم کو باہر کی طرف دھکیلا جو یک ٹک اسکا نفرت بھرا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔

"جاؤ یہاں سے۔۔۔!" اسے دروازے سے باہر دھکا دیتی وہ چلائی تھیں۔۔

مشال ڈاکٹر کو بلا لائی۔۔ ضیغم چپ چاپ دھندلی آنکھوں سے اسکا رونا تڑپنا دیکھ رہا تھا۔۔ اذیت ہی اذیت تھی جو اسکے چہار سو پھیلتی اسکے وجود کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہی تھی۔۔ نشال کو ڈاکٹرز نے سکون آور انجکشنز لگا کر پھر سے نیند کی وادیوں میں دھکیل دیا تھا۔۔ ضیغم کے لیے جیسے وہاں رکنا بے سود تھا۔۔ اپنی بھیگی آنکھیں مسلتا وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔ ارادہ ایک بار پھر اسکے سامنے جھکنے کا تھا مگر اس وقت وہ نہیں جانتا تھا کہ نشال ان دونوں کی زندگی کا سنگین ترین فیصلہ کرنے والی ہے۔۔ کھٹکے کی آواز پر وہ چونک گیا۔۔ پلٹ کر دیکھا۔۔۔

"بھائی۔۔۔؟؟" کمرے میں ملیحہ تھی۔۔ حال میں واپس آتا وہ ٹیرس سے کمرے میں آ گیا۔۔ ملیحہ نے گردن موڑ کر اسکی جانب دیکھا پھر ہولے سے مسکرائی۔۔

"زیادہ تنگ تو نہیں کیا اس نے۔۔۔؟" حذیفہ کی طرف بڑھتے ہوئے ملیحہ نے نرمی سے پوچھا۔۔

"نہیں۔۔ بالکل نہیں، بلکہ یہ تو۔۔ کمرے میں آتے ہی سو گیا تھا۔۔!" ضیغم نے اسے بتایا۔۔ ملیحہ نے سوئے ہوئے حذیفہ کو گود میں لے لیا۔۔

"آپ بھی سو جائیں۔۔ کافی رات ہو چکی ہے۔۔!" ملیحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ ضیغم نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔ وہ جاتے جاتے پلٹی۔۔۔

"سموکنگ مت کیجئے گا۔۔۔!" ملیحہ نے کسی خدشے کے زیر اثر اسے تنبیہ کی۔۔ وہ دھیرے سے ہنس دیا۔۔

"اچھا ہوا یاد دلا دیا۔۔میری سگریٹ کی ڈبی نیچے جیب میں ہے، لاؤ اسے مجھے دو۔۔تمہارے روم میں چھوڑ دوں گا اور سگریٹ بھی لے آؤں گا۔۔!" اسکی گود سے حذیفہ کو لیتے ہوئے ضیغم نے آرام سے کہا۔۔بدلے میں ملیحہ نے اپنا ماتھا پیٹ لیا۔

"بھائی۔۔۔باز آجائیں آپ۔۔!" ملیحہ نے اسے ڈپٹا۔۔۔

ضیغم ان سنی کر کے اپنے کمرے سے نکل کر اب سیڑھیاں اتر رہا تھا۔۔ملیحہ اسکے پیچھے ہی تھی۔۔وہ اور حمزہ گیسٹ روم میں ٹھہرے ہوئے تھے۔۔

حذیفہ کو بستر پر لیٹا کر وہ پلٹا اور ملیحہ کے سر پر چپت لگائی۔۔۔

"نہیں کرتا سموکنگ۔۔اب خوش ہو جاؤ۔۔۔!" سنجیدگی سے کہتے ہوئے ضیغم نے اسے مطمئن کیا۔۔ملیحہ نے فوراً دانتوں کی نمائش کروائی۔۔

"اور یہ تمہارا شوہر نامدار کہاں ہے۔۔؟؟" ضیغم نے بھرپور سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

"وہ محترم آغا جان کے گھٹنے سے لگے بیٹھے ہیں۔۔!" ملیحہ نے کھلکھلاتے ہوئے کہا۔۔تو ضیغم اثبات میں سر ہلاتا اسکے کمرے سے نکل کر آغا جان کے کمرے میں آگیا۔۔وہاں اکرام صاحب، زمان، حمزہ اور آغا جان کے ساتھ محفل جمائے بیٹھے تھے۔۔وہ بھی خاموشی سے جا کر انکے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔۔تھوڑی دیر بعد وہ خود بھی ان چاروں کے ساتھ مل کر مسکرا رہا تھا۔۔

♦♦♦♦♦

"ستاروں سے چمک" لے کر_" گلابوں سے
مہک " لے کر
ہواؤں سے " کسک "لے کر.. فضاؤں سے

"دھنک" لے کر..
یہ دھڑکن بیٹھے بیٹھے ہی کسی کو
کیوں بُلاتی ہے؟

سکھی __ یہ بھید ہے جگ میں یونہی
سوچے بنا اکثر..
اچانک ...بے ارادہ ہی _ "محبّت" ہو ہی جاتی
ہے..!!!!

فضاؤں میں رچی خنکی، لہراتی بل کھاتی ہوا اسکے سرد چہرے کو چھوتی مزید سرد کر رہی تھی۔۔وہ بے حس بنی کھڑی سیاہ آسمان کو گھور رہی تھی۔۔دور کہیں بادلوں کی اوٹ میں چھپی چاندنی اسکے چہرے پر پھیلی زردی پر متاسف زدہ سی اسکے چاند چہرے کی اداسی پر بکھر رہی تھی۔۔۔

آج آٹھویں رات تھی اور آج پھر اس دشمن جاں کی کوئی کال کوئی میسج نہیں تھا۔۔مشال کا دل دکھ رہا تھا۔۔ آنکھوں میں نمی اتر رہی تھی۔۔افسوس ہو رہا تھا۔۔ضرغام نے اسے نہیں بتایا تھا کہ وہ ایم-بی-بی-ایس ہو چکا ہے۔۔آنسو آنکھوں سے ٹوٹ کر باہر نکل آئے۔۔اپنے گلابی لب بھینچتی وہ آنسو حلق میں اتارنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔وہ شاید مزید روتی جب اسکے اندر کہیں سوال ابھرا تھا۔۔

"تم نے کبھی خود بھی تو اس سے اسکے بارے میں نہیں پوچھا۔۔۔؟"مشال بے چینی سے پہلو بدل گئی۔۔نیچے لان میں پھیلے سبزے پر چمکتی سیاہی کو دیکھنے لگی۔۔۔

"وہ موقع ہی کب دیتا ہے۔۔ڈھیر سارے سوالات ہوتے ہیں اسکے پاس پوچھنے کے لیے۔۔میری سنتے سنتے مجھے ہی سلا دیتا ہے۔۔میں کیسے پوچھتی۔۔۔!"مشال نے خود کی صفائی میں خود ہی کو جواب دیا۔۔

"تو پھر یہ شکوہ کیسا۔۔؟؟" اگلا سوال بے اختیاری تھا۔۔مشال اپنے لب بھینچ کر سیدھی ہو گئی۔۔وہ پلٹی اور دھیرے دھیرے چلتی بیڈ کی طرف آ گئی۔۔ایک بار پھر ہر طرف اپنی ہی غلطیاں نظر آ رہی تھیں۔۔۔اپنا سر ہاتھوں میں تھامتے ہوئے وہ بیڈ پر ڈھے گئی۔۔ضرغام کی لاتعلقی اسکی سوچوں کے دھارے کہاں سے کہاں لے جا رہی تھی وہ خود بھی سمجھنے سے قاصر ہو رہی تھی۔۔

"ضر۔۔تم آ جاؤ پلیز۔۔۔!" وہ بے بس سی ہوتی بڑبڑائی۔۔آنکھوں کی نمی کنپٹیوں میں جذب ہو رہی تھی۔

"مشی میں سڈنی جا رہا ہوں۔۔۔!" وہ اسکے سامنے کھڑا پر جوش سا بتا رہا تھا۔۔ماضی کو سوچتی مشال نے بے چینی سے کروٹ بدلی۔۔

"تم مذاق کر رہے ہو۔۔۔؟؟" تحیر آمیز نگاہوں سے اسکی جانب دیکھتے ہوئے مشال نے کمزور سی آواز میں پوچھا تھا۔۔ضرغام اس پل بے ساختہ ہنسا۔۔مشال کے دل میں ٹیس سی اٹھی۔

"ایم سیریس مشی۔۔۔آپکو پتہ ہے میں پچھلے پندرہ دنوں سے کوشش کر رہا تھا۔۔اب جا کر صرف تین سٹوڈنٹس کو یہ چانس ملا ہے اور ان میں سے ایک خوش نصیب میں ہوں۔۔!" اپنی شرٹ کا کالر مصنوعی طور پر اکڑاتے ہوئے وہ خوشی خوشی بولا۔۔مشال کا بجھتا چہرہ اسکی نگاہوں سے مخفی نہیں تھا مگر اُسے اور خود کو امتحان سے بچانے کے لیے ضرغام کو یہ کرنا تھا۔۔سو وہ کر رہا تھا۔۔

"اوہ اچھا۔۔۔!" وہ بڑی مشکل سے مسکرائی۔۔۔۔

"کانگریچولیشنز۔۔۔لل۔۔۔لیکن۔۔۔کتنے عرصے کے لیے جا رہے ہو۔۔؟؟" مشال نے دھیمی آواز میں پوچھا۔۔۔اسکے دل کی دھڑکنیں اس پل مدھم سے مدھم تر ہو رہی تھیں۔۔

"صرف ڈھائی سال۔۔۔!" ٹیبل پر بکھری اپنی بکس سمیٹتے ہوئے اس نے عام سے لہجے میں کہا۔۔مشال کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔

"آر یو سیریس۔۔۔؟؟" وہ ایک بار پھر بے وقوفی کی حد تک جاتے ہوئے یہ بودا سوال پوچھ رہی تھی۔۔ اسکی غلافی آنکھوں میں پھیلتی ویرانی ضرغام کو تکلیف دے رہی تھی مگر وہ ہنوز خود کو مطمئن ظاہر کر رہا تھا۔۔

"یس آئی ایم۔۔۔ اور میں بہت خوش ہوں مشی۔۔ میں آپکو بہت سارا مس کروں گا۔۔ اینڈ آئی پرامس۔۔ آپ سے ڈیلی بات بھی کیا کروں گا۔۔!" بکس ٹیبل کی ایک سائیڈ پر لگا تا وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔۔ مشال کی نگاہ دھندلانے لگی۔۔۔

"تم نے اکیلے اتنا بڑا فیصلہ کر لیا ضر۔۔؟؟" مشال کی آواز میں بھیگا پن تھا۔۔ ضرغام کا دل تڑپ اٹھا۔۔ وہ اسکی جانب پلٹا تھا۔۔

"اکیلے نہیں کیا۔۔ ابو جی کو پتہ ہے۔۔ انہوں نے ہی امو اور آغا جان کو منایا ہے۔۔۔!" ضرغام نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔ اب وہ مکمل توجہ سے مشال کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

"اور مجھے کون منائے گا۔۔؟" مشال کے لبوں سے شکوہ پھسلا۔۔ انداز اس قدر معصومانہ تھا کہ ضرغام کو اپنا ضبط جواب دیتا محسوس ہوا۔۔ اسکو ایک نظر دیکھنا ہی ضرغام پر قیامت برپا کر گیا تھا۔۔ اسکی گھنیری پلکوں کی نوک پر نمی چمک رہی تھی۔۔

"مشال۔۔۔ آپ رو رہی ہیں۔۔؟؟" اسکے قریب آتے ہوئے ضرغام نے فکر مندانہ پوچھا۔۔

"تو اور کیا ہنسوں۔۔۔؟؟ میرے بارے میں ایک بار نہیں سوچا تم نے۔۔؟؟ میں کیسے رہوں گی تمہارے بغیر۔۔۔؟؟" اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مشال نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔۔ افففف۔۔۔ کیا انداز تھے۔۔؟؟ کیا سوالات تھے۔۔ ضرغام کی دنیا ان آنکھوں میں ڈوبنے لگی۔۔۔ مچلتے دل کو سنبھالنا مشکل ہونے لگا۔۔

"مشی بہت بری بات ہے یار۔۔ آپ۔۔۔ ایسے بچوں کی طرح رو رہی ہیں۔۔ اٹس ناٹ فیئر۔۔ میں کون سا ہمیشہ کے لیے جا رہا ہوں۔۔" اسکے گالوں پر بہتے آنسو محبت سے صاف کرتے ہوئے ضرغام نے نرمی سے کہا۔۔۔

مشال کو مزید رونا آیا۔۔

"شش۔۔ بس چپ۔۔ اور کیسے رہنے والی کیا بات ہے۔۔ اب تو فری پھپھو بھی یہیں ہیں۔۔۔ اور نشی۔۔ وہ چڑیل بھی یہیں آگئی ہے۔۔۔ آپ ان دونوں کے ساتھ رہیئے گا ناں۔۔!" اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتے ہوئے ضرغام نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔

مشال کا دل تڑپنے لگا۔ وہ کہنا چاہتی تھی کہ "تمہاری جگہ تمہیں کہاں سے لاؤں گی۔۔؟؟" مگر لب سیے وہ نگاہ جھکا گئی۔۔

"اب رونا نہیں ہے۔۔ بہت بری بات۔۔۔ کل رات کی فلائٹ سے جاؤں گا اور پرسوں سے۔۔ ہر رات آپ سے بات کیا کروں گا۔۔ پکا والا پرامس۔۔۔ بس ڈھائی سال کی تو بات ہے، پھر آپکا یہ فرینڈ "مسٹر ضرغام" کی بجائے "ڈاکٹر ضرغام" کہلائے گا۔۔۔ اب پلیز۔۔۔ ایک سمائیل دے دیں۔۔۔!" اسکا گلابی چہرہ آنکھوں میں سموئے بولتا وہ آخر میں شرارتی ہوا۔۔۔

اسکے روشن مستقبل کا سن کر مشال نے خود کو سمجھانے کی ناکام کوشش کی۔۔ وہ روتے روتے زبردستی مسکرائی تھی۔۔

معاً ضرغام کو نیند کا ایک جھونکا سا آیا۔۔ اسنے اپنا سر جھٹکا پھر اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔

"گڈ گرل۔۔۔!" اسکا گال تھپتھپاتے ہوئے وہ نرمی سے بولا تھا۔۔۔

" چلیں اب سو جائیں۔۔ بہت دیر ہو چکی ہے۔۔!" اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے بیڈ کی طرف لاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔۔

" مجھے نیند نہیں آ رہی۔۔۔!" مشال نے آہستگی سے کہا۔۔ اسکے جواب پر ضرغام بامشکل مسکرایا۔۔

"لیکن آج مجھے بہت آرہی ہے۔۔!" اپنی گلابی پڑتی آنکھوں کو ایک پل کے لیے میچتے ہوئے وہ معصومیت سے گویا ہوا۔۔

مشال نے نظر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں نیند کی پرچھائیاں نمایاں ہو رہی تھیں۔۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ سلیپنگ پلز لے کر اسکے پاس آیا ہے ورنہ ضرغام کو یقین تھا کہ آج رات وہ خود پر سے اختیار کھو دے گا اسی لیے اس نے نیند کا سہارا لیا تھا۔۔

"یہ کھڑے کھڑے پانچ منٹ میں کونسی نیند آتی ہے۔۔ کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ تم آج نہیں سوؤ گے ضر۔۔ بس میں نے کہہ دیا ہے۔۔!" اسے بیڈ پر لیٹتا دیکھ مشال نے اسکا بازو گھسیٹتے ہوئے کہا۔۔ ضرغام نے پلکیں جھپکاتے ہوئے اسکا شہابی چہرہ دیکھا جس پر اداسی کے رنگ واضح تھے۔۔

"مجھے مت جگائیں یار۔۔۔!" ضرغام کا لہجہ بوجھل ہو رہا تھا۔۔ اس نے تھک کر اپنی آنکھیں موندلیں۔۔

"میں تمہیں سونے نہیں دوں گی۔۔ اٹھو اور مجھ سے باتیں کرو۔۔۔!" اسکی ٹی شرٹ کھینچتے ہوئی مشال نے کچھ خفگی بھرے انداز میں کہا۔۔

ضرغام نے زرا سی آنکھیں کھول کر اسکی جانب دیکھا۔۔ محض چوبیس گھنٹے۔۔ اور پھر وہ ایک لمبے عرصے کے لیے اسے دیکھنے سے محروم ہو جانے والے تھا۔۔۔

"میرا جاگنا آپ افورڈ نہیں کر پائیں گی۔۔۔!" ضرغام کی آواز بے حد دھیمی جذبوں کی آنچ لیے ہوئے تھی۔۔

مشال کے تو خاک بھی پلے نہ پڑی۔۔

"مجھے کچھ نہیں پتہ ضر۔ تم اٹھو اور منہ دھو کر آؤ۔۔ آج کی رات یادگار بناتے ہیں ناں۔۔ کل تم نے ویسے بھی چلے ہی جانا ہے۔۔!" مشال نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھانے کی کوشش کی۔۔ اسکے ہاتھ کا نرم گرم لمس ضرغام کے

ہوش اڑانے لگا۔۔ سلیپنگ پلز کا اثر تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔ اس نے کمرے میں آنے سے تقریباً آدھے گھنٹے پہلے پلز لی تھیں اور اب تو اسے کمرے میں آئے بھی پندرہ سے بیس منٹ ہونے کو تھے۔۔

"مشی ضد مت کریں۔۔ بس آج کی ہی تو رات ہے۔۔ آرام سے گزر جانے دیں پلیز۔۔!" اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ بے بسی سے گویا ہوا۔۔ اسکی ذہین آنکھوں میں نیند کا خمار اتر رہا تھا۔۔

"ضرغام کے بچے۔۔۔ جاگو آج رات۔۔۔" اسے کروٹ بدلتا دیکھ مشال نے ناراضگی سے اسکی پشت پر سے اسکی شرٹ جکڑی۔۔ اسکی آواز میں آنسوؤں کی آمیزش تھی۔۔ ضرغام کا دماغ سن ہو رہا تھا مگر وہ اسکے جذبات بھڑکانے پر تلی ہوئی تھی۔۔

"ضر۔۔۔ ؟؟؟" مشال نے اسکا بازو ہلایا جب وہ پلٹا اور اسکی جانب دیکھا۔۔ مشال کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔

"بہت ہی بدتمیز۔۔ بے مروت ہو تم۔۔۔!" غصے سے کہتی وہ وہاں سے جانے کے لیے اسکے پاس سے اٹھی جب ضرغام نے اسکی کلائی تھام کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔۔ مشال اس سے اس ردعمل کی توقع نہیں کر رہی تھی۔۔ وہ ایک جھٹکے سے اسکے سینے پر گری تھی۔۔ ضرغام نے سرعت سے اسکی کمر کو جکڑا اور کروٹ بدل لی۔۔ اب وہ مکمل طور پر اسکے حصار میں تھی۔۔ کسی مضبوط شجر کی طرح وہ اس پر سایہ کیے ہوئے تھا۔۔ مشال نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ضرغام کا سرخ چہرہ دیکھا۔۔

"جگانا چاہتی ہیں۔۔ ؟؟" اسکی حسین آنکھوں میں دیکھتا وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔ مشال کے ہونٹ خشک پڑنے لگے۔۔ ضرغام کی ٹھنڈی سانسیں اسے اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھیں۔۔ وہ پلکیں جھپکتا اسکی پلکوں کی لرزش۔۔ لبوں کا کپکپانا دیکھ رہا تھا۔۔

"ضر۔۔یہ تم۔۔۔!" اسکی آواز حلق میں ہی پھنس گئی۔۔وہ اس پر جھکتا چلا گیا تھا۔۔اسکی اس سنگین جرات پر مشال کی سانسیں سینے میں ہی اٹک گئیں۔۔اسکی حد سے زیادہ کھلی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔مشال نے جلدی سے اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔

"ضر۔۔ضرغام پلیز۔۔۔!" اسکا دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔۔اسکی گرفت میں قید وہ ہولے ہولے لرزنے لگی۔۔ضرغام نے اپنی سرخ آنکھوں سے اسکی بھیگی پلکیں دیکھیں۔۔۔

"کیا آپ مجھے اس قابل نہیں سمجھتیں۔۔؟؟" اپنی سرخ آنکھوں سے اسکی جانب دیکھتا وہ تکلیف زدہ سا پوچھ رہا تھا۔۔اسکی بھاری آواز۔۔لب ولہجہ۔۔بوجھل ہو رہا تھا۔۔مشال کی دھڑکنیں بڑھنے لگیں۔۔اپنا نچلا لب دانتوں میں دباتے ہوئے اس نے اپنی سسکی روکی۔۔میچی ہوئی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔ضرغام کو اسکے آنسوؤں نے تکلیف دی تھی۔۔وہ بے اختیار ہوا تھا اور ایک بار پھر اسکے بھیگے گالوں پر جھکا۔۔عقیدت سے اسکے آنسو چنتا وہ اس پل خود پر سے تمام اختیار کھو رہا تھا۔۔حواس الگ ساتھ چھوڑ رہے تھے۔۔تبھی مشال ہوش میں آئی تھی اور اپنی پوری طاقت صرف کرکے اسے خود پر سے دھکیلا۔۔وہ اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتا اس سے دور ہوا۔۔

"تم نہیں۔۔۔۔میں تمہارے قابل نہیں ہوں۔۔میں تمہاری اس محبت۔۔اس الفت کے لائق نہیں ہوں۔۔۔!" پیچھے کو کھسکتی وہ روتے ہوئے چلائی تھی۔۔

ضرغام پلکیں جھپکانے کی کوشش کرتا اسکے لفظوں پر غور کرتا رہ گیا۔۔

"پلیز مم۔۔۔مجھ سے۔۔۔دور رہو۔۔مجھ۔۔۔۔سے غلطی۔۔۔ہوئی تمہیں بے مرو۔۔۔ت کہا۔۔میں تمہاری یہ مروت۔۔۔۔برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔!" اپنے آنسو صاف کرتی وہ ہچکیاں لیتی بامشکل بولی۔۔

ضرغام اسکی منطق پر حق دق رہ گیا۔۔ جبکہ مشال نے سرعت سے اپنا دوپٹہ اسکے پاس سے اٹھانا چاہا تو ضرغام نے اسکی کلائی تھامنے کی کوشش کی مگر اسکے ہاتھ صرف مشال کے دوپٹے کا پلو آیا تھا جسے ایک جھٹکے سے مشال نے کھینچ لیا۔۔ پھر وہ جلدی سے دروازے کی طرف بھاگی۔۔

"مشال۔۔۔ مشی۔۔ مم۔۔۔ میری۔۔ بات سنیں۔۔!" وہ اسے پکارتا رہ گیا مگر مشال کمرے سے نکلتی چلی گئی۔ ضرغام کے اندر باہر مشال کی سسکیاں گونجنے لگیں۔۔ وہ بے دم سا ہو کر سیدھا لیٹ گیا۔۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ نیند کی وادیوں میں اترتا چلا گیا تھا۔۔

جبکہ مشال اپنا آپ سنبھالتی برابر والے کمرے میں گھس گئی جہاں وہ زیادہ تر ساری ساری رات پڑھا کرتا تھا۔۔ اپنے دھک دھک کرتے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ واش روم میں آگئی۔۔ جلتے چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارتے ہوئے مشال کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تیار ہو رہا تھا۔۔ اس نے کب سوچا تھا کہ وہ یوں کبھی شوہر بن کر سوال کرے گا۔۔۔ کب سوچا تھا کہ وہ اس قدر با اختیار ہو جائے گا۔۔۔ ساری رات وہ یونہی بے چینی سے ٹہلتے تو کبھی بیڈ پر کروٹیں بدلتے نڈھال ہوتی رہی مگر نینداس رات مشال پر مہربان نہ ہوئی۔۔۔ مشال اس رات کو یادگار بنانا چاہتی تھی اور ضرغام اکرام نے وہ رات واقعی میں یادگار بنا ڈالی تھی۔۔ کچھ اسطرح سے کہ مشال آج تک ضرغام اکرام کی اس رات کی بے اختیاری بھول نہیں پائی تھی۔۔ آنکھیں میچتے ہوئے اس نے تکیہ بازوؤں میں دبوچ لیا۔۔

گہری ہوتی رات کے ساتھ مشال کو آج پھر شدت سے اپنی تنہائی کا احساس ہو رہا تھا۔۔ نیند آہستہ آہستہ اس پر مہربان ہو رہی تھی مگر وہ جاگنا چاہتی تھی۔۔ جاگ کر اسے مزید سوچنا چاہتی تھی۔۔ اسے یاد تھا وہ دن جس کی رات میں وہ اس سے جدا ہو گیا تھا۔۔ وہ سارا دن اس۔ سے ناراض رہی تھی اور وہ اسکے آگے پیچھے گھومتا اس سے معافیاں مانگتا رہا تھا مگر مشال مسکرا کر نہ دی۔۔ اپنی اس دن کی سنگدلی کی بابت سوچتی وہ ہولے سے مسکرائی۔ مشال نے

پرسکون ہو کر آنکھیں موند لیں۔۔اب نیند اس پر حاوی ہو رہی تھی۔۔اسکی سماعتوں میں اب بھی ضرغام کی دلکش آواز زندہ ہو رہی تھی۔۔

"جا رہا ہوں میں۔۔اب تو موڈ ٹھیک کر لیں۔۔!"وہ اسکے سامنے کھڑا دھیمی آواز میں بول رہا تھا۔۔نیچے اکرام صاحب اور آغا جان گاڑی میں بیٹھے اسکا انتظار کر رہے تھے۔۔انہیں ائیر پورٹ کے لیے نکلنا تھا اور یہاں وہ مشال کے سامنے کھڑا اسے منانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"تم تو جا ہی رہے ہو۔۔پھر کیا فرق پڑتا ہے کہ میرا موڈ ٹھیک رہے یا خراب۔۔۔؟؟"اسکی آنکھوں میں اپنی دھندلی آنکھیں ڈالے وہ بھرائی ہوئی آواز میں پوچھ رہی تھی۔۔

اس سے جدائی کے احساس نے ضرغام کی آنکھیں بھی سلگا رکھی تھیں مگر وہ خود پر ضبط کیے کھڑا ہوا تھا۔۔مشال کے سوال نے اسے چونکا دیا۔۔

"آپ اداس ہو رہی ہیں۔۔؟؟"اسکے گلابی گالوں کو دیکھتا وہ پریشان زدہ سا پوچھ رہا تھا۔۔مشال نے اپنی آنکھیں رگڑ ڈالیں۔۔

"جلدی آجانا۔۔۔!"آہستگی سے کہتی وہ اس کی طرف سے رخ موڑ گئی۔۔اسکا سوال یکسر نظر انداز کر دیا تھا۔تبھی شازمہ بیگم نے ضرغام کو پکارا۔۔انکی آواز قریب آتی جا رہی تھی۔۔

"ناراض تو نہیں ہیں۔۔۔؟؟"ضرغام نے اسکی کلائی تھامتے ہوئے پوچھا۔۔اسکا رخ اپنی جانب موڑ لیا۔۔

مشال نے ہولے سے نفی میں گردن ہلائی تھی۔۔آنکھوں کا پانی گالوں پر پھسلنے لگا۔۔

"ضرغام۔۔۔؟؟اب آبھی چکو دیر ہو رہی ہے۔۔!"شازمہ بیگم کی آواز کمرے کے باہر سے ابھری تھی۔۔ضرغام نے اسے خود سے قریب کرنا چاہا جب مشال نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر فاصلہ برقرار رکھا۔۔ضرغام کا دل شدت سے دھڑکنے لگا۔۔

"یہ ظلم مت کرو۔۔۔ میرے لیے مسئلہ ہو جائے گا۔۔!" نگاہ جھکاتے ہوئے مشال بے بس سی بولی تھی۔۔ ضرغام نے اپنی سرخ آنکھوں سے اسکا گلابی چہرہ دیکھا۔۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اسکا چہرہ لے کر ہولے سے تھپتھپایا۔۔

"اپنا خیال رکھیے گا۔۔۔!" آہستگی سے کہہ کر وہ پلٹا اور پھر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔ اسے ایک بار محسوس کرنے کی خواہش کا گلا گھونٹ کر وہ اس سے دور چلا گیا تھا۔۔ اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹتی مشال کھڑکی کی طرف بڑھی تھی اور لان کی طرف جھک کر نیچے دیکھا۔۔ دائیں طرف بیرونی گیٹ سے باہر کھڑی گاڑی کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔ ضرغام تقریباً بھاگتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔ اور مشال کی آنکھیں۔۔ اسکے ہر ہر قدم پر بھیگ رہی تھیں۔۔ گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے وہ پلٹا اور اپنے کمرے کی کھڑکی کی جانب دیکھا۔۔۔ روتی ہوئی مشال کا دھندلا چہرہ دیکھ کر اسکا دل رک سا گیا تھا۔ وہ جانے کتنی دیر یونہی کھڑا رہتا کہ اکرام صاحب کے بلانے پر وہ ہوش میں آیا پھر مڑا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔ اسکی سرخ آنکھوں کے گوشے نم ہو گئے تھے۔۔ مشال بھیگی آنکھوں سے خالی گیٹ دیکھتی رہ گئی۔۔ وہ جا چکا تھا۔۔۔۔

ماضی کا تکلیف دہ باب سوچتی مشال نے ایک بار پھر کروٹ بدلی۔۔ اسکی پلکیں بھاری ہو رہی تھیں۔۔ وہ یونہی تکیہ بازوؤں میں دبوچ کر سو گئی۔۔

میں نے کروٹ بدل کے دیکھا ہے،

یاد تم اس طرف بھی آتے ہو..!!

یونہی سوئے سوئے اسے جانے کتنا وقت بیتا تھا جب مشال کو اپنے اوپر گرمائش کا احساس ہوا۔۔۔ سرد جسم میں حرارت دوڑنے لگی۔۔ یوں لگا جیسے کسی نے اسے کمبل اوڑھا دیا ہو۔۔ وہ تکیے کو خود میں مزید بھینچتے ہوئے نیند میں ہی خود کو پرسکون محسوس کر رہی تھی۔۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ اسکی کان کی لُو کو چھونے لگا۔۔ اسکے رخسار۔۔

گردن۔۔کسی کی مضبوط انگلیاں مکمل استحقاق سے اسکے نقوش کو چھو رہی تھیں۔۔ چھونے کا انداز اس قدر نرم تھا کہ مشال کو نیند میں ہی سرور آنے لگا۔۔اسکی نیند گہری سے گہری ہونے لگی۔۔رات دھیرے دھیرے بیت رہی تھی۔۔وہ انگلیاں ہنوز حرکت کر رہی تھیں۔۔

♦♦♦♦

جانے کتنی دیر وہ یونہی دروازے کے ساتھ لگی بیٹھی رہی۔۔۔ویران سی آنکھیں چھت کو گھورتی رہیں۔۔۔ہوش اسے تب آئی جب دروازے پر کھٹکا ہوا۔۔وہ جلدی سے اٹھی اور کھڑے ہو کر دروازہ کھول دیا۔۔سامنے ہی مشال کھڑی ہوئی تھی۔۔اسے دیکھ کر نشال ہولے سے مسکرا دی۔۔

"ایسا کب تک چلے گا نشال۔۔؟؟"اسکے ساتھ بیڈ کی طرف آتے ہوئے وہ بہت نرمی سے پوچھ رہی تھی۔۔

"کیا مطلب کیسا۔۔؟؟"وہ جان کر بھی انجان بنی۔۔

"تم بہت اچھے سے جانتی ہو کہ میں کس بارے میں بات کر رہی ہوں۔۔!"مشال نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔

"میں اس ٹاپک پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتی مشی۔۔۔!"بیڈ پر بیٹھتے ہوئے نشال نے سنجیدگی سے کہا۔۔

"یہ کوئی ٹاپک نہیں ہے۔۔تمہاری پوری زندگی کا سوال ہے۔۔!"مشال نے کچھ عاجز آتے ہوئے کہا۔۔نشال کچھ دیر خاموش رہی۔۔

"جب اس سوال کا کوئی جواب ہی نہیں ہے مشال۔۔۔تو پھر اس سوال پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔۔؟؟"نشال نے زبردستی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

"اس سوال کا حل ہے۔۔جواب ہے۔۔اور وہ۔۔۔"مشال بولنا چاہتی تھی مگر نشال نے اسکی بات اچک لی۔۔

"وہ ضیغم اجلال ہے رائٹ۔۔؟؟ کتنی بار سمجھاؤ گی تم مجھے یہ بات۔۔؟؟"نشال نے سرد مہری سے ہو چھا۔۔وہ چڑ گئی۔

"جب تک تمہیں سمجھ نہیں آجاتی تب تک۔۔۔!"مشال نے بھی ڈھیٹ پن سے اسے جواب دیا۔۔

"مشی پلیز۔۔۔میں سمجھنے کی حدود بہت پیچھے چھوڑ آئی ہوں۔۔مجھے مت سمجھایا کرو۔۔!"اسکے سامنے با قاعدہ ہاتھ جوڑتے ہوئے نشال نے چڑتے ہوئے کہا۔۔

مشال نے ناراض نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا جسکی غلافی آنکھیں پچھلے تین سالوں سے خشک تھیں۔۔ان میں نمی چمکتی بھی تھی تو وہ آنسو پینے کے چکر میں اپنی آنکھیں سرخ کر لیتی تھی جیسے اب کر لی تھیں۔۔

"تم غلط کر رہی ہو نشی۔۔!"اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے مشال نے دھیمی آواز میں کہا۔۔

"میں صحیح کب تھی یار۔۔۔؟؟"اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھڑواتے ہوئے وہ بے حسی سے بولی۔۔

"میں تو پہلے دن سے ہی غلط کرتی آرہی ہوں۔۔۔میری پہلی غلطی اس شخص سے محبت ہے جو میری محبت کے لائق تھا ہی نہیں۔۔۔اب اگر غلطی سدھار لی ہے تو وہ بھی میری ہی غلطی۔۔؟؟"نشال کے انداز میں کوئی لچک نہیں تھی۔۔اسکے الفاظ بتا رہے تھے کہ اسکا وجود زخم زخم ہے۔۔

"تمہیں انہیں ایک موقع دینا چاہئیے تھا۔۔"مشال کی بات پر نشال نے درد بھری نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔ اس نے اسے جواب دینے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ دروازہ ناک کرکے زمان اور ملیحہ آگے پیچھے اسکے کمرے میں داخل ہوئے۔۔نشال اپنے لب بھینچ گئی۔۔۔

ان دونوں کے آنے کے کچھ دیر بعد ہی مشال اسکے کمرے سے چلی گئی،ملیحہ بھی اسے سمجھانا چاہتی تھی مگر اس نے اسے شروع میں ہی ٹوک دیا تو زمان نے موضوع بدل کر ماحول کی کثافت دور کرنے کی اپنی سی کوشش کی۔۔۔ملیحہ بھی خود پر ضبط کرکے اس سے اپنی اور ادھر اُدھر کی باتیں کرتی رہی پھر اس کو گڈ نائٹ کہہ کر چلی گئی۔۔

"تمہیں اسے یوں ٹوکنا نہیں چاہئیے تھا۔۔۔!"زمان نے ملیحہ کے جاتے ہی اس سے کہا۔۔

"تو کیا اسکا "بھائی نامہ" سنتی رہتی۔۔؟؟ جب کہہ چکی ہوں کہ میری زندگی میں انکے لیے کوئی گنجائش نہیں رہی تو پھر کیوں سب بار بار میرے زخموں کو کریدنے آجاتے ہیں۔۔؟؟" وہ تلخ ہوئی۔۔

زمان کے پاس اس پل کوئی جواب نہ تھا. وہ تو خود سامعہ سے جدائی بھگت رہا تھا۔۔اس نے نرمی سے نشال کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔

"تم فکر مت کرو۔۔۔میں اکرام انکل سے بات کروں۔۔ آئندہ کوئی تمہیں ہرٹ نہیں کرے گا۔!" زمان نے آہستگی سے کہا۔۔

نشال چپ چاپ اسے دیکھتی رہ گئی۔۔ پھر اس سے مزید ایک دو باتیں کر کے وہ اسکے کمرے سے چلا گیا۔۔

کمرہ خالی ہوا تو ایک بار پھر تنہائی اسکے گرد منڈلانے لگی۔۔۔نشال نے اپنا وجود ڈھیلا چھوڑتے ہوئے اپنی آنکھیں موند لیں۔۔۔زمان چلا گیا تھا، اسکا مطلب تھا کہ 'وہ' بھی چلا گیا ہو گا۔۔

"تم نے مجھے جو بھی سزا دینی ہے میرے ساتھ رہ کر دو۔۔۔اسطرح مجھ سے الگ رہنے کی بات مت کرو پلیز۔۔!" ضیغم کی بھاری جذبات سے بوجھل آواز کہیں آس پاس گونجی تھی۔۔نشال بے چین سی ہو کر اٹھ بیٹھی۔۔بیڈ سے اتر کر وہ کمرے میں ٹہلنے لگی۔۔

"میں اب آپکے ساتھ نہیں رہ سکتی۔۔یہ بات آپ جتنی جلدی سمجھ جائیں آپکے لیے اتنا ہی اچھا ہے۔۔۔!!" نشال کے ان الفاظ نے ضیغم سمیت وہاں موجود ہر شخص کو ساکت کر دیا تھا۔۔۔یہ اسکے ہاسپٹل سے فاروقی ہاؤس آجانے کے اگلے دن کی بات تھی۔۔اسے پورے پندرہ دن بعد ڈسچارج کیا گیا تھا۔۔اور اسکے گھر آتے ہی اگلے دن وہ اسکے سامنے تھا۔۔اسکی بڑھی ہوئی شیو۔۔سرخ اندر کو دھنسی آنکھیں اسکی پچھلے پندرہ دن کی بے خوابی کی داستان چیخ چیخ کر سنا رہی تھیں۔۔لیکن نشال نے اسکی جانب ایک نظر ڈالنا گوارہ نہیں کیا تھا۔۔نفرت ہی اتنی شدید تھی یا۔۔۔اس وقت کو سوچتی نشال بے ساختہ ہنسی۔۔۔خالی کمرے میں اسکی پھیکی ہنسی گونج رہی تھی۔۔جیسے وہ اس

پل خود پر ہنس رہی تھی۔۔ نفرت۔۔۔؟؟؟؟ایک سوال تھا جو پچھلے تین سالوں سے ہر لمحہ اسکے سامنے کھڑا ہو کر اسکا مذاق اڑایا کرتا تھا۔۔۔ ضیغم سے نفرت تھی کیا۔۔؟؟؟ نہیں ناں۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔

بالکل نہیں۔۔۔

وہ تو۔۔۔۔۔۔۔ہاں یقیناً وہ تو اس وقت اس پر نظر ڈال کر اپنا آپ ہارنا نہیں چاہتی تھی۔۔ اپنا فیصلہ بدلنا نہیں چاہتی تھی۔۔ ہاں ایسا ہی تھا۔۔ نشال نے آج۔۔۔ ہاں آج تین سال بعد اس بات کا اعتراف کر لیا تھا۔۔ اپنے سامنے۔۔ اپنے کمرے کے خالی پن کے سامنے۔۔۔ اپنی تنہائی کے سامنے۔۔۔ وہ تھک کر فرش پر بیٹھتی بیڈ کی پائنتی سے ٹیک لگا گئی۔۔۔

"جھوٹ بول رہی ہو تم۔۔۔۔ بہلا رہی ہو خود کو۔۔۔ میری طرف دیکھ کر کہو۔۔۔ نظریں چرا کر کیوں کھڑی ہو۔۔؟؟ مجھے دیکھ کر کہو ناں کہ میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تم۔۔۔۔۔؟؟؟" ضیغم کو اس پل لاؤنج میں موجود کسی شخص کی پرواہ نہیں تھی۔۔ وہ یوں بات کر رہا تھا جیسے وہاں صرف وہ دونوں ہی موجود ہوں۔۔ اس وقت فاروقی ہاؤس کے مکین خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہے تھے۔۔

"میں نے چاہنے یا نہ چاہنے کی بات نہیں کی ایس پی صاحب۔۔۔ اور ویسے بھی۔۔۔ آپ چاہت کی بات نہ ہی کریں تو اچھا ہے۔۔ آپ اس لفظ کی حقیقت اور اسکے اثرات سے واقف نہیں ہیں۔۔۔!" نشال کے لہجے میں سرد مہری کا عنصر واضح تھا۔۔

"ٹن۔۔۔!" گھڑی نے رات کے تین بجائے تو نشال ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔۔ اگر ماضی پُر اذیت تھا تو حال بھی کچھ کم دردناک نہیں تھا۔۔ نشال نے اپنی گلابی آنکھیں مسل ڈالیں۔۔ پھر قمیض کی شکنیں درست کرتی فرش سے اٹھی اور الماری کی طرف بڑھی۔۔ اپنے پریس ہوئے ہینگ شدہ کپڑوں کو ایک طرف کر کے اس نے الماری کے اس حصے کے کونے میں رکھا پیک شدہ گفٹ ہاتھوں میں لے لیا۔۔ ایک نظر گفٹ پیپر میں لپٹے اس تحفے پر ڈالی، اسکے

لب اداسی سے مسکرائے۔۔ الماری کا پٹ بند کر کے وہ دروازے کی طرف بڑھی۔۔ اسے یقین تھا کہ فاروقی ہاؤس کے مکین سو چکے ہونگے۔۔۔ گھر آئے مہمان بھی جا چکے تھے۔۔ کمرے سے باہر آکر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ ایک مخصوص سمت میں بڑھ رہی تھی۔۔ جانے کیوں پچھلے تین سالوں میں وہ خود کو نومبر کی اس مخصوص تاریخ کو اس کمرے میں جانے سے کیوں نہیں روک پاتی تھی۔۔۔ اسکے کمرے تک آکر وہ باہر دروازے پر ہی رک گئی۔۔ سیڑھیوں سے نیچے جھانکا۔۔ جیسے چور نے چوری کرنے سے پہلے چوکیدار کے نہ ہونے کا یقین کیا ہو۔۔ لیونگ روم اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔ لیکن آغا جان کے کمرے سے دھیمی روشنی باہر آرہی تھی۔۔ نشال نے رخ بدلا اور اسکے کمرے کا ہینڈل آہستگی سے گھمایا۔۔ دروازہ کھلتا چلا گیا۔۔ اس نے ایک گہری سانس لی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اندر داخل ہوگئی۔۔ ہمیشہ کی طرح بیڈ کی بے شکن چادر دیکھتے ہوئے نشال کی آنکھوں کی ویرانی بڑھنے لگی۔۔ اس نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر کمرے کی چند لائٹس آن کیں پھر دھیرے دھیرے چلتی وہ الماری تک آگئی۔ ہولے سے الماری کو چھوا۔۔ الماری کا ایک پٹ کھول کر اسکے تہہ شدہ کپڑوں کو دیکھنے لگی۔۔ ایک ہاتھ بڑھایا تھا اور بے اختیار ان شرٹس کو چھو لیا۔۔ دل کی تکلیف بڑھنے لگی۔۔ اسکے سست روی سے دھڑکتے دل میں دفن محبت بین کرنے لگی۔۔۔ اس پل نشال کی آنکھوں نے دل کی بے بسی پر پھوٹ پھوٹ کر رونا چاہا تھا۔۔ جھیل سی آنکھوں میں ٹھاٹھیں مارتے سمندر نے سیلاب بہانا چاہا تھا مگر وہ اپنا نچلا لب دانتوں میں دباتی لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔ آنکھوں کو اس گستاخی سے باز رکھنے کی بھرپور کوشش تھی۔۔۔ اس نے جلدی سے الماری کا پٹ بند کر دیا۔۔ جیسے ضیغم کی خوشبو کسی آسیب کی طرح اسے جکڑ لے گی۔۔ پھر وہ پنجوں کے بل نیچے بیٹھی اور الماری کا سب سے نچلا خانہ کھولا۔۔۔ اسکے بچپن سے دیے گئے گفٹ وہاں بڑی ترتیب سے رکھے گئے تھے۔۔ نشال کی آنکھوں میں نمی پھیلنے لگی۔۔۔ وہ چاہ کر بھی پلکیں جھپکا نہ پائی۔۔ اسنے ہاتھ میں موجود گفٹ پچھلے سال رکھے گئے گفٹ کے ساتھ رکھ دیا۔۔

"ہیپی برتھ ڈے۔۔۔!" نشال کے بھیگے لبوں نے بہت آہستگی سے جنبش کی۔۔ آنکھوں میں ہلکی سی چمک در آئی تھی۔۔شاید نمی سی تھی۔۔نشال نے اپنے کانپتے ہاتھوں سے بھیگتی پلکوں کو مسلا۔۔اب وہ آنکھوں کی نمی رخساروں پر پھسلنے سے پہلے ہی مسل دیا کرتی تھی۔۔ الماری کا دروازہ بند کر کے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔وہ پچھلے تین سالوں میں آج تیسرا گفٹ یہاں رکھنے آئی تھی۔۔ مجبور تھی اپنے دل سے۔۔۔اس محبت سے کہ جس کی قبر پر لگے کتبے پر اب بھی ضیغم اجلال کا نام پورے طمطراق سے جگمگاتا تھا۔۔وہ پلٹی اور ایک نظر پورے کمرے پر ڈالی۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ ٹیرس کی طرف آگئی جس کے گلاس ڈور کھلے ہوئے تھے۔۔ ہوا سے لہراتے پردوں کے پیچھے سے نظر آتا سیاہ آسمان نشال کے جذبات پر چھائی سیاہی کی تفسیر لگ رہا تھا۔۔

اب تو بکھرا سا پڑا ہے وہ مرے سینے میں

ہائے وہ دل کہ تجھے ٹوٹ کے چاہا جس نے...

اپنے چہرے پر آتے سیاہ بالوں کی لٹوں کو ہاتھ سے کان کے پیچھے اُڑسا۔۔گلاس ڈور بند کر کے اس نے پردے برابر کر دیے۔۔۔ایک آخری نظر کمرے میں ڈال کر وہ آہستگی سے دروازے کی طرف بڑھی۔۔ تبھی وہ کمرے میں آیا تھا۔۔اسے آتا دیکھ نشال کا دل ڈوب سا گیا۔۔ابھرنا اس پل مشکل لگا۔۔۔ جبکہ اسے وہاں دیکھ کر ضیغم کے دل نے بے اختیار ایک بیٹ مس کی تھی۔۔اسکے مخصوص پرفیوم کی خوشبو بہت تیزی سے اطراف میں پھیل گئی۔۔۔وہ دونوں ہی اپنی جگہ ساکت رہ گئے تھے۔۔نشال کے دل کی دھڑکنیں بڑے عرصے بعد بے ترتیب ہوئی تھیں۔۔۔

اسے لگا وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں پائے گی۔۔ ضیغم یک ٹک بنا پلکیں جھپکائیں اسے دیکھ رہا تھا جسکے چہرے پر اس وقت ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔۔وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ضیغم اس وقت فاروقی ہاؤس میں ہی ہے اور سوچا تو ضیغم نے بھی نہیں تھا کہ اس دن کی شروعات سے پہلے اسے وہ حسین چہرہ دیکھنے کو مل جائے گا۔۔۔اپنے لب بھینچتے ہوئے ضیغم نے ایک قدم اسکی جانب بڑھایا۔۔نشال کا تنفس بگڑ رہا تھا۔۔ ضیغم کے بڑھتے ہر قدم کے

ساتھ وہ اپنے قدم پیچھے کی جانب اٹھانے لگی۔۔وہ اپنی دھڑکنوں پر قابو پانا چاہتی تھی مگر اس پل ہر کوشش جیسے بے کار تھی۔۔۔قدم قدم اسکی طرف بڑھتا وہ دیوانہ وار اسکے ایک ایک نقش کو تک رہا تھا۔۔

**تین سال۔۔۔۔۔۔**

تین سال بعد وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے تھے۔۔۔نشال مضبوط بننا چاہتی تھی،پہلے کی طرح اسکی طرف سے رخ موڑ لینا چاہتی تھی مگر عزیز از جاں۔۔رگ جاں۔۔۔اسکی آنکھوں کی پہلی بصارت۔۔سامنے تھا تو وہ کیسے رخ بدلتی۔۔۔اپنا نچلا لب دانتوں میں دباتے ہوئے اس نے خود کو سسکنے سے روکا تھا۔۔۔وہ اپنی پلکیں جھپکا کر آنسو حلق میں اتارنا چاہتی تھی مگر آنکھیں جھپکنے سے انکاری تھیں۔۔۔وہ عین اسکے مقابل آکر رکا۔۔۔ایک آنسو بہت تیزی سے اسکی آنکھوں سے نکل کر اسکے رخساروں پر لڑھکا تھا جسے ضیغم نے بر وقت چن لیا۔۔وہ رو پڑی تھی۔۔۔ایک عرصے بعد وہ اسے اپنے سامنے دیکھ کر اپنا ضبط کھو بیٹھی تھی۔۔

"نشال۔۔۔" ضیغم کے لبوں نے بہت آہستگی سے اس کا نام لیا۔۔

"نام۔۔۔نام مت لیں میرا۔۔۔!" اپنی شہادت کی انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتی وہ بھیگی ہوئی آواز میں بولی۔۔

پھر تیزی سے اسکی سائیڈ سے ہو کر نکلنا چاہا مگر ضیغم نے اس سے بھی زیادہ تیزی سے اسکی کلائی تھام کر اسے واپس گھسیٹا۔۔نشال کو لگ وہ بکھر جائے گی۔۔۔ضبط کرنا کس قدر مشکل تھا یہ کوئی اس پل نشال سے پوچھتا۔۔

"تم اپنی مرضی یہاں سے آئی ہو۔۔۔اب میری مرضی کے بغیر نہیں جاسکتیں۔۔!" اسکی بھیگی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔

نشال کی سانسیں تھمنے لگیں۔۔

"مجھے۔۔۔پتہ نہیں تھا کہ آپ یہاں ہیں۔۔۔!" لہجے کو سخت بنانے کی کوشش کرتی وہ بھرپور سنجیدگی سے بولی۔۔

ضیغم نے بغور اسکی پلکوں کا لرزنا دیکھا۔۔

"کیا فرق پڑتا ہے، میں یہاں رہوں یا نہ رہوں۔۔بیڈروم تو ہمارا ہی ہے ناں۔۔۔یہاں آکر تم نے خود میری سزا ختم کی ہے۔۔!" اسے بازوؤں سے تھامتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے کہا۔۔اسکی بات پر نشال کا سر نفی میں ہلا۔۔

"آپ مجھے یوں اپنی باتوں میں نہیں الجھا سکتے۔۔۔" اپنے بازو اسکی گرفت سے چھڑوانے کی کوشش کرتی وہ درشتگی سے بولی۔۔

"الجھا تو تم نے دیا ہے مجھے۔۔۔کیا۔۔؟؟ کیا کرنے کیا آئی تھیں تم یہاں۔۔ہمم۔۔؟؟ دعویٰ کیا تھا ناں تم نے کہ کبھی ضیغم اجلال کی طرف رخ نہیں کرو گی۔۔تو پھر یہ۔۔۔؟؟ تمہاری یہاں موجودگی۔۔۔اسکا کیا مطلب سمجھوں میں۔۔؟؟" ضیغم کی آواز جذبات سے چور تھی۔۔لہجے میں اذیت ہی اذیت تھی۔۔وہ پچھلے تین سال سے ہجر کاٹ رہا تھا جو بطور سزا نشال نے اسے سونپا تھا۔۔

نشال نے اپنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری۔۔

"آپ کیا سمجھتے ہیں اس سے مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔آپ ابھی اور اسی وقت میرا راستہ چھوڑیے پھر جو سمجھنا چاہیں سمجھ لیجئے گا۔۔میری جوتی کو بھی پرواہ نہیں ہے۔۔!!" اسکی گرفت سے اپنے بازو چھڑوانے کو مچلتی وہ غرائی۔۔

"اب کیسے چھوڑ دوں راستہ۔۔اب تو تم خود منزل بن کر میرے سامنے آئی ہو۔۔اب تو تم نے خود میرے ضبط کو آزمایا ہے۔۔اب تو یہ راستہ نہیں چھوڑ سکتا۔۔بالکل بھی نہیں۔۔!" دھیمے لہجے میں کہتے ہوئے ضیغم نے اسکے بازو چھوڑ دیے۔۔وہ اسے روحانی یا جسمانی، کسی بھی قسم کی تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔۔اسکی بات نظرانداز کرتی نشال نے نظریں پھیرتے ہوئے پھر سے اسکی سائیڈ سے نکلنا چاہا مگر اس بار اسکی کلائی تھامنے کی بجائے ضیغم اسکے سامنے آ گیا۔۔وہ اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔۔

"وئیر از مائے گفٹ۔۔۔؟؟" اسکے سوال نے نشال کو ششدر کر دیا۔۔تو کیا وہ جانتا تھا کہ نشال یہاں کیوں آئی تھی۔۔ضیغم کی نگاہوں میں اس پل مسکان تھی۔۔

"کک۔۔۔کون سا گفٹ۔۔؟؟" اسکا لہجہ ڈگمگایا۔۔

"وہ ہی جو تم یہاں رکھنے آئی تھیں۔۔۔کہاں۔۔؟ کہاں رکھا ہے۔۔؟؟" مسکاتے لہجے میں پوچھتے ہوئے ضیغم نے اطراف میں نگاہ دوڑائی۔۔نشال کو شدید اہانت کا احساس ہوا۔۔۔

"کیا فرق پڑتا ہے کہ کہاں رکھا ہے۔۔میرے پہلے دیے تحائف کی کونسا قدر کی ہے آپ نے جواب آپ کو گفٹ کی پڑرہی ہے۔۔؟؟" اسکی آنکھوں میں دیکھتی وہ تڑخ کر بولی۔۔

ضیغم چپ چاپ اسکے ہلتے لبوں کو دیکھتا رہا۔۔کتنا ترسا تھا وہ۔۔کس قدر تڑپا تھا یہ نقوش دیکھنے کے لیے۔۔انہیں چھونے،انہیں محسوس کرنے کے لیے۔۔

"میرا راستے چھوڑیے۔۔۔!" اسکے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے وہ بپھری۔۔اسے یوں اپنے رنگے ہاتھوں پکڑے جانے پر غصہ آرہا تھا۔۔

"قدر جاننا چاہتی ہو۔۔۔؟؟" وہ بڑی نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔نشال نے منہ بناتے ہوئے اپنا سر جھٹکا۔۔۔

"جاننے کی چاہ ہے تو پھر کچھ دیر رکو۔۔میرے قریب آؤ۔۔میرے سینے پر سر رکھو۔۔میرے دل کی سنو۔۔۔سن سکتی ہو وہ سرگوشیاں تو سن لو جو دھڑکنیں تم سے کرنے کو بے تاب ہیں۔۔۔سنو ان کی پکار جس میں صرف نشال فاروقی کا ذکر ہے۔۔۔قدر جاننی ہے تو دیکھو میری آنکھوں میں۔۔۔۔" اسکی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھے بولتے ضیغم کا لہجہ آخر میں تلخ ہو گیا۔۔اسکی براؤن آنکھوں میں جنون ہلکورے لینے لگا۔۔نشال نے بے ساختہ پیچھے کی جانب قدم بڑھائے۔۔

"دیکھو ان آنکھوں میں اور پوچھو ان سے۔۔۔تمہاری یاد میں یہ کس کس طرح تڑپی ہیں۔۔۔انہوں نے کتنی بار میری راتوں کی نیند تباہ کی ہے۔۔۔پوچھو ان سے۔۔۔کیوں یہ تمہیں دیکھنے کو ترستی رہیں۔۔۔کیوں میرے ویران ڈیپارٹمنٹ کو دیکھ کر یہ ویران ہو جاتی تھیں۔۔۔کیوں انہوں نے ہر پل ہر لمحہ تمہیں تلاشا تمہیں دیکھنے کی

خواہش کی۔۔۔؟؟کیوں۔۔۔؟؟؟"اسکے پیچھے کی جانب اٹھتے ہر قدم کے ساتھ اپنے قدم اسکی طرف بڑھاتا وہ حد سے زیادہ سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔اسکی بھاری آواز میں تڑپ تھی۔۔تاسف تھا۔۔۔گزرے وقت کی تھکن تھی۔۔

اپنی انگلیاں مروڑتی نشال گہرے سانس لیتی اس سے بچنے کو پیچھے ہٹ رہی تھی مگر وہ اسکے ساتھ ساتھ اسکی جانب بڑھ رہا تھا۔۔

"دیکھ رہی ہوناں۔۔؟؟دیکھو ان آنکھوں کی چمک۔۔۔؟؟یہ قرار۔۔۔یہ ٹھنڈک۔۔؟؟نظر آرہی ہے تمہیں۔۔؟؟"وہ ٹھہر ٹھہر کر بہت دھیمے مگر سلگتے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔

"لگتا ہے کہ مجھے شیشے میں اتارنے کے لیے آپ پچھلے تین سالوں سے ایسے الفاظ بولنے کی کلاسز لیتے رہے ہیں۔۔۔لیکن سن لیجئے۔۔مجھ پر آپکے ان لفظوں کا اثر نہیں ہوگا۔۔بالکل نہیں ہوگا۔۔!"اپنے آنسو پینے کی کوشش کرتی وہ شدید غصے میں گویا ہوئی۔۔۔ضیغم سے زیادہ خود کو یقین دلانے کی کوشش کی تھی۔۔اسے خود پر غصہ آرہا تھا۔۔اپنے دل پر جس میں دفن محبت ضیغم کے لفظوں پر ایمان لانے کو بے تاب ہورہی تھی۔۔۔نشال کو ڈر لگ رہا تھا کہ کہیں دل میں راکھ ہوئی خستہ حال محبت اب جدائی کا عذاب سہنے سے انکاری ہی نہ ہوجائے۔۔ ضیغم کو اسکی حالت پر افسوس سے زیادہ غصہ آنے لگا جو اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی سولی پر لٹکائے ہوئے تھی۔۔۔

"ہمممم۔۔۔۔میں سب سمجھ رہا ہوں۔۔۔لیکن کبھی تم بھی تو مجھے سمجھو۔۔۔جان لو مجھے۔۔۔جان لوناں۔۔۔۔ہے صلاحیت۔۔۔؟؟"وہ ایک بار پھر وہی سوال کررہا تھا جو نشال کو خاموش کروادیا کرتا تھا۔۔اسکی غلافی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئیں۔۔جگہ شاید ختم ہوگئی تھی۔وہ پیچھے الماری سے جالگی۔۔۔

"ہے صلاحیت۔۔؟؟ہے صلاحیت تو جان لو۔۔۔ڈیم اٹ۔۔۔۔۔۔

نہیں ہے تم میں صلاحیت۔۔۔ نہیں ہے۔۔۔اگر ہوتی تو تم جان لیتی دیٹ آئی لو یو ووو۔۔۔۔۔۔۔!" الماری پر سختی سے ہاتھ مارتے ہوئے وہ چلایا۔۔۔

نشال کی بھیگی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر رخساروں پر بکھر آئے۔۔اس نے گہرا سانس لینے کی کوشش کی مگر اسے سانس نہیں آرہا تھا۔۔۔وہ اپنی سرخ آنکھوں سمیت اسکے بے حد قریب کھڑا اسے گھور رہا تھا۔۔نشال نے بڑی مشکل سے نفی میں گردن ہلائی۔۔ ضیغم کو اس پر افسوس ہونے لگا۔۔وہ واقعی اسے سمجھنے سے قاصر رہی تھی۔۔ اس بات کا یقین اسے آج ہو رہا تھا۔۔

"نا چاہتے ہوئے بھی میں وہ سب کر جاتا ہوں جو میں کرنا نہیں چاہتا۔۔ کہا تھا تم سے۔۔ کہا تھا کہ خود کو کبھی تم پر ظاہر نہیں کروں گا مگر آج۔۔۔ آج میرے سامنے آکر ایک بار پھر تم نے مجھے بے بس کر دیا ہے۔۔۔۔ ممممم۔۔۔۔" اپنی بات ادھوری چھوڑتے ہوئے ضیغم نے ایک بار پھر الماری کو نشانہ بنایا۔۔نشال نے خوفزدہ ہو کر اپنی آنکھیں میچتے ہوئے چہرے کا رخ موڑ لیا۔۔وہ ہولے ہولے لرزنے لگی۔۔۔برداشت کے بندھ ٹوٹتے چلے گئے۔۔اسے روتا دیکھ ضیغم نے اپنے نچلے لب کو دانتوں سے کچلا۔۔بامشکل خود کو کمپوز کیا تھا۔۔

"میری بات سنو۔۔۔" اسکی ٹھوڑی چھو کر اسکا چہرہ اپنی جانب کرتے ہوئے وہ دھیمی آواز میں بولا۔۔

"ہاتھ مت لگائیں مجھے۔۔۔!" اسکا ہاتھ جھٹکتے ہوئے وہ سسکی۔۔ ضیغم کی آنکھوں میں سرخی اترنے لگی۔۔

"تم یہاں آکر میری سزا ختم کر چکی ہو۔۔۔!" اسکی بند پلکوں کی بھیگی نوک کو چھوتا وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔

نشال نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"مجھے نہیں رہنا آپکے ساتھ۔۔!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔۔دل کی دھڑکنیں ضیغم کے نام کا راگ الاپ رہی تھیں۔۔انہیں ڈپٹنے کو اس نے ضیغم کی بات سے انکار کیا حالانکہ سچ یہی تھا۔۔وہ نادانستگی میں ضیغم اجلال کی سزا ختم کر چکی تھی۔۔

"اور مجھے اب تمہارے بغیر نہیں رہنا۔۔!" اس پر زرا سا جھک کر ضیغم نے اسکے کان میں سر گوشی کی۔۔ نشال کا دل اسکے کان میں دھڑکنے لگا۔۔

"ضیغم۔۔۔ پلیز۔۔۔!" اسے خود سے دور کرنے کو وہ بے بسی سے بولی۔۔

ضیغم نے پلکیں جھپکاتے ہوئے اپنی آنکھوں کے قریب اسکا سرخ بھیگا گال دیکھا۔۔ پھر اپنی ناک اسکے گال سے مس کی۔۔ اسی وقت نشال نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھنے کی کوشش کی تھی۔۔ اسکی سانسیں سینے میں ہی اٹک رہی تھیں۔۔۔

"میرا عشق ہو تم۔۔۔ میرا جنون۔۔۔ میری دیوانگی۔۔۔ انتہا ہو تم۔۔۔۔!" وہ ٹوٹے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا۔۔ اسکی گرم سانسیں نشال کو اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھیں۔۔ اسکا اعتراف شکست ایسا تھا کہ نشال اپنا آپ ہارنے لگی۔۔۔ کچھ پل یونہی اسکی پیشانی سے پیشانی ٹکائے بیت گئے۔۔۔ وہ ہنوز رو رہی تھی۔۔ ضیغم نے اپنی نم ہوتی آنکھیں کھولیں اور اسکی مشکل آسان کر دی۔۔۔ وہ اس سے دور ہو گیا تھا۔۔ ایک آنسو اسکی پلکوں سے ٹوٹ کر اسکے رخسار پر پھسل گیا۔۔ نشال نے بے یقین نگاہوں سے اس کی بھیگی پلکیں دیکھیں۔۔ سامنے کھڑا مرد اسکے لیے رو رہا تھا۔۔۔۔؟؟؟

اپنی حیرت پر قابو پانے کو نشال نے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ لیا۔۔ جبکہ اپنے لب بھینچتے ہوئے ضیغم اپنا رخ بدل گیا تھا۔۔

"اب تم جا سکتی ہو۔۔۔ مگر یاد رکھو۔۔۔ بہت جلد تم میری دسترس میں ہو گی۔۔!" ضیغم کا سخت لہجہ بھیگا ہوا تھا۔۔۔

نشال اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔ ضیغم نے ہاتھ کی پشت سے اپنی آنکھیں رگڑ ڈالیں۔۔ اپنی آنکھ سے نکلے اس بے وفا آنسو پر وہ خود بھی حیران ہوا تھا۔۔

مجھے اپنے ضبط پہ ناز تھا،

سرِ بزم رات یہ کیا ہوا۔۔۔!

مری آنکھ کیسے چھلک گئی۔۔؟ مجھے رنج ہے، یہ برا ہوا۔۔!

مری زندگی کے چراغ کا یہ مزاج کوئی نیا نہیں،

ابھی روشنی ابھی تیرگی، نہ جلا ہوا نہ بجھا ہوا

مجھے جو بھی دشمنِ جاں ملا وہی پختہ کارِ جفا ملا

نہ کسی کی ضرب غلط پڑی، نہ کسی کا تیر خطا ہوا

مجھے آپ کیوں نہ سمجھ سکے...؟؟؟

یہ خود اپنے دل ہی سے پوچھیے...!

مری داستانِ حیات کا تو ورق ہے کھلا ہوا،

جو نظر بچا کے گزر گئے مرے سامنے سے ابھی ابھی

یہ مرے ہی شہر کے لوگ تھے مرے گھر سے گھر ہے ملا ہوا..!

ہمیں اس کا کوئی بھی حق نہیں کہ شریکِ بزمِ خلوص ہوں

نہ ہمارے پاس نقاب ہے نہ کچھ آستیں میں چھپا ہوا

مرے ایک گوشۂ فکر میں، میری زندگی سے عزیز تر

مرا ایک ایسا بھی دوست ہے جو کبھی ملا نہ جدا ہوا

مجھے ہم سفر بھی ملا کوئی تو شکستہ حال مری طرح

کئی منزلوں کا تھکا ہوا، کہیں راستے میں لُٹا ہوا

ہمیں اپنے گھر سے چلے ہوئے سرِ راہ عمر گزر گئی

کوئی جستجو کا صلہ ملا، نہ سفر کا حق ہی ادا ہوا......

♦♦♦♦

## تین سال پہلے۔۔۔

"میں نے چاہنے یا نا چاہنے کی بات نہیں کی ایس پی صاحب۔۔۔ اور ویسے بھی آپ چاہت کی بات نہ ہی کریں تو اچھا ہے، آپ اس لفظ کی حقیقت اور اسکے اثرات سے واقف نہیں ہیں۔۔!" نشال کے لہجے میں سرد مہری کا عنصر نمایاں تھا۔۔ اسکی بات پر ضیغم کی آنکھوں کا رنگ بدلا تھا۔۔۔

"میری واقفیت کی بات مت کرو۔۔ اسے تم کبھی سمجھ نہیں سکتیں۔۔!" اپنے لہجے کی تلخی پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے ضیغم نے بڑے ضبط سے کہا۔۔

"تم دونوں لڑنا بند کرو۔۔۔" آغا جان کی قدرے سخت آواز نے ان دونوں کا احساس دلایا کہ وہ وہاں اکیلے نہیں ہیں۔۔

"ضیغم تم یہاں بیٹھو۔۔ بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔!" صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آغا جان نے دھیمی آواز میں کہا۔۔

"بات کھڑے ہو کر ہو یا بیٹھ کر ہو۔۔ مجھے اسکا فیصلہ قبول نہیں ہے آغا جان۔۔ میں اسے اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا۔۔۔!" نشال کی طرف دیکھتے ہوئے ضیغم نے آغا جان کی بات کا جواب دیا تھا۔۔

اسکے جواب پر نشال کی آنکھوں میں اشتعال دہکنے لگا۔۔ اسے ضیغم کی یہ ہٹ دھرمی ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔۔

"آپکا خواب، خواب ہی رہے گا۔۔ میں اب ایک سیکنڈ بھی آپ کے ساتھ نہیں رہوں گی۔۔۔!" نشال نے فوراً اسے منہ کی کھلائی۔۔

شازمہ بیگم نے اپنا سر پکڑ لیا۔۔

"دیکھو نشال۔۔۔ میرے ساتھ۔۔۔ ایسا مت کرو۔۔۔ میرے ساتھ چلو پلیز۔۔۔۔" اپنی 'میں' کے خلاف جا کر وہ سب کی موجودگی میں اس کے سامنے جھک رہا تھا۔۔

"میں آپکے ساتھ ہرگز نہیں جاؤں گی۔۔۔!" اسکی طرف سے رخ پلٹتے ہوئے نشال نے اٹل لہجے میں کہا۔۔

ضیغم نے اسکی ضد پر اپنے لب بھینچ لیے۔۔

"آغا جان۔۔۔ اسے میرے ساتھ بھیج دیجئے پلیز۔۔۔ میں اسے لیے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گا۔۔!" ضیغم نے عبدالرحمن فاروقی صاحب کو درمیان میں گھسیٹا۔۔ آغا جان تذبذب کے شکار نظر آنے لگے۔۔

"تم ابھی یہاں سے جاؤ۔۔۔ ہم بعد میں بات کر لیں گے۔۔ لیکن خدارا ابھی چلے جاؤ۔۔۔" نشال کی حالت کے پیش نظر آغا جان کی بجائے شازمہ بیگم نے اسکے قریب آکر اسے نرمی سے مخاطب کیا تھا۔۔ ضیغم کا ضبط جواب دینے لگا۔۔

"مجھے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔ میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اسے میرے ساتھ بھیج دیجئیے ورنہ میں اسے خود لے جاؤں گا۔۔!" ضیغم کا بے لچک انداز فریحہ بیگم کو آگے بڑھنے پر مجبور کر گیا۔۔ شازمہ بیگم کو پھر سے کچھ کہنے کے لیے لب کھولتا دیکھ ضیغم سرعت سے نشال کی جانب بڑھا۔۔ اسے قریب آتا دیکھ ایک پل کو اسکی آنکھوں سے خوف چھلکا۔۔ وہ تیزی سے پیچھے کو بدکی۔۔۔ مگر ضیغم نے اسکی کلائی تھام لی۔۔۔

"ضیغم۔۔۔!" آغا جان تنبیہی انداز میں چلائے تھے مگر ضیغم کی اگلی بات نے انہیں خاموش کروا دیا تھا۔۔

"اگر کسی نے بھی مجھے روکنے کی کوشش کی تو میں آئندہ اس گھر میں قدم نہیں رکھوں گا۔۔۔!" اسکا لہجہ اس قدر سخت تھا کہ نشال بھی اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔۔

عبدالرحمن فاروقی صاحب کو اسکی آنکھوں میں ایک جنون اور انداز میں ایک بے بسی دکھی تھی۔۔وہ کہیں سے بھی سنجیدہ مزاج خود پر قابو رکھنے والا ضیغم نہیں لگ رہا تھا۔۔

"چلو میرے ساتھ۔۔۔!"اسے کلائی سے تھامے وہ باہر کی جانب بڑھا تبھی فریحہ بیگم اسکے سامنے آئی تھیں۔۔

"نشال کا ہاتھ چھوڑ دو ضیغم۔۔وہ تمہارے ساتھ نہیں جانا چاہتی۔۔۔!"فریحہ بیگم کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔۔

انہیں اپنے مقابل دیکھ کر ضیغم کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔۔

"آپ اپنے کام سے کام رکھیں۔۔یہ میرا اور میری بیوی کا معاملہ ہے،ہم سے دور رہیں آپ۔۔۔!"انکی جانب نفرت سے دیکھتا وہ غرایا۔۔

اسکے لہجے کی درشتگی پر فریحہ بیگم کو شدید تکلیف ہوئی تھی۔۔

"ہوتی کون ہیں آپ ہمارے درمیان بولنے والی۔۔۔کوئی رشتہ نہیں ہے آپ کا۔۔نہ مجھ سے نہ ہی میری بیوی سے۔۔۔!"وہ ان پر اپنی بھڑاس نکال رہا تھا جب نشال نے ایک جھٹکے سے اپنی کلائی اسکی گرفت سے چھڑوائی۔۔

"شٹ اپ۔۔۔۔جسٹ شٹ اپ۔۔۔۔!"وہ اس پر دھاڑی۔۔

"آپ کون ہوتے ہیں میری مما سے بدتمیزی کرنے والے۔۔۔؟؟اپنی حد میں رہیں تو بہتر ہے۔۔اور کیا کہا آپ نے۔۔۔شوہر ہیں آپ میرے۔۔؟؟کون ساشوہر۔۔۔؟؟جس نے میری گود بنجر کر دی۔۔۔؟؟"اسکے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ اسے پیچھے کی جانب دھکا دیتی وہ غرائی۔۔ ضیغم تو اسکی اس قدر بے اعتناعی پر حق دق رہ گیا۔۔

"اپنے گریبان میں جھانکیں کہ آپ ہیں کیا۔۔۔میری نفرت کے قابل بھی نہیں ہیں آپ۔۔سنا آپ نے۔۔۔محبت تو دور اب نفرت کا رشتہ بھی رکھنا نہیں چاہتی آپ سے۔۔۔!"اپنی آنکھوں سے نکلتے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ تاسف زدہ انداز میں بولی۔۔

"اور اگر آپ یہاں سے نہیں جاسکتے تو اٹس فائن۔۔ میں خود ہی اپنی مما کو لے کر یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔ آپ رہیں اسی گھر میں، اپنی ضدیں پوری کریں۔۔۔ لیکن اب۔۔۔۔نشال علوی آپ کے ساتھ ایک چھت تلے نہیں رہے گی۔۔۔!"نشال نے تلخ گوئی کی حد کر دی تھی۔۔ ضیغم یک ٹک اسکی جانب دیکھتا رہ گیا۔۔

"تو تم فیصلہ کر چکی ہو۔۔۔۔؟؟" اپنے لہجے کی بھراہٹ پر قابو پاتا وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

"فیصلہ تو پندرہ دن پہلے ہی ہو گیا تھا۔۔۔!"نشال نے اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"ہر غلطی کی معافی۔۔ اور ہر گناہ کی سزا ہوتی ہے نشال۔۔۔ تم مجھے اگر غلط نہیں گناہگار سمجھتی ہو تو معافی نہ دو۔۔ سزا دے لو۔۔۔ مگر اپنا یہ فیصلہ بدل لو پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔!!!" ضیغم سے کسی طور اسکا یہ جدائی والا فیصلہ برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔ اس پل اس سے زیادہ بے بس شاید اس روئے زمین پر کوئی نہیں تھا۔

"آپ جاسکتے ہیں۔۔۔!"نشال نے اطمینان سے کہا اور فریحہ بیگم کا ہاتھ تھامتی پلٹی۔۔

ضیغم نے دھندلاتی آنکھوں سے دور جاتی نشال کو دیکھا۔لاؤنج میں موجود ہر فرد کو اس پل ضیغم پر ترس آیا تھا مگر جو محبت کی دعوے دار تھی، وہ بے رحم بن بیٹھی تھی۔۔

ضیغم نے آہستگی اثبات میں سر ہلایا۔۔

"اگر تم مجھے سمجھ نہیں سکتیں ناں۔۔ تو میں بھی کبھی خود کو تم پر ظاہر نہیں کروں گا۔۔۔!" وہ اسکی پشت پر دھیمے لہجے میں بولا تھا۔۔ اسکی بات پر وہ پلٹی اور اسکی جانب دیکھا۔

"اب مجھے تمنا ہے بھی نہیں۔۔!"نشال نے فوراً جواب دیا۔۔

"ہمم۔۔۔ دیٹس گڈ۔۔ جا رہا ہوں۔۔۔ اب کبھی تمہارے راستے میں نہیں آؤں گا لیکن۔۔۔ سن لو۔۔۔ اگر تم کبھی میرے راستے میں آئیں۔۔ تو پھر تمہیں مجھ سے کوئی بچا نہیں پائے گا۔۔ تم خود بھی نہیں۔۔۔!!" ضیغم کا سلگتا لہجہ ٹوٹے کانچ کی سی چبھن لیے ہوئے تھا۔۔

نشال نے بھیگی آنکھوں سے ضیغم کی بکھری حالت دیکھی۔۔۔

"مجھے منظور ہے۔۔۔!" نشال نے مکمل اعتماد سے کہا تھس۔۔

وہ دونوں خود اپنے فیصلے کر چکے تھے۔۔۔

شازمہ بیگم سمیت آغا جان کو بھی نشال کے اس کٹھن فیصلے پر اعتراض تھا مگر جو ستم اسکی ذات پر ڈھائے جا چکے تھے، اسکے بعد اسکا یہ رویہ جائز تھا۔۔۔ سو وہ دونوں چپ رہے۔۔

ضیغم نے ایک شکوہ کناں نظر اپنی ماں اور دادا پر ڈالی۔۔ پھر ایک آخری نگاہ نشال پر ڈال کر پلٹا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

نشال کچھ دیر یونہی رخ موڑے کھڑی اسکے معدوم ہوتے قدموں کی چاپ سنتی رہی پھر فریحہ بیگم سے اپنا ہاتھ چھڑواتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔

ان سب کے لیے ہی اس اچانک پیدا ہو جانے والی افتاد پر صبر کرنا مشکل تھا مگر آغا جان نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی تھی کہ تھوڑا وقت گزر جانے دو، دونوں ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔۔ مگر آغا جان کی خوش فہمی، خوش فہمی ہی رہی۔۔

ایک ماہ۔۔

دو ماہ۔۔

سال۔۔

دو سال۔۔۔

تین سال۔۔۔ وقت گزرتا گیا مگر وہ دونوں اپنی جگہ ڈٹے رہے۔۔ وقت کے ساتھ ساتھ شازمہ بیگم نے فریحہ بیگم کو بھی قبول کر لیا لیکن نشال اور ضیغم آج بھی وہیں کھڑے تھے۔۔۔

وہ اس دن کے بعد فاروقی ہاؤس سے نکلا پورے سات ماہ بعد نومبر کے مہینے میں ملیحہ کے بلانے پر گھر آیا تھا۔ ملیحہ کی گود میں ایک ماہ کا گپلو سا حذیفہ تھا۔۔ وہ ارلی بورن بچہ تھا مگر اسکی صحت دیکھنے لائق تھی۔۔۔ اور پھر یوں وہ ملیحہ کی آنے پر فاروقی ہاؤس آنے لگا۔۔۔ اپنا ٹرانسفر ملتان کروانے کے باوجود اسنے پیٹر کو نہیں بخشا تھا۔۔

پیٹر ڈیوس پچھلے ڈھائی سالوں سے افریقی دیو ہیکل آدمیوں کی ہوس کا شکار ہو تا رہا تھا جو یقیناً ضیغم کی مرہون منت ہی تھا۔۔۔ وہ ایک دو ماہ میں کچھ بہتر ہو تا تو ضیغم اسکی کوٹھری میں دوسرے آدمی بھیج دیتا۔۔ اسکی حالت واقعی ہیجڑے سے بدتر ہو چکی تھی۔۔ وہ ہزاروں نہیں لاکھوں بار ضیغم سے معافی مانگ چکا تھا مگر ضیغم کو ہر بار اسے اذیت پہنچا کر سکون ملتا۔۔ تکلیف برداشت کرتے کرتے وہ پانچ ماہ پہلے مر گیا تھا۔۔۔ جبکہ زاویار بیگ کی جلی ہوئی لاش کے ساتھ ملنے والی گن تو وہ تین سال پہلے ہی پہچان چکا تھا۔۔ وہ گن اس نے خود ضرغام کو لا کر دی تھی مزید اسکا شک تب یقین میں بدل گیا تھا جب ضرغام نے اپنی گن گم ہو جانے کا بہانہ بنایا۔۔ ضرغام اکرام اس انتہا کو پہنچ جائے گا اس نے سوچا نہیں تھا مگر پھر مشال کے لیے اسکی محبت اور دیوانگی کی بابت سوچ کر اس نے ضرغام سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔۔ وہ معاملے کی تہہ تک پہنچ چکا تھا مگر راکھ کرید کر ضرا اور مشال کو تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔۔

ضیغم اجلال کی زندگی جس قدر بے کشش ہو چکی تھی اسکے بعد وہ اپنے آپ سے تھکنے لگا تھا۔۔

نشال کے بغیر نہ دن، دن تھا اور نہ رات، رات تھی۔۔ یونہی گھنٹوں کی بے حساب گنتی جواب اسے بھولتی نہیں تھی۔۔

دو سال پہلے وہ بلیک مون گینگ کے مائنڈ گیمرز کو بھی دھر چکا تھا۔۔۔ کامیابیاں ہنوز اسکا مقدر بن رہی تھیں مگر محبت کی ناکامی اسے وقت سے پہلے مار رہی تھی۔۔

اس نے سوچا بھی نہیں تھا اس سال فاروقی ہاؤس جانے پر نشال یوں اسکے سامنے آجائے گی۔۔۔وہ تو خود پر ضبط کیے اپنے لبوں سے نکلے لفظوں کا بھرم قائم رکھے ہوئے تھا مگر نشال نے اسکی نظروں کے سامنے آکر سارے بندھ۔۔تمام تر ضبط۔۔۔نام نہاد بھرم۔۔۔سب توڑ دیے تھے۔۔

ضیغم سوچ چکا تھا کہ اب نشال کو خود سے مزید دور رہنے نہیں دے گا۔۔۔

♦♦♦♦

سورج کی روشنی چھن چھن کرتی، ہوا سے ہلتے پردوں سے الجھتی مشال کے کمرے میں آرہی تھی۔۔اس نے کروٹ بدل کر بانہوں میں بھرے تکیے کو دبوچا اور آنکھیں میچ لیں۔۔سوئے سوئے حواسوں پر عجیب سی کیفیت طاری ہو رہی تھی۔۔اسے یاد آیا کوئی رات بھر بیٹھا اسکے بال سہلاتا رہا تھا۔۔یہ خیال آتے ہی وہ آنکھیں کھولتے ہوئے جلدی سے اٹھ بیٹھی۔۔اطراف میں نظر دوڑائی مگر کمرہ ویسا ہی تھا جیسا وہ چھوڑ کر سوئی تھی۔۔مشال نے بے اختیار اپنے گالوں پر ہاتھ پھیرے۔۔نرم گرم سا، مضبوط انگلیوں کا لمس زندہ ہوا۔۔مشال کا دل دھڑک اٹھا۔۔اسکے ہاتھوں نے بے اختیار اپنے پشت پر بکھرے سیاہ بالوں کو چھوا۔۔رات تو اسے بال جوڑے میں مقید تھے تو پھر۔۔؟؟سوچتے ہوئے وہ جلدی سے بیڈ سے اتری۔۔ایک بار پورے کمرے میں گھوم کر اچھے سے جائزہ لیا۔۔ڈریسنگ روم، واش روم۔۔مگر سب کچھ ویسا ہی تھا جیسا وہ کل رات چھوڑ کر سوئی تھی۔۔تو کیا وہ خواب تھا۔۔؟؟؟اسکی سست پڑتی دھڑکنوں نے مایوس ہوتے ہوئے پوچھا۔۔مشال کو تکلیف ہوئی۔۔اس شخص نے اسے کسی قابل نہیں چھوڑا تھا۔۔رات بھر وہ اسکی موجودگی کا خواب دیکھتی رہی ہے۔۔؟؟یہ سوچ آتے ہی مشال کی آنکھوں میں نمی سی اتر آئی۔۔وہ تھکے تھکے قدم اٹھاتی واش روم کی طرف بڑھ گئی۔۔فریش ہو کر باہر آئی تو خالی کمرے نے اسے منہ چڑھایا۔۔وہ ٹاول سے چہرہ تھپتھپا کر آئینے کے سامنے آکر رکی تھی۔۔پھر بالوں میں ہئیر برش کر کے اس نے بالوں کو دوبارہ جوڑے میں مقید کرنا چاہا تھا جب اسے ایک بار پھر خیال آیا کہ رات وہ بال کھلے چھوڑ

کر نہیں سوئی تھی۔۔اپنے ہاتھ پہلو میں گرا کر وہ کچھ سوچتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھی۔۔بے تابی سے تکیے اور کشنز ہٹا کر دیکھے تھے۔۔اگلے ہی پل اسکی نگاہ ساکت رہ گئی۔۔ایک طرف کو نے میاں تکیے کے نیچے مردانہ گھڑی پڑی ہوئی تھی۔۔رات مشال کے شہابی چہرے کو چھوتے ہوئے گھڑی بار بار اسے تنگ کر رہی تھی سو اس نے جلدی میں گھڑی کھول کر اتاری اور وہیں رکھ دی تھی۔۔مشال نے زرا سا جھک کر وہ گھڑی اپنے ہاتھ میں لے لی۔۔اگلے ہی پل وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلی۔۔تقریباً بھاگتے ہوئے سیڑھیاں اترتی وہ لاؤنج میں پہنچی تھی۔۔ناشتے کے لیے ڈائننگ ٹیبل پر نشال کے سوا سب موجود تھے۔۔آغا جان کی چیئر کے پاس کھڑا وہ انکی کسی بات پر قہقہ لگا رہا تھا۔۔مشال کی جانب اسکی پشت تھی جو رائل بلیو بنیان اور بلیو ہی ٹراؤزر پہنے مشال کی دھڑکنوں میں حشر برپا کر گیا تھا۔۔اسکا حلیہ بتا رہا تھا کہ وہ ابھی ایکسر سائز کر کے لوٹا ہے۔۔مشال کے قدم میکانکی انداز میں اسکی طرف بڑھے۔۔زمان کی نگاہ قریب آتی مشال پر پڑی تو وہ ہنسا۔۔

"لو آگئی تمہاری بیگم۔۔۔"اس نے ضرغام کو مخاطب کیا جس پر سب ہی مشال کی طرف متوجہ ہوئے جو ہونق سی ضرغام کی پشت کو دیکھ رہی تھی۔۔

"پوچھو زرا اس سے مشی۔۔۔ابھی رات ہی آیا ہے اور صبح ہی صبح چل دیا جم خانے۔۔۔آیا بڑا" frank zane"۔۔!"اس نے ضرغام کو چھیڑتے ہوئے ہسٹری کے باڈی بلڈر کا نام لیا۔۔

ضرغام نے اسکی بات کو جواب دینے کی بجائے پلٹ کر دیکھا۔۔سامنے ہی وہ دشمن جاں کھڑی حیران نگاہوں سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔۔اسکی ہاتھ میں ضرغام کی گھڑی تھی۔۔مشال کو دیکھتے ہوئے اس کے گھنی مونچھوں تلے دبے لب خوبصورتی سے مسکرائے۔۔

مشال سانس روکے بے یقینی سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی جسکی صحت پر آزاد فضاؤں نے بہت اچھا اثر ڈالا تھا۔۔ سرخ وسفید چہرے پر اگی شیو مزید گھنی ہو چکی تھی۔۔ذہین آنکھوں کی چمک دیکھنے لائق تھی۔۔۔ چہرے پر پہلے کی نسبت سنجیدگی اور پختگی تھی۔

"کیسا لگا سرپرائز۔۔۔؟؟" اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

مشال نے ڈبڈبائی نگاہوں سے لاؤنج میں موجود تمام افراد پر ایک نگاہ ڈالی۔۔اکرام صاحب کے ہونٹوں پر دبی دبی ہنسی بتا رہی تھی کہ وہ سب ضرغام کے اس سرپرائز میں برابر کے شریک ہیں۔۔مشال نے اب غصے سے اسکی جانب دیکھا جو جو تیئیس کی بجائے اٹھائیس انتیس سالہ مرد لگ رہا تھا۔۔

"بے حد برا۔۔جان لیوا۔۔۔!" سلگتے ہوئے لہجے میں ضرغام کے سوال کا جواب دیتی وہ پلٹی اور الٹے قدموں واپس بھاگی۔۔

"ناراض ہوگئی۔۔۔؟؟" اسے جاتا دیکھ وہ سب کی طرف پلٹا اور معصومیت بھرے انداز میں سوال کیا۔۔۔سب کی کھکھلاہٹ بے ساختہ تھی۔۔

"بہت زیادہ۔۔اب جاؤ اور جا کر مناؤ اسے۔۔۔!" اپنی ہنسی روکتے ہوئے اکرام صاحب نے کہا۔۔

"یہ تو آپ نہ بھی کہتے تب بھی مجھے کرنا ہی تھا بابا۔۔۔!" ہنستے ہوئے انہیں جواب دیتا وہ تیزی سے پلٹا اور مشال کے پیچھے بھاگا۔۔

اسکو جاتا دیکھ ضیغم بھی ہولے سے مسکرایا۔۔پھر اپنی پلیٹ پر جھک گیا۔۔

"اب تم نے کیا سوچا ہے ضیغم۔۔۔؟؟" آغا جان نے کچھ نرم لہجے میں اسے مخاطب کیا۔۔جانتے تھے کہ پوتا اندر ہی اندر ان سب سے ناراض ہے کیونکہ انہوں نے نشال کا ساتھ دیا تھا۔

"کس بارے میں۔۔؟؟" ضیغم کا لہجہ بے تاثر تھا۔۔ڈائننگ ٹیبل پر موجود تمام نفوس نگاہیں جھکا کر ناشتہ کر رہے تھے مگر متوجہ ان دونوں کی طرف ہی تھے۔۔

"اپنے بارے میں۔۔!" آغا جان نے بڑے تحمل سے کہا۔۔انکی بات پر ضیغم نے ہاتھ میں پکڑا کانٹا پلیٹ میں رکھ دیا اور جوس کا گلاس ہاتھ میں پکڑ لیا۔

"میں نے کیا سوچنا ہے۔۔۔جو جیسے چل رہا ہے اسے ویسا چلنے دیں۔۔!" لاپرواہی سے کہتے ہوئے اس نے گلاس لبوں سے لگا لیا۔۔زمان نے دل ہی دل میں اسکی اس قدر بے نیازی پر اسے گالیوں سے نوازا۔۔۔کہ وہ شخص ٹوٹ سکتا تھا مگر جھک نہیں سکتا تھا۔۔۔مگر وہ جانتا نہیں تھا کہ ضیغم اجلال اپنے مزاج کے خلاف جا کر کس حد تک جھک چکا ہے۔۔

"اور یہ کب تک چلتا رہے گا۔۔؟؟تم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ تمہارا ٹرانسفر لاہور میں ہو گیا ہے۔۔!" آغا جان نے لہجے میں کچھ خفگی سمو کر پوچھا۔۔انکی بات پر ضیغم نگاہ اٹھانے پر مجبور ہوا تھا۔۔۔پھر اس نے نظروں کا رخ بدل کر زمان کو گھورا،یقیناً اسی نے آغا جان کو یہ خبر دی تھی۔۔اسکی گھوری کو مسکرا کر نظر انداز کرتا وہ آرام سے چائے پینے لگا جیسے اس وقت چائے پینے سے زیادہ ضروری کام ہی کوئی نہ ہو۔۔

"ہاں۔۔لیکن میں۔۔رکوالوں گا۔۔کچھ دن لگیں گے بٹ۔۔۔آئی ول مینیج۔۔!" ضیغم نے سنجیدگی سے انہیں جواب دیا۔۔

فریحہ بیگم بغور بیٹے کے تاثرات جانچ رہی تھیں۔۔

"ارے لیکن رکوانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔۔آپکا تو اپنا گھر ہے۔۔اچھا ہے ناں یہاں سب کے ساتھ رہیئے گا۔۔ویسے بھی اپنوں سے دور رہنے کو تین سال کافی سے بھی زیادہ ہوتے ہیں۔۔۔!" زمان نے فوراً ٹانگ اڑائی۔۔اسکے لبوں پر دل جلانے والی مسکراہٹ تھی۔۔

ضیغم لب بھینچتا اسے جواب دینے سے رہ گیا۔۔

"تین نہیں سات سال۔۔۔ پہلے ہنجرائی، پھر ملتان۔۔ اور اب پھر یہ ٹرانسفر رکوانے کی بات کر رہا ہے۔۔۔ اپنے ہی گھر میں مہمانوں کی طرح آتا ہے۔۔ شادی سے پہلے تو پھر بھی ایک دو دن رک جایا کرتا تھا مگر شادی کے بعد سے تو۔۔۔ عزت گھٹتی ہے اسکی اس گھر میں رہتے۔۔!" شازمہ بیگم جو کافی دیر سے خاموش بیٹھی تھیں جلدی سے بول پڑیں کہ یہی وقت تھا ضرب لگانے کا۔۔

"سن لیا برخوردار۔۔۔ تمھاری ماں کے دل پر لکھے ہیں ماہ و سال۔۔۔ اب کچھ شرم کرو اور شرافت سے گھر واپس آجاؤ۔۔ کوئی ضرورت نہیں ہے ٹرانسفر رکوانے کی۔۔۔!" آغا جان نے کچھ سخت لہجے میں اسے لتاڑا۔۔ ضیغم نے لب سکیڑتے ہوئے آغا جان کی طرف دیکھا۔۔ وہ ان سب کی پلاننگ خوب سمجھ رہا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں رکوا لیتا ہوں ٹرانسفر۔۔۔ آجاتا ہوں فاروقی ہاؤس میں لیکن۔۔۔!" ضیغم نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔۔ جب وہ سب اسے منانے کی کوشش کر رہے تھے تو اس نے بھی بات کرنا ضروری سمجھا۔۔۔

"لیکن۔۔؟؟" اکرام صاحب نے آہستگی سے پوچھا۔۔

"لیکن مجھے میری بیوی چاہیئے۔۔۔ میں اس گھر میں تب ہی رہوں گا جب نشال میرے روم میں رہے گی۔۔۔!" وہ بڑی سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔ ضیغم کا بے لچک انداز ان سب کو خاموش کروا گیا تھا۔۔ کچھ دیر یونہی ڈائننگ ٹیبل پر خاموشی چھائی رہی۔۔

"میں اس سے بات کروں۔۔۔" آغا جان بول رہے تھے جب پیچھے سے آتی نشال بول پڑی۔۔ عبدالرحمن فاروقی صاحب کی بات ادھوری رہ گئی تھی۔۔۔

"مجھے منظور ہے۔۔۔ لیکن میری بھی ایک شرط ہے۔۔۔!" نشال کو وہاں دیکھ کر حقیقتاً ان سب کو حیرانی ہوئی تھی۔۔ اسکا ضیغم کی موجودگی میں وہاں آنا بالکل غیر متوقع تھا لیکن ضیغم کو حیرت نہیں ہوئی تھی۔۔ وہ جانتا تھا کہ

اب نشال کو اس تک آنا ہی ہے۔۔وہ اسکے سامنے ہار چکی تھی۔۔۔اسکی سزا ختم کر چکی تھی سو اب اسکے سامنے موجود بھی تھی۔۔ ضیغم خاموشی سے اسکی جانب دیکھتا رہا جس کا چہرہ ضبط کے مارے سرخ ہو رہا تھا۔۔ ضیغم کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ رینگنے لگی۔۔

"کیسی شرط۔۔۔؟؟میں تمہاری ہر شرط منظور کروں گی میری جان۔۔۔ مگر تم ضیغم کو معاف کر دو پلیز۔۔۔!"

شازمہ بیگم کو اسکے فیصلے سے خوشی ہوئی تھی اسی لیے وہ لجاجت آمیز انداز میں بولیں۔۔

"میں نے معافی کی بات تو کی ہی نہیں۔۔بات تو ضیغم کے ساتھ رہنے کی ہو رہی ہے تو۔۔میں رہ لوں گی۔۔۔"

نشال کی آواز میں آنسوؤں کی آمیزش تھی۔۔ ضیغم کے لبوں کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔۔۔

"لیکن میری شرط یہ ہے کہ ضیغم کو میری مما کو قبول کرنا ہو گا۔۔۔ جس طرح یہ آپکی عزت کرتے ہیں،اسی طرح انہیں میری مما کو بھی عزت دینا ہو گی۔۔۔!"شازمہ بیگم کی جانب دیکھتے ہوئے اس نے ضیغم کے سامنے اپنی شرط رکھی تھی۔۔اس نے سوچ لیا تھا کہ پھنس تو وہ چکی ہے،تو پھر کیوں نا فریحہ بیگم کے لیے آواز اٹھائی جائے۔۔

اسکی شرط پر ضیغم کی آنکھوں میں سرد پن چھا گیا۔۔شازمہ بیگم کو بھی چپ لگ گئی۔۔ جبکہ آغا جان اور باقی نفوس اب ضیغم کے بولنے کے منتظر تھے۔۔

"اگر مجھے تمہاری ماں قبول نہ ہوتی تو میں آج یہاں موجود نہ ہوتا مسز فاروقی۔۔۔ تمہاری مما کو میں نے اسی دن قبول کر لیا تھا جس دن انکی خاطر تم نے میرا ہاتھ جھٹکا تھا۔۔سو تمہاری شرط تو پہلے سے ہی پوری ہو چکی ہے۔۔!"

ضیغم کا لہجہ سلگتا ہوا تھا۔۔اسکے جواب پر نشال سن رہ گئی۔۔

"ناؤ اِٹس مائے ٹرن۔۔۔!"وہ اطمینان سے گویا ہوا۔۔نشال کا دل شدت سے دھڑک اٹھا۔۔

"میں دو دن میں واپس آجاؤں گا۔۔تمہاری شرط پوری ہو چکی سو دو دن بعد جب میں آؤں تو مجھے میری بیوی میرے روم میں چاہیئے۔۔۔!"چیئر سے کھڑے ہوتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔

نشال کا دل ڈوبنے لگا۔۔

"یہ کیسی قبولیت ہے جس میں تم نے مجھ سے کبھی سلام کے علاوہ دوسری کوئی بات نہیں کی۔۔!" فریحہ بیگم کو اسکا انداز ناگوار گزرا تھا اسی لیے بول پڑیں۔۔ نشال کو کچھ حوصلہ ہوا۔۔ ضیغم نے گردن موڑ کر فریحہ بیگم کی جانب دیکھا۔۔ اس ایک نظر میں ضیغم کا بچپن اسکی آنکھوں میں گھوم گیا۔۔

"میں اپنی ساس کو عزت دے سکتا ہوں اور انہیں سلام ہی کر سکتا ہوں۔۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتا۔۔ رہی بات باتیں کرنے کی تو۔۔۔ نشال کی شرط کے مطابق میں نے اس کی مما کو قبول کیا ہے۔۔ اپنی پھپھو کو نہیں۔۔۔!" انکی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیتا وہ آخر میں مسکرایا۔۔

فریحہ بیگم کا دل کٹ کر رہ گیا۔۔ مگر بنا کسی کی پرواہ کیے وہ آغا جان کی طرف پلٹا۔۔۔ اور انکے آگے سر جھکایا۔۔

"چلتا ہوں۔۔۔!" آہستگی سے کہا گیا تھا۔۔ آغا جان نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ سیدھا ہوا۔۔ ایک سرسری نظر سب پر ڈالی۔۔ پھر مڑا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

تین سال پہلے ان دونوں نے سب کی موجودگی میں اپنی زندگی کا فیصلہ خود کیا تھا اور آج بھی ایسا ہی ہوا تھا۔۔ زمان چیئر کھسکاتا جلدی سے کھڑا ہوا۔۔

"ایس پی صاحب مجھے تو لیتے جائیں۔۔!" اسکی آواز میں شرارت تھی۔۔ باہر جاتے ہوئے زمان پلٹا اور ہاتھ سے ان سب کو اللہ حافظ کہتا ضیغم کے پیچھے لپکا۔۔

♦♦♦♦

"مشی۔۔ مشال۔۔!" وہ اسے پکارتا کمرے میں داخل ہوا تبھی اڑتا ہوا ہئیر برش اسکی طرف آیا تھا وہ بروقت نیچے جھکا ورنہ اسکی پیشانی خون آلود ہو چکی ہوتی۔۔

"ارے۔۔۔ مشی۔۔۔ ارے۔۔" اسکی سنے بغیر مشال کے جو ہاتھ میں آرہا تھا وہ اسکی طرف اچھال رہی تھی۔۔

"مشی۔۔میری جان۔۔اتنا غصہ۔۔۔؟؟"وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔مگر آج وہ اسے مارنے پر تلی ہوئی تھی۔۔

وہ بچتا بچاتا بڑی مشکل سے اس تک آیا۔۔مشال نے کشن کھینچ کر اسے مارا جسے بروقت کیچ کرتے ہوئے ضرغام نے سرعت سے اسکی کلائی تھام لی۔

"دیار غیر سے آئے شوہر کے ساتھ اتنا برا سلوک۔۔۔؟؟"اسے اپنی جانب کھینچتے ہوئے وہ نرمی سے بولا۔۔مشال کا تپا تپا سرخ چہرہ اسے گستاخیوں پر اکسا رہا تھا۔۔

"تم بدتمیز انسان۔۔۔بے ہودہ۔۔۔رات تم ہی تھے ناں۔۔۔؟؟"اسکی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتی وہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔

ضرغام کے لبوں پر کھیلتی مسکراہٹ گہری ہونے لگی۔۔

ضرغام نے اسکا دوسرا ہاتھ بھی اپنی گرفت میں لیا۔۔

"اچھا۔۔۔تو یعنی آپ کو محسوس ہو رہا تھا۔۔۔؟؟"اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ضرغام نے معنی خیزی سے پوچھا۔۔مشال جو اسے مزید شرم دلانے کا ارادہ رکھتی تھی اسکے سوال پر اسکی پلکیں لرز اٹھیں۔۔

"ہاں۔۔تت۔۔۔تو۔۔بے جان تھوڑی ہوں میں جو تم کچھ بھی کرتے رہوگے اور مجھے پتہ نہیں چلے گا۔۔!"اس سے نظر چراتے ہوئے وہ خفگی سے گویا ہوئی۔۔اسکے جواب پر ضرغام نے اپنی ہنسی دبانے کی کوشش کی۔

"مجھ معصوم نے 'کچھ بھی۔۔۔'کیا ہی کب ہے اب تک۔۔۔؟؟"اسکا گلابی چہرہ نگاہوں میں سموئے وہ نرمی سے بولتا اس پل بے بسی کی عملی تصویر لگ رہا تھا۔۔

تمام تر ناراضگی کے باوجود مشال کے لبوں پر ایک بے ساختہ مسکراہٹ آ گئی۔۔

"ہٹو تم۔۔مجھ سے بات ہی مت کرو۔۔۔!"اسکے ہاتھ جھٹکتے ہوئے وہ واپس اپنی ٹون میں آتے ہوئے بولی۔۔

"اللہ۔۔۔لیکن کیوں۔۔۔؟؟"مصنوعی آہ بھرتے ہوئے وہ معصوم بنا۔۔

"کیوں کا کیا مطلب۔۔۔ تمہیں نہیں پتہ بے مروت انسان۔۔؟؟ جو تم پچھلے دس مہینوں سے غائب ہو۔۔ کال تو کیا ہی کرتے میرے میسجز کا بھی جواب نہیں دیا۔۔ اور اب آگئے ہو بنا بتائے مجھے ہارٹ اٹیک کروانے کو۔۔۔!" منہ بسور کر مکمل ناراضگی سے اسے جواب دیتی وہ مبالغہ آرائی کی حد کر گئی۔۔ ضرغام کو حقیقتاً صدمہ لگا تھا۔۔۔

"کوئی خدا کا خوف کریں یار۔۔ دس مہینے۔۔۔ میں تو دس دن بھی آپ سے بات کیے بنا نہیں رہ سکتا۔۔ دس مہینوں کی بات کر کے آپ مجھے ہارٹ اٹیک مت کروائیں۔۔!" اسکے سامنے آتے ہوئے وہ بڑے ڈرامیٹک انداز میں بولا۔۔ لفظ ہارٹ اٹیک پر مشال نے اب غور کیا تھا۔۔ بے ساختہ اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔۔

"اللہ نہ کرے۔۔۔۔ مگر۔۔ تم نے بات کیوں نہیں کی مجھ سے۔۔؟؟ جانتے بھی ہو کہ کتنا ڈسٹرب رہی میں۔۔؟؟ پتہ نہیں کیا کیا سوچ رہی تھی۔۔۔!" آنکھوں میں آنسو بھرتے ہوئے مشال نے معصومیت سے کہا۔۔ اسکی آنکھوں میں چمکتی نمی دیکھ کر وہ سنجیدہ ہوا۔۔

"ایسی ویسی کوئی بات نہیں تھی۔۔ تھوڑا بزی تھا۔۔ شاپنگ۔۔۔ پیکنگ۔۔۔ اور پھر میرے ویزے میں کچھ پرابلم ہو رہی تھی۔۔ اسی لیے پریشان تھا، آپکو کال نہیں کر سکا۔۔۔!" اسکے ہاتھ تھامتے ہوئے ضرغام نے نرمی سے کہا۔۔ اسکے چہرے پر آتے بالوں کو بڑی توجہ سے کان کے پیچھے کیا تھا۔۔

"ہاں چاہے تمہاری اس مصروفیت کے چکر میں یہاں ٹینشن سے میری جان نکل جاتی۔۔۔!" مشال تڑخ کر بولی۔۔ اسکے الفاظ ضرغام کے دل پر لگے تھے۔۔۔

"اللہ نہ کرے یار۔۔ اور جب تک میری جان میں جان ہے۔۔ آپکی جان نہیں نکل سکتی۔۔ نہ ہی میں نکلنے دوں گا۔۔!" اسکے ہاتھوں پر اپنے ہاتھوں کی گرفت بڑھاتے ہوئے ضرغام نے بھرپور سنجیدگی سے کہا۔۔

مشال نے اپنے لب بھینچتے ہوئے نظروں کا زاویہ بدلا۔۔ ضرغام نے نرمی سے اسکی بھیگی پلکیں صاف کیں۔۔

"اچھا یہ صبح صبح چڑیل کیوں بنی ہوئی ہیں آپ۔۔؟؟" اسکے کھلے ریشمی بال اپنی مٹھی میں لیتے ہوئے وہ غیر سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔ حسب توقع وہ تپ گئی۔۔

"یہ تمہارا ہی کارنامہ ہے۔۔ تم ہی نے کھولے تھے ناں رات..؟؟" اسے گھورتے ہوئے مشال نے جواب دیا مگر اسکے لبوں پر کھیلتی شریر مسکراہٹ پر نظر پڑی تو اسے احساس ہوا وہ جلدی میں غلط بول گئی ہے۔۔ ضرغام کی آنکھیں ہیروں کی طرح جگ مگ کر رہی تھیں۔۔۔ مشال کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی۔۔

"مم۔۔ میرے بال چھوڑو۔۔!!" اسکے ہاتھ کو چھوتی وہ جھنجھلاتے ہوئے بولی۔۔ پلکوں پر حیا اترنے لگی۔۔ اب احساس ہو رہا تھا کہ وہ اسکے کتنے قریب کھڑی ہے۔۔۔

"اوں ہوں۔۔ پہلے مجھ سے مل تو لیں۔۔ اتنی دور سے، اتنی دیر بعد آیا ہوں۔۔!" اسکے بالوں کو زرا سا کھینچتے ہوئے ضرغام نے اسے ایک جھٹکا دیا۔۔

"بے شرم ہو تم۔۔۔ میرے بال چھوڑو اور شرٹ پہنو۔۔" اس سے نظریں چراتی وہ اب بوکھلا رہی تھی۔۔۔

"بنیان پہنا تو ہوا ہے۔۔!" دھیمی آواز میں کہتے ہوئے ضرغام نے اسے خود سے قریب ترین کر لیا۔۔

"میں تمہاری بیوی نہیں ہوں جو تم سے اس طرح ملوں۔۔!" اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ جلدی سے بولی۔۔۔ اسکی احتیاط پر ضرغام مسکرایا۔

"ہاں اسطرح گلے تو دوست ملتے ہیں جس طرح ہم مل رہے ہیں۔۔!" اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے ضرغام نے اپنی ہنسی روکتے ہوئے کہا۔۔

"آئی نو۔۔ بیویوں کے انداز تو بہت انوکھے ہوتے ہیں۔۔ وہ انداز تو مجھے میری بیوی ہی دکھائے گی لیکن ابھی آپ سے دوستی کے تقاضے تو نبھالو۔۔!" اسے خود میں سموئے وہ اسکے کان میں سرگوشی کر رہا تھا۔۔ مشال کا دل شدت

سے دھڑکنے لگا۔۔اسکی بیوی والی بات پر دھڑکنیں ساکت ہو گئیں۔۔تو کیا وہ دوسری شادی کرنے والا تھا۔۔ لیکن اس میں بولنے کی ہمت نہیں تھی۔۔ضرغام کی گرفت نے اسکی بولتی بند کروار کھی تھی۔۔۔

برف کی سل بھی تو حدت سے پگھل جاتی ہے!

کیوں نہ اس شخص کو_ سینے سے لگایا جائے؟

ضرغام نے بہت دھیمی آواز میں اسکے گرد سحر پھونکا تھا۔۔مشال کا دھڑ دھڑ کرتا دل جیسے ٹرین کی سپیڈ سے چل رہا تھا۔۔معاً ضرغام کو اسکی حالت پر ترس آگیا۔۔اس نے آہستگی سے اسے اپنے حصار سے آزاد کیا۔۔مشال نے نگاہ جھکائے گہری سانس لی۔۔اسکی بے ترتیب حالت ضرغام کی آنکھوں میں شوق کا ایک جہان آباد کر رہی تھی۔۔

"میں نیچے جا رہی ہوں۔۔تم جلدی سے فریش ہو جاؤ۔۔مم۔۔میں تمہارے لیے ناشتہ لاتی ہوں۔۔!"اسکی نظروں کی تپش سے گھبرا کر مشال نے ہکلاتے ہوئے کہا۔۔پھر اسکی سنے بغیر سرعت سے دروازے کی طرف دوڑی۔۔

"ارے اپنے بال تو باندھتی جائیں۔۔!"اپنا قہقہ ضبط کرتے ہوئے ضرغام نے جلدی سے کہا۔۔مشال نے پلٹ کر اسے گھورا پھر سر پر دوپٹہ لیتی کمرے سے نکل گئی۔۔پیچھے ضرغام کا قہقہ بے ساختہ تھا۔۔

♦♦♦♦

"امم۔۔۔میں ڈھونڈلوں گی تمہیں۔۔۔ایچھل بچ نہیں سکتی مما سے۔۔۔!"آنکھوں پر دوپٹہ باندھے وہ ہوا میں ہاتھ چلاتی ایشل کی کھکھلاہٹوں کو سنتی اسے پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

"اوں ہوں۔۔مم۔۔آپ ہالنے والی ایں۔۔!!"وہ تالیاں بجاتی چہک کر بولی۔۔۔سامعہ نے اسکی آواز کا تعاقب کرتے ہوئے اسکی جانب قدم بڑھائے۔۔لیکن ایشل فوراً مخالف سمت میں بھاگی۔۔

"اتنا آسان نہیں ہے بیٹا جی۔۔۔میں بھی آپ کی ہی مما ہوں پکڑ لوں گی آپکو۔۔"ہوا کے دوش پر لہراتے اپنے بالوں کو بار بار کان سے پیچھے کرتی سامعہ نے ہنستے ہوئے کہا۔۔ تبھی زمان کی گاڑی کا ہارن گیٹ پر بجا تھا۔۔ایشل نے پلٹ کر گیٹ کی جانب دیکھا۔۔چوکیدار گیٹ کھول چکا تھا،زمان کی گاڑی اندر آ رہی تھی۔۔

مخصوص ہارن کی آواز سن کر سامعہ نے جلدی سے آنکھوں سے اپنا دوپٹہ اتارا اور کندھے پر ڈال لیا۔۔

"بابا۔۔بابا۔۔!"ایشل خوشی سے شور مچاتی اسکی جانب لپکی تھی۔۔۔

"ایشو رکو۔۔۔"سامعہ نے اسے روکنا چاہا مگر وہ ان سنی کرتی زمان کی طرف بھاگتی چلی گئی۔۔

سامعہ کی بھنویں کھنچ گئیں مگر وہاں پرواہ کسے تھی۔۔ایشل کو اپنی طرف آتا دیکھ زمان بھی گاڑی پارک کرتا اسکی جانب آیا۔۔اور مسکراتے ہوئے اسکے قریب آنے پر پنجوں کے بل گھاس پر بیٹھ گیا۔۔ایشل فوراً اسکے سینے سے لگی۔۔

"بابا آئی مس یو۔۔۔!!"اسکا گال چومتے ہوئے ایشل نے چہکتے ہوئے کہا۔۔یہی تو وہ تین الفاظ تھے جو اس نے کارٹونز دیکھ دیکھ کر اپنے باپ کے لیے سیکھے تھے۔۔

"آئی مس یو ٹو مائے پرنسس۔۔۔!"اسکی پیشانی چومتے ہوئے زمان نے شیریں لہجے میں کہا پھر اسے گود میں اٹھاتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔۔ایشل کو خوش دیکھ کر سامعہ خاموش رہی۔۔وہ قدم قدم چلتا اس تک آنے لگا۔۔ سامعہ نے ایک قدم بھی اسکی جانب بڑھانے کی زحمت نہ کی تھی۔۔

"کیسی ہو۔۔۔؟؟؟"اسکے سامنے رکتا وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔سیاہ آنکھوں سے سامعہ کے لیے محبت کی روشنی پھوٹ رہی تھی۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔!"کہتے ہوئے وہ زبردستی مسکرائی۔۔وہ کبھی بھی ایشل کے سامنے اس سے مس بی ہیو نہیں کرتی تھی۔۔

"بابا آپ تو پتہ اے ایچھل آپ تو بہت شالا مِش کلتی ہے۔۔بِھل آپ مجھ شے ملنے تیوں نئ آتے۔۔؟؟" زمان کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتی وہ معصومیت سے بولی۔۔

"ایشو۔۔۔مم نے بتایا تھاناں آپکو کہ آپکے بابا سپائیڈر مین ہیں۔۔۔کریمینلز سے لڑتے ہیں اسی لیے بزی ہوتے ہیں۔۔تو پھر۔۔۔" سامعہ اسے اپنے انداز میں سمجھا رہی تھی جب زمان اسکی بات کاٹتے ہوئے بول پڑا۔۔

"آپکو پتہ ہے ایشو۔۔۔بابا آپکی مم سے ناراض ہیں۔۔!" ایشل کی طرف دیکھتے ہوئے زمان نے بالکل غیر متوقع بات کی۔۔سامعہ اسکی اس چالاکی پر حق دق رہ گئی۔۔۔

"ایں۔۔۔؟؟ لیتن تیوں بابا۔۔ایچھل تی مم تو بہت اشی ہیں۔۔!" اپنی آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے ایشل نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔۔

سامعہ اپنی بیٹی کو اپنی طرف سے بولتا دیکھ بے ساختہ امڈ نے والی مسکراہٹ کو روکنے کے لیے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبا گئی۔۔

"بتائیں ناں بابا۔۔۔!" ایشل نے خاموش کھڑے زمان کو اپنی طرف متوجہ کیا جو بے خود سا سامعہ کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔

"کیونکہ بیٹا آپکی مما مجھ سے پیار نہیں کرتیں۔۔۔!" زمان نے بے چاری سی شکل بنا کر کہا تو ایشل کے ساتھ ساتھ سامعہ کا بھی منہ کھل گیا۔۔وہ اس سے اس قدر بے باکی کی توقع نہیں رکھتی تھی۔۔

"ایں بابا۔۔۔شچی۔۔؟؟" اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر حیرانی ظاہر کرتی وہ زمان کو مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔۔

"بالکل سچی۔۔اگر یقین نہیں ہے تو اپنی مما سے پوچھ لو۔۔کبھی انہوں نے آپکی طرح مجھے مس یو، لو یو کہا ہے۔؟؟ نہیں ناں۔۔بالکل نہیں۔۔آپکی مما کو مجھ سے پیار ہے ہی نہیں بیٹا۔۔اسی لیے تو میں آپ سے ملنے کم کم آتا ہوں۔۔۔!" جیسے جیسے وہ اپنی بات مکمل کر رہا تھا سامعہ کی آنکھیں حیرت اور صدمے سے کھلتی جا رہی تھیں۔۔

"مم۔۔۔۔ااااا۔۔۔۔!"زمان کی بات سن کر ایشل نے اپنی کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے سامعہ کو گھورا۔۔وہ گڑبڑائی۔۔زمان کا قہقہ حلق سے اڈنے کو بے تاب ہونے لگا۔۔

"تیوں نئی پیال کلتی آپ میلے بابا شے۔۔۔؟؟؟اتنے اشے توہیں۔۔۔اول۔۔۔اول(اور)اب شمجی میں۔۔۔یہ آپ تی وجہ شے ہی میلے بابا مجھ شے ملنے نئی آتے۔۔اِشی لیے تو۔۔اب شمجی میں۔۔۔!"اپنی ٹھوڑی پر انگلی رکھتی وہ سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے بڑی سمجھداری سے بول رہی تھی۔۔۔

"کیا سمجھی پرنسس۔۔۔؟؟"زمان نے بڑی معصومیت سے لقمہ دیا۔جبکہ سامعہ کا دل کر رہا تھا مقابل کھڑے شخص کو کچا چبا جائے جو اب اکثر ایشل کے سامنے ایسی ہی باتیں کرنے لگا تھا۔۔

"یہی تے مما تیوں مجھے بال بال شپائیڈل مین کی شٹولی شنا کر چپ کلوا دیتی ایں۔۔!"وہ اپنے دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔۔۔

"کیوں۔۔؟؟"زمان کی زبان مسلسل چل رہی تھی۔۔

"تیوں تے یہ آپ شے پیال نہی کلتیں۔۔۔اوئے۔۔۔"بولتے بولتے وہ ایک دم رکی۔۔۔اور زمان کی گردن میں بازو حمائل کرتے ہوئے وہ اسکے کان کے قریب جھکی۔۔۔سامعہ کا گلابی چہرہ لال سرخ ہو چکا تھا۔۔

"بابا۔۔۔تہیں میلی مم۔۔۔آپ تی شوتیلی بیوی تو نئی۔۔؟؟"وہ مکمل رازداری سے پوچھ رہی تھی۔۔سامعہ جو پچھلے دس منٹ سے پیچ و تاب کھا رہی تھی۔۔ایشل کی بلند سرگوشی پر زمان پر چڑھ دوڑی جو ایشل کے یوں دور کی کوڑی لانے پر قہقہ لگا کر ہنس رہا تھا۔۔

"کیا بے ہودگی ہے یہ۔۔۔؟؟"وہ دھیمے لہجے میں غرائی۔۔ایشل اسکی آواز سن کر اسکی جانب پلٹی۔۔

"ایں۔۔مم۔۔۔یہ بے ہُددی(بے ہودگی)تیا ہوتا اے۔۔؟؟"ایشل کے اگلے سوال پر سامعہ کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے جبکہ زمان ہنستا چلا جا رہا تھا۔۔

"ایشو۔۔۔تم چلو میرے ساتھ۔۔۔" اسے زمان کی گود سے لیتے ہوئے سامعہ نے چبا چبا کر کہا تھا۔

زمان نے ہنستے ہوئے اسے آنکھ ماری۔۔۔سامعہ کا دل دھڑک اٹھا۔۔آج تو وہ اسے شاک پر شاک دے رہا تھا۔۔ ایشل کو اپنے گود میں لیے وہ اندر کی طرف بڑھی۔۔ایشل سامعہ کے پیچھے آتے زمان کو فلائنگ کسز دے رہی تھی۔۔زمان کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔۔

"ایم سولونلی۔۔۔۔"موبائل کی چنگھاڑتی ہوئی بیل پر وہ ہوش میں آئی۔۔آنکھیں کھول کر دائیں جانب گردن گھمائی۔۔موبائل پورے زور شور سے بج رہا تھا۔۔موبائل کی سکرین پر زمان کا نمبر دیکھ اسکی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں۔۔جسے وہ یاد کر رہی تھی اسی کی کال تھی۔۔سامعہ نے وقت دیکھا۔۔رات کے بارہ بجنے والے تھے۔۔۔ موبائل ہاتھ میں لے کر اس نے کال ریسیو کی اور موبائل کان سے لگایا۔۔وہ اس پل بھول چکی تھی کہ زمان کی بابت سوچنے سے پہلے ایشل نے اسکا کتنا دماغ خراب کیا تھا۔اس پل تو بس وہ شخص ذہن پر سوار تھا سو اس نے لمحے کی تاخیر کیے بنا اسکی کال ریسیو کر لی تھی۔۔

"ہیلو۔۔۔!"سامعہ ہولے سے بولی۔۔اسکی آنکھوں میں پھر سے نمی اترنے لگی تھی۔۔

"ایشل کہاں ہے۔۔؟؟کیا کہا ہے تم نے اس سے۔۔۔؟؟"اسکے بولتے ہی دوسری جانب سے وہ سخت لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔اسکے سوال پر سامعہ کی نم آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر لڑھکا۔۔اس شخص کو آج بھی صرف اپنی اولاد ہی عزیز تھی۔۔اور اولاد کو 'وہ شخص۔۔'سامعہ خود کہاں تھی۔۔؟؟سوچتے ہوئے اسے تکلیف ہوئی۔۔سامعہ کی آنکھوں میں تھوڑی دیر پہلے کا منظر گھوم گیا۔۔

"میلے بابا تو بلاؤ۔۔مم۔۔۔بابا کو بلاؤناں۔۔۔!"وہ پہلے ہی زمان کی بڑھتی ہوئی جرات سے پریشان تھی اس پر مزید ایشل کی بابا بابا کی گردان۔۔۔اسکا دماغ گھوم رہا تھا مگر اس نے بڑے ضبط سے ایشل کے سامنے وہی پرانی وجہ رکھی۔۔۔

جھوت۔۔۔ مم۔۔ آپ دندی بچی او۔۔۔ میلے بابا آپ تی وجہ شے مجھ شے ملنے نئ آتے۔۔ آپ ان شے پیال نئ کلتی ناں اِش لیے۔۔۔" وہ اسکے منہ پر اسے سنا رہی تھی۔۔ اسکی بدتمیزی پر سامعہ دنگ رہ گئی۔۔ اسے زمان پر شدید غصہ آیا جو ایشل کو یہ پٹی پڑھا کر گیا تھا۔۔ کل رات تو اس نے پزے کے بہانے اسے ٹال دیا تھا مگر آج کا سارا دن اس نے بابا بابا کی رٹ لگائے رکھی تھی۔۔

"بری بات ایشل۔۔ مما کو گندی نہیں بولتے۔۔۔!" سامعہ نے اسے نرمی سے ڈپٹا۔۔

"ہاں تو آپ میلے بابا شے پیال تیوں نئ تلتی۔۔۔ ان تو مِش بھی نئ تلتی۔۔ ایچھو آپ شے کَتّی ہے۔۔۔ پہلے میلے بابا تو بلاؤ۔۔ پھل آپ شے بات کلوں دی۔۔۔!" وہ اپنی توتلی زبان میں فر فر بولتی سامعہ کے چودہ طبق روشن کر رہی تھی۔۔

"ایشل۔۔ چپ ہو جاؤ بالکل۔۔ رات ہو چکی ہے شرافت سے کھانا کھاؤ اور سو جاؤ ورنہ پٹائی کروں گی۔۔۔" زمان کے ذکر سے وہ چڑ گئی۔۔ اسکے یوں ڈپٹنے پر ایشل نے پہلے ہونٹ مروڑے اور پھر آنکھیں سکیڑیں۔۔ اگلے ہی پل اسکے گلے میں باجا فِٹ ہو چکا تھا۔۔

"ایں۔۔۔۔ بابا۔۔۔۔ میلے بابا۔۔۔۔ مم۔۔۔ دندی۔۔۔۔ میلے بابا تو بلاؤ۔۔۔۔ مجھے بابا پاش جانا۔۔۔۔" اپنے بال نوچتی وہ اونچی آواز میں رونے لگی۔۔۔ سامعہ نے اپنا سر پکڑ لیا۔۔

"ایشل۔۔ ایشل۔۔ چپ ہو جاؤ۔۔ کل آ جائیں گے تمہارے بابا۔۔۔" اسکے ننھے ہاتھ پکڑتے ہوئے سامعہ نے بے بسی سے کہا۔۔

"نئ مجھے ابھی بابا چاہیئے۔۔۔ ابھی چاہیئے۔۔۔!" گردن نفی میں ہلاتی وہ اپنی کر رہی تھی۔۔ کچھ دیر تو سامعہ اسکا رونا دھونا برداشت کرتی رہی پھر اسے گود میں اٹھایا اور کمرے سے باہر نکل آئی۔۔ ایشل ہنوز زور آزمائی کرتی رو رہی تھی۔۔ میڈم نبیلہ بھی اسکی آواز سن کر اپنے کمرے سے باہر نکل آئیں۔۔

"چپ۔۔۔ بالکل چپ ورنہ لگاؤں گی ایک۔۔۔۔!!" اسے لاؤنج میں پڑے لارج سائز صوفہ پر پٹختے ہوئے وہ چلائی۔۔ لیکن مقابل بھی اسی کی بیٹی تھی۔۔ ڈرنے کی بجائے وہ اور گلا پھاڑنے لگی۔۔ سامعہ اسے تھپڑ لگانے کو جھکی جب تیزی سے میڈم نبیلہ آگے آئی تھیں۔۔۔

"کیا ہو گیا ہے سامعہ کیوں بچی کی جان نکال رہی ہو۔۔؟؟" روتی ہوئی ایشل کو گلے لگاتے ہوئے میڈم نبیلہ نے کچھ ناگواری سے پوچھا۔۔۔

"کیونکہ آپکی بچی میری جان نکالنے پر تلی ہوئی ہے۔۔ ہر دو دن بعد بابا بابا کرنا شروع ہو جاتی ہے۔۔۔ آج پھر نواب زادی کو اس وقت "میلے بابا" چاہئیں۔۔۔!" اسکی توتلی زبان کی نقل اتارتی وہ تپ کر بولی۔۔ اسکے سخت انداز پر ایشل میڈم نبیلہ سے چپک گئی۔۔

"نانو۔۔۔ میلے بابا تو بلا دو۔۔۔ مم دندی۔۔۔!!" اسکی وہی گردان تھی۔۔

سامعہ نے ایشل کو گھورا۔۔

"تم اپنے کمرے میں جاؤ میں سمجھاتی ہوں اسے۔۔۔!" میڈم نبیلہ نے اسے وہاں سے ٹلایا۔۔ ایشل مسلسل رو رہی تھی۔۔ سامعہ پیر پٹختی اپنے کمرے میں آگئی۔۔ پھر جو وہ بیٹھ کر رونا شروع ہوئی تو اسے ایک ہفتے پہلے کا وہ دن یاد آگیا جب زمان نے اسکی بیٹی کو یہ پٹی پڑھائی تھی۔۔ لیکن زمان کے بارے میں سوچتے سوچتے وہ کھونے لگی تھی جبھی اسکی کال آگئی۔۔ اور اب وہ ایشل کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔۔

"تم سے پوچھ رہا ہوں ایشل کہاں ہے۔۔؟؟ مارا ہے تم نے اسے۔۔؟؟" زمان کی آواز میں تڑپ تھی۔۔ سامعہ سلگ کر رہ گئی۔۔

"اتنی ہی فکر ہو رہی ہے تو خود آکر دیکھ لیجیئے ناں۔۔!" سامعہ نے تڑخ کر جواب دیا تو دوسری جانب زمان کی پیشانی پر رگیں ابھرنے لگیں۔۔

"تمہیں جو مسئلہ ہے مجھ سے کہو سامعہ۔۔میری بیٹی کی آنکھ میں ایک بھی آنسو آئے گا تو میں برداشت نہیں کروں گا۔۔۔!"زمان کا لہجہ سلگتا ہوا تھا۔۔وہ واقعی تھوڑی دیر پہلے ایشل کی بھیگی آواز سن کر تڑپ کر رہ گیا تھا۔۔اسکی ایشل سے بات میڈم نبیلہ کے نمبر سے ہوئی تھی۔۔

"وہ صرف آپکی ہی نہیں میری بھی بیٹی ہے۔۔آپ سے زیادہ محبت ہے مجھے اپنی بیٹی سے۔۔۔"سامعہ کی آواز میں غصے کے ساتھ ساتھ آنسوؤں کی بھی آمیزش تھی۔۔زمان اسکی بھرائی ہوئی آواز سن کر تھوڑا نرم پڑا۔۔

"تو پھر کیوں رلایا اسے۔۔؟؟"اب وہ قدرے دھیمی آواز میں پوچھ رہا تھا۔۔سامعہ نے اپنے بھیگے گال صاف کیے۔۔

"میں نے نہیں رلایا۔۔آپ ہی کے کرتوت ہیں۔۔لاسٹ ویک جو خناس آپ اسکے دماغ میں بھر کر گئے تھے اسی کے زیر اثر وہ اب دن رات آپ سے ملنے کی ضد کرتی ہے۔۔۔آج بھی کر رہی تھی تو میں نے تھوڑا سا ڈانٹ دیا۔۔۔!"سامعہ نے سوں سوں کرتے ہوئے سادگی سے اسے ساری بات بتادی۔۔

اسکی بات پر زمان کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ رینگنے لگی۔۔

"ہاں تو پھر کچھ سوچو۔۔۔کس نے کہا ہے کہ میری پرنسس کو مجھ سے دور رکھو۔۔آجاؤ میرے پاس۔۔۔!"زمان نے غیر سنجیدگی سے کہا تو سامعہ کے رخسار تپنے لگے۔۔

"شٹ اپ۔۔۔"سامعہ نے بامشکل کہا۔۔

"اوکے مت آؤ۔۔میں خود ہی آجاتا ہوں۔۔۔۔پھر تم سے دو دو ہاتھ کرتا ہوں۔۔!!"زمان نے بڑی سنجیدگی سے اسے مطلع کیا تھا۔۔

"اس وقت۔۔۔؟؟"سامعہ کے لبوں نے بے ساختہ جنبش کی تھی۔۔

"ہاں تو۔۔۔؟؟میں اپنی فیملی کے لیے کسی بھی وقت وہاں تو کیا دنیا کے آخری کونے میں بھی جا سکتا ہوں۔۔!"

زمان نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر سنجیدگی سے کہا۔۔

سامعہ کی سوئی لفظ فیملی پر اٹک گئی۔۔

"یہاں آپکی کوئی فیملی نہیں ہے آئی بات سمجھ میں۔۔؟؟آپکا تعلق صرف ایشل سے ہے۔وہ بھی میرا شکریہ ادا کریں کہ آپکو اس سے ملنے دیتی ہوں۔۔۔!"وہ اس پر احسان جتانے والے انداز میں گویا ہوئی۔۔اسکے جواب پر زمان کا قہقہہ فون کے سپیکر سے ابھرا۔۔سامعہ نے موبائل کان سے زرا سا ہٹا کر منہ بسورا۔۔"جن" اسے لقب سے نوازا تھا۔۔

"کہہ تو رہا ہوں کہ آرہا ہوں۔۔پھر ٹھیک سے شکریہ ادا کرنا۔۔۔!"معنی خیزی سے بولتا وہ سامعہ کو دل پر ہاتھ رکھنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

"کمینہ۔۔"وہ زیر لب بڑبڑائی۔۔

"غلط بات ہے۔۔مجازی خدا ہوں تمہارا۔۔۔ایسے نہیں کہتے، گناہ ہوتا ہے۔۔!"اسکی بڑبڑاہٹ سے مطلب اخذ کرتے ہوئے زمان نے ڈھیٹ پن سے کہا۔۔

سامعہ نے تپ کر کال ہی ڈسکنیکٹ کر دی۔۔اسے دوسری جانب سے گاڑی سٹارٹ ہونے کی آواز آچکی تھی۔۔ موبائل بیڈ پر پٹختی وہ اوندھے منہ لیٹ گئی۔۔وہ جانتی تھی کہ اب اسے ساری رات نیند نہیں آنی تھی۔۔آنکھیں بند کرتے ہوئے سامعہ نے دل ہی دل میں اسکی سلامتی کی دعا کی۔۔۔

♦♦♦♦

"سنوضر۔۔۔؟؟"وہ سوٹ کیس سے سامان نکال نکال کر بیڈ پر رکھ رہا تھا جب مشال نے اسے مخاطب کیا۔۔

"ہوں۔۔سنائیں۔۔؟؟" مصروف سے انداز میں جواب آیا۔۔مشال نے ہاتھ میں پکڑا کافی کا مگ بیڈ سائیڈ ٹیبل رکھا جو وہ ضرغام کے لیے لائی تھی۔۔

"نہیں نہیں۔۔سنانا نہیں ہے، کچھ پوچھنا ہے۔۔!" مشال نے فوراً تصحیح کی۔۔ضرغام ہنوز اپنے کام میں مصروف تھا۔۔

"اچھا پوچھیے۔۔۔؟؟" نرمی سے کہتا وہ کافی کا مگ اٹھا چکا تھا۔۔

"وہ۔۔۔سڈنی میں۔۔تمہاری کوئی گرل فرینڈ تھی کیا۔۔؟؟" مشال نے انگلیاں مروڑتے ہوئے بڑی معصومیت سے پوچھا۔۔اسکے سوال پر اپنا بے اختیار قہقہ روکنے کے چکر میں ضرغام کو گرم گرم کافی حلق میں اٹکتی محسوس ہوئی۔۔اس نے نگاہ اٹھا کر مشال کی جانب دیکھا پھر سر اثبات میں ہلاتے ہوئے بیڈ کے قریب پڑی چیئر پر بیٹھ گیا۔۔

"یہ مگ پکڑیں میں زرا گنتی کر لوں۔۔۔!" کافی کا مگ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے ضرغام نے مکمل سنجیدگی سے کہا۔۔

مشال نے خود پر ضبط کرتے ہوئے اس سے مگ لے کر بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔جبکہ اب وہ باقاعدہ انگلیوں پر نام گن رہا تھا۔۔۔

"تبسم گل، شینا راٹھور، ہیزل۔۔۔حمیری، رینا رندھاوا۔۔۔اور اور۔۔۔جیسمین قریشی۔۔۔" وہ مزید نام لے رہا تھا جب مشال اسکے کندھے پر مکا مارتے ہوئے صدمے سے چلائی۔۔

"شرم نہیں آئی تمہیں لڑکیوں سے دوستی کرتے ہوئے۔۔۔؟؟" وہ غصے سے تمتماتا چہرہ لیے اس پر چڑھ دوڑی تھی۔۔مشال کے سوال پر ضرغام نے جلدی سے نفی میں گردن ہلائی۔۔۔

"نہیں۔۔ بھلا اس میں شرم والی کیا بات ہے۔۔۔؟؟ آپ بھی تو میری دوست ہیں۔۔ آپ بھی تو لڑکی ہی ہیں ناں۔۔!" معصومیت کے اگلے پچھلے سارے ریکارڈ توڑ تا ضرغام، مشال کا خون پانی کر چکا تھا۔۔۔

"ہاں تو میں صرف تمہاری دوست نہیں ہوں، تمہاری بیوی بھی ہوں۔۔۔۔ مجھ سے دوستی کرنا تمہارے لیے جائز ہے۔۔ جبکہ یہ رنگ برنگی ہندنیوں، اور گوری چڑیلوں سے دوستی کرنا ناجائز ہے تمہارے لیے۔۔۔!" اسے گھورتی وہ جوش میں آکر بولتی چلی گئی۔۔ اسکے جواب پر ضرغام نے بھنویں اچکا کر حیرت کا اظہار کیا۔۔

"لیکن۔۔ آج صبح جب میں آپکو ہگ کر رہا تھا تب تو آپ کہہ رہی تھیں کہ آپ میری بیوی نہیں ہیں، صرف دوست ہیں۔۔!" سوچنے کی اداکاری کرتے ہوئے ضرغام نے اسی کی بات اسے لوٹائی تھی۔۔

مارے ضبط کے مشال کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔ اسکی بولتی ایک پل کو بند ہو گئی۔۔ اس نے جھکی نظر اٹھا کر اسے گھورا جسکے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ اور آنکھوں میں شرارت چمک رہی تھی۔۔ مشال سمجھ گئی وہ اسے بے وقوف بنا رہا ہے۔۔

"تم ناں۔۔۔ بھاڑ میں جاؤ۔۔۔!" اپنے دانت کچکچا کر کہتی وہ کمرے سے جانے کو دروازے کی طرف بڑھی۔۔ اسے ناراض ہوتا دیکھ ضرغام نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسکی کلائی تھام لی۔۔۔

"ارے ارے۔۔ یہ سب سامان تو دیکھتی جائیں۔۔۔!" اسکا رخ اپنی جانب موڑتے ہوئے ضرغام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مشال نے لب بھینچتے ہوئے اس پر سے نظر ہٹا کر کچھ مسکاتی کچھ حیران نگاہوں سے بیڈ پر بکھری لاتعداد کاسمیٹکس پروڈکٹس کی جانب دیکھا۔۔ جن کے علاوہ سویٹرز۔۔ ڈریسز۔۔۔ جیولری۔۔۔ انگلش ناولز۔۔۔ بیڈ کی حالت بتا رہی تھی کہ ضرغام تین سال کے عرصے میں بس یہی سب خرید تا رہا ہے۔۔

"یہ نمائش میں لگانے کے لیے لائے ہو کیا۔۔۔؟؟"ضرغام کی طرف دیکھتے ہوئے مشال نے چڑتے ہوئے پوچھا حالانکہ وہ سمجھ چکی تھی کہ یقیناً یہ ساری خریداری اسی کے لیے کی گئی ہے۔۔

"بالکل نہیں۔۔۔اپنی بیوی کے لیے لے کر آیا ہوں۔۔۔!"اسکی کلائی چھوڑ کر واپس کافی کا مگ اٹھاتے ہوئے ضرغام نے بھرپور سنجیدگی سے کہا۔۔

"آہ۔۔۔یعنی میرے لیے ناں۔۔؟؟"اس بار وہ احسان کرنے والے انداز میں مسکرائی تھی۔۔ضرغام نے جھٹ نفی میں گردن ہلائی۔۔مشال حقیقتاً تپی تھی۔۔

"آپ تو میری دوست ہیں ناں۔۔آپکے لیے تو میں گولڈ کی چین لایا ہوں۔۔۔یہ تو میری بیوی کے لیے ہے۔۔ رکیں میں آپکو چین دکھاتا ہوں۔۔!"بڑے آرام سے اسے جواب دیتا وہ پلٹا اور کافی کا مگ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر دوسرے سوٹ کیس کی طرف بڑھا۔۔جبکہ اسکے جواب پر مشال کی مسکراہٹ لمحوں میں غائب ہوئی تھی۔۔وہ گولڈ کی چین کو بھول کر دوسری بار لفظ دوست پر ہی اٹک گئی۔۔اس پل اسے قطعاً یاد نہ آیا کہ ان دونوں کے درمیان اس لفظ کو بار بار گھسیٹنے والی وہ خود ہی تھی۔۔۔

"کس بیوی کی بات کر رہے ہو تم۔۔۔؟؟بتانا تو زرا۔۔؟؟"اسے پلٹ کر اپنی جانب آتا دیکھ مشال نے کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کچھ لڑاکا انداز میں پوچھا۔۔

"وہ ہی جس سے میں عشق کروں گا۔۔بتایا تو تھا آپکو۔۔۔!!"اطمینان سے کہتے ضرغام نے مخملی کیس کھول کر چین اپنے ہاتھ میں لی اور خالی کیس بیڈ پر اچھال دیا۔۔مشال کی آنکھوں میں نمی بھر آئی۔۔۔

"تو پھر یہ مجھے کیوں دے رہے ہو۔۔یہ بھی اپنی اس بیوی کو ہی دینا ناں جس سے تم عشق کرو گے۔۔۔!"اپنے آنسو پینے کی کوشش کرتی وہ بڑے ضبط سے بولی۔۔اور اپنی طرف بڑھتے ضرغام سے ایک قدم پیچھے ہٹی۔۔

"عشق تو کر چکا ہوں۔۔۔ لیکن وہ سمجھے بھی تو ناں۔۔" اسکے مقابل ٹھہرتے ہوئے ضرغام نے سنجیدگی سے کہا۔ وہ ڈائریکٹ اسکی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔۔

"کک۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ تم نے اپنے لیے بیوی پسند کر بھی لی۔۔؟؟؟" پوچھتے ہوئے مشال کی آواز لڑکھڑائی۔ ضرغام کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔۔۔۔ اس نے لب بھینچتے ہوئے مشال کی کلائی تھام کر اسے اپنی طرف کھینچا اور اسکا رخ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف موڑا۔۔ آئینے میں ان دونوں کا شفاف عکس واضح تھا۔۔

"دیکھیں اور بتائیں۔۔ ہم سے بڑا کون لگ رہا ہے۔۔۔؟؟" آئینے میں نظر آتی اسکی آنکھوں میں دیکھتا وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"تم۔۔۔" مشال نے یک لفظی جواب دیا۔۔

"یعنی اب تو میں آپکو چھوٹا نہیں لگ رہا ناں۔۔؟؟" اسکے کندھوں پر اپنے ہاتھ جماتے ہوئے وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔ مشال نے ڈبڈبائی نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔۔ پھر نفی میں سر ہلایا۔۔

" لگنے سے کیا ہوتا ہے۔۔ ہو تو تم چھوٹے ہی ناں۔۔۔؟؟" مشال نے بھیگی ہوئی آواز میں کہا۔۔ جیسے اسے اسکے خود سے چھوٹا ہونے پر افسوس تھا۔۔ ضرغام کو پہلی بار اپنی توہین محسوس ہوئی تھی۔۔ اس نے ایک جھٹکے سے مشال کا رخ اپنی جانب موڑا۔۔

"اور میرے آپ سے چھوٹا ہونے سے کیا ہوتا ہے۔۔؟؟ کیا مجھے آپ سے عشق نہیں ہو سکتا۔۔؟؟ کیا آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہو سکتی۔۔۔؟؟ کیا ہم ہزبینڈ اینڈ وائف نہیں ہو سکتے۔۔۔؟؟ بتائیے گا پلیز۔۔۔؟؟" اسکے کندھوں پر اپنی آہنی گرفت جمائے وہ بڑے تحمل سے پوچھ رہا تھا۔۔ لیکن براؤن آنکھوں میں اذیت سی تھی۔۔

مشال لب سیے دھندلی آنکھوں سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

"حقیقت یہ ہے مائے ڈیریسٹ وائیفی۔۔۔ کہ میں آپ سے چھوٹا ہونے کے باوجود آپ سے عشق کر چکا ہوں۔۔ آپ مجھ سے بڑی ہونے کے باوجود مجھ سے محبت کرنے لگی ہیں۔۔اور ہم دونوں میں عمروں کا معمولی سا گیپ ہونے کے باوجود ہم دونوں ہزبینڈ اینڈ وائف کے رشتے میں بندھ چکے ہیں۔۔ اینڈ دیٹس آل۔۔۔۔!" اسکی پلکوں پر اٹکا موتی اپنی انگلی کے پور پر چنتا وہ بڑی سنجیدگی سے بولتا چلا گیا۔۔

مشال اسکے اس انکشاف پر اسے دیکھتی رہ گئی جو اپنے ساتھ ساتھ مشال پر مشال کے دل کا حال بھی آشکار کر گیا تھا۔۔ پھر ضرغام ایک گھٹنا زمین پر ٹیک کر اسکے سامنے جھکا۔۔۔ مشال نے تحیر آمیز نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔ جانے اب وہ کیا کہنے والا تھا۔۔

"کیا آپ ضرغام اکرام کے ان تمام پر خلوص تحائف کے ساتھ اس پورے کے پورے ضرغام اکرام کو قبول کرنا پسند کریں گی۔۔۔؟؟ میرے عشق کو قبولیت کی سند بخش کر۔۔۔ کیا آپ میری بیوی بن کر۔۔۔۔ مجھے اپنے شوہر کی حیثیت سے قبول کریں گی۔۔؟؟" اسکے سامنے اپنا ہاتھ پھیلائے وہ اپنی جگ مگ کرتی آنکھوں میں محبت کی قندیلیں جلائے اس سے اقرار مانگ رہا تھا۔۔ اسکا ساتھ مانگ رہا تھا۔۔۔ لفظوں میں کوئی جھول کوئی ابہام نہیں تھا۔۔ وہ آج اس پر اپنا آپ مکمل طور پر آشکار کر چکا تھا۔۔

مشال بھیگی آنکھوں سے اسکا روشن چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔

"پلیز۔۔۔!" ضرغام کی آنکھیں گلابی ہونے لگیں۔۔

مشال نے اپنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری۔۔ پھر ہولے سے اثبات میں سر ہلایا۔۔ اسکے گلابی لب اپنی روتی آنکھوں کے ساتھ مسکرائے۔۔۔ مشال نے آہستگی سے اپناہاتھ ضرغام کے بڑھے ہوئے ہاتھ میں دے دیا۔۔

ضرغام کا دل اسکے اقرار پر سرشاری سے دھڑکنے لگا۔۔ لب آپ ہی آپ مسکرائے تھے۔۔ اس نے جھک کر اپنے

ہاتھ میں موجود اسکے دودھیا ہاتھ کی پشت پر اپنے دہکتے ہوئے لب رکھ دیے۔۔۔مشال کی پلکیں لرزنے لگیں۔۔

وہ آہستگی سے کھڑا ہوا اور محبت پاش نگاہوں سے اسکا گلابی چہرہ دیکھا۔۔

"کیا اب مجھے اجازت ہے کہ میں آپ کو۔۔۔ آئی مین اپنی بیوی پلس دوست کو یہ چین پہنا دوں۔۔؟؟" اسکی طرف دیکھتا وہ مسکاتے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔

مشال کے گلابی ہونٹوں پر شرمگیں مسکراہٹ رینگ گئی۔۔وہ پلٹی اور آئینے کی طرف رخ کر کے کھڑی ہو گئی۔۔

اشارہ صاف تھا۔۔اجازت دے دی گئی تھی۔۔

ضرغام نے بنا کچھ کہے چین کا ہک کھولا اور اسکی گردن میں پہنانے لگا۔۔

"ضروہ۔۔۔" مشال نے کچھ کہنا چاہا تھا جب ضرغام نے اسے ٹوک دیا۔۔

"شش۔۔۔بالکل چپ۔۔۔!" وہ بڑی توجہ سے اسکی گردن میں نازک سی چین پہنا رہا تھا جس میں خوبصورت سا نوکدار پتا لٹک رہا تھا۔۔پتے کی ہیت اتنی نفیس اور نازک تھی کہ دیکھنے والے کو اپنی جانب متوجہ کرتی تھی۔۔

مشال دم سادھے اسکی مضبوط انگلیوں کا لمس محسوس کر رہی تھی۔۔

"ہو گیا۔۔۔اب دیکھیں۔۔۔!" اسکی گردن پر سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے ضرغام نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔مشال جو نگاہیں جھکائے کھڑی تھی بڑی مشکل سے نگاہ اٹھا کر خود کو ضرغام کے ساتھ آئینے میں دیکھنے لگی۔۔

"مجھے نہیں اس چین کو دیکھیں۔۔۔!" وہ شرارتی انداز میں بولا۔۔۔

مشال نے ہنستے ہوئے اپنی گردن کی طرف دیکھا۔۔اسکی سفید نازک گردن میں گولڈ کی نازک سی چین چمک رہی تھی۔۔

"بہت اچھی ہے۔۔۔!" پتے نما لاکٹ کو چھوتے ہوئے مشال نے خوشدلی سے کہا۔۔معاً مشال کی نگاہ اپنی گردن پر بائیں طرف کندہ "Z" پر پڑی۔۔سیاہ نشان جہاں سے جلد کچھ جھلسی ہوئی لگتی تھی۔۔ویسا ہی نشان اسکے چہرے پر

بھی تو تھا۔۔وہ کیسے بھول سکتی تھی۔۔۔؟؟مشال کے لبوں کی مسکراہٹ سمٹنے لگی۔۔وہ ساکت نگاہوں سے اپنے چہرے اور گردن کے نشانات کو دیکھنے لگی۔۔اسکا ہاتھ میکانکی انداز میں اپنی گردن پر موجود نشان کو چھونے لگا جب اسکی مشکل سمجھتے ہوئے ضرغام نے سرعت سے اسکا ہاتھ تھام لیا۔۔

"اسے مت چھوئیں پلیز۔۔اسے چھونے کا اختیار صرف مجھے ہے۔۔۔!"سنجیدگی سے کہتے ہوئے ضرغام اسکی گردن کے نشان پر جھکا۔۔

مشال کو ضرغام کی محبت کے اس انداز نے اچانک محسوس ہونے والی تکلیف کے بھنور سے باہر نکال لیا تھا۔۔وہ آنکھیں میچے اپنی گردن پر اسکی سانسوں کی گرمی محسوس کر رہی تھی۔۔

"بہت انتظار کیا ہے میں نے۔۔ان لمحات کے لیے۔۔۔ان۔۔۔ان نشانات کو شدت سے چھونے کے لیے۔۔۔مجھے آپ کے ان داغوں سے عشق ہے۔۔جنون کی حد تک۔۔۔مجھے آپ ایسے ہی حسین ترین لگتی ہیں۔۔۔ان نشانات کو اپنی نہیں,میری نظروں سے دیکھا کریں مشال۔۔پھر آپکی ان خوبصورت آنکھوں میں انہیں لے کر کبھی آنسو نہیں ہوں گے۔۔۔!"بائیں رخسار کے نشان کو اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے وہ لہجے میں محبت سموئے بول رہا تھا۔۔

مشال اسکی طرف پلٹی اور نرم نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔اسکی غلافی آنکھیں جھلمل کر رہی تھیں۔

"مجھے لگتا ہے کہ میں نے کبھی ایسی کوئی نیکی نہیں کی کہ اللہ مجھ سے بہت خوش ہوا ہو۔۔حیران ہوں کہ تم مجھے کیسے مل گئے ضر۔۔؟؟تم۔۔؟؟تمہاری محبت۔۔؟؟"اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتی وہ بھرائی ہوئی آواز میں بول رہی تھی۔۔

ضرغام نے اسکے انداز پر نثار ہوتے ہوئے اسکے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے اور اسکی ہتھیلیاں اپنے لبوں سے لگا لیں۔۔

"آپ نیک نہ سہی۔۔مجھے یقین ہے کہ میں نیک ہوں اور اللہ نے مجھے میری کسی نیکی کے بدلے میں آپکو عطا کیا ہے۔۔۔!"بات کو مزاح کا رنگ دیتا وہ ایک بار پھر اسے معتبر کر گیا تھا۔۔

مشال اسکی شرارت پر کھکھلائی۔۔جب ضرغام اسکی زندگی میں آیا تھا تبھی اسے فریحہ بیگم کی وہ بات یاد آئی تھی کہ جب اللہ ہم سے کچھ بہتر لے لیتا ہے تو پھر بہترین کر کے لوٹاتا ہے۔۔اور آج اسے اس بات پر یقین ہو چکا تھا کہ اللہ نے اس سے جو لے لیا تھا اسکے بدلے میں اسے ضرغام اکرام سے نوازا تھا جو بلاشبہ بہترین متبادل تھا۔۔۔

ضرغام اسے بانہوں میں بھرتا آج گستاخیوں پر آمادہ تھا۔۔وہ یہاں سے وہاں بھاگتی کھکھلا رہی تھی۔۔اسکے آس پاس۔۔۔کہیں کوئی زاویار بیگ نہیں تھا۔۔اگر کوئی تھا تو صرف ضرغام اکرام جس نے اسکے لیے تین سال صبر کا وہ کڑا دور برداشت کیا تھا جس کے نتیجے میں آج وہ بالکل بے خوف ایک نارمل لڑکی تھی۔۔سڈنی جانا ضرغام کے لیے مشکل ترین سہی لیکن مشال کے حق میں بہت بہترین فیصلہ تھا جو ضرغام نے صرف اس لیے کیا تھا تاکہ مشال فاروقی کو زاویار کے سیاہ تاریک سائے کے خوف سے بچا سکے۔۔۔اسکے لیے مشال تک رسائی تین سال پہلے بھی ممکن تھی مگر یقیناً تب وہ ضرغام کی قربت میں زاویار بیگ کی اس وحشت زدہ قربت کو یاد کر کے خوفزدہ ہو جاتی لیکن تین سال کے فرق نے اسے وہ بھیانک باب بھلا دیا تھا جس کا سہرا ضرغام اکرام کے سر ہی جاتا تھا۔۔۔وہ مشال علوی کو پا چکا تھا کیونکہ بلاشبہ وہ دنیا کے بہترین مردوں میں سے ایک تھا۔۔۔اور اوپر آسمانوں پر بیٹھے رب نے مشال کے مقدر میں ایک بہترین مرد ہی لکھا تھا جس نے ٹوٹی بکھری مشال کے کو اپنی محبت کا سہارا دے کر اس کے ریزہ ریزہ وجود کو سمیٹ لیا تھا۔۔

♦♦♦♦

اسے کہنا !

بساطِ عشق میں جب مات ہوتی ہے،

دکھوں کے شہر میں جب رات ہوتی ہے،

ہم اس دم اپنی آنکھوں میں،

اسے آباد کرتے ہیں،

اسے کہنا !

اسے ہم یاد کرتے ہیں۔۔۔!!!

کروٹ بدلتے ہوئے اس نے سر تک کمفرٹر تان لیا۔۔ کمرے کی تنہائی آج پھر اسکا امتحان لینے پر تلی ہوئی تھی مگر اسکے باوجود آج اسے نیند آرہی تھی۔۔۔ وجہ بہت بڑی نہیں تھی۔۔ مگر چھوٹی بھی نہ تھی۔۔۔ وہ اس وقت اپنے کمرے کی بجائے اس کے کمرے میں محو استراحت تھی۔۔ وہ الگ بات تھی کہ کمرے کا مکین اپنے کہے کے مطابق دو دن بعد لوٹنے والا تھا۔۔ لیکن نشال پر اسکے حکم کے بعد فرض ہو گیا تھا کہ وہ اپنا کمرہ چھوڑ دیتی۔۔ اور اس نے ایسا کیا بھی تھا۔۔ اب نشال کو ضیغم اجلال کا انتظار تھا جس کی طرف اسکے بہت سے حساب نکلتے تھے لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ ایک ہی بار میں سارے حساب چکتا کرنے والا ہے۔۔

♦♦♦♦

"پیپیپپ۔۔۔" گاڑی کے ہارن کی آواز پر وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔۔ نیند کے بوجھ سے بھاری ہوتی آنکھیں کھول کر سامعہ سیدھی ہوئی اور بیڈ سے اتر کر کھڑکی کی طرف بڑھی۔۔ پردہ زرا سا کھسکا کر گیٹ سے اینٹر ہوتی زمان کی گاڑی دیکھی تھی۔۔ وہ نہیں جانتی تھی، مگر اس کے لب بے ساختگی میں مسکرائے تھے۔۔ اسے زمان کے اس وقت اسلام آباد آنے پر حیرت نہیں ہوئی تھی۔۔ وہ جانتی تھی کہ زمان اسکے اور ایشل کے لیے اتنا ہی دیوانہ ہے کہ رات کے آخری پہر بھی، وہ حقیقتاً دنیا کے آخری کونے تک بھی جا سکتا ہے۔۔

سامعہ نے پلٹ کر ایک نظر بیڈ پر لیٹی ایشل کی جانب دیکھا جو گہری نیند سو رہی تھی۔۔نومبر کے سرد مہینے میں ابھی صبح کی روشنی پھیلنے میں کچھ وقت باقی تھا۔۔۔

ایشل پر کمبل درست کر کے وہ اپنی آنکھوں کو مسلتی کمرے سے باہر نکل آئی۔۔زمان کو پچھلے تین سال سے اتنی اجازت نہ تھی کہ وہ سامعہ کے بیڈروم میں آتا، اسی لیے وہ اسے انتظار سے بچانے کو پہلے ہی لاؤنج میں چلی آئی۔۔ صوفے پر ڈھیتے ہوئے اس نے اپنی آنکھیں موندلیں۔۔وہ جانتی تھی اب زمان کو یہیں آنا ہے۔۔۔حسب توقع وہ تھوڑی دیر بعد وہیں آیا تھا۔۔اسکے قدموں کی چاپ پر سامعہ نے اپنی گلابی آنکھیں کھول کر اسکی جانب دیکھا۔۔ زمان اسے جاگتا دیکھ کر حیران ہوا تھا۔۔

"تم سوئی نہیں۔۔؟؟"اسکے قریب آتا وہ فکر مندی سے پوچھ رہا تھا۔۔

سامعہ نے جلدی سے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے خشک آنسو صاف کیے۔۔ہاتھوں پر نمی نہ دیکھ کر اسے کچھ اطمینان ہوا تھا۔۔

"نہیں۔۔سوگئی تھی۔۔بس ابھی، ہارن کی آواز سن کر جاگی ہوں۔۔!"سامعہ نے بڑی سنجیدگی سے جھوٹ بولا۔۔ اسکی آنکھیں اسکا ساتھ دینے سے انکاری ہو رہی تھیں۔۔

"ایشل کہاں ہے۔۔۔؟؟"اپنی پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ پھنساتے ہوئے زمان نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

"سو رہی ہے۔۔!"اسے جواب دیتی سامعہ صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"کیا میں اس سے مل سکتا ہوں۔۔؟؟"سامعہ کی طرف دیکھتا وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔

سامعہ نے ایک نظر اسکے سنجیدہ چہرے پر ڈالی۔۔سانولی رنگت، پرکشش خدوخال۔۔۔وہ اتنا حسین تو نہیں تھا۔۔ پھر کیوں اس قدر عزیز تھا۔۔؟؟سامعہ سوچ کر رہ گئی۔۔

"وہ میرے روم میں سو رہی ہے۔۔" وہ لفظ "میرے" پر زور دیتی بولی۔۔وہ بالکل سامنے ہی تو کھڑا تھا۔۔اسے جواب دے کر سامعہ اسکے پاس سے گزرنے لگی جب زمان نے اسکی کلائی تھام لی۔۔۔سامعہ کو کرنٹ لگا تھا۔۔یہ پچھلے تین سال میں پہلی بار ہوا تھا کہ زمان علوی نے ایسی جرات کی تھی۔۔

"تمہارا روم ہے تو کیا ہوا۔۔۔تم بھی تو میری ہی ہو۔۔!" اسے ایک جھٹکے سے اپنی نگاہوں کے سامنے کرتا وہ گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔۔

سامعہ کا دل شدت سے دھڑکنے لگا۔۔اسکے الفاظ۔۔بھاری لب و لہجہ۔۔ہاتھ کا لمس۔۔۔سامعہ کی زبان اس پل تالو سے جا چپکی تھی۔

"تم خود کو بنیاد بنا کر میری بیٹی کو مجھ سے دور نہیں کر سکتی سامعہ۔۔۔میں ایشل کی خاطر اس پوری دنیا سے لڑ سکتا ہوں لیکن۔۔۔۔یہ صرف تم ہی ہو جس کے سامنے میں گزارش کر تا ہوں۔۔کیوں کہ تم میری بیٹی کی ماں ہو۔۔"

اسکی آنکھوں میں دیکھتا وہ اپنی بے بسی اس پر آشکار کر رہا تھا۔۔لیکن لہجہ سختی لیے ہوئے تھا۔۔

"ہ۔۔۔ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔۔!" اپنی کلائی چھڑوانے کی کوشش کرتی وہ بامشکل بولی۔۔آنکھیں بھر رہی تھیں۔۔

"نہ چھوڑوں تو۔۔۔؟؟" اسکی کلائی کو جھٹکا دیتا وہ سنجیدگی سے بولا۔۔

سامعہ کو اپنی بے بسی پر غصہ آنے لگا۔۔

"آپکی یہ بدمعاشی یہاں نہیں چلے گی زمان صاحب۔۔میرا ہاتھ چھوڑیے ورنہ گیٹ کیپر کو بلوا کر گھر سے باہر پھینکوا دوں گی آپکو۔۔!" اسکی گرفت سے نکلنے کو مچلتی وہ بھرائی ہوئی آواز میں غرائی۔۔اسکی دھمکی سن کر زمان کو بے اختیار ہنسی آئی تھی جسے اس نے بڑی مشکل سے دبایا۔۔

"اچھا۔۔؟؟ کونسا گیٹ کیپر۔۔؟؟ وہ بوڑھا چوکیدار۔۔؟؟ وہ مجھے گھر سے باہر پھینکنا تو دور وہ تو مجھے یہاں سے ایک انچ بھی نہیں ہٹا سکتا۔۔ یہ ایبیلٹی تم میں ہی ہے کہ تم زمان علوی کو پورے قد سے گرا سکتی ہو۔۔!" اسکی آنکھوں میں دیکھتا وہ مکمل اعتماد سے بول رہا تھا۔۔

سامعہ کی آنکھ سے نکلتا پانی رخساروں پر بکھرنے لگا۔۔ اسے روتا دیکھ زمان نے ایک پل کو نگاہ جھکالی۔۔ نچلا لب دانتوں میں دبا کر اپنے اندر ابلتے غصے کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

"کب تک خود کو سزا دو گی۔۔۔؟؟" اسکی کلائی چھوڑ کر اسے شانوں سے تھامتے ہوئے وہ سلگتے ہوئے لہجے میں بولا۔۔ سامعہ کے آنسوؤں میں روانی آنے لگی۔۔

"میں۔۔ کسی کو سزا نہیں دے رہی۔۔ آپ کو تو بالکل نہیں۔۔۔ اور اپنی بیٹی سے ملنے آئے ہیں ناں آپ۔۔۔ جائیں مل لیں اسے۔۔ دیکھ لیں۔۔ اور اگر چاہیں تو اپنے ساتھ لے بھی جائیں۔۔۔ بس۔۔۔ اب بات ختم کریں۔۔ تنگ آچکی ہوں اس روز روز کے تماشے سے۔۔!" اپنا ہاتھ اٹھا کر اسکی گرفت سے نکلتی وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔

زمان ایک پل کو خاموش رہا۔۔

"ہاں مجھے معافی دے چکی ہو تم۔۔۔ میں اپنی بات کر بھی نہیں رہا۔۔ اپنا بتاؤ کیوں نہیں سوئی تم۔۔۔ خود کو کب بخشو گی۔۔؟؟" اسے جیسے پختہ یقین تھا کہ وہ جاگتی رہی ہے۔۔

"یہ جو۔۔۔ راتوں کو جاگتی ہو۔۔ خود سے لڑتی ہو۔۔ اندر ہی اندر گھل رہی ہو۔۔۔ یہ۔۔ یہ سب کیا ہے۔۔؟؟ کب تک چلے گا۔۔؟؟ کب تک خود کو یونہی سزا دیتی رہو گی۔۔؟؟ چلو مان لیا میں نے کہ تمہارا قصور بہت بڑا ہے۔۔ تم نے مجھ جیسے تھرڈ کلاس انسان سے محبت کی۔۔ لیکن کیا۔۔؟؟ کیا اس محبت کی خود کو اس طرح سے سزا دو گی۔؟؟ ایسی سزا جس میں تم ہماری بیٹی کو بھی گھسیٹ رہی ہو۔۔ اس معصوم کا کیا قصور ہے کہ وہ ہم دونوں کے لیے تڑپے۔ میں دور رہوں تو میرے لیے روتی ہے۔۔ تم دور جاؤ گی تو تمہارے لیے روئے گی۔۔۔ کیا ماں باپ اپنی اولاد کو

رلانے کے لیے ہی پیدا کرتے ہیں۔۔؟؟ نہیں ناں۔۔۔؟؟ تو پھر اب بس کردو سامعہ۔۔۔بڑی ہو رہی ہے وہ، سب سمجھنے لگی ہے۔۔۔پلیز اس پر ترس کھاؤ۔۔خود پر رحم کرو اور مجھے بھی اس اذیت سے نجات دے دو۔۔۔ اپنی اس خود ساختہ اذیت سے نکل آؤ باہر۔۔۔!" اسکے سامنے کھڑا اسے حقیقت کا آئینہ دکھاتا وہ اس پل خود بھی بکھرا ہوا لگ رہا تھا۔۔

"بس کردو یہ ظلم کرنا پلیز۔۔۔!" زمان ملتجی ہوا۔۔

سامعہ نے اپنی سلگتی آنکھوں سے اسے گھورا۔۔

"کونسا ظلم کر رہی ہوں میں۔۔؟؟ کیا ظلم کیا ہے میں نے آپ پر۔۔؟؟ کیا یہ کہ آپکو آپکی بیٹی سے ملنے دیتی ہوں۔۔۔یا یہ کہ ایشل کی پیدائش سے لے کر اب تک آپ ہر ہفتے نا صرف اس سے ملنے آتے ہیں بلکہ مجھے بھی آپکی موجودگی برداشت کرنی پڑتی ہے۔۔؟؟ نہیں۔۔۔کیا۔۔؟؟ کیا ظلم کیا ہے میں نے۔۔؟؟ آپکی بیٹی آپ سے محبت کرتی ہے۔۔ آپ اپنی بیٹی سے ملنے آجاتے ہیں۔۔ایشل کے سامنے میں نے کبھی ہمارے رشتے کی اصلیت ظاہر نہیں ہونے دی اور آپ کہتے ہیں میں ظالم ہوں۔۔؟؟ ظلم کر رہی ہوں میں۔۔؟؟ لیکن کس پر۔۔؟؟ یہ جواب بھی تو دے دیں۔۔کیا آپ پر۔۔؟؟ یا آپکی بیٹی پر۔۔؟؟" وہ بولی تو بولتی چلی گئی۔۔

زمان لب بھینچے اسکے دل کی بھڑاس سن رہا تھا۔۔

"اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو گا کہ تم میرے پاس نہیں ہو۔۔۔ایشل سے پہلے میرے لیے تم اہم ہو۔۔۔تم ہو تو ایشل ہے۔۔ہماری بیٹی تم سے ہی تو ہے سامعہ۔۔۔!" وہ ٹھہر ٹھہر کر دھیمی آواز میں بولا۔۔

سامعہ نے اپنی بھیگے گال رگڑے۔۔

"آپکی بیٹی وہاں۔۔اندر روم میں ہے۔۔دیکھ لیں اسے جاکر۔۔!" دائیں جانب دس بارہ قدموں کے فاصلے پر بنے کمرے کی طرف اشارہ کرتی وہ سنجیدگی سے بولی۔۔زمان نے ایک نظر اپنے سامنے کھڑی سامعہ کا بھیگا بھیگا چہرہ دیکھا۔۔

"تو تم یہ ضد نہیں چھوڑو گی۔۔۔؟؟" اپنی پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ پھنساتا وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔سامعہ نے اپنی بھیگی پلکیں اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔۔

"میں کوئی ضد نہیں کر رہی۔۔آپ اپنی بیٹی کے لیے آئے ہیں تو جائیں اسکے پاس۔۔جس کام سے آئے ہیں وہ کریں اور جائیں یہاں سے۔۔۔!" اسکی طرف سے رخ موڑ کر کہتی وہ تلخ ہو رہی تھی۔۔۔

"جس کام سے آیا ہوں وہ ہی کر رہا ہوں۔۔۔!" اسے گہری نظروں سے دیکھتا وہ گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔۔سامعہ اسکے لہجے کی معنی خیزی پر سٹپٹا گئی۔۔

"کیا بے ہودگی ہے یہ۔۔۔؟؟" اسکی طرف پلٹ کر اسے گھورتی وہ خفگی بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔۔

"کیا بے ہودگی ہے؟؟ اور گھور کیوں رہی ہو مجھے۔۔؟؟" اپنی بھنویں اچکاتے ہوئے زمان نے بات اسی پر الٹ دی۔۔

"اوہ۔۔۔میں نہیں آپ مجھے گھور رہے ہیں۔۔!" کمر پر اپنے دونوں ہاتھ ٹکاتے ہوئے وہ تیکھے چتونوں سے اسے دیکھتی گویا ہوئی۔۔اسے زمان پر غصہ آرہا تھا۔۔

"ہاں تو۔۔تم نے ہی کہا تھا جو کرنے آئے ہیں وہ کریں۔۔اب تمہاری بات مانوں تو اس میں بھی مسئلہ ہے۔۔؟؟" وہ معصوم بنتے ہوئے بڑی شرافت سے بول رہا تھا۔۔

"اور تم مجھے گھورو تو وہ کچھ نہیں۔۔میں تمہیں دیکھوں تو بے ہودگی۔۔۔؟؟" وہ اسے ٹھیک ٹھاک تپا رہا تھا۔۔۔

"دیکھیں۔۔ یہ اپنے مذاق ناں اپنے پاس ہی رکھیں ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔!" انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتی وہ زمان کو پہلی ملاقات والی سامعہ لگی۔۔ نڈر۔۔ بے خوف اور شوخ۔۔۔

"اب تم مجھے بہت کچھ کرنے پر مجبور کر رہی ہو سامعہ۔۔!" اسکی جانب قدم بڑھاتے ہوئے وہ غیر سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔

سامعہ کی آنکھیں اسکے الفاظ پر حیرت سے پھٹنے کو تھیں۔۔ وہ جلدی سے پیچھے ہوئی۔۔

"اپنی حد میں رہیں آپ۔۔۔!" پیچھے کو ہٹتی وہ غصیلے پن سے بولی۔۔

"میری ساری حدود تمہی تک آتی ہیں سامعہ۔۔۔!" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔ آج تو اسکے انداز ہی بدلے ہوئے تھے۔۔

"زمان رک جایئے پلیز۔۔ ایشل یا میڈم میں سے کوئی بھی آ سکتا ہے۔۔۔!" اسے اپنی کلائی تھامتے دیکھ وہ غصے اور بے بسی سے کے شدید احساس تلے بولی تھی۔۔

"ہاں تو آ جانے دو۔۔ میڈم تو ماشاءاللہ بہت سمجھدار ہیں اور مجھے بہت بار سمجھا بھی چکی ہیں کہ اپنی سر پھری بیوی کو آ کر لے جاؤ۔۔ رات رات بھر تمہاری یادوں میں جاگتی رہتی ہے۔۔ اور رہی بات ایشل کی تو وہ تو خود یہی چاہتی ہے کہ اسکی مما اسکے بابا سے پیار کریں۔۔ انہیں مس یو۔۔ لو یو۔۔ کس یو۔۔ کہتی رہیں۔۔ سو۔۔۔" وہ بات ادھوری چھوڑ کر مسکرایا۔۔

سامعہ کی سنہری رنگت میں شرم و حیا کی شدت سے سرخائیاں گھل رہی تھیں۔۔ زمان مبہوت ہونے لگا۔۔۔

"سامعہ۔۔۔" زمان نے اسے ہولے سے پکارا۔۔ سامعہ کی دھڑکنے بڑھ رہی تھیں۔۔ سارا غصہ ساری ناراضگی جانے کہاں ہوا ہو گئی تھی۔۔

"پلیز۔۔۔ایشل کی مما کو اسکے بابا کو لوٹا دو۔۔۔۔ایشل کے بابا۔۔۔اسکی مم کے بغیر ادھورے ہیں۔۔!" اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھامے وہ اس سے التجا کر رہا تھا۔۔

سامعہ کی لرزتی پلکوں پر چمکتی نمی ٹوٹ کر رخساروں پر بکھرنے لگی۔۔زمان نے ہاتھ بڑھا کر وہ نمی چننا چاہی جب ایشل کی باریک آواز پر وہ ہوش میں آیا۔۔

"بابا۔۔۔"سامعہ کے بیڈروم کے دروازہ کھولے دہلیز کے بیچوں بیچ کھڑی وہ اپنی آنکھیں مسلتی چلائی تھی۔۔زمان نے سامعہ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔ایشل تیزی سے بھاگتی اس تک آئی تھی۔۔زمان بھی مسکراتے ہوئے اسکی جانب بڑھا اور جھک کر اسے گود میں اٹھالیا۔۔ایشل نے خوش ہو کر ہمیشہ کی طرح اسکے گالوں پر پیار کیا۔۔

"میلے پیالے بابا۔۔۔!"اسکے گلے کا ہار بنتی وہ اترائی۔۔زمان نے بھی بدلے میں اسکے گال چوم لیے۔۔سامعہ بھرائی ہوئی نظروں سے دونوں باپ بیٹی کا پیار دیکھ رہی تھی۔۔معاً ایشل کی نگاہ سامعہ پر پڑی۔۔اسے روتا دیکھ وہ اپنی خوشی بھول بھال کر سامعہ کی طرف سے فکرمند ہو گئی۔۔وہ رات والا قصہ یکسر بھول چکی تھی۔۔

"بابا میلی مم۔۔تو آپ نے لولایا۔۔؟؟"وہ زمان کی طرف پلٹتی کچھ ناراضگی سے پوچھ رہی تھی۔۔زمان نے فوراً نفی میں گردن ہلائی۔۔

"آپکی مما خود رو رہی ہیں بیٹے۔۔۔وہ کہہ رہی ہیں کہ آپ انہیں تنگ کرتی ہیں۔۔رات بھی آپ نے ان سے بدتمیزی کی تھی۔۔؟؟"میڈم نبیلہ سے رات ہی اسکی تفصیلی بات ہو چکی تھی سو اس نے نرم لہجے میں ایشل کی کلاس لی۔۔

"نئی بابا۔۔۔میں نے تو نئی کی۔۔۔" نفی میں گردن ہلاتے ہوئے بولتی وہ معصومیت کے ریکارڈ توڑنے پر تلی ہوئی تھی۔۔

"جھوٹ۔۔۔؟؟"زمان نے اسے مصنوعی پن سے گھورا۔۔

ایشل نے نگاہ جھکا کر اپنے ہونٹ مروڑے۔۔پھر تھوڑی دیر بعد سر اٹھا کر سامعہ کی طرف دیکھا۔

"شولی مم۔۔۔ا۔۔۔" آہستگی سے کہتے ہوئے اس نے سامعہ کی طرف اپنے ہاتھ بڑھا۔۔زمان اسکی حرکت پر مسکراتے ہوئے زرا سا سامعہ کی طرف جھکا تو سامعہ نے ایشل کو گود میں لے لیا۔۔ایشل نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اسکے گال صاف کیے۔۔

"مم۔۔آپ میلے بابا کو ہمالے شاتھ ہی لہنے دوناں۔۔بِھل میں آپ تو تند نئ کلوں دی۔۔"(مم آپ میرے بابا کو ہمارے ساتھ ہی رہنے دوناں۔۔پھر میں آپکو تنگ نہیں کروں گی۔۔)اسکے گالوں کو پیار سے چھوتی وہ بڑے لاڈ سے کہہ رہی تھی۔۔ایشل کی بات پر زمان کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔۔

"اب تو مان جاؤ سامعہ۔۔۔!"وہ ایشل کے سامنے ہی شروع ہوگیا۔۔باپ کے بولنے پر ایشل کو بھی جوش آیا تھا۔۔

"ہاں مم۔۔۔میلے بے چالے بابا کو لہنے دونایاں۔۔شلک پل تو اے شی بھی نئ ہوتا۔۔کیشے لہیں دے میلے بابا۔۔۔"(ہاں مم۔۔میرے بے چارے بابا کو رہنے دوناں یہاں۔۔سڑک پر تو اے سی بھی نہیں ہوتا۔۔کیسے رہیں گے میرے بابا۔۔)اسکی سوچ پر زمان کے ساتھ ساتھ سامعہ کو بھی ہنسی آئی تھی۔۔۔

"ویسے ابھی سردیاں چل رہی ہیں بیٹا۔۔۔اے سی کی ضرورت نہیں ہے۔۔!"اپنی ہنسی روکتے ہوئے زمان نے ایشل کو جواب دیا۔۔زمان کے بول پڑنے پر ایشل نے تپتے ہوئے بڑوں کی طرح اپنے سر پر ہاتھ مارا۔

"بابا آپ تو چپ لہیں۔۔"وہ دھیمی آواز میں سمجھداری سے بولی۔۔سامعہ کے لیے اسکی چالاکیوں پر اپنی ہنسی ضبط کرنا محال ہونے لگا۔۔

"مم بابا کو یاں لکھ لیں۔۔۔میلے لیے۔۔۔؟؟"(مم بابا کو یہاں رکھ لیں۔۔میرے لیے۔۔؟)وہ بھرپور انداز میں اسے اموشنل بلیک میل کررہی تھی۔۔

زمان اپنے ہاتھ باندھے مسکراتی نظروں سے اپنی بیٹی کو دیکھ رہا تھا جو اسکا کیس لڑ رہی تھی۔۔

"کیوں۔۔ یہ تمہارے بابا ہیں۔۔ میں انہیں یہاں کیوں رکھوں۔۔ یہ میرے تو کچھ نہیں لگتے ناں۔۔!" سامعہ نے مصنوعی ناراضگی سے اسے جواب دیا۔۔ اس بار ایشل کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔ اس نے گم صم سی ہو کر زمان کی طرف دیکھا۔۔ وہ مسکرایا۔۔

"ایشو آپکی مم میری کیا ہیں۔۔؟؟" زمان نے ایشل کے کان کے قریب جھکتے ہوئے رازداری سے پوچھا۔۔ دیکھ وہ سامعہ کو ہی رہا تھا جسکا چہرہ بے حد قریب تھا۔۔ اسکے سوال پر ایشل نے دماغ پر زور ڈالا۔۔

"شوتیلی بیوی۔۔۔!!" اپنی ٹھوڑی بجاتے ہوئے ایشل نے جلدی سے کہا۔۔ سامعہ دونوں باپ بیٹی کی سرگوشیاں بآسانی سن رہی تھی۔۔ ایشل کے جواب پر زمان نے شوخ نگاہوں سے سامعہ کی طرف دیکھا۔ وہ نگاہ جھکا گئی۔۔

"تو پھر میں آپکی مما کا کیا ہوا۔۔۔؟؟" زمان نے نرمی سے پوچھا۔۔ ایشل سوچ میں پڑ گئی۔۔

"وہ۔۔ بابا۔۔ مجھے ناُشکا نام نئی آلہا۔۔" ایشل نے معصومیت سے کہا۔۔ اس بار ہنسنے کی باری سامعہ کی تھی۔۔ زمان نے اپنی مسکراہٹ روکی۔۔

"کس کا۔۔؟؟" زمان نے اگلا سوال کیا۔۔

"وہ ای جو آپ میلی مم تے لد دتے ایں۔۔۔!" ایشل نے زمان کو جواب دیا پھر ایک خیال آتے ہی سامعہ کی طرف گردن گھمائی۔۔

"مم آپ بتائیں۔۔ میلے بابا آپ تے تیا ایں۔۔؟؟" اسنے مسئلہ حل کرنے کو سیدھا سامعہ سے سوال پوچھ لیا۔۔

"بتایا تو ہے کہ آپکے بابا میرے کچھ نہیں ہیں۔۔!" سامعہ نے چڑتے ہوئے جواب دیا۔۔

"لیتن آپ تو میلے بابا تی بیوی ایں ناں۔۔ اول میلی مم بھی۔۔ تو تیا آپ میلے لیے میلے بابا تو یاں نئی لکھ شکتیں۔۔؟؟" (لیکن آپ تو میرے بابا کی بیوی ہیں ناں اور میری مم بھی تو کیا آپ میرے لیے میرے بابا کو یہاں نہیں رکھ

سکتیں۔۔؟) صبح ہی صبح ایشل کا دماغ خوب چل رہا تھا۔۔سامعہ کا سر درد ہونے لگا جبکہ زمان اب صوفے پر بیٹھ کر ان دونوں کی گفتگو کو خوب انجوائے کر رہا تھا۔۔

"بس چپ۔۔۔"سامعہ نے اسے گھر کا۔۔

"لیتن مم۔۔۔اااا۔۔۔!"ایشل پھر سے رونے کی تیاری پکڑنے لگی۔۔

"اوہ ہو میری بات تو سن لو پہلے۔۔۔"اسے باجا بجانے کو تیار دیکھ سامعہ جلدی سے بولی۔۔ایشل نے فوراً اپنا منہ بند کیا جبکہ اسکی ڈرامے بازی پر زمان کا ہنسنا بے ساختہ تھا۔۔

"آپکے بابا یہاں نہیں رہ سکتے کیونکہ یہ ہمارا نہیں نبیلہ نانو کا گھر ہے۔۔اگر آپکے بابا چاہتے کہ ایشل اور اسکی مما انکے ساتھ رہیں تو ان سے کہو کہ پہلے سڑک پر سردیوں میں ہیٹر لگوائیں اور گرمیوں کے لیے اے سی بھی۔۔پھر ہم بابا کے ساتھ سڑک پر رہ لیں گے۔۔"اپنی ہنسی روکتے ہوئے اس نے ایشل کو تفصیل سے جواب دیا جو زمان کے تن مردہ میں جان ڈال گیا تھا۔۔۔وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"آر یو سیریس سامعہ۔۔؟؟تم میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو۔۔۔؟؟تم۔۔تم واقعی مجھے موقع دے رہی ہو۔۔؟؟"وہ بے یقین سا خوشی کے عالم میں حیرت سے گویا ہوا۔۔اسکی سیاہ آنکھوں کی چمک دیدنی تھی۔۔

سامعہ ہولے سے مسکرائی۔۔ایشل خوشی سے اسکے گال چوم رہی تھی۔۔

"اپنے لیے موقع کی گنجائش تو آپ نے تین سال پہلے ہی نکال لی تھی۔۔جب آپ نے موقع اور معافی میں سے معافی کو چنا تھا۔۔!"وہ آہستگی سے کہہ رہی تھی۔۔زمان کی آنکھوں میں ہلکی سے نمی چمکنے لگی۔۔۔

"تھینک یو سامعہ۔۔۔اینڈ تھینکس ٹو مائے لٹل ڈول۔۔۔!"ایشل کو اسکی گود سے لیتے ہوئے زمان نے خوشی سے لبریز آواز میں کہا۔۔

سامعہ کی نم آنکھوں سے ایک آنسو چھلکا تھا۔۔شاید آخری بار۔۔کیونکہ زمان اب اسکی آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دینے والا تھا۔۔

"چلیں مم۔۔اب آپ میلے بابا کو لویو تہیں۔۔!" ایشل نے اسے اگلا حکم دیا تو زمان قہقہ لگا کر ہنسا۔۔جبکہ سامعہ جھینپ کر سر جھکا گئی۔۔

نئی صبح انکی زندگانیوں میں روشن سویرا لے کر آئی تھی۔۔اپنے کمرے کے ادھ کھلے دروازے سے زمان کی مکمل فیملی کو دیکھتی میڈم نبیلہ مسکرائی تھیں۔۔

♦♦♦♦

سانس لینے سے_سانس دینے تک
جتنے لمحے ہیں سب تمہارے ہیں

کمبل چہرے سے ہٹاتے ہوئے اس نے مندی مندی آنکھیں کھول کر کمرے کی چھت کو گھورا۔۔

"ڈیم اٹ نہیں ہے تم میں صلاحیت۔۔نہیں ہے۔۔اگر ہوتی تو تم جان لیتی دیٹ آئی لویووو۔۔۔" ضیغم کی جذبوں سے چور آواز اسکے کانوں میں گونجی تھی۔۔نشال کا دل شدت سے دھڑکا۔۔

"ضیغم۔۔۔" اسکے بے تاب لبوں نے ہولے سے جنبش کی۔۔اپنے دل کی بدلتی حالت پر نشال نے ایک گہری سانس لی۔۔۔اس عمل سے قریب ہی سے فضا میں رچی مہک اسکے نتھنوں سے ٹکرائی۔۔نشال نے گردن موڑ کر بائیں جانب دیکھا۔۔بیڈ سائیڈ ٹیبل پر تازہ گلابوں کا گلدستہ رکھا ہوا تھا۔۔وہ فوراً اٹھ کر بیٹھی۔۔آنکھیں پٹپٹا کر ان گلابوں کو دیکھا۔۔موسم خزاں کے اختتام میں مہکتے سرخ گلاب۔۔صبح کی دھیمی روشنی کے ساتھ اسکے اعصاب پر خوشگوار تاثر چھوڑ رہے تھے۔۔وہ بے اختیار مسکرائی۔۔پھر ہاتھ بڑھا کر وہ گلدستہ ہاتھ میں لے لیا۔۔اسکے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گئی۔۔فاروقی ہاؤس کے لان میں جو حصہ سب سے خوبصورت تھا وہ شازمہ بیگم کا چھوٹا سا

باغیچہ تھا جسے وہ سال کے بارہ مہینے اپنی محنت اور نت نئی ترکیبوں سے آباد رکھتی تھیں۔۔یہ گلاب کی ٹہنیاں جنہیں اکٹھا کر کے گلدستے کی شکل دی گئی تھی، یقیناً شازمہ بیگم کے باغیچے سے چرائی گئی تھیں۔۔اسے یاد آیا۔۔

چار سال پہلے۔۔ایک دن یونہی اس نے بھی شازمہ بیگم کے باغیچے سے کچھ پھول چرائے تھے اور اسی کمرے میں لا کر رکھ دیے تھے۔۔۔نشال نے ہاتھ میں پکڑا گلدستہ لبوں کے قریب کیا اور پھولوں کی مہک اپنی سانسوں میں اتارنے لگی۔۔اسے گلاب کی بھینی مہک کے ساتھ ضیغم کی سانسیں محسوس ہوئی تھیں۔۔نشال نے گھبرا کر گلدستہ پیچھے کیا۔۔اسکی دھڑکنے منتشر ہو چکی تھیں۔۔ساتھ ہی اسے چار سال پہلے اُس گلدستے کا حشر بھی یاد آ گیا۔۔

لیکن یہ پھول۔۔۔ہاں یہ گلدستہ۔۔۔ ضیغم لایا تھا اسکے لیے۔۔۔؟؟کیا ضیغم۔۔؟؟واقعی کیا ضیغم نے کیا تھا یہ تردد۔۔۔؟؟؟سوچتے ہوئے نشال نے اطراف میں دیکھا۔۔کمرہ خالی تھا۔۔

"آہ۔۔۔ہو سکتا ہے ضرغام۔۔؟؟ضر لایا ہو۔۔؟؟"وہ بڑبڑائی۔۔لیکن پھر ضیغم کی خوشبو کیوں محسوس ہوئی تھی۔۔وہ پریشان سی ہو کر بیڈ سے اتر گئی۔۔گلدستہ واپس بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔ضیغم کو تو کل آنا تھا۔۔تو کیا۔۔؟؟وہ آ چکا تھا۔۔؟؟نشال نے کھڑکی سے پردے ہٹا کر لان کے پچھلے حصے میں جھانکا۔۔سامنے ہی لان کے آخری حصے میں جم خانے کا منظر واضح تھا۔۔جاگنگ شوز میں مقید دو پاؤں ٹریڈمل پر بھاگ رہے تھے۔۔نشال نے زرا سا جھک کر دیکھنے کی کوشش کی مگر صرف ٹانگیں نظر آ رہی تھیں۔۔وہ مزید جھکی، اس سے پہلے کہ وہ کھڑکی سے باہر الٹ جاتی۔۔کسی نے پیچھے سے آ کر اسے بازو سے تھام کر کمرے میں کھینچا۔۔حواس باختہ سی نشال اسکے سینے سے جا ٹکرائی۔۔

"پاگل ہو گئی ہو۔۔؟؟میں یہاں ہوں۔۔وہ ضر ہے۔۔!"ضیغم کی بھاری، کچھ پریشان آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔۔

نشال نے اسکے سینے سے سر اٹھا کر زرا سی نظریں اوپر کیں اور اسکی جانب دیکھا جو خود بھی اس وقت جاگنگ ڈریس میں تھا۔۔کشادہ پیشانی پر بکھرے نم بال اسکا دل دھڑکا گئے تھے۔

"آپ کب آئے۔۔۔؟؟"اس سے دور ہوتی وہ نظریں چراتے ہوئے پوچھ بیٹھی۔۔ ضیغم نے بغور اسکا بوکھلایا ہوا چہرہ دیکھا۔۔

"تم میری منتظر تھیں تو بس۔۔میں نے سوچا انتظار کو طویل نہ ہونے دیا جائے۔۔!"کہتے ہوئے آخر میں اس نے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبا لیا۔۔اسکی بات پر نشال نے فوراً نظریں اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔۔

"آپ سے کس نے کہ دیا کہ میں آپکا انتظار کر رہی ہوں۔۔؟؟"اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پاتی وہ تڑخ کر بولی۔۔ ضیغم نے ایک قدم اسکی طرف بڑھایا۔۔

"تمہاری، اس کمرے میں موجودگی نے۔۔!"جواب برجستہ تھا۔۔

نشال لاجواب ہوئی۔۔ ضیغم کی آنکھوں میں چمک اتر آئی۔۔

"صبح ہونے سے پہلے آیا تھا۔۔!"کہتے ہوئے وہ پلٹا اور الماری کی طرف بڑھا۔۔نشال نے ایک نظر اسکی چوڑی پشت دیکھی۔۔

"یقیناً سرخ گلاب دیکھ کر تمہاری مارننگ گڈ ہوئی ہوگی۔۔؟؟"اپنا یونیفارم بازو پر ڈالتے ہوئے وہ بڑے عام انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔یوں جیسے ان دونوں کے درمیان سب کچھ ٹھیک ہو۔۔۔

"جی ہوئی تو تھی پر آپکو دیکھ کر اچھی خاصی 'بیڈ' ہوگئی ہے۔۔!"نشال نے ٹکا سا جواب دیا تو ضیغم کے لبوں پر ایک بھولی بسری مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوگئی۔۔

"ہوں۔۔تو یعنی ابھی چند منٹ پہلے تم اپنی مارننگ کو بیڈ بنانے کے لیے کھڑکی سے کودنے کو تیار ہو رہی تھیں۔؟؟" اپنی ایک ابرو اچکاتے ہوئے ضیغم نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔ مگر اسکے ہونٹوں کے کناروں میں

دبی دبی ہنسی بتا رہی تھی کہ وہ نشال کا جم خانے میں دیکھنا اور دیکھنے کا مقصد سمجھ چکا ہے۔۔ ضیغم کے ٹکر توڑ جواب پر نشال کے گال گلابی ہوئے تھے۔۔

"خوش فہمی ہے آپکی۔۔!!" اسکی طرف سے رخ موڑتے ہوئے نشال نے بے تاثر انداز میں کہا۔۔

"ہاہ۔۔۔ تم کہہ سکتی ہو۔۔ ویسے مجھے اور بھی بہت سی ہیں لیکن فی الوقت میرا تمہیں بتانے کا موڈ نہیں ہے ورنہ تمہارے یہ پنکی چیکس بالکل ریڈ ہو جائیں گے اور پھر۔۔۔ واللہ صبح صبح تم مجھ سے غضب کرواؤ گی۔۔!" اسکے قریب آکر اسکا گلابی چہرہ دیکھتا وہ بڑی سنجیدگی سے ایک معنی خیز بات کہہ رہا تھا۔۔

"اللہ۔۔" بے ساختہ نشال کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔۔ وہ شخص رومینس بگھارنے کے سلسلے میں بھی اس قدر سنجیدہ تھا۔۔ نشال ضرور غش کھا جاتی اگر وہ اسکی فطرت سے آگاہ نہ ہوتی۔۔

"آہ بیوی۔۔ اب میں یہیں رہوں گا، دل کھول کر دیکھا کرنا لیکن ابھی تم جلدی سے میرا یہ یونیفارم پریس کر دو۔۔ تمہارے لیے یہ گلاب توڑنے کے چکر میں، میں پہلے ہی کافی لیٹ ہو چکا ہوں۔۔!" اسے حیرت سے اپنی جانب تکتا پا کر وہ اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے نرمی سے بولا۔۔

نشال نے ہڑبڑا کر نظروں کا زاویہ بدلا۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی نشال نے اسکے ہاتھ سے یونیفارم لے لیا۔۔

"نک چڑا بدمعاش۔۔۔ سڑیل۔۔۔ بدمزاج انسان۔۔ پتہ نہیں کیا ہے اس کھڑوس میں جو بس مجھے ہی دِکھنا تھا۔۔!" منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی وہ اسکا یونیفارم پریس کرنے لگی۔۔ جبکہ ضیغم جو واش روم میں جا رہا تھا اپنے بارے میں اسکے فرمودات سن کر اسکی جانب پلٹا۔۔

"ویسے میں بھی اکثر یہی سوچتا ہوں کہ تمہیں مجھ میں کیا دِکھا۔۔ ویسے کبھی فرصت سے سوچنا تم۔۔ پھر جواب ملے تو مجھے ضرور بتانا۔۔!" اسکی طرف دیکھتے ہوئے ضیغم نے بھرپور سنجیدگی سے کہا۔۔ پھر اسکے کسی جواب کا انتظار کیے بنا واش روم میں گھس گیا۔۔ نشال نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔۔

"سن لیا محترم نے۔۔!" نشال بڑبڑائی۔۔ پھر کندھے اچکاتے ہوئے اسکے کپڑے پریس کرنے لگی۔۔

♦♦♦♦

وہ ڈیوٹی گیا تو نشال نے سکھ کا سانس لیا۔۔ وہ شخص تو ہر ہر لمحہ اسکا سانس لینا دشوار کر رہا تھا۔۔ اپنی وارفتہ نگاہوں سے۔۔ اپنے معنی خیز لفظوں سے۔۔ اپنے منہ بولتے جذبات سے۔۔ نشال کو لگ رہا تھا کہ وہ اسکے سامنے زیادہ دیر اس خود ساختہ بے رخی کا بھرم نہیں رکھ پائے گی۔۔ ناشتے کے بعد نشال واپس کمرے میں آئی تھی۔۔ ضیغم کا اور اپنا سامان نئے سرے سے کمرے میں سیٹ کیا۔۔ دو سے ڈھائی گھنٹے کی محنت کے بعد کمرہ کے علاوہ الماری بھی سیٹ ہو چکی تھی۔۔ آخر میں نشال نے الماری کا سب سے نچلا خانہ کھولا۔۔ واحد ایک یہی حصہ تھا جسے سدھارنے کی اسے ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔۔ اسکے دیے تمام تحائف بڑے سلیقے اور ترتیب سے رکھے ہوئے تھے۔۔ گفٹ پیپر میں لپٹے ہوئے وہ اسے اپنی بے قدری پر روتے محسوس ہوئے۔۔ نشال بددل سی ہو کر وہ خانہ بند کرنے لگی تھی کہ جب اسکی نظر کونے میں ایک طرف رکھے والٹ پر پڑی۔۔ نشال نے ہاتھ بڑھا کر وہ والٹ اٹھا لیا۔۔ الٹ پلٹ کر دیکھا، یقیناً وہ ضیغم کا ہی والٹ تھا مگر اتنا پرانا ضرور تھا کہ مزید استعمال نہیں کیا جا سکتا تھا۔۔ نشال کو حیرت ہوئی۔۔ بھلا ضیغم کو یہ والٹ یہاں رکھنے کی ضرورت کیوں پیش آگئی تھی۔۔ وہ سمجھ نہ سکی تو والٹ کھول کر دیکھا۔۔ والٹ بالکل خالی تھا۔۔ کوئی پیپر۔۔ کوئی نوٹ کچھ بھی ایسا نہیں تھا جو خاص ہو۔۔ نشال نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے یونہی سرسری سا دوبارہ دیکھا۔۔ وہ والٹ بند کرنے لگی تھی جب اسے کچھ نظر آیا۔۔ اس نے وہ جیب پوری کھول کر دیکھی۔۔ ایک سوکھا ہوا گلاب تھا جس کی رنگت سیاہ ہو چکی تھی۔۔ نشال کا دل دھک رہ گیا۔۔ وہ الماری سے ٹیک لگاتی وہیں بیٹھتی چلی گئی۔۔ اس نے اپنی لرزتی انگلیوں سے وہ گلاب والٹ کی جیب سے نکالنا چاہا تھا مگر چھونے پر اسے اندازہ ہوا کہ وہ جیب کے کپڑے کے ساتھ چپکا ہوا ہے۔۔ اگر وہ اسے الگ کرنے کی کوشش کرتی تو یقیناً وہ بکھر جاتا۔۔ شاید اسی لیے ضیغم نے گلاب سمیت وہ والٹ سنبھال لیا تھا۔۔ نشال نے بے اختیار

گردن موڑ کر بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھا سرخ گلابوں کا وہ گلدستہ دیکھا جو اس کمرے میں ضیغم اسکے لیے لایا تھا۔۔یہی وہ گلدستہ تھا جسے دیکھ کر اسے چار سال پرانا وہ گلدستہ یاد آیا تھا جو اس نے ضیغم کے لیے اسی کمرے میں رکھا تھا۔۔ نشال کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔۔اس نے اپنا سر الماری سے ٹکا لیا۔۔۔ صبح اسے اپنے دیے گلدستے کے حشر پر افسوس ہوا تھا۔۔اور اب۔۔۔اب شام سے پہلے وہ اس گلدستے کے انجام پر رو رہی تھی۔۔جن پھولوں کو پتی پتی نوچ کر وہ اسی کمرے کی دہلیز پر اپنے پیروں تلے روند گئی تھی۔۔انہی پتیوں میں سے ایک پھول ضیغم اجلال نے اپنے پاس سنبھال لیا تھا۔اور اس طرح سنبھالا تھا کہ آج اس سوکھے، سیاہ گلاب نے نشال کے دل میں مرجھا چکی محبت کا گلاب کِھلا دیا تھا۔۔۔وہ ضیغم کے والٹ کو پیشانی سے لگا کر رو دی۔۔اسکے سارے شکوے۔۔تمام تر گلے۔۔ سب اسکے اندر ہی دم توڑتے چلے جا رہے تھے۔۔۔پرسوں رات ضیغم اجلال نے اپنے جن لفظوں میں اس سے اظہار محبت کیا تھا۔۔ان تمام تر لفظوں کی تشرح اس سوکھے گلاب نے کر دی تھی۔۔نشال چپ چاپ آنسو بہاتی رہی۔۔وہ کیا کہتی اس سے۔۔؟؟ کیا شکوہ کرتی۔۔۔؟؟ جس نے اپنی نفرت سے لڑ کر اسکی محبت کی خوشبو اتنے سالوں سے اپنے پاس قید کر رکھی تھی۔۔؟؟ وہ شخص جسے وہ بے حس، پتھر دل سمجھتی رہی۔۔کیا نکلا تھا وہ۔۔؟؟ کس قدر حساس۔۔؟؟ اسکی محبت میں کس قدر پاگل۔۔۔؟؟

اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے نشال نے ہاتھ میں پکڑا والٹ واپس اسی کونے میں رکھ دیا۔۔اس بار جب اسکی نگاہ اپنے دیے تحفوں پر پڑی تو وہ اسے اپنی قدر پر جگمگاتے نظر آئے تھے۔۔اسے اب سمجھ آ رہی تھی کہ ضیغم نے وہ تحائف کیوں نہیں کھولے تھے۔اسے اب یقین ہو چکا تھا کہ وہ مرتے دم تک ان تحائف کو کبھی کھولے گا بھی نہیں۔۔ہاں ایسا ہی تھا۔ ضیغم اجلال کے لیے معنی نہیں رکھتا تھا کہ گفٹ پیپر میں لپٹے ان تحائف میں بطور تحفہ کیا چیز موجود ہے۔۔اسکے لیے کچھ اہم تھا تو بس یہی کہ نشال نے اسے تحفہ دیا ہے۔۔وہ ساری زندگی اس بات کی خوشی محسوس کرنا چاہتا تھا کہ نشال ہر سال اسکا جنم دن یاد رکھتی ہے۔۔اسے ان تحائف کو دیکھ کر انہیں اپنی نظر

سے پرانا نہیں کرنا تھا۔۔اسے ان تحائف کو استعمال کر کے بے کار اور پرانا نہیں کرنا تھا۔۔اسے بس اس بات کا اطمینان رکھنا تھا کہ نشال کی طرف سے اس کے پاس ڈھیروں تحائف موجود ہیں۔۔یہی ضیغم اجلال کا فلسفہ تھا۔۔ ہاں وہ ایسا ہی تھا۔وہ اپنے آپ میں ایک ہی تھا۔۔کیونکہ وہ ضیغم اجلال تھا۔۔نشال ہولے سے مسکرائی اور الماری کا نچلا خانہ بند کر دیا۔۔وہ اسے ساری زندگی یونہی تحفہ دینے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔اب اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ ضیغم اسکا دیا تحفہ کھول کر کیوں نہیں دیکھے گا۔۔

♦♦♦♦

یہ محبتیں یہ عنایتیں

یہ مسرتیں تیرے نام ہیں

میرے ہم قدم میرے ہم نشیں

یہ رفاقتیں تیرے نام ہیں

کبھی گمشدہ کبھی روبرو

کبھی آئینہ کبھی عکس تُو

میرے ہم نوا میری خواہشیں

میری صحبتیں تیرے نام ہیں

کبھی یہ ہنسی کبھی یہ نمی

کبھی رنجشیں کبھی قربتیں

میری زندگی کی حسیں سبھی

یہ عبارتیں تیرے نام ہیں

ہلکا آسمانی سوٹ اور ہم رنگ دوپٹہ شانوں پر پھیلاتے ہوئے اسنے آئینے میں اپنا عکس دیکھا۔۔سیاہ بال جنہیں پچھلے تین سالوں سے اس نے قینچی نہیں لگوائی تھی۔۔کافی لمبے ہو کر اسکی کمر سے نیچے جا رہے تھے۔۔بالوں کی ڈھیلی سی چوٹی گوندھ کر اسنے اپنے سینے پر ڈال رکھی تھی۔۔۔آج جانے کتنے عرصے بعد وہ اپنی غلافی آنکھوں کو کاجل سے گہرا کر رہی تھی۔۔۔اپنا عکس آئینے میں دیکھتے ہوئے نشال کے لب ہولے سے مسکرائے۔۔صاف ستھرے کمرے پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال کر وہ ٹیرس پر چلی آئی۔۔رات کا کھانا کھانے کے بعد وہ آغا جان کے کمرے میں براجمان تھا۔۔نشال مسکاتی نظروں سے سیاہ آسمان پر چمکتے چیدہ چیدہ ستاروں کو دیکھ رہی تھی۔۔جانے کتنی دیر خنک ہوا اسکے چہرے سے ٹکراتی سیاہ بالوں کی لٹوں کو چھیڑتی رہی۔۔اسے کچھ خبر نہ تھی۔۔ ضیغم کمرے میں آیا تو خالی کمرہ دیکھ کر ایک پل کو پریشان ہوا پھر ٹیرس کے ہلتے پردوں پر نظر پڑی تو اس طرف آیا۔۔وہ گرل پر ہاتھ رکھے آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

"نشال۔۔۔؟؟" ضیغم نے ہولے سے اسے پکارا تو وہ اسکی طرف پلٹی۔۔

"آپ کب آئے۔۔۔؟؟"پلکیں جھپکاتے ہوئے اس نے دھیمی آواز میں پوچھا۔۔اسے حقیقتاً اسے وہاں دیکھ کر حیرت ہوئی جس کی آمد سے وہ بے خبر رہی تھی۔۔

"تب جب تم۔۔آسمان پر چاند کو تلاش رہی تھیں۔۔!"اسکے قریب آتا وہ نرمی سے بولا۔۔ہاتھ جینز کی پاکٹس میں گھسا لیے۔۔

"میں بھلا چاند کو کیوں ڈھونڈوں گی۔۔سرد راتوں میں وہ بادلوں میں چھپ جاتا ہے۔۔ان راتوں میں اسے ڈھونڈنا بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں۔۔!"نشال نے نگاہ واپس آسمان پر ٹکاتے ہوئے آہستگی سے کہا۔۔

ضیغم نے ایک ہاتھ جینز کی پاکٹ سے نکال کر اسکی پشت پر جھولتی چوٹی کو چھوا۔۔وہ بدک کر اسکی جانب پلٹی تو ضیغم کے لبوں پر مسکراہٹ اپنی چھپ دکھلا کر غائب ہو گئی۔۔

"سردراتوں میں چاند۔۔اکثر کمروں کی بالکونی میں بھی چمکنے لگتا ہے۔۔!" اسکی کاجل سے لبریز قاتل آنکھوں میں جھانکتا وہ بڑی سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔نشال کا دل دھڑکا۔۔

"یہ پہلی بار آپکے منہ سے ہی سن رہی ہوں۔۔!" اپنی انگلیاں مروڑتے ہوئے نشال نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا۔۔ ضیغم اسکا کھلا کھلا سراپا دیکھتا اپنا آپ کھونے لگا۔۔

"ایک بات بتاؤ۔۔۔!" وہ اسکے قریب ہوا۔۔نشال کی دھڑکنیں بڑھنے لگیں۔۔

"دور۔۔دور رہ کر بات کریں ناں۔۔!" نشال نے گرل سے چپکتے ہوئے کہا۔۔اسکا گریز ضیغم کے جذبات بھڑکانے لگا۔۔وہ بڑے ضبط سے مسکرایا۔۔

"قریب آہی کب رہا ہوں۔۔ابھی تو کچھ سوالات باقی ہیں۔۔!" گرل پر اسکے دائیں بائیں ہاتھ ٹکاتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بولا۔۔نشال نے نظریں اٹھا کر اسکی جانب دیکھا جس کی سنجیدہ آنکھوں میں ضبط کی سرخی تھی۔۔اس نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا۔۔جیسے سوال پوچھنے کی اجازت دی تھی۔۔

"تم نے کل جھوٹ بولا تھاناں۔۔؟؟" وہ ڈائریکٹ اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔ ضیغم کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اس پل اذیت میں ہے۔۔لیکن وجہ جاننے سے وہ قاصر تھی۔۔

"کون سا جھوٹ۔۔۔؟؟" اسکو اتنا قریب دیکھ کر اپنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتی وہ بولی تھی۔

"یہی کہ تم نے مجھے معاف نہیں کیا۔۔۔؟؟؟" ضیغم کی اس بات نے نشال کو اسکی اذیت کی وجہ بھی بتادی تھی۔۔

"کیا اب بھی نہیں نشال۔۔۔؟؟ کیا اتنی طویل سزا بہت نہیں ہے۔۔؟؟" اسکی آنکھوں میں دیکھتا وہ بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

نشال نے اپنے دانت بھینچ کر بامشکل اپنے لبوں کی کپکپاہٹ پر قابو پایا۔۔

"اور اگر یہی سوال میں آپ سے پوچھوں تو۔۔؟؟اپنی پھپھو سے اتنے سال ناراض رہ کر بھی۔۔۔انہیں خود سے دور رکھ کر بھی۔۔کیا اب بھی انہیں آپ نے معاف نہیں کیا ضیغم۔۔جبکہ غلطی ان کی نہیں تھی۔۔!"نشال نے برجستگی سے جواب دیا۔۔

ضیغم اس وقت اسکے فریحہ بیگم کو درمیان میں لانے پر کڑوا گھونٹ پی کر رہ گیا۔۔

"یہ میرا اور میری پھپھو کا معاملہ ہے تمہیں اسکی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔تم نے انکی عزت کی ڈیمانڈ رکھی تھی وہ میں پوری کر چکا ہوں۔۔!" ضیغم نے سرد مہری سے کہا۔۔۔

"تو پھر آپکو معاف کرنا یا نہ کرنا میرا اور میرے دل کا معاملہ ہے۔۔آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔آپ کی ڈیمانڈ میری آپ کے کمرے میں موجودگی تھی اور وہ میں پوری کر چکی ہوں۔۔!"نشال نے بھی اسی کے انداز میں اسے جواب دیا۔۔

اسکے ٹکر توڑ جواب پر ضیغم کی پیشانی پر رگیں ابھرنے لگیں۔۔وہ اسکے قریب تھا مگر ابھی تک ضیغم نے اسے ہاتھ لگانے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔

"نشال تم۔۔۔۔تمہیں کیا مسئلہ ہے اس سے۔۔۔؟؟میرا اور انکا معاملہ اور ہے۔۔تمہارے دل سے میرا معاملہ اور ہے۔۔میں تمہاری مزید ناراضگی افورڈ نہیں کر سکتا اس بات کو سمجھو پلیز۔۔۔۔!"وہ اپنا ضبط کھو رہا تھا۔۔

اس کا دل چاہ رہا تھا کہ سامنے کھڑی اس لڑکی کو جھنجھوڑ کر رکھ دے۔۔

"میرا ابھی میری مما کے ساتھ دل والا ہی معاملہ ہے۔۔میں انہیں آپ کے لیے مزید روتا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔۔اور آپ۔۔آپ جتنا مرضی چھپا لیں۔۔۔لیکن میں آپ کی اس تکلیف کو بخوبی محسوس کر سکتی ہوں جو میری مما کی وجہ سے آپ کو ہوئی۔۔۔!"نشال آج ہر صورت فریحہ بیگم کا کیس جیتنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔

ضیغم نے اپنی سرخ آنکھیں اسکی غلافی آنکھوں میں گاڑھیں۔۔

"اور وہ تکلیف محسوس نہیں ہوئی تمہیں جو پچھلے تین سالوں سے برداشت کر رہا ہوں میں۔؟؟ تمہاری دوری۔؟؟ تمہاری بے رخی۔۔؟؟ تمہاری بے اعتناعی۔۔۔؟؟ تمہاری اجنبیت کی تکلیف۔۔۔؟؟؟" ایک جھٹکے سے اسکے بازو تھامتا وہ درشت لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔ اسکا ضبط جواب دے چکا تھا۔۔۔ گرفت میں جنونیت تھی۔۔ نشال کی سانسیں ساکن ہونے لگیں۔۔

"سچ بتاؤں۔۔۔؟؟" اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھتی نشال بمشکل بولی۔۔ ضیغم چپ چاپ اسکی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

"آپ سے دوری کی، میری اپنی تکلیف اس قدر شدید تھی کہ میں آپ کی محسوس ہی نہیں کر سکی۔۔۔!" وہ بڑی سادگی سے سچ بول گئی تھی۔۔ ضیغم نے اسکے بازوؤں پر اپنی گرفت ہلکی کر دی۔۔

پھر آہستگی سے اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکرائی۔ ایک گہرا سانس لیا تھا۔۔ نشال کی آنکھیں بھرنے لگیں۔۔

"کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتیں۔۔ ایک بار۔۔؟؟ صرف ایک بار۔۔۔؟؟" اسکی پیشانی پر اپنی پیشانی ٹکائے وہ اپنی بھاری ہوتی آواز پر قابو پانے کی کوشش کرتا پوچھ رہا تھا۔۔

"کیا آپ میری خاطر اپنی پھپھو کو معاف نہیں کر سکتے۔۔؟؟" اس بار نشال نے اپنی ماں کی بات نہیں کی تھی۔۔

ضیغم نے ایک پل کو اپنی آنکھیں بند کر لیں۔۔ اس کا بچپن اس ایک پل میں اسکی آنکھوں میں گھوم گیا۔۔

"کر دیا۔۔ کر دیا میں نے انہیں معاف۔۔۔!" بڑے ضبط سے کہتے ہوئے ضیغم نے اسکا گلابی چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر لیا۔۔ نشال بھیگی آنکھوں سمیت مسکرائی۔۔

"اور مانگو کیا مانگتی ہو۔۔ اور کہو کچھ۔۔ کیا چاہئیے۔۔ تمہیں سب دوں گا۔۔ میری جان چاہئیے۔۔؟؟ میری سانسیں چاہئیں۔۔ مم مانگ لو جو چاہئیے۔۔ بدلے میں بس مجھے معافی دے دو۔۔۔ مجھے میری اپنی ہی اولاد کو مارنے کے جرم سے بری الزمہ کر دو۔۔۔ مجھے سکون دے دو نشال۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔۔۔!" اسکی آنکھوں میں دیکھتا

وہ بھیگی ہوئی آواز میں بول رہا تھا۔۔نشال کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔۔نشال نے نرمی سے اسکی سیاہ پلکوں کو چھوا جن کی نوکیں کچھ نم نم سی تھیں۔۔

"میں نے آپکو معاف کیا ضیغم۔۔۔اپنا ہر دکھ۔۔ہر اذیت۔۔ہر تکلیف آپکو معاف کی۔۔۔!"اسکا رخسار سہلاتے ہوئے نشال نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔۔

نشال کے لبوں سے ادا ہونے والے الفاظ پر وہ ہولے سے مسکرایا۔۔

"پھر سے کہو۔۔۔!"اسکی آنکھ سے نکلتے آنسو اپنی ہاتھ کے انگوٹھوں سے صاف کرتا وہ کہہ رہا تھا۔۔

"میں نے آپکو معاف کیا۔۔دل سے معاف کیا۔۔!"نشال نے مسکراتے ہوئے اپنے الفاظ دوہرائے۔۔ ضیغم نے جھک کر اسکی دمکتی پیشانی چوم لی۔۔

"تھینکس۔۔۔!"نرمی سے کہتے ہوئے ضیغم نے اسے اپنے سینے سے لگالیا۔۔اسکا حصار پاتے ہی وہ شدت سے رو دی۔۔۔اسے خود میں بھینچے ضیغم نے اس سرد بھیگی رات میں اسے رونے دیا۔۔۔وہ نشال فاروقی کی تمام تکالیف کا مداوا چاہتا تھا۔۔لیکن فی الوقت آنسوؤں کے ذریعے اسکے دل کا غبار نکلنا ضروری تھی۔۔۔ ضیغم نے اپنی بھیگی آنکھوں کے کونے صاف کیے پھر اسکے لرزتے وجود کو بازوؤں میں بھرتے ہوئے وہ کمرے میں لے آیا۔۔۔وہ دھیرے دھیرے بولنے لگا۔۔اسکی بھاری آواز نشال کی سماعتوں میں رس گھولنے لگی۔۔

مجھے اسکو بتانا ہے

کہ اسکی مسکراہٹ پر

میں دنیا وار سکتا ہوں

مجھے اسکو بتانا ہے

کہ اسکی ایک آہٹ پر

میں جیون ہار سکتا ہوں

مجھے اسکو بتانا ہے

مجھے اس سے محبت ہے

مجھے بھی عشق ہے اس سے

مجھے اسکو بتانا ہے

عجب پاگل سی لڑکی ہے

عجب پاگل سا میں بھی ہوں

وہ خاموش ہوا تو نشال بے ساختہ کھلکھلائی۔۔ایک عرصے بعد اسے کھلکھلاتا دیکھ وہ مبہوت رہ گیا۔۔پھر خود بھی مسکرا دیا۔۔نشال نے پر سکون ہو کر اسکی پناہوں میں خود کو چھپا لیا تھا۔۔ ضیغم اجلال بھی آج اپنی محبت کے سامنے سر جھکا کر مسرور تھا۔۔نہ اس نے نشال کو گئے دنوں کی صفائی دی تھی نہ ہی نشال نے اس سے بیتے دنوں کی صفائی مانگی تھی۔۔یہ حقیقت نشال بھی جانتی تھی کہ ضیغم کی نفرت کھوکھلی تھی اور یہی حقیقت ضیغم بھی مانتا تھا کہ اسکے وجود میں نشال کے لیے نفرت سے زیادہ اسکے دل میں نشال کی محبت زور آور تھی۔۔دونوں کی کشادہ دلی پر۔۔ محبت کی سچائی پر دور کہیں محبت کی دیوی ان دو دلوں کے ملن پر مسکرائی تھی۔۔

♦♦♦♦

میرا عقیدہ

میری عقیدت

میری چاہت

میری محبت

جو لفظ دیکھوں تو ہزار ہیں

اور جو سمیٹ دوں

تو صرف

تم۔۔۔۔

اسکی محبت میں بھیگی نرم آواز سنتی مشال مسکائی۔۔

"سچ میں اتنی محبت کرتے ہو مجھ سے۔۔؟" اسکے کندھے سے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھتی وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

ضرغام نے نرم نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"کاش کہ محبت نامی جذبے کو ماپنے کا کوئی پیمانہ ہوتا۔۔۔ تو میں اپنی تمام تر محبت اس پیمانے میں ماپتا اور آپکے سامنے لا کر رکھ دیتا۔۔ تب آپکو پتہ چلتا کہ ضر کو آپ سے کتنی محبت ہے۔۔!" اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اسکی نرم و نازک انگلیوں میں اپنے ہاتھوں کی انگلیاں پھنساتا وہ شیریں لہجے میں بول رہا تھا۔۔ مشال کی دھڑکنیں اسکی دیوانگی پر رقص کرنے لگیں۔۔

"بہت اچھا ہے کہ محبت ماپنے کا کوئی پیمانہ نہیں ہے۔۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اگر ایسا کوئی پیمانہ ہوتا بھی تو وہ ضرغام اکرام کی محبت کو ماپنے میں فیل ہو جاتا۔۔!" کہتے ہوئے مشال نے اسکے گلے میں اپنے بازوؤں کا ہار پہنایا۔۔ مشال کے انداز میں فخر تھا۔۔ وہ دونوں اس وقت اپنے بیڈروم کی کھڑکی کے پردے سرکا کر کھڑکی کے پاس کھڑے سیاہ آسمان کو تک رہے تھے۔۔ ضرغام نے مسکاتے ہوئے اسکے اس لاڈ بھرے انداز پر سرشار ہوتے ہوئے اسکی کمر کے گرد اپنے مضبوط بازو باندھ لیے۔۔

"ایک بات تو بتاؤ۔۔" اسکا وجیہہ چہرہ اپنی جگ مگ کرتی آنکھوں میں سموئے وہ شرارتی پن سے بولی۔۔

"جی پوچھیے۔۔۔!" اسکی تیکھی ناک سے اپنی ناک مس کرتا وہ بولا۔۔مشال تھوڑا سا پیچھے ہوئی۔۔

"ایسے مت کرو ورنہ میں پوچھ نہیں پاؤں گی۔۔!" وہ پزل ہوئی۔۔ضرغام کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

"اچھا اب پوچھئے۔۔!" وہ بڑی شرافت سے سنجیدہ ہوا مگر آنکھوں میں ابھی بھی شرارت تھی۔۔

"یہ تم مجھے کب تک 'آپ' آپ' کہتے رہو گے۔۔'تم' کب کہنا شروع کرو گے۔۔۔؟؟" وہ بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی جیسے یہ آپ اور تم ایک بہت اہم مسئلہ ہو۔۔

"جب آپ مجھے 'آپ' کہیں گی تب۔۔۔!" ضرغام نے برجستگی سے جواب دیا۔۔اسکے جواب پر وہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔۔

"اوہ۔۔یہ ٹائم کبھی نہیں آئے گا۔۔میں تمہاری اتنی عزت نہیں کر سکتی۔۔!" وہ بچوں کی طرح کھلکھلاتی ہوئی کہہ رہی تھی۔۔

ضرغام بے خود سا اسے دیکھے چلا گیا۔۔ایک وقت تھا جب وہ اسکی ہلکی سی مسکراہٹ کو بھی ترسا کرتا تھا۔۔

"تو بس پھر۔۔جب تک ہمارے بچے نہیں ہو جاتے میں آپکو آپ ہی کہتا رہوں گا۔۔تب شاید آپکو تھوڑی حیا آجائے اور آپ اپنے بچوں کے ابا کو "آپ" کہنا شروع کر دیں۔۔!" ایک مصنوعی آہ بھرتے ہوئے اس نے بھرپور سنجیدگی سے کہا۔۔چند پل تو مشال کو سمجھ ہی نہیں آئی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے مگر جب آئی تو اسکے گال بہت تیزی سے لال ہوئے تھے۔۔۔

"بدتمیز۔۔۔۔چپ کرو۔۔۔" اسکے گلے سے بازو نکال کر اسکے سینے پر مکے مارتے ہوئے وہ ہنستے ہنستے چلائی۔۔

ضرغام بھی ہنستا چلا جا رہا تھا۔۔مشال نے مسکراتے ہوئے اسکے سینے پر سر ٹکا دیا۔۔اب ان دونوں کے لیے خوشیاں ہی خوشیاں تھیں کیونکہ دکھوں کا پر اذیت وقت وہ صبر و ہمت سے کاٹ چکے تھے۔۔۔

✲✲✲✲✲✲

سنو۔۔۔

میری بے رنگ دنیا کو

تمہاری مسکراہٹ نے

ہزاروں رنگ بخشے ہیں

اسکے کان کے قریب میٹھی سرگوشی ہوئی تھی۔۔ سامعہ نے پلٹ کر اسکی جانب دیکھا تو وہ مسکرایا۔۔

"سو گئی ایشل۔۔۔؟؟" سامعہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔

"ہاں جی سو گئی میری پرنسس۔۔۔" اسکے گرد اپنا مضبوط حصار پھیلاتے ہوئے زمان نے اسکے شانے پر ٹھوڑی رکھی۔۔ وہ دونوں اس وقت اپنے گھر کے چھوٹے سے لان میں کھڑے سیاہ آسمان کی وسعت کو دیکھ رہے تھے۔۔

"تمہارے بغیر بہت سی راتیں گزری ہیں سامعہ جن کی صبح میں نے یونہی سیاہ آسمان تکتے کھڑے ہو کر نکلتی دیکھی ہیں۔۔" وہ بہت دھیمی آواز میں کہہ رہا تھا۔۔

"اور یہ کن دنوں کی باتیں ہیں جناب۔۔؟؟ پچھلے دو سال سے تو ہر اتوار آپ اسلام آباد پہنچ ہوتے تھے۔۔ بیٹی اور بیوی کو ہر ہفتے دیکھ لینے کے باوجود بھی آپ نے ایسی راتیں گزاری ہیں۔۔؟؟" اسکی طرف پلٹتے ہوئے سامعہ نے غیر سنجیدگی سے پوچھا۔۔

اسکے سوال پر وہ مسکرایا۔۔

"آہ۔۔۔ یہ ان دو سالوں سے پہلے اس ایک سال کی راتوں کی بات ہے جب آپ محترمہ کی شکل دیکھنے کو بھی ترس گیا تھا میں۔۔۔!" اسکے چہرے سے لپٹتی سیاہ بالوں کی لٹوں کو پیچھے کرتا وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔

"بہت کڑا وقت تھا زمان۔۔ یاد مت دلائیں مجھے۔۔!" اسکے شانے پر سر ٹکاتی وہ آہستگی سے بولی۔۔ زمان نے اسکے بال سہلائے۔۔۔

"کافی رات ہوگئی ہے۔۔اندر چلو۔۔ورنہ ٹھنڈ لگ گئی تو میری ہی جان سولی پر لٹکنی ہے۔۔!" اسے اپنے حصار میں لے کر پلٹتے ہوئے زمان نے غیر سنجیدگی سے کہا۔۔سامعہ نے زرا سا سر اونچا کر کے اسے گھورا۔۔

"ویسے میں کیا سوچ رہا تھا سامعہ۔۔۔!" وہ بڑی سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔سامعہ کو لگا شاید کوئی بہت ضروری بات ہے سو سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔۔اسکی دلکش آنکھوں میں نیند کا خمار تھا۔۔آنکھ کے پاس چمکتا وہ ہی تل۔۔اپنی بات مکمل کرنے کی بجائے وہ جھکا اور اس تل پر اپنے لب رکھ دیے۔۔سامعہ نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔۔

"کیا یہ کرنے کا سوچ رہے تھے۔۔؟؟" سامعہ نے کچھ خفگی سے پوچھا۔۔زمان نے جھٹ نفی میں گردن ہلائی۔۔وہ اب بھی اسکے حصار میں تھی۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ ایشل اب بڑی ہو رہی ہے۔۔اس سے پہلے کہ وہ سمجھدار ہو جائے ہم اسکو ایک بھائی اور دے دیتے ہیں۔۔کیا خیال ہے۔۔؟؟" زمان نے مسکاتے لہجے میں کہا۔۔سامعہ نے ایک جھٹکے سے اپنا سر اٹھایا اور اسکی جانب دیکھا۔۔زمان نے مسکراتے ہوئے ایک آنکھ دبائی۔

"بے شرم انسان۔۔۔!" اسکے بال نوچتی وہ اپنے کمرے کی جانب بھاگی۔۔زمان کا جاندار قہقہ لاؤنج میں گونج اٹھا۔۔

"ارے سامعہ۔۔سنو تو۔۔ایم سیریس یار۔۔!" اسکے پیچھے لپکتا وہ مسلسل ہنس رہا تھا۔۔محبت کی خوبصورت چھایا نے آخر زمان اور سامعہ کے آشیانے پر بھی سایہ کر ہی لیا تھا۔اب زندگی سہل تھی۔۔

*****

سب عادتیں چھوڑ سکتا ہوں

تمہارے لیے، تمہارے سوا

سگریٹ کا دھواں فضا میں تحلیل کرتا وہ نشال کو کھانسنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

"کبھی اس زہر کی جان چھوڑ بھی دیا کریں۔۔ ہر وقت اسے ہونٹوں سے لگائے رکھتے ہیں۔۔!" نشال سلگتے ہوئے بولی۔۔ ضیغم دھیرے سے ہنسا۔۔۔

"تم قریب رہو تو اسکی ضرورت ہی نہ پڑے۔۔!" ضیغم نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔۔ اسکے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ تھی۔۔ اسکی بات پر نشال پہلے تو خاموش رہی۔۔ کچھ دیر اسے گھورا۔۔ پر بیڈ سے اتری اور اسکے پاس آگئی۔۔۔

"آگئی قریب۔۔ اب چھوڑیں اسے۔۔۔!" اسکے ساتھ ہی صوفے پر چوکڑی مار کر بیٹھتے ہوئے نشال نے بھرپور سنجیدگی سے کہا۔۔ ضیغم کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔۔ اس نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں میں دبی ایش ٹرے میں مسلی۔۔ اسکے ایسے کرتے ہی نشال چپکے سے وہاں سے اٹھنے لگی جب ضیغم نے سرعت سے اسکی کلائی تھام کر اسے اپنے جانب کھینچا۔۔

"نو مسز۔۔۔ یہ ہوشیاری نہیں چلے گی۔۔۔!" شرارتی پن سے کہتا وہ اسکے چہرے پر جھک گیا۔۔ نشال کی سانسیں اسکی قربت پر بکھرنے لگیں۔۔ دھڑکنوں کا شور بڑھنے لگا۔۔ اسے گہرے سانس لیتا دیکھ وہ اس سے دور ہوا۔۔

"بس۔۔۔؟؟ تم تو خود میرے قریب آئی تھیں۔۔؟؟" اسکی آنکھوں میں جھانکتا وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔ نشال نے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے گھورا۔۔ ضیغم ہولے سے ہنسا پھر اپنے ٹراؤزر کی پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر کچھ نکالا۔۔ نشال نے بھنویں سکیڑ کر اسکی بند مٹھی کی جانب دیکھا تو ضیغم نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے مٹھی اسکے سامنے کھول دی۔۔ اسکی ہتھیلی پر وہی وائٹ گولڈ کی نازک سی چین اور اسکے درمیان میں پڑا بلیک ڈائمنڈ تھا۔۔ نشال کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے۔۔

"یہ۔۔۔ یہ تو۔۔۔!" نشال نے بولنا چاہا تھا۔۔

"یہ مجھے مل گئی تھی۔۔!" بنا اسکی سنے۔۔بنا کچھ کہے ضیغم نے نرمی سے کہا۔۔پھر زرا سا اسکی طرف جھکا اور اسکی گردن میں وہ چین پہنا دی۔۔نشال نم آنکھوں سمیت مسکرائی۔۔

"اب اسے اپنی اس خوبصورت گردن سے کبھی جدا مت کرنا۔۔!" دھیمی آواز میں کہتے ہوئے ضیغم نے اسکی گردن پر اپنی شہادت کی انگلی پھیری۔۔نشال کی اسکی جانب پشت تھی۔۔اسنے یونہی اسکے شانے سے اپنا سر ٹکا دیا۔۔

"نشال۔۔" ضیغم نے اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔نشال نے اپنی آنکھیں موندلیں۔۔پلکیں لرز رہی تھیں۔۔

"ہمم۔۔"نشال کی آواز بہت دھیمی تھی۔۔

"آئی وانٹ مائے بے بی۔۔۔!" ضیغم کی دھیمی آواز پر نشال نے فوراً آنکھیں کھولی تھیں۔۔اسکی جانب پلٹی اور اسے دیکھا۔۔جس کی آنکھوں میں اس پل سنجیدگی تھی۔۔تو کیا وہ جانتا تھا۔۔۔؟؟نشال کا دل دھڑکا۔۔

"میں تم سے دور ضرور تھا۔۔پر بے خبر نہیں۔۔!" اسکی ٹھوڑی چھوتے ہوئے ضیغم نے نرمی سے کہا۔۔نشال نے نگاہ جھکا لی۔۔۔

"ڈاکٹرز کہیں گے کہ ضیغم اجلال کی بیوی ماں نہیں بن سکتی اور ضیغم اجلال بنا ٹیسٹ رپورٹس کے یقین کر لے گا۔۔؟؟نو سویٹ ہارٹ۔۔نیور۔۔۔!" وہ بڑی سنجیدگی سے بول رہا تھا اور نشال نے اپنی چوری چھپانے کو اسکے سینے پر سر رکھ دیا۔۔شاید اسکی ناراضگی کا ڈر تھا۔۔ضیغم اسکی اس ادا پر ہولے سے مسکرایا۔۔

"ففٹی پرسنٹ چانسز تھے۔۔!" اسکی ٹی شرٹ پر لکھے "ہارٹ بیٹ" پر انگلی پھیرتی وہ بولنا شروع ہوئی۔۔

"میں جانتا ہوں۔۔۔دو سال تک علاج کے بعد ایٹی پرسنٹ ہو چکے ہیں یہ بھی جانتا ہوں۔۔!" ضیغم کے لب بہت آہستگی سے اسکے بالوں پر ہل رہے تھے۔۔نشال کے پاس بولنے کو کچھ نہ بچا۔۔

"ضیغم۔۔۔!"نشال نے سر اٹھا کر کچھ کہنا چاہا۔۔

"کوئی بہانہ نہیں نشال۔۔۔میں غلط تھا مجھے معلوم ہے۔۔میں تین سال پہلے یہ نہیں سمجھ سکا کہ تمہیں مجھ سے زیادہ ہماری اولاد کیوں عزیز ہے۔۔لیکن اس دن جب حذیفہ میرے قریب آیا۔۔تب مجھے احساس ہوا کہ ہم بچے سے نہیں۔۔اس بچے سے جو ہمارا رشتہ ہوتا ہے اس رشتے سے محبت کرتے ہیں۔۔تم ہماری اولاد کے لیے کریزی ہو رہی تھیں کیونکہ۔۔۔تمہیں مجھ سے محبت ہے۔۔اور وہ۔۔۔میرا بچہ تھا۔۔!" اسکا گال سہلاتے ہوئے بولتے ضیغم کا لہجہ بوجھل ہو رہا تھا۔۔اسکی آواز میں اپنی اولاد کو کھونے کا افسوس تھا۔۔نشال نے اپنی پانی بھری آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔پھر اگلے ہی پل وہ مسکرائی اور اثبات میں سر ہلا دیا۔۔ضیغم بھی ہولے سے مسکرایا پھر اسے بازوؤں میں بھر تا بیڈ تک لے آیا۔۔

"ہم ایک نئی زندگی کی شروعات کریں گے۔۔!" کہتے ہوئے وہ اسکی آنکھوں پر جھکا۔۔

"ایسی زندگی جس میں تم مجھے سمجھو گی۔۔۔" اسکی ناک کو چھوا تھا۔۔نشال کا تنفس بگڑنے لگا۔

"وہ زندگی جس میں، میں تم سے ہر دن اپنی محبت کا اظہار کروں گا۔۔!" اسکی ٹھوڑی پر اپنا لمس چھوڑا تھا۔۔

"وہ زندگی جس میں، میں کبھی تمہاری آنکھ نم نہیں ہونے دوں گا۔۔۔!" نشال کا دل اسکے ہر ہر لفظ پر ایمان لا رہا تھا۔۔اس نے پرسکون ہو کر اپنا آپ اسکے حوالے کر دیا جس کے لمس میں اسکے لیے محبت تھی۔۔وہ خدا کا جتنا بھی شکر ادا کرتی کم تھا کہ جس نے اسکی بقیہ زندگی کو سہل کر دیا تھا۔۔ضیغم اجلال پر بھی زندگی آسان ہو چکی تھی کیونکہ اسکی زندگی اسکی بانہوں میں تھی۔۔۔

❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊

ختم شد۔۔۔۔

# السلام علیکم۔۔۔

الحمدللہ آج۔۔۔جو بکھروں میں اختتام کو پہنچا۔۔۔میری اس کاوش کو آپ تک پہنچانے میں جن کرداروں نے میرا بے حد ساتھ دیا ان میں سب سے پہلے میں شکریہ ادا کرنا چاہوں گی عمران بھائی اور میسرہ آپی کا۔۔ جنھوں نے مجھے ایک بہترین پلیٹ فارم فارم مہیا کیا۔۔میرے حوصلے اس قدر بلند کیے کہ میں اپنے لکھا آپ سب تک پہنچا پائی۔۔۔آپ دونوں بلا گرز کا شکریہ۔۔♥

انکے علاوہ مبرہ آپی نمرہ آپی میری مدد گار رہیں۔۔ایپا آپ دونوں کے لیے بے حد پیار۔۔☺

انعم سعید ایک بہترین ایڈیٹر کے طور پر میری معاون رہیں۔۔شکریہ پیاری۔۔

میری بہترین دوست عظمٰی مشتاق جس نے مجھے ہر اس برے لمحے میں حوصلہ دیا جب میں آنلائن لکھنے سے فیڈ اپ ہوئی۔۔ جب جب میں نے اس فیلڈ کو چھوڑنے کا سوچا میری پیاری عظمٰی مجھے سنبھالنے کو موجود رہی۔۔میرا حوصلہ بڑھایا مجھے ہمت دی۔۔اور ناول لکھنے میں۔۔ناول کے متعلق بہت سی معلومات حاصل کرنے میں میری مدد کی۔۔ نیز اگر لکھتی رہی تو بہت سے صفحات سیاہ ہو جائیں گے مگر عظمی مشتاق کے متعلق صحیح سے نہ لکھ پاؤں گی جس نے ناول ٹیم کے بعد مجھے بہت سپورٹ کیا۔۔تو عظمٰی مشتاق بنڈل آف تھینکس ٹو یو پیاری۔۔♥

آخر میں شکریہ ادا کرنا چاہوں گی اپنے سب ریڈرز کا۔۔میرے پیج ممبرز کا۔۔الحمدللہ مجھے اس فیلڈ میں بے حد کو آپریٹو لوگ ملے۔۔پھر وہ بلاگرز ہوں، دوست ہوں یا پھر ریڈرز۔۔آپ تمام مخلص اور پیارے لوگوں کا بے حد شکریہ۔۔۔

آخر میں صرف اتنا کہوں گی کہ میں کچھ نہیں۔۔میری اوقات کچھ نہیں۔۔یہ اللہ کا کرم ہے جس نے مجھے اس قابل کیا کہ میں کچھ لکھ سکوں۔۔۔

مجھے پڑھنے کے لیے۔۔میرے لفظوں کو پڑھنے کے لیے۔۔آپ سب کی شکر گزار۔۔

## فقط میرب حیات۔۔۔